تکمیل واصلاح اور مکمل نظرثانی شدہ ایڈیشن

# تاریخ ابنِ کثیر



حافظ عمادالدین ابوالفدا اسماعیل ابنِ کثیر متوفی ۷۷۴ھ

اردو ترجمہ

## البدایة والنهایة

دارالاشاعت کراچی

تکمیل واصلاح اور مکمل نظرثانی شدہ ایڈیشن

# تاریخ ابنِ کثیر

اردو ترجمہ

## البدایة والنہایة

جلد ششم

حصہ یازدہم و دوازدہم

۲۴۸ھ ہجری سے ۴۰۵ھ ہجری تک کے واقعات کا تفصیلی بیان ابوالعباس احمد بن محمد المعتصم کی خلافت، مختلف عباسی خلفاء کے عزل ونصب کے پریشان کن حالات فاطمیین بنو بویہ و بنو سبکتگین کی اسلامی سلطنتوں کے احوال۔

---

آغاز سن ۴۰۶ھ ہجری، سلطان اسلام محمود غزنوی کے حالات، طغرل بیگ اور بساسیری سلطنت کے احوال، سلطان صلاح الدین ایوبی کی جنگی مہمات اور عظیم فتح اسلام بیت المقدس کی فتح کے احوال۔ دیگر ۵۸۸ھ ہجری تک کے اہم واقعات کا تفصیلی بیان۔


حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ابنِ کثیر متوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ وتحقیق

مولانا ابوطلحہ محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مولانا محمد اسلم بن قاری رحمۃ اللہ صاحب شہداد پوری



دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : نومبر ۲۰۰۸ء علمی گرافکس
ضخامت : 707 صفحات

**قارئین سے گزارش**

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿........ ملنے کے پتے ........﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

**Azhar Academy Ltd.**
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

**Islamic Books Centre**
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

**MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE**
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

**DARUL-ULOOM AL-MADANIA**
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# فہرست مضامین

## البدایہ والنہایہ معروف بہ

## تاریخ ابن کثیر

### حصہ یازدہم ودوازدہم



# تاریخ ابن کثیر......حصہ یازدہم

## ۲۴۸ہجری کے بقیہ واقعات

## مستعین کی خلافت

## آغاز سال ۲۴۹ہجری

**ابوالعباس احمد بن محمد المعتصم**......جس دن المنتصر باللہ کا انتقال ہوا تھا عوام الناس نے ان کے ہاتھ پر اسی دن بیعت کی لیکن ترکوں کی ایک تھوڑی سی جماعت نے اے معتز اور اے منصور کے نعرے لگا کر ان کی خلافت سے بغاوت کی کچھ اور افراد بھی ان کی حمایت میں کھڑے ہو گئے دوسری جانب مدد کے طور پر مستعین باللہ کی فوج مقابلہ پر آ گئی فریقین کے درمیان کچھ مدت تک سخت جنگ جاری رہی ہر گروہ کے کافی افراد جنگ میں قتل کئے گئے بغداد کے بہت سے گھرانے لوٹ مار کا نشانہ بنے بہت سے مختلف قسم کے فتنے ظاہر ہوئے بالآخر مستعین کو فتح حاصل ہوئی اور وہ خلیفہ بن گیا انہوں نے زمام حکومت سنبھال لی اپنے مخالفین کو عہدوں سے معزول کر کے موافقین کو ان کی جگہ فائز کیا کچھ لوگوں سے روابط ختم کئے کچھ لوگوں سے تعلقات استوار کئے کچھ منصوبے شروع کئے کچھ روک دیئے کچھ عرصہ تک اسی پالیسی کے تحت کام ہوتا رہا۔

**بغا کبیر کی وفات اور موسیٰ ابن بغا کا اس کی جگہ نامزد ہونا**......اسی سال ماہ جمادی الاخریٰ میں بغا الکبیر نے اس دار فانی سے کوچ کی جس کی وجہ سے خلیفہ وقت نے ان کے باصلاحیت، لائق ترین لڑکے موسیٰ بن بغا کو ان کے عہدہ پر مقرر کر دیا چنانچہ اس نے مشرق اور مغرب کے اطراف میں مسلسل حملے کئے جس کے نتیجے میں اس نے دس لاکھ دینار مالیت کا متفرق ساز و سامان جمع کر لیا اور بہت ہی قیمتی دس اصلی موتی بھی جمع کر لئے اور مزید تین جبے اور سونے چاندی کا ایک بکس بھی اس کے ہاتھ لگ گیا۔

**اہل حمص کی بغاوت**......نیز اس سال حمص کے باشندوں نے اپنے حاکم کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اسے برطرف کر دیا حاکم وقت نے اس جرم کی پاداش میں ان کے سرغنوں کو گرفتار کر کے ان کے مکانات ختم کرنے کے احکامات جاری کئے اسی سال محمد بن سلیمان الذینبی نے لوگوں کو حج بیت اللہ کرایا۔

**خاص خاص لوگوں کی وفات**......احمد بن صالح وحسین بن علی الکرابیسی عبدالجبار بن علاء، عبدالملک بن شعیب، عیسیٰ بن حماد، محمد بن

حمید الرازی، محمد بن زنبور، محمد بن علاء ابو کریب، محمد بن یزید ابو ہاشم الرفاعی اس سال وفات پانے والوں میں مشہور و معروف شخصیات میں سے تھے۔

**ابو حاتم السجستانی** ...... آپ کا اسم گرامی سہل بن محمد بن عثمان یزید الجشمی ابو حاتم النحوی اللغوی ہے۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں اور علم لغت میں مہارت تامہ حاصل کی۔ علم لغت میں آپ کے استاد ابو عبید اور اصمعی جیسے حضرات تھے۔ آپ نے ابو زید انصاری سے بہت زیادہ روایتیں بیان کی ہیں، مبرد اور ابن درید وغیرہ جیسے حضرات آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ با اخلاق اور بہت زیادہ راہ خدا میں خرچ کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کے عادی تھے۔ یومیہ ایک دینار صدقہ کرنے اور ہفتہ میں ایک قرآن شریف کی تلاوت کا معمول تھا۔ آپ نے شعر و شاعری بھی کی ہے آپ ہی کے چند اشعار ہیں:

> عوام الناس نے اس کے حسین چہرہ کو ظاہر کر دیا پھر اس کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہونے والوں کو ملامت کرنا شروع کر دی اگر لوگوں کو میری پاکدامنی کا فکر ہوتا تو اس کے خوبصورت چہرہ کو ظاہر نہ کرتے۔

**وفات** ...... ماہ محرم میں آپ نے وفات پائی بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ اسی سال ماہ رجب المرجب میں آپ کی وفات کا واقعہ پیش آیا۔

## ۲۴۹ھ کے واقعات

مسلمانوں کی ایک جماعت اور رومیوں کے درمیان وسط ماہ رجب جمعۃ المبارک کے روز مقام ملیطہ کے قریب مقابلہ ہوا اور سخت جنگ ہوئی۔ جانبین سے کافی افراد مارے گئے اور امیر المسلمین عمر بن عبداللہ بن الاقطع اور ان کے ساتھ دو ہزار مسلمان بھی مارے گئے اور اسی جنگ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے امیر حضرت علی بن یحییٰ ارمنی بھی قتل کر دیئے گئے انا للہ و انا الیہ راجعون ان دونوں امیروں کا تعلق اکابر انصار سے تھا۔

**فتنۂ بغداد** ...... ماہ صفر کے شروع میں بغداد میں ایک بہت بڑا فتنہ پیش آیا جس کا سبب یہ بنا کہ امراء کی ایک جماعت نے زبردستی خلافت چھیننے کی کوشش اور خلیفہ متوکل کو قتل کر ڈالا اور اس کے ساتھ ساتھ خلیفۂ منتصر اور خلیفہ مستعین کی طاقت کو بھی کمزور کر دیا تو عوام الناس پر ان کی یہ حرکت ناگوار گزری چنانچہ عوام الناس نے جمع ہو کر جیل پر حملہ کر کے اس میں سے قیدیوں کو نکال لیا پھر سب جمع ہو کر شہر کے کنارہ کے دونوں پلوں کی طرف آ گئے ایک پل کو توڑ پھوڑ کر اور دوسرے کو آگ لگا کر ختم کر دیا پھر انہوں نے عوام الناس سے مدد کی درخواست کی تو ایک بہت بڑی جماعت نے ان کی درخواست پر اپنی مدد پیش کر دی۔ اس کے بعد سب نے مل کر بہت سے مقامات پر لوٹ مار کی اور یہ سب واقعات بغداد کی مغربی جانب میں رونما ہوئے۔

پھر مالدوں نے سرحدوں پر دشمنان اسلام سے جنگ کرنے والے مسلمانوں اور مقتول مسلمانوں کا بدلہ لینے کے لئے بغداد کی عوام سے مالی مدد کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے چاروں طرف سے مسلمان مع ساز و سامان کے ٹوٹ پڑے۔ اس فتنہ کا سبب یہ بنا تھا کہ دشمنان اسلام سے جہاد کرنے کے لئے خلیفہ اور ملک کی افواج روم کے علاقوں میں نہیں گئیں اور وہ خلافت کے اصل مقصد کو چھوڑ کر اور اپنی ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال کر خلاف شرع امور میں مشغول ہو گئے جس کی وجہ سے عوام الناس ان سے ناراض ہو گئی اور مذکورہ ہنگامے انہوں نے برپا کئے پھر اکیس ربیع الاول کو سامرا کے لوگوں نے بغداد کی طرح قید خانہ جا کر وہاں کے قیدیوں کو بھی جیل خانوں سے نکال لیا، وہاں کے سپاہی جن کا نام زرافہ تھا ان لوگوں کے مقابلہ میں آ گئے لیکن عوام الناس نے ان کو شکست دیدی اس ہنگامے کی روک تھام کے لئے وصیف اور بغا صغیر اور ترکی کے عوام نے مقابلہ میں آ کر قتال کیا جس کے نتیجے میں انہوں نے بہت سے افراد کو قتل کیا لیکن یہ فتنہ برابر جاری رہا تاہم ایک زمانہ کے بعد از خود ختم ہو گیا۔

اسی سال وسط ربیع الثانی میں ترک عوام کے درمیان ایک فتنہ کھڑا ہو گیا جس کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ مستعین نے اپنے دور خلافت میں تین شخصوں کو

بہت آزادی دے رکھی تھی۔

(۱)...... اتامش ترکی نامی شخص جس کا شمار خلیفہ کے اخص الخواص اور وزیروں میں ہوتا تھا اور وہ خلیفہ کے صاحبزادے عباس کی دیکھ بھال کرتا اور اسے شاہسواری سکھانا بھی اسی کے سپرد تھا۔

(۲)...... خلیفہ کے مقربین میں سے دوسرا شخص شاہک الخادم تھا۔

(۳)...... خلیفہ کی والدہ تھی جو اپنی من مانی کرتی تھی اور اس کا ایک کاتب تھا جس کا نام سلمہ بن سعید النصرانی تھا۔ چنانچہ ان میں سے اتامش نامی شخص نے بیت المال کے اموال میں سے فضول خرچی کر کے اسے بالکل خالی کر دیا۔ اس کی یہ حرکت عوام کو بالکل برداشت نہیں ہوئی اس لئے وہ سب اس پر اکٹھے ہو کر حملہ آور ہو گئے اور خلیفہ کے پاس اس کے موجودگی کے وقت لوگوں نے خلیفہ کے محل کا گھیراؤ کر لیا اس وقت خلیفہ ہکا بکا رہ گیا اور وہ کچھ نہ کر سکا بالآخر لوگوں نے ذلت آمیز طریقے سے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اس کا گھر مال جائیداد مع سامان کے لوٹ لیا اس کے بعد خلیفہ نے ابو صالح عبداللہ بن احمد بن یزاد کو اپنا وزیر چن لیا اور بغا صغیر کو فلسطین کا اور وصیف کو اہواز کا حاکم بنا دیا جس کی وجہ سے پہلے سے بھی بڑے فتنے اور ہنگامے وجود میں آئے اور خلیفہ کی طاقت وقوت کمزور پڑ گئی۔

۳ جمادی الآخریٰ جمعرات کے دن سامرا کے علاقہ میں مغاربہ کے درمیان بے چینی کی کیفیت پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے وہ جمع ہو کر اتحاد واتفاق کا مظاہرہ کرتے لیکن یہ اتحاد ان کے درمیان دیر پا قائم نہیں رہتا۔ ۲۵ جمادی الآخریٰ بروز جمعہ مطابق ۱۶ ماہ تموز سامرا کے علاقہ میں بڑی زوردار بارش ہوئی اور مسلسل بجلی کی چمک کے ساتھ اندھیری چھائی رہی اور پورا دن موسلا دھار بارش ہوتی رہی۔

ماہ ذی الحجہ میں رئ کے علاقہ میں زبردست زلزلہ آیا اور زوردار آندھی چلی جس نے وہاں کی عمارتوں کو اکھاڑ کر رکھ دیا اور بہت سے افراد کو ہلاک کر دیا اور باقی ماندہ افراد جنگل کی طرف نکل کھڑے ہوئے، اسی ماہ میں مکہ معظمہ کے گورنر عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام نے لوگوں کو حج کرایا۔

**مخصوصین کی وفات**...... اس سال خاص خاص لوگوں میں وفات پانے والوں میں یہ حضرات تھے ایوب بن محمد الوزان، کتاب السنن کے مصنف حسن بن الصباح البزار، رجاء بن مرجا الحافظ، التفسیر الحافل کے مصنف عبد بن حمید، عمرو بن علی الفلاس۔

**علی بن جہم**...... علی بن جہم بن بدر بن مسعود بن اسد القرشی السامی جو سامہ بن لوئی الخراسانی ثم البغدادی کی اولاد میں سے تھے۔ ان کا شمار مشہور شعراء اور مسلم شدہ دیانتداروں میں ہوتا تھا۔ ان کے اشعار کا ایک دیوان ہے جس میں اچھے اشعار بھی ہیں اور ایسے اشعار بھی ہیں جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف باتیں کہی گئی تھیں، اور یہ خلیفہ متوکل کے مقربین میں سے تھے ایک مرتبہ خلیفہ نے ناراض ہو کر خراسان کی طرف ان کو نکل جانے کا حکم دیا اور اپنے نائب کو حکم دیا کہ وہ ان کو ننگا کر کے مارے چنانچہ نائب نے خلیفہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ان کے ساتھ ایسا ہی کیا۔

ان کے کہے ہوئے عمدہ اشعار میں سے کچھ یہ بھی ہیں:

> بے دین اور غیر رشتہ دار کی دشمنی سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔ اس لئے کہ وہ تیری عزت کے برباد کرنے میں کسی چیز کا خیال نہیں رکھے گا اور وہ تیری محفوظ عزت وآبرو پر حملہ آور ہو گا۔

انہوں نے یہ اشعار مروان بن حفصہ کی ہجو میں کہے تھے جس کے جواب میں مروان نے مندرجہ ذیل شعر کہے:

> کیا اس کے بعد علی بن جہم شعر گوئی کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ شاعر نہیں تھا در اصل بات یہ ہے کہ میرا والد اس کی والدہ کا پڑوسی تھا جب اس نے اشعار کہنے کا دعویٰ کیا تو اس نے میرے سامنے اس کا راز فاش کر دیا۔

علی بن جہم شام آنے کے بعد عراق جانے کے ارادہ سے لوٹا جب حلب پر اس کا گزر ہوا تو وہاں کے لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا علی بن جہم نے جواباً ان سے مقابلہ کیا جس میں وہ سخت زخمی ہو گیا بالآخر یہی اس کی موت کا سبب بن گیا اس وقت اس کے کپڑوں سے ایک تحریر برآمد ہوئی جس میں مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہوئے تھے:

دے رہے ہیں کہ اگر رسول اللہ اس وقت ہم میں موجود ہوتے تو بھی اس مقتول کی تعریف فرماتے۔ لیکن عبداللہ بن طاہر نے ان کی اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد ابو ہاشم جعفری یہ اشعار کہتے ہوئے جدا ہوئے:

اے بنی طاہر تمہیں اس کے کھانے میں مزہ نہیں آئے گا اس لئے کہ نبی کا گوشت خوش گوار نہیں ہوتا، یہ ایسا تنہا شخص ہے جس کا چاہنے والا خود رب العالمین ہے اور اس کی کامیابی یقینی ہے۔

اس موقعہ پر خلیفہ نے کوفہ کے نائب امیر حسین بن اسماعیل کے پاس ایک شخص کو امیر بنا کر بھیجا تھا چنانچہ وہ یحییٰ بن عمر کے قتل کے بعد کوفہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے کوفہ والوں کے قتل عام کا ارادہ کیا لیکن نائب امیر نے انہیں منع کر دیا اور شہر والوں کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا اس طریقہ پر رب العزت نے اس فتنے کا خاتمہ فرمایا۔

## واقعات ۲۵۱ھ

اسی سال مستعین اور بغا صغیر اور وصیف تینوں نے مل کر باغر ترکی کے قتل کا منصوبہ بنایا، اور یہ متوکل کے قتل میں ملوث لیڈروں اور سرداروں میں سے تھا چنانچہ طے شدہ منصوبے کے تحت اسے قتل کر دیا گیا اور اس کی جائیداد اور آمدنیوں کو ضبط کر لیا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ بڑی تیز رفتار گھوڑی پر سوار ہو کر سامرا سے بغداد چلے گئے جس کی وجہ سے نظام حکومت درہم برہم ہو گیا، یہ واقعہ ماہ محرم میں رونما ہوا، بغداد پہنچنے کے بعد خلیفہ نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس رہائش اختیار کی۔

**بغداد اور سامرا والوں میں خلافت کے بارے میں اختلاف** ...... اسی زمانے میں بغداد اور سامرا کے عوام میں ایک بہت بڑے فتنے نے جنم لیا جس کا ظہور اس صورت میں ہوا کہ سامرا والوں نے معتز کے ہاتھ پر لوگوں کو بیعت کرنے کی دعوت دی اور بغداد کے باشندوں نے مستعین کی بیعت کو بدستور باقی رکھا۔

اس کے بعد سامرا والے معتز اور اس کے بھائی مؤید کو جیل سے چھڑا کر لے گئے اور معتز کو اپنا سربراہ بنالیا اور وہاں کے بیت المال پر قبضہ کر لیا جس میں اس وقت کل پانچ لاکھ دینار تھے، اور مستعین کی والدہ کی کل رقم دس لاکھ دینار اور مستعین کے لڑکے کی املاک چھ لاکھ دینار تھی۔

اس وقت سامرا میں معتز کی پوزیشن خوب مستحکم ہوگئی، دوسری طرف مستعین نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو بغداد کی حفاظت کے بارے میں ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا کہ شہر کی دونوں دیواریں اور خندق کی مرمت کی جائے اور اس منصوبے کے لئے اس نے تین لاکھ اور تیس ہزار روپے کا اعلان کیا اور ہر دروازے پر حفاظت کے لئے ایک چوکیدار مقرر کیا اور مزید شہر کی چار دیواری پر پانچ منجنیق اور چھ توپیں نصب کیں ان میں سے ایک منجنیق بہت بڑی تھی جس کا نام عضبان تھا، اور دیگر آلات جنگ اور دشمن سے بچاؤ کی تدابیر اور لوگوں کی نفری کا بھی انتظام کیا اور دشمن کا سدِ باب کرنے کے لئے چاروں طرف کے پل تڑوا دیئے۔

اس موقع پر معتز نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو خط کے ذریعے اپنی حکومت میں شمولیت کی دعوت دی اور اس میں ان باتوں کا بھی ذکر کیا جو اس کے والد متوکل نے محمد بن عبداللہ بن طاہر سے عہد و پیمان کے طور پر کہیں تھیں کہ میرے بعد ولی عہد میرا لڑکا معتز ہوگا لیکن محمد بن عبداللہ نے اس خط کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بلکہ اس کے خلاف ناقابل ذکر دلائل دیتے ہوئے اس کی حکومت میں شامل ہونے کے بارے میں صاف جواب دے دیا۔

**مستعین اور معتز دونوں کی طرف سے موسیٰ بن بغا کے نام دعوتی خط** ...... اس کے بعد مستعین اور معتز دونوں نے موسیٰ بن بغا کو خط کے ذریعے اپنی طرف آنے کی دعوت دی تاکہ حمص والوں سے قتال کیا جائے اور مزید اس کے پاس کچھ جھنڈے بھیجے تاکہ وہ اپنے ساتھیوں میں سے جسے دینا چاہے دیدے اور مستعین نے اسے اپنی حکومت میں شمولیت اور اس کا نائب حاکم بننے کی بھی دعوت دی۔

لیکن موسیٰ بن بغا کبیر فوراً سوار ہو کر سامرا چلا گیا اور معتز کے قافلے میں شامل ہو گیا اسی طرح عبداللہ بن بغا صغیر بغداد میں اپنے والد کے پاس فرار ہو کر معتز کے قافلے سے جاملا اس کے علاوہ بہت سے امراء اور ترکی لوگوں نے بھی معتز کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

معتز نے اپنے بھائی احمد بن متوکل کو مستعین سے قتال کرنے پر آمادہ کیا اور اس کے ساتھ ایک لشکر بھیجنے کا بھی وعدہ کیا جس کی وجہ سے وہ اس کام کے لئے تیار ہو گیا چنانچہ وہ ترکی وغیرہ پانچ ہزار کا لشکر لے کر بغداد کی طرف چلا گیا اور اپنے عبکرا مقام پر جمعہ کی نماز پڑھائی۔

اور اپنے بھائی معتز کے لئے دعا کی اور پھر سات صفر اتوار کی شب بغداد شہر پہنچ گیا تو اس وقت بھی اس کے ساتھ ایک بڑی جماعت آ ملی ابواحمد کے لشکر میں ایک شخص تھا جس کا نام باذنجانہ تھا اس موقعہ پر اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

اے بنی طاہر اللہ کے اس لشکر سے دور رہو جس کو موت بہت زیادہ محبوب ہے اور اس لشکر کے مقابلہ میں مت آؤ جس کا امیر ابواحمد ہے جو کہ بہترین مولیٰ اور بہترین مددگار ہے۔

اس کے بعد دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی اور بہت زیادہ خوفناک واقعات رونما ہوئے جنہیں ابن جریر نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

پھر معتز نے اپنے بھائی کی مدد کے لئے موسیٰ بن ارشناس کے ہمراہ تین ہزار آدمیوں کی کمک بھیجی پس وہ ربیع الاول کی بالکل آخری تاریخ کو پہنچی پس انہوں نے شہر کے مغربی کنارے باب قطر کے نزدیک پڑاؤ ڈالا اور ابواحمد کا لشکر باب شماسیہ کے قریب ٹھہرا اس وقت بڑی زوردار لڑائی چل رہی تھی اور لوگوں کا قتل عام ہو رہا تھا۔

ابن جریر نے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جنگ کے دوران معتز نے اپنے بھائی احمد کو بذریعہ خط بغداد والوں سے لڑائی میں سست رفتاری دکھانے پر ملامت کی جس کے جواب میں ابواحمد نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر روانہ کئے:

ہمارے پاس موت آنے کا ایک ہی راستہ ہے اور زمانہ کبھی ہمارے موافق ہوتا ہے اور کبھی ناموافق۔ ہمارے ایام لوگوں کے لئے عبرت کے واقعات ہیں۔ بعض ان میں سے بوقت صبح پیش آنے والے ہیں اور بعض بوقت شب۔ ان میں سے بعض مصیبتیں ایسی ہیں جو کہ بچے کو بوڑھا کر دینے والی ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ ان میں سچا دوست سچے دوست کو رسوا کر دے اور ایک اتنی چوڑی شہر پناہ ہے کہ جس کی بلندی کو ہماری نظریں چھونے سے قاصر ہیں اور ایک گہرا دریا بھی ہے ہلاک کر دینے والی جنگ ہے اور بالکل تیار شدہ تلوار ہے۔ اور ایک بہت بڑا خطرہ ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے۔ اور صبح کے وقت پکارنے والے کی اسلحہ اسلحہ کہتے ہوئے ایک زوردار چیخ ہے لیکن وہ نفع بخش نہیں ہے۔ پس کوئی پڑا ہوا ہے اور زخمی حال ہے اور کوئی جلا ہوا ہے اور کوئی غرق شدہ ہے۔ یہ قتل کیا ہوا ہے اور یہ بچھاڑا ہوا ہے اور کوئی منجنیق کے ذریعے چور چور ہے۔ وہاں سینہ زوروں کا بازار گرم ہے اور لوٹ مار ہے اور تباہ شدہ گھر ہیں جو لوگوں کو خوش کرنے والے ہیں۔ جب ہم کسی راستے پر چلتے ہیں تو کچھ دیر کے بعد اسے بند پاتے ہیں۔ اللہ ہی کی مدد سے ہم اپنے مقصود تک پہنچیں گے اور اسی کی مدد سے ہم کمزور ہونے کے باوجود دشمن پر فتح اور کامیابی حاصل کریں گے ابن جریر کہتے ہیں کہ مذکورہ اشعار علی بن امیہ کے ہیں جو کہ مخلوع اور مامون کے فتنے کے موقع پر کہے گئے تھے۔

فریقین کے درمیان فتنہ وفساد اور لڑائی جاری رہی اور شہر پر ابواحمد کا محاصرہ رہا اور بغداد کے باشندے اس سال آخر تک تنگ حالی کا شکار رہے اور بہت سے واقعات میں دونوں فریقوں کے کافی تعداد میں لوگ مارے گئے کبھی ابواحمد غالب آ جاتا اور شہر کے بعض دروازوں پر قبضہ کر لیتا لیکن طاہر کے لوگ ان پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیتے اور ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیتے پھر اپنے ٹھکانوں پر واپس پہنچ جاتے اور کچھ وقت تک جنگ رک جاتی۔

**ابن طاہر کا منافقانہ پالیسی اختیار کرنا** ...... لیکن جب کبھی بغداد میں غلہ اور سامان رسد میں کمی آتی تو بغداد والے پست ہمتی کا شکار ہو

جاتے پھر عوام میں ابن طاہر کے بارے میں مشہور ہوگیا کہ یہ حقیقت میں معتز کے ساتھ ہے نہ کہ مستعین کے ساتھ اور یہ واقعہ اس سال کے آخر کا ہے لوگوں کے ان شکوک وشبہات کا ابن طاہر کو علم ہوگیا تو وہ خلیفہ اور عوام کے سامنے معذرت کرنے لگا اور بڑی بڑی قسمیں کھانے لگا لیکن عوام کے دلوں میں اس کے متعلق شکوک وشبہات بدستور قائم رہے اور انہیں اطمینان نہیں ہوا ایک موقع پر عوام کے ایک ہجوم نے ابن طاہر کے مکان کا گھراؤ کرلیا اس وقت خلیفہ بھی اس میں موجود تھا لوگوں نے مطالبہ کیا کہ خلیفہ ان کے روبرو آ کر ابن طاہر کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرے چنانچہ چاروں طرف سے شور برپا ہوگیا بالآخر خلیفہ ان کے سامنے آیا اس وقت اس نے کالے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی چادر مبارک ڈالی ہوئی تھی اور ہاتھ میں چھڑی تھی۔

اس موقع پر اس نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے آپ ﷺ کا واسطہ دے کر کہا کہ تم اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ اور ابن طاہر کے بارے میں مطمئن ہو جاؤ اس لئے کہ وہ صحیح آدمی ہے تب جا کر شور ختم ہوا اور لوگ اپنے گھروں کو لوٹے۔

پھر ذی الحجہ کی ابتداء میں خلیفہ ابن طاہر کے گھر سے رزق الخادم کے گھر منتقل ہو گئے اور ابن طاہر کے گھر کے بالمقابل لوگوں کو عید الضحیٰ کی نماز پڑھائی اور خلیفہ اس روز اس حالت میں لوگوں کے سامنے آئے کہ ان کے جسم پر بردہ نبوی اور ہاتھ میں چھڑی تھی اور وہ دن بغداد کے لوگوں کے لئے محاصرہ اور مہنگائی کی وجہ سے ایک تاریخی دن تھا اور لوگوں پر خوف تھا اور بھوک چھائی ہوئی تھی جو کہ ان کے لباس سے عیاں تھی۔

اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں سب کے ساتھ عافیت کا معاملہ فرمائے۔

**ابن طاہر کا مستعین کو خلافت سے دستبردار ہونے پر آمادہ کرنا**...... جب معاملہ حد سے گزر گیا اور تنگ حالی عام ہوگئی اور بچے بھوک سے نڈھال ہو گئے اور عوام پریشان ہوگئی تو ابن طاہر نے اولاً اشاروں کنایوں کے ذریعے اور پھر کھل کر اپنی منافقانہ پالیسی کا اظہار کر دیا حتیٰ کہ خلیفہ سے اس بارے میں مناظرہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ خلافت سے دستبردار ہو کر کچھ نقد اور ادھار مال پر صلح کرلیں اور ہر سال اپنی ضروریات اور اخراجات کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کرلیں اور وہ اسی کوشش میں لگا رہا بالآخر خلیفہ اس کی بات ماننے پر تیار ہوگیا۔

اس موقع پر جو شرائط ان کے درمیان طے ہوئیں ابن طاہر نے ان کو ایک کاغذ پر لکھ لیا پھر بیس ذی الحجہ کو ابن طاہر رصافہ کی سواری پر سوار ہو کر گیا اور قاضیوں اور فقہا کو جمع کر کے خلیفہ کے پاس لا کر انہیں اس بات پر گواہ بنالیا کہ خلیفہ نے اپنے تمام اختیارات میرے سپرد کر دیئے ہیں اور اسی طرح دربان اور خدام کی ایک جماعت کو بھی گواہ بنالیا پھر مہر خلافت پر بھی قبضہ کرلیا اور مستعین کے پاس رات کو کافی دیر بیٹھا رہا ادھر صبح ہوتے ہی عوام میں ابن طاہر کے بارے میں چہ میگویاں شروع ہوگئیں۔

اس کے بعد ابن طاہر نے امراء کی ایک جماعت کو خط دے کر معتز کے پاس بھیجا جب وہ جماعت معتز کے پاس پہنچی تو اس نے ان کا بڑا اکرام کیا اور خلعتیں دیں اور بڑے قیمتی انعامات اور تحائف ان کے سامنے پیش کئے گئے اس کے علاوہ ۲۵۱ ھجری میں کچھ اور بھی واقعات پیش آئے جن کا تذکرہ عنقریب آرہا ہے۔

**متفرق واقعات**...... اسی سال ربیع الاول میں قزوین اور زنجان کے علاقے میں اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا جس کا نام حسین احمد بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل الارقط بن محمد علی بن حسین بن علی بن ابی طالب تھا اور وہ کوکبی کے لقب سے مشہور تھا۔ آئندہ اوراق میں ان کے باقی احوال کا بیان ہوگا۔

اسی زمانہ میں موسیٰ بن عبید اللہ الحسنی کے بھانجے اسماعیل بن یوسف علوی بھی منظر عام پر آئے جن کا تذکرہ آگے ہوگا۔ اور سال رواں ہی میں بنی طالب سے حسین بن حمزہ بن عبد اللہ بن حسین بن علی بن حسن بن علی بن ابی طالب کا بھی ظہور ہوا، اس موقع پر مستعین نے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے مزاحم بن خاقان کو روانہ کیا چنانچہ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ بالآخر علوی شکست کھا گیا اور اس کے بہت سے ساتھی بھی قتل کر دیئے گئے اس کے بعد مزاحم نے کوفہ میں داخل ہو کر ایک ہزار مکانات کو جلا ڈالا اور جو افراد علوی کے ساتھ جنگ میں شامل تھے ان کے اموال کو لوٹ لیا اور علوی کی آزاد کردہ بعض لونڈیوں کو بھی بیچ ڈالا۔

**حرمین شریفین میں اسماعیل بن یوسف کی لوٹ مار**......اسی سال میں اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ حسن بن حسین بن ابی طالب نے مکۃ المکرمہ پر حملہ بول دیا جس سے وہاں کا نائب حاکم جعفر بن فضل خوف زدہ ہو کر فرار ہو گیا اس نے اس کا گھر اور اس کے ساتھیوں کے گھروں کو لوٹ لیا اور بہت سے افراد کو قتل کر ڈالا، اور خانہ کعبہ میں موجود سونا چاندی خوشبو غلاف کعبہ سب پر قبضہ کر لیا اور لوگوں سے دو لاکھ دینار چھین لئے پھر مدینہ منورہ چلا گیا وہاں کا نائب حاکم علی بن حسین بھی اس سے ڈر کر بھاگ گیا۔ پھر اسماعیل بن یوسف ماہ رجب میں دوبارہ مکہ میں داخل ہوا اور مکہ والوں کا گھراؤ کر لیا جس کی وجہ سے وہاں کے بہت سے باشندے بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو گئے۔ اس موقع پر مکہ میں مہنگائی اس قدر ہوئی کہ تین اوقیہ روٹی ایک درہم، ایک رطل گوشت چار درہم اور پانی کی بوتل تین درہم تک پہنچ گئی اور اس فتنے کی وجہ سے اہل مکہ مختلف مصائب میں مبتلا ہوئے۔

مکہ میں سترہ دن قیام کرنے کے بعد وہ ظالم جدہ چلا گیا وہاں کے تاجروں کے اموال لوٹ لئے اور سواریاں چھین لیں اور مکہ سامان لانے والے قافلوں کو لوٹ لیا، اللہ تعالیٰ اس کا ستیاناس کرے۔ پھر وہ ظالم دوبارہ مکہ آ گیا اور حج کے موقع پر کسی کو وقوف عرفہ نہیں کرنے دیا اور بہت سے حاجیوں کو قتل کر کے ان کے اموال چھین لئے اللہ تعالیٰ ان کی کوئی عبادت بھی قبول نہ کرے۔ اس سال ان بڑے بڑے فتنوں کے ظہور پزیر ہونے کی وجہ سے خلافت کا معاملہ بہت کمزور رہا۔

**خاص خاص افراد کا انتقال**......اس سال خواص میں سے یہ افراد دنیا سے رخصت ہوئے اسحاق بن منصور الکوسج، حمید بن رنجویہ، عمر بن دینار العصمی، ابوالتقی ہشام بن عبدالملک الیزنی۔

## واقعات ۲۵۲ھ

**مستعین کے خلافت سے کنارہ کش ہونے کے بعد معتز باللہ کی خلافت کا بیان**......اس سال کا آغاز اس حال میں ہوا کہ ابو عبداللہ محمد المعتز بن جعفر المتوکل بن محمد المعتصم بن ہارون الرشید کی خلافت بڑی مستحکم ہو چکی تھی۔

ان کے بارے میں دو قول اور بھی ہیں (۱) احمد (۲) زبیر ابن عساکر نے اسی آخری قول کو ترجیح دیتے ہوئے اپنی تاریخ میں زبیر ہی کے نام سے ان کے احوال کا تذکرہ کیا ہے۔

جب مستعین نے خلافت سے دستبردار ہو کر معتز کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو بغداد کے خطباء نے ۴محرم کو جامع مسجدوں میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے خلیفہ معتز باللہ ہی کا نام لیا اس کے بعد مستعین اپنے اہل وعیال اور باندیوں سمیت رصافہ سے حسن بن سہل کے گھر منتقل ہو گیا اور اس کام پر خلیفہ نے سعید بن رجاء کے ہمراہ ایک جماعت کے مامور کیا چنانچہ انہوں نے مستعین سے چادر چھڑی اور مہر خلافت لے کر معتز باللہ کے پاس بھیج دی پھر معتز نے مستعین کو پیغام بھیجا کہ موتیوں کی دو قیمتی انگوٹھی جن میں ایک کا نام برج اور دوسری کا نام جبل ہے وہ بھی دے دیں اس نے وہ بھی بھجوا دیں۔

پھر مستعین نے مکہ مکرمہ جانے کی اجازت مانگی لیکن اجازت نہیں ملی پھر انہوں نے بصرہ جانے کی اجازت مانگی تو جواب ملا کہ بصرہ آفت زدہ علاقہ ہے انہوں نے سن کر کہا کہ خلافت سے دستبردار ہونا اس سے بھی زیادہ آفت زدہ ہے پھر انہوں نے واسط جانے کی اجازت مانگی اجازت مل گئی چنانچہ وہ چار سو محافظوں کی نگرانی میں واسط چلے گئے،

اس کے بعد خلیفہ معتز نے احمد بن اسرائیل کو ہدایا عطا کئے اور اس کی تاج پوشی کر کے اسے اپنا وزیر بنا لیا جب بغداد میں حالات معمول پر آ گئے اور معتز کی پوزیشن مستحکم ہو گئی اور عوام اس کی تابع ہو گئی اور سرحدوں سے سامان کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور بغداد کے عوام خوشحال ہو گئے، ابو احمد ۱۲محرم الحرام ہفتہ کے روز سامرا چلا گیا اور ابن طاہر نے امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اسے رخصت کیا تو اس موقع پر ابو احمد نے ابن طاہر کو پانچ جوڑے اور ایک تلوار ھدیۃً پیش کئے اور اسے راستے سے ہی بغداد واپس بھیج دیا۔

**اس موقع پر شعراء کا معتز کی شان میں مدحیہ قصیدے کہنا** ...... چنانچہ ابن جریر نے اس موقع پر پڑھے گئے اشعار اور قصیدے نقل کئے ہیں جو معتز کی تعریف اور مستعین کے خلافت سے دستبردار ہونے پر لوگوں کی جانب سے اظہار اطمینان پر مشتمل ہیں۔ اور اس موقع پر شعراء نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اشعار کہے ہیں اس بارے میں محمد بن مروان بن ابی الجنوب بن مروان کے اشعار سب سے زیادہ معتز کی مدح اور مستعین کی مذمت پر مشتمل ہیں:

تمام اختیارات کا مالک معتز بن گیا اور مستعین اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے۔ حالانکہ اسے علم بھی تھا کہ ملک حقیقت میں تیرا ہے پھر بھی اس کے نفس نے اس کو دھوکہ دیدیا۔ اور حکومت کا ملنا در حقیقت رب العالمین کے قبضہ قدرت میں ہے چنانچہ اسی ذات نے مستعین کی حکومت ختم کر کے آپ کو عطاء کی۔ حقیقت میں حکومت کرنا اس کو زیب نہیں دیتا جیسا کہ شادی شدہ عورت کو نکاح متعہ کرنا زیب نہیں دیتا۔ لوگوں کے نزدیک اس کی خلافت سے زیادہ بری کوئی چیز نہیں تھی اور اس کے خلافت سے دستبردار ہونے پر لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی ہے۔ اے کاش کشتیاں اسے اٹھا کر کسی ٹیلہ پر پھینک آتی اسے پھینک کر آنے والے ملاح پر میری جان قربان ہو۔ آپ سے پہلے کتنے بادشاہوں نے لوگوں پر حکمرانی کی ہے حکومت کی بھاری ذمہ داری جو آپ کے سپرد کی گئی ہے اگر ان کے سپرد کی جاتی تو وہ صحیح چل بھی نہ پاتے۔ آپ کی وجہ سے عوام کی تنگ حالی خوشحالی میں تبدیل ہوگئی اور اللہ ہی تنگی کے بعد خوشحالی لانے والا ہے۔ ہم اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ اس خلافت کے صدقے آپ سے تمام برائیاں ختم کردے اس لئے کہ اس نے ہم سے برائیاں ختم کرنے کے لئے آپ کو ذریعہ بنایا۔

پھر معتز نے سامرا سے بغداد کے نائب حاکم محمد بن عبداللہ بن طاہر کو وصیف بغا اور جن لوگوں کے نام ان کے رجسٹروں میں درج تھے ان سب کے ناموں کو ختم کرنے کے بارے میں ہدایات جاری کیں اور بغا اور وصیف کے قتل کا ارادہ کرلیا پھر اسے ان دونوں کے بارے میں راضی کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ راضی ہوگیا۔

**بھائی کا بھائی کو قتل** ...... اسی سال ماہ رجب میں معتز نے اپنے بھائی مؤید کو چالیس کوڑے لگوا کر عہدہ سے برطرف کر کے اس کے ساتھ دوسرے بھائی احمد کو بھی جیل خانہ میں ڈال دیا اور جمعہ کے روز اس کی برطرفی کا اعلان کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ از خود ہی استعفیٰ پیش کردے اس کے بعد وہ صرف پندرہ روز زندہ رہا اس کے قتل کی کیفیت کے بارے میں دو قول ہیں:

(۱) ...... سمور کے لحاف میں اسے لپیٹ کر اس کی دونوں طرفوں کو بند کردیا گیا جس کی وجہ سے دم گھٹ کر وہ مرگیا۔

(۲) ...... برف کی سلوں پر اسے لٹا دیا گیا جس کی وجہ سے اس کا انتقال ہوگیا اس کے بعد اسے قید خانہ سے نکالا گیا اس وقت اس پر کوئی نشان نہیں تھا۔

پھر معتز نے امراء اور قاضیوں کی ایک جماعت کو مدعو کیا چنانچہ انہوں نے آکر بغیر سبب اور اثر کے اس کی موت کی گواہی دی پھر اسے کفنا کر گدھے پر سوار کر کے اس کی والدہ کے حوالے کردیا گیا جس نے اس کو قبر میں دفن کردیا۔

**مستعفی مستعین کے قتل کا بیان** ...... سال رواں ہی میں معتز نے اپنے نائب محمد بن عبداللہ کو مستعین کے مقابلہ میں لشکر تیار کرنے کا حکم دیا چنانچہ ابن طولون نے اس کے لئے خوب تیاری کی اور اس کام کے لئے وہ ۲۴ رمضان کو روانہ ہوگیا اور تین شوال کو قاطول نے اسے گرفتار کر کے احمد بن طولون کے سامنے حاضر کردیا پھر اسے قتل کردیا گیا۔

بعضوں نے کہا کہ اس کی اتنی شدید پٹائی کی گئی کہ وہ مرگیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا جس میں وہ ڈوب کر مرگیا۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ سعید بن صالح جو اس کے قتل پر مامور تھا مستعین نے اس سے دو رکعت نفل پڑھنے کی مہلت طلب کی چنانچہ مہلت ملنے پر اس نے نماز شروع کی اور آخری سجدہ کی حالت میں اسے قتل کردیا گیا اور اس کو اسی جگہ دفن کردیا گیا لیکن اس کے نشانات مٹا دیئے گئے۔

اس کے بعد مستعین کا سر معتز کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت وہ شطرنج میں مشغول تھا اس نے کہا کہ میرے فارغ ہونے تک اسے رکھ

دو چنانچہ کھیل سے فارغ ہو کر اس نے اسے دیکھا پھر اس کو دفن کرنے کا حکم دیا۔
پھر اس کو قتل کرنے والے سعید بن صالح کے لئے پچاس ہزار درہم انعام کا اعلان کیا علاوہ ازیں اسے بصرے کا حاکم بھی بنا دیا۔

**خاص افراد کا قتل** ...... اس سال وفات پانے والے مخصوصین میں سے یہ حضرات تھے اسماعیل بن یوسف علوی، جس ظالم نے حرمین میں ملحدانہ حرکتیں کیں اللہ نے بلا مہلت کے فی الفور اس ظالم کو ہلاک کر دیا۔ مستعین جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا، اسحاق بن بہلول زیاد بن ایوب، محمد بن بشار، غندر، موسیٰ بن مثنیٰ الزحسن یعقوب بن ابراہیم الدروقی بھی قتل ہوئے۔

## واقعات ۲۵۳ھ

اسی سال ماہ رجب میں معتز نے بغا کبیر کی سربراہی میں چار ہزار کا لشکر ہمذان کے مضافات کی طرف عبدالعزیز بن ابی دلف سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا اس لئے اس نے معتز کی حکومت سے بغاوت اختیار کر لی تھی اور وہ ہمذان کے اطراف میں بیس ہزار کی نفری کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔

**عبدالعزیز بن ابی دلف کی شکست** ...... چنانچہ فریقین میں جنگ ہوئی اور اواخر سال میں عبدالعزیز کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر رمضان میں دونوں کے درمیان مقام کرج میں دوبارہ مقابلہ ہوا اس مرتبہ بھی عبدالعزیز کو شکست فاش ہوئی اور اس کے بہت سے ساتھی قتل کر دیئے گئے اور اس کے بچوں سمیت اس کی والدہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور مقتولین کے سر اور بہت سے سرداروں کو ستر اونٹوں پر رکھ کر معتز کے پاس بھیج دیا اور جو علاقے اس کے زیر تسلط تھے ان پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔
سال رواں ہی میں بغا شرابی کو خلعت اور جوڑے عطا کئے گئے اور اس کی تاج پوشی کی گئی۔
اسی زمانے میں مقام بوازیج کے قریب عیدالفطر کے دن ایک خوفناک واقعہ پیش آیا جس کا سبب یہ بنا تھا کہ ایک شخص مساور نامی کو اس علاقہ کا حاکم مقرر کر دیا گیا تو سات سو خارجی اس کے مقابلے کو آ گئے۔

**بندار کا قتل** ...... ادھر ایک بندار نامی شخص تین سو افراد کے ہمراہ اس کی مدد کے لئے آیا چنانچہ سخت جنگ ہوئی اور خارجیوں کے پچاس آدمی قتل کر دیئے گئے اور بندار کے اڑھائی سو آدمی قتل کر دیئے گئے حتیٰ کہ خود بندار بھی قتل ہو گیا۔

**ابن طاہر کی وفات** ...... اس کے بعد مساور حلوان چلا گیا اور وہاں کے باشندوں سے مقابلہ کیا اور خراسان کے حاجیوں نے بھی حلوان والوں کی مدد کی لیکن پھر بھی مساور نے ان کے چار سو کے قریب افراد قتل کر دیئے اور خود اس کی جماعت کے بھی اس مقابلہ میں کافی افراد قتل کئے گئے۔

**وصیف ترکی کا قتل** ...... اس سال ۲۷ شوال کو وصیف ترکی کے قتل کا بھی واقعہ پیش آیا اور اس موقع پر سامرا میں لوگوں نے اس کے اور اس کی اولاد کے گھروں کو لوٹ لینے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی کوشش میں ناکام رہے اس کے بعد خلیفہ نے اس کے اختیارات بغا شرابی کے حوالے کر دیئے سال رواں ہی میں چودہ ذیقعدہ کو چاند گرہن ہو گیا اور اس کا اکثر حصہ غائب ہو گیا اور اندھیرا چھا گیا۔ چاند گرہن ہونے کے موقع پر عراق کے نائب حاکم محمد بن عبداللہ بن طاہر کا بغداد میں انتقال ہو گیا کیوں کہ اس کے سر اور اس کے حلق میں زخم ہو گئے تھے جن کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ مر گیا اس کے بعد اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے بارے میں اس کے لڑکے طاہر اور اس کے بھائی عبداللہ کا اتنا شدید اختلاف ہوا کہ تلواریں نیام سے باہر آ گئیں اور لوگوں پر پتھروں کی بارش ہونے لگی اور لوگوں نے یا طاہر یا منصور کے نعرے بلند کر کے شور برپا کر دیا اس صورت حال کو دیکھ کر اس کا بھائی عبیداللہ امراء اور

لیڈروں کی ایک جماعت کے ساتھ مشرقی کنارے اپنے گھر چلا گیا اور اس کے بعد اس کے لڑکے طاہر نے باپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے والد کی نماز جنازہ پڑھائی۔

جب اس ہنگامے کا معتز کو علم ہوا تو اس نے اس کے بدلے میں عبیداللہ کو خلعت اور حکومت کا کوئی عہدہ دے دیا عبیداللہ نے یہ چیزیں لانے والے شخص کو پچاس ہزار درہم دیئے۔

اسی سال معتز نے اپنے بھائی احمد کو سرمن (ری) سے واسط کی طرف پھر بصرہ کی طرف پھر بغداد کی طرف جلاوطن کیا۔

**موسیٰ بن بغا اور الکوکبی کے درمیان جنگ کے بعد قزوین پر موسیٰ کا قبضہ**...... رواں سال ہی میں ذیقعد کے اختتام پر پیر کے روز موسیٰ بن بغا کبیر اور حسین بن احمد الکوکبی الطالبی جس کا ظہور قزوین کے علاقہ میں ۲۵۱ھ میں ہوا تھا کے درمیان زبردست جنگ ہوئی بالآخر کوکبی شکست سے دوچار ہوا اور قزوین پر موسیٰ بن بغا کا قبضہ ہو گیا اور کوکبی نے دیلم کی طرف پہنچ کر جان بچائی۔

اس موقع پر ابن جریر نے کوکبی کے بعض ساتھیوں سے نقل کیا ہے کہ کوکبی نے جنگ کے موقع پر اپنے ساتھیوں کو چمڑے سے تیار شدہ ڈھالوں میں جن میں تیر اثر نہیں کرتے کے استعمال کا حکم دیا اور موسیٰ بن بغا نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ جنگ بھی جاری رکھیں اور باقی ماندہ افراد راستے پر تارکول ڈالتے جائیں تاکہ دشمن یہ سمجھے کہ ہم کو شکست ہو گئی ہے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو کوکبی کا لشکر ان کا تعاقب کرتا رہا جب کوکبی کا لشکر درمیان میں پہنچ گیا تو موسیٰ بن بغا نے اپنے ساتھیوں کو تارکول میں آگ لگانے کا حکم دیا چنانچہ آگ لگا دی گئی جس کی وجہ سے کوکبی کے کافی ساتھی جل گئے اور باقی ماندہ افراد فرار ہونے لگے تو ان پر موسیٰ بن بغا نے حملہ کر دیا اور ان کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا اور خود کوکبی دیلم کی طرف فرار ہو گیا اور قزوین پر موسیٰ بن بغا نے قبضہ کر لیا۔

اسی سال عبداللہ بن محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خاص افراد کی وفات**...... اس سال ابوالاشعث اور احمد بن سعید الدارمی وفات پانے والے خاص لوگوں میں سے تھے۔

**حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات** [1] ...... حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشائخ صوفیہ میں ہوتا ہے۔ اور حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے استاد ہیں آپ نے ہشیم اور ابوبکر بن عیاش، علی بن عراب یحییٰ بن الیمان، یزید بن ہارون وغیرہ سے روایتیں بیان کی ہیں اور ان سے ان کے بھتیجے جنید بن محمد، ابوالحسن النوری، محمد بن فضل، جابر سقطی اور ایک جماعت نے روایتیں بیان کی ہیں۔ اور تجارت کے لئے ان کے پاس ایک دکان تھی جس میں یہ تجارت کیا کرتے تھے۔

**دنیا سے نفرت پیدا ہونے کا واقعہ:**...... ایک مرتبہ ان کی دکان کے پاس ایک باندی کا گزر ہوا جس کا برتن ٹوٹ گیا تھا جس میں وہ اپنے آقا کے لئے کچھ سامان خریدنے آئی تھی اور وہ اس کی وجہ سے رو رہی تھی تو آپ نے اسے دیکھ کر کچھ پیسے دے دیئے کہ وہ دوسرا برتن خرید لے اس سارے منظر کو آپ کے استاد حضرت معروف کرخی دیکھ رہے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نظر میں دنیا کی حقارت ڈال دے کہتے ہیں کہ اسی دن سے میرے اندر دنیا سے نفرت بیٹھ گئی۔

**قلب کا غناء**...... انہی کا واقعہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے دن میں جا رہا تھا کہ اچانک میں نے معروف کرخی کو دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک غریب بچہ ہے میں نے سوال کیا کہ یہ بچہ آپ کے ساتھ کیوں ہے فرمایا کہ ایک جگہ کچھ بچے اخروٹ کے ساتھ کھیل رہے تھے اور یہ ان کے پاس کھڑا تھا میں نے اس بچے سے نہ کھیلنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میں یتیم غریب ہونے کی وجہ سے اخروٹ خرید کر ان کے ساتھ نہیں کھیل سکتا تو میں نے اسے اپنے ساتھ کر لیا کہ کچھ گٹھلیاں جمع کر کے اس کو دے دوں تاکہ یہ بھی اخروٹ خرید کر کھیلے اور اسے خوشی حاصل ہو میں نے عرض کیا کہ میں

(۱) سیر اعلام النبلاء ۱۲/۱۸۰

اس کے لئے لباس اور اخروٹ کا انتظام کروں؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر انتظام بآسانی کر سکتے ہو تو حرج نہیں چنانچہ میں نے انتظام کر دیا اس پر انہوں نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلب کو غنی کر دے کہتے ہیں کہ اسی وقت سے دنیا میرے نزدیک حقیر ترین شئی بن گئی۔

**کاروباری معاملہ**...... انہی کا دوسرا واقعہ ہے کہ ان کے پاس کچھ بادام تھے ایک آدمی نے انہیں خریدنا چاہا تو دونوں کے درمیان بھاؤ طے ہوا کہ بادام کا ایک کر ۶۳ دینار کا ہوگا پھر وہ شخص خریدے بغیر چلا گیا اتفاق سے بادام مہنگے ہو گئے اور بادام کا ایک کر ۹۰ دینار کا ہو گیا۔ پھر دوبارہ وہ شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں ۹۰ دینار میں بادام کا ایک کر لوں گا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں کیونکہ ہمارے درمیان پہلے وہ بھاؤ طے ہو چکا ہے اس لئے میں بادام کا ایک کر ۶۳ دینار میں دوں گا دونوں اپنے مؤقف پر جمے رہے آخر کار اس شخص نے بادام نہیں خریدے اور وہ واپس چلا گیا۔

**دعاء کی قبولیت**...... ایک مرتبہ ایک عورت نے ان سے آ کر کہا کہ میرے لڑکے کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے آپ ان کے پاس اپنے کسی آدمی کو بھیج دیں کہ وہ اس پر سختی نہ کریں یہ سن کر حضرت سری سقطی نے نماز شروع کر دی اور دیر تک اسی میں مشغول رہے یہ دیکھ کر عورت کو بڑا غصہ آیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو عورت کہنے لگی کہ میرے بیٹے کے متعلق کچھ کریں انہوں نے جواب دیا کہ اسی وقت سے میں آپ کے لڑکے کو چھڑانے کی فکر میں لگا ہوا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت ایک عورت نے آ کر اس عورت کو خوشخبری سنائی کہ تیرے بیٹے کو پولیس نے چھوڑ دیا ہے اور وہ گھر پہنچ گیا یہ سن کر وہ عورت واپس چلی گئی۔

**اقوال سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ**...... حضرت سری سقطی ہی کا قول ہے کہ میری کوشش ہے کہ میں ایسا لقمہ کھاؤں کہ اللہ کی جانب سے مجھ پر اس بارے میں کوئی مواخذہ نہ ہو اور نہ ہی مجھ پر کسی کا احسان ہو لیکن تا حال میں اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوا ہوں۔

انہی کا قول ہے کہ تیس سال سے میں سبزی کھانے کی خواہش کر رہا ہوں لیکن نہیں کھا سکا۔

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے بازار میں آگ لگ گئی تو میں اپنی دکان کا حال دیکھنے کے لئے گھر سے نکلا راستہ میں ایک شخص نے خوشخبری دی کہ آپ کی دکان صحیح سلامت ہے میں نے یہ سن کر اللہ کا شکر ادا کیا پھر مجھے خیال آیا کہ اپنی دکان کے صحیح ہونے پر تو اللہ کا شکر ادا کر لیا لیکن دوسروں کی دکان کا خیال نہیں آیا تو میں اپنی اس کوتاہی پر تیس سال سے استغفار کر رہا ہوں۔ خطیب نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

جنید کہتے ہیں کہ میرے نزدیک سری سقطی سے بڑا کوئی عابد نہیں تھا ۹۲ سال وہ زندہ رہے لیکن مرض الموت کے علاوہ میں نے انہیں لیٹا ہوا نہیں دیکھا۔

حضرت جنید کا قول ہے کہ ایک مرتبہ میں ان کی عیادت کے لئے گیا تو میں نے طبیعت کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ تھا کہ میں اپنی بیماری کی اپنے معالج کو کیسے شکایت کروں اور جو مرض طبیب ہی کی جانب سے پیدا ہوا ہو اس سے کیا شکایت کروں۔ جنید کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہوا کے لئے میں نے ان پر پنکھا چلانا شروع کیا تو انہوں نے فرمایا جو شخص اندر سے جل کر ختم ہو گیا ہو اس کو یہ پنکھا کیا فائدہ دے گا پھر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

> دل جل رہا ہے اور آنسو جاری ہیں اور مصائب جمع ہیں اور صبر کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے۔ ان کاموں کے نتیجے میں جو اس نے خواہش نفس اور شوق سے کئے ہوں، کیا سکون ملے گا جس کا اپنا گھر نہ ہو۔ اے خدا اگر میرے مقدر میں کچھ سکون ہے تو موت تک وہ مجھے عطاء کر دے۔

حضرت جنید فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ان سے نصیحت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ غلط لوگوں کی صحبت مت اختیار کرو اور اچھے لوگوں کی صحبت میں رہنے کے وقت بھی اللہ کو مت بھولو۔

خطیب نے ذکر کیا کہ حضرت سری سقطی کی وفات ۶ رمضان ۲۵۳ھ بروز پیر اذان فجر کے بعد ہوئی اور بعد عصر شونیزی قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی اور ان کی قبر مشہور و معروف ہے اور حضرت جنید کی قبر ان کے پہلو میں ہے۔

ابو عبید بن حریویہ کا قول ہے کہ حضرت سری سقطی کے انتقال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے جنازہ میں حاضرین کی بخشش فرمادی میں نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کے جنازے میں شریک ہوا تھا یہ سن کر انہوں نے ایک رجسٹر نکالا لیکن اس میں میرا نام نہیں تھا میں نے کہا کہ میں واقعتاً آپ کے جنازے میں تھا تو اس کے حاشیہ میں میرا نام نکل آیا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کی وفات ۲۵۱ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۲۵۶ھ میں ہوئی واللہ اعلم۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ حضرت سری سقطی اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

جب میں نے محبت کا دعویٰ کیا تو محبوب نے کہا کہ جھوٹ ہے کیوں کہ آپ کے اعضا پر گوشت موجود ہے۔ جب تک جسم پر گوشت ہے اس وقت تک محبت کا دعویٰ غلط ہے اور اسی طرح جب تک اتنا مدہوش نہ ہو جائے کہ کسی بھی پکارنے والے کا جواب نہ دے اس وقت تک محبت کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں۔

## واقعات ۲۵۴ھ

اسی سال معتز نے بغا شرابی کے قتل کا حکم دیا اور قتل کے بعد اس کے سر کو پہلے سامرا میں پھر بغداد میں سر عام لٹکا دیا اور اس کی جائیداد اور آمدنیوں پر بھی قبضہ کر لیا۔

سال رواں ہی میں خلیفہ نے احمد بن طولون کو مصر کا گورنر مقرر کیا اور یہی اس کی مشہور یونیورسٹی کے بانی ہیں

اسی سال علی بن حسین بن اسماعیل بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

**مشہور افراد کی وفات**......اس سال وفات پانے والے مشہور افراد یہ ہیں زیاد بن ایوب حسانی، علی بن محمد بن موسیٰ الرضی جن کی وفات ۲۶ھ جمادی الاخریٰ بروز پیر کو بغداد میں ہوئی اور ابو احمد المتوکل نے شارع ابی احمد پر ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بغداد میں واقع ان کے گھر ہی میں ان کی تدفین ہوئی، محمد بن عبداللہ مخزومی، موہل بن ابی اہاب کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**ابوالحسن علی الہادی (نام ونسب)**...... یہ ابن محمد الجواد بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین شہید بن علی عسکری جو جھوٹے اور گمراہ فرقہ کے نزدیک المنتظر کے لقب سے مشہور ہیں کے والد ہیں یہ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے متوکل نے انہیں سامرا میں منتقل کر دیا تھا تو وہاں ۲۰ سال کچھ ماہ ان کا قیام رہا اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

اسی سال ایک مرتبہ انہی کے متعلق خلیفہ متوکل کے سامنے کسی نے ذکر کر دیا کہ ان کے گھر میں ہتھیار اور لوگوں کے بہت سے خطوط ہیں جن سے حکومت کے خلاف سازش کا خطرہ ہے متوکل نے اسی وقت کچھ حملہ آوروں کو ان کے گھر چھاپہ مارنے کے لئے بھیجا انہوں نے ان کے گھر پہنچ کر دیکھا کہ وہ خالی زمین پر ان کا جبہ پہن کر قبلہ رخ بیٹھے ہوئے ہیں ان لوگوں نے اسی حالت میں انہیں گرفتار کر کے متوکل کے سامنے پیش کر دیا وہ اس وقت شراب مستیوں میں مشغول تھا اس نے انہیں دیکھ کر ان کا بڑا احترام کیا اپنے قریب انہیں جگہ دی اور شراب کا گلاس ان کے سامنے پیش کر دیا انہوں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین پیدائش کے دن سے اب تک کبھی شراب نہیں پی اس لئے مجھے مجبور نہ کریں چنانچہ اس نے ان کو مجبور نہیں کیا۔

پھر معتز نے انہیں کچھ اشعار سنانے کے لئے کہا چنانچہ انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

لوگوں نے پہاڑ کی چوٹیوں پر رات گزاری اس خیال سے کہ بڑے پہلوان ان کی حفاظت کریں گے لیکن ان کا یہ خیال غلط

پاؤں بدلتے رہے اور لوگوں نے انہیں گھیر رکھا تھا اور بعض افراد انہیں مار کر کہہ رہے تھے کہ خلافت سے استعفیٰ دیدو۔

پھر انہیں ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ڈال دیا گیا مختلف سزائیں انہیں دی جاتی رہیں حتیٰ کہ انہوں نے استعفیٰ پیش کر دیا اور لوگوں نے مہتدی باللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر انہیں ایسے شخص کے حوالے کر دیا گیا جو انہیں مختلف قسم کی سزائیں دیتا رہا اور تین دن تک ان کا کھانا پینا بند کر دیا پانی طلب کرنے پر بھی انہیں پانی نہیں دیا گیا اس کے بعد چونے سے بھرے ہوئے گھڑے میں انہیں ڈال دیا گیا اور اسی میں ان کی موت واقع ہوگئی پھر ان کی لاش کو باہر لائے تو ان کے اعضاء جسم بالکل صحیح و سالم تھے اس لئے امراء کی ایک جماعت کو گواہ بنالیا گیا کہ وہ اپنی موت مرے ہیں اور ان پر تشدد کا کوئی نشان نہیں اور یہ واقعہ اسی سال ماہ شعبان کی ۲ تاریخ بروز ہفتہ پیش آیا۔ اور مہتدی باللہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ۲۴ برس کی عمر میں قصر الصوامع کی جانب اپنے بھائی منتصر کے پاس دفن کر دیئے گئے اور یہ منصب خلافت پر ۴ سال ۶ ماہ ۲۳ یوم فائز رہے۔

**حلیہ** ..... معتز دراز قد بھاری جسم، لانبی ناک، گول چہرہ، ہنس مکھ، سفید رنگ گھنگھریالے کالے بال گھنی ڈاڑھی خوبصورت آنکھیں، تنگ آبروئیں اور سرخ چہرہ والے تھے۔

ایک مرتبہ یہ اپنے والد کی حیات میں ان کے ساتھ حضرت امام احمد کے پاس گئے تھے تو انہوں نے اسی وقت ان کی تیزی ذہن اور حسن ادب وحسن فہم کی تعریف فرمائی تھی۔

خطیب بغدادی نے علی بن حرب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک بار میں معتز کے پاس گیا اور انہیں دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا ان سے زیادہ خوبصورت خلیفہ میں نے نہیں دیکھا اس وقت میں نے سجدہ کیا معتز نے مجھے دیکھ کر کہا کہ آپ غیر اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ میں نے ان کے سامنے حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ جب کوئی خوش کن چیز دیکھتے تھے یا کوئی خوشخبری سنتے تو اللہ کے حضور سجدہ شکر بجالاتے اس لئے میں نے یہ سجدہ شکر کیا ہے۔

زبیر بن بکار کا قول ہے کہ خلیفہ معتز کو جب میری آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ اسی وقت میری خیر مقدمی کے لئے آئے تو جلدی میں ان کا پاؤں پھسل گیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

زبان کے پھسلنے سے انسان کی موت واقع ہوتی ہے نہ کہ پاؤں کے پھسلنے سے۔ زبان کا پھسلا ہوا منہ کے بل جا گرتا ہے اور
پاؤں کا پھسلا ہوا کچھ وقت کے بعد صحیح ہو جاتا ہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ معتز کے والد متوکل کی زندگی میں معتز کے ختم قرآن کی تعریف کے موقع پر ایک بہت بڑے اجتماع کی تیاری کی گئی اس سلسلے میں کافی روز تک لوگوں کی آمد و رفت رہی اس تقریب میں حکام وقت معززین حضرات اور ان کے عزیز و اقارب نے شرکت کی اس وقت جب انہوں نے منبر پر بیٹھ کر اپنے والد ماجد کو سلامی دی اور لوگوں کے سامنے تقریر کی تو دارالخلافہ میں تمام افراد پر ایک لاکھ دینار و دراہم کی قیمت کے برابر موتی اور سونا چاندی نچھاور کی گئی علاوہ ازیں قیمتی جوڑے موتیوں کی لڑی اور گھریلو ساز و سامان بھی نچھاور کیا گیا۔

اور یہ ایک تاریخی دن تھا اس لئے کہ اس سے قبل دارالخلافہ میں اس جیسا پر رونق منظر منعقد نہیں ہوا تھا اور اس موقع پر معتز کی والدہ قبیحہ اور ان کے استاد محمد بن عمران کو بھی قیمتی جوڑے موتیوں کی لڑی گھریلو ساز و سامان اور بہت کچھ سونا چاندی ہدیۃً عطا کیا گیا۔

**مہتدی باللہ کی خلافت** ..... (نام ونسب) ..... ابو محمد عبداللہ محمد بن واثق بن معتصم بن ہارون ہے۔ ان کی بیعت کا واقعہ اسی سال ۲۶ رجب کو پیش آیا جب کہ معتز نے امر خلافت سے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے از خود استعفیٰ پیش کر دیا اور ایک قابل باصلاحیت شخص جس کا نام محمد بن واثق باللہ تھا کے خلیفہ بنانے کی رغبت ظاہر کی پھر سب سے اول معتز پھر خواص نے پھر عوام نے محمد بن واثق کے ہاتھ پر بیعت کی اور معتز سے استعفیٰ دینے اور محمد بن واثق کو خلیفہ بنانے کی تحریر بھی لکھوالی۔

اسی سال ماہ رجب میں بغداد میں ایک خوفناک فتنہ کا ظہور ہوا اور اس صورت میں بغداد کے باشندوں نے جمع ہو کر اپنے نائب حاکم پر حملہ بول دیا اور اسے معتز کے بھائی احمد بن متوکل کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی اور اس موقع پر بغداد میں بہت سے افراد قتل کئے گئے کیوں کہ انہیں

سامرا میں معتز کی خلافت سے دستبرداری کا اور بیعت مہتدی کا علم ہی نہیں ہوا البتہ جب ۷ شعبان کو انہیں مہتدی کی بیعت کا علم ہوا تو وہ اپنے مطالبے سے دستبردار ہو گئے اس کے بعد مہتدی کی خلافت مستحکم ہو گئی اور امور مملکت معمول کے مطابق چلنے لگے۔

اسی زمانے میں ماہ رمضان میں معتز کی والدہ کے پاس بیس لاکھ دینار کے قریب اموال اور جواہر ظاہر ہوئے اور اسی طرح اس کے پاس ایک مکوک (ڈیڑھ صاع وزن) کی مقدار میں بیمثال زمرد اور بڑے قیمتی موتی بھی ظاہر ہوئے نیز ایک کیلجہ کے برابر بے مثال سرخ یاقوت بھی ظاہر ہوا۔ حالانکہ اس کے لڑکے معتز کے سرداروں نے اپنی باقی ماندہ تنخواہوں کے سلسلے میں معتز سے صرف پچاس ہزار دینار کا مطالبہ کیا اور صالح بن وصیف کو بطور ضامن پیش کیا تھا لیکن معتز کے پاس اس وقت خزانہ میں بالکل مال نہ تھا تو اس نے اپنی والدہ سے قرض مانگا تو اس نے انکار کر دیا تھا۔

پھر جب اس کے لڑکے کو قتل کر دیا گیا تو اس کے پاس مذکورہ بہت سا مال نکل آیا اور ہر سال دس لاکھ کے برابر اسے غلہ ملتا تھا لیکن یہ سارا مال اس کے لڑکے معتز کے دشمن صالح بن وصیف کے پاس تھا پھر بعد میں صالح بن وصیف سے اس کی شادی بھی ہو گئی تھی لیکن وہ اس کے لئے ان الفاظ سے بددعا کرتی تھی کہ جس طرح صالح بن وصیف نے میرا راز فاش کیا اور میرے لڑکے کو قتل کیا اور مجھے پریشان کیا اور میرا مال چھین لیا اور مجھے گھر سے بے گھر کر دیا اور زبردستی مجھے لوٹ لیا اے اللہ تو بھی اس صالح بن وصیف کو یونہی رسوا کر۔

اس کے بعد مہتدی باللہ کے نام کی حکومت قائم ہو گئی اور بفضل تعالیٰ گزشتہ حکومتوں کے مقابلہ میں یہ حکومت قدر بہتر تھی ایک موقع پر انہوں نے اپنے وزراء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میری والدہ کو دس لاکھ دینار غلہ نہیں دیا جاتا اور ایک روز سے زائد روزینہ کی مجھے فکر نہیں البتہ مجھے غریب ضرورت مند بھائیوں کی فکر ضرور ہے۔

اسی سال ۲۷ رمضان جمعرات کے روز صالح بن وصیف نے وزیر احمد بن اسرائیل اور ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم جو پہلے نصرانی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور قبیحہ کا کاتب تھا کو سزا کے احکامات جاری کر کے ہر ایک کا مال چھین کر اسے ۵۰۰ کوڑے لگوا کر اوندھے منہ گدھے پر لٹا کر بازار کا طواف کروایا اور اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی یہ کاروائی اگرچہ خلیفہ مہتدی باللہ کی رضامندی سے نہیں ہوئی لیکن حقیقت میں وہ صالح بن وصیف کو منع کرنے پر قادر نہیں تھے۔

اسی زمانے میں ماہ رمضان میں شہر بغداد میں زبردست فتنہ رونما ہوا اس طرح کہ محمد بن اوس اور اس کے متبعین اور ایک لاکھ کے قریب عوام اور کمینوں میں مقابلہ ہوا اور یہ جنگ نیزوں، تیروں اور کوڑوں کے ذریعے ہوئی اور جنگ میں عوام الناس کی کثیر تعداد ماری گئی بالآخر محمد بن اوس شکست کھا گیا اور دس لاکھ کے قریب اس کا سامان لوٹ لیا گیا پھر لوگوں نے محمد بن اوس کو بغداد سے نکل جانے کا حکم دے دیا چنانچہ وہ تن تنہا خوف زدہ ہو کر بغداد چلا گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ عوام میں اس کی بداخلاقی اس کا خبیث پن اس کی شیطانیت مشہور تھی۔

**خلیفہ مہتدی باللہ کا عوام الناس سے اصلاحی خطاب**...... خلیفہ مہتدی باللہ نے عوام الناس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ناچنے اور گانے والے غلام اور لونڈیوں کو سامرا سے نکال دیا جائے اور شاہی محل میں دلچسپی کے لئے رکھے جانے والے درندوں اور چیتوں کو قتل کر دیا جائے اور اسی طرح شکاری کتوں کو مار ڈالا جائے، لہولعب کے آلات توڑ دیئے جائیں اور مظلوم کو اس کا حق دلوایا جائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جائے اور عام لوگوں کے لئے بھی نشست کا اہتمام کیا جائے۔

رفتہ رفتہ ان کی حکومت شام وغیرہ کے علاقوں میں قائم ہو گئی پھر انہوں نے موسیٰ بن بغا کبیر کے پاس دعوت نامہ بھیجا تا کہ اس کے ذریعے وہ ان کے پاس موجود ترکی لوگوں پر قابو پالیں اور خلافت مزید مستحکم ہو جائے لیکن موسیٰ بن بغا کبیر نے اپنے علاقوں میں قتل وقتال کے خوف سے خلیفہ وقت کی دعوت قبول کرنے سے معذرت ظاہر کر دی۔

**ایک خارجی کا دعویٰ اہل بیت**...... اسی سال وسط شوال میں بصرہ میں ایک خارجی نے اہل بیت میں سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ وہ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے حالانکہ اس موقع پر اس نے کذب بیانی سے کام لیا تھا اس لئے کہ

حقیقتاً اس کا تعلق قبیلہ عبدالقیس سے تھا اور اس کا پیشہ مزدوری تھا اور اصل اس کا نام علی بن محمد بن عبدالرحیم تھا اور اس کی والدہ کا نسب نامہ قرہ بنت علی بن رحیب بن محمد بن حکیم تھا اور قبیلہ بنی اسد بن خذیمہ سے اس کا تعلق تھا۔

ابن جریر نے کہا ہے کہ مضافات میں سے کسی دیہات کا باشندہ تھا۔ اور اسی شخص کا ۲۴۹ھ میں نجد کے علاقہ میں بھی ظہور ہوا تھا اور اس نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ علی بن محمد بن فضل بن حسین بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب ہے اور ہجر کے عوام کو اس نے اپنی اطاعت قبول کرنے کی دعوت دی چنانچہ کچھ لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور یہ عظیم فتنے اور زبردست جنگ کا سبب بنا۔

بصرہ میں دوسری بار اس کے ظہور کے موقع پر کچھ حبشی ہاری اس کے تابع ہو گئے پھر یہ انہیں اپنے ساتھ لے کر دریائے دجلہ پار کر کے دیناری کے گھر ٹھہرا اور عوام میں اس نے مشہور کر رکھا تھا کہ میں قرآن کی اسراء، کھف، صٓ، نباء، جیسی بڑی بڑی سورتوں کو بہت جلد یاد کر لیتا ہوں حالانکہ میرے علاوہ دوسرے لوگ ایک طویل مدت میں بھی ان سورتوں کو حفظ نہیں کر سکتے۔

انہی کا قول ہے کہ ایک بار میں جنگل میں بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا کہ میں کون سے شہر کا رخ کروں تو میں بصرہ کی طرف چل پڑا ایکا یک آسمان سے ندا آئی کہ بصرہ کا رخ کرو تو میں بصرہ کی طرف چل پڑا بصرے کے قریب پہنچ کر میں نے بصرہ کے باشندوں کو دو گروہوں سعدیہ اور بلالیہ میں بیٹھا ہوا پایا۔ میں نے ان میں سے ایک ایک کے ساتھ مل کر دوسرے پر حملہ کا ارادہ کیا لیکن میں اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔

اس کے بعد یہ بغداد چلا گیا اور وہاں پر اس کا ایک سال قیام رہا اور اپنے آپ کو یہ محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید کی طرف منسوب کرتا تھا اور اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے لوگوں کے دلوں کے بھید کی خبر دیتا ہے اس کی اس بات پر کچھ رزیل حبشی قسم کے لوگ اس کے متبع ہو گئے۔

اس کے بعد وہ دوبارہ بصرہ آ گیا وہاں پر بھی کافی افراد اس کے پیروکار بن گئے لیکن اب بھی اتنی تعداد نہیں تھی کہ باقاعدہ کسی سے مقابلہ کریں اس کے بعد اطراف بصرہ سے ایک بڑا لشکر مع ساز و سامان اور زرہوں کے اس کے مقابلہ میں آ گیا اور اس خارجی کے لشکر کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اس کے باوجود اس خارجی نے مد مقابل کو شکست دے دی پھر یہ خارجی اپنے لشکر کے ہمراہ بصرہ کے ارادہ سے نکلا وہاں پر ایک شخص نے بلا زین و لگام کے گھوڑا اسے ہدیے کے طور پر دیا تو صرف رسی باندھ کر یہ اس پر سوار ہو گیا اور اس کے منہ کو کھجور کی چھال کی رسی سے باندھ دیا اور راستے میں ایک شخص پر حملہ آور ہو کر اسے قتل کی دھمکی دے کر اس سے ہزار درہم اور دوسرے پر حملہ کر کے اس سے تین ترکی گھوڑے چھین لئے اور ایک جگہ سے بہت سا اسلحہ اور سامان لوٹ لیا اور یہ لوٹ مار اس نے اس علاقہ میں پہلی بار کی اب یہ خارجی کچھ ہتھیار اور گھوڑے لے کر اپنے لشکر میں پہنچ گیا۔

اس کے بعد بصرہ کے نائب حاکم اور اس کے درمیان متعدد بار جنگیں ہوئیں اور ہر بار یہ خارجی ان پر غالب آتا رہا یوں رفتہ رفتہ اس کے متبعین کا حلقہ وسیع ہوتا چلا گیا اور اس کی پوزیشن کے استحکام میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا لیکن تا حال یہ خارجی عام لوگوں کے اموال نہیں چھینتا تھا اور نہ انہیں تکلیف میں مبتلا کرتا تھا بلکہ بادشاہ اور وزراء کے اموال پر حملہ آور ہوتا تھا۔

ایک جنگ کے موقع پر اس خارجی کو شکست بھی ہوئی اور اس کا لشکر منتشر ہو گیا لیکن پھر رفتہ رفتہ از سر نو منظم ہو کر اس نے بصرہ والوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دی اور ان کے بہت سے افراد مار ڈالے اور کافی قیدی بنا لئے اور جو قیدی بھی اس کے سامنے لایا جاتا اسے اسی وقت قتل کر دیتا اب بصرہ کے باشندے اس کے نام سے ڈرنے لگے مجبوراً خلیفہ نے ایک خاص لشکر اس سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

پھر اس کے بعض ساتھیوں نے بصرہ والوں پر اچانک حملہ کر کے اس پر زبردستی قبضہ کرنے کا اسے مشورہ دیا لیکن اس نے ان کا مشورہ رد کرتے ہوئے کہا کہ ہم خود آہستہ آہستہ ان کے قریب ہوں گے تاکہ وہاں کی عوام خود ہمیں ان کا مقابلہ کرنے کی دعوت دیں اس خارجی اور اہل بصرہ کے بقیہ احوال انشاء اللہ ۲۵۶ھ کے حالات کے ذیل میں آ جائیں گے۔

اسی سال علی بن حسین بن اسماعیل بن محمد بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خواص حضرات کی وفات** ...... اس سال خواص میں وفات پانے والے یہ حضرات تھے جاحظ متکلم معتزلی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابو محمد

الدارمی، عبداللہ بن ہاشم الطوسی خلیفہ ابوعبداللہ معتز بن متوکل، محمد بن عبدالرحیم جن کا لقب صاعقہ تھا۔

**جاحظ متکلم معتزلی**[1] ...... انہی کی طرف فرقہ جاحظیہ منسوب ہے ان کی آنکھ کا ڈھیلا ابھرا ہوا ہونے کی وجہ سے ان کا نام جاحظ مشہور ہوگیا تھا اور اسی کی وجہ سے انہیں حدقی کہا جاتا ہے اور یہ انتہائی بدشکل، کریہہ المنظر تھے عقیدہ بھی ان کا درست نہیں تھا بدعت اور گمراہی ان کی طرف منسوب ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ بعض افراد کے نزدیک انہیں کافر بھی کہنا جائز ہے اور ضرب المثل کے طور پر مشہور ہے کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جسے جاحظ نے کافر بنادیا۔

لیکن علمی لحاظ سے وہ ایک صاحب فن اور تمام علوم میں مہارت رکھنے والے عالم تھے اور انہوں نے علوم میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن سے ان کی تیزی ذہن اور حاضر الدماغی کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں سے کتاب الحیوان، الکتاب والتبین بہت زیادہ مشہور ہیں جن کے بارے میں ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں سے یہ دو کتابیں سب سے عمدہ ہیں نیز ابن خلکان نے ان کے واقعات نقل کر کے ان کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

جاحظ کو آخر میں فالج کی شکایت ہوگئی تھی چنانچہ یہ کہا کرتے تھے کہ فالج کی وجہ سے میرا بایاں حصہ اتنا شل ہوگیا ہے کہ اگر اسے قینچی سے کاٹا جائے تو مجھے پھر بھی محسوس نہیں ہوگا اور یہ کہتے تھے کہ میرا دایاں حصہ اتنا حساس ہے کہ اگر اس پر مکھی بھی بیٹھ جائے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے اور میرے لئے عمر کا چھیانواسال بڑا تکلیف دہ سال ہے اور اس وقت وہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

کیا تو بڑھاپے کی حالت میں جوانی کے ایام جیسی صحت کی امید کرتا ہے۔ یقیناً نئے اور پرانے کپڑے میں فرق ہوتا ہے۔

**محمد بن کرّام**[2] ...... انہی کی طرف فرقہ کرّامیہ منسوب ہے اور یہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے متعلق احادیث وضع کرنے اور گھڑنے کو جائز سمجھتے تھے اور یہ محمد بن کرّام بن عراف بن حزامہ بن لیاء ابوعبداللہ بجستانی ہیں ان کے نام میں کاف پر زبر اور را پر تشدید ہے اور یہ جمال کے وزن پر ہے اور قبیلہ بنی تراب سے ان کا تعلق ہے۔

بعض دیگر حضرات کے نزدیک ان کے نام میں کاف پر زبر کے بجائے زیر ہے اور انہوں نے پوری زندگی بیت المقدس میں ہی گزاری اور دوسرے شخص جو کرام کے نام سے مشہور ہیں وہ نیشاپور کے شیوخ میں سے ہیں لیکن ابوعبداللہ حاکم اور ابن عساکر وغیرہ حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ دو نام ایک ہی شخص کے ہیں۔

انہوں نے علی بن حجر اور علی بن اسحاق حنظلی سمرقندی، ابراہیم بن یوسف، ملک بن سلیمان الھر وی، احمد بن حرب، عتیق بن محمد الجسر ی، احمد بن ازہر احمد بن عبداللہ، محمد بن تمیم القاریانی سے روایتیں کی ہیں اور اول الذکر دو شخص علی بن حجر اور علی بن اسحاق حنظلی سمرقندی جھوٹی اور من گھڑت احادیث بیان کرتے تھے۔

پھر محمد بن کرام سے محمد بن اسماعیل بن اسحاق، ابواسحاق بن سفیان عبداللہ بن محمد القیر اطی، ابراہیم بن حجاج نیشاپوری نے روایتیں بیان کیں ہیں۔

حاکم نے ان کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ طاہر بن عبداللہ نے انہیں قید خانے میں ڈال دیا تھا جیل سے رہا ہونے کے بعد یہ شام کے سرحدی علاقے میں چلے گئے پھر دوبارہ نیشاپور آ گئے تو پھر طاہر بن عبداللہ نے انہیں جیل بھیج دیا اور کافی عرصہ انہوں نے جیل کاٹی اور جیل میں یہ جمعہ کی تیاری کر کے جیل کے حکام سے جمعہ کی اجازت مانگتے اجازت نہ ملنے پر کہتے کہ اے اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے خود جمعہ نہیں چھوڑا بلکہ جیل کے حکام

(۱) امالی المرتض ۱/ ۱۹۴ ،بغیۃ الوعاۃ ۲۶۵ ،تاریخ بغداد ۱۲/ ۲۱۲ سرح العیون ۱۳۶ شذرات الذهب ۲ ۱۲۱ ، ۱۲۲ العبر ، ۴۵۶ الفهرست ، ۲۰۸ ، ۲۱۲ ،لسان المیزان ۳۵۵،۴ ، ۳۵۷ .

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۱۰۶ .لسان المیزان ۵/ ۳۵۳ ، ۳۵۶ .اللباب ۳/ ۸۹ .الملل والنحل ۱/ ۱۵۸ ،میزان الاعتدال ۴/ ۲۱ ، النجوم الزاهرۃ ۳/ ۴ ۲ الوافی بالوفیات ۴/ ۳۷۵ ، ۳۷۷ .

نے مجھے منع کر دیا ہے۔

بعض افراد فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں چار سال رہے وہاں مشہد عیسیٰ کے قریب ستون کے پاس ان کی مجلس وعظ ہوا کرتی تھی اور کثیر تعداد میں لوگ ان کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ لیکن پھر جب ان کا یہ عقیدہ کہ ایمان بلا عمل کے صرف قول کا نام ہے عوام کے سامنے آیا تو وہ ان سے متنفر ہو گئے اور والیٔ بیت المقدس نے انہیں زغر کے نشیبی علاقے کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہیں ان کی وفات ہوئی لیکن تدفین بیت المقدس میں ہی ہوئی۔

حاکم کی رائے یہ ہے کہ بیت المقدس میں رات کے وقت ان کی وفات ہوئی اور وہیں انبیاء علیہم السلام کی قبور کے پاس باب اریحہ کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا اور بیت المقدس میں ان کے متبعین کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔

## واقعات ۲۵۶ھ

**موسیٰ بن بغا کا اپنی آمد کے موقع پر خلیفہ کے درمیان ہنگامہ کھڑا کرنا**...... اسی سال ۱۲ محرم الحرام پیر کی صبح کو موسیٰ بن بغا الکبیر سامرا آیا چنانچہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جو اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے تھا وہ شہر میں داخل ہوا اور دارالخلافہ میں خلیفہ کی نشست کے پاس پہنچ کر اس نے دربار میں داخل ہونے کی اجازت چاہی لیکن خلیفہ کی جانب سے اسے پیغام ملا کہ باہر کچھ دیر انتظار کرو اسی وقت ان کو شک ہو گیا کہ خلیفہ نے ان پر صالح بن وصیف کو مسلط کرنے کے لئے فریب دہی سے کام لیا ہے۔

اس کے بعد وہ زبردستی خلیفہ کے دربار میں داخل ہو گئے اور آپس میں انہوں نے ترکی زبان میں مشورہ کر کے خلیفہ کو ان کی نشست سے اٹھا دیا اور وہاں پر رکھا ہوا سب ساز و سامان لوٹ لیا پھر وہ خلیفہ کو ذلت آمیز طریقے سے دوسرے کمرہ میں لے گئے۔

خلیفہ ان کے اس غلط رویئے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اے موسیٰ میں نے تو از خود تمہارے پاس دعوت نامہ بھیجا تھا تا کہ میں تمہارے ذریعے سے صالح بن وصیف پر قابو پا سکوں لیکن معلوم نہیں کہ اس کے باوجود بھی تم دھوکہ میں مبتلا ہو گئے اور مجھ پر تمہیں شک ہو گیا۔

موسیٰ بن بغا نے خلیفہ کی باتیں سن کر کہا کہ جب تک آپ ان باتوں پر قسم نہیں اٹھاؤ گے ہمیں یقین نہیں آئے گا چنانچہ خلیفہ نے ان کے سامنے قسم اٹھائی تب جا کر انہیں اطمنان قلب حاصل ہوا پھر از سر نو انہوں نے بالمشافہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہوں نے اپنے اوپر صالح بن وصیف کو مسلط نہ کرنے کے بارے میں خلیفہ سے عہد و پیمان لیا اور اس پر ان کی صلح ہو گئی۔

اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھیوں نے صالح بن وصیف کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آ کر معتز اور اس کے کاتب وغیرہ جن کو صالح بن وصیف نے قتل کیا تھا کے بارے میں ہم سے گفتگو کرے جواب میں وصیف بن صالح نے انہیں ایک وقت دے دیا کہ میں اس وقت تمہارے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔

لیکن حقیقت میں صالح بن وصیف نے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک لشکر تیار کرنا شروع کر دیا پھر اچانک وہ ایک رات روپوش ہو گیا۔

موسیٰ بن بغا والوں نے اس کی روپوشی کی خبر سن کر شہر میں اس کی گمشدگی کا اعلان کرایا اور اس کو پناہ دینے والے شخص کو دھمکی بھی دی لیکن ماہ صفر کے آخر تک اس کا کوئی سراغ نہیں لگ سکا۔

اس وقت موسیٰ بن بغا کے ساتھی آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ خلیفہ کو خلافت سے معزول کر دینا چاہیے کیونکہ یہ صحیح آدمی معلوم نہیں ہوتے لیکن پھر انہی میں سے بعض کہنے لگے کہ کیا تم پابند صوم و صلاۃ شخص کو جو کہ منکرات سے بھی اجتناب کرتا ہو اور جو گزشتہ خلفاء سے بہتر بھی ہے ایسے خلیفہ کو قتل کرو گے؟ یاد رکھو اس معاملہ میں کوئی بھی تمہارا ساتھ نہیں دے گا۔

ان کی اس گفتگو کا خلیفہ کو بھی علم ہو گیا چنانچہ خلیفہ تلوار لہراتے ہوئے کمرے سے باہر آئے اور اپنی نشست پر انہوں نے بیٹھ کر موسیٰ بن بغا اور اس

کے ساتھیوں کو بلا کر کہا کہ مجھے تمہاری چہ میگوئیوں کا علم ہو گیا ہے اب کان کھول کر سن لو کہ میں نے موت کی تیاری کر لی ہے اور اپنے فرزند کے متعلق اپنے بھائی کو وصیت کر چکا ہوں چنانچہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے اس وقت تک میں تم سے مقابلہ کرتا رہوں گا اور یاد رکھو اگر تم نے میرا ایک بال بھی بیکا کر دیا تو تم سب یا اکثر ہلاک ہو جاؤ گے۔ تم نے شرم و حیاء اور دین کو پس پشت ڈال دیا ہے اس امیر نے تمہیں اس اقدام (قتل خلیفہ) اور اللہ کی مخالفت پر تیار کیا اور تمہارے نزدیک اچھے اور برے لوگوں میں کوئی پہچان ہی نہیں ہے اور سب تمہارے نزدیک برابر ہیں تم میرے اور میرے بھائیوں کے گھروں میں جا کر دیکھو ان میں تمہیں آسائش اور راحت نام کی کوئی چیز نہیں ملے گی اور ہمارے اور عام لوگوں کے گھروں میں تم کوئی فرق نہیں پاؤ گے اور تمہارا خیال ہے کہ مجھے صالح بن وصیف کے ٹھکانے کا علم ہے حالانکہ مجھے اس کی کوئی خبر نہیں اب تم خود جا کر اس کی تفتیش کرو اور اس کا سراغ لگاؤ تا کہ تمہیں تشفی اور تسلی حاصل ہو۔

اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھیوں نے خلیفہ سے اس تقریر پر قسم کا مطالبہ کیا خلیفہ نے کہا کہ میں قسم اٹھانے سے انکار نہیں کرتا لیکن کل جمعہ کے دن عوام الناس کی موجودگی میں قسم اٹھاؤں گا خلیفہ کی اس بات سے ان کے دل کچھ نرم ہو گئے۔

پھر ۲۲ صفر اتوار کے دن موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھی صالح بن وصیف کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے اسے قتل کر کے بعد مغرب خلیفہ کے سامنے اس کا سر پیش کر دیا اسے دیکھ کر خلیفہ نے صرف اتنا کہا کہ اسے چھپا دو یہ کہہ کر خلیفہ پھر اپنے اذکار و تسبیح میں مشغول ہو گئے پھر پیر کی صبح ان کا سر نیزہ پر رکھ کر پورے شہر کا گشت کرایا گیا اور یہ اعلان ہوتا رہا کہ اپنے آقا کو قتل کرنے والے کا یہ انجام ہے اس کے بعد حالات خراب ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ خلیفہ مہتدی کو بھی خلافت سے معزول کر کے قتل کر دیا گیا۔

**مہتدی باللہ کی خلافت سے دستبرداری اور احمد بن متوکل کی حکومت** ...... جب موسیٰ بن بغا کو علم ہوا کہ مساور شاری نے علاقہ میں فتنہ برپا کیا ہوا ہے تو وہ اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر جس میں مفلح با یکباک ترکی بھی تھا لے کر آیا اور دونوں میں جنگ ہوئی لیکن مساور شاری فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور یہ لوگ اپنے مقصد میں ناکام ہو کر واپس چلے گئے اور مساور شاری اس جنگ سے قبل ہی اپنی غلط کاروائیاں کر چکا تھا۔

اس کے بعد خلیفہ نے ترکوں میں پھوٹ ڈلوانے کی غرض سے با یکباک کو خط لکھا کہ وہ سامرا میں موسیٰ بن بغا کا مقابلہ کر کے اس کے لشکر پر قابض ہو کر ان پر امیر بن جائے جب خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے وہ خط موسیٰ بن بغا کو دکھا دیا اس کے بعد موسیٰ بن بغا مہتدی کے خلاف بھڑک اٹھا اور آپس کے اختلافات ختم کر کے دونوں نے خلیفہ کے خلاف متحد ہو کر سامرا کا رخ کیا۔

ادھر خلیفہ کو بھی ان کی آمد کی اطلاع ہو گئی۔ اور چاروں طرف سے لوگوں کا لشکر جمع کر کے مقابلہ کے لیے نکل پڑے۔ جب موسیٰ بن بغا اور با یکباک کو خلیفہ کی آمد کا پتہ چلا تو موسیٰ بن بغا تو خراسان کی طرف فرار ہو گیا اور با یکباک نے ۱۲ رجب کو ہتھیار ڈال کر خلیفہ کی اطاعت قبول کر لی خلیفہ اپنی کابینہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ با یکباک کو ان کے سامنے لایا گیا۔ اور اس موقع پر خلیفہ نے کابینہ سے اس کے متعلق مشورہ لیا تو کابینہ کے ایک رکن صالح بن علی بن یعقوب بن ابی جعفر منصور نے کہا کہ اے خلیفہ آپ سے بڑا بہادر خلیفہ آپ سے پہلے نہیں آیا اور ابو مسلم خراسانی اس سے بڑا شیطان تھا اور اس کا لشکر بھی اس کے لشکر سے بڑا تھا لیکن جب منصور نے اسے قتل کرایا تو فتنہ ختم ہو گیا اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو گئے۔

اس کی یہ بات سن کر خلیفہ نے با یکباک کی گردن اڑانے کا حکم دیا پھر اس کے سر کو ترکیوں کے سامنے پھینک دیا لیکن ترکیوں نے اسے اچھا نہیں سمجھا اور وہ خلیفہ کا ساتھ چھوڑ کر ان کے خلاف با یکباک کے بھائی طغتوتیا کے ساتھ جمع ہو گئے لیکن پھر بھی خلیفہ باقی ماندہ ساتھیوں کو لے کر ان سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلے اور ان پر حملہ کر کے ان کے چار سو آدمیوں کو قتل کر دیا انہوں نے بھی جواباً خلیفہ پر حملہ کر دیا اس وقت خلیفہ اور اس کے ساتھی شکست کھا گئے اور خلیفہ ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار لے کر پکارنے لگے کہ اے لوگو تم اپنے خلیفہ کی مدد کو دوڑو پھر وہ اپنے ایک معاون احمد بن جمیل کے گھر میں داخل ہو گئے اور اپنے ہتھیار اتار کر سفید لباس پہن لیا اور جلدی سے نکل کر چھپنے کا ارادہ کیا لیکن احمد بن خاقان نے انہیں اس کا موقع نہیں دیا اور اسی وقت انہیں گرفتار کر کے ان کو تیر سے مارا اور ان کے کولھے پر نیزہ سے حملہ کر دیا پھر انہیں ایک سواری پر سوار کر کے ایک شخص کو ان پر محافظ مقرر کر دیا اس

وقت خلیفہ کے بدن پر ایک شلوار اور قمیض تھی۔

پھر انہیں احمد بن خاقان کے گھر پر لے آئے وہاں لوگوں نے انہیں لاتوں اور گھونسوں پر رکھ لیا اور ان کے چہرے پر تھوکنے لگے اور چھ لاکھ دینار کی تحریر پر ان سے دستخط لئے پھر ان پر ایک شخص کو مقرر کر دیا جو ان کے خصیتین کو مارتا اور روندتا تھا حتیٰ کہ ان کی جان نکل گئی۔

اور ان کی کل مدت خلافت پانچ دن کم ایک سال ہے اور سن پیدائش کے بارے میں دو قول ہیں نمبر ایک ۲۱۹ھ دوسرا ۲۱۵ھ۔

آپ گندمی رنگ دبلے پتلے جھکے ہوئے اور گھنی ڈاڑھی والے تھے آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی آپ کی نماز جنازہ جعفر بن عبدالواحد نے پڑھائی اور منتصر بن متوکل کے مقبرہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ مذہب، سخاوت، تقویٰ، زہد میں آپ گذشتہ خلفاء سے بڑھے ہوئے تھے اور ایک حدیث بھی روایت کی ہے کہ آپ ﷺ سے حضرت عباس نے خلافت کے بارے میں سوال کیا جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے نبوت اور تمہارے لئے خلافت ہے اور اس کی ابتدا بھی تم سے ہوگی اور اس کا اختتام بھی تم پر ہوگا اور حضرت عباس سے آپ نے فرمایا کہ تم سے محبت رکھنے والے کو میری شفاعت حاصل ہو گی نہ کہ بغض رکھنے والے کو۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے خلیفہ مہتدی سے اپنے مدمقابل پر کسی جھگڑے میں فیصلہ طلب کیا تو اس نے انصاف کے ساتھ اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تو اس پر اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

تم نے ایسے شخص کو حاکم بنایا جس نے روشن چاند کی مانند واضح فیصلہ کر دیا۔ نہ تو وہ راشی ہے اور نہ اسے نقصان میں پڑنے والے کے نقصان کی پرواہ ہے۔

یہ اشعار سن کر خلیفہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیری زبان مبارک کرے تیری تعریف سے مجھے خوشی نہیں ہوئی کیونکہ میں مسند خلافت پر یہ آیت پڑھ کر بیٹھتا ہوں:

**ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلاتظلم نفس شيناوان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفىٰ بناحاسبين** (۱)

''ہم بروز قیامت انصاف کا ترازو لگائیں گے جس سے کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا اگرچہ کسی کا کوئی عمل ذرہ برابر وزن کا ہو اور صحیح حساب کے لئے ہم ہی بہت کافی ہیں۔''

راوی کا بیان ہے کہ اس کے گرد بیٹھا ہوا مجمع رونے لگا اور اس دن سے زیادہ میں نے لوگوں کو روتا ہوا نہیں پایا۔

بعض کا کہنا ہے کہ خلیفہ مہتدی منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد سے قتل کے دن مسلسل روزہ رکھتے رہے اور اسی طرح وہ تقویٰ، قناعت، زیادتی عبادت، شدت احتیاط میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر تھے اگر وہ مزید زندہ رہتے اور حالات بھی سازگار ہوتے تو حتیٰ الوسع انہی کے نقش قدم پر چلتے اور انہوں نے خلفاء کی توہین کرنے والے اور منصب خلافت کی توہین کرنے والے ترکیوں کو ختم کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

احمد بن سعید الاموی کا قول ہے کہ ایک روز مکہ میں ہم کافی ساتھی جمع ہو کر نحو، عرب کے اشعار کے بارے میں بحث و مباحثہ کر رہے تھے اچانک ہمارے پاس ایک شخص آ کر شعر پڑھنے لگا اور ہمیں وہ شخص مجنون محسوس ہو رہا تھا۔

اے نحو کے شوقینو! تم کس امر میں مشغول ہو اللہ سے حیا کرو حالانکہ دیگر لوگ امر عظیم میں مبتلا ہیں۔ تمہارا امام قتل کا ڈھیر بنا پڑا ہے اور اسلام کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ اور تم نحو اور اشعار کے بارے میں سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے ہو اور بظاہر تم نے اچھا مشغلہ اختیار کر رکھا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس دن کی تاریخ ہم نے نوٹ کر لی بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ اسی روز ۲۵۶ھ بروز پیر ۱۶ رجب کو خلیفہ مہتدی کو قتل کر دیا گیا۔

(۱) پ ۱۷ انبیاء ۴۷

نے مجھے منع کر دیا ہے۔

بعض افراد فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں چار سال رہے وہاں مشہد عیسیٰ کے قریب ستون کے پاس ان کی مجلس وعظ ہوا کرتی تھی اور کثیر تعداد میں لوگ ان کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ لیکن پھر جب ان کا یہ عقیدہ کہ ایمان بلا عمل کے صرف قول کا نام ہے عوام کے سامنے آیا تو وہ ان سے متنفر ہو گئے اور والیٔ بیت المقدس نے انہیں زغر کے نشیبی علاقے کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہیں ان کی وفات ہوئی لیکن تدفین بیت المقدس میں ہی ہوئی۔

حاکم کی رائے یہ ہے کہ بیت المقدس میں رات کے وقت ان کی وفات ہوئی اور وہیں انبیاء علیہم السلام کی قبور کے پاس باب اریحہ کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا اور بیت المقدس میں ان کے متبعین کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔

## واقعات ۲۵۶ھ

**موسیٰ بن بغا کا اپنی آمد کے موقع پر خلیفہ کے درمیان ہنگامہ کھڑا کرنا**...... اسی سال ۱۲ محرم الحرام پیر کی صبح کو موسیٰ بن بغا الکبیر سامرا آیا چنانچہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جو اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے تھا وہ شہر میں داخل ہوا اور دار الخلافہ میں خلیفہ کی نشست کے پاس پہنچ کر اس نے دربار میں داخل ہونے کی اجازت چاہی لیکن خلیفہ کی جانب سے اسے پیغام ملا کہ باہر کچھ دیر انتظار کرو اسی وقت ان کو شک ہو گیا کہ خلیفہ نے ان پر صالح بن وصیف کو مسلط کرنے کے لئے فریب دہی سے کام لیا ہے۔

اس کے بعد وہ زبردستی خلیفہ کے دربار میں داخل ہو گئے اور آپس میں انہوں نے ترکی زبان میں مشورہ کر کے خلیفہ کو ان کی نشست سے اٹھا دیا اور وہاں پر رکھا ہوا سب ساز وسامان لوٹ لیا پھر وہ خلیفہ کو ذلت آمیز طریقے سے دوسرے کمرہ میں لے گئے۔

خلیفہ ان کے اس غلط رویئے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اے موسیٰ میں نے تو از خود تمہارے پاس دعوت نامہ بھیجا تھا تا کہ میں تمہارے ذریعے سے صالح بن وصیف پر قابو پا سکوں لیکن معلوم نہیں کہ اس کے باوجود بھی تم دھوکہ میں مبتلا ہو گئے اور مجھ پر تمہیں شک ہو گیا۔

موسیٰ بن بغا نے خلیفہ کی باتیں سن کر کہا کہ جب تک آپ ان باتوں پر قسم نہیں اٹھاؤ گے ہمیں یقین نہیں آئے گا چنانچہ خلیفہ نے ان کے سامنے قسم اٹھائی تب جا کر انہیں اطمنان قلب حاصل ہوا پھر از سر نو انہوں نے بالمشافہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہوں نے اپنے اوپر صالح بن وصیف کو مسلط نہ کرنے کے بارے میں خلیفہ سے عہد و پیمان لیا اور اس پر ان کی صلح ہو گئی۔

اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھیوں نے صالح بن وصیف کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آ کر معتز اور اس کے کاتب وغیرہ جن کو صالح بن وصیف نے قتل کیا تھا کے بارے میں ہم سے گفتگو کرے جواب میں وصیف بن صالح نے انہیں ایک وقت دے دیا کہ میں اس وقت تمہارے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔

لیکن حقیقت میں صالح بن وصیف نے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک لشکر تیار کرنا شروع کر دیا پھر اچانک وہ ایک رات روپوش ہو گیا۔

موسیٰ بن بغا والوں نے اس کی روپوشی کی خبر سن کر شہر میں اس کی گمشدگی کا اعلان کرایا اور اس کو پناہ دینے والے شخص کو دھمکی بھی دی لیکن ماہ صفر کے آخر تک اس کا کوئی سراغ نہیں لگ سکا۔

اس وقت موسیٰ بن بغا کے ساتھی آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ خلیفہ کو خلافت سے معزول کر دینا چاہیے کیونکہ یہ صحیح آدمی معلوم نہیں ہوتے لیکن پھر انہی میں سے بعض کہنے لگے کہ کیا تم پابند صوم وصلاۃ شخص کو جو کہ منکرات سے بھی اجتناب کرتا ہو اور جو گزشتہ خلفاء سے بہتر بھی ہے ایسے خلیفہ کو قتل کرو گے؟ یاد رکھو اس معاملہ میں کوئی بھی تمہارا ساتھ نہیں دے گا۔

ان کی اس گفتگو کا خلیفہ کو بھی علم ہو گیا چنانچہ خلیفہ تلوار لہراتے ہوئے کمرے سے باہر آئے اور اپنی نشست پر انہوں نے بیٹھ کر موسیٰ بن بغا اور اس

کے ساتھیوں کو بلا کر کہا کہ مجھے تمہاری چہ میگوئیوں کا علم ہو گیا ہے اب کان کھول کر سن لو کہ میں نے موت کی تیاری کر لی ہے اور اپنے فرزند کے متعلق اپنے بھائی کو وصیت کر چکا ہوں چنانچہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے اس وقت تک میں تم سے مقابلہ کرتا رہوں گا اور یاد رکھو اگر تم نے میرا ایک بال بھی بیکا کر دیا تو تم سب یا اکثر ہلاک ہو جاؤ گے۔ تم نے شرم وحیاء اور دین کو پس پشت ڈال دیا ہے اس امیر نے تمہیں اس اقدام (قتل خلیفہ) اور اللہ کی مخالفت پر تیار کیا اور تمہارے نزدیک اچھے اور برے لوگوں میں کوئی پہچان ہی نہیں ہے اور سب تمہارے نزدیک برابر ہیں تم میرے اور میرے بھائیوں کے گھروں میں جا کر دیکھو ان میں تمہیں آسائش اور راحت نام کی کوئی چیز نہیں ملے گی اور ہمارے اور عام لوگوں کے گھروں میں تم کوئی فرق نہیں پاؤ گے اور تمہارا خیال ہے کہ مجھے صالح بن وصیف کے ٹھکانے کا علم ہے حالانکہ مجھے اس کی کوئی خبر نہیں اب تم خود جا کر اس کی تفتیش کرو اور اس کا سراغ لگاؤ تا کہ تمہیں تشفی اور تسلی حاصل ہو۔

اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھیوں نے خلیفہ سے اس تقریر پر قسم کا مطالبہ کیا خلیفہ نے کہا کہ میں قسم اٹھانے سے انکار نہیں کرتا لیکن کل جمعہ کے دن عوام الناس کی موجودگی میں قسم اٹھاؤں گا خلیفہ کی اس بات سے ان کے دل کچھ نرم ہو گئے۔

پھر ۲۲ صفر اتوار کے دن موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھی صالح بن وصیف کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے اسے قتل کر کے بعد مغرب خلیفہ کے سامنے اس کا سر پیش کر دیا اسے دیکھ کر خلیفہ نے صرف اتنا کہا کہ اسے چھپا دو یہ کہہ کر خلیفہ پھر اپنے اذکار وتسبیح میں مشغول ہو گئے پھر پیر کی صبح ان کا سر نیزہ پر رکھ کر پورے شہر کا گشت کرایا گیا اور یہ اعلان ہوتا رہا کہ اپنے آقا کو قتل کرنے والے کا یہ انجام ہے اس کے بعد حالات خراب ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ خلیفہ مہتدی کو بھی خلافت سے معزول کر کے قتل کر دیا گیا۔

**مہتدی باللہ کی خلافت سے دستبرداری اور احمد بن متوکل کی حکومت** ...... جب موسیٰ بن بغا کو علم ہوا کہ مساور شاری نے علاقہ میں فتنہ برپا کیا ہوا ہے تو وہ اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر جس میں مفلح با یکباک ترکی بھی تھا لے کر آیا اور دونوں میں جنگ ہوئی لیکن مساور شاری فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور یہ لوگ اپنے مقصد میں ناکام ہو کر واپس چلے گئے اور مساور شاری اس جنگ سے قبل ہی اپنی غلط کاروائیاں کر چکا تھا۔

اس کے بعد خلیفہ نے ترکوں میں پھوٹ ڈلوانے کی غرض سے بایکباک کو خط لکھا کہ وہ سامرا میں موسیٰ بن بغا کا مقابلہ کر کے اس کے لشکر پر قابض ہو کر ان پر امیر بن جائے جب خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے وہ خط موسیٰ بن بغا کو دکھا دیا اس کے بعد موسیٰ بن بغا مہتدی کے خلاف بھڑک اٹھا اور آپس کے اختلافات ختم کر کے دونوں نے خلیفہ کے خلاف متحد ہو کر سامرا کا رخ کیا۔

ادھر خلیفہ کو بھی ان کی آمد کی اطلاع ہو گئی۔ اور چاروں طرف سے لوگوں کا لشکر جمع کر کے مقابلہ کے لیے نکل پڑے۔ جب موسیٰ بن بغا اور بایکباک کو خلیفہ کی آمد کا پتہ چلا تو موسیٰ بن بغا تو خراسان کی طرف فرار ہو گیا اور بایکباک نے ۱۲ رجب کو ہتھیار ڈال کر خلیفہ کی اطاعت قبول کر لی خلیفہ اپنی کابینہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ بایکباک کو ان کے سامنے لایا گیا۔ اور اس موقع پر خلیفہ نے کابینہ سے اس کے متعلق مشورہ لیا تو کابینہ کے ایک رکن صالح بن علی بن یعقوب بن ابی جعفر منصور نے کہا کہ اے خلیفہ آپ سے بڑا بہادر خلیفہ آپ سے پہلے نہیں آیا اور ابو مسلم خراسانی اس سے بڑا شیطان تھا اور اس کا لشکر بھی اس کے لشکر سے بڑا تھا لیکن جب منصور نے اسے قتل کرایا تو فتنہ ختم ہو گیا اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو گئے۔

اس کی یہ بات سن کر خلیفہ نے بایکباک کی گردن اڑانے کا حکم دیا پھر اس کے سر کو ترکیوں کے سامنے پھینک دیا لیکن ترکیوں نے اسے اچھا نہیں سمجھا اور وہ خلیفہ کا ساتھ چھوڑ کر ان کے خلاف بایکباک کے بھائی طغوتیا کے ساتھ جمع ہو گئے لیکن پھر بھی خلیفہ باقی ماندہ ساتھیوں کو لے کر ان سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلے اور ان پر حملہ کر کے ان کے چار سو آدمیوں کو قتل کر دیا انہوں نے بھی جواباً خلیفہ پر حملہ کر دیا اس وقت خلیفہ اور اس کے ساتھی شکست کھا گئے اور خلیفہ ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار لے کر پکارنے لگے کہ اے لوگو تم اپنے خلیفہ کی مدد کو دوڑو پھر وہ اپنے ایک معاون احمد بن جمیل کے گھر میں داخل ہو گئے اور اپنے ہتھیار اتار کر سفید لباس پہن لیا اور جلدی سے نکل کر چھپنے کا ارادہ کیا لیکن احمد بن خاقان نے انہیں اس کا موقع نہیں دیا اور اسی وقت انہیں گرفتار کر کے ان کو تیر سے مارا اور ان کے کولھے پر نیزہ سے حملہ کر دیا پھر انہیں ایک سواری پر سوار کر کے ایک شخص کو ان پر محافظ مقرر کر دیا اس

وقت خلیفہ کے بدن پر ایک شلوار اور قمیض تھی۔

پھر انہیں احمد بن خاقان کے گھر پر لے آئے وہاں لوگوں نے انہیں لاتوں اور گھونسوں پر رکھ لیا اور ان کے چہرے پر تھوکنے لگے اور چھ لاکھ دینار کی تحریر پر ان سے دستخط لئے پھر ان پر ایک شخص کو مقرر کر دیا جو ان کے خصیتین کو مارتا اور روندتا تھا حتیٰ کہ ان کی جان نکل گئی۔

اور ان کی کل مدت خلافت پانچ دن کم ایک سال ہے اور سن پیدائش کے بارے میں دو قول ہیں نمبر ایک ۲۱۹ھ دوسرا ۲۱۵ھ۔

آپ گندمی رنگ دبلے پتلے جھکے ہوئے اور گھنی ڈاڑھی والے تھے آپ کی کنیت ابوعبداللہ تھی آپ کی نماز جنازہ جعفر بن عبدالواحد نے پڑھائی اور منتصر بن متوکل کے مقبرہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ مذہب، سخاوت، تقویٰ، زہد میں آپ گذشتہ خلفاء سے بڑھے ہوئے تھے اور ایک حدیث بھی روایت کی ہے کہ آپ ﷺ سے حضرت عباس نے خلافت کے بارے میں سوال کیا جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے نبوت اور تمہارے لئے خلافت ہے اور اس کی ابتدا بھی تم سے ہوگی اور اس کا اختتام بھی تم پر ہوگا اور حضرت عباس سے آپ نے فرمایا کہ تم سے محبت رکھنے والے کو میری شفاعت حاصل ہو گی نہ کہ بغض رکھنے والے کو۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے خلیفہ مہتدی سے اپنے مدمقابل پر کسی جھگڑے میں فیصلہ طلب کیا تو اس نے انصاف کے ساتھ اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تو اس پر اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

تم نے ایسے شخص کو حاکم بنایا جس نے روشن چاند کی مانند واضح فیصلہ کر دیا۔ نہ تو وہ راشی ہے اور نہ اسے نقصان میں پڑنے والے کے نقصان کی پرواہ ہے۔

یہ اشعار سن کر خلیفہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیری زبان مبارک کرے تیری تعریف سے مجھے خوشی نہیں ہوئی کیونکہ میں مسند خلافت پر یہ آیت پڑھ کر بیٹھتا ہوں:

**ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلاتظلم نفس شيئاوان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفىٰ بناحاسبين** (۱)

''ہم بروز قیامت انصاف کا ترازو لگائیں گے جس سے کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا اگر چہ کسی کا کوئی عمل ذرہ برابر وزن کا ہو اور صحیح حساب کے لئے ہم ہی بہت کافی ہیں۔''

راوی کا بیان ہے کہ اس کے گرد بیٹھا ہوا مجمع رونے لگا اور اس دن سے زیادہ میں نے لوگوں کو روتا ہوا نہیں پایا۔

بعض کا کہنا ہے کہ خلیفہ مہتدی منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد سے قتل کے دن مسلسل روزہ رکھتے رہے اور اسی طرح وہ تقویٰ، قناعت، زیادتی عبادت، شدت احتیاط میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر تھے اگر وہ مزید زندہ رہتے اور حالات بھی سازگار ہوتے تو حتیٰ الوسع انہی کے نقش قدم پر چلتے اور انہوں نے خلفاء کی توہین کرنے والے اور منصب خلافت کی توہین کرنے والے ترکیوں کو ختم کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

احمد بن سعید الاموی کا قول ہے کہ ایک روز مکہ میں ہم کافی ساتھی جمع ہو کر نحو، عرب کے اشعار کے بارے میں بحث و مباحثہ کر رہے تھے اچانک ہمارے پاس ایک شخص آ کر شعر پڑھنے لگا اور ہمیں وہ شخص مجنون محسوس ہو رہا تھا۔

اے نحو کے شوقینو! تم کس امر میں مشغول ہو اللہ سے حیا کرو حالانکہ دیگر لوگ امر عظیم میں مبتلا ہیں۔ تمہارا امام قتل کا ڈھیر بنا پڑا ہے اور اسلام کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ اور تم نحو اور اشعار کے بارے میں سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے ہو اور بظاہر تم نے اچھا مشغلہ اختیار کر رکھا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس دن کی تاریخ ہم نے نوٹ کر لی بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ اسی روز ۲۵۶ھ بروز پیر ۱۶ رجب کو خلیفہ مہتدی کو قتل کر دیا گیا۔

(۱) پ ۱۷ انبیاء ۴۷

**معتمد علی اللہ کی خلافت** ...... یہ احمد بن متوکل علی اللہ ابن فتیان سے مشہور ہیں امیر یار جوخ کے گھر میں اسی سال ۱۳ ارجب بروز منگل ان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور یہ واقعہ مہتدی کے خلافت سے دستبردار ہونے سے چند روز پہلے کا ہے پھر بیعت عامہ ۸ یا ۱۰ ارجب کو ہوئی۔

اسی وقت موسیٰ بن بغا اور مفلح اپنے گھر (سرمن ری) چلے گئے جس کی وجہ سے پہلے سے جاری شدہ ہنگامے ختم ہو گئے لیکن وہ حبشی جو علوی ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا اس وقت بھی بصرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور خلیفہ کی فوج اس کے مقابلہ میں تھی اور وہ ہر دن لوگوں کو دھمکی دیتا تھا اور ان کا اموال چھین لیتا تھا اور گزرنے والے سامان سے لدے ہوئے قافلوں کو بھی لوٹ لیتا تھا پھر اس کے بعد آبلہ اور عبادان وغیرہ شہروں پر بھی اس کا قبضہ ہو گیا اور بصرہ کی عوام اس سے بہت زیادہ خوفزدہ تھی روز بروز نفری اور دیگر ساز و سامان کے اعتبار سے اس کی قوت میں اضافہ ہو رہا تھا اور اس سال کے اختتام تک اس کی یہ ہی حالت رہی۔

اس سال کوفہ میں ایک شخص جس کا نام علی بن زید بن طالبی تھا اس کا ظہور ہوا تو خلیفہ کا لشکر اس کے مقابلہ میں آیا لیکن طالبی غالب رہا اور اس کی پوزیشن مستحکم ہوگئی۔

اور رواں سال ہی میں محمد بن واصل تمیمی نے اہواز کے نائب حاکم حارث بن سیما شرابی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اہواز پر قبضہ کر لیا۔

اسی سال ماہ رمضان میں ری شہر پر حسن بن زید بن طالبی کا قبضہ ہو گیا شوال میں موسیٰ بن بغا اس کے مقابلہ میں نکلا اور خلیفہ نے اسے رخصت کیا۔

اور اس زمانے میں باب دمشق کے قریب ایک عظیم فتنے نے جنم لیا کہ دمشق کے نائب حاکم اماجور اور ابن عیسیٰ بن شیخ کے درمیان مقابلہ ہوا اور اماجور کے ساتھ صرف چار سو شہسوار تھے اور عیسیٰ ابن شیخ کے ساتھ بیس ہزار کا لشکر تھا لیکن پھر بھی اماجور نے اسے شکست دے دی پھر خلیفہ نے عیسیٰ بن شیخ کو آرمینیہ کے شہروں پر اس شرط پر حاکم بنایا کہ وہ شام چھوڑ دے گا چنانچہ اس شرط کو منظور کرتے ہوئے شام کو چھوڑ دیا۔

اس سال محمد بن احمد بن عیسیٰ بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا اور ان حج کرنے والوں میں ابو احمد بن متوکل بھی تھا لیکن وہ حج سے جلد ہی فارغ ہو کر ۲۷ ذی الحجہ بدھ کی شام سامرا چلا گیا۔

اور اس سال جیسا کہ پہلے گزر چکا خلیفہ مہتدی باللہ نے وفات پائی۔

**زبیر بن بکار** ...... یہ ابن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن عوام القرشی مکہ المکرمہ کے قاضی ہیں آپ بغداد ہی میں جوان ہوئے اور ان کی ''انساب قریش'' کے نام سے ایک کتاب ہے۔ حقیقت میں یہ انساب قریش کے بارے میں بہت ہی جامع مانع الکتاب ہے اور ان سے ابن ماجہ وغیرہ نے روایتیں لی ہیں اور دار قطنی، خطیب نے ان کی تعریف اور توثیق کی ہے اسی سال ماہ ذیقعد میں مکہ میں ۸۴ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

**امام محمد بن اسماعیل بخاری** ...... صحیح بخاری شریف انہی کی تصنیف کردہ ہے ہم نے شرح بخاری میں ان کے حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں انہی کا خلاصہ یہاں بھی بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ یہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ الجعفی ہیں ان کی کنیت ابو عبداللہ البخاری ہے آپ حافظ حدیث اور اپنے زمانے کے تمام محدثین کے مقتدیٰ اور پیشوا ہیں۔ خشک سالی کے موقع پر آپ کی کتاب صحیح بخاری کا ختم (مفید) ہے آپ کی کتاب کی مقبولیت اور اس میں موجود حدیث کی صحت پر تمام علماء بلکہ جمیع مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے۔

آپ کی پیدائش ۱۹۴ھ ۱۳ شوال جمعہ کی شب ہوئی بچپن ہی میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا جس کی وجہ سے آپ کی پرورش والدہ کی گود میں ہوئی اور زمانہ طالب علمی ہی میں آپ کو من جانب اللہ بہت سی حدیثیں حفظ ہو گئی تھیں اور سولہ سال کی عمر میں آپ نے درس نظامی مکمل کر لیا تھا یہاں تک بھی آپ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ سات سال کی عمر میں سترہ ہزار احادیث آپ کو حفظ ہو گئی تھیں، ۱۸ سال کی عمر میں آپ نے حج کیا پھر مکہ ہی میں علم حدیث مختلف اساتذہ سے حاصل کرتے رہے حتیٰ الوسع دیگر شہروں میں جا کر بھی آپ نے مشائخ حدیث سے علم حدیث حاصل کیا اور ایک ہزار

سے زائد شیوخ حدیث سے روایتیں نقل کی ہیں اور پھر آپ سے بھی بہت سے لوگوں نے احادیث نقل کی ہیں۔ خطیب بغدادی نے آپ کے شاگرد فربری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سترہ ہزار افراد کے سامنے امام بخاری سے احادیثیں سنی ہیں لیکن اس وقت میرے علاوہ دنیا سے سب رخصت ہو گئے۔ اب موجودہ کتاب صحیح بخاری میں حدیثیں امام بخاری کے شاگرد فربری ہی کے واسطے سے ہیں اس کے علاوہ دیگر شاگرد حماد بن شاکر، ابراہیم بن معقل، طاہر بن مخلد اور ابوطلحہ منصور بن محمد بن علی البردی النسفی جن کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی نے بھی امام بخاری سے حدیثیں بیان کی ہیں اور امیر ابوالنضر بن حاکولا نے ان کی توثیق کی ہے۔

امام بخاری سے روایت کرنے والوں میں امام مسلم بھی ہیں جنہوں نے اپنی صحیح (مسلم) کے علاوہ امام بخاری سے روایتیں لی ہیں اور امام مسلم امام بخاری کا استاد کے درجے میں ادب کرتے تھے اور حد درجہ ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اسی طرح امام ترمذی نے اپنی سنن میں قال بعضھم کی بحث کے موقع پر ان سے روایتیں لی ہیں۔

امام بخاری آٹھ بار بغداد آئے اور ہر بار امام احمد سے ملاقات ہوئی امام احمد نے خراسان میں ان کے قیام کو ناپسند کرتے ہوئے انہیں بغداد میں قیام کا مشورہ دیا۔

امام بخاری کی عادت تھی کہ رات کو نیند سے بیدار ہو کر چراغ جلاتے اور اس وقت جو علمی مضامین ان کے ذہن میں آتے ان کو لکھ لیتے پھر چراغ بجھا کر سو جاتے پھر دوبارہ نیند سے بیدار ہو کر اسی طرح کرتے حتیٰ کہ بعض مرتبہ ایک ہی رات میں بیس مرتبہ نیند سے بیدار ہوتے۔

امام بخاری بچپن ہی میں کسی وجہ سے نابینا ہو گئے تھے جس سے آپ کی والدہ کو بہت صدمہ ہوا تھا ایک روز آپ کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور وہ ان سے کہہ رہے تھے کہ انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ تیری دعا اور تیرے رونے کی برکت سے تیرے لڑکے کی آنکھیں صحیح کر دیگا چنانچہ صبح ہوتے ہی حضرت امام بخاری کی بینائی لوٹ آئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنی تصنیف کردہ حدیثوں کا اندازہ لگایا تو صرف مستند لکھی ہوئی احادیث کی تعداد دو لاکھ تھی اور وہ سب مجھے حفظ یاد تھیں۔

ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سمرقند تشریف لے گئے وہاں پر چار سو علماء کا اجتماع منعقد ہوا جس میں انہوں نے بہت سی حدیثوں کو سند اور متن کے اعتبار سے خلط ملط کر کے بطور امتحان کے امام بخاری پر پیش کر دیا آپ نے ہر حدیث کو متن اور سند کے اعتبار سے صحیح بیان کر دیا اور اغلاط کی نشاندہی بھی فرما دی جس کے بعد کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہیں رہی۔ اس قسم کا واقعہ ان کے ساتھ بغداد میں بھی پیش آیا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ کتاب دیکھنے سے انھیں حفظ ہو جاتی تھی اس کے علاوہ بھی اس قسم کی بہت سی باتیں ان کے بارے میں مشہور ہیں اسلئے اس زمانہ کے تمام ساتھیوں مشائخ اور علماء نے ان کی دل کھول کر تعریف کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ خراساں نے آپ جیسا آدمی پیدا نہیں کیا۔

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امام بخاری کا کوئی ہمسر پیدا نہیں ہوا۔

اسحاق بن راھویہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں امام بخاری اگر حضرت حسن بصری کے زمانہ میں ہوتے تو عوام الناس نفس حدیث، معرفت حدیث، فقہ میں امام بخاری کی طرف محتاج ہوتے۔

ابوبکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر کا کہنا ہے کہ ہم نے امام بخاری کی مثل کسی کو نہیں پایا۔

علی بن حجر کا قول ہے کہ میرے علم میں نہیں ہے کہ امام بخاری کا کوئی ہم مثل ہوگا۔

محمود بن نظر بن سہل شافعی کا قول ہے کہ میں بصرہ شام حجاز کوفہ کے علماء کے پاس گیا ان کے سامنے جب بھی امام بخاری کا تذکرہ آجاتا تو وہ امام کو اپنے سے بہتر سمجھتے تھے۔

ابوالعباس دعولی نے کہا کہ بغداد کے باشندوں نے امام بخاری کے بارے میں ایک شعر کہا ہے:

امام بخاری کی وفات تک مسلمانوں میں خیریت اور سلامتی موجود ہے نہ کہ آپ کی وفات کے بعد۔

فلاس فرماتے ہیں کہ جس حدیث کا امام بخاری کو علم نہ ہو وہ حقیقت میں حدیث ہی نہیں ایسا ہی یعقوب بن ابراہیم دورقی نے بھی کہا۔

بعض حضرات نے تو فقہ اور حدیث میں امام بخاری کو امام احمد بن حنبل پر ترجیح دی ہے۔

قتیبہ بن سعید کہتے ہیں کہ مشرق اور مغرب سے لوگ میرے پاس آئے مگر امام بخاری جیسا کوئی نہیں آیا۔

مرجی بن رجاء کہتے ہیں کہ امام بخاری کو اپنے زمانہ کے علماء پر عورتوں پر مردوں کی فضیلت کی طرح فضیلت حاصل تھی نہ کہ آپ کے زمانہ سے پہلے والوں یعنی تابعین وصحابہ پر آپ کو فضیلت حاصل تھی کسی کہنے والے نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی چلتی پھرتی نشانی تھی۔

ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی فرماتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل بخاری ہم میں سب سے زیادہ فقیہ عابد بارک بین اور علم دین کے طالب تھے۔

اسحاق بن راہویہ کا کہنا ہے کہ امام بخاری مجھ سے زیادہ صاحب بصیرت تھے۔

ابوحاتم رازی فرماتے ہیں امام بخاری عراق آنے والوں میں سب سے بڑے عالم تھے۔

عبداللہ عجلی کا قول ہے کہ میں نے ابوزرعہ اور ابوحاتم کو امام بخاری کے پاس بیٹھا ہوا حدیث سنتے دیکھا امام مسلم بھی امام بخاری کے پائے کے آدمی نہیں تھے، امام بخاری امام محمد بن یحییٰ ذہلی سے بڑے عالم تھے اور خود امام محمد بن ذہلی باحیا پختہ عالم ہر چیز کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔

کسی کا قول ہے کہ میں نے محمد بن ذہلی کو امام بخاری سے اسماء الرجال ان کی کنیت اور حدیث کے علل کے بارے میں سوال کرتے ہوئے دیکھا امام تیر بہدف کی طرح انہیں جواب دے رہے تھے۔ گویا کہ وہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کررہے ہیں۔

احمد بن حمدون قصار کا قول ہے کہ میں نے امام مسلم کو امام بخاری کے پاس آتے دیکھا انہوں نے سب سے پہلے امام بخاری کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ اے استاذ الاساتذہ اے محدثین کے سردار اے حدیث کے ماہر مجھے اپنے پاؤں چومنے کی اجازت دیجئے پھر کفارہ مجلس کی حدیث کے بارے میں ان سے پوچھا امام بخاری کے مطمئن کرنے پر امام مسلم نے فرمایا کہ سوائے حاسد کے آپ سے کوئی بغض نہیں رکھے گا۔ اور میرے نزدیک دنیا میں کوئی آپ جیسا نہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث کی علل وتاریخ اور اسانید کی معرفت میں خراسان اور عراق میں امام بخاری سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا اور ہم ایک روز عبداللہ بن منیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے امام بخاری کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس امت کی زینت بنائے امام ترمذی فرماتے ہیں کہ امام بخاری کے حق میں ان کی دعا قبول ہوگئی۔ ابن خزیمہ کا قول ہے کہ میں نے کسی کو امام بخاری سے زیادہ حدیث کا علم رکھنے والا اور حدیث کا حفظ کرنے والا نہیں پایا اور علماء نے جو آپ کی قوت حافظہ پختہ علم، فقہ، زہد، عبادت پر تعریفی کلمات کہے ہیں اگر ان کو بیان کرنا شروع کریں تو یہ بحث بہت طویل ہو جائے گی لیکن اس وقت ہم حوادث زمانے کی وجہ سے اختصاراً ان چیزوں کو یہاں بیان کررہے ہیں، امام بخاری انتہائی درجے کے باحیا، بہادر، سخی متقی زاہد انسان تھے۔

امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کسی کی غیبت کرنے پر اللہ تعالیٰ مجھ سے مؤاخذہ نہیں فرمائیں گے ان کی اس بات پر ان سے سوال کیا گیا کہ آپ نے راویوں پر جرح کرتے ہوئے ان کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ غیبت میں شمار نہیں ہوگا جواب میں آپ نے حضور ﷺ کی ایک حدیث سنائی کہ ایک موقع پر ایک منافق کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ شخص بہت برا ہے تو آپ ﷺ کا اس کو برا کہنا غیبت نہیں ہے اس طرح ہم نے راویوں کے متعلق جو کچھ کہا اپنی جانب سے نہیں کہا بلکہ پہلوؤں سے جو کچھ منقول تھا اسی کو ہم نے ذکر کردیا تو یہ کوئی غیبت نہیں ہے۔

امام بخاری ہر رات تہجد کی تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے اور رمضان شریف میں روزانہ ایک قرآن پاک ختم کرنے کا معمول تھا اور اللہ نے آپ کو بہت مال ودولت عطا کیا تھا جس سے آپ ظاہر اور مخفی طریقہ پر راہ خدا میں بہت کچھ خرچ کرتے تھے اور بہت زیادہ صدقہ خیرات کرنے کا معمول تھا، آپ شریف النفس اور مستجاب الدعوت بھی تھے۔

بخارا کے نائب حاکم خالد ابن حمد الذھلی نے امام بخاری کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے گھر پر آکر میرے بچوں کو علم کی تعلیم دیں جواب میں امام

بخاری نے فرمایا کہ علم دین تمہارا محتاج نہیں ہے کہ وہ تمھارے گھر آئے بلکہ تم اس کے محتاج ہو اس لئے اگر بچوں کو تعلیم دلوانا چاہتے ہو تو ان کو میرے گھر بھیج دیں باقی میں نہیں آسکتا امام بخاری کے اس جواب پر نائب حاکم ناراض ہو گیا اتفاق سے انہی دنوں نائب حاکم کے پاس محمد بن یحییٰ الذھلی کا خط آیا کہ بخاری کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں اور اس مسئلہ میں امام بخاری اور محمد بن یحییٰ الذھلی کے درمیان اختلاف تھا اور نائب حاکم اس مسئلہ میں محمد بن یحییٰ کے ساتھ تھے کہ الفاظ قرآن مخلوق نہیں ہیں اور امام بخاری نے اس مسئلہ پر افعال عباد کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی تھی اور محمد بن یحییٰ کے خط لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ کسی طریقے سے نائب حاکم اور عوام الناس کو امام بخاری سے متنفر کیا جائے کیوں کہ عوام الناس میں امام بخاری بہت زیادہ مقبول تھے حتیٰ کہ امام بخاری کے گھر تشریف لانے کے وقت لوگ ان پر سونا چاندی نچھاور کرتے اور امام بخاری کے لئے درس حدیث دینے کے لئے ایک خاص جگہ مقرر تھی جہاں پر بیٹھ کر وہ لوگوں کو درس حدیث دیتے تھے نائب حاکم نے ایک روز لوگوں کو امام بخاری کا درس سننے سے منع کر دیا لیکن لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی جس کی وجہ سے اس نے خفا ہو کر امام بخاری کی جلاوطنی کے احکامات جاری کر دیئے اس موقع پر امام بخاری نے اس نائب حاکم کے لئے بددعا کر دی۔

چنانچہ ایک ماہ گزرنے سے پہلے ہی ابن طاہر کے لئے حکم آیا کہ اس کو گدھی پر سوار کر کے شہر کا گشت کرایا جائے اور ساتھ ہی اس کو عہدہ سے برطرف کر کے جیل بھجوا دیا اور جیل ہی میں اس کی موت واقع ہو گئی اور اسی طرح جو لوگ امام بخاری کی مخالفت میں اس کے ساتھ تھے وہ بھی طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہوئے اور ان کا انجام بھی بُرا ہوا۔

اس کے بعد امام بخاری وہاں سے نکل کر سمرقند سے دو فرسخ کے فاصلہ پر شہر خرتنگ میں اپنے رشتہ داروں کے یہاں چلے گئے اور بارگاہ ایزدی میں دعا کرنے لگے اے اللہ فتنوں کے ظہور سے پہلے ہی مجھے اپنے پاس بلا لے اس کے بعد ہی امام بخاری مرض میں مبتلا ہوئے اور بالآخر ۲۵۶ھ شب عید الفطر ہفتہ کی رات بوقت عشاء ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور آپ کی وصیت کے مطابق علاوہ قمیض عمامہ کے تین سفید کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا اور عید الفطر کے دن بعد نماز ظہر آپ کی نماز جنازہ ہوئی۔ اور تدفین کے بعد آپ کی قبر سے بہت تیز خوشبو آنے لگی اور چند دنوں تک یہی کیفیت رہی اور آپ کی قبر کے پاس کچھ سفید نور کے ستون بھی ظاہر ہوئے اور آپ کل ۶۲ سال زندہ رہے اور آپ نے لوگوں کے لئے علم نافع چھوڑا جس کی وجہ سے آپ کی وفات کے بعد آپ کا نامۂ اعمال بند نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کے نامۂ اعمال میں عمل صالحہ پہنچتا رہے گا اور اس بات کا حدیث نبوی ﷺ سے بھی ثبوت ہے کہ انسان کے مرنے سے اس کا نامۂ اعمال بند ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے اگر اس نے اپنے پیچھے چھوڑی ہیں ان میں سے ایک علم نافع بھی ہے۔

صحیح بخاری کی شرائط دیگر تمام کتب کی شرائط سے وزنی ہیں حتیٰ کہ امام مسلم کی صحیح مسلم کی شرائط بھی صحیح بخاری کی شرائط کا مقابلہ نہیں کر سکتیں کسی فصیح شاعر نے امام بخاری کی شان میں بہت عمدہ اشعار کہے ہیں:

> اگر عوام الناس انصاف کریں تو حقیقت میں کتاب صحیح بخاری سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ بخاری شریف ہی صحیح اور غلط کے درمیان فرق کرنے والی ہے اور وہی قوی اور کمزور کے درمیان سد سکندری کی طرح حائل ہونے والی ہے۔ اس کی اسناد آسمان کے ستاروں کے مانند مشعل راہ ہیں یہ کتاب روشن ستاروں کی طرح تمام متون کے سامنے امام کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے ذریعے دین اسلام کا ترازو قائم ہے اور اس کے ذریعے عرب کے بعد عجمی مطیع بنے ہیں۔ یہ کتاب انسان کو جہنم سے دور کرنے والی ہے۔ یہ کتاب اللہ کے حبیب حضور اکرم ﷺ تک پہنچنے کے لئے ایک باریک سا پردہ ہے اور شکوک دور کرنے کے لئے واضح نص ہے۔ اے عالمو! تمام علماء دین کے نزدیک اس کتاب کا درجہ اور مقام دیگر تمام کتب سے اونچا ہے۔ اے امام بخاری آپ احادیث جمع کرنے میں تمام آئمہ سے سبقت لے گئے اور آپ کی کامیابی کا خود انہوں نے اقرار کیا ہے۔ ناقلین میں سے آپ نے کمزوروں اور جھوٹوں کو الگ کر دیا ہے۔ اور آپ نے کتاب صحیح بخاری شریف کی حسن ترتیب اور تبویب میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے بدلے میں آپ کی خواہش کے مطابق عطاء کرے اور دنیا اور آخرت میں آپ کو بہت کچھ عطاء کرے۔

## واقعات ۲۵۷ھ

اسی سال خلیفہ معتمد نے یعقوب بن لیث کو بلخ طخارستان اور اس کے آس پاس کے علاقوں کرمان، بجستان سندھ وغیرہ کا حاکم مقرر کیا۔
اسی زمانے میں خلیفہ نے اپنے بھائی ابو احمد کو کوفہ، طریق مکہ حرمین و یمن کا حاکم بنایا مزید برآں ماہ رمضان میں بغداد، سواد، واسط، کور، دجلہ، بصرہ اہواز، فارس کا اس کی حکومت میں اضافہ کرتے ہوئے اسے اجازت دے دی کہ وہ ان علاقوں میں میری قائم مقامی کے فرائض انجام دیں۔
رواں سال ہی میں سرزمین بصرہ پر سعید الحاجب اور حبشی علوی کے درمیان مقابلہ ہوا، سعید الحاجب نے اسے شکست دے کر اس کے قبضے سے بہت سے مرد اور عورتیں اور بچوں کو آزاد کرالیا اور اس سے کافی تعداد مال واپس چھین لیا اور اسے زبردست طریقے سے رسوا کیا پھر ایک رات حبشی علوی نے موقع پا کر سعید اور اس کے لشکر پر حملہ کر کے اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا حتیٰ کہ بعض کے بقول خود سعید بن صالح بھی قتل ہو گیا۔
پھر ایک موقع پر منصور بن جعفر خیاطی اور اس چھوٹے حبشی علوی کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا اور اس علوی نے مدمقابل کو شکست دے دی۔

**خناق کی گرفتاری اور اذیت دہ طریقہ سے اس کا قتل کیا جانا**...... اسی سال بغداد کے ایک مقام برکہ زلزل سے خناق نام سے مشہور ایک شخص گرفتار کیا گیا جس نے بہت سی عورتوں کا گلہ گھونٹ کر انہیں قتل کیا تھا اس کی عادت تھی کہ عورت کو پکڑ کر اولاً اس سے مطلب پورا کرتا پھر اس کا گلا گھونٹ کر اسے قتل کر دیتا اور جو کچھ اس کے پاس سامان وغیرہ ہوتا اسے چھین لیتا اس ظالم کو گرفتار کر کے خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اپنے سامنے اسے دو ہزار چار سو کوڑے لگوائے لیکن پھر بھی اس ظالم کو موت نہیں آئی حتیٰ کہ بغداد کے جلادوں نے اس کے خصیتین کو عقالین کی لکڑی سے مار کر اس کی جان نکال دی پھر اسے بغداد لا کر سولی پر لٹکا دیا گیا پھر اس کے جسم کو آگ میں جلا دیا گیا۔

**حبشی خبیث کا زور پکڑنا**...... اسی سال ۱۴ شوال المکرم کو چاند گرہن ہوا اور اس کا اکثر حصہ چھپ گیا اور چودہ شوال کی صبح خبیث حبشی علوی نے زبردستی بصرہ میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور بصرہ کا نائب حاکم اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی آمد کی خبر سن کر وہاں سے بھاگ گیا اور اس ظالم نے جامع بصرہ اور بہت سے گھروں کو جلا ڈالا اور لوگوں کے اموال لوٹ لئے پھر اس ظالم کے ساتھی ابراہیم بن مہلبی نے کہا کہ جسے امان چاہیے وہ ہمارے پاس آ جائے چنانچہ بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اس ظالم نے موقع پا کر سب کو قتل کر دیا اس ظالم کی عادت تھی کہ جہاں پر بھی لوگوں کو جمع ہوتے دیکھتا تو اپنے ساتھیوں کو انہیں قتل کرنے کا اشارہ کر دیتا تو فوراً اس کے ساتھی انہیں قتل کرنے کے لئے ان پر تلوار اٹھا لیتے پھر یا تو اس ظالم کے ساتھیوں کی ہنسنے کی آواز آتی یا مقتولین کے کلمہ پڑھنے کی آواز آتی اور کچھ دنوں تک یہ ظالم لوگوں کے ساتھ یہی بدسلوکی کرتے رہے۔
لوگ ان سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے اور یہ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک گھاس میں آگ لگا دیتے تھے جو کہ وہاں موجود انسان، جانور ساز و سامان وغیرہ سب کو جلا دیتی تھی مزید براں انہوں نے شہر کی جامع مسجد کو بھی جلا ڈالا اور ظالموں نے سرداروں، ادباء، فضلاء، محدثین، علماء کی ایک جماعت کو ختم کر دیا **اناللہ وانا الیہ راجعون۔**
پھر اس خبیث کو جس نے فارس میں بھی فتنہ برپا کیا تھا خبر ملی کہ بصرہ والوں کے پاس سامان رسد وغیرہ کافی آ گیا ہے اور اب وہ دوبارہ خوشحال ہو گئے ہیں اس پر وہ حسد کرنے لگا۔
ابن جریر نے بعض ساتھیوں سے سن کر نقل کیا ہے کہ وہ خبیث یہ بھی کہا کرتا تھا کہ بصرہ والوں کے خلاف میں نے بددعا کی ہے تو مجھے خطاب کر کے کہا گیا کہ بصرہ والے آپ کے لئے روٹی کی مانند ہیں جس کو تم کناروں سے کھاؤ جب آدھی روٹی ہو جائے گی تو بصرہ والے ختم ہو جائیں گے تو میں نے اس بات کی یہ تاویل کی ہے کہ اس میں روٹی سے مراد چاند ہے اور ٹوٹنے سے مراد اس کا گرہن ہونا ہے یہ بات اس کے ساتھیوں میں مشہور ہو گئی تھی اور پھر واقع میں اس کی خبر کے مطابق ہوا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کی طرح شیطان اس کے ساتھ ہوتا تھا جو اس سے اس قسم

کی باتیں کرتا تھا۔

اوران ظالمانہ کاروائیوں کے دوران اس خبیث حبشی علوی نے اپنے ساتھیوں کو یہ بھی کہا کہ میں نے بصرہ والوں کے لئے بددعا کی تھی جس کے بعد مجھے فضا میں بصرہ کے باشندوں کو قتل ہوتے ہوئے دکھایا گیا اور فرشتوں کو میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ قتال کرتے ہوئے دیکھا ہے جس کی وجہ سے میرے ساتھی ثابت قدمی کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور میں بصرہ والوں پر غالب آ گیا اور وہ شکست کھا گئے۔

جب بصرہ کے کچھ علوی اس خبیث کے ساتھ آ ملے تو وہ یحییٰ بن زید کی طرف اپنی جھوٹی نسبت کرنے لگا اس لئے کہ یحییٰ بن زید کی صرف ایک لڑکی ہوئی تھی جس کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ اس بدمعاش کذاب کا ستیاناس کرے۔

اس سال ذیقعد کے شروع میں خلیفہ نے امیر محمد کی ماتحتی میں ایک بہت بڑا لشکر اس ظالم حبشی کے مقابلے کے لئے بھیجا انہوں نے راستے میں سعید بن احمد باہلی کو گرفتار کرلیا جس کے زیر تسلط بطائح کا علاقہ تھا اور وہاں پر اس نے لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

رواں سال ہی میں محمد بن واصل نے ارض فارس میں خلیفہ کی حکومت سے بغاوت کر کے اس علاقے پر قبضہ کرلیا تھا۔

اسی زمانے میں روم کے ایک باشندے بسیل صقلبی نے روم کے بادشاہ میخائیل بن توفیل پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور مملکت روم پر قابض ہو گیا اور میخائیل چوبیس سال سے رومیوں پر بادشاہت کر رہا تھا اور اسی سال فضل بن اسحاق عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

**امراء کی وفات**......اسی سال سفر آخرت پر روانہ ہونے والے خاص حضرات یہ تھے:

(۱)......حسن بن عرفہ بن زید، یہ اس جزء کے مصنف ہیں جو محدثین کے یہاں مشہور ہے اور جس کو روایت بھی کہا جاتا ہے۔ان کی عمر ایک سو دس سال سے متجاوز تھی اور بعض کے نزدیک ایک سو نوے سال سے متجاوز تھی ان کے دس لڑکے تھے جن کے نام عشرہ مبشرہ کے ناموں پر تھے اور یہ امام احمد بن حنبل کی خدمت میں بھی حاضری دیتے تھے۔۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے ایک سو سات سال زندہ رہ کر اس سال وفات پائی۔

(۲)......ابوسعید اشج، برید بن اخرم طائی، دو اسی جو افراد حبشی ظالم کے قتل کا نشانہ بنے تھے ان میں یہ بھی شامل تھے۔

(۳)......علی بن خشرم جو امام مسلم کے شیوخ میں سے ہیں اور ان سے امام مسلم نے بہت زیادہ روایتیں لی ہیں۔

(۴)......عباس بن فرج، ابوفضل ریاشی لغوی نحوی یہ عرب کی تاریخ اور ان کی سیرتوں سے بہت زیادہ واقف تھے اور بہت بڑے معتمد علیہ عالم تھے اصمعی، ابوعبیدہ وغیرہ سے انہوں نے روایتیں لی ہیں ان سے ابراہیم حربی ابوبکر بن ابی الدنیا وغیرہ نے روایتیں لی ہیں، یہ بھی بصرہ کے ظالم علوی کے قتل کا نشانہ بنے تھے۔ابن خلکان نے وفیات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

اصمعی نے ان سے ایک قصہ نقل کیا ہے کہ ایک دیہاتی اپنے لڑکے کو تلاش کرتے ہوئے ہمارے پاس سے گزرا ہم نے اس کے اوصاف کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ دیناروں جیسا ہے۔ہم نے لاعلمی کا اظہار کر دیا کچھ ہی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے انتہائی کالے کلوٹے بیٹے کو کندھے پر رکھ کر لا رہا ہے ہم نے کہا کہ اس کے بارے میں تو ہمیں علم تھا اس لئے کہ یہ صبح سے یہاں کے بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے، پھر اس دیہاتی نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

پرندوں کے چہچہانے کے وقت رات کے آخری حصے میں نوجوان لیٹا ہوا بہت اچھا لگتا ہے
جس طرح آنکھوں میں اس کی محبت ہے اللہ تعالیٰ دل میں بھی اس کی محبت پیدا کر دے۔

## واقعات ۲۵۸ھ

اسی سال ۲۰ ربیع الاول پیر کے دن خلیفہ نے اپنے بھائی ابواحمد کو دیار مصر، قنسرین، عواصم کا حاکم بنایا اور ربیع الثانی کی ابتدا میں اس نے اپنے اختیارات سنبھال لئے۔

مفلح کا قتل ......اسی سال خلیفہ نے اپنے بھائی مفلح کو خلعتیں عطاء کر کے مع ساز و سامان، ہتھیار و لشکر کے اس ظالم حبشی کے مقابلہ کے لئے بھیجا چنانچہ دونوں میں سخت جنگ ہوئی دوران جنگ مفلح کے سینے میں تیر لگا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی اور اس کی لاش کو سامرا لے جا کر وہیں دفن کر دیا گیا اس موقع پر اس ظالم حبشی کے سرداروں میں سے ایک سردار یحییٰ بن محمد بحرانی نامی کو گرفتار کر کے خلیفہ معتمد کے سامنے لایا گیا اسی وقت اس کو ۲۰۰ کوڑے لگوا کر اس کے مخالف ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے پھر تلوار کے ذریعے اسے قتل کر دیا گیا پھر اسے آگ میں جلا دیا گیا۔

اس سردار کو گرفتار کرنے والے ابو احمد کے لشکر کے ساتھی تھے جب اس سردار کے قتل کی خبر ظالم علوی کو ملی اولاً تو اس نے افسوس کیا پھر وہ کہنے لگا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کا قتل ہی بہتر تھا کیوں کہ اس میں سب سے بڑی برائی یہ تھی کہ مال غنیمت میں سب سے اچھا مال اپنے لئے چھپا کر رکھ لیتا تھا اس خبیث کا یہ بھی کہنا ہے کہ مجھ پر نبوت پیش کی گئی لیکن اس کی ذمہ داریوں کے پورا نہ کرنے کی وجہ سے میں نے قبول نہیں کی۔

اسی سال ربیع الثانی میں سعید بن احمد باہلی خلیفہ کے پاس پہنچا تو خلیفہ نے اسے ۷۰۰ سو کوڑے لگوائے جس سے اس کا انتقال ہو گیا پھر اسے سولی دے دی گئی۔

رواں سال ہی میں سامرا میں باب العامہ کے پاس ظالم علوی کے ۲۴ ساتھی اور ایک قاضی کو قتل کیا گیا۔

اسی زمانہ میں محمد بن واصل نے دوبارہ خلیفہ کی اطاعت قبول کی اور فارس کا خراج خلیفہ تک پہنچا دیا اور بہت سے امور کی اصلاح کی۔

ابو احمد کا دوسری جگہ نقل مکانی کرنا ......اسی سال ابو احمد اور ظالم علوی کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا دونوں جانبوں سے بہت سے افراد مارے گئے اس کے بعد ابو احمد شہر واسط کی طرف منتقل ہو گیا وہاں پر شعبان کے شروع میں ایک زبردست زلزلہ آیا جس سے بہت سے مکانات منہدم ہو گئے اور تقریباً بیس ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

اس سال لوگوں میں ایک سخت وبا پھیل گئی جس سے بغداد، سامرا، واسط وغیرہ شہروں میں بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ اسی زمانے میں بغداد میں قضاع (ہاتھ پاؤں کا الٹا ہو جانا) بیماری نے لوگوں پر حملہ کر دیا۔

اسی سال ۷ رمضان جمعرات کے روز سامرا میں باب العامہ کے قریب سے سلف کو گالیاں دینے والے ایک شخص کو گرفتار کر کے ۱۰۰۰ کوڑے لگوائے گئے حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

۸ رمضان بروز جمعہ امیر یارجوخ کا انتقال ہوا خلیفہ کے بھائی ابو عیسیٰ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں جعفر بن معتمد علی اللہ نے بھی شرکت کی۔

رواں سال ہی میں خراسان کے علاقوں میں موسیٰ بن بغا حسین بن زید کے ساتھیوں میں مقابلہ ہوا موسیٰ بن بغا نے انہیں شکست دیدی۔ اسی سال عرور بلخی اور مساور خارجی کے درمیان جنگ ہوئی اور عرور بلخی نے فتح حاصل کی اور مد مقابل کے بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے۔

اسی زمانہ میں فضل بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا۔

خاص افراد کی وفات ......اس سال احمد بن بدیل، احمد بن حفص، احمد بن سنان قطان محمد بن یحییٰ بن ذہلی یحییٰ بن معز رازی وفات پانے والوں میں خاص حضرات میں سے تھے۔

## واقعات ۲۵۹ھ

اسی سال ۲۶ ربیع الاول بروز جمعہ ابو احمد بن متوکل واسط سے سامرا لوٹ آیا اور حبشی ظالم سے لڑنے کے لئے محمد کو جو بہت بڑا بہادر اور انتہائی زیرک تھا اپنا نائب مقرر کر آیا۔

اسی سال خلیفہ نے سرداروں کی ایک جماعت نائب کوفہ کے پاس بھیجی جنہوں نے اسے ذبح کر کے چالیس ہزار دینار اس سے چھین لئے اسی زمانہ میں خراسان کے شہر مرو پر شرکب الجمال نامی شخص نے قبضہ کر کے وہاں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا اور رفتہ رفتہ اس کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔

رواں سال ہی میں سترہ ذیقعد کو موسیٰ بن بغا ظالم حبشی کے مقابلہ میں نکلا اور خلیفہ نے اسے رخصت کیا اور قیمتی انعامات اسے عطا کئے اور ساتھ ہی عبدالرحمٰن بن مفلح کو اہواز کے علاقوں کا نائب حاکم بنا کر بھیجا اور ان کے بھیجنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ظالم علوی کے مقابلہ میں موسیٰ بن بغا کی بوقت ضرورت مدد کر سکیں چنانچہ عبدالرحمٰن بن مفلح نے ظالم کے لشکر کو شکست دے کر اس کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا اور کافیوں کو گرفتار کر لیا اور ان پر ایسا رعب بٹھایا کہ آئندہ ان کو سر اٹھانے کی جرات نہیں ہوئی ظالم علوی نے ان کو ابھارنے کی بھی کوشش کی، لیکن وہ اپنی کوشش میں ناکام رہا پھر اس کے بعد اس ظالم کے لشکر کے سب سے بڑے سردار علی بن ابان مہلبی اور عبدالرحمٰن بن مفلح سے بے شمار لڑائیاں ہوئیں پھر اللہ کے فضل سے ظالم حبشی کا دائرہ دن بدن تنگ ہوتا چلا گیا بالآخر ابن ابان مغلوب ہو کر ظالم علوی کے پاس لوٹ آیا۔

عبدالرحمٰن بن مفلح نے اس جنگ کے موقع پر گرفتار شدگان قیدیوں کو سامرا بھیج دیا لوگوں نے انہیں خلیفہ تک پہنچنے سے پہلے لوٹ کر قتل کر دیا۔ اسی سال روم کے بادشاہ نے سمیساط اور ملیط پر قبضہ کرنا چاہا وہاں کے باشندوں نے اس سے مقابلہ کر کے اس کے جرنیل کو قتل کر دیا اور اسے شکست دے دی اور وہ ناکام ذلیل ہو کر لوٹ آیا۔

اسی سال یعقوب بن لیث نے نیشاپور میں داخل ہو کر ہرات میں زمانہ تیس سال سے مدعی نبوت کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو نیزہ پر لٹکا کر شہر کا گشت کرایا گیا اور اس کے پاس سے ایک تحریر برآمد ہوئی جس میں مذکورہ باتیں لکھی ہوئی تھیں۔

اسی زمانہ میں ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن یعقوب بن سلیمان بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق بن ابواسحاق الجوزجانی ہیں جو دمشق کے خطیب و امام ہیں ان کی بہت سی مشہور تصنیفات ہیں جن میں سے ایک المترجم ہے جو کہ بیش بہا علوم اور کثیر فوائد کا مجموعہ ہے۔

## واقعات ۲۶۰ھ

اس سال مکہ میں غلہ کا شدید قحط پڑ گیا جس کی وجہ سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے اور مکہ لوگوں سے خالی ہو گیا حتیٰ کہ مکہ کا نائب حاکم بھی مکہ چھوڑ کر چلا گیا اور مہنگائی اتنی بڑھ گئی کہ گندم کا ایک کر ایک سو بیس دینار میں فروخت ہونے لگا اور چند ماہ تک یہی کیفیت جاری رہی۔

اس زمانہ میں ظالم حبشی نے کوفہ کے نائب حاکم کو قتل کر دیا۔

رواں سال ہی میں رومیوں نے مسلمانوں کے لؤلؤ نامی قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

رواں سال ہی میں ابراہیم بن محمد بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خواص کی وفات**......اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ حضرات تھے حسن بن محمد زعفرانی، عبدالرحمٰن بن شرف، مالک بن طوق، صاحب الرحبہ جو رحبہ کی طرف منسوب ہیں وہ مالک بن طوق ہی ہیں انہی کی وجہ سے مالک بن طوق بھی کہا جاتا ہے، حسین بن اسحاق العبادی، جنہوں نے اقلیدس کتاب کی اصلاح کی ہے اس کے بعد ثابت بن قرہ نے اس کتاب کو لکھا اور حنین نے بھی اس موضوع پر کتاب المجسطی کے نام سے ایک کتاب لکھی اس کے علاوہ انہوں نے کچھ طب کی کتابوں کو یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل کیا۔

مامون الرشید کو اس قسم کی کتب سے بہت زیادہ دلچسپی تھی اور اس سے قبل جعفر البرمکی کو بھی ایسی کتب کا شوق تھا۔ حنین نے علم طب میں بھی اور بہت سی کتب لکھیں ہیں اور مسائل حنین انہی طرف منسوب ہیں اور وہ اس فن کے بہت زیادہ ماہر تھے اسی سال ۶ صفر منگل کے روز ان کا انتقال ہوا یہ باتیں ابن خلکان نے لکھیں ہیں۔

## واقعات ۲۶۱ھ

اسی سال حسن بن زید نے دیلم سے طبرستان میں شالوس شہر کو جلا ڈالا کیوں کہ اس کے باشندوں نے ان کے خلاف یعقوب بن لیث سے تعلقات قائم کر لئے تھے۔

اسی زمانے میں جمادی الاخریٰ میں یحییٰ بن حفص کو جو خراسان کے راستے پر حکومت کر رہا تھا مساور خارجی نے قتل کر دیا مسرور بلخی نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا اور ابواحمد بن متوکل نے اس کا تعاقب کیا لیکن یہ ایسا فرار ہوا کہ دوبارہ ہاتھ نہیں آیا۔

رواں سال ہی میں ابن واصل جس کا فارس پر قبضہ تھا اس کے اور عبدالرحمٰن بن مفلح کے درمیان مقابلہ ہوا بالآخر ابن واصل نے عبدالرحمٰن کو شکست دے دی اور اس کو گرفتار کر لیا اور طاشتمر قتل کر دیا گیا اور اس کے لشکر کو علاوہ چند آدمیوں کے قتل کر دیا گیا پھر ابن واصل نے موسیٰ بن بغا کے مقابلے کا ارادہ سے واسط کا رخ کیا۔

**موسیٰ بن بغا کو عہدے سے معزول کرنا**...... موسیٰ بن بغا واصل کے آنے کی خبر سن کر نائب خلیفہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ بہتری اسی میں ہے کہ ابن واصل سے صلح کر لی جائے کیوں کہ ان شہروں میں فتنوں کا ظہور بہت زیادہ ہے خلیفہ نے غصہ ہو کر اسے عہدے سے معزول کر دیا اور اپنے بھائی ابواحمد کو ان علاقوں کا حاکم بنا دیا۔

اسی سال ابوالساج اور ظالم حبشی کے درمیان بڑی شدید لڑائی ہوئی بالآخر وہ ظالم غالب آ گیا اور اس نے اہواز میں داخل ہو کر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور کافی گھروں کو جلا دیا پھر ابوالساج نے اہواز کی نیابت سے استعفیٰ دے دیا تو حبشی کے لشکر نے اہواز کو ویران کر دیا پھر خلیفہ نے ابراہیم بن سیما کو اہواز کا حاکم مقرر کر دیا۔

اسی سال مسرور بلخی نے حبشی سے مقابلہ کرنے کے لئے لشکر تیار کیا اسی زمانے میں خلیفہ نے نصر بن احمد بن امر السامانی کو ماوراء النہر بلخ کا حاکم بنایا اور شوال میں اس کے پاس تحریر نامہ بھیجا۔

اسی سال یعقوب بن لیث حرب بن واصل کے مقابلہ میں نکلا ذیقعدہ میں دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا یعقوب نے اسے شکست دے کر اس کے لشکر پر قبضہ کر لیا اور اس کے ساتھیوں حتیٰ کہ کچھ اس کے گھر کے افراد کو بھی گرفتار کر لیا اور چار کروڑ کے قریب اس کا مال بھی لوٹ لیا اور اس کے علاقوں میں اس کے حامیوں کو بھی قتل کر دیا۔

اسی سال ماہ شوال کی ۱۳ تاریخ کو خلیفہ معتمد نے اپنے بعد اپنے صاحبزادے جعفر کو خلیفہ مقرر کر دیا اور اس کا لقب مفوض الی اللہ رکھا اور اس کو فی الحال مغرب کا حاکم بنا دیا اور ساتھ ہی افریقہ، مصر شام، جزیرہ، موصل، آرمینیہ طریق خراسان وغیرہ علاقوں کا بھی اس کی حکومت میں اضافہ کر دیا اور اس کا معاون موسیٰ بن بغا کو نامزد کر دیا۔

اور صاحبزادے کے بعد خلافت کے لئے ابواحمد المتوکل کا انتخاب کیا اور اس کا لقب موفق باللہ رکھا اور اس کو مشرق کا حاکم مقرر کر دیا اور بغداد، کوفہ، طریق، مدینہ، یمن، کسکر، کورد جہ، اہواز، فارس، اصفہان، کرخ، دینور، ری، زنجان، سندھ وغیرہ کے علاقوں کو اس کی حکومت میں شامل کر دیا اور اس کاروائی کے متعلق تحریری مضامین لکھوائے گئے جو اطراف ملک میں پڑھ کر سنائے گئے اور ایک تحریر خانہ کعبہ میں چسپاں کر دی گئی۔

اسی سال فضل بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا۔

**وفاتِ اعیان**...... اس سال وفات پانے والوں میں مخصوصین حضرات یہ تھے احمد بن سلیمان الرہاوی، احمد بن عبداللہ عجلی، حسن بن ابی الشوارب، داور بن سلیمان جعفری، شعیب بن ایوب، مہتدی باللہ کے بھائی عبداللہ بن واثق، ابوشعیب السوسی، آئمہ صوفیہ میں سے ابویزید بسطامی، علی بن اشکاب اور ان کے بھائی ابومحمد، صحیح مسلم کے مصنف مسلم بن حجاج۔

**صحیح مسلم کے مصنف امام مسلم کے مختصر حالات** ...... یہ مسلم ابوالحسین القشیری النیشاپوری ہیں آئمہ حفاظ حدیث میں سے ہیں اور کتاب صحیح مسلم جس کا درجہ اکثر علماء کے نزدیک بخاری کے بعد ہے کے مصنف ہیں البتہ مغاربہ اور مشارق میں سے ابوعلی نیشاپوری نے چند وجوہ سے کتاب صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے۔

(۱)...... مسلم میں معلق حدیثوں کی تعداد بہت کم ہے۔

(۲)...... امام مسلم ایک مضمون کی ساری حدیثوں کو ایک ہی جگہ ذکر کرتے ہیں امام بخاری کی طرح ٹکڑوں کی شکل میں ذکر نہیں کرتے ان دونوں وجہوں سے تو یقیناً صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح حاصل ہے لیکن مجموعی اعتبار سے یقیناً صحیح بخاری صحیح مسلم پر مقدم ہے اس لئے کہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں حدیث لینے کے لئے دو شرطیں مقرر کی ہیں۔

(۱)...... راوی مروی عنہ (شیخ) کا ہمعصر ہو۔

(۲)...... دونوں کی آپس میں کم از کم ایک بار ملاقات بھی ہوئی ہو لیکن امام مسلم نے اپنی صحیح میں دوسری شرط کو چھوڑ دیا ہے جیسا کہ یہ باتیں علوم حدیث میں بیان کی گئی ہیں اور ہم نے بھی شرح بخاری میں تفصیل سے اسے بیان کر دیا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ امام مسلم نے حجاز، شام مصر کا سفر کر کے ان علاقوں میں بہت سے محدثین سے حدیثیں سنی ہیں جن کی تفصیل حافظ مزی نے اپنی کتاب تہذیب میں حروف ابجد کی ترتیب پر بیان کی ہے۔

پھر امام مسلم سے بھی بہت سے حضرات نے حدیثیں لی ہیں ان میں سے ایک تو امام ترمذی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرہ کی سند سے ایک حدیث لی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کی اول تاریخ معلوم کرنے کے لئے شعبان کے چاند کو اچھی طرح دیکھو۔

ان کے علاوہ صالح بن محمد، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، ابن خزیمہ ابن صاعمہ ابوعوانہ اسفرائنی نے بھی امام مسلم سے روایت لی ہیں۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ ہمیں محمد بن احمد بن یعقوب عن احمد بن نعیم ضبی عن ابوا' فضل محمد بن ابراہیم عن احمد بن سلمہ کی سند سے خبر ملی ہے کہ احمد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوزرعہ ابوحاتم کو معرفت احادیث میں امام مسلم کو تمام مشائخ پر ترجیح دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور اس طرح ابن یعقوب عن محمد بن نعیم عن حسین بن محمد السرخسی کی سند سے ہمیں پتہ چلا کہ امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم کو تین لاکھ سنی ہوئی حدیثوں سے لکھا ہے۔

اور خطیب بغدادی نے ہی سند کے ساتھ ابوعلی حسین بن علی نیساپوری سے نقل کیا ہے کہ میں نے آسمان کے نیچے علم حدیث میں صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب نہیں دیکھی۔

ایک مرتبہ اسحاق بن راہویہ کے سامنے امام مسلم کا ذکر آ گیا تو انہوں نے عجمی زبان میں ایک جملہ کہا کہ جس کا ترجمہ یہ تھا کہ امام بڑی عالی شان شخصیت کے مالک ہیں۔

اسی طرح اسحاق بن منصور نے امام مسلم کی تعریف میں فرمایا کہ امام مسلم کی موت تک ہم بھلائی پر ہیں۔

اس کے علاوہ دیگر علماء محدثین نے بھی آپ کے لئے تعریفی کلمات کہے ہیں۔

ابوعبداللہ محمد بن یعقوب الاخرم فرماتے ہیں کہ ایسا شاز و نادر ہی ہوگا کہ کوئی حدیث آپ ﷺ سے ثابت ہونے کے باوجود ان دونوں کے علم میں نہ ہو۔

خطیب بغدادی نے بواسطہ ابوعمرو محمد بن حمدان الحیری سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعباس احمد بن سعید بن عقدہ سے سوال کیا کہ امام بخاری، امام مسلم دونوں میں بڑا عالم کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ دونوں ہی بڑے عالم ہیں میں نے چند بار ان سے یہی سوال کیا اور انہوں نے یہ ہی جواب دیا پھر انہوں نے فرمایا کہ امام بخاری کو اہل شام کے بارے میں غلط فہمی ہوگئی ہے اس طریقے پر کہ انہوں نے ان کی کتب کو لے کر ان کا مطالعہ کیا پھر ایک ہی شخص کو کبھی کنیت سے ذکر کر دیا اور کبھی نام سے ذکر کر دیا پھر ان کو غلط فہمی ہوگئی کہ یہ دو شخص ہیں لیکن امام مسلم کو اس قسم کی غلط فہمی نہیں

ہوئی کیوں کہ انہوں نے اپنی صحیح میں منقطع اور مرسل حدیثیں لی ہیں۔

خطیب کا قول ہے کہ امام مسلم امام بخاری کے نقش قدم پر چلے ہیں اور ان کے علوم کا مطالعہ کیا کبھی بھی امام مسلم نے اپنے کو امام بخاری سے بڑا نہیں سمجھا۔ جب امام بخاری آخر میں نیسا پور تشریف لائے تو امام مسلم ان کے ساتھ ساتھ رہے۔

دار قطنی کا قول ہے کہ اگر بخاری نہ ہوتے تو امام مسلم کی بھی حدیث کے سلسلے میں آمد و رفت نہ ہوتی۔

خطیب ابوبکر منکدر عن محمد بن عبداللہ عن ابونصر بن محمد عن ابوحامد احمد بن حمدان القصار کی سند سے روایت کیا گیا ہے کہ امام مسلم نے امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے استاذ الاساتذہ اے سید المحدثین! مجھے اپنے پاؤں مبارک چومنے کی اجازت دیجئے پھر آپ نے امام بخاری سے:

**حدثک محمد بن سلام حدثنا مخلد بن یزید الحرانی حدثنا ابن جریح عن موسیٰ بن عقبہ عن سھیل عن ابیہ عن ابی ھریرہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی کفارۃ المجلس**

اس حدیث کی سند کے بارے میں سوال کیا امام بخاری نے فرمایا کہ یہ سند صحیح نہیں ہے کیونکہ اس باب کی اس حدیث کے علاوہ کوئی دوسری حدیث میرے علم میں نہیں اور یہ بھی معلول ہے اور اس کی یوں سند **حدثنا بہ موسیٰ بن اسماعیل حدثنا وھیب عن سھیل عن عون بن عبداللہ** بہتر ہے اس لئے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سہیل سے سماع ثابت نہیں ہے میں نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو الگ بیان کر کے اس کے طریق متن الفاظ علل کو بھی بیان کیا ہے۔

خطیب نے یہ بھی کہا کہ امام مسلم اس مسئلہ میں کہ الفاظ قرآن مخلوق ہیں امام بخاری کے ساتھ تھے اور خطیب نے پھر وہ واقعہ بیان کیا جو امام بخاری اور محمد بن یحییٰ ذہلی کے درمیان پیش آیا اور جس کی وجہ سے امام بخاری کو جلاوطن کیا گیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز ذہلی نے اپنی مجلس میں جس میں امام مسلم بھی تھے اعلان کیا کہ خلق قرآن کے مسئلہ میں جو امام بخاری کا حامی ہو وہ ہماری مجلس سے اٹھ جائے یہ سن کر امام مسلم فوراً اس مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور امام ذہلی سے جو روایتیں سنی تھیں انہیں وہ واپس لکھ کر بھیج دیں اس کے بعد ان سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور ان دونوں کے درمیان بہت دوری ہوگئی لیکن امام بخاری نے امام ذہلی سے اپنی صحیح اور غیر صحیح میں روایتیں لی ہیں اور خلق قرآن کے مسئلہ میں انہیں معذور سمجھا۔

**امام مسلم کی موت کے وقوع کا سبب**...... خطیب بغدادی نے امام مسلم کی وفات کا سبب یہ بیان فرمایا کہ ایک دن درس حدیث کی مجلس میں ایک شخص نے ان سے ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا تو اس وقت وہ اس کا جواب نہ دے سکے اس کے بعد میں گھر تشریف لانے کے بعد رات کے وقت گھر والوں سے فرمایا کہ میرے پاس کوئی نہ آئے اور چراغ جلا کر حدیث تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اتفاق سے اسی روز کھجوروں کا ایک ٹوکرا انہیں ہدیہ میں ملا تھا وہ بھی اس وقت ان کے نزدیک رکھا ہوا تھا حدیث تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ اس ٹوکرے سے کھجوریں بھی نکال نکال کر کھاتے رہے اسی حالت میں صبح ہوگئی اور کھجوریں ساری ختم ہوگئیں لیکن انہیں اس کا علم بھی نہیں ہوا اور اس کی وجہ سے ان کا پیٹ خراب ہوگیا۔

بالآخر اتوار کی شام اسی سبب سے ان کا انتقال ہوگیا اور ۲۶۱ھ ۵ رجب پیر کے روز نیسا پور میں انہیں دفن کیا گیا۔ اور ۲۰۴ھ میں امام شافعی کی وفات ہوئی یہی امام مسلم کا سن پیدائش ہے کل آپ ۵۷ سال زندہ رہے۔

**حضرت ابو یزید بسطامی کے حالات**[1]...... ان کا نام طیفور بن عیسیٰ بن علی ہے، مشائخ صوفیہ سے آپ کا تعلق ہے آپ کے دادا مجوسی تھے پھر بعد میں مسلمان ہوگئے ان کی والدہ متقی پرہیزگار بھی تھیں لیکن یہ بزرگی میں ان سے آگے تھے کسی نے ان سے سوال کیا کہ آپ اس درجہ

(۱) حلیۃ الاولیاء ۱۰/ ۳۳، ۴۲ شذرات الذھب ۲/ ۱۴۳، ۱۴۴۔ طبقات الاولیاء ۴۰۵، ۳۹۸، ۴۰۲، طبقات الصوفیہ ۶۷، ۷۴ عبد المؤلف ۲/ ۳۲ اللباب ۱/ ۱۵۲، ۱۵۳ وفیات الاعیان ۲/ ۵۳۱

تک کیسے پہنچے انہوں نے فرمایا کہ پیٹ کو روٹی سے اور بدن کو کپڑے سے خالی رکھ کر اور وہ یہ بھی فرماتے تھے کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ کی طرف دعوت دی لیکن اس نے میری بات نہیں مانی تو میں نے اسے ایک سال تک پیاسا رکھا۔

انہی کا قول ہے کہ جب تم کسی ولی کو ہواؤں میں اڑتا دیکھو تو تم اس کی بزرگی پر مت اعتبار کرو جب تک تم اسے احکام شریعت کا پابند نہ پالو۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو یزید بسطامی کی کرامت ظاہر اور مشہور ہیں ۲۶۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

انہی کا قول ہے کہ ان سے کچھ خلاف شرع امور اور لغزشیں بھی سرزد ہوئیں ہیں جن کی فقہاء اور صوفیہ نے بڑی دور دور تک تاویلیں کی ہیں بعض نے فرمایا کہ یہ چیزیں ان سے حالت جذب میں سرزد ہوئی ہیں بعض دوسرے حضرات نے ان کو بدعت اور خطاء میں شمار کر کے ان کو بہت بڑا بدعتی کہا ہے اور ساتھ میں یہ بھی کہا ہے کہ یہ چیزیں ان کے اعتقاد فاسد کی علامت ہیں جن کو انہوں نے دل میں چھپا کر رکھا تھا اور بعض اوقات بلا قصد ظاہر ہو جاتی تھیں۔

## واقعات ۲۶۲ھ

اس سال یعقوب بن لیث ایک لشکر جرار لیکر زبردستی واسط میں داخل ہو گیا اس موقع پر خود خلیفہ معتمد باللہ سامراس کے مقابلہ میں نکلا اور خلیفہ کا بھائی ابو احمد ایک بہت بڑا لشکر لیکر جس کے دائیں حصے پر امیر موسیٰ بن بغا تھا اور بائیں حصے پر مسرور بلخی تھا خلیفہ کی مدد کے لئے آیا چنانچہ بغداد اور واسط کے درمیان دونوں کے مابین مقابلہ ہوا بالآخر یعقوب مغلوب ہو گیا اتفاق سے یہ عیسائیوں کی عید کا دن تھا ابو احمد نے ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ان کے سونا چاندی خوشبو اور جانوروں پر قبضہ کر لیا اور یہ بھی کہا گیا کہ یعقوب کے لشکر میں کچھ جھنڈے تھے جن پر صلیب کا نشان تھا پھر خلیفہ نے محمد بن طاہر کے لئے پانچ لاکھ روپے انعام کا اعلان کر کے اسے بغداد کا نائب حاکم بنایا اور خود مدائن کی طرف چلا گیا۔

اس سال یعقوب بن لیث نے دوبارہ بلاد فارس پر قبضہ کر کے وہاں سے ابن واصل کو بھگا دیا۔

اس زمانہ میں خلیفہ کے لشکر اور ظالم حبشی کے سردار کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔

رواں سال ہی میں علی محمد بن ابی الشوارب کو قاضی بنایا گیا اور اسماعیل بن اسحاق کو بغداد کی دونوں جانبوں کا قاضی مقرر کیا گیا اس سال فضل بن اسحاق عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس زمانہ میں ۷ یا ۸ ذی الحجہ کو موچیوں اور درزیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا اور لڑائی ہو گئی جس میں سترہ اشخاص قتل ہوئے اور خطرہ ہو گیا کہ کہیں لوگوں کا حج فوت نہ ہو جائے لیکن پھر بعد از حج فیصلہ پر دونوں کے درمیان صلح ہو گئی۔

**خاص خاص لوگوں کی وفات** ...... اس سال مخصوصین میں سے وفات پانے والے مندرجہ ذیل حضرات تھے صالح بن علی بن یعقوب بن منصور، عمر بن شبہ النمیری محمد بن عاصم، مشہور و معروف کتاب مسند حافل کے مصنف یعقوب بن شیبہ واللہ اعلم۔

## واقعات ۲۶۳ھ

اس سال حبشیوں سے مختلف علاقوں میں زبردست لڑائیاں ہوتی رہیں خلیفہ کے حکم سے بعض سرداروں کا گھیراؤ کر کے ایک ایک کو چن کر قتل کیا۔

اس سال قوم صقالبہ نے لؤلؤ قلعہ رومی سرکشوں کے حوالے کیا اس زمانے میں شرکب جمال کے بھائی نے نیساپور پر قبضہ کر کے وہاں اس کے عامل حسین بن طاہر کو نکال دیا اور ساتھ ہی اس ظالم نے وہاں کے باشندوں سے ان کے اموال میں سے تہائی مال زبردستی چھین لیا۔

**مشہور حضرات کی وفات**......اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات یہ ہیں مساور بن عبدالحمید الشاری الخارجی جو کہ بڑے نامور بہادروں میں سے تھا اور عرب اور غیر عرب کافی تعداد میں اس کے ساتھ جمع ہو گئے اور کافی لمبی عمر پائی بالآخر خلیفہ نے اس کو ہلاک کر دیا۔

خلیفہ کا وزیر عبیداللہ بن یحیٰی بن خاقان جس کو اس کے خادم رشیق نے میدان میں سخت چوٹ پہنچائی تھی۔ جس کی وجہ سے سواری سے منہ کے بل گرا تھا اور اس کے دماغ کا پانی کان اور ناک کے راستے سے نکل کر بہہ گیا اور تین گھنٹے بعد ہی اس کی وفات ہو گئی ابواحمد متوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے جنازہ کے ساتھ چلا اور یہ ۲۶۲ھ ۱۰ ذیقعدہ جمعہ کا دن تھا اور خلیفہ نے دوسرے ہی دن حسن بن مخلد کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔

پھر جب موسیٰ بن بغا سامرا آیا تو اس نے ان کو معزول کر کے ان کی جگہ سلیمان بن وہب کو مقرر کیا اور عبیداللہ بن یحیٰی بن خاقان کا گھر جو کیطلغ کے نام سے مشہور تھا اس کے حوالے کر دیا۔

احمد بن ازہر، حسین بن ابی ربیع، معاویہ بن صالح اشعری نے بھی اس سال وفات پائی۔ اسی سال فضل بن اسحاق عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

**واقعات**......اسی سال محرم میں ابواحمد اور موسیٰ بن بغا نے سامرا میں لشکر تیار کر کے دوصفر کو وہاں سے بغداد کے ارادہ سے نکلے اور خلیفہ نے خود اپنے ہاتھوں سے ان کو رخصت کیا۔

**موسیٰ بن بغا کی وفات**......اتفاق سے سامرا پہنچ کر موسیٰ بن بغا کا انتقال ہو گیا اور اس کی لاش کو سامرا لا کر وہیں دفن کر دیا گیا۔

اسی زمانے میں محمد بن المولد کو سلیمان بن جامع سے مقابلہ کرنے کے لئے واسط کا حاکم مقرر کیا گیا وہ سلیمان بن جامع جو ظالم حبشی کی جانب سے واسط پر نائب حاکم تھا دونوں کے درمیان کافی روز تک لڑائیاں جاری رہیں بالآخر محمد بن المولد نے اسے شکست دیدی۔

رواں سال ہی میں ابن دیرانی دینور شہر کی طرف آیا دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف اور ابن عیاض نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دے کر اس کا مال لوٹ لیا اور وہ خائب و خاسر واپس لوٹا۔

موسیٰ بن بغا کی وفات کے بعد خلیفہ نے اس کے مقرر کردہ وزیر سلیمان بن حرب کو معزول کر کے اسے جیل میں ڈال دیا اور اس کے اور اس کے رشتہ داروں کے گھروں کو لوٹنے کا حکم دیا اور حسن بن مخلد کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جب ابواحمد کو اس کا علم ہوا تو وہ ایک لشکر لے کر سامرا کی طرف چلا خلیفہ کا بھائی اسے دیکھ کر مغربی جانب قلعہ بند ہو گیا۔

آٹھ ذی الحجہ کو ابواحمد پل پار کر کے خلیفہ معتمد کے پاس پہنچ گیا لیکن اتفاق سے دونوں کے درمیان قتال کی نوبت نہیں آئی اور سلیمان بن وہب کی دوبارہ وزارت بحال کرنے پر اتفاق ہو گیا یہ سن کر حسن بن مخلد فرار ہو گیا اس کا مال اور جائداد لوٹ لیا گیا ابوعیسیٰ بن متوکل چھپ کر پھر ظاہر ہو گیا اور امراء کی ایک جماعت ابواحمد سے خوف زدہ ہو کر موصل چلی گئی۔

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

**مشہور لوگوں کی وفات**......اس سال خاص لوگوں میں سے مندرجہ ذیل حضرات نے وفات پائی۔

(۱)......احمد بن عبدالرحمٰن بن وہب۔

(۲)......مصر کے باشندے امام شافعی سے روایت کرنے والے اسماعیل بن یحیٰی المدنی۔ ان دونوں کے حالات طبقات شافعین میں ہم نے بیان کر دیئے ہیں۔

(۳)......ابوزرعہ۔

**ابوزرعہ کے حالات** [1]......یہ عبداللہ بن عبدالکریم الرازی مشہور حفاظ حدیث میں سے ہیں۔

(۱) تاریخ ابن عساکر ۱۰/ ۳۴۵، ۳۵۲. تاریخ بغداد ۱۰/ ۳۲۶، ۳۳۷. تذکرہ الحفاظ ۲/ ۵۵۷. ۵۵۹. تهذیب التهذیب ۳/ ۸ تهذیب الکمال ۸۸۳، ۸۸۵ الجرح والتعدیل ۱/ ۸/ ۳۲۴، ۳۴۹.

ایک قول کے مطابق سات لاکھ احادیث ان کو یاد تھیں۔

یہ بڑے متقی، پرہیز گار، زاہد، متواضع انسان تھے ان کے حافظے اور دیانت پر ان کے ہمعصروں نے ان کی تعریف کی ہے اور مزید اس بات کی گواہی دی ہے کہ یہ ان چیزوں میں اپنے ہمعصروں سے بڑھے ہوئے تھے۔

یہ امام احمد کی معیت کے وقت صرف فرض نمازیں پڑھتے اور ان کے علمی نکات کے سننے کو نوافل پر ترجیح دیتے اسی سال اختتام ذی الحجہ پیر کے روز ان کی وفات ہوئی۔ ان کا سنِ پیدائش ۲۰۰ اور ایک قول کے مطابق ۱۹۰ ہے باقی ان کے حالات تفصیل سے ہم نے اپنی کتاب التفصیل میں بیان کر دیئے ہیں۔

دمشق کے قاضی محمد بن اسماعیل بن علیہ نے بھی اسی سال وفات پائی امام شافعی سے روایت کرنے والے یونس بن عبدالاعلی العدفی المصری نے بھی اسی سال وفات پائی اور ان دونوں کے حالات ہم نے التکمیل اور طبقات میں بیان کر دیئے ہیں۔

متوکل کی محبوباؤں میں سے ایک محبوبہ قبیحہ والدہ معتز کی وفات بھی اسی سال ہوئی اس نے جواہر، موتی، سونا چاندی اور بہت سا نایاب و بے مثل سامان جمع کیا تھا لیکن پھر وہ سارا اس سے چھین لیا گیا حالانکہ اس کے بیٹے معتز کو لشکر کی تنخواہ نہ دینے کی وجہ سے قتل کیا گیا تھا اور یہ پچاس ہزار دینار دے کر اس کی جان چھڑا سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اسی سال ماہ ربیع الاول میں اس کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۲۶۵ھ

اسی سال ابو احمد کے عامل ابن لیثویہ اور ظالم حبشی کی جانب سے مقرر کردہ نائب حاکم سلیمان بن جامع کے درمیان جنگ ہوئی بالآخر ابن لیثویہ اس پر غالب رہا اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور ۴۷ کو قیدی بنا لیا اور اس کی سواریوں اور کشتیوں کو جلا دیا اور اس کا بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

اسی زمانے میں محرم میں دیار مصر کے نائب حاکم ابن طولون نے شہر انطاکیہ کا محاصرہ کر کے سیما طویل سے اختیارات چھین لئے اس کے بعد اس کے پاس روم کے بادشاہ کی طرف سے ہدایا آئے ان ہدایا میں مسلمان قیدی بھی تھے جن کے پاس ایک ایک قرآن تھا اور ان قیدیوں میں ثغور کا عامل عبداللہ بن رشید بن کاؤس بھی تھا۔ اب دیار مصر کے ساتھ ساتھ پورے ملک شام پر احمد بن طولون کی حکومت قائم ہو گئی کیونکہ جب دمشق کے نائب حاکم اماخوز کا انتقال ہوا تو ابن طولون مصر سے نکلا راستہ میں رملہ مقام پر اماخوز کے لڑکے سے ملاقات ہوگئی تو ابن طولون نے باپ کے عہدہ پر اسے برقرار رکھا پھر دمشق چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا پھر حمص چلا گیا وہاں کے باشندوں نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی۔

پھر حلب پہنچ کر اس پر بھی قبضہ کر لیا پھر انطاکیہ چلا گیا اور وہاں پر جو کچھ ہوا اس کا بیان پہلے گزر گیا ہے۔

ابن طولون نے اپنے صاحبزادے عباس کو مصر کا حاکم بنا دیا پھر جب اسے اپنے والد کے بارے میں شام پہنچنے کی اطلاع ملی تو جو کچھ اس وقت بیت المال میں مال تھا امراء کی ایک جماعت کو لے کر سارا مال لوٹ لیا اور والد سے بغاوت کر کے ریگستانی علاقہ میں چلا گیا اور اس کے والد نے اس کے تعاقب میں ایک جماعت بھیجی جو اس کو ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے لے آئی اس کے بعد باقی ساتھیوں کو قتل کر کے اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔

**قاسم بن مہاۃ کا دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو قتل کرنا پھر قاسم بن مہاۃ کا قتل کیا جانا** ......اسی سال قاسم بن مہاۃ نامی شخص کا ظہور ہوا جس نے دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو قتل کر کے اصبہان پر قبضہ کر لیا لیکن بدلہ میں دلف کے ساتھیوں نے اسے قتل کر کے احمد بن عبدالعزیز کو ان پر حاکم بنا دیا۔

اسی زمانے میں ظالم زنجی نے نعمانیہ علاقہ میں داخل ہو کر لوگوں کو قتل کر دیا اور جلا دیا پھر اس نے جرجرایا کا رخ کیا تو دیہاتی لوگ اس سے خوفزدہ ہو کر اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کی غرض سے بغداد چلے گئے۔

رواں سال ہی میں ابواحمد نے عمرو بن لیث کو خراسان، فارس، اصبہان، سجستان، کرمان، سندھ وغیرہ کا حاکم بنا کر اسے ہدایا دے کر ان علاقوں کی طرف روانہ کر دیا۔ اسی سال ظالم حبشی نے شہر تُستر کا محاصرہ کر لیا قریب تھا کہ اس پر قبضہ کر لے لیکن تمکین بخاری نے جنگ کا لباس پہنے بغیر جلدی سے اس کا مقابلہ کر کے اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور اسے شکست فاش دی اور اس کا سردار علی بن ابان مہلبی ذلیل ہو کر واپس ہوا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ یہ واقعہ مشہور باب کودک کے قریب پیش آیا۔

پھر علی بن ابان مہلبی نے تمکین بخاری اور ظالم حبشی کے درمیان اچھے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی اور تمکین اس کے لئے تیار بھی ہو گیا لیکن مسرور بلخی کو اس کا علم ہو گیا اور اس نے جلدی سے امان کے بہانے تمکین کو گرفتار کر لیا۔

اس کے بعد تمکین کا گروہ تین حصوں میں تقسیم ہو گیا جن میں سے ایک ظالم حبشی کے ساتھ ہو گیا اور دوسرا محمد بن عبداللہ کردری کے ساتھ ہو گیا تیسرا مسرور بلخی کے ساتھ ہو گیا کیوں کہ اس نے ان کو امان دی تھی اور ان کے حاکم کی جگہ اغرتمش کو حاکم مقرر کیا تھا۔

اسی سال ہارون محمد بن اسحاق بن موسیٰ عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خواص کا انتقال**...... اس سال مشہور لوگوں میں سے ان حضرات نے وفات پائی ا احمد بن منصور الدمادی جو محدث عبدالرزاق کے راوی اور امام محمد کے ساتھ رہے اور ابدال میں ان کا شمار ہوتا تھا ۶۳ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی، ۲ سعدان بن نصر، ۳ عبداللہ بن محمد المخرمی، ۴ علی بن حرب الطائی، ۵ ابوحفص النیساپوری علی بن موفق الزاہد محمد بن سحنون۔ ابن اثیر نے اپنی کامل میں لکھا ہے کہ اسی سال ا ابوالفضل العباس بن فرج الریاشی کو بصرہ میں حبشیوں نے قتل کیا۔

**یعقوب بن اللیث الصفار**...... اس سال وفات پانے والوں میں یعقوب بن اللیث الصفار بھی ہیں جو کہ انتہائی عقلمند اور زبردست بہادر بادشاہوں میں سے تھے انہوں نے بہت سے شہر فتح کئے تھے جن میں سے ایک الرخج شہر بھی تھا جس میں حبشیوں کا سردار رہتا تھا اس کا تخت سونے کا بنا ہوا تھا جسے بارہ افراد اٹھائے پھرتے تھے اور اس نے پہاڑی کی چوٹی پر ایک گھر بنا رکھا تھا جس کا نام اس نے مکہ رکھا ہوا تھا۔

یہ حبشیوں کا سردار اسی شان وشوکت کے ساتھ رہتا تھا حتیٰ کہ اسے قتل کر کے اس کے شہر پر قبضہ کر لیا گیا اور اس شہر کے باشندے بادشاہ کی اطاعت قبول کر کے اسی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

لیکن پھر بعد میں اس یعقوب بن اللیث نے خلیفہ سے بغاوت کا اعلان کر دیا تھا جس کی بنا پر ابواحمد موفق نے اسے قتل کر دیا تھا اور پھر اس کے زیر تسلط علاقوں کے باشندوں نے اس کے بھائی عمرو بن لیث کو حاکم بنا لیا اور پھر بغداد اور سامرا پر اس کی حکومت قائم ہو گئی تھی۔

## واقعات ۲۶۶ھ

اسی سال ماہ صفر میں اساتکین نے ری شہر پر غلبہ پا کر وہاں سے اس کے عامل کو نکال دیا پھر اس نے قزوین کا رخ کیا وہاں کے باشندوں نے اس سے صلح کر لی اس کے بعد باطمنان اس نے قزوین میں داخل ہو کر وہاں کی عوام سے بہت سا مال وصول کیا پھر دوبارہ اس نے ری کا رخ کیا لیکن وہاں کے لوگوں نے اسے ری میں داخل نہیں ہونے دیا تو زبردستی ری میں داخل ہو گیا۔

اسی زمانہ میں رومیوں کے ایک لشکر نے بیعہ شہر پر ہلہ بول کر وہاں کے باشندوں کو قتل کیا اور کچھ کا حلیہ بگاڑ دیا اور ۲۵۰ کے قریب لوگوں کو گرفتار کر لیا اور اسی وقت موصل اور حنین کے لوگ بیعہ والوں کی مدد کے لئے پہنچ گئے تب وہ رومی وہاں سے جان بچا کر بھاگے اور اپنے شہر لوٹے۔

رواں سال ہی میں عمرو بن الیث نے عبید اللہ بن طاہر کو بغداد اور سامرا کا حاکم مقرر کیا اور ابو احمد نے اس کے پاس ھدایا بھیجے اور خود عمرو بن لیث نے بھی اسے خلعتیں اور سونے کی دو چھڑی بھیجی اور اس کے ماتحت علاقے ان علاقوں کے قریب تھے جہاں پر اس کا بھائی حاکم تھا۔

اسی سال اغرتمش علی بن ابان مہلبی کے مقابلہ میں نکلا اولاً اس نے علی بن ابان کے قیدی امراء کو ایک ایک کر کے قتل کیا پھر اس نے علی بن ابان کا رخ کیا اور دونوں کے درمیان شدید لڑائیاں ہوئیں بالآخر علی بن ابان کو کامیابی ہوئی اور اس نے اغرتمش کے بہت سے افراد کو قتل کر دیا اور کچھ کو قیدی بنایا پھر انہیں قتل کر کے ان کے سروں کو حبشیوں کے سردار کے پاس بھیج دیا اس نے ان کو شہر کے دروازے پر لٹکا دیا۔

اسی زمانے میں حمص کے باشندوں نے اپنے عامل عیسیٰ کرخی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

رواں سال ہی میں حسن بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ بن حسین الاصغر العقیلی نے طبرستان والوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دی اور ان سے جھوٹ بولا کہ حسین بن زید گرفتار ہو گیا اور اب میرے علاوہ اس کا کوئی نائب نہیں بن سکتا۔ طبرستان کے باشندوں نے اس کی یہ بات سن کر اس سے بیعت کر لی حسین بن زید کو اس کا پتہ چلا تو اس نے اس کا مقابلہ کر کے اس کو قتل کر دیا اس کے اور اس کے متبعین کے اموال کو لوٹ کر ان کے گھروں کو جلا دیا۔

اسی سال مدینہ اور اطراف مدینہ میں جعفریہ اور علویہ کے درمیان فتنہ برپا ہوا۔ اور جو حسن بن زید طبرستان پر غالب آیا تھا اس کے خاندان کا ایک شخص ان پر غالب آ گیا اور جعفریہ، علویہ کے درمیان قتال کے سبب وہاں پر بہت ہنگامے اور فتنوں نے جنم لیا۔

اسی زمانے میں کچھ بدوؤں نے غلاف کعبہ پر جھگڑا کر کے اسے لوٹ لیا پھر ان میں سے بعض حبشی کے سردار کی طرف چلے گئے اور اس فتنہ کی وجہ سے اس سال حج کے موقع پر بڑی دقتیں پیش آئیں۔

اسی زمانے میں رومیوں نے بیعہ شہر میں فتنہ برپا کیا۔

رواں سال ہی میں حبشی کے سردار کے لشکر نے ہرمز میں داخل ہو کر طویل قتل وقتال کرنے کے بعد اس کو فتح کر لیا۔

اسی سال ابن ابی الساج مکہ میں داخل ہوا المخزومی نے اس کا مقابلہ کیا لیکن ابن ابی الساج نے اس پر غلبہ پا کر اس کے گھر کو جلا دیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا اور یہ واقعہ ۸ ذی الحجہ کو پیش آیا پھر خلیفہ کی جانب سے حرمین کی سرداری ابن ابی الساج کو سونپ دی گئی اسی سال ہارون بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

رواں سال ہی میں بلاد اندلس اور بلاد مغرب کے حاکم محمد بن عبد الرحمٰن الداخل نے کشتیاں تیار کروائیں تا کہ وہ نہر قرطبہ میں داخل ہو کر ان کے ذریعے بحر محیط تک پہنچے اور تا کہ اس جانب سے فوجیوں کی آمد ورفت بڑھے اور فوجی وہاں کے باشندوں سے قتل وقتال کر سکیں لیکن تیار ہونے کے بعد جب کشتیاں بحر محیط میں داخل ہوئیں تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور چند مسافروں کے علاوہ باقی سب غرق ہو گئے۔

اسی زمانے میں صقلیہ شہر میں مسلمانوں اور رومیوں میں بحری بیڑہ کے ذریعے مقابلہ ہوا اور اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رواں سال ہی میں ابن طولون کے غلام لؤلؤ نے موسیٰ بن ارتامش سے قتال کیا لؤلؤ نے اسے شکست دے کر اسے گرفتار کر کے اپنے مولیٰ احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا اور وہ اس وقت خلیفہ کی جانب سے مصر، افریقہ کا نائب حاکم تھا پھر اس لؤلؤ اور رومیوں کے درمیان مقابلہ ہوا اور بہت سے رومی قتل کر دیئے گئے۔

ابن اثیر کا قول ہے کہ اس سال منصب خلافت کمزور پڑنے اور خلیفہ کے بھائی ابو احمد کے حبشیوں کے ساتھ قتال میں مشغول ہونے کی وجہ سے حالات بہت خراب ہو گئے اور لوگوں کی معاشی حالت بہت کمزور ہو گئی اور بہت سے سرداروں اور لشکروں نے شہروں میں سر اٹھایا۔ اسی سال ماہ نومبر میں گرمی بہت شدید ہو گئی پھر سردی بڑی شدید پڑی حتیٰ کہ پانی جم گیا۔

**خواص کی وفات**......اس سال وفات پانے والے خواص حضرات یہ تھے ابراہیم بن رومہ، اصبہان کے قاضی صالح بن امام احمد بن حنبل، محمد بن شجاع بلخی جو جہمیہ کے سرداروں میں سے ہیں محمد بن عبد الملک الدقیقی۔

## واقعات ۲۶۷ھ

**ابوالعباس بن الموفق پر اللہ کی جانب سے رحمتوں کی بارش**...... اسی سال ابواحمد الموفق نے اپنے لڑکے ابوعباس کو حبشیوں سے مقابلہ کے لئے حسن ترتیب اور زبردست طریقے سے تیار کر کے دس ہزار سوار اور پیادہ پا فوجیوں کے ہمراہ بھیجا چنانچہ انہوں نے حبشیوں کا رخ کیا اور دونوں کے درمیان متعدد واقعات میں وقفے وقفے سے بے شمار لڑائیاں ہوتی رہیں جن کو ابن جریر نے تاریخ میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

خلاصہ اس تفصیل کا یہ ہے کہ جن شہروں پر حبشیوں کا قبضہ تھا انہی شہروں پر ابوالعباس کا بھی قبضہ ہو گیا حالانکہ یہ ابھی کم عمر نا تجربہ کار نوجوان ہی تھا لیکن اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی اسے بلند کیا اور اس کا رعب قائم کیا، تیر نشانے پر لگتے رہے، دعائیں قبول ہوتی رہیں اور اللہ نے اس کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی اور اس پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کی یہی نوجوان اپنے چچا معتمد کے بعد مسند خلافت پر بیٹھا۔

**شہر منیعہ پر الموفق باللہ کا قبضہ**...... پھر ابواحمد نے ماہ صفر میں بغداد میں ایک لشکر تیار کیا اور ماہ ربیع الاول میں وہ شہر واسط میں داخل ہوا وہاں پر اس کے لڑکے کی اس سے ملاقات ہوگئی اس موقع پر صاحبزادے نے والد کو اپنے لشکر کے احوال سناتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے بڑے خلوص سے دشمن سے مقابلہ کیا اور جہاد کی مشقتوں کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا خلیفہ نے خوش ہو کر سب خلعتیں عطاء کیں۔

اس کے بعد ابواحمد نے دونوں لشکروں کو لے کر حبشی سردار کا رخ کیا اور وہ اس وقت شہر منیعہ میں تھا جسے اس نے خود آباد کیا تھا اور اسی نے اس کا نام رکھا وہاں حبشی سردار نے ابواحمد کا جم کر مقابلہ کیا بالآخر ابواحمد زبردستی اس کے شہر میں داخل ہو گیا اور حبشی وہاں سے بھاگ گئے تو ابواحمد نے ان کے تعاقب میں لشکر بھیجا اس نے مقام بطائح میں انہیں پکڑ لیا کچھ کو قتل اور کچھ کو قیدی بنا لیا ابواحمد کو اس موقع پر بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا اور ابواحمد نے تقریباً پانچ ہزار عورتوں کو حبشیوں کے قبضے سے چھڑا کر ان کے گھروں کی طرف شہر واسط واپس بھیج دیا۔

**منصورہ شہر پر موفق باللہ کا قبضہ**...... اس کے بعد موفق نے خاص حبشی سردار کے شہر منصورہ کا رخ کیا اور سلیمان بن جامع بھی اسی شہر میں تھا چنانچہ خلیفہ معتمد نے ان حبشیوں کا محاصرہ کر لیا اور ان سے مقابلہ کیا اور فریقین کے کافی افراد مارے گئے اور ابوالعباس بن موفق نے حبشی کے ایک سردار احمد بن ہندی کو ایک تیر مارا جو اس کے دماغ میں جا کر لگا بالآخر اسی کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی اور یہ مقتول سردار حبشی سردار کے مقربین میں سے تھا اسے اس کے قتل پر بہت دکھ اور صدمہ ہوا۔

اس کے بعد ابواحمد نے ۲۷ ربیع الاول بروز ہفتہ حسن انتظام سے لشکر ترتیب دیکر خاص حبشی کے شہر کا محاصرہ کر لیا اور پھر ابواحمد نے آگے بڑھ کر چار رکعت نماز پڑھی جس میں اللہ سے انتہائی انکساری اور گڑگڑا کر کامیابی کی دعا کی اور پھر حبشی کا گھیراؤ مزید تنگ کر دیا اور راستے میں جو اس نے مسلح بہادر کھڑے کئے ہوئے تھے انہیں شکست دے کر اس کے شہر کی خندقوں تک پہنچ گیا اس وقت ابواحمد کو معلوم ہوا کہ اس شہر کا تو ایک مضبوط قلعہ ہے اور اس حبشی نے شہر کے چاروں طرف دشمن سے بچاؤ کے لئے خندقیں کھود رکھیں ہیں اور دیواریں بنوا رکھی ہیں اور ایک دیوار سے دوسری دیوار تک پہنچنے کے لئے ایک مستقل جنگ کرنی پڑتی تھی چنانچہ ابواحمد ان سب خندقوں اور دیواروں کو پھلاند کر دشمنوں کو زیر کرتے ہوئے خاص حبشی سردار کے شہر کے قریب پہنچ گیا وہاں بڑی زوردار جنگ ہوئی جس میں کافی حبشی مارے گئے اور باقی ماندہ بھاگ گئے اور حبشیوں کی بہت سی عورتیں جن میں سلیمان بن جامع کی زوجات بھی تھیں گرفتار کر لی گئیں اور اس کے علاوہ بہت سی عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے اور ان کے قبضے سے دس ہزار عورتوں کو آزاد کر کے ان کے گھروں کو واپس بھیج دیا گیا۔

مزید براں ابواحمد نے ہوٹلوں اور دیواروں کو گرانے کا حکم دیا اور خندقوں کو بند کرنے کا حکم دیا اور سترہ دن وہاں قیام کیا اور فرار ہونے والوں کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا ان میں سے جو بھی واپس آیا ابواحمد نے اسے نرمی اور اخلاص کے ساتھ حق قبول کرنے کی دعوت دی کیونکہ جنگ سے یہ بھی مقصود تھا کہ یہ لوگ حق اور دین پر عمل پیرا ہو جائیں ان میں سے جنہوں نے اس بات کو قبول کیا ان کو اپنے سرداروں کے پاس بھیج دیا اور انکار کرنے

والوں کو قید اور قتل کر دیا۔

اس کے بعد ابواحمد نے اہواز کا رخ کر کے اس کے باشندوں پر حملہ کر کے وہاں سے ان کو بھگا دیا اور ان کے سرداروں کو قتل کر دیا جن میں ابوعیسیٰ محمد بن ابراہیم المصری بھی تھا اور وہ ان کا بہت بڑا الیڈر تھا اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا۔

اس موقع پر موفق نے حبشیوں کے سردار کو ایک خط لکھا جس میں اسے گناہوں، مظالم، دعویٰ نبوت، شہروں کو ویران کرنے، عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کرنے جیسے جرائم سے توبہ تائب ہونے کی دعوت دی اور توبہ کرنے پر اس کے لئے امان کا اعلان کیا لیکن اس نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا۔

**ابواحمد الموفق کا حبشی سردار کے شہر مختارہ کا محاصرہ کرنا اور اس کے بالمقابل شہر موفقیہ تعمیر کروانا**...... جب خبیث حبشی نے حقارتاً ابواحمد کے خط کو ٹھکرا دیا اور اس کا جواب نہیں دیا تو ابواحمد نے اسی وقت پچاس ہزار جنگجو لڑاکا نوجوانوں کو لے کر حبشی کے شہر مختارہ کا رخ کیا جب اس کے قریب پہنچا تو اس کو بڑے مضبوط قلعہ کی شکل میں پایا جس پر سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے اور اس حبشی خبیث پر تین سو نوجوان ننگی تلواریں، نیزے، توپوں سے مسلح برائے پہرہ مقرر تھے اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے محافظ تھے یہ دیکھ کر ابواحمد نے اپنے لڑکے عباس کو آگے کیا چنانچہ وہ آگے بڑھا حتیٰ کہ حبشی سردار کے تخت تک پہنچ گیا اور اس کا سخت محاصرہ کر لیا اس کے اقدام اور جرائت پر حبشی کو بڑا تعجب ہوا پھر حبشیوں نے چاروں طرف سے اس پر تیروں کی بارش کر دی لیکن اس نے ان کو شکست دے دی پھر حبشی سرداروں کی ایک جماعت موفق کے ساتھ آملی تو موفق نے ان کا اکرام کیا اور ان کو ہدایا پیش کئے ان کے دیکھا دیکھی اور بہت سے افراد حبشی ظالم سے ٹوٹ کر موفق کے پاس آگئے۔

اس کے بعد پندرہ شعبان کو ابواحمد نے سواری پر سوار ہو کر حبشی ظالم کے علاوہ سب کے لئے امان کا اعلان کر دیا یہ اعلان سنتے ہی حبشی ظالم کے لشکر کے بہت سے افراد ابواحمد کے پاس آگئے اس صورت حال کو دیکھ کر ابواحمد نے حبشی ظالم کے شہر کے بالمقابل ایک موفقیہ نام سے شہر تعمیر کرایا اور دوسرے شہروں سے بہت سا سامان منگا کر اس میں رکھا اور تاجروں کو اس میں تجارت کرنے کی اجازت دی تو بہترین لاجواب اشیاء اور سامان اس شہر میں ملنے لگا جو اس سے پہلے کسی شہر میں نہیں ملتا تھا اور معاشی لحاظ سے بھی اس شہر کی بڑی ترقی ہوئی جس کی وجہ سے اس شہر کی شان وشوکت میں بہت اضافہ ہو گیا۔ ابواحمد نے اس شہر کو حبشی ظالم سے قتال کے وقت آسانی کی غرض سے بنایا تھا۔

پھر اس کے آخر تک حبشی ظالم کا محاصرہ جاری رہا اور ان کے درمیان بڑی بڑی لڑائیاں ہوتی رہیں اور عام وخاص لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس حبشی ظالم سے کٹ کر اس کے خلاف ہو گئی اور صرف امراء وخواص سرداروں کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔ ابواحمد اور اس کے ساتھیوں کی تعداد اور قوت، طاقت میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا

اسی سال ہارون بن محمد ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

**مشہور افراد کا سفر آخرت کو کوچ کرنا**...... خواص میں اس سال وفات پانے والے مندرجہ ذیل حضرات تھے اسماعیل بن سیبویہ، اسحاق بن ابراہیم بن شاذان، یحییٰ بن نصر خولانی، عباس الترفقی، محمد بن حماد بن بکر بن حماد ابوبکر المقری جو ہشام بزار کے ساتھی ہیں، محمد بن عزیز ایلی، یحییٰ بن محمد بن یحییٰ ذہلی حسکان، مسند ابی داؤد کے راوی یونس بن حبیب۔

## واقعات ۲۶۸ھ

اسی سال محرم میں حبشی ظالم کے ایک بہت بڑے معتمد علیہ سردار جعفر بن ابراہیم السجان نامی شخص نے ابواحمد سے امان طلب کی چنانچہ ابواحمد نے خوش ہو کر اس کے لئے امان، ہدایا کا اعلان کیا اس کے بعد ابواحمد کے حکم سے وہ سردار سواری پر سوار ہو کر ابواحمد کے گھر کے سامنے کھڑا ہو گیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ حبشی اور اس کے ساتھی جھوٹے، دھوکہ باز، فاسق وفاجر ہیں اس وجہ سے اس کے لشکر کے بہت سے لوگوں نے امان طلب کی اور

ربیع الاول کے آخر تک لڑائی بند کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

اس کے بعد ابو احمد نے اپنے ساتھیوں کو حبشی کے شہر کی دیواروں کے محاصرہ کا حکم دیا اور خاص طور پر انہیں ہدایت جاری کی کہ میری اجازت کے بغیر حبشی کے شہر میں داخل نہ ہوں۔

دوسری جانب دشمنوں نے شہری دیواریں توڑ دیں جس سے آنے جانے کا راستہ ہو گیا یہ دیکھ کر ابو احمد کے ساتھی شہر میں داخل ہو گئے حبشیوں نے ان سے قتال کیا لیکن مسلمان انہیں شکست دیتے ہوئے وسط شہر تک پہنچ گئے اچانک نامعلوم مقامات سے حبشی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے کافی مسلمانوں کو قتل کیا لوٹ مار کی باقی مسلمان بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ابو احمد بات نہ ماننے پر ان سے ناراض ہوا اور مقتولین کے ورثاء کے لئے وظیفہ کا اعلان کیا لوگ اس کے اس اقدام سے بہت خوش ہوئے۔

اس موقع پر ابو العباس نے حبشی تک کھانا پہنچانے والی جماعت کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اس طرح حبشیوں کے سردار بہبوذ بن عبداللہ بن عبد الوہاب کو بھی گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کا قتل مسلمانوں کے لئے فتح عظیم اور حبشیوں کے لئے ایک بہت بڑی مصیبت سے کم نہ تھا۔ اسی خوشی کے موقع پر عمر بن لیث نے تین لاکھ دینار پچاس من مشک، پچاس من عنبر، دوسو من عود ایک ہزار کی قیمت کے قریب چاندی اور کچھ منقش کپڑے اور بہت سے غلام ابو احمد کو ہدیتاً پیش کئے۔

اسی زمانے میں روم کے بادشاہ ابن صقلبیہ نے ملیطہ کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا فوری طور پر مرعش کے لوگ ان کی مدد کو پہنچ گئے تب جا کر وہ خبیث فرار ہوا۔

اسی سال ابن طولون کے عامل صائفہ نے ثغور کے علاقے میں رومیوں سے قتال کر کے سترہ ہزار رومیوں کو قتل کر دیا۔

اسی زمانے میں ہارون ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

رواں سال ہی میں احمد بن عبداللہ خجستانی قتل کر دیا گیا۔

**خواص کا انتقال**......خواص میں سے اس سال احمد بن سیار، احمد بن شیبان، احمد بن یونس ضبی، عیسیٰ بن احمد بلخی، حضرت امام شافعی کے صحبت یافتہ اور ان سے روایت کرنے والے فقیہ مالکی عبداللہ بن عبدالحکیم مصری ہیں۔

## واقعات ۲۶۹ھ

اس سال ابو احمد نے حبشی کے شہر کو ویران کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور لشکر خاص اس کے شہر میں داخل ہونے ہی والا تھا کہ اس اثناء میں ایک قرطاس نامی رومی شخص کی جانب سے ابو احمد کے سینے میں ایک تیر لگا اور قریب تھا کہ اس کی وجہ سے ان کی جان نکل جائے۔ ان کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی لیکن اس حالت میں بھی وہ بہادری دکھا رہے تھے اور جنگ پر ابھار رہے تھے پھر وہ مجبوراً موفقیہ شہر میں بغرض علاج ٹھہرے اور ان کی طبیعت بہت ناساز ہو گئی اور لوگ حبشی ظالم سے خوف زدہ ہو گئے اور ابو احمد کو واپس جانے کا مشورہ دینے لگے لیکن آپ نے یہ مشورہ نہیں مانا۔

آخر کار ماہ شعبان میں اللہ نے انہیں صحت یاب کر دیا تو مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور ان کی جان میں جان آئی اس وقت ابو احمد نے حبشی سردار کے گھر کا محاصرہ کر لیا ابو احمد نے جس قدر اس کا شہر ویران کیا تھا حبشی سردار نے اس سے زیادہ اس شہر کو آباد اور مستحکم کر دیا۔

ابو احمد نے دوبارہ اس کے شہر کا محاصرہ کر لیا اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو ویران کرنے کا حکم دیا پھر شہر کا محاصرہ اور زیادہ سخت کر دیا اور مستقل طور پر شہر کا محاصرہ کئے رکھا حتیٰ کہ شہر کا مغربی حصہ فتح ہو گیا اور ابو احمد نے حبشی اور اس کے سرداروں کے گھروں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور ان کے بے حساب اموال پر قبضہ کر لیا اور حبشی کی عورتوں کو بھی گرفتار کر لیا اور بہت سے مسلمان بچوں اور عورتوں کو اس کے شکنجے سے آزاد کرا کر اعزاز و اکرام

کے ساتھ ان کے گھروں کو لوٹا دیا۔

اس کے بعد حبشی سردار نے شہر کی مشرقی جانب بھاگ کر پناہ لے لی اور وہاں تک لوگوں کی آمد و رفت اور سامان رسد پہنچنے کے لئے جو پل ٹوٹ چکے تھے اس حبشی نے ان کی مرمت کروا کر دوبارہ انہیں تعمیر کروالیا ابواحمد نے اس جانب کے ویران کرنے اور پلوں کے توڑنے کا حکم دیا اس سال کے آخر تک اس حصے کا محاصرہ جاری رکھا حتیٰ کہ اس جانب کے لوگوں نے بھی ابواحمد کی اطاعت قبول کر لی اور اس جانب سے آمدنیوں اور اموال پر بھی ابو احمد نے قبضہ کر لیا اور حبشی ظالم اپنی اولاد، زوجات، اموال کو چھوڑ کر ایسا فرار ہوا کہ دوبارہ اس کو سر اٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی ان ساری چیزوں پر ابواحمد نے قبضہ کر لیا باقی اس جنگ کے احوال کی بڑی تفصیلات ہیں جن کو ابن جریر نے تفصیلاً اور ابن اثیر، ابن کثیر نے مختصراً بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

جب خلیفہ معتمد نے دیکھا کہ ابواحمد امور خلافت پر قابض ہو گیا ہے اور اسی کا حکم چلنے لگا ہے اور اسی کی طرف سے فیصلے، خراج، اموال آنے لگے ہیں اور وہ جسے چاہتا ہے حاکم مقرر کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے معزول کر دیتا ہے تو اس نے احمد بن طولون کو خط لکھا جس میں اس شکوہ کا بھی اظہار کیا ابن طولون نے جواب میں لکھا کہ آپ میرے پاس مصر آ جائیں جہاں تک ہو سکا میں آپ کی مدد کروں گا اور آپ کا ساتھ دوں گا۔

اس کے بعد خلیفہ معتمد اپنے بھائی موفق کی عدم موجودگی کو غنیمت سمجھ کر سرداروں کی ایک جماعت کو لے کر جمادی الاولیٰ میں وہاں سے نکل گیا اور ابن طولون ایک لشکر کے ساتھ مقام رقہ پر اس کی آمد کا منتظر تھا جب خلیفہ کا موصل، عامۃ الجزیرہ کے نائب حاکم اسحاق بن کنداح کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے خلیفہ اور سرداروں کو ابن طولون کے پاس جانے سے روک دیا اور انہیں اس قبیح حرکت پر لعن طعن کی اور انہیں سامرا جانے پر مجبور کر دیا چنانچہ وہ ذلیل ہو کر واپس سامرا چلے گئے۔

**خلیفہ کا ابن طولون سے ناراض ہونا** ..... جب موفق کو اس سازش کا علم ہوا تو اس نے اسحاق کا شکر ادا کیا اور جب اسے بلاد افریقہ تک ابن طولون کے تمام اختیارات سونپ دیئے اور اپنے بھائی کو عام مقامات پر ابن طولون پر لعنت کرنے کا حکم دیا تو معتمد کو مجبوراً خلیفہ کے حکم پر عمل کرنا پڑا حالانکہ ابن طولون نے تمام خطبوں اور اہم مقامات سے موفق کا نام مٹا دیا تھا۔

اسی سال ذیقعدہ میں ابن طولون اور موفق کے ساتھیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا جس میں ابن طولون کے دو سو ساتھی مارے گئے اور باقی بھاگ گئے اور ساتھیوں نے ان کا کافی مال لوٹ لیا اسی زمانے میں بدوؤں نے حجاج کے قافلے پر لوٹ مار کر کے ان سے پانچ سو سامان سے لدے ہوئے اونٹ چھین لئے۔

**مخصوصین کی وفات** ..... اس سال مخصوصین میں سے وفات پانے والے یہ حضرات تھے ابراہیم بن ذیقعد الکنانی، معتصم کے مولیٰ معتزلہ کے سردار جعفر بن معشر، معتزلی کے شاگرد احمد بن خلاد، بشر المریسی کے شاگرد سلیمان بن حفص معتزلی، ابی الہذیل العلاف، ارمینیہ اور دیار بکر کے نائب حاکم سلیمان بن حفص معتزلی، کمزوروں میں سے ابوفریدہ یزید بن محمد الدھاوی۔

## واقعات ۲۷۰ھ

اسی سال حبشی ظالم سردار کے قتل کا واقعہ پیش آیا جس کا بیان یہ ہے کہ جب موفق ظالم حبشی کے شہر مختارہ کی کاروائی سے فارغ ہوا اس میں موجود مال و جائداد پر قابض ہو گیا اور مردوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور حبشی سردار قتل و قتال کی گرم بازاری سے گھبرا کر بھاگ گیا اور دوسرے علاقوں میں انتہائی ذلت و بدحالی، دھتکارہ ہوا اور بے سروسامانی کی حالت میں چلا گیا تو موفق فاتحانہ انداز میں موفقیہ میں داخل ہوا۔

اس موقع پر احمد بن طولون کے غلام لؤلؤ نے اس سے بغاوت کر کے موفق کی اطاعت قبول کرنے کا اعلان کیا اور اسی سال ۳ محرم کو وہ موفق کے پاس آ گیا ابواحمد نے اس کی آمد پر اس کی تعظیم و تکریم کی اور اس کو ہدایا اور خلعتیں پیش کیں اور اس کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ کیا اور حبشی سردار سے

قتال کے لئے مقدمۃ الجیش کے طور پر اسے بھیجا اور خود بھی ایک لشکر جرار لے کر اس کے پیچھے گیا اور اس وقت حبشی ظالم نے دوسرے شہر میں پناہ لے رکھی تھی ابواحمد نے اس شہر کا کافی روز تک محاصرہ کر کے رکھا حتیٰ کہ اسے ذلیل کر کے اس شہر سے نکال دیا اور اس کے اموال وغنائم پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد ابواحمد نے لوگوں کو حبشی ظالم کے تعاقب میں بھیجا وہ لوگ اس کے مقربین کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے لائے جن میں اس کا اخص الخواص سلیمان بن جامع بھی تھا اسے دیکھ کر عوام الناس نے خوشی میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اس کے بعد ابواحمد نے سب کو جمع کر کے ظالم سردار پر یکبارگی حملہ کر کے جنگ بھڑکا دی اور جب تک اس نے ظالم حبشی کے قتل کی خوشخبری نہیں سن لی اس وقت تک اس نے جنگ جاری رکھی بالآخر لولو غلام ظالم حبشی کا سر لے آیا۔

حبشی ظالم کے ساتھیوں کی گواہی کے بعد جب ابواحمد کو یقین ہوگیا کہ یہ حبشی ظالم ہی کا سر ہے تو وہ فوراً اللہ کے سامنے شکر بجالایا پھر وہ شہر موفقیہ کی طرف لوٹا اور حبشی خبیث کا سر ایک شخص اس کے سامنے اٹھا کر چل رہا تھا اور سلیمان قیدی بن کر اس کے ساتھ ساتھ تھا ابواحمد اسی حالت میں شہر موفقیہ میں داخل ہوا اور اس موقع پر سب مسلمان خوش تھے اور ان کے لئے یہ ایک تاریخی دن تھا۔

پھر ظالم حبشی کا لڑکا ابان بن علی المہلبی جو جنگ کو بھڑکانے میں پیش پیش تھا کو قیدی بنا کر لایا گیا اور اس کے ساتھ پانچ ہزار قیدی اور بھی تھے اس سے مسلمانوں کو اور بھی خوشی ہوئی۔

اور قرطاس نامی شخص جس نے ابواحمد کے سینے میں تیر مارا تھا وہ رامہرمز کی طرف فرار ہوگیا اس کے تعاقب میں بھی کچھ افراد کو پہنچایا گیا وہ اسے گرفتار کر کے لے آئے احمد کے لڑکے ابوالعباس نے اسے قتل کر دیا۔

ابواحمد نے حبشی کے باقی ساتھیوں کو معاف کر کے ان کو امان دے دی اور اس موقع پر عام امان دیتے ہوئے اعلان کرایا جو لوگ حبشی سے تنگ ہو کر اپنے گھروں سے چلے گئے تھے وہ واپس آ جائیں۔

اس کے بعد ابواحمد بغداد واپس آ گیا اور اس کا لڑکا ابوالعباس اس کے آگے چل رہا تھا جس کے پاس حبشی کا سر تھا اور لوگوں کو دکھانے کے لئے ایک شخص نے اسے سر پر اٹھا رکھا تھا چلتے چلتے اسی سال ۱۲ جمادی الاولیٰ کو ابواحمد بغداد پہنچا اور یہ مسلمانوں کے لئے بڑا تاریخی دن تھا اور اسی دن حبشی مدعی نبوت کذاب کا بھی خاتمہ ہوگیا ۲۵۵ھ ۲۶ رمضان بدھ کے روز اس ظالم کا ظہور ہوا تھا اور ۲۷۰ھ بروز ہفتہ ۳ صفر کو اس کا خاتمہ ہوا گویا ۱۴ برس چار ماہ چھ یوم اس نے حکومت کی۔ اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔

اس حبشی سردار کی حکومت کے خاتمہ پر اس پر فتح پانے پر بہت سے اشعار کہے گئے ہیں انہی میں یحییٰ بن محمد اسلمی کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

> میں ایسے وقت میں یہ اشعار کہہ رہا ہوں جس وقت میں خوشخبری لانے والا ایسے واقعہ کی خوشخبری لایا ہے جس نے اسلام کو کمزور ہونے کے بعد عزت بخشی۔ اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے بہترین شخص کو بہترین بدلہ دے جس نے لوگوں کی ایسے وقت حفاظت کی کہ وہ بالکل غیر محفوظ ہو چکے تھے۔ وہ تن تنہا دین متین کی حفاظت کے لئے کھڑا ہوا جب کہ اور کوئی دوسرا شخص دین کی تجدید کے لئے کھڑا نہیں ہوا جس وقت دین ختم ہو چکا تھا۔ اور اس نے ملک کو مضبوط کیا جبکہ وہ مضبوط ہونے کے بعد کمزور ہو چکا تھا اور وہ دشمنوں کو ختم کرنے کے ساتھ بہائے ہوئے خون کا بدلہ لینے لگا اور وہ ایسی عمارتوں میں آیا جو بالکل ختم اور ویران ہو چکی تھیں تاکہ مجاہدین اس میں پناہ لے سکیں اور وہ ایسے شہروں میں آیا جن کو بار بار برباد اور زائل کر دیا گیا اور وہ سب بالکل مٹنے کے قریب تھے۔ اور اس نے اس واقعے کے ذریعے مسلمانوں کے سینے اور رونے والی آنکھوں کو راحت بخشی۔ اب ہر مسجد میں اللہ کے قرآن کی تلاوت کی جانے لگی اور مانگنے والوں اور دعا کرنے والوں کی دعا قبول کی جانے لگی۔ اور اس نے دوستوں اور دنیاوی لذتوں اور اس کی نعمتوں سے یکسو ہو کر ایک زبردست مجاہد کا کردار ادا کیا۔

اسی سال رومی ایک لاکھ کا لشکر لے کر لڑنے کے لئے آئے اور مقام طرطوس پر پڑاؤ ڈالا۔

دوسری طرف مسلمان ان کے مقابلہ کے لئے نکلے اور رات ہی کو ان پر حملہ کر دیا اور ایک ہی رات میں اللہ کے فضل سے سترہ ہزار رومی قتل کر دیئے گئے اور ان کے اگلے دستوں کو بھی قتل کر دیا جن میں ان کے بڑے بڑے جرنیل بھی تھے اور باقی ماندہ میں سے اکثروں کو زخمی کر دیا اور اس جنگ

سے مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا جس میں سات سونے چاندی کی صلیبیں تھیں اور سب سے بڑی صلیب خالص سونے کی بنی ہوئے تھی جس کو ہیرے جواہرات سے مزین کیا گیا تھا۔

اور مزید مال غنیمت میں چار سونے کی اور دو چاندی کی کرسیاں تھیں اور بے شمار برتن تھے اور دس ہزار ریشم کے جھنڈے تھے، کافی ریشم تھا۔ بے شمار مال و دولت تھی۔ پندرہ ہزار گھوڑے تھے ان کے ساتھ زین، ہتھیار، تلواریں بھی تھیں۔ وللہ الحمد۔

**خواص کی وفات**......اس سال خواص میں وفات پانے والوں میں بطورِ خاص احمد ابن طولون تھے۔

**احمد ابن طولون کے حالات** [1] ......ان کی کنیت ابوالعباس مصری شہروں کے امیر اور وہ جامع ابن طولون کی طرف منسوب ہے درحقیقت اس کا بانی یہی احمد ہے اس نے دمشق، عواصم، ثغور پر عرصہ دراز تک حکومت کی ہے۔

ان کے والد طولون ان ترکیوں میں سے تھے جن کو بخاریٰ کے عامل نوح بن اسد السامانی نے ۲۰۰ھ یا ۱۹۰ھ میں مامون الرشید کو ہدیہ میں پیش کیا تھا۔

اس احمد کا سن پیدائش ۲۱۴ھ ہے اور اس کے والد طولون کی وفات ۲۴۰ھ یا ۲۳۰ھ میں ہوئی۔

ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ احمد طولون کا حقیقی بیٹا نہیں تھا بلکہ اس کا لے پالک بیٹا تھا واللہ اعلم۔

ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ احمد کی والدہ ایک ترکی کی باندی تھی جس کا نام ہاشم تھا اور اس نے احمد کی پرورش بڑے ناز و نعمت حفاظت و سرداریٔ حکومت کے ساتھ کی تھی اور اسے آواز کے اچھا ہونے کے ساتھ ساتھ خاص طریقے سے قرآن پاک کی تعلیم دی گئی تھی اور وہ ترکی لڑکوں کو محرمات، منکرات کے ارتکاب پر ملامت کرتا تھا۔

ابن عساکر نے بعض مشائخ مصر سے نقل کیا ہے کہ طولون اس کا حقیقی باپ نہیں تھا بلکہ اس نے اس کی حسن صورت، شرافت، بچپن میں گناہوں سے دور رہنے کی وجہ سے اس کو لے پالک (منہ بولا) بیٹا بنا رکھا تھا۔

**احمد بن طولون کی خوش قسمتی کا ایک واقعہ**......ایک بار اس کے والد طولون نے اسے دارالخلافہ کسی کام سے بھیجا احمد جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ طولون کی ایک باندی کسی غلام کے ساتھ غلط حرکت میں مشغول ہے اس نے جلدی میں اپنا کام کیا اور سامان لے کر وہاں سے آ گیا اور والد سے اس بات کا ذکر نہیں کیا لیکن اس باندی کو یقین تھا کہ احمد نے میری ضرور شکایت کی ہوگی چنانچہ وہ باندی طولون کے پاس آ کر کہنے لگی آپ کا لڑکا مجھے ایک مکان میں لے گیا تھا اور مجھ سے غلط حرکت کرنے کی اس نے کوشش کی پس اتنی بات کر کے وہ باندی چلی گئی بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ واقعی میرے لڑکے نے یہ حرکت کی ہے اس نے اپنے لڑکے کو بلا کر کسی حاکم کے نام مہر لگا ہوا خط اس کے حوالے کیا کہ اسے اس تک پہنچا دو لیکن اس باندی کی بات کا اس کے سامنے کوئی تذکرہ نہیں کیا اور اس خط میں لکھا تھا کہ جیسے ہی یہ شخص آپ کے سامنے پہنچے اس کی گردن اڑا کر اس کا سر میرے پاس بھیج دینا۔ چنانچہ احمد یہ خط لے کر یہاں سے چلا راستے میں اس باندی کے پاس سے گزرا تو اس نے سوچا کہ میری شکایت پر خلیفہ نے اس سے کیا کہا اس سے پوچھوں اس نے احمد سے کہا کہ ٹھہر جاؤ احمد نے کہا کہ میں جلدی میں ہوں خلیفہ کا خط پہنچانا ہے اس باندی نے وہ خط اس سے لے کر اس غلام کو دے دیا جس نے اس کے ساتھ بدفعلی کی تھی تا کہ جو انعام اسے ملنا ہے اس غلام کو مل جائے جیسے ہی وہ غلام خط لے کر دربار میں پہنچا تو وہ خط حاکم کے حوالے کر دیا حاکم نے اس خط کو پڑھتے ہی اس کے قتل کا حکم دیا اور اس کا سر ابن طولون کے پاس بھیج دیا ابن طولون کو اس کا سر دیکھ کر بڑا تعجب ہوا اور احمد کو بلا کر کہا کہ اصل قصہ کیا ہے؟ وہ میرے سامنے بیان کر و اس وقت احمد نے خلیفہ کے سامنے ساری حقیقت کھول کر رکھ دی اب اس باندی کو بھی یقین ہو گیا کہ خلیفہ کو اصل بات کا علم ہو گیا اس لئے اس کے پسینے چھوٹنے لگے اور اس نے فوراً خلیفہ کے سامنے حاضر ہو کر اقرار جرم کر کے اس پر معافی چاہی

(۱) تاریخ طبری ۹/ ۳۶۳، ۳۸۱، ۳۸۱، ۵۴۳، ۵۴۵، ۶۲۷، ۶۶۶ شذرات الذھب ۲/ ۱۵۷، ۱۵۸ عبد المؤلف ۲/ ۴۲، ۴۴ الکامل لابن الاثیر ۷/ ۴۰۸، ۴۰۹ المنتظم ۵/ ۷۱، ۷۲، النجوم الزاہرۃ ۳/ ۱، ۲۱ الوافی بالوفیات ۶/ ۴۳۰، ۴۳۲ وفیات الاعیان ۱/ ۱۷۳، ۱۷۴

اوراحمد کی برأت ظاہر کردی اس واقعہ سے طولون کے ہاں احمد کی وقعت بڑھ گئی اوراپنے بعداس کے لئے ولی عہدی کی وصیت لکھ دی۔

پھر جن مصری علاقوں پر معتز حاکم تھا ان علاقوں کا اسے نائب حاکم بنادیا اور ۲۵۴ھ ۲۳ رمضان بروز بدھ یہ ان علاقوں میں داخل ہوا اور وہاں کے باشندوں سے اخلاق حسنہ سے پیش آیا اور بیت المال سے اور صدقات سے ان پر کافی خرچ کیا اور ایک سال مصر سے اس کو چالیس لاکھ آمدنی حاصل ہوئی۔

اس نے مصر میں جامع مسجد بنوائی جس پر ایک لاکھ بیس ہزار خرچ کئے۔اور ۲۵۷ھ یا ۲۶۶ھ میں اس کی تکمیل ہوئی اور ہر دن اس کا عام دسترخوان لگتا تھا جس پر عام وخاص کھانا کھاتے تھے اور ہر ماہ ایک ہزار دینار صدقہ کرنے کا معمول تھا۔

ایک روز خزانچی نے اس سے آکر کہا کہ میرے پاس ہر روز تہبند اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ایک عورت آکر مجھ سے سوال کرتی ہے کیا میں اس کو کچھ دے دیا کروں اس نے کہا کہ جو بھی تم سے سوال کیا کرے اسے خالی ہاتھ مت جانے دو۔

احمد بن طولون بڑا مضبوط حافظ قرآن تھا اور اس کی آواز بہت شیریں تھی۔

ابن خلکان نے اس کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اس نے اٹھارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا تھا واللہ اعلم۔

ساٹھ ہزار دینار خرچ کر کے اس نے ایک ہسپتال بنوایا تھا اور ڈیڑھ لاکھ خرچ کر کے بچوں کے کھیل کود کے لئے اس نے ایک میدان بنوایا تھا اور لوگوں پر صدقات، خیرات کرنے اور ان پر احسان کرنے کا بہت زیادہ عادی تھا۔

پھر امیر ماخوز کے بعد ۲۶۴ھ میں دمشق پر بھی اس کی حکومت قائم ہوگئی وہاں کی رعایا کے ساتھ بھی اس نے اچھا برتاؤ کیا۔

ایک مرتبہ اتفاق سے بیعہ کنیسہ میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے گھروں کو اور لوگوں کے اموال کو نقصان پہنچا۔ یہ خبر سنتے ہی ابوزرعہ اور اپنے منشی ابوعبداللہ احمد بن محمد الواسطی کو لے کر صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے بیعہ کنیسہ پر پہنچ گیا اور اس واقعہ سے متاثرین کے لئے ستر ہزار دینار کا اعلان کیا چنانچہ اس رقم میں سے متاثرین پر خرچ کرنے کے بعد بھی چودہ ہزار دینار بچ گئے لیکن احمد بن طولون نے اس رقم کو بھی انہی پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔

پھر ایک موقع پر دمشق، غوطہ شہر کے فقراء کے لئے ایک بہت بڑی مالی مدد کا اعلان کیا اور ہر فقیر کے حصے میں ایک دینار آیا پھر اس نے شہر انطاکیہ کا محاصرہ کر کے وہاں کے عامل کو قتل کر کے اس شہر پر بھی قبضہ کر لیا۔

**احمد بن طولون کی موت کا سبب بھینس کا دودھ پینا بنا**...... اسی سال ذیقعدہ کے اوائل میں شوقیہ طور پر بھینس کا دودھ پینے کی وجہ سے اس کو ایک خاص قسم کا مرض لگ گیا اطباء نے اس کا علاج کیا اور دودھ کا پرہیز بتایا لیکن اس نے دودھ سے پرہیز نہیں کیا بلکہ چھپ کر دودھ پیتا رہا بالآخر اسی سبب سے اس کی موت واقعہ ہوگئی۔

اس نے اپنے پیچھے بہت سا مال وجائداد چھوڑی جس میں دس ہزار دینار اور کافی چاندی اور سات ہزار غلام ستر ہزار گھوڑے، اونٹ، خچر اور بعض نے اس سے بھی زیادہ تعداد بیان کی ہے اور اس کی اولاد کی تعداد ۳۳ تھی جن میں سے سترہ صرف بیٹے تھے۔اس کے بعد اس کے بیٹے خمارویہ نے حکومت سنبھالی اور شہروں پر اس کے غلبہ کی وجہ معتمد کے نائب حاکم موفق کی حبشی سردار کے ساتھ جنگ میں مشغولیت تھی۔

اسی سال کتاب الخراج کے مصنف عبدالکریم بن سہل کاتب کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ اسی سال ذی الحجہ میں احمد بن عبداللہ بن برقی اسید بن عاصم جمال بکار بن قتیبہ مصری اور حسن بن زید علوی کا انتقال ہوا۔

**حسن بن زید علوی کے حالات**...... یہ طبرستان کے رہنے والے ہیں رجب میں ان کا انتقال ہوا ان کی حکومت کل ۱۹ سال آٹھ ماہ ۶ یوم رہی اور ان کے بعد ان کے بھائی محمد بن زید خلیفہ بنے اور حسن بن زید بہت ہی سخی، شریف النفس تھے۔فقہ اور عربی زبان پر ان کو عبور حاصل تھا۔

ایک مرتبہ ایک شاعر نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ایک جملہ کہا کہ جس کا ترجمہ یہ تھا کہ اللہ یکتا ہے اور محمد بن زید بھی یکتا ہے انہوں نے یہ سن کر اسے ڈانٹ کر کہا کہ خاموش رہ، اللہ تیرا منہ بند کرے۔تجھے یوں کہنا چاہیے تھا کہ اللہ یکتا ہے اور محمد بن زید اس کا بندہ ہے پھر تخت سے اتر کر اللہ کے

سامنے سربسجود ہوئے کہ اس نے بروقت شیطان سے حفاظت کی اور اپنی پیشانی کو مٹی میں ملا کر عاجزی کا اظہار کیا اور شاعر کو کچھ نہیں دیا۔

ایک دوسرے شاعر نے ان کی تعریف میں ایک شعر کہا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ یوں مت کہو کہ ایک خوشخبری ہے بلکہ دو خوشخبریاں ہیں۔

(۱)......دعوت دینے والے کا چہرہ۔

(۲)......مہرجان (پارسیوں کی عید) کا دن۔ یہ سن کر حسن نے کہا کہ اگر تم پہلے مصرعہ کے بجائے دوسرے مصرعہ سے شعر کی ابتدا کرتے تو زیادہ اچھا تھا کیوں کہ **لاتقل بشری** میں **لا** سے شعر کی ابتدا مناسب بات نہیں ہے۔

شاعر نے جواب میں کہا کہ دنیا میں **لا الہ الا اللہ** سے بہتر کوئی کلمہ نہیں ہے حالانکہ اس کی ابتداء بھی لاء سے ہے حسن بن زید نے اس کی بات کو قبول کرتے ہوئے اس کے لئے قیمتی انعام کا اعلان کیا۔

حسن بن علی بن عفان العامری اور داؤد بن علی نے بھی اس سال وفات پائی۔

**داؤد بن علی کے حالات** [۱] ......اصبہانی، پھر بغدادی بہت بڑے فقیہہ اور ظاہر المذہب تھے اور تمام اہل ظاہر کے امام تھے، ابوثغور ابراہیم بن خالد، اسحاق بن راہویہ، سلیمان بن حرب عبداللہ بن سلمۃ القعنبی، مسدر بن سرحد وغیرہ محدثین سے انہوں نے حدیثیں روائتیں کی ہیں پھر ان سے ان کے لڑکے فقیہہ ابوبکر بن داؤد، زکریا بن حسن الساجی نے روایت کی ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ یہ بہت بڑے فقیہہ زاہد تھے اور ان کی کتابوں میں کافی احادیث موجود ہیں جن سے ان کی علمی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے ان کا سن پیدائش ۲۰۰ھ اور وفات ۲۷۰ھ ہے۔

ابو اسحاق السیر انی نے نقل کیا ہے کہ ان کی اصل اصبہان ہے کوفہ میں پیدا ہوئے بغداد میں جوان ہوئے اور اپنے ہمعصروں پر انہیں فوقیت حاصل تھی۔

ان کے درس میں سبز چادروں والے چار سو علماء مشائخ شریک ہوتے تھے اور کٹر شافعی المسلک تھے اس موقع پر انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا تھا۔

بعض نے کہا ہے کہ ان کی نماز بڑے خشوع وخضوع اور تواضع والی تھی صرف ازدی کا قول ہے کہ ان کی حدیثیں متروک ہو چکی تھیں البتہ امام احمد نے فرمایا کہ چونکہ انہوں نے قرآن کے بارے میں ایک جگہ کلام کرتے ہوئے کہا کہ الفاظ قرآن مخلوق ہیں جیسا کہ امام بخاری کی طرف بھی یہ بات منسوب ہے اس وجہ سے ان کے بارے میں محدثین نے چہ میگویاں ضرور کی ہیں اور امام محمد احمد نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مشہور فقہاء میں سے تھے لیکن قیاس کی نفی کر کے انہوں نے اپنے کو بہت محدود کر لیا تھا اس وجہ سے ان کا بہت سے شہروں میں دائرہ تنگ ہو کر رہ گیا تھا کیونکہ انہوں نے نص کے معنیٰ میں غور وفکر کئے بغیر صرف ظاہر کی اتباع کر کے بہت سے احکام قطعیہ کے قول کو اپنی ذات پر لازم کر لیا تھا۔

ان کے علاوہ اگر باقی فقہاء کسی مسئلہ میں اتفاق کر لیں تو اجماع منعقد ہو جائے گا اس بارے میں علماء کے بے شمار اقوال ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

اسی سال امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان مرادی نے بھی وفات پائی ان کے حالات ہم نے طبقات شافعیہ میں بیان کر دیئے ہیں اسی طرح ۲۴۶ھ میں آخری عمر میں جیل جانے سے قبل دیار مصر کے قاضی بکار بن قتیبہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا ۲۷۰ھ میں احمد بن طولون نے موفق کی حمایت کی وجہ سے انہیں جیل بھیج دیا تھا اور اسی میں ان کا انتقال ہوا۔

یہ بہت اونچے درجے کے عالم، زاہد تھے قرآن پاک کی تلاوت کا بہت زیادہ معمول تھا اور ساتھ ساتھ اپنے نفس کا بھی محاسبہ کرتے رہتے تھے ان کی وفات کے بعد تین سال تک عہدہ قضاء خالی رہا۔ ابن قتیبہ الدینوری کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۳۶۹/۸، ۳۷۵ شذرات الذہب ۱۵۸/۲ طبقات الفقہاء ۹۲ طبقات المفسرین للماوردی ۱۲۶/۱۰، ۱۶۹ میزان الاعتدال ۱۴/۲، ۱۶

**ابن قتیبہ الدینوری کے حالات:**...... یہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری النحوی اللغوی ہیں قضاۃ کے عہدہ پر فائز تھے اور بہت سی مفید و نادر اور بیش بہا علوم پر مشتمل کتابوں کے مصنف تھے بغداد میں انہوں نے اسحاق بن راہویہ سے علم حدیث حاصل کیا اور ابو حاتم بجستانی سے علم لغت حاصل کیا اور بہت سی کتابیں لکھیں اور بہت سی تصنیفات جمع کیں ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱)...... کتاب المعارف۔

(۲)...... ادب الکاتب جس کی شرح ابو محمد بن سید البطلیموسی نے لکھی۔

(۳)...... کتاب مشکل القرآن والحدیث۔

(۴)...... عیون الاخبار۔

(۵)...... اصلاح الغلط۔

(۶)...... کتاب الخیل۔

(۷)...... کتاب الانوار۔

(۸)...... کتاب المسلسل والجوابات۔

(۹)...... کتاب السید ولاقدح وغیرہ۔

ان کا سن پیدائش ۲۱۳ ہے اور سن وفات میں دو قول ہیں (۱) ۲۷۰ھ (۲) ۲۷۱ بحر حال ساٹھ سال سے زائد یہ زندہ نہیں رہے۔ ان کے لڑکے احمد نے ان کی تمام تصنیفات سے روایتیں لی ہیں۔

اور ۳۲۱ھ میں مصر میں انہوں نے قضاۃ کا عہدہ سنبھالا لیکن صرف ایک سال ہی قاضی رہ سکے اس لئے کہ زندگی نے وفا نہیں کی۔

اس سال خواص میں سے وفات پانے والے یہ حضرات بھی تھے محمد بن اسحاق بن جعفر الصفار، محمد بن اسلم بن رواۃ، مصعب بن احمد، جنید کے ساتھیوں میں سے ابو احمد الصوفی، روم کا بادشاہ ابن صقلبیہ اور اسی سال اسماعیل بن موسیٰ نے بلاد اندلس لاردشہر کی بنیاد ڈالی۔

## واقعات ۲۷۱ھ

اسی سال خلیفہ نے عمرو بن لیث کو خراسان کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن طاہر کو مقرر کر دیا اور منبروں پر عمرو بن لیث پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور عمرو بن لیث کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجا عمرو بن لیث نے اسے شکست دے دی۔

## ابو العباس المعتز بن موفق ابو احمد اور خمارویہ بن احمد بن طولون کے درمیان لڑائی

اسی زمانے میں ابو العباس المعتضد بن موفق ابو احمد اور خمارویہ بن احمد بن طولون کے درمیان مقابلہ ہوا تفصیل اس کی یوں ہے کہ جب خمارویہ اپنے والد کے بعد بلاد مصر اور شام کا بادشاہ بنا تو خلیفہ کی جانب سے اس کے مقابلہ میں ایک لشکر آیا جس میں جزیرہ کا نائب حاکم اسحاق بن کنداج اور ابن ابی الساج بھی تھے چنانچہ ویتر ز کے مقام پر ان کے درمیان مقابلہ ہوا لیکن خمارویہ نے شام ان کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا اس موقع پر انہوں نے ابو العباس بن موفق سے مدد طلب کی چنانچہ وہ فوراً ان کی مدد کے لئے آ گیا اور اس نے خمارویہ بن احمد کو شکست دی اور دمشق اور اس کے اموال پر قابض ہو گیا۔

اس کے بعد اس نے بلاد رملہ میں خمارویہ کا پیچھا کیا اور طواحین نامی چشمہ کے پاس اسے پا لیا وہاں پر دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا اسی وجہ سے

اس کا نام جنگ طواحین بھی ہے اولاً ابوعباس کو فتح ہوئی اور خمارویہ ایسا بھاگا کہ دیار مصر کے دخول تک اس نے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔

اس کے بعد ابوالعباس اور اس کے ساتھی باطمنان اس کے لشکر کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے اچانک کمین گاہوں سے نکل کر خمارویہ کے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور بہت سوں کو قتل کر دیا اور ابوعباس کا لشکر شکست کھا گیا خود ابوالعباس ایسا فرار ہوا کہ دمشق پہنچنے تک اس نے بھی مڑ کر نہیں دیکھا اور مصر والوں نے اس کے لئے صدر دروازہ نہیں کھولا پھر طرطوس میں جا کر اس نے سانس لیا۔

اب مصری اور عراقی دونوں لشکر بلا امیر کے آپس میں لڑتے رہے بالآخر مصریوں کو فتح ہوئی کیونکہ انہوں نے اپنے خاندان کے بزرگ خمارویہ کے بھائی کو امیر مقرر کر لیا تھا اسی وجہ سے انہوں نے فتح حاصل کی اور دمشق اور شام ان کے قبضے میں رہا یہ واقعہ اعجب الواقعات میں سے ہے۔

اسی سال سرزمین اندلس کے بلاد مغرب میں بڑی لڑائیاں ہوئیں اسی سال حسین بن جعفر بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے دولڑکے محمد اور علی نے مدینہ منورہ میں داخل ہو کر کافی تعداد میں لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کا بہت سا سامان چھین لیا اور اتنا بڑا فساد برپا کیا کہ ایک ماہ تک مسجد نبوی میں نماز با جماعت اور جمعہ نہیں ہوا انا للہ انا الیہ راجعون۔

اسی زمانے میں مکہ مکرمہ میں بھی فتنہ کھڑا ہوا اور لوگ مسجد حرام کے پاس لڑتے رہے۔

اسی سال ہارون بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

**مشہور لوگوں کی وفات**......اس سال ان حضرات نے وفات پائی آئمہ جرح وتعدیل میں سے ابن معین کے شاگرد محمد الدینوری، عبدالرحمٰن بن محمد بن منصور بصری، محمد حماد طہرانی، محمد بن سنان العوفی، یوسف بن مسلم، مامون کی زوجہ بوران۔

**مامون کی بیوی بوران کے حالات**......یہ مامون کی بیوی ہے کہا جاتا ہے کہ اس کا نام خدیجہ تھا اور بوران اس کا لقب تھا لیکن اول قول راجح ہے مامون نے فم الصلح کے مقام پر ۲۰۶ھ میں دس سال کی عمر میں اس سے نکاح کیا اور اس دن اس کے والد نے اس پر اور لوگوں پر مشک کی گولیاں نچھاور کیں جن میں کاغذ کے ایسے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے کہ ان میں کسی پر کسی بستی کا نام کسی پر کسی باندی کا نام کسی پر کسی غلام کا نام لکھا ہوا تھا کسی پر گھوڑے کا نام لکھا ہوا تھا جو جس کے ہاتھ میں آیا وہی اس کا مالک بنا دیا گیا۔

اور اس کے علاوہ دنانیر، مشک کے نافے، عنبر کے انڈے بھی نچھاور کئے گئے تھے اور اسی کے والد نے مامون اور اس کے لشکر پر ان کے قیام کے زمانے میں دس لاکھ درہم خرچ کئے تھے پھر جب مامون رخصت ہونے لگا تو اسے ایک لاکھ درہم دیئے اور فم الصلح زمین کا ٹکڑا اس کے نام پر کر دیا اور ۲۱۰ھ میں مامون نے اس کے ساتھ خلوت کی۔

پھر جب مامون بیٹھنے لگا تو اس کے لئے سونے کی چٹائی بچھائی گئی اور اس کے قدموں پر جواہرات کے ہزار دانے نچھاور کئے گئے اور سونے کی طشت میں چالیس من عنبر وزن کی بتی رکھی گئی۔

مامون نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ یہ اسراف ہے پھر اس نے چٹائی پر پڑے ہوئے روشن دانوں کو دیکھ کر کہا کہ اللہ ابونواس کو قتل کرے جس نے شراب کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر کہا کہ گویا اس کی جھاگ کے چھوٹے چھوٹے بلبلے سونے کی زمین پر موتی کی کنکریاں ہیں۔

پھر مامون نے موتیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا پھر انہیں تخت عروسہ پر رکھ کر کہا کہ یہ میری طرف سے تیرے لئے ہدیہ ہے اس کے علاوہ اگر اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ بھی بتادے اس کی دادی نے کہا کہ جب اس نے اجازت دے دی ہے تو اب اس سے کچھ نہ کچھ ضرور طلب کر لے اس نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ آپ ابراہیم بن مہدی سے راضی ہو جائیں اس نے کہا کہ میں اس سے راضی ہو گیا ہوں۔

اس کے بعد مامون نے اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا تو اسے حائضہ پایا یہ واقعہ ماہ رمضان کا ہے اسی سال ۸۰ سال کی عمر میں اس نے وفات پائی۔

# واقعات ۲۷۲ھ

اسی سال قزوین کا نائب حاکم ارلزنکیس چار ہزار جنگجوؤں کو لے کر محمد بن زید علوی سے مقابلہ کرنے نکلا جو اپنے بھائی حسن بن زید کے بعد طبرستان کا والی بنا تھا اور اس وقت اس نے دیلمی غیر دیلمی لوگوں کے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ری میں پڑاؤ ڈالا ہوا تھا چنانچہ دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا ارلزنکیس نے اسے شکست دیکر اس کے لشکر کے پاس جو کچھ تھا سارا لوٹ لیا اور ان کے چھ ہزار افراد قتل کیے۔

اس کے بعد ارلزنکیس نے ری میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر کے وہاں کے باشندوں سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا اور ری کے اطراف میں اہم عہدوں پر اپنے آدمی مقرر کر دیئے۔

اسی زمانہ میں ابوالعباس بن موفق اور طرطوس کے سرحدی علاقہ کے حاکم یازمان الخادم کے درمیان مقابلہ ہوا طرطوس کی عوام نے ابوالعباس کے خلاف مشتعل ہو کر وہاں سے اسے نکال دیا چنانچہ وہ بغداد واپس لوٹ آیا۔

رواں سال ہی میں حمدان بن حمدون اور ہارون شاری موصل شہر میں داخل ہوئے اور ہارون شاری نے وہاں کی جامع مسجد جمعہ کی نماز پڑھائی اسی زمانہ میں بنوشیبان نے موصل کے علاقہ میں فتنہ برپا کیا۔

اسی سال حبشی کے باقی ماندہ لوگوں نے بصرہ میں یا منصور اور یا انکلائی کے نعرے لگا کر سر اٹھایا اور انکلائی حبشی خبیث کا لڑکا تھا۔ خلیفہ نے سلیمان بن جامع، ابان بن علی مہلبی ان کے علاوہ کچھ اور سرداروں کو (یہ سب اس وقت قیدی تھے) ان سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ انہوں نے انھیں قتل کر کے ان کے سر خلیفہ کے سامنے پیش کر دیئے اور ان کے جسموں کو سولی پر لٹکا دیا یوں یہ فتنہ ختم ہوا۔

رواں سال ہی مدینہ منورہ کے حالات صحیح ہوئے اور لوگ واپس آگئے۔

اسی زمانہ میں بلاد اندلس میں بہت لڑائیاں ہوئیں اور رومیوں نے مسلمانوں سے اندلس کے دو بڑے شہر چھین لئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی سال صاعد بن مخلد کاتب فارس سے واسط آیا موفق نے اس کے استقبال کے لئے سرداروں کو بھیجا چنانچہ وہ بڑی شان وشوکت سے واسط میں داخل ہوا اور اس وقت وہ بڑے غرور اور تکبر میں تھا یہ دیکھ کر موفق نے فوراً اس کو اور اس کے اہل کو گرفتار اور اس کے اموال کو لوٹنے کا حکم دیا اور اس کی جگہ پر ابوالصقر اسماعیل بن بلبل کو کاتب بنا دیا۔

اس سال ہارون محمد بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خواص کی وفات** ...... اس سال خواص میں سے وفات پانے والے مندرجہ ذیل تھے حضرات ابراہیم بن ولید بن حساس، احمد بن عبدالجبار بن عطاردی التیمی جو یونس بن بکیر سے سیرت کے روایت کرنے والے اور وہ اسحاق بن یسار وغیرہ سے روایت کرنے والے ہیں، ابوعتبہ الحجازی، سلیمان بن سیف، سلیمان بن وہب الوزیر جن کو موفق نے قید خانہ میں ڈالا تھا، ابوعاصم نبیل سے روایت کرنے والے شعبہ بن بکار، محمد بن صالح بن عبدالرحمٰن انماطی جن کا لقب مکحلہ تھا اور یحییٰ بن معین ان کے استاذ تھے۔

محمد بن عبدالوہاب الفرا محمد بن عبدالمنادی، محمد بن عوف الحمصی ابومعشر المنجم۔

**ابومعشر المنجم کے حالات** [1] ...... ان کا نام جعفر بن محمد البلخی ہے اپنے زمانے میں علم نجوم کے استاد تھے اور علم نجوم پر ان کی بہت سی مشہور تصنیفات ہیں جیسے مدخل زیج، الالوف وغیرہ، التیسیر والاحکام کے متعلق مضمون پر بھی انہوں نے کلام کیا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کے نشانے اور اندازے بڑے درست نکلتے تھے چنانچہ ایک بادشاہ نے کسی شخص کو قتل کرنے کے لئے تلاش کرایا وہ شخص کہیں جا کر چھپ گیا لیکن پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ ابومعشر المنجم علم نجوم کے ذریعے حساب لگا کر بادشاہ کو میرے بارے میں بتادے گا اس

(۱) شذرات الذهب ۲/ ۱۶۱ وفيات الاعيان ۱/ ۳۵۸، ۳۵۹

لئے اس نے تانبے کا برتن منگوا کر اسے خون سے بھرا اور اس کے نیچے دوا وغیرہ کوکوٹنے کا برتن ہاون رکھا اور خود اس ہاون پر بیٹھ گیا۔

ادھر بادشاہ نے ابومعشر کو بلا کر کہا کہ حساب لگا کر مجھے اس شخص کے بارے میں بتادو کہ وہ کہاں ہے چنانچہ ابومعشر نے حساب لگا کر بتایا کہ وہ شخص اس وقت سونے کے پہاڑ پر بیٹھا ہوا ہے اور وہ پہاڑ خونی سمندر ہے بادشاہ نے کہا کہ بات سمجھ میں نہیں آئی اس لئے دوبارہ حساب لگا کر بتاؤ اس نے پھر وہی حساب لگا کر دوبارہ بتایا آخر کار مجبور ہو کر بادشاہ نے اس شخص کے لئے امان کا اعلان کیا جب وہ شخص مطمئن ہو کر بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں تھا اس نے ساری صورت حال بیان کردی اور وہ بالکل ابومعشر کے حساب کے مطابق تھی اس موقع پر لوگوں کو ابو معشر کے حساب لگا کر بتانے پر بڑی حیرت ہوئی۔

لوگوں نے علم رجز، علم طرف، علم اختلاج الاعضاء کی نسبت جعفر بن محمد الصادق کی طرف کی ہے جو کہ درست نہیں حقیقت میں ان علوم کے ماہر جعفر بن ابی معشر ہی تھے۔

## واقعات ۲۷۳ھ

اسی سال موصل کے نائب حاکم اسحاق بن کنداج اور اس کے دوست قنسرین کے نائب حاکم ابن ابی الساج میں اختلاف ہو گیا اور جنگ تک نوبت پہنچ گئی اور ابن ابی الساج مصر کے حاکم خماورویہ جس کا نام خطبوں میں لیا جاتا تھا اس کا کاتب تھا اسی موقع پر خمارویہ شام آیا تو ابن ابی الساج نے اس کے ساتھ مل کر اسحاق بن کنداج کا رخ کیا اور دونوں میں مقابلہ ہوا بالآخر کنداج شکست کھا کر قلعہ ماردین کی طرف بھاگ گیا اور ابن ابی الساج کو فتح ہوئی اور اس نے موصل، جزیرہ وغیرہ علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ان علاقوں میں اس کی دھاک بیٹھ گئی اب ان علاقوں کے خطبوں میں بھی خمارویہ کا نام لیا جانے لگا۔

اسی سال موفق نے ابن طولون کے غلام لؤلؤ کو پکڑ کر اس سے چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا اور اسے جیل میں ڈال دیا اور وہ کہتا تھا کہ میری گرفتاری کا سبب کثرتِ مال بنا پھر فقر وذلت کی حالت میں اسے جیل سے رہا کیا گیا اور وہ ہارون بن خمارویہ کے زمانہ میں ایک غلام کے ساتھ خچر پر سوار ہو کر مصر آیا اور درحقیقت اسے اپنے آقا کی نافرمانی کرنے پر سزا ملی۔

اسی زمانہ میں روم کے بادشاہ پر اس کے لڑکوں نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور اپنے میں سے ایک لڑکے کو اس کی جگہ بادشاہ بنا دیا۔

**مخصوصین کی وفات**......اسی سال محمد بن عبدالرحمٰن بن الحکم الاموی اور خلف بن احمد بن خالد کا انتقال ہوا۔

**محمد بن عبدالرحمٰن بن حکم الاموی کے حالات**...... [1] یہ اندلس کے حاکم تھے کل ۶۵ سال ان کی عمر ہوئی ۳۷ سال گیارہ ماہ انہوں نے حکومت کی۔ ان کا سرخی مائل سفید رنگ تھا۔ متانہ قد اور چھوٹی گردن والے تھے، مہندی اور وسمہ سے ڈاڑھی پر خضاب لگاتے تھے بڑے عقلمند اور ہوشیار تھے، اشیاء مشتبہ کی حقیقت کو پہچان لیتے تھے ان کی صرف نرینہ اولاد ۳۳ تھی۔

ان کے بعد ان کے لڑکے منذر نے حکومت کی لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی وجہ سے ان کے نزدیک وہ محبوب شخصیت تھی۔

**خلف بن احمد بن خالد کے حالات**...... یہ معتمد کے زمانہ میں جیل میں رہتے ہوئے خراسان کے حاکم تھے یہ وہی شخص ہے جس نے امام بخاری کو بخاریٰ سے جلاوطن کیا تھا اور امام بخاری نے ناراض ہو کر اس کے لئے بددعا کی تھی جس کے بعد اس نے فلاح نہیں پائی اور ایک ماہ سے زائد اس کی حکومت نہیں چل سکی حتیٰ کہ اس کی ساری چیزیں چھین کر اسے گدھے پر سوار کر کے شہر کا گشت کرایا گیا پھر اسے جیل میں ڈال دیا گیا حتیٰ کہ جیل ہی میں اس سال اس کی وفات ہوئی یہ اصل میں اہل حدیث کی توہین کرنے والوں کی سزا ہے۔

(۱) البیان المغرب ۲/ ۱۴۱ شذرات الذهب ۲/ ۱۶۴ عبد المؤلف ۲/ ۲۵ الکامل لابن الاثیر ۷/ ۴۲۴ ،الوافی باالوفیات ۳/ ۲۲۴، ۲۲۵

اس سال وفات پانے والوں میں یہ حضرات بھی ہیں اسحاق بن یسار، امام احمد کے چچا اور ان کے مشہور راوی حنبل بن اسحاق، ابوامیہ الطرطوسی مشائخ صوفیہ میں سے بہت بڑے بزرگ اور صاحب کرامت ابوالفتح بن شخرف، ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوداؤد کا انتقال بھی اسی سال ہوا در اصل اس معاملہ میں ان کو وہم ہوا ہے کیوں کہ امام ابوداؤد کا انتقال ۲۷۵ھ میں ہوا ہے اس سال ابن ماجہ القزوینی کا بھی انتقال ہوا۔

**ابن ماجہ القزوینی کے حالات** ...... یہ ابوعبداللہ بن محمد یزید بن ماجہ ہیں مشہور کتاب السنن کے جامع ہیں جو کہ ۳۲ کتاب ڈیڑھ ہزار ابواب پر مشتمل ہے سوائے چند حدیثوں کے چار ہزار جید احادیث پر مشتمل ہے اور یہ کتاب ان کے عمل وعلم، تبحر علمی، اصول حدیث پر واقفیت، اور اصول وفروع میں متبع سنت ہونے پر شاہد ہے۔

ابوزرعہ رازی سے منقول ہے کہ انہوں نے ابن ماجہ کی کچھ حدیثوں پر اعتراض کیا ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ یا تو موضوع ہیں یا منکر ہیں۔

ابن ماجہ نے تفسیر پر تفسیر حافل کے نام سے ایک مفصل کتاب اور صحابہ کے زمانہ سے اپنے زمانہ تک تاریخ پر تفصیلی کتاب ''تاریخ کامل'' کے نام سے لکھی ہے۔

ابویعلیٰ الخلیل بن عبداللہ الخلیلی القزوینی کا قول ہے کہ آپ کی کنیت ابوعبداللہ بن محمد بن یزید بن ماجہ ہے اور آپ یزید ماجہ کے نام سے مشہور ہیں جو ربیعہ کے غلام تھے آپ پائے کے عالم تھے کافی تعداد میں آپ کی تصانیف ہیں جن میں سے کتاب السنن اور تاریخ کامل بہت مشہور ہیں آپ نے حصول حدیث کی خاطر عراق، مصر، شام کا سفر کیا اور بڑے بڑے مشائخ سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا آپ نے اپنے مشائخ کے کچھ حالات بھی لکھے جن کو ہم نے کتاب التکمیل میں بیان کردیا ہے۔ آپ سے کبار متقدمین میں سے ابن سیبویہ، محمد بن عیسیٰ الصفار، اسحاق بن محمد، علی بن ابراہیم بن سلمہ القطان، احمد بن ابراہیم، سلیمان بن یزید نے حدیثیں روایت کی ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ ابن ماجہ کی وفات پیر کے روز ہوئی آپ کے بھائی ابوبکر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ۲۷۳ھ ۲۲ رمضان منگل کے روز آپ کو آپ کے بھائی ابوبکر اور عبداللہ اور آپ کے لڑکے عبداللہ بن محمد بن یزید نے مل کر دفن کیا، ۶۴ سال آپ اس دنیا میں زندہ رہے۔

## واقعات ۲۷۴ھ

اسی سال سامرا میں موفق اور عمرو بن لیث کے درمیان جنگ کے حالات پیدا ہوئے چنانچہ ابواحمد اس کے ارادہ سے نکلا لیکن وہ فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا اور تلاش کے باوجود نہیں ملا لہذا دونوں کے درمیان نہ لڑائی ہوئی اور نہ آمنا سامنا ہوا صرف عمرو بن لیث کے اگلے دستے نے موفق کی طرف پیش قدمی کی اور پھر واپس لوٹنے کا ارادہ کیا لیکن موفق نے انہیں واپسی کا موقع نہیں دیا بلکہ ان پر حملہ کرکے ان کا کل مال اپنے لڑکے ابوالعباس کو دے دیا اور یہ واقعہ شیراز کے قریب پیش آیا۔

اسی زمانہ میں طرطوس کا نائب حاکم یازمان الخادم نے بلاد روم میں رومیوں سے جہاد کرکے کافیوں کو قتل کیا اور مال غنیمت حاصل کرکے صحیح سالم واپس آگیا۔

رواں سال ہی میں فرعانی کے دوست نے سامرا میں داخل ہو کر نجار کے گھروں کو لوٹ لیا اور واپس آگیا یہ شخص راستوں پر لوگوں کی حفاظت پر مامور تھا لیکن اس نے اپنی ذمہ داری چھوڑ کر خود لوٹ مار شروع کردی حتیٰ کہ پولیس بھی اس کے مقابلہ سے عاجز آگئی۔

**خاص خاص لوگوں کی وفات** ......اس سال خواص میں سے وفات پانے والے یہ حضرات تھے:

(۱)..... ابراہیم بن احمد بن یحییٰ ابواسحاق، ابن الجوزی نے ان کے متعلق کہا کہ یہ حافظ، عالم تھے حرملہ وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے اس سال جمادی الاخریٰ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲)..... اسحاق بن ابراہیم بن زیاد ابو یعقوب المقری اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

(۳)..... ابوایوب بن سلیمان بن صدغی انہوں نے آدم بن ایاس اور انہوں نے ابن صاعد اور سماک سے روایت کی ہے یہ ثقہ تھے اسی سال رمضان میں ان کا انتقال ہوا۔

(۴)..... حسن بن مکرم بن حسان بن علی النبذ ار انہوں نے عفان، ابی النضر، یزید بن ہارون سے ان سے محاملی اور ابن مکحلہ بخاری نے روایت کی ہے یہ ثقہ تھے اسی سال رمضان میں ۷۳ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

(۵)..... خلف بن محمد بن عیسیٰ ابوالحسین الواسطی ان کا لقب کردوس تھا یزید بن ہارون وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے ان کو صدوق اور دارقطنی نے ان کو ثقہ کہا ہے، ۸۰ سال کی عمر سے کچھ زائد زندہ رہ کر انہوں نے اسی سال ماہ ذی الحجہ میں وفات پائی۔

(۶)..... عبداللہ بن روح بن عبیداللہ بن ابی محمد المدائنی جو عیدروس سے مشہور ہیں انہوں نے شبابہ اور یزید بن ہارون سے روایت کی ہے ثقہ لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا اسی سال جمادی الاخریٰ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۷)..... عبداللہ بن ابی سعید ابومحمد الوراق ان کا وطن اصلی بلخ ہے بغداد میں انہوں نے رہائش اختیار کی اور شریح بن یونس، عفان علی بن جعد وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے یہ ثقہ، اخبار وآداب بیان کرنے والے اور مفید باتیں بتانے والے تھے اسی سال جمادی الاخریٰ میں ۷۷ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

(۸)..... محمد بن اسماعیل بن زیاد ابوعبداللہ بعض کا قول ہے کہ ان کی جگہ ابوبکر الدولانی تھے، ابوالنضر، ابوالیمان، ابومہر سے انہوں نے حدیثیں سنیں پھر ان سے ابوالحسین منادی، محمد بن مخلد، ابن سماک نے حدیثیں سنیں اور یہ ثقہ تھے۔

## واقعات ۲۷۵ھ

اسی سال محرم الحرام میں ابن ابی الساج اور خمارویہ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا پس دمشق کے مشرقی کنارے ثنیۃ العقاب کے پاس دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا خمارویہ نے ابن ابی الساج پر غلبہ پا کر اسے شکست دے دی۔ حمص میں ابن ابی الساج کی چاندی کی کان تھی خمارویہ نے ایک تیز رفتار شخص کو بھیجا جس نے ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پہلے ہی اس پر قبضہ کر لیا اور ابن ابی الساج کو وہاں داخل نہیں ہونے دیا پھر اس نے حلب کا رخ کیا وہاں بھی خمارویہ نے اسے داخل ہونے نہیں دیا پھر اس نے رقہ کا ارادہ کیا تو وہاں بھی خمارویہ نے اس کا پیچھا کیا پھر وہ موصل چلا گیا لیکن وہاں سے بھی خمارویہ کے خوف سے فرار ہو گیا۔

اس کے بعد خمارویہ موصل پہنچا اور اس نے بیٹھنے کے لئے ایک بہت بڑا تخت بنوایا۔ خمارویہ موصل میں دریائے فرات کے کنارے اس پر بیٹھتا تھا اس وقت ابن کنداج اس پر بڑا حسد کرنے لگا اور چھپ کر اس تک پہنچا تا کہ اس کی کوئی چیز چرا لے لیکن وہ اس میں ناکام رہا اتفاقاً کسی دن ابی الساج اور خمارویہ میں لڑائی ہو گئی مگر ابی الساج کو بڑی تکلیف برداشت کرنی پڑی لیکن جان بچ گئی اس کے بعد وہ موفق کے پاس بغداد چلا گیا تو موفق نے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور اس پر خلعت ڈالی اور اپنے ساتھ پہاڑی پر اسے لے گیا اور اسحاق بن کنداج جزیرہ کے علاقہ میں دیار بکر کی طرف چلا گیا۔

اسی زمانے میں موفق نے اپنے لڑکے ابوالعباس کو دارالخلافہ میں مقید کر دیا وجہ اس کی یہ تھی کہ موفق نے اس کو کسی مقام پر جانے کا حکم دیا تھا لیکن وہ شام کے علاوہ کہیں جانے کے لئے تیار نہیں ہوا اور شام پر اس کے چچا نے اسے حاکم بنایا تھا تو اس وجہ سے موفق نے اسے قید کرنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے وہاں کے امراء اس سے برانگیختہ ہو گئے اور بغداد میں ہنگامے شروع ہو گئے اس وقت موفق نے بغداد آ کر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا

کہ کیا تم میرے لڑکے پر مجھ سے زیادہ شفیق ہو تب جا کر لوگ خاموش ہوئے اس کے بعد موفق نے اسے رہا کر دیا۔

رواں سال ہی میں رافع نے محمد بن زید علوی پر حملہ کر کے جرجان شہر اس سے چھین لیا تو وہ استر آباد کی طرف بھاگ گیا وہاں بھی چند سال تک اس نے محاصرہ کر کے رکھا جس کی وجہ سے مہنگائی اتنی ہوگئی کہ ایک درہم کا نمک دو درہم میں ملنے لگا پھر محمد بن زید علوی رات کو چھپ کر ساریہ چلا گیا تو اس زمانہ میں رافع نے اس سے بہت سے شہر چھین لئے۔

اسی سال ماہ محرم یا صفر میں منذر بن محمد بن عبدالرحمٰن حاکم اندلس نے ۴۶ سال کی عمر میں وفات پائی ایک سال گیارہ یوم انہوں نے حکومت کی۔ یہ گندمی رنگت، دراز قد والے، چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ بہت زیادہ سخی اور خوبیوں کے مالک تھے۔ شعراء سے بڑی محبت کرتے تھے۔ ان پر بہت مال خرچ کرتے تھے۔ ان کے بعد ان کے بھائی محمد خلیفہ بنے، لیکن ان کے ناقص انتظام کی وجہ سے بلاد اندلس میں بہت زیادہ فتنے برپا ہوئے حتیٰ کہ اس کی وجہ سے اسے ہلاک کر دیا گیا۔

**خواص کا انتقال**......اس سال خواص میں سے ان حضرات کا انتقال ہوا۔

(۱)......امام احمد کے شاگرد ابوبکر احمد بن محمد حجاج المرزوئی یہ بڑے ذہین تھے امام احمد تمام شاگردوں پر انہیں فوقیت دیتے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے اور ان سے ضرورت کے وقت کام بھی لیتے تھے اور ان کو ہر وقت سوال کرنے کی اجازت تھی انہوں نے ہی بوقت وفات امام احمد کی آنکھیں بند کی تھیں اور انہیں غسل دینے والوں میں یہ بھی تھے۔

امام احمد سے انہوں نے بہت زیادہ مسائل نقل کئے ہیں اور امام احمد کے ساتھ رہنے کی وجہ سے انہوں نے بہت اونچا مقام حاصل کر لیا تھا ایک موقع پر سامرا میں ان کی خدمت میں ایک بہت بڑی رقم پیش کی گئی لیکن انہوں نے قبول نہیں کی۔

(۲)......احمد بن محمد بن غالب بن خالد بن مرداس ابوعبداللہ باہلی بصری جو خلیل کے غلاموں میں سے مشہور ہیں، بغداد میں رہے، سلیمان بن داود الشاذکونی، شیبان بن فروخ، قرۃ بن حبیب وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے ان سے ابن سماک، ابن مخلد وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ان کے متعلق ابوحاتم کا قول ہے کہ ان کی احادیث منکر ہوتی ہیں اور مجہول شیوخ سے مروی ہوتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ابوحاتم نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث بیان کرنے میں غلط بیانی سے کام لینے والے نہیں تھے بلکہ یہ خود نیک انسان تھے لیکن ابوداؤد وغیرہ نے اس بات کی تکذیب کی ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ خود ان کا قول ہے کہ لوگوں کے دلوں کو نرم کرنے کے لئے میں نے موضوع حدیثیں بیان کی ہیں باقی یہ عابد، زاہد شخص تھے صرف سبزی پر گزارہ کرتے تھے ان کی وفات پر بغداد کے تمام بازار بند ہو گئے اور تمام لوگوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی پھر ان کو کشتی میں رکھ کر بصرہ لے جا کر اس سال رجب میں وہیں ان کو دفن کر دیا۔

(۳)......احمد بن ملاعب انہوں نے یحییٰ بن معین وغیرہ سے روایت کی ہے بہت بڑے عالم، فاضل، دیانتدار ثقہ تھے ان کی وجہ سے اشاعت احادیث کا بہت کام ہوا۔

(۴)......ابوسعید حسن بن حسین بن عبداللہ بن سکری نحوی، لغوی مصنف۔

(۵)......اسحاق بن ابراہیم بن ہانی ابویعقوب النیسا پوری، امام احمد آزمائش کے زمانہ میں انہی کے پاس روپوش ہوئے تھے۔

(۶)......عبداللہ بن یعقوب بن اسحاق تمیمی العطار الموصلی، ابن اثیر کا قول ہے کہ یہ حکام کے نزدیک عادل اور بہت بڑے محدث شمار ہوتے تھے۔

(۷)......یحییٰ بن ابی طالب۔

(۸)......ابوداؤد السجستانی۔

**ابوداؤد سجستانی کے حالات** [1] ...... یہ سنن ابوداؤد کے جامع ہیں ان کا نام سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن یحییٰ بن عمران ابوداؤد السجستانی ہے۔ جن محدثین نے طلب حدیث کے سلسلہ میں اسفار کئے ان میں سے ایک یہ بھی ہیں چنانچہ انہوں نے محنت کے ساتھ احادیث جمع کر کے اپنی کتاب تصنیف کی، مسائل کا استنباط کیا اور تالیف کی، شام مصر جزیرۂ عراق، خراسان کے مشائخ سے انہوں نے بے شمار احادیث سنیں، ان کی کتاب سنن ابی داؤد علماء میں بڑی مشہور و مقبول ہے ابو حامد غزالی کا قول ہے کہ ایک مجتہد کے لئے معرفت احادیث کے سلسلے میں سنن ابوداؤد کافی ہے۔

ابوداؤد سے پوری ایک جماعت نے احادیث نقل کی ہیں جن میں ان کے لڑکے ابوبکر عبداللہ، ابوعبدالرحمٰن نسائی، احمد بن سلیمان النجار ہیں اور احمد بن سلیمان امام ابوداؤد سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں ابوداؤد بصرہ میں رہے اور ایک سے زائد مرتبہ بغداد آ کر آپ نے ابو داؤد کا درس دیا۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ امام ابوداؤد نے سنن ابوداؤد بغداد ہی میں لکھ کر امام احمد بن حنبل کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے اس کی تحسین کی اور اس کے متعلق تعریفی کلمات قلمبند فرمائے۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ مجھ تک ابوبکر بن داس کے واسطے سے یہ خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے ابوداؤد کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے اولاً پانچ ہزار حدیثیں لکھیں پھر ان میں چار ہزار آٹھ سو منتخب کر کے سنن ابی داؤد لکھی۔ اور ان سب کا خلاصے میں یہ چار حدیثیں کافی ہیں۔

(۱)...... تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(۲)...... انسان کے اسلام کی خوبی میں سے ہے اس کا غیر مفید کاموں اور باتوں کو چھوڑ دینا۔

(۳)...... مومن اس وقت تک مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جسے خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۴)...... حلال چیزیں بھی کھلی اور واضح ہیں اور حرام بھی بالکل واضح ہیں ان دونوں کے درمیان چیزیں مشتبہات میں سے ہیں۔

خطیب کہتے ہیں کہ میں نے عبدالعزیز بن جعفر حنبلی سے انہوں نے ابوبکر خلال کو یہ کہتے سنا کہ امام ابوداؤد جو اپنے زمانہ کے سب سے بڑے امام ہیں وہ ایسے شخص ہیں کہ علوم کی تخریج کی معرفت اور ان کے مواقع کی شناخت میں امام ابوداؤد کے مقابلہ کا ان کے زمانہ میں کوئی شخص نہ تھا وہ اپنے زمانے کے سب سے بڑے امام، متقی اور پرہیزگار تھے امام احمد نے ان سے ایک حدیث سنی اور وہ انہی کو معلوم تھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ سے عتیرہ (وہ بکری جسے زمانہ جاہلیت میں مشرکین عرب کے ماہ رجب میں اپنے بتوں کے نام ذبح کرتے تھے) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کی اچھائی بیان کی (ابتدائے اسلام کے زمانہ کی یہ بات ہے)۔

ابوبکر اصبہانی، ابوبکر بن صدقہ امام ابوداؤد کی بڑی قدر کرتے تھے اور ان کی تعریف میں ایسے کلمات استعمال فرماتے تھے کہ کسی اور دوسرے کے لئے وہ کلمات استعمال نہیں فرماتے تھے۔

ابراہیم غربی کا قول ہے کہ امام ابوداؤد کے لئے حدیث اس قدر آسان اور نرم کر دی گئی تھی جس قدر حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا گیا تھا۔ کسی کہنے والے نے کہا کہ امام ابوداؤد حدیث، علل حدیث، سند حدیث کے سلسلہ میں حفاظ اسلام میں سے ایک تھے آپ بڑے متقی، عبادت گزار، دیانتدار، شہسواران حدیث میں سے تھے۔

کسی کا قول ہے کہ شریعت پر عمل کرنے میں حضرت ابن مسعود آپ ﷺ کے مشابہ، علقمہ ان کے مشابہ، ابراہیم علقمہ کے مشابہ، منصور ابراہیم کے مشابہ سفیان منصور کے مشابہ، احمد وکیع ان کے مشابہ، ابوداؤد احمد کے مشابہ تھے۔

محمد بن بکر بن عبدالرزاق کا قول ہے کہ امام ابوداؤد کی دو آستینوں میں سے ایک کشادہ اور دوسری تنگ ہوتی تھی کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا

---

(۱) تاریخ بغداد ۹/ ۵۵، ۵۹. تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۵۹۱. ۵۹۳ التهذيب ۴/ ۱۶۹. ۱۷۳، الجرح و التعديل ۴/ ۱۰۱، ۱۰۲. طبقات الحفاظ ۲۶۱. ۲۶۲ وفيات الاعيان ۲/ ۴۰۴. ۴۰۵.

کہ کشادہ کتابوں کی حفاظت کے لئے ہے اور دوسری کی ضرورت نہیں۔

امام ابوداؤد کا سن پیدائش ۲۰۲ھ ہے اور آپ نے ۲۷۵ھ میں بصرہ میں ۱۶ شوال ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور سفیان ثوری کی قبر کی بغل میں ان کو دفن کیا گیا ہم نے ان کے باقی حالات اور ان کے بارے میں علماء کے تعریفی کلمات کا بیان اپنی کتاب التکمیل میں درج کر دیا ہے۔

اسی سال محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن عنبس الضمیری الشاعر نے بھی وفات پائی جو بڑا دیندار اور مذاحیہ تھا اور ہجویہ اشعار بہت کہتا تھا اس کے اچھے شعروں میں سے دوشعر یہ ہیں:

(۱)...... بہت سے بیمار آدمی اور طبیب اور عیادت کرنے والے موت کے بعد بھی زندہ رہ جاتے ہیں۔

(۲)...... بسا اوقات قطا پرندہ کا شکار کیا جاتا ہے وہ فوراً موقع پا کر بھاگ جاتا ہے اور بلا شکاری پر نازل ہوتی ہے۔

## واقعات ۲۷۶ھ

اسی سال محرم میں بغداد کے کوتوال کے عہدو پیمان پر عمرو بن لیث کو مقرر کیا گیا اور اس کا نام فرشوں، کرسیوں اور پردوں پر لکھ دیا گیا پھر اسے مٹا دیا گیا اور اسے معزول کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن طاہر کو مقرر کر دیا گیا۔

اسی زمانہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو آزار بائیجان کا نائب حاکم بنایا رواں سال ہی میں ہارون الساری الخارجی نے موصل شہر پر قبضہ کا ارادہ کیا چنانچہ مشرقی جانب اس نے پڑاؤ ڈالا مجبوراً اس کے باشندوں نے اس کے پاس آ کر امن طلب کیا تو اس نے ان کو امن دے دیا اور پھر وہاں سے لوٹ آیا۔

اسی سال حرمین اور طائف کے امیر ہارون بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کرایا حج سے واپسی پر حجاج نے کسی جگہ قیام کیا پس یکدم سیلاب آ گیا اور ان کو خبر بھی نہیں ہوئی اور اس کی وجہ سے پورا لشکر ہلاک ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابن جوزی نے منتظم اور ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ اس سال بصرہ کی نہر الصلہ میں ایک ٹیلہ ابھر آیا (جو ٹیلہ بنی شقیق کے نام سے مشہور ہے) اس میں حوض کی طرح سات قبریں تھیں اور ان میں سات صحیح سالم جسم تھے جن میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی ان میں سے ایک نوجوان تھا جس کے سر پر دراز بال تھے اور اس کے لبوں پر تری تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ اس نے ابھی پانی پیا ہے اس کی آنکھیں سرگیں تھیں اور اس کے کولہے پر تلوار کا نشان تھا لوگوں نے اس کے بال اتارنے کی کوشش کی لیکن ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ زندہ شخص کے بال ہیں اس لئے اپنی کوشش میں ناکام رہے۔

اس سال احمد بن حازم بن ابی عذرہ حافظ (جو مسند مشہور ہونے والے ہیں اور ان سے عالی کثیر احادیث مروی ہیں) اور بقی بن مخلد کا انتقال ہوا۔

**بقی بن مخلد کے حالات**...... یہ عبدالرحمٰن اندلسی الحافظ الکبیر ہیں ان کی مسند فقہی ترتیب پر ہے اس کے اندر انہوں نے سولہ سو صحابہ کرام سے روائتیں نقل کی ہیں ابن حزم نے اس کو مسند احمد پر ترجیح دی ہے لیکن میرے نزدیک یہ بات قابل غور ہے ظاہر ہے کہ مسند احمد درجہ میں اس سے بڑھی ہوئی ہے اور اس سے زیادہ جامع ہے۔

آپ نے حصول حدیث کے لئے عراق وغیرہ کا سفر کر کے دوسو سے زائد محدثین عظام سے حدیث سنی ہیں اس کے علاوہ بھی ان کی تصنیفات ہیں اور یہ مرد صالح، عابد، زاہد، مستجاب الدعوات تھے ایک مرتبہ ان کے پاس ایک عورت نے آ کر کہا کہ میرے لڑکے کو انگریز پکڑ کر لے گئے ہیں میرے پاس ایک چھوٹا سا مکان ہے آپ میرا وہ مکان فروخت کروا دیں اور میں وہ رقم دے کر اپنے لڑکے کو آزاد کرا لوں گی کیونکہ میں ہر وقت پریشان رہتی ہوں مجھے نہ سکون ہے نہ مجھے کھانا پینا اچھا لگتا ہے انہوں نے اس سے کہا کہ اب تم چلی جاؤ میں کچھ کرتا ہوں چنانچہ وہ

عورت چلی گئی اور یہاں انہوں نے اللہ سے دعا مانگنا شروع کی تھوڑی دیر کے بعد وہ عورت بچے کو لے کر آئی اور کہا کہ میرا بیٹا چھوٹ کر آ گیا ہے انہوں نے اس لڑکے سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا ہمیں بیڑیاں ڈال کر بادشاہ کی خدمت پر لگا دیا گیا تھا ایک بار میں جا رہا تھا کہ میرے پاؤں سے بیڑیاں خود بخود نکل گئیں میرے محافظ نے غصہ میں آ کر کہا کہ یہ تم نے کیا کیا میں نے کہا کہ مجھے خبر ہی نہیں ہوئی انہوں نے لوہار کو بلا کر اس کے ذریعے خوب مضبوطی سے وہ بیڑی میرے پاؤں میں ڈلوا دی لیکن وہ پھر گر گئی اور تین بار ایسا ہی ہوا آخر وہ پریشان ہو کر راہب کے پاس گئے اور اس سے یہ صورت حال بیان کر دی اس نے پوچھا کہ اس کی والدہ زندہ ہے میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اس نے اپنے لڑکے کے لئے دعا کی ہے اور وہ پوری ہو گئی اس لئے تم اسے آزاد کر دو چنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور میں اپنے گھر پہنچ گیا معلوم ہوا کہ وہ وہی وقت تھا جب شیخ نے اس کے لئے دعا کی تھی۔

صاعہ بن مخلد الکاتب کا بھی اسی سال انتقال ہوا اور یہ بہت صدقہ کرنے والے اور پابند صلاۃ تھے ابوفرج الجوزی نے ان کی تعریف کی ہے البتہ ابن اثیر نے کامل میں ان پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ ان میں تکبر اور حماقت کا اثر تھا لیکن دونوں قولوں کو بھی جمع کیا جا سکتا ہے۔

اس سال وفات پانے والوں میں ابن قتیبہ بھی ہیں ان کا نام عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری ثم البغدادی ہے اور ان کا شمار علماء، اذکیاء، حفاظ اور ادباء میں ہوتا تھا اور یہ بہت بڑے ثقہ تھے۔ جس کے گھر میں ان کی تصنیفات میں سے کوئی تصنیف نہ ہو، علماء اس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

ان کی وفات کا سبب یہ بنا تھا کہ انہوں نے گرم گرم ثرید کا ایک لقمہ کھایا تھا جس کی وجہ سے بے ساختہ ان کی زور سے چیخ نکلی اور ظہر تک اس کی وجہ سے بے ہوش رہے پھر کچھ افاقہ ہو گیا پھر مستقل زبان پر کلمہ شہادت جاری رہا حتیٰ کہ اسی سال یکم رجب کو سحری کے وقت ان کی وفات ہو گئی، دوسرا قول ان کی وفات کے بارے میں ۲۷۰ھ کا ہے لیکن اول قول صحیح ہے۔

اس سال وفات پانے والوں میں عبدالملک بن محمد بن عبداللہ ابوقلابہ الریاشی بھی تھے۔ یہ حافظ قرآن تھے ان کی کنیت ابومحمد تھی۔ لیکن ان کا لقب ابوقلابہ ان کی کنیت پر غالب تھا انہوں نے یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، ابوداؤد الطیالسی وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے۔ پھر ان سے ابن صاعد محاملی، بخاری، ابوبکر شافعی وغیرہ نے نقل کی ہے، یہ نمازی، پرہیزی شخص تھے ہر روز چار سو رکعتیں نفل پڑھتے تھے۔ انہوں نے حافظ سے ساٹھ ہزار احادیث روایت کی ہیں ان میں سے بعض کا غلط کا ہونا انہیں معلوم بھی تھا۔ ان کی وفات اسی سال شوال میں بیاسی سال کی عمر میں ہوئی۔

اسی طرح محمد بن احمد بن ابی العوام محمد بن اسماعیل الصائغ، یزید بن عبدالصمد نے بھی اسی سال وفات پائی

اسی سال وفات پانے والوں میں ابوالرداد المؤذن بھی ہیں ان کا نام عبداللہ بن عبدالسلام بن عبداللہ الرداد المؤذن صاحب المقیاس ہے انہوں نے مصر میں وفات پائی۔ جہاں تک ان کی اور ان کی اولاد کی طرف بعض نسبتیں بیان کی جاتی ہے ان کو ابن خلکان نے ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## واقعات ۲۷۷ھ

اسی سال طرطوس کے نائب حاکم یازمان الخادم نے خمارویہ کے حق میں خطبہ دیا۔ کیوں کہ خمارویہ نے اس کے پاس بہت سا سونا اور تحفے تحائف بھیجے تھے۔

اسی زمانہ میں خمارویہ کے لوگوں کی ایک جماعت بغداد آئی۔

رواں سال ہی میں بغداد میں مظالم کی روک تھام کے لئے یوسف بن یعقوب کو مقرر کیا گیا اور لوگوں میں یہ اعلان کرایا گیا کہ اگر کسی پر ظلم ہوا ہے اگرچہ وہ خلیفہ موفق یا عوام الناس میں سے کسی نے کیا ہے تو وہ شخص حاضر ہو جائے اس کی وجہ سے لوگوں میں اچھی عادت کی ریت پڑ گئی اور ایسی بہادری کا مظاہرہ کیا گیا کہ زمانہ جس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس سال بھی گزشتہ سال والے امیر نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خاص خاص لوگوں کی وفات**......اس سال اعیان مخصوص میں سے ان حضرات کا انتقال ہوا:

ابراہیم بن صراء، اسحاق بن ابی العنبس ابن سماعہ کے بعد بغداد کے قاضی تھے، ابواسحاق الکوفی انہوں نے معلیٰ بن عبید وغیرہ سے سماعت حدیث کی ہے اوران سے ابی الدنیا وغیرہ نے روایت کی ہے۔ثقہ عالم دیندار نیک صالح تھے،۹۳ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی اور احمد بن عیسیٰ۔

**احمد بن عیسیٰ کے حالات** (۱)......یہ ابوسعید الخراز ہیں جو عبادت، مجاہدہ، تقویٰ، مراقبہ میں مشہور صوفیہ میں سے ہیں اور ان علوم کے بارے میں ان کی تصنیفات بھی ہیں۔ان کی کرامات اور احوال لوگوں میں مشہور ہیں۔تکالیف پر صبر کرنے کے عادی تھے، انہوں نے ابراہیم بن ادہم کے شاگرد ابراہیم بن بشار وغیرہ سے حدیثیں روایت کی ہیں پھر ان سے علی بن محمد المصری اور ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

ان کے عمدہ کلام میں سے چند ایک:

قول:......ایک یہ بھی ہے کہ دعا میں تمہیں اللہ کے سامنے رونا آجائے تو تم اس کے ذریعے اللہ رب العزت سے اپنی بخشش کراؤ۔

قول:......عافیت نیکوں اور بروں کے لئے ایک قسم کا پردہ ہے لیکن بلا کے نازل ہونے کے وقت انسان کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔

قول:......باطن کے خلاف ظاہر باطل ہے نیز فرمایا کہ وقت ماضی کے ساتھ مشغولیت وقت حاضر کا ضیاع ہے نیز فرمایا کہ مقربین کے گناہ نیک لوگوں کی نیکیاں ہیں۔

قول:......اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے پہلے رضا کا نام تفویض اور اس کے بعد رضاء کا نام تسلیم ہے۔

امام بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ان سے آپ علیہ السلام کے اس قول (کہ لوگوں کے دل فطرتاً اپنے محسن سے محبت کرتے ہیں) کے بارے میں پوچھا گیا جواب میں آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کو محسن سمجھنے کے باوجود اس کی طرف کامل طور پر متوجہ نہیں ہوتا۔امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ سنداً صحیح نہیں لیکن پھر بھی ان کا جواب بہترین ہے۔

ایک مرتبہ ان کے لڑکے سعید نے ان سے چاندی کا ایک دانق مانگا جواب میں فرمایا کہ اگر تیرا والد سواری پر سوار ہوکر بادشاہوں کے دروازہ تک چلا جائے لیکن پھر بھی وہ ان کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا لہٰذا تم صبر کرو۔

ابن عساکر نے ان سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ بھوک کی وجہ سے میں نے اللہ تعالیٰ سے کھانے کے سوال کا ارادہ کیا پھر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بات توکل کے خلاف ہے پھر میں نے صبر کے سوال کا ارادہ کیا تو ایک آواز دینے والے نے آواز دے کر یہ اشعار کہے۔

(۱)......وہ یہ جانتا ہے کہ وہ ہم سے قریب ہے اور ہمارے پاس آنے والے کو ہلاک کیا جاتا ہے۔

(۲)......وہ ہم سے مشقت، صبر مہمانی کے طور پر طلب کرتا ہے گویا کہ نہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور نہ ہم اسے دیکھ رہے۔

یہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں چند فرسخ بلا توشہ کے چلا اور میں نے کہا کہ عاشق معشوق کی ہر چیز کو دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے لیکن معشوق کی نشانی یا علامت ملنے پر اسے تسلی نہیں ہوتی بلکہ وہ اس کے حالات جاننے کے بارے میں کوشش کرتا رہتا ہے۔

پھر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)......میں تم سے اپنی محبوبہ نعمیٰ کے بارے میں سوال کرتا ہوں کیونکہ اس کے مکہ جانے کے بعد اس کے بارے میں مجھے کوئی خبر نہیں۔

(۲)......کاش کہ مجھے اس کی جگہ اور اس کے شہر کے بارے میں خبر ہوتی!!

(۳)......اس وقت میں ہوا کی طرح تیز تیز اس کا پیچھا کرتا اگرچہ نعمیٰ اور اس کے ساتھی ثریا ستارے تک پہنچ جاتے۔

ان کی وفات کے بارے میں تین قول ہیں (۱)۲۷۷ھ (۲)۲۴۷ھ (۳)۲۸۶ھ لیکن اول قول اصح ہے۔

اسی سال عیسیٰ بن عبداللہ بن سنان ذکویہ بن موسیٰ الطیالسی الحافظ (جن کا لقب رعاب ہے) کی وفات ہوئی انہوں نے عفان اور ابونعیم سے

(۱) تاریخ بغداد ۴/۲۷۶، ۲۷۸ تهذیب بدران ۱/۴۲۷ حلية الاولياء ۱/۲۴۶، ۲۴۹ شذرات الذهب ۲/۱۹۲، ۱۹۳ طبقات الاولياء ص ۴۰، ۴۵ عبد المؤلف ۲/۷۷ اللباب ۱/۴۲۹.

سماعتِ حدیث کی ہے۔ پھر ان سے ابوبکر شافعی وغیرہ نے روایت کی ہے دار قطنی نے ان کی توثیق کی ہے اسی سال ۸۴ سال کی عمر میں ماہ شوال میں ان کی وفات ہوئی۔

**ابوحاتم الرازی کے حالات** ...... یہ محمد بن ادریس بن منذر بن داؤد بن مہران ابوحاتم الحنظلی الرازی ہیں جو آئمہ حفاظ حدیث، علل حدیث اور جرح وتعدیل کے جاننے والوں میں سے ہیں۔ ابوزرعہ کے ساتھی ہیں انہوں نے بہت سی حدیث سنیں اور حصول حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے اور کبار محدثین سے انہوں نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ پھر خود ان سے بہت سے حضرات نے روایت حدیث کی ہے، جن میں ربیع بن سلیمان اور یونس بن عبدالاعلیٰ جوان سے عمر میں بڑے ہونے کے باوجود روایت کرنے والے ہیں۔

ابوحاتم نے بغداد بھی آکر درس حدیث دیا اور بغداد والوں نے بھی ان سے احادیث روایت کی ہیں جن میں ابراہیم حربی، ابن ابی الدنیا اور محاملی وغیرہ بھی شامل ہیں۔

ایک بار انہوں نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں نے طلب حدیث میں ہزار ہزار فرسخ پیدل سفر کیا ان کے متعلق یہ بھی آتا ہے کہ بعض مرتبہ ان پر فقر وفاقہ کی نوبت آئی حتیٰ کہ تین دن تک بھوکے رہے اور پھر کسی ساتھی سے نصف دینار قرض لے کر گزارہ کیا۔ علماء فقہاء نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں۔

بعض مرتبہ انہوں نے بڑے بڑے محدثین کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا کہ جو مجھے ایک صحیح حدیث سنائے گا اس کو میں ایک درہم دوں گا لیکن کوئی بھی ایسا نہیں کرسکا حالانکہ اس وقت حاضرین میں ابوزرعہ رازی جیسے محدثین بھی تھے۔

ان کی وفات اسی سال ماہ شعبان میں ہوئی۔

اسی سال محمد بن الحسن بن موسیٰ بن الحسن ابوجعفر الکوفی الخراز جو جندی سے مشہور ہیں ان کی بھی وفات ہوئی مسند کبیر انہی کی کتاب ہے، عبیداللہ بن موسیٰ قعنبی، ابی نعیم وغیرہ سے انہوں نے روایت حدیث کی ہے پھر ان سے ابن صاعد، محاملی، ابن سماک وغیرہ نے روایت کی ہے یہ صدوق وثقہ تھے۔

محمد بن سعدان ابوجعفر الرازی کی بھی اسی سال وفات ہوئی انہوں نے ۵۰۰ سے زائد مشائخ سے حدیثیں سنی ہیں لیکن ان میں سے چند حدیثیں ان سے مروی ہیں اسی سال شعبان میں ان کا انتقال ہوا۔

ابن جوزی کا قول ہے کہ محمد بن سعدان البزار کا قعنبی سے روایت کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ غیر مشہور ہیں اور محمد بن سعدان النحوی مشہور ہیں جن کی وفات ۲۰۱ھ میں ہوئی۔

ابن الاثیر نے کامل میں کہا ہے کہ اسی سال یعقوب بن سفیان بن حران الامام الفیسوی کا انتقال ہوا اور یہ شیعیت کی طرف مائل تھے۔

یعقوب بن یوسف بن معقل الاموی جن کے مولی ابوالعباس احمد بن الاصم کے والد ہیں ان کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

عریب المغنیہ المامونیہ کا انتقال بھی اسی سال ہوا، بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ جعفر بن یحییٰ البرمکی کی لڑکی تھی۔

**یعقوب بن سفیان بن حران کے حالات**[1] ...... یہ ابویوسف بن ابی معاویہ الفارسی الفسوی ہیں انہوں نے کافی حدیثوں کا سماع کیا ہے اور ایک ہزار سے زائد ثقہ مشائخ حدیث سے روایت کی ہیں، ان میں سے ہشام بن عمار، رحیم، ابوالجاہر سلیمان بن عبدالرحمٰن، سعید بن منصور، ابو عاصم، مکی بن ابراہیم، سلیمان بن حرب، محمد بن کثیر، عبیداللہ بن موسیٰ اور قعنبی بھی ہیں۔ پھر ان سے روایت کرنے والوں میں امام نسائی، ابوبکر بن ابی داؤد، حسن بن سفیان، ابن خراش، ابن خزیمہ، ابوعوانہ الاسفرئینی وغیرہ ہیں۔ انہوں نے تاریخ ومعرفت وغیرہ پر بہت سی مفید کتابیں لکھی ہیں۔

حصول حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز ملکوں کے سفر کئے اور ۳۰ سال تک گھر سے باہر رہے۔

ابن عساکر نے ان سے روایت کیا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں چراغ کے روشنی میں احادیث لکھتا تھا ایک رات لکھتے لکھتے اچانک میری آنکھ پر

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۵۸۲، ۵۸۳ تہذیب التہذیب ۴/ ۱۸۵ الجرح والتعدیل ۹/ ۲۰۸ شذرات الذھب ۲/ ۱۷۱

کوئی چیز گری جس کی وجہ سے میری بینائی ختم ہوگئی۔ حتیٰ کہ چراغ بھی مجھے نظر نہیں آیا تو مجھے بڑا افسوس ہوا کہ بینائی بھی جاتی رہی اور اس کی وجہ سے کتابت حدیث کا مشغلہ بھی جاتا رہا اور اس وقت ویسے بھی میں گھر سے دور ہوں پھر میری آنکھ لگ گئی خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو میں نے آپ علیہ السلام کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار کیا آپ نے مجھے قریب ہونے کا حکم دیا تو میں قریب ہوگیا پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر رکھا اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں پھر بیدار ہونے پر میری بینائی لوٹ آئی اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

ابو زرعہ دمشقی، حاکم ابوعبداللہ نیساپوری ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ فارس میں حدیث کے امام تھے آپ نیساپور بھی آئے اور وہاں بھی مشائخ سے حدیثیں سنیں بعض نے ان کے بارے میں کہا کہ یہ شیعیت کی طرف مائل تھے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ فارس کے حاکم یعقوب بن لیث کو ان کے بابت کسی نے شکایت کی یہ حضرت عثمان بن عفان پر اعتراض کرتے ہیں تو انہوں نے ان کو حاضر ہونے کا حکم دیا ان کے وزیر نے ان کو بتایا کہ یعقوب بن سفیان ہمارے شیخ عثمان بن عفان السجزی پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ وہ عثمان بن عفان صحابی پر اعتراض کرتے ہیں اس پر حاکم نے کہا کہ اگر واقعی ایسا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

ابن عساکر فرماتے ہیں کہ ان کے بارے میں یہ کہنا ہے کہ یہ عثمان بن عفان صحابی پر اعتراض کرتے تھے تو یہ صحیح نہیں اس لئے کہ یہ بڑے جلیل القدر محدث تھے۔

ان کی وفات اس سال ماہ رجب میں بصرہ میں ہوئی۔ وفات کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور فرمایا کہ جیسے تم دنیا میں احادیث لکھواتے تھے آسمان پر بھی لکھواؤ تو میں چوتھے آسمان پر بیٹھتا ہوں اور میرے اردگرد فرشتوں کی ایک جماعت بشمول حضرت جبرائیل علیہ السلام بیٹھی ہوتی ہے اور وہ سونے کے قلموں سے مجھ سے سنکر احادیث لکھتے ہیں۔

**عریب المامونیہ کے حالات** ...... ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کے حالات قلم بند فرمائے ہیں بعض حضرات سے منقول ہے کہ یہ جعفر البرمکی کی بیٹی ہیں۔ برامکہ کی حکومت کے خاتمہ کے وقت ان کو اغوا کر کے مامون الرشید کو فروخت کر دیا تھا۔ آگے حماد بن اسحاق کے حوالے سے ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ یہ عورتوں میں سب سے زیادہ حسین، ادیب، گانے والی، ستار بجانے والی اور شطرنج کھیلنے والی تھی۔ تمام خوبیاں جو عورتوں میں ہوتی ہیں ان میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ فی البدیہہ فصیح و بلیغ اشعار کہنے والی تھی مامون اس سے محبت کرتا تھا پھر اس کے بعد معتصم اس سے محبت کرتا تھا لیکن یہ خود محمد بن حماد نامی شخص سے محبت کرتی تھی اور ابن عساکر کے بقول اس نے بارہا اسے دارالخلافہ میں بلوایا۔

پھر اس کے بعد یہ صالح منذری سے محبت کرنے لگی اور چھپ کر اس نے اس سے شادی بھی کرلی تھی اور اس کے بارے میں اشعار بھی کہتی تھی ایک مرتبہ اس نے متوکل کے سامنے اشعار کہے لیکن وہ سمجھ نہ سکا تو اس کی سہیلیاں مسکرائیں اس پر متوکل نے اس سے کہا کہ اس کا عمل تمہارے عمل سے بہتر ہے۔

ابن عساکر نے اس کے اشعار کثرت سے نقل کئے ہیں یہاں پر وہ اشعار نقل کئے جاتے ہیں جو اس نے متوکل کو بخار آنے کے موقع پر عیادت کرتے ہوئے کہے:

> لوگوں نے آکر مجھے خبر دی کہ خلیفہ کو بخار ہوگیا میں نے کہا کہ شوق کی آگ میرے سینے میں بھڑکا دی گئی ہے۔ اے کاش خلیفہ کو بخار کے بجائے مجھے بخار آجاتا پس مجھے بخار ہوتا اور ان کو اجر ملتا رہتا۔ میرے مغموم ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ میرے سامنے اس کے بخار کا تذکرہ کیا جائے پھر بھی غم کے باوجود میں صبر کئے زندہ رہوں۔ میری جان خلیفہ پر قربان ہو اور میرا شکر کے طور پر خلیفہ کے لئے قربان ہونا بہت کم درجے کی چیز ہے۔

پھر اس کے صحت یاب ہونے پر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

میں تیری صحت کی نعمت کے مقابلے میں اس ذات کا شکر یہ ادا کرتی ہوں جس نے آپ کو صحت عطاء کی۔ ہمیشہ آپ بیماریوں اور مصیبتوں سے دور رہیں۔ آپ کی صحت کی وجہ سے زمانہ کی رونق لوٹ آئی اور سخاوت اور داد و دہش کے باغوں میں سبزی جھوم گئی۔ آپ سے زیادہ درگزر کرنے والا اور برائیوں کو ختم کرنے والا آج کے بعد دین کی حفاظت کے لئے کوئی بادشاہ کھڑا نہیں ہوگا۔ اللہ ہمیشہ جعفر کو صحیح سلامت رکھے اور اس کی پیشانی کے نور سے ظلم کی تاریکیوں کا خاتمہ فرمائے۔

یہ چند اشعار بھی اس نے خلیفہ کی صحت کے زمانہ میں پڑھے:

گمراہی اور کفر کے ناچاہنے کے باوجود خلیفہ جعفر کو صحت عطاء کرنے والی ذات کی ہم تعریف کرتے ہیں۔ اس کی بیماری کی مثال ایسے ہی ہے جیسے چاند کو تھوڑا سا گھن لگ گیا اور پھر وہ دور ہو گیا ہو۔ اس کی صحت دین کے لئے عزت اور قوت ہے اس کی بیماری دین کے لئے مضبوط کمر کو توڑنے کے مترادف ہے۔ اس نے بیمار ہو کر پورے عالم کو بیمار کر دیا اور اس کے خوف کی شدت سے شہر تاریک ہو گئے۔ تیرے صحت یاب ہونے پر لوگ بھی صحت یاب ہو گئے اور اس سے پہلے وہ گویا آگ کے انگاروں پر پڑے ہوئے تھے۔ خلیفہ جعفر کی سلامتی ہماری دنیا کی سلامتی ہے اور اللہ کرے وہ قیامت تک صحیح سالم رہے۔ اس نے فضل واحسان لوگوں پر عام کیا اور وہ تقویٰ اور گناہوں سے دور رہا۔

ان کے علاوہ بھی اس کے بہت عجیب اور حیران کن اشعار ہیں اس کا سن پیدائش ۱۸۲ھ اور سن وفات ۲۷۷ ہے ۹۶ سال کی عمر میں اس نے سر من رای میں وفات پائی۔

## واقعات ۲۷۸ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال ماہ محرم میں ایک ستارہ نکلا جو جمہ سر کے بالوں کی طرح گھنا اور بڑھا ہوا تھا پھر وہ اور زیادہ بڑا ہو گیا۔

اسی زمانہ میں دریائے نیل کا پانی اتنی گہرائی میں چلا گیا کہ جس کی سابقہ اور موجودہ زمانہ میں نظیر نہیں ملتی اور اس کی وجہ سے مہنگائی بھی بہت زیادہ ہو گئی۔

رواں سال ہی میں عبداللہ بن سلیمان کو وزارۃ کی خلعت سے نوازا گیا اسی سال محرم میں موفق کی جہاد سے واپسی کے موقع پر لوگوں نے نہروان پہنچ کر اس کا استقبال کیا پھر وہ بغداد پہنچا تو وہ ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو گیا اور صفر کے شروع تک گھر سے باہر نہ نکل سکا اور پھر چند دن بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

**فرقہ قرامطہ کی تحقیق**..... اسی زمانہ میں قرامطہ نے زور پکڑا جو کہ زنادقہ اور ملحدوں کا ایک فرقہ ہے اور فارس کے فلاسفہ کی اقتداء کرنے والا ہے جو زردشت اور مردک کو نہیں مانتے ہیں یہ دونوں شخص حلال کو حرام کرنے والے ہیں پھر اس کے بعد قرامطہ ہر کس و ناکس کو ماننے والے ہو گئے دراصل ان کو عقل کے کورا ہونے کی وجہ سے رافضیوں نے گمراہ کیا ہے اور قرمط بن الاشعث کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ان کا نام فرقہ قرامطہ مشہور ہو گیا۔

انہی کا دوسرا نام اسماعیل الاعرج بن جعفر الصادق کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے فرقہ اسماعیلیہ ہے۔

ان کے متعلق ایک قول یہ بھی ہے کہ اولاً ان کے لیڈر نے انہیں ہر روز ۵۰ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا تا کہ ان سے اس کا مکروفریب پوشیدہ رہے پھر اس نے ۱۲ خلیفے مقرر کئے اور اپنے متبعین کے لئے کچھ اصول وضوابط بنائے پھر انہیں امام اہل بیت کی دعوت دی۔

انہی کا تیسرا نام باطنیہ ہے کیونکہ یہ رفض کو ظاہر اور خالص کفر کو چھپاتے ہیں۔

اسی فرقہ کا چوتھا نام جرمیہ اور بابکیہ ہے بابک خرمی جس کا ظہور معتصم کے زمانہ میں ہوا تھا اور پھر اس کو قتل کر دیا گیا تھا اس کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے ان کا یہ نام مشہور ہو گیا ہے۔

انہی کا پانچواں نام بنی عباس کی مخالفت اور دیگروں کی موافقت میں لال رنگ کو شعار بنانے کی وجہ محمرہ مشہور ہو گیا ہے۔ امام معصوم کی طرف تعلیم کی نسبت کرنے کی وجہ سے ان کا چھٹا نام تعلیمیہ ہے۔ رائے اور عقل کے مقتضیٰ کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا اس کی وجہ سے ان لعنتیوں کا ساتواں نام سبعیہ مشہور ہو گیا ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ دراصل نظام عالم کو متحرک ستارے ہی چلانے والے ہیں، چنانچہ اول آسمان میں ستارہ قمر دوسرے میں عطارد تیسرے میں زہرہ، چوتھے میں شمس، پانچویں میں مریخ، چھٹے میں مشتری ساتویں میں زحل ستارہ ہے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ فرقہ بابکیہ کی اب بھی ایک ایسی جماعت باقی ہے کہ سال میں ایک باررات کے وقت ان میں مردوں اور عورتوں کا مخلوط اجتماع ہوتا ہے جس میں روشنی بند کر دی جاتی ہے پھر وہ لوگ عورتوں پر دست درازی کرتے ہیں لہذا جو عورت جس مرد کے ہاتھ لگ جاتی ہے وہ یہ کہہ کر کہ یہ میرے لئے حلال شکار ہے اس سے زنا کاری کرتا ہے۔ ابن الجوزی نے ان کے حالات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ابن الجوزی سے پہلے باقلانی جو متکلم کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے بھی اپنی کتاب (**هتک الاستار و کشف الاسرار** ) میں باطنیہ پر رد کیا ہے اور اس کتاب پر بھی رد کیا ہے جسے فاطمیوں کے قاضی نے دیار مصر میں جمع کیا تھا جس کا نام اس نے (**البلاغ الاعظم والناموس الاکبر** ) رکھا تھا اور اس کی دعوت کو ۱۶ مرحلوں پر تقسیم کیا تھا۔ اول مرحلہ میں لوگوں کو اپنا ہمنشین بناتے تھے پھر اگر وہ اہل سنت میں سے ہوتا تو اس کو صرف اتنا کہتے تھے کہ حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت حاصل تھی پھر چوتھے مرحلے میں کہتے تھے کہ حضرات شیخین کو گالی دینا صحیح ہے کیونکہ انہوں نے حضرت علی اور اہل بیت پر ظلم کیا تھا پھر کہتے کہ صحابہ کرام نے شیخین کے ہاتھ پر بیعت کر کے اور باقی امت نے ان کی تائید کر کے غلطی کی ہے۔ پھر حتیٰ کہ دین اسلام پر انہوں نے اعتراض کرنا شروع کر دیا اور پھر ایسی گمراہی کی باتیں پیش کرنے لگے جن کو بے وقوف جاہل بد بخت ہی قبول کر سکتا ہے۔

ان جیسے اشخاص ہی کے متعلق قرآن میں ارشاد ربانی ہے کہ:

> قسم ہے آسمان کی جس میں فرشتوں کے چلنے کے راستے ہیں کہ تم سب لوگ قیامت کے بارے میں مختلف گفتگو میں ہو اس سے وہی پھرتا ہے جس کو پھرنا ہوتا ہے۔ (سورۃ الذاریات الآیۃ ۷۔۹)

یعنی اس کے ذریعے گمراہی میں مبتلا ہونے والے کو ہی گمراہ کرتا ہے۔ اسی طرح ارشاد خداوندی ہے:

> تم اور جس کی تم عبادت کرتے تھے کوئی بھی بچ کر نکلنے والا نہیں ہے ہر ایک کو جہنم میں داخل ہونا ہی ہے۔
>
> (سورۃ الصافات الآیۃ ۱۱۶۔۱۲۳)

اور یہ بھی فرمایا کہ:

> اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن جن اور انسان بنائے ہیں جو ایک دوسرے کو ملاوٹی باتیں بنا بنا کر اور سنا کر دھوکہ ڈالا کرتے تھے لیکن اے نبی اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ لوگ ایسی حرکتیں نہیں کر سکتے تھے اس لئے اے نبی آپ ان لوگوں کو ان کے باطل طریقوں میں ہی مبتلا رہنے دیں تا کہ ان لوگوں کی غلط باتوں کی طرف ان کے دل مائل رہیں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور تا کہ اپنے قول و فعل سے یہ راضی رہیں اور دوسروں کی طرح یہ بھی اندازے سے باتیں کرتے ہیں۔
>
> (سورۃ الانعام الآیۃ ۱۱۲، ۱۱۳)

ان کے علاوہ بھی اور بہت سی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ باطل، جاہل، گمراہوں کے ساتھ معاصی میں برے لوگ ہی شریک ہوتے ہیں جیسا کہ بعض شعراء کا قول ہے کہ وہ کمزوروں اور دیوانوں کے علاوہ کسی پر غالب آنے والا نہیں۔

پھر یہ فرقہ، کفر، زندقہ اور جہالت میں اس حد تک پہنچ گیا کہ کمزور دین و عقل والے کے لئے ان سے دور رہنا ہی بہتر ہے اور یہ کفر جہالت معاصی کی باتیں تو خود شیطان نے ان سے سیکھی ہیں جیسا کہ بعض شعراء کا قول ہے کہ میں ابلیس کے لشکر کا ایک فرد تھا اب ابلیس میرے لشکر کا ایک فرد

بن گیا ہے۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ اس فرقہ نے اس سال زور پکڑا اور سب پر ان کا رعب چھا گیا اور ان کی پوزیشن اتنی مستحکم ہوگئی کہ انہوں نے علی الاعلان مسجد حرام میں داخل ہو کر حاجیوں کو قتل کر دیا اور حجر اسود کو توڑ کر اپنے شہر لے گئے یہ ۳۱۷ھ کا واقعہ ہے پھر ۳۳۹ھ تک حجر اسود انہی کے قبضے میں رہا جس کی وجہ سے ۲۲ سال تک حجر اسود اپنی جگہ سے غائب رہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سب کچھ خلافت کے کمزور ہونے، ترکیوں کے منصب خلافت کے ساتھ کھیلنے اور ان کے شہروں پر غالب آنے اور آپس کے اختلافات کی وجہ سے ہوا۔

اتفاقاً اس سال دو بڑے بڑے واقعات ہوئے (۱) مذکورہ فرقۂ باطلہ کا ظہور (۲) ناصر الدین ابواحمد الموفق کا انتقال۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اس کے لڑکے ابوالعباس معتضد کو مسلمانوں کے لئے باقی رکھا جو کہ انتہائی نڈر اور بہادر تھا۔

**ابواحمد الموفق کے حالات**...... یہی امیر ناصر الدین اللہ ہے اور ان کو موفق اور طلحہ بن متوکل بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا بھائی جس وقت خلیفہ بنا تھا اس وقت اس نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جعفر کے بعد تم خلیفہ بنو گے پھر جب حبشی سردار قتل ہوا اور اس کی طاقت توڑ دی گئی تو لوگوں نے موفق کو ناصر الدین اللہ کا لقب دیا اس کے بعد امور سلطنت انہی کے قبضے میں آ گئے۔ اور خراج و آمدنیاں انہی کے پاس جمع ہونے لگیں اور خطبوں میں بھی انہی کا نام لیا جانے لگا اس طرح کہ ''اے اللہ ناصر الدین اللہ ابواحمد الموفق جو امیر المؤمنین کے بھائی اور مسلمانوں کے خلیفہ ہیں ان کی اصلاح فرما'' پھر اتفاقاً ان کے بھائی کی موت سے چھ ماہ قبل ہی ان کا انتقال ہو گیا یہ عقل کامل اور حسن تدبیر کا مالک تھا مظالم کی روک تھام کے لئے اپنے ساتھ قاضیوں کو بٹھاتا تھا اور بروقت مظلوم کو ظالموں سے بدلہ دلواتا تھا، ادب فقہ، نسب، ملکی سیاست میں مہارت کاملہ رکھتا تھا اس کے علاوہ بھی اس میں بے شمار خوبیاں تھیں۔

**اس کی موت کا سفر**...... ایک موقع پر اس کو گٹھیا کا مرض لگ گیا تھا پھر یہ اسی حالت میں بغداد آ گیا اور اوائل صفر تک گھر سے بھی باہر نہیں نکل سکا پھر اس کا مرض شدت اختیار کر گیا جس کی وجہ سے اس کے پاؤں پر بہت ورم آ گیا اور اس کے جسم میں بھی جلن تھی جس کی وجہ سے اس کے لئے برف وغیرہ ٹھنڈی چیزوں کا انتظام کیا جاتا تھا اور چالیس آدمی باری باری اس کی چارپائی ایک طرف سے دوسری طرف حرکت دیتے تھے۔

ایک روز اس نے بیماری سے تنگ آ کر کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تم میری وجہ سے تنگ ہو گئے ہو کاش میں بھی تم میں سے ایک آدمی کی طرح ہوتا میں بھی تمہاری طرح کھاتا پیتا اور آرام کرتا عافیت کے ساتھ زندگی گزارتا اور یہ بھی اس نے کہا کہ میرے رجسٹر میں ایک ہزار افراد کے نام درج ہیں لیکن اس میں سے سب سے بدتر حال میں میں ہوں۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ ۴۷ سال سے کچھ کم یہ زندہ رہے۔

ان کی وفات کے بعد امراء ان کے صاحبزادہ ابوالعباس کے پاس بیعت کے لئے جمع ہو گئے چنانچہ اس نے اپنے والد کی وفات کے بعد ان سے بیعت لی اور منبر پر خطبہ دیا اب امور سلطنت نصب وعزل، قطع وصل سب اسی کے حکم میں چلنے لگے اور اس کو معتضد باللہ کا لقب دیا گیا۔

اسی سال ادریس بن سلیم الفقعسی الموصلی نے وفات پائی ابن الاثیر کا قول ہے کہ ان کو بہت زیادہ احادیث یاد تھیں اور یہ بہت نیک تھے۔

رائی کے باشندے جزیرہ کے نائب حاکم اسحاق بن کنداج کا بھی انتقال سال رواں ہی میں ہوا اور ان کے بعد ان کے لڑکے محمد ان کے منصب پر فائز ہوئے۔ طرطوس کے نائب حاکم یازمان الخادم کا انتقال بھی اسی زمانہ میں ہوا اور اس کو رومیوں کے شہروں کے محاصرے کے زمانہ میں منجنیق کا ایک پتھر لگا تھا وہی اس کی موت کا سبب بنا تھا۔

طرطوس ہی میں ان کو دفن کر دیا گیا ان کے بعد خمارویہ کے حکم سے سرحدی علاقوں کے نائب حاکم احمد الجعفی مقرر ہوئے لیکن پھر جلد ہی اس نے انہیں معزول کر کے اپنے چچا کے لڑکے موسیٰ بن طولون کو ان کی جگہ مقرر کر دیا۔

ابن الجوزی نے اس کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ بدبخت روم کے شہروں میں مسلمان مجاہدین میں نامور شخص تھا پھر اسی دوران رومیوں کے کسی شہر کا محاصرہ کیا اچانک اس کی نظر ایک رومی لڑکی پر پڑی اور اسی وقت اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے پاس پیغام بھیجا کہ تجھ سے ملاقات کا کیا طریقہ

ہے؟ لڑکی نے کہا کہ نصرانیت قبول کر کے سیدھا میرے پاس آ جا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت بڑا دھچکا لگا اور ان کو بڑا صدمہ ہوا۔

پھر کچھ دنوں کے بعد مسلمان اس قلعہ کے پاس سے گزرے جس میں وہ اس لڑکی کے ساتھ تھا تو مسلمانوں نے اسے غیرت دلاتے ہوئے کہا کہ کیا بنا تیرے قرآن، علم و عمل، روزہ، نماز اور جہاد کا اس نے کہا کہ سوائے ایک آیت کے مجھے قرآن بھلا دیا گیا ہے اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ (بسا اوقات کفار یہ تمنا کریں گے کہ اے کاش ہم بھی ایمان لائے ہوتے !! تو انہیں چھوڑ دے کہ وہ اطمنان سے محدود وقت کے لئے کھائیں پئیں اور ان کی تمنائیں انہیں غفلت میں رکھیں کہ وہ عنقریب اپنا نتیجہ جان لیں گے ) پ۱۴ اس حجر آیت نمبر۲ اور اب میں فی الحال ان لوگوں میں مال و اولاد کا مالک ہوں۔

## واقعات ۲۷۹ھ

اب تک حکومتی ذمہ داریاں جو جعفر کے سپرد تھیں اس سال محرم کے آخر میں اس نے ان سے بھی دستبرداری کا اعلان کر دیا اور اب مکمل طور پر ابو العباس المعتضد بن الموفق کی حکومت قائم ہوگئی اور خطبوں میں اس کا نام لیا جانے لگا اس موقع پر یحییٰ بن علی نے انہیں مبارک باد دیتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

جس مجلس کے آپ سردار ہیں وہ آپ کو مبارک باد پیش کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے جو آپ کی فضیلتوں کو جاننے والا ہے۔ آج اگر آپ ہی خلیفہ بنے ہیں تو کل آپ ہمارے امام اعظم بن جائیں گے۔ اب آپ سے اچھے تعلقات رکھنے والوں کے مقاصد پورے ہوں گے اور آپ کا دشمن ذلیل و رسوا ہوگا۔ آپ سے پہلے دین کے ستون میں کچھ جھکاؤ آ گیا تھا لیکن اب وہ دوبارہ سیدھا ہو گیا۔ خلیفہ کا چہرہ ہشاش بشاش اور ہنس مکھ ہو گیا اور اس کی وجہ سے ہر تاریک چیز روشن ہوگئی۔ اب جو مقام آپ کو حاصل ہوا اس کو آپ مضبوطی سے پکڑیں اس لئے کہ اور لوگوں کے بغیر بھی آپ اسے مضبوطی سے پکڑ سکتے ہیں۔

اسی سال بغداد میں اعلان کرایا گیا کہ قصہ گوئی کرنے والوں اور راستوں میں بیٹھک بازی کرنے والوں اور کاہنوں کو قانوناً مساجد اور راستوں پر بیٹھنے کی اجازت نہیں اور کلام، فلسفہ اور جدل کی کتب فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔ اور یہ ابو العباس کی ہمت سے ہو سکتا تھا۔

اسی زمانہ میں ہارون شاری بنی شیبان میں جنگ ہوئی جس کی تفصیل ابن الاثیر نے کامل میں بیان کر دی ہے۔

اسی سال ۱۹ رجب پیر کی رات المعتمد علی اللہ کی وفات ہوئی۔

**خلیفہ معتمد علی اللہ کے حالات** ...... یہ امیر المؤمنین المعتمد بن المتوکل بن المعتصم بن الرشید ہیں ان کا نام احمد بن جعفر بن محمد بن ہارون الرشید ہے ۲۳ سال ۶ دن ان کی خلافت رہی یہ پچاس سال کچھ ماہ زندہ رہے اور یہ اپنے بھائی سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے اور ان کی وفات کے بعد ایک سال سے کم ہی زندہ رہے اور اپنے بھائی کی موجودگی میں یہ بالکل بے اختیار تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ انہوں نے تین سو دینار منگوائے لیکن ان کو نہیں ملے اسی پر کسی شاعر کے یہ اشعار ہیں:

خلیفہ کے لئے عجائبات میں سے ہے کہ ایک ادنیٰ سی چیز کا حصول بھی ان کے لئے ناممکن بن کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ خلافت کے نام پر تو پوری دنیا حاصل کی جا سکتی ہے لیکن یہ خلیفہ ہوتے ہوئے بھی بے اختیار ہے۔ کل آمدنیاں اور خراج اس کے پاس آتے ہیں لیکن اسے ان میں سے تھوڑی سی چیز بھی استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

معتمد پہلا خلیفہ تھا جس نے دار الخلافہ سامرا سے بغداد منتقل کیا پھر ہمیشہ دار الخلافہ بغداد میں ہی رہا اور بعد میں آنے والے سارے خلیہ بغداد

میں ہی رہے۔

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ ایک رات اس نے بہت زیادہ کھانا کھایا اور خوب شراب پی جس کی وجہ سے قصر حسینی بغداد میں اس کا انتقال ہو گیا۔

وفات کے بعد معتضد نے قاضیوں اور سرداروں کی ایک جماعت کو بلا کر انہیں اس بات پر گواہ بنالیا کہ خلیفہ کو کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ وہ اپنی موت مرا ہے اس کے بعد اسے غسل، کفن دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھ کر اس کو سامرا لے جا کر وہیں دفن کر دیا اور دوسرے دن صبح کے وقت لوگوں نے معتضد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ البلاذری المؤرخ کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

**البلاذری المؤرخ کے حالات** [1]......ان کا نام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد ابوالحسن ہے ان کے نام کے بارے میں دو قول اور بھی ہیں (۱) ابوجعفر (۲) ابوبکر بغدادی البلاذری۔ تاریخ بلاذری انہی کی کتاب ہے انہوں نے ہشام بن عمار، ابوعبید القاسم بن سلام ابوالربیع الزاہرانی اوران کے علاوہ ایک جماعت سے حدیثیں سنی ہیں پھران سے یحییٰ بن الندیم، احمد بن عمار، ابویوسف بن نعیم بن قرقارۃ الازدی نے بھی حدیثیں روایت کی ہیں۔

ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ یہ بہت بڑے ادیب تھے اوران کی اچھی اچھی کتابیں منظر عام پر آئی ہیں مامون کی انہوں نے بہت زیادہ تعریف کی ہے متوکل کی صحبت بھی انہیں حاصل رہی ہے۔ معتمد کے زمانے میں ان کی وفات ہوئی۔ آخر عمر میں انہیں وساوس اور شکوک وشبہات کا مرض لگ گیا تھا۔

ابن عساکر نے ان کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ان کا قول ہے کہ ایک مرتبہ محمد الوراق نے کہا کہ کچھ ایسے شعر کہو جن کی وجہ سے بعد میں تمہارا نام باقی رہے اوران کے کہنے کا گناہ آپ سے ختم ہو جائے تو میں نے ان کی درخواست پر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

اے نفس موت کی تیاری اور نجات کے لئے کوشش کر اس لئے کہ موت سر پر منڈلا رہی ہے۔ اے نفس تو امانتیں رکھنے والا ہے اور عنقریب تو ختم ہو جائے گا اور ساری امانتیں واپس لوٹا دی جائیں گی۔ تو بھولنے والا ہے لیکن حوادث بھولنے والے نہیں، تو غافل ہے حالانکہ موت بالکل تیار ہے۔ اس گھر میں جس سے تجھے آنا ہے ہمیشہ باقی رہنے کی امید مت رکھ۔ تو زمین کے کس حصے کا مالک ہے، قبر کے علاوہ کون سی جگہ تیری سمت میں ہے۔ انسان زمانہ کی لذتوں کی کیونکر خواہش کرتا ہے! حالانکہ اس کی قیمتی چیزیں واپس اس میں لوٹا دی جائیں گی۔

**معتضد کی خلافت**...... یہ امیر المؤمنین ابوالعباس احمد بن احمد الموفق بن جعفر المتوکل ہیں جو خلیفہ بنی عباس میں سے اچھے خلیفہ تھے ان کے ہاتھ پر ۲۰ رجب معتمد کی موت کی صبح بیعت خلافت کی گئی ان سے پہلے خلافت کا معاملہ کمزور پڑ چکا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے عدل، ہمت، جرائت کی برکت سے پھر اسے مضبوط کر دیا۔

اسی زمانے میں عمرو بن لیث اس کے پاس ہدایا لے کر آیا اوراس نے خراسان کی گورنری کی درخواست کی جسے اس نے قبول کرتے ہوئے اس کو خلعت اور جھنڈا عطا کیا عمرو بن لیث نے خوشی سے وہ جھنڈا تین روز تک اپنے گھر پر لگا کر رکھا خراسان کے موجودہ گورنر رافع بن ہرثمہ کو معزول کر دیا اب عمرو بن لیث خراسان میں داخل ہوا اور رافع بن ہرثمہ کا تعاقب جاری رکھا حتیٰ کہ ۲۸۳ھ میں اسے قتل کر کے اس کا سر خلیفہ کے پاس بھیج دیا اب خراسان کی حکومت کے سارے معاملات عمرو بن لیث کے حوالے کر دیئے گئے۔

اسی سال خمارویہ نے مصر سے حسین بن عبداللہ کے ذریعہ خلیفہ معتضد کی خدمت میں بہت سے تحفے تحائف بھجوائے جس سے خوش ہو کر خلیفہ نے خمارویہ کی لڑکی سے شادی کر لی اس موقع پر خمارویہ نے اپنی لڑکی کو جہیز میں بے شمار و بے حساب سامان دیا حتیٰ کہ سونے کے سو ہاون بھی دیئے اور سارا سامان شب عروسی کی صبح مصر سے دار الخلافہ پہنچا دیا گیا یہ منظر بڑا تاریخی منظر تھا روا اس سال ہی میں احمد بن عیسیٰ بن الشیخ قلعہ ماردین کا مالک بنا جو اس سے پہلے اسحاق بن کنداج کے قبضے میں تھا۔

اس سال ہارون بن محمد عباس نے لوگوں کو حج کرایا اور وہ ۲۶۴ھ سے لوگوں کو حج کراتا آ رہا تھا اور یہ اس کے حج کرانے کا آخری سال تھا۔

۱۔ تاریخ ابن عساکر ۲/ ۱۳۵/ ۱۳۶۔ تہذیب بدران ۲/ ۱۱۲، لسان المیزان ۲/ ۳۲۲، ۳۲۳۔ الوافی بالوفیات ۸/ ۲۳۹، ۲۴۱

**خواص کی وفات**...... اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل حضرات نے وفات پائی:

(۱)...... امیر المؤمنین احمد المعتصم۔

(۲)...... ابوبکر بن ابی خیثمہ۔

(۳)...... احمد بن زہیر بن خیثمہ جو التاریخ کے مصنف ہیں اور یہ علم انہوں نے ابونعیم اور عفان سے حاصل کیا جبکہ علم الحدیث احمد بن حنبل و یحییٰ بن معین سے، نسب کا علم مصعب زبیری سے، اوقات کا علم ابوالحسن المدائنی سے اور علم ادب محمد بن سلام جمحی سے حاصل کیا۔ یہ بہت بڑے ثقہ اور مضبوط و مشہور حافظ تھے، ان کی کتاب التاریخ کثیر الفوائد، بیش بہا موتیوں پر مشتمل ہے۔ ان سے بغوی، ابن صاعد، ابن ابی داؤد بن منادی نے روایت کی ہے۔ ۶۴ سال کی عمر میں اسی سال جمادی الاولیٰ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۴)...... خاقان ابوعبداللہ الصوفی کی بھی اسی سال وفات ہوئی جن کے مکاشفات اور کرامات لوگوں میں مشہور ہیں۔

(۵)...... اس سال وفات پانے والوں میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

**امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات**...... ان کے نام میں تین اقوال ہیں:

(۱)...... محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن ضحاک۔

(۲)...... محمد بن عیسیٰ بن یزید بن سورۃ بن [illegible]ن۔

(۳)...... محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن شداد بن عیسیٰ السلمی الترمذی الفرید، ان کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ مادرزاد نابینا تھے۔

آپ اپنے زمانہ کے اونچے مرتبہ کے اماموں میں سے تھے۔ ان کی تصنیفات بہت مشہور ہیں جن میں الجامع الشمائل، اسماء الصحابہ وغیرہ خاص طور پر ذکر ہیں آپ کی کتاب الجامع ترمذی صحاح ستہ میں سے ہے اور تمام علماء کے نزدیک مقبول ہے۔

البتہ ابن حزم کی امام ترمذی کے مرتبہ سے ناواقفیت امام ترمذی کے لئے نقصان دہ نہیں ہے بلکہ خود ابن حزم کے لئے نقصان دہ ہے کہ اس کی وجہ سے حفاظ حدیث میں ان کا مرتبہ کم ہوگیا اس کے بارے میں شعر ہے جب دن کا وجود دلیل پر موقوف ہو جائے تو کس طرح کوئی صحیح بات ذہنوں میں بیٹھ سکتی ہے؟! ہم نے امام ترمذی کے مشائخ کا اپنی کتاب التکمیل میں ذکر کر دیا ہے۔

امام ترمذی سے بہت سے علماء نے روایت حدیث کی ہے ان میں سے محمد بن اسماعیل بخاری بھی ہیں اور صاحب مسند الہیثم بن کلیب الشاشی، محمد بن محبوب المحبوبی، محمد بن منذر بن شکر۔

ابویعلی الخلیل بن عبداللہ بن سورۃ بن شداد متفقہ طور پر حافظ الحدیث ہیں اور ان کی یہ کتاب حدیث میں اور ایک کتاب جرح و تعدیل میں ہے آپ سے ابومحبوب اجلاء نے روایت کی ہے امام ترمذی امانت، امامت علم میں مشہور تھے ۲۸۰ھ کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔

حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن سلیمان الغنجار نے تاریخ بخاری میں لکھا ہے کہ امام ترمذی بخاریٰ آئے اور امام بخاری سے روایت کی اور آپ صاحب الجامع والتاریخ ہیں ۲۷۹ھ ۱۳ر جب پیر کے روز ترمذ میں آپ کا انتقال ہوا۔ حافظ ابوحاتم بن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کرتے ہوئے فرمایا آپ ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے احادیث جمع کر کے ان کو زبانی یاد کیا اور ان کا مذاکرہ کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ مجھ سے بخاری نے حدیث عطیہ لکھی جو ابی سعید سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی اس مسجد کی بغل میں میرے اور تمہارے علاوہ کسی کے لئے رہنا جائز نہیں ابن یقظہ نے تقیید میں امام ترمذی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے یہ کتاب تصنیف کر کے حجاز، عراق، خراسان کے علماء کے سامنے پیش کی تو سب اس سے خوش ہوئے اور جس گھر میں یہ کتاب ہے گویا آپ ﷺ خود گفتگو یا کلام فرما رہے ہیں۔

یہ کتاب جامع ترمذی ایک سو اکاون کتابوں پر مشتمل ہے امام ترمذی نے سمرقند میں کتاب العلل کے نام سے بھی ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی اور وہ اس کی تصنیف سے ۲۷۰ھ میں فارغ ہوئے۔

ابن عطیہ کا قول ہے کہ میں نے محمد بن طاہر مقدسی سے انہوں نے ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے نزدیک بخاری مسلم سے زیادہ جامع ترمذی روشن ہے۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے فرمایا کہ بخاری مسلم کی حدیثوں سے فن حدیث کا ماہر شخص ہی فائدہ حاصل کرسکتا ہے کیوں کہ بخاری مسلم میں حدیث کی تشریح نہیں ہوتی اور جامع ترمذی میں حدیث کے ساتھ اس کی تشریح بھی ہوتی ہے۔

اب میری رائے یہ ہے کہ امام ترمذی پیدائشی طور پر نابینا نہیں تھے بلکہ بعد میں نابینا ہو گئے تھے کیونکہ انہوں نے حصول حدیث کے لئے سفر بھی کئے اور مشائخ سے حدیثیں بھی سنیں اور انہیں لکھا بھی اور ان کا مذاکرہ بھی کیا اور اس پر کتابیں بھی تصنیف فرمائی پھر صحیح مشہور قول کے مطابق ماہ رجب میں ترمذ شہر میں ہی ان کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم۔

## واقعات ۲۸۰ھ

اسی سال ماہ محرم میں معتضد نے ایک ایسے حبشی سردار کو قتل کیا جس نے اس سے پناہ حاصل کی تھی اور جوسلمہ کے نام سے مشہور تھا، کیونکہ اس کے بارے میں خدشہ تھا کہ یہ ایک ایسے شخص کی اتباع کی دعوت دیتا ہے جو غیر معروف اور جس کے احوال وحالات کا کچھ علم نہیں اور اس نے اس کے ذریعے ایک پوری جماعت کو فتنہ میں ڈال دیا تھا۔

چنانچہ خلیفہ معتضد نے اسے حاضر کر کے اس سے پوچھا لیکن اس نے کچھ نہیں بتایا اور کہنے لگا کہ اگر وہ شخص میرے قدموں کے نیچے ہو پھر بھی میں نہیں بتاؤں گا تو خلیفہ نے اس کو ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا اس کے بعد اسے آگ میں ڈلوا دیا جس کی وجہ سے اس کی کھال ختم ہو گئی پھر سات محرم کو اس کی گردن اڑا کر اسے سولی پر لٹکا دیا گیا

اسی زمانہ میں اوائل صفر میں خلیفہ معتضد بغداد سے ارض موصل میں رہنے والے بنی شیبان کی طرف روانہ ہوا اور نوباز پہاڑ کے پاس پہنچ کر ان پر سخت حملہ کیا اس سفر میں خلیفہ معتضد کے ساتھ ایک بہترین حدی خوان بھی تھا جس نے اس موقع پر حدی پر حدی خوانی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

جب میں نے نوباز پہاڑ کو دیکھا تو میں زور سے چلانے لگا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو میں اللہ کی حمد کرنے لگا۔ میں نے اس سے کہا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تم نے اپنے سایہ میں امن اور زمانہ کی موافقت میں پناہ دے رکھی تھی۔ اس نے کہا کہ وہ مجھے اپنا نائب بنا کر چلے گئے اور ہمیشہ آدمی جوان نہیں رہتا۔

رواں سال ہی میں معتضد نے حلوان گھاٹی کے پست کرنے کا حکم دیا اور اس کام پر بیس ہزار دینار خرچ کئے کیوں کہ لوگوں کو اس کی وجہ سے بڑی تکلیف تھی۔

اسی زمانہ میں خلیفہ نے دار منصور کو جامع منصور میں شامل کر کے اس کی توسیع کرنے کا حکم دیا کیونکہ منصور کا گھر جامع منصور کے سامنے تھا تو اس کو مستقل طور پر مسجد بنا کر دونوں کے درمیان سترہ دروازے بنوائے اور منبر ومحراب کا رخ مسجد کی طرف پھیر دیا تا کہ جامع منصور مسجد کے قبلہ کی سمت میں ہو جائے اور اس کام پر بھی اس نے بیس ہزار دینار خرچ کئے۔

خطیب کا قول ہے کہ اس کے بعد معتضد کے غلام بدر نے قصر منصور کی چھتوں کا اس میں اضافہ کر دیا جو بدریہ کے نام سے مشہور ہیں۔

**اس وقت بغداد میں دار الخلافہ کی تعمیر**...... سب سے پہلے اس کی بنیاد اس سال معتضد نے رکھی اور سب سے پہلے بغداد میں دار الخلافہ میں اس نے قیام کیا اور پھر آخر تک خلفاء اسی میں قیام کرتے رہے۔

سب سے پہلے یہ گھر حسن بن سہل کا تھا جو قصر حسنی کے نام سے مشہور تھا پھر اس کے بعد اس کی لڑکی اور مامون کی بیوی بوران کی ملکیت میں آ گیا

چنانچہ اس نے اس کی تعمیر کی۔

پھر معتضد نے اس کو خالی کرنے کا حکم دیا جس کو اس نے منظور کرلیا اور اس وقت جو اس کی عمارت میں کمزوری آ گئی تھی یا کسی جگہ مرمت کی ضرورت تھی تو اس کی مناسب مرمت کرادی اور اس میں مختلف قسم کے فرش بچھوادیئے اور باندیاں اور خادموں سے اسے آباد کردیا اور موسمی کھانے پینے کی چیزیں اور پھلوں سے اسے سجادیا پھر اس کی چابیاں معتضد کے حوالے کردیں۔

پھر جب معتضد اس میں داخل ہوا تو اس کی اندر کی چیزوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا پھر خود اس نے بھی اس میں زیادتی کی اور توسیع کی اور اس کے چاروں طرف چاردیواری بنوادی اور اس کی حد شیراز شہر سے مل گئی اس نے اس میں ایک میدان بھی بنوایا اور اس میں دریائے دجلہ کے کنارے ایک شاندار محل بنوایا بعد میں مقتفی نے اس میں نقش ونگار بنوائے پھر مقتدر کے زمانے میں بھی اس میں بہت سی توسیعات ہوئیں لیکن پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اس کا سب نام ونشان مٹ گیا اور تاتاریوں کے زمانے تک اس کے نشانات باقی رہے۔ پھر انہوں نے اس کو اور بغداد کو ویران کردیا اور اس وقت کے آزاد لوگوں کو قیدی بنالیا۔ اس کی مزید تفصیل ۶۵۶ھ کے بیان میں آجائے گی۔

خطیب کا قول ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ بوران نے معتمد کو گھر دیا تھا نہ کہ معتضد کو اس لئے کہ اس کے خلیفہ بننے سے پہلے ہی اس کی وفات ہو گئی تھی۔

اسی سال اردبیل نامی جگہ میں چھ بار زلزلہ آیا جس کی وجہ سے مکانات منہدم ہو گئے اور بمشکل سو مکانات باقی رہے اور عمارتوں کی زد میں آ کر ڈیڑھ ہزار افراد جاں بحق ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسی زمانے میں ری اور طبرستان کے شہروں میں پانی ختم ہو گیا حتیٰ کہ تین رطل پانی ایک درہم میں ملنے لگا اور مہنگائی بھی بہت زیادہ ہو گئی رواں سال ہی میں اسماعیل بن احمد السامانی نے ترکیوں کے شہروں میں جہاد کیا اور ان کے شاہی علاقوں کو فتح کرلیا حتیٰ کہ اس کی بیوی، خاندان، اس کا والد اور دس ہزار افراد کو گرفتار کرلیا اور مال غنیمت میں جانور، سامان، اموال حاصل کئے اور ایک شہسوار کو ایک ہزار درہم ملے۔

اسی زمانہ میں ابوبکر محمد بن ہارون بن اسحاق العباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خاص خاص افراد کی اموات** ...... اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل افراد نے وفات پائی:

(۱)...... احمد بن یسار بن ایوب الفقیہ الشافعی جو زہد وعبادت میں مشہور ہیں۔

(۲)...... احمد بن ابی عمران موسیٰ بن عیسیٰ ابوجعفر البغدادی یہ اکابر خلفیہ میں سے تھے فقہ انہوں نے محمد بن ساعہ سے حاصل کیا جو ابوجعفر طحاوی کے استاد ہیں اور یہ نابینا تھے حدیث انہوں نے علی بن جعد وغیرہ سے حاصل کی پھر مصر آ کر زبانی حدیثیں سنانے لگے ابن یونس نے ان کو تاریخ مصر میں ثقات میں شمار کیا اس سال محرم میں انہوں نے وفات پائی۔

(۳)...... احمد بن محمد بن عیسیٰ بن الازہر نے بھی اس سال وفات پائی۔

**احمد بن محمد بن عیسیٰ بن الازہر کے حالات** ...... یہ واسط کے قاضی تھے انہوں نے بھی ایک کتاب مسند کے نام سے لکھی تھی، مسلم بن ابراہیم، ابی سلمہ التبوزکی ابی نعیم، ابو ولید وغیرہ محدثین سے انہوں نے حدیثیں روایت کی ہیں محدثین کے نزدیک یہ ثبت اور ثقہ کی صفت کے ساتھ متصف تھے فقہ انہوں نے محمد بن حسن کے شاگرد ابوسلیمان جوزجانی سے حاصل کی۔ معتز کے زمانے میں مشرقی بغداد پر حاکم رہے پھر موفق کا زمانہ آیا تو اس نے ان سے اور اسماعیل قاضی سے مطالبہ کیا کہ جو کچھ تمہارے پاس یتامیٰ کے اموال موفقیہ سے بچا ہوا ہے اسے واپس کردو۔

اس کے مطالبے پر اسماعیل نے تو جلدی سے جو کچھ باقی تھا وہ واپس کردیا البتہ ابوالعباس البرتی نے اس سے کچھ مہلت مانگی مہلت ملنے پر انہوں نے فوراً یتیموں کو بلوایا اور وہ مال ان میں تقسیم کردیا پھر خلیفہ نے ان سے دوبارہ مطالبہ کیا انہوں نے کہا کہ اب میرے پاس کچھ بھی باقی نہیں ان کی اس بات پر خلیفہ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں معزول کردیا اس کے بعد وہ اپنے گھر میں ہی ذکر وعبادت میں مشغول رہے اور اس سال ذی الحجہ میں انہوں نے وفات پائی۔

وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ علیہ السلام انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان سے مصافحہ فرمایا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اپنی سنت پر عمل کرنے والے کو میں خوش آمدید کہتا ہوں۔اس سال جعفر بن المعتضد کی وفات ہوئی جورات کے وقت اپنے والد سے قصہ گوئی کیا کرتے تھے۔

موفق کے غلام راشد کا بھی دینور شہر میں اسی زمانہ میں انتقال ہوا پھر ان کی لاش کو بغداد لے جایا گیا۔

اسی طرح (**الرد علی بشر المریسی فیما ابتدعه من تاویل المذهب الجهمية**) کتاب کے مصنف عثمان بن سعید الدارمی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

اکابرین امراء سے مسرور الخادم کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔محمد بن اسماعیل الترمذی جو مفید تصنیفوں والے ہیں،ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔یہ بات ابن الاثیر نے بیان کی ہے۔ہمارے شیخ ذہبی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

مشہور محدث ہلال بن المعلیٰ کا انتقال بھی اسی سال ہوا اور ان کی کچھ احادیث ہم تک پہنچی ہیں۔

اس سال وفات پانے والوں میں نحویوں کے استاز علامہ سیبویہ بھی تھے۔

**علامہ سیبویہ کے حالات**......ان کی وفات کے بارے میں چند اقوال ہیں (۱) ۱۷۷ھ (۲) ۱۸۸ھ۔(۳) ۱۶۱ھ (۴) ۱۷۴ھ واللہ اعلم۔

یہ ابو بشر عمر بن عثمان بن قنبر جو کہ قبیلہ حارث بن کعب کے غلام ہیں بعض کا قول ہے کہ یہ ربیع بن زیاد حارثی البصری کے غلام ہیں ان کے رخساروں کی خوبصورتی اور زردی کی وجہ سے ان کا لقب سیبویہ مشہور ہو گیا ان کے رخسار ایسے لگتے تھے کہ گویا کہ وہ دو سیب ہیں،فارسی لغت میں سیبویہ کے معنی سیب کی خوشبو کے آتے ہیں۔

یہ بہت بڑے علامہ اور امام تھے اور اپنے زمانے سے آج تک نحویوں کے شیخ چلے آرہے ہیں اور تمام لوگ ان کی فن نحو کی کتاب ''الکتاب'' کے محتاج ہیں اور ایسے کم ہی افراد ہوں گے جنہوں نے ان کی اس کتاب کو کما حقہ سمجھا ہو گا۔ان کی اس کتاب کی بہت سے حضرات نے شرح لکھی ہے۔

سیبویہ کے استاذ خلیل احمد ہیں سیبویہ کافی عرصہ تک ان کی خدمت میں رہے اور جب یہ استاذ کے پاس جاتے تو وہ انہیں دیکھ کر کہتے کہ سبق کی پابندی کرنے والے شاگرد کو خوش آمدید کہتا ہوں۔عیسیٰ بن عمر،یونس بن حبیب،ابو زید انصاری،ابو الخطاب الاخفش الکبیر وغیرہ بھی امام سیبویہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

آپ اس زمانے میں بصرہ سے بغداد آئے جس زمانے میں امام کسائی امین بن رشید کی تربیت فرما رہے تھے اتفاقاً کسی موقع پر دونوں جمع ہو گئے اور دونوں کے درمیان کچھ مسائل نحو پر مناظرہ ہوا چلتے چلتے بات یہاں تک پہنچی کہ کسائی نے کہا کہ میں بھڑ کو شہد کی مکھی سے زیادہ ڈسنے والا گمان کرتا تھا لیکن تجربے نے اس کے خلاف ثابت کر دیا اس پر سیبویہ نے کہا کہ اب ہمارے درمیان فیصلہ ایک خالص دیہاتی کرے گا امام کسائی کے شاگرد امین کی خواہش تھی کہ فتح میرے استاذ کی ہونی چاہیے چنانچہ اس نے ایک دیہاتی سے سوال کیا تو اس نے سیبویہ کی موافقت میں جواب دیا جس کی وجہ سے استاذ و شاگرد کو بڑی ندامت ہوئی اور شاگرد نے اس دیہاتی سے کہا کہ امام کسائی جیسے بڑے امام تو آپ کے جواب کے خلاف ہیں اس نے کہا کہ میں کیا کروں جو کسائی کہتے ہیں وہ میری زبان پر آتا نہیں تو اب شاگرد نے اس سے کھل کر بات کی اور کہا کہ تم دوبارہ امام کسائی کی بات کی تائید کر دو چنانچہ اس نے دوبارہ آ کر امام کسائی کی بات کی تائید کر دی جس سے سیبویہ کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی اور مجلس اس پر برخاست ہو گئی اس کے بعد سیبویہ نے اس بات کو اپنی بے عزتی سمجھتے ہوئے خیال کیا کہ امام کسائی وغیرہ نے اس موقع پر تعصب سے کام لیا اس وجہ سے انہوں نے بغداد چھوڑ دیا اور شیراز کی ایک بیضاء نامی بستی میں ان کی وفات ہوئی۔

بعض کا قول ہے کہ سیبویہ اس بستی میں پیدا ہوئے تھے اور اسی سال شارہ شہر میں ان کی وفات ہوئی ان کی وفات کے بارے میں اس کے علاوہ چند اقوال اور بھی ہیں (۱) ۱۷۷ھ (۲) ۱۸۸ھ (۳) ۱۶۱ھ (۴) ۱۹۴ھ واللہ اعلم۔ان کی عمر چالیس سال سے کچھ زائد تھی دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی عمر

۳۲ سال تھی ان کی قبر پر کسی نے کھڑے ہو کر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

طویل ملاقات کے بعد دوست رخصت ہو گئے اور ملاقات کی جگہ بہت دور ہو گئی دوستوں نے تم کو ایک جگہ ڈال دیا اور خود منتشر ہو گئے۔ تم کو ایک چٹیل میدان میں چھوڑ کر چلے گئے جہاں تم سے کوئی علیک سلیک نہیں رکھتا اور تم کو ایسی پریشانی میں چھوڑ کر چلے گئے جس کا کوئی علاج تلاش نہیں کیا۔ فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ کر دیا اور تم ایک چٹیل میدان کے مالک بن کر رہ گئے دوست تم سے منہ موڑ کر رخصت ہو گئے۔

## واقعات ۲۸۱ھ

اس سال مسلمان روم کے شہروں میں فاتحانہ طریقے سے داخل ہوئے اور کافی مال غنیمت حاصل کر کے صحیح سالم واپس ہوئے اسی زمانہ میں ری اور طبرستان کے شہروں کے کنویں اور زمینوں کا پانی خشک ہو گیا جس کی وجہ سے مہنگائی بہت ہو گئی اور لوگ ایک دوسرے کو آپس میں کھانے لگے حتیٰ کہ اپنی اولاد کو بھی کھانے لگے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رواں سال ہی میں معتضد نے قلعہ ماردین کا محاصرہ کیا جو اس سے پہلے حمد بن حمدون کے قبضہ میں تھا معتضد نے زبردستی اس کو فتح کر کے اس کے سامان پر قبضہ کر لیا پھر اس کو ویران کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس کو منہدم کر دیا۔

اسی زمانے میں مصر کے حاکم خمارویہ کی لڑکی بڑے بناؤ سنگھار کے ساتھ اور بڑا جہیز لے کر جس میں چاندی کے علاوہ سونے کے سوہاون بھی تھے اس کے علاوہ دیگر ضروریات کا سامان بھی بہت زیادہ تھا اور سامان کے علاوہ نقدی دس لاکھ پچاس ہزار دینار تھے تاکہ ان سے جو چیزیں مصر میں نہیں ہیں اور عراق میں ہیں وہ خریدیں بغداد پہنچی۔

اسی زمانے میں معتضد نے بلاد جبل کا رخ کیا اور اپنے لڑکے علی کو ری، قزوین، آزربائیجان، ہمدان، دینور کا نائب حاکم بنایا اور اس کا منشی احمد بن الاصبغ کو بنایا اور عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصبہان نہاوند کرخ کا حاکم بنایا پھر بغداد واپس آ گیا۔

اس سال محمد بن ہارون بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا اور حجاج کو اخضر مقام پر تیز بارش کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے بہت سے حاجی غرق ہو گئے اور ریگستانی علاقوں میں زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے لوگ اپنا بچاؤ نہ کر سکے۔

**خواص کا انتقال** ...... اس سال خواص میں سے کتاب المصنفات کے مصنف ابراہیم بن حسن بن دیزیل الحافظ نے وفات پائی ان کی ایک بڑی ضخیم کتاب جنگ صفین کے بارے میں بھی ہے۔

اس سال ماہ جمادی الاولی میں کوفہ میں احمد بن محمد الطائی کا بھی انتقال ہوا۔

اس سال وفات پانے والوں میں اسحاق بن ابراہیم [1] بھی ہیں جو ابن الجبلی کے نام سے مشہور ہیں یہ حدیثوں کے ذریعے لوگوں کو فتویٰ دیتے تھے۔

اس سال ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا القرشی کا انتقال ہوا۔

**ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا کے حالات** [2] ...... یہ بنی امیہ کے آزاد غلام ہیں ان کا نام عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس، ابوبکر

(۱) تاریخ بغداد ۳۸/۶ ۳۸۷ طبقات الحنابلہ ۱۱۰/۱ المنتظم ۴۸/۵ ۱ الوافی بالوفیات ۳۹۵

(۲) تاریخ بغداد ۸۹/۱۰، ۹۱ تذکرۃ الحفاظ ۶۷۷/۲، ۶۷۹ الجرح والتعدیل ۱۶۳/۵ عبد المؤلف ۶۵/۲ المنتظم ۱۴۸/۵، ۹ ۱۴ النجوم الزاہرۃ ۸۶/۳ طبقات الحفاظ ۲۹۴، ۲۹۵

بن ابی الدنیا الحافظ ہے انہوں نے تمام فنون میں کتابیں لکھیں ہیں اوران کی ساری تصانیف مشہور، مفید اور عوام میں مقبول ہیں ان کی تصانیف کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) ۱۰۰ (۲) تقریباً ۳۰۰ (۳) اس سے بھی زیادہ (۴) اس سے کم۔

انہوں نے ابراہیم المنذر رخزامی۔ خالد بن حراش، علی بن جعد وغیرہ سے حدیثیں سنیں۔

یہ خلیفہ معتضد اوراس کے صاحبزادے کوادب وغیرہ کی تعلیم دیتے تھے جس پر یومیہ ان کو پندرہ دینار ملتے تھے یہ صدوق تھے قوت حافظہ اور انتہائی جوانمردی کے مالک تھے۔

لیکن صالح بن محمد حرزہ کا ان کے بارے میں قول ہے کہ ایک شخص محمد بن اسحاق بلخی جن سے انہوں نے روایتیں لی ہیں یہ شخص بڑا جھوٹا تھا ناموں اوراحادیث کے لئے اپنی طرف سے اسناد گھڑ لیتا تھا اوراس طرح یہ منکر احادیث بھی روایت کرتا تھا۔

ایک مرتبہ ابن ابی دنیا کے پاس کچھ دوست بغرض ملاقات آئے اور گھر سے باہر ان کے انتظار میں بیٹھ گئے اچانک زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے ابن ابی الدنیا گھر سے باہر نہ نکل سکے تو انہوں نے ایک کاغذ پر مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر ان کے پاس بھیجے:

اے میرے پیارے دوستو میں تمہاری زیارت کا مشتاق ہوں۔ میں تم کو کیسے بھلا سکتا ہوں جبکہ میرا دل تمہارے پاس ہے لیکن
ہماری ملاقات کے درمیان بارش نے رکاوٹ ڈال دی۔

انہوں نے اس سال جمادی الاولیٰ میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی یوسف بن قاضی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور شونیزہ قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

اس سال وفات پانے والوں میں عبدالرحمٰن بن عمر اور ابوزرعہ مصری الدمشقی الحافظ الکبیر ہیں جو ابن المواز الفقیہ المالکی سے مشہور ہیں بھی تھے یہ مذہباً مالکی تھے اسی وجہ سے نماز میں آپ ﷺ پر درود بھیجنا ضروری سمجھتے تھے۔

## واقعات ۲۸۲ھ

اسی سال منگل کے روز پانچ ربیع الاول کو خلیفہ معتضد نے اپنی بیوی قطرالندیٰ کے ساتھ خلوت میں وقت گزارا جو کہ اپنا چچا اور ابن الجصاص کے ساتھیوں کے ساتھ پہنچی تھی اوراس وقت خلیفہ بغداد سے باہر تھا اور یہ بڑا تاریخی دن تھا بارش کی وجہ سے لوگوں کے لئے مخصوص راستوں سے گزرنا منع کر دیا گیا تھا۔

اسی زمانے میں خلیفہ نے لوگوں کو نیروز کے دن آگ جلانے پانی بہانے اور کاشتکاروں کا خاص لوگوں کو ہدیہ کرنے اور دیگر مجوسیوں کے مشابہ افعال سے منع کر دیا اور گیارہویں جزیہ ان تک اسے مؤخر کرنے کا حکم دیا اوراس کا نام نیروز معتضدی رکھا اور یہ فرمان پورے ملک میں پڑھ کر سنایا گیا۔

رواں سال ہی میں ابراہیم احمد المازرانی نے دمشق سے آ کر خلیفہ کو یہ خبر دی کہ خمارویہ کواس کے مزدوروں نے قتل کر دیا اس کے بعد اس کے لڑکے حنش کو خلیفہ بنایا پھر اسے بھی قتل کر دیا اوراس کا گھر لوٹ لیا اس کے بعد اس کے لڑکے ہارون کو خلیفہ بنا لیا اوراس نے ہر سال خلیفہ کو پندرہ لاکھ روپئے دینے کا ذمہ لیا ہے۔

معتضد نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن جب اس کی جگہ متقی آیا تو اس نے اس کو معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان واثقی کو مقرر کر دیا تو اس نے طولونین کے اموال کو منتخب کیا اور یہی ان سے آخری عہد تھا۔

اسی سال احمد بن طولون کے غلام لؤلؤ کو جیل سے رہا کیا گیا پس وہ انتہائی ذلت کی حالت میں مصر پہنچا حالانکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ مالدار عزت ومرتبہ والا تھا۔

**مشہور افراد کا انتقال** ...... اس سال وفات پانے والے مخصوصین میں سے مندرجہ ذیل حضرات تھے:

(۱) ...... کتاب النبات کے مصنف احمد بن داؤد ابوحنفیہ الدینوری اللغوی۔

(۲) ...... اسماعیل بن اسحاق۔

**اسماعیل بن اسحاق کے حالات** [۱] ...... یہ ابن اسماعیل بن حماد بن زید ابواسحاق الازدی القاضی ہیں ان کا اصل وطن بصرہ ہے بغداد میں پھلے پھولے انہوں نے مسلم بن ابراہیم، محمد بن عبداللہ انصاری، قعنبی علی بن مدنی سے حدیثیں سنیں یہ حافظ فقیہ مذہباً مالکی تھے انہوں نے احادیث جمع کی پھر اس کی شرح کی تفسیر فقہ حدیث میں انہوں نے کتابیں تصنیف کی۔

متوکل کے زمانے میں سوار بن عبداللہ کے بعد قاضی بنے پھر معزول ہوئے پھر دوبارہ قاضی بنے پھر قاضی القضاۃ بن گئے۔

اسی سال ۲۲ ذی الحجہ برہ کی شب اچانک ان کا انتقال ہوگیا ۸۰ سال سے کچھ اوپر انہوں نے عمر پائی۔

مسند مشہور کے مصنف حارث بن محمد بن ابی اسامہ کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

اسی سال خمارویہ بن احمد بن طولون نے بھی وفات پائی۔

**خمارویہ بن احمد بن طولون کے حالات** ...... یہ ۲۷۱ھ میں اپنے والد کے بعد مصر کے حاکم رہے انہوں نے معتضد بن موفق سے ان کے والد کی زندگی میں رملہ یا صعید مقام پر مقابلہ کیا تھا جس کی تفصیل گزر چکی ہے پھر جب معتضد خلیفہ بنا تو اس نے تمام اختلافات ختم کر کے خمارویہ کی لڑکی سے شادی کر لی۔

پھر اسی سال ذی الحجہ میں خمارویہ کے غلاموں میں سے کسی غلام نے سرکش ہو کر خمارویہ کو بستر پر ذبح کر دیا کیونکہ خمارویہ نے کسی باندی کے ساتھ بدفعلی کرنے پر اسے متہم کیا تھا خمارویہ نے کل عمر ۳۲ سال عمر پائی اس کے بعد اس کا لڑکا ہارون بن خمارویہ حاکم بنا اور یہ اس خاندان کا آخری حاکم تھا۔

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ عثمان بن سعید بن خالد ابوسعید الدارمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ شافعی تھے فقہ انہوں نے امام شافعی کے شاگرد دبویطی سے حاصل کیا۔

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ بادشاہ فضل بن یحییٰ بن محمد بن المسیب بن موسیٰ بن زہیر بن یزید بن کیسان ابن بادام کی وفات بھی اسی سال ہوئی اور انہوں نے آپ علیہ السلام کی زندگی ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اسی سال ابومحمد الشعرانی الادیب الفقیہ العابد الحافظ کا بھی انتقال ہوا انہوں نے حصول حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے ان کے استاذ یحییٰ بن معین ہیں کتاب الفوائد فی الجرح والتعدیل میں ان سے روائتیں مروی ہیں اسی طرح انہوں نے احمد بن حنبل، علی بن المدینی سے بھی روائتیں لی ہیں خلف بن ہشام البذار سے انہوں نے با قاعدہ پڑھا اور علم لغت ابن الاعرابی سے حاصل کیا یہ بہت بڑے ثقہ تھے۔

اسی زمانہ میں اصمعی کے شاگرد محمد بن قاسم بن خلاد ابوالعیناء البصری [۲] الفریر الشاعر الادیب البلیغ اللغوی کی بھی وفات ہوئی ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور لقب ابوالعیناء ہے کیوں کہ ایک مرتبہ ان سے عیناء کی تصغیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ عیینا ء، ادب حکایات مذاحیہ باتوں میں یہ بڑے ماہر تھے باقی علم حدیث میں مہارت بہت کم تھی۔

---

(۱) بغیۃ الوعاۃ ۱/ ۴۴۳ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۲۵/ ۶۲۶ الجرح والتعدیل ۲/ ۱۵۸ شذرات الذہب ۲/ ۱۷۸ عبد المؤلف ۲/ ۶۷ تاریخ بغداد ۶/ ۲۸۷/ ۲۹۰

(۲) تاریخ بغداد ۳/ ۱۷۰، ۱۷۹، شذرات الذہب ۲/ ۱۸۰، ۱۸۲ عبد المؤلف ۲/ ۶۹ میزان الاعتدال ۴/ ۱۳ وفیات الاعیان ۴/ ۳۴۳، ۴۸

# واقعات ۲۸۳ھ

اسی سال محرم میں خلیفہ معتضد ہارون الخارجی سے قتال کرنے کے قصد سے بغداد سے بلاد موصل کی طرف نکلا معتضد نے اسے شکست دے کر گرفتار کر کے اسے بغداد بھیج دیا جب خلیفہ بغداد پہنچا تو ہارون الشاری کی سولی کا آڈر جاری کیا اس کو سولی دینے کے بعد خلیفہ نے کہا کہ مشرکین کے ناپسند کرنے کے باوجود غلبہ اللہ ہی کے نام کو حاصل ہوگا۔

اس جنگ میں حسن بن حمدان نے خارجیوں کے مقابلہ میں خلیفہ کا بھرپور ساتھ دیا جس کی وجہ سے خلیفہ نے اس کے والد حمدان بن حمدون کو (جسے قلعہ ماردین کے قبضے کے وقت گرفتار کیا تھا) رہا کر دیا اور اس کو خلعت عطا کی۔

اس زمانہ میں خلیفہ نے یہ فرمان جاری کیا کہ ذوی الفروض کو میراث سے حصہ دینے کے بعد مابقیہ مال اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام میں تقسیم کر دیا جائے اور یہ قاضی ابوحازم نے فتویٰ جاری کیا تھا اور اس میں لکھا کہ حضرت زید بن ثابت کے علاوہ تمام صحابہ کا اس پر اتفاق ہے کہ البتہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ مال بیت المال میں جمع کرا دیا جائے۔

اس موقع پر علی بن محمد بن ابی الشوارب نے ابوحازم کا ساتھ دیا البتہ قاضی یوسف بن یعقوب نے ان کی مخالفت کی لیکن خلیفہ نے ان کے قول کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بلکہ ابوحازم کے فتویٰ کی اشاعت کی لیکن اس کے باوجود یوسف بن یعقوب کو مشرقی حصے کا قاضی مقرر کر دیا اور اس کو خلعت سے نوازا اور اس طرح ابوحازم کو متعدد جگہوں کا قاضی بنا دیا۔

اسی زمانہ میں مسلمان اور رومیوں میں قیدیوں کا تبادلہ ہوا چنانچہ رومیوں سے ۲۵۰۴ مسلمان قیدیوں کو چھڑایا گیا۔

رواں سال ہی میں صقالبہ نے قسطنطنیہ میں رومیوں کا محاصرہ کر لیا مجبوراً روم کے بادشاہ نے مسلمان قیدیوں سے مدد طلب کی اور انہیں وافر مقدار میں ہتھیار بھی دیئے چنانچہ مسلمانوں نے قوم صقالبہ سے مقابلہ کیا اور انہیں شکست دے دی اس کے بعد روم کے بادشاہ نے بعض مسلمانوں سے خائف ہو کر انہیں مختلف علاقوں میں بھیج دیا۔

اسی سال عمرو بن لیث کسی ضروری کام سے نیساپور سے نکلا اور چلتے وقت اپنا نائب رافع بن ہرثمہ کو بنا دیا اس نے منبر پر برسرعام محمد بن زید مطلبی اور اس کے لڑکے کے لئے دعا کی عمرو بن لیث کو اس کا پتہ چلا تو وہ اسی وقت واپس ہوا اور اس نے محمد بن زید کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ اس کو شہر سے نکلنے پر مجبور کر دیا اور رافع بن ہرثمہ کو شہر کے دروازہ پر قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں خلیفہ نے اپنے وزیر عبیداللہ بن سلیمان کو عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے مقابلہ میں بھیجا جب وہ عمر کے قریب پہنچا تو عمر نے اس سے امان طلب کی چنانچہ اس نے عمر کو امان دے دی اور گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس لے آیا اور وہاں امراء کی ایک جماعت نے اس کا استقبال کیا اور خلیفہ نے اسے قیمتی انعامات سے نوازا۔

**خاص خاص لوگوں کی وفات**......خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی:

(۱)......ابراہیم بن مہران ابواسحاق الثقفی السراج النیساپوری، امام احمد گھر پر ان کے پاس خود آئے تھے ان کا گھر مغربی جانب قطیعۃ الربیع میں تھا امام احمد ان کے پاس آ کر بڑے خوش ہوتے اور بعض مرتبہ تو روزہ بھی انہی کے پاس افطار فرماتے اس سال ماہ صفر میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲)......اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن حازم ابوالقاسم الجبلی یہ وہ اسحاق نہیں ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے انہوں نے داؤد بن عمر، علی بن جعد اور بہت سے لوگوں سے احادیث سنیں امام دارقطنی نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ حفظ حدیث میں قوی نہیں تھے تقریباً اسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

(۳)......سہل بن عبداللہ بن یونس التستری ابومحمد، یہ آئمہ صوفیہ میں سے ہیں اور حضرت ذوالنون مصری سے ان کی ملاقات ہوئی ہے ان کے

عمدہ کلام میں سے ایک یہ بھی ہے:

گزشتہ دن ختم ہو چکا آج کا دن حالت نزع میں ہے کل آئندہ اب تک پیدا نہیں ہوئی۔

انہی کے کلام کے مثل ایک شاعر کا شعر بھی ہے زمانہ ماضی ختم ہو گیا آئندہ زمانہ موہوم ہے تیرے اختیار میں تو یہی وقت ہے جس میں تو موجود ہے۔

شیخ محمد سوار نے ان کی تربیت فرمائی ایک قول ان کی وفات کے بارے میں یہ ہے کہ ۲۷۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۴)......عبدالرحمٰن بن یوسف بن سعید بن خراش ابومحمد الحافظ المروزی کی وفات بھی اسی سال ہوئی حصول حدیث کی خاطر انہوں نے بھی دور دراز کے سفر کئے یہ حدیث کے حافظ اور جرح وتعدیل میں ماہر تھے ان پر شیعت کی طرف مائل ہونے کا الزام تھا۔

خطیب نے ان کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ سفر میں پیاس کی وجہ سے مجبوراً مجھے پانچ مرتبہ پیشاب پینا پڑا

(۵)......علی بن محمد بن ابی الشوارب اور سامرا کے قاضی عبدالملک الاموی کی وفات بھی اسی سال ہوئی عبدالملک وقتاً فوقتاً قاضی القضاۃ بھی رہے ہیں دور ثقات میں ان کا شمار ہوتا تھا انہوں نے ابوالولید، ابوعمر، الحوصی وغیرہ سے حدیثیں سنی ہیں پھر ان سے نجاد، ابن صاعد، ابن قانع، اور بہت سے لوگوں نے علم حاصل کیا۔

(۶)......ابن الرومی (۱) الشاعر کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ علی بن عباس بن جریج ابوالحسن ہے جو ابن الرومی سے مشہور ہیں یہ عبداللہ بن جعفر کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اشعار میں انہوں نے ایک مستقل دیوان لکھا یہ مشہور اور فی البدیہ اشعار کہنے والے شاعر تھے انہی کے چند اشعار یہ ہیں۔

جب تم بخیلوں کی تعریف کرو گے تو تم ان کی باتوں کو یاد کرو گے جو ان میں فضائل کے علاوہ ہیں۔ اور تم ان کو طویل غم اور حسرت میں مبتلا کرو گے اس کے بعد اگر وہ تم کو کچھ نہ دیں تو یہی انصاف ہے۔

نیز انہی کے اشعار ہیں:

جب زمانہ تم کو صحت لذیذ، مزے دار کھانے عطا کر دے۔ تو پھر تم متکبر لوگوں پر رشک مت کرو اس لئے کہ زمانہ جس انداز میں انہیں پہناتا ہے اسی انداز میں ان سے چھینتا بھی ہے۔

یہ بھی انہی کے کہے ہوئے اشعار ہیں:

تمہارے دشمن تمہارے دوستوں سے ہی پیدا ہوں گے اس لئے زیادہ لوگوں سے دوستی مت لگاؤ۔ بارہا تمہارا تجربہ ہے زیادہ کھانے پینے سے بیماریاں جنم لیتی ہیں جب کسی دوست کی دوستی میں فرق آئے گا تو وہ کھلم کھلا دشمن بن جائے گا اور سارا معاملہ الٹ پلٹ ہو جائے گا۔ اگر کثرت اچھی چیز ہوتی تو دوستی میں بھی کثرت صحیح ہوتی۔ جن کو تم زیادہ سمجھ رہے ہو وہ حقیقت میں کم ہی ہیں تم بھڑوں کے چھتے پر واقع ہو جو کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہوں۔ پس زیادہ دوستوں کو تم خود ہی الگ کر دو اس لئے کہ اکثر دوست برا سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں اور کم ہی عمدہ سمجھنے والے ہوتے ہیں۔ پانی کی بڑی موجیں ہلاک کرنے والی نہیں ہوتی بلکہ پانی کا ایک قطرہ ہی ہلاک کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

کچھ اور اشعار بھی انہوں نے کہے:

خاندانی حسب ونسب کا دعویٰ تو محض منہ کا بول ہے اصل تو اپنی ہی کمائی کام آتی ہے۔ اپنے کئے ہوئے کام پر اعتبار کر کسی کی ذاتی شرافت کو خاندانی اعتبار سے قابل وراثت مت سمجھ۔ انسان کا اپنا ہی فعل کام آئے گا اگر چہ وہ اپنے آباء کو شریف بڑے حسب ونسب والا شمار کرے۔ جس لکڑ نے پھل دینا چھوڑ دیا ہو تو وہ لوگوں کے نزدیک لکڑی شمار ہوتا ہے اگر چہ وہ اصل میں پھل دار لکڑی ہے۔ بزرگی کے لائق وہی قوم سمجھی جاتی ہے جس نے اپنے کو شریف نفسوں کے ساتھ بلند کیا ہو اور والدین کے ذریعے اپنے کو بڑا نہ شمار کیا ہو۔

(۱) تاریخ بغداد ۱۲/ ۲۳، ۲۶ شذرات الذهب ۲/ ۱۸۸، ۱۹۰ وفيات الاعيان ۳/ ۳۵۸، ۳۶۲

اس کے لطیف شعروں میں سے چند یہ ہیں:

اس کی آنکھ بیمار ہونے کی وجہ سے میرا دل بیمار ہے کاش جس کے پاس میں فریاد لے کر جاؤں اس کے دل میں رحم ہو۔ اس کے چہرے میں چمک کی وجہ سے ہمیشہ ایک روشن سورج ہے اس کے بالوں کے سیاہ ہونے کی وجہ سے اس پر کالی رات ہے۔ اگر وہ متوجہ ہو تو چودھویں کا چاند لگے اگر چلے تو متحرک ٹہنی معلوم ہو اگر ٹہلے تو سفید ہرن معلوم ہو۔ اس کی وجہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں لیکن اس کی بیماری طویل ہوگئی اور تمہاری پریشانیاں ایسی ہیں جن کو نعمتوں نے حاصل کیا۔ اس نے دیکھا پس اس نے تیر کے ذریعے میرے دل کو نشانہ بنایا پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئی تو قریب تھا کہ میں حیران و پریشان ہو جاتا۔ اس کا دیکھنا بھی مصیبت سے خالی نہیں اور نہ دیکھنا گویا تیروں کی بارش ہے اور تیروں کی بارش بھی انتہائی تکلیف دہ ہے۔

اے میرے خون کو حلال جاننے والی اور مجھ پر رحم کرنے والے کو حرام جاننے والی تیرے حلال وحرام نے کوئی انصاف نہیں کیا۔

تمہاری رائیں، چہرۂ تلواریں اگر وہ حادثات کے مقابلہ میں آ جائیں ستارے معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو لوگوں کے راستوں کے لئے نشانات اور چراغ کا کام دینے والے ہیں۔ اور تاریکی کو دور کرنے والے ہیں اور بعض شیاطین کو مارنے کے لئے ہیں۔

ان شاعر کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ ان کی پیدائش ۲۲۱ھ میں اور وفات اسی سال یا اگلے سال یا ۲۷۶ھ میں ہوئی ان کی وفات کا یہ سبب بنا تھا کہ معتضد کا وزیر قاسم بن عبداللہ ان کے ہجویہ اشعار سے بہت ڈرتا تھا ایک مرتبہ اس نے ان کی موجودگی میں ان سے چھپا کر کھانے میں زہر ملا دیا جب انہوں نے اس کو محسوس کیا تو فوراً اٹھ گئے۔

وزیر نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو جواب دیا کہ جہاں تم نے (موت کو) بھیجا ہے وہاں جا رہا ہوں اس نے کہا کہ میرے والدین کو سلام کہہ دینا انہوں نے کہا کہ میں جہنم کے پاس نہیں جاؤں گا اور وہ جہنم میں ہیں۔

محمد بن سلیمان بن حرب ابوبکر الباغندی الواسطی نے بھی اسی سال وفات پائی یہ حفاظ حدیث میں سے ہیں ابوداؤد حدیث کے بارے میں ان سے سوال کرتے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے ان پر اعتراض کرتے ہوئے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

اس سال وفات پانے والوں میں محمد بن غالب بن حرب ابوجعفر الضبی (جو تمتام سے مشہور ہیں) تھے انہوں نے سفیان، قبیصہ، قعنبی سے روایتیں لی ہیں۔ یہ ثقات میں سے تھے۔

امام دارقطنی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ بعض مرتبہ ان سے روایت حدیث میں غلطی بھی واقع ہوئی ہے رمضان میں ۹۰ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی البحتری الشاعر کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**البحتری الشاعر کے حالات** [1] ...... ان کی دیوان مشہور ہے ان کا نام ولید بن عبادہ ہے ان کو ابن عبید بن یحییٰ ابوعباد الطائی البحتری الشاعر بھی کہا جاتا ہے ان کا اصلی وطن منبج ہے بغداد میں نشو ونما پائی متوکل و دیگر سرداروں کی مدح میں انہوں نے اشعار کہے۔ ان کے مدحیہ اشعار ان کے مرثیہ اشعار سے بہتر ہیں کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ مدحیہ اشعار طمع اور لالچ میں کہے جاتے ہیں اور مرثیہ اشعار حق وفا کی خاطر کہے جاتے ہیں اور ان دونوں میں فرق ہے۔

مبرد، ابن دستوریہ، ابن المرزبان نے ان کے بارے میں اشعار لئے ہیں۔

کسی نے ان سے کہا کہ آپ ابوتمام سے بڑے شاعر ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اگر ابوتمام نہ ہوتے تو میں شعر گوئی کو ذریعہ معاش نہیں بنا سکتا تھا ابوتمام اشعار میں میرے استاذ کے درجے میں ہیں۔

اصلی وطن واپس آ کر اس سال یا اگلے سال وفات پائی۔

---

(۱) الاغانی ۲۱/۳۹،۳۷ تاریخ بغداد ۱۳/۴۷۶ ۱،۴۷۶/۲ شذرات الذھب ۲/۲۱۸ ۱۹۰ عبد المؤلف ۲/۳۷

# واقعات ۲۸۴ھ

اسی سال محرم میں رافع بن ہرثمہ کا سر بغداد لایا گیا خلیفہ نے ظہر تک مشرقی بغداد میں اس کے لٹکانے کا حکم دیا پھر رات کو مغربی بغداد میں لوگوں کی عبرت کے لئے اسے لٹکا دیا گیا۔

اسی زمانہ میں ابی الشارب کی موت کے ۵ ماہ کچھ ایام کے بعد محمد بن یوسف بن یعقوب کو ابی جعفر المنصور کے شہر کا قاضی بنا دیا گیا اور ۵ ماہ تک قضاۃ کا عہدہ خالی رہا۔

رواں سال ہی میں ربیع الاول میں وقت عصر سے لے کر رات تک مصر میں شدید اندھیرا ہو گیا اور آسمانوں میں سرخی چھا گئی حتیٰ کہ آدمی اور دیواریں بھی سرخ نظر آنے لگیں پھر لوگوں نے جنگل کی طرف نکل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور توبہ تائب ہوئے جس کی وجہ سے وہ سیاہی و سرخی ختم ہو گئی۔

اسی زمانہ میں معتضد نے منبروں پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجنے کا ارادہ کیا اس کے وزیر نے اس کو منع کرتے ہوئے کہا کہ لوگ دلی طور پر ان کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں لیکن معتضد نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی بلکہ ایک خطبہ لکھ کر تمام آئمہ کے پاس بھیج دیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کریں اور اپنی موافقت میں چند من گھڑت حدیثیں بھی اس میں لکھ دیں اور یہ خطبہ پورے بغداد میں پڑھا جانے لگا اور لوگوں کو حضرت امیر معاویہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کہنے سے منع کر دیا گیا۔

لیکن وہ وزیر اپنی رائے پر جما رہا اور اس نے کہا کہ اے خلیفہ آپ سے پہلے یہ کام کسی خلیفہ نے نہیں کیا ایسا کرنے سے لوگ انہی کی طرف جائیں گے تو معتضد نے بغاوت کے خطرے کے پیش نظر اس کام کو چھوڑ دیا اتفاق کی بات یہ ہے کہ وزیر حضرت علی کو گالیاں دینے والا ناصبی تھا اس سے معلوم ہوا کہ معتضد کا اس حرکت پر آمادہ ہونا خود اس کے برے خیالات کی وجہ سے تھا۔

اسی سال یہ اعلان بھی کرایا گیا کہ من گھڑت قصے بیان کرنے والوں نجومیوں اور لڑائی جھگڑے کرنے والوں کے پاس کوئی نہ جائے اور نوروز کا بھی اہتمام نہ کریں لیکن پھر بعد میں اس کی مخالفت ختم کر دی گئی پس وہ لوگ مسافروں پر پانی ڈالنے لگے حتیٰ کہ فوجیوں اور پولیس والوں پر بھی پانی پھینکنے لگے یہ بھی معتضد کی بری حرکتوں میں سے ایک تھی۔

ابن الجوزی نے کہا کہ اس سال نجومیوں نے پیش گوئی کی کہ اس سال موسم سردی میں تمام ممالک میں اس قدر زوردار بارش ہوگی کہ تمام ندیاں اور نالے امنڈ آئیں گے۔ لوگ یہ وحشت ناک خبر سن کر خوف کی وجہ سے پہاڑوں کی چوٹیوں اور ان کی کھوہوں میں چلے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی پیشن گوئی کو جھٹلا دیا کہ اس سال اتنی کم بارش ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی اتنی کم بارش نہیں ہوئی حتیٰ کہ نہریں اور چشمے خشک ہو گئے اور پانی کا قحط پڑ گیا آخر کار مجبور ہو کر لوگوں نے صلاۃ الاستسقاء ادا کی اور بارش کے لئے دعائیں کی۔

اس سال رات کے وقت ایک شخص ننگی تلوار لہراتے ہوئے دار الخلافہ میں چکر لگاتے ہوئے نظر آیا لیکن جب اسے پکڑنے کی کوشش کی جاتی تو بھاگ جاتا اور بعض گھروں اور کھیتوں، باغوں دار الخلافہ کے اردگرد چکر لگاتے ہوئے نظر آتا لیکن اس کی حقیقت حال معلوم نہ ہو سکی اس کی وجہ سے معتضد کو بھی سخت پریشانی ہوئی اور اس نے دار الخلافہ کی چاردیواری دوبارہ بنانے کا حکم دیا اور از سر نو حفاظتی انتظامات کئے اور چاروں طرف پہرہ بھی سخت کروا دیا لیکن اس کا کوئی فائدہ ظاہر نہیں ہوا۔

پھر اس نے منتر پڑھنے والوں، نجومیوں، جادوگروں کو بلوا کر ان سے حساب لگوایا لیکن اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

پھر کافی دنوں کے بعد اصل قصہ ظاہر ہوا کہ معتضد کے ایک خصی غلام کو اس کی خاص باندیوں میں سے کسی سے عشق ہو گیا لیکن اس تک رسائی بلکہ اس کا دیکھنا بھی ناممکن تھا تو اس نے اس تک رسائی کے لئے مختلف قسم کی رنگوں کی ڈاڑھی بنوائی اور خوف دار لباس بنوایا۔ وہ ڈاڑھی اور لباس پہن کر

شروع رات میں جاتا اور باندیوں کو ڈرا دیتا تو اس کو دیکھنے کے لئے چاروں طرف سے باندیاں اور غلام جمع ہو جاتے اتنے میں وہ کہیں چھپ کر اپنا لباس وغیرہ اتار دیتا اور انہی کے ساتھ شامل ہو جاتا اور سوالیہ انداز میں پوچھتا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے اسی دوران وہ اپنی معشوقہ کو بھی دیکھ لیتا اور اشاروں اور کنایوں میں اپنا مقصد حاصل کر لیتا۔ مقتدر کے زمانے تک یہی سلسلہ رہا پھر اس نے اس کو ایک لشکر کے ساتھ طرطوس بھیج دیا اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا اور باندی نے بھی ساری صورتحال بیان کر دی۔

**احمد بن المبارک ابوعمرالمستملی کے حالات** [1]...... ابوعمرالمستملی الزاہدالنیساپوری ہیں جو حکمویہ العابد کے لقب سے مشہور ہیں انہوں نے قتیبہ، احمد، اسحاق وغیرہ سے سماعت حدیث کی ہے چھپن سال تک مشائخ سے حدیثیں نقل کرتے رہے، یہ فقیر بدحال، دنیا سے کنارہ کش تھے۔

ایک روز یہ ابوعثمان سعید بن اسماعیل کی مجلس وعظ میں گئے تو وہ انہیں دیکھ کر رونے لگے اور لوگوں سے کہنے لگے کہ میں ایک بدحال، دنیا سے کنارہ کش، بہت بڑے عالم کو دیکھ کر رو رہا ہوں اور مجھے تمہارے سامنے ان کا نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔

لوگوں نے ان کی یہ بات سن کر درا ہم، انگوٹھی، کپڑے بڑی مقدار میں ان کے سامنے پیش کر دیئے یہ منظر دیکھ کر ابوعمر مستملی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اے لوگو میں وہی شخص ہوں جس کا نام شیخ نے تمہارے سامنے نہیں لیا اور اگر مجھے ان پر تہمت کا خطرہ نہ ہوتا تو جس چیز کو انہوں نے ظاہر نہیں کیا میں بھی ظاہر نہ کرتا یہ سن کر ابوعثمان کو ان کے اخلاص پر بڑا تعجب ہوا پھر ابوعمر نے وہ سارا سامان لے کر مسجد سے نکلنے سے پہلے ہی فقراء اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا ان کی وفات اسی سال جمادی الاخریٰ میں ہوئی اس سال اسحاق بن الحسن کا بھی انتقال ہوا۔

**اسحاق بن الحسن کے حالات** [2]...... یہ اسحاق بن الحسن ابن میمون بن سعد ابویعقوب الحربی ہیں انہوں نے عفان، ابونعیم وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا یہ ابراہیم الحربی سے تین سال بڑے تھے ان کے انتقال کے اعلان پر لوگ نماز جنازہ کے لئے ان کے گھر پہنچ گئے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ ابراہیم الحربی کا انتقال ہو گیا ہے اس لئے وہ ان کے گھر پہنچ گئے ابراہیم الحربی کہنے لگے کہ تمہیں مغالطہ ہو گیا ہے لیکن عنقریب تم یہاں بھی آ ؤ گے چنانچہ اس کے بعد وہ ایک سال بھی زندہ نہیں رہے۔

اسحاق بن محمد بن یعقوب الزہری کا انتقال بھی اسی سال ہوا ان کی عمر ۹۰ سال تھی یہ انتہائی نیک اور ثقہ تھے یہ اسحاق بن موسیٰ بن عمران الفقیہ ابو یعقوب الاسفرئیین الشافعی کی بھی اسی سال وفات ہوئی، عبداللہ بن علی بن حسن بن اسماعیل ابوالعباس الہاشمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کی شخصیت بغداد میں شہرت یافتہ تھی اور جامع رصافہ کے امام بھی تھے، عبدالعزیز بن معاویہ العتابی (جو عتاب بن اسید بصری کی اولاد سے تھے پھر بغداد آ گئے تھے) کا بھی انتقال اسی سال ہوا انہوں نے ازہر اسمان ابی عاصم النبیل سے روایت حدیث کی ہے، یزید بن ہیثم بن طہمان ابوخالد الدقاق (جو الباد سے مشہور ہیں) کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ صحیح قول کے مطابق یہ الباد کے بجائے البادی سے مشہور تھے کیوں کہ یہ جڑواں پیدا ہوئے تھے اور پیدائش میں اول یہی تھے انہوں نے یحییٰ بن معین وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے یہ انتہائی نیک وثقہ تھے۔

## واقعات ۲۸۵ھ

اسی سال صالح بن مندرک الطائی نے اجفر مقام پر حجاج کو لوٹ کر ان کے اموال اور عورتوں پر قبضہ کر لیا جس کی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔

اسی زمانہ میں ۲۰ ربیع الاول بروز اتوار کوفہ کے دیہاتی علاقوں میں اولاً اندھیری چھا گئی پھر بجلی کی چمک اور کڑک کے ساتھ زوردار بارش ہوئی اور

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/۶۴۴ شذرات الذہب ۲/۱۸۶ اعبد المؤلف ۲/۳۷ الوافی بالوفیات ۷/۳۰۲

(۲) شذرات الذہب ۲/۱۸۶ عبد المؤلف ۲/۳۷ لسان المیزان ۱/۳۶۰ میزان الاعتدال ۱/۱۹۰ الوافی بالوفیات ۸/۴۰۹

بعض دیہاتوں میں بارش کے ساتھ سفید پتھر بھی گرے اور ۱۵۰ درہم کے وزن کے برابر برفانی گولے بھی گرے اور آندھی نے دریائے دجلہ کے ارد گرد بہت سے درختوں کو اکھیڑ پھینکا اور دریائے دجلہ اتنا امڈ آیا کہ بغداد غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا رواں سال ہی میں موفق کے آزاد کردہ غلام راغب الخادم روم کے شہر میں جہاد کر کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور بہت سے افراد کو قید کر لیا اور جوان کے ساتھ تین ہزار قیدی تھے انہیں قتل کر دیا پھر فتح یاب ہو کر واپس لوٹا۔

اسی سال محمد بن عبداللہ الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی زمانہ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ صاحب آمد کی وفات ہوئی ان کے انتقال کے بعد ان کا لڑکا حاکم بنا۔ تب معتضد اور اس کے لڑکے نے اس کا محاصرہ کر لیا مجبور ہو کر معتضد کی اطاعت قبول کر لی اس نے خوش ہو کر اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور اپنے لڑکے مکتفی کو اس کا نائب بنا دیا۔

اس کے بعد معتضد نے قنسرین اور عواصم کا رخ کیا وہاں پر ہارون بن خمارویہ سے کچھ علاقے لے لئے پھر بعض علاقوں میں اسے کچھ اختیارات دیئے اور بعض میں صلح سے کام لیا۔

اس سال ابن الاخشید نے بلاد روم میں اہل طرطوس سے مقابلہ کر کے بہت سے قلعوں کو ان سے چھین لیا و للہ الحمد اس سال وفات پانے والوں میں ابراہیم بن اسحاق ز بن بشیر بن عبداللہ بن رستم ابواسحاق الحربی بھی ہیں۔

**ابراہیم بن اسحاق کے حالات**...... یہ ابراہیم بن اسحاق ابن بشیر بن عبداللہ بن رستم ابواسحاق الحربی ہیں جو فقہ واحادیث کے اماموں میں سے ہیں یہ بہت زیادہ عابد وزاہد تھے امام احمد بن حنبل سے مسائل کا علم حاصل کیا اور ان سے بہت زیادہ روایت بھی کی۔

امام دارقطنی کا قول ہے کہ ابراہیم حربی امام، مصنف، عالم، تمام علوم میں ماہر، صدوق تھے یہ زہد، تقویٰ، علم میں امام احمد کے برابر تھے ان کے عمدہ کلاموں میں سے کچھ اقتباسات یہ ہیں:

> بہادر شخص وہی ہے جو اپنی پریشانی کو اپنے گھر والوں اور کسی پر ظاہر نہ کرے۔ خود اپنے متعلق کہتے ہیں کہ مجھے چالیس سال سے آدھے سر کے درد کی شکایت ہے لیکن میں نے آج تک کسی پر اس کو ظاہر نہیں کیا۔ بیس سال سے میری ایک آنکھ کی بینائی ختم ہو گئی ہے لیکن کسی کو اس کا علم نہیں۔ ستر سال سے بھی زائد گزر گئے میں نے اپنے گھر والوں سے کھانا نہیں مانگا اگر دے دیا تو کھا لیا ورنہ صبر کر کے سو گیا۔

رمضان میں ان کا یومیہ خرچ صرف ڈیڑھ درہم ہوتا تھا کیونکہ ان کے گھر میں سالن میں صرف بھنے ہوئے بینگن یا شوربے دار مولی وغیرہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ خلیفہ معتضد نے ان کی خدمت میں دس ہزار روپے ہدیتاً پیش کئے تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا خلیفہ نے ایک بار پھر خادم کے ذریعے بھیجے اور کہا کہ یہ رقم آپ اپنے علم کے مطابق مستحقین میں تقسیم کر دیں۔ پھر انہوں نے جواب دیا کہ یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا اور نہ میں نے پہلے یہ کام کیا ہے اس لئے خادم کو کہا کہ خلیفہ کو میرا پیغام دیدو کہ یا تو ہمیں اسی حالت پر چھوڑ دو ورنہ ہم یہ شہر چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں گے۔

ان کی وفات کے وقت ان کے کچھ دوست ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے اس وقت ان کی ایک بچی اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی کہ اس وقت صرف ہم خشک روٹی اور نمک پر گزارہ کر رہے ہیں اور کبھی صرف خشک روٹی ہی ہوتی ہے یہ سن کر ان کے والد ان سے کہنے لگے کہ فقر کا شکوہ مت کر گھر کے ایک کونے میں میرے ہاتھ کے لکھے ہوئے بارہ ہزار جز رکھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک جز کی قیمت ایک درہم ہے تو گویا اس وقت تمہارے پاس بارہ ہزار جز ہیں تو جس کے پاس بارہ ہزار جز ہوں تو وہ فقیر نہیں ہو سکتا۔

اسی سال ۲۳ ذی الحجہ کو ان کی وفات ہوئی باب الانبار کے پاس قاضی یوسف بن یعقوب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور نماز جنازہ میں عوام الناس کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی، مشہور ومعروف شخصیت مبرد نحوی کی بھی اسی سال وفات ہوئی۔

**مبرد نحوی کے حالات**...... یہ محمد بن یزید بن عبدالاکبر ابوالعباس الازدی الشمالی ہیں جو مبرد نحوی سے مشہور ہیں بصرہ کے رہنے والے لغت اور عربی زبان کے اماموں میں سے ہیں امام مزنی، ابو حاتم، السجستانی ان کے استاد ہیں یہ نقل علوم میں ثقہ اور قابل اعتماد تھے عقلمندی اور ہوشیاری میں

لومڑی کا مقابلہ کرتے تھے ادب میں ان کی ایک کتاب الکامل کے نام سے مشہور ہے۔ان کے مبرد نام کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حاکم کے خوف سے ابو حاتم کے پاس کوڑے کے نیچے چھپ کر جان بچائی تھی۔

مبرد کا قول ہے کہ ایک دن میں اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ رقہ میں پاگل خانہ میں پاگلوں کے پاس پہنچا تو وہاں ہم نے اچھی شکل وصورت اور اچھے لباس میں ملبوس ایک نوجوان کو دیکھا شاید وہ بھی وہاں نووارد تھا اس نے ہمیں دیکھتے ہی سلام کیا اور پوچھا کہ تم کون ہو ہم نے کہا کہ ہم عراقی ہیں اس نے کہا کہ عراقیوں پر ہمارے والدین قربان ہوں اب تم مجھے کچھ اشعار سناؤ یا میں سناؤں ہم نے کہا کہ آپ ہی سناؤ چنانچہ اس نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

اللہ ہی جانتا ہے کہ میں غم سے نڈھال ہوں اور میں اپنی پریشانی کے اظہار سے قاصر ہوں، میری دو روحیں ہیں ایک پر شہر نے قبضہ کر رکھا ہے اور دوسری پر دوسرے شہر نے۔ جو روح اس شہر میں ہے اس کو نہ تو صبر نفع دے سکتا ہے اور نہ اظہار بہادری اس کو مضبوط کر سکتی ہے، یہ میری غائب روح حاضر روح کی طرح ہے اس جگہ پر جو کیفیات تم محسوس کر رہے ہو وہی کیفیات میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔ جب میری محبوبہ کے خاندان والوں نے آخری شب میں اپنے اونٹوں کو بٹھا کر ان پر میری محبوبہ کو سوار کیا تو وہ محبت کی وجہ سے اونٹ سے نیچے کود پڑی۔ اس نے پردوں کے درمیان دیکھنے والوں کے لئے اپنا چہرہ ظاہر کیا اس وقت نظر جما کر وہ میری طرف دیکھنے لگی اس حال میں کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اپنی ایسی انگلیوں کو دانتوں سے دبائے ہوئے تھی کہ جن کے پورے نرم مہندی میں رنگے ہوئے تھے میں نے زور سے پکار کر کہا کہ اے اونٹو تم میری محبوبہ کا وزن نہ اٹھا سکو گے، اس جدائی پر پھٹکار ہو میرے اور ان جانے والوں پر کیا آفت آپڑی کہ سفر جدائی شروع ہو گیا اور وہ اس کی وجہ سے دور نکل گئے۔ اے بھورے رنگ والے اونٹ کے سوار جلدی کر تا کہ میں انہیں رخصت کروں جلدی کر تیرے کوچ کرنے میں میری موت ہے۔ میں اپنے کئے ہوئے وعدے پر قائم ہوں میں انسے کیسے توڑ سکتا ہوں کاش مجھے کوئی پرانے وعدے کرنے والوں کے حشر کی حقیقت بتا دے۔

مبرد کہتے ہیں کہ میرے دوستوں میں سے ایک دوست جوان سے نفرت کرنے والا تھا اس نے کہا کہ وہ تو مر گئے اس نوجوان نے کہا کہ پھر تو مجھے بھی مر جانا چاہیے میرے دوست نے کہا کہ اگر تو پوچھتا ہے تو مر جا چنانچہ اس نے انگڑائی لے کر ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگائی اور اسی وقت اس کی جان نکل گئی پھر اس کی تدفین کے بعد ہم واپس ہوئے۔ مبرد کی عمر ستر سال سے کچھ زائد تھی۔

## واقعات ۲۸۶ھ

اسی سال ربیع الاول میں آمد پر ابن شیخ نے قبضہ کر لیا ہارون بن احمد بن طولون نے مصر سے معتضد کے پاس خط لکھا جس وقت وہ آمد خیمہ میں مقیم تھا کہ وہ قنسرین عواصم اس شرط پر اس کے حوالے کرے گا کہ مصر پر اس کی حکومت باقی رہے معتضد نے اس کی شرط قبول کر لی پھر اس نے آمد سے عراق کا قصد کیا اور آمد کی چار دیواری ختم کرنے کا حکم دیا لیکن اسے مکمل ختم نہ کیا جا سکا ابن المعتضد نے آمد کی فتح پر مبارکباد دیتے ہوئے یہ اشعار کہے:

تم خلیفہ کو حوالے کر دو اور عوام کی طرف سے تم غبطہ میں رہو اور زمانہ تم کو مبارک باد دیتا رہے۔ بہت سے واقعات ایسے ہیں اگر تم ان کے مقابلے میں آگے بڑھ گئے تو زمانہ پیچھے ہٹ جائے گا۔ وہ خود شیر ہے اور اس کے شکاری بھی شیر ہیں ان شیروں کے خون کرنے کی وجہ سے اس کے ناخن سفید نہیں ہوئے۔

جب خلیفہ بغداد واپس پہنچا تو اس کے پاس نیسا پور سے عمرو بن لیث کی جانب سے ہدیہ آیا جو چالیس ہزار قیمت کا تھا اور گھوڑے اور ان کی

زین، ہتھیار و دیگر چیزیں اس کے علاوہ تھیں اور یہ ۲۲ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات کا دن تھا۔

**رافع بن ہرثمہ کا قتل** ...... اسی زمانے میں اسماعیل بن احمد السامانی اور عمرو بن لیث کے درمیان سخت جنگ ہوئی کیوں کہ عمرو بن لیث نے جب رافع بن ہرثمہ کو قتل کر کے اس کا سر خلیفہ کے پاس پہنچایا تو اس سے ماوراء النہر کے علاقوں کی حکومت کا مطالبہ کیا جسے خلیفہ نے قبول کرلیا اس فیصلے کی وجہ سے ماوراء النہر کے کے نائب حاکم اسماعیل بن احمد السامانی کو سخت پریشانی ہوئی اور اس نے عمرو بن لیث کو خط لکھا کہ تمہارے زیر قبضہ کافی علاقے ہیں تم انہی پر قناعت کرو لیکن عمرو بن لیث نے اس کی بات نہیں مانی۔

**اسماعیل بن احمد اور عمرو بن لیث میں مقابلہ اور اسماعیل کی فتح** ...... بالآخر اسماعیل نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کا رخ کیا اور بلخ کے پاس دونوں میں مقابلہ ہوگیا عمرو بن لیث کو شکست ہوئی اور اسے قیدی بنالیا گیا۔

جب اسماعیل بن احمد کے سامنے اسے لایا گیا تو اسماعیل نے کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا اور بوسہ دیا اس کا چہرہ دھویا خلعت سے نوازا اور اسے امن دے کر مطمئن کر دیا اور خلیفہ کو لکھا کہ ان علاقوں کی عوام عمرو بن لیث سے بہت تنگ ہے خلیفہ نے خط کے جواب میں لکھا کہ اس کی آمدنیاں اور اموال پر قبضہ کرلیا جائے چنانچہ قبضہ کرلیا گیا۔

عمرو بن لیث کی کایا پلٹ گئی حالانکہ اس سے پہلے اس کے جیل کے باورچی خانے کا سامان چھ سو اونٹوں پر لدا ہوتا تھا اور اس سے عجیب بات یہ ہے کہ گرفتاری کے وقت عمرو بن لیث کے ساتھ پچاس ہزار جنگجو تھے لیکن کسی کو کچھ نہیں کہا گیا اور نہ کسی کو گرفتار کیا گیا۔ اصل میں لالچی انسان کا انجام یہ ہی ہوتا ہے اور لالچ ہی نے اس کو اس مقام تک پہنچایا اور یہ تو ضرورت سے زیادہ طلب دنیا اور لالچی شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا پہلے سے قانون چلا آرہا ہے۔

**حبشی سے بڑے فسادی، قرامطہ کے سردار ابوسعید جنابی کا ظہور** ...... اس کا ظہور اسی سال جمادی الاخریٰ میں بصرہ کے نواحی علاقہ میں ہوا کچھ دیہاتی قسم کے لوگ اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور اس کا دبدبہ چھا گیا اپنے اردگرد کے کافی دیہاتوں کے لوگوں کو اس نے قتل کر دیا پھر بصرہ کے قریب قطیف علاقے میں اس نے داخل ہونے کا ارادہ کیا اس موقع پر خلیفہ معتضد نے وہاں کے نائب حاکم کو اس کی چار دیواری قائم کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے چار ہزار دینار خرچ کر کے اس کی چار دیواری بنوائی جس کی وجہ سے ابوسعید اور اس کے ساتھی قطیف میں داخل نہ ہو سکے۔

اس کے بعد ابوسعید جنابی اور اس کے ساتھیوں نے ہجر اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر قبضہ کر کے وہاں پر بڑا فساد برپا کیا اصل میں یہ شخص غلوں کا دلال تھا اور لوگوں کو سامان کی قیمتیں بتاتا تھا انہی دنوں ۲۱۸ھ میں ایک شخص یحییٰ بن مہدی کا ظہور ہوا قطیف کے عوام نے لوگوں کو مہدی کی بیعت کی دعوت دی تو ایک شخص علاء بن علاء بن حمدان الزیادی نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی قطیف کے شیعوں نے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کی انہی میں سے ابوسعید جنابی بھی تھا پھر رفتہ رفتہ اس کی قوت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور قرامطہ وغیرہ بھی اس کے ساتھ مل گئے حتیٰ کہ یہ ان کا امیر بن گیا اور ان پر اس کا حکم چلنے لگا اصل میں یہ جنابہ نامی شہر کا باشندہ تھا اس کا اور اس کے ساتھیوں کا باقی تذکرہ انشاء اللہ عنقریب آئے گا۔

یہ واقعہ اس سال کا بہت اہم واقعہ ہے پھر اس کی سند سے یہ واقعہ بھی ذکر کیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف، پانچ سو دینار مہر کا دعویٰ کیا شوہر نے انکار کر دیا تو وہ عورت اپنے موافق گواہ لے آئی لیکن گواہوں نے کہا کہ پہلے تم اپنے چہرے سے نقاب اٹھاؤ تاکہ ہم تمہارا چہرہ دیکھ کر گواہی دیں کہ تم واقعی اس کی عورت ہو اور وہ اس پر مصر ہو گئے شوہر نے ان کے اصرار کو دیکھ کر کہا کہ تمہیں اس کا چہرہ دیکھنے اور میرے خلاف گواہی دینے کی ضرورت نہیں ہے میں اس کے دعویٰ کا اقرار کرتا ہوں عورت نے جب دیکھا کہ اب بھی شوہر میرا ہمدرد ہے تو اس نے کہا کہ میں اب تمہیں دنیا و آخرت سے بری کرتی ہوں۔

(۱) ...... احمد بن عیسیٰ ابوسعید الخراز جن کا شیخ ذہبی نے تذکرہ کیا ہے کی وفات اسی سال ہوئی۔ ابن الجوزی نے کہا کہ ان کی وفات

۲۷۷ھ میں ہوئی۔

اسی سال وفات پانے والوں میں اسحاق بن محمد بن احمد بن ابان بھی ہیں ان کی کنیت ابو یعقوب النخعی الاحمر ہے شیعوں کا فرقہ اسحاقیہ انہی کی طرف منسوب ہے ابن النوبختی، خطیب ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ یہ حضرت علی کی خدائی کا معتقد تھا پھر وہ خدائی ان سے حسن ان سے حسین کی طرف منتقل ہوئی جس کا ظہور ہر وقت ہوتا رہتا ہے اور قبیلہ حمراء کے لوگوں نے اس کی اتباع کی۔

اس کو احمر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کو برص کی بیماری لگ گئی تھی تو یہ اپنے چہرے پر رنگ ملتا تھا تا کہ رنگت تبدیل ہو جائے تو بختی نے اس کے علاوہ بھی اس کی بہت سی کفریہ باتیں نقل کی ہیں امام مازنی وغیرہ نے بھی اس کے واقعات اور مزاحیہ باتیں نقل کی ہیں شاید ہی دنیا میں کوئی ایسا شخص ہوگا کہ جس کا تذکرہ بغیر برائی کے کیا ہی نہ جاتا ہو۔

بقی بن مخلد بن یزید ابو عبدالرحمٰن اندلسی الحافظ کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کا تعلق علماء مغرب سے ہے تفسیر، مسند، سنن و آثار میں ان کی تصنیف کردہ کتابیں ہیں۔ ابن حزم نے ان کی تفسیر کو تفسیر ابن جریر پر اور مسند احمد اور مصنف بن ابی شیبہ پر ترجیح دی ہے لیکن یہ بات قابل غور ہے اس لئے کہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کے حالات بیان کرتے ہوئے ان کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ قوت حافظہ اور اتقان کے مالک تھے اس کے ساتھ ساتھ یہ مستجاب الدعوات بھی تھے اور پچھتر سال کی عمر میں اسی سال ان کی وفات ہوئی اس سال وفات پانے والوں میں الحسن بن بشار بھی ہیں۔

**الحسن بن بشار**...... ان کی کنیت ابوعلی الخیاط ہے ابو بلال اشعری سے انہوں نے حدیثیں روایت کی ہیں ان سے ابو بکر الشافعی نے روایت حدیث کی۔ ثقات میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

یہ کسی بیماری میں مبتلا تھے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ لا کھاؤ اور لا کی مالش کرو انہوں نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ اس سے قرآن کی یہ آیت (**زيتونة لاشرقية ولاغربية**) (سورۃ النور الایۃ ۳۵) کی طرف اشارہ ہے چنانچہ انہوں نے کھانے پینے میں زیتون تیل کا استعمال شروع کر دیا پھر اس کے کھانے سے بیماری سے انہیں نجات ملی۔

محمد بن ابراہیم ابو جعفر الانماطی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ یہ مربع سے مشہور اور یحییٰ بن معین کے شاگرد ہیں یہ ثقہ تھے اور ان کا حافظہ تیز تھا۔

عبدالرحیم الدورقی، محمد بن واضح المصنف، علی بن عبدالعزیز البغوی (جن کی مسند ہے) کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ محمد بن یونس کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

**محمد بن یونس کے حالات**...... یہ ابن یونس بن سلیمان بن عبید بن ربیع بن کریم ابو العباس القرشی البصری الکریمی ہیں یہ نوح بن عبادہ کی اہلیہ کے بیٹے ہیں ان کا سن پیدائش ۱۸۳ھ ہے انہوں نے عبداللہ بن داؤد الخریبی، محمد بن عبداللہ انصاری، ابو داؤد الطیالسی، اصمعی اور دیگر لوگوں سے حدیث سنی پھر ان سے ابن سماک، النجار، ابو بکر بن مالک القطیعی نے حدیثیں روایت کی۔ ابو بکر بن مالک القطیعی ان سے روایت کرنے والے دنیا میں آخری انسان ہیں۔ یہ قوت حافظہ کے مالک اور غریب حدیث بہت زیادہ بیان کرنے والے تھے اسی وجہ سے ناقدین نے ان کے بارے میں چہ میگویاں کی ہیں جس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں بیان کر دی ہے۔

اسی سال ۱۵ جمادی الاخریٰ نماز جمعہ سے پہلے ان کا انتقال ہوا ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی اور قاضی یوسف بن یعقوب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی یعقوب بن اسحاق بن نخبہ ابو یوسف الواسطی کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔ انہوں نے یزید بن ہارون سے سماعت حدیث کی پھر بغداد آ کر چار حدیثیں بیان کیں اور باقیوں کے بارے میں کل کا وعدہ کیا لیکن کل آنے سے قبل رات ہی کو ۱۱۲ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ابو عبادہ البحتری کی وفات بھی اسی سال ہوئی امام ذہبی کی رائے یہ ہے اور ابن الجوزی کے قول کے مطابق ۲۸۳ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

## واقعات ۲۸۷ھ

اس سال ابوسعید جنابی کے ساتھی قرامطہ نے ہجر کے علاقوں میں زبردست ہنگامے برپا کئے لوگوں کو قتل کر دیا کچھ کو گرفتار کرلیا اور فساد برپا کئے رکھا۔ خلیفہ نے عباس بن عمرو الغنوی کی ماتحتی میں ایک مضبوط لشکر تیار کر کے ابوسعید سے مقابلہ کرنے کے لئے یمن اور بحرین کی طرف بھیج دیا العباس کے ساتھ دس ہزار لڑاکا نوجوان بھی تھے چنانچہ دونوں میں مقابلہ ہوا ابوسعید نے سب کو گرفتار کر کے سوائے امیر کے تمام کو قتل کر دیا یہ بڑا عجیب واقعہ تھا اور عمرو بن لیث کے واقعہ کے برخلاف تھا کیونکہ اس واقعہ میں پچاس ہزار میں سے صرف عمرو بن لیث کو گرفتار کیا گیا تھا اور اس واقعہ میں صرف امیر بچا تھا۔

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ گرفتار شدگان کو جب ابوسعید کے سامنے ایک ایک کر کے قتل کیا جارہا تھا تو ابوالعباس وہاں کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا پھر ابوالعباس کو کافی دور لے جا کر چھوڑ دیا گیا اور اس سے کہا کہ اپنے خلیفہ کے پاس جا کر یہ سارا چشم دید واقعہ بیان کر دینا یہ واقعہ اسی سال شعبان کے مہینے میں ہوا۔

اس واقعہ کے بعد لوگ بہت پریشان ہو گئے حتیٰ کہ بصرہ والوں نے تو نقل مکانی کا ارادہ کرلیا لیکن وہاں کے نائب حاکم نے انہیں منع کر دیا۔

اس سال رومیوں نے طرطوس کے علاقے پر قبضہ کرلیا کیونکہ گزشتہ سال اس کے نائب حاکم ابن الخشیہ کا انتقال ہو گیا تھا اور اس کی جگہ ثغر کے علاقہ کا ابوثابت کو حاکم مقرر کیا گیا تھا تو رومیوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر لشکر جمع کرلیا چنانچہ ابوثابت نے ان کا مقابلہ کیا بالآخر رومیوں کو فتح ہوئی اور انہوں نے ابوثابت کو ان کے لشکر سمیت گرفتار کرلیا جس کی وجہ سے ثغر کے لوگوں نے ابن الاعرابی کو اپنا حاکم مقرر کرلیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الثانی میں پیش آیا۔

اسی سال محمد بن زید علوی طبرستان، دیلم کے امیر کو قتل کر دیا گیا کیونکہ اسماعیل السامانی نے جب عمرو بن لیث کو شکست دی تو محمد بن زید نے سوچا کہ اسماعیل اپنے علاقے سے آگے نہیں بڑھے گا اور خراسان اس وقت خالی ہے لہٰذا وہ خراسان کے ارادہ سے نکلا لیکن اسماعیل اس سے پہلے ہی خراسان پہنچ گیا اور محمد بن زید کو خط لکھا کہ اپنے علاقے تک محدود رہ لیکن وہ نہیں مانا مجبوراً اسماعیل نے رافع بن ہرثمہ کے نائب محمد بن ہارون کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ کر دیا چنانچہ دونوں کا مقابلہ ہوا محمد بن ہارون دھوکہ دے کر بھاگا محمد بن زید کے لشکر نے اس کا تعاقب کیا اس نے پلٹ کر ان پر سخت حملہ کر کے انہیں شکست دے دی اور ان کا سامان لوٹ لیا اس موقع پر محمد بن زید شدید زخمی ہو گیا بالآخر چند روز بعد وہی اس کی موت کا سبب بنا۔

اس جنگ میں محمد بن زید کے لڑکے کو بھی گرفتار کر کے اسماعیل بن احمد کے پاس بھیج دیا اس نے اس کا اکرام کیا اور اسے قیمتی انعامات سے نوازا محمد بن زید علوی بڑا دیندار شخص تھا لوگوں کے ساتھ بڑے حسن سلوک کے ساتھ پیش آتا تھا لیکن یہ شیعیت کی طرف مائل تھا۔

ایک دن دو شخص ان کے پاس جھگڑا لے کر آئے ان میں سے ایک کا نام معاویہ اور دوسرے کا نام علی تھا محمد بن زید نے کہا کہ ظاہر ہے فیصلہ تو علی کے حق میں ہوگا معاویہ نے کہا کہ اے امیر ہمارے ناموں سے دھوکہ نہ کھا کیونکہ میرا والد کبار شیعوں میں سے تھا ہمارے شہر میں اہل سنت کی دلجوئی کی خاطر میرا نام معاویہ رکھا گیا اور اس کا والد پکا ناصبی تھا تمہاری وجہ سے اس کا نام علی رکھا گیا اس کی حاضر جوابی سے محمد بن زید بڑا خوش ہوا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کیا۔

ابن الاثیر نے اپنی کامل میں کہا ہے کہ اس سال وفات پانے والوں میں اسحاق بن یعقوب بن عمر بن خطاب العدوی عدی ربیعہ بھی ہیں یہ جزیرہ میں دیار ربیعہ کے حاکم تھے پھر ان کی جگہ عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معتمر کو حاکم بنادیا گیا ابوعبدقاسم بن سلام کے شاگرد علی بن عبدالعزیز البغوی کا انتقال بھی اسی سال ہوا مہدی بن احمد بن مہدی الازدی الموصلی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ خواص میں سے تھے۔

انہوں نے اور ابوالفرج بن جوزی نے ذکر کیا ہے کہ خمارویہ بن احمد بن طولون کی لڑکی معتضد کی بیوی قطر الندیٰ کی وفات بھی اسی سال ہوئی ابن الجوزی نے کہا ہے کہ اسی سال سات رجب کو ہوئی اور رصافہ کے قلعے میں اس کی تدفین ہوئی۔

یعقوب بن یوسف بن ایوب ابوبکر المطوعی نے بھی اسی سال وفات پائی انہوں نے احمد بن حنبل، علی بن المدینی سے سماعت حدیث کی ان

سے نجاد اور خلد نے روایت کی۔ یہ یومیہ اکیس یا اکتالیس ہزار بار سورۃ اخلاص کا وظیفہ کرتے تھے۔

صاحب کتاب کا قول ہے کہ اس سال وفات پانے والوں میں السنۃ اور دیگر مصنفات والے ابو بکر بن عاصم بھی ہیں۔

**ابوبکر بن ابی عاصم کے حالات**...... یہ احمد بن عمرو بن ابی عاصم الضحاک ابن النبیل ہیں فن حدیث میں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں ان میں سے ایک احادیث الصفات علیٰ طریق السلف بھی ہے یہ حافظ حدیث تھے صالح بن احمد کے بعد اصبہان کے قاضی بنے حصول حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز کے اسفار کئے ابوتراب نخشبی وغیرہ کی صحبت میں رہے۔

ان کی کرامت کا ایک عجیب قصہ ہے کہ ایک مرتبہ ان کے ساتھ دو بزرگ سفر میں تھے چلتے چلتے ایک سفید ٹیلے پر پہنچے تو انہوں نے اس ریت کے ٹیلے کو بوسہ دے کر اللہ کے حضور دعا کی کہ آج کے دن ہمیں سفید حلوہ عطاء کر دے چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ایک دیہاتی نے سفید حلوہ لا کر ان کی خدمت میں پیش کر دیا پھر انہوں نے اسے کھایا۔

ان کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں حالت نماز میں دیکھا نماز سے فراغت کے بعد ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ مؤانست کا معاملہ فرما کر میری وحشت کو دور کر دیا۔

## واقعات ۲۸۸ھ

اس سال چند آفات کا ظہور ہوا۔

(۱)...... رومیوں نے ایک لشکر جرار کے ساتھ خشکی اور دریائی رستوں سے رقہ کے لوگوں پر حملہ کر کے کافی لوگوں کو قتل کر دیا اور پندرہ ہزار بچوں کو گرفتار کر لیا۔

(۲)...... آذربائیجان کے علاقوں میں اتنی سخت وبا پھیلی کہ اس کی وجہ سے اموات اتنی کثرت سے ہوئیں کہ مردوں کو دفن کرنے والا کوئی نہیں ملتا تھا چنانچہ مردوں کو بلا دفن سڑکوں پر چھوڑ دیا۔

(۳)...... اردبیل کے علاقوں میں وقت عصر سے تہائی رات تک سخت آندھی چلی پھر سخت ترین زلزلہ آیا اور چند روز تک یہی کیفیت رہی جس کی وجہ سے عمارتیں گر گئیں اور بعض زمین میں دھنس گئیں اس کی وجہ سے ڈیڑھ لاکھ افراد ہلاک ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۴)...... قرامطہ بصرہ کے بالکل قریب پہنچ گئے جس کی وجہ سے بصرہ کے عوام خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے نقل مکانی کا ارادہ کر لیا لیکن بصرہ کے نائب حاکم نے انہیں منع کر دیا۔

**خواص کی وفات**...... اس سال خواص میں بشر بن موسیٰ بن صالح ابوعلی الاسدی کی وفات ہوئی۔

**بشر بن موسیٰ بن صالح ابوعلی الاسدی کے حالات**...... ان کا سن پیدائش ۱۹۰ھ ہے انہوں نے صرف ایک حدیث سن کر اکثر احادیث ہودہ بن خلیفہ، حسن بن موسیٰ الاشیب، ابی نعیم علی بن جعد اصمعی وغیرہ سے سنی پھر ان سے ابن المناد، ابن مخلد، ابن صاعد، النجار، ابوعمر الزاہد، الخلدی، السلمی، ابوبکر شافعی ابن الصواف وغیرہ نے روایت کی یہ ثقہ امین، قوت حافظہ کے مالک تھے اور اشراف میں سے تھے امام احمد ان کا بڑا اکرام فرماتے تھے ان کے اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

میں کمزور ہو گیا ہوں اس لئے کہ اسی سال سے زیادہ عمر والا شخص کمزور ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس قیدی کی طرح چلتا ہے جس کے
پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہوں اس کے پاؤں میں بیڑی ہونے کی وجہ سے اس کے قدم قریب قریب پڑتے ہیں۔

ثابت بن قرۃ بن ہارون جن کو ابن زہرون بن ثابت بن کرام بن ابراہیم الصابی الفیلسوف الحرائی بھی کہا جاتا ہے کی وفات بھی اسی سال ہوئی

ان کی کافی تعداد میں کتابیں ہیں ان میں سے ایک کتاب اقلیدس بھی ہے جسے حسنین بن اسحاق العبادی نے عربی زبان میں منتقل کیا ہے یہ اصل میں صوفی منش آدمی تھے پھر اسے ترک کر کے علم الاوائل میں لگ گئے اور اس میں بہت اونچا مقام حاصل کیا۔

اس کے بعد یہ بغداد آ گئے وہاں ان کی بڑی شہرت ہوئی اور نجومیوں کے ساتھ ان کا خلیفہ کے پاس آنا جانا لگا رہتا تھا لیکن انہوں نے اپنا مسلک تبدیل نہیں کیا۔

اسی طرح ان کے پوتے ثابت بن سنان نے ایک عمدہ کتاب تاریخ پر لکھی جو بڑی مشہور ہوئی اور وہ بہت زیادہ فصیح و بلیغ اور باکمال انسان تھے۔

اسی طرح ان کے چچا ابراہیم بن ثابت بن قرۃ بڑے عارف اور طبیب قسم کے شخص تھے قاضی ابن خلکان نے ان سب کے حالات بیان کئے ہیں۔

حسن بن عمرو بن جہم ابوالحسن الشیعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ منصور کی جماعت میں ہونے کی وجہ سے شیعہ تھے نہ کہ روافض میں ہونے کی وجہ سے انہوں نے علی بن مدینی سے روایت کی ہے اور بشر حافی سے کچھ باتیں نقل کی ہیں پھر ان سے عمر بن سماک نے حدیث روایت کی ہیں، عبیداللہ بن سلیمان بن وہب معتضد کے وزیر کا انتقال بھی اسی سال ہوا یہ معتضد کے مقربین میں سے تھا اور اس کو اس کی موت سے بڑا افسوس ہوا تھا اور اس کے لئے اس وقت یہ سب سے اہم ترین مسئلہ تھا کہ وزارت کے عہدہ پر کس کو مقرر کیا جائے بالآخر معتضد نے اپنا غم ہلکا کرنے کے لئے اس کے صاحبزادے قاسم بن عبیداللہ کو اس کی جگہ پر وزیر بنا دیا۔

ابوالاسم عثمان بن سعید بن بشار کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ کبار شافعیہ میں سے تھے اور انماطی سے مشہور تھے اور طبقات شافعیہ میں ہم نے ان کا ذکر کر دیا ہے۔

ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ابوموسیٰ الہاشمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ متواتر کافی سالوں تک موسم حج میں لوگوں کی امامت کرتے رہے انہوں نے حدیثیں سنیں پھر روایت کی اسی سال رمضان میں ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۲۸۹ھ

اسی سال قرامطہ نے کوفہ کے مضافات کی طرف پیش قدمی کی جواب میں کوفہ کے سرداروں نے ان کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے ان کے سردار ابوالفوارس کے ساتھ خلیفہ کے پاس بھیج دیا خلیفہ نے اس کو حاضر کر کے اس کے دانت اور ہاتھ نکال دیئے اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے پھر قتل کر کے بغداد میں اسے سولی پر لٹکا دیا۔

اسی سال قرامطہ نے ٹڈی دل لشکر کے ساتھ دمشق پر چڑھائی کر دی تو وہاں کے نائب حاکم طغج بن جف نے ان کا مقابلہ کیا لیکن انہوں نے متعدد بار اسے شکست دی جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کی حالت ابتر ہوگئی اور یہ سب کچھ یحییٰ بن ذکرویہ بن بھرویہ کی مرضی سے ہوا جس نے قرامطہ کے سامنے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے حالانکہ اس نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور اس نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ اس کے متبعین کی تعداد ایک لاکھ ہے اور یہ کہ اس کی اونٹنی منجانب اللہ مامور ہے جہاں بھی جائے گی اس علاقے والوں کو فتح ہوگی۔

اس کی یہ باتیں لوگوں میں مشہور ہوگئیں اور انہوں نے اسے شیخ کا لقب دے دیا اور بنی اصبغ کے کچھ لوگ اس کے متبع بن گئے جو فاطمین کے نام سے مشہور ہو گئے تب خلیفہ نے ان کے مقابلہ کے لئے لشکر جرار روانہ کیا لیکن اس لشکر کو بھی شکست ہوگئی۔

پھر انہوں نے رصافہ میں داخل ہو کر اس کی جامع مسجد کو آگ لگا دی اور جہاں بھی ان کا گزر ہوتا گیا وہاں کے لوگوں کو لوٹتے گئے اور ان کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ یہ لوگ دمشق میں داخل ہو گئے وہاں کے نائب حاکم نے ان کا مقابلہ کیا لیکن انہوں نے اسے شکست دے کر بہت سارے افراد قتل

کردیئے اور کافی مال لوٹ لیا انا للہ وانا الیہ راجعون انہی پریشان کن حالات میں خلیفہ معتضد باللہ کی وفات ہوگئی۔

**خلیفہ معتضد باللہ کے حالات**...... یہ احمد بن الامیر ابی احمد الموفق ہیں جن کا لقب ناصر الدین اللہ ہے ان کے والد کا نام محمد تھا بعض نے کہا کہ طلحہ بن جعفر المتوکل علی اللہ بن المعتصم بن ہارون تھا ان کی کنیت ابوالعباس المعتضد باللہ تھی ۲۴۲ھ یا ۲۴۳ھ میں پیدا ہوئے ان کی والدہ ام ولد تھیں یہ گندمی رنگ دبلے جسم درمیانہ قد والے تھے اور ان کے چہرے کے بالوں کی جڑیں سفید ہوگئی تھیں ڈاڑھی کے اگلے حصے میں ایک لانبی لکیر تھی ان کے سر کے بال بھی سفید تھے۔

۱۹ رجب بروز پیر ۲۷۹ھ کو یہ خلیفہ بنے عبداللہ بن وہب بن سلیمان کو اپنا وزیر بنایا اسماعیل بن اسحاق، یوسف بن یعقوب، ابن ابی الشوارب کو قاضی مقرر کیا۔

ان کے چچا معتمد کے دور میں خلافت کا معاملہ کمزور ہوگیا تھا جب یہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اسے از سرنو درست کیا اور اس کو خوب مضبوط کیا یہ بڑے بہادر اور باکمال انسان تھے، عقلمندی، جرائت سمجھ بوجھ کے اعتبار سے قریش کے نامور انسانوں میں سے تھے ان کے والد بھی ایسے ہی تھے۔

ابن الجوزی نے سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ خلیفہ معتضد ایک بار سفر کرتے ہوئے ایک دیہات میں ککڑی کے کھیت کے پاس سے گزرے تو اس کا مالک خلیفہ کو پکار پکار کر آواز دے رہا تھا خلیفہ نے اسے بلوا کر وجہ پوچھی اس نے کہا کہ آپ کے خادموں نے میرے کھیت سے زبردستی ککڑی توڑ لی ہیں خلیفہ نے کہا کہ تم ان کو پہچان لوگے اس نے کہا کہ ہاں تو خلیفہ نے اپنے غلاموں کو بلوا کر اس کے سامنے کردیا اس نے ان میں سے تین کو پہچان لیا خلیفہ نے ان کی گرفتاری کا حکم دے دیا صبح ہوئی تو لوگوں نے تینوں کو راستے کے چوراہے پر پھانسی پر لٹکا ہوا دیکھا لوگوں نے اسے پسند نہیں کیا اور خلیفہ کی برائی کرنا شروع کردی۔

کچھ روز کے بعد خلیفہ کے خواص نے مشورہ کیا کہ خلیفہ سے نرم لہجے میں اس واقع کی مذمت کی جائے چنانچہ ایک نمائندہ پکا ارادہ کر کے رات کے وقت خلیفہ کے پاس آیا خلیفہ اس کی بات سمجھ گیا خلیفہ نے کہا کہ مجھے تیری بات معلوم ہوگئی ہے اب اسے ظاہر کردے اس نے کہا کہ امن کی شرط کے ساتھ! خلیفہ نے کہا کہ منظور ہے اس نے کہا کہ عوام الناس یہ کہتے ہیں کہ آپ نے ان لوگوں کے قتل میں جلدی کی ہے اس وجہ سے وہ آپ کے اس فعل کو ناپسند کرتے ہیں کہ یہ ناحق کیا، خلیفہ نے جواب دیا کہ جب سے میں خلیفہ بنا ہوں آج تک میں نے کسی کو قتل نہیں کیا میں نے کہا کہ آپ نے احمد بن طیب کو کیوں قتل کیا جب کہ وہ آپ کا خادم بھی تھا اور اس سے کوئی بڑا جرم سرزد بھی نہیں ہوا تھا۔

خلیفہ نے کہا کہ کاش تم حقیقت حال سے باخبر ہوتے اس نے مجھے کفر اختیار کرنے کی دعوت دی تھی اس پر میں نے اسے کہا تھا میں صاحب شریعت کا چچازاد بھائی ہوں اور میں تو شریعت کو قائم کرنے والا ہوں تو کیا میں اسلام کو چھوڑ کر اس کے خاندان سے نکل جاؤں تو میں نے اسے کفر کے اختیار کرنے پر قتل کیا ہے۔

اس کے بعد میں نے خلیفہ سے ککڑی چوری کرنے والوں کے قتل کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ تینوں ککڑی چوری کرنے والے نہیں تھے بلکہ وہ تو ڈاکو اور چور تھے انہوں نے بہت سے لوگوں کا مال لوٹا اور بہت سوں کو قتل کیا اور اس جرم کی سزا قتل ہے تو میں نے انہیں جیل سے نکلوا کر قتل کرایا اور عوام الناس پر یہ ظاہر کیا کہ یہ ککڑی چوری کرنے والے ہیں تاکہ فوجی زمین پر فساد برپا کرنے اور لوگوں پر زیادتی کرنے اور انہیں تکلیف پہنچانے سے باز رہیں پھر خلیفہ نے جیل سے ککڑی چوری کرنے والوں کو نکلوایا اور ان سے توبہ کروا کر ان کو رہا کردیا اور انہیں کچھ خلعتیں عطا کر کے ان کے عہدوں پر بحال کردیا۔

ابن الجوزی نے بیان کیا کہ ایک روز خلیفہ معتضد بغداد سے چلا اور باب شماسیہ کے قریب ٹھہر گیا اور لشکر میں اعلان کرادیا کہ کوئی بھی شخص کسی باغ سے کوئی چیز نہ چوری کرے اتنے میں ایک حبشی کو لایا گیا جس نے کسی باغ سے کھجوروں کا خوشہ توڑا تھا خلیفہ نے اسے غور سے دیکھا اور اس کے قتل کا حکم دے دیا اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم یہ کہوگے کہ آپ علیہ السلام نے تو ایسی چیزوں کے بارے میں ہاتھ کاٹنے سے منع فرمایا اور آپ نے مزید ظلم کیا کہ اسے بھی قتل کرادیا۔

خلیفہ نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ یہ حبشی اس حبشی خبیث کے ساتھیوں میں سے ہے اور اس نے میرے والد کی حیات میں ان سے امان طلب کی تھی پھر امان ملنے کے بعد اس نے ایک مسلمان سے لڑائی کی تھی جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا پھر اس مسلمان کا انتقال بھی ہو گیا لیکن میرے والد نے حبشیوں کی دلجوئی کی وجہ سے اسے معاف کر دیا تھا لیکن میں نے اسی وقت تہیہ کر لیا تھا کہ جب بھی مجھے موقع ملے گا تو میں اسے قتل کروں گا تو آج سے بہتر کوئی موقع نہیں تھا۔

ابوبکر خطیب نے ذکر کیا ہے کہ ہمیں ابوالعباس بن سریج کے واسطہ سے یہ خبر ملی ہے کہ ایک روز اسماعیل بن اسحاق قاضی خلیفہ معتضد کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے پاس کچھ رومی خوبصورت نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں میں نے انہیں غور سے دیکھا اس وقت خلیفہ مجھے دیکھ رہا تھا پھر میں نے جانے کا ارادہ کیا تو خلیفہ نے مجھے اشارتاً منع کر دیا پھر جب وہ لڑکے چلے گئے تو خلیفہ نے میرے اطمینان کی خاطر کہا کہ واللہ آج تک میں نے کسی لڑکے سے بدفعلی نہیں کی۔

امام بیہقی نے حسان محمد کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ ابن سریج قاضی اسماعیل بن اسحاق ایک روز خلیفہ معتضد کی خدمت میں حاضر ہوا تو خلیفہ نے انہیں ایک کتاب دکھائی جس میں علماء کی کوتاہیاں اور لغزشیں جمع تھیں میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ تو کسی زندیق اور کافر ہی کا کام ہو سکتا ہے میں نے کہا کہ یہ ناممکن ہے اس لئے کہ جس عالم نے متعہ کو جائز قرار دیا ہے اس نے گانے کو حرام قرار دیا اور جس نے گانے کو حرام قرار دیا اس نے آلات لہولہب کو جائز قرار نہیں دیا اب اگر کوئی شخص علماء کی لغزشوں کو جمع کر کے خود ان میں مبتلا ہو وہ اپنا دین ہی برباد کرے گا کسی کا کیا نقصان کرے گا ان کی یہ باتیں سن کر خلیفہ نے اس کتاب کو جلانے کا حکم دے دیا۔

خطیب نے اپنی سند سے صافی الجرمی الخادم سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے خلیفہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ چلتے چلتے خلیفہ ایک گندے تباہ شدہ مکان کے پاس رک گئے وہاں پر ہم نے دیکھا کہ خلیفہ کا لڑکا جعفر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے پاس اس کے ہم عمر دس خوبصورت لڑکے بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے پاس انگور کے خوشوں سے بھرا ہوا ایک طبق بھی رکھا ہوا ہے حالانکہ وہ انگور کا موسم نہیں تھا وہ اس میں سے خود بھی انگور کھا رہا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی کھلا رہا ہے اتنے میں معتضد وہاں سے اٹھ کر ایک مکان کے کونے میں مغموم ہو کر بیٹھ گیا میں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین کیا بات ہے انہوں نے جواب دیا کہ افسوس ہو تجھ پر مجھے اس کے قتل کی وجہ سے جہنم کی آگ اور لوگوں کی طرف سے عار کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتا کیونکہ اس کے قتل ہی میں عوام الناس کی بہتری ہے میں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین اللہ آپ کی پریشانیوں کو دور فرمائے خلیفہ نے کہا کہ اے صافی اس لڑکے میں سخاوت کا جذبہ بہت زیادہ ہے جیسا کہ آپ نے ابھی دیکھ بھی لیا اور عام طور پر بچوں کی طبیعت سخاوت کو پسند نہیں کرتی اور عوام الناس میرے بعد میری اولاد کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنانے پر راضی نہیں ہوں گے۔ یقیناً میرے بعد مکتفی خلیفہ بنے گا لیکن وہ بھی اپنی بیماری کی وجہ سے زیادہ وقت زندہ نہیں رہے گا۔

پھر اس کے بعد لامحالہ یہی جعفر خلیفہ بنے گا یہ ان نوجوانوں سے محبت اور ان کی صحبت کی وجہ سے بیت المال کے اموال کو ضائع کر دے گا اور مسلمانوں کے امور خطرے میں پڑ جائیں گے اور ملکی سرحدیں کمزور ہو جائیں گی۔ فتنوں کا ظہور ہو گا لوٹ مار کثرت سے ہو گی اور خوارج اور شریر قسم کے لوگ زور پکڑیں گے صافی کہتے ہیں کہ خلیفہ کی کہی ہوئی باتوں کو میں نے ہو بہو ایک ایک کر کے پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔

ابن الجوزی نے معتضد کے بعض حکام کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک روز معتضد دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا اور ہم اس کی چارپائی کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے خلیفہ اچانک گھبرا کر اٹھا اور زور سے ہمیں آواز دی ہم فوراً حاضر ہو گئے اس نے کہا کہ فی الفور اسی وقت دریائے دجلہ جاؤ اور جو کشتی خالی نظر آئے اس کے ملاح کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ اور کشتی کو محفوظ جگہ چھوڑ آؤ۔

چنانچہ ہم بحکم خلیفہ جلدی سے دریائے دجلہ پہنچے ہم نے واقعی ایک خالی کشتی کو آتے دیکھا تو ہم نے فوراً اس کے ملاح کو پکڑ کر خلیفہ کے سامنے حاضر کر دیا ملاح خلیفہ کو دیکھتے ہی کانپنے لگا خلیفہ نے گرجدار آواز میں اسے پکارا اب تو اس کی جان نکلنے لگی خلیفہ نے کہا کہ اے ملعون جس عورت کو تو نے آج قتل کیا ہے اس کا صحیح صحیح واقعہ میرے سامنے بیان کر دے ورنہ تجھے میں قتل کر دوں گا وہ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا کہ اے

خلیفہ آج میں فلاں گھاٹ پر کشتی لے جار ہا تھا کہ ایک خوبصورت عورت پر میری نظر پڑ گئی جو عمدہ لباس سے مزین اور زیورات اور جواہرات سے مالا مال تھی اسے دیکھ کر اس پر میری طبیعت للچا گئی تو کسی طریقے سے میں نے اس پر قابو پا کر اس کا منہ باندھ کر اسے پانی میں غرق کر دیا اور جو زیورات وغیرہ اس نے پہنے ہوئے تھے ان سب پر قبضہ کر لیا اور میں نے سوچا کہ اگر یہ سارا سامان میں گھر لے گیا تو یہ بات لوگوں میں مشہور ہو جائے گی تو اب میں وہ سارا سامان لے کر واسط کی طرف جار ہا تھا تو مجھے یہ لوگ آپ کے پاس پکڑ کر لے آئے۔

خلیفہ نے پوچھا کہ وہ زیورات وغیرہ کہاں ہیں؟ اس نے کہا کہ کشتی کے وسطی تختوں کے نیچے ہے خلیفہ نے اس سامان کو حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ سامان بھی لایا گیا وہ بہت زیادہ مالی قیمت کے برابر زیورات تھے۔

پھر جہاں پر ملاح نے عورت کو قتل کیا تھا خلیفہ نے اسی جگہ پر ملاح کو غرق کرنے کا حکم دیا اور یہ اعلان کرایا کہ عورت کے وارثین آ کر عورت کے مال پر قبضہ کر لیں چنانچہ تین دن تک متواتر بغداد کے بازاروں میں یہ اعلان ہوتا رہا تین دن کے بعد عورت کے وارثین نے آ کر وہ سارے زیورات وغیرہ وصول کر لئے اور اس ملاح کو اس میں سے کچھ بھی نہ ملا۔

اس کے بعد خادمین نے خلیفہ سے سوال کیا کہ آپ کو اس واقعہ کے بارے میں کیسے علم ہوا۔اس پر خلیفہ نے کہا کہ میں نے اسی وقت خواب میں ایک سفید پوش، سفید ریش اور سفید بالوں والے بزرگ کو دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اے احمد خالی نظر آنے والی کشتی کے ملاح کو پکڑ اور اس سے عورت کے قتل اور اس کے زیورات کے بارے میں سوال کرو۔ پھر اس پر شرعی حد قائم کرو۔ خلیفہ نے کہا کہ پھر تم نے یہاں پر سارا پیش آنے والا منظر دیکھ لیا۔

جعیف السمر قندی خلیفہ کے دربان کہتے ہیں کہ ایک بار شکار کرنے کے لئے خلیفہ کے ساتھ جا رہا تھا چلتے چلتے میں اور خلیفہ لشکر سے الگ ہو گئے تو اچانک ہمیں اپنی طرف آتے ہوئے ایک شیر نظر آیا خلیفہ نے مجھے کہا کہ اے جعیف آج تمہیں اپنی جان کی خیریت معلوم ہوتی ہے میں نے عرض کیا کہ آج تو جان کا بچنا مشکل ہی ہے۔ پھر خلیفہ نے کہا کہ میں گھوڑے سے نیچے اترتا ہوں تم میرے گھوڑے کو قابو میں رکھنا میں نے کہا کہ ٹھیک ہے اس کے بعد خلیفہ نے گھوڑے سے اتر کر اپنے کپڑوں کو سمیٹا اور تلوار نیام سے نکال کر نیام کو میری طرف پھینک دیا پھر آہستہ آہستہ شیر کی طرف بڑھتا گیا حتیٰ کہ شیر نے ان پر حملہ کر دیا انہوں نے بھی شیر پر تلوار سے وار کر کے اس کا ہاتھ توڑ دیا۔ شیر اپنے ہاتھ کی فکر میں لگ گیا اتنے میں خلیفہ نے دوبارہ اس کی کمر پر وار کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جس کی وجہ سے شیر زمین پر گر پڑا خلیفہ نے اس کے خون سے تلوار صاف کر کے اسے نیام میں ڈالا پھر گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کی طرف چل پڑے۔

جعیف کہتے ہیں کہ خلیفہ کی وفات تک میں ان کے ساتھ رہا لیکن میں نے کسی سے یہ واقعہ نہیں سنا مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ خلیفہ نے اپنی بہادری کے اظہار یا اسے اہمیت نہ دینے یا مجھ پر عدم ناراضگی کی وجہ سے کہ میں نے اپنی جان کی فکر کی کس وجہ سے یہ واقعہ کسی کے سامنے بیان نہیں کیا۔

ابن عساکر نے ابن الحسن النوری سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک شراب سے بھری ہوئی کشتی کے پاس سے گزرے انہوں نے ملاح سے پوچھا کہ یہ شراب کس کی ہے؟ ملاح نے جواب دیا کہ خلیفہ کی ہے تو النوری اس کشتی میں سوار ہو گئے اور ایک مٹکے کے علاوہ شراب کے تمام مٹکے توڑ دیئے اس وقت ملاح زور زور سے چیخ رہا تھا جس کی وجہ سے پولیس وہاں پہنچ گئی اور اس نے نوری کو گرفتار کر کے خلیفہ کے سامنے پیش کر دیا خلیفہ نے سوال کیا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں محتسب ہوں خلیفہ نے کہا کہ تم کو کس نے محتسب بنایا اس نے جواب دیا کہ جس ذات نے آپ کو خلیفہ بنایا اسی نے مجھے محتسب بنایا خلیفہ نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس سے سوال کیا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا اس نے جواب دیا کہ آپ کے اس فائدہ کے پیش نظر کہ عذاب جہنم سے آپ محفوظ رہیں پھر کچھ دیر سکوت کر کے خلیفہ نے سوال کیا کہ ایک مٹکا شراب آپ نے کیوں چھوڑ دیا؟

اس نے جواب دیا کہ میں یہ کام خالص اللہ کی رضا کے لئے کر رہا تھا جب ایک مٹکا باقی رہ گیا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ لوگ تمہیں بڑی شاباش دینگے کہ تم نے خلیفہ وقت کے خلاف اتنا بڑا اقدام کیا اس بات کے پیدا ہوتے ہی میں نے یہ کام چھوڑ دیا اس کی یہ بات سن کر معتضد نے کہا کہ اب تم آزاد ہو جہاں جانا چاہتے ہو جاؤ اور آج کے بعد جہاں تمہیں کوئی برائی نظر آئے اسے روک دینا۔

النوری نے جواب دیا کہ آج کے بعد میں برائی کو دیکھ کر اسے نہیں روکوں گا اس لئے کہ اب تک تو میں یہ کام اللہ کی رضا کے لئے کر رہا تھا اور آج کے بعد آپ کے سپاہی کی حیثیت سے کروں گا۔

اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ تم اپنی کسی خواہش کا اظہار کرو انہوں نے کہا کہ سب سے بڑی میری خواہش یہ ہے کہ آپ مجھے صحیح سالم واپس جانے دیں خلیفہ نے کہا کہ میری طرف سے تم آزاد ہو چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر بصرہ کے کسی گمنام گوشہ میں زندگی بسر کرنے لگے اس خوف سے کہ کوئی شخص اپنا کام نکلوانے کے لئے انہیں خلیفہ کے پاس جانے پر مجبور نہ کرے پھر خلیفہ معتضد کی وفات کے بعد دوبارہ بغداد آ گئے۔

قاضی ابوالحسن محمد بن عبدالواحد الہاشمی نے ایک بڑے تاجر کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کسی بڑے حاکم پر میرا بہت زیادہ قرض تھا لیکن وہ ٹال مٹول سے کام لیتا تھا اور مجھے میرا حق نہیں دیتا تھا جب میں قرض کے سلسلے میں اس کے پاس جاتا تو وہ صاف صاف جواب دے دیتا بلکہ اپنے نوکروں کے ذریعے مجھے تنگ بھی کرتا تنگ آ کر میں نے ایک وزیر سے شکایت کی لیکن کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا پھر میں شکایت لے کر اعلیٰ حکام کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن انہوں نے بھی میرا مسئلہ حل نہ کیا اب میں بالکل مایوس ہو چکا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کس سے فریاد کروں۔

اچانک مجھے کسی نے کہا کہ تم فلاں درزی کے پاس کیوں نہیں جاتے جو فلاں مسجد کا امام بھی ہے میں نے کہا کہ بڑے بڑے حکام میرا کام نہ کر واسکے اور اس ظالم سے میرا حق نہ دلوا سکے یہ بے چارہ درزی کیا کرے گا اس نے کہا کہ جن جن کے پاس تم نے فریاد کی ہے ان سب سے زیادہ اس درزی کا اس ظالم پر رعب اور دبدبہ ہے۔ لہٰذا تم اس درزی کے پاس ضرور جاؤ انشاء اللہ تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

تاجر کہتا ہے کہ غیر یقینی کیفیت میں میں اس درزی کے پاس پہنچا اور میں نے اس کے سامنے اپنا مسئلہ بیان کیا وہ سنتے ہی فوراً مجھے لے کر اس ظالم کی طرف چلا وہ ظالم دیکھتے ہی فوراً کھڑا ہو گیا اور اس کا اعزاز و اکرام کیا اس درزی نے صرف اس کو اتنا کہا کہ یا تو اس کا حق دے دو وگرنہ میں اذان دے دوں گا اس نے یہ سنتے ہی فوراً میرا سارا قرض ادا کر دیا۔

تاجر کہتا ہے کہ مجھے اس درزی کی خستہ حالت اور پھٹے پرانے کپڑوں کے باوجود اس حاکم کے اس کے سامنے سرنگوں ہونے پر بڑا تعجب ہوا پھر میں نے اس کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کیا لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر میں اس قسم کے ہدیئے قبول کرتا تو بہت بڑا مالدار ہوتا پھر میں نے اپنے تعجب اور دلی کیفیت کا اس کے سامنے اظہار کر کے اس سے حقیقت حال کے بارے میں سوال کیا۔

اس نے جواب دیا کہ اصل میں ہمارے محلہ میں ایک خوبصورت نوجوان بڑے درجے کا ترکی حاکم رہتا تھا ایک روز اس کے سامنے ایک حسین و جمیل قیمتی لباس پہنے ہوئے ایک عورت گزری جو حمام سے نکل کر آئی تھی اور وہ ترکی حاکم شراب کے نشے میں مست تھا وہ عورت کو دیکھ کر اس کے ساتھ چمٹ گیا اور اسے زبردستی اپنے گھر میں داخل کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن عورت انکار کر رہی تھی اور زور زور سے پکار رہی تھی کہ اے میرے مسلمان بھائیو میں شادی شدہ ایک عورت ہوں یہ شخص میرے ساتھ برائی کرنا چاہتا ہے اور مجھے زبردستی اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے اور میرے شوہر نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ اگر غیر کے گھر میں رات گزری تو مجھے طلاق ہو جائے گی جس کی وجہ سے مجھے ایسی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا جو کبھی دور نہ ہو گی۔

درزی کہتا ہے کہ عورت کی فریاد سن کر میں کھڑا ہوا اور میں نے اس عورت کو اس ظالم کے پھندے سے آزاد کرانے کی کوشش کی لیکن اس نے مجھے لوہے کے ڈنڈے سے مار مار کر میرا سر زخمی کر دیا اور وہ عورت کو زبردستی گھر میں لے جانے میں کامیاب ہو گیا میں نے وہاں سے واپس آ کر اپنا سر دھویا اور اس کی پٹی کی اور عشاء کی نماز پڑھائی نماز کے بعد میں نے لوگوں سے کہا کہ اس ظالم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا اس سے تم باخبر ہو چکے ہو اب ہم دوبارہ مل کر چلیں اور عورت کو اس کے ظلم سے نجات دلائیں پھر ہم سب نے جا کر اس کے گھر پر حملہ کر دیا جس پر اس کے نوکروں نے ہمیں چھریوں اور ڈنڈوں سے مارا اور خاص طور پر مجھے تو اتنا مارا کہ میں لہولہان ہو گیا اور ہمیں انتہائی ذلت کے ساتھ اپنے گھر سے نکال دیا تو میں اپنے گھر کی طرف چلا لیکن تکلیف کی شدت کی وجہ سے مجھے راستے کا بھی پتہ نہیں چل رہا تھا بمشکل میں گھر پہنچا اور آرام کے لئے بستر پر لیٹا لیکن نیند نہ آئی اور میں اس فکر میں تھا کہ کسی طرح اس عورت کو اس کے گھر پہنچا دوں تا کہ اس پر طلاق واقع نہ ہو۔

اچانک مجھے خیال آیا کہ میں رات ہی کو اذان فجر دیدوں تا کہ وہ ظالم یہ سوچ کر کہ صبح ہو گئی ہے اس عورت کو چھوڑ دے اور وہ اپنے گھر پہنچ جائے چنانچہ میں اذان دینے کے لئے منارہ پر چڑھا اور میں اس ظالم کے گھر کے دروازہ کی طرف دیکھ رہا تھا اور اپنی قدیم عادت کے مطابق اذان سے پہلے بات کر رہا تھا تا کہ میں عورت کو نکلتے ہوئے دیکھوں پھر میں نے اذان دی لیکن وہ عورت اب تک نہیں نکلی پھر میں نے سوچا کہ اسی وقت فجر کی نماز کرا دوں تا کہ لوگوں کو صبح ہونے کا یقین ہو جائے اور ساتھ ساتھ میں اس عورت کے نکلنے کی طرف بھی دیکھ رہا تھا میں اسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ

اچانک شہسوار اور پیدل لوگوں کی جماعت آئی اور انہوں نے سوال کیا کہ ابھی اذان کس نے دی ہے میں نے یہ سوچ کر کہ یہ لوگ میری کچھ مدد کریں گے میں نے کہا کہ اذان میں نے دی ہے۔

یہ سن کر انہوں نے مجھے نیچے اترنے کا حکم دیا چنانچہ میں نیچے اترا انہوں نے مجھے کہا کہ اسی وقت خلیفہ نے آپ کو بلوایا ہے انہوں نے مجھے پکڑ کر فوراً خلیفہ کے سامنے حاضر کر دیا میں جیسے ہی خلیفہ کو خلافت کی نشست پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں کانپنے لگا اور میں بہت زیادہ گھبرا گیا خلیفہ نے مجھے قریب ہونے کا حکم دیا میں قریب ہو گیا پھر انہوں نے کہا کہ تسلی سے بیٹھو کسی چیز کا خوف مت کرو اور مسلسل مجھے تسلی دیتے رہے حتی کہ میرا خوف ختم ہوا اور مجھے اطمینان ہو گیا پھر خلیفہ نے پوچھا کہ تم نے ہی بے وقت اذان کہی میں نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین! انہوں نے دوبارہ سوال کیا کہ ابھی تک تو رات کا اکثر حصہ باقی ہے اتنی جلدی تم نے اذان کیوں دی اور تم نے اس کے ذریعے روزہ رکھنے والے نماز پڑھنے والے سفر کرنے والے کو دھوکے میں مبتلا کر دیا۔

میں نے عرض کیا اے امیر المومنین اگر آپ کی طرف سے جان بخشی کا وعدہ ہو تو میں اصل واقعہ سے آپ کو باخبر کر دوں انہوں نے وعدہ کر لیا پھر میں نے سارا واقعہ سنا دیا۔ جس کو سن کر خلیفہ غضب ناک ہو گیا اور حکم دیا کہ اسی وقت اس حاکم اور عورت کو جس حال میں بھی ہوں ان کو حاضر کروں چنانچہ فوراً انہیں حاضر کر دیا عورت کو تو اسی وقت کچھ با اعتماد عورتوں کے ساتھ اس کے شوہر کے پاس بھیج دیا اور ان سے کہہ دیا کہ اس کے شوہر سے کہہ دینا یہ عورت معذور اور بے قصور ہے اس لئے اس سے عفو اور نرمی کا معاملہ کریں پھر اس حاکم نوجوان ترکی سے پوچھا کہ بیت المال سے تیرا کتنا وظیفہ مقرر ہے اور اس وقت تیرے پاس کتنا مال کتنی باندیاں اور بیویاں ہیں؟ اس کے بتانے پر معلوم ہوا کہ مذکورہ چیزیں اس کے پاس وافر مقدار میں ہیں۔

خلیفہ نے اس سے کہا کہ تیرا ستیاناس ہو اللہ کی دی ہوئی اس قدر نعمتوں کے بعد بھی تو نے اللہ کی حرمت کی ہتک کی اور اس کی حدود سے تجاوز کیا اور خلیفہ کے خلاف تو نے اتنا بڑا اقدام کیا اور پھر مزید اس پر ظلم یہ کہ منع کرنے والے کی پٹائی کی اور اسے لہولہان کر دیا اور اس کی بے عزتی کی لیکن اس کے پاس ان باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔

خلیفہ نے اس کو ذلت کا لباس پہنوا کر اور پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں پھندا ڈلوا کر اس کی سخت پٹائی لگوائی اور پھر اسے دریا میں ڈلوا دیا یہ ہی اس کا آخری انجام ہوا۔

پھر پولیس والے کو حکم دیا کہ اس کے گھر میں موجود اموال سامان وغیرہ سب کو اپنی تحویل میں لے لیا جائے اور اس مرد صالح درزی کو کہا کہ جب بھی تم کبھی چھوٹی بڑی برائی دیکھو چاہے یہ پولیس والے ہی کریں تو مجھے باخبر کر دینا اگر ہماری ملاقات ہو سکے تو فبھا وگرنہ چاہے یہی وقت ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور وقت ہو اذان دے دینا۔

درزی نے اس تاجر سے کہا کہ خلیفہ کے خوف کی وجہ سے اب جب بھی میں اس کے ارکان میں سے کسی کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیتا ہوں تو وہ فوراً اس پر عمل پیرا ہوتا ہے لیکن اس واقعہ کے بعد اب تک مجھے اس قسم کی اذان دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

معتضد کے وزیر عبید اللہ بن سلیمان نے بیان کیا ہے کہ میں ایک روز خلیفہ معتضد کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک خادم ہاتھ کے پنکھے کے ذریعے اس کے سر سے مکھیاں اڑا رہا تھا اچانک اس خادم کا ہاتھ خلیفہ کی ٹوپی پر لگا جس کی وجہ سے وہ ٹوپی اس خلیفہ کے سر سے گر گئی وزیر کہتا ہے کہ میں بہت خوف زدہ ہو گیا اور مجھے اس خادم کی جان کا خطرہ ہوا لیکن خلیفہ نے اس کی طرف توجہ نہیں دی بلکہ ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھ لی پھر کسی خادم سے کہا کہ اس مکھی اڑانے والے کو کہو کہ وہ جا کر آرام کر لے کیوں کہ وہ تھک گیا ہے اور پنکھا جھولنے والوں کی تعداد میں اضافہ کر دو۔

وزیر نے کہا کہ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور خلیفہ کی بردباری پر اس کی تعریف کی اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ اس خادم سے غلطی قصداً نہیں ہوئی بلکہ خطاء ہو گئی ہے اور سزا جان بوجھ کر جرم کرنے والے کو دی جاتی ہے خطاً یا سہواً جرم کرنے والے کو سزا نہیں دی جاتی۔

معتضد کے دربان جیف سمرقندی کہتے ہیں کہ جب خلیفہ کو اس کے وزیر عبید اللہ بن سلیمان کے قتل کی خبر ملی تو اس نے طویل سجدہ کیا ہم نے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کیا حالانکہ عبید اللہ تو آپ کا خادم تھا اور خیر خواہ تھا خلیفہ نے کہا کہ میں نے شکر کے طور پر سجدہ کیا کہ میں نے اس کی زندگی میں نہ تو اسے معزول کیا اور نہ اسے کوئی تکلیف دی اور سلیمان بڑی مضبوط رائے اور ذی تجربہ کار تھا اس لئے خلیفہ نے اس کی جگہ احمد بن محمد بن فراد کو وزیر بنانے

کا ارادہ کیا لیکن خلیفہ کے سپہ سالار بدر نے اس کو منع کر کے قاسم بن عبیداللہ کو وزیر بنانے کا مشورہ دیا اور اصرار کر کے خلیفہ کو اس پر راضی بھی کر لیا چنانچہ خلیفہ نے اسے اس کے والد کی تعزیت کرنے اور وزارت کی خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا لیکن قاسم بن عبیداللہ مکتفی کی خلافت اور بدر کے قتل تک ہی وزیر رہ سکا اس لئے کہ معتضد نے اپنی فراست اور دور اندیشی کی بناء پر پہلے ہی بدر اور قاسم کے درمیان عداوت کو بھانپ لیا تھا۔

ایک روز معتضد کے پاس کچھ مجرمین کا فیصلہ آیا تو اس نے ان کے بارے میں وزیر سے مشورہ کیا تو اس نے بعض کو سولی دینے اور بعض کو جلانے کا مشورہ دیا خلیفہ نے کہا کہ تو سخت مشورہ دے کر میرے غصے کی آگ کو ٹھنڈا کر رہا ہے اور خلیفہ اس سے کہنے لگا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ لوگ خلیفہ کے پاس اللہ کی امانت ہیں اور روز قیامت اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا اس وجہ سے خلیفہ نے وزیر کے مشورہ پر عمل نہیں کیا۔

معتضد جب منصب خلافت پر فائز ہوا تھا اس وقت بیت المال بالکل خالی تھا اور حالات بہت خراب تھے اور عربوں نے شہروں میں فساد برپا کیا ہوا تھا لیکن خلیفہ کی اس نیک نیتی اور حسن انتظام کی بناء پر بیت المال مال سے مالا مال ہو گیا اور چاروں طرف امن وامان قائم ہو گیا۔

خلیفہ کے اپنی باندی کی وفات پر چند مرثیہ اشعار یہ ہیں:

اے میری محبوبہ تیرے بعد تیری جیسی کوئی محبوبہ نہیں ملی۔ تو میری آنکھ سے بے شک دور ہے لیکن دلی طور پر قریب ہے۔ تیری موت کے بعد لہو ولہب میں میرا کوئی حصہ نہیں رہا۔ اب تیری طرف سے میرا ہی دل رقیب ہے اگر چہ تم مجھ سے دور ہو۔ تمہاری موت کے بعد زندگی بالکل بے مزہ ہو کر رہ گئی ہے۔ کاش کہ تم کو تمہارے بعد میرے غم اور گریہ زاری کی خبر ہوتی۔ غم کے جلانے کی وجہ سے میرے دل کا پردہ شعلوں میں جل رہا ہے۔ اب امید نہیں ہے میرا دل کس وقت خوش ہوا گر چہ تم اسے خوش رہنے کا حکم دو۔ میرے آنسو میری مخالفت نہیں کرتے اور میرا صبر میری کوئی بات قبول نہیں کرتا۔ میں گھروں پر نہیں روتا لیکن ان میں رہنے والے ایک مکین پر روتا ہوں۔ اسے گم کر کے زمانہ نے مجھ سے خیانت کی ہے اور میں اس سے قبل مطمئن تھا۔ اس کی طرف سے میں نے اپنے دل کو رخصت کر دیا اس کے ساتھ ہی میرا دل مسافر بن کر چلا گیا۔

اس کے بیٹے معتز نے چند تعزیتی اشعار لکھ کر اس کے پاس بھیجے:

اے امام برحق آپ کی عمر دراز ہو آپ ہمیشہ صحیح وسالم رہیں۔ آپ ہی نے تو ہمیں نعمتوں پر شکر کی اور تکلیفوں پر صبر کی تعلیم دی ہے۔ پس گزشتہ مصیبت پر صبر کیجئے اس لئے کہ جو چیز پہلے خوشی کا سبب تھی اب وہ ثواب عظیم کا سبب بن گئی۔ ہم اس پر راضی ہیں کہ ہم مر جائیں اور آپ زندہ رہیں اس لئے کہ ہمارے نزدیک اس میں ہمارے لئے بہت بڑی خوشی ہے۔ اپنے آقا کو خوش کر کے دنیا سے گیا تو اس نے حقیقت میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور اس کی موت بہت عمدہ موت آئی۔

ابوالعباس عبداللہ بن معتز العباسی بن عمر المعتھد ایک حسینہ کی وفات پر مرثیہ کہتا ہے:

اے زمانے! تجھ پر افسوس ہے نہ تو نے کسی کو نہیں چھوڑا اور تو بدترین باپ ہے کہ تو خود ہی اپنی اولاد کو کھا ڈالا۔ استغفر اللہ! یہ میں نے کیا کہہ دیا بلکہ یہ تو سب کچھ تقدیر کے مطابق ہوا میں اللہ وحدہ لاشریک بے نیاز پر راضی ہوں۔ اے قبر کی سخت تاریکی میں رہنے والے۔ کہاں گئے وہ لشکر جن سے تم کینہ رکھتے تھے کہاں گئے وہ خزانے جن کو تم شمار بھی نہیں کر سکتے تھے؟ کہاں گئے وہ محلات جن کو جیسے مضبوط کرنا چاہتے تھے تو وہ مضبوط ہو جاتے اور سونے کی چمک دھمک سے وہ روشن ہو رہے تھے؟ لیکن اب وہ بے مرمت ہو گئے۔ کہاں گیا وہ تخت شاہی جسے تم نے رعب دار بنا رکھا تھا کہ انہیں دیکھنے والا کانپ اٹھتا تھا۔ انہوں نے تیز رفتار اونٹنیوں کو تھکا رکھا تھا جو طاقت میں اونٹ کے برابر تھی اور ان کے ہودجوں سے جھاگ اٹھتی تھی۔ کہاں گئے وہ دشمن جن کے پہلوانوں کو تم نے کمزور کر رکھا تھا۔ کہاں گئے وہ وفود جو برابر تمہارے دروازے پر پڑے رہتے تھے۔ کہاں گئے وہ افراد جو مراتب کے لحاظ سے تمہارے سامنے کھڑے رہتے تھے ان میں جو چلا گیا اور اس نے گناہ نہیں کیا تو وہ کامیاب ہو گیا۔ کہاں گئے وہ عمدہ گھوڑے جن کو تم نے خون سے رنگین کر رکھا تھا؟ ان بہادروں اور شیروں کو کمر پر اٹھائے پھرتے تھے۔ کہاں گئے وہ نیزے کمان اور کہاں گئی وہ تلواریں اور کہاں گئے وہ سیدھے تیر جو تمہارے نشانوں کے مطابق لگتے تھے چاہے وہ نشانہ دور کا ہو

یا قریب کا؟ وہ منجنیقیں کہاں گئیں جو سیلاب کی طرح جب کسی قلعہ کی کھڑی دیوار پر ماری جاتی تو وہ دیوار بیٹھ جاتی؟ وہ تمہارے عمدہ کام کہاں گئے جنہیں تم نت نئے انداز سے کرتے تھے اور تم یہ سوچتے بھی نہیں تھے کہ درگزر کرنا ہمیشہ نفع مند ہوا کرتا ہے۔ کہاں گئے وہ باغات جن کی نالیاں ہمیشہ بہا کرتی تھیں اور گانے والے پرندے ان میں رہتے تھے وہ ہرنیوں کی مانند دوشیزائیں خوشبو میں پھڑکتی ہوئیں کہاں گئیں جو کھینچتی پھرتی تھیں نئے نئے گوٹ لگے ہوئے جوڑوں کو بدن پر ڈال کر؟ وہ کھیل کے سامان کہاں گئے اور وہ شراب کہاں گئی جس کو تم نے یاقوت سے بنی ہوئی ایسی زرہ سمجھ رکھا تھا جس کے اوپر چاندی کی چادر ڈال دی گئی ہو؟ کہاں گیا تمہارا دشمنوں پر حملہ کرنا بنی العباس کی حکومت کی اصلاح کی غرض سے جب کہ اس میں فساد بھر رہا ہو۔ تم ہمیشہ مجبور کر دیا کرتے تھے ان میں سے ایک بہادر شیر کو اور تم چور کر کے رکھ دیتے تھے، سرکش، زبردست، ضدی دشمن کو۔ اب تم ایسے ہو گئے ہو کہ تمہاری ذات ونشان کچھ باقی نہیں رہا تم ایسے ہو گئے ہو کہ تم کچھ بھی نہیں تھے۔ جو نیکی انسان زندگی میں کرے اس کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا نہ انسان کو دوام نہ اس کی حکومت کو دوام۔

اس مرثیہ کو ابن عسا کر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔

ایک رات معتضد کے پاس اس کے دوست جمع تھے اور خوش گپیاں چل رہی تھیں جب مجلس برخاست ہوئی تو سب اپنی اپنی باندیوں کے پاس چلے گئے اور سب سو گئے اس کے بعد ایک خادم نے آ کر ان کو بیدار کیا اور کہا کہ خلیفہ کہہ رہا ہے کہ میری نیند اڑ گئی ہے۔ اور اس حالت میں ایک شعر ایسا بن گیا ہے کہ اس کا دوسرا نہیں بن رہا ہے تم میں سے جو بنائے گا اس کو انعام ملے گا وہ شعر یہ ہے:

رات کو جب ہم بیدار ہوئے کچھ خیال آنے کی وجہ سے تو ہم نے دیکھا کہ گھر چٹیل میدان ہے اور محبوب کی ملاقات بہت دور معلوم ہوتی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ سب لوگ اٹھ کر بیٹھ گئے اور دوسرا شعر بنانے کی سوچ میں لگ گئے پھر ان میں سے جلدی میں ایک ساتھی نے یہ شعر تیار کیا:

میں نے اپنی آنکھ سے کہا کہ نیند کی کیفیت پیدا کرو اور پھر سو جا کہ شاید رات کو محبوب کا خیال دوبارہ آ جائے۔

پھر جب وہ خادم شعر لے کر خلیفہ معتضد کے پاس گیا تو وہ خوش ہوا اور اسے قیمتی انعام سے نوازا۔

ایک روز معتضد کے مخصوص شعراء میں حسن بن منیر مازنی بصری کے اشعار بہت پسند آئے۔

افسوس ہے اس شخص پر جس نے میری نیند اچاٹ کر دی اور وہ دور رہا اور اس نے میرے دکھے دل کو اور بھی دکھا دیا گویا اس کی مہربانیوں سے سورج کا حسن جگ مگایا ہے یا اس کی آستین کی وجہ سے چودھویں کا چاند روشن ہوا اس کے چہرے میں ایسا بھولا پن اور سلتجیانہ انداز ہے کہ اس کی وجہ سے شریفوں کے دل سے اس کی برائیاں مٹ جاتی ہیں جہاں بھی وہ بات کرے۔

اسی سال ربیع الاول میں معتضد کی تکلیف بڑھ گئی تو بڑے بڑے سردار یونس الخادم جیسے معتضد کے وزیر قاسم بن عبید اللہ کے پاس جمع ہوئے اور تجدید بیعت کا اشارہ کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا بیعت مضبوط ہو گئی اور اس میں بہت سی مصلحتیں تھیں۔

معتضد نے بوقت وفات مندرجہ ذیل اشعار کہے:

زمانہ سے فائدہ حاصل کرلو اس لئے کہ تم باقی نہیں رہو گے اگر زمانے میں کوئی عمدگی ہے تو اسے لے لو اور گندگی چھوڑ دو۔ اور زمانہ پر بھروسہ مت کرو اس لئے کہ میں نے اسے امین سمجھا لیکن اس نے میرے لئے کوئی حال نہیں چھوڑا اور نہ میرے کسی حق کی رعایت کی۔ میں نے بڑے بڑے بہادروں کو قتل کیا اور کسی دشمن کو نہیں چھوڑا اور میں نے مخلوق پر کوئی تالہ نہیں چھوڑا۔ اور میں نے ملک کے ہر گھر سے مخالف کو نکال دیا مشرقی، مغربی جانب انہیں پسپا کر دیا۔ جب میں عزت و بلندی کے ستارہ کو پہنچا اور تمام مخلوق میرے سامنے سرنگوں ہو گئی، تو ہلاکت نے مجھے ایسا تیر مارا جس نے میری زندگی کی چنگاری بھی بجھا دی اور عنقریب مجھے قبر کے گڑھے میں ڈال دیا جائے گا۔ میرا جمع شدہ مال میرے کام نہیں آیا اور میں نے کسی بادشاہ کے پاس کچھ نہیں پایا لیکن اس کی محبت نے مجھے نرمی کے قریب کر دیا۔ میں نے بیوقوفی کی وجہ سے دین ودنیا دونوں کو برباد کر دیا ہے کوئی ایسا

انسان نہیں جو میری طرح بدقسمت ہو کر بستر پر پڑا ہو۔ کاش مجھے کوئی خبر دیدے کہ موت کے بعد مجھے اللہ کی رحمت کی طرف لے جایا جائے گا یا جہنم میں ڈالا جائے گا۔

ان کی وفات اسی سال ۲۲ ربیع الاول بروز پیر کو ہوئی ان کی عمر ۵۰ سال سے بھی کم تھی ان کی خلافت ۹ سال ۹ ماہ ۱۳ یوم رہی۔ نرینہ اولاد میں سے تین لڑکے علی مکتفی، جعفر المقتدر، ہارون اور مؤنث اولاد سے گیارہ یا سترہ لڑکیاں چھوڑیں۔ یہ فضول خرچ نہیں تھے اس وجہ سے بعض نے ان کو بخلاء میں سے اور بعض نے حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث میں ذکر کردہ خلفاء راشدین میں شمار کیا ہے واللہ اعلم۔

**مکتفی باللہ ابو احمد کی خلافت** [1] ...... یہ علی بن المعتضد باللہ ہیں اسی سال ربیع الاول میں ان کے والد کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی، خلفاء میں ان کے اور حضرت علی کے ماسواء کسی کا بھی نام علی نہیں تھا، حسن بن محمد علی بن ابی طالب، ہادی، مستکفی باللہ اور ان کے علاوہ کسی کی بھی ابو محمد کنیت نہیں تھی۔

جس وقت یہ منصب خلافت پر فائز ہوا تو اطراف ملک میں فتنے بہت زیادہ ہو گئے اور اسی سال رجب میں سخت زلزلہ آیا۔

اسی زمانے میں رمضان میں آفتاب طلوع ہونے تک ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے رہے۔

خلافت ملنے کے وقت یہ رقہ میں تھے وزیر اور ارکان دولت نے تحریری طور پر ان کو اطلاع دی خبر ملتے ہی یہ بغداد پہنچ گئے یہ ۸ جمادی الاولیٰ پیر کا دن تھا اسی دن عمرو بن لیث الصفار کے قتل کا حکم دیا جو ان کے والد کے قید خانے میں قید تھا ان کے والد نے جو جیل خانے بنوائے تھے ان سب کو ختم کر کے جامع مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

اسی دن خلیفہ کے وزیر قاسم بن عبید اللہ کو چھ خلعتیں اور ایک تلوار عطاء کی۔ بوقت خلافت ان کی عمر ۲۵ سال کچھ ماہ تھی۔

اسی سال قرامطہ نے زور پکڑا اور انہوں نے حاجیوں کو لوٹ لیا اور بعض نے اپنا نام امیر المؤمنین ظاہر کیا تب خلیفہ نے ان کے مقابلہ میں ایک لشکر جرار روانہ کیا جس نے بہت سا مال خرچ کر کے ان میں سے بعض کا خاتمہ کر دیا۔

اسی زمانے میں محمد بن ہارون نے اسماعیل بن احمد السامی کی اطاعت سے بغاوت کی جس کی وجہ سے ری والوں نے اسے قتل کر کے محمد بن زید الطالبی سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ کر لیا چنانچہ وہ ان کے پاس پہنچ گیا اور ان پر حاکم بن گیا جب اسماعیل بن احمد السامی کو اس کی خبر ملی تو وہ اس کے مقابلے میں نکلا اور اسے ذلیل و خوار کر کے وہاں سے بھگا دیا۔

ابن الجوزی نے منتظم میں لکھا ہے کہ اسی سال ۹ ذی الحجہ کو لوگوں نے موسم گرما میں گرمی کا لباس پہن کر نماز ادا کی اس کے بعد اتنی تیز ٹھنڈی ہوا چلی کہ لوگ آگ سے گرمی حاصل کرنے کے لئے مجبور ہو گئے اور انہوں نے سردی کا لباس پہنا اور سردی کی طرح پانی جم گیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ حمص شہر میں بھی اسی طرح ہوا اور بصرہ میں تیز ٹھنڈی ہوا چلی جس نے درختوں کو اکھیڑ کر رکھ دیا اور ایک علاقہ زمین میں دھنس گیا جس کے نیچے دب کر سات ہزار افراد ہلاک ہو گئے اور ابن الجوزی، ابن الاثیر کا قول ہے کہ اس سال بغداد میں بہت سے زلزلے آئے لیکن پھر صورت حال بہتر ہو گئی۔

اسی سال فضل بن عبداللہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال خواص کبار صوفیہ میں سے ابراہیم بن محمد بن ابراہیم کی وفات ہوئی ابن الاثیر کا قول ہے کہ یہ سری سقطی کے ساتھیوں میں سے تھے ان کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ ایک گھڑی اللہ کو یاد کرنا دنیا و مافیا سے بہتر ہے کے اور پر عمل پذیر تھے۔ احمد بن محمد المعتضد باللہ کی بھی اسی سال وفات ہوئی۔ یہ بدمزاج تھے اور کثرت جماع کی وجہ سے ان کا بدن خشک ہو گیا تھا اور حکماء ان کی اس بیماری کا جو علاج تجویز کرتے یہ اس کی مخالفت کرتے جس کی وجہ سے یہ ختم ہو گئے۔

**سپہ سالار بدر کا قتل** ...... قاسم بن عبید اللہ وزیر نے معتضد کے خاندان سے حکومت چھیننے کا تہیہ کر لیا تھا اور اس کے بارے میں اس نے بدر

(۱) تاریخ بغداد ۱۱/ ۳۱۶، ۳۱۸ تاریخ الخلفاء ۲۰۰، ۲۰۳ شذرات الذهب ۲۰۵/۳ النجوم الزاهرة ۱۸۳/۳

سے بھی مشورہ کیا تھا لیکن بدر نے اس سے انکار کردیا تھا پھر جب مکتفی خلیفہ بنا تو وزیر کو اپنے قتل کا خطرہ پیدا ہوگیا اس وجہ سے اس نے بدر کے بارے میں مکتفی کے کان بھرنے شروع کردیئے چنانچہ مکتفی نے بدر کی غیر موجودگی میں کسی شخص کو بھیج کر اس کے سارے اموال پر قبضہ کرلیا اور وزیر کے ذریعے اس کے پاس امان کا پیغام بھیجا جب بدر آ گیا تو کسی شخص کو اس کے قتل پر آمادہ کرلیا چنانچہ اسی سال ٦ رمضان جمعہ کے روز اسے قتل کر کے اس کا سر جسم سے الگ کر کے بقیہ اس کے جسم کا حصہ اس کے ورثاء کے حوالے کردیا اس کے گھر والے تابوت میں اسے بند کر کے مکہ لے گئے اور اس کی وصیت کے مطابق اسے وہیں دفن کردیا اور اس نے وفات سے پہلے اپنے تمام غلاموں کو آزاد کردیا اور بوقت قتل اس نے دو رکعت نماز پڑھی۔

حسین بن محمد بن عبدالرحمٰن بن فہم بن محرز بن ابراہیم الحافظ البغدادی کی وفات بھی اسی سال ہوئی انہوں نے خلف بن ہشام یحییٰ بن معین محمد بن سعد وغیرہ سے اور ان سے خطبی ، الطوماری وغیرہ نے حدیثیں سنیں یہ صرف اصرار پر حدیثیں سناتے تھے اور ان کو اخبار نسب شعرا اسماء الرجال میں بہت مہارت تھی فقہ میں مذہب عراقین کے متبع تھے امام دار قطنی نے ان کو ضعیف کہا ہے۔

سنن پر تاریخ لکھنے والے عمارہ ابن وثیمہ بن موسیٰ ابو رفاعہ الفارسی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ مصر میں پیدا ہوئے ابی صالح کاتب اللیث وغیرہ سے انہوں نے حدیث سنیں۔ امراء کبار میں سے ہارون بن اللیث الصفار کا انتقال بھی اسی سال ہوا مکتفی کے پہلی مرتبہ بغداد آنے کے موقع پر قید خانے میں انہیں قتل کیا گیا۔

## واقعات ۲۹۰ھ

اس سال یحییٰ بن ذکرویہ بن مہرویہ ابوقاسم الرمطی ( جو شیخ سے مشہور ہیں ) نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ رقہ کے اطراف میں فساد برپا کیا خلیفہ نے دس ہزار جنگجوؤں کا لشکر اس کے مقابلہ میں روانہ کیا۔

اسی زمانے میں خلیفہ سامرا میں اقامت کے ارادے سے بغداد سے روانہ ہوا لیکن اس کے وزیر نے اسے روک دیا چنانچہ وہ دوبارہ بغداد آ گیا۔

رواں سال ہی میں باب دمشق کے پاس یحییٰ بن ذکرویہ قتل کیا گیا اور ایک مغربی شخص نے آگ سے جھلاتے ہوئے نیزے سے اس پر حملہ کیا پھر وہ نیزہ لوگوں نے اس سے لے کر جلا دیا اور اس مغربی شخص کا تعلق مصریوں کے لشکر سے تھا۔

اسی سال اس کا بھائی حسین قرامطہ کا معاملہ لے کر کھڑا ہوا اور اس نے اپنا نام احمد کنیت ابوالعباس ، لقب امیر المؤمنین ظاہر کیا اور قرامطہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد حسین نے دمشق کا محاصرہ کرلیا اور اہل دمشق نے مال پر اس سے صلح کر لی پھر اس نے حمص کا رخ کیا اور اسے فتح کرلیا اور وہاں کے منبروں پر اس کا نام لیا جانے لگا پھر اس نے حماۃ ، معرۃ النعمان کا رخ کیا پس زبردستی اسے فتح کرلیا اور ان کے اموال اور ان کی عورتوں کو اپنے لئے حلال کرلیا اور جانوروں کو قتل کردیا اور بچوں کو مکاتب میں داخل کیا اور اپنے ساتھیوں کے لئے عورتوں کو حلال کردیا اور ایسا بھی ہوا کہ ایک عورت سے پوری جماعت نے جماع کیا اور جب اس کے یہاں بچے کی پیدائش ہوئی تو پوری جماعت نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔

اس لعین کے ان بدحالات سے تنگ آ کر شام والوں نے خلیفہ کو اس کی بابت خط لکھا خلیفہ نے اس کے مقابلے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ان پر اموال خرچ کئے اور وہ لشکر رمضان میں روانہ ہوا اور رقہ میں آ کر اس نے پڑاؤ ڈالا اور قرامطہ سے مقابلہ کے لئے چاروں طرف لشکر پھیلا دیا۔

یہ قرامطی اپنے ساتھیوں کو ان القاب سے خط لکھا کرتا تھا کہ یہ خط عبداللہ مہدی احمد بن عبداللہ المنصور کی طرف سے ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرنے والا اللہ کے امر کو قائم کرنے والا اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے والا اللہ کی کتاب کی طرف دعوت دینے والا اللہ کی حدود سے تجاوز نہ کرنے والا آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے پسندیدہ ہے اور وہ یہ بھی کہتا تھا کہ وہ اولاد علی و فاطمہ سے ہے حالانکہ وہ اپنے اس دعویٰ میں سو فیصد جھوٹا تھا اس لئے کہ وہ تو قریش کا سب سے بڑا دشمن پھر بنی ہاشم کا سب سے بڑا دشمن تھا اس نے قبیلہ بنی سلمہ میں داخل ہو کر سب کو قتل کردیا اور ان

کی عورتوں کو حلال کر لیا۔

اسی سال مظفر بن جناح کی جگہ ابو عامر احمد بن نصر کو حاکم بنایا گیا۔

اسی زمانے میں فضل بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خواص کی وفات**......اس سال خواص میں سے عبداللہ بن امام احمد بن حنبل کا انتقال ہوا۔

**امام احمد بن حنبل کے حالات** [1]...... یہ عبداللہ بن الامام احمد بن حنبل ابو عبدالرحمٰن الشیبانی ہے یہ بہت بڑے امام حافظ حدیث اپنے والد وغیرہ سے کثرت سے روایت کرنے والے ہیں۔

ابن المنادی کا قول ہے کہ ان کے والد سے زیادہ کوئی بھی روایت کرنے والا نہیں ہے انہوں نے اپنے والد سے تیس ہزار مسند اور ایک لاکھ بیس ہزار تفسیریں روایت کی ہیں ان میں سے بعض سن کر اور بعض کی اجازت حاصل کر کے روایت کی ہے ان میں سے بعض ناسخ بعض منسوخ بعض مقدم بعض مؤخر ہیں جن کا تعلق کتاب اللہ سے بھی ہے اور تاریخ سے بھی ہے حدیث سبعہ کرامات القراءِ مناسک الکبیر والصغیر، حدیث شیوخ ان کی تصنیفات سے ہیں۔

ابن المنادی نے یہ بھی کہا کہ ہم نے ہمیشہ اپنے شیوخ کو معرفت رجال، علل حدیث اسماء اور ان کی کنیتوں کے بارے میں احمد بن حنبل کی مہارت کا اقرار کرتے ہوئے دیکھا اور یہ کہ عراق وغیرہ میں ہمیشہ حدیث کی تلاش میں لگے رہتے تھے اور ہم نے اسلاف کو بھی ان کے بارے میں ان باتوں کا اقرار کرتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ بعض نے ان کی تعریف میں غلو سے کام لیا۔

بیماری کے وقت ان کی تدفین کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے صحیح سند سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ یہاں پر کوئی نبی مدفون ہیں لہذا مجھے یہیں دفن کیا جائے اور ایک نبی کے قریب دفن ہونا مجھے اپنے والد کے پاس دفن ہونے سے زیادہ پسند ہے۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں ستتر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی اور ان کے والد کی طرح ان کی نماز جنازہ میں بھی لوگوں کے جم غفیر نے شرکت کی ان کے بھتیجے نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور باب التبن نامی قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

عبداللہ بن احمد بن سعید ابو بکر الدباطی المروزی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ ابو تراب النخشبی کی صحبت میں رہے اور جنید نے ان کی بڑی تعریف کی ہے عمر بن ابراہیم ابو بکر الحافظ (جو ابوالاذان سے مشہور ہیں) کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ ثقہ اور ثبت تھے۔

محمد بن حسین بن فرج ابو میسرہ الہمدانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کی مسند کتاب ہے اور یہ مشہور ثقات اور مصنفین میں سے تھے۔ محمد بن عبداللہ ابو بکر الدقاق کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ بڑے عابد اور صوفیہ میں سے تھے، جنید سے انہوں نے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک روز شیطان کو خواب میں برہنہ دیکھا تو انہوں نے شیطان سے کہا کہ تجھے لوگوں سے شرم نہیں آتی اس نے کہا کہ یہ حقیقت میں انسان نہیں ہیں اگر یہ حقیقت میں انسان ہوتے تو میں ان کے ساتھ نہ کھیلتا جیسا کہ بچے گیند سے کھیلتے ہیں حقیقتاً جو لوگ انسان ہیں وہ ان کے علاوہ ہیں میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں اس نے کہا کہ وہ شونیزی مسجد میں ہیں جنہوں نے میرا دل کمزور اور میرا جسم لاغر کر دیا ہے اور میں جب بھی ان کو بھگانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اللہ کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے میں جلنے کے قریب ہو جاتا ہوں۔

جنید کہتے ہیں کہ میں نے بیدار ہو کر کپڑے تبدیل کئے اور میں اس مسجد کی طرف چلا وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ تین بزرگ چادر میں لپٹے ہوئے ہیں ان میں سے ایک میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اس خبیث کی بات سے دھوکہ مت کھانا اور اے جنید تم اتنے سارے ہو کر ہر کہی ہوئی بات کو قبول کر لیتے ہو ان تینوں بزرگوں کے نام یہ ہیں (۱) ابو بکر الدقاق (۲) ابوالحسین نوری (۳) محمد بن علی بن علویہ بن عبداللہ الجرجانی الفقیہ الشافعی امام مزنی کے شاگرد۔ ابن اثیر نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔

(۱) تاریخ بغداد ۹/ ۳۷۵، ۳۷۶ تذکرة الحفاظ ۳/ ۶۶۵، ۶۶۶ الجرح والتعدیل ۵/ ۷ عبد المؤلف ۲/ ۸۶ تهذيب التهذيب ۵/ ۱۴۱، ۱۴۳

# واقعات ۲۹۱ھ

اس سال قرامطہ اور خلیفہ کے لشکر کے درمیان سخت مقابلہ ہوا بالآخر قرامطہ کو شکست ہوئی اور ان کا سردار حسن بن زکرویہ گرفتار کرلیا گیا اور اسے ایک پوری جماعت کے ہمراہ خلیفہ کے پاس بھیج دیا اور مشہور ہاتھی پر سوار کر کے بغداد میں اسے داخل کیا گیا اور خلیفہ نے ایک بہت اونچی جگہ بنانے کا حکم دیا جس پر اسے بٹھایا گیا اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک ایک کو لا کر اس کے سامنے قتل کیا گیا اس عرصہ میں ان اس کے منہ میں ایک کھڑی لکڑی جو اس کے تالو سے مل رہی تھی رکھ دی گئی پھر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور اس کے جسم کو داغا گیا پھر اس کے باقی حصہ کو جلا دیا گیا۔

اور اس کا سر ایک لکڑی پر رکھ کر بغداد کے بازاروں میں گھمایا گیا یہ واقعہ ماہ ربیع الاول میں پیش آیا۔

اسی زمانہ میں ترکیوں نے ماوراء النھر کے شہروں کا رخ کیا مسلمانوں نے ان کو رات ٹھہرنے کی جگہ دی انہوں نے کافیوں کو قتل کر دیا اور کافیوں کو قیدی بنالیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا لوٹا دیا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی۔

(پارہ ۲۱ سورۃ احزاب آیت ۲۵)

رواں سال ہی میں بادشاہ نے دس بڑے جھنڈے تیار کئے اور ہر جھنڈے کے ساتھ دس ہزار فوجی روانہ کئے انہوں نے شہروں کے اطراف میں بڑی لوٹ مار مچائی ایک پوری مخلوق کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا۔

اسی زمانہ میں طرطوس کے نائب حاکم نے بلاد روم میں داخل ہو کر شہر انطاکیہ فتح کرلیا یہ ساحل سمندر پر قسطنطنیہ شہر کے برابر ایک بڑا شہر ہے اور پانچ ہزار قیدی مسلمانوں کو چھڑا لیا اور رومیوں کی ساٹھ کشتیوں پر قبضہ کرلیا اور کافی مال غنیمت حاصل کیا ایک مجاہد کے حصے میں ہزار دینار آئے۔

اسی سال فضل بن مالک ھاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال خواص میں سے احمد بن یحییٰ بن زید بن یسار کی وفات ہوئی۔

**احمد بن یحییٰ کے حالات** [1] ...... یہ احمد بن یحییٰ بن زید بن یسار ابو العباس الشیبانی ہیں ان کا لقب ثعلب ہے نحو اور لغت میں کوفیوں کے امام ہیں ان کا سن پیدائش ۲۰۰ ہے۔

انہوں نے محمد بن زید اعرابی، زبیر بن بکار، قواریری وغیرہ سے روائتیں لی ہیں پھر ان سے ابن الانباری، ابن عرفہ، ابو عمر، زاہد وغیرہ نے روایت حدیث کی۔ یہ ثقہ، با اعتماد تھے، دیندار، نیکی، صدق اور حافظہ میں مشہور تھے، ذکر کیا گیا ہے کہ قواریری سے انہوں نے ایک لاکھ احادیث سنی، اسی سال ۱۷ جمادی الاولی بروز ہفتہ ۹۱ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

ابن خلکان نے ان کی موت کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک روز یہ جامع مسجد سے ایک کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے نکلے اور ان کے کانوں کی سماعت ختم ہو چکی تھی چلتے چلتے ایک گھوڑے نے ان کو ٹکر ماری جس کی وجہ سے یہ گڑھے میں جا گرے اور ان کو دماغی طور پر چوٹ آئی اور ایک دن بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں سے کتاب الفصیح ہے جو صفحات کے اعتبار تو اگرچہ مختصر ہے لیکن کثیر فوائد پر مشتمل ہے اسی طرح کتاب المصون، اختلاف النحویین، معانی القرآن، کتاب القراءات، معانی الشعر و مایلحن فیہ العامتہ وغیرہ کتابیں بھی انھی کی ہیں یہ شاعر بھی تھے ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں۔

> جب تم نفس کی غذا بن گئے پھر تم نے اسے چھوڑ دیا تو اس کے بعد کب تک نفس زندہ رہے گا جس کی تم غذا بنے تھے۔ وہ نفس اسی قدر باقی رہے گا جس قدر گھاس پانی میں باقی رہتی ہے یا پانی کے مسلسل گرنے کے وقت اس کی آواز باقی رہتی ہے۔ تم کو میری طرف سے اس بات نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے کہ میں نے اسے انکار کے باوجود برداشت کرلیا ہے حالانکہ تمہاری

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/۶۶۶، ۸۶۶ تاریخ بغداد ۵/۲۰۴، ۲۱۲ النجوم الزاهرة ۳/۱۳۳ الوافي بالوفيات ۸/۲۴۳، ۲۴۵

طرف سے میرے نفس کو ایسی تکلیف پہنچی ہے جو اسے عنقریب ہلاک کر دے گی۔ اگر میرے نفس میں وہ سختی ہوتی جو سخت پتھر میں ہوتی ہے تو اسے ایک دھما کہ کے ساتھ گرا دیتا اور ان ہواؤں سے بھی جو تیز چلتی ہیں اور ان کے نشانات دیر تک باقی رہتے ہیں۔ اب صبر ہی بہتر ہے شاید اللہ تعالیٰ ہمیں جمع کر دے تو اس وقت میں تم سے ان غموں کی شکایت کروں گا جو تمہاری طرف سے پہنچتے رہے۔

اسی سال قاسم بن عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کا انتقال ہوا یہ خلیفہ معتضد کی حکومت کے آخری دنوں میں اپنے والد کی وفات کے بعد حاکم بنے تھے پھر اس کا لڑکا مکتفی باللہ خلیفہ بنا پھر اسی سال رمضان میں یہ بیمار ہوا تو انہوں نے جیل حکام کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ قبیلہ مطلبین کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے پھر اسی سال ذیقعدہ میں ۳۳ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی اور یہ خلیفہ کے محبوب بندوں میں سے تھا اور ستر ہزار مالیت کے مال کے برابر انہوں نے جائداد چھوڑی۔

محمد بن محمد بن اسماعیل بن شداد ابو عبداللہ البصیری کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ واسط کے قاضی اور جبر وعلی سے مشہور تھے، علی بن المدینی ابن نمیر وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی یہ ثقہ، قاضی سخی عادل امین تھے۔

محمد بن ابراہیم البوشنجی محمد بن علی الصائع بھی اسی سال وفات پانے والوں میں سے تھے۔

مشہور قراء آئمہ علماء میں سے قنبل کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

## واقعات ۲۹۲ھ

اسی سال خلیفہ مکتفی کی جانب سے محمد بن سلیمان دس ہزار جنگجو جوانوں کو لے کر دیار مصر کی طرف ہارون بن خمارویہ سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا ہارون نے آگے بڑھ کر اس سے مقابلہ کیا دونوں میں شدید جنگ ہوئی بالآخر محمد بن سلیمان کو فتح ہوئی پھر سترہ ہزار طولونی اس کے مقابلہ میں آ گئے محمد بن سلیمان نے ان کو بھی قتل کر دیا اور ان کی حکومت اسی پر ختم ہو گئی پھر انہوں نے تحریری طور پر مکتفی کو فتح کی خوشخبری پہنچائی۔

اس سال بھی گذشتہ سالوں کی طرح فضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کروایا۔

**خواص کی وفات**...... اس سال خواص میں سے ابراہیم بن عبداللہ بن مسلم الکجی [1] کا انتقال ہوا یہ متقدمین مشائخ میں سے ہیں ان کے درس میں صرف دوات لے کر آنے والوں کی تعداد پچاس ہزار ہوا کرتی تھی دیکھنے اور سننے والوں کی تعداد اس کے علاوہ ہوتی تھی ان سے سن کر سات اشخاص آگے دوسروں کو لکھوایا کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کو سناتا تھا اور ازدہام کی وجہ سے بعض تو کھڑے کھڑے احادیث لکھتے تھے۔

یہ جب دس ہزار احادیث لکھوا کر فارغ ہوتے تو خاص طور پر کچھ نہ کچھ صدقہ کرتے جب یہ مکمل طور پر سنن کتاب سے فارغ ہوئے تو ایک ہزار دینار خرچ کر کے ایک پر تکلف دعوت کی اور فرمانے لگے کہ میں نے آپ ﷺ کے پاس گواہی دی تو تنہا میری گواہی قبول کی گئی چنانچہ میں نے شکر کے طور پر یہ کام کیا۔

ابن الجوزی، خطیب بغدادی نے ابو مسلم الکجی سے نقل کیا ہے کہ ایک روز میں گھر سے نکلا ایک حمام کے پاس سے میرا گزر ہوا میں نے حمام کے مالک سے پوچھا کہ حمام خالی ہے اس نے جواب دیا خالی ہے پھر جب میں حمام میں داخل ہوا تو اندر سے اچانک آواز آئی پورے طور پر اسلام لے آؤ

(۱) تاریخ بغداد ۶/ ۱۲۰، ۱۲۴؛ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۲۰، ۶۲۱ شذرات الذھب ۲/ ۲۱۰ عبد المؤلف ۹۲، ۹۳ الوافی بالوفیات ۶/ ۹۲، ۳۰

تمام شرور وفتن سے تم محفوظ رہو گے پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

اے باری تعالیٰ نعمت کے عطا کرنے پر تکلیف کے دور کرنے پر ہر حال میں ہم آپ کی حمد کرتے ہیں۔تم جو چاہتے ہو وہ ہو جاتا ہے اور تم ایسے طریقے سے سن لیتے ہو کہ عام طور پر اس طریقے پر سنا نہیں جاتا۔

ابومسلم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں جلدی سے حمام سے نکلا اور میں نے مالک حمام سے کہا کہ تم تو کہہ رہے تھے کہ اندر کوئی نہیں ہے حالانکہ اندر سے تو میں نے آواز سنی ہے انہوں نے پوچھا کہ واقعی آپ نے آواز سنی ہے میں نے کہا کہ ہاں واقعی میں نے آواز سنی ہے۔

پھر انہوں نے بتایا کہ یہ واقعی کوئی جن ہے جو بعض مرتبہ اشعار پڑھتا ہے اور اچھی باتیں کرتا ہے پھر میں نے ان سے پوچھا کہ اس کے کہے ہوئے اشعار تمہیں یاد ہیں اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

اے حد سے زیادہ گناہ کرنے والے گناہوں سے باز آ جا کب تک تو جہالت کی وجہ سے بڑھ چڑھ کر گناہ کرتا رہے گا کب تک تم اپنے گناہوں کی وجہ سے اپنے رب کو ناراض کرتے رہو گے حالانکہ وہ تم سے اچھا معاملہ کرتا ہے۔جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہیں یا ناراض ہیں تو اس شخص کی پلکیں کیسے جھپکتی ہیں۔

عبدالحمید بن عبدالعزیز ابو حاتم القاضی الحنفی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ بہترین قاضی فقہاء ائمہ علماء میں سے تھے بہت بڑے متقی گناہوں سے بچنے والے دیانت دار، امانت دار تھے۔المنتظم میں ابن الجوزی نے ان کے اچھے حالات اور عمدہ افعال کا تذکرہ کیا ہے۔

## واقعات ۲۹۳ھ

اسی سال قرامطہ نے حسین قرمطی کے بھائی (جو ذی الشامہ کے نام سے مشہور ہیں اور جس نے گزشتہ سال کافی افراد کو قتل کیا تھا) کے ارد گرد دریائے فرات کے راستے سے جمع ہو گئے چنانچہ اس نے ان کو لے کر زمین میں فساد برپا کیا۔

پھر اس نے طبریہ کا رخ کیا انہوں نے اسے داخل ہونے سے روکا لیکن اس نے زبردستی داخل ہو کر کافی لوگوں کو قتل کر دیا اور وافر تعداد میں ان کے اموال پر قبضہ کر لیا پھر دوبارہ اس نے دیہات کا رخ کیا اور اس موقع پر ایک اور جماعت اس سے مل گئی چنانچہ انہوں نے وہاں کے اکثر لوگوں کو قتل کر کے ان کی ساری جائیدادوں پر قبضہ کر لیا پھر یہ مال تین ہزار اونٹوں پر سوار کر کے لے گئے تب جا کر مکتفی نے اس کے مقابلہ میں ایک عظیم الشان لشکر روانہ کیا چنانچہ اس لشکر نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دے کر ان کے سردار کو گرفتار کر لیا پھر اس کی گردن اڑا دی۔

**الداعیہ کا ظہور**......اسی سال قرامطہ کے ایک شخص الداعیہ کا یمن میں ظہور ہوا اس نے صنعاء کا محاصرہ کیا اور زبردستی اس میں داخل ہو گیا اور وہاں کے کافی باشندوں کو قتل کر دیا پھر صنعاء کے باشندوں نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دی پھر دوبارہ اس نے بعض شہروں پر غارت گری کی اس موقع پر خلیفہ نے مظفر بن حجاج کو اس علاقہ کا نائب حاکم مقرر کیا چنانچہ یہ حاکم اس کی وفات تک اس کے پیچھے لگا رہا۔

رواں سال ہی میں عید الفطر کے موقع پر قرامطہ کی ایک جماعت نے کوفہ میں داخل ہو کر یا ثارات الحسین یا احمد یا محمد کے نعرے لگائے اور اس سے مراد ان کی وہ افراد تھے جو اس سے پہلے بغداد میں قتل کئے گئے تا کہ ان کے ساتھ اظہار ہمدردی ہو ان میں سے کچھ افراد عید گاہ کی طرف سے کوفہ میں داخل ہوئے تب جا کر لوگوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو پتھر مار کر ان میں سے بیس افراد کو قتل کر دیا اور باقی ذلیل ہو کر واپس بھاگ گئے۔

اس سال بصرہ میں خلیجی نامی شخص کا ظہور ہوا جس نے امیر کی اطاعت سے بغاوت کر لی تھی اور کچھ فوجی اس کے ساتھ ہو گئے خلیفہ نے دمشق کے نائب حاکم احمد بن کیغلغ اور اس کے عمال کو اس کا معاملہ سپرد کیا چنانچہ یہ اس کے مقابلے میں نکلے اور مصر کے علاقے میں

دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا لیکن خلیجی نے انہیں زبردست شکست دی پھر خلیفہ نے اس کے مقابلے میں ایک دوسرا لشکر بھیجا انہوں نے اس کو شکست دے کر اسے گرفتار کر کے امیر کے حوالے کر دیا پھر اس کا کوئی پتہ نہ چل سکا اس کے بعد یہ لشکر دیار مصر کے معاملات میں مشغول ہو گیا۔

اس وقت قرامطہ نے بھی ایک لشکر عبداللہ بن سعید (جو بچوں کا معلم تھا) کی ماتحتی میں بصرہ بھیجا چنانچہ وہ لشکر بصری ازرعات، بثلنیہ کی طرف گیا اور وہاں کے باشندوں سے قتال کیا پھر خود ہی ان کو امن دیا پھر جب پورے طور پر ان پر قابو پالیا تو پہلے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنالیا۔

پھر اس نے دمشق کا رخ کیا تو دمشق کے نائب حاکم احمد بن کیغلغ یا صالح بن فضل نامی نے اس کا مقابلہ کیا لیکن قرامطی غالب رہا اور دمشق کا نائب حاکم کافی ساتھیوں سمیت قتل کر دیا گیا اس کے بعد اس نے مصر کا محاصرہ کر لیا لیکن اسے فتح نہیں کر سکا پھر اس نے طبریہ کا رخ کیا وہاں پر اس نے کافی لوگوں کا قتل کیا اور کافی اموال پر قبضہ کر لیا جیسا کہ بیان کیا جا چکا۔

پھر اس نے ہیت کا رخ کیا اس کا قبضہ گزر چکا پھر جیسا کہ ہم نے ماقبل میں بیان کیا کہ عید الضحیٰ کے دن کوفہ کا رخ کیا یہ سب کچھ زکرویہ بن مہرویہ کے اشارہ پر ہو رہا تھا اس وقت وہ خود کسی نامعلوم مقام پر روپوش تھا جب کوئی اس کا پوچھتا تو وہ فوراً اپنے بنائے ہوئے کنوؤں میں چلا جاتا اور ایک عورت اس کنویں پر بنے ہوئے تنور پر روٹیاں لگانا شروع کر دیتی تو کسی کو بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں ہے۔

اس موقع پر خلیفہ نے ایک لشکر اس کے مقابلے میں بھیجا زکرویہ نے خود اپنے متبعین کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اس کے لشکر پر غالب آ گیا اور ان کے کافی اموال پر قبضہ کر لیا اب اس کی پوزیشن بہت مضبوط ہو گئی اور اس کا حکم چلنے لگا پھر خلیفہ نے ایک اور لشکر اس کے مقابلے میں بھیجا ان کے بقیہ حالات ہم عنقریب بیان کریں گے۔

اسی سال ترکیوں کی ایک جماعت نے خراسان کے نائب حاکم اسماعیل بن احمد السامانی کے خلاف بغاوت کی۔

اسی زمانے میں حلب کے بعض حکام پر رومیوں نے غارت گری کر کے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا بعض کو لوٹ لیا اور بعض کو قتل کر دیا اسی سال فضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خواص کی وفات** ...... اس سال خواص میں سے ابوالعباس الناشی الشاعر کی وفات ہوئی۔

**ابوالعباس الناشی الشاعر کے حالات** (۱) ...... ان کا نام عبداللہ بن محمد ابوالعباس المعتز لی ہے ان کا اصل تعلق قبیلہ انبار سے ہے اور کچھ وقت یہ بغداد میں بھی رہے پھر مصر چلے گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی یہ بڑے ذہین، شعراء سے مقابلہ کرنے والے منطقین اور مفرضین پر اعتراض کیا کرتے تھے۔

یہ فی البدیہہ شاعر تھے لیکن عقل کے کمزور تھے آپ علیہ السلام کے نسب مبارک پر ان کا کہا ہوا ایک بہت اچھا قصیدہ ہے جسے ہم نے السیرۃ کتاب میں بیان کر دیا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ تمام علوم میں ان کو مہارت تھی خاص طور پر علم منطق میں اسی طرح فنون میں ایک پر ان کا قصیدہ ہے جس میں چار ہزار اشعار ہیں اس کے علاوہ بھی ان کی مختلف تصانیف اور بہت سے اشعار ہیں۔

ابوثور کے ساتھی، فقہاء میں سے عبید بن محمد بن خلف ابومحمد البزار کا انتقال بھی اسی سال ہوا یہ ابوثور کی فقہ کے حامل تھے۔ ماہر ثقات اور حفاظ حدیث میں سے مشہور نصر بن احمد بن عبدالعزیز ابومحمد الکندی الحافظ (جو نصرک سے مشہور ہیں) کی وفات بھی اسی سال ہوئی بخاریٰ کے نائب حاکم امیر خالد الذہلی نے ان کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا ان کے نام کی ایک مسند تصنیف کی۔

اسی سال بخاری میں ان کی وفات ہوئی۔

---

(۱) البدایۃ والنہایۃ ۱۲۹/۱۲/۸ تاریخ بغداد ۱۰/ ۹۲، ۹۳ شذرات الذہب ۲/۲۱۴، ۲۱۵ العبر ۲/ ۹۵ النجوم الزاہرۃ ۳/ ۱۵۹

# واقعات ۲۹۴ھ

اسی سال محرم میں مکہ سے خراسان آنے والے حاجیوں کے قافلے پر زکرویہ نے حملہ کر دیا اور ایک ایک کر کے سب کو قتل کر دیا اور عورتوں کو قیدی بنالیا اور سب کا مال چھین لیا جو تقریباً بیس لاکھ کے قریب تھا اور اس موقع پر بیس ہزار حاجی قتل کیئے گئے اور قرامطہ کی عورتیں فریب دہی سے کام لیتے ہوئے زخمیوں کے درمیان پانی لئے پھرتی تھیں لیکن زخمیوں میں سے جو پانی مانگتا تھا اسے قتل کر دیتی تھیں ان پر اور ان کی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

**زکرویہ کا قتل** ...... جب اس واقعہ کی خبر خلیفہ کو ملی تو اس نے زکرویہ خبیث کے مقابلہ کے لئے ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا چنانچہ دونوں کے درمیان سخت مقابلہ ہوا چند کے علاوہ تمام قرامطہ قتل کر دیئے گئے یہ واقعہ اسی سال ربیع الاول میں پیش آیا۔

اسی جنگ میں ایک آدمی نے زکرویہ کے سر پر تلوار سے حملہ کیا اور تلوار کی ضرب کا اثر اس کے دماغ تک پہنچا جس کی وجہ سے پانچ یوم کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد لوگوں نے اس کا پیٹ چاک کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا اور قرامطہ کی ایک جماعت کو ساتھ گرفتار کر کے اس کا سر بغداد بھیج دیا راستے میں خلیفہ کے لشکر نے ان کا مال سامان وغیرہ سب کچھ چھین لیا پھر اس کے قتل کا حکم دے دیا اور اس خبیث کے سر کو خراسان کے شہروں کا طواف کرایا گیا تا کہ آئندہ سال لوگوں کو حج کرنے میں دشواری پیش نہ آئے اور گرفتار شدگان میں بچے اور عورتیں سب کو آزاد کر دیا۔

اسی زمانے میں طرطوس کے راستے سے دمشق کے نائب حاکم احمد بن کیغلغ نے رومیوں پر حملہ کر کے چار ہزار رومیوں کو قتل کر دیا اور پچاس ہزار بچوں کو گرفتار کر لیا۔

اس موقع پر کچھ پادریوں نے اسلام قبول کر لیا اور دو سو مسلمان قیدی آزاد ہو گئے روم کے بادشاہ نے ان پادریوں کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجا تو مسلمانوں کی ایک جماعت نے آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کیا اور کافیوں کو قتل کر دیا اور بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ لگا۔

جب یہ قافلہ خلیفہ کے پاس پہنچا تو اس کا بڑا اکرام کیا اور ان کی مانگی مرادیں پوری کیں۔

رواں سال ہی میں شام میں ایک شخص کا ظہور ہوا جس نے سفیانی ہونے کا دعویٰ کیا اسے گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا گیا وہاں پر اس نے یہ ظاہر کیا کہ اسے وسوسہ کا مرض ہے اس کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا گیا اس سال فضل بن عبدالملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خواص کی وفات** ...... اس سال خواص میں سے وفات پانے والے یہ حضرات تھے:

(۱) ...... حسین بن محمد بن حاتم بن یزید بن علی بن مروان ابوعلی جو بعید العجلی سے مشہور ہیں یہ حافظ حدیث، بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے، مسندات کے حفظ میں بہت زیادہ آگے بڑھنے والے تھے۔ اسی سال ماہ صفر میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲) ...... صالح بن محمد بن عمرو بن حبیب ابوعلی اسدی، قبیلہ خزیمہ سے ان کا تعلق ہے یہ خرزہ سے مشہور ہیں کیونکہ ان کے ایک استاد تھے جن کے پاس خرزہ (پوتھ) تھا جس سے وہ بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے انہوں نے ایک مرتبہ غلطی سے اسے خرزہ کے بجائے حرزہ کہہ دیا جس کی وجہ سے بعد میں یہ اسی لقب سے مشہور ہو گئے۔

یہ حافظ حدیث، بہت زیادہ احادیث بیان کرنے والے تھے حصول حدیث کے لئے انہوں نے بڑے دور دراز کے سفر کئے چنانچہ شام مصر خراسان وغیرہ گئے اور کچھ عرصہ بغداد میں رہے پھر وہاں سے بخاریٰ چلے گئے یہ ثقہ صدوق اور امین تھے یحییٰ بن معین سے انہوں نے بہت سی روائتیں نقل کی ہیں اور بہت سے سوالات کئے۔ رقہ میں یہ ۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔

(۳) ...... محمد بن عیسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ عباس جو البیاضی سے مشہور ہیں۔ کیونکہ ایک مرتبہ یہ سفید لباس پہن کر خلیفہ کے پاس گئے تھے تو خلیفہ نے ان کو البیاضی کہہ کر پکارا تو اسی وقت سے البیاضی ان کا لقب پڑ گیا، یہ ثقہ تھے انباری، ابن مقسم وغیرہ سے انہوں نے احادیث

روایت کی ہیں قرامطہ نے اسی سال انہیں قتل کیا۔

(۴)......محمد بن الامام اسحاق بن راہویہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی انہوں نے اپنے والد اور احمد بن حنبل سے احادیث روایت کی یہ فقہ اور حدیث دونوں کے عالم تھے یہ بہترین مسلک وسیرۃ کے حامل تھے قرامطہ کے ہاتھوں اسی سال قتل ہونے والے حاجیوں میں یہ بھی تھے۔

(۵)......اس سال وفات پانے والوں میں محمد بن نصر ابو عبداللہ المروزی بھی تھے۔

**محمد بن نصر کے حالات** [1] ......یہ بغداد میں پیدا ہوئے نیشاپور میں پھلے پھولے، سمرقند میں رہے صحابہ تابعین بعد میں آنے والوں کے اختلاف کے یہ سب سے بڑے عالم تھے یہ احکام کے بہت زیادہ واقف تھے، حصول علم کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے۔ بڑے بڑے مشائخ سے انہوں نے احادیث سنی یہ بہت سی مفید کتابوں کے مصنف تھے۔ عمدہ طریقے اور خشوع وخضوع سے نماز ادا کرنے والے تھے اور نماز کے بارے میں انہوں نے ایک بہت بڑی کتاب بھی تصنیف فرمائی تھی۔ خطیب بغدادی نے ان کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں مکہ کے ارادہ سے نکلا تو میں کشتی میں سوار ہوا اور اس وقت میرے ساتھ ایک باندی بھی تھی راستے میں کشتی ڈوب گئی اور میرا سارا سامان بھی غرق ہو گیا لیکن میں اور باندی دونوں بچ گئے اور ہم ایک جزیرے پر پہنچ گئے وہاں پر پینے کے لئے ہم نے پانی تلاش کیا لیکن تلاش کرنے کے باوجود پانی نہیں ملا تو میں نے زندگی سے مایوس ہو کر اپنا سر باندی کی ران پر رکھا اور مجھے اونگھ آ گئی تو اچانک ایک شخص ہاتھ میں پیالہ اٹھائے ہوئے یہ کہتا ہوا نظر آیا کہ یہ پیالہ لے لو چنانچہ اس سے پیالہ لے کر میں نے پانی پیا اور باندی کو بھی پلایا پھر اس شخص کا کوئی پتہ نہ چلا کہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور ہمیں اس تکلیف سے نجات دلائی۔ محمد بن نصر بہت زیادہ اکرام کرنے والے اور بہت بڑے سخی تھے۔

اسماعیل بن احمد، اسحاق بن احمد، خراسان کے باشندے ہر سال محمد بن نصر کو چار ہزار درہم بطور ہدیہ پیش کرتے تھے پھر محمد بن نصر ان سب کو راہ خداوندی میں پیش کر دیتے تھے۔ کسی نے ان کو مشورہ دیا کہ اگر اس رقم میں سے آپ کچھ رقم آڑے وقت کے لئے بچا کر رکھ لیں تو بہتر ہے تاکہ وقت ضرورت پریشانی نہ ہو اس بات پر محمد بن نصر نے فرمایا کہ مصر میں میرا سالانہ خرچ بیس ہزار درہم تھا لیکن سال میں بیس درہم بھی نہیں بچتے تھے۔

محمد بن نصر جب اسماعیل احمد السامانی سے ملنے جاتے تھے تو وہ انہیں دیکھ کر کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ بڑے اعزاز واکرام کا معاملہ فرماتے تھے ایک روز ان کے بھائی اسحاق بن راہویہ اس پر ان سے ناراض ہو گئے اور ان سے کہنے لگے کہ آپ خلیفہ ہونے کے باوجود محمد بن نصر کا کھڑے ہو کر استقبال کرتے ہیں۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کی ان باتوں سے بڑا پریشان ہوا اور اسی حالت میں مجھے نیند آ گئی خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری اور تمہارے بھائی کی حکومت محمد بن نصر کی عزت کی وجہ سے قائم ہے یاد رکھو کہ اگر تم نے محمد بن نصر کی گستاخی کی تو پھر تمہارئی حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔

ایک مرتبہ محمد بن نصر، محمد بن جریر طبری، محمد بن منذر ایک کمرہ میں جمع ہو کر حدیث لکھ رہے تھے اسی دوران کھانے کا وقت ہو گیا لیکن ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا انہوں نے آپس میں قرعہ اندازی کی کہ جس کا نام نکل آئے تو وہ باہر جا کر کوشش کر کے کھانے کے لئے کچھ لے آئے اتفاق سے محمد بن نصر کا نام نکل آیا محمد بن نصر باہر جانے کے بجائے وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گئے اور نماز پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے یہ قیلولہ کا وقت تھا اسی وقت مصر کے نائب حاکم احمد بن طولون کو آپ ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے احمد بن طولون محدثین کی خبر گیری رکھو اور ان کی ضرورت کو پورا کرو۔

جیسے ہی یہ خواب سے بیدار ہوئے فوراً لوگوں سے پوچھا کہ محدثین کتنے ہیں اور کہاں ہیں انہیں بتلایا گیا کہ وہ تین ہیں اسی وقت اپنے قاصد کے ذریعے ان کی خدمت میں ہزار دینار بھیج دیئے اور اللہ رب العزت نے محمد بن نصر کی دعا کی برکت سے ان کے کھانے کا مسئلہ حل فرما دیا اس کے بعد مصر کے نائب حاکم احمد بن طولون نے اس جگہ کو خرید کر وہاں پر مسجد تعمیر کروا دی اور اسے محدثین کے نام پر منسوب کر دیا اور ان کی ضروریات کے لئے کچھ آمدنیاں مقرر فرما دی۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۵۰،۶۵۵ تاریخ بغداد ۳/ ۳۱۵، ۳۱۸

محمد بن نصر کو کافی عرصہ تک اولاد نہیں ہوئی تھی لیکن وہ اللہ تعالیٰ سے اولاد کے لئے دعا کیا کرتے تھے ایک دن ایک شخص آیا اور اس نے ان کو ایک بیٹے کی خوشخبری سنائی تو فوراً انہوں نے شکریہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا (تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے ہیں جس نے بڑھاپے کی حالت میں مجھے اسماعیل نامی لڑکا عنایت فرمایا) ان کے اس واقعے سے چند مفید باتیں معلوم ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کی حالت میں انہیں نرینہ اولاد سے نوازا۔ انہوں نے آپ علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے ساتویں دن آنے سے پہلے پیدائش کے دن اپنے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔

موسیٰ بن ہارون بن عبداللہ ابوعمران کی وفات بھی اسی سال ہوئی جن کے والد حمال کے نام سے مشہور تھے ان کا سن پیدائش ۲۱۴ھ ہے۔ احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی اپنے زمانے میں حفظ حدیث اور اسماء الرجال کے امام تھے یہ ثقہ تھے۔ علوم میں ان کو بڑا اثر ورسوخ تھا بارعب اور بڑے متقی تھے۔

عبدالغنی بن سعید الحافظ کا قول ہے کہ یہ حدیث پر سب سے اچھی گفتگو فرمانے والے تھے علی بن مدینی موسیٰ بن ہارون دارقطنی ان سب نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔

## واقعات ۲۹۵ھ

اسی سال رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ ہوا رومیوں کی قید سے چھوٹنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔

اسی زمانہ میں وسط صفر میں خراسان اور ماوراء النہر کے حاکم اسماعیل بن احمد السامانی کی وفات ہوئی یہ عاقل عادل حسن سیرت کے مالک بڑے حلیم وکریم تھے یہ وہی شخصیت ہے جو محمد بن نصر کا اعزاز واکرام کرتی تھی۔ اوران کے استقبال میں کھڑی ہوتی تھی۔

اسماعیل بن احمد السامانی کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے احمد بن اسماعیل بن احمد السامانی حاکم بنے اس موقع پر خلیفہ نے ان کی خدمت میں ہدایا پیش کئے ایک روز اسماعیل بن احمد کے پاس لوگوں نے انساب کے ذریعے فخر کا تذکرہ کیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ فخر اپنے اعمال وکردار پر ہوتا ہے اور انسان کے لئے ذاتی نہ کہ خاندانی شرافت پر فخر کرنا نامناسب ہے یعنی فخر اپنے ذاتی کمال پر کیا جاتا ہے نہ کہ نسب، شہر باپ دادا کے ذریعے۔ بعض کا قول ہے کہ میں نے اپنی ذاتی کوشش سے نہ کہ آباؤاجداد کی وجہ سے اونچا منصب حاصل کیا ہے۔

اسی پر کسی شاعر کے مندرجہ ذیل شعر ہیں:

میں اپنے ذاتی کمال پر فخر کرتا ہوں اور میری شناخت میرا ادب ہے میں بنی ہاشم اور عربی نسل ہونے کی وجہ سے فخر نہیں کرتا۔

حقیقت میں بہادر وہ ہے جو یہ کہے کہ میں بہادر ہوں نہ کہ وہ جو یہ کہے کہ میرے آباء بہادر تھے۔

اسی سال ذیقعدہ میں خلیفہ مکتفی باللہ ابومحمد ابن المعتضد کی وفات ہوئی اب ان کی وفات اوران کے کچھ حالات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

یہ امیر المؤمنین المکتفی باللہ بن معتضد بن امیر ابی احمد الموفق بن المتوکل علی اللہ ہیں اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ علی ان کے اور حضرت علی کے علاوہ کسی اور کا نام نہیں تھا اور اسی طرح ابومحمد ان کے، حسن بن علی بن ابی طالب کے علاوہ کسی کی کنیت نہیں تھی۔

ان کی پیدائش ماہ رجب ۲۶۴ھ میں ہوئی اور ۱۹ ربیع الاول ۲۸۹ھ جمعہ کے روز ان کی والد کی وفات کے بعد ان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی بوقت خلافت ان کی عمر ۲۵ سال تھی یہ حسین وجمیل پتلے چہرہ، خوبصورت بال، گھنی اور چوڑی ڈاڑھی والے تھے ان کے خلیفہ بننے کے بعد کسی شاعر نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

خلیفہ وقت کی موت سب سے بڑی مصیبت ہے اوران کے لڑکے کا ان کی جگہ حاکم بننا بڑی بخشش ہے۔ رحمت خداوندی کی بدلی اس کے وجود کو سیراب کرتی رہے اور ہمیشہ اس کے لئے دعائیں اور سلام قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کو باقی رکھے اور

ناختم ہونے والی عطایا اس کے لئے ہوتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی آرزوئیں پوری کرتا رہے اور اس تک پورے فوائد پہنچتے رہیں۔ یہ مکتفی باللہ ہے اللہ تعالیٰ ہر مشکل وقت میں اس کی دستگیری فرماتا رہے۔

اس شاعر کو خلیفہ نے قیمتی انعامات سے نوازا انہی کے چند اشعار یہ بھی ہیں:

کون ہے جو میری مشقت، محبت، عشق کا ادراک کرے۔ وہ ہمیشہ میرا غلام بن کر رہا لیکن میری محبت اس سے ایسی باقی رہی جس نے مجھے اپنا خالص غلام بنالیا۔ میں حقیقتاً آزاد ہوں لیکن اس کی محبت کی وجہ سے میں آزادی کا مالک نہیں بن سکا۔

اس کی انگوٹھی کے نگینہ پر عبارت لکھی ہوئی تھی (علی المتوکل علیٰ ربہ) میرا نام علی ہے اور میں اللہ پر توکل کرنے والا ہوں، محمد جعفر، عبد الصمد، موسیٰ، عبداللہ، ہارون، الفضل، عیسیٰ، عباس عبدالملک، یہ سب اسی کی اولاد میں سے تھے۔

اسی کے دور خلافت میں انطاکیہ فتح ہوا جس میں کافی مسلمان قیدی پھنسے ہوئے تھے انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے بھائی کو تلاش کروایا اور ان کو ان کے بالغ ہونے کا یقین تھا چنانچہ انہوں نے اسی سال گیارہ ذیقعد بروز جمعہ ان کو اور بہت سے قاضیوں کو بلایا اور قاضیوں کو گواہ بنایا کہ میری وفات کے بعد میرے بھائی فضل بن جعفر معتضد خلیفہ ہوں گے اور انہیں مقتدر باللہ کا لقب عطا کیا تین دن کے بعد ایک قول کے مطابق ظہر، عصر کے درمیان ۱۲ ذیقعد کو ان کو دفن کیا گیا اس وقت ان کی عمر ۳۲ یا ۳۳ سال تھی ان کی مدت خلافت چھ سال چھ ماہ ۱۹ روز تھی اور خاص اپنے مال سے چھ ہزار دینار انہوں نے صدقہ کرنے کی وصیت کی جنہیں یہ بچپن سے جمع کرتے رہے تھے اور ان کو خنازیر کی بیماری تھی۔

**المقتدر باللہ ابوفضل کی خلافت**...... اسی سال چودہ ذیقعد سحر کے وقت ان کے بھائی کی وفات کے بعد ان کے ہاتھ پر بیعت کی تجدید کی گئی ان کی عمر اس وقت ۱۳ سال ایک ماہ ۲۱ یوم تھی اتنی چھوٹی عمر میں ان سے پہلے کوئی خلیفہ نہیں بنا تھا۔

انہوں نے مسند خلافت پر فائز ہوتے ہی چار رکعت نماز نفل پڑھی پھر با آواز بلند دعا کرائی پھر عام لوگوں نے ان سے بیعت کی اور رجسٹر وں میں اور اہم مقامات پر ان کا نام لکھ دیا گیا اس وقت خاص بیت المال میں پندرہ لاکھ دینار اور عام بیت المال میں چھ ہزار دینار سے زائد تھے اس کے علاوہ قیمتی موتیوں کی آمدنیاں جو بنی امیہ اور بنی عباس کے دور سے چلی آرہی تھی وہ بھی تھی لیکن اسے انہوں نے اپنی محبوباؤں اور دوستوں پر خرچ کر کے ختم کر ڈالا اور بیوقوف اور ناتجربہ کار حکمرانوں کا یہی حال ہوتا ہے اسی طرح رجسٹر وں میں وزیروں کی تعداد بھی بڑھاتے رہے ابوالحسن علی بن محمد بن فرات بھی ان ہی میں سے ہیں ان کو ایک مرتبہ وزیر بنا کر بغیر کسی وجہ سے معزول کر دیا پھر دوبارہ وزیر بنا دیا پھر معزول کر دیا پھر قتل کر دیا۔

ان تمام باتوں کو ابن الجوزی نے تفصیل سے بیان کیا ہے ان کے نوکر چاکر حشم وخدام اور دربانوں کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی یہ فطرتاً نہایت سخی اور بڑے عبادت گزار تھے نفلی روزے بہت زیادہ رکھتے تھے۔

ان کے دور حکومت میں پہلی بار آنے والے عرفہ کے دن میں انہوں نے تیس ہزار گائیں، بکریاں، دو ہزار اونٹ تقسیم کئے اور بنی عباس کے زمانے میں جاری رسومات طور وطریقے وظائف بھی بحال کر دیئے جن قیدیوں کو چھوڑنا ممکن تھا انہیں بھی رہا کر دیا اور اس کام کی ذمہ داری قاضی ابوعمر محمد بن یوسف کے حوالہ کر دی ان کے لئے کشادہ جگہوں میں بہت سی عمارتیں بنوائی گئی تھیں جن کی دیکھ بھال پر ماہانہ ہزار دینار خرچ ہوتا تھا انہیں منہدم کرا کر مسلمانوں کے لئے سڑکیں تعمیر کروانے کا حکم جاری کیا اس کے علاوہ کچھ اور باتوں کا ذکر ان کے حالات کے ذیل میں آئے گا۔

**متوفیین**...... اس سال وفات پانے والوں میں ابواسحاق المذکی بھی ہیں یہ ابواسحاق المذکی ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن شخو یہ بن عبداللہ الحافظ الزاہد ہیں نیشاپور میں حدیث رجال، علل کی معرفت کے لحاظ سے اپنے زمانے کے امام تھے انہوں نے بڑے بڑے مشائخ سے احادیث سنی امام احمد کے پاس آنا جانا تھا اور ان سے مذاکرہ بھی کرتے تھے ان کی مجلس بڑی بارعب ہوتی تھی بعض کا ان کے متعلق مستجاب الدعوات ہونے کا قول ہے ان کے پاس رہائش کے لئے ایک مکان اور گزربسر کے لئے ایک دکان تھی جس کی ماہانہ آمدنی سترہ درہم تھی جس سے یہ اپنے اہل وعیال کا خرچ چلاتے تھے۔

کسی کا ہدیہ بالکل قبول نہیں کیا کرتے تھے ان کے لئے سالن سرکہ میں گاجریں پکائی جاتی تھیں جسے یہ پوری سردی کھاتے تھے ابوعلی الحسین بن

علی الحافظ کا قول ہے کہ میں نے ان جیسا بزرگ نہیں دیکھا۔
ابوالحسین النوری کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**ابوالحسن النوری کے حالات** [۱] ...... ان کا نام احمد بن محمد ہے بعض نے ان کا نام محمد بن محمد بتایا ہے لیکن اول قول اصح ہے یہ ابن البغوی سے مشہور ہیں ان کا اصل وطن خراسان ہے حضرت سری سقطی سے انہوں نے حدیثیں روایت کی ہیں پھر یہ رفتہ رفتہ قوم کے بڑے امام بن گئے۔

ابواحمد المغازلی کا قول ہے کہ میری نظر میں ابوالحسین النوری سے بڑا عبادت گزار کوئی نہیں گزرا ان سے پوچھا گیا کیا جنید بغدادی بھی ان سے بڑے عابد نہیں تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔

انہی کے بارے میں کسی کا قول ہے کہ بیس برس تک انہوں نے اس طریقے پر روزے رکھے کہ ان کے اہل خانہ اور غیر اہل خانہ کو بھی اس کا علم نہیں ہوا۔

**اسماعیل بن احمد السامانی کے حالات** [۲] ...... یہ خراسان کے حاکموں میں سے تھے انہوں نے ہی عمرو بن لیث صفار خارجی کو قتل کیا اور معتضد کو بذریعہ خط اس کی اطلاع دی اس نے خوش ہو کر ان کو خراسان کا حاکم بنا دیا پھر مکتفی نے ری اور ماوراء النہر کا حاکم بنایا اور انہوں نے ان شہروں میں دشمنوں سے جہاد کیا اور ان پر سخت حملہ کر کے دشمنوں کو مرعوب کیا اور اہم اہم شہروں میں مسافر خانے بنوائے جن میں ایک ہزار گھڑ سوار افراد کے رہنے کی گنجائش تھی ان پر اخراجات کے لئے ان کے نام بہت سی جائیدادیں وقف کر دی تھیں۔

طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے ان کی خدمت میں بہت سے قیمتی تحائف پیش کئے ان میں تیرہ موتی تھے جن کا وزن سات سے دس مثقال کے برابر تھا ان میں سے بعض سرخ رنگ اور بعض نیلے رنگ کے تھے جن کی قیمت ہزار دینار تھی اسماعیل بن احمد بن سامانی نے یہ تحائف خلیفہ معتضد کے پاس بھیجے اور طاہر کی سفارش کی تو خلیفہ نے طاہر کے بارے میں سفارش قبول کر لی جب مکتفی کو ان کی وفات کی خبر ملی تو اس نے ان کی وفات پر ابی نواس کے شعر کے ذریعے اظہار افسوس کیا:

زمانہ ہرگز ان جیسے لوگوں کو نہیں چھوڑتا تھا ہائے افسوس! ہائے افسوس ان کی شان ہی نرالی تھی۔

المعمری الحافظ کی بھی اسی سال وفات ہوئی یہ عمل الیوم واللیلۃ کتاب کے مصنف ہیں ان کا نام حسن بن علی بن شبیب ابوعلی المعمری الحافظ ہے حصول علم کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے اور مشائخ سے احادیث سنی اور کافیوں سے ملاقات کی انہی میں علی بن المدینی، یحییٰ بن معین ہیں ان سے ابن صاعد، النجار، جلدی وغیرہ نے احادیث سنی۔

یہ علم کے دریا حدیث کے حافظ، صدوق تھے انہوں نے بڑھاپے کی وجہ سے سونے کے تار سے دانت بندھوائے ہوئے تھے کیونکہ اس وقت ان کی عمر اسی سال سے زیادہ تھی اولاً ان کی کنیت ابوالقاسم پھر ابوعلی تھی، برتی کے محل اور اس کے حکام پر انہیں قاضی مقرر کیا گیا تھا ان کی والدہ ام الحسن بنت ابی سفیان سے مشہور تھی یہ معمر بن راشد کے شاگرد تھے اسی وجہ سے یہ معمری کے نام سے مشہور تھے انہوں نے دن رات کے عمل کے بیان میں بہت عمدہ کتاب لکھی اسی سال ۱۹ محرم الحرام جمعہ کی شب ان کی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن حسن بن احمد بن ابی شعیب کی وفات بھی اسی سال ہوئی ابی شعیب کا نام عبداللہ بن مسلم ابوشعیب الاموی الحرانی المؤدب المحدث ابن المحدث ہے۔ ۲۸۲ھ میں ان کی پیدائش ہوئی انہوں نے اپنے والد، دادا، عفان بن مسلم، ابوخشمہ سے احادیث سنی یہ صدوق ثقہ امین تھے اسی سال ذوالحجہ میں ان کی وفات ہوئی علی بن احمد المکتفی (جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے) کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

اسی زمانے میں ابوجعفر الترمذی محمد بن محمد بن نصر ابوجعفر الترمذی الفقیہ الشافعی کی وفات ہوئی یہ عالم وزاہد تھے امام دارالقطنی نے ان کا ثقات میں شمار کیا ہے یہ امین وعابد تھے۔

---

(۱) الانساب ۵۷۰ تاریخ بغداد ۵/۱۳۰، ۱۳۲ طبقات الصوفیہ ۱۶۴، ۱۶۹ النجوم الزاہرة ۳/۱۶۳۔

(۲) ابن خلدون ۴/۳۳۴ شذرات الذہب ۲/۲۱۹ العبر ۲/۱۰۲ وفیات الاعیان ۵/۱۶۱ النجوم الزاہرة ۳/۱۶۳

قاضی احمد بن کامل کا قول ہے کہ عراق میں امام شافعی کے شاگردوں میں ان سے بڑھ کر کوئی نامور اور متقی نہیں تھا ان کی خوراک بہت کم تھی فقرو فاقہ کے عادی تھے بڑے متقی اور صابر تھے ان کا ماہانہ خرچ صرف چار درہم تھا کسی سے سوال نہیں کرتے تھے آخری عمر میں ان پر بدحواسی طاری ہوگئی تھی اسی سال محرم میں ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۲۹۶ھ

اسی سال ربیع الاول میں چند فوجی لیڈران سردار قسم کے لوگ مقتدر باللہ کو خلافت سے معزول کر کے ابن المعتضد کو اس کی جگہ خلیفہ بنانے پر متفق ہو گئے لیکن پھر خون خرابے کے خوف کی وجہ سے انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

مقتدر ایک روز سیر و تفریح اور کھیل کود کے لئے باہر گیا ہوا تھا حسن بن حمدان نے اسے ختم کرنے کا ارادہ کیا خلیفہ نے جیسے ہی شور شرابے کی آوازیں سنیں تو فوراً دارالخلافہ میں داخل ہو کر اس کا دروازہ بند کر لیا دوسری جانب امراء، قاضیوں اور سرداروں نے مخرمی کے گھر میں جمع ہو کر ابن المعتز کے ہاتھ پر بیعت کر لی انہوں نے خلافت کا خطبہ دیا اور اپنا لقب المرتضیٰ باللہ رکھا۔ حضرت صولی کا قول ہے کہ لوگوں نے ان کا قول المنخصف باللہ رکھا اور انہوں نے ابوعبیداللہ محمد بن داؤد کو اپنا وزیر چن لیا اور مقتدر باللہ کو دارالخلافہ سے ابن طاہر کے گھر منتقل ہو جانے کا حکم دیا چنانچہ مقتدر باللہ نے ان کے حکم کی تعمیل کی اِس کے دوسرے روز ہی حسن بن حمدان دارالخلافہ پر قبضہ کرنے کے ارادہ سے نکلا لیکن مقتدر کے حامیوں نے اسے دارالخلافہ میں داخل نہ ہونے دیا اور اس کا مقابلہ کیا اور اس کو شکست دے دی اور وہ بہ مشکل وہاں سے اپنے اہل وعیال اور ساز و سامان لے کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا پھر وہ اسی وقت موصل چلا گیا۔

اس کے بعد ابن المعتز کی حکومت کا نظام درہم برہم ہو گیا جس کی وجہ سے ابن المعتز نے سامرا جانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے حامیوں نے اسے اس کی اجازت نہیں دی اس کے بعد اس نے ابن الجصاص کے گھر میں داخل ہو کر پناہ طلب کی چنانچہ اسے پناہ مل گئی اور شہر میں لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔

مقتدر نے ابن المعتز کی جماعت کو ختم کرنے کے لئے کچھ لوگوں کو روانہ کیا چنانچہ انہوں نے کافیوں کو قید کر لیا اور باقیوں کو قتل کر دیا اور ابن الفرات کو وزارت پر دوبارہ بحال کر دیا اور لوگوں نے مقتدر کے ہاتھ پر دوبارہ تجدید بیعت کی اور ابن الجصاص کے گھر پر کچھ افراد کو قبضہ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ انہوں نے ابن الجصاص کے گھر پر قبضہ کر کے ابن المعتز اور ابن الجصاص کو گرفتار کر کے خلیفہ کے سامنے لا کر حاضر کر دیا ابن الجصاص نے تو ایک بھاری رقم دے کر اپنی جان چھڑا لی لیکن ابن المعتز گرفتار رہا اور ۲ ربیع الثانی کو لوگوں کو اس کی وفات کا علم ہوا چنانچہ انہوں نے اس کی لاش نکال کر اس کے ورثاء کے حوالے کر دی جنہوں نے اسے دفن کر دیا معتز کے علاوہ جو لوگ اس کے ساتھ اس فتنے میں شریک تھے مقتدر نے ان سب کو معاف کر دیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ امین اور مقتدر کے ماسوا کوئی خلیفہ بھی معزول ہونے کے بعد دوبارہ خلیفہ نہیں بنا۔

اسی سال ۲۶ ربیع الاول بروز ہفتہ بغداد میں زبردست برف باری ہوئی حتیٰ کہ لوگوں کے گھروں کی چھت پر چار چار انگلیوں کے برابر برف جم گئی یہ بغداد کی تاریخ میں بہت ہی نادر واقعہ تھا۔

اس سال بارش بالکل نہیں ہوئی حتیٰ کہ لوگوں نے گھروں سے نکل کر صلوٰۃ استسقاء پڑھی اور دعائیں مانگیں

اسی زمانے میں ماہ شعبان میں خلیفہ نے یونس الخادم کو خلعت عطا کر کے رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے طرطوس روانہ کیا۔

رواں سال ہی میں مقتدر نے یہود و نصاریٰ کے لئے آرڈر جاری کیا کہ رجسٹروں میں ملازموں کی فہرست میں ان کا نام نہ لکھا جائے اور وہ گھروں میں رہیں اور اپنا مخصوص لباس استعمال کریں اور نشانی کے طور پر گلے میں زنار لٹکائیں اور معمولی حیثیت کے ساتھ رہیں۔

اسی سال فضل بن عبدالملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا لیکن پانی کی قلت کی وجہ سے بہت سے لوگ راستے ہی سے واپس ہو گئے۔

**خواص کی وفات**......اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی:

(۱)......احمد بن محمد بن زکریا بن ابی عتاب ابوبکر البغدادی الحافظ جو کہ میمون کے نام سے مشہور تھے انہوں نے نصر بن علی الجہضمی وغیرہ سے احادیث روایت کی اور ان سے طبرانی وغیرہ نے روایت کی یہ حدیث سنانے سے احتیاط کرتے تھے صرف مذاکرہ کے موقع پر ان سے احادیث سنی جاتی تھی اسی سال شوال میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲)......ابوبکر الاثرم احمد بن محمد بن ہانی بن طائی الاثرم کی وفات بھی اسی سال ہوئی امام احمد کے شاگرد عفان ابوالولید قعنبی ابونعیم اور ایک بہت بڑی جماعت سے انہوں نے احادیث سنی یہ ذہین حافظ صادق تھے ان کی ذکاوت اور تیزی ذہن کی وجہ سے ابن معین کا قول ہے کہ ان کے والدین میں کوئی ایک جن تھا علل ناسخ منسوخ کے بارے میں ان کی تصنیف کردہ کتابیں موجود ہیں یہ گویا علم کے سمندر تھے۔

(۳)......خلف بن عمرو بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**خلف بن عمرو بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کے حالات**...... یہ ابو محمد العکبری ہیں انہوں نے احادیث کی سماعت کی یہ مذاحیہ عادت کے تھے ان کے پاس ۳۰ انگوٹھیاں اور ۳۰ بید تھیں ان میں سے ایک ماہ تک روزانہ ایک استعمال کیا کرتے تھے پھر دوسرے ماہ نئی خریدتے تھے ان کے گھر میں ایک کوڑا لٹکا رہتا تھا ان سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ یہ اہل وعیال کو ڈرانے کے لئے رکھا ہوا ہے۔

(۴)......ابن المعتز کی وفات کا سانحہ بھی اسی سال پیش آیا۔

**شاعر اور خلیفہ کے لڑکے ابن المعتز کے حالات**...... یہ عبداللہ بن المعتز باللہ محمد بن المتوکل علی اللہ جعفر بن المعتصم باللہ محمد بن الرشید الہاشمی العباسی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالعباس تھی یہ فصیح و بلیغ ذی رائے فی البدیہہ شاعر تھے لوگوں کو نیکی کی دعوت دینے والے اور برائی سے روکنے والے تھے مبرد اور ثعلب سے انہوں نے احادیث سنی ان سے بہت سی مفید اور ادب کی باتیں منقول ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل باتیں بھی ہیں۔

زندہ لوگوں کے سانس گناہوں کے سبب ہیں۔ دنیا والے سواری ہیں ان کی سوتی ہوئے حالت میں ان پر سفر کیا جاتا ہے۔ اکثر نیند بیدار کی جاتی ہے ہوتی نہیں۔ اکثر پانی پینے والوں کو سیرابی سے پہلے اچھو لگ جاتا ہے۔ ضرورت سے زائد خرچ کرنے والے کو مال و دولت کی زیادتی بھی مستغنی کر سکتی ہے۔ مال سے تعلق رکھنے والوں کی جب بھی عزت زیادہ ہو گی تو اس سے بڑی مصیبت ان پر آئے گی۔ جس شخص کو لالچ سفر پر مجبور کر دے تو طلب اس کو بیمار کر دے گی یا طلب اس کو کمزور کر دے گی۔ حرص انسان کے مرتبے کو بڑھانے کے بجائے گھٹاتا ہے۔ بادشاہ کا سب سے بڑا مقرب سب سے بڑا بدبخت ہے، جیسا کہ آگ کے سب سے زیادہ قریب چیز جلد جلتی ہے۔ دنیاوی عزت میں بادشاہ کا شریک اخروی ذلت میں بھی اس کے ساتھ شریک ہو گا۔ حاسد کو برا جاننے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تمہاری خوشی پر اس کو غم ہو گا۔ فرصت جلدی ختم ہونے والی ہے اور دیر سے آنے والی خوشی ہے۔ رازوں کے محافظ زیادہ ہو جائیں تو وہ جلد کھل جاتے ہیں۔ گوشہ نشینی بادشاہ کی ہلاکت سے تمہاری حفاظت کرے گی جزع وفزع صبر سے بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ عفو و درگزر کرنے والے شخص کو مت ڈانٹ۔ میت کا ترکہ اس کے لئے عزت اور ورثاء کے لئے ذلت کا سبب ہے۔

ان باتوں کے علاوہ بھی ان سے بہت سی حکیمانہ باتیں منقول ہیں اس موقع کی مناسبت سے مندرجہ ذیل ان کے چند اشعار ہیں۔

اے انسان مال کو جلدی استعمال کر کے بوسیدہ کر دے اس لئے کہ اس دنیا میں انسان کو ثبات نہیں۔ کتنے ایسے انسان ہیں جو عاقلوں کو جمع کرنے والے ہیں لیکن پھر انہی عاقلوں نے ان کا گلہ دبا دیا اور پھر وہی ان کے وارث بن گئے۔ اے مالدار زبردست دبدبہ والے اے امر و نہی کے مالک! اے بنی آدم کے شیطان اے بری شہوت کے غلام! دنیا کو عبرت کی نگاہ سے

دیکھ! کیوں کہ اس نے منہ موڑ لیا ہے اور عنقریب وہ آخرت کو سامنے لے آئے گی۔ اے نفس موت سے پہلے افسوس اور توبہ کر لے۔ اس سے قبل کہ زمانہ ہمارے درمیان جدائی اور پراگندگی لے آئے۔ عوام الناس کے میری موت پر رونے کے وقت مجھ سے خیانت مت کرنا۔ حقیقت میں موت کے بعد وفا کرنے والا انسان ہی وفادار ہے۔

صولی کا قول ہے کہ ابن المعتز کے والد کی زندگی میں ابن المعتز کی نظر کسی لونڈی پر پڑ گئی جس کی وجہ سے وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے عشق کے مرض میں گرفتار ہو گیا ایک روز اس کا والد اس کی عیادت کے لئے آیا اور اس سے اس کے حال کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب میں دو شعر پڑھے:

اے لوگو مجھے ملامت کرو اور اس کے حسین وجمیل چہرہ کو دیکھ کر مجھے معذور سمجھو۔ اگر تمہیں اس سے زیادہ یا اس کی مثل کوئی حسین مل جائے تو پھر مجھے ملامت کرنا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے والد نے اصل حقیقت کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے بتایا گیا کہ ایک باندی پر عاشق ہو گیا ہے تو اس کے والد نے اس کے آقا سے سات ہزار درہم میں باندی خرید کر اس کے حوالے کر دی۔

اس بات کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اسی سال ربیع الاول میں امراء وقاضیوں نے خلیفہ مقتدر باللہ کو خلافت سے ہٹا کر اس کی جگہ ابن المعتز کو خلیفہ بنانے پر اتفاق کر لیا تھا اور مرتضی اور منصف باللہ اس کا لقب رکھ دیا گیا تھا لیکن اس کی خلافت ایک یوم یا اس سے بھی کم قائم رہی پھر دوبارہ مقتدر باللہ غالب آ گیا اور اس نے ابن المعتز کو قتل کر کے ابن المعتز کو گھر میں نظر بند کر دیا تھا اور یونس ابن الخادم کو اس پر محافظ مقرر کر دیا پھر اسی سال ۲ ربیع الاول کو اسے قتل کر دیا گیا اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس نے وفات کے دن مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

اے نفس صبر سے کام لے، ہو سکتا ہے کہ تیرا انجام اچھا ہو، تیری دنیا نے بہت دن تیرا ساتھ دے کر تجھ سے خیانت کر لی۔ ایک روز صبح کے وقت میرے پاس سے ایک پرندہ گزرا میں نے اس سے کہا کہ کاش کہ مجھے بھی آزادی میسر ہوتی، یہ طوبیٰ تجھے ہی مبارک ہو۔ اگر تیرا ارادہ مشرق کی جانب جانے کا ہے تو صراۃ کے کنارے والوں کو میرا اسلام کہہ دینا بشرطیکہ وہی تیری آخری منزل ہو۔ موت پر اعتماد کرنے والے کو خدا کرے اس سے چھٹکارہ نہ ملے اس سے محبت کرنے والا خون کے آنسو روئے گا۔ بہت سے صحیح وسالم لوگوں کی موت آ چکی اور بہت سے جال میں پھنسے ہوئے رہا ہو گئے۔ یہ میری زندگی کا آخری دن ہے شاید کہ مجھ پر کوئی رونے والا روئے۔

جب اسے قتل کرنے کے لئے لایا گیا تو اس نے یہ اشعار کہے:

میری موت پر خوش ہونے والے دشمنوں کو کہہ دو کہ تھوڑا انتظار کرو تمہارے سامنے بھی مصائب اور آفات ہیں۔ یہی زمانہ ہو سکتا ہے کہ اس کی طرف سے تم پر مصائب آئیں۔

پھر ۲ ربیع الاول کو اسے قتل کر دیا گیا۔ ابن خلکان نے ان کی بہت سی تصنیفات کا ذکر کیا ہے جن میں سے طبقات الشعراء، کتاب اشعار الملوک، کتاب الآداب، کتاب البدیع، کتاب فی الغناء بھی ہیں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ امراء کی ایک جماعت نے مقتدر کو خلافت سے معزول کر کے ابن المعتز کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی تھی جو صرف ایک دن باقی رہی اور اس سے زیادہ نہ چل سکی اور ابن المعتز نے ابن جصاص جوہری کے گھر میں پناہ لی لیکن پھر اسے گرفتار کر کے معزول کر دیا گیا اور ابن الجصاص نے دو ہزار نقدی اور چھ ہزار کا وعدہ کر کے جان چھڑائی ابن المعتز گندمی رنگ گول چہرے والے تھے سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے۔ ۵۰ سال زندہ رہے اس کی بہت سی مفید باتیں اور اشعار نقل کئے گئے ہیں۔ محمد بن الحسین بن حبیب کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

**محمد بن حسین بن حبیب کے حالات**[1] ...... یہ محمد بن حسین بن حبیب ابو حصین الوادی القاضی صاحب المسند ہیں کوفہ کے باشندوں

(۱) تاریخ بغداد ۲/۲۲۹ شذرات الذهب ۲/۲۲۵ عبد المؤلف ۲/۱۰۶۔

میں سے ہیں بعد میں بغداد آئے احمد بن یونس الیربوعی، یحییٰ بن عبدالحمید جندل بن والق سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں ان سے ابن صاعد، نجاد محاملی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

امام دارقطنی کا ان کے بارے میں قول ہے کہ یہ ثقہ تھے کوفہ میں ان کی وفات ہوئی۔

وزیر علی بن عیسیٰ کے چچا محمد بن داؤد بن جراح ابوعبداللہ الکاتب کا بھی اسی سال انتقال ہوا یہ اخبار اور ایام الخلفاء کے عالم تھے ان کی بہت سی تصنیفات ہیں عمر بن شیبہ وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی اسی سال ربیع الاول میں ۵۳ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۲۹۷ھ

اسی سال قاسم بن سیما نے صائفہ سے جہاد کیا۔ اسی زمانہ میں یونس الخادم نے رومیوں کے قبضہ سے مسلمان قیدیوں کو آزاد کروایا۔

ابن الجوزی نے ثابت بن سنان سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مقتدر کے دور حکومت میں ہتھیلیوں اور بازوؤں کے بغیر ایک عورت کو دیکھا اس کی دونوں ہتھیلیاں اس کے کندھوں سے سلی ہوئی تھیں اور وہ ان سے کوئی کام نہیں کر سکتی تھی گھریلو کام کاج (سوت کاتنا، دھاگہ بانٹنا، سر میں کنگھی کرنا) جو عورتیں ہاتھوں سے کرتی ہیں وہ اپنے پاؤں سے کرتی تھی۔

رواں سال ہی میں بغداد میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے بہت مہنگائی ہوگئی روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ مکہ میں اتنا زبردست سیلاب آیا کہ خانہ کعبہ کے ستون بھی ڈوب گئے اور چاہ زمزم بہہ کر ابل پڑا ایسا منظر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

اسی سال فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

محمد بن داؤد بن علی کی اسی سال وفات ہوئی۔

**محمد بن داؤد بن علی کے حالات** ...... یہ محمد بن داؤد بن علی ابوبکر الفقیہ ظاہری کے لڑکے ہیں یہ مضبوط عالم ادیب، شاعر فقیہ ماہر تھے انہوں نے کتاب الزاہرۃ کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی اپنے والد کا پیشہ اختیار کیا انہی کے مذہب و مسلک پر چلنے والے تھے انہی پر چل کر انہوں نے اپنے والد کی رضامندی حاصل کر لی تھی ان کے والد ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور ان کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

رویم بن محمد کا قول ہے کہ ہم ایک روز ان کے والد داؤد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن داؤد ان کے پاس روتے ہوئے آئے والد نے وجہ پوچھی لڑکے نے بتایا کہ بچوں نے مجھے (شوک العصفور) کانٹوں کی چڑیا کہا ہے ان کی یہ بات سن کر ان کے والد مسکرائے والد کی مسکراہٹ دیکھ کر یہ بہت غصہ ہوئے اور والد سے کہا کہ تم نے مجھے ان سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی ہے اس کے بعد ان کے والد نے انہیں گلے لگا کر فرمایا کہ اے میرے لخت جگر اس قسم کے القاب منزل من سماء اللہ کی جانب سے عطاء کئے جاتے ہیں اور تم واقع میں کانٹوں کی چڑیا تو ہو ان کے والد کی وفات کے بعد انہیں ان کی مسند پر بٹھایا گیا تو لوگوں نے انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا ایک روز کسی نے ان سے نشے کی حد کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ جب انسان میں فہم کی صلاحیت ختم ہو جائے اور راز بستہ ظاہر ہونے لگیں! ان کے اس جواب سے لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت بڑھ گئی۔

ابن الجوزی نے منتظم میں نقل کیا ہے کہ یہ ایک لڑکے محمد بن جامع یا محمد بن زحرف کی محبت میں گرفتار ہو گئے تھے لیکن اپنی پاک دامنی اور دین کو برقرار رکھا اور وفات تک ان کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ اس وجہ سے ان کی وفات ہوئی۔

صاحب کتاب کا قول ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث کی فضیلت حاصل کرنے والے ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً و مرفوعاً بھی مروی ہے کہ جس شخص نے عشق کو چھپایا اور اس حالت میں اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ شہید ہو کر مرا ان کے بارے میں منقول ہے کہ یہ پاکدامنی کی شرط کے ساتھ عشق کو جائز کہتے تھے ان کے بارے میں منقول ہے کہ بچپن ہی میں ان میں عشق کی عادت تھی اور اس کے بارے میں انہوں ......

کتاب الزاہرۃ کے نام سے ایک کتاب لکھی اوران کے والد نے اس میں جن مقامات پر نشان لگائے تھے ان سب کو انہوں نے ختم کر دیا۔

یہ قاضی ابی عمر محمد بن یوسف کی موجودگی میں ابوالعباس بن شریح سے بہت مناظرہ کرتے تھے اور لوگ اس سے بڑے خوش ہوتے تھے ایک روز ابن شریح نے ان سے کہا کہ کتاب الزاہرۃ کی وجہ سے تمہاری شہرت بہت ہوئی ہے انہوں نے جواب میں کہا کہ تم مجھے اس کتاب کی وجہ سے عار دلاتے ہو تم تو اس کے پڑھنے کی خرابیوں کی بھی اصلاح نہیں کر سکتے ہم نے بچپن میں مذاق میں یہ کتاب لکھ دی اب تم اس سے اچھی کتاب لکھ کر دکھاؤ۔

قاضی ابوعمر کا قول ہے کہ ایک روز میں اور ابوبکر بن داؤد اکٹھے سوار ہو کر جا رہے تھے تو ایک باندی اچانک ان کے سامنے آ کر یہ اشعار پڑھنے لگی:

میں تمہارے سامنے اس دل کی شکایت لے کر حاضر ہوا ہوں جسے تم نے ضائع کر دیا مانند اس بیمار کی شکایت کے جو اس محبوب سے شکایت کرتا ہے جس نے اسے بیمار کر دیا۔ میری بیماری میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور جس بڑی مشقت کو میں جھیل رہا ہوں تم اسے معمولی سمجھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تو عشق کے غم میں میرے قتل کو حرام کیا ہے اے مجھے ظلماً قتل کرنے والو تم اسے حلال سمجھ رہے ہو۔

**وفات**...... محمد بن داؤد کی وفات اسی سال رمضان المبارک میں ہوئی ابن شریح نے ان کی تعزیت میں صرف ایک جملہ استعمال فرمایا میں محمد بن داؤد کی زبان کو کھانے والی مٹی کی تعریف کرتا ہوں۔

**محمد بن عثمان بن ابی شریح کے حالات** [1]...... یہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ابوجعفر ہیں یحییٰ بن معین، علی بن المدینی اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں پھر ان سے ابن صاعد خلدی باغندی وغیرہ نے روایتیں لی ہیں تاریخ اور اس کے علاوہ دوسرے موضوعات پر ان کی کتابیں ہیں، صالح بن محمد جذرہ وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے لیکن عبداللہ بن احمد کا قول ہے کہ یہ صاف صاف جھوٹ بولتے تھے۔ ان سے روایت کرنے والے لوگوں پر انہوں نے تعجب کیا ہے اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن طاہر بن عبداللہ بن حسن بن مصعب کی وفات بھی اسی سال ہوئی بیت الامارۃ اور حشمہ سے ان کا تعلق تھا یہ ایک مدت تک عراق پر پھر خراسان پر نائب حاکم رہے پھر سن ۲۸۰ میں یعقوب بن لیث نے ان پر غلبہ پا کر انہیں گرفتار کر لیا اس کے بعد یہ چار سال تک ان کے ساتھ رہے اور ملک کے اطراف میں گھومتے رہے پھر کسی موقع پر ان سے چھٹکارا پا کر اپنے نفس کو بچانے میں کامیاب ہو گئے اس کے بعد وفات تک بغداد میں رہے۔ موسیٰ بن اسحاق کی بھی اسی سال وفات ہوئی۔

**موسیٰ بن اسحاق کے حالات** [2]...... یہ موسیٰ بن اسحاق بن موسیٰ بن عبداللہ ابوبکر الانصاری الخطمی ہیں ان کا سن پیدائش ۲۱۰ھ ہے انہوں نے اپنے والد، امام احمد بن حنبل، علی بن الجعد وغیرہ سے احادیث سنی پھر ان سے ان کی جوانی ہی میں بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی اور بہت سوں نے قرآن پاک پڑھا یہ شافعی المسلک تھے اور اہواز کے قاضی رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ ثقہ فاضل، پاکدامن، فصیح، کثرت سے احادیث بیان کرنے والے تھے اسی سال محرم میں ان کی وفات ہوئی۔

اسی سال یوسف بن یعقوب کی وفات ہوئی۔

**یوسف بن یعقوب کے حالات**...... یہ یوسف بن یعقوب بن اسماعیل بن حماد بن زید قاضی ابوعمر کے والد ہیں انہوں نے ہی حلاج کو قتل کیا تھا یہ اکابر علماء اور مشہور شخصیات میں سے تھے ان کا سن پیدائش ۲۰۸ھ ہے سلیمان بن حرب، عمر بن مرزوق، ہدبہ، مسدد وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی یہ ثقات میں سے تھے بصرہ واسط اور مشرقی بغداد کا انہیں قاضی بنایا گیا تھا یہ پاکدامن اور گناہوں سے بہت زیادہ بچنے والے تھے۔

ایک روز ان کے پاس خلیفہ معتضد کا خادم آیا اور وہ عدالت میں اپنے مدمقابل سے برتر ہو کر بیٹھنے لگا تو قاضی کے دربان نے اسے خصم کے برابر

---

(۱) تاریخ بغداد ۳/ ۴۲ شذرات الذہب ۲/ ۲۶۲ لسان المیزان ۵/ ۲۸۰، ۲۸۱ میزان الاعتدال ۳/ ۴۲، ۴۳

(۲) تاریخ بغداد ۱۳/ ۵۲، ۵۴ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۲۶۸، ۲۶۹ الجرح والتعدیل ۸/ ۱۳۵ شذرات الذہب ۲/ ۲۲۶، ۲۲۷

بیٹھنے کے لئے کہا لیکن اس نے تکبر کی وجہ سے اس کی یہ بات نہیں مانی یہ دیکھ کر قاضی یوسف نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ کسی غلاموں کے کاروبار کرنے والے شخص کو لاؤ تا کہ اس کے ذریعے میں اسے فروخت کر کے اس کی قیمت خلیفہ کے پاس بھیج دوں لیکن اتنے میں دربان آ گیا اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر خصم کے برابر بٹھا دیا۔

فیصلہ ہو جانے کے بعد خادم خلیفہ کے پاس آ کر رونے لگا اس نے وجہ پوچھی تو اس نے ساری سرگذشت اس کے سامنے بیان کر دی اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ قسم بخدا اگر قاضی ابو یوسف تجھے فروخت کر دیتا تو میں تجھے کبھی نہ خریدتا اس لئے کہ شریعت کے مقابلے میں ہمارے نزدیک تمہاری حیثیت نہیں اور یہ قاضی حضرات حکومت کے ستون اور ادیان کے محافظ ہیں اسی سال ماہ رمضان میں ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۲۹۸ھ

اسی سال قاسم بن سیما روم کے شہروں سے واپس لوٹا اور بغداد میں داخل ہوا اس وقت اس کے ساتھ قیدی اور کفار تھے جن کے ہاتھوں میں جھنڈے تھے جن پر سونے کے صلیب بنے ہوئے تھے اور اس کے علاوہ قیدیوں کی مخلوق تھی۔

اسی سال خراسان کے نائب حاکم احمد بن اسماعیل بن احمد السامانی نے ھدایا بھیجے جن میں ۱۲۰ غلام جنگ کے خاص اسلحہ کے علاوہ اپنے ضروری سامان کے ساتھ تھے اور ۵۰ باز تھے اور کپڑوں کے تھان اور مشک کے رطل سے لدے ہوئے ۵۰ اونٹ تھے۔

اسی زمانہ میں قاضی عبداللہ بن علی بن محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب پر فالج کا حملہ ہوا تھا جس کی وجہ سے ان کی جگہ مشرقی بغداد اور بلخ پر ان کے صاحبزادے محمد کو مقرر کیا گیا۔

رواں سال ہی میں دو شخصوں کو گرفتار کیا گیا جن میں سے ایک کا نام ابو کبیرہ اور دوسرا اسمری سے مشہور تھا ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ ایسے شخص کے متبع ہیں جس کا نام محمد بن بشر ہے اور وہ خدائی کا دعویٰ کرنے والا ہے۔

اسی سال رومیوں کے لاذقیہ کی طرف رخ کرنے کی خبر مشہور ہوئی، نیز یہ معلوم ہوا کہ اسی زمانہ میں موصل شہر کی طرف سے ایک زبردست گرم ہوا چلی جس کی وجہ بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

اسی سال فضل ھاشمی نے لوگوں کو حج کروایا۔

خاص خاص افراد کی وفات ...... اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

ابن الراوندی، اس کی وفات اسی سال ہوئی۔

**ابن الراوندی کے حالات** [1] ...... یہ مشہور بد دینوں میں سے ایک ہے اس کا والد بظاہر مسلمان لیکن حقیقت میں یہودی تھا اور اس نے تو راۃ میں تحریف کی تھی جیسا کہ اس کے لڑکے نے قرآن کو قرآن سے الگ کر کے اس میں تحریف کی تھی اس نے ایک کتاب قرآن کے رد میں لکھی جس کا نام الدامغ اور ایک کتاب شریعت کے رد میں لکھی جس کا نام الزمردۃ رکھا تھا اور اسی موضوع پر ایک کتاب التاج کے نام سے لکھی اسی طرح کتاب الفرید، کتاب امامۃ المفضول الفاضل لکھی۔

ایک جماعت نے اس کی ان کتابوں کو رد کیا ان ہی میں سے معتزلہ کے شیخ ابو علی محمد بن عبدالوھاب الجبائی بھی ہیں اور انہوں نے بڑے احسن طریقے سے رد کیا ہے اور اسی طرح ان کے لڑکے ابو ھاشم عبدالسلام بن ابی علی بھی اسی جماعت سے ہیں۔

شیخ ابو علی کا قول ہے کہ میں نے اس جاہل کی کتاب کو مکمل طور پر پڑھا ہے بے وقوفی جھوٹ اور افتراء کے علاوہ کوئی مفید بات مجھے اس کتاب میں نہیں ملی اسی طرح ایک کتاب قدم عالم اور صانع کی نفی اور اپنے مذہب کی صحت اور اہل توحید کے رد میں لکھی، ایک اور کتاب لکھی جس میں سترہ جگہ

(۱) شذرات الذھب ۲/ ۲۳۵، ۲۳۶ العبر ۲/ ۱۱۶ لسان المیزان ۱/ ۳۲۳، ۳۲۴ الوافی بالوفیات ۸/ ۲۳۲، ۲۳۸

آپ علیہ السلام کی نبوت کا انکار اور آپ کی طرف جھوٹ کی نسبت اور کلام اللہ شریف پر اعتراض کیا۔ ایک اور کتاب لکھی جس میں یہود و نصاریٰ اور ان کے مذہب کو اسلام پر ترجیح دی اور نبوت کا انکار کیا اس کے علاوہ اس میں ایسی باتیں لکھیں جن کی وجہ سے اس کا کفر واضح ہو گیا۔ ان سب باتوں کو ابن الجوزی نے نقل کیا ہے۔

ابن الجوزی نے المنتظم میں ان کی بد دینی کی باتوں اور قرآن شریف پر ان کے اعتراضات کا کچھ حصہ نقل کر کے اس پر رد کیا ہے اور اس کم ترین خسیس ترین ذلیل ترین شخص اور اس کی جہالت، بیوقوفی ہذیان بیہودہ کلام کی طرف توجہ دینا اپنی عزت کم کرنے کے مترادف قرار دیا ہے۔

اس شخص کی طرف مسخرہ پن، کفر اور کبائر کے کچھ واقعات بھی منسوب ہیں کچھ ان میں سے صحیح اور کچھ من گھڑت ہیں کچھ اس قسم کے ہم مسلک اور ہم مذہب لوگوں کے موافق ہیں جو بظاہر مذاق کرنے والے لیکن درحقیقت میں کافر اور زندیق ہیں اور یہ باتیں کثرت سے اس شخص میں موجود تھیں جو بظاہر مسلمان لیکن حقیقت میں منافق تھا۔ درحقیقت ایسے لوگ اللہ اور اس کی کتاب، اس کے دین کا مذاق اڑانے والے ہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے (آپ ان سے سوال کریں تو وہ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق سے ایسی باتیں کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے بھی تم مذاق کرتے ہو تم عذر پیش نہ کرو تم نے تو ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کر لیا ہے (سورۃ التوبہ آیتان ۶۶،۲۵)۔

ابو عیسیٰ الوراق ابن الراوندی کے ساتھ رہتے تھے اللہ ان دونوں کو برباد کرے جب لوگوں کو ان کے معاملے کا علم ہوا تو انہوں نے بادشاہ کو خبر کر کے ان دونوں کو بلوایا ابو عیسیٰ کو تو جیل میں ڈال دیا حتیٰ کہ وہیں اس کی وفات ہو گئی ابن الراوندی نے بھاگ کر ابن لاوی یہودی کے گھر میں پناہ لی اور اس دوران اس نے ایک کتاب دامغ للقرآن (قرآن کو کچل دینے والی کتاب) کے نام سے لکھی اس کے بعد وہ کچھ ہی ایام زندہ رہا اور یہ بھی کہا گیا کہ اسے پکڑ کر سولی پر لٹکا دیا گیا۔

ابو الوفاء بن عقیل کا قول ہے کہ میں نے ایک صحیح کتاب میں پڑھا ہے کہ اتنی مختصر زندگی میں اتنی بیہودہ بات کرنے کے بعد بھی وہ ۳۶ سال زندہ رہا اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے اور اس کا برا کرے اور اس پر رحم نہ کرے۔ ابن خلکان نے یہ باتیں اپنی کتاب وفیات میں بھرپور انداز میں ذکر کی ہیں گویا کہ کتے کو آٹا کھانے کے لئے دیا گیا ہے جیسا کہ علماء اور شعراء کے ذکر میں ان کی عادت ہے شعراء عنوانات کو طویل کرتے ہیں اور علماء مختصر انداز میں بیان کرتے ہیں اور زنادقہ زندیقیت کا تذکرہ نہیں کرتے۔

ابن خلکان نے ان کی تاریخ وفات ۲۴۵ لکھی ہیں لیکن ان کو اس بارے میں سراسر وہم ہو گیا ہے صحیح قول ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی جیسا کہ ابن الجوزی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

جنید بن محمد کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**جنید بن محمد کے حالات** ۔۔۔۔۔ یہ جنید بن محمد بن جنید ابو القاسم خزاز یا قواریری ہیں ان کا اصل تعلق نہاوند سے ہے بغداد میں پیدا ہوئے وہیں نشوونما پائی حسین بن عرفہ سے انہوں نے احادیث سنی ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی سے فتویٰ دینا شروع کیا ہم نے طبقات شافعیہ میں ان کا بیان کیا ہے۔

حارث محاسبی اور اپنے ماموں سری سقطی کی صحبت کی وجہ سے یہ مشہور ہوئے بہت بڑے عابد تھے اسی کی برکت کے سبب اللہ نے ان پر علوم کثیرہ کا دروازہ کھولا صوفیہ کے طرز پر کلام فرماتے تھے یومیہ ۳۰۰ نوافل اور تیس ہزار تسبیحات ان کا معمول تھا چالیس برس تک بستر پر نہیں لیٹے اللہ تعالیٰ نے علم نافع اور عمل صالح کی برکت سے ان پر ایسے امور کھولے جو اس زمانہ میں کسی پر نہیں کھلے تھے اور جب کوئی کسی فن میں کلام کرتا تھا تو بلا توقف و تامل اس کے بارے میں معلومات فراہم کر دیتے تھے حتیٰ کہ ایک مسئلہ کی اتنی وجوہ بیان کرتے جو علماء کی سوچ سے بھی بالاتر ہوتی اور اسی طرح تصوف وغیرہ میں بھی کلام فرماتے۔

بوقت وفات یہ تلاوت کلام پاک اور نماز میں مشغول ہو گئے کسی نے ان سے کہا کہ اس وقت آپ نفس کو آرام دیتے تو بہتر تھا جواب میں فرمایا کہ اس وقت مجھ سے زیادہ محتاج کوئی نہیں اس لئے کہ یہ میرے نامہ اعمال بند ہونے کا وقت ہے ابن خلکان نے ان کے متعلق ذکر کیا ہے کہ فقہ میں ان کے ساتھ ابوثور تھے اور انہوں نے سفیان ثوری کا مذہب اختیار کیا تھا ابن شریح نے ان کی صحبت و خدمت میں رہ کر بے مثال فقہی نکات حاصل کئے۔

کہا گیا ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے اس کے بہت سے جوابات دیئے سائل نے کہا کہ میں ان میں سے تین جواب کے علاوہ کچھ نہیں جانتا اس لئے دوبارہ بیان کر دیجئے انہوں نے دوبارہ پہلے جوابوں کے علاوہ بہت سے جوابات دیئے جن کو سن کر سائل نے کہا کہ قسم بخدا آج سے پہلے میں نے یہ جوابات نہیں سنے تھے لہذا دوبارہ بیان کر دیجئے انہوں نے ان سے علاوہ اور بہت سے جوابات دیئے جنہیں سن کر سائل نے کہا کہ میں نے یہ باتیں آج پہلی مرتبہ سنی ہیں لہذا آپ ہمیں یہ جوابات لکھوا دیجئے جنید نے کہا کہ اگر میں اپنی طرف سے ایسے جوابات دیتا تو لکھواتا مطلب یہ تھا کہ یہ جواب تو اللہ تعالیٰ نے میرے قلب پر نازل اور میری زبان پر جاری کئے ہیں میں نے کسی کتاب میں دیکھ کر یا کسی استاد سے پڑھ کر نہیں دیئے یہ تو اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے میری زبان پر جاری فرما دیئے پھر سائل نے ان سے پوچھا کہ آخر اتنے بڑے عالم آپ کیسے بن گئے جواب دیا کہ چالیس سال تک اللہ تعالیٰ کے سامنے بیٹھ کر میں نے یہ مقام حاصل کیا ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ حضرت سفیان ثوری کے مذہب و طریقہ پر کاربند تھے واللہ اعلم۔

حضرت جنید سے عارف کی شناخت کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ جو شخص تمہارے بتائے بغیر تمہارے راز تم پر ظاہر کر دے اور فرمانے لگے کہ ہمارا مذہب قرآن وسنت کے ساتھ مقید ہے جو شخص قرآن پڑھے بغیر حدیث پر عمل کرتا رہے ہمارے مذہب کے مطابق اس کی اقتداء ناجائز ہے۔

کسی نے ان کے پاس تسبیح دیکھ کر ان سے پوچھا کہ آپ اتنے بڑے بزرگ ہو کر بھی تسبیح رکھتے ہیں جواب میں فرمایا کہ اسی کے ذریعے تو میں نے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کی ہے لہذا میں اسے نہیں چھوڑوں گا ایک مرتبہ ان کے ماموں حضرت سری سقطی نے فرمایا کہ لوگوں سے گفتگو کیا کرو لیکن انہوں نے اپنے آپ کو اس لائق نہیں سمجھا۔

رات کو خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ لوگوں سے گفتگو کیا کرو صبح کو ماموں کے سامنے خواب کو بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے میری بات پر عمل نہیں کیا حتیٰ کہ آپ علیہ السلام نے بھی وہی بات فرمائی تب جا کر انہوں نے لوگوں سے گفتگو شروع کی۔

ایک روز ان کے پاس ایک نصرانی مسلمان کی شکل میں آیا اور ان سے سوال کیا کہ آپ علیہ السلام کے اس قول (مؤمن کی فراست سے تم ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) کا کیا مطلب ہے انہوں نے تھوڑی دیر سوچ کر فرمایا کہ تمہارے اسلام لانے کا وقت قریب آ گیا اس لئے تم مسلمان ہو جاؤ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

انہی کا قول ہے کہ سب سے زیادہ فائدہ مجھے ایک باندی کے مندرجہ ذیل اشعار سن کر ہوا:

جب میں کہتا ہوں کہ فراق نے مجھے مصائب کی جگہ میں پہنچا دیا تو تم کہتی ہو کہ اگر فراق نہ ہوتا تو محبت میں مزہ نہ آتا۔ اگر میں سوال کرتا ہوں کہ عشق نے میرے دل کو جلا دیا تو تم جواب دیتی ہو کہ عشق ہی تو قلب کی شرافت ہے۔ اگر میں اپنا قصور پوچھتا ہوں تو تم کہتی ہو کہ تمہاری زندگی ہی ایک مسلم گناہ ہے جس پر دوسرے گناہ کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، جنید کہتے ہیں کہ اب اشعار کو سن کر میں نے زور سے چیخ ماری اور میں بے ہوش ہو گیا تو مالک مکان باہر آیا اور اس نے پوچھا کہ کیا ہوا میں نے جو کچھ سنا تھا بیان کر دیا تو اس نے کہا کہ اس باندی کو میں نے آپ کو ہبہ کر دیا میں نے کہا کہ مجھے قبول ہے اور آج کے بعد اللہ کے واسطے آزاد ہے پھر میں نے ایک شخص سے اس کا نکاح کر دیا اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس نے تیس پیدل حج کئے۔

سعید بن اسماعیل بن سعید بن منصور ابوعثمان الواعظ کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ ری میں پیدا ہوئے وہیں پلے پھولے پھر نیشاپور چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ کچھ عرصہ بغداد میں رہے ان کے بارے میں مستجاب الدعوات ہونے کا قول ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ عبدالرحیم ہوازن نے ابوعثمان کے واسطے سے بیان کیا ہے کہ چالیس سال سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جس حال میں رکھا میں ناراض نہیں ہوا اور ابوعثمان اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

میں نے کوئی نیکی نہیں کی بلکہ گناہ کر کے میں تیرے پاس بھاگ کر آیا ہوں اور غلام اپنے آقا سے فرار ہو کر کہاں جائے گا۔

آپ کی طرف سے مغفرت کی امید ہے اگر اس کا گمان غلط نکل آیا تو روئے زمین پر اس سے بڑھ کر کوئی محروم نہیں۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے ان سے سوال کیا کہ آپ کا کون سا عمل سب سے زیادہ قابل قبول ہے؟ جواب میں فرمایا کہ میرے جوان ہونے کے بعد میرے گھر والوں نے میری شادی کا ارادہ کیا لیکن میں شادی کرنے پر تیار نہیں ہوا اس کے بعد ایک عورت میرے پاس آ کر کہنے لگی کہ مجھے آپ سے اس قدر محبت ہوگئی ہے کہ میرا سکون میری نیند ختم ہوگئی ہے اور میں رب العالمین سے دعا کرتی ہوں کہ وہ آپس میں ہماری شادی کرادے۔

ابوعثمان فرماتے ہیں کہ اس کی باتیں سن کر میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا تمہارے والد زندہ ہیں اس نے جواب دیا کہ ہاں زندہ ہیں میں نے اس کے والد اور گواہوں کو بلوا کر اس سے نکاح کر لیا جب میں نے ان سے خلوت کی تو معلوم ہوا کہ وہ تو کافی لنگڑی بدصورت، بدسیرت ہے میں نے کہا کہ اے اللہ جو آپ نے میرے مقدر میں لکھا ہے اس پر میں آپ کی حمد کرتا ہوں اب میرے گھر والے بھی ملامت کرنے لگے لیکن میں کبھی اس سے بداخلاقی سے پیش نہیں آیا حالانکہ بعض مرتبہ وہ مجھے باہر جانے سے بھی منع کر دیتی تھی اور میں اس وقت اپنے آپ کو آگ کے انگاروں پر بیٹھا ہوا محسوس کرتا تھا لیکن اس کی محبت کی وجہ سے میں نے اس کے عیوب کو کسی پر ظاہر نہیں کیا اور میں نے پندرہ سال مسلسل اسی حالت میں گزارے تو مجھے عنداللہ اس عمل کی وجہ سے سب سے زیادہ مقبول ہونے کی امید ہے۔

اسی سال سمنون بن حمزہ کا انتقال ہوا ان کو ابن عبداللہ بھی کہا جاتا ہے ان کا تعلق مشائخ صوفیہ سے ہے یومیہ پانچ سو نفل رکعتیں ان کا معمول تھا انہوں نے اپنا نام سمنون الکذاب رکھا ہوا تھا کیونکہ یہ ایک شعر پڑھا کرتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے نفس مجھے تیرے علاوہ کسی چیز میں مزہ نہیں آتا اس لئے تو جیسا چاہے میرا امتحان لے۔

اتفاقاً ان کا پیشاب بند ہوگیا تو یہ مدرسوں میں جا کر بچوں سے کہتے تھے کہ تم اپنے چچا کو کذاب کے نام سے پکارا کرو محبت کے بارے میں ان کا بڑا مضبوط کلام ہے آخر عمر میں ان کو وسوسہ کا مرض لگ گیا تھا اور محبت کے بارے میں انہوں نے بڑا درست کلام کیا ہے۔

**صافی الحربی**......ان کا انتقال بھی اسی سال ہوا یہ دولت عباسیہ کے اکابر امراء میں سے تھے انہوں نے مرض الوفات میں وصیت کی تھی کہ میرے غلام قاسم پر میرا کوئی حق نہیں لیکن ان کے انتقال کے بعد ان کے غلام نے ڈیڑھ کروڑ روپے اور سونے کے ایک سو بیس مٹکے لا کر ظاہر کئے لیکن وزیروں نے اس میں سے کچھ نہیں لیا بلکہ سارا اسی کے پاس چھوڑ دیا۔

**اسحاق بن حنین بن اسحاق**......ان کی وفات اسی زمانے میں ہوئی یہ اسحاق بن حنین بن اسحاق ابو یعقوب العبادی ہیں قبائل جزیرہ کی طرف منسوب ہیں اور طبیب بن طبیب ہیں علم طب میں ان کی اور ان کے والد کی لکھی ہوئی کافی کتابیں ہیں ان کے والد نے حکماء یونان میں سے ارسطاطالیس کے کلام کو یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل کیا ہے حسین بن احمد بن محمد بن زکریا کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**حسین بن احمد بن محمد بن زکریا کے حالات زندگی** [1]......یہ حسین بن احمد بن محمد بن زکریا ابوعبداللہ الشیعی ہیں یہ وہی شخص ہے جس نے مہدی کی دعوت کا کام اپنے ذمہ لیا تھا اور اس مہدی کا نام عبداللہ بن میمون تھا جو فاطمی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا حالانکہ اس کے متعلق مؤرخین کا یہ کہنا ہے کہ وہ قبیلہ سلیم کا ایک یہودی تھا اور اس کا پیشہ رنگریز تھا۔

لیکن یہاں پر یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ ابوعبداللہ الشیعی بلا مال وافراد کے تن تنہا افریقہ کے شہروں میں چلا گیا اور بلاد افریقہ پر بنی اغلب کے آخری بادشاہ ابونصر زیادۃ اللہ کی حکومت کے خاتمہ کی کوشش میں لگا رہا بالآخر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگیا اور پھر اس نے اپنے مخدوم مہدی کو بلاد مشرق سے یہاں آنے کی دعوت دی چنانچہ وہ دعوت نامہ ملتے ہی وہاں سے روانہ ہوگیا لیکن راستے میں گرفتار ہوگیا بہر حال بڑی مشقتوں کے بعد وہ اس تک پہنچ گیا۔

---

(۱) ابن خلدون ۳/ ۲۱۲، ۳۱۴، ۳ شذرات الذہب ۲/ ۲۲۷ العبر ۲/ ۱۰۱ وفیات الاعیان ۲/ ۱۹۲، ۱۹۳ الوافی بالوفیات ۱۲/ ۳۰۶

ادھر ابوعبداللہ الشیعی کے بھائی نے اس کو ڈانٹ کر کہا کہ تو نے اپنی فکر کیوں نہیں کی تو دوسروں کی فکر میں لگا ہوا ہے اس پر یہ شرمسار ہوا اور اس نے مہدی کو ختم کرنے کی کوشش کی لیکن مہدی کو ان کی سازش کا علم ہو گیا اور وہ ان سے بچ کر قیروان کے شہروں میں سے رقادہ شہر میں چلا گیا یہ ابن خلکان کے ذکر کردہ بیان کا خلاصہ ہے۔

## واقعات ۲۹۹ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال ۲ ذیقعد میں اور ایک رمضان میں دم دار ستارے ظاہر ہوئے جو چند ایام تک باقی رہے۔

سال رواں ہی میں ارض فارس میں طاعون کی وبا پھیلی جس میں سات ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

اسی زمانے میں خلیفہ نے وزیر علی بن محمد بن فرات سے ناراض ہو کر اسے معزول کر دیا اور اس کے گھر کو لوٹنے کا حکم دیا چنانچہ بری طرح اس کا گھر لوٹا گیا اور اس کی جگہ علی بن محمد بن عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو مقرر کر دیا اور اس کے لئے معتضد کی ام ولد نے کوشش کی تھی کیونکہ اس کو علی محمد بن عبداللہ نے ایک لاکھ روپے دینے کی لالچ دی تھی۔

اسی زمانے میں دیار مصر اور خراسان وغیرہ کی حکومتوں کی طرف سے کافی تعداد میں ہدایا موصول ہوئے جن میں بلا جد و جہد کے مصر میں ایک خزانہ سے ملے ہوئے پانچ لاکھ دینار بھی تھے جیسا کہ بہت سے جاہل اور کمزور عقیدے کے افراد کمینوں اور لالچی اور گناہ گار لوگوں سے بلا جد و جہد کے مکر و فریب سے حاصل کر کے کھا جاتے ہیں اور اسی خزانہ سے چار انگل لمبی اور ایک انگل چوڑی انسان کی پسلی بھی ملی تھی جس کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ یہ قوم عاد کے کسی انسان کی ہے اسی طرح ان ہدایا میں تھنوں والا ایک بکرا بھی تھا جس سے دودھ بھی نکالا جاتا تھا۔

ابن ابی الساج نے ان ہدایا میں ستر گز لمبا اور ساٹھ گز چوڑا دس سال میں تیار کیا ہوا ایک قالین بھی بھیجا تھا اس کے علاوہ احمد بن اسماعیل بن احمد السامانی نے خراسان کے شہروں سے کافی تعداد میں انمول تحائف بھی بھیجے تھے اسی سال مدتوں سے مقرر شدہ حجاج کے امیر فضل بن عبدالملک عباسی نے لوگوں کو حج کرایا اسی سال احمد بن نصر بن ابراہیم ابوعمر والخفاف کی وفات ہوئی۔

**احمد بن ابراہیم ابوعمر والخفاف کے حالات** ...... یہ احمد بن نصر بن ابراہیم ابوعمر والخفاف الحافظ ہیں یہ ایک لاکھ احادیث کا مذاکرہ کیا کرتے تھے اسحاق بن راہویہ اور اس کی جماعت سے انہوں نے احادیث سنی تھی تیس سال سے زائد انہوں نے مسلسل روزے رکھے صدقہ کرنے کا بہت زیادہ معمول تھا ایک مرتبہ ایک سائل نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے اس کو دو درہم دے دیئے اس نے لے کر الحمدللہ کہا تو انہوں نے ان کو تین درہم اور دے دیئے پھر اس نے الحمدللہ کہا تو مزید پانچ درہم دے دیئے سائل الحمدللہ کہتا رہا اور یہ دیتے رہے حتیٰ کہ پورے سو درہم ہو گئے اس کے بعد سائل نے مال میں برکت کی دعا دی یہ کہنے لگے کہ اگر تم الحمدللہ کہتے رہتے تو میں دیتا جاتا اگر چہ یہ سلسلہ دس ہزار تک پہنچ جاتا بہلول بن اسحاق بن بہلول کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**بہلول بن اسحاق بن بہلول کے حالات** ...... یہ بہلول بن اسحاق بن بہلول ابن حسان بن سنان ابو احمد التنوخی ہیں انہوں نے اسماعیل بن ابی اویس سعید بن منصور، مصعب زبیری وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا ہے پھر ان سے ایک جماعت نے سماع کیا جن میں ابوبکر اسماعیلی الجرجانی بھی ہیں یہ ثقہ حافظ الحدیث اور احادیث کو ضبط کرنے والے تھے بڑے فصیح و بلیغ انداز میں خطبہ دینے والے تھے۔ سال رواں ہی میں ۹۵ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

حسین بن عبداللہ بن احمد ابوعلی الخرقی کی وفات بھی اسی زمانہ میں ہوئی انہوں نے امام احمد بن حنبل کے مذہب پر ایک مختصر رسالہ لکھا تھا مرزوئی نے انہیں خلافت بھی عطاء کی تھی اسی سال عیدالفطر کے روز ان کا انتقال ہوا اور امام احمد بن حنبل کی قبر کے پہلو میں انہیں دفن کیا گیا۔

**محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ المغربی** ...... ان کی وفات اسی سال ہوئی انہوں نے ستانویں پیدل حج کئے تھے اور یہ رات کی تاریکی میں دن کی روشنی میں لوگوں کے پیدل چلنے کی طرح چلتے تھے عوام الناس چلنے میں ان کی اتباع کرتے تھے اور یہ منزل مقصود تک انہیں پہنچادیتے تھے۔

ان کا قول ہے کہ کافی سالوں سے مجھے رات کی تاریکی نظر نہیں آئی اور بہت زیادہ چلنے کے باوجود بجی ہوئی دلہن کے پاؤں چمکنے کی طرح ان کے پاؤں چمکتے تھے ان کا کہا ہوا کلام بہت عمدہ اور نافع ہے۔

بوقت وفات انہوں نے وصیت کی تھی کہ انہیں ان کے شیخ علی بن زرین کے پہلو میں دفن کیا جائے اب ان دونوں پیر و مرید کی قبر جبل طور پر بنی ہوئی ہے۔

ابونعیم کا قول ہے کہ ابوعبداللہ نے بہت زیادہ عمر پائی ۱۲۰ کی عمر میں ان کا انتقال ہوا ان کی قبر ان کے استاد علی بن زرین کی قبر کے پاس طور سینا پر ہے۔

ابوعبداللہ کا قول ہے کہ وقف شدہ چیزوں کی تعمیر سب سے افضل عمل ہے۔

انہی کا قول ہے کہ فقیر محتاج شخص وہ ہے جو فقر و محتاجگی پہنچنے والے پر نظر رکھے تا کہ جس طرح اس نے محتاج پن پہنچنے میں مدد کی ہے اسی طرح اس کے دور کرنے میں بھی اس کی مدد کرے (یعنی ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر نظر رکھے)۔

انہی کا قول ہے کہ مالدار کی چاپلوسی اور اس کے سامنے تواضع کرنے والا شخص سب سے ذلیل ترین فقیر ہے فقیر کی عزت کرنے والا اور اس کے سامنے تواضع اختیار کرنے والا شخص سب سے بڑا مالدار ہے۔

محمد بن ابی بکر بن ابی خیثمہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کے والد تاریخوں کے جمع کرنے میں ان کی مدد لیتے تھے یہ ذی رائے، ماہر، قوت حافظہ کے مالک تھے اسی سال ذیقعدہ میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن احمد بن کیسان نحوی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ یہ نحو کے حافظ اور اس کے مسائل سے بہت زیادہ واقف تھے یہ بیک وقت بصریین اور کوفیین کے نحو کے حافظ تھے۔

ابن مجاہد کا قول ہے کہ یہ اپنے دونوں شیخ مبرد اور ثعلب سے بھی بڑے نحوی تھے۔

**محمد بن یحییٰ** ...... ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ محمد بن یحییٰ ابوسعید ہیں دمشق ان کا مسکن تھا ابراہیم بن سعد جوہری، احمد بن منیع، ابن ابی شیبہ وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی تھی پھر ان سے ابوبکر نقاش وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا۔ یہ محمد بن یحییٰ کفن بردوش کے نام سے مشہور تھے۔ اس کی وجہ خطیب نے یہ بیان کی ہے کہ ان کی وفات ہوگئی پھر ان کو غسل و کفن دیا گیا اور نماز جنازہ پڑھ کر ان کو دفن کیا گیا رات کے وقت کفن چور نے آ کر ان کی قبر کھودی اور کفن اتارنے کی کوشش کی تو یہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے نباش تو ڈر کر بھاگ گیا اور محمد بن یحییٰ قبر سے نکل کر گھر پہنچ گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی کہ کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں یحییٰ ہوں پھر آواز آئی کہ کیوں ہمارے زخموں پر نمک پاشی کرتے ہو تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم میں ہی ہوں اور اپنی آواز بلند کی تب گھر والوں نے انہیں پہچان کر دروازہ کھولا اور ان کا غم خوشی میں تبدیل ہوگیا پھر انہوں نے سارا قصہ گھر والوں کو سنایا حقیقت میں ان کی موت کے بجائے ان پر سکتہ طاری ہوگیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و طاقت کے ذریعے نباش کو بھیج کر ان کی قبر کھدوادی اور یہی ان کی زندگی کا سبب بن گیا اس کے بعد یہ چند سال زندہ رہے پھر اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

فاطمہ القہر کی وفات بھی اسی سال ہوئی مقتدر نے ان سے ناراض ہو کر ان کا مال چھین لیا تھا جو تقریباً دولاکھ کے قریب تھا پھر وہ اسی سال اپنے جہاز میں ڈوب گئی۔

## واقعات ۳۰۰ ھ

اسی سال دریائے دجلہ کا پانی اوپر آ گیا تھا۔

اسی زمانہ میں بغداد میں موسلادھار بارش ہوئی۔

اسی سال ۲۳ جمادی الاخریٰ بدھ کے شب بیشمار ستارے آسمان سے گرے تھے سال رواں ہی میں بغداد میں بیماریاں کثرت سے پھیلی تھیں حتیٰ کہ کتے اور جنگل کے بھیڑیئے بھی پاگل ہو گئے تھے اور وہ کتے دن میں لوگوں کو کاٹ لیتے تھے جس کی وجہ سے انہیں کتے کی بیماری لگ جاتی تھی۔

اسی زمانہ میں دینور کا پہاڑ دھنس کر ایک ٹیلہ معلوم ہوتا تھا اس کے نیچے سے کافی پانی نکلا تھا جس سے چند دیہات غرق ہو گئے تھے۔

اسی سال لبنان کے پہاڑ کا ایک حصہ ٹوٹ کر سمندر میں گر گیا تھا۔

رواں سال ہی میں خچر نے گھوڑے کا بچہ جنا تھا۔

اسی زمانے میں حسین بن منصور الحلاج کو سولی دی گئی تھی اس کے بعد بھی وہ چار دن تک دو دن مشرقی جانب دو دن مغربی جانب زندہ رہا تھا یہ واقعہ اسی سال ربیع الاول میں پیش آیا تھا۔

اس سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح فضل بن عبدالملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا تھا اللہ اس کے اس عمل کو قبول فرما کر اسے ثواب عطا فرمائے۔

**خواص کی وفات** ...... اسی سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

**الاحوص بن الفضل** ...... یہ احوص بن الفضل بن معاویہ بن خالد بن غسان ابوامیہ الغلابی ہیں جو بصرہ وغیرہ کے قاضی رہے ہیں انہوں نے اپنے والد سے ایک تاریخی واقعہ بیان کیا ہے کہ ابن فرات ایک باران کے پاس چھپ گیا پھر جب وہ وزیر بنا تو اس کو بصرہ، اہواز، واسط کا قاضی بنادیا تھا یہ گناہوں سے بہت زیادہ بچنے والے تھے جب ابن فرات کو معزول کر دیا گیا تو بصرہ کے نائب حاکم نے انہیں جیل میں ڈلوادیا تھا اور جیل ہی میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ ان کے علاوہ کسی قاضی کی وفات جیل میں نہیں ہوئی۔ عبیداللہ بن عبداللہ طاہر کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**عبداللہ بن عبداللہ بن طاہر کے حالات** ...... یہ عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر ابن الحسین بن مصعب ابواحمد الخزاعی ہیں انہیں بغداد کا والی بنایا گیا تھا زبیر بن بکار سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا تھا پھر ان سے صولی اور طبرانی نے سماع کیا یہ ادیب وفاضل تھے ان کے اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں:

دوری کی وجہ سے خط وکتابت کرنا عاشقوں کا حق ہے جو عشق کی آنکھ کو رلاتا ہے۔ قربت کا حق آپس میں زیارت کرنا ہے عشق کی آگ کو شفا دینے والے کی عمر ختم نہ ہو۔

اتفاق سے ان کی ایک محبوب ترین باندی بیمار ہو گئی تھی اس نے ان سے برف کی خواہش ظاہر کی لیکن برف ایک شخص کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھی انہوں نے اپنے خادم کو برف لینے کے لئے بھیجا اس نے دکاندار سے ایک رطل برف کے لئے کہا تو ان کی ضرورت معلوم ہونے کی وجہ سے اس نے کہا کہ ایک رطل برف نہیں دوں گا بلکہ کل برف پانچ ہزار درہم میں دوں گا یہ سن کر ان کا خادم مشورہ کے لئے ان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے جتنے کی بھی ملے لے آ وہ خادم برف والے کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ اب ایک رطل دس ہزار درہم میں دوں گا تو وہ خادم دس ہزار ہی میں خرید کر لے آیا پھر دوبارہ باندی نے برف کی خواہش ظاہر کی کیوں کہ اس کو برف سے کچھ افاقہ ہوا تھا پھر خادم نے ایک رطل برف دس ہزار میں خرید کر اس کو دی پھر دوبارہ ضرورت پڑنے پر دس ہزار درہم میں خرید کر اس کو دی پھر دوبارہ ضرورت پڑنے پر دس ہزار درہم میں برف خریدی۔

اب برف والے کے پاس صرف دو رطل برف باقی رہ گیا تو ان میں سے ایک رطل اس نے یہ سوچ کر رکھ لیا کہ کہہ سکوں کہ میں نے ایک رطل برف دس ہزار درہم میں کھائی تھی اب صرف ایک رطل برف اس کے پاس بچی پھر خادم اس کے پاس برف خریدنے آیا برف والے نے کہا کہ تیس ہزار درہم میں دوں گا خادم نے تیس ہزار درہم ہی میں اس سے وہ برف خرید لی۔ خدا کی شان کہ باندی برف کی وجہ سے صحت یاب ہوگئی اور اس نے خوشی میں کافی رقم صدقہ کی اس کے آقا نے برف والے کو بلوایا اور اسے بھی اس صدقہ میں سے کچھ دیا اب برف والا بہت امیر بن گیا اور ابن طاہر نے اسے اپنے پاس خادم رکھ لیا۔

**الصنوبری شاعر کی وفات وحالات** ...... یہ محمد بن احمد بن محمد بن مراد ابوبکر الضبی الصنوبری الحنبلی ہیں حافظ ابن عساکر کا قول ہے کہ یہ بہت عمدہ شاعر تھے علی بن سلیمان الاخفش سے بھی یہی منقول ہے کہ اس کے بعد ان کے بہترین اشعار میں سے چند اشعار ذکر کئے جاتے ہیں۔

نہ میری نیند کو اس نے جانا نہ میری بیداری نے، ان دونوں کو وہ جانتا ہے جس میں تھوڑی سی عقل ہو۔ میرے آنسو اب ایک طویل عرصہ تک بہنے کی وجہ سے تھک چکے ہیں اب مزید ان میں بہنے کی طاقت نہیں رہی۔ میرے لئے ایک غیر ظاہر صورت فرشتہ ہے لیکن میری آنکھ کی سیاہی نے اس کی کبھی مذمت نہیں کی۔ میں نے اس کے رخسار کی آگ کو بوسہ دینے کا ارادہ کیا لیکن پھر ڈر گیا کہ اگر اس کے قریب گیا تو کہیں جل نہ جاؤں۔ کل صبح کا سورج جانے والا سورج کے مشابہ تھا اور اس کے رخسار کی روشنی آنے والے سورج کے رخسار کی روشنی کے مشابہ تھی۔ وہ اس کے منہ میں چھپ جاتا ہے لیکن پھر اس کے رخسار میں طلوع ہو جاتا ہے۔

حافظ بیہقی نے شیخ حاکم سے اور ابوالفضل نصر بن محمد الطوسی سے نقل کرتے ہیں کہ ابوبکر الصنوبری ہمیں یہ اشعار سنایا کرتے تھے۔

بڑھاپے نے جوانی کی تمام تعمیر کردہ چیزوں کو ختم کر دیا۔ آبنوس کی لکڑی ہاتھی کے دانت سے بدل گئی اس وجہ سے آنکھوں اور دلوں میں انقلاب آ گیا۔ رائے میں اس وقت گمراہی آ جاتی ہے جب باز اس کے حسن سے دشمنی کرنے لگے اور کوے اس کے حسن پر گرنے لگیں۔

ابن عساکر نے ان کے چند اشعار نقل کئے ہیں جو اس نے اپنے لڑکے کو دودھ چھڑانے کے وقت کہے تھے اور ان کا لڑکا ان کے سینے پر پڑا ہوا رو رہا تھا:

لوگوں نے اس کے والدین اور تمام مخلوق سے زیادہ اس کی محبوب چیز کو اس سے چھڑا دیا۔ لوگوں نے اس سے اس کے لئے مباح اور اس کی سامنے رکھی ہوئی اس کی غذا کو چھڑا دیا۔ اس کے کم سن ہونے کے باوجود اس پر عاشق ہونے پر تعجب ہے لیکن جدائی نے اس کو اس کا راستہ دکھا دیا۔

**ابراہیم بن احمد بن محمد کے حالات وفات** ...... یہ ابراہیم بن احمد بن محمد ابن المولد ابواسحاق الصوفی الواعظ الدقی مشائخ میں سے ہیں انہوں نے ابوعبداللہ بن جلاء الدمشقی سے احادیث روایت کی اور ان کی صحبت بھی اختیار کی تھی ان کے علاوہ بھی جنید وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی تھیں پھر ان سے تمام بن محمد اور ابوعبدالرحمٰن سلمی نے احادیث روایت کی تھیں ابن عساکر نے ان کے اشعار میں سے مندرجہ ذیل اشعار نقل کئے ہیں:

تیری عنایتیں میرے مقابلہ میں خاص ان لوگوں پر نہیں جو مجھ سے بہت دور ہیں جن کو قریب رہنے والا عاشق نہ پا سکا۔ جو تم سے کنارہ کرنے والے ہیں سب سے تم نے آڑ کر رکھی ہے ہر وہ انسان تمہارے دل کا رقیب بنا ہوا ہے جس نے تم سے عشق کیا۔ تیرے دل نے ناظرین کو اور میرے دل کو بھی مزین کیا ہوا ہے اور اس سے عشق کرنا بامزہ اور خوش گوار ہے۔ ضرورت نہیں ہے کہ کسی بیمار کے پاس حکیم ہوتے ہوئے وہ اس کے لئے مفید ہو جب کہ تم نے ایسا ہی بیمار کیا ہوا ہے اور تم ہی اس کے طبیب ہو۔

اس کے علاوہ بھی ان کے چند اشعار ہیں۔

خاموشی انسان کو ہر بلا سے محفوظ رکھتی ہے خاموشی کی دولت پانے والا غنیمت کا بہترین مال پانے والا ہے۔ انسان کے لئے لفظ ہاں کہنے سے بڑی کوئی مصیبت نہیں۔ زبان کے پھسلنے کا نقصان قدم کے پھسلنے کے نقصان سے بڑا ہے۔ ہلاکت میں ڈالنے والی زبان کی حفاظت کرو کیونکہ بارہا شریف انسان اس کی وجہ سے ذلیل ہوگیا۔

## واقعات ۳۰۱ھ

اسی سال حسین بن حمدان نے صائفہ سے جہاد کیا اور رومیوں کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کرلیا اور ان کے بے شمار افراد کو قتل کر دیا سال رواں ہی میں خلیفہ مقتدر نے محمد بن عبداللہ کو وزارت سے معزول کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن علی کو وزیر بنادیا حالانکہ وہ اس کا پسندیدہ وزیر تھا عدل وانصاف کے ساتھ متصف اور حق کی اتباع کرنے والا تھا۔

اسی زمانے میں بغداد میں تموز و آب (جولائی، اگست) کے مہینوں میں زبردست خونی بیماری پھیلی جس کی زد میں آ کر کافی لوگ ہلاک ہو گئے۔

اسی سال عمان کے گورنر کی طرف سے ہدایا موصول ہوئے جن میں سفید خچر اور کالی ہرنی بھی تھی۔

رواں سال ہی میں ماہ شعبان میں خلیفہ مقتدر سواری پر سوار ہو کر باب شماسیہ تک گیا پھر اس سے اتر کر دریائے دجلہ کے قریب اپنے گھر میں چلا گیا اور یہ پہلی سواری تھی جو علی الاعلان اس نے کی۔

اسی زمانے میں وزیر علی بن عیسیٰ نے خلیفہ مقتدر سے قرامطہ کے سردار ابوسعید الحسن بن بہرام الجنابی کے نام دعوتی خط لکھنے کی اجازت مانگی خلیفہ نے اسے اجازت دے دی تو اس نے اس کو ایک طویل خط لکھا جس میں اسے خلیفہ کی اطاعت نماز کی پابندی زکوٰۃ کی ادائیگی اور منکرات سے اجتناب کی دعوت دی تھی نیز اسے اولیاء اللہ کو برا جاننے اور دین کا مذاق اڑانے اور آزادوں کو غلام بنانے سے منع کیا تھا اور اسے جنگ اور قتل کی دھمکی دی تھی لیکن خط پہنچنے سے پہلے ہی ابوسعید کو اس کے کسی خادم نے قتل کر دیا تھا اور اس کے بعد اس کے لڑکے سعید کو حاکم بنالیا تھا لیکن اس کا بھائی ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید اس پر غالب آ گیا تھا جب اس نے وزیر کا خط پڑھا تو اس کا جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے:

تم کو بعض غلط باتیں ہمارے مخالفوں کی جانب سے پہنچی ہیں اور جب خلیفہ ہمیں کفر ہی کی طرف منسوب کرتا ہے تو وہ پھر ہمیں اطاعت گزاری اور فرمانبرداری کی دعوت کیسے دیتا ہے۔

سال رواں ہی میں حسین بن منصور الحلاج کو اس طریقہ پر بغداد لایا گیا کہ اس کا غلام دوسرے اونٹ پر سوار ہو کر آواز لگا رہا تھا کہ اے لوگو اسے اچھی طرح پہچان لو یہ قرامطہ کے داعیوں میں سے ایک ہے پھر اس کو قید کر دیا گیا پھر وزیر کے سامنے حاضر کیا گیا جب اس سے گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ شخص تو قرآن شریف حدیث، فقہ، لغت اخبار، شعر سے ناواقف ہے۔

اس پر اعتراض یہ تھا کہ اس نے بعض خطوط میں اشاروں کنایوں کے ذریعے لوگوں کو گمراہی اور جہالت کی دعوت دی تھی اور یہ اکثر خطوط میں یہ عبارت لکھا کرتا تھا تبارک ذوالنور الشعشعانی۔

وزیر نے اس سے کہا کہ طہارت اور فرائض کا سیکھنا تمہارے لئے زیادہ مناسب تھا ایسے خطوط لکھنے سے جن کو تم خود بھی سمجھنے سے قاصر ہو اور آخر تمہیں اس قسم کے ادب سیکھنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی پھر اس کے لئے سولی کا حکم دیا گیا صرف دکھانے کے لئے نہ کہ قتل کرنے کے لئے پھر اسے سولی سے اتار کر دارالخلافہ میں بٹھا دیا گیا۔ وہاں پر اس نے اپنے آپ کو اہل سنت اور زاہد ہونا ظاہر کیا حتیٰ کہ دارالخلافہ کے بہت سے جاہل خدام اس کے قریب میں آ کر اس سے تبرک حاصل کرنے لگے اور اس کے کپڑوں کو چومنے لگے آگے اس کے حالات میں آئے گا کہ پھر اسے فقہا اور اکثر صوفیہ کے اتفاق سے قتل کر دیا گیا اس سال کے آخر میں بغداد میں شدید وباء پھیلی جس کی وجہ سے کافی افراد ہلاک ہو گئے خصوصاً حربیہ میں عام گھروں کے

دروازے بند کردیئے گئے اس سال بھی فضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

**خواص کی وفات**......اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔
ابراہیم بن خالد شافعی یہ علم وعمل دونوں کے جامع تھے اور ابوبکر اسماعیلی کے شاگردوں میں سے تھے جعفر بن محمد نے بھی اسی سال وفات پائی۔

**جعفر بن محمد کے حالات**...... یہ جعفر بن محمد ابن الحسین بن المستهاض ابوبکر الفریابی دینور کے قاضی ہیں طلب علم میں انہوں نے اطراف کے چکر لگائے تھے اور بہت سے مشائخ سے احادیث سنیں تھیں جیسے قتیبہ ابی کریب، علی بن المدینی پھر ان سے ابوالحسین بن منادی، نجاد، ابو بکر شافعی اور بہت سے افراد نے احادیث سنی اور بغداد کو انہوں نے اپنا وطن بنایا یہ ثقہ حافظ حجۃ تھے۔
ان کے درس میں حاضر ہونے والوں کی تعداد تقریباً تیس ہزار ہوتی تھی اور ان سے سن کر لکھوانے والوں کی تعداد تین سو تھی اور دوات لے کر آنے والوں کی تعداد دس ہزار ہوتی تھی اسی سال محرم میں ۹۴ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی وفات سے پانچ سال پہلے ہی انہوں نے اپنی قبر کھود لی تھی جس پر روزانہ آتے جاتے تھے لیکن پھر اتفاق سے وہاں پر دفن نہ ہو سکے اور دوسری جگہ دفن ہوئے اللہ ان پر ہر جگہ رحمت نازل فرمائے۔
ابوسعید الجنابی القرامطی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ قرامطہ کے سردار حسن بن بہرام ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔ بحرین اور اس کے اردگرد علاقوں میں اس کا بڑا اثر ورسوخ تھا۔
علی بن محمد الراسی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی واسط سے لے کر شہروز وغیرہ تک کے علاقے ان کے زیر تسلط تھے انہوں نے میراث میں بہت زیادہ مال چھوڑا تھا جس میں نقدی مال تو بے شمار تھا اس کے علاوہ ایک لاکھ دینار کے قریب سونے چاندی کے برتن تھے اور تقریباً ایک ہزار گائیں گھوڑے خچر اونٹ تھے۔
محمد بن عبداللہ بن علی بن محمد بن ابی الشوارب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ احنف کے نام سے مشہور تھے اپنے والد پر فالج کے حملے کے بعد ان کی جگہ پر صور شہر کے قاضی مقرر ہوئے تھے ان کی وفات ماہ رجب میں ہوئی تھی گویا کہ دونوں کی وفات کے درمیان ۷۳ یوم کا فاصلہ تھا دونوں کو ایک ہی جگہ دفن کیا گیا تھا۔
ابوبکر بن محمد بن ہارون البردعی الحافظ ناجیہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔



## واقعات ۳۰۲ھ

اسی سال مؤنس الخادم کا خط آیا تھا کہ اس نے رومیوں پر حملہ کر کے ان کے ڈیڑھ سو امراء کو گرفتار کر لیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔
اسی زمانے میں مقتدر نے اپنے پانچ بچوں کی ختنہ کروائی تھی جس پر چھ ہزار دینار خرچ کئے گئے تھے اس سے پہلے بھی اور ان کے ساتھ بھی خلیفہ مقتدر نے بہت سے یتیم بچوں کی ختنہ اور ان کے لباس کا بہت اچھا انتظام کیا تھا اور انشاءاللہ یہ اس کے اچھے کاموں میں شمار ہوگا۔
رواں سال ہی میں مقتدر نے ابوعلی بن جصاص سے قیمتی کپڑے اور برتنوں کے علاوہ ڈیڑھ کروڑ دینار کا مطالبہ کیا تھا اسی زمانے میں خلیفہ نے اپنے بچوں کو مکتب میں داخل کیا تھا جس کا کافی مدت سے انتظار تھا۔
اسی سال وزیر نے بغداد کے علاقہ میں کافی رقم خرچ کر کے شفاخانہ بنوایا تھا۔
گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا تھا لیکن حجاج کی واپسی کے موقع پر قرامطہ کی ایک جماعت اور عرب کے بدوؤں نے مل کر دونوں کے راستوں سے انہیں لوٹا تھا اور بعض کو قتل کر دیا تھا دو سو سے زائد آزاد عورتوں کو قیدی بنا لیا تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خواص کی وفات...... اسال خواص میں سے وفات پانے والے مندرجہ ذیل حضرات تھے:

(۱)...... بشر بن نصر بن المصور ابوالقاسم الفقیر الشافعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ مصر کے باشندے تھے اور غلام عرق سے مشہور تھے۔ عرق بادشاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا جس کے ذمہ ڈاک کا نظام تھا بشر بن نصر اسی کے ساتھ مصر آیا تھا اور یہیں اس نے اقامت کی تھی۔

(۲)...... بدعیہ جاریہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ حسن وصورت میں بہت زیادہ مشہور تھی خلفاء میں سے ایک خلیفہ اس پر عاشق ہو گیا تھا اور اس نے اس باندی کو اس کے آقا سے ایک لاکھ بیس ہزار دینار میں خریدنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن باندی کو آقا کی جدائی پسند نہیں تھی۔ پھر اس کے آقا نے وفات کے وقت اسے آزاد کر دیا تھا اسی سال اس کی وفات ہوئی تھی اور اس نے بوقت انتقال اس قدر مال و جائداد ترکہ میں چھوڑی تھی کہ اس قدر ایک آزاد آدمی بھی نہیں چھوڑتا۔

القاضی ابوزرعہ محمد بن عثمان الشافعی کی وفات کا واقعہ بھی اسی سال پیش آیا تھا۔

قاضی ابوزرعہ محمد بن عثمان الشافعی کے حالات [۱] ...... یہ مصر پھر دمشق کے قاضی رہے تھے انہوں نے ہی شام اور اس کے اطراف میں مذہب شافعی کے مطابق فیصلے دینے شروع کئے تھے لیکن اس سال شامی باشندے مذہب اوزاعی کے مطابق عمل کرنے والے تھے اور اس کے بعد کافی لوگوں نے مذہب اوزاعی کو ترک نہیں کیا تھا یہ ثقہ عادل قاضی القضاۃ میں سے تھے اولاً یہ یہودی تھے پھر بعد میں اسلام لائے تھے اور حالت اسلام میں بہت اونچا مقام حاصل کر لیا تھا ہم نے طبقات شافعیہ میں ان کے احوال ذکر کر دیئے ہیں۔

## واقعات ۳۰۳ھ

اسی سال مقتدر نے حرمین شریفین کے لئے کافی مال اور جائدادیں وقف کی تھیں اور بہت سے قاضیوں اور سرداروں کو بلوا کر وقف نامہ پر گواہ بنالیا تھا۔ اسی زمانے میں عرب کے بدوؤں کی ایک جماعت گرفتار کر کے لائی گئی تھی جنہوں نے حجاج کے ساتھ زیادتی کی تھی لیکن عوام الناس ان کی زیادتی کی وجہ سے قابو سے باہر ہو گئے تھے اور انہوں نے اسی وقت انہیں قتل کر دیا تھا اور جو زندہ بچے تھے بادشاہ کی توہین کی وجہ سے انہیں مختلف قسم کی سزائیں دی گئیں تھیں۔

اسی سال بغداد میں بڑھیوں کے بازار میں زبردست آگ لگ گئی تھی جس نے سارے بازار کو جلا دیا تھا۔

سال رواں ہی میں مقتدر تیرہ یوم تک بیمار پڑا رہا تھا اس سے پہلے اتنا بیمار کبھی نہیں ہوا تھا۔

اسی زمانے میں فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا تھا۔

۔ اسی سال جب وزیر کو قرامطہ کی طرف سے حجاج کے بارے میں تشویش ہوئی تو اس نے ان کو ایک طرف مصروف رکھنے کے لئے ان سے خط و کتابت شروع کر دی تھی اس موقع پر بعض کاتبوں نے قرامطہ کے ساتھ تعلقات کا ان پر الزام لگایا تھا لیکن جب لوگوں پر صورت حال واضح ہوئی تو ان کے دلوں میں ان کی عظمت بڑھ گئی۔

مشہورین کی وفات...... مشہورین میں سے اس سال مندرجہ ذیل افراد نے وفات پائی:

(۱)...... النسائی احمد بن علی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

النسائی احمد بن علی کے حالات [۲] ...... یہ النسائی احمد بن ابن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار ابوعبدالرحمٰن النسائی صاحب

(۱) شذرات الذهب ۲/ ۲۳۹ النجوم الزاهرة ۳/ ۱۸۳، ۱۸۴ الوافی بالوفیات ۴/ ۸۲، ۸۳ حسن المحاضرة ۱/ ۹۹۱، ۲/ ۳، ۱۴۵

(۲) تذكرة الحفاظ ۲/ ۱۲۹، ۱۷۰ شذرات الذهب ۲/ ۲۳۹، ۲۴۱ تهذيب التهذيب ۱/ ۳۶ العبر ۲/ ۱۲۳ وفيات الاعيان ۱/ ۷۷، ۷۸

السنن ہیں جو اپنے زمانے کے امام تھے اور اپنے ہمعصر ساتھیوں اور فضلاء سے بڑھے ہوئے تھے حصول علم کے لئے بڑے دور دراز کے سفر کئے تھے اور سماع حدیث میں مشغول رہے تھے اور ماہرین آئمہ اور وہ مشائخ جن سے روبرو احادیث روایت کی تھیں ان کی صحبت اختیار کی تھی ان کے باقی حالات واحوال ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں ذکر کر دیئے ہیں۔

پھر ان سے پوری ایک مخلوق نے احادیث روایت کی تھیں انہوں نے سنن کبیر جمع کر کے بارہا اس سے مختصر احادیث منتخب کی تھیں اور مجھے ان کے سماع کا بھی موقع ملا تھا نسائی نے اپنی کتاب میں حفظ، اتقان، سچائی، ایمان علم، عرفان کا مظاہرہ کیا ہے۔

حاکم نے دار قطنی سے نقل کیا ہے کہ ابو عبدالرحمٰن النسائی کو اپنے زمانہ کے تمام ماہرین حدیث پر فوقیت حاصل تھی اور انہوں نے اپنی کتاب کا نام الصحیح رکھا تھا۔

ابو علی الحافظ کا قول ہے کہ جتنی شرطیں امام مسلم نے اپنی کتاب کے لئے مقرر کی تھی امام نسائی نے اپنی کتاب کے لئے بھی سخت شرطیں مقرر کی تھیں۔ اور یہ آئمہ مسلمین میں سے تھے انہی کا قول ہے کہ امام نسائی بلا مقابلہ حدیث کے امام تھے۔

ابو حسین محمد بن مظفر کا قول ہے کہ میں نے مصر میں اپنے مشائخ کو امام نسائی کے لئے تقدم کا اعتراف کرتے ہوئے دیکھا اور میں نے ان کو دن و رات میں عبادت، حج و زکوٰۃ کی مواظبت پر ان کی تعریف کرتے ہوئے دیکھا۔

نسائی کے بارے میں قول ہے کہ ایک دن روزہ رکھنا ایک دن عبادت کرنا ان کا معمول تھا ان کی چار بیویاں اور دو باندی تھیں ان کو جماع کی بہت عادت تھی خوبصورت چہرہ اور چمکدار رنگ کے مالک تھے آزاد عورتوں کے درمیان باری تقسیم کرنے کی طرح باندیوں کے درمیان بھی باری تقسیم کرتے تھے۔

دار قطنی کا قول ہے کہ ابو بکر بن حداد کو بہت زیادہ احادیث یاد تھیں لیکن اس کے باوجود امام نسائی کے علاوہ کسی سے احادیث روایت نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے اور خدا کے درمیان حجت کے لئے یہ کافی ہیں۔

ابن یونس کا کہنا ہے کہ امام نسائی امام فی الحدیث، ثقہ، ثبت اور حافظ الحدیث تھے اور ۳۰۲ھ میں یہ مصر سے نکل گئے تھے۔

ابن عدی کہتے ہیں کہ میں نے منصور الفقیہ اور احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ امام نسائی آئمہ مسلمین میں سے تھے اور اسی طرح دیگر آئمہ نے بھی امام نسائی کی تعریف کی اور ان کے فضل وعلم کی گواہی دی ہے امام نسائی کو حمص شہر کا حاکم بھی بنایا گیا تھا یہ بات میں نے اپنے شیخ مزی سے سنی انہوں نے طبرانی سے روایت کی جنہوں نے اپنی کتاب المعجم الاوسط میں یہ بات یوں بیان کی ہے کہ ہم سے احمد بن شعیب نے بیان کیا ہے کہ جو کہ حمص کے حاکم تھے اور پھر انہوں نے ان کے بارے میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ یہ بڑے حسین وجمیل تھے ان کا چہرہ قندیل کی طرح چمکتا تھا ان کی غذا یومیہ ایک مرغ تھی کھجور کی نبیذ استعمال کیا کرتے تھے۔

بعض نے ان کی طرف شیعت کی نسبت کی ہے اور کہا ہے کہ امام نسائی ایک بار دمشق آئے تھے تو دمشق کے لوگوں نے ان سے حضرت معاویہ کے بارے میں سوال کیا تھا تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لئے اتنا کافی نہیں ہے کہ ایک سر ایک سر کے بدلے لے جائیں یہ بات سن کر دمشق کے باشندے غصے میں کھڑے ہوگئے اور ان کی خصیتین کی جگہ پر مار مار کر انہیں جامع مسجد سے باہر نکال دیا یہ وہاں سے نکل کر مکہ مکرمہ آ گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی اور مکہ ہی میں ان کی قبر ہے حاکم نے اپنے مشائخ محمد بن اسحاق اصبہانی سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام دار قطنی کا قول ہے کہ امام نسائی مصر میں سب سے بڑے فقیہ تھے اور احادیث کی صحت وسقم اور رجال حدیث کے بارے میں سب سے زیادہ واقف تھے جب انہوں نے اتنا اونچا مقام حاصل کر لیا تو لوگ ان پر حسد کرنے لگے جن کی بنا پر رملہ چلے گئے تھے وہاں پر لوگوں نے ان سے حضرت معاویہ کے فضائل کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا جس کے بعد لوگوں نے انہیں مارنا شروع کر دیا انہوں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے مکہ بھیج دو لوگوں نے انہیں مکہ بھیج دیا حالانکہ اس وقت یہ بیمار تھے پھر مکہ ہی میں ان کی وفات ہوئی اور انہوں نے دیگر فضائل کے ساتھ شہادت کی فضیلت بھی حاصل کی ۳۰۳ھ تک یہ مکہ مکرمہ میں رہے۔

حافظ ابوبکر محمد بن عبدالغنی بن نقطہ نے ان کی قید کے بارے میں کلام کیا ہے اور ان کے اپنے اور ابو عامر بن سعدون العبدری الحافظ کے خط کی تحریر نقل کی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ امام نسائی کا فلسطین کے شہر رملہ میں انتقال ہوا تھا اور بیت المقدس میں ان کو دفن کیا گیا تھا۔

ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ اسی سال شعبان میں ان کا انتقال ہوا تھا اور انہوں نے حضرت علی اور ان کے اہل بیت کے فضائل پر ایک کتاب بھی لکھی تھی کیونکہ جس وقت یہ ۳۰۲ھ دمشق میں آئے تھے اس وقت انہوں نے یہاں کے باشندوں کے دلوں میں حضرت علی کی نفرت محسوس کی تھی اور اس وجہ سے لوگوں نے ان سے حضرت معاویہ کے فضائل کے بارے میں سوال کیا تھا پھر انہوں نے وہی جواب دیا کہ جو پہلے گزر چکا اس کے بعد لوگوں نے ان کے خصیتین کی جگہ پر مارا تھا جس کی وجہ سے ان کی وفات ہوگئی تھی اس طرح ابن یونس اور ابوجعفر طحاوی نے نقل کیا ہے کہ اسی سال ماہ صفر میں فلسطین میں ان کی وفات ہوئی تھی ان کا سن پیدائش ۲۱۵ھ یا ۲۱۴ھ تھا گویا کل عمر ان کی ۸۸ سال تھی حسن بن سفیان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**حسن بن سفیان کے حالات** [1] ...... یہ حسن بن سفیان ابن عامر بن عبدالعزیز بن النعمان بن عطاء ابوالعباس الشیبانی النسوی ہیں یہ خراسان کے محدث تھے اور لوگ ان کے پاس گروہ درگروہ اونٹوں پر سوار ہوکر آتے تھے خود بھی انہوں نے حصول علم کے لئے دور دراز کے سفر کئے تھے اور فقہ ابوثور سے پڑھا تھا۔

انہی کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور ادب نضر بن شمیل کے شاگردوں سے حاصل کیا تھا اور ان کے پاس بھی خراسان کے لوگ حصول علم کے لئے آتے تھے۔

ان کا ایک عجیب واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ یہ اپنے ساتھیوں سمیت حصول حدیث میں مشغول تھے کہ ان پر کچھ تنگی آ گئی اور تین دن تک کچھ بھی نہیں کھایا تھا اور کھانا خریدنے کے لئے ان کے پاس رقم بھی نہیں تھی حتیٰ کہ سوال کرنے پر مجبور ہو گئے تھے لیکن ان کی غیرت نے گوارہ نہیں کیا تھا کہ سوال کریں اور بھوک سے نڈھال ہو گئے تنگ آ کر انہوں نے قرعہ اندازی کی تھی کہ جن کا نام نکل آئے وہ کہیں سے کھانے کا انتظام کرے۔

اتفاق سے حسن بن سفیان کا نام نکل آیا تو یہ اپنے ساتھیوں سے جدا ہوکر مسجد کے کونے میں چلے گئے اور باوضو ہوکر طویل دو رکعتیں خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھیں اور خوب گڑگڑا کر اللہ سے دعا کی ابھی یہ نماز سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ایک خوبصورت حسین وجمیل نوجوان نے مسجد میں داخل ہوکر پوچھا کہ حسن بن سفیان کہاں ہیں میں نے عرض کیا کہ میں ہی حسن بن سفیان ہوں اس نے کہا امیر طولون نے تمہیں سلام کہا ہے اور تم میں سے ہر ایک کے لئے سو روپے ہدیہ کے طور پر دیئے ہیں۔

ہم نے اس سے سوال کیا کہ آخر اس کو اس پر کس چیز نے مجبور کیا ہے اس نے جواب دیا کہ گزشتہ رات وہ سب سے الگ ہوکر سویا تھا کہ خواب میں اس کے پاس ایک شہسوار آیا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اس نے اس نیزے کی نوک اس کی کوکھ میں چبھونا شروع کی اور اسے تین مرتبہ گرج دار آواز میں کہا کہ نیند سے بیدار ہوکر سفیان بن حسین اور اس کے ساتھیوں کی خبر گیری کر اس لئے کہ وہ فلاں مسجد میں تین دن سے بھوکے بیٹھے ہوئے ہیں طولون نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں جنت کا داروغہ ہوں۔

اس کے بعد طولون نیند سے بیدار ہوا اور اس کو کوکھ میں بڑی تکلیف ہو رہی تھی اس نے اس وقت تمہارے پاس یہ ہدیہ بھیجا پھر وہ خود بھی ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اور اس ساری جگہ کو خرید کر محدثین کے لئے وقف کر دیا اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔

حسن بن سفیان آئمہ حدیث، فرسان حدیث، حفاظ حدیث میں سے تھے۔

ایک مرتبہ ان کے پاس ابن جریر جیسے محدثین کی جماعت جمع ہوگئی تھی اور انہوں نے بطور امتحان کے احادیث کو خلط ملط کر کے ان کے سامنے بیان کیا تھا لیکن حسن بن سفیان نے ستر سال عمر ہونے کے باوجود ان احادیث کو صحیح کر کے بیان کر دیا اور اس عمر میں بھی ان کا حافظہ اور ضبط اس قدر تھا کہ کوئی پڑھی ہو حدیث ان کے حافظہ سے باہر نہیں تھی اور اس وقت بھی باریک سے باریک فرق انہیں ازبر تھے مثلاً العبسی کوفی ہیں اور العیشی بصری

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۰۳، ۷۰۵ الجرح و التعدیل ۱۶۳ شذرات الذہب ۲/ ۲۴۱۔

ہیں اور العنسی مصری ہیں۔

رویم بن احمد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ رویم بن احمد ابن محمد بن رویم بن یزید ابوالحسن ہیں۔

**رویم بن احمد کے حالات** (۱)......ابوالحسن ہیں اور ان کو ابومحمد بھی کہا جاتا ہے یہ آئمہ صوفیہ میں سے تھے قرآن اور اس کے معانی کے عالم تھے داؤد بن علی ظاہری کے مذہب پر عمل پیرا تھے۔

بعض کا قول ہے کہ چالیس سال تک انہوں نے دنیا کی محبت چھپائی ہوئی تھی یعنی وہ صوفیانہ زندگی گزار رہے تھے پھر جب اسماعیل بن اسحاق کو بغداد کا قاضی بنایا گیا تو اس نے ان کو اپنے دروازہ پر محافظ رکھ لیا تھا اس وقت انہوں نے صوفی پن کو ترک کر کے قیمتی ریشمی لباس پہن لیا تھا اور گھوڑے پر سوار ہو گئے تھے اور حلال کھانے کھانا شروع کر دیئے تھے اور گھر بھی بنالیا تھا۔

اس سال زبیر بن صالح ابن الامام احمد بن حنبل کی وفات ہوئی تھی انہوں نے اپنے والد سے احادیث روایت کی تھیں۔

ان سے ابوبکر احمد بن سلیمان النجاد نے احادیث روایت کی تھیں یہ ثقہ تھے جوانی ہی میں ان کا انتقال ہو گیا تھا دارقطنی نے اسی طرح بیان کیا ہے، ابوعلی الجبائی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوعلی جبائی کے حالات** (۲)......یہ معتزلہ کے شیخ تھے ان کا نام محمد بن عبدالوہاب الجبائی تھا اپنے زمانہ میں معتزلہ کی ایک جماعت کے سردار تھے ابوالحسن اشعری نے بھی ان کا مذہب اختیار کر لیا تھا لیکن پھر بعد میں اس سے رجوع کر لیا تھا اور جبائی کی تفسیر حامل کے نام سے ایک بڑی طویل تفسیر تھی جس میں اس نے اپنی طرف سے گھڑ کر عجیب وغریب باتیں بیان کی تھیں اور اشعری نے اس کا رد کرتے ہوئے کہا تھا کہ گویا قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا تھا ان کا سن ولادت ۲۳۵ھ ہے اسی سال ان کی وفات ہوئی تھی ابوالحسن بن بسام الشاعر کا انتقال بھی ہوا تھا۔

**ابوالحسین بن بسام الشاعر کے حالات** (۳)......ان کا نام علی بن احمد بن منصور بن تصرین بسام البسامی شاعر تھا یہ فی البدیہہ ہجو کرنے میں بڑے ماہر شاعر تھے انہوں نے کسی کو بھی معاف نہیں کیا تھا حتی کہ اپنے والد اور والدہ امامۃ بنت حمدان الندیم کی بھی ہجو کی تھی اور ابن خلکان نے ان کے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں ان میں سے چند وہ اشعار یہاں پر ذکر کئے جاتے ہیں جن میں متوکل کو حسن بن علی کی قبر کو ویران کر کے اس کا نام ونشان مٹا کر اس پر کھیتی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

> قسم بخدا اگر امیہ نے کسی نبی کے نواسے کو ظلماً قتل کیا ہے۔تو تیری زندگی کی قسم اس کے باپ کی اولاد نے اس کی قبر کو منہدم کر کے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا ہے۔لوگوں نے ان کے قتل میں شریک نہ ہونے پر افسوس کیا چنانچہ انہوں نے اس کی بوسیدہ ہڈیوں کے درپے ہو کر اس کا بدلہ لیا۔

## واقعات ۳۰۴ھ

اسی سال مقتدر نے اپنے وزیر ابوالحسن علی بن عیسیٰ کو وزارت سے معزول کر دیا تھا جس کی وجہ یہ بنی کہ اس کے اور ام موسیٰ القہر مانہ کے درمیان سخت نفرت ہو گئی تھی تو وزیر نے خود وزارت سے اسے معزول کرنے کا مطالبہ کیا تھا چنانچہ اسے معزول کر دیا گیا تھا لیکن اس کی جائیداد کو چھیڑا نہیں گیا اور ابوالحسن بن فرات نے وزارت کا مطالبہ کر دیا جسے پانچ سال قبل معزول کر دیا گیا تھا چنانچہ دوبارہ اسے وزارت پر بحال کر دیا گیا اور خلیفہ نے اسے

(۱) تاریخ بغداد ۸/ ۴۳۰، ۴۳۲ النجوم الزاهرة ۳/ ۱۸۹ صفوة الصفوة ۲/ ۴۴۲، ۴۴۳ حلية الاولياء ۱۰/ ۲۹۶، ۳۰۲

(۲) شذرات الذهب ۱/ ۲۴۱ لسان الميزان ۵/ ۲۷۱ النجوم الزاهرة ۳/ ۱۸۹ وفيات الاعيان ۴/ ۲۶۷ ۲۶۹ الوافى بالوفيات ۴/ ۷۴، ۷۵

(۳) تاریخ بغداد ۱۲/ ۶۳ فوات الوفيات ۳/ ۹۲ النجوم الزاهرة ۳/ ۱۸۹۔

ترویہ کے روز سات خلعتیں عطا کی تھیں اس کے ساتھ تین لاکھ درہم بھی دیئے تھے اور دس کپڑوں کے بکس اور گھوڑے خچر اونٹوں کے علاوہ بہت سا سامان تھا اس رات بڑی زوردار دعوت تھی جس میں چالیس رطل برف خرچ ہوئی تھی۔

اسی سال کے وسط میں یہ مشہور ہوا تھا کہ زرنب نام کا ایک جانور رات کو چکر لگا کر بچوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور سوئے ہوئے لوگوں پر حملہ کر کے کسی شخص کا پاؤں توڑ دیتا ہے اور کسی عورت کا پستان کاٹ دیتا ہے تو اس وجہ سے لوگ اپنے گھروں کی چھت پر تیل کے کھو کھلے برتن رکھ کر اس کو اپنے قریب آنے سے روکتے تھے حتیٰ کہ پورے بغداد میں گھروں کو رات کے وقت تالے لگ جاتے تھے اور لوگ کھجور کی شاخوں کی جھونپڑی بنا کر ان میں اپنے بچوں کی حفاظت کرتے تھے چوروں نے اس موقع کو غنیمت جان کر کثرت سے لوٹ مار اور چوریاں کیں۔

خلیفہ نے لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے حکم دیا کہ دریائی کتوں کو پکڑ کر پل پر پھانسی دے کر چھوڑ دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جس کی وجہ سے لوگ مطمئن ہو گئے اور ان کا چین وسکون لوٹ آیا۔

اسی زمانے میں ثابت بن سنان الطبیب کو بغداد کے پانچ شفاخانوں کا نگران اعلیٰ بنایا گیا تھا۔

اسی سال خراسان سے خط پہنچا کہ سن ستر میں قتل ہونے والے کچھ شہداء کی قبریں ملی ہیں ایک پرچہ پر ان کے نام لکھے ہوئے ہیں جوان کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کے جسم بالکل تر و تازہ دکھائی دے رہے ہیں رضی اللہ عنہم۔

**خاص خاص لوگوں کی وفات** ...... اس سال خواص میں سے ان لوگوں نے وفات پائی۔

(۱)...... لبید بن محمد بن احمد بن ہیثم الصالح ابن عبداللہ بن الحصین بن علقمہ بن نعیم بن عطارد بن حاجب ابوالحسن التمیمی جن کا لقب فرحیہ تھا انہوں نے بغداد آ کر احادیث بیان کی تھیں یہ ثقہ حافظ حدیث تھے یوسف بن حسین بن علی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**یوسف بن حسین بن علی کے حالات** [1] ...... یہ ابو یعقوب الرازی ہیں احمد بن حنبل سے انہوں نے احادیث سنی تھیں اور ذوالنون مصری کی صحبت اختیار کی تھی اور ذوالنون مصری کے بارے میں انہیں معلوم ہوا تھا کہ انہیں اسم اعظم معلوم ہے اس وجہ سے انہوں نے اس اسم اعظم کو حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تھا خود فرماتے ہیں کہ اس کو حاصل کرنے کے لئے جب میں ذوالنون مصری کے پاس پہنچا تو انہوں نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا کیونکہ میری اس وقت بڑی داڑھی تھی اور میرے ساتھ ایک بڑی چھاگل تھی۔

ایک دن ایک شخص نے ان سے آ کر مناظرہ کیا اور انہیں خاموش کر دیا میں نے ان سے کہا کہ اس بوڑھے کو چھوڑ کر میرے پاس آ چنانچہ وہ میرے پاس آ گیا اور میں نے اس سے مناظرہ کر کے اسے خاموش کر دیا اس کے بعد ذوالنون مصری اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے سامنے آ کر بیٹھ گئے اور معذرت کرنے لگے اس کے بعد بھی میں نے ایک سال ان کی خدمت کی پھر ان سے اسم اعظم کا سوال کیا اس مرتبہ وہ غصہ نہیں ہوئے اور مجھ سے وعدہ کر لیا اس کے بعد چھ ماہ تک میں ان کی خدمت میں رہا پھر انہوں نے ایک طبق رومال میں لپٹا ہوا نکال کر مجھے دیا اور کہا کہ یہ طبق میرے فلاں دوست کو دے آؤ۔

یوسف بن حسین کہتے ہیں کہ میں جاتے ہوئے راستے میں سوچتا جا رہا تھا کہ آخر اس میں ایسی کون سی قیمتی چیز ہے جو میرے ذریعے پہنچائی جا رہی ہے جب میں پل کے پاس سے گزرا تو میں نے اسے کھول کر دیکھا تو اس میں سے چوہا نکل کر بھاگ گیا یہ دیکھ کر مجھے بڑا غصہ آیا کہ ذوالنون نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے اسی حالت میں میں ذوالنون کے پاس پہنچا تو اس نے مجھے دیکھ کر کہا کہ تجھ پر افسوس ہے میں نے تو تیرے امین ہونے کا امتحان لیا تھا جب ایک چوہے کے بارے میں تم نے امانت داری سے کام نہیں لیا تو اسم اعظم کے بارے میں تو تم بطریق اولیٰ امانت داری سے کام نہیں لو گے اب یہاں سے چلے جاؤ دوبارہ میرے سامنے مت آنا۔

مروی ہے کہ ابوالحسن رازی نے وفات کے بعد خواب میں انہیں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا انہوں نے جواب دیا کہ موت کے وقت میں نے ایک بات کہی تھی جس کی وجہ سے میری مغفرت ہو گئی میں نے کہا تھا کہ اے میرے رب زندگی میں میں نے

(۱) تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۱۴، ۳۱۹ شذرات الذهب ۲/ ۲۴۵ العبر ۲/ ۱۲۸ النجوم الزاهرة ۳/ ۱۹۱، ۲۶۵.

لوگوں سے ایک بات کی نصیحت کی تھی اور میں نے اپنے نفس میں ایک کام میں خیانت کی تھی تو میں نے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ میری نصیحت کے عوض میری خیانت مجھے واپس کردے چنانچہ اسی وقت میری بخشش کردی گئی۔ لیموت بن المذرع بن لیموت کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**لیموت بن المذرع بن لیموت کے حالات** [1]...... یہ لیموت بن المزرع بن لیموت ابوبکر العبدی قبیلہ قیس میں سے تھے۔ یہ ثوری تھے اور جاحظ کے بھانجے تھے بغداد آکر انہوں نے ابوعثمان مازنی، ابوحاتم السجستانی، ابی الفضل الریاشی وغیرہ سے احادیث بیان کی تھیں۔ یہ صاحب اخبار و آداب اور مزاحیہ طبیعت کے تھے انہوں نے اپنا نام تبدیل کر کے محمد رکھ لیا تھا لیکن یہ نام ان کا مشہور نہ ہو سکا یہ جب کسی مریض کی عیادت کے لئے اس کے گھر پر جاتے تھے تو گھر والے اندر سے پوچھتے تھے کہ کون ہے تو یہ جواب میں نام کے بجائے کہتے کہ میں ابن المزرع ہوں تاکہ مریض کے گھر والے نام کی وجہ سے بری فال نہ لیں۔

## واقعات ۳۰۵ھ

اسی سال روم کے بادشاہ کا قاصد قیدیوں کے چھڑانے اور صلح کے سلسلہ میں بغداد آیا جو بالکل نوجوان تھا اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا اور بیس غلام بھی تھے جب یہ بغداد پہنچے تو انہوں نے یہاں پر حیرت انگیز چیزوں کا مظاہرہ کیا۔ کیوں کہ اس موقع پر خلیفہ نے تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا تھا تاکہ وہ اس کے ذریعے ایسی چیز ظاہر کرے جس سے دشمن کے دل میں دہشت بیٹھ جائے چنانچہ تمام لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے جن کی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی جن میں پیدل بھی تھے اور شہسوار بھی اور فوجی لشکر کی تعداد اس کے علاوہ تھی چنانچہ پورا لشکر مکمل طور پر ہتھیاروں سے لیس تھا اس کے علاوہ خلیفہ کے سات ہزار غلام تھے جن میں سے چار ہزار سفید اور تین ہزار سیاہ تھے یہ بھی قیمتی لباس سے مزین اور ہتھیاروں سے لیس تھے اور سات سو دربان بھی تھے اور اس کے علاوہ دریائی جانور زیارب و کرامات وغیرہ بھی کافی تعداد میں تھے جب قاصد دارالخلافہ میں داخل ہوا تو اس منظر کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ ہو گیا اور کروفر، حشم و خدم دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور جب وہ دربان کے پاس سے گزرا تو اس نے اس کو خلیفہ سمجھ لیا پھر اسے بتایا گیا کہ یہ تو دربان ہے اس کے بعد وزیر کے پاس سے گزرا تو اس کا فاخرانہ لباس و ہتھیار دیکھ کر اس کو خلیفہ سمجھ لیا پھر اسے بتایا گیا کہ یہ تو خلیفہ کا وزیر ہے۔

اس موقع پر دارالخلافہ کو اتنے خوبصورت انداز میں سجایا گیا کہ ایسا منظر اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا اس میں ۳۰۰۰۸ پردے لگائے گئے تھے جن میں سے ساڑھے دس ہزار سونے کے تھے اس کے علاوہ ۲۰۰۰۲ بے مثال خوبصورت قالین بچھائے گئے تھے اور اس میں دو قسم کے وحشی جانور بھی تھے ان میں سے ایک قسم تو لوگوں سے مانوس تھی جو ان کے ہاتھ سے کھا پی لیتی تھی دوسری قسم بالکل وحشی جانوروں کی تھی۔

اس کے بعد اسے مصنوعی باغ کی زیارت کرائی گئی جس میں صاف شفاف پانی بہہ رہا تھا۔ اور اس کے وسط میں سونے چاندی کے درخت تھے جن میں ۱۸ ٹہنیاں تھیں جن میں سے اکثر سونے کی تھیں اور ان ٹہنیوں پر سونے چاندی کے پتے اور موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے اور پانی کے گرنے کی وجہ سے ان میں سے آوازیں نکل رہی تھیں اور یہ درخت دوسرے درختوں کی طرح حرکت کر رہے تھے جن میں سے ایک قسم کی دہشت آتی تھی۔

پھر اس کو ایک ایسی جگہ کی سیر کرائی جس کا نام انہوں نے فردوس رکھا تھا اس میں اتنے خوبصورت قالین اور دیگر آلات تھے جن کا بیان ناممکن ہے اور اس دہلیز پر اٹھارہ ہزار سونے کی زرہیں لگی ہوئی تھیں جب بھی کسی مقام پر اس کا گزر ہوتا تو وہ حیرت زدہ ہو جاتا اور اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتیں۔

اب اس کے بعد اسے اس جگہ لے جایا گیا جہاں پر مقتدر آبنوس کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس تخت پر سونے سے کشیدہ کیا ہوا قالین بچھا ہوا تھا اور اس کے دائیں اور بائیں جانبوں میں سترہ سترہ قیمتی جوہر لٹکے ہوئے تھے جن کی روشنی دن کی روشنی کو بھی ماند کر رہی تھی اور جن کا خریدنا بھی محال تھا۔

(۱) شذرات الذهب ۲/۲۴۳ تاریخ بغداد ۱۴/۳۵۸، ۳۶۰ انباه الرواة ۴/۷۴ بغية الوعاة ۲/۳۵۳

اس وفد کو خلیفہ سے سو ہاتھ کے فاصلے پر بٹھایا گیا تھا اور خلیفہ کا وزیر علی بن محمد بن فرات خلیفہ کے سامنے کھڑا ہوا تھا اس کے نزدیک ترجمان کھڑا ہوا تھا وزیر ترجمان سے بات کرتا اور ترجمان اس وفد سے بات کرتا جب یہ گفتگو سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے ان میں سے ہر ایک کو ۵۰ لفافے دیئے جن میں سے ایک میں پانچ ہزار دینار تھے پھر گفتگو سے فارغ ہوئے تو دارالخلافہ کے بقیہ مقامات کی سیر کرائی گئی اور دریائے دجلہ کے کنارے بھی انھیں لے جایا گیا جہاں پر ہاتھی زرافہ اور دیگر جانور تھے اور دجلہ کا ایک کنارہ دارالخلافہ میں بہہ رہا تھا یہ واقعہ اس سال کے نادر واقعات میں سے تھا۔
اس سال بھی فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا تھا۔

**خواص کی وفات** ......اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں کی وفات ہوئی تھی۔ محمد بن احمد ابوموسیٰ النحوی الکوفی جو جاحظ سے مشہور تھے اور چالیس برس تک ثعلب کی صحبت میں رہے تھے اور ان کے حلقہ میں ان کی نیابت بھی کرتے رہے۔
انہوں نے غریب الحدیث، خلق الانسان الوحوش والنبات کے نام سے کتابیں لکھیں تھیں یہ دیندار نیک صالح تھے ان سے ابوعمر زاہد نے احادیث روایت کی تھیں اسی سال ذی الحجہ میں بغداد میں ان کی وفات ہوئی تھی اور باب التین کے قریب مدفون ہوئے تھے۔
عبداللہ بن بشرویہ الحافظ، عمران بن مجاشع، ابوخلیفہ فضل بن حجاب، قاسم بن زکریا بن یحییٰ المطر زاالمقری ان حضرات کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان میں سے آخرالذکر بزرگ ثقات میں سے تھے ابوکریب، سوید بن سعید سے انہوں نے سماعت حدیث کی تھی پھر ان سے خلدی، ابوجمانی نے سماعت حدیث کی تھی بغداد میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

## واقعات ۳۰۶ھ

اسی سال یکم محرم الحرام کو اس شفاخانہ کا افتتاح کیا گیا جسے مقتدر کی والدہ محترمہ نے بنوایا تھا اور اس کا نگران سنان بن ثابت کو مقرر کیا گیا تھا اور ڈاکٹروں اور دیگر عملہ کا بھی اس میں انتظام کیا گیا تھا اور اس کا ماہانہ خرچ چھ سو دینار تھا اور سنان بن علی ہی نے خلیفہ کو اس کے بنانے کا مشورہ دیا تھا چنانچہ اسی کے مشورہ کو قبول کر کے اس نے وہ شفاخانہ بنوایا تھا اور مقتدر ہی اس کا نام رکھا تھا۔
اسی زمانہ میں صوائف کے امراء کی طرف سے رومی قلعوں کی فتح ہونے کی مبارک خبر پہنچی تھی۔
اسی سال عوام کے دلوں کو ہلا دینے والی خلیفہ کی موت کی جھوٹی خبر ملی تھی اس وقت خلیفہ عوام کو مطمئن کرنے کے لئے ایک عظیم لشکر کے ساتھ سواری پر سوار ہو کر ثریا پہنچا پھر وہاں سے باب العامہ کے قریب پہنچ کر کافی دیر تک لوگوں کو دکھانے کے لئے وہاں کھڑا رہا پھر واپس آ گیا تب جا کر لوگوں کو خلیفہ کی حیات کے بارے میں اطمینان حاصل ہوا اور یہ فتنہ دب گیا۔
سال رواں ہی میں خلیفہ نے حامد بن عباس کو وزیر بنا کر خلعتیں عطا کی اور چار سو غلام اس کی خدمت کے لئے متعین کئے چند دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں وزارت چلانے کی صلاحیت نہیں ہے تو خلیفہ نے علی بن عیسیٰ کو اس کا معاون مقرر کر دیا یہ شروع میں حامد بن عباس کے فرامین لکھا کرتے تھے پھر ساری ذمہ داری ان کو سونپ دی گئی پھر آئندہ سال انہیں مستقل وزیر بنا دیا گیا۔
اسی سال مقتدر کی والدہ قہرمانے ہر جمعہ کو مظالم کی روک تھام کے لئے اسی جگہ پر کھلی کچہری لگانے کا حکم دیا تھا جس جگہ پر اس نے اپنی قبر بنائی ہوئی تھی اور اس کی مجلس میں قاضی اور فقہاء بھی ہوتے تھے۔
اس سال فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا تھا۔

**خواص کی وفات** ......اس سال خواص سے وفات پانے والے حضرات یہ تھے۔ ابراھیم بن احمد بن حارث ابوالقاسم الکلابی الشافعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، حارث بن مسکین وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی تھیں یہ نیک صالح تھے، مذہب شافعی کے فقیہ تھے گوشہ نشینی کے عادی

تھے اسی سال شعبان میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ احمد بن حسن الصوفی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ مشائخ حدیث میں سے تھے ایک طویل عمر انہوں نے پائی تھی، احمد بن عمر بن سریج کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**احمد بن عمر بن سریج کے حالات** [1] ...... یہ احمد بن عمر بن سریج ابوالعباس جو شیراز کے قاضی تھے چار سو کتابوں کے مصنف تھے اور ائمہ شافعیہ سے تھے۔ الباز الاشھب ان کا لقب تھا، ابوالقاسم الانماطی اصحاب شافعی مزنی وغیرہ جیسے حضرات سے انہوں نے فقہ حاصل کیا تھا انہوں نے ہی اطراف میں مذہب شافعی کی اشاعت کا کام کیا تھا ہم نے طبقات میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ ستاون سال چھ ماہ کی عمر پا کر اسی سال جمادی الاولیٰ میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ستاون سال تین ماہ کی عمر پا کر اسی سال ۲۵ ربیع الاول بروز پیر ان کی وفات ہوئی تھی اور ان کی قبر کی زیارت کے لئے لوگ آتے تھے۔ احمد بن یحییٰ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**احمد بن یحییٰ کے حالات** [2] ...... یہ احمد بن یحییٰ ابوعبداللہ الجلاد البغدادی تھے شام ان کا مسکن تھا ابوتراب بخشی ذوالنون مصری کی انہوں نے صحبت اختیار کی تھی ابونعیم نے سنداً ان کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے جوانی کی حالت میں والدین سے درخواست کی تھی کہ مجھے اللہ کے لئے ہبہ کر دو چنانچہ انہوں نے ہبہ کر دیا پھر ایک طویل عرصہ ان سے غائب رہ کر ایک روز عشاء کے وقت میں نے ان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں تمہارا ہبہ شدہ لڑکا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ہم عرب ہیں، ہبہ کرنے کے بعد واپس نہیں لیتے چنانچہ انہوں نے دروازہ نہیں کھولا۔

حسن بن یوسف بن اسماعیل بن حماد بن یزید القاضی ابویعلیٰ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ قاضی ابی عمر محمد بن یوسف کے بھائی تھے یہ اردن میں قضاۃ کے عہدے پر فائز تھے عبداللہ بن احمد بن موسیٰ بن زیاد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ابومحمد الجوالقی القاضی (جو عبدان سے مشہور تھے) الاہوازی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان کا سن پیدائش ۲۱۶ھ تھا یہ حفاظ حدیث میں سے تھے ایک لاکھ احادیث ان کو یاد تھیں جو انہوں نے مشائخ اور ابواب سے جمع کی تھیں ہدبہ کامل بن طلحہ وغیرہ سے انہوں نے روایت حدیث کی تھی پھر ان سے ابن صاعد محاملی وغیرہ نے روایت کی تھی۔

محمد بن ابی شاز کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ بغداد کے باشندے تھے اور عبیداللہ بن معاذ العنبری بشر بن معاذ العقدی وغیرہ سے احادیث روایت کرتے تھے ان کی احادیث میں غریب اور منکر حدیث بھی ہوتی تھیں اسی سال شوال میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

محمد بن حسین بن شہریار ابوبکر القطان البلخی الاصل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ فلاس بشر بن معاذ وغیرہ سے احادیث روایت کرتے تھے پھر ان سے ابوبکر شافعی محمد بن عمر بن جعابی وغیرہ نے احادیث روایت کی ہیں ابن ناجیہ نے ان کی تکذیب کی ہے اور دارقطنی نے کہا ہے کہ ان سے روایت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ محمد بن خلف بن حیان بن صدقہ بن زیاد نے بھی اسی سال وفات پائی تھی۔

**محمد بن خلف بن حیان کے حالات** [3] ...... یہ محمد بن خلف بن حیان بن صدقہ بن زیاد ابوبکر القاضی جو وکیع سے مشہور تھے یہ عالم فاضل لوگوں کے حالات سے واقف، فقیہ، قاری اور نحوی تھے ان کی بہت سی تصنیفات تھیں جن میں ایک کتاب عدد القرآن بھی ہے انہیں اہواز کا قاضی بنایا گیا تھا حسن بن عرفہ، زبیر بن بکار وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی تھیں پھر ان سے احمد بن کامل، ابوعلی الصواف وغیرہ نے احادیث سنی تھیں ان کے اشعار میں سے دو عمدہ شعر یہ ہیں:

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۱۱، ۸۱۳ ،تاریخ بغداد ۴/ ۲۸۷، ۲۹۰ شذرات الذھب ۲/ ۲۴۷، ۲۴۸ وفیات الاعیان ۱/ ۶۶۔ ۶۲

(۲)تاریخ بغداد ۵/ ۲۱۳، ۲۱۵ شذرات الذھب ۲/ ۲۴۸، ۲۴۹ العبر ۲/ ۱۳۷

(۳) شذرات الذھب ۲/ ۲۴۹، ۲۵۰ وفیات الاعیان ۵/ ۲۹۸، ۲۹۲ مرآۃ الجنان ۲/ ۲۴۸، ۲۴۹

جب لوگ ہمیشہ کتب میں باقی رہنے والے علم کو حاصل کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ تو میں بھی دامن لپیٹ کر پوری کوشش کر کے نکلتا ہوں اس حال میں کہ میری دوات، میرے کان میرا قلب اس کا رجسٹر ہوتا ہے اسی سال منصور بن اسماعیل بن عمر کی وفات ہوئی تھی۔

**منصور بن اسماعیل بن عمر کے حالات** [1] ...... یہ منصور بن اسماعیل بن عمر ابوالحسن الفقیر آئمہ شافعیہ میں سے تھے اور مذہب شافعی پر ان کی تصنیفات ہیں ان کے اشعار بڑے عمدہ ہوتے تھے ابن الجوزی کا قول ہے کہ یہ اپنے اشعار کے ذریعے شیعت کا اظہار کرتے تھے اولاً یہ فوجی تھے بعد میں آنکھ خراب ہونے کی وجہ سے فوجی ملازمت چھوڑ کر رملہ میں انہوں نے رہائش اختیار کر لی تھی پھر بعد میں مصر آ گئے تھے وہیں انہوں نے وفات پائی۔

ابونصر المحب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ مشائخ صوفیہ میں سے تھے بہت بڑے سخی اور صاحب مروت تھے ایک بار ایک سائل کے پاس سے گزرے جو اس طریقے سے سوال کر رہا تھا کہ میرے سفارشی آپ علیہ السلام ہیں یہ سن کر انہوں نے اپنا تہبند پھاڑ کر اس میں سے آدھا اس سائل کو دے دیا پھر دو قدم چلے تھے کہ واپس لوٹ آئے بقیہ نصف یہ کہہ کر اسے دے دیا کہ اس حقیری شئے کو بھی قبول کر لو۔

## واقعات ۳۰۷ھ

اسی سال صفر میں کرخ میں باقلانئین میں سخت آگ لگ گئی تھی جس میں بہت سے افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ میں ربیع الثانی میں کرخ کے ڈیڑھ سو قیدیوں کو لایا گیا تھا جن کو امیر بدر الحامی نے رہا کیا تھا سال رواں ہی میں ایک چمکدار بہت بڑا ستارا ٹوٹ کر گرا تھا اور گرتے ہی اس کے تین ٹکڑے ہو گئے تھے اس کے بعد لوگوں نے ایک شدید کڑک سنی تھی حالانکہ آسمان پر بادلوں کا نام و نشان بھی نہیں تھا اس کو ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے۔

اسی سال قرامطہ نے بغداد میں داخل ہو کر شدید فساد برپا کیا تھا اس زمانے میں خلیفہ نے حامد بن عباس کو معزول کر کے اس کی جگہ تیسری بار حسن بن فرات کو متعین کیا تھا۔

سال رواں ہی میں لوگوں نے جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا تھا لیکن پولیس نے سب کو دوبارہ گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا تھا۔

اسی سال ام موسیٰ قہرمانہ کے بھائی نے لوگوں کو حج کرایا تھا۔

**خواص کی وفات** [2] ...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی مسند مشہور کے مصنف ابو یعلی موصلی کا انتقال بھی اسی سال ہوا تھا امام احمد بن حنبل اور ان کی جماعت سے انہوں نے احادیث سنی تھیں یہ حافظ، بہترین مصنف، حدیث روایت کرنے میں عادل اور احادیث کے حافظ تھے۔ اسحاق بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ بن سلمہ ابو یعقوب البذار الکوفی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی حصول علم کے لئے انہوں نے شام و مصر کا سفر کیا تھا اور کافی احادیث لکھی تھیں اور ایک مسند بھی تصنیف کی تھیں اور بغداد کو وطن بنایا تھا یہ ثقات میں سے تھے ان سے ابن المظفر الحافظ نے احادیث روایت کی تھیں یہ ثقہ و حافظ و عارف تھے اسی سال حلب میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

ذکریا بن یحییٰ الساجی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ فقیہ محدث حدیث و سنت میں ابن الحسن اشعری کے شیخ تھے۔

علی بن سہل بن الازہر ابوالحسن الاصبہانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ پہلے بڑے دنیادار تھے پھر اتنے بڑے زاہد و عابد بن گئے کہ کھانا پینا

(۱) تاریخ بغداد ۵/۲۱۳، ۲۱۵ شذرات الذھب ۲/۲۴۸، ۲۴۹ العبر ۲/۱۳۳ میزان الاعتدال ۵/۵۳۸ النجوم الزاھرۃ ۳/۱۹۵

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/۷۰۷، ۷۰۸ العبر ۲/۱۳۴

چھوڑ دیا اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق نے مجھے کھانا پینا بھلا دیا اور یوں بھی کہتے تھے کہ جس طرح لوگوں کی موت مصائب اور بیماروں میں آتی ہے اس طرح میری موت نہیں آئے گی میری موت تو ایک قسم کی دعا ہے جب میں اللہ تعالیٰ سے مانگوں گا تو اسی وقت میرے موت آئے گی چنانچہ ایسے ہی ہوا ایک مرتبہ ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک زبان سے کہا لبیک اسی وقت ان کی جان نکل گئی۔ محمد بن ہارون الرویانی صاحب مسند، ابن دریج العکبری، ہیثم بن خلف کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

# ۳۰۸ ہجری کے واقعات

اس سال بغداد میں مہنگاہی بہت زیادہ ہوگئی تھی جس کی وجہ سے لوگ بہت زیادہ پریشان تھے اور انہوں نے تنگ آ کر حامد بن عباس کے گھر کا محاصرہ کرلیا تھا کیونکہ اس نے خلیفہ سے غلہ کا ٹھیکہ لیا تھا یہی مہنگاہی کا سبب تھا اور لوگوں نے جمعہ کے دن خطیب پر زیادتی کر کے اسے جمعہ کے روز خطبہ نہیں دینے دیا تھا اور منبروں کو توڑ دیا تھا اس صورت حال کو دیکھ کر خلیفہ نے عوام کے قتل کا حکم دے دیا اور حامد بن عباس سے جو ٹھیکہ لیا تھا اسے بھی توڑ دیا جس کی وجہ سے مہنگاہی بالکل ختم ہوگئی حتیٰ کہ گندم کا ایک کر پانچ درہم سے بھی کم میں فروخت ہو رہا تھا اور لوگ بھی اس وجہ سے خوش ہوگئے تھے اور انہوں نے سکون کا سانس لیا تھا۔

اسی سال ماہ تموز (جولائی) میں سخت سردی پڑی تھی حتیٰ کہ لوگ گھروں کی چھتوں سے نیچے اتر آئے تھے اور انہوں نے لحاف اور چادریں اوڑھ لی تھیں۔

اسی زمانے میں شدید بلغم نکلنے کے مرض بھی پیدا ہوگیا تھا جس کا سبب سخت سردی تھی اور اسی کی وجہ سے کھجور کے بعض درختوں کو بھی نقصان پہنچا تھا۔

اسی سال قہرمانہ کے بھائی احمد بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا تھا۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی:

(۱)......ابراہیم بن سفیان الفقیہ [1] جنہوں نے صحیح مسلم امام مسلم سے روایت کی تھی۔

احمد بن الصلت بن المغلس ابوالعباس الحمانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ واضعین حدیث میں سے تھے اپنے ماموں جبارہ بن مغلس ابی نعیم، مسلم بن ابراہیم ابی بکر بن ابی شیبہ، ابی عبید قاسم بن سلام وغیرہ سے احادیث روایت کی تھیں انہوں نے تمام احادیث امام ابوحنیفہ وغیرہ کے فضائل پر گھڑی تھیں۔ یحییٰ بن معین علی بن مدینی بشر بن الحارث سے جتنی بھی احادیث انہوں نے نقل کی سب جھوٹی تھیں۔

ابوالفرج بن جوزی کا قول ہے کہ محمد بن ابوالفوارس نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ احمد بن صلت جھوٹی احادیث گھڑا کرتا تھا۔ اسحاق بن احمد الخزاعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ مفضل جندی، عبداللہ بن محمد بن وہب الدینوری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

عبداللہ بن ثابت بن یعقوب ابوعبداللہ المقری النحوی التوزی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی بغداد ان کا مسکن تھا عمرو بن شیبہ سے یہ احادیث روایت کرتے تھے پھر ان سے ابوعمرو سماک نے احادیث روایت کی تھی ان کے اشعار میں سے تین عمدہ اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

جب تم علم کی حفاظت اور اس کی یاد سے غافل ہو جاؤ گے تو تمہارا علم گھر میں ہونے کے باوجود تمہیں نفع نہیں دے گا۔ اس حالت میں تم جاہل بن کر مجلس میں حاضر ہو جاؤ گے تمہارا علم کتب میں امانت رکھا ہوا ہوگا۔ جس شخص کی یہ حالت ہوگی اس کا زمانہ اس کا ساتھ نہیں دے گا۔

---

(۱) شذرات الذہب ۲/ ۲۵۲ العبر ۲/ ۱۳۶

## واقعات ۳۰۹ھ

اسی سال بغداد کے بعض نواحی علاقوں میں ایک زندیق کے قتل کی وجہ سے زبردست آگ لگ گئی تھی اور یہ اس زندیق کے حامیوں نے لگائی تھی جس کی وجہ سے کافی لوگ ہلاک ہوگئے تھے اسی زمانے میں مقتدر نے مونس الخادم کو مصر، شام کے علاقوں کا ذمہ دار بنایا تھا اور مظفر اس کا لقب رکھا تھا اور تحریر کے ذریعے اس کی خبر پورے ملک میں پہنچادی گئی تھی۔

اسی زمانہ میں ذیقعدہ میں ابوجعفر محمد بن جریر طبری وزیر عیسیٰ بن علی کے گھر حنابلہ میں مناظرہ کرنے کے لئے آئے تھے جنہوں نے ان پر کچھ اعتراضات کئے تھے لیکن حنابلہ میں سے کوئی بھی نہیں آیا تھا۔

سال رواں ہی میں وزیر حامد بن عباس نے خلیفہ کو باغ دیا تھا جسے اس نے خود تیار کیا تھا اور اس کا نام الناعورہ رکھا تھا اس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی اس نے اس کی رہائشی جگہوں میں مختلف قیمتی فرش بچھائے تھے۔

اسی سال حسین بن منصور حلاج کو قتل کیا گیا تھا یہاں پر ہم انشاءاللہ اس کے حالات، سیرت قتل کی کیفیت مختصر انداز میں عدل وانصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے ظلم وزیادتی کو بالائے طاق رکھ کر بیان کریں گے۔

**منصور حلاج کے حالات** [1]...... ہم حلاج کے بارے میں غلط بات کہنے یا ان کی طرف غلط افعال واقوال کی نسبت کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں چنانچہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حسین بن منصور بن محمی الحلاج ابومغیث یا ابوعبداللہ تھے ان کے دادا کا نام محمی تھا جو مذہباً مجوسی تھے اور فارس کے شہر بیضاء کے رہنے والے تھے جو واسط یا تستر میں پیدا ہوئے تھے پھر بغداد آ گئے تھے اور مکہ مکرمہ میں بھی ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا اور مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران موسم سرد ہو یا گرم مسجد حرام کے درمیان بیٹھتے تھے چند سال تک ان کی یہی حالت رہی تھی بڑا مجاہدہ اور مشقت برداشت کرتے رہے اور مسجد حرام کے درمیان کھلے آسمان تلے بیٹھتے تھے صرف افطاری کے وقت چند نوالے کھا کر چند پانی کی گھونٹوں پر اکتفا کرتے تھے مکمل ایک سال تک یہی معمول تھا اور سخت گرمی میں جبل ابوقبیس کے ٹیلہ پر تشریف فرما ہوتے تھے جنید بن محمد، عمر بن عثمان المکی ابوحسین النوری جیسے امراء مشائخ صوفیہ کی صحبت اختیار کی تھی۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ صوفیہ کا ان کے بارے میں اختلاف رہا ہے اکثر نے حلاج کو صوفیہ میں شمار نہیں کیا لیکن متقدمین میں سے ابوالعباس بن عطاء البغدادی، محمد بن خفیف الشیرازی، ابراہیم بن محمد النصراباذی النیساپوری نے ان کو صوفیہ میں شمار کرکے ان کے کلام کو جمع کیا ہے حتیٰ کہ ابن حفیف کا قول ہے کہ حسین بن منصور عالم ربانی تھے۔

محمد بن حسین ابوعبدالرحمٰن السلمی کا قول ہے کہ میں نے ابراہیم بن محمد النصراباذی سے سنا ہے کہ انہوں نے روح کے بارے میں کوئی بات حلاج سے نقل کی تھی تو کوئی شخص اس وجہ سے ان پر غصہ ہوگیا تو انہوں نے اسے جواب دیا کہ اگر انبیاء اور صدیق کے بعد کوئی موحد ہے تو وہ صرف حلاج ہے۔ ابوعبدالرحمٰن کا قول ہے کہ میں نے منصور بن عبداللہ سے انہوں نے شبلی سے سنا تھا کہ حسین بن منصور اور مجھ میں اس کے علاوہ کوئی فرق نہیں تھا کہ انہوں نے علم کو ظاہر کردیا تھا اور میں نے ظاہر نہیں کیا تھا۔

کسی نے شبلی سے یہ نقل کیا ہے کہ شبلی نے حلاج کو سولی پر یکھ کر کہا کہ کیا میں نے تمہیں لوگوں کے سامنے باتیں ظاہر کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔

خطیب کا قول ہے کہ جن حضرات نے منصور بن حلاج کو صوفیہ میں شمار نہیں کیا انہوں نے ان کی باتوں کو شعبدہ بازی اور ان کے افعال کو زندیقیت کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور آج تک ان کی بابت چہ میگویاں کرنے والے موجود ہیں اور ان میں سے بعض غلو بھی کرنے والے لوگ موجود ہیں جبکہ حلاج بڑے شریں زبان تھے اور ان کے اشعار صوفیہ کے طرز پر ہوتے تھے۔

صاحب کتاب کہتے ہیں کہ حلاج کے بارے میں ہمیشہ لوگوں کی مختلف رائے رہی ہیں فقہا نے تو ان کے قتل پر علماء اور آئمہ کا اجماع نقل کیا ہے

(۱) تاریخ بغداد ۸/ ۱۱۲، ۱۴۱ شذرات الذہب ۲/ ۲۵۳، ۲۵۷ العبر ۲/ ۱۳۸، ۱۴۴ لسان المیزان ۲/ ۳۱۴، ۳۱۵

اوراس پر بھی کہ حلاج کافر کاذب ملمع سازاور شعبدہ باز تھا۔ اکثر صوفیہ کی رائے بھی یہی ہے۔

دوسرے بعض افراد نے ان کے بارے میں کھل کر رائے ظاہر نہیں کی اور ان کے ظاہر سے دھوکہ کھا گئے اوران کے باطنی قول وفعل پر وہ مطلع نہ ہو سکے کیونکہ شروع میں حلاج عابد، صاحب اہل عمل اورصوفی تھے لیکن علم سے عاری تھے اس وجہ سے انہوں نے اپنے امرو حال کی بنیاد تقویٰ نہیں رکھی اس وجہ ان کی برائیاں اچھائیوں کے مقابلہ میں زیادہ ہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ فاسد عالم یہود کے اور فاسد عابد نصاریٰ کے مشابہ ہیں اسی وجہ سے حلاج پر ملول اوراتحاد کا غلبہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے یہ الخلال اور منحرفین میں سے ہو گئے تھے۔

اس کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ اس کے احوال الٹ پلٹ ہو گئے تھے اور یہ شہروں کا چکر لگا تا تھا اور ظاہر کرتا تھا کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور صحیح بات یہ ہے کہ یہ ہندوستان چلا گیا تھا وہاں پر اس نے جادو سیکھا تھا اور کہتا تھا کہ میں اس کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اہل ہند اس کو مغیث کہہ کر لکھا کرتے تھے اور اہل سرکسان مقیت، اہل خراسان ممیتز، اہل فارس ابوعبداللہ الزاہد، اہل خوزستان ابوعبداللہ الزاہد حلاج الاسرار، اہل بغداد المصطلم اور اہل بصرہ المحیر کے نام سے ان سے مکاتبت کرتے تھے۔

**انہیں حلاج کہنے کی مختلف وجوہ ہیں**......(۱)......اہل اہواز ان سے اپنے دل کی باتیں پوچھا کرتے تھے۔

(۲)......ایک بار خود انہوں نے کسی روئی دھننے والے سے کسی کام کے لئے کہا تو اس نے کام سے عذر کیا انہوں نے کہا کہ تم جاؤ میں تمہارا کام کرتا ہوں وہ جلدی سے کام کر کے آیا تو اس نے دیکھا کہ ساری روئی حلاج نے دھن کر رکھ دی ہے۔

(۳)......یہ جس بسیج کی طرف اشارہ کرتے فوراً روئی اس سے جدا ہو جاتی تھی لیکن یہ باتیں محل غور ہیں اور یقینی طور پر ان کی صحت ثابت نہیں ہے اگر چہ اس قسم کی باتیں کہی گئی ہیں کیونکہ شیاطین اس کے ساتھیوں کی مدد اور خدمت کرتے تھے۔ بعض نے ایک وجہ اور بیان کی ہے کہ ان کے والد روئی دھننے کا کام کرتے تھے اس وجہ سے یہ بھی اکثر چیزوں میں اس قسم کا کام کرتے تھے جیسا کہ ان کے مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہے:

میری روح تمہاری روح کے ساتھ مل کر اس طرح ایک ہو گئی جس طرح عنبر مشک کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتی ہے۔ جب تم کو کوئی چیز چھوتی ہے تو مجھے بھی چھوتی ہے اب تم اور میں دو قالب یک جان ہو گئے۔ میری روح تمہاری روح کے ساتھ ایسے مل گئی جیسے صاف پانی میں شراب مل جاتی ہے۔ جب تمہیں کوئی چیز محسوس ہوتی ہے تو مجھے بھی محسوس ہوتی ہے۔ میں نے تنہائی میں تمہیں تلاش کیا تو میری زبان تم سے مخاطب ہو کر کہنے لگی۔ کچھ مطالب کے لئے ہم جمع ہو گئے اور کچھ مطالب کے لئے ہم جدا ہو جائیں گے اگر تم نظر آنے کی وجہ سے بھول گئے تو خوشی نے تمہیں تمہاری آنتوں کے قریب کر دیا۔

ابن عطا کے سامنے حلاج کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے گئے۔

میں عذاب حاصل کرنے کے لئے تمہاری ملاقات کا مشتاق ہوں نہ کہ ثواب حاصل کرنے کے لئے۔ عذاب کی لذت حاصل کرنے کے علاوہ میں نے تمام مقاصد حاصل کر لئے۔

یہ اشعار سن کر ابن عطاء نے فرمایا: ان اشعار سے شوق کے عذاب کی زیادتی کا جنون اور افسوس کی آگ زیادہ ہوتی ہے لیکن اگر نیت صاف ہو اور وفا کرنے والا ہو تو میٹھے چشمے اور حق کے لگاتار مسلسل بہنے والی بارش کی طرف چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ابوعبداللہ بن حفیف کو حلاج کے مندرجہ ذیل اشعار سنائے گئے:

پاک ہے ذات جس نے عالم اجساد کو ظاہر کر کے عالم اہوات کی چمک کو چھپا دیا۔ پھر وہ علی الاعلان مخلوق کے سامنے ظاہر ہوا۔
حتیٰ کہ مخلوق نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے کی طرح اس کا معاینہ کیا۔

ابن حفیف نے کہا کہ ان شعروں کے کہنے والے پر اللہ کی لعنت ہو انہیں بتایا گیا کہ یہ حلاج کے شعر ہیں جواب میں کہا کہ اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔

حلاج کی طرف یہ اشعار بھی منسوب ہیں:

شاید تم میری حالت کے بارے میں سوال کرو اور یہ کہ تمہارے بعد میں نے غموں کو ظاہر نہیں کیا۔ اگر مجھے اپنی حالت معلوم ہوتی تو میں نہ ہوتا اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ میں کیوں نہ ہوتا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ طنون کے اشعار ہیں نہ کہ حلاج کے۔

حلاج کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں:

اگر تمہارے غم میں میری آنکھ جاگے یا روئے تو اس کو اس کا مقصد حاصل نہ ہو۔ اگر تیرے علاوہ میرے دل میں کسی کی محبت ہو تو تمہارے رخساروں کے نہ تو باغ کھلیں اور نہ اس کے پھل ٹوٹیں۔ دنیا نے مجھے مغالطے میں ڈال دیا گویا میں اس کے حال سے ناواقف ہوں۔ اس کی حرام چیزوں سے بادشاہ نے منع کیا ہے اور میں اس کی حلال چیزوں سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔ میں نے اسے محتاج پایا تو اس کی لذت میں نے اسی کو ہبہ کر دی۔

حلاج مختلف قسم کے لباس استعمال کرتا تھا کبھی صوفیہ کا، کبھی فقراء کا، کبھی فوجیوں کا، کبھی دولت مند بادشاہ کا۔ بعض نے اسے اس حالت میں دیکھا ہے کہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہاتھ میں ڈنڈا اور چھاگل لئے ادھر ادھر گھوم رہا ہے انہوں نے اس سے پوچھا یہ کیسی حالت ہے اس کا جواب اس نے مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعے دیا:

اگر تم نے مجھے پھٹے پرانے کپڑوں میں پایا ہے تو بے چین ہونے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ ایک آزاد شریف آدمی کے جسم پر پرانے ہوئے ہیں۔ اگر تم نے میری موجودہ حالت کو پہلی حالت سے بدلا ہوا دیکھا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ کیوں کہ آنے والے وقت میں مجھے یا تو بڑی عزت ملے گی یا ذلیل ہو جاؤں گا تیری زندگی کی قسم میں نے ایک امر عظیم سے تمنا ہے۔

اس کے متعلق کلام میں سے ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے اس سے کہا تھا کہ اللہ کی مقرر کردہ حدود کے مطابق حق پر چلو

خطیب نے سنداً ان کا قول نقل کیا ہے کہ سب کی نصیحتوں کا خلاصہ چار چیزوں میں ہے (۱) اللہ کی محبت (۲) دنیا سے بغض (۳) قرآن کی اتباع (۴) اچھی حالت کے ختم ہونے کا خوف۔

میں کہتا ہوں کہ آخری دو باتوں پر حلاج نے بھی عمل نہیں کیا اور وہ گمراہی اور بدعت میں لگ گیا ہم اللہ سے اس کی عافیت کے طالب ہیں۔

ابو عبدالرحمٰن نے عمرو بن عثمان مکی کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ ہم دونوں مکہ کی گلیوں میں چل رہے تھے اور میں آہستہ آہستہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا حلاج نے میرا قرآن سن لیا اور کہنے لگا کہ اس جیسی عبارت بنانا میرے لئے بالکل مشکل نہیں میں اسی وقت اس سے جدا ہو گیا۔

خطیب کا قول ہے کہ مجھ سے سعود بن ناصر نے ان سے ابن اباباکو شیرازی نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو زرعہ طبری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حلاج کی باتوں کو بعض نے قبول کیا ہے اور بعض نے قبول نہیں کیا لیکن میں نے محمد بن یحییٰ الرازی سے انہوں نے عمرو بن عثمان کو حلاج پر لعنت کرتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ میں اسے قتل کر دوں گا میں نے عرض کیا کہ آپ نے اس میں ایسی کون سی برائی دیکھ لی انہوں نے کہا کہ میں قرآن کی ایک آیت پڑھ رہا تھا کہ اس نے کہا کہ میں اس جیسا قرآن بنا سکتا ہوں۔

ابو زرعہ طبری کا قول ہے کہ میں نے ابو یعقوب اقطع سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حلاج کے حسن طریقت اور محنت کو دیکھ کر میں نے اپنی لڑکی کی شادی اس سے کی تھی لیکن بعد میں مجھے اس کے کذاب ساحر دھوکہ باز کا فر خبیث ہونے کا علم ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ عثمان نے اپنی لڑکی کی شادی حلاج سے مکہ مکرمہ میں کی تھی اور وہ ام الحسین بنت یعقوب الاقطع تھی احمد بن حسین بن منصور اس کا لڑکا تھا اور اس نے خطیب کے مطابق اپنے والد کی سیرت بیان کی تھی۔

ابوالقاسم قشیری نے اپنا رسالہ باب حفظ قلوب المشائخ میں ذکر کیا ہے کہ عمرو بن عثمان نے حلاج کو مکہ مکرمہ میں کاغذ پر کچھ لکھتے ہوئے دیکھ کر اس سے پوچھا تھا کہ یہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں قرآن کے مقابلے میں کچھ لکھ رہا ہوں تو انہوں نے یہ سن کر اسے بد دعا دی تھی جس کے بعد وہ کامیاب نہیں

ہوا تھا اور انہوں نے ابو یعقوب کو بھی ڈانٹا تھا کہ اس نے اپنی لڑکی کی شادی اس سے کیوں کی۔ اس کے علاوہ عمرو بن عثمان نے اطراف میں خطوط لکھے تھے جن میں اس پر لعنت کی تھی اور لوگوں کو اس سے ڈرایا تھا اس کے بعد حلاج شہروں میں مختلف مقامات پر گھومتا رہا اور وہ یہی ظاہر کرتا تھا کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور مختلف حیلے بہانوں سے وہ کام کرتا رہا اور اس کی یہی حالت رہی بالآخر اللہ نے مجرم قوم پر عذاب نازل کرنے کی طرح اس پر عذاب نازل کیا اور زندیقوں کے کندھوں پر چلنے والی شریعت کی تلوار نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اللہ زیادہ عادل ہے اس سے کہ اس کو اپنے کسی دوست پر مسلط کرے۔

آخر ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اس نے بڑی زیادتی کی تھی اور اس بلد حرام میں جس میں جبرائیل قرآن لے کر نازل ہوتے تھے بیٹھ کر قرآن کا مقابلہ کیا تھا ایسے انسان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا:

جو کوئی اس مقام میں رہ کر بدی کے کاموں کا ارادہ کرے گا ہم اسے سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ (سورۃ الحج آیت ۲۵)

اصل بات یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا ظالم تھا اور یہ اسلام دشمنی میں کفار قریش کے مشابہ تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ:

جب کبھی ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ آیتیں سن لیں اگر ہم اب چاہیں تو ان جیسی آیتیں بہ آسانی بنا سکتے ہیں اس میں تو اگلے لوگوں کے قصے ہیں۔ (سورۃ الانفال آیت ۳۱)

**حلاج کی مکاریوں کا بیان**...... خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حلاج نے اپنے کسی خاص شاگرد کو پہاڑی علاقے میں بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر لوگوں پر اپنی عبادت زہد و نیکی ظاہر کرنا پھر جب تم دیکھو کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور تمہارے معتقد ہو رہے ہیں تو تم ان سے کہنا کہ میں نابینا ہوں پھر کچھ دنوں کے بعد ان سے کہنا کہ میں پاؤں سے بھی معذور ہوں پھر جب وہ اس کا علاج شروع کر دیں تو تم ان سے کہنا کہ میں نے آپ علیہ السلام کی خواب میں زیارت کی ہے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہے کہ تمہیں اس مرض سے نجات ایک قطب اللہ کے ولی کے ذریعے ملے گی جس کا ظہور عنقریب فلاں وقت فلاں تاریخ کو فلاں شہر میں ہوگا اس لئے جو تم علاج کروا رہے ہو اس سے فائدہ نہیں پہنچے گا اور حلاج اس سے کہتا کہ پھر اس وقت میں اس جگہ آ جاؤں گا۔

اس کے بعد وہ ان کا خاص شاگرد چلا جاتا اور وہاں پر خوب عبادت وغیرہ کرتا اور قرآن پاک کی تلاوت کرتا اور کچھ عرصہ تک وہ لوگوں کے سامنے اسی حالت میں رہتا اس کی بزرگی کو دیکھ کر وہاں کے لوگ اس کے معتقد ہو جاتے اور اس سے محبت کرنے لگتے پھر وہ ان سے کہتا کہ میں نابینا ہوں پھر کچھ دنوں کے بعد کہتا کہ میں پاؤں سے بھی معذور ہوں یہ سن کر لوگ اس کے علاج کی ہر ممکن کوشش کرتے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوتا پھر وہ ان سے کہتا تھا کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے کہ مجھے خواب میں آپ علیہ السلام نے بتایا ہے کہ تمہیں اس مرض سے نجات ایک قطب کے ذریعے ہوگی جس کا ظہور عنقریب فلاں تاریخ فلاں شہر میں ہوگا وہ لوگ پہلے تو اسے پکڑ کر مسجد لے جاتے تھے پھر اسے اٹھا کر مسجد لے جانے لگے پھر وہ وقت مقرر پر شہر میں داخل ہوا کہ اس حالت میں کہ اس نے سفید اونی کپڑے پہنے ہوئے تھے پھر وہ مسجد میں داخل ہو کر ایک ستون سے لگ کر بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہو گیا لوگوں نے انہی صفات کے ذریعے اسے پہچان لیا جن صفات کا تذکرہ اس نے ان کے سامنے کیا تھا فوراً لوگ اس کے نزدیک لگ گئے اس سے مصافحہ کیا پھر انہوں نے اس بیمار کو اس کی اطلاع دی اس نے کہا کہ میرے سامنے اس کی صفات بیان کرو چنانچہ انہوں نے اس کے سامنے اس کے اوصاف بیان کئے اس نے کہا کہ یہ وہی بزرگ ہے جس کی خواب میں آپ علیہ السلام نے مجھے بشارت دی ہے تم مجھے اس کے پاس لے چلو چنانچہ انہوں نے اسے اٹھا کر اس کے سامنے بٹھا دیا اس بزرگ نے اس سے بات کی تو اس کو پہچان لیا۔

پھر اس بیمار نے اس کے سامنے آپ علیہ سلام کا خواب بیان کیا یہ سن کر حلاج نے ہاتھ اٹھا کر اس کے لئے دعا کی پھر اپنا لعاب اس کی آنکھوں پر لگایا تو وہ بالکل صحیح وسالم دیکھنے لگا گویا وہ نابینا تھا ہی نہیں اس موقع پر عوام الناس شہر کے امراء اور سردار بھی موجود تھے وہ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے سب نے مل کر ہل چل مچا دی اور نعرہ تکبیر بلند کیا اور حلاج کی عظمت ان کے دلوں میں بڑھ گئی کیوں کہ اس نے مکر و فریب سے کام لیا تھا پھر وہ ایک عرصہ تک ان کے پاس رہا اور وہ اس کی تعظیم و اکرام کرتے رہے اور اس بات کا انتظار کرتے رہے کہ شاید وہ ان سے

دنیاوی مال ومتاع کا مطالبہ کرے۔

پھر جب اس نے ان کے پاس سے جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس کے لئے بہت سامال جمع کر کے اسے پیش کیا تو اس نے کہا کہ مجھے مال و متاع کی ضرورت نہیں ہے البتہ یہ تمہارا ساتھی ہے اس کے کچھ بھائی ساتھی وغیرہ ہیں جو ابدال ہیں اور طرطوس کی سرحدوں پر مجاہدہ کر رہے ہیں اور وہ حج وصدقہ بھی کرتے ہیں اس وجہ سے انہیں اس کی ضرورت ہے وہ بیمار شخص کہنے لگا کہ شیخ نے سچ فرمایا اسی کے ذریعے اللہ نے میری آنکھیں صحیح کر دی اور مجھے بیماری سے نجات دی انشاء اللہ بقیہ عمر میں اپنے ابدال بھائیوں کے ساتھ جہاد، حج کرنے میں گزاروں گا پھر انہیں بقدر استطاعت مال دینے پر ابھارا۔ اس کے بعد حلاج چلا گیا اور وہ بیمار ان کے پاس ایک مدت تک رہا حتیٰ کہ جب اس نے وہاں کافی مال جمع کر لیا جس میں سونا چاندی بھی تھا تو وہ وہاں سے نکل کر حلاج کے پاس آ گیا پھر انہوں نے وہ سارا مال تقسیم کر لیا۔

کسی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حلاج کی کرامتوں کا چرچا سنا تھا تو میں نے اسے آزمانے کا ارادہ کیا چنانچہ میں نے اس کے پاس پہنچ کر اسے سلام کیا اس نے کہا کہ میں آپ کی کیا خدمت کروں میں نے کہا کہ تازہ مچھلی سے میری خدمت کر چنانچہ وہ اندر گیا کچھ دیر کے بعد تڑپتی ہوئی مچھلی لے کر آیا اور اس کے پاؤں پر مٹی لگی ہوئی تھی اس نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ تو اللہ نے مجھے نالوں کی جانب جانے کا حکم دیا تا کہ میں مچھلی لاؤں چنانچہ میں اس میں داخل ہوا اور یہ مٹی اس کی ہے میں نے کہا کہ مجھے بھی اپنا گھر دکھا دو اگر کوئی راز مجھ پر ظاہر نہ ہو تو میں تم پر ایمان لے آؤں گا چنانچہ وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا میں نے گھر کا چکر لگایا تو مجھے نکلنے کا کوئی راستہ دکھائی نہ دیا تو میں بہت حیران ہوا پھر میں نے ایک پشتہ دیکھا جو ساگوان کی لکڑی کا بنا ہوا تھا میں نے اسے حرکت دی تو وہ کھل گیا اور میں اس کے ذریعے ایک بڑے باغ تک پہنچا جس میں ہر قسم کے پھل تھے جن کے باقی رکھنے کا بڑا اچھا انتظام کیا ہوا تھا اور بہت سی کھانے پینے کی چیزیں تھیں اور ایک حوض تھا جس میں ہر قسم کی چھوٹی بڑی مچھلیاں تھیں میں اس میں داخل ہوا میں نے اس میں سے ایک مچھلی نکال لی میرے پاؤں پر بھی حلاج کے پاؤں کی طرح مٹی لگ گئی پھر میں دروازہ کی طرف آ گیا میں نے اس سے کہا کہ دروازہ کھول میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں جب اس نے میری حالت دیکھی تو فوراً قتل کرنے کے لئے میری طرف دوڑا میں نے اس کے منہ پر مچھلی مار کر کہا کہ تو نے مجھے تھکا دیا آج جب میں اس سے بچ کر نکل گیا تو چند دن بعد پھر وہ مسکراتے ہوئے مجھ سے ملا اور کہا کہ اگر تو نے میرے راز کو افشا کر دیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا یہ کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے اس کی زندگی میں میں نے کسی سے یہ واقعہ بیان نہیں کیا۔

ایک روز حلاج نے ایک شخص سے کہا کہ اگر تم مجھ پر ایمان لے آؤ تو میں تمہیں ایک چڑیا لا کر دوں گا اس کی تھوڑی سی بیٹ اگر تم ایک کلو تانبے پر ملاؤ گے تو وہ سارا سونا بن جائے گا یہ سن کر اس شخص نے حلاج سے کہا کہ اگر تم مجھ پر ایمان لاؤ تو میں تمہیں ایک ایسا ہاتھی لا کر دوں گا اگر وہ چت لیٹ جائے تو اس کے پاؤں آسمان پر جا کر لگیں اور اگر ایک آنکھ میں تم اسے چھپانا چاہو تو چھپا لو یہ سن کر حلاج خاموش اور لاجواب ہو گیا۔

حلاج جب بغداد آیا تو لوگوں کو اپنی مکاریوں اور شعبدہ بازیوں کے ذریعے سے دعوت دینے لگا لوگ عقل سے کورا ہونے اور حق و باطل کے درمیان فرق نہ کر سکنے کی وجہ سے اس کو مان لیتے تھے۔

ایک روز حلاج نے رافضیوں کے ایک سردار کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دی اس نے کہا کہ میں زن پرست ہوں اور میرے سر کے بال ختم ہو چکے ہیں اور میں بوڑھا ہو گیا ہوں اگر تم میری ان دونوں بیماریوں کا علاج کر دو تو میں تم پر ایمان لا کر تمہیں امام معصوم مان لوں گا اگر تم خود کو نبی کہو گے میں تمہیں نبی کہوں گا بلکہ اگر خدائی کا دعویٰ کرو گے تو میں تمہیں خدا مان لوں گا اس کی یہ بات سن کر حلاج ہکا بکا رہ گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پایا۔

شیخ ابوالفرج ابن جوزی کا قول ہے کہ حلاج بڑے رنگ بدلا کرتے تھے کبھی کملی اور کبھی زرہ کبھی قباء اس کا لباس ہوتا اور وہ ہر قدم کے ساتھ ان کے مذہب کے مطابق چلا کرتا تھا اگر وہ اہل سنت ہوتے تو یہ بھی اہل سنت اگر روافض ہوتے یہ بھی رافضی اگر وہ معتزلہ ہوتے یہ بھی معتزلہ اگر وہ فاسق ہوتے یہ بھی فاسق اگر وہ صوفیاء ہوتے تو یہ بھی صوفی بن جاتا اور اہواز میں قیام کے دوران جو دراہم خرچ کرتا ان کا نام دراہم القدرۃ رکھتا۔

شیخ ابوعلی جبائی سے اس کی باتوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ چیزیں مکروفریب کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں تم اسے ایک کمرہ میں بند کر دو اور اس سے مطالبہ کرو کہ ہمارے لئے کانٹوں کے دوستون بنا دو جب ان باتوں کا حلاج کو علم ہوا تو وہ اہواز سے فرار ہو گیا۔

خطیب کا قول ہے کہ ہمیں ابراہیم بن مخلد کے ذریعے انہیں اسماعیل بن علی الخطیب کے ذریعے معلوم ہوا کہ ایک شخص حلاج نامی کا ظہور ہوا جو کسی شکایت کی وجہ سے بادشاہ کی قید میں تھا اور یہ عیسیٰ بن علی کی پہلی وزارت کا دور تھا اور انہوں نے اس کی زندیقانہ باتیں، لوگوں کو گمراہ کرنے، اس کی شعبدہ بازی اور جادوئی کمالات اور اس کے نبوت کے دعویٰ کا ذکر کیا پھر علی بن عیسیٰ نے اسے گرفتار کر کے ان سب باتوں کا اسے اقرار کروالیا پھر اس کو خلیفہ کے سامنے لایا گیا لیکن اس نے ان باتوں کا اقرار نہیں کیا۔

خلیفہ نے اسے سزا کے طور پر پل کے اوپر کشادہ جگہ پر چند دنوں تک سولی پر لٹکا دیا اور اس کی غلط باتوں کی تشہیر کرائی پھر اس کو سولی سے اتار کر قید کر دیا گیا اور چند سالوں تک اسے مختلف جیلوں میں رکھا گیا تا کہ جیل کے قیدیوں کو گمراہ نہ کر سکے آخر میں خلیفہ کے خاص قید خانے میں ڈال دیا گیا وہاں پر اس نے اپنی مکاریوں اور حیلے بہانوں کے ذریعے خلیفہ کے خادموں کی ایک جماعت کو گمراہ کر دیا چنانچہ وہ اس کے حامی بن گئے اور اس کا دفاع کرنے لگے اور اسے اچھے کھانے پیش کرنے لگے مزید اس نے یہاں پر بغداد اور اس کے اطراف کے لوگوں سے خط و کتابت کے ذریعے تعلق پیدا کر لیا اور اس کی شان و شوکت میں اضافہ ہو گیا حتیٰ کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا اور اس کے حامیوں کا ایک وفد بادشاہ کے پاس پہنچ گیا بادشاہ نے ان سب کو گرفتار کر لیا ان میں سے بعض کے پاس سے ایسے خطوط پکڑے گئے جن سے ان الزامات کی تصدیق ہوتی تھی اور بعض نے زبان سے بھی اقرار کر لیا۔

اب اس کی خبر پورے عالم میں پھیل گئی اور عوام الناس اس کے قتل کے بارے میں باتیں کرنے لگے خلیفہ نے یہ معاملہ حامد بن عباس کے سپرد کر دیا اور اسے حکم دیا کہ علماء اور قاضیوں کی موجودگی میں اس کے معاملہ کی تحقیق کرو اور خود اسے اور اس کے ساتھیوں کو بھی جمع کرو چنانچہ سب کے بیانات لئے گئے اب خلیفہ کو اس سے منسوب باتوں کا یقین ہو گیا اور قاضیوں نے اس پر اپنے ہاتھ سے مہر لگا دی اور علماء نے اس کے قتل کا فتویٰ جاری کر دیا اور اسے آگ میں جلانے کا حکم دیا۔

چنانچہ ۲۱ ذیقعدہ ۳۰۹ھ بروز پیر مشرقی بغداد اور فوجیوں کے سامنے اسے لا کر ایک ہزار کوڑے مارے گئے پھر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے پھر اس کی گردن بھی اڑا دی گئی اور اس کا بقیہ جسم آگ میں جلا دیا گیا اور اس کا سر نئے پل کے ستونوں پر نصب کر دیا گیا اور اس کے ہاتھ پاؤں لٹکا دیئے گئے۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی کا قول ہے کہ میں نے ابراہیم بن محمد سے انہوں نے ابوالقاسم سے انہوں نے ابوبکر بن حمشاذ سے سنا ہے کہ دینور شہر میں ایک شخص کو چکر لگاتے ہوئے دیکھا گیا جس کے ہاتھ میں ایک تھیلا ہوتا تھا لوگوں نے اس کے بارے میں تفتیش کی تو اس کے تھیلے سے حلاج کے نام سے ایک خط ملا جس کا عنوان یہ تھا کہ من الرحمٰن الیٰ فلان ابن فلاں اور اس خط میں لوگوں کو گمراہی کی دعوت دی گئی تھی لوگوں نے وہ خط بغداد بھیج دیا۔

چنانچہ حلاج سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اقرار کر لیا کہ یہ میرا ہی خط ہے لوگوں نے اس کو کہا کہ پہلے تو نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اب خدائی کا بھی دعویٰ کر لیا اس نے جواب دیا کہ نہیں لیکن میرے نزدیک ان دونوں کا اجتماع ممکن ہے کیوں کہ خط کا لکھنے والا اللہ ہے اور میں اور میرا ہاتھ اس کا آلہ ہے پھر اس سے پوچھا گیا کہ کوئی دوسرا بھی تمہارے ساتھ اس میں شریک ہے اس نے کہا ابن عطاء ابومحمد الحریری، ابوبکر شبلی بھی میرے ساتھ شریک ہیں۔

چنانچہ حریری سے پوچھا گیا اس نے کہا کہ ایسی بات کرنے والا کافر ہے پھر شبلی سے پوچھا گیا اس نے کہا ایسی بات کہنے والے کو روکا جائے گا پھر ابن عطاء سے پوچھا گیا اس نے حلاج کے قول کی تائید کی تو ان کو سزا دی گئی حتیٰ کہ وہی اس کی ہلاکت کا سبب بن گئی۔

پھر ابوعبدالرحمٰن نے محمد بن عبدالرحمٰن رازی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ حامد بن عباس نے جب حلاج کو حاضر کر کے اس سے اس کے عقیدے کے بارے میں سوال کیا تو اس نے اپنے عقیدے کا اقرار کر لیا وزیر نے اسے لکھ کر فقہا کے پاس بھیج دیا انہوں نے جواب دیا کہ یہ عقیدہ رکھنے والا شخص کافر ہے وزیر نے اس جواب کو لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا پھر اس نے فقہا سے سوال کیا کہ ابوعباس بن عطاء کا بھی یہی عقیدہ ہے پھر انہوں نے جواب دیا کہ جس کا بھی یہ عقیدہ ہو وہ کافر ہے اس کے بعد وزیر نے ابوعباس کو اپنے گھر بلایا اور اسے اپنے سامنے حاضر کر کے حلاج کے عقیدے کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب دیا کہ جو ایسا قول نہ کرے اس کا کوئی عقیدہ نہیں وزیر نے کہا کہ آپ نے تو اس کے عقیدے کو درست قرار دیا ہے ابن عطاء

نے کہا کہ آپ کو اس قسم کی باتوں سے کیا واسطہ آپ کے جو کام ہیں وہ آپ پورا کریں یعنی لوگوں کو ان کے حقوق دلوانا اور ان کے جائز کام کرنا۔

یہ سن کر وزیر نے ان کے دونوں جبڑوں کے چیرنے، ان کے جوتے اتروانے اور ان کے سر پر مارنے کا حکم دیا یہ سزا ان کو دی جاتی رہی حتیٰ کہ اس کے نتھنوں سے خون جاری ہو گیا پھر اسے قید کرنے کا حکم دیا لوگوں نے جواب دیا کہ عوام آپ کے اس کام سے خوش نہیں ہوں گے اور وہ خوف زدہ ہو جائیں گے اس لئے پھر وزیر نے ابن عطاء کو ان کے گھر پہنچا دیا انہوں نے وزیر کے لئے بددعا کی کہ اللہ اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اسے قتل کر دے پھر سات دن کے بعد ابن عطاء کا انتقال ہو گیا پھر کچھ دن کے بعد وزیر بھی بری طرح قتل کیا گیا پھر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کے گھر کو آگ سے جلا دیا گیا۔

اس موقع پر عوام نے کہا کہ یقیناً وزیر کو ابن عطاء کی بددعا کی سزا ملی ہے حتیٰ کہ بعض اہل علم جنہیں سزا دی گئی تھی جیسے ابن العربی حلاج بن حسین نے بھی یہی کہا کہ یہ وزیر کی بددعا کا اثر ہے۔

اس سب کچھ کے باوجود علماء بغداد حلاج کے کفر، اس کی بددینی، اس کی سولی اور قتل پر متفق تھے جبکہ علماء بغداد اس وقت دنیا دار تھے۔

ابوبکر محمد بن داؤد ظاہری کی وفات سے پہلے جب حلاج کو پہلی بار ان کے سامنے لایا گیا اور ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جو کچھ اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا اور جو رسول لے کر آئے اگر وہ حق ہے تو جو کچھ حلاج کہتا ہے وہ باطل ہے وہ اس معاملے میں بڑے متشدد تھے۔

ابوبکر الصولی کا قول ہے کہ میں نے حلاج کو دیکھا ہے اور اس سے گفتگو کی ہے اور وہ کہتے تھے کہ حلاج جاہل ہو کر عقلمند بن جاتا ہے اور انتہائی درجے کا غبی ہے اور دنیا پرست ہو کر زاہد بنتا ہے اور فاجر ہو کر عابد بنتا ہے۔

جب اول مرتبہ چار دن تک اسے سولی پر لٹکایا گیا اور اس کے فاسد عقیدے کی تشہیر کی گئی اور بیل پر سوار کر کے اسے سولی دینے کے لئے لایا گیا تو بعض نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں حلاج نہیں وہ مجھے اپنا ہم شکل بنا کر تم سے غائب ہو گیا اور وہ سولی پر لٹکتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ اے مجھے فنا طاری کرنے میں مدد دینے والے اب فنا کرنے میں میری مدد کر اور بعض نے یہ بھی کہتے ہوئے سنا کہ اے الٰہی میں دار الغائب میں پہنچ کر دار العجائب کا نظارہ کر رہا ہوں اے خدا جو تجھے تکلیف دے تو اس سے بھی محبت کرتا ہے تو جو تیری راہ میں قتل کیا جائے اس کے ساتھ تو معلوم نہیں کہ تیرا کیا سلوک ہو گا۔

**حلاج کے قتل گاہ کی صفتیں**...... خطیب بغدادی کا قول ہے کہ حلاج نے بغداد میں اپنی آخری آمد کے موقع پر صوفیاء کی صحبت اختیار کی تھی اور انہی میں اس کا شمار ہوتا تھا اور اس وقت وزیر حامد بن عباس تھا اسے معلوم ہوا تھا حلاج نے بہت سے خادموں اور دربانوں اور نصر قشوری کے بہت سے غلاموں کو گمراہ کر دیا اور ان کے سامنے وہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور جن اس کے خادم ہیں اور یہ کہ وہ ان سے جو بھی کام لینا چاہے لے سکتا ہے اور یہ کہ اس نے چند پرندوں کو زندہ کیا ہے۔

علی بن عیسیٰ سے ایک شخص نے کہا کہ محمد بن علی القنائی الکاتب حلاج کی خود بھی عبادت کرتا ہے اور دوسروں کو بھی دعوت دیتا ہے تو انہوں نے محمد بن علی کے گھر پر چھاپا لگوا کر اسے پکڑ لیا اور اس نے حلاج کے ساتھیوں میں سے ہونے کا اقرار بھی کر لیا اور اس کے گھر سے حلاج کے بعض خطوط چمڑے کی مضبوط جلد میں ریشم کے کاغذ پر سونے کے پانی سے لکھے ہوئے برآمد ہوئے اور اسی طرح اس کے گھر میں ایک برتن بھی ملا جس میں حلاج کا بول و براز اور روٹی کے ٹکڑے تھے وزیر نے خلیفہ مقتدر کے سامنے اس کا معاملہ رکھ دیا خلیفہ نے اس کا معاملہ اسی کے سپرد کر دیا اس کے بعد وزیر نے اس کے حامیوں کی ایک جماعت کو بلوا کر انہیں ڈرایا تو انہوں نے اقرار کر لیا کہ واقعتہً ان کے سامنے حلاج نے ربوبیت اور مردوں کو زندہ کرنے کا دعویٰ کیا تھا پھر انہوں نے حلاج کے روبرو بھی ان باتوں کا اقرار کر لیا لیکن حلاج نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی پناہ اس بات سے کہ میں ربوبیت کا یا خدائی کا دعویٰ کروں میں تو اللہ کا بندہ ہوں اکثر نماز روزہ نیکی کے کام کرتا ہوں اس کے علاوہ مجھے کسی چیز کا علم نہیں ہے اور شہادتین کے علاوہ وہ کچھ نہیں پڑھتا تھا اور اس کی زبان پر اکثر یہ دعا جاری رہتی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ پاک ہے تیری ذات تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں میں نے

بہت سے گناہ کئے ہیں اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو میری مغفرت کردے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی مغفرت کرنے والا نہیں اور اس وقت اس پر زرہ اور بیڑیاں اس کے گھٹنوں تک پہنچی ہوئی تھیں اس کے باوجود ہزار رکعتیں نفل یومیہ اس کا معمول تھا۔

اور حامد بن عباس کے نصر قشوری کے گھر میں اس کو گرفتار کرنے سے پہلے ہر شخص کو اس سے ملنے کی اجازت تھی اور اس دوران کبھی وہ اپنا نام حسین بن منصور اور کبھی محمد بن احمد فالوسی ظاہر کرتا تھا۔ نصیر بن حاجب اس کے مکروہ وفریب میں آ گیا تھا اور اسے نیک شخص تصور کرتا تھا اسی وجہ سے اس نے حلاج کو مقتدر تک پہنچایا تھا اور اس وقت مقتدر کسی مرض میں مبتلا تھا تو حلاج نے اس پر دم کیا تو وہ صحیح ہو گیا اور اس نے مقتدر کی والدہ پر بھی دم کیا اور وہ بھی صحیح ہو گئی اس وجہ سے دارالخلافہ میں اس کی شہرت ہو گئی اور اس کی عظمت میں اضافہ ہو گیا لیکن جب اس کے بارے میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے تو خلیفہ نے اسے وزیر کے حوالے کر دیا۔

حامد بن عباس نے اس کے پاؤں میں بہت سی بیڑیاں ڈال کر اس کو قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے معاملے کی تحقیق کے لئے فقہاء کو جمع کیا سب نے متفق ہو کر اس کے کفر کا فتویٰ دیا اور اس کے متبعین میں دو شخصوں نے اس کے غلط عقیدے سے رجوع کر لیا اور اس کی برائیاں ظاہر کرنے لگے اور یہ کہ وہ کذب، گناہ، جادو کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے اسی طرح اس کی بہو بھی اس کی برائیاں کرنے لگی جن میں ایک یہ تھی کہ وہ ایک رات اس کے پاس زنا کے ارادہ سے آیا تھا لیکن جب وہ بیدار ہوئی تو اس سے کہنے لگا کہ اٹھ اور نماز پڑھ حالانکہ ارادہ کچھ اور تھا۔ دوسری برائی اس نے یہ ظاہر کی کہ اس نے اپنے نواسے کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اس نے کہا کہ کیا انسان کے لئے سجدہ کرنا جائز ہے اس نے کہا کہ ہاں اس لئے کہ ایک خدا آسمان پر ہے اور ایک خدا زمین پر ہے اور پھر اس نے اپنی نواسی کو کہا کہ اس کی چٹائی کے نیچے سے جو چاہے نکال لے چنانچہ اس کی چٹائی کے نیچے سے کافی دراہم نکلے۔

حلاج کے حامد بن عباس کے گھر میں اسیری کے دوران ایک خادم اس کے پاس کھانے کا بھرا ہوا طشت لایا لیکن جب اسے دیکھا کہ گھر نیچے سے اوپر تک بھرا ہوا ہے تو وہ گھبرا کر وہاں سے بھاگا اور سارا کھانا زمین پر گرا دیا اور اسے کچھ دنوں تک بخار آتا رہا۔

حلاج کے بارے میں آخری مجلس قاضی ابو عمر محمد بن یوسف کی ہوئی تھی جس میں حلاج بھی موجود تھا اور اس کے بعض ساتھیوں کے گھروں سے کچھ خطوط بھی برآمد کر کے اس کی مجلس میں لائے گئے تھے۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ جس شخص میں حج کی استطاعت نہ ہو تو وہ اپنے گھر میں ایک کمرہ بنالے جو نجاست سے پاک ہو اور جس میں کسی کا آنا جانا نہ ہو پھر وہ ایام حج کے وقت تین روزے رکھے اور بیت اللہ کے طواف کی طرح اس کا طواف کرے پھر افعال حج کرے پھر تیس یتیموں کو کھانا کھلائے اور انہیں کپڑے پہنائے اور ان میں سے ہر ایک کو سات یا تین درہم دے جو یہ کام کرے گا گویا اس نے حج کر لیا اور اس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ جو شخص متواتر تین دن تک روزے رکھ کر کانس کے پتے سے روزہ افطار کرے اس کو رمضان کے روزے رکھنے کی ضرورت نہیں اور جو شخص ایک رات میں شروع سے آخر تک دو رکعت نفل پڑھے گا اس کو اس کے بعد آنے والی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اور جو شخص شہداء اور قریش کی قبروں پر دس دن نماز پڑھے اور روزہ رکھنے کی حالت میں گزارے گا اور جو کی روٹی اور پسے ہوئے نمک سے روزہ افطار کرے گا تو اس کو بقیہ زندگی عبادت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قاضی ابو عمر نے حلاج سے سوال کیا کہ یہ باتیں تم نے کون سی کتاب میں پڑھی ہیں اس نے جواب دیا کہ بصری کی کتاب کتاب الاخلاص میں، قاضی نے اس کہا کہ اے حلال الدم تو نے جھوٹ کہا اس لئے کہ مکہ میں قیام کے دوران میں نے بھی حسن بصری کی یہ کتاب سنی تھی لیکن اس میں یہ باتیں نہیں ہیں اسی وقت وزیر نے قلم دوات لے کر بالاصرار قاضی سے کہا کہ آپ اس کاغذ پر لکھ دیں کہ یہ حلال الدم ہے۔ چنانچہ قاضی نے لکھ دیا کہ اس کا قتل جائز ہے اور تمام حاضرین نے اس پر دستخط بھی کر دیئے پھر اس فیصلے کو مقتدر کے پاس بھیج دیا لیکن تین روز تک اس کا کوئی جواب نہیں آیا تو وزیر کو مقتدر کی بابت بدگمانی ہو گئی۔

اس موقع پر حلاج یہ کہہ رہا تھا کہ میری کمر اور میرا خون حرام ہے اور کسی تاویل کے ذریعے اسے حلال کرنا جائز نہیں میرا عقیدہ اسلام اور مذہب سنت ہے اور میرے نزدیک عشرہ مبشرہ کو تمام اصحاب پر فضیلت حاصل ہے اور میری کتب اہل سنت والجماعت کے پاس موجود ہیں اس لئے میرے خون کے بارے میں اللہ سے ڈرو وہ یہ باتیں مسلسل کرتا رہا لیکن لوگوں نے اس کی طرف بالکل توجہ نہیں دی اور وہ اس کے خطوط لکھتے رہے اور حلاج کو

جیل خانے بھیج دیا گیا۔

دوسری جانب جب مقتدر کی جانب سے تین دن تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا تو وزیر نے خلیفہ کو لکھا کہ حلاج کا معاملہ لوگوں میں مشہور ہو گیا اور سب لوگ اس کے قتل پر متفق ہیں اور اس کی وجہ سے کافی لوگ فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

اس کے بعد خلیفہ کا جواب آیا کہ حلاج کو محمد بن عبدالصمد کے حوالے کر دیا جائے اور وہ اسے ایک ہزار کوڑے لگائے اگر مر جائے تو فبہا ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے اس کے جواب سے وزیر بہت خوش ہوا اور اس نے عبدالصمد کو توال کو بلوا کر حلاج کو اس کے حوالے کر دیا اور اس کے ساتھ مشرقی جانب قید خانے کی طرف کچھ اور خدام کو بھی بھیجا تا کہ وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نہ بھاگ جائے اور یہ اس سال ۲۴ ذیقعد منگل کی رات عشاء کے بعد کا وقت تھا اور حلاج گدھے پر سوار تھا جس پر زین لگی ہوئی تھی اور اس کے ارد گرد سیاستدانوں کی ایک جماعت تھی جنہوں نے اس کی شکل اختیار کی ہوئی تھی۔

اس رات حلاج کو جیل خانے میں ٹھہرایا گیا اس کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس رات وہ نماز و دعا میں کثرت سے مشغول رہا۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی کا قول ہے کہ میں نے ابوبکر شاشی سے انہوں نے ابوحدید مصری سے سنا ہے کہ صبح حلاج کو قتل کیا جانا تھا اس رات اس نے خواہش کے مطابق خوب نماز پڑھی تھی پھر آخری رات میں چادر لپیٹ کر قبلہ کی جانب ہاتھ اٹھا کر کھڑا ہو گیا اور پھر ایسے کلمات کہے کہ جو یاد رکھنے کے قابل ہیں اور ان میں سے میں نے چند کلمات یاد کئے تھے اور وہ یہ ہیں:

> اے کاش تو ہمیں اپنی قدرتوں کی راہ بتا تا تا کہ ہم پر اپنی شان اور مرض ظاہر کرتا تیری ہی ذات آسمان وزمین میں معبود ہے تو جس پر چاہتا ہے بہتر سے بہتر صورت میں تجلی کرتا ہے اور تو نے ہی صورت کے اندر ناطق روح، علم بیان قدرت کے ساتھ رکھی ہے پھر مجھے آپ کے مشاہدے کا اشارہ کیا گیا اس لئے کہ میں تیری ذات کا عاشق ہو گیا ہوں کیا حال ہے تیرا جب کہ تو نے میری لذتوں کے مؤثر ہونے کے وقت میری ذات کو صورت بخشی اور میری ذات کو میری ذات کی طرف دعوت دی اور میرے علوم و معجزات کو واضح کیا میری ابدی چھتوں کی طرف معراج میں جاتے ہوئے میری کمیوں سے کنارہ کیا اور اس وقت میں موت کے منہ میں ہوں۔ قتل کر دیا جاؤں گا سولی پر لٹکا دیا جاؤں گا پھر جلا دیا جاؤں گا۔ تیز آندھیاں میری راکھ کو اڑا کر لے جائینگی جو ندیوں اور نہروں میں بہائی جائے گی اور اس سے باقی رہنے والے ذرات سنکھیا کے قائم مقام ہو کر مجھے روشنی دینے والے ہوں گے۔ بڑے سے بڑے پہاڑوں کے لئے۔

اس کے بعد وہ مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا۔

> میں تجھے ایسے لوگوں کی موت کی خبر دیتا ہوں کہ ان کو دیکھنے والا بہت پہلے سے پریشان ہے۔ میں تجھے ایسے اشخاص کی موت کی خبر دیتا ہوں کہ ان پر وحی کے بادلوں نے حکمتوں کے سمندر بہا دیئے۔ میں تجھے حق کی زبان کی موت کی خبر دیتا ہوں اور اس انسان کی وفات کی بھی جو ہلاک کر دیا گیا حالانکہ اس کی یادیں وہم میں نہ ہونے کی مانند ہیں۔ میں تجھے ایسے بیان کی ہمیشہ کے لئے خاموش ہونے کی خبر دیتا ہوں کہ جس سے فصحاء و عقلمندوں کے کلام تسکین پاتے تھے۔ میں تمہیں سوائے علم کے چرچا کرنے والے کے تمام عقول کی اکٹھے موت کی خبر دیتا ہوں۔ میں تجھے ایک ایسی جماعت کی موت کی خبر دیتا ہوں جن کی سواریاں خاموش رہنے والے انسان کو غمگین بنانے والی ہیں۔ اگلے لوگ اب چلے گئے ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہا قوم عاد قوم ارم میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ انہوں نے ایسے لوگوں کو پیچھے چھوڑا جنہوں نے ان کی ظاہری صورت تو اختیار کر لی لیکن باطنی اعتبار سے وہ بکریاں اونٹوں سے بھی زیادہ اندھے ہیں۔

قتل گاہ لے جانے کے لئے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حلاج کو اس کے کمرے سے نکالا گیا جس میں اس نے رات گزاری تھی تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

> ساری روئے زمین پر میں نے مستقل ٹھکانہ تلاش کیا لیکن مجھے مستقل ٹھکانہ نہ مل سکا۔ میں نے زمانے کا اور زمانے نے میرا

مزہ چکھا لیکن زمانے کا مزہ میں نے میٹھا اور کڑوا تلاش کیا۔ میں نے خواہشات کی اتباع تو انہوں نے مجھے اپنا غلام بنالیا اگر میں خواہش کی اتباع نہ کرتا تو آزادی سے زندگی گزارتا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اشعار اس نے سولی پر لٹکنے کے وقت کہے تھے لیکن اول قول مشہور ہے۔

پھر جب اسے سولی پر لٹکانے کے لئے لے جانے لگے تو وہ بڑے ناز ونخرے میں خود پیدل چل کر آیا اس وقت اس کے پاؤں میں تیرہ بیڑیاں تھیں چلتے ہوئے وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

میری صحبت کسی ظلم کی طرف منسوب نہیں لیکن پیالہ کے گردش میں آنے کے وقت چمڑے کے ساتھ تلوار بھی منگوالی گئی۔ جیسے ایک مہمان دوسرے مہمان کو شراب پلاتا ہے مجھے شراب اس طرح پلائی گئی۔ اور جس طرح وہ شخص جو گرمی میں اژدھے کے ساتھ ہو کر خالص شراب پیتا ہے۔

پھر اس نے یہ آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

اس کام کی جلدی وہ لوگ چاہتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اس سے وہ گھبراتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ برحق ہے۔ (سورۃ الشوریٰ آیت ۱۸)

اس کے بعد جو بھی اس کے ساتھ گیا وہ خاموش رہا پھر اسے لایا گیا اور اسے ہزار کوڑے مارے گئے اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور اس دوران وہ بالکل خاموش رہا اور نہ اس کا رنگ بدلا اور وہ ہر کوڑے کے ساتھ احد احد کہہ رہا تھا۔

ابوعبدالرحمٰن کا قول ہے کہ میں نے عبداللہ بن علی سے انہوں نے عیسیٰ قصار سے سنا ہے کہ سب سے آخری حلاج کی زبان پر جاری ہونے والا کلمہ یہ تھا: حسب الواحد، افراد الواحد لہ (اس کو اللہ ہی کافی ہے اور وہی وحدانیت لائق ہے) جس نے بھی اس کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کا دل حلاج کے لئے نرم ہو گیا اور انہیں اس کی زبان سے ادا ہونے والا یہ کلمہ پسند آیا۔

سلمی کا قول ہے کہ انہوں نے ابوبکر محاملی سے انہوں نے ابوالفاتک بغدادی سے سنا جو حلاج کے شاگرد تھے وہ کہتے ہیں کہ حلاج کے قتل کے تین روز کے بعد میں نے خواب دیکھا کہ گویا میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ حسین بن منصور کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس پر ایک چیز کھولی تھی اس نے اس کی طرف لوگوں کو دعوت دی اس کے بدلے میں اس پر جو نازل ہوا وہ تم نے دیکھا:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ قتل کے وقت حلاج نے جزع وفزع کی اور بہت رویا واللہ اعلم۔

خطیب کا قول ہے کہ ہم سے عبداللہ بن احمد بن عثمان نے ان سے ابوعمر نے بیان کیا ہے کہ جب حلاج کو قتل کرنے کے لئے لایا گیا تو میں بھی اس رش میں تھا اور میں آگے بڑھتا رہا۔ حتیٰ کہ میں اسے دیکھ کر اس کے قریب ہو گیا تو وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ تم میرے قتل سے خوف زدہ مت ہونا میں تیس دن کے بعد واپس آجاؤں گا لیکن وہ آج تک واپس نہ آیا۔

خطیب کا قول ہے کہ جس وقت قتل کے لئے حلاج کو لایا گیا تو اس نے عبدالصمد کوتوال کو کہا کہ میرے قریب آجاؤ میرے پاس قسطنطنیہ کی خوشی کے برابر ایک بات ہے کوتوال نے کہا کہ مجھے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ تم اس قسم کی باتیں کرو گے اب میں تمہاری سزا موقوف نہیں کر سکتا پھر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور اس کا سر الگ کر کے اس کا جسم جلا دیا گیا اور اس کی راکھ دجلہ میں ڈال دی گئی اور اس کا سر بغداد میں دو دن تک پل پر لٹکا دیا گیا پھر اسے خراسان لے جا کر اطراف کا گشت کرایا گیا اور اس کے ساتھی تیس دن کے بعد اس کا انتظار کرنے لگے اور ایک نے کہا کہ میں نے نہروان میں گدھے پر سوار جاتے ہوئے اسے دیکھا ہے اور حلاج نے اس سے کہا کہ شاید لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ حلاج قتل کر دیا گیا مجھے قتل نہیں کیا گیا میں نے ایک شخص کو اپنا ہم شکل بنا دیا تھا حقیقت میں اسے قتل کیا گیا ہے۔

بعض جاہل کہنے لگے کہ حلاج کے دشمنوں میں سے کسی کو قتل کیا گیا ہے اس وقت کے عالم کے سامنے یہ بات کہی گئی تو اس نے کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو شیطان نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے حلاج کی صورت بنالی ہے جس طرح فرقہ نصاریٰ سولی کے معاملے میں گمراہ ہوئے۔ خطیب کا قول ہے کہ اس سال دریائے دجلہ کا پانی بہت بڑھ گیا تھا لوگ یہ کہنے لگے کہ حلاج کی راکھ کی برکت سے ایسا ہوا ہے۔ عوام میں اس وقت سے لے کر اب

تک اس قسم کی واہیات باتیں مشہور ہوتی رہیں ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بغداد میں اعلان کرایا گیا کہ حلاج کی کتب کی خرید وفروخت ممنوع ہے حلاج کا قتل ۳۰۹ھ ۲۴ ذیقعد منگل کی رات ہوا تھا۔ابن خلکان نے اسے وفیات میں ذکر کیا ہے اور اس کے بارے میں لوگوں کا اختلاف بھی ذکر کیا ہے چنانچہ امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مشکاۃ الانوار میں اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کے کلام کی تاویل کر کے اسے صحیح معنی پر محمول کیا ہے۔

اسی طرح ابن خلکان نے امام الحرمین کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ حلاج کی مذمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حلاج، جنابی اور ابن المقفع نے لوگوں کے اعتقاد خراب کرنے پر اتفاق کرلیا تھا اسی وجہ سے وہ مختلف علاقوں میں پھیل گئے تھے چنانچہ جنابی نے اپنی دعوت کا محور ہجر اور بحرین، ابن المقفع نے بلاد ترک حلاج نے عراق مقرر کیا تھا لیکن اہل عراق کے حلاج کے دھوکہ میں نہ آنے کی وجہ سے جنابی اور ابن المقفع نے پہلے ہی حلاج کی موت کی خبر دی تھی۔

ابن خلکان نے امام حرم کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ ابن المقفع تو حلاج کے زمانے میں تھا ہی نہیں بلکہ وہ صفاح اور منصور کے زمانہ میں تھا اور سن ۲۴۵ھ یا اس سے بھی پہلے اس کی وفات ہوگئی تھی البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ امام حرم نے ابن المقفع سے مراد اس خراسانی کو لیا ہو جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اس نے طویل عمر پائی تھی اس کا نام عطاء تھا اس نے سن ۱۶۳ میں خود کو تیر مار کر ہلاک کرلیا تھا لیکن حلاج کے ساتھ اس کا جمع ہونا بھی ناممکن ہے البتہ اگر امام حرم کی بات کی تصحیح کی بات کرتے ہوئے یوں کہیں کہ ایک وقت میں لوگوں کو گمراہ کرنے اور ان کے عقائد کے ختم کرنے پر تین اشخاص نے اتفاق کرلیا تھا اور ان تین سے ہم حسین بن منصور، ابوجعفر محمد بن علی، ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید الحسن بن بھرام جنابی قرمطی (جو حجاج کا قاتل تھا جس نے حجر اسود اور غلاف کعبہ چوری کیا تھا اور آب زم زم بند کیا تھا) کو مراد لیں تو یہ صحیح ہے کیوں کہ ان تینوں کا اجتماع ممکن ہے جیسا کہ ہم نے بالتفصیل اور ابن خلکان نے مختصراً بیان کردیا ہے۔

**خواص کی وفات**......اس سال خواص میں سے ان لوگوں نے وفات پائی تھی ابوالعباس بن عطاء احمد بن محمد بن عطاء الادمی (جو صوفیاء میں سے تھے) کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے یوسف بن موسیٰ القطان، مفضل بن زیاد وغیرہ سے احادیث بیان کی تھی اور اعتقاداً کچھ حلاج کے ہم عقیدہ تھے یومیہ تین قرآن کریم کا ختم ان کا معمول تھا لیکن فاسد عقیدہ کی وجہ سے سترہ سال میں ایک ختم قرآن بھی نہ کرسکے تھے۔

یہ وہی شخص ہے جس پر حلاج کا امر ظاہر نہیں ہوا تھا اس وجہ سے اس کا عقیدہ بھی خراب ہوگیا تھا وزیر حامد بن عباس نے اس کے جبڑے چیر کر اس کو سخت سزا دی تھی اور اس کے جوتے اتروا کر اسے لگوائے تھے حتیٰ کہ یہ لہولہان ہوگیا تھا سات یوم کے بعد اس کی وفات ہوگئی تھی اور اس نے وزیر کے لئے بددعا کی تھی چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد اسے بھی بری طرح قتل کیا گیا۔

اسی طرح ابواسحاق ابراہیم بن ہارون الطبیب الحرانی، ابومحمد عبداللہ بن حمدون التریم کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

## واقعات ۳۱۰ھ

اسی سال یوسف بن ابی ساج کو قید سے رہائی ملی تھی اس کی جائدادیں بھی واپس کردی گئی تھیں اور اسے دوبارہ اس کے منصب پر بحال کردیا گیا تھا اور اس میں مزید کچھ شہروں کا اضافہ بھی کردیا گیا تھا جسے وہ اپنے گھر لے جاتا تھا اور اس وقت اس نے مؤنس الخادم سے ابوبکر کو طلب کیا تھا جس نے سن ۳۰۱ھ میں اس کی اسیری کے زمانہ میں اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی تھی:

تمہارے رب کی پکڑ ایسی ہوتی ہے جب کہ وہ کسی قوم کو اس کے ظلم کی حالت میں پکڑتا ہے۔ (سورۃ ہود آیت نمبر ۱۰۲)

مگر یہ قاری یوسف بن ابی ساج کے رعب کی وجہ سے ڈر گیا تھا اور اس نے مؤنس الخادم سے معافی طلب کی مگر مؤنس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ چلے جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہوں گا۔

چنانچہ اس قاری نے یوسف بن ابی ساج کے پاس پہنچ کر یہ آیت تلاوت کی ترجمہ (بادشاہ مصر نے کہا کہ اس کو تم میرے پاس لے کر آؤ کہ اسے اپنے پاس منتخب بنا کر رکھوں گا سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۴) حاکم نے کہا کہ وہی دس آیات جو اسیری کے زمانہ میں تم نے مجھے سنائی تھی وہی آیت سناؤ کیونکہ وہی آیت میری توبہ اور رجوع الی اللہ کا سبب بنی تھی پھر حاکم نے اس کے لئے قیمتی انعامات دینے کا حکم دیا۔

اس سال وزیر علی بن عیسیٰ بیمار ہو گیا تھا مقتدر کا بیٹا ہارون اپنے والد کا سلام لے کر اس کی عیادت کے لئے آیا جب اسے پتہ چلا تو اس کے لئے راستہ سجایا اور بہ مشقت اس کے استقبال کے لئے گھر سے نکلا مؤنس خادم بھی اس کے ساتھ موجود تھا پھر اسے معلوم ہوا کہ خلیفہ خود اس کی عیادت کے لئے آنا چاہتا ہے تو اس نے مؤنس الخادم کے ذریعے معافی چاہی اور تکالیف برداشت کر کے خود خلیفہ کے پاس چلا گیا اور اس سے ملاقات کر کے واپس آ گیا۔

اسی زمانے میں قہرمانہ ام موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے اس کی جائداد ضبط کر لی گئی جو دس لاکھ کے برابر تھی۔

سال رواں ہی میں ۲ ربیع الثانی جمعرات کے روز خلیفہ نے ابوحسین عمر بن حسین بن علی شیبانی (جو ابن الاشنائی سے مشہور تھے اور حفاظ حدیث فقہا میں سے تھے) کو قضاء منصب پر فائز کیا لیکن تین روز کے بعد معزول کر دیا اس سے پہلے وہ بغداد کا محتسب تھا اسی سال بغداد کے کوتوال عبدالصمد کو کوتوالی سے معزول کر کے خلعت عطا کر کے زوک کا والی بنا دیا گیا۔

اسی زمانے میں برج سنبلہ میں دو ہاتھ لمبا دمدار ستارہ ظاہر ہوا تھا۔

سال رواں ہی میں ماہ شعبان میں مصر کے نائب حاکم حسین بن ماردانی کی طرف سے ہدایا موصول ہوئے تھے جن میں ایک خچر اور اس کا بچہ ناک تک لمبی زبان والا ایک غلام بھی تھا۔ رواں سال ہی میں بلاد روم کی فتوحات کو تحریری طور پر لکھ کر منابروں پر پڑھ کر سنایا گیا تھا۔

اسی سال یہ خبر مشہور ہوگئی کہ واسط کے علاقے میں زمین میں سترہ جگہ شگاف پڑ گئے ہیں جن میں بڑے سے بڑے کی مقدار ایک ہزار گز اور سب سے چھوٹے کی مقدار دو سو گز تھی ان کی وجہ سے تیرہ سو دیہات غرق ہو گئے تھے۔

اسی سال اسحاق بن عبدالملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا تھا۔

**خواص کی وفات**...... اس سال خواص میں سے وفات پانے والے یہ حضرات تھے ابوبشر الدولابی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوبشر الدولابی کے حالات** (۱) ...... یہ محمد بن احمد بن حماد ابوسعید بشر الدولابی جو وراق سے مشہور آئمہ حفاظ حدیث ہیں انصار کے موالی ہیں ان کی تاریخ وغیرہ پر عمدہ تصنیفات ہیں انہوں نے ایک بڑی جماعت سے احادیث روایت کی تھیں۔ ابن یونس کا قول ہے کہ بڑی اونچی آواز سے بات کرتے تھے موسم حج میں مکہ مکرمہ کے درمیان مقام عرج میں ان کی وفات ہوئی تھی ابوجعفر بن جریر الطبری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوجعفر بن جریر الطبری کے حالات** (۲) ...... یہ محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الامام ابوجعفر الطبری ہیں ان کی ولادت سن ۲۲۴ھ میں ہوئی تھی یہ گندمی رنگ کے بڑی آنکھوں والے خوبصورت چہرہ والے تھے طویل قد اور فصیح انسان تھے ایک جم غفیر سے انہوں نے احادیث روایت کی تھیں اور طلب حدیث میں دور دراز کے سفر کئے تھے۔

فن تفسیر میں الکامل اور فن تاریخ میں الحافل نام سے بے مثال کتابیں تصنیف فرمائی تھیں ان کے علاوہ بھی اصول و فروع میں بے شمار کتب عقیدہ لکھی تھیں۔ ان کی تصنیفات میں سے سب سے عمدہ تہذیب الآثار ہے اگر یہ مکمل ہو جاتی تو پھر کسی اور کتاب کی ضرورت نہ رہتی لیکن افسوس ہے کہ اس کی تکمیل نہ ہو سکی۔

ان کے بارے میں منقول ہے کہ ابن جریر نے چالیس برس تک یہ یومیہ اوسطاً چالیس صفحے لکھتے تھے۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۵۹، ۷۶۰ شذرات الذہب ۲/ ۲۶۰ العبر ۲/ ۱۴۵ لسان المیزان ۵/ ۴۱، ۴۲

(۲) انباہ الرواۃ ۳/ ۸۹، ۹۰ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۱۰، ۷۱۶ تاریخ بغداد ۲/ ۱۶۲، ۱۶۹ شذرات الذہب ۲/ ۲۶۰ میزان الاعتدال ۳/ ۴۹۸

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ ابن جریر نے بغداد کو وطن بنالیا تھا اور وفات تک وہیں رہے تھے یہ اکابر علماء آئمہ سے تھے۔ان کا حکم مانا جاتا تھا اور بوقت ضرورت ان کے فضل ومعرفت کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اپنے زمانے میں انہوں نے بہت سے ایسے علوم جمع کئے تھے جن میں ان کا کوئی شریک نہیں تھا یہ قرآن کے حافظ، قرآت سے واقف، معانی کے جاننے والے، احکام فقہ کے ماہر، سنت وطریقت کے عالم، حدیث کی صحت وسقم اور اس کے ناسخ ومنسوخ کے جاننے والے، صحابہ تابعین تبع تابعین کے اقوال کے عارف اور لوگوں کے احوال واخبار کے عالم تھے۔ان کی مشہور کتابوں میں سے تاریخ الامم والملوک ہے اس جیسی کتاب میری نظر سے نہیں گزری اور اصول فقہ اور فروع فقہ پر ان کی بہت سی کتابیں ہیں اور ان سے کچھ مسائل منقول ہیں، جوانہی کے پاس تھے۔

خطیب نے شیخ ابی حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ الاسفرائنی کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص ابن جریر طبری کی تفسیر کے مطالبہ کے لئے چین جیسے دور دراز ملک کا بھی سفر کرے تو یہ کوئی اہم بات نہیں۔

خطیب نے ابو بکر بن خزیمہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابن جریر کی تفسیر کا کئی سالوں میں مطالعہ کیا ہے اس کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ابن جریر سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے۔اور حنابلہ نے ان پر ظلم کیا ہے ایک شخص نے بغداد جا کر ابن جریر طبری کے علاوہ باقی مشائخ سے احادیث لکھی کیوں کہ حنابلہ ان سے احادیث لکھنے سے منع کرتے تھے تو ابن خذیمہ نے اس شخص سے کہا کہ اگر تم ابن جریر سے احادیث لکھتے تو تمہارے پاس لکھی ہوئی احادیث سے وہ بہتر ہوتیں۔

میں کہتا ہوں کہ ابن جریر طبری عبادت، زہد وتقویٰ حق کے قائم کرنے میں کسی کی ملامت سے متاثر نہیں ہوتے تھے۔اس طرح وہ تجوید کے اصول وضوابط، حروف کے مخارج وصفات سے خوب واقف ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی بڑی اچھی تلاوت کرتے تھے اور وہ کبار صالحین میں سے تھے اور جو محدثین طولون کے زمانہ میں مصر میں حدیث کے سلسلے میں جمع ہوئے تھے، ان میں سے ایک یہ بھی تھے۔محمد بن نصر مروزی کے حالات میں ہم نے اس کو بالتفصیل بیان کر دیا ہے اور اس موقع پر نماز پڑھنے والے محمد بن اسحاق خذیمہ اور ایک قول کے مطابق محمد بن نصر تھے اور انہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کی پریشانی کو دور فرمادیا تھا۔

ایک مرتبہ خلیفہ مقتدر نے ارادہ کیا تھا کہ وقف پر کوئی ایسی جامع کتاب لکھی جائے جس کی شرائط تمام علماء کے درمیان متفق علیہ ہوں تو ان سے کہا گیا کہ اس کام کو صرف ابن جریر طبری ہی احسن طریقے سے انجام دے سکتے ہیں چنانچہ خلیفہ نے ان سے درخواست کی تو انہوں نے وقف پر ایک جامع کتاب لکھ دی جب اس سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کی خواہش ہے انہوں نے کہا کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔لیکن خلیفہ کی جانب سے بار بار اصرار پر انہوں نے کہا کہ جمعہ کے دن لوگوں کو جامع منصورہ میں آ کر سوال کرنے سے روک دیا جائے چنانچہ خلیفہ نے لوگوں کو اس سے منع کر دیا اور ان کی آمدنی کا سلسلہ طبرستان میں واقع مغسل بستی سے تھا جو ان کے والد نے میراث میں چھوڑی تھی اور جس سے یہ اپنے اخراجات چلاتے تھے ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> میری تنگ دستی کا میرے دوست کو پتہ نہیں چلتا لیکن میری مالداری کا اس کو پتہ چل جاتا ہے۔میرے چہرے کی محافظ میری حیا ہے اور میری نرمی میرے مطالبے کے وقت میری رفیق ہے۔اگر میں ذلت برداشت کر لیتا تو با آسانی میں مالدار بن جاتا۔دو چیزیں مجھے پسند نہیں ہیں ایک مالداری کے وقت اترانا، دوسرے فقر کے وقت ذلیل ہونا۔اگر تو مالدار بن جائے تو اکڑ مت اور اگر فقیر بن جائے تو ذلیل پن مت اختیار کر۔

ان کی وفات ۲۸ شوال سن ۳۱۰ھ بروز پیر اتوار ۸۵ یا ۸۶ سال کی عمر میں بوقت مغرب ہوئی تھی۔اس وقت بھی ان کے سر اور ڈاڑھی کے اکثر بال سیاہ تھے اور انہیں اپنے گھر ہی میں دفن کیا گیا تھا کیونکہ بعض حنابلہ اور ان کے حامی انہیں دفن کرنے سے منع کر رہے تھے اور انہوں نے رفض کی طرف ان کو منسوب کیا ہے اور بعض جاہلوں نے تو ان کو ملحد تک کہہ دیا ہے۔

حالانکہ یہ ان عیوبات سے پاک تھے بلکہ یہ علم وعمل کے اعتبار سے آئمہ مسلمین میں سے تھے اصل میں عوام نے ان کے بارے میں اس قسم کی باتیں ابو بکر محمد بن داؤد الفقیہ الظاہری سے نقل کی ہیں، جنہوں نے ان کے بارے میں کلام کرتے ہوئے ان پر رفض اور دوسری غلط باتوں کا الزام لگایا

ہے۔ان کی وفات کے بعد عوام الناس دور دراز کے علاقوں سے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے آئے تھے، چنانچہ ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی پھر انہیں گھر ہی میں دفن کر دیا گیا اور کئی ماہ تک لوگ ان کی قبر پر آ کر ان کی نماز جنازہ پڑھتے رہے۔

میں نے دو بڑی بڑی جلدوں میں ان کی کتاب دیکھی جس میں غدیر خم کے متعلق احادیث جمع کی گئی تھیں اس کے علاوہ ایک اور کتاب دیکھی جس میں حدیث الطیر تھی۔

ان کی طرف ایک بات منسوب ہے جو مشہور بھی ہو چکی ہے کہ یہ وضو میں پاؤں کے دھونے کے بجائے ان پر مسح کے جواز کے قائل تھے اس وجہ سے علماء نے کہا ہے کہ ابن جریر نام کے دو آدمی تھے ان میں سے ایک شیعہ تھا اور انہی کی طرف یہ قدمین کا سلسلہ منسوب ہے دوسرے ان میں سے یہی ابن جریر تھے جو قدمین پر جواز مسح کے قائل نہیں تھے اصل میں انہوں نے اپنی تفسیر میں قدمین کے بارے میں لکھا ہے کہ انہیں دھویا جائے اور ساتھ ساتھ انہیں رگڑا بھی جائے لیکن بعض نے اس دلک کو مسح سے تعبیر کر دیا اور اس وجہ سے بہت سے لوگ اصل بات نہ سمجھ سکے اور جنہوں نے سمجھا انہوں نے اس کو مسح سے تعبیر کر دیا حالانکہ وہ اصل میں دلک ہے واللہ اعلم۔

اہل علم کی ایک جماعت نے ان کی وفات پر ایک مرثیہ کہا ہے ان میں سے ابن الاعرابی کا مرثیہ یہاں پر نقل کیا جاتا ہے۔

وہ بہترین گفتگو کرنے والا مدمقابل کو پست کرنے والا زبردست خطیب اپنے ہم مثلوں کے لئے پہاڑ کے مانند بڑا صابر تھا۔محمد بن جریر کی موت کی اطلاع پر تمام لوگ جمیع علوم کے ختم ہونے پر رونے لگے۔اس وقت ان کی نشانیوں کی ہلاکت کی خبر دیتے ہوئے چمکدار ستارے بھی گرنے لگے۔اور رات کی سخت تاریکی کے کپڑے نے اس کی تیز روشنی کو ڈھانک لیا۔اس کا خوبصورت باغ ضائع ہو گیا اس کی نرم و نازک زمینیں سخت دشوار گزار کی طرح ہو گئیں۔اے ابوجعفر تم اپنی نیک نامی لے کر رخصت ہو گئے تم نے پوری محنت اور کوشش سے کام کیا۔مکمل محنت کی بنا پر ثواب پانے اور اپنی پرہیزگاری کی کوشش کے درمیان۔اس کی وجہ سے تم خوشی اور رغبت کے ساتھ ہمیشہ جنت عدن میں رہنے کے مستحق ہو گئے۔

ابوبکر بن درید نے بھی ان کی وفات پر طویل مرثیہ کہا ہے جسے ابن جریر نے مکمل طور پر بیان کر دیا ہے۔

## واقعات ۳۱۱ھ

اسی سال قرامطہ کا سردار ابوطاہر سترہ ہزار شہسواروں کے ساتھ رات کے وقت بصرہ آیا تھا اس کی دیواروں میں سیڑھیوں کی جگہ بالوں کے رسے نصب کر کے وہ بصرہ میں زبردستی داخل ہوا اور اس کے دروازے کھول لئے اور اپنے سامنے آنے والوں کو قتل کرتا چاہتا تھا وہاں کی عوام اس سے خوف زدہ ہو کر خود پانی میں داخل ہو گئی تھی جس کی وجہ سے بہت سے لوگ غرق ہو گئے تھے اور سترہ روز تک یہ وہیں رہے اور انہوں نے لوگوں کو قتل کیا تھا اور عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا تھا اور اپنی خواہش کے مطابق لوٹ مار کرتے رہے تھے پھر یہ اپنے شہر ہجر کی جانب لوٹ گئے تھے خلیفہ جس شہر میں بھی ان کی جانب فوج بھیجتا تو یہ اس شہر کو ویران کر کے وہاں سے بھاگ جاتے اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال مقتدر نے حامد بن عباس علی بن عیسیٰ کو وزارۃ سے معزول کر دیا تھا اور ان دونوں کو حسین بن فرات کے حوالے کر دیا تھا پھر حامد کو تو محسن بن وزیر نے مقتدر سے پانچ کروڑ دینار میں خرید کر اسے مختلف قسم کی سزائیں دی تھیں اور اس سے بے شمار مال چھین لیا تھا اور دو محافظوں کے ساتھ اسے واسط بھیجا تھا تاکہ وہاں پر اس کی آمدنیوں اور جائیداد کا حساب لگائیں اور ان دونوں محافظوں کو حکم دیا تھا کہ حامد بن عباس کو راستے میں سفید انڈے میں ملا ہوا زہر دے کر مار دیں چنانچہ انہوں نے اس کو دیا اور پھر اس سال رمضان میں اس کی وفات ہو گئی۔

اور علی بن عیسیٰ سے تین لاکھ درہم اور کچھ اس کے منشیوں اور کچھ قہرمانہ سے اموال وصول کئے جس کی کل مجموعی تعداد سونا چاندی دنانیر گھریلو سامان جانوروں کے علاوہ دس لاکھ دینار تھی۔اس موقع پر وزیر نے مؤنس الخادم کے بارے میں مقتدر کو مشورہ دیا تھا کہ اسے ملک شام بھیج دو حالانکہ

مؤنس الخادم اس وقت روم سے جہاد کر کے واپس آیا تھا تو اس نے اختتام رمضان تک خلیفہ سے مہلت طلب کی تھی لیکن خلیفہ نہیں مانا تھا اس سال ٹڈیاں کثرت سے نکلی تھیں جنہوں نے بہت سے کھیتوں کو خراب کر دیا تھا۔

اسی زمانہ میں رمضان میں خلیفہ نے میراث سے باقی ماندہ مال ذوی الارحام کو دینے کا اعلان کیا تھا۔

سال رواں ہی میں زنادقہ کی ۲۰۴ کتابوں کو باب العامہ کے قریب آگ میں جلایا گیا تھا جن میں بعض کتب حلاج کی تھی اور ان سے بہت سا سونا بھی گرا جس کا پانی ان کتب پر چڑھایا گیا تھا۔

اسی سال وزیر ابن الفرات نے الفضل گلی شفاخانہ بنوایا تھا جس پر وہ ہر ماہ دوسو دینار خرچ کرتا تھا۔

**خواص کی وفات**......اس سال خواص میں سے وفات پانے والے حضرات یہ تھے الخلال احمد بن محمد بن ھارون، ان کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**الخلال احمد بن محمد بن ہارون کے حالات** [1]...... یہ الخلال احمد بن محمد بن ہارون ابوالخلال الکتاب الجامع العلوم الامام محمد کے مصنف تھے مذہب امام احمد پر اس کی مثل کوئی نہیں لکھی گئی انہوں نے حسن بن عرفہ سعدان بن نصر وغیرہ سے احادیث سنی تھیں اسی سال ۲ محرم کو نماز جمعہ سے قبل ان کی وفات ہوئی تھی۔

ابومحمد الجریری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابومحمد الجریری کے حالات** [2]...... یہ ابومحمد الجریر احمد بن محمد بن حسین ابومحمد الجریری کبار صوفیہ میں سے تھے حضرت سری سقطی کی انہوں نے صحبت اختیار کی تھی جنید ان کا بڑا اکرام واحترام کیا کرتے تھے جنید نے بوقت وفات وصیت کی تھی کہ انھیں جریری کی مجلس میں لے جایا جائے، ان پر حلاج کا امر مشتبہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے اس کے بارے میں گول مول باتیں کی تھیں اس کے باوجود یہ نیکی دیانت حسن ادب میں مشہور تھے۔

**الزجاج صاحب معانی القرآن**......الزجاج صاحب معانی القرآن ابراہیم بن سری بن سہل ابواسحاق الذجاج کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ فاضل، دیندار حسن اعتقاد کے مالک تھے ان کی بہت بہت عمدہ مفید تصانیف ہیں، جن میں سے ایک کتاب معانی القرآن بھی ہے۔

یہ شروع میں شیشہ کا کام کرتے تھے پھر نحو سیکھنے کا انھیں شوق پیدا ہو گیا تھا چنانچہ نحو پڑھنے کے لئے یہ مبرد کے پاس گئے تھے اور مبرد یومیہ انھیں ایک درہم خرچی دیتے تھے بعد میں ان کے پاس کچھ مال بھی جمع ہو گیا تھا لیکن مبرد وفات تک انھیں ایک درھم دیتے رہے۔

قاسم بن عبیداللہ ان کا بڑا احترام کرتے تھے قاسم بن عبیداللہ کی وزارۃ کے زمانہ میں لوگ ان کی سفارش کے ذریعے قاسم بن عبیداللہ سے اپنے بہت سے کام کراتے تھے جس کی وجہ سے ان کے پاس چالیس ہزار دینار جمع ہو گئے تھے اسی سال جمادی الاولیٰ میں ان کی وفات ہوئی تھی ان سے ابوعلی فارسی نحوی ابن قاسم عبدالرحمٰن بن اسحاق الذجاجی نے علوم حاصل کئے تھے اسحاق ان سے علم حاصل کرنے کی وجہ سے زجاجی کہلاتے تھے اور وہی کتاب الجمل کے مصنف تھے معتضد کے غلام بدر کی بھی اس سال وفات ہوئی تھی انھیں بدالحامی اور بدالکبیر بھی کہا جاتا ہے آخری وقت میں یہ ملک فارس کے نائب حاکم تھے پھر ان کی وفات کے بعد ان کا لڑکا محمد ان کی جگہ نائب حاکم بنا تھا۔

**حامد بن عباس**......حامد بن عباس نے بھی اس سال وفات پائی تھی خلیفہ نے سن ۳۰۶ میں اس کو وزیر بنایا تھا یہ بہت بڑا مالدار تھا اس کے بہت سے نوکر چاکر تھے یہ کریم، سخی صاحب مروت تھا اس کے بارے میں بہت سے ایسے واقعات مشہور ہیں جو اس کی سخاوت کا مظہر ہیں اس کے

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۷۵۷، ۷۸۶ تاریخ بغداد ۵/ ۱۱۲، ۱۳۰ شذرات الذھب ۲/ ۲۶۱ العبر ۲/ ۱۲۸

(۲) تاریخ بغداد ۴/ ۴۳۰، ۴۳۲ حلیۃ الاولیاء ۱۰/ ۳۴۷، ۳۴۸ المنتظم ۶/ ۲۴۷ الوافی بالوفیات ۷/ ۳۷۸

باوجود اس نے بہت سال مال جمع کیا تھا ایک گھڑے میں روزانہ ایک ہزار دینا ڈالتا تھا جب وہ بھر جاتا تو اس کو بند کر دیتا بعد میں زبردستی اس نے ان گھڑوں کا پتا بتایا تھا چنانچہ ان سے بہت سا مال نکال لیا گیا تھا اس کی سب سے بڑی اچھائی یہ ہے کہ اس نے حلاج کے قتل کے لئے بڑی کوشش کی تھی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اسی سال رمضان میں زہر دینے کی وجہ سے اس کی وفات ہوئی تھی۔

عمر بن بختری البختری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابن خزیمہ**...... محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح بکر السلمی کی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ محسن بن مزاحم امام ابوبکر بن خزیمہ کے آزاد کردہ غلام تھے جو علوم کے سمندر تھے طلب حدیث میں انہوں نے دور دراز کے سفر کئے تھے علوم کا اکثر حصہ انہوں نے تصنیف کیا اور جمع کیا تھا ان کی کتاب صحیح ابن خزیمہ تمام کتب میں سب سے زیادہ نفع مند ہے مجتہدین میں ان کا شمار ہوتا تھا شیخ ابو اسحاق شیرازی نے ان کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے سترہ سال کی عمر سے کسی کی تقلید نہیں کی اور ہم نے طبقات شافعیہ میں بالتفصیل ان کے حالات بیان کر دئے ہیں مصر میں جن محدثین پر پریشانی آئی تھی اور پھر نماز کے ذریعے اللہ نے ان کی پریشانی دور کر دی تھی ان میں سے ایک یہ بھی تھے اسی زمانے میں محمد بن زکریا الطبیب المصنف الکبیر فی الطب کے مصنف کی وفات بھی ہوئی تھی۔

## واقعات ۳۱۲ھ

اسی سال محرم میں حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر آنے والے حاجیوں پر ابو طاہر قرمطی نے حملہ کر دیا تھا حاجیوں نے بھی اپنا دفاع کرتے ہوئے اس کا مقابلہ کیا تھا اس موقع پر بے شمار لوگوں کا قتل ہوا تھا اور بے شمار لوگوں کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کیا گیا تھا اور ان کا مال بھی چھین لیا گیا تھا جو تقریباً دس لاکھ کا تھا اور سامان اور اونٹ اس کے علاوہ تھے اور لوگوں کے اموال وسواری وغیرہ چھین کر ان کو بغیر توشہ پانی اور سواری کے چٹیل میدان میں چھوڑ دیا گیا تھا اور ان کی جانب سے کوفہ کے نائب حاکم ابو الہیجا عبداللہ بن حمدان نے اس خبیث سے مقابلہ کیا تھا لیکن اس نے نائب حاکم کو بھی شکست دے دی تھی۔ اور اس خبیث کے ساتھ آٹھ سو جنگ جو تھے اس وقت اس کی عمر صرف سترہ سال تھی جب یہ خبر بغداد پہنچی تو وہاں کے لوگوں اور عورتوں نے رونا چیخنا شروع کر دیا اور عورتیں اپنے بالوں کو نوچنے اور رخساروں پر طمانچے مارنے لگیں اور ان کے ساتھ وزیر اور اس کے لڑکے کے جال میں پھنسی ہوئی عورتیں بھی شامل ہو گئیں بغداد کی تاریخ میں یہ دن سب سے خوفناک اور دردناک تھا۔

اس وقت خلیفہ نے حقیقت حال کے بارے میں پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ یہ حاجیوں کی عورتیں ہیں اور وہ عورتیں ہیں جن پر ابن فرات نے قبضہ کیا ہوا تھا اور نصر بن قشوری کے ذریعے اسے یہ بھی بتایا گیا کہ اس قرمطی خبیث کو اتنی جرات مؤنس خادم کے دور چلے جانے کی وجہ سے ہوئی ہے اور آپ نے اسے ابن فرات کے مشورے پر دور بھیجا ہے خلیفہ نے ابن الفرات کے پاس پیغام بھیجا کہ لوگ آپ کے بارے میں اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں اور ہمارے اور تمہارے تعلق پر خوش نہیں ہیں ابن الفرات اپنے لڑکے کو لے کر اسی وقت خلیفہ کے پاس پہنچا خلیفہ نے ان کا بڑا احترام کیا تو یہ دونوں بڑے خوش ہو کر وہاں سے نکلے اس وقت نصر بن حاجب اور دوسرے لوگوں کی جانب سے بڑی تکلیف دہ باتیں سنی گئیں لیکن وزیر اپنی مسجد میں بیٹھ کر حسب عادت احکام جاری کرنے لگا لیکن پوری رات اس نے اس سوچ بچار میں گزار دی اور صبح ہوئی تو وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

بہت بڑا عاقل بھی نہیں جانتا کہ صبح کو حالات اس کے موافق ہیں یا نہیں۔

پھر خلیفہ کی طرف سے اس کے پاس دو امیر آئے اور زنانہ خانے کی طرف داخل ہو گئے اور انہوں نے اسے ننگے سر انتہائی ذلت اور بدحالی کے ساتھ پکڑا اور سواری پر سوار کر کے اسے دوسری جانب سے باہر نکال دیا لوگ سمجھ گئے چنانچہ انہوں نے اینٹوں سے اس کی پٹائی کی اور جامع مسجد بند رہی اور عوام نے محرابوں کو توڑ دیا اور جمعہ کی نماز بھی نہیں ہوئی لوگوں نے وزیر کے دس لاکھ اور اس کے بیٹے سے تین لاکھ کی تحریر لے کر نازوک کے حوالے کر دی اور اس رقم کے وصول ہونے تک ان دونوں کو روک کر رکھا تھا۔

پھر خلیفہ نے کسی کے ذریعے مؤنس الخادم کو بلوایا جب وہ آ گیا تو ان دونوں کو اس کے حوالے کر دیا اس نے وزیر اور اس کے بیٹے کی خوب دھلائی کی پھر اس کے بعد دونوں کو قتل کر دیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یحییٰ بن خاقان کو وزیر بنا دیا اور یہ ۹ ربیع الاول کا واقعہ ہے۔ مؤنس الخادم بغداد میں ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ داخل ہوا اور اس نے سفارش کی کہ ابن خاقان کے ذریعے علی بن عیسیٰ کو بلایا جائے اور وہ اس وقت صنعاء یمن میں مارا مارا پھر رہا تھا چنانچہ وہ مکہ لوٹ آیا اور وزیر نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ شام و مصر کے معاملات میں غور کرے۔

اب خلیفہ نے مؤنس الخادم کو قرامطہ سے قتال کرنے کا حکم دیا اور اس کی تیاری پر دس لاکھ روپے خرچ کئے ادھر قرامطی نے اسیر حاجیوں کو رہا کر دیا جس میں ایک ہزار مرد اور پانچ سو عورتیں تھیں اور اسی کے ساتھ اس نے کوفہ کے نائب حاکم ابوالہیجا کو آزاد کر دیا تھا اور خلیفہ سے بصرہ اور اہواز کے علاقوں کا سوال کیا لیکن خلیفہ نے انکار کر دیا اور مؤنس الخادم ایک بڑے لشکر کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہوا لیکن وہاں کے حالات معمول پر آ چکے تھے پھر اس نے یاقوت الخادم کو کوفہ کا نائب حاکم بنا کر واسط کا رخ کیا لیکن وہاں کے حالات بھی معمول پر آ چکے تھے۔

اسی زمانے میں کوفہ اور بغداد کے درمیان محمد بن اسماعیل بن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب نامی ایک شخص کا ظہور ہوا اور کچھ دیہاتی اور گنواروں نے اس کی تصدیق کی اور اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کا کچھ اثر و رسوخ ہو گیا وزیر نے ایک لشکر بھیجا انہوں نے اس کے ساتھ قتال کیا اور اسے شکست دے دی اور اس کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا اور باقی ماندہ منتشر ہو گئے اور یہ مدعی اسماعیلیوں کا سردار اور ان کا اول شخص تھا۔

اسی سال کوتوال نے حلاج کے دو ساتھیوں کو پکڑ لیا (حیدرہ، شعرانی اور ابن منصور) پہلے ان سے توبہ کا مطالبہ کیا لیکن توبہ نہ کرنے پر ان کی گردن اڑا کر مشرقی جانب ان کو سولی دے دی گئی اور اسی سال قرامطیوں کی جانب سے حملے کی خطرے کی جہ سے اہل عراق نے حج نہیں کیا۔ اسی سال ابراہیم بن خمیس ابواسحاق الواعظ الزاہد کا بھی انتقال ہوا تھا یہ لوگوں کو کثرت سے نصیحت کرنے والے تھے اس کے عمدہ کلام سے یہ ہے کہ قضاء احتیاط کرنے پر، موت امید کرنے پر، خدائی تقسیم محنت و مشقت پر ہنستی ہے۔

علی بن محمد بن الفرات کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**علی بن محمد الفرات کے حالات** [1]..... مقتدر نے ان کو پانچ بار وزیر بنایا تھا اور پانچوں بار معزول کیا تھا پھر آخر میں اسی سال اس کے لڑکے سمیت اسے قتل کر دیا تھا یہ بہت بڑا مالدار تھا ایک کروڑ دینار کا یہ مالک تھا اور دیگر املاک سے لاکھوں دینار اس کی سالانہ آمدنی ہوتی تھی پانچ ہزار عابدوں اور علماء کا سالانہ خرچ اس نے اپنے ذمہ لیا ہوا تھا ہر ماہ ان کی ضرورت کے مطابق ان پر خرچ کرتا تھا اور امور وزارۃ اور حساب سے بھی اچھا خاصا واقف تھا اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے ایک دن میں ہزار خطوط لکھے تھے اور ان پر دستخط بھی کئے تھے حاضرین نے اس پر بڑا تعجب کا اظہار کیا تھا۔

یہ صاحب مروت اور صاحب کرم اچھی سیرت کا مالک تھا صرف آخری بار اس نے لوگوں پر ظلم و زیادتی کی تھی اور ان کے اموال پر قبضہ کیا تھا اس لئے اللہ نے اسے پکڑا (جیسے کہ کسی آبادی پر ظلم کرتے وقت پکڑتا ہے انتہائی زبردست پکڑنے کے ساتھ سورۃ ہود آیت ۱۰۲ و سورۃ القمر آیت ۴۲) یہ بہت بڑا سخی تھا ایک رات اس کے ہاں محدثین صوفیاء اور اہل ادب نے جمع ہو کر علمی باتیں کی تھیں تو اس نے ان میں سے ہر ایک کو بیس ہزار دینار دیئے تھے۔

ایک بار کسی شخص نے اپنی طرف سے ان کے نام سے ایک تحریر مصر کے نائب حاکم کے نام لکھی تھی جس میں اس شخص نے اپنے لئے کچھ مطالبہ کیا تھا جب وہ شخص مصر کے نائب حاکم کے پاس پہنچا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ محمد بن فرات کے ہاتھ کی تحریر نہیں ہے چنانچہ اس نے وہ خط اس کے پاس بھیج دیا اس نے پڑھ کر سمجھ لیا کہ اس نے جھوٹ سے کام لیا ہے اس نے وزراء سے مشورہ کیا کہ اس کو کیا سزا دی جائے انہوں نے مختلف سزاؤں کے مشورے دیئے آخر اس نے وہ خط لے کر اس پر لکھ دیا کہ یہ میرا خاص آدمی ہے اس کو کچھ دے دو چنانچہ جب وہ وزیر کے پاس پہنچا تو اس نے بیس ہزار دینار اس کو دے دیئے۔

---

(۱) العبر ۲/ ۱۵۲، ۱۵۳ النجوم الزاهرة ۳/ ۲۱۳ وفيات الأعيان ۱۳/ ۱۳۱/ ۴۲۱، ۴۲۹

ایک روز ابن الفرات نے اپنے ایک منشی کو بلا کر کہا کہ میری نیت تمہارے بارے میں اکثر خراب رہتی ہے میں ہر وقت سوچتا رہتا ہوں کہ تمہیں پکڑ کر تم پر حملہ کر دوں لیکن میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم ایک روٹی دکھا کر مجھے منع کر دیتے ہو اور میں چند دنوں سے یہ خواب مسلسل دیکھ رہا ہوں اور میں نے لشکر کو تم پر حملہ کرنے کا حکم دیا جب اس لشکر نے تم پر حملہ کرنا چاہا تو تم نے روٹی دکھا کر اپنی جان بچالی اب تم مجھے اس روٹی کے بارے میں بتا دو کہ اصل قصہ کیا ہے اس نے کہا کہ اے وزیر اصل قصہ یہ ہے کہ بچپن میں میری والدہ روزانہ ایک روٹی میرے تکیہ کے نیچے رکھ دیتی تھی اور صبح کو میں اس روٹی کو صدقہ کر دیا کرتا تھا وفات تک میری والدہ کا یہی معمول رہا اس کی وفات کے بعد میں خود روزانہ ایک روٹی تکیہ کے نیچے رکھتا ہوں اور صبح کو اس کو صدقہ کر دیتا ہوں وزیر نے بڑا تعجب کیا اور کہا کہ اللہ کی قسم آج کے بعد میری طرف سے تم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔

ابن خلکان نے ابن الفرات کے حالات مفصلاً بیان کئے ہیں جن میں سے کچھ ہم نے بیان کر دیئے۔

محمد بن محمد سلیمان بن حارث بن عبدالرحمٰن کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**محمد بن محمد بن سلیمان کے حالات** ...... یہ محمد بن محمد بن سلیمان بن حارث بن عبدالرحمٰن ابوبکر الازدی الواسطی ہیں جو باغندی سے مشہور تھے محمد بن عبداللہ بن نمیر، ابن ابی شیبہ، شیبان بن فروخ، علی بن مدینی اور اہل شام، مصر، کوفہ، بصرہ و بغداد کی ایک جماعت سے حدیثیں سنی تھیں اور حصول حدیث کے لئے دور دراز ممالک کے اسفار کر کے بڑا اونچا مقام حاصل کر لیا تھا اور طلب حدیث میں بہت مشغول رہتے تھے حتیٰ کہ نیند اور نماز میں سنداً احادیث پڑھتے تھے اور انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ میں نماز میں ہوں اور لوگ سبحان اللہ کہہ کر انہیں یاد دلاتے تھے۔

ان کا قول ہے کہ تمام فتاویٰ اور سوالات کے جوابات تین لاکھ احادیث سے دیتا ہوں۔

ایک بار خواب میں انہوں نے آپ علیہ السلام کی زیارت کی تھی انہوں نے آپ علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ منصور اور اعمش میں سے احادیث کے سلسلہ میں کون مضبوط ہے آپ ﷺ نے جواب دیا کہ منصور۔

ان پر تدلیس کا الزام لگایا گیا حتیٰ کہ دار قطنی کا قول ہے کہ یہ بہت زیادہ تدلیس کیا کرتے تھے اور بسا اوقات احادیث چوری بھی کر لیا کرتے تھے۔

## واقعات ۳۱۳ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال محرم کے اختتام پر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی شمال سے جنوب تک ایک ستارہ نمودار ہوا جس نے ساری دنیا کو روشن کر دیا اور لوگوں نے اس کی کڑک کی آواز بھی سنی تھی۔

اسی زمانے میں صفر میں خلیفہ کو بتایا گیا کہ مسجد براثی میں کچھ رافضی جمع ہو کر صحابہ کرام کی برائیاں کرتے ہیں اور نماز جمعہ بھی نہیں پڑھتے اور قرامطہ سے خط و کتابت کرتے ہیں اور کوفہ اور بغداد کے درمیان ظاہر ہونے والے محمد بن اسماعیل کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ مہدی ہے اور مقتدر اور ان کے متبعین سے نفرت کرتے ہیں یہ سن کر خلیفہ نے ان کے گھیراؤ کا حکم دیا اور مسجد کے بابت علماء سے فتویٰ طلب کیا علماء نے فتویٰ دیا کہ یہ مسجد مسجد ضرار ہے جو ان میں سے پکڑا جاتا تھا اس کی خوب پٹائی ہوتی تھی اور اس کی تشہیر کی جاتی تھی اور خلیفہ نے مسجد منہدم کرنے کا حکم دیا تھا چنانچہ اسے منہدم کر دیا گیا اور وزیر خاقانی خلیفہ کے حکم سے اس کی جگہ قبرستان بنا دیا جس میں بہت سے غلاموں کو دفن کیا گیا۔

اسی سال ذیقعدہ میں لوگ حج کے لئے نکلے تھے کہ ابو طاہر نے ان پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے اکثر لوگ واپس آ گئے اور کچھ لوگوں نے واپسی کے لئے اس سے امان طلب کی تو اس نے امان دے دی اس موقع پر خلیفہ کے لشکر نے اس کا مقابلہ کیا لیکن اس کی قوت کی وجہ سے اس سے کسی کو چھٹرانہ سکے بغداد کے عوام اس سے بہت گھبرا گئے اور اس کے خوف سے مغربی بغداد کے باشندے مشرقی بغداد چلے گئے اور قرمطی کوفہ میں داخل ہو گیا اور ایک

ماہ تک ان کے اموال لوٹتا رہا اور ان کی عورتوں کو گرفتار کرتا رہا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال بغداد میں کھجوریں بہت ہوئی تھیں حتیٰ کہ ایک حبہ میں آٹھ رطل کھجوریں مل جاتی تھیں اور بغداد سے کھجوریں بصرہ پہنچائی گئی تھیں۔

اسی زمانہ میں مقتدر نے ایک سال چھ ماہ میں دو دن خاقانی کو وزیر رکھ کر اسے وزارۃ سے معزول کر دیا تھا اور اس کی جگہ پر ابوالقاسم احمد بن عبیداللہ بن احمد بن خطیب خصیبی کو وزیر بنایا تھا کیوں کہ اس نے حسن بن فرات کی بیوی کو بہت سا مال تقریباً سات لاکھ دینار رشوت کے طور پر دیئے تھے۔ اب خصیبی نے علی بن عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ وہ مصر اور بلاد شام کا امیر ہے لیکن شرط یہ ہے کہ مکہ میں رہ کر وقتاً فوقتاً ان شہروں میں آتا رہے گا۔

**مشہور لوگوں کی وفات**......خواص میں سے اس سال ان لوگوں نے وفات پائی تھی علی بن عبدالحمید بن عبداللہ بن سلیمان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**علی بن عبدالحمید کے حالات** [۱]......یہ علی بن عبدالحمید بن عبداللہ بن سلیمان ابوالحسن الغضائری ہیں انہوں نے قواریری عباس عنبری سے احادیث سنی تھیں ان کا قول ہے کہ ایک دن میں نے سری سقطی کا دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ آئے اور دروازہ کی چوکھٹ پکڑ کر انہوں نے کہا کہ اے اللہ جس نے مجھے تیری یاد سے غافل کیا تو اسے اپنی یاد میں مشغول رکھ کہتے ہیں کہ اسی دن کی برکت سے میں نے حلب سے مکہ آتے جاتے چالیس پیدل حج کیے تھے۔

ابوالعباس السراج الحافظ کا بھی اسی سال انتقال ہوا تھا۔

**ابوعباس السراج الحافظ کے حالات** [۲]......یہ ابوالعباس السراج الحافظ محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران بن عبداللہ الثقفی ابو العباس السراج ہیں جو آئمہ ثقات حفاظ میں سے تھے ان کا سن پیدائش ۲۱۸ھ ہے انہوں نے قتیبہ، اسحاق بن راہویہ اور ایک پوری جماعت سے احادیث سنی تھیں پھر ان سے بخاری مسلم نے احادیث روایت کی تھیں حالانکہ یہ دونوں ان سے بڑے تھے اور ولادت و وفات میں ان سے مقدم تھے ان کی بہت سی عمدہ مفید تصانیف ہیں یہ مستجاب الدعوات میں تھے۔

انہوں نے خواب میں ایک سیڑھی دیکھی تھی جس کی ننانویں سیڑھیاں تک یہ چڑھے تھے کسی نے ان کے خواب کی تعبیر بتائی کہ ان کی عمر اتنی ہی ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۸۳ سال کی عمر میں ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا تھا حاکم کا قول ہے کہ میں نے ان کے لڑکے ابوعمرو کو یہ کہتے سنا کہ میں اپنے والد کے ساتھ مسجد جاتا تھا ایک روز میرے والد لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ میں نے ۸۳ سال کی عمر میں اس بچہ کا کام کیا تھا۔

## واقعات ۳۱۴ھ

اسی سال روم کے بادشاہ نے دمشق ساحل کے مسلمانوں کو خراج ادا کرنے کا حکم دیا تھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ایک بڑا لشکر لے کر ان سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلا تھا اور اس نے زمین مین بڑا فساد برپا کیا تھا اور ملیطہ میں داخل ہو کر بہت قتل و غارت کی تھی اور کچھ کو قیدی بنا لیا تھا اور سترہ یوم تک وہاں رہا تھا۔

اسی زمانہ میں بغداد میں دو مکانوں میں آگ لگ گئی تھی جس میں بہت سے لوگ مارے گئے تھے صرف ایک جگہ میں ایک ہزار مکانات اور

(۱) تاریخ بغداد ۱۲/ ۲۹، ۳۰ شذرات الذهب ۲/ ۲۲۶ العبر ۲/ ۱۵۶۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۳۱، ۷۳۵ تاریخ بغداد ۱/ ۲۴۸، ۲۵۲ الجرح والتعدیل ۷/ ۱۹۶ العبر ۲/ ۱۵۷، ۱۵۸ النجوم الزاهرة ۳/ ۲۱۴

دکانیں جل گئی تھیں۔

اسی سال خبر آئی تھی کہ روم کے بادشاہ دمستق کا انتقال ہو گیا ہے جسے مسلمانوں کی تسلی کے لئے منبروں پر پڑھ کر سنایا گیا تھا۔

رواں سال ہی میں مکہ والوں کے خطوط آئے تھے کہ قرامطہ کے قریب پہنچنے کی وجہ سے وہ سخت خوف زدہ ہیں اور مکہ چھوڑ کر طائف اور آس پاس کے علاقوں میں چلے گئے ہیں۔

اسی زمانے میں بغداد میں اتنا زبردست طوفان آیا تھا کہ اس نے بہت سے درختوں کو اکھاڑ کر رکھ دیا تھا اور کافی گھروں کو منہدم کر دیا تھا ابن الجوزی کا قول ہے کہ آٹھ شوال بروز اتوار (جو رومی ماہ ''کانون الاول'' کی ساتویں تاریخ تھی) کو بغداد میں زبردست اولہ باری ہوئی جس کی وجہ سے اتنی سخت سردی ہوئی تھی کہ جس نے کھجوروں اور درختوں کو ختم کر دیا تھا، تیل، پانی گلاب کا پانی سرکہ بڑی بڑی نہریں اور دجلہ سب منجمد ہو کر برف بن گئے تھے حتیٰ کہ بعض مشائخ نے دجلہ کے اوپر جمی ہوئی برف پر حدیث پڑھانے کے لئے مجلس قائم کی تھی اور وہیں بیٹھ کر احادیث لکھی تھی پھر بارش کی وجہ سے برف پگھلی اور سردی کم ہوئی اور اللہ نے اس تکلیف کو دور کیا۔

اسی سال خراسان سے بقصد حج کچھ لوگ بغداد آئے تھے تو مؤنس الخادم نے ان سے معذرت کی تھی کہ وہ اپنا ارادہ ترک کر دیں اس لئے کہ قرامطہ نے مکہ کا ارادہ کیا ہوا ہے چنانچہ وہ لوگ واپس لوٹ گئے اور اس سال عراق سے کوئی بھی حج کے لئے نہ جا سکا تھا۔

سال رواں ہی میں ذیقعدہ میں خلیفہ نے اپنے وزیر ابوالعباس خصیبی کو ایک سال دو ماہ بعد وزارۃ سے معزول کر کے اس کے قید کرنے کا حکم دیا تھا کیوں کہ اس نے امور وزارۃ اور ملکی مصالح پر نظر رکھنے میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کیا تھا کیونکہ وہ ہررات کو شراب پیتا تھا۔ اور صبح نشے میں مدہوش ہوتا تھا اور سارے امور اپنے ماتحتوں کے حوالے کر دیئے تھے جو صحیح طریقے سے کام نہیں کرتے تھے اور اس کی جگہ ابوالقاسم عبیداللہ بن محمود الکلوذانی کو علی بن عیسیٰ کے آنے تک نائب مقرر کر دیا تھا اور علی بن عیسیٰ اس وقت دمشق میں تھے چنانچہ اس کو بلوایا گیا تھا تو وہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا اور اس نے عام وخاص سب کی مصلحتوں پر نظر کرنا شروع کی جس کی وجہ سے حکومت کا نظام معمول پر آ گیا تھا۔ اور اس نے سابق وزیر کو بلوا کر ڈانٹا اور ملامت کی۔ سستی وکاہلی خصوصاً اللہ کی نافرمانی کرنے پر اسے برا بھلا کہا اور یہ سب کچھ قاضیوں کی موجودگی میں ہوا پھر اسے جیل بھیج دیا گیا۔

اسی زمانے میں صائفہ نے طرطوس سے بلاد روم پر حملہ کیا تھا اور بہت سامال غنیمت لے کر صحیح وسالم لوٹے تھے۔

اسی سال قرامطہ کے خوف سے عراقیوں نے حج نہیں کیا تھا۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی۔

ماہ صفر میں بغداد میں دارالخلافہ کے باب النوابی کے محافظ سعید النوبی کا بھی اسی سال انتقال ہوا تھا اور ان کی جگہ باب النوبی کا محافظ ان کے بھائی کو مقرر کیا گیا تھا جن کی طرف آج تک یہ دروازہ منسوب ہے۔

محمد بن باہلی محمد بن عمر بن لبابہ القرمطی، نصر بن قاسم الفرائض الحنفی ابوالیلیث کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ نصر بن قاسم نے قواریری سے احادیث کا سماع کیا تھا۔ یہ ثقہ، مذہب ابوحنیفہ کے مطابق، فرائض کے عالم، عابد اور بلند شان والے تھے۔

## واقعات ۳۱۵ھ

اسی سال ماہ صفر میں علی بن عیسیٰ دمشق سے لوٹا تھا لوگوں نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا تھا بعض استقبال کے لئے انبار تک پہنچ گئے تھے بعض اس سے بھی آگے گئے تھے جس وقت وہ خلیفہ کے دربار میں پہنچا تو خلیفہ نے بڑے اچھے انداز میں اس سے گفتگو کی تھی اس کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا تھا خلیفہ نے اس کے جانے کے بعد فرش دیگر سامان کے علاوہ بیس ہزار دینار اس کے پاس بھیجے تھے آئندہ کل دوبارہ اسے بلا کر اس کو خلعت عطاء کی تھی بوقت خلعت وزیر نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے تھے:

لوگ دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ ہوتے ہیں جب دنیا رخ بدل لیتی ہے تو وہ بھی رخ بدل لیتے ہیں۔لوگ دنیا داروں کی عزت کرتے ہیں لیکن اگر دنیا ان سے بیوفائی کرتی ہے تو وہ بھی بے وفائی کرتے ہیں۔

اسی زمانے میں خط آیا تھا کہ رومی شمیساط شہر میں داخل ہو گئے ہیں اور انہوں نے وہاں پر خوب لوٹ مار کر کے اپنا جھنڈا نصب کر دیا ہے اور جامع مسجد میں انہوں نے ناقوس بجائے ہیں اس صورت حال کی وجہ سے خلیفہ نے مؤنس الخادم کو ان کے مقابلے کی تیاری کا حکم دیا اور اس کو خلیفہ نے خلعتیں عطاء کیں پھر دوسرا خط آیا کہ وہیں کے مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے ان کے کافی سارے افراد کو قتل کر دیا الحمد للہ۔

یہاں پر جب مؤنس الخادم نے بحکم خلیفہ رومیوں سے مقابلہ کے لئے مکمل تیاری کر لی تو خلیفہ کے بعض خادموں نے اسے بتایا کہ خلیفہ نے تمہیں رخصت کرنے کے وقت تمہاری گرفتاری کا پروگرام بنا رکھا ہے اس وجہ سے مؤنس الخادم کے دل میں بھی خلیفہ کی طرف سے شکوک وشبہات پیدا ہو گئے اور اس نے خلیفہ کے پاس جانے کا ارادہ ترک کر دیا لیکن تہ شدہ پروگرام کی وجہ سے خلیفہ کے پاس جانے کے لئے امراء اس کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے دوسری جانب خلیفہ کو بھی مؤنس الخادم کے نہ آنے کا سبب معلوم ہو گیا چنانچہ اس نے اپنی صفائی کے لئے مؤنس الخادم کے پاس ایک رقعہ بھیجا جس میں لکھا تھا میرے بارے میں جو آپ کو خبر پہنچی ہے وہ بخدا جھوٹی ہے میں آپ سے مکمل طور پر مطمئن اور خوش ہوں۔

یہ خط پڑھ کر مؤنس الخادم اپنے خدام کے ہمراہ خلیفہ کے پاس چلا گیا جب دار الخلافہ پہنچا تو خلیفہ نے بڑے اچھے ماحول میں اس سے گفتگو کی اور کہنے لگا کہ میں تم سے بالکل خوش ہوں اور میرا دل تمہارے بارے میں بالکل صاف ہے اس کے بعد مؤنس الخادم خلیفہ کے پاس سے بڑی تعظیم وتکریم کے ساتھ واپس ہوا اور عباس بن خلیفہ وزیر نصر بن حاجب اس کو رخصت کرنے کے لئے گئے اور امراء اس کے آگے آگے چل رہے تھے اور رومیوں کا مقابلہ کرنے کے اعتبار سے یہ دن تاریخی دن تھا۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں خناق نامی شخص کو گرفتار کیا گیا تھا جس نے کافی عورتوں کو قتل کیا تھا اور علم سحر وعلم نجوم میں مہارت کا دعویٰ کرتا تھا اس وجہ سے عورتوں کا اس کے پاس آنا جانا ہو گیا تھا جب ایک عورت اس کے پاس ہوتی تو اس پر قابو پا کر اس سے زنا کر لیتا تھا اور پھر تانت کی رسی سے اس کا گلہ گھونٹ کر اسے قتل کر دیتا تھا دوسری عورتیں بھی اس کا ساتھ دیتی تھیں پھر وہ اپنے گھر میں گڑھا کھود کر اس میں اس عورت کو دفن کر دیتا پھر مقتول عورتوں سے وہ گھر بھر جاتا تو دوسرے گھر منتقل ہو جاتا جب اس کو گرفتار کیا گیا تو جس گھر سے اسے گرفتار کیا گیا تھا اس گھر میں سترہ مقتول عورتیں تھیں پھر دوسرے گھروں کی کھوج لگائی گئی تو ان میں بھی کثرت سے مقتول عورتیں تھیں۔

سال رواں ہی میں بلادری میں دیلم کا ظہور ہوا تھا اور ان کا ایک بادشاہ تھا جس کا ان سب پر رعب تھا اس کا نام مرداویج تھا وہ اپنے سامنے چاندی کا تخت رکھ کر سونے کے تخت پر براجمان ہو کر سلیمان بن داؤد ہونے کا دعویٰ کرتا تھا یہ جابر وسخت انسان تھا اللہ تعالیٰ کے محارم پر جرات کرنے والا تھا پھر یہ ترکیوں کے ہاتھوں قتل ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے مسلمانوں کو نجات دی۔

ری، قزوین، اصبہان کے علاقوں کے لوگوں میں ایک رسم بد جاری تھی کہ وہ عورتوں اور گود کے بچوں کو قتل کر کے ان کے اموال لوٹ لیتے تھے۔

اسی سال کوفہ کے نزدیک یوسف بن ابی ساج اور ابو طاہر قرامطی کے درمیان مقابلہ ہو گیا تھا قرامطی آگے بڑھ کر یوسف بن ابی ساج اور کوفہ کے درمیان حائل ہو گیا تھا تو یوسف بن ابی ساج نے اسے لکھا کہ اطاعت وفرمانبرداری قبول کر لے وگرنہ ۹ شوال بروز ہفتہ جنگ کے لئے تیار ہو جا قرامطی نے جواب دیا کہ آ کر ہم سے مقابلہ کرو جب دونوں گروہ جمع ہو گئے تو یوسف نے ابی طاہر کی جماعت کو کم خیال کیا اس لئے کہ یوسف کے ساتھ بیس ہزار نوجوان تھے اور ابو طاہر کے ساتھ ایک ہزار شہسوار اور ۵۰۰ پیدل یہ دیکھ کر یوسف کہنے لگا کہ ان کتوں کی کیا قیمت ہے اور جنگ سے پہلے ہی اپنے منشی کو حکم دیا کہ خلیفہ کو فتح کی خوشخبری کی اطلاع کر دو۔

اب جنگ شروع ہو گئی اور قرامطہ نے خوب جم کر مقابلہ کیا قرمطی خود میدان میں اتر آیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو ابھارا اور ان کے ساتھ مل کر زبردست مقابلہ کیا بالآخر خلیفہ کا لشکر شکست کھا گیا اور امیر لشکر یوسف بن ابی ساج گرفتار ہو گیا اور اس کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا۔اور کوفہ پر ابو طاہر کا قبضہ ہو گیا اور یہ خبر بغداد پہنچ گئی اور لوگوں میں یہ بھی خبر مشہور ہو گئی کہ قرامطہ نے بغداد پر قبضہ کا ارادہ کر لیا ہے اس وجہ سے لوگ بہت خوف زدہ ہو گئے اور ان کو اس خبر کی سچائی کا یقین ہونے لگا تب جا کر وزیر نے خلیفہ سے کہ مال بوقت ضرورت اللہ کے دشمنوں سے قتال کرنے کے لئے جمع کیا جاتا

ہے اور مسلمانوں کی موجودہ حالت اس قدر خراب ہے کہ اتنی بدحالی تو صحابہ کرام کے دور میں بھی نہیں تھی اس لئے لوگوں کو حج سے بھی روک دیا تھا اور مسلمانوں کا روز بروز قتل عام ہو رہا تھا اور بیت المال میں کچھ نہیں تھا اس لئے آپ اپنی والدہ سے کچھ رقم کا مطالبہ کریں امید ہے کہ انہوں نے آڑے وقت کے لئے کچھ نہ کچھ مال ضرور جمع کیا ہوگا اس وقت واقعتہً مسلمانوں کو مال کی سخت ضرورت ہے۔

چنانچہ خلیفہ نے اپنی والدہ سے ضرورت کا اظہار کیا تو اس نے از خود پانچ لاکھ درو پے نکال کر دے دیئے اور پانچ لاکھ بیت المال میں بھی تھے سب رقم جمع کر کے خلیفہ نے وزیر کے حوالے کر دی تا کہ وہ قرامطہ سے مقابلہ کرنے کے لئے لشکر تیار کرے۔ چنانچہ امیر نے بلیغ نامی امیر کی ماتحتی میں قرامطہ سے مقابلہ کے لئے لشکر تیار کر کے روانہ کر دیا جب قرامطہ کو ان کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی اس لشکر نے واپس بغداد آنے کا ارادہ کیا لیکن ناکہ بندی کی وجہ سے واپس نہ آ سکا اور مقابلہ ہو گیا تھوڑی ہی دیر میں بلیغ کا لشکر شکست کھا گیا۔ انا للہ انا الیہ راجعون۔

اس موقع پر یوسف بن ابی ساج ایک خیمہ میں مقید تھا اور وہ جنگ کا سارا منظر دیکھ رہا تھا قرمطی نے جنگ سے واپسی پر اس سے کہا کہ تو نے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا یہ کہہ کر اس نے اس کی گردن اڑا دی اس کے بعد قرمطی بغداد کے کنارے سے ہوتا ہوا وہاں سے ہیت چلا گیا اس کے بعد اہل بغداد وزیر خلیفہ اور اس کی والدہ کو اس کے بغداد نہ آنے کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

سال رواں ہی میں مہدی نے (جو فاطمی کہلاتا تھا) اپنے لڑکے کو ایک لشکر کے ہمراہ بلاد مغرب میں کسی شہر میں بھیجا تھا لیکن وہ شکست کھا گیا اور کافی تعداد میں اس کے ساتھی قتل کر دئے گئے اسی سال اس مہدی شخص نے شہر محمدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔

اسی زمانہ میں عبدالرحمٰن بن داخل نے بلاد مغرب میں شہر طلیطلہ کا محاصرہ کیا تھا حالانکہ وہ مسلمان تھے لیکن انہوں نے عہد توڑ دیا تھا تو اس نے اس کو جبراً فتح کر لیا تھا اور وہاں کے کافی باشندوں کو قتل کر دیا تھا۔

**خواص کی وفات** ...... خواص میں سے اس سال وفات پانے والے یہ حضرات تھے۔ ابن الجصاص الجوہری، ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابن الجصاص الجوہری کے حالات** [1] ...... ان کا نام حسین بن عبداللہ بن جصاص الجوہری ابوعبداللہ البغدادی ہے انتہائی امیر ترین شخص تھا اور احمد بن طولون کا گھر اس کی دولت کے سبب بنا تھا اس لئے کہ طولون کے پاس مصر سے جو جواہرات آتے تھے تو وہ ان کو تراش خراش کے لئے اس کے پاس بھیج دیتا تھا یہی چیز ان کی مالداری کا سبب بنی تھی خود ان کا قول ہے کہ ایک روز میں ابن طولون کے دروازے پر تھا۔ قہرمانہ ایک ہاتھ میں ہار لئے ہوئے آئی جس میں جوہر کے سودانے تھے ان میں سے ایک ایک کی قیمت دو ہزار دینار تھی وہ کہنے لگی کہ اس کو تراش کر چھوٹا کرنا ہے، کیوں کہ اتنا بڑا عوام پسند نہیں کرتے۔ میں وہاں سے اس کو لے کر گھر آ گیا اور اس کو تراش کر میں نے چھوٹا کر دیا اب اس چھوٹے کی قیمت بڑے کے دسویں حصے کے برابر تھی میں نے بنا کر اس کو دے دیا اور میں نے اس کے ذریعے کافی مال کمایا تھا لیکن اس نے وہ لے کر ضائع کر دیا تھا اور اب اس کی قیمت دو لاکھ دینار ہو گئی تھی۔

ایک بار مقتدر کے دور حکومت میں ان پر سخت گرفت آ گئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے جرمانہ ادا کیا تھا اس کے باوجود بھی ان کے پاس وافر مقدار میں مال بچا تھا۔

ایک تاجر کا قول ہے کہ ایک مرتبہ میں ابن جصاص جوہری کے پاس گیا گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ انتہائی مغموم حالت میں دیوانہ بنا ہوا بیٹھا ہے میں نے وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میرا بہت سا مال چھین لیا گیا ہے اور گویا کہ اب میری روح نکل رہی ہے پھر میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اب بھی تیرے گھر باغات اور باقی سامان سات لاکھ کی قیمت کا تیری ملکیت میں ہے اور سونا چاندی ڈھلا ہوا اس کے علاوہ ہے اور میں نے اس سے کہا کہ سچ سچ بتا کہ تیرے پاس اس وقت کتنے جواہرات ہیں اس نے بتایا کہ تین لاکھ کی قیمت کے میرے پاس جواہرات ہیں میں نے اس سے کہا کہ تیری مثل مالدار تو بغداد میں بھی کوئی نہیں ہے وہ تجار کہتا ہے کہ میری تسلی کی وجہ سے اس کا غم دور ہو گیا اور تین دن سے اس نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا اب اس نے کھانا بھی کھا لیا۔

(۱) شذرات الذھب ۲ / ۲۳۸ العبر ۲/ ۱۲۱ النجوم الزاھرۃ ۱ / ۲۷۲، ۳۷۶ الوافی بالوفیات ۱۲/ ۲۸ ۳۹۱

جوہری نے جب مقتدر کی والدہ کی سفارش پر اس کی گرفت سے رہائی پائی تو اس کا قول ہے کہ دارالخلافہ میں میں نے سوگٹھری رکھی ہوئی دیکھی جن میں مصر سے آیا ہوا پرانا سامان تھا اور وہ ان کے پاس معمولی سے ایک گھر میں رکھی ہوئی تھی ان میں سے ایک گٹھری میں مصر کے سو دینار رکھے ہوئے تھے جن کا میرے علاوہ کسی کو علم نہیں تھا میں نے مقتدر کی والدہ سے اس گٹھری کا مطالبہ کیا اس نے اپنے لڑکے سے اس کی سفارش کی تو اس نے وہ گٹھری مجھے دیدی میں نے اس پر قبضہ کر کے دیکھا تو اس سے سونا بالکل کم نہیں ہوا تھا۔

اس کے باوجود جصاص افعال وکلام کے اعتبار سے بڑا غافل تھا اور کافی چیزیں اس کی اس عادت پر مظہر ہیں۔

بعض نے یہ بھی کہا کہ وہ قصداً ایسا کرتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ ہنسی مذاق کے طور پر ایسا کرتا تھا۔

علی بن سلیمان بن مفضل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**علی بن سلیمان بن مفضل کے حالات**[1]...... یہ علی بن سلیمان بن مفضل ابوالحسن الاخفش ہیں انہوں نے مبرد ثعلب، یزیدی وغیرہ سے احادیث روایت کی تھیں پھر ان سے رویانی معاف وغیرہ نے احادیث روایت کی تھیں یہ نقل احادیث میں ثقہ تھے مالی اعتبار سے کمزور تھے اس سلسلہ میں انہوں نے ابوعلی مقلہ سے رابطہ کیا تھا اور پھر انہوں نے وزیر علی بن عیسی سے ان کے لئے ماہانہ وظیفہ کی درخواست کی تھی جو اس نے منظور نہیں کی اور ان کے حالات اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ کچے شلجم کھا کر گزارہ کرتے تھے اس سال شعبان میں زیادہ کھانے کی وجہ سے ان کی وفات ہوگئی تھی۔ یہ ہی اخفش صغیر ہیں اور اخفش اوسط سیبویہ کے شاگرد سعید بن مسعدہ ہیں اور اخفش کبیر سیبویہ ابوعبید وغیرہ کے شیخ۔ اہل ہجر سے ابوالخطاب عبدالحمید ہیں کہا گیا ہے کہ ابوبکر محمد بن سری سراج النحوی ہی الاصول فی النحو کے مصنف ہیں جن کی اس سال وفات ہوئی تھی۔ یہ ابن اثیر کا قول ہے۔

محمد بن مسیب الاغیانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

## واقعات ۳۱۶ھ

اسی سال ابوطہر سلیمان بن ابی سعید الجنابی القرامطی نے روئے زمین پر فساد برپا کیا تھا رحبہ کا محاصرہ کر کے زبردستی اس میں داخل ہو گیا تھا اور اس کے باشندوں کو قتل کر دیا تھا اور اہل قرقسیا نے اس سے امان طلب کی تھی چنانچہ اس نے ان کو امان دیدی تھی اور دیہات کے اردگرد اپنے حامیوں کو بھیجا تھا انہوں نے وہاں جا کر لوگوں کو قتل کیا تھا اور یہ حالت ہوگئی تھی کہ لوگ اس کا نام سنتے ہی بھاگ جاتے تھے اور اس نے دیہاتیوں پر سالانہ دو دینار ٹیکس مقرر کیا تھا جسے وہ ادا کرتے تھے۔

پھر اس قرامطی نے شہر موصل، سنجار اور ان کے اطراف میں فساد برپا کر کے ان کے گھروں کو ویران کیا تھا اور لوٹ مار کی تھی اور لوگوں کو قتل کیا تھا اور بعضوں کو سولی پر لٹکایا تھا اس موقع پر یونس الخادم نے اس کا تعاقب بھی کیا تھا لیکن یہ ہاتھ نہ آیا اور فرار ہو کر اپنے شہر ہجر چلا گیا تھا وہاں اس نے دارالہجرۃ کے نام سے گھر بھی بنایا تھا اور بلاد مغرب میں موجود مہدی کو اس نے اپنے پاس آنے کی دعوت دی تھی اور روز بروز اس کا اثر ورسوخ اور اس کا حلقہ بڑھتا جا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ دیہاتوں میں جا کر لوگوں کو قتل کرتے تھے اور ان کے اموال لوٹ لیتے تھے۔

قرامطی نے خفیہ طور پر کوفہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا لیکن اس کا اس کو موقع نہ مل سکا۔

وزیر عیسی بن علی نے بلاد اسلام پر اس قرامطی کی زیادتیوں کے باوجود خلیفہ اور اس کے لشکر کے کمزور ہونے کی وجہ سے صحیح طور پر اس کا دفاع نہ کرنے کے سبب از خود وزارۃ سے استعفی دیدیا تھا پھر اس کی جگہ وزیر بننے کے لئے علی بن مقتلہ الکاتب نے کوشش کی تھی چنانچہ اسے نصر الحاجب کی سفارش پر والی عبداللہ البریدی نے وزیر بنا دیا تھا البریدی با کے ساتھ ہے بعض نے کہا ہے کہ یہ یا کے ساتھ الیزیدی ہے کیوں کہ اس نے اپنے دادا یزید

(۱) شذرات الذهب ۲ / ۲۳۸، العبر ۲/ ۱۲۱ النجوم الزاهرة ۲/ ۱۸۵، ۲۱۸

بن منصور الجھید ی کی خدمت کی تھی۔

پھر خلیفہ نے مونس الخادم کی سرکردگی میں ایک لشکر تیار کیا انہوں نے جا کر قرامطہ سے قتال کر کے ان کے افراد کو قتل کر دیا اور ان کے بڑے بڑے سرداروں کو گرفتار کر لیا اور مونس الخادم انہیں لیکر بغداد پہنچا اور ان لوگوں کے ساتھ جھنڈے تھے جن پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی۔

''ہم یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے کمزوروں پر احسان کریں اور ان میں لوگوں کو امام بنا ئیں اور ان میں لوگوں کو وارث بنا ئیں''۔

(سورۃ القصص آیت ۵)

اس موقع پر بغداد کے عوام بڑے خوش ہوئے اور ان قرامطہ کی قوت ٹوٹ گئی جو عراق میں پھیلے ہوئے تھے اور جنہوں نے ارض عراق پر فساد برپا کیا تھا اس وقت قرامطہ نے اپنا سردار حریث بن مسعود کو بنالیا تھا اور انہوں نے جد فاطمین مہدی کو بھی دعوت دی تھی اور یہ لوگ بقول علماء جھوٹا دعوی کرنے والے تھے جیسا کہ تفصیل عنقریب اپنی جگہ پر آ جائے گی۔

اسی سال خلیفہ مقتدر اور مؤنس الخادم کے درمیان دوری پیدا ہوگئی تھی کیونکہ کوتوال نازوک اور مقتدر کے ماموں کے لڑکے درمیان کچھ کشیدگی پیدا ہوگئی تھی جس میں ہارون نازوک پر غالب آ گیا تھا اور لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ اب امیر الامراء یہی بنے گا جب اس کی خبر مؤنس الخادم کو ہوئی تو وہ رقہ میں تھا وہ اسی وقت بغداد پہنچا اور خلیفہ سے بات چیت کر کے صلح کر لی پھر خلیفہ نے ہارون کو دار الخلافہ میں منتقل کر دیا جس کی وجہ سے مؤنس الخادم اور خلیفہ کے درمیان کشیدگی پیدا ہوگئی اور مؤنس الخادم کے ساتھ امراء کی ایک جماعت بھی مل گئی اور دونوں کے درمیان پیغام رسانی کا سلسلہ چلتا رہا اور اسی حالت میں ۳۱۶ھ ختم ہوگیا اور یہ سب کچھ امور خلافت کے کمزور ہونے اور فتنوں کی کثرت کی وجہ سے ہوا۔

اسی سال ری کے حاکم حسین بن قاسم الداعی العلوی کا قتل دیلم کے بادشاہ مرداویج کے ہاتھوں ہوا۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال ان لوگوں نے وفات پائی تھی بنان بن محمد بن حمدان بن سعید کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**بنان بن محمد بن حمدان بن سعید کے حالات**......یہ بنان بن محمد بن حمدان بن سعید ابوالحسن ہیں جو حمال کے نام سے مشہور تھے یہ بہت صاحب کرامت تھے اور لوگوں کے نزدیک ان کا بلند مرتبہ تھا اور یہ بادشاہ کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے ایک دن انہوں نے ابن طولون کے کسی ناجائز کام پر نکیر کی تھی اور ان کو نیکی کا حکم دیا تھا تو اس نے غصہ میں ان کو شیر کے سامنے ڈلوا دیا تھا شیر نے آ کر ان کو سونگھا اور پیچھے ہٹ گیا یہ دیکھ کر ابن طولون نے ان کو وہاں سے اٹھوالیا اس کی وجہ سے لوگوں میں ان کی اور زیادہ عزت ہوگئی پھر بعد میں لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ مجھے شیر کا تو پتہ نہ چلا اور اس وقت میں درندوں کے جھوٹے اور اس کے بارے میں علماء کے اختلافات پاک یا ناپاک کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص بنان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ فلاں شخص پر سو دینار میرا قرضہ ہے اور اس کے بارے میں لکھی ہوئی تحریر مجھ سے گم ہوگئی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ تحریر مجھے مل جائے بنان اس شخص سے کہنے لگے کہ میں ایک بوڑھا شخص ہوں اور میرے قویٰ کمزور ہو گئے ہیں اور مجھے حلوہ پسند ہے جا میرے لئے ایک رطل حلوہ خرید کر لا وہ شخص چلا گیا اور کاغذ میں لے کر ایک رطل حلوہ خرید کر لے آیا اور لا کر کاغذ کھول کر وہ حلوہ بنان کو دینے لگا دیکھا کہ یہ تو وہی کاغذ ہے جس پر قرض کے بارے میں تحریر لکھی گئی ہے بنان نے پوچھا کہ کیا یہ وہی تحریر ہے اس نے کہا کہ ہاں یہی ہے بنان نے کہا کہ یہ تحریر بھی لے جا اور حلوہ بھی اور حلوہ اپنے بچوں کو کھلا دینا۔

ان کی وفات کے بعد ان کی تعظیم اور مرتبہ کی وجہ سے ان کے جنازہ میں دور دراز سے لوگ شریک ہوئے۔

اسی سال محمد بن عقیل البلخی، ابوبکر بن ابی داؤد السجستانی الحافظ بن حافظ، ابوعوانہ یعقوب بن اسحاق بن الرہیم الاسفرائی (جنہوں نے صحیح مسلم کی احادیث کی تخریج کی تھی اور کثرت سے انہیں احادیث حفظ تھیں) کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

نصر الحاجب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ دین وعقل کے اعتبار سے امراء میں بہتر تھا قرامطہ کی جنگ میں اس نے ایک لاکھ دینار خرچ کئے تھے اور خود جہاد کے لئے نکلا تھا لیکن راستے ہی میں انتقال ہوگیا تھا اور یہ خلیفہ مقتدر کا دربان تھا۔

## واقعات ۳۱۷ھ

اسی سال مقتدر کو خلافت سے معزول کر کے اس کی جگہ قاہر محمد بن المعتضد باللہ کو خلیفہ بنایا گیا تھا۔

اسی زمانے میں مؤنس الخادم اور مقتدر کے درمیان بہت زیادہ کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اور رفتہ رفتہ اتنی زیادہ ہو گئی تھی کہ لوگوں نے مقتدر کو خلافت سے ہٹا کر اس کی جگہ قاہر محمد بن المعتضد باللہ کو خلیفہ مقرر کر لیا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی تھی اور قاہر باللہ اس کا لقب رکھ دیا گیا تھا یہ وسط محرم ہفتہ کی شب کا واقعہ ہے اور قاہر نے علی بن مقتلہ کو وزیر بنالیا تھا اور مقتدر کے گھر میں لوٹ مار کر کے اس میں سے بہت سا مال نکلا تھا اور ام مقتدر سے بھی پانچ لاکھ دینار وصول کئے گئے تھے جن کو اس نے اپنی قبر کے گھڈے میں دفن کیا تھا اور سارا مال بیت المال میں جمع کرا دیا تھا اور مقتدر اور اس کی والدہ اور اس کے ماموں اور اس کے خواص اس کی باندیوں کے دار الخلافہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور مقتدر کے دربان اور خادم بھی بھاگ گئے تھے اور نازوک کو کوتوال کے ساتھ ساتھ خاص محافظ بھی بنا دیا گیا تھا۔

مقتدر نے امراء اور سرداروں کی موجودگی میں ایک کاغذ پر خلافت سے استعفیٰ لکھ کر قاضی ابو عمر محمد بن یوسف کے حوالے کر دیا تھا قاضی نے وہ تحریر مقتدر کے بیٹے کے حوالے کر کے اس کو اس کی حفاظت کی تاکید کی تھی لیکن دو دن بعد مقتدر دوبارہ خلیفہ بن گیا تو اس نے قاضی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔

اس کے بعد ۱۶ محرم بروز اتوار کو قاہر باللہ مسند خلافت پر فائز ہوا اور اس کے سامنے وزیر علی بن مقلہ بیٹھ گیا اور عمال کو بذریعے تحریر اطلاع کر دی کہ مقتدر کو خلافت سے ہٹا کر اس کی جگہ قاہر باللہ کو خلیفہ بنا دیا گیا اور قاہر نے اسی وقت علی بن عیسیٰ کو قید سے آزاد کر دیا اور ان امراء کی جائیدادوں میں بھی اضافہ کر دیا جنہوں نے اس کی مدد کی تھی ان میں سے ابوالہیجا بن حمدان بھی ہے۔

پھر پیر کے روز فوجیوں نے آ کر تنخواہ کا مطالبہ کیا اور ہنگامہ برپا کر دیا اور نازوک کو انہوں نے نشہ کی حالت میں پکڑ کر قتل کر دیا پھر اس کو سولی پر لٹکا دیا اور وزیر ابن مقلہ اور دربان بھاگ گئے اور انہوں نے یا منصور یا مقتدر کے نعرے لگانے شروع کر دیئے اتفاق سے اس وقت وہاں پر مؤنس الخادم موجود نہیں تھا اور فوجی مؤنس الخادم کے دروازے پر پہنچ کر اس سے مقتدر کو باہر نکالنے کا مطالبہ کرنے لگے۔

مؤنس الخادم نے اولاً دروازہ بند کر کے اسے تالا لگا دیا اور اس کے خادم فوجیوں سے مقابلہ کرتے رہے لیکن پھر مؤنس الخادم کو یقین ہو گیا کہ مقتدر کو ان کے حوالے کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تو اس نے مقتدر کو باہر نکلنے کا حکم دیا پہلے تو مقتدر کو ان سے کچھ خوف محسوس ہوا لیکن پھر وہ ہمت کر کے باہر نکل آیا جیسے ہی وہ باہر آیا تو لوگ خوش ہو کر اسے کندھوں پر اٹھا کر دار الخلافہ لے گئے وہاں پہنچ کر مقتدر نے کہا کہ میرے بھائی قاہر اور ابوالہیجا سے میرے لئے امان طلب کرو کچھ دیر کے بعد ایک خادم ابوالہیجا کا کٹا ہوا سر لایا پھر مقتدر نے اپنے بھائی قاہر کو بلا کر اسے اپنے سامنے بٹھا کر اس کو بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ قصوروار نہیں ہیں اور جو کچھ ہوا ہے آپ سے زبردستی کرایا گیا ہے۔

قاہر نے کہا کہ اے میرے بھائی میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں مقتدر نے جواب میں کہا کہ اللہ کے رسول کی قسم میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی ابن مقلہ بھی واپس آ گیا تھا اب تحریری طور پر مقتدر کی خلافت کا اعلان کرا دیا گیا اور امور سلطنت پہلی حکومت کے مطابق چلنے لگے اور نازوک اور ابوالہیجا کے سر کو اٹھا کر گشت کرایا گیا اور یہ اعلان ہوتا رہا کہ یہ اپنے قول کی نافرمانی کرنے والے کا سر ہے اور ابوالسرایا بن حمدان بھاگ کر موصل چلا گیا اور ابن نفس خلیفہ کا سخت مخالف تھا اس لئے مقتدر کے خلافت پر واپس آنے کے بعد وہ بھی بھاگ کر موصل چلا گیا پھر وہ وہاں سے آرمینیہ اور وہاں سے قسطنطنیہ چلا گیا اور وہیں پر مذہب نصرانی پر اس کی موت آئی۔

اور مؤنس الخادم دل سے مقتدر کا مخالف نہیں تھا وہ تو امراء کی ایک جماعت کی موافقت کی وجہ سے اس کا مخالف ہو گیا تھا اس بنا پر جب مقتدر اس کے گھر پر تھا تو اس نے اسے کچھ نہیں کہا بلکہ اسے خوش رکھا اگر وہ اسے قتل کرنا چاہتا تو قتل کر سکتا تھا اور اس وقت اس سے کون پوچھ سکتا تھا اسی وجہ سے مقتدر نے خلیفہ بننے کے بعد ایک رات اس کے پاس گزاری تھی اس موقع پر ابو علی مقلہ کی وزارت برقرار رکھی گئی اور محمد بن یوسف کو قاضی القضاۃ کے

عہدے سے ہٹا دیا گیا اور اپنے بھائی قاہر کو اپنی والدہ کے پاس نظر بند کر دیا اور وہ اس پر بڑی شفقت کرتی تھی اس کا دل بہلانے کے لئے باندیاں خریدتی تھی اور اس کا بہت زیادہ اکرام کرتی تھی۔

**قرامطہ کا حجر اسود چوری کر کے اپنے علاقے میں لے جانا**......اسی سال عراقی باشندے اپنے امیر منصور دیلمی کی ماتحتی میں بخیر و عافیت مکہ مکرمہ پہنچ گئے تھے اور پھر چاروں اطراف سے پے در پے لوگ حج کے واسطے پہنچتے رہے حتیٰ کہ سات ذی الحج کو اپنی جماعت کے ساتھ قرامطی بھی پہنچ گیا تب جا کر لوگوں کو خطرہ محسوس ہوا اور قرامطہ نے لوگوں کے اموال لوٹنے شروع کر دیئے اور انہیں قتل کرنے لگا چنانچہ مکہ مکرمہ کی گلیوں میں اور اس کے بازاروں میں مسجد حرام میں اور خانہ کعبہ کے سامنے لوگوں کا قتل عام ہو رہا تھا اور ان کا امیر ابو طاہر خانہ کعبہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور لوگ پچھاڑے جا رہے تھے اور تلواریں کام کر رہی تھیں اور یہ سب کچھ مقدس ماہ محترم اور مسجد حرام میں ہو رہا تھا انا اللہ و انا الیہ راجعون اور وہ خبیث اعلان کر رہا تھا کہ میں نے ہی ان لوگوں کو پیدا کیا اور میں ہی انہیں فنا کرنے والا ہوں اور لوگ اس سے بھاگ کر غلاف کعبہ سے چمٹ جاتے لیکن وہاں بھی انہیں معاف نہیں کیا جا رہا تھا بلکہ ان کو قتل کیا جا رہا تھا اور بعض لوگوں کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا اور جان کنی کی حالت میں وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

"تم بہت سے عاشقوں کو اپنے شہروں میں بچھڑا ہوا پاؤ گے (اصحاب کہف کی طرف انہیں معلوم نہیں کہ وہ یہاں کتنے دن ٹھہرے ہیں"۔

قرمطی جب اپنی ناپاک حرکتیں کر چکا (حجاج کرام کا قتل وغیرہ) تو اس نے مقتولین کو بئر زمزم میں دفن کرنے کا حکم دیا اور بہت سے لوگوں کو مسجد حرام میں مختلف مقامات پر دفن کر دیا گیا اور ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی اس لئے وہ حقیقت میں شہید تھے اور قبہ زمزم منہدم کر دیا گیا اور اس نے خانہ کعبہ کا دروازہ اکھیڑنے کا حکم دیا اور غلاف کعبہ اتار کر اس نے اپنے ساتھیوں کے سامنے اسے چاک کر دیا اور ایک شخص کو میزاب کعبہ کے قریب چڑھ کر اسے اکھاڑنے کا حکم دیا لیکن وہ شخص سر کے بل گر کر مر گیا پھر اس نے میزاب کعبہ کو ہاتھ نہیں لگایا پھر اس نے حجر اسود اکھیڑنے کا حکم دیا چنانچہ ایک شخص اسے بھاری چیز سے اکھیڑتا ہوا کہہ رہا تھا کہاں چلے گئے طیراً ابابیل اور حجارۃ من سجیل پھر وہ جاتے ہوئے حجر اسود کو اپنے ساتھ لے گئے اور وہ بائیس برس تک ان کے پاس رہا جیسا کہ ہم سن ۳۳۹ھ میں بیان کریں گے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ جب قرمطی حجر اسود لے کر اپنے شہر واپس جا رہے تھے تو امیر مکہ اور اس کے متبعین، اس کے اہل بیت اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے اور اس سے درخواست کر رہے تھے کہ ہمارا سارا سامان لے کر حجر اسود ہمیں واپس دے دو لیکن اس نے انکار کر دیا اور امیر مکہ نے اس سے قتال کیا لیکن جواب میں قرمطی نے امیر مکہ اور اس کے گھر والوں کو قتل کر دیا اور اس کی فوج کو بھی قتل کر دیا اور حجاج کا اموال لوٹ کر اور حجر اسود لے کر اپنے شہر کی طرف چلتا رہا اور حرم میں ایسی ملحدانہ حرکتیں کیں کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد کسی نے ایسی ملحدانہ حرکتیں نہ کیں لیکن عنقریب خدا قہار ان کو ایسا عذاب دے گا (کہ ایسا عذاب کوئی کسی کو نہیں دے سکتا اور نہ ویسے گرفتار کر سکتا ہے) (سورۃ الفجر آیت ۲۶، ۲۷) اور ان لوگوں نے فاطمیین سے (جو بلاد افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے) تعلقات قائم کئے ہوئے تھے اور ان کے امیر کا لقب مہدی تھا اور اس کا نام ابو محمد عبید اللہ بن میمون القدح تھا اور وہ حقیقت میں رنگریز تھا جس کا تعلق قبیلہ سلیمہ سے تھا اور وہ اگر چہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا لیکن وہ حقیقت میں یہودی تھا اور قبیلہ سلیمہ سے نکل کر وہ بلاد افریقہ میں داخل ہوا اور وہیں پر اس نے فاطمیین ہونے کا دعویٰ کیا اور کچھ دیہاتی اور جاہلوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کی ایک چھوٹی سی حکومت قائم ہو گئی اور اس نے سلجماسہ شہر پر قبضہ کر لیا پھر اس نے مہدی نام کا ایک شہر بنایا اور وہی اس کی حکومت کا مرکز تھا اور ان قرامطہ کی اس سے خط و کتابت چلتی رہتی تھی اور یہ ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے رہتے تھے لیکن بعض نے کہا کہ یہ لوگوں کو سیاستہً دکھانے کے لئے ایسا کرتے تھے لیکن درحقیقت دونوں ایک تھے۔

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ اس مہدی نے ابو طاہر کو خط لکھا تھا کہ جو کچھ قرمطی نے حج کے موقع پر کیا تھا اس پر ملامت کرتے ہوئے لکھا کہ لوگوں کو تمہارے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے کا موقع مل گیا اور جس چیز کو چھپا کر تم کر رہے تھے وہ ظاہر ہو گئی اور جو مال اپنے لوگوں سے لوٹا تھا اسے واپس کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے جواب دیا کہ میں آپ کی باتوں پر عمل کروں گا اور آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔

اور بعض محدثین بھی اس کے پاس قید تھے وہ کچھ عرصہ گرفتار رہنے کے بعد آزاد ہو گئے تھے اور عقل و دین کی کمی کی وجہ سے ان لوگوں کے بارے میں عجیب وغریب باتیں منقول ہیں۔

جس نے لوگوں کو گرفتار کیا تھا وہ ان سے بہت زیادہ خدمت لیتا تھا اور نشے کی حالت میں ان سے بہت برے طریقے سے پیش آتا تھا ایک رات وہ نشے کی حالت میں کہنے لگا کہ تم اپنے محمد کے بارے میں کیا کہتے ہو میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں تو وہ کہنے لگا کہ نعوذ باللہ وہ تو سیاستدان تھا پھر اس نے ابوبکر عمر عثمان اور علی کے بارے میں پوچھا میں نے لاعلمی کا اظہار کیا وہ کہنے لگا کہ ابوبکر ضعیف بے وقعت، عمر سخت دل، عثمان جاہل احمق اور علی جھوٹا تھا انہوں نے کسی کو علم سکھا کر کیوں نہیں دعویٰ کیا کہ اس کے سینے میں علم ہے انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا کہ ایک کو ایک علم دوسرے کو دوسرا علم سکھا دیتے پھر کہنے لگا کہ یہ ساری باتیں جھوٹی ہیں پھر کل اس کو کہا کہ میں نے تم سے جو باتیں کی تھیں انہیں کسی پر ظاہر مت کرنا۔ یہ باتین ابن الجوزی نے ذکر کی ہیں۔

ایک شخص کا قول ہے کہ ترویہ کے دن مسجد حرام میں مطاف میں تھا قرمطی نے میری جانب سے ایک شخص کو قتل کر دیا پھر بلند آواز سے کہنے لگا کہ او گدھے کیا تم اس گھر کے بارے میں نہیں کہتے تھے کہ (جو اس میں داخل ہو گا امن پائے گا) (سورۃ آل عمران آیت ۹۷) یہ امن کہاں گیا میں نے کہا کہ کیا تم میرا جواب سننا چاہتے ہو تو اس نے کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ اللہ نے ارادہ کیا تو ان لوگوں نے اسے امن والا بنا دیا اس کے بعد اس نے اپنے گھوڑے کا رخ بدلا اور چلا گیا۔

بعض نے سوال کیا کہ یہ لوگ اصحاب فیل سے بھی بڑے مجرم تھے اس کے باوجود اللہ نے ان پر عذاب نازل نہیں کیا اور اصحاب فیل پر فی الفور عذاب نازل کر دیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کے ذریعے اس کی عظمت اور شرافت ظاہر کرنا تھا اگر ان پر عذاب نازل نہ کیا جاتا تو لوگوں کے دلوں سے ہمیشہ کے لئے خانہ کعبہ کی عظمت نکل جاتی لیکن قرامطہ کے دور میں تو شریعت نازل ہو چکی تھی اصول وضوابط مقرر ہو چکے تھے اور ہر شخص کے دل میں خانہ کعبہ کی عظمت وشرافت راسخ ہو چکی تھی اس وجہ سے فی الفوران پر عذاب نازل نہیں کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس دن کے لئے ان سے عذاب مؤخر کر دیا جس دن لوگوں کی آنکھیں پتھرانے لگیں گی اور اللہ تعالیٰ کی عادت قدیمہ ہے کہ وہ مجرموں کو پہلے مہلت دیتا ہے ڈھیل دیتا ہے نرمی کرتا ہے پھر ایک مرتبہ (زبردست طریقے سے پکڑتا ہے) (سورۃ القمر آیت ۴۲) جیسا کہ آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب اللہ کی طرف سے پکڑ آتی ہے تو پھر اس کے لئے بچنا مشکل ہوتا ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

تم اللہ کو ظالموں کے اعمال سے غافل نہ سمجھو وہ تو انہیں آنکھیں پتھرا دینے والے دن کے لئے مہلت دے رکھی ہے۔''

(سورۃ ابراہیم آیت ۴۲)

اور یہ بھی فرمایا کہ:

''تم کو کفار کا ملکوں اور شہروں میں الٹ پلٹ کرتے دیکھنا دھوکہ میں نہ ڈال دے کہ یہ تھوڑا سامان ہے پھر تو ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے''۔ (سورۃ آل عمران ۱۹۶، ۱۹۷)

اور فرمایا:

''دنیا میں تھوڑا سا حصہ ہے پھر ہماری طرف انہیں لوٹنا ہے پھر ہم انہیں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ان کے کفر کے بدلے۔''

(سورۃ یونس آیت ۷۰)

اور فرمایا:

''ہم انہیں تھوڑا سا مال دیتے ہیں پھر تو سخت عذاب کا مزہ چکھنے پر ہم انہیں مجبور کر دیں گے''۔ (سورۃ لقمان آیت ۲۴)

اس سال بغداد میں ابوبکر مروزی کے اصحاب اور عام لوگوں کے درمیان قرآن کی آیت جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

''بہت ممکن ہے کہ خدا تمہیں مقام محمود پر پہنچا دے۔'' (سورۃ اسرا آیت ۷۹)

کی تفسیر میں اختلاف پیدا ہوگیا کیونکہ حنابلہ اس آیت کی تفسیر یہ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر آپ کو اپنے ساتھ بٹھائے گا لیکن دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد شفاعت عظمیٰ ہے اوران کے مابین اختلاف اتنا شدت اختیار کرگیا کہ نوبت قتل وغارت تک پہنچ گئی اور دونوں طرف سے لوگ مارے گئے اناللہ وانا الیہ راجعون ۔اور صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ اس سے مراد مقام شفاعت عظمیٰ ہے اور یہی شفاعت لوگوں کے درمیان فیصلہ کے وقت کام آئے گی اور یہی وہ مقام ہے جسے تمام لوگ پسند کرتے ہیں حتیٰ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اور اس پر اولین وآخرین سب لوگ رشک کریں گے۔

اس زمانے میں موصل میں عام لوگوں میں معاش کے مسئلہ میں اختلاف ہوگیا تھا جس کی وجہ سے شر پسندوں نے ہنگامے کئے اور فسادات برپا کئے پھر کچھ دنوں کے بعد یہ فتنہ ختم ہوگیا۔

سال رواں ہی میں بلاد خراسان میں بنی ساسان اور ان کے امیر نصر بن احمد سعید کے درمیان اختلاف ہوگیا تھا۔

اسی سال شعبان میں موصل میں خارجی اور بوار یح میں ایک دوسرے شخص کا ظہور ہوا تھا پھر ان علاقے والوں نے ان کا مقابلہ کر کے انہیں ختم کر دیا تھا۔

اسی زمانے میں مفلح الساجی اور روم کے بادشاہ دمستق کے درمیان مقابلہ ہوا تھا مفلح نے اسے شکست دے کر ارض روم کی طرف دھکیل دیا تھا اور کافی تعداد میں رومیوں کو قتل کیا تھا۔

سال رواں ہی میں بغداد میں تیز آندھی چلی تھی جس میں ارض حجاز کی ریت کی طرح سرخ راکھ تھی جس سے گھر بھر گئے تھے۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال ان لوگوں نے وفات پائی تھی احمد بن حسن بن فرج بن سفیان ابوبکر النحوی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ مذہب کوفیین کے عالم تھے اور ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

**احمد بن مہدی بن رمیم**......کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ عابد زاہد تھے تحصیل علم پر انہوں نے تین لاکھ درہم خرچ کئے تھے اور چالیس سال تک بستر پر نہیں لیٹے تھے۔

حافظ ابونعیم نے ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دن ان کے پاس ایک عورت آکر کہنے لگی کہ میں ایک آزمائش میں مبتلا ہوگئی ہوں یعنی زبردستی مجھ سے کسی نے زنا کرلیا ہے جس سے میں حاملہ ہوگئی اور میں نے اپنا عیب چھپانے کی کوشش کی ہے اس طریقہ پر کہ میں نے لوگوں سے کہا کہ آپ میرے شوہر ہیں اور یہ حمل آپ سے ہے آپ سے درخواست ہے کہ آپ میری پردہ پوشی فرمائیں اور مجھے رسوا نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کی پردہ پوشی فرمائے گا اس عورت کی یہ بات سن کر آپ خاموش ہوگئے۔

انہی کا قول ہے کہ بچے کی پیدائش پر محلّہ کے لوگ اور امام مسجد مجھے مبارکباد دینے کے لئے آئے میں نے بھی ان کے سامنے خوشی کا اظہار کیا اور انہی کے ذریعے دو دینار کی مٹھائی منگا کر انہیں کھلا دی اور میں اس عورت کے پاس ہر ماہ امام مسجد کے ذریعے دو دینار اس بچے کا خرچ بھیجا کرتا تھا دو سال کے بعد اس لڑکے کا انتقال ہوگیا جس کی وجہ سے محلے کو لوگ میرے پاس آکر مجھ سے تعزیت کرنے لگے میں نے بھی ان کے سامنے غم کا اظہار کیا پھر وہ عورت میرے پاس دنانیر ایک تھیلی میں رکھ کر میرے پاس لائی اور مجھے دعا دینے لگی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی پردہ پوشی فرمائے اور آپ کو جزائے خیر عطاء فرمائے یہ آپ کے دنانیر ہیں لہٰذا آپ انہیں رکھ لیں میں نے کہا کہ یہ تو میں نے آپ کے بچے کے لئے دیئے تھے اس کا انتقال ہوگیا اب یہ آپ کی میراث ہے یہ آپ کی ملک ہے اس کا جو چاہے کر اس کے بعد وہ چلی گئی۔اس سال بدر بن ہیثم کا بھی انتقال ہوا تھا۔

**بدر بن الہیثم کے حالات**[۱] ......یہ بدر بن ہیثم ابن خلف بن خالد بن راشد بن ضحاک بن نعمان بن محرق بن نعمان بن منذر ابو القاسم اللخمی القاضی الکوفی ہیں بغداد آئے تھے ابو کریب وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی تھی چالیس سال کے بعد انہوں نے احادیث

---

(۱) تاریخ بغداد ۷/ ۱۰۷، ۱۰۸، العبر ۲/ ۲۹، الوافی بالوفیات ۱۰/ ۹۴

سننا شروع کی تھی یہ ثقہ اور بڑے فاضل تھے اسی سال شوال میں کوفہ میں ایک سو سترہ سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔ اسی سال عبداللہ بن محمد بن عبد العزیز کی وفات ہوئی تھی۔

**عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز کے حالات** (۱)...... یہ عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز ابن المرزبان بن سابور بن شاہنشاہ ابوالقاسم البغوی ہیں جو ابن بنت منیع کے نام سے مشہور تھے سن ۲۱۳ یا ۲۱۴ میں ان کی پیدائش ہوئی تھی ابوعبید القاسم بن سلام کو انہوں نے دیکھا تھا ان سے سماعت حدیث نہیں کی احمد بن حنبل، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین، علی بن جعد، خلف بن ہشام البذار سے احادیث سنی تھی اور ان کے پاس ایک جز تھا جسے انہوں نے معین سے سنا تھا موسیٰ بن ہارون نے اس سے لے کر دجلہ میں پھینک دیا تھا اور کہنے لگے کہ انہوں نے تین راویوں کی روایتوں کو جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے حالانکہ ستاسی شیوخ سے یہ احادیث نقل کرنے میں منفرد تھے یہ ثقہ حافظ مضبوط عالم تھے حفاظ حدیث سے انہوں نے روایتیں کی تھیں ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

موسیٰ بن ہارون الحافظ کا قول ہے کہ ابن بنت منیع ثقہ صدوق تھے ان سے کہا گیا کہ کچھ لوگ ان پر اعتراضات کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ ان کے حاسدین میں سے ہیں اس لئے کہ ابن بنت منیع تو حق کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد کی احادیث صحیح میں شمار ہوتی ہیں دارقطنی کا قول ہے کہ بہت کم حدیث کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے اور جب کوئی حدیث کے بارے میں رائے کا اظہار کرتے تو ان کی بات ایسی مضبوط ہوتی ہے جیسے ساج کی لکڑی میں کیل گاڑ دی جاتی ہے۔

کامل میں ابن عدی نے ان پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے کچھ ایسی حدیثیں بیان کی ہیں کہ جن پر میں نے اعتراض کیا ہے اور انہیں حدیث وتصنیف میں معرفت حاصل تھی۔ ابن الجوزی نے ابن عدی کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ ابن بنت منیع کی وفات اسی سال عیدالفطر کے موقع پر ایک سو تین سال چند ماہ کی عمر میں ہوئی تھی اس کے باوجود ان کی سماعت بصارت صحیح تھی دانت بھی ختم نہیں ہوئے تھے اور اس وقت بھی یہ باندیوں سے جماع کرتے تھے بغداد میں ان کی وفات ہوئی اور باب تبن نامی قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے۔

محمد بن ابی الحسین بن محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ابن ابی سعد سے مشہور تھے بغداد آ کر انہوں نے محمد بن عبداللہ الانصاری سے احادیث بیان کی تھیں پھر ان سے ابن المظفر نے احادیث بیان کی تھیں یہ ثقہ وثبت حفظ واتقان کی صفت کے ساتھ متصف تھے انہوں نے دس سے زائد احادیث پر اعتراض کیا ہے یہ بھی اسی سال مکہ مکرمہ میں قرامطہ کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ الکعبی متکلم کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**الکعبی المتکلم کے حالات** (۲)...... یہ ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن محمود البلخی المتکلم ہیں جو قبیلہ کعب کی طرف منسوب ہیں اور معتزلہ کے مشائخ میں سے ہیں کعبیہ جماعت بھی انہی کی طرف منسوب ہے۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ کبار متکلمین میں سے تھے اور علم الکلام میں ان کے کچھ مخصوص مسائل تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا ان کے نزدیک اللہ کے افعال بلا اختیار ومشیت صادر ہوتے ہیں۔

میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بات قرآن کی مختلف نصوص کے مخالف ہے اللہ نے فرمایا:

''تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جیسا پسند کرتا ہے''۔ (سورۃ القصص آیت ۶۸)

اور اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ:

''اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ لوگ ایسا نہ کرتے''۔ (سورۃ الانعام آیت ۱۱۲، ۱۳۷)

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۳۷، ۷۴۰ تاریخ بغداد ۱۰/ ۱۱۱، ۱۱۷

(۲) تاریخ بغداد ۹/ ۳۸۴ شذرات الذہب ۲/ ۲۸۱ العبر ۲/ ۱۷۶ لسان المیزان ۳/ ۲۵۵، ۲۵۶

اور یہ بھی فرمایا:

''اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دیتے'' (سورۃ السجدہ آیت ۱۳)

اور یہ بھی کہا کہ:

''اگر ہم چاہتے کہ ہم گاؤں والوں کو ہلاک کر دیں تو ان کے ساتھ زیادتی کرنے والوں کو حکم دیتے''۔ (سورۃ الاسراء آیت ۱۶)

ان کے علاوہ بھی ایسی باتیں ہیں جو بدیہی ہیں اور عقل کے موافق ہیں۔

## واقعات ۳۱۸ھ

اسی سال مقتدر نے اپنے وزیر ابوعلی بن مقلہ کو دو سال چار ماہ کے بعد وزارت سے معزول کر دیا تھا اور اس کی جگہ سلیمان بن حصن بن مخلد کو وزیر مقرر کیا تھا اور علی بن عیسیٰ کو معاون بنا دیا تھا۔

سال رواں ہی میں جمادی الاولیٰ میں ابوعلی مقلہ کے گھر آگ لگ گئی تھی جس کے بنانے پر اس نے ایک لاکھ درہم خرچ کئے تھے لوگوں نے اس کی لکڑی لوہا شیشہ سب کچھ لوٹ لیا تھا اور خلیفہ نے بھی اس پر دو لاکھ دینار جرمانہ مقرر کیا تھا۔

اسی زمانے میں خلیفہ مقتدر نے دار الخلافہ میں رہنے والے لوگوں کو دار الخلافہ سے نکال دیا تھا کیوں کہ انہوں نے مقتدر کی واپسی پر خلیفہ کے خلاف بہت زیادہ باتیں کرنا شروع کر دی تھیں کہ جو ظالم کی مدد کرے گا اللہ اس کو اس پر مسلط کر دے گا اور چھت پر گدھے کو چڑھانے والا اس کو چھت سے اتار نہیں سکے گا۔

ان باتوں کی وجہ سے خلیفہ نے ان کو جلاوطن کر دیا تھا اور جو زبردستی رہ گئے تھے ان کو سزا دی تھی اور ان کے اکثر رشتہ داروں کے گھر جلا دیئے تھے اور ان کی بعض عورتوں اور بچوں کو بھی جلا دیا تھا اور ان کو ذلیل کر کے بغداد سے نکال دیا گیا پھر وہ لوگ واسط چلے گئے اور وہاں پر انہوں نے لوٹ مار کی اور اس کے نائب حاکم کو نکال دیا خلیفہ نے ان سے مقابلہ کے لئے مؤنس الخادم کو مقرر کیا اس نے ان پر سخت حملہ کر کے ان کے کافیوں کو قتل کر دیا اور باقیوں کو وہاں سے نکال باہر کیا اور ان کی قوت وطاقت کو بالکل ختم کر دیا۔

اس سال خلیفہ نے ناصر الدولہ بن حمدان کو موصل سے معزول کر کے اس کی جگہ اس کے دو چچاؤں اور حمدان کے بیٹوں سعید اور نصر کو مقرر کیا تھا اور خود اس کو دیار ربیعہ، نصیبین، سنجار، خابور، راس العین، میافارقین اور اردن کا والی مقرر کیا تھا اور اس سلسلہ میں خلیفہ کے پاس بھیجنے کے لئے اس پر کچھ ٹیکس بھی لگایا تھا۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں بلاد بوارتج میں صالح بن محمود نامی شخص کا ظہور ہوا تھا بنی مالک کی ایک جماعت نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی پھر اس نے سنجار جا کر اس کا محاصرہ کر لیا تھا چنانچہ اس نے اس میں داخل ہو کر لوگوں کے اموال لوٹ لئے تھے اور پھر لوگوں کو خطبہ دیا تھا جس میں انہیں نصیحتیں کی تھیں ان میں سے چند نصیحتیں یہ ہیں ہم شیخین کی ولایت تسلیم کرتے ہیں اور حسنین سے برات کا اظہار کرتے ہیں اور مسح علی الخفین کے ہم قائل نہیں ہیں پھر اس نے زمین میں خوب فساد برپا کیا بالآخر نصر بن حمدان نے اس کا مقابلہ کر کے اس کے دونوں لڑکوں سمیت گرفتار کر لیا اور اسے بغداد لایا جس کی وجہ سے اس کی بڑی شہرت ہوئی تھی۔

ایک دوسرے شخص کا بلاد موصل میں ظہور ہوا تھا ایک ہزار افراد نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اہل نصیبین نے اس کا محاصرہ کر کے اس کا مقابلہ کیا لیکن ان میں سے تین سو قتل کر کے ایک ہزار کو قیدی بنا لیا پھر ان کو فروخت کر دیا اور اہل نصیبین سے چار لاکھ دینار وصول کئے بالآخر ناصر الدولہ نے ان کا مقابلہ کر کے اس کو گرفتار کر لیا اور اسے بغداد بھیج دیا سال رواں ہی میں خلیفہ نے اپنے لڑکے ہارون کو خلعت دے کر فارس کرمان بجستان مکرمات کا نائب حاکم بنایا تھا اور وزیر اور لشکر اس کے ساتھ گیا تھا اسی طرح اپنے دوسرے لڑکے ابی العباس الراضی کو خلعت دے کر بلاد مغرب، مصر شام کا نائب

حاکم بنادیا تھا مؤنس الخادم کو اس کی ضروریات کا نگہبان بنادیا تھا۔

اسی سال عبدالسمیع بن ایوب بن عبدالعزیز الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا تھا اور لوگ قرامطہ سے حفاظت کے لئے اپنے ساتھ ڈھال اور خود لے گئے تھے۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں کی وفات ہوئی تھی احمد بن اسحاق نے اسی سال وفات پائی تھی۔

**احمد بن اسحاق کے حالات** [1] ......یہ احمد بن اسحاق بن البہلول بن حصان بن ابی سنان ابوجعفر التنوخی القاضی الحنفی العدل الثقۃ الرضی ہیں۔تمام علوم کے ماہر تھے انہوں نے بہت زیادہ احادیث کا سماع کیا ہے ابی کریب سے انہوں نے صرف ایک حدیث روایت کی تھی۔یہ نحو کے عالم، عربی میں فصیح اور بڑے عمدہ شاعر تھے۔اچھے فیصلے کرنے والے تھے۔

ان کا ایک واقعہ ہے کہ ایک بار مقتدر کی والدہ نے کوئی چیز وقف کی تھی انہوں نے اس وقف نامے کی ایک کاپی سرکاری دفتر میں اپنے پاس رکھ لی تھی بعد میں ام مقتدر نے اس وقف کو ختم کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے پاس پیغام بھیجا کہ اس وقف نامے کی کاپی لے کر آئیں چنانچہ یہ پردہ کے پیچھے ان کے پاس گئے اور ان کا مقصد سمجھ گئے اور ان سے کہنے لگے کہ آپ کا جو ارادہ ہے اس پر عمل اس وقت ہوسکتا ہے کہ آپ مجھے معزول کر کے میری جگہ کسی اور کو حاکم بنادیں کیوں کہ میں اس وقت مسلمانوں کا خازن ہوں دوسری صورت یہ ہے کہ آپ اپنا ارادہ ترک کردیں باقی میرے حاکم رہنے کی صورت میں یہ نہیں ہوسکتا ام مقتدر نے مقتدر سے شکایت کی مقتدر نے ان سے بات چیت کی تو انہوں نے وہی جواب دیا مقتدر نے والدہ سے کہا کہ دیکھو اس کو اس سے کوئی مطلب نہیں اور بلاوجہ اس کو تنگ کرنا بھی صحیح نہیں۔مقتدر کی والدہ کی سمجھ میں بات آگئی اور اس نے اپنا ارادہ ترک کردیا جس پر خلیفہ نے کہا کہ جو شخص اللہ کے معاملات کو مخلوق کے معاملات پر مقدم رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیں گے اور اسے بہترین رزق عطا فرماتے ہیں۔اس سال چوراسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔یحییٰ بن محمد بن صاعد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**یحییٰ بن محمد بن صاعد کے حالات** [2] ......یہ یحییٰ بن محمد بن صاعد ابو محمد ہیں جو ابن ابی جعفر المنصور کے آزاد کردہ غلام تھے۔طلب حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر اختیار کئے تھے یہ کبار حفاظ اور روایت کے شیوخ میں سے تھے۔اکابرین کی ایک جماعت نے ان سے احادیث لکھی تھیں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں جو ان کی فقاہت وسمجھ پر دلالت کرتی ہیں۔ستر سال کی عمر میں کوفہ میں انہوں نے وفات پائی۔الحسن بن علی بن احمد بن بشار بن زیاد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**الحسن بن علی بن احمد کے حالات** [3] ......یہ حسن بن علی بن احمد بن بشار بن زیاد ہیں جو ابن العلاف الضریر النہروانی سے مشہور تھے۔یہ مشہور شاعروں میں سے تھے اور معتضد کے قصہ گوؤں میں سے تھے۔ان کا ایک مرثیہ ہے جو انہوں نے اپنی بلی کی وفات پر کہا تھا جسے ان کے پڑوسیوں نے کبوتر کے بچے کو گھونسلوں سے اٹھا کر کھانے کی وجہ سے ماردیا تھا اور اس مرثیہ میں ادب وحکمت کی بہت سی باتیں ہیں۔

بعض نے کہا کہ اس مرثیہ میں انہوں نے بلی سے مراد معتز کو لیا ہے لیکن واضح طور پر ان کا نام نہیں لیا ہے اس لئے کہ یہ معتز کا قاتل تھا اور یہ مرثیہ ۶۵ شعروں پر مشتمل ہے جس کے اول شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ:

اے میری پیاری بلی! تو مجھ سے جدا ہونے کے بعد واپس نہیں آئی حالانکہ میں تجھے اپنے بچوں کے برابر سمجھتا تھا۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۴/ ۳۰، ۳۴ شذرات الذہب ۲/ ۲۸۶ العبر ۲/ ۱۷۱ الوافی بالوفیات ۶/ ۲۳۵، ۲۳۶

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۷۶، ۷۷۸ تاریخ بغداد ۱۴/ ۲۳۱، ۲۳۲

(۳) تاریخ بغداد ۷/ ۳۷۹، ۳۸۰ شذرات الذہب ۲/ ۲۷۷، ۲۷۹

# واقعات ۳۱۹ھ

اس سال محرم میں حجاج حج سے فارغ ہو کر بغداد سے لوٹے تھے اس سال ایک بڑے لشکر کے ساتھ مؤنس الخادم بھی حج پر گیا تھا جس کی وجہ سے لوگ بڑے خوش ہوئے تھے اور انہوں نے بغداد کو سجایا تھا اور مؤنس کے لئے خیمے لگائے تھے۔

مؤنس الخادم کو راستے میں پتہ چلا کہ قرامطہ ان کے آگے آگے جا رہے ہیں اس لئے وہ لوگوں کو عام راستے سے ہٹا کر کئی روز تک گھاٹیوں اور جھاڑیوں میں چلتا رہا اور لوگوں نے ان راستوں میں عجیب وغریب مناظر کا مشاہدہ کیا۔ ایک لانبی نہر دیکھی اور بہت سے لوگوں کے چہروں کو مسخ شدہ دیکھا۔ ایک عورت وتنور پتھر بن چکے تھے اور مؤنس نے یہاں سے چند چیزیں بھی اٹھائی تھیں تا کہ انہیں دیکھ کر خلیفہ ان کی باتوں کی تصدیق کرے۔ یہ باتیں ابن الجوزی نے منتظم میں ذکر کی ہیں بعض نے کہا کہ ہے کہ یہ قوم ثمود عاد یا شعیب کے کھنڈرات تھے۔

اس سال مقتدر نے ایک سال دو ماہ نو ایام بعد اپنے وزیر سلیمان بن حسن کو وزارۃ سے معزول کر کے اس کی جگہ ابوالقاسم عبداللہ بن محمود الکلوذانی کو مقرر کیا تھا پھر دو ماہ تین ایام کے بعد اسے بھی معزول کر دیا تھا پھر اس کی جگہ حسین بن قاسم کو وزیر بنایا اس کو بھی معزول کر دیا۔

اسی زمانے میں خلیفہ اور مؤنس الخادم کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے کیوں کہ خلیفہ نے محاسبی کے عہدہ پر محمد بن یاقوۃ کو مقرر کیا تھا جو پولیس افسر بھی تھا مؤنس الخادم کی رائے یہ تھی کہ اس پر علماء اور قاضی ہوں نہ پولیس افسر کیوں کہ ان میں اس کی بالکل صلاحیت نہیں ہے اور ان دونوں کے درمیان اختلافات جاری رہے حتیٰ کہ خلیفہ نے اسے محاسبین اور پولیس دونوں عہدوں سے معزول کر دیا تب جا کر ان میں صلح ہو گئی پھر اسی سال ذی الحجہ میں ان کے درمیان اختلافات اتنے شدید ہو گئے کہ مقتدر کے قتل تک نوبت پہنچ گئی۔ اسی سال طرطوس کے حاکم ثمل نے رومیوں پر سخت حملہ کر کے کافی رومیوں کو قتل کر دیا اور تین ہزار کے قریب گرفتار کر لئے اور کافی سارا مال غنیمت سونا چاندی کی صورت میں حاصل کیا پھر دوسری بار اسی طرح سخت حملہ کیا۔ ابن الدیرانی ارمنی نے روم کے بادشاہ کو خط کے ذریعہ مسلم شہروں پر حملہ کے لئے ابھارا اور ساتھ ہی اپنی طرف سے مدد کا وعدہ بھی کیا۔

چنانچہ رومی ایک بڑا لشکر لے کر مسلم شہروں میں داخل ہو گئے اور ارمنی کی طرف سے کمک بھی ان کے پاس پہنچ گئی مسلمانوں کی طرف سے یوسف بن ابی ساج کا غلام مفلح (جو آذربائیجان کا نائب حاکم تھا) ایک لشکر جرار کے ساتھ ان کے مقابلے کے لئے نکلا اور اولاً اس نے ابن الدیرانی کے شہر کا قصد کیا اور ایک لاکھ کے قریب وہاں کے باشندے ہلاک کر دیئے اور کافیوں کو گرفتار کر لیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر لیا اور وہیں کسی قلعے میں بند ہو کر رومیوں کو بلوایا چنانچہ انہوں نے شمیشاط پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ جس کی وجہ سے وہاں کے باشندوں نے موصل کے نائب حاکم سعید بن حمدان سے مدد طلب کی، چنانچہ وہ ان کی مدد کے لئے اسی وقت پہنچ گیا اور رومی اس کو فتح کرنے والے تھے جیسے ہی رومیوں کو اس کی آمد کا پتہ چلا تو وہ فوراً وہاں سے بھاگے اور ملیطہ میں لوٹ مار کرتے ہوئے ناکام اپنے شہروں کو لوٹے اور ان کے ساتھ بغدادی باشندہ ابن نفیس بھی تھا جس نے نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا اور واپس جاتے ہوئے بھی ابن حمدان نے ان کا پیچھا کرتے ہوئے کافیوں کو قتل کر دیا تھا اور کچھ کو گرفتار کر لیا تھا اور مال غنیمت بھی حاصل کیا تھا۔

ابن الاثیر کا قول ہے کہ اسی سال شوال میں بہت بڑا سیلاب آیا تھا حتیٰ کہ تکریت کے بازاروں میں سولہ ہاتھ پانی چڑھ گیا تھا اور اس کی وجہ سے چار سو گھر غرق ہو گئے تھے اور بے شمار مخلوق ہلاک ہوئی تھی حتیٰ کہ نصرانی اور مسلمان اکٹھے دفن کئے گئے تھے اور دونوں میں فرق کرنا مشکل ہو گیا تھا اور لوگوں نے سمجھ لیا تھا کہ قیامت آ چکی ہے پھر اللہ نے بارش کے ذریعے اس کا سدباب کیا۔

**خواص کی وفات** ...... خواص میں سے اس سال وفات پانے والے یہ لوگ تھے حسین بن عبدالرحمٰن کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ یہ شام کی سرحدوں کے قاضی اور ابن الصابونی سے مشہور تھے۔ ثقہ، ماہر وعالم تھے بغداد آئے تھے اور وہاں پر احادیث بیان کی تھیں۔

**علی بن حسین بن حرب بن عیسیٰ** ...... ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ایک طویل زمانے تک مصر کے قاضی رہے یہ ثقہ عالم تمام

قاضیوں میں سب سے زیادہ عادل اور اچھے تھے مذہب ابی ثور پر انہوں نے فقہ حاصل کی تھی۔ طبقات شافعیہ میں ہم نے ان کا تذکرہ کر دیا ہے انہوں نے از خود سن ۳۱۱ھ میں قضاۃ سے استعفیٰ دے دیا تھا اس کے بعد وفات تک بغداد ہی میں رہے اور پھر بغداد ہی میں اسی سال ماہ صفر میں وفات پائی ابو سعید الاصطخری نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے گھر میں انہیں دفن کیا۔

دارقطنی کا قول ہے کہ ابو عبدالرحمٰن نسائی نے اپنی صحیح میں ان سے احادیث لی ہیں شاید ان سے ۲۰ سال قبل ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن فضل بن عباس ابو عبداللہ البلخی الزاہد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان کے بارے میں منقول ہے کہ چالیس سال تک انہوں نے خواہش نفس کی پیروی نہیں کی اور اللہ کی مرضی کے خلاف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اور تیس سال تک فرشتوں کو گناہ لکھنے کا موقع نہیں دیا۔

محمد بن سعد بن ابو حسین الوراق کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ابو عثمان نیسا پوری کے یہ ساتھی ہیں یہ بہت بڑے فقیہ تھے اور معاملات پر گفتگو کیا کرتے تھے ان کے عمدہ کلام میں سے ہے کہ بدنظری سے بچنے والے کی زبان پر اللہ تعالیٰ ایسی حکمت کا کلمہ جاری فرمائے گا جس سے سامعین راہ راست پر آ جائیں گے اور شبہات سے پرہیز کرنے والے دل کو اللہ تعالیٰ ایسا روشن کرے گا کہ اللہ کی مرضی پر اس کے لئے چلنا آسان ہو جائے گا۔

یحیٰی بن عبداللہ بن موسیٰ ابو زکریا الفارسی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے مصر میں ربیع بن سلیمان سے احادیث لکھی تھیں یہ ثقہ عادل تھے احکام سے واقف تھے۔

## واقعات ۳۲۰ھ

اسی سال مقتدر باللہ کے قتل کا واقعہ پیش آیا تھا کیوں کہ مؤنس الخادم خلیفہ سے ناراض ہو کر شان و شوکت حشم و خدم کے ساتھ بغداد سے موصل کا ارادہ کر کے چلا گیا تھا اور راستے ہی سے اپنے غلام یسریٰ کو حالات دریافت کرنے کے لئے مقتدر کے پاس بھیجا اور اس کو مقتدر کے نام ایک خط بھی دیا جس میں اس نے مقتدر سے ناراضگی کی وجوہات بیان کی تھیں جب وہ غلام بغداد پہنچا تو خلیفہ کے وزیر نے (جو مؤنس کا سخت مخالف تھا) اس سے خط کا مطالبہ کیا اس نے یہ کہہ کر کہ وہ خلیفہ کے نام ہے دینے سے انکار کر دیا پھر اس وزیر نے اسے اپنے سامنے بٹھا کر کہا کہ اس خط کا مضمون میرے سامنے بیان کر، اس نے کہا کہ امیر کی جانب سے اس بات کی اجازت نہیں ہے وزیر نے اس سے وہ خط چھین کر اس کو اور اس کو گالی دی اور اس کو مارنے کا حکم دیا اور تین لاکھ جرمانہ اس سے وصول کیا اور اس کی مؤنس الخادم اور اس کے تمام ساتھیوں کی جائدادیں لوٹنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے مقتدر کے پاس اس کا مرتبہ بڑھ گیا اور عمید الدولہ کا اس کو لقب دیا گیا اور دراہم و دنانیر پر اس کا نام لکھ دیا اور اسے کافی اختیارات سونپ دیئے جس کی وجہ سے اس نے کافی لوگوں کو ان کے عہدوں سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ اپنے پسندیدہ افراد کو بھرتی کیا اور پرانے لوگوں سے تعلقات ختم کر کے نئے لوگوں سے تعلقات قائم کر لئے اور کچھ عرصہ تک خوب خوش رہا اور ہارون بن عریب اور محمد بن یاقوت کو بلوا کر انہیں مؤنس کی وزارت کی پیش کش کی۔

دوسری جانب مؤنس ایک نئی راہ قائم کر کے موصل میں داخل ہوا اور امراء عرب سے کہنے لگا خلیفہ نے مجھے موصل اور دیار عرب کا والی بنایا ہے چنانچہ لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد اس کے ساتھ ہو گئی اور اس نے بھی ان پر خوب اموال خرچ کئے اور ویسے بھی ان کے درمیان پرانے تعلقات تھے۔

اس موقع پر مقتدر کے وزیر نے موصل کے موجودہ والی حمدان کو مؤنس سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ تیس ہزار کا لشکر لے کر اس کے مقابلہ کے لئے نکلے مقتدر بھی اپنے آٹھ سو ساتھیوں کے ہمراہ مقابلہ کے لئے نکلا اور ان کا مقابلہ کر کے مؤنس نے ان کو شکست دے دی اور مؤنس کا صرف ایک آدمی داؤد نامی مارا گیا جسے بچپن میں مؤنس نے پالا تھا اور جو بہت بہادر تھا اس کے بعد مؤنس موصل میں داخل ہوا تو چاروں طرف سے لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی حتیٰ کہ اس کا ایک بہت بڑا لشکر تیار ہو گیا اور وزیر مذکور کو خلیفہ نے معزول کر کے اس کی جگہ فضل بن جعفر بن فرات کو مقرر کیا جو مقتدر کا سب سے آخری خلیفہ تھا۔

مؤنس نو ماہ موصل میں ٹھہرنے کے بعد ماہ شوال میں ایک بڑے لشکر کے ساتھ خلیفہ مقتدر سے اپنی فوج کی تنخواہ لینے کے ارادے سے بغداد کی طرف چلا اور مقدمۃ الجیش کے طور پر کچھ لوگوں کو آگے بھیج دیا اور مؤنس نے باب شماسیہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور ابن یاقوت اور ہارون بن عریب بادل نخواستہ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور انہوں نے خلیفہ سے کہا کہ فوجیوں کی تنخواہ کے لئے اپنی والدہ سے قرض لیں انہوں نے کہا کہ میری والدہ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور خلیفہ نے واسط فرار ہونے کا ارادہ کیا اور یہ کہ بغداد کو اس وقت مؤنس الخادم کے حوالے کر دیا جائے جب حالات معمول پر آجائیں گے تو واپس آجاؤں گا لیکن ابن یاقوت نہیں مانا اور اس نے مؤنس سے مقابلے کا مشورہ دیا اس لئے کہ جب لوگ اسے دیکھیں گے کہ خلیفہ خود میدان میں نکل آیا ہے تو مؤنس کو چھوڑ کر خلیفہ کے پاس آجائیں گے۔

بادل نخواستہ خلیفہ سوار ہو کر اس حال میں کہ اس کے سامنے فقہاء تھے اور ان کے ساتھ کھلے ہوئے قرآن پاک تھے۔ خلیفہ نے چادر ڈالی ہوئی تھی اور عوام اس کے ارد گرد تھی میدان جنگ سے بہت دور ٹھہر کر اس نے اعلان کرایا کہ مقتول کا سر لانے والے کے لئے پانچ اور زندہ گرفتار کر کے لانے والے کے لئے دس درہم ہیں پھر ابن یاقوت نے امراء کو اس کے پاس بھیجا کہ خلیفہ کو میدان میں نکلنے پر مجبور کیا جائے چنانچہ انہوں نے جا کر اس سے بات کی تو اس نے انکار کر دیا لیکن پھر اصرار کرنے پر مجبوراً میدان میں نکلا کچھ دیر کے بعد ہی تمام لشکر شکست کھا کر بھاگنے لگا اور خلیفہ کی طرف انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔

اور مؤنس کے امراء میں سے علی بن بلیق نے خلیفہ کو پکڑ لیا اور اس کو بوسہ دے کر کہا کہ اللہ اس کا برا کرے جس نے آپ کو نکلنے پر مجبور کیا پھر اس کو اپنی قوم کے حوالے کر دیا انہوں نے اس پر ہتھیار اٹھا لئے اس نے کہا کہ میں تمہارا خلیفہ ہوں تمہیں معلوم نہیں انہوں نے کہا کہ آپ ابلیس کے خلیفہ ہیں آپ نے یہ اعلان نہیں کرایا کہ مقتول کا سر لانے والے کے لئے پانچ اور زندہ لانے والے کے لئے دس درہم ہیں پھر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ زمین پر گر پڑا پھر دوسرے نے اس کو ذبح کر دیا اور اس کا سارا سامان لوٹ لیا حتیٰ کہ اس کی شلوار بھی، اور اسے بالکل ننگا کر کے چھوڑ گئے کسی دوسرے شخص نے گھانس کے ذریعے اس کا ستر ڈھانپ دیا پھر اسے وہیں دفن کیا گیا اور اس کے نشانات مٹا دیئے گئے اور مغاربہ مقتدر کے سر کو لکڑی پر اٹھا کر لے جا رہے تھے اور اس پر لعنت کر رہے تھے۔

جب وہ اسے لے کر مؤنس الخادم کے پاس پہنچے تو وہ اس وقت موجود نہیں تھا جب اس نے مقتدر کے سر کو دیکھا تو اپنے سر و چہرہ پر تھپڑ مارنے لگا اور کہنے لگا کہ تم ہلاک ہو میں نے تم کو اس کا حکم نہیں دیا تھا اور قسم بخدا ہم سب قتل کئے جائیں گے پھر وہ سوار ہو کر دار الخلافہ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تاکہ اسے لوٹا نہ جائے اور عبدالواحد بن مقتدر، ہارون بن عریب اور رائق کے بیٹے مدائن کی طرف بھاگ گئے اور مؤنس کا یہ اقدام لوگوں کے لئے اپنے علاقے میں خلیفہ بننے اور امور خلافت کمزور ہونے کا سبب بنا تھا اور کچھ باتیں مقتدر کی طرف سے امور خلافت کمزور ہونے کا سبب بنی تھیں جیسے کہ فضول خرچی، عورتوں کی باتیں ماننا وزراء کو بار بار معزول کرنا حتیٰ کہ کہا گیا کہ خرافات میں اس نے آٹھ کروڑ روپے خرچ کئے تھے۔

**مقتدر باللہ کے حالات** [1] ...... یہ جعفر بن احمد المعتضد باللہ احمد بن ابی احمد الموفق بن جعفر المتوکل علی اللہ بن محمد المعتصم بن ہارون الرشید امیر المؤمنین العباسی ہیں ان کی کنیت ابوالفضل تھی ان کی ولادت سن ۲۸۲ھ ۲۲ رمضان بروز شب جمعہ ہوئی تھی لوگوں نے ان کے بھائی المکتفی باللہ کے بعد ۲۹۵ھ سولہ ذیقعد بروز اتوار ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی تھی اور اس وقت ان کی عمر تیرہ سال ایک ماہ کچھ ایام تھی اس وجہ سے سن ۲۳۶ھ میں فوجیوں نے کم عمری اور عدم بلوغت کی وجہ سے انہیں خلافت سے معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن معتز لہ کو خلیفہ بنانے کی کوشش کی تھی لیکن ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا اور دوسرے ہی دن معاملہ درہم برہم ہو گیا تھا۔

اس کے بعد سن ۳۱۷ھ میں پھر انہیں خلافت سے معزول کر کے اس کے بھائی محمد قاہر کو خلیفہ بنایا تھا لیکن ان کی خلافت دو دن سے زیادہ نہیں چل سکی تھی پھر دوبارہ مقتدر ہی کو خلیفہ بنایا گیا تھا جیسا کہ پہلے بھی اس کا بیان ہو چکا۔

مقتدر درمیانہ قد خوبصورت چہرہ اور آنکھوں والا تھا اس کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا بہترین بالوں والا گول چہرہ تھا چہرے میں سرخی

(۱) تاریخ بغداد ۲۱۳/۷، ۲۱۹ شذرات الذہب ۲۸۴/۲، ۲۸۵

تھی حسن اخلاق کا مالک تھا اس کے سر اور کنپٹیوں کے بال سفید ہو چکے تھے۔ بہت زیادہ سخی تھا عمدہ عقل، بہترین سوچ و سمجھ کا مالک تھا بڑا ذہین تھا بہت زیادہ پردوں میں رہنے والا تھا اور بہت زیادہ خرچیلا تھا خلافت امور سیاست کی رسومات میں اس نے بہت اضافہ کیا تھا حالانکہ ہر زیادہ ہونے والی چیز بالآخر کم ہوتی ہے۔

اس کے گھر میں گیارہ ہزار صقالبہ فارس روم سوڈانی کے علاوہ خصی غلام تھے اس کا ایک گھر دارالشجرہ کے نام سے تھا جس میں عورتیں اور دیگر تفریح کا سامان تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ایک روز مقتدر جنگی جہاز پر سوار تھا اسے بھوک لگ گئی جس کی وجہ سے اس نے کھانا منگوایا لیکن اس میں دیر ہو گئی تو اس نے ملاح کو کہا کہ تم پر افسوس ہے کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے اس نے کہا کہ ہاں ہے وہ اتنے میں بکری کے بچے کا بھنا ہوا گوشت اور بہترین روٹی اور کچھ نمکین کھانا لایا خلیفہ کو وہ کھانے بہت پسند آئے پھر ملاح سے کہنے لگا کہ کوئی میٹھی چیز ہے؟ اس لئے کہ جب تک میں میٹھی چیز نہ کھاؤں تو میں سیر نہیں ہوتا انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کھجوروں کا حلوہ ہماری محنت کا پھل ہے اس نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

پھر کھانا لایا گیا اس میں سے بھی اس نے کچھ کھایا پھر میٹھا پیش کیا گیا اس میں سے اس نے خود بھی کھایا اور ملاحوں کو بھی کھلایا اور یہ حکم جاری کیا کہ روزانہ جنگی جہاز میں دو سو درہم کا کھانا تیار کیا جائے اگر میں آجاؤں تو فبہا ورنہ ملاح اسے کھالیں اور یہ سلسلہ چند سالوں تک رہا لیکن اس کے بعد دوبارہ خلیفہ کو اس میں سفر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

مقتدر کے بعض خدام نے اس کے لڑکے کی رسمِ تطہیر (ختنہ) کرنے کا ارادہ کیا اس کے لئے زبردست طریقے سے تیاریاں ہوئیں اور مقتدر کی والدہ سے چاندی کی اس بستی کا مطالبہ کیا گیا جسے اس نے اپنے بیٹے کی رسم تطہیر کے موقع پر تیار کیا تھا تاکہ عوام بھی اس کی زیارت کریں۔ اپنے بیٹے کی وجہ سے مقتدر کی والدہ نے از راہِ شفقت اس بستی کو ان کے حوالے کر دیا یہ بستی چاندی کی بنی ہوئی تھی حتیٰ کہ اس میں جانور گھوڑے پرندے کھیت گائیں اور ایک بستی کے جملوازمات ہوتے ہیں وہ سب کے سب چاندی کے تھے اور اس نے حکم دیا کہ میرا دسترخوان اس گھر سے اس گھر میں منتقل کر دیا جائے اور کھانے میں صرف تازہ مچھلی ہو چنانچہ تین سو دینار کی تازہ مچھلی خریدی گئی اور مقتدر کے دسترخوان کا خرچہ ایک وقت کا پندرہ سو درہم تھا اور یہ سارا مقتدر کی جانب سے ہوتا تھا۔

مقتدر کثرت سے صدقہ کرنے والا اہل حرمین اور علماء کا بہت زیادہ خیال رکھنے والا تھا صوم وصلاۃ اور عبادت کا بہت زیادہ عادی تھا لیکن شہوت پرست باندیوں کی بات ماننے والا اور وزراء کو جلد معزول کرنے والا اور جلدی رنگ بدلنے والا تھا اور آخر تک اس کی یہ عادت نہیں بدلی تھی حتیٰ کہ اپنے خادموں کے ہاتھ قتل ہوا پس اسی سال ۲ شوال کو باب شماسیہ کے قریب قتل کیا گیا اور اس کی خلافت کل ۲۴ برس ۱۱ ماہ ۱۴ یوم رہی۔ گزشتہ خلیفوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ اس نے حکومت کی۔

**قاہر باللہ کی خلافت کا بیان**[1]...... مقتدر کے قتل کے بعد مؤنس الخادم کی دلی خواہش اس کی ماں کی خاطر یہ تھی کہ اس کے بیٹے ابوالعباس کو خلیفہ بنا دیا جائے لیکن امراء نے اس کی مخالفت کی حتیٰ کہ ابو یعقوب اسحاق بن اسماعیل نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہم ایک بچے کے ہاتھ بیعت کر لیں جس کی والدہ اور خالائیں زندہ ہیں وہ ان کے مشورہ پر چلے گا پھر انہوں نے مقتدر کے بھائی معتضد کو بلوایا اور قاضی امراء اور وزراء نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور قاہر باللہ اس کا لقب رکھ دیا اور ۲۸ شوال جمعرات کی صبح کو یہ ہوا۔

قاہر نے خلیفہ بننے کے بعد ابوعلی بن مقلہ ابوجعفر محمد بن قاسم بن عبداللہ ابوالعباس خصیبی کو یکے بعد دیگرے وزیر بنایا اور مقتدر کے ساتھی اور ان کی اولاد سے باز پرس اور ان پر جرمانے لگانے شروع کئے اس وقت مقتدر کی والدہ استسقاء کے مرض میں مبتلا تھی اور لڑکے کو بیدردی سے قتل کئے جانے کی وجہ سے سخت اذیت میں تھی اور کئی روز تک اس نے کچھ نہیں کھایا تھا پھر دوسری عورتوں کے اصرار پر کچھ کھانا شروع کیا تھا لیکن ان سب باتوں کے باوجود قاہر باللہ نے اس کو بلوایا اور اس سے اس کے مال کے بارے میں پوچھنے لگا اس نے اتنے مال کا اظہار کیا جتنا مال عورتوں کے پاس عام طور پر

(۱) تاریخ بغداد ۱/ ۳۲۹ ۳۴۰ شذرات الذهب ۲/ ۳۴۹، ۳۵۰ العبر ۲/ ۲۵۰، ۲۵۱

کپڑے اور زیورات کی صورت میں ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ دیگر اموال و جواہرات کا اس نے اقرار نہیں کیا اور کہنے لگی کہ اگر یہ چیزیں میرے پاس ہوتیں تو میرا لڑکا قتل نہ ہوتا اس نے اس کو الٹے پاؤں لٹکانے اور مارنے کا حکم دیا اور اسے سخت سزائیں دیں اس نے صرف اتنا کہا کہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ اس نے فروخت کر دیا اس پر اس نے گواہ بھی پیش کئے۔

پھر اس کے بعد فوجیوں نے اسے پکڑ کر اس سے حساب کتاب لینا شروع کیا اور اس کی وقف کی ہوئی چیزوں کو بیچنے پر اس کو مجبور کیا لیکن اس نے انکار کر دیا۔

اس کے بعد قاہر نے مقتدر کے بیٹے ابوالعباس، ہارون، عباس، علی، فضل اور ابراہیم کو بلا کر ان سے حساب لینا شروع کیا اور انہیں اپنے دربان علی بن بلیق کے حوالے کر دیا اور ابوعلی بن مقلہ کا مرتبہ بڑھ گیا لیکن پھر اسے معزول کر دیا اس کے بعد اسے پھر وزیر بنا دیا گیا اور چھیننے اور واپس دینے کا سلسلہ چند دنوں تک جاری رہا اور بریدی کو بھی اپنے عہدے سے سبکدوش کر دیا گیا۔

**خواص کی وفات**......اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی احمد بن عمیر بن جوصا کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**احمد بن عمیر بن جوصا کے حالات**[1]...... یہ احمد بن عمیر بن جوصا ابوالحسین الدمشقی ہیں جو حافظ محدثین اور مضبوط رواۃ میں سے تھے۔

ابراہیم بن محمد بن علی بن بطحاء بن علی بن مقلہ ابواسحاق التیمی المحتسب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے عباس دوری، علی بن حرب وغیرہ سے روایت کی تھی یہ ثقہ فاضل تھے ایک دن قاضی ابوعمر محمد بن یوسف کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور لوگ فیصلوں کے سلسلہ میں دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے دربان کے ذریعے قاضی کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر کوئی عذر نہیں ہے تو گھر سے نکل کر ان میں فیصلہ کر دیں اگر عذر ہے تو مطلع کر دیں تا کہ یہ لوگ خوانخواہ یہاں پر بیٹھ کر انتظار نہ کریں۔

ابوعلی بن خیذران کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوعلی بن خیران کے حالات**[2]...... یہ ابوعلی بن خیران فقیہ الشافعی ہیں۔ جو امام مذہب تھے ان کا نام حسین بن صالح بن خیران الفقیہ الکبیر الورع ہے ان کو قاضی کے عہدے کی پیش کش کی گئی لیکن انہوں نے انکار کر دیا اس وجہ سے وزیر نے ان کے گھر پر چودہ دن کا پہرہ لگا دیا حتیٰ کہ پانی بھی کسی بہانے پڑوسیوں نے پہنچایا لیکن اس کے باوجود یہ نہیں مانے بعد میں وزیر نے کہا کہ اس طرح ہم نے لوگوں کو بتانے کے لئے کیا کہ ہماری حکومت میں ایسے افراد بھی ہیں کہ ان پر مغرب سے لے کر مشرق تک قضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ ان کی وفات اسی سال ذی الحجہ میں ہوئی تھی ہم نے طبقات شافعیہ میں ان کے احوال بیان کر دیئے ہیں۔

عبدالملک بن محمد عدی الفقیہ الاستراباذی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ آئمہ مسلمین اور حفاظ حدیث میں سے تھے ہم نے طبقات شافعیہ میں ان کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

القاضی ابوعمر محمد بن یوسف مالکی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**القاضی ابوعمر المالکی محمد بن یوسف کے حالات**[3]...... یہ قاضی ابوعمر المالکی محمد بن یوسف بن اسماعیل بن حماد بن زید ابوعمر ہیں، جو بغداد اور تمام شہروں میں معاملات کے قاضی تھے یہ علم و معرفت، فصاحت و بلاغت، عقل و ریاست کے اعتبار سے آئمہ اسلام میں سے تھے اور ان کی عقل کی مثالیں دی جاتی تھیں انہوں نے مشائخ سے بہت زیادہ احادیثیں بیان کی ہیں اور لوگوں نے ان سے فقہ و حدیث میں بہت زیادہ استفادہ کیا۔

یہ سن ۳۱۷ھ قاضی القضاۃ بنے تھے ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ ایک بڑی مسند بھی انہوں نے لکھی تھی ان کے درس حدیث میں دائیں جانب

(۱) تاریخ بغداد ۸/ ۵۳، ۵۴ شذرات الذهب ۲/ ۲۸۷ العبر ۲/ ۱۸۴

(۲) تذکرة الحفاظ ۳/ ۷۹۵، ۸۹۸ شذرات الذهب ۲/ ۲۸۵ العبر ۲/ ۱۸۰، ۱۸۱

(۳) تاریخ بغداد ۳/ ۴۰۱، ۴۰۵ شذرات الذهب ۲/ ۲۸۶، ۲۸۷

ابوالقاسم البغوی (جوان کے والد کے ہم عمر تھے) اور بائیں جانب ابن صاعد اور سامنے ابوبکر نیسا پوری اور تخت کے اردگرد چاروں طرف باقی حفاظ حدیث بیٹھتے تھے۔لوگوں نے ان کے بارے میں کہا کہ اگر فیصلے میں ان سے کبھی غلطی بھی ہوگئی تو پھر بھی کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا۔

ان کے فیصلوں میں سب سے عمدہ فیصلہ سن ۳۰۹ میں حسین بن منصور کے قتل کا فیصلہ سنانا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔قاضی ابوعمر حسن اخلاق اور حسن معاشرت کے مالک تھے۔ایک دن ان کے پاس ان کے کچھ ساتھی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کپڑا فروش بڑا عمدہ کپڑا پچاس دینار قیمت کا لایا ان کے ساتھیوں کو وہ کپڑا بہت پسند آیا تو انہوں نے درزی کو بلا کر کہا کہ اس کپڑے کو کاٹ کر تمام کی ایک ایک ٹوپی بنادو۔

اس کے علاوہ بھی ان کے محاسن ومناقب بے شمار ہیں اسی سال اٹھہتر سال کی عمر میں رمضان میں ان کی وفات ہوئی تھی وفات کے بعد کسی نے قاضی ابوعمر کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا گیا کہ کیا بیتی ہے فرمایا کہ اللہ نے اپنے ایک بندہ ابراہیم الحربی کی دعا سے میری مغفرت فرمادی۔

## واقعات ۳۲۱ھ

اسی سال صفر میں قاہر نے ایک ڈاکو کو بلوا کر اپنے سامنے ہزار کوڑے لگوائے پھر اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔

اسی زمانے میں خلیفہ قاہر نے شراب بہانے گانے اور گانے والی باندیوں کی بیع کی ممانعت کا حکم دیا تھا لیکن پھر باندیوں کی بیع کی اجازت دی اس شرط کے ساتھ دی کہ خاص انہی کے بازاروں میں اور معمولی لباس میں ان کی خرید وفروخت کی جائے۔

ابن الاثیر کا قول ہے کہ قاہر نے باندیوں کی بیع کی اجازت شرط کے ساتھ اس لئے معلق کی تھی کہ اسے گانا گانے والی باندیاں بہت پسند تھیں اس لئے اس کا خیال تھا کہ اس طریقے پر سستے داموں میں باندیاں خریدلوں گا ہم ایسے اخلاق رذیلہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

سال رواں ہی میں عوام الناس میں یہ مشہور ہوگیا کہ علی بن بلیق نے منبروں پر حضرت معاویہ پر لعنت کرنے کا ارادہ کیا ہے جب علی بن بلیق کو اس کا علم ہوا تو اس نے حنابلہ کے سردار محمد الواعظ کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا محمد الواعظ بھاگ کر چھپ گیا اور اس کے ساتھیوں کو بصرہ جلاوطن کردیا گیا۔

اسی سال خلیفہ نے اپنے وزیر ابوعلی بن مقلہ کی عزت افزائی کر کے اکرام واحترام کے ساتھ اسے خطاب کیا۔

اس کے بعد وزیر مؤنس الخادم، علی بن بلیق اور امراء کی ایک جماعت نے خلیفہ کو خلافت سے معزول کر کے اس کی جگہ مکتفی کو خلیفہ بنانے کے بارے میں مشورہ کیا اور انہوں نے خفیہ طور پر اس کی بیعت بھی کرلی اور خلیفہ اور اس کے ساتھیوں پر خرچہ کم کرنے کا ارادہ کیا اور یہ کہ خلیفہ کو جلد از جلد گرفتار کرلیا جائے لیکن طریف یشکری نے یہ ساری باتیں خلیفہ کو بتادیں اس لئے اس نے ان تمام کے وارنٹ گرفتاری جاری کردیئے اتفاق سے سب سے پہلے امیر المظفر مؤنس الخادم پکڑا گیا تو خلیفہ نے بن دیکھے اسے جیل میں ڈالنے کا حکم دے دیا اور اس کے گھر اور املاک کو ضبط کرنے کا حکم دیا اس وقت مؤنس الخادم پر غصہ وشکستہ حالی کے اثرات تھے اور اس کے گھر میں اس کے دشمن امیر الامراء طریف یشکری کو ٹھہرایا گیا۔اس کے بعد علی بلیق بھی پکڑا گیا لیکن اس کا لڑکا علی بن بلیق چھپ گیا اور وزیر بن مقلہ بھی بھاگ گیا۔اس کی جگہ ابوجعفر محمد بن قاسم کو ابتداء شعبان میں خلعت دے کر وزیر بنایا گیا اور ابن مقلہ کے گھر کو آگ لگانے کا حکم دیا گیا اس وقت بغداد میں لوٹ مار کا بازار گرم تھا اور فتنے جنم لے رہے تھے۔قاہر نے حکم دیا تھا کہ دو دیوار بنا کر ابواحمد المکتفی کو ان کے درمیان کھڑا کر کے ان دیواروں کو بند کردیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ مرگیا اور روپوش ہونے والوں کے بارے میں اعلان کرایا گیا کہ جو انہیں پناہ دے گا اس کو قتل کردیا جائے گا اور اس کا گھر بھی لوٹا جائے گا اس اعلان کے بعد علی بن بلیق پکڑا گیا تو اسے خلیفہ کے سامنے بکری کی طرح ذبح کردیا گیا اور اس کا سر طشت میں رکھ کر خود خلیفہ اس کے والد کے سامنے لے گیا جب اس نے اپنے بیٹے کا سر دیکھا تو اسے بوسہ دیا اور رونے لگا۔خلیفہ نے اس کو بھی اسی طرح ذبح کرنے کا حکم دیا چنانچہ اسے بھی ذبح کردیا گیا۔

اس کے بعد ان دونوں سروں کو دو الگ الگ طشتوں میں رکھ کر مؤنس الخادم کے سامنے لایا گیا تو اس نے دیکھتے ہی کلمہ شہادت پڑھا اور ان کے

قاتلوں پر لعنت کی۔ قاہر نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے گھسیٹا جائے پھر اس کے بعد اس کو بھی ذبح کرنے کا حکم دیا گیا چنانچہ اسے ذبح کر دیا گیا پھر اسے بھی طشت میں رکھا گیا اور بغداد کا طواف کرایا گیا اور یہ اعلان کرایا گیا کہ امام سے خیانت کرنے والوں اور حکومت کے خلاف سازش کرنے والوں کا یہ انجام ہوتا ہے اس کے بعد ان کے سروں کو ہتھیار خانوں میں لا کر محفوظ کر دیا گیا۔

اس سال ذیقعدہ میں خلیفہ نے وزیر ابو جعفر کو وزارت سے معزول کر کے جیل بھیج دیا حالانکہ وہ اس وقت سخت بیمار تھا اٹھارہ یوم کے بعد جیل ہی میں اس کا انتقال ہو گیا پھر اس کی جگہ ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن سلیمان الخصیبی کو وزیر بنا دیا پھر مؤنس، ابن بلیق وغیرہ کے دشمن طریف یشکری کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس موقع پر کہا گیا کہ ظالم کی مدد کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اسی ظالم کو مسلط کر دیتا ہے پھر یشکری قاہر کے پورے دور حکومت میں جیل ہی میں رہا۔

اس سال دیار مصر کے حاکم کی موت کی خبر آئی تھی اور یہ کہ اس کی جگہ اس کا لڑکا حاکم بنا دیا گیا ہے اور اس موقع پر قاہر نے اس کے پاس ولایت کو قائم و باقی رکھنے کی وجہ سے ہدایا بھیجے تھے۔

## بنی بویہ کی امر کی ابتداء اور ان کی حکومت

**بنی بویہ کا نسب نامہ**...... یہ تین بھائی تھے عماد الدولہ ابو الحسن بن علی، رکن الدولہ ابو علی حسن، معز الدولہ ابو الحسین احمد۔ یہ تینوں ابی شجاع بویہ بن قبا خسرو بن تمام بن کوہی بن شیرزیل الاصغر بن شیر کیدہ بن شیر ذیل الاکبر بن شیران شاہ بن شیرویہ بن سیسان شاہ بن سیس بن فیروز بن شیر ذیل بن سیسان بن بہرام جور الملک بن یزید جرد الملک بن سابور الملک بن سابور ذی الاکتاف الفارسی کی اولاد سے تھے۔

امیر ابو النصر بن الماکولا نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا نسب نامہ بیان کیا ہے اور دیالمہ ان کو اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ ان کے پڑوسی تھے اور کافی عرصہ ان کے پاس رہے تھے۔ ان کا والد ابو شجاع فقیر محتاج تھا مچھلیوں کا کام کرتا تھا اور اس کے لڑکے لکڑیاں چن کر لاتے تھے اور ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا ان کا والد مفلسی اور بے سہارا اولاد کی وجہ سے بڑا پریشان رہتا تھا۔ ایک دن وہ اس سوچ میں تھا کہ ایک نجومی اس کے پاس سے گزرا اس نے اس کو بلا کر کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں پیشاب کر رہا ہوں اور پیشاب کی جگہ سے ایک آگ نکلی جو آسمان تک چلی گئی پھر اس سے تین شاخیں نکلیں پھر ہر شاخ سے کئی شاخیں نکلیں پھر وہ کئی شاخیں ہو گئیں جنہوں نے پوری دنیا روشن کر دی اور سارے لوگ اس کے سامنے جھک گئے نجومی نے کہا کہ بڑا مبارک خواب ہے لیکن بہت سا مال لے کر اس کی تعبیر بتاؤں گا؟ اس نے کہا کہ میرے پاس سوائے اس گھوڑے کے اور کچھ نہیں ہے۔

نجومی نے کہا کہ تمہاری پشت سے تین لڑکے بادشاہ پیدا ہوں گے پھر ایک کی پشت سے پیدا ہوتے رہیں گے یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ کیا تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو؟ اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ اس کو ایک تھپڑ مارو پھر اسے دس درہم دیئے۔ نجومی نے کہا کہ میں تمہارے پاس تمہارے دور حکومت میں آؤں گا اس وقت مجھے یاد رکھنا اتنی بات کر کے وہ وہاں سے رخصت ہو گیا نجومی کی یہ بات بڑی عجیب تھی۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ یہ تینوں بھائی ایک بادشاہ جس کا نام ماکان بن کانی تھا کے پاس طبرستان میں رہتے تھے۔ بلاد طبرستان پر مرادویج کا قبضہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ماکان بن کانی کے حالات کمزور ہو گئے تھے اور ان تینوں بھائیوں نے دوسری جگہ جانے کا مشورہ کیا۔ چنانچہ امراء کی ایک جماعت کے ہمراہ وہاں سے نکل کر مرادویج کے پاس چلے گئے اس نے ان کا بڑا احترام کیا اور انہیں مختلف شہروں میں عمدہ عہدوں پر فائز کر دیا چنانچہ عماد الدولہ کو کرخ کا نائب حاکم بنا دیا وہ وہاں پر لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آیا جس کی وجہ سے کافی لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے اور اس سے محبت کرنے لگے مرادویج کو اس پر حسد ہوا اس نے اسے معزول کر کے اپنے پاس بلا لیا لیکن وہ اس کے پاس جانے کے بجائے اصبہان چلا گیا اور وہاں کے نائب حاکم سے جنگ کر کے اصبہان اس سے چھین لیا اور اس پر اپنا قبضہ جما لیا حالانکہ اس کے ساتھ سات سو گھوڑے تھے اور اس کے مد مقابل کے ساتھ دس ہزار گھوڑے تھے اسی وجہ سے لوگوں میں اس کا سکہ بیٹھ گیا۔

مرادویج کو اس کا علم ہوا تو اس نے ایک لشکر بھیج کر اس سے اصبہان چھین لیا اس کے بعد یہ آذربائیجان چلا گیا اور وہاں کے حاکم سے مقابلہ کر کے اس سے آذربائیجان چھین لیا اور ان کا کافی تعداد میں مال بھی لوٹ لیا پھر اس نے بہت سے شہر چھین لئے جس کی وجہ سے اس کی شہرت ہوگئی اور لوگوں کے دلوں میں اس کی شرافت بیٹھ گئی اور لوگ اس کی تعظیم کرنے لگے اور کافی لوگ اس کے حامی بن گئے اور یہ ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا حتیٰ کہ ان تینوں بھائیوں نے خلفاء عباسیہ سے بغداد چھین لیا اور وہاں پر کسی کو حاکم بنانے، معزول کرنے میں انہی کا حکم چلنے لگا اور انہی کی طرف آمدنیاں آنے لگیں اور تمام معاملات واموال انہی کی طرف وابستہ ہوگئے۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی احمد بن محمد بن سلامہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**احمد بن محمد بن سلامہ کے حالات** [1]......یہ محمد بن سلامہ ابن سلمہ بن عبدالملک ابوجعفر الطحاوی الفقیہ الحنفی ہیں۔ مصر کی ایک بستی کی طرف منسوب تھے۔ بہت عمدہ اور مفید تصانیف کے مالک تھے۔ یہ ثقات اور حفاظ حدیث میں سے تھے۔ یہ امام مزنی شافعی کے بھانجے تھے۔ اسی سال شروع ذیقعدہ میں ۸۶ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا تھا ابوسعید سمعانی نے ذکر کیا ہے کہ ان کا سن ولادت ۲۲۹ھ تھا اس لحاظ سے ان کی عمر ۹۰ سال سے زائد تھی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی مذہب انہوں نے اپنے ماموں کی وجہ سے اختیار کیا تھا کیوں کہ انہوں نے ایک دن غصہ میں ان کو کہہ دیا تھا کہ تم کچھ بھی حاصل نہ کرسکو گے اسی وقت انہوں نے اپنے ماموں کی شاگردی چھوڑ کر ابوجعفر کی شاگردی اختیار کر لی تھی حتیٰ کہ خوب مشہور ہوئے اور انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کی تھیں جن میں سے احکام القرآن، اختلاف العلماء، معانی الآثار اور تاریخ الکبیر ہیں۔

اسی طرح انہوں نے شروط حدیث پر بھی ایک کتاب لکھی تھی جس میں یہ بہت سے علماء سے سبقت لے گئے تھے اور قاضی ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ نے اس کتاب کے لکھنے کی ان سے فرمائش کی تھی اور قاضی ابوعبید بن حربویہ اس کی بڑی تعریف فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر اس وقت امام مزنی زندہ ہوتے تو انہیں اپنی قسم کا کفارہ دینا پڑتا۔ اسی سال ذیقعدہ کے شروع میں ان کی وفات ہوئی تھی اور قرافہ میں انہیں دفن کیا گیا تھا اور ان کی قبر مشہور ہے جس پر لوگ آتے رہتے ہیں ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سن ۲۶۸ھ میں یہ دمشق آئے تھے اور قاضی ابی حازم سے انہوں نے فقہ حاصل کیا تھا۔

**احمد بن محمد بن موسیٰ بن النضر کے حالات**......یہ احمد بن محمد بن موسیٰ بن نضر بن حکیم بن علی بن زربی ابوبکر ہیں، جو ابن ابی حامد کے نام سے مشہور اور بیت المال کے نگران تھے انہوں نے عباس دوری اور ایک جماعت سے سماعت حدیث کی تھی۔ یہ ثقہ وصدوق، سخی اور قابل تعریف تھے۔ ان کے زمانہ میں کسی عالم کے پاس باندی تھی جس سے وہ بہت زیادہ محبت کرتا تھا ایک بار اس پر کافی قرض چڑھ گیا جس کی وجہ سے مجبوراً اس نے اپنی باندی کو فروخت کر دیا لیکن جب اس کی قیمت پر قبضہ کیا تو ان کو بہت زیادہ افسوس ہوا اور وہ اسی فکر میں تھے کہ وہی باندی بکتے بکاتے ابن ابی حامد کے پاس پہنچ گئی ان کو پتہ چلا تو انہوں نے ابن ابی حامد کے ساتھیوں میں سے کسی ساتھی کے ذریعے اپنی سفارش کرائی کہ میں عالم ہوں اور یہ باندی میری ہے اور قرض کی مجبوری کی وجہ سے میں نے اسے فروخت کر دیا تھا لہٰذا آپ اس کی قیمت لے کر یہ باندی مجھے فروخت کر دیں وہ شخص جب ان کے پاس پہنچا تو انہیں اب تک اس کا علم نہیں ہوا تھا کیوں کہ ان کی بیوی نے ان کے لئے وہ باندی خریدی تھی اور وہ حیض کی حالت میں تھی اور آج اس کا آخری دن تھا اس لئے ان کی بیوی نے خوب اس کا بناؤ سنگھار کیا تھا اور اسے عمدہ لباس اور بہترین زیورات سے مزین کیا تھا جب ابن ابی حامد کے ساتھی نے ان سے سفارش کی تو وہ حیران رہ گئے اور حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے گھر گئے اور اس باندی کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور اسے لے کر چلے اہلیہ نے سمجھا کہ وطی کے لئے کسی جگہ لے جا رہے ہیں لیکن وہ اسے پہلے مالک کے پاس لے گئے اور اس سے پوچھا کہ کیا یہی وہ باندی ہے وہ اس کا بناؤ سنگھار دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا اس نے کہا کہ ہاں یہ وہی باندی ہے ابن ابی حامد نے کہا اپنی باندی پر قبضہ کرلو اس نے پوچھا کہ اس کی قیمت

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳۱/۸۰۸. ۸۱۱ شذرات الذہب ۲۸۸/۲

کہاں جمع کراؤں انہوں نے کہا کہ قیمت اپنے پاس رکھو اور اس سے اپنی ضروریات پوری کرو اگر تم نے دوبارہ اسے فروخت کر دیا تو دوبارہ یہ باندی تمہارے پاس نہ پہنچ سکے گی اس پر وہ شخص اور بھی زیادہ خوش ہوا پھر اس نے زیورات کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ بھی ہم نے تمہیں ہبہ کر دیئے اب تو وہ بہت خوش ہوا اور ابن ابی حامد کو خوب دعائیں دیں، چلتے وقت ابن ابی حامد نے اس باندی سے پوچھا کہ تمہیں ہم دونوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا کہ آپ نے تو مجھ پر بڑا احسان کیا ہے اور میری مدد کی ہے لیکن اگر میں اپنے مالک کی مالک ہوتی جیسے وہ میرا مالک ہے تو میں اسے کبھی فروخت نہ کرتی اور کبھی اس کی کوتاہی نہ کرتی۔ حاضرین نے اس کے کم عمر ہونے کی وجہ سے اس کے اس جواب کو خوب پسند کیا۔

**مقتدر کی والدہ کے حالات** ...... مقتدر کی والدہ کی سالانہ آمدنی دس لاکھ روپے تھی اور وہ ان میں سے اکثر حجاج کی ضروریات توشہ پانی بیماری اور راستوں اور گھاٹیوں کی مرمت وغیرہ پر خرچ کرتی تھی اور مقتدر کے دور حکومت میں اس کا بڑا رعب اور دبدبہ تھا لیکن جب اسے قتل کیا گیا تو یہ بیمار تھی اس کے قتل کی وجہ سے اس کی بیماری میں اضافہ ہو گیا تھا جب قاہر کی خلافت مکمل طور پر قائم ہو گئی جو کہ اس کے شوہر کا بیٹا اور اس کے بیٹے کا باپ شریک بھائی تھا اور مقتدر کی والدہ نے اس کی والدہ کی وفات کے بعد اس کی تربیت بھی کی تھی اور مقتدر کے مقابلہ میں خلافت کے لئے اسے ترجیح بھی دی تھی لیکن مقتدر خلیفہ بنایا گیا اور ایک مرتبہ مقتدر نے قاہر کو اپنی والدہ کی نگرانی میں نظر بند بھی کیا تھا تو وہ اس کا بڑا خیال رکھتی تھی اور اس کی تسلی کے لئے باندیاں خریدتی تھی۔

اس نے مقتدر کی والدہ کو طلب کیا اور بیماری کی حالت میں اسے مختلف سزائیں دی تھیں حتیٰ کہ پاؤں باندھ کر اسے الٹا لٹکا دیا گیا اور اس حالت میں اس کا پیشاب نکل کر اس کے چہرے پر بہہ جاتا تھا لیکن اتنی تکلیف کے باوجود اس کے کپڑے اور زیورات کے علاوہ (جس کی قیمت ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار تھی) اس کے پاس سے کچھ نہیں نکلا۔

قاہر نے اس کے علاوہ اس کی املاک فروخت کرنے کا حکم دیا تھا اور گواہوں کو گواہی کے لئے بلایا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ جب تک ہم اسے دیکھ نہ لیں گے اس وقت تک گواہی نہ دیں گے چنانچہ قاہر نے اسے نقاب اٹھانے کا حکم دیا جیسے ہی اس نے نقاب اٹھایا تو گواہ کہنے لگے کہ تم ہی شغب معتضد کی باندی مقتدر کی ماں ہو؟ یہ سن کر وہ اور بھی رونے لگی اس نے کہا کہ ہاں پھر انہوں نے اس کا یہ حلیہ بیان کیا کہ وہ ایک بوڑھی گندمی رنگ باریک پیشانی والی تھی اور گواہ بھی رونے لگے کہ کس طرح زمانہ بدلتا ہے اور جوانی کو بڑھاپے میں تبدیل کر دیتا ہے اور دنیا کی وفاداریاں بے وفائی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں اور اس کی روشنی اندھیرے کے علاوہ نہیں ہوتی جو اپنی طرف متوجہ ہونے والے کو جلا دیتی ہے۔

اس موقع پر قاہر کو اس کے احسانات میں سے کچھ بھی یاد نہ آیا تھا کہ اس پر رحم کرتا۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں اس کی وفات ہوئی تھی اور رصافہ میں تدفین ہوئی تھی۔

**عبدالسلام بن محمد کے حالات**[1] ...... یہ عبدالوہاب بن محمد سلام بن خالد بن حمران بن ابان ہیں جو عثمان بن عفان کے غلام تھے یہ ابوالہاشم بن ابی علی الجبائی المتکلم بن المتکلم المعتزلی ابن المعتزلی تھے۔ معتزلہ ہاشمیہ گروہ انہی کی طرف منسوب ہے اور اعتزال پر اپنے والد کی طرح ان کی بھی کتابیں ہیں ان کا سن ولادت ۲۴۷ھ ہے اس سال شعبان میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کا ابوعلی نامی ایک لڑکا تھا ایک دن یہ صاحب بن عباد کے پاس گئے انہوں نے ان کا بڑا اکرام کیا اور ان سے کچھ سوالات کئے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے نصف علم معلوم نہیں انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا اس لئے کہ تم سے پہلے تمہارے والد کو بھی نصف علم نہیں تھا۔

احمد بن حسن بن درید کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**احمد بن حسن بن درید بن عتاہیہ کے حالات**[2]: ...... یہ احمد بن حسن بن درید بن عتاہیہ ہیں ابوبکر بن درید الازدی اللغوی النحوی

(۱) تاریخ بغداد ۱۱/ ۵۵، ۵۶ شذرات الذهب ۲/ ۲۸۹ (۲) تاریخ بغداد ۲/ ۱۹۵، ۱۹۷ شذرات الذهب ۲/ ۲۸۹، ۲۹۱

الشاعر مقصورہ والے ہیں۔ سن ۲۲۳ھ میں بصرہ میں ان کی ولادت ہوئی تھی طلب علم کے لئے انہوں نے دوردراز کے سفر اختیار کئے تھے۔ ان کے والد مالداروں میں سے تھے وہ بڑھاپے کی حالت میں بغداد آئے تھے اور وفات تک وہیں رہے تھے ابن درید نے عبدالرحمٰن ابن ابی الاخی الاصمعی، ابی حاتم الدیاشی وغیرہ سے احادیث روایت کی تھی پھر ان سے ابوسعید السیر افی ابوبکر بن شاذان ابوعبیداللہ بن مرزبان وغیرہ نے احادیث روایت کی تھیں۔

ان کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ ابن درید علماء میں سب سے بڑے شاعر تھے لیکن شراب میں مست رہتے تھے۔

ان کے بارے میں قول ہے کہ ہم ابن درید کے پاس گئے تو ان کے گھر میں سارنگی لٹکی ہوئی دیکھی اور دیگر آلات لہو ولعب اور خالص شراب تھی اس وجہ سے ہمیں بڑی ندامت ہوئی۔

ابومنصور الازہر کا قول ہے کہ ایک بار میں ابن درید کے پاس گیا تو وہ اس وقت نشے کی حالت میں تھے جس کی وجہ سے میں دوبارہ ان کے پاس نہیں گیا۔

دارقطنی سے ان کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ محدثین نے ان کے بارے میں چہ میگوئیاں کی ہیں۔

ان کی عمر سو کے قریب تھی اسی سال اٹھارہ شعبان بدھ کے روز انہوں نے وفات پائی تھی۔ اسی دن ابوہاشم بن ابی علی الجبائی المعتزلی کی وفات ہوئی تھی۔ چنانچہ ان دونوں کی اکٹھے نماز جنازہ ہوئی تھی اور اکٹھے دفن کئے گئے تھے ان کی وفات پر لوگوں کا کہنا ہے کہ لغت اور کلام کے عالموں کا انتقال ہو گیا اور اس دن بارش بھی ہوئی تھی۔

ابن درید نے لغت پر الجمہرہ کے نام سے دس جلدوں میں ایک کتاب لکھی تھی اور اسی طرح کتاب المطر، کتاب المقصورہ اور ایک قصیدہ جس میں مقصور وممدود دونوں قسم کے اشعار ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہیں۔ اللہ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔

## واقعات ۳۲۲ھ

اسی سال رومی بادشاہ نے پچاس ہزار لشکر کے ساتھ ملیطہ کا محاصرہ کر لیا تھا پھر انہیں امان دے دی لیکن ان پر قابو پانے کے بعد بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بے شمار لوگوں کو گرفتار کر لیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی زمانہ میں خبر آئی تھی کہ مرادویج نے اصبہان پر قبضہ کر لیا ہے اور علی بن بویہ نے ارجان پر قبضہ کر لیا ہے اور اس نے خلیفہ کو خط لکھا تھا کہ اگر مجھے آنے کی اجازت ہو تو میں اطاعت قبول کر لوں گا اور چوکھٹ کو بوسہ بھی دوں گا اور شیراز جا کر ابن یاقوت کا ساتھ بھی دوں گا۔

لیکن پھر اس نے شیراز جا کر ابن یاقوت کا مقابلہ کر کے شیراز پر قبضہ کر لیا اور شیراز کے کافی باشندوں کو قتل کر دیا اور ایک جماعت کو گرفتار کر لیا لیکن بعد میں انہیں چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ نیکی کی اور انہیں خلعت بھی دی اور لوگوں میں عدل سے کام لیا اور اس کے ساتھ کافی مال تھا جو وہ اصبہان، کرخ، ہمذان سے لایا تھا یہ کریم و سخی تھا جو فوجی اس کی بات مانتے تھے انہیں یہ خوب نوازتا تھا۔

پھر شیراز میں اس پر ایسا وقت بھی آیا کہ اس پر فقر کی حالت آ گئی پھر اسی حالت میں فوجیوں نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کر دیا اب اسے اپنی حکومت ختم ہوتی نظر آ رہی تھی ایک روز وہ اپنے گھر لیٹا ہوا اسی حالت میں تھا کہ چھت پر اسے ایک سانپ دکھائی دیا جو ایک سوراخ سے نکل کر دوسرے سوراخ میں داخل ہو گیا تھا اس نے اسی وقت دونوں سوراخوں کو کھودنے کا حکم دیا چنانچہ انہیں کھودا گیا اس میں سے پانچ لاکھ دینار کی قیمت کا سونا برآمد ہوا تو اس نے فوراً پہلے تو اس سے فوجیوں کی تنخواہیں ادا کیں اس کے بعد بچا ہوا اپنے پاس رکھ لیا وہ کافی مقدار میں تھا۔

پھر ایک روز یہ سواری پر سوار ہو کر پہلے لوگوں کی بنائی ہوئی چیزوں کو دیکھنے کے لئے شہر کے چکر لگا تا رہا تا کہ ان سے سبق حاصل کیا جائے راستے میں ایک جگہ اس کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنسنے لگا تو اس نے اس جگہ کے کھودنے کا حکم دیا جب اسے کھودا گیا تو وہاں سے بھی کافی مال برآمد ہوا۔

ایک مرتبہ علی بن بویہ نے اپنے کسی آدمی کے ذریعے درزی کے پاس کپڑے سلوانے کے لئے بھیجا درزی نے کپڑا تیار کرنے میں دیر کر دی اس

نے درزی کو بلوایا اس درزی کی سماعت کمزور تھی علی بن بویہ نے زور سے اسے ڈانٹا جس کی وجہ سے درزی اس کی بات سمجھے بغیر کہنے لگا کہ میرے پاس ابن یاقوت کے بارہ صندوق کے علاوہ کوئی چیز نہیں اور اس میں کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں اس نے ان کے حاضر کرنے کا حکم دیا جب اسے لایا گیا تو تین لاکھ کے قریب ان میں سے رقم نکلی۔ اس کے بعد یعقوب بن لیث کی امانتوں کا بھی پتہ چل گیا جن میں بے شمار مال تھا اب دوبارہ اس کی پوزیشن مضبوط ہوگئی اور اس کے رعب و دبدبے میں اضافہ ہوگیا اور اصل میں تو یہ سب کچھ تقدیر الٰہی سے ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فکر و محتاجگی کے بعد جسے چاہتا ہے سعادت سے نوازتا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

''تمہارا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے''۔ (سورۃ القصص آیت ۶۸)

ابن مقلہ نے خلیفہ کے وزیر راضی کو خط لکھا کہ سالانہ ایک لاکھ دینار کے عوض اس علاقہ کے تمام شہروں کا انتظام اس کے پاس رہنے دیا جائے جسے وزیر نے قبول کر کے کچھ جھنڈے اور خلعتیں اور علامت اس کے پاس بھیج دیئے۔ اسی زمانے میں طاہر نے دو بڑے امیر شخصوں کو قتل کرایا تھا ان میں سے ایک نام اسحاق بن اسماعیل التنوخی تھا اس نے ہی امراء کو قاہر کے خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا تھا دوسرے شخص کا نام ابوالسرایا بن حمدان تھا یہ اپنے والد کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا ان کو قتل کرانے کی وجہ یہ تھی کہ قاہر کے خلیفہ بننے سے پہلے انہوں نے دو گانے والی باندیوں کے بارے میں قاہر سے کچھ زیادتی کی تھی قاہر نے پہلے ایک گہرا گڑھا کھودا پھر ان دونوں کے پاس پیغام بھیجا کہ رات کو قصہ گوئی کرنے کے لئے میرے پاس آئیں چنانچہ یہ دونوں خوشی خوشی اس کے پاس گئے تو اس نے ان دونوں کو گڑھے میں ڈالنے کا حکم دیا ان دونوں نے اس سے بڑی معافیاں مانگیں لیکن اس کو ذرہ بھی رحم نہ آیا بلکہ ان کو گڑھے میں گرانے کے بعد اسے بند کرادیا۔

**قاہر کو خلافت سے معزول کرنے اور اس کی آنکھیں نکلوانے اور اسے طرح طرح کی تکالیف دینے کا بیان** ...... قاہر کو خلافت سے معزول کرنے کا سبب یہ بنا تھا کہ مؤنس کی گرفتاری کے بعد وزیر علی بن مقلہ بھاگ کر اپنے گھر میں روپوش ہوگیا تھا اس کے بعد اس نے خفیہ طور پر قاہر کی فوج سے خط و کتابت جاری رکھی اور اس کے ذریعے ان کو قاہر کے خلاف ابھارتا رہا اور انہیں اس کے دبدبے اور اس کے اقدام اور جلدی غصے میں آنے سے ڈراتا رہا اور ان سے کہتا رہا کہ قاہر نے بڑے سرداروں کے لئے دارالخلافہ میں ایک بڑا گھر تیار کیا ہوا ہے جس میں وہ انہیں گرفتار کر کے سزائیں دیتا رہتا ہے جیسا کہ فلاں فلاں کے ساتھ ہوا۔ اس طرح وہ انہیں قاہر کو گرفتار کرنے کے لئے ابھارتا رہا لہٰذا انہوں نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ کس طرح جلد ہی قاہر کو گرفتار کر کے اس سے جان چھڑائی جائے۔

چنانچہ انہوں نے سیما امیر کی ماتحتی میں سواریوں پر سوار ہو کر دارالخلافہ کا رخ کیا اور پہنچتے ہی اس کا محاصرہ کر لیا پھر تمام دروازوں سے نشے کی حالت میں اس پر حملہ کر دیا وہ فوراً غسل خانے کی چھت پر چڑھ کر چھپ گیا لیکن انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے طریف یشکری کے گھر میں نظر بند کر دیا اور طریف کو قید خانے سے نکال دیا اور وزیر خصیبی عورت کا لباس پہن کر بھاگ گیا۔ اس وقت بغداد میں حالات بہت خراب ہوگئے اور لوٹ مار کا بازار گرم ہوگیا یہ تین جمادی الاولیٰ ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں مقتدر کی والدہ کا انتقال ہوا تھا اور اس کے اور قاہر کی گرفتاری اور اس کی آنکھیں پھوڑنے اور اسے سزائیں دینے کے درمیان صرف ایک سال کا فاصلہ تھا اللہ نے جلد ہی اس ظالم سے انتقام لیا۔

پھر انہوں نے اسے اپنے سامنے بلا کر اس کی دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالیں حتیٰ کہ وہ اس کے چہرے پر بہہ پڑیں اور اس سے ایسے کام کروائے جس کی مثال تاریخ اسلام میں نہیں ملتی پھر اسے چھوڑ دیا اور سن ۳۳۳ھ تک کبھی اسے گرفتار کر لیتے کبھی اسے چھوڑ دیتے اور وہ اتنا مفلس ہوگیا کہ منصورہ کی جامع مسجد میں لوگوں کے سامنے سوال کرنے لگا۔ ایک شخص نے رحم کھا کر پانچ سو دینار اسے دے دیئے بعض نے کہا کہ اس نے اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا اظہار کیا تھا۔ ہم اس کی وفات کے ذکر کے وقت اس کے بقیہ حالات بیان کریں گے۔

**راضی باللہ ابی العباس محمد بن مقتدر باللہ کی خلافت کا بیان** [1] ...... فوجیوں نے قاہر کو خلافت سے معزول کرنے اور اس کی آنکھیں نکالنے کے بعد ابوالعباس محمد بن مقتدر باللہ کو بلا کر اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی اور الراضی باللہ کا لقب اسے دیا گیا اور ابوبکر الصولی نے

(۱) تاریخ بغداد ۱۴۲/۲، ۱۴۵ العبر ۲۱۸/۲، ۲۱۹

مرضی باللہ اس کا لقب رکھنے کا مشورہ دیا تھا لیکن لوگوں نے اسے قبول نہیں کیا اور یہ واقعہ اسی سال چھ جمادی الاولیٰ بروز بدھ ہوا تھا۔

اس موقع پر فوجی قاہر کو نابینا ہونے کی حالت میں لائے تھے اور اسے خلیفہ ابوالعباس کے سامنے کھڑا کر دیا تھا۔ ابوالعباس اچھے خلفاؤں میں سے تھا اس نے خلافت پر فائز ہونے کے بعد ابوعلی بن مقلہ کو وزیر بنا کر علی بن عیسیٰ کو اس کا معاون بنادیا اور جو لوگ قاہر کے دور حکومت میں جیل میں تھے انہیں رہا کر دیا اور قاہر کے طبیب عیسیٰ کو بلا کر اس پر دو ہزار جرمانہ عائد کر دیا اور جو امانتیں قاہر نے اس کے سامنے رکھی تھیں وہ بھی اس سے واپس لے لی جس میں سونا چاندی اور نفیس جواہرات تھے۔

اسی زمانے میں اصبہان میں مرادویح کی شہرت ہوئی اور لوگ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ بغداد پر اس نے قبضے کا ارادہ کیا ہے اور اس کے قرامطہ امیر سے تعلقات ہیں اور ان دونوں نے عرب سے حکومت چھین کر عجم میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے اور اس نے عام و خاص سب کے حالات خراب کر دیئے تھے حتیٰ کہ لوگوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا قاتل اس کے خاص خادموں میں سے تحکم تھا اللہ اس کو چہرے کو منور کرے اور یہ وہی شخص ہے جس نے حجر اسود کو قرامطہ سے پچاس ہزار دینار میں خرید کر اس کو اس کی جگہ پر نصب کیا تھا۔

تحکم کے مرادویح کو قتل کرنے کے بعد علی بن بویہ کی شان بڑھ گئی اور لوگوں میں اس کی قدر و منزلت زیادہ ہو گئی عنقریب اس کے احوال میں ہم اس کا ذکر کریں گے۔

قاہر کی خلافت سے معزولی اور اس کی جگہ پر الراضی کے خلیفہ بننے کے بعد ہارون بن عریب کو وزارت کی لالچ ہوئی کیوں کہ یہ مقتدر کے ماموں کا لڑکا تھا اور ماہ، کوفہ، دینور اور ماسبذان کا نائب حاکم تھا چنانچہ اس نے اپنی طرف سے لوگوں کو دعوت دی اور امراء اور فوجیوں میں سے کافی اس کے ساتھ ہو گئے تھے اور مال بھی کافی جمع ہو گیا تھا اور اس کا اثر و رسوخ زیادہ ہو گیا تھا۔ اس نے بغداد پر قبضہ کا ارادہ کیا تو محمد بن یاقوت بغداد کی ساری فوج لے کر اس کے مقابلے کے لئے نکلا چنانچہ دونوں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔ ایک دن ہارون بن عریب محمد بن یاقوت کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے خود میدان میں اتر آیا لیکن اس کے گھوڑے کے پاؤں کے پھسلنے کی وجہ سے گھوڑے نے اس کو نہر میں گرا دیا فوراً اس کے ایک غلام نے اسے قتل کر کے اس کا سر کاٹ کر محمد بن یاقوت کے حوالے کر دیا اور اس کے ساتھی شکست کھا گئے اور محمد بن یاقوت بغداد میں اس حال میں داخل ہوا کہ اس نے نیزہ پر ہارون بن عریب کا کٹا ہوا سر لٹکایا ہوا تھا اس موقع پر لوگ بہت خوش ہوئے گویا یہ ان کے لئے ایک تاریخی دن تھا۔

اسی زمانے میں بغداد میں ابوجعفر محمد بن علی الشلمغانی (جو ابن العرافہ کے نام سے مشہور تھا) کا ظہور ہوا تھا لوگوں نے بتایا کہ اس کے عقائد حلاج کے عقائد کی طرح ہیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ تناسخ کا دعویٰ کرتا ہے اس سے پوچھا گیا تو اولاً اس نے انکار کیا پھر چند چیزوں کا اقرار کر لیا جس کی وجہ سے علماء نے فتویٰ دیا کہ اس کا قتل جائز ہے الا یہ کہ یہ اپنے عقائد سے توبہ تائب ہو جائے چنانچہ اولاً اسے ۸۰ کوڑے لگوائے گئے پھر اس کی گردن اڑا دی گئی اور اس کے ساتھی ابن ابی عون کو بھی قتل کر دیا گیا اس خبیث نے اس کی اتباع کی تھی اور اس کی کفریہ باتوں کی تصدیق کی تھی۔ ابن اثیر نے کامل میں ان لوگوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور انہیں مذہب نصیریہ کے مشابہ قرار دیا ہے۔

اسی طرح ایک دوسرے شخص نے بلاد شاش میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اس نے کچھ خرق عادات باتیں اور کچھ حیلے ظاہر کئے تھے وہاں کے باشندوں نے اس کا مقابلہ کر کے اسے ختم کر دیا تھا۔

**افریقہ کے مہدی کی وفات کا بیان** [1]...... اسی سال افریقی باشندے مہدی کی وفات ہوئی تھی جو فاطمین کا پہلا جھوٹا خلیفہ تھا یہ ابومحمد عبیداللہ تھا جو علوی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور یہ کہ اس کا لقب مہدی ہے اس نے اسی نام پر مہدیہ کا ایک شہر بنوایا تھا اور وہیں سن ۲۶۳ھ میں اس کی وفات ہوئی تھی۔ رقارہ میں داخل ہوا تھا، امامت کا دعویٰ کرنے سے لے کر اس کی موت تک ۲۴ برس ایک ماہ ۲۰ یوم کا فاصلہ تھا اور یہی اس کی کل مدت خلافت ہے۔ یہ ایک بہادر سردار تھا جو اس کی مخالفت کرتا اس کا مقابلہ کرتا تھا اس کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا ابوالقاسم خلیفہ بنا تھا جس کا لقب قائم بامر اللہ تھا اس نے ایک سال تک اپنے والد کی وفات کو چھپا کر رکھا تھا جب امور سلطنت مضبوط ہو گئے پھر اس نے اپنے والد کی وفات کو ظاہر کیا تھا

(۱) تاریخ ابن خلدون ۴/۳۱/۲ شذرات الذهب ۲۹۴/۲

لوگ اس سے تعزیت کرنے لگے اور وہ بھی اپنے والد کی طرح بہادر سردار تھا اس نے کافی شہروں کو فتح کیا تھا اور بلاد روم کی طرف کافی لشکر روانہ کئے تھے اور دیار مصر پر بھی قبضہ کا ارادہ کیا تھا لیکن اسے اس کا موقع نہ مل سکا پھر بعد میں اس کے بیٹے المعز الفاطمی نامی نے (جو القاہرۃ معزیہ کا بانی تھا) دیار مصر پر قبضہ کیا تھا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ اس مہدی کے نسب میں علماء کا بہت زیادہ اختلاف ہوا ہے چنانچہ صاحب تاریخ قیروان نے ان کا نسب نامہ یہ بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن حسن بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب اور بعض نے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن تقی یہی حسین بن وفی بن احمد بن رضی ہیں اور یہی عبیداللہ ہیں اور یہ ابن محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادق ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے نسب نامہ کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ محققین نے اس کے نسب نامے کا انکار کیا ہے میں کہتا ہوں کہ آئمہ شیوخ میں سے ابوحامد اسفرائینی، قاضی باقلانی قدوری کا قول ہے کہ جن لوگوں نے اس کا یہ نسب نامہ بیان کیا ہے یہ صحیح نہیں اور عبیداللہ کا والد قبیلہ سلیمیہ کا رنگریز یہودی تھا۔

بعض کا قول ہے کہ اس کا نام سعد اور اس کا لقب عبیداللہ اس کی ماں کے شوہر حسین بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن میمون بن قداح نے رکھا تھا اور قداح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ فصد کھولنے اور آنکھ سے پانی نکالنے کا کام کرتا تھا اور وہ شخص جس نے اس کے لئے یہ حالات ہموار کئے تھے اس کا نام عبداللہ شیعی تھا پھر اس شیعی نے اسے بلایا چنانچہ وہ اس کی دعوت پر وہاں سے روانہ ہوا لیکن راستے ہی میں سجلماسہ والوں نے اسے قید کر لیا۔

اس کے بعد شیعی اس کو آزاد کرانے کی کوشش میں لگا رہا اور بالآخر اسے آزاد کرالیا اور اسے کل اختیارات کا مالک بنا دیا پھر یہ شیعی اسے اختیارات دینے کی وجہ سے پریشان ہوا اور اس وجہ سے اس نے اسے قتل کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن مہدی کو اس کا پتہ چل گیا اس لئے اس نے کسی شخص کے ذریعے شیعی اور اس کے بھائی کو قتل کرادیا۔

بعض کا قول یہ بھی ہے کہ شیعی مہدی کے پاس جیل میں گیا تھا اور وہیں جا کر اس نے دیکھا کہ مہدی قتل کر دیا گیا ہے اور اس کی جگہ سجلماسہ والوں نے دوسرے شخص کو قیدی بنایا ہوا ہے تو وہ اس کو جیل سے باہر لایا اور وہ اسے کہہ رہا تھا کہ لوگوں کے سامنے جو میں بات کروں اس کی تکذیب مت کرنا ورنہ قتل کر دوں گا چنانچہ اس نے لوگوں کو بتایا کہ یہی مہدی ہے اور پھر مہدی کے نام سے اس کی شہرت ہوگئی پھر بعد میں آنے والے اس کی نسل سے ہیں۔

اس مہدی کا سن ولادت ۲۶۰ھ ہے بعض نے کہا ہے کہ اس کا سن ولادت اس سے پہلے ہے بعض نے کہا ہے کہ اس کے بعد ہے۔

اور سب سے پہلے اس کو سن ۲۹۷ھ بروز جمعہ رقادہ اور قیروان کے منبر پر دعوت دی گئی تھی اور گزشتہ سال ذی الحجہ کے مہینے میں اس کا ظہور ہوا تھا اس کے ظہور پزیر ہوتے ہی بنی عباس کی حکومت ختم ہوگئی تھی۔

۹۰ سال کی عمر میں اس کی وفات ہوئی تھی۔

**خواص کی وفات** ...... اس سال خواص میں سے ان لوگوں نے وفات پائی تھی احمد بن عبدالرحمٰن بن مسلم کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ مصر کے قاضی تھے اپنے والد سے انہوں نے احادیث بیان کی تھیں اسی سال ربیع الاول میں دیار مصر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

**محمد بن احمد بن اسم ابوعلی الروذباری** ...... بعض کا قول ہے کہ ان کا نام محمد بن احمد ہے اور بعض نے ان کا نام حسین بن ہمام بتایا ہے۔ صحیح اول قول ہے ان کا اصلی وطن بغداد تھا اور یہ مصر میں رہتے تھے یہ وزراء رؤساء کی اولاد میں سے تھے جنید کی صحبت اختیار کی تھی اور انہی سے سماعت حدیث کی تھی اور ان سے کافی احادیث زبانی بھی یاد کی تھیں۔ فقہ میں ان کے استاد ابراہیم بن حربی اور نحو میں ان کے استاد ثعلب تھے فقراء کے بڑے ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ ان پر بڑا خرچ کرتے تھے اور فقیر کو دینے کے لئے اپنی آستین میں رکھ کر اسے فقیر کے ہاتھ کے نیچے کر دیتے تھے۔ پھر فقیر اسے لے لیتا تھا تا کہ فقیر کا ہاتھ اوپر اور اپنا ہاتھ نیچے رہے۔

ابونعیم کا قول ہے کہ ابوعلی الروذباری سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو گانے سن کر کہتا ہے کہ اس کے ذریعے انسان ایسی منزل تک پہنچ جاتا ہے جس میں اختلاف احوال مؤثر نہیں ہوتا ابوعلی نے جواب دیا کہ ہاں اس کے ذریعے انسان دوزخ تک پہنچ جاتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اشارہ

بیان کا کام کرتا ہے جب کہ مشار الیہ کی طرف سے وجد پایا جائے اور اشارہ کی تصحیح حقیقۃ علل کرتی ہیں اور علل غیر حقائق سے دور ہوتی ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ دھوکہ میں مبتلا ہونے کے مترادف یہ بات ہے کہ تم کسی سے برائی کر کے اس کی طرف سے اچھائی کی امید رکھو اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری کوتاہیوں کو معاف کر دے گا اس وجہ سے تم توبہ کرنا چھوڑ دو اور یہ سمجھو کہ یہ اللہ کی طرف سے عنایتیں ہیں۔

ابوعلی الروزباری کا قول ہے کہ جب دلوں کو اللہ کے مشاہدہ کا شوق پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ناموں کا القاء فرمادیا جس کی وجہ سے وہ ذات حق تعالیٰ کی تجلی تک اسی میں مشغول ہو گئے جیسا کہ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بیان کیا گیا ہے:

''اللہ کے نام اچھے اچھے ہیں تم انہی سے پکارو''۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۸۰)

اس وجہ سے قلوب حقائق کے پالینے کی فکر چھوڑ کر انہی میں مشغول ہو گئے پھر اللہ نے محبین کے شوق کی تسکین اور عارفین کے قلوب کی تسلی کی لئے اپنے ناموں کو ظاہر اور ایجاد کیا۔

انہی کا قول ہے کہ صبر نہ کرنے والے شخص میں رضامندی کا مادہ نہیں ہوتا اور شکر نہ کرنے والا انسان کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔

انہی کا قول ہے کہ اللہ کے مشتاق شوق کی لذت کو شہد سے بھی زیادہ میٹھا محسوس کرتے ہیں۔

نیز یہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں حاصل کرنے والا شخص آفات سے محفوظ رہے گا۔

(۱)......شکم سیری نہ ہو لیکن قانع دل ہو۔

(۲)......دائمی فکر کے ساتھ مکمل طور پر دنیا سے بے رغبتی ہو۔

(۳)......صبر کامل کے ساتھ دائمی قناعت ہو۔ انہی کا قول ہے کہ دنیا کے حصول میں نفوس کی ذلت اور آخرت کے حصول میں نفوس کی عزت ہے۔ عزت کی چیز چھوڑ کر اس کے مقابلے میں ذلت کو اختیار کرنے والے پر تعجب ہے۔ یہ مندرجہ ذیل دوشعر انہی کے ہیں:

ساری دولت ختم ہو جانے پر مجھے تعجب نہیں جو تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے، مجھے تو تعجب ہے باقی شدہ روح پر، اس کو باقی رکھنے کی کوشش کرو اس کے مکمل ختم ہونے سے پہلے اس لئے کہ یہ آخری سانس ہیں۔

محمد بن اسماعیل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**محمد بن اسماعیل کے حالات** [1] ......یہ محمد بن اسماعیل ہیں جو خیر النساج ابوالحسن الصوفی سے مشہور تھے۔ یہ کبار مشائخ میں سے تھے۔ احوال صالح اور کرامات کے مالک تھے، مشائخ میں سے سری سقطی وغیرہ کی انہوں نے زیارت کی تھی۔ ایک سوبیس سال کی عمر پائی تھی۔ بوقت وفات گھر کے کونے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ ٹھہر جا اللہ تجھ پر رحم فرمائے اس لئے کہ تو بھی عبد مامور ہے اور میں بھی عبد مامور ہوں، فرق اتنا ہے کہ جس چیز کا تجھے حکم دیا گیا ہے وہ اٹل ہے اور جس چیز کا مجھے حکم دیا گیا ہے وہ اٹل نہیں ہے۔ اس کے بعد وضو کر کے دو رکعت نماز بڑی طویل پڑھی پھر سجدے ہو کر لیٹ گئے اور وفات ہو گئی۔ ان کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ تو ان سے ان کا حال پوچھا گیا تو جواب دیا کہ ہم نے تمہاری ذلیل دنیا سے نجات حاصل کر لی۔

## واقعات ۳۲۳ھ

اسی سال ابن شنبوذ المقری کو حاضر کیا گیا جس نے کچھ نئے عقائد ایجاد کئے تھے فقہا اور قراء کی ایک جماعت کے سامنے اس سے عقائد کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے بعض کا انکار اور بعض کا اقرار کر لیا اسے توبہ کرائی گئی اور جن چیزوں سے رجوع کیا تھا، ان کے بارے میں ان سے تحریر لی گئی تھی اور وزیر ابوعلی مقلہ نے اس کو سات کوڑے لگوا کر بصرہ سے جلاوطن کر دیا۔ اس نے جاتے ہوئے وزیر کے لئے بددعا کی تھی کہ اس کے ہاتھ

(۱) تاریخ بغداد ۲/ ۸ ۴، ۵۰/ ۸، ۳۴۵، ۳۴۷

کاٹ دیئے جائیں اور اس کے حالات بدتر ہو جائیں، چنانچہ جلد ہی ایسا ہو گیا۔

اسی زمانے میں جمادی الاخریٰ میں ابن الحرسی کوتوال نے بغداد کے دونوں کناروں میں اعلان کیا کہ ابومحمد البر بہاری الواعظ الحنبلی کی جماعت کے دو آدمی ایک جگہ جمع نہ ہوں اور اس نے اس کی جماعت کے کچھ افراد کو بھی گرفتار کر لیا اور خود ایک بڑے عرصہ تک روپوش رہا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال جیٹھ کے مہینے میں ایک دن بہت زیادہ بادل ہو گئے اور سخت گرمی ہو گئی اور دن کے آخری حصے میں تیز گرمی ہو گئی جس نے ساری زمین کو تاریک کر دیا اور عصر کے بعد تک تاریکی چھائی رہی پھر کم ہو گئی پھر عشاء کے بعد تک زیادہ رہی۔ اس وقت تاریخ ۲۵ جمادی الاولیٰ تھی۔ اس سال فوج کو تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے انہوں نے زبردستی خلیفہ کے گھر میں داخل ہو کر سارا مال لوٹ لیا تھا۔

اسی زمانے میں طریق موازینی میں سخت آگ لگ گئی تھی اور لوگوں کا بڑا نقصان ہوا تھا جس کی وجہ سے خلیفہ الراضی نے ان کی کچھ مدد کی تھی۔

سال رواں ہی میں کچھ امراء نے جعفر بن مکتفی کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی وزیر نے ان پر قابو پا کر جعفر کو گرفتار کر لیا تھا اور اس کے گھر کو لوٹ لیا تھا اور اس کے ساتھیوں کو بھی گرفتار کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہ فتنہ ختم ہوا تھا۔

اسی سال امیر لولو کی چادر لے کر حجاج حج کے لئے نکلے تو قرامطہ نے ان پر حملہ کر کے اکثروں کو قتل کر دیا اور باقی ماندہ واپس بغداد آ گئے۔ اس وجہ سے اس سال عراق کے راستے کا حج باطل ہو گیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال بغداد اور کوفہ میں اتنے بڑے بڑے ستارے گرے تھے کہ اس سے پہلے اتنے بڑے ستارے کبھی نہیں گرے۔ اس سال بغداد میں اتنی مہنگائی ہو گئی کہ گندم کا ایک کر ۱۲۰ دینار میں فروخت ہو رہا تھا۔ اسی سال صحیح قول کے مطابق مرادویج بن زیاد الدیلمی کو قتل کیا گیا اللہ اس کا برا کرے، وہ بدسیرت اور بدصورت تھا اور دعویٰ کرتا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی روح اس میں آ گئی ہے اور اس کا سونے کا تخت تھا جس پر وہ بیٹھا کرتا تھا اور اس کے چاروں طرف ترکی بیٹھا کرتے تھے اور ان کے بارے میں کہتا تھا کہ یہ وہی جن ہیں جن کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر کر دیا گیا تھا، اور وہ اپنے فوجیوں سے بڑی بداخلاقی سے پیش آتا تھا اور ان کی بہت زیادہ تحقیر کیا کرتا تھا اور اس کی یہ عادت بدجاری رہی تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کو اس پر قدرت عطاء کی اور انہوں نے ہی اسے غسل خانے میں بری طرح قتل کر دیا اور انہیں سب سے پہلے اس کے قتل پر اس کے غلام بحکم نے ابھارا تھا اور رکن الدولہ بن بویہ اس کے پاس گرفتار تھا اس کے قتل کے بعد انہوں نے اسے آزاد کر دیا تھا اس کے بعد وہ چھ ترکیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے بھائی عماد الدولہ کے پاس چلا گیا۔

ترکیوں کی ایک جماعت بحکم کے ساتھ ہو گئی اور وہ اسے خلیفہ کی اجازت کے ساتھ بغداد لے گئے پھر وہ بغداد سے بصرہ آ کر وہیں رہے اور دیلم کو مرادویج کے بھائی وشمکیر کے پاس بھیج دیا جب وہ ان کے پاس پہنچا تو لوگوں نے پیدل چل کر راستے ہی میں ان کا استقبال کیا اور انہوں نے اسے اپنا حاکم بنا لیا تاکہ ان کا ملک باقی رہے۔ لیکن خراسان اور ماوراءالنہر کے نائب حاکم نصر بن احمد السامانی نے اس کا مقابلہ کر کے اس سے یہ شہر چھین لیا۔ اسی زمانے میں قائم بامراللہ الفاطمی نے افریقہ کے بحری راستے سے فرنگی کی طرف ایک لشکر بھیجا تھا اس لشکر نے وہاں پہنچ کر وہ شہر فتح کر لیا اور بہت سامال غنیمت لے کر وہیں حاضر ہوا۔

سال رواں ہی میں ناصر الدولہ ابوالحسن بن حمدان نے موصل کے نائب حاکم کو قتل کر دیا اس لئے کہ اس نے اس کا ملک چھیننے کا ارادہ کیا تھا اس موقع پر خلیفہ نے وزیر ابوعلی مقلہ کو اس کے مقابلے کے لئے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ بھیجا تھا لیکن ناصر الدولہ اس کے ہاتھ نہیں لگا لیکن وزیر ابوعلی مقلہ کافی عرصہ موصل میں ٹھہرنے کے بعد واپس آ گیا اور ناصر الدولہ کا قبضہ موصل پر مضبوط ہو گیا اس نے خلیفہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ان علاقوں پر اس کی حکومت رہنے دی جائے جسے خلیفہ نے قبول کر لیا۔

اسی زمانے میں حاجی حج کے لئے گئے تو قرمطی نے ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا اور گرفتار شدگان کو امان طلب کرنے پر امان دے دی اس شرط

کے ساتھ کہ وہ بغداد واپس چلے جائیں چنانچہ وہ واپس بغداد لوٹ آئے اور اس سال بھی ان کا حج فوت ہو گیا۔

**خواص کی وفات** ......اس سال وفات پانے والے خواص میں سے مندرجہ ذیل افراد نے وفات پائی۔نفطویہ النحوی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**نفطویہ نحوی کے حالات** [1] ......ان کا نام ابراہیم بن محمد بن عرفہ بن سلیمان بن مغیرہ بن حبیب بن مہلب بن ابی صفرہ الازدی ابوعبداللہ العتکی ہے، جونفطویہ النحوی کے نام سے مشہور تھے۔ان کی کافی تصنیفات ہیں انہوں نے مشائخ سے احادیث سنی اور روایت کی ہیں ان سے ثقہ لوگوں نے احادیث بیان کی ہیں یہ صدوق تھے اور ان کے عمدہ عمدہ اشعار ہیں۔

خطیب نے نفطویہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ایک روز وہ سبزی فروش کے پاس سے گزرے اس سے پوچھا کہ جانوروں کی سبزی بیچنے والوں کی دکان کہاں ہے؟ (اصل میں یہ پوچھنا چاہتے تھے کہ پہاڑی راستے کس طرف ہیں لیکن زبان سے رواسین کی جگہ لفظ رائسین نکل گیا سبزی فروش اپنے پڑوسی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اللہ آپ کے غلام کا برا کرے وہ اب تک چقندر نہیں لایا اگر لے آتا تو اس میں سے ایک گٹھڑی میں اس کو دیتا اور یہ گوشت میں ملا کر کھالیتا) نفطویہ اس کی بات سن کر بغیر جواب دیئے واپس آ گئے۔

اسی سال ۸۶ سال کی عمر میں ماہ صفر میں انہوں نے وفات پائی اور حنابلہ کے سردار البر بہاری نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور دارالکوفہ میں انہیں دفن کیا گیا۔

ابوعلی البقالی نے ان کی تعریف میں یہ اشعار کہے ہیں:

تمہارے رخساروں کی نرمی سے زیادہ میرا دل اس پر نرم تھا اور مضبوط جھکی ہوئی ٹہنیوں سے بھی زیادہ اس کی طرف جھکا ہوا ہے۔جس شخص کو ظلماً تکلیف دی جائے اس کے لئے نرمی پیدا ہونا ضروری ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابومحمد عبداللہ بن زید بن علی بن حسین الواسطی المتکلم المشہور اور اعجاز قرآن وغیرہ کے مصنف کا قول ہے کہ جو شخص فاسد سے بچنا چاہے تو وہ نفطویہ کو نہ دیکھے۔اللہ نے اس کو اس کے نام کے پہلے حصہ (نفطو) کے ذریعے جلا دیا دوسرا حصہ ویہ کے ذریعے اس کو دائمی طور پر افسوس زدہ کر دیا۔

ثعالبی کا قول ہے کہ ان کا یہ نام ان کے خون میں رنگے ہوئے ہونے کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ابن خالویہ کا قول ہے کہ ان کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں جس کا نام ابراہیم اور کنیت ابوعبداللہ ہو۔

**عبداللہ بن عبدالصمد بن المہتدی باللہ** ......کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے بشار بن بصر الحلبی وغیرہ سے احادیث بیان کی ہیں اور ان سے دارقطنی نے احادیث بیان کی ہیں یہ ثقہ فاضل شافعی تھے۔

**عبدالملک بن محمد بن عدی ابونعیم الاستراباذی المحدث الفقیہ الشافعی** ......کی وفات ۸۳ سال کی عمر میں اسی سال ہوئی تھی۔

**علی بن فضل بن طاہر بن نصر بن محمد ابوالحسن البلخی** ......کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے حصول حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے تھے۔یہ ثقہ حافظ تھے۔ابو ہاشم رازی وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی تھیں پھر ان سے دارقطنی نے احادیث سنی تھی۔

**محمد بن احمد بن اسد ابوبکر الحافظ جو ابن البستان** ......سے مشہور تھے انہوں نے زبیر بن بکار وغیرہ سے احادیث سنی تھی پھر ان سے دارقطنی نے احادیث سنی ان کی عمر اسی سال سے متجاوز تھی۔

---

(۱) صفحہ نمبر ۲۲۳ ) تاریخ بغداد ۶ ۱۵۹ ، ۱۶۲ ، شذرات الذہب ۲ ۲۹۸ ، ۲۹۹

## واقعات ۳۲۴ھ

اسی سال فوجیوں نے دارالخلافہ کا گھیراؤ کر کے مطالبہ کیا کہ خلیفہ خود باہر آئیں اور ہمیں نماز پڑھائیں چنانچہ خلیفہ نے باہر آ کر نماز پڑھائی اور غلاموں نے وزیر ابن مقلہ کو پکڑ لیا اور لوگ کہنے لگے کہ خلیفہ کون ہوتا ہے کہ جسے چاہے وزیر بنائے۔ چنانچہ خلیفہ نے انہیں یہ اختیار دیا کہ وہ جسے چاہیں وزیر بنائیں انہوں نے علی بن عیسیٰ کے بارے میں مشورہ دیا۔ خلیفہ نے اسے منظور نہیں کیا اور اس نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کا مشورہ دیا چنانچہ انہوں نے اس کو وزیر بنا دیا۔

ابن مقلہ کے گھر کو آگ لگا کر اسے عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کے حوالے کر دیا اس نے اسے خوب مارا اور ایک لاکھ دینار کی اس سے تحریر لی۔ پھر عبد الرحمٰن بن عیسیٰ کو عدم صلاحیت کی وجہ سے معزول کر کے اس کی جگہ ابوجعفر بن قاسم کرخی کو وزیر بنا دیا گیا اور علی بن عیسیٰ پر ایک لاکھ دینار اور اس کے بھائی پر ستر لاکھ دینار جرمانہ عائد کر دیا پھر ساڑھے تین ماہ کے بعد اسے بھی معزول کر دیا گیا اور سلیمان بن حسین کو وزیر بنا دیا گیا پھر اسے بھی معزول کر کے ابوالفتح الفضل بن جعفر بن فرات کو مقرر کر دیا گیا پھر آئندہ سال ابن مقلہ کے گھر کی طرح اس کے گھر کو بھی آگ لگا دی گئی اور دونوں کے درمیان صرف ایک سال کا فرق تھا اور یہ سب کچھ ترکیوں کی بد دماغی کی وجہ سے ہوا تھا جب ابن مقلہ کے گھر کو آگ لگائی گئی تو ایک شخص نے اپنے پڑوسی کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

> جب زمانے نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا تو تم نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور تم تقدیر پلٹنے والے دن سے نہیں ڈرے۔ اور زمانہ کی راتوں نے بھی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جس کی وجہ سے تم دھوکہ کھا گئے حالانکہ وہ صفائی کے باوجود گدلا جاتی ہیں۔

اس سال خلافت کا معاملہ بہت کمزور پڑ گیا اور راضی نے محمد بن رائق کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آ کر بغداد کے امراء کا معاملہ سنبھال لے اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے تمام شہروں اور رجسٹروں میں خراج کا معاملہ اسے درست کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ خطبوں میں منابروں پر اس کا نام لیا جائے اور یہ کہ اس کے پاس خلعتیں بھیجی جائیں۔ ان تمام اختیارات کے ساتھ ابن الرائق بغداد پہنچ گیا اور اس کے ساتھ مرادویج کا غلام (جس نے مرادویج کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی) بحکم بھی تھا اور رائق نے عراق کے تمام اموال پر قبضہ کر لیا اور بیت المال کا سارا سامان اپنے گھر منتقل کر لیا اور وزیر کو کوئی اختیار باقی نہیں رہا اور خلافت کا معاملہ بہت کمزور ہو گیا اور نوابوں کو اپنے اپنے علاقوں میں تصرف کا موقع مل گیا اور خلیفہ کی حکومت بغداد کے علاوہ کہیں بھی باقی نہیں رہی اور ہر جگہ ابن رائق کا حکم چلنے لگا اور ابن رائق ضرورت کے حساب سے اس کے پاس چیزیں بھیج دیتا تھا پھر اس کے بعد تمام آنے والے امراء کا بھی یہی حال رہا کہ وہ خلیفہ کو کچھ نہیں سمجھتے تھے چنانچہ بصرہ پر ابن رائق کا قبضہ تھا اور فارس پر عمادالدولہ کا کرمان پر ابوعلی محمد کا، بلاد موصل پر بنی حمدان کا، مصر وشام پر محمد بن طغج کا اور بلاد افریقہ پر قائم بامراللہ کا اندلس پر عبدالرحمٰن بن محمد کا، خراسان پر نصر بن احمد السامانی کا طبرستان پر دیلم کا بحرین پر ابوطاہر سلیمان کا قبضہ تھا۔

اسی سال بغداد میں غلہ کی گرانی اور قحط سالی اس حد تک ہو گئی تھی کہ پانچ روز تک بازاروں میں روٹی ملنا بند ہو گئی تھی اور اس کی وجہ سے کافی لوگ ہلاک ہو گئے تھے جس میں اکثریت بوڑھوں اور بچوں کی تھی اور مردے راستے میں پڑے ہوئے تھے جن کا کوئی پرسان حال نہیں تھا ایک تابوت میں دو مردے رکھے جاتے تھے اور کبھی ان کے درمیان ایک بچہ بھی ہوتا تھا کبھی ایک آدمی کے لئے قبر کھودی جاتی تھی لیکن پھر اسے اتنا گہرا کر دیا جاتا تھا کہ اس میں پوری جماعت دفن کی جاتی تھی اور اس موقع پر اصبہان کے دو لاکھ افراد ہلاک ہوئے تھے۔

سال رواں ہی میں عمان میں آگ لگ گئی تھی جس میں ایک ہزار حبشی اور کافی گورے ہلاک ہوئے تھے اور اس میں چار سو کافور کی بوریاں بھی جل گئی تھیں سال رواں ہی میں خلیفہ نے احمد بن کیغلغ کو شام کی نیابت سے معزول کر دیا تھا اور پھر اس علاقے کو دیار مصر کے نائب حاکم ابن طغج کی ماتحتی میں کر دیا تھا۔

**خواص کی وفات**...... اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل افراد نے وفات پائی تھی۔ ابن المجاہد المقری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابن مجاہد المقری کے حالات** (۱)...... یہ ابوبکر احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہد المقری ہیں جو آئمہ اکابر میں سے تھے انہوں نے لوگوں سے احادیث روایت کی تھیں پھر ان سے دار قطنی وغیرہ نے احادیث روایت کی تھی یہ ثقہ دیانت دار تھے مشرقی بغداد میں ان کا گھر تھا۔

ثعلب کا قول ہے کہ ہمارے زمانے میں ان سے بڑا کوئی عالم نہیں تھا اسی سال بدھ کے روز ان کی وفات ہوئی تھی اور ۲۰ شعبان جمعرات کے روز انہیں دفن کیا گیا تھا۔

وفات کے بعد کسی نے انہیں قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھا کہ تمہاری وفات نہیں ہوئی تھی انہوں نے جواب دیا کہ میری وفات ہو چکی ہے لیکن میں نے اللہ سے دعا کی تھی مجھے قبر میں قرآن پڑھنے والے لوگوں میں سے بنانا چنانچہ میری دعا قبول ہوگئی۔

جحظۃ الشاعر البرمکی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**جحظۃ الشاعر البرمکی کے حالات** (۲)...... یہ احمد بن جعفر بن موسیٰ بن یحییٰ بن خالد بن برمک البرمکی ابوالحسن الندیم ہیں جو جحظۃ الشاعر سے مشہور تھے۔ یہ ماہر ادیب تھے صاحب فنون اور نوادر حاضرہ کے مالک تھے۔

بہت اچھے گانے والے تھے ان کے اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں:

دنیا نے لوگوں کو آواز دی کاش دنیا میں کوئی سفارش کرنے والا ہوتا۔ کتنے ہی امید رکھنے والے ہیں جن کی امیدوں پر میں نے پانی پھیر دیا اور بہت سے مال کو جمع کرنے والوں کے مال کو میں نے بکھیر کر رکھ دیا۔

ایک بادشاہ نے سنار کو ان کو کچھ پیسے دینے کے بارے میں لکھا، لیکن اس نے پیسے نہیں دیئے تو جحظہ نے اس بات کا ان اشعار میں تذکرہ کر دیا۔

جب تمہاری عنایتیں کاغذوں کی صورت میں ہوں جو انگلیوں سے ہتھیلیوں پر لکھی جاتی ہیں۔ سو ایسی پرچیاں مجھے کچھ نفع نہیں پہنچائیں گی۔ پس تم دس لاکھ کے بدلے میری یہ تحریر لے لو۔

اس کے چند اشعار یہ ہیں جو اس نے اپنے دوست کے بخل پر اس کی مذمت کرتے ہوئے کہے تھے:

ہمارا ایک دوست جو بخل میں سب سے آگے ہے اس کا نام فضل ہونے کے باوجود فضل نام کی اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔ جیسے ایک دوست دوسرے دوست کو بلاتا ہے اس نے مجھے ایسے ہی بلایا میں بھی اس کے پاس اسی انداز میں گیا۔ کھانے پر بیٹھنے کے وقت وہ مجھے ایسے دیکھ رہا تھا کہ گویا میں اس کے اعضاء کو کھا رہا ہوں۔ اپنے غلام پر بھی وہ غصہ ہوتا ہے بھی اس کو گالی دیتا ہے اور مجھے معلوم تھا کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہو رہا ہے۔ لقمہ اٹھانے کے لئے میں آہستہ آہستہ ہاتھ بڑھاتا، جب وہ مجھے دیکھتا تو میں سبزی کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیتا۔ حتیٰ کہ میری ہتھیلی نے مجھ پر ظلم کیا، اس طریقہ پر کہ بھوک نے میری عقل ماردی۔ پھر میں نے مرغی کی ران کی طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے اس کی ران کو کھینچ لیا جیسے میرے ہاتھ نے میرا پاؤں کھینچ لیا۔

اس کے عمدہ اشعار میں سے چند یہ ہیں:

تم تو چلے گئے لیکن نہ معلوم تمہاری وجہ سے کتنا رونا چلانا پڑا۔ میں نے زیادہ رونے کی وجہ سے رخساروں کو آزاد کر دیا تھا لیکن تمہاری طرف میرے شوق نے اس کو غلامی کی طرف لوٹا دیا۔

ابن خلکان نے اس کے کچھ عمدہ شعر نقل کئے ہیں:

میں نے اس سے کہا کہ تو نے بیداری کی حالت میں ملاقات میں بخل سے کام لیا ہے۔ اس وقت اس نے کہا کہ تم بھی سو رہے

(۱) تاریخ بغداد ۵/ ۱۴۴، ۱۴۸، العبر ۲/ ۲۰۱ شذرات الذهب ۲/ ۳۰۲

(۲) تاریخ بغداد ۴/ ۶۵، ۶۹ العبر ۲/ ۲۰۱

ہو پھر بھی تم یہ چاہتے ہو کہ میں خواب میں تمہاری زیارت کروں۔

عبداللہ بن معتز نے اس کا لقب جحظہ رکھا تھا کیونکہ دیکھنے میں آنکھوں کی خرابی کی وجہ سے بدصورت تھا۔

کسی نے ان کی ہجو کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

شطرنج کے ہاتھی اور کیکڑے کے مقابلے میں تم جحظہ کے گھر سے ابھرنے کی کوشش کرتے ہو۔ ہائے اس کے ساتھیوں پر رحم ہو انہوں نے کانوں کی لذت کے خیال سے آنکھوں کی بھی تکلیف برداشت کی۔

سن ۳۲۶ یا ۳۲۴ھ میں واسط میں وفات پائی۔

ابن مغلس الفقیہ الظاہری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابن المغلس الفقیہ الظاہری کے حالات** [1] ...... یہ ابن المغلس الفقیہ الظاہری ہیں اپنے مذہب پر انہوں نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں فقہ میں ان کے استاد ابوبکر بن داؤد تھے انہوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل علی بن داؤد القنطری ابی قلابہ الریاشی اور دیگر کئی حضرات سے احادیث روایت کی تھیں۔ یہ ثقہ فقیہ فاضل تھے انہوں نے ہی اپنے استاد کے علوم کی ان شہروں میں اشاعت کی تھی سکتہ میں ان کی وفات ہوئی تھی ابوبکر بن زیاد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوبکر بن زیاد کے حالات** [2] ...... یہ ابوبکر بن زیاد النیساپوری ہیں جو ابان بن عثمان کے غلام تھے انہوں نے حصول حدیث کے لئے عراق شام مصر کا سفر اختیار کیا تھا اور یہ بغداد میں رہتے تھے۔ محمد بن یحییٰ الزہلی، عباس دوری وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی تھی پھر ان سے دارقطنی و دیگر حفاظ حدیث نے روایت کی تھی۔

امام دارقطنی کا ان کے بارے میں قول ہے کہ احادیث کے متن وسند کے اعتبار سے مشائخ میں ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں تھا اور مشائخ میں یہ سب سے بڑے فقیہ تھے۔ مزنی اور ربیع کی انہوں نے صحبت اختیار کی تھی۔

خطیب کا قول ہے کہ ہم سے ابوسعید مالینی نے بواسطہ یوسف بن عمر بن مسرور ابن زیاد کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایسے شخص کو جانتا ہو جو چالیس سال سے سویا نہیں اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور یومیہ اس کی خوراک صرف پانچ دانے تھی۔ پھر فرمانے لگے کہ شادی سے پہلے میں ایسا کرتا تھا لیکن شادی کے بعد میں نے اپنی شادی کرانے والوں سے کہا کہ یہ کیا ہوا! پھر فرمانے لگے کہ اس میں بھی (اتباع سنت کی) نیکی کا ارادہ تھا۔

اسی سال چھیاسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

عفان بن سلیمان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ عفان بن سلیمان ابن یوب ابوالحسن التاجر ہیں۔ مصر میں رہتے تھے اور وہیں پر اپنے گھر کو محدثین اور ان کی اولاد کے لئے وقف کیا تھا یہ بہت بڑے مالدار اور تاجر تھے ان کی بات حکام کے نزدیک قابل قبول ہوتی تھی۔ اسی سال شعبان میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

ابوالحسن الاشعری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوالحسن الاشعری کے حالات** [3] ...... یہ بغداد آئے تھے اور وہاں پر زکریا بن یحییٰ الساجی سے انہوں نے احادیث لی تھیں اور ابن سریج سے [illegible] حاصل کیا تھا ہم نے ان کے حالات طبقہ شافعیہ میں بیان کر دیئے ہیں۔ ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ یہ شیخ ابی اسحاق المروزی کی مجلس میں بیٹھتے تھے اولاً اشعری و معتزلی تھے پھر بعد میں بصرہ میں منبر پر علی الاعلان انہوں نے عقیدہ اعتزال سے توبہ کی پھر معتزلہ کی برائیاں بیان کرتے تھے ان

(۱) تاریخ بغداد ۹/ ۳۸۵ شذرات الذهب ۲/ ۳۰۲ العبر ۲/ ۲۰۱

(۲) تاریخ بغداد ۱۰/ ۱۲۰، ۱۲۲ تذكرة الحفاظ ۳/ ۸۱۹، ۸۲۱

(۳) تاریخ بغداد ۱۱/ ۳۴۶،۳۴۷ شذرات الذهب ۲/ ۳۰۳، ۳۰۵

کی مختصر اور مفصل دونوں قسم کی تصانیف ہیں۔ابن حزم نے ان کی تصانیف کی تعداد پچپن ذکر کی ہے۔یہ مزاحیہ طبیعت کے تھے ان کا سن ولادت ۲۷۰ھ یا ۲۶۰ھ ہے اور سن وفات ۳۲۴ھ ۳۳۰ھ ۳۳۶ھ میں سے کوئی ایک ہے۔واللہ اعلم۔

محمد بن فضل بن عبداللہ ابوزراتمیمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ جرجان کے سردار تھے انہوں نے بہت سے محدثین سے احادیث سنی تھیں اور مسلکاً شافعی تھے اور ان کے گھر پر علماء کا اجتماع رہتا تھا اپنے زمانے کے طلباء کی بہت زیادہ داد و دہش کرتے تھے۔

خلیفہ راضی کے بھائی ہارون بن مقتدر کی وفات اس سال ربیع الاول میں ہوئی تھی خلیفہ راضی کو ان کی وفات پر بڑا صدمہ ہوا تھا اس وجہ سے انہوں نے ان کے معالج کو انبار کی طرف جلاوطن کر دیا تھا کیوں کہ اس پر علاج میں غفلت کرنے کا شبہ تھا لیکن پھر اپنی والدہ کی سفارش پر اسے جلاوطن نہیں کیا تھا۔

## واقعات ۳۲۵

اسی سال محرم میں خلیفہ راضی اور امیر الامراء محمد بن رائق اہواز کے نائب حاکم ابی عبداللہ البریدی سے قتال کے لئے واسط گئے کیوں کہ اس نے سرکشی کی تھی اور خراج بھی ادا نہیں کیا تھا۔جب یہ واسط پہنچے تو لوگوں نے ان سے قتال کرنا شروع کر دیا تھا انہوں نے بحکم کو ان پر مسلط کر دیا اس نے ان کو کچل دیا اور شکست کھانے والوں کو بغداد کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دیا۔پھر راستے میں کوتوال لولو نے انہیں گھیر کر اکثروں کو گرفتار کر لیا اور ان کے گھروں کو لوٹ لیا اب کوئی شخص باقی نہیں رہا جو سر اٹھا سکے اور بیت المال سے ان کا وظیفہ بالکل بند کر دیا گیا۔

اس کے بعد خلیفہ نے ابن الرائق کو ابوعبداللہ البریدی کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔بریدی نے ابن الرائق سے سالانہ تین لاکھ ساٹھ ہزار تین قسطوں میں دینے کا اور اس کے ساتھ ساتھ عضد الدولہ کے مقابلہ میں فوج کے انتظام کا وعدہ کیا۔جب ابن رائق بغداد آیا تو بریدی نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا پھر ابن الرائق نے بحکم اور بدر حسینی کو بریدی سے قتال کے لئے بھیجا پھر ان دونوں کے درمیان بے شمار لڑائیاں ہوئیں حتیٰ کہ بریدی عضد الدولہ کے پاس بھاگا اور اس سے پناہ لے لی اور اہواز کا نائب حاکم بحکم کو بنا دیا گیا تو ابن رائق نے وہاں کے خراج کا معاملہ اسی کے سپرد کر دیا۔بحکم بڑا بہادر انسان تھا اور ربیع الاول میں خلیفہ نے بحکم کو خلعت دے کر بغداد میں حاکم بنا دیا تھا اور خراسان میں شرق کا نائب حاکم بنا دیا تھا۔

**احمد بن محمد حسن کے حالات**[1] ...... یہ احمد بن محمد بن حسن ابوحامد الشرقی ہیں ان کا سن ولادت ۲۴۰ھ ہے یہ کافی تعداد میں احادیث کے حافظ، انتہائی ذہین و فطین اور کثرت سے حج کرنے والے تھے۔طلب علم کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے تھے، کبار محدثین سے احادیث کی سماعت کی تھی۔

ایک دن خزیمہ انہیں دیکھ کر کہنے لگے کہ لوگ ابوحامد کی وجہ سے آپ ﷺ پر کذب بیانی کی جرأت نہیں کر سکتے۔

عبداللہ بن محمد بن سفیان ابوالحسن الخزاز النحوی نے بھی اس سال وفات پائی تھی مبرد اور ثعلب سے انہوں نے احادیث روایت کی تھیں یہ ثقہ تھے، علوم قرآن میں نایاب فوائد پر مشتمل ان کی تصانیف ہیں۔

محمد بن اسحاق بن یحییٰ ابوطیب النحوی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ابوالوفاء کا قول ہے کہ ان کی عمدہ تصانیف ہیں۔حارث بن ابی مبرد، اسامہ و ثعلب وغیرہ سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں۔

محمد بن ہارون ابوبکر العسکری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی مذہب ابی ثور کے فقیہ تھے حسن بن عرفہ، عباس دوری، دارقطنی و آجری وغیرہ سے انہوں نے احادیث بیان کی تھیں۔واللہ اعلم۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۴/ ۴۲۶، ۴۲۷ تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۲۱، ۸۲۳

## واقعات ۳۲۶ھ

اسی سال روم کے بادشاہ نے قیمتی ہدایا کے ہمراہ خلیفہ کو خط لکھا تھا جس کا اصل مضمون رومی زبان اور اس کی تفسیر عربی زبان میں تھی اور رومی خط سونے کے پانی سے اور عربی خط چاندی کے پانی کا لکھا ہوا تھا جس کا حاصل دونوں قوموں کے درمیان صلح کے ساتھ رہنا تھا خلیفہ نے اس خط کا جواب مثبت انداز میں دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے چھ ہزار قیدیوں کو رہا کروایا گیا۔

اسی زمانہ میں وزیر ابوالفتح بن فرات وزارت چھوڑ کر بغداد سے شام چلا گیا تھا اور وزارت ابوعلی بن مقلہ کے سپرد کر گیا اس وقت خلافت کا معاملہ بڑا کمزور تھا ابوعلی بن مقلہ کا ابن الرائق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا ابوعلی بن مقلہ نے ابن رائق سے تمام جائداد حوالے کرنے کا حکم دیا۔ لیکن ابن رائق ٹال مٹول کرتا رہا اور ابوعلی نے بحکم کو خط کے ذریعے وزارت کی لالچ دے کر بلایا دوسری جانب ابوعلی مقلہ نے خلیفہ کو بھی خط لکھا تھا جس میں اس نے ابی رائق اور ابن مقاتل کا دو ہزار دینار کے عوض مطالبہ کیا تھا، لیکن اس خط کا ابن رائق کو علم ہو گیا تو اس نے ابوعلی بن مقلہ کا ہاتھ کاٹ دیا اور کہا کہ زمین میں یہ سب سے بڑا فسادی ہے۔ اس کے بعد ابوعلی بن مقلہ خلیفہ کی خوشامد کرنے لگا کہ کٹا ہوا ہاتھ کاموں کے انجام دینے میں مانع نہ ہوگا اور وہ بحکم کو حالات کی خبر دیتا رہا پھر ابن رائق کو معلوم ہو گیا کہ ابوعلی نے بحکم کو خط لکھا ہے اور اسے اس کے خلاف ابھارا ہے اس وجہ سے اس نے اس کو پکڑ کر اس کی زبان بھی کاٹ دی اور اس کو ایک تنگ جگہ میں قید کر دیا اور اس کے پاس کوئی خادم بھی نہیں تھا چنانچہ وہ خود ہی بائیں ہاتھ سے ڈول پکڑتا پھر منہ کے ساتھ اسے روکتا پھر بائیں ہاتھ سے کھینچتا پھر منہ کے ساتھ اسے روکتا پھر اس کو پیتا اس وقت اس نے بڑی تکالیف برداشت کیں اور اسی حالت میں تن تنہا اس کا انتقال ہو گیا پھر اسے دفن کر دیا گیا پھر اس کے اہل خانہ کے کہنے پر وہاں سے نقل کر کے اس کے مکان میں دفن کیا گیا پھر وہاں سے بھی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا اس وجہ سے اس کے کچھ عجیب واقعات ہیں۔

ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱)......تین بار وزیر بنا۔

(۲)......تینوں بار معزول کیا گیا۔

(۳)......تین بار خلیفہ کی جانب سے حاکم بنایا گیا۔

(۴)......تین بار دفن کیا گیا۔

(۵)......تین مرتبہ اس نے دورے کئے۔

دوبارہ جلاوطن ہو کر ایک بار موصل گیا اسی سال بحکم بغداد آیا تھا چنانچہ خلیفہ نے اسے امیر الامراء کے عہدے پر فائز کر دیا، حالانکہ یہی بحکم ابوعلی العارض ماکان بن کالی الدیلمی کے وزیر کا غلام تھا اس نے اس سے وزیر کے تمام اختیارات مانگے تو اس نے تمام اختیارات اسے دے دیئے لیکن اس کے باوجود یہ مرادویج کے ساتھ جاملا اور پھر اس کے قاتلین میں سے ہو گیا جب خلیفہ نے اسے امیر الامراء بنایا تو اس کو مؤنس الخادم کے گھر میں ٹھہرایا گیا جس کی وجہ سے اس کی شہرت ہوگئی اور ابن رائق کو وزارت سے الگ کر دیا گیا۔ اس کی مدت وزارت ایک سال دس ماہ سولہ یوم تھی۔

اسی زمانہ میں عمادالدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کو عبداللہ البریدی کے لئے اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا تھا چنانچہ اس نے اہواز کو بحکم کے قبضے سے چھڑالیا اور ابی عبداللہ البریدی کے حوالے کر دیا۔

سال رواں ہی میں یشکری اور شمکیر الدیلمی نے آذربائیجان کے حاکم رستم بن ابراہیم الکردی سے شدید قتال کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس سال قرامطہ میں آپس میں بڑا اختلاف ہوا تھا اور بات قتل تک پہنچی تھی جس کی وجہ سے دیگر شہروں میں فساد برپا نہیں کر پائے تھے اور اپنے ہی شہر ہجر میں رہے تھے، الحمدللہ۔

اسی سال احمد بن زیاد بن عبدالرحمٰن الاندلسی کی وفات ہوئی تھی یہ اصحاب مالک میں سے تھے انہوں نے ہی اندلس میں فقہ مالکی کی اشاعت کی تھی اور وہاں انہیں عہدہ قضاء کی پیش کش کی گئی تھی لیکن انہوں نے قبول نہیں کی۔

# واقعات ۳۲۷ھ

اسی سال ماہ محرم میں امیر المؤمنین الراضی موصل کے نائب حاکم ناصر الدولہ حسن بن عبداللہ بن حمدان سے قتال کے لئے نکلے تھے۔ اسی حال میں ان کے آگے آگے امیر الامراء بحکم اور قاضی القضاۃ ابوالحسن عمر بن محمد بن یوسف تھے اور اپنی جگہ پر اپنے صاحبزادے قاضی ابونصر بن یوسف بن عمر کو مقرر کر گئے تھے جو قاضی بھی تھے اور فاضل عالم بھی تھے۔

بحکم نے موصل پہنچتے ہی وہاں کے نائب حاکم حسن بن عبداللہ پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی اور خلیفہ موصل اور جزیرہ کے درمیان ٹھہر گیا اور وہیں کا انتظام سنبھالا۔ ادھر محمد بن رائق نے خلیفہ کی عدم موجودگی کو غنیمت جان کر ایک ہزار قرمطی کو ساتھ لے کر بغداد میں خوب فساد مچایا لیکن دار الخلافہ پر حملہ نہیں کیا۔ پھر خلیفہ کے پاس مصالحتوں اور غلطیوں پر معافی کا پیغام بھیجا، جسے خلیفہ نے منظور کر لیا اور قاضی القضاۃ ابوالحسن کو اس کے پاس بھیج دیا اس کے بعد ابن رائق بغداد سے چلا گیا اور خلیفہ جمادی الاولیٰ میں بغداد آ گیا، جس سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اسی سال آذربائیجان میں سخت بارش ہوئی تھی جس میں اولے پڑے تھے ایک اولہ کی مقدار دو اوقیہ تھی اور اس طرح بارش مسلسل ہوتی رہی جس کی وجہ سے بغداد کے کافی مکانات منہدم ہو گئے تھے اور اس سال ٹڈیاں بھی خوب نکلی تھیں

اس سال عراق کے راستے سے لوگوں نے حج کیا تھا جو سن ۳۱۷ھ میں اس سال تک قرامطہ کی وجہ سے معطل ہو گیا تھا اور اس بارے میں شریف ابوعلی محمد بن یحییٰ العلوی نے قرامطہ سے لوگوں کی سفارش کی تھی جسے قرامطہ نے ان کی شجاعت وکرم کی وجہ سے قبول کر لیا تھا، اس شرط پر کہ ایک اونٹ پر پانچ اور محمل پر سات دینار ٹیکس لگے گا۔ اس شرط پر سب کا اتفاق ہو گیا تھا، حج پر جانے والوں میں آئمہ شافعیہ سے ابوعلی بن ابی ہریرہ بھی تھے جب وہ قرامطہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان سے ٹیکس کا مطالبہ کیا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے گھوڑے کی نکیل موڑ لی اور واپس آ گئے اور کہنے لگے کہ بخل کی وجہ سے میں واپس نہیں آیا بلکہ ٹیکس کی وجہ سے مجھ سے حج کا وجوب ساقط ہو گیا ہے۔

اسی زمانے میں اندلس میں ایک سخت فتنہ برپا ہوا کیوں کہ اندلس کے حاکم عبدالرحمٰن اموی نے اپنے وزیر کو قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس کا بھائی شنترین کا نائب حاکم امیہ بن اسحاق حاکم پر بہت غصہ ہوا تھا چنانچہ وہ مرتد ہو کر بلاد نصاریٰ میں داخل ہوا اور ان کے بادشاہ ردمیر سے جا ملا اور اس کو مسلمانوں کے راز بتانے لگا اور جلالقہ کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے آیا۔ اندلس کے حاکم عبدالرحمٰن اموی نے نکل کر ان پر سخت حملہ کر دیا پھر انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کر کے اپنے مقتولین کی تعداد میں انہیں قتل کر دیا، پھر مسلمانوں نے بھی ان پر حملہ کر کے ان کے بے شمار افراد قتل کر دیئے، پھر مسلمان ان پر مسلسل حملہ کرتے رہے حتیٰ کہ اسحاق بن امیہ اپنے فعل پر نادم ہوا اور اس نے عبدالرحمٰن سے امان طلب کی۔ عبدالرحمٰن نے اسے امان دے دی جب وہ اس کے پاس آیا تو عبدالرحمٰن نے اسے بوسہ دیا اور اس کا احترام کیا۔

**خواص کی وفات**...... خواص میں سے اس سال ان لوگوں نے وفات پائی حسن بن قاسم بن جعفر بن رحیم، اس کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، یہ محدثین کی اولاد میں سے تھے ان کی عمدہ عمدہ تصنیفات ہیں انہوں نے عباس بن ولید البیروتی وغیرہ سے احادیث بیان کی تھیں اسی سال محرم میں اسی سے زائد عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

حسین بن قاسم بن جعفر بن محمد بن خالد بن بشیر ابوعلی الکوکبی الکاتب صاحب الاخبار والآداب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے احمد بن ابی خیثمہ، ابی العیناء اور ابن ابی الدنیا وغیرہ سے احادیث روایت کی پھر ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی۔

عثمان بن خطاب بن عبداللہ بن ابوعمرہ البلوی المغربی الاشج کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی جو ابی الدنیا سے مشہور تھے سن ۳۰۰ ہجری کے بعد بغداد آئے تھے ان کا دعویٰ تھا کہ یہ ابوبکر صدیق کی اولاد میں سے تھے اور یہ کہ اپنے والد کے ساتھ حضرت علی کے پاس جا رہے تھے کہ راستے میں پیاس لگ گئی تو یہ پانی کی تلاش میں نکلے انہوں نے ایک چشمہ دیکھا اس سے پانی پیا اور غسل کیا پھر اپنے والد کے لئے پانی لے کر آئے تو ان کی وفات ہو

چکی تھی اس سے فارغ ہو کر حضرت علی کے پاس آئے اور ان کے گھٹنوں کو بوسہ دینے کا ارادہ کیا لیکن سواری نے انہیں گرا دیا جن کی وجہ سے ان کا سر زخمی ہو گیا اور اس وجہ سے یہ الاشج سے مشہور ہو گئے اور ان کے اس واقعہ کی تصدیق ایک جماعت نے بھی کی ہے اور انہوں نے ان سے احادیث کا ایک نسخہ روایت کیا ہے جس میں حضرت علی سے احادیث مروی تھی۔

ان کی تصدیق کرنے والوں میں حافظ محمد بن احمد بن مفید بھی ہیں اور انہوں نے عثمان بن خطاب سے احادیث بھی روایت کی ہیں لیکن مفید شعیت کی طرف منسوب ہیں چونکہ عثمان بن خطاب نے ان احادیث کی نسبت حضرت علی کی طرف کی ہے اس وجہ سے مفید نے چشم پوشی کرتے ہوئے انہیں روایت کیا ہے لیکن تمام جمہور محدثین نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پورا نسخہ موضوع احادیث پر مشتمل ہے ان جمہور محدثین میں ابو طاہر احمد بن محمد السلفی ہیں اور ہمارے شیوخ میں سے شیخ الاسلام ابو العباس بن ابی تیمیہ ابو الحجاج المزی، مؤرخ الاسلام ابو عبداللہ الذہبی ہیں، میں نے اسے کتاب التکمیل میں روایت کر دیا ہے۔

مفید کا قول ہے کہ اس عثمان بن خطاب الاشج کی وفات سن ۳۱۷ھ میں ہوئی تھی اور بوقت وفات اپنے شہر چلے گئے تھے۔

محمد بن جعفر بن محمد بن سہل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**محمد بن جعفر بن محمد بن سہل کے حالات** [1] ...... یہ محمد بن جعفر بن محمد بن سہل ابو بکر الخرائطی صاحب المصنفات ہیں۔ اصل میں یہ سر من رائی کے تھے بعد میں بغداد آ گئے تھے اور وہاں پر حسن بن عرفہ وغیرہ سے احادیث روایت کی تھیں۔ حافظ الکبیر ابن حافظ الکبیر ابو احمد عبدالرحمن ابن ابی حاتم محمد بن ادریس الرازی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان کی عمدہ عمدہ بہت زیادہ مفید کتابیں ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱)...... کتاب الجرح والتعدیل اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں سے سب سے عمدہ اور اہم ترین کتاب ہے۔

(۲)...... التفسیر الحامل یہ نقل کامل پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر ابن جریر وغیرہ سے بھی زیادہ مفید ہے۔

(۳)...... کتاب العلل یہ فقہی ترتیب سے ابواب پر مشتمل ہے۔

ابو محمد بڑے عابد زاہد متقی صاحب حافظہ اور بہت زیادہ مشہور کرامتوں والے تھے۔

ایک بار یہ نماز سے فارغ ہوئے ایک مقتدی نے شکایت کی کہ آج نماز بہت طویل ہوئی جس کی وجہ سے میں نے سجدہ میں ستر بار تسبیح پڑھی ہے یہ قسم اٹھا کر کہنے لگے کہ میں نے صرف تین بار تسبیح پڑھی ہے۔

ایک بار سرحدی شہروں میں سے کسی شہر کی دیوار گر گئی تھی تو ابن ابی حاتم نے اس کے بنانے کے بارے میں لوگوں کو ترغیب دی لیکن لوگوں نے اس کی تعمیر کرنے میں دیر کر دی جس کی وجہ سے انہوں نے اس کے بنانے کے لئے جنت کے مکان کا اعلان کیا تاجروں میں سے ایک شخص نے کہا کہ آپ مجھے لکھ کر دے دیں اور مجھ سے ایک ہزار دینار لے لیں چنانچہ انہوں نے لکھ کر دے دیا اور اس نے وہ دیوار بنوا دی۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد ان کا انتقال ہو گیا جب نماز جنازہ کے لئے لوگ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے کفن سے ایک پرچہ نکل کر گر پڑا اور یہ وہی پرچہ تھا جس میں ابن ابی حاتم نے لکھا تھا جبکہ اس شخص کی کمر پر لکھا ہوا تھا کہ اے ابن ابی حاتم! ہم نے تمہاری بات مانی لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا۔

## واقعات ۳۲۸ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال محرم میں فضا میں شمال اور مغربی جانب ایک تیز سرخی ظاہر ہوئی تھی اور اس میں بہت زیادہ تعداد میں سفید بڑے بڑے ستون دیکھے گئے تھے۔

اسی زمانہ میں خبر آئی تھی کہ رکن الدولہ ابو علی بن بویہ واسط پہنچ گیا ہے جس کی وجہ سے خلیفہ بجکم کو لے کر اس سے قتال کرنے کے لئے نکلا لیکن وہ

(۱) تاریخ بغداد ۲/ ۱۳۹، ۱۴۰ شذرات الذهب ۲/ ۳۹۰

خوف زدہ ہوکر واپس اہواز چلا گیا اور یہ دونوں بغداد آ گئے۔

رواں سال ہی میں رکن الدولہ بن بویہ اصبہان شہر کا بادشاہ بن گیا تھا جسے اس نے مرادو تج کے بھائی شمکیر سے چھینا تھا اس وقت اس کی فوج کی تعداد کم تھی۔

اسی سال شعبان میں دجلہ کا پانی چڑھ کر مغربی جانب پھیل گیا تھا جس کی وجہ سے کافی مکانات منہدم ہو گئے تھے اور انبار کے کنارے بہت سی دراڑیں پڑ گئی تھیں جس کی وجہ سے کافی دیہاتی ہلاک ہو گئے تھے اور اس طرح بہت سے حیوانات اور درندے ہلاک ہو گئے تھے۔

سال رواں ہی میں بجکم نے سارہ بنت عبداللہ البریدی سے شادی کی تھی۔محمد بن یعقوب وزیر اس وقت بغداد میں تھا۔اس کے بعد محمد بن احمد وزارۃ سلیمان بن حسن کے سپرد کر کے چلا گیا اور بریدی نے بلاد واسط اور اس کی اشیاء کو چھ لاکھ دینار میں خرید لیا۔

اسی زمانے میں قاضی القضاۃ ابوالحسن عمر بن محمد بن یوسف کی وفات ہوئی تھی اور اس کی جگہ اس کے لڑکے ابونصر یوسف بن عمر بن محمد بن یوسف کو مقرر کیا گیا تھا اور خلیفہ الراضی نے ۲۵ شعبان بروز جمعرات اس کو خلعتیں عطاء کیں تھیں۔

عبداللہ البریدی نے واسط جانے کے بعد بجکم کو خط لکھا کہ آپ آئیں اور پہاڑی علاقوں کو فتح کر لیں پھر دونوں مل کر عماد الدولہ بن بویہ سے اہواز چھینیں گے اور اصل میں اس کے خط کا مقصد یہ تھا کہ جب بجکم بغداد سے دور ہو جائے گا تو یہ اس طرح بغداد پر قبضہ کر لے گا چنانچہ بجکم لشکر تیار کر کے بغداد سے نکلا لیکن راستے ہی میں اسے بریدی کی مکاریوں کا علم ہو گیا جس کی وجہ سے وہ فوراً بغداد واپس ہوا اس کے بعد بجکم بڑا لشکر تیار کر کے بریدی کے مقابلے کے لئے نکلا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر دی تا کہ بریدی کو پتہ نہ چلے لیکن جب بریدی کو بجکم کی آمد کا علم ہوا تو وہ بصرہ چلا گیا لیکن پھر خوف کی وجہ سے وہاں سے بھی کہیں بھاگ گیا اور بجکم کے جو ساتھی پہاڑی علاقوں میں رہ گئے تھے ان پر دیلم نے حملہ کر دیا لیکن بجکم اور اس کے ساتھی جلد ہی بھاگ کر بغداد پہنچ گئے۔

بجکم اپنے منشی کے ساتھ کشتی میں سوار تھا کہ ایک کبوتری گری جس کی دم میں ایک خط تھا بجکم نے اسے اٹھا کر فوراً پڑھا تو اس خط میں اس منشی نے بریدی کو بجکم کی آمد کی اطلاع دی تھی بجکم نے اس سے پوچھا کہ یہ خط تم نے لکھا ہے اس کے پاس اقرار کے سواء کوئی چارہ نہیں تھا اس وجہ سے بجکم نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور اس کے بعد اس کی لاش دریائے دجلہ میں ڈال دی گئی۔

اسی سال ابن الرائق بلاد شام پر قبضہ کے ارادہ سے نکلا اولاً اس نے حمص شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ دمشق آیا اس وقت دمشق بدر بن عبداللہ الاخشید کے قبضہ میں تھا۔ابن الرائق زبردستی اس سے چھین کر اس میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اس نے رملہ میں داخل ہو کر اس پر بھی قبضہ کر لیا پھر وہ عریش مصر کی جانب آیا اس میں داخل ہونے کا اس نے ارادہ کیا لیکن محمد بن طغج الاخشید نے اس کا سامنا کیا اور دونوں میں مقابلہ ہو گیا بالآخر ابن الرائق غالب رہا پھر ابن الرائق کے ساتھی مال لوٹنے میں لگ گئے اور ابن الرائق نے خیام المصرین میں پڑاؤ ڈالا۔موقع پا کر مصریوں نے ان پر حملہ کر دیا اور اس کے کافی ساتھی قتل کر دیئے ابن الرائق ستر آدمیوں کو لے کر بھاگا اور انتہائی ذلت کے ساتھ مصر میں داخل ہو گیا۔

اس کے بعد ابن طغج نے اپنے بھائی نصر بن طغج کو مقابلہ کے لئے ایک بڑے لشکر کے ساتھ بھیجا اور چار ذی الحجہ لجون مقام پر دونوں میں مقابلہ ہوا ابن الرائق نے مصریوں کو شکست دے دی اور مقتولین میں ابن طغج کا بھائی بھی تھا۔ابن الرائق نے اسے غسل وکفن دے کر اپنے لڑکے کے ساتھ ابن طغج کے پاس بھیج دیا اور اس کے ساتھ ایک خط بھی تھا جس میں لکھا تھا کہ قسم بخدا! میرا اسے قتل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور مجھے اس پر بڑا افسوس ہوا ہے یہ میرا لڑکا اس کے بدلے میں حاضر ہے۔اسے قتل کر دو لیکن اخشید نے قتل کرنے کے بجائے اس کا احترام کیا اور دونوں کے درمیان صلح ہو گئی کہ رملہ سے لے کر دیار مصر تک کے علاقوں پر اخشید کی حکومت ہوگی اور رملہ سے لے کر دمشق تک کے علاقوں پر ابن الرائق کی حکومت ہوگی۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں۔نے وفات پائی تھی ابومحمد جعفر المرتعش،اس کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابومحمد جعفر المرتعش کے حالات** [۱] ...... یہ مشائخ صوفیہ میں سے تھے، خطیب نے ان کا ذکر کیا ہے۔ابوعبدالرحمٰن سلمی کا قول ہے کہ ان کا نام عبداللہ بن محمد ابومحمد النیساپوری تھا۔اہل ثروت لوگوں میں سے تھے لیکن پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنید کی صحبت اختیار کر لی تھی اور بغداد میں رہتے تھے حتیٰ کہ صوفیہ کے شیخ بن گئے تھے چنانچہ مشہور ہے کہ شبلی کے اشارات، مرتعش کے نکات اور جعفر الخواص کی حکایات بغداد کے عجائبات سے ہے۔

میں نے ابوجعفر الصائغ سے مرتعش کا یہ قول سنا ہے کہ اپنے اعمال پر اعتماد کرنے والا شخص خطرہ میں ہے اور اللہ کے فضل پر بھروسہ کرنے والا شخص نفع اور فائدہ میں ہے۔

مرتعش سے سوال کیا گیا کہ فلاں شخص پانی پر چلنے کا دعویٰ کرتا ہے جواب میں فرمایا کہ خواہش نفس کی مخالفت پر چلنا ہوا میں اڑنے سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔

بوقت وفات مرتعش شونیزیہ مسجد میں تھے ان پر قرض کا حساب لگایا گیا تو سترہ ہزار دینار تھا انہوں نے فرمایا کہ میری گدڑیاں اور چادریں سب فروخت کر دو اور کفن کے بارے میں اللہ سے امید ہے کہ بہتر انتظام کر دے گا اور فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا کی تھی:

(۱)......فقر کی حالت میں موت آئے۔

(۲)......شونیزیہ مسجد میں موت آئے کیوں کہ میں اس میں کافی ساتھیوں سے ملا ہوں۔

(۳)......میرے پاس ایسے آدمی ہوں جن سے انس ومحبت رکھتا ہوں پھر اس کے بعد آنکھیں بند کیں اور موت آ گئی۔

ابوسعید الاصطخری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوسعید الاصطخری کے حالات** [۲] ...... یہ ابوسعید الاصطخری الحسن بن احمد ابن زید بن عیسیٰ بن فضل بن یسار ابوسعید الاصطخری ہیں جو آئمہ شافعیہ میں سے تھے یہ زاہد عابد متقی تھے اولاً قم کے قاضی بنے پھر بغداد کے اسی وجہ سے خچر پر گلی کوچوں میں چکر لگاتے رہتے تھے اور خچر پر ہی نماز پڑھ لیتے تھے۔ان کی خوراک بہت کم تھی، ہم نے ان کے حالات طبقات شافعیہ میں بیان کر دیئے ہیں ان کی لکھی ہوئی ایک کتاب کتاب القضاۃ کے نام سے تھی۔جو بے مثال تھی۔۹۰ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی تھی۔

علی بن محمد ابوالحسن المزین الصغیر کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**علی بن محمد ابوالحسن المزین الصغیر کے حالات** [۳] ...... یہ مشائخ صوفیہ میں سے تھے ان کا اصل وطن بغداد تھا جنید اور سہل تستری کی صحبت اختیار کی تھی اس کے بعد مکہ مکرمہ میں رہے حتیٰ کی اسی سال وہیں وفات پائی۔

یہ خود ہی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ارض تبوک پر چلتے ہوئے میں ایک کنویں پر پہنچا، جب اس کے قریب گیا تو میرا پاؤں پھسل گیا جس کی وجہ سے میں کنویں میں گر گیا اور اس وقت مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا تھا جب اس کنویں میں نیچے پہنچا تو مجھے ایک چبوترہ نظر آیا میں اس پر چڑھ گیا جس کی وجہ سے میں نے سوچا کہ اگر میں مر گیا تو میری وجہ سے اس کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوگا۔اس وجہ سے میں مطمئن ہو گیا۔اچانک ایک اژدھا آیا اور اس نے مجھے اپنی دم کے ذریعے باہر نکال دیا اور اس کا کوئی پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں گیا۔

مشائخ صوفیہ میں سے ایک دوسرے صاحب نے جن کا نام ابوجعفر المزین الکبیر ہے انہوں نے بھی مکہ کی مجاورت اختیار کی تھی اور وہیں وفات پائی تھی یہ عابدوں میں سے تھے۔

خطیب نے ابن ابی علی ابراہیم بن محمد الطبری کے حوالہ سے جعفر الخلدی سے روایت کیا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حج کے موقع پر مزین کبیر کو رخصت کرتے ہوئے ان سے درخواست کی کہ مجھے کوئی تحفہ عطاء کیجئے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی تمہاری چیز گم ہو جائے تو یہ دعا پڑھ لینا

(۱) تاریخ بغداد ۷/ ۲۲۱، ۲۲۲ العبر ۲/ ۲۱۵

(۲) تاریخ بغداد ۷/ ۲۶۸، ۲۷۰ شذرات الذهب ۲/ ۳۱۲

(۳) تاریخ بغداد ۱۲/ ۷۳ شذرات الذهب ۲/ ۳۱۶ العبر ۲/ ۲۱۵

انشاءاللہ مل جائے گی وہ دعا یہ تھی:

**یاجامع الناس لیوم لاریب فیه ان الله لا یخلف المیعاد اجمع بینی و بین کذا.**

پھر یہ کہتے ہوئے میں کتانی کے پاس آیا اور انہیں بھی رخصت ہوتے کرتے ہوئے ان سے وہی درخواست کی انہوں نے مجھے ایک انگوٹھی دی، جس کے نگینہ میں نقش تھا انہوں نے فرمایا کہ جب تم پر کوئی غم لاحق ہو تو اس انگوٹھی کے نگینے کی طرف دیکھ لینا انشاءاللہ تمہارا غم دور ہو جائے گا۔ ایک دن میں سمریہ میں تھا کہ تیز سرخ ہوا چلی اسی دوران میری انگوٹھی گم ہو گئی چنانچہ میں نے وہی دعا پڑھ کر انگوٹھی ملنے کی دعا کی، جب میں گھر پہنچا تو سامان کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو ایک کپڑے میں سے وہ انگوٹھی نکل آئی جس سے معلوم ہوا کہ میری انگوٹھی گھر میں رہ گئی تھی۔

کتاب العقد الفرید کے مصنف احمد بن عبدربہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**احمد بن عبدربہ کے حالات** [1] ...... یہ احمد بن عبدربہ ابن حبیب بن جریر بن سالم ابوعمر القرطبی ہیں جو ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان بن الاموی کے غلام تھے یہ کثرت سے احادیث بیان کرنے والے فضلا میں سے تھے اور اگلے پچھلوں کے حالات جاننے والے علماء میں سے تھے ان کی کتاب العقد الفرید کثیر فضائل اور بے شمار علوم پر مشتمل ہے لیکن ان کا کلام اکثر شیعیت اور بنی امیہ کے خلاف ہوتا تھا اور یہ بڑی حیرت ناک بات ہے کیوں کہ یہ انہی کے آزاد کردہ غلام تھے جس کا تقاضہ تھا کہ یہ ان سے محبت کرتے نہ کہ دشمنی کرتے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ اشعار میں ان کا ایک مستقل دیوان تھا اور کچھ اشعار غزلوں کی صورت میں مردوں اور عورتوں کے بارے میں تھے۔ ان کی ولادت ماہ رمضان سن ۲۴۶ھ میں ہوئی اور وفات اسی سال گیارہ جمادی الاولیٰ بروز اتوار قرطبہ میں ہوئی۔

**عمر بن ابی عمر محمد بن یوسف بن یعقوب کے حالات** [2] ...... یہ عمر بن ابی عمر محمد بن یوسف بن یعقوب ابن حماد بن زید بن درہم ابو الحسن الازدی الفقیہ المالکی القاضی ہیں۔ بیس سال کی عمر میں اپنے والد کے نائب بن گئے تھے یہ حافظ قرآن اور حدیث تھے اور فقہ مالکی کے عالم تھے فرائض، حساب، لغت، نحو وشعر کے ماہر تھے انہوں نے ایک مسند بھی لکھی تھی۔ قوۃ فہم، اچھی طبیعت اور اچھے اخلاق کے مالک تھے ان کے عمدہ عمدہ اشعار تھے فیصلوں میں بھی لوگ ان سے خوش تھے عادل ثقہ امام کا درجہ رکھتے تھے۔

خطیب کا قول ہے کہ میں نے معافی بن زکریا الجریری سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم اکثر قاضی ابی حسین کی مجلس میں جایا کرتے تھے حسب عادت ایک دن ہم دروازہ پر ان کا انتظار کر رہے تھے کہ ضرورت مند ایک دیہاتی بھی آ کر بیٹھ گیا اتنے میں ایک پرندہ آیا اور وہ کچھ آواز لگا کر چلا گیا اس کے بعد وہ دیہاتی کہنے لگا کہ اس گھر کے مالک کی سات روز کے بعد وفات ہو جائے گی ہم نے اسے ڈانٹا تو وہ اٹھ کر چلا گیا پھر قاضی نے ہمیں اندر بلایا تو ہم نے دیکھا کہ اس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے اور وہ غمگین ہے، ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ گزشتہ رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص یہ اشعار پڑھ رہا ہے اے آل حماد بن زید کے گھر والو تمہارے اہل پر اور تمہارے خوش حال لوگوں پر سلام ہو اس وجہ سے میں پریشان ہوں ہم نے اس کے لئے دعا کی اور ہم چلے گئے۔

ٹھیک سات دن کے بعد اسی سال سترہ شعبان جمعرات کے روز اسے دفن کیا گیا اس وقت اس کی عمر ۳۹ سال تھی اور ان کی نماز جنازہ ان کے لڑکے ابونصر نے پڑھائی اور وہی اس کا نائب بنا۔

صولی کا قول ہے کہ قاضی ابوحسین نوجوان ہونے کے باوجود بہت بڑے عالم تھے اور ان کی وفات پر خلیفہ الراضی رویا تھا اور ہمیں بھی رلایا تھا اور وہ کہتا تھا کہ جب مجھے کوئی پریشانی ہوتی تھی تو قاضی ابی حسین اسے حل فرما دیتے تھے پھر خلیفہ کہنے لگے کہ قسم بخدا ہم بھی زندہ نہیں رہیں گے چنانچہ اسی سال نصف ربیع الاول میں خلیفہ نے جوانی ہی میں وفات پائی۔

ابن شنبوذ مقری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

---

(۱) العبر ۲/ ۲۱۱، ۲۱۲ وفیات الاعیان ۱/ ۱۱۰، ۱۱۲.

(۲) تاریخ بغداد ۱/ ۲۸۰، ۲۸۱ العبر ۲/ ۱۹۵، ۱۹۲.

ابن شنبوز مقری کے حالات [۱]...... یہ محمد بن احمد بن ایوب بن صلت ابوالحسن المقری ہیں جو ابن شنبوز سے مشہور تھے ابی مسلم کجی بشر بن موسیٰ وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے انہوں نے کچھ ناپسند قراءت اختیار کی تھی ابوبکر انباری نے اس کی رد میں کتاب لکھی تھی۔

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ان کو وزیر ابن مقلہ کی مجلس میں حاضر کیا گیا انہوں نے کوڑے مارے جانے کی وجہ سے بہت سی چیزوں سے رجوع کر لیا تھا جنہیں ان کے زمانے کے علماء نے ناپسند کیا تھا اسی سال صفر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

وفات کے وقت انہوں نے ابن مقلہ کے خلاف بددعا کی تھی چنانچہ اس کے بعد وہ کامیاب نہ ہوسکا تھا اور مختلف سزاؤں میں مبتلا رہا یعنی اس کے ہاتھ زبان کاٹ دی گئی اور قید کردیا گیا حتیٰ کہ اس کی وہیں وفات ہوگئی اب اس کے بعد ابن مقلہ کے حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

محمد بن علی بن حسن بن عبداللہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

محمد بن علی بن حسن بن عبداللہ کے حالات [۲]...... یہ محمد بن علی بن حسین بن عبداللہ ابوعلی ہیں جو ابن مقلہ کے نام سے مشہور تھے ابتدا میں کمزور اور مفلس تھے لیکن اس کے بعد کچھ حالات درست ہوگئے تھے پھر ترقی ہوتی رہی حتیٰ کہ پھر تین خلفاء کے دور میں تین بار وزیر بنے اور تین بار معزول ہوئے تھے آخری عمر میں ہاتھ زبان کاٹ کر جیل میں ڈال دیئے گئے پھر جیل میں بائیں ہاتھ سے پانی پیتے تھے اور دایاں ہاتھ کٹے ہونے کے باوجود اسی ہاتھ سے لکھتے تھے ان کا خط بہت اچھا اور مشہور تھا۔

ان کے دور وزارت میں ان کے لئے ایک گھر بنایا گیا تھا اس کے بنانے کے وقت تمام نجومیوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا گیا تھا کہ کس وقت اس کی بنیاد رکھی جائے نجومیوں نے اس کے لئے مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت مقرر کیا تھا چنانچہ اسی وقت اس کی بنیاد رکھی گئی تھی لیکن اس کی تکمیل کے بعد ابن مقلہ کچھ عرصہ ہی اس میں رہ سکا تھا کہ وہ گھر ویران ہوکر ٹیلہ بن گیا جیسا کہ ہم نے ذکر کردیا اور اس کی دیواروں پر کچھ کچھ لکھا ہوا تھا اسے بھی ہم نے ذکر کردیا ہے اسی طرح ایک بہت بڑا باغ بھی تھا جس کی حفاظت کے لئے بہت سے ملازمین بھی تھے اور اس باغ پر ریشم کا ایک جال بچھا ہوا تھا اور اس میں مختلف قسم کے پرندے قماری، ہزاری، بلبل اور طوطے تھے اسی طرح ہرن وحشی گائیں اور دیگر جانور تھے۔ لیکن پھر یہ ساری چمک دمک تروتازگی کچھ عرصہ بعد ہی ہلاکت وفنا وزوال وویرانی میں تبدیل ہوگئی۔ کیوں کہ متکبر جاہل لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت جاریہ ہے ابن مقلہ کے گھر بننے کے وقت ایک شاعر نے مندرجہ ذیل اشعار کہے تھے۔

> ابن مقلہ سے کہہ کہ جلدی مت کر اس لئے کہ تو خواب غفلت میں ہے۔ تم لوگوں کے گھر پتھروں سے بنا رہے ہو لیکن چند دن کے بعد یہ شکار کی طرح منہدم ہو جائے گا۔ تم اس گھر کی بنیاد رکھنے کے لئے مناسب وقت کی تلاش کرتے رہے لیکن یاد رکھو بہرام بادشاہ پر بہت سے منحوس وقت آچکے ہیں۔ یاد رکھو قرآن اور فلسفہ بطلیموس نہ تو ہلاکت کے وقت جمع ہو سکتے ہیں اور نہ اس کے بنانے کے وقت۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد ابن مقلہ کو وزارت سے معزول کر دیا گیا اور اس کا گھر ویران کر دیا گیا اس کے درخت اکھاڑ دیئے گئے پھر اس کی زبان کاٹ دی گئی اور اس پر دس لاکھ جرمانہ عائد کر دیا گیا پھر تن تنہا اسے قید خانے میں ڈال دیا گیا حالانکہ وہ اس وقت بوڑھا اور کمزور تھا اور بعض اعضاء بھی کاٹ دیئے گئے حتیٰ کہ وہ گھر کے کنویں سے پانی بھی خود ہی پیتا تھا اپنے بائیں ہاتھ سے ڈول اور رسی کنویں میں ڈالتا تھا پھر منہ سے اسے پکڑتا تھا بہت زیادہ آرام وعشرت کے بعد اس نے بہت زیادہ تکالیف برداشت کی تھی۔

مندرجہ ذیل اشعار اس نے اپنے ہاتھ کے بارے میں کہے تھے:

> میں زندگی سے تھکا ہوا نہیں ہوں بلکہ ان کی قسموں پر اعتماد کرتے ہوئے حصول زندگی کے لئے مضبوط رہا لیکن میرا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ میں نے اپنے دین کو ان کی وجہ سے دنیا کے بدلے فروخت کر دیا لیکن اولاً انہوں نے مجھے دین سے در در

(۱) تاریخ بغداد ۱/ ۲۸۰، ۲۸۱ العبر ۲/ ۱۹۵، ۱۹۲۔

(۲) شذرات الذهب ۲/ ۳۱۰ العبر ۲/ ۲۱۱۔

رکھا پھر دنیا سے بھی محروم کر دیا۔ میں نے حتی الوسع کوشش کر کے ان کی روحوں سے حفاظت کی لیکن انہوں نے کسی طرح میری حفاظت نہیں کی۔ دایاں ہاتھ کٹنے کے بعد زندگی کا کوئی مزہ نہیں اے میری روح دایاں ہاتھ ختم ہونے کے بعد تو بھی مجھ سے جدا ہو جا۔

وہ اپنے دائیں ہاتھ کٹنے پر بہت زیادہ روتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے اسی ہاتھ سے دو مرتبہ قرآن لکھا ہے اور اسی ہاتھ سے تین بار میں نے خلفاء کی خدمت کی لیکن چوروں کے ہاتھ کاٹنے کی طرح میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر اس نے ایک شعر پڑھا:

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے جسم کا کوئی حصہ مر جائے تو باقی کی فکر کر اس لئے کہ تو باقی شدہ حصے کے قریب ہے۔

پھر جیل ہی میں اس کی وفات ہوئی اور بادشاہ کے گھر میں اس کو دفن کیا گیا اس کے بعد اس کے لڑکے ابوالحسین نے مطالبہ کیا کہ اسے اپنے والد کو اپنے گھر میں دفن کرنے کی اجازت دی جائے چنانچہ اجازت ملنے پر اس نے قبر کھود کر لاش نکال کر اپنے گھر میں دفن کی اس کے بعد اس کی بیوی دینار یہ نے اسی بات کا مطالبہ کیا چنانچہ پھر اس نے اپنے گھر میں دفن کیا تین بار انہیں دفن کیا گیا۔ ۵۶ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی تھی۔

ابوبکر بن الانباری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوبکر بن الانباری کے حالات** (۱) ...... یہ ابوبکر الانباری محمد بن محمد بن قاسم بن محمد بن بشار بن حسن بن بیان بن سماعہ بن فروہ بن قطن بن دعامہ ابوبکر الانباری ہیں کتاب الوقف کتاب الابتداء کے مصنف ہیں اس کے علاوہ دیگر کئی کتب نافعہ کے مصنف ہیں، لغت، حدیث، تفسیر، حدیث اور دیگر علوم میں سمندر تھے، کدیمی، اسماعیلی، قاضی ثعلب وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی تھیں۔ یہ ثقہ صدوق دیندار ادیب اہل سنت والجماعت میں سے تھے نحو ادب میں سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے حافظ تھے۔ کئی کئی جلدوں والی کتابیں جنہیں کئی کئی اونٹ اٹھاتے تھے وہ ان کو حفظ تھیں ذہن اور حافظہ کی حفاظت کے لئے صرف شلجم کھاتے تھے اور صرف عصر کے وقت پانی پیتے تھے۔

ان کو ایک سو بیس تفاسیر یاد تھیں خوابوں کی تعبیر کے بارے میں کتاب ایک رات میں یاد کر لی تھی ہر جمعہ دس ہزار ورق یاد کر لیتے تھے ان کی وفات اسی سال عیدالضحیٰ کی رات ہوئی تھی۔

ام عیسیٰ بنت ابراہیم الحربی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ عالمہ فاضلہ تھیں فقہ میں فتویٰ دیتی تھیں اسی سال ماہ رجب میں ان کی وفات ہوئی تھی اور اپنے والد کے پہلو میں دفن کی گئی تھیں۔

## واقعات ۳۲۹ھ

اسی سال وسط ربیع الاول میں خلیفہ راضی باللہ امیر المؤمنین ابی العباس احمد بن المقتدر باللہ جعفر بن المعتضد باللہ احمد بن الموفق بن متوکل بن معتصم بن الرشید العباسی کی وفات کا حادثہ پیش آیا تھا۔ یہ اپنے چچا قاہر کی وفات کے بعد سن ۳۲۲ھ چھ جمادی الاولیٰ کو مسند خلافت پر فائز ہوئے تھے اور ان کی کل مدت خلافت چھ سال دس ماہ دس یوم تھی اور انہوں نے کل عمر اکتیس سال دس ماہ پائی تھی ان کا ہاکا گندمی رنگ سیاہ لانبے لانبے بال چھوٹا قد نازک جسم تھا۔ چہرہ لانبا تھا ڈاڑھی کا اگلا حصہ پورا تھا اور ڈاڑھی کے بال باریک تھے ان کے دیکھنے والوں نے اسی طرح ان کا حلیہ بیان کیا ہے۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ خلیفہ راضی باللہ بہت سی خوبیوں کے مالک اور چند چیزوں میں پہلے خلفاء کی آخری نشانی تھے وہ چند چیزیں یہ ہیں:

(۱) ...... یہی آخری خلیفہ تھے جو شاعر بھی تھے۔

(۲) ...... یہ آخری خلیفہ تھے جو لشکر اور مال کی تدبیر میں منفرد تھے۔

(۳) ...... یہی آخری خلیفہ تھے جو جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دیا کرتے تھے۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۳/ ۱۸۱، ۱۸۶، تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۴۲، ۸۴۴

(۴)...... یہی آخری خلیفہ تھے جن کے پاس اچھے ہمنشین اور مجلسی لوگ آ کر بیٹھا کرتے تھے۔

(۵)...... یہی آخری خلیفہ تھے جو اخراجات انعامات، عطایا، انتظامات، خزانے، لنگر کا انتظام، مجالس و خدام اور دیگر امور میں پہلے خلفاء کے نقش قدم پر تھے۔

کسی اور کا قول ہے کہ راضی فصیح بلیغ شریف سخی دوسروں کی تعریف کرنے والے تھے محمد بن یحییٰ الصولی نے انہی کی زبانی ان کا عمدہ کلام نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کچھ اقوام سراپا خیر ہیں اور کچھ اقوام سراپا شر ہیں جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا رخ اچھے لوگوں کی طرف پھیر دیتے ہیں اور ہمیں اس کا وسیلہ بنا دیتے ہیں جن کی وجہ سے ہم ان کی ضروریات کو پورا کر دیتے ہیں اور وہ ثواب، اجر، شکر میں ہمارا شریک ہوتا ہے اور جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ برائی کا معاملہ فرماتے ہیں تو اس کا رخ ہمارے غیر کی طرف پھیر دیتے ہیں چنانچہ وہ گناہ اور بوجھ میں ان کا شریک ہوتا ہے اور ہر حال میں ہم اللہ سے مدد کے خواہاں ہیں۔ جب راضی اور ان کے بھائی مکتب میں تھے تو راضی نے اپنے بڑے بھائی کو عذر خواہی کا خط لکھا تھا جو ان کی بہترین عذر خواہیوں میں سے ہے جس کا مضمون یہ تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے میرے بڑے بھائی میں آپ کی غلامی کا اقرار کرتا ہوں اور میں آپ کی فضیلت کا بھی معترف ہوں غلام ہی غلطی کرتا ہے اور آقا ہی معاف کرتا ہے۔ اسی کے ہم معنی شاعر کا قول ہے کہ:

اے بلا وجہ غصہ ہونے والے انسان خوب غصہ کر اس لئے کہ مجھے تمہارا غصہ محبوب ہے، اس کے باوجود تم میرے نزدیک بڑے ہی محبوب ہو۔

خط پڑھتے ہی راضی کا بھائی متقی اس کے پاس آیا اور اسے بوسہ دیا اور معانقہ کیا اور دونوں کی صلح ہوگئی۔

خلیفہ راضی باللہ کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں جنہیں ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے:

میرا چہرہ اس وقت سرخ ہو جاتا ہے جب وہ اسے غور سے دیکھتی ہے میری نظر اور اس کا چہرہ شرمندگی کی وجہ سے سرخ ہو جاتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کہ اس کے رخسار میں میرے جسم کے خون کو منتقل کر دیا گیا ہے۔

جن اشعار میں اس نے مقتدر کا مرثیہ کہا تھا ان میں سے چند یہ ہیں:

بالفرض اگر کوئی زندہ شخص مردہ کی قبر بن سکتا ہے تو میں اپنی آنتوں کو ان کی ہڈیوں کی قبر بنا دیتا۔ اگر میری عمر میرے ارادہ کی بات مانتی اور تقدیر بھی میری موافقت کرتی تو میں اپنی عمر اسے تقسیم کر دیتا۔ میری جان فدا ہو اس نرم آرام گاہ پر جہاں بوسیدہ ہڈیوں والی قبر میں آپ آرام فرما ہیں اور آپ بیک وقت بارش، شیر اور چاند ہیں۔

ابن الجوزی نے ان کے کہے ہوئے کچھ اشعار اپنی منتظم میں نقل کئے ہیں:

فضول خرچی پر مجھے زیادہ ملامت مت کر، تعریفوں کا نفع شرافت کو بڑھا دیتا ہے۔ جو اخلاق اگلے لوگوں نے جمع کئے ہیں، میں ان تمام کو اکٹھا کرتا ہوں جن اخلاق کی بنیاد اسلاف نے رکھی ہے میں ان تمام کو بلند کرتا ہوں۔ میں جس قوم کا مقابلہ کرتا ہوں بربادی اور ہلاکت کا عادی ہوتا ہوں۔

ان کے وہ اشعار جن کو خطیب بغدادی نے ابوبکر محمد بن یحییٰ الصولی الندیم کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ یہ ہیں:

ہر اچھی چیز کو پرانا ہونا ہے ہر مطمئن کو خوف کے مقام کا سامنا کرنا ہے۔ ہر جوانی کو موت یا بڑھاپے کی طرف منتقل ہونا ہے۔ بڑھاپے کی بہترین خوبی یہ ہے کہ وہ انسان کو متنبہ کرنے والا واعظ ہے۔ اے دھوکوں کی موج میں پریشان امید والے! ہم سے پہلے لوگ اس وقت کہاں ہیں؟ ان کی ذات و اثرات کے نشان مٹ چکے ہیں! عنقریب قیامت ان کی عمر کا تمام گزرا ہوا زمانہ لے آئے گی۔ اے میرے رب میں نے تیرے پاس کچھ ذخیرہ جمع کر رکھا ہے اور میں آپ کو بہترین ذخیرہ کرنے والا خیال کرتا ہوں۔ جو چیزیں اللہ کی کتاب نے سورتوں میں بیان کی ہیں میں ان تمام پر ایمان لاتا ہوں۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے نفع چھوڑ کر اس پر نقصان کو ترجیح دے رکھی ہے۔ اے باری تعالیٰ میں آپ سے گناہوں کی بخشش کا سوالی ہوں۔

راضی کی وفات اسی سال سولہ ربیع الاول کو استقاء کی بیماری میں ہوئی تھی بوقت وفات اس کے لئے واسط میں بجکم کے پاس پیغام بھیجا گیا تھا کہ میرے بعد میرے چھوٹے لڑکے ابی الفضل کو ولی عہد بنایا جائے لیکن ایسا نہ ہوسکا اور لوگوں نے ان کے بھائی المتقی باللہ ابراہیم بن المقتدر کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی اللہ کی جانب سے یہی فیصلہ ہو چکا تھا۔ خلیفہ راضی باللہ کی وفات کے بعد قاضیوں نے اور سرداروں نے بجکم کے گھر پر جمع ہو کر مشورہ کیا کہ اب کس کو خلیفہ بنایا جائے مشورہ کے بعد سب نے مل کر ان کے بھائی متقی باللہ کو خلیفہ بنانے پر اتفاق کر لیا چنانچہ متقی باللہ کو دارالخلافہ میں بلایا گیا اور لوگوں نے انہیں خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے سب سے پہلے دو رکعت صلاۃ الاستخارہ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر کرسی پر بیٹھ گئے پھر مسند خلافت پر بیٹھ گئے چنانچہ اسی سال بیس ربیع الاول بروز بدھ لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی خلیفہ بننے کے بعد انہوں نے گزشتہ لوگوں کی کسی چیز کو نہیں بدلا اور نہ کسی سے دھوکہ کیا حتیٰ کہ اپنی خاص جماعت سے بھی نہ تو دھوکہ کیا اور نہ ہی ان سے کسی معاملے میں نرمی کا برتاؤ کیا۔

اس کے علاوہ وہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والا، کثرت سے نمازیں پڑھنے والا اور بہت بڑا عابد تھا گویا کہ وہ اسم بامسمیٰ تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کسی ساتھی یا کسی قصہ گو کی ضرورت نہیں اس لئے کہ میرا بہترین ساتھی اللہ کا قرآن ہے اور یہی مجھے کافی ہے اسی وجہ سے مجلس کے لوگ، قصہ گو شعراء اور وزراء ان کے پاس نہیں بیٹھتے تھے بلکہ وہ اب بجکم کے ساتھ بیٹھتے تھے اور اس کے ساتھ قصہ گوئی اور شعر و شاعری کرتے تھے بجکم عجمی ہونے کی وجہ سے ان کی یہ بات نہیں سمجھتا تھا۔

بجکم کے ساتھ بیٹھنے والوں میں ایک طبیب سنان بن ثابت الصابی بھی تھے۔ بجکم نے ان سے شدت غصہ کی شکایت کی تھی چنانچہ ڈاکٹر نے ان کے اخلاق کی درستگی، ان کے غصہ کو کم کرنے اور ان کے مزاج کو بدلنے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ کچھ ان کے مزاج میں تبدیلی آگئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے دوسروں کو قتل کرانے میں کمی کر دی تھی۔

خلیفہ متقی باللہ خوبصورت چہرہ والے، حسن اخلاق کے مالک چھوٹی ناک والے، سفید سرخی مائل رنگ والے، سرخ زردی مائل گھنگریالے بالوں والے، گھنی ڈاڑھی والے، سفید سرخی مائل آنکھوں والے اور نفس کی مخالفت کرنے والے تھے شراب اور نبیذ کے عادی نہیں تھے گویا انہوں نے قول و فعل دونوں کو جمع کر دیا تھا خلیفہ متقی نے کچھ پوزیشن مضبوط ہونے کے بعد قاصدوں کو لوگوں کے پاس بھیجا اور بجکم کے پاس واسط میں خلعت پہنچائی تمام شہروں میں اپنی حکومت کے بارے میں خطوط ارسال کئے۔

اسی سال اہواز کے اطراف میں عبداللہ البریدی اور بجکم کے درمیان لڑائی ہوئی تھی اسی لڑائی میں بجکم قتل ہو گیا اور عبداللہ البریدی غالب آگیا اور اس کا اثر و رسوخ بڑھ گیا اس موقع پر خلیفہ نے بجکم کی تمام جائیداد اپنے قبضے میں لے لی جو گیارہ لاکھ کے قریب تھی اور بجکم کی حکومت بغداد پر دو سال آٹھ ماہ نو یوم تھی۔

اس کے بعد بریدی نے بغداد میں داخل ہونے کا ارادہ کیا متقی نے اپنی فوج پر بہت زیادہ خرچہ کر کے انہیں اس بات پر تیار کیا کہ وہ بریدی کو بغداد میں داخل نہ ہونے دیں اور خود بھی خلیفہ اسے روکنے کے لئے باہر نکل آیا لیکن بریدی نہیں مانا بالآخر وہ دوسرے رمضان میں بغداد میں داخل ہو گیا اور مقام شفیع میں اس نے پڑاؤ ڈالا جب متقی کو اس کی بغداد آمد کا یقین ہو گیا تو متقی نے اس کے پاس مبارک باد اور ہدایا بھیجے اور اس کو وزیر کا لقب دیا امیر الامراء کا نہیں دیا اس کے بعد بریدی نے خلیفہ سے پانچ لاکھ دینار کا مطالبہ کیا لیکن خلیفہ نے انکار کر دیا بریدی نے دوبارہ اس کے پاس پیغام بھیجا اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی کہ اگر تم نے مطالبہ پورا نہیں کیا تو پھر تمہارا حشر بھی معتمد، معتز، مستعین، قاہر جیسا ہوگا بالآخر خلیفہ نے اس کا مطالبہ مان لیا۔

لیکن خلیفہ اور بریدی بغداد میں جمع نہ ہو سکے حتیٰ کہ بریدی بغداد سے نکل کر واسط چلا گیا کیوں کہ دیالمہ اس سے الگ ہو کر کورتکین کے ساتھ مل گئے تھے اور انہوں نے بریدی کے گھر کو آگ لگانے کا ارادہ کیا تھا ان کے علاوہ ایک دوسرا لشکر بجکمیہ نام کا بھی اس سے متنفر ہو گیا تھا کیوں کہ بریدی نے خلیفہ کی طرف سے ملنے والے پانچ لاکھ میں سے انہیں کچھ بھی نہیں دیا تھا اور بجکمیہ کی ایک دوسری جماعت کا بھی اس سے اختلاف ہو گیا تھا اس کا نام دیالمہ تھا جو دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر بریدی رمضان کے ختم پر بغداد سے شکست کھا کر بھاگ گیا تھا بغداد پر کورتکین کا قبضہ ہو گیا اور وہ متقی کے پاس چلا گیا۔ اس نے اسے امیر الامراء بنا کر خلعتوں سے نوازا۔

اس موقع پر متقی نے علی بن عیسیٰ اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بلایا اور عبدالرحمٰن کو وزارت دیئے بغیر تدابیر امور کی ذمہ داری سونپ دی۔ پھر کورتکین

نے بجکم کے غلام ترکیوں کے سردار کبک کو گرفتار کر کے پانی میں غرق کر دیا پھر لوگوں کو دیالمہ سے شکایت پیدا ہوگئی اس لئے کہ وہ ان سے ان کے گھروں کو چھین لیتے تھے جس کی انہوں نے کورتکین سے شکایت کی لیکن اس نے ان کی شکایت کا ازالہ نہیں کیا جس کی وجہ سے لوگوں نے خطباء کو جامع مسجدوں میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا اور دیلم اور عوام میں لڑائی چھڑ گئی اور فریقین کے کافی لوگ مارے گئے۔

اس موقع پر خلیفہ نے شام کے حاکم ابوبکر محمد بن رائق کو خط کے ذریعے اپنے پاس آنے کی دعوت دی تا کہ وہ دیلم اور بریدی سے اس کی جان چھڑائے چنانچہ وہ ۲۰ رمضان کو ایک بہت بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا اور اس کے ساتھ بجکمیہ کی بھی ایک جماعت تیار ہوگئی جس وقت وہ موصل کے قریب پہنچا تو ناصر الدولہ بن حمدان راستے میں اس کے مقابلے میں آ گیا لیکن دونوں میں خط و کتابت ہو کر صلح ہوگئی اور ابن حمدان نے ایک لاکھ دینار برداشت کر لئے پھر جب ابن الرائق بغداد کے قریب پہنچا تو کورتکین ایک بڑا لشکر لے کر اس کے مقابلے میں نکلا لیکن ابن حمدان مغربی بغداد کے راستے سے بغداد میں داخل ہوگیا اس کے بعد کورتکین بھی واپس آ کر مشرقی جانب بغداد کے راستے سے بغداد میں داخل ہوگیا اور بغداد ہی میں دونوں کے درمیان جنگ کے لئے صف بندی ہوگئی اور عوام الناس نے ابن الرائق کا ساتھ دیا۔ دیلم شکست کھا گئے اور ان کے کافی افراد مارے گئے اور کورتکین بھاگ کر چھپ گیا اور ابن الرائق کی شہرت ہوگئی اور خلیفہ نے اسے خلعت سے نوزا ایک بار خلیفہ اور ابن الرائق دجلہ کے کنارے جا رہے تھے کہ ابن الرائق کی کورتکین پر نظر پڑ گئی ابن الرائق نے اسے گرفتار کر کے دارالخلافہ کے قید خانے میں قید کر دیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال ۱۲ جمادی الاولیٰ کو لوگ براثی جامع مسجد میں جمعہ ادا کرنے کے لئے آئے جسے مقتدر نے جلا دیا تھا کیوں کہ اسے معلوم ہوگیا تھا کہ اس میں شیعہ جمع ہو کر صحابہ کرام پر سب وشتم کرتے ہیں اس لئے اس نے ان پر حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے اسی وقت سے مسجد ویران ہوگئی تھی حتیٰ کہ بجکم نے راضی کے دور میں اسے تعمیر کیا تھا پھر متقی نے حکم دیا کہ اس میں وہ منبر رکھا جائے جس پر الرشید لکھا ہوا ہے اور متقی نے ہی لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی اس وقت سے لے کر سن ۴۵۰ تک اسی میں نماز ہوتی رہی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ سات جمادی الاخریٰ کی رات کڑک اور بجلی کی رات تھی جس کی وجہ سے قصر منصور کا سبز گنبد گر گیا تھا جو کہ بنانے اور گرانے میں ۱۸۷ سال کا فاصلہ تھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال تشرینان اور کانون کے مہینوں میں بارش نہیں ہوئی تھی سوائے ایک مرتبہ معمولی بارش کے جس وجہ سے مہنگائی بہت زیادہ ہوگئی تھی حتیٰ کہ بغداد میں گندم کا ایک کر ۱۳۰ دینار میں فروخت ہو رہا تھا اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے تھے حتیٰ کہ ایک جماعت بلا غسل وکفن کے ایک قبر میں دفن کی جاتی تھی اور سامان بہت سستا ہوگیا تھا حتیٰ کہ ایک دینار کی چیز ایک درہم میں مل رہی تھی۔

اس موقع پر ایک عورت کو خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت ہوئی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ لوگ جنگل میں نکل کر صلاۃ استسقاء ادا کریں جس کی وجہ سے اتنی بارش ہوئی کہ دجلہ میں بہت زیادہ پانی بھر گیا جس کی وجہ سے عباسیہ غرق ہو گئے تھے اور بغداد کی سڑکوں پر پانی بھر گیا تھا اور بغداد کے نئے اور پرانے پل ٹوٹ گئے تھے اور کردوں نے خراسان آنے والے قافلوں سے تین ہزار دینار اور ترکیوں سے اس سے بھی زیادہ بطور ٹیکس لئے تھے اور لوگ حج کے لئے گئے تھے لیکن مدینے میں ایک علوی کے ظہور کی وجہ سے (جو لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دیتا تھا) راستے سے واپس لوٹ آئے تھے۔

**خواص کی وفات** ......خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی احمد بن ترمذ مروالفقیہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ابن سریج کے ساتھیوں میں سے تھے ایک مرتبہ غسل سے فارغ ہو کر حمام سے نکل رہے تھے کہ حمام ان کے اوپر گر گیا اسی وقت ان کا انتقال ہوگیا۔

**بجکم الترکی** ......ان کا انتقال بھی اسی سال ہوا تھا یہ بغداد کے امیر الامراء تھے عاقل تھے اور عربی سمجھ لیتے تھے لیکن بول نہیں سکتے تھے اس بارے میں کہتے تھے کہ میں غلطی کے خوف سے عربی زبان نہیں بول سکتا کیوں کہ سردار سے غلطی کا وقوع بہت ہی ناپسندیدہ ہے لیکن اس کے باوجود علم اور اہل علم سے محبت کرتے تھے یہ امیر ترین تھے اور فقراء پر بہت زیادہ خرچ کرتے تھے انہوں نے بغداد میں ایک شفاخانہ بنوانا شروع کیا تھا لیکن وہ

مکمل نہیں ہوسکا تھا پھر عضد الدولہ نے اسے از سر نو تعمیر کرایا تھا۔

بجکم کا قول ہے کہ عدل بادشاہ کے لئے دین و آخرت میں نفع کی چیز ہے۔ یہ جنگل میں بہت زیادہ اموال دفن کیا کرتے تھے لیکن ان کے انتقال کے بعد ان کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔

خلیفہ راضی کے خدماء بجکم کے پاس واسطہ آ گئے تھے اور اس نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ خلیفہ سے آٹھ لاکھ دینار لے کر انہیں دے گا اور وہ خلیفہ کی طرح اس سے قصہ گوئی کرتے تھے اور یہ ان کی اکثر باتیں نہیں سمجھتا تھا ان میں غصہ بھی بہت زیادہ تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹر سنان بن ثابت الصابی نے ان کا علاج کیا تھا جس کی وجہ سے ان کی طبیعت میں نرمی آ گئی تھی اور غصہ بھی کم ہو گیا تھا اور مزاج بھی بدل گیا تھا لیکن اس کے بعد کچھ ہی عرصہ زندہ رہے تھے۔

ایک مرتبہ ان کے پاس ایک شخص آ کر انہیں وعظ کرنے لگے جس کا ان پر کافی اثر ہوا حتیٰ کہ رونا بھی آ گیا انہوں نے خوش ہو کر اس کے لئے ایک لاکھ دینار کا حکم دیا۔ قاصد انہیں ایک لاکھ دینے کے لئے ان کے پیچھے گیا بجکم نے ساتھیوں سے کہا کہ میرے خیال میں وہ یہ رقم قبول نہیں کرے گا کیوں کہ اس کو اس کی کیا ضرورت وہ تو عبادت میں مشغول ہے اس کو دنیا سے کیا واسطہ؟ لیکن تھوڑی دیر کے بعد قاصد نے اسے بتایا کہ اس نے وہ رقم قبول کر لی۔ یہ سن کر بجکم کہنے لگے کہ ہم سب شکاری ہیں لیکن جال مختلف ہیں۔ اسی سال ۲۳ رجب کو ان کی وفات ہوئی تھی۔

ان کی وفات کی وجہ یہ بنی تھی کہ ایک بار یہ شکار کر رہے تھے کہ کردوں کی ایک جماعت سے ان کی ملاقات ہو گئی انہوں نے ان میں سے کسی کا مذاق اڑایا جس کی وجہ سے لڑائی ہو گئی اسی دوران ایک شخص نے ان کو اتنی سخت ضرب ماری کہ یہ قتل ہو گئے۔

بغداد پر ان کی حکومت ۲ سال ۸ ماہ ۹ یوم رہی اور میراث میں کافی مال چھوڑا جس پر متقی باللہ نے قبضہ کر لیا تھا۔

**ابو محمد البر بہاری کے حالات** (۱) ...... یہ ابو محمد البربہاری العالم الزاہد الفقیہ الحنبلی الواعظ تھے۔ مروزی سہل تستری کی صحبت انہوں نے اختیار کی تھی ان کے والد کی وفات کے بعد انہیں میراث میں ستر ہزار دینار مل رہے تھے لیکن انہوں نے کسی وجہ سے لینے سے انکار کر دیا تھا یہ بدعت اور معاصی کے بہت زیادہ مخالف تھے بڑی بلند شان والے تھے۔ عام و خاص سب ہی ان کی تعظیم کرتے تھے۔ ایک روز انہیں چھینک آ گئی تھی جس پر حاضرین نے یرحمک اللہ کہا تھا اسی طرح ان سے سن کر ان کے قریب والوں نے کہا تھا پھر ان سے سن کر ان کے قریب والوں نے کہا تھا پھر ان سے قریب والوں نے حتیٰ کہ پورے بغداد نے یرحمک اللہ کہا جس کی وجہ سے آواز دار الخلافہ میں پہنچ گئی خلیفہ کو اس پر بڑی حیرت ہوئی اور کچھ ان کے مخالفوں نے اس کے کان بھر دیئے جس کی وجہ سے خلیفہ نے انہیں طلب کیا لیکن یہ بوران کی بہن کے پاس ایک ماہ تک چھپے رہے پھر ان کی ٹانگوں میں کوئی بیماری لگ گئی جس کی وجہ سے وہیں ان کی وفات ہو گئی بوران کی بہن نے اپنے خادم سے نماز جنازہ کے لئے کہا چنانچہ اس نے نماز جنازہ پڑھائی اس وقت گھر سفید پوش آدمیوں سے بھرا ہوا تھا انہوں نے اپنے بارے میں وصیت کی تھی کہ موت کے بعد انہیں ابو محمد کے پہلو میں دفن کیا جائے یوسف بن یعقوب بن اسحاق کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن بہلول کے حالات** (۲) ...... یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن بہلول ابو بکر الازرق ہیں کیوں کہ ان کی آنکھیں نیلی تھیں انہوں نے اپنے دادا زبیر بن بکار، حسین بن عرفہ وغیرہ سے احادیث سنی تھی زندگی سادہ تھی صدقہ بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ دینار صدقہ کئے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے ان سے دارقطنی و دیگر حفاظ حدیث نے احادیث روایت کی ہیں یہ ثقہ عادل تھے اسی سال ذی الحجہ میں ۹۲ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

---

(۱) شذرات الذھب ۲/ ۳۱۹ العبر ۲/ ۲۱۶، ۲۱۷

(۲) تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۲۱، ۳۲۲ العبر ۲/ ۲۱۹

# واقعات ۳۳۰ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال محرم میں ایک دمدار ستارہ نکلا تھا جس کا سر مغرب کی طرف اور دم مشرق کی طرف تھی اور وہ بہت بڑا تھا اس کی دم کے آگے شاخیں تھیں ۱۷ یوم تک وہ باقی رہا پھر آہستہ آہستہ ختم ہو گیا۔

اسی زمانہ میں وسط ربیع الاول میں گندم کا ایک کر دوسو دینار کا فروخت ہو رہا تھا اور ضعفاء مردار کھا رہے تھے مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی تھی راستے بند ہو گئے تھے لوگ مرض فقر میں مبتلا ہو گئے تھے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دیا گیا تھا حتیٰ کہ کھیل کود بھی لوگوں نے ترک کر دیا تھا پھر بڑی زوردار بارش ہوئی اور دجلہ کا پانی ۲۳ ہاتھ اوپر آ گیا۔

ابن الاثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ محمد بن رائق اور بریدی کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا کیوں کہ بریدی نے خراج دینا چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے ابن رائق اس کے مال پر قبضہ کرنے کے لئے نکلا لیکن پھر صلح ہو گئی اور ابن الرائق بغداد واپس آ گیا۔

ابن رائق کی بغداد واپسی پر فوجیوں نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا لیکن اس وقت مالی حالت کمزور تھی جس کی وجہ سے ایک جماعت ابن الرائق سے متنفر ہو کر بریدی کے ساتھ جا ملی جس کی وجہ سے ابن رائق کا پلہ کمزور ہو گیا تھا۔ اس نے بریدی کو وزارت کے بارے میں لکھا بعد میں وزارت کا لفظ ختم کر دیا جس کی وجہ سے بریدی کو بڑا غصہ آیا، اس نے بغداد پر قبضہ کرنے کی کوشش کی چنانچہ اس نے اپنے بھائی حسین کو لشکر کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ کر دیا۔

دوسری جانب خلیفہ اور ابن الرائق قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے منجنیق نصب کر دیں اس موقع پر بغداد کے حالات خراب ہو گئے اور لوگ آپس میں ایک دوسرے کو لوٹنے لگے اور بریدی کا بھائی ابوالحسین پہنچ گیا اور اس نے تمام لوگوں سے مقابلہ شروع کر دیا حتیٰ کہ حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے باوجود اس کے کہ مہنگائی و موت اور وباء یہ چیزیں پہلے ہی تھیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر خلیفہ اور ابن الرائق جمادی الآخریٰ میں شکست کھا کر بھاگ گئے اور خلیفہ کے ساتھ اس کا لڑکا منصور بھی تھا جو بیس شہسواروں کے ساتھ تھا یہ تینوں موصل کی طرف چلے گئے اور دارالخلافہ پر ابوالحسین کا قبضہ ہو گیا اور خلیفہ کے جو ساتھی رہ گئے تھے ابوالحسین نے انہیں قتل کر دیا اور ان پر لوٹ مار مچا دی حتیٰ کہ لوٹتے ہوئے زنان خانہ تک چلے گئے اور قاہر کو کچھ نہیں کہا اس لئے کہ وہ اس وقت نابینا تھے اور محتاج بھی تھے اور کورتکین کو قید خانہ سے نکال دیا پھر ابوالحسین نے اسے بریدی کے پاس بھیج دیا اور یہیں اس کا قصہ ختم ہو گیا اور بغداد میں دن دھاڑے اعلانیہ لوٹ مار ہونے لگی۔

اس موقع پر ابوالحسین مؤنس کے گھر میں ٹھہرا جہاں ابن رائق ٹھہرا ہوا تھا اور وہ گھروں میں لوٹ مار مچا رہا تھا اور گھروں میں سے مال نکال رہے تھے ظلم وستم حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی تھی مزید ابوالحسین نے گندم اور جو پر ٹیکس عائد کر دیا تھا اہل بغداد نے اپنی بداعمالیوں کے سبب بھوک اور خوف کا لباس پہن لیا تھا ابوالحسین کے ساتھ قرامطہ کی ایک جماعت بھی تھی انہوں نے بھی شہر میں خوب فساد برپا کیا تھا پھر ان کے اور ترکیوں کے درمیان شدید جنگ چھڑ گئی بالآخر ترکیوں نے انہیں شکست دے کر بغداد سے انہیں نکال دیا۔ اس کے بعد عوام، ابوحسین کے لشکر دیلم کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔

اس سال شعبان میں حالات بہت زیادہ کشیدہ ہو گئے گھروں میں لوٹ مار شروع ہو گئی دن رات ہر وقت لوگوں کو لوٹا جا رہا تھا مزید بریدی کے لشکر نے نکل کر دیہاتوں سے غلوں کو لوٹ لیا تھا اور اتنا بڑا ظلم ہوا کہ زمانہ میں اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ابن الاثیر کا قول ہے کہ ہم نے یہ باتیں اس لئے تفصیل سے بیان کی ہیں تاکہ ظالموں کو پتہ چل جائے کہ ان کا ظلم کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے اور تاکہ بعد کے آنے والے ان کے حالات سے واقف ہو کر ان کے نقش قدم پر چلنے سے گریز کریں اور دنیا میں ظالموں کے لئے رسوائی ہے اور آخرت میں ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اللہ کے خوف سے ظلم سے باز آ جائیں۔

خلیفہ نے موصل کے نائب حاکم سے مدد چاہی اور بریدی کے خلاف جنگ کے لئے ابھارا اس نے فوراً اپنے بھائی علی سیف الدولہ کو ایک بڑے

لشکر کے ساتھ بھیجا لیکن یہ تکریت تک پہنچے تھے کہ خلیفہ اور ابن رائق وہاں سے نکل چکے تھے چنانچہ سیف الدولہ انہیں لے کر خلیفہ کے پاس پہنچ گیا اس موقع پر سیف الدولہ نے اس کی بڑی خدمت کی جب یہ موصل کے قریب پہنچے تو ناصر الدولہ موصل سے نکل بھاگا اور اس کی مشرق جانب چلا گیا اور خلیفہ متقی کے پاس تحفے تحائف روانہ کئے لیکن ابن رائق کے خوف سے خود نہیں آیا۔

خلیفہ نے اپنے لڑکے اور ابن الرائق کے ذریعے ناصر الدولہ کے پاس سلام بھیجا جب یہ پہنچے تو ناصر الدولہ نے حکم دیا کہ خلیفہ کے لڑکے پر سونا چاندی نچھاور کیا جائے اور دونوں وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر واپس ہونے لگے تو ناصر الدولہ نے کہا کہ ابن رائق یہیں رہے گا ہم مل کر موجودہ حالات کے بارے میں غور وفکر کریں گے لیکن ابن رائق نے اجازت مانگی اور گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو ابن حمدان نے اس کی آستین پکڑ لی اس نے چھڑانے کی کوشش کی لیکن جلدی میں وہ سواری سے گر گیا۔ ابن حمدان نے اسی وقت اس کے قتل کا حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا اس وقت ۲۳ رجب تھی خلیفہ نے ابن حمدان کو بلوا کر اس پر خلعت کی اور اسے ناصر الدولہ کا لقب دیا اور ساتھ ہی اسے امیر الامراء بھی بنا دیا اور اس کے بھائی کو خلعت سے نواز کر اسے سیف الدولہ کا لقب دیا جب ابن رائق کے قتل کی خبر مصر کے حاکم الاخشید محمد بن طغج کو ملی تو وہ سوار ہو کر دمشق کی طرف چلا گیا اور اسے ابن رائق کے نائب محمد بن یزداد سے چھین لیا اور دونوں کے درمیان لڑائی کی نوبت آ گئی۔

جب ابن رائق کے قتل کی خبر بغداد پہنچی تو اکثر ترکی ابوالحسین کی بداخلاقی سے متنفر ہو کر اس سے الگ ہو گئے اور وہ خلیفہ ابن حمدان کے ساتھ مل گئے جس کی وجہ سے ان کی قوت میں اضافہ ہو گیا اس کے بعد خلیفہ اور ابن حمدان بغداد کی طرف روانہ ہو گئے جب بغداد کے قریب پہنچے تو بریدی کا بھائی ابوالحسین وہاں سے بھاگ گیا متقی اور ابن حمدان بغداد میں داخل ہو گئے اس وقت شوال کا مہینہ تھا خلیفہ کی آمد پر مسلمان بہت خوش ہوئے خلیفہ نے بغداد سے نکلنے سے پہلے اپنے اہل وعیال کو سامرا بھیج دیا تھا اب انہیں واپس بلا لیا اس کے علاوہ بڑے بڑے سردار جو بغداد سے جنگ کی وجہ سے چلے گئے تھے وہ بھی واپس آ گئے خلیفہ نے ابواسحاق الفراری کو وزیر بنا دیا۔ توزون کو بغداد کی دونوں جانبوں کا کوتوال بنا دیا۔

ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو لشکر کے ہمراہ بریدی کے بھائی ابوحسین کے پیچھے بھیجا اس نے اس کو مدائن کے علاقے میں پالیا اور دونوں میں شدید جنگ ہوگئی بالآخر بریدی کے بھائی نے سیف الدولہ کو شکست دے دی، جب ناصر الدولہ کو اس کا علم ہوا تو وہ ایک لشکر لے کر اپنے بھائی کی مدد کے لئے نکلا اور مدائن پہنچ کر اس نے مقابلہ کر کے ابوحسین کو شکست دی اور اس کے بڑے بڑے سرداروں کو گرفتار کر لیا اور کافیوں کو قتل کر دیا پھر ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو ابی عبداللہ البریدی سے جنگ کے لئے واسط بھیجا چنانچہ اس نے بریدی کو شکست دے کر واسط پر قبضہ کر لیا آگے ان کے کچھ اور احوال بیان کئے جائیں گے۔

اس کے بعد ناصر الدولہ تیرہ ذی الحجہ کو بغداد آ گیا اس حال میں کہ اس کے سامنے اونٹوں پر قیدی تھے جسے دیکھ کر مسلمان بہت خوش ہوئے اور انہوں نے سکھ کا سانس لیا اور اس نے عوام کی مصالح پر غور کیا اور دینار کی اصلاح کی اس لئے کہ وہ گر چکا تھا انہوں نے ڈھال کر اس کا نام البریزیہ رکھ دیا موجودہ حالت میں ایک دینار تیرہ درہم کا ہو گیا اس سے قبل دس درہم کا تھا۔

خلیفہ نے بدر الخرشی کو دربان کے عہدے سے معزول کر کے اس کی جگہ سلامۃ الطولونی کو مقرر کر دیا اور بدر کو فرات کے راستے پر مقرر کر دیا لیکن وہ الاخشید کے پاس چلا گیا اس نے اس کا اکرام کیا اور دمشق کا اسے نائب حاکم بنا دیا وہیں اس کی وفات ہوئی۔

اسی زمانہ میں رومیوں نے حلب کے قریب پہنچ کر کافی مسلمانوں کو قتل کر دیا اور پندرہ ہزار کے قریب کو گرفتار کر لیا انا للہ وانا الیہ راجعون اسی سال طرطوس کے نائب حاکم نے بلاد روم میں داخل ہو کر رومیوں کو قتل کیا اور قیدی بھی بنایا اور مال غنیمت لے کر صحیح وسالم واپس ہوا اور ان کے مشہور مشہور جرنیلوں کو بھی گرفتار کر لیا۔

**خواص کی وفات** ...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی اسحاق بن محمد بن یعقوب النہر جودی، اس کا انتقال اسی سال ہوا تھا۔

**اسحاق بن محمد بن یعقوب النہر جودی کے حالات**[1] ..... یہ مشائخ صوفیہ میں سے ہیں آئمہ صوفیہ میں سے جنید بن محمد وغیرہ کی صحبت اختیار کی تھی انہوں نے مکہ کی مجاورت اختیار کی تھی حتیٰ کہ وہیں وفات پائی تھی ان کے عمدہ کلام سے ہے دنیا کے جنگلات قدموں کے ذریعے طے کئے جاتے ہیں اور آخرت کے جنگلات قلوب کے ذریعے طے کئے جاتے ہیں۔

الحسین بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعید بن ابان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**الحسین بن اسماعیل کے حالات**[2] ..... یہ حسین بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعد بن ابان ابوعبداللہ الضبی المحاملی الفقیہ الشافعی المحدث ہیں۔انہوں نے کافی محدثین سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ابن عیینہ کے ستر ساتھیوں سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔آئمہ کی ایک جماعت سے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں ان سے دارقطنی اور ایک پوری جماعت نے احادیث روایت کی ہیں ان کے درس میں آنے والوں کی تعداد دس دس ہزار تک پہنچ جاتی تھی یہ صدوق دیندار محدث فقیہ تھے کوفہ اور فارس کے ساٹھ سال تک قاضی رہے تھے لیکن بعد میں از خود استعفاء دے کر اپنے گھر تک محدود ہو گئے تھے اور حدیث پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو گئے تھے اسی سال پچانوے سال کی عمر میں ربیع الثانی میں وفات پائی تھی۔

ایک مرتبہ اکابر کی موجودگی میں ان کا شیعوں سے مناظرہ ہو گیا شیعوں نے جنگ بدر اور خندق، خیبر اور حنین میں حضرت علی کی ثابت قدمی اور ان کی بہادری کا ذکر کیا اور محاملی سے کہا کہ آپ حضرت علی کو جانتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں میں حضرت علی کو جانتا ہوں لیکن تمہیں معلوم ہے کہ بدر میں حضرت ابوبکر کہاں تھے وہ بدر کے دن مقام عریش میں آپ علیہ السلام کے خاص محافظ تھے اور اس دن علی میدان میں تھے بالفرض اگر صدیق شکست کھا جاتے یا قتل کر دیئے جاتے تو لشکر کو ان کی وجہ سے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ان کے اس جواب پر شیعہ خاموش ہو گئے اور لاجواب ہو گئے۔مزید محاملی نے فرمایا کہ صدیق کو ان لوگوں نے مقدم کیا جنہوں نے آپ علیہ السلام کے بعد ہمارے لئے نماز روزہ زکواۃ کو روایت کیا انہوں نے صدیق کو علی پر اس وقت مقدم کیا جب ان کے پاس مال غلام قبیلہ کچھ بھی نہیں تھا ابوبکر نے اس وقت بھی اللہ کے رسول کی حفاظت کی انہوں نے بہتر ہونے کی وجہ سے صدیق کو علی پر ترجیح دی یہ بات سن کر بھی شیعہ خاموش ہو گئے۔

علی بن محمد بن سہل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ زاہد عابد صاحب کرامت تھے ممشاد الدینوری کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے سخت گرمی میں جنگل میں حضرت ابوالحسین کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس وقت ایک گدھ نے اپنے پر پھیلا کر ان پر سایہ کیا ہوا تھا۔

ابن الاثیر کا قول ہے کہ اسی سال ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری المتکلم المشہور کی وفات بھی ہوئی تھی ان کا سن ولادت ۲۶۰ تھا یہ ابوموسیٰ الاشعری کی اولاد میں سے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ اشعری کی وفات ۳۲۴ میں ہوئی تھی جیسا کہ گزر چکا ہے اسی سال محمد بن یوسف النضر الہروی الفقیہ الشافعی کی وفات ہوئی تھی ان کا سن ولادت ۲۲۹ تھا انہوں نے ربیع بن سلیمان سے احادیث لی تھیں۔

میں کہتا ہوں کہ اسی سال ابوحامد بن بلال زکریا بن احمد البلخی، عبدالغافر بن سلامۃ الحافظ، بغداد کے امیر محمد بن رائق کی وفات بھی ہوئی تھی۔اسی سال شیخ ابوصالح مفلح الحنبلی کی وفات بھی ہوئی تھی۔

**شیخ ابوصالح کے حالات**[1] ..... یہ ابوصالح مفلح الحنبلی ہیں جو دمشق کے مشرقی دروازہ کے باہر مسجد ابی صالح میں ہوتے تھے یہ صاحب کرامت واحوال ومقامات تھے ان کا نام مفلح بن عبداللہ ابوصالح المتعبد ہے انہی کی طرف وہ مسجد منسوب ہے جو دمشق کے مشرقی دروازہ کے باہر تھی یہ شیخ ابوبکر بن سعید حمدون الدمشقی کی صحبت میں رہے اور ان سے ہی ادب پڑھا۔ان سے موحد بن اسحاق بن بری، ابوالحسن علی بن عجہ قیم المسجد، ابوبکر بن داؤد الدینوری الدقی نے احادیث روایت کی ہیں۔

---

(۱) شذرات الذهب ۲ / ۳۲۵ العبر ۲ / ۲۲۱

(۲) تاریخ بغداد ۸ / ۱۹ ۲۳ تذکرہ الحفاظ ۳ / ۸۲۴، ۸۲۶

(۳) شذرات الذهب ۲ / ۳۲۸ العبر ۲ / ۲۲۴

حافظ ابن عساکر نے دقی کے حوالہ سے شیخ ابوصالح کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک بار جبل لکام پر اللہ کے بندوں کی تلاش میں پھر رہا تھا اسی دوران میں نے ایک شخص کو پتھر کی چٹان پر سر جھکائے ہوئے دیکھا میں نے اس سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ میں کچھ دیکھ رہا ہوں اور غور کر رہا ہوں میں نے ان سے کہا کہ مجھے تو تمہارے سامنے کوئی چیز نظر نہیں آتی جسے تم دیکھ رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ میں دل کے احوال دیکھ رہا ہوں اور اللہ کے اوامر میں غور کر رہا ہوں جس ذات نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے اس کی قسم مجھ سے نظر نہ ہٹانا میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی نفع بخش نصیحت کر دیجئے انہوں نے کہا کہ دروازہ کو لازم پکڑنے والا خدمت میں ثابت قدم رہے گا موت کو خیر آباد کہنے والا بہت شرمندہ ہوگا اللہ کے ذریعے استغناء حاصل کرنے والا فقر سے محفوظ رہے گا پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

ابوصالح کا قول ہے کہ میں نے چھ یا سات روز تک کچھ نہیں کھایا نہ پیا تھا جس کی وجہ سے مجھے سخت پیاس لگی تھی چنانچہ میں مسجد کے پیچھے نہر کے پاس آیا میں پانی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ مجھے اللہ کا قول یاد آ گیا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ( کہ اس کا عرش پانی پر تھا ) ( سورۃ ہود آیت نمبر ۷ ) اس کے بعد میری پیاس ختم ہوگئی اور میں دس دن تک اسی حالت میں رہا۔

انہی کا قول ہے کہ میں نے چالیس روز تک پانی نہیں پیا میرا بچا ہوا پانی ایک شخص اٹھا کر اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور اس سے کہا کہ اس شخص کا بچا ہوا پانی ہے جس نے چالیس روز تک پانی نہیں پیا ابوصالح کہتے ہیں کہ معلوم نہیں اس شخص کو کہاں سے پتہ چلا حالانکہ اس بات کا میرے اور اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں تھا۔

ابوصالح کے کلام سے ہے: دنیا قلوب کے لئے حلال اور نفوس کے لئے حرام ہے اس لئے کہ جس چیز کو سر کی آنکھ سے دیکھنا جائز ہے اس کو دل کی آنکھ سے دیکھنا ناجائز ہے اور وہ کہتے تھے بدن قلب کا، قلب دل کا، دل ضمیر کا اور ضمیر اللہ کی معرفت کا لباس راز ہے۔ ان کے بہت سے مناقب ہیں اسی سال جمادی الاولیٰ میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

## واقعات ۳۳۱ھ

اسی سال سیف الدولہ واسط میں داخل ہوا تھا بریدی اور اس کا بھائی ابوالحسین شکست کھا کر پہلے ہی وہاں سے نکل چکے تھے اس کے بعد سیف الدولہ اور ترکیوں کے درمیان آپس میں اختلاف ہو گیا جس کی وجہ سے سیف الدولہ بغداد سے فرار ہو کر بغداد چلا گیا سیف الدولہ کے بغداد آنے کی خبر اس کے بھائی ناصر الدولہ کو پہنچی تو وہ بغداد سے موصل کی طرف چلا گیا بغداد سے نکلنے کے بعد اس کا گھر لوٹ لیا گیا اس کی حکومت بغداد پر ۱۳ ماہ پانچ یوم رہی بغداد سے اس کے نکلنے کے بعد سیف الدولہ پہنچ گیا اور باب حرب کے قریب اس نے پڑاؤ ڈالا اس نے خلیفہ سے توزون کی لڑائی کے لئے مال مدد طلب کی جس کی وجہ سے خلیفہ نے اسے چار لاکھ درہم دئے تھے جن کو اس نے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

جب سیف الدولہ نے توزون کے بغداد آمد کی خبر سنی تو وہ بغداد سے نکل گیا اور توزون ۲۵ رمضان کو بغداد میں داخل ہو گیا اس کی آمد پر خلیفہ نے اس پر خلعت کی اور اس کو امیر الامراء بنا دیا اور بغداد میں اس کی حکومت مضبوط ہوگئی۔

جب بریدی کو توزون کے امیر الامراء بننے کی خبر ملی تو اس نے موصل پہنچ کر وہاں سے توزون کے ساتھیوں کو نکال دیا اور کچھ کو قید کر لیا جن میں سیف الدولہ کا غلام شمال بھی تھا ناصر الدولہ نے صورت حال سے باخبر کرنے کے لئے اس غلام کو اس کے آقا کے پاس بھیج دیا اور یہ لالچ دی کہ آل حمدان میں اس کا مرتبہ بڑھ جائے گا۔

اسی زمانہ میں بلاد نسا میں زبردست زلزلہ آیا تھا جس کی وجہ سے بے شمار عمارتیں منہدم ہوگئی تھیں اور ان کے کافی افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال ایلول اور تشرین کے مہینوں میں بغداد میں زبردست لوئیں چلی تھیں۔

سال رواں ہی میں ماہ صفر میں یہ خبر پہنچی کہ رومیوں نے ارزن اور میافارقین میں داخل ہو کر ان کے باشندوں کو قید کر دیا تھا اسی سال ربیع الثانی

میں ابو منصور اسحاق بن خلیفہ المتقی نے علویہ بنت ناصر الدولہ بن حمدان سے ایک لاکھ دینار اور دس لاکھ درہم مہر کے عوض نکاح کیا تھا اور لڑکی کا ولی عقد ابوعبداللہ محمد بن ابی موسیٰ الہاشمی کو بنایا گیا تھا اس تقریب میں ناصر الدولہ شریک نہیں ہوا تھا اور ناصر الدولہ نے ایک سکہ تیار کر کے اس پر ناصر الدولہ عبد آل محمد لکھا تھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال مہنگائی خوب ہوئی تھی حتیٰ کہ لوگ کتوں کو کھانے لگے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سی بیماریاں پھوٹ پڑی تھیں اور کافی حد تک لوگوں نے ٹڈیوں کے ذریعے علاج کیا تھا حتیٰ کہ ۵۰ رطل ٹڈی ایک درہم میں فروخت ہو رہی تھیں انہی کی وجہ سے مہنگائی میں کچھ کمی واقع ہوئی تھی۔

اسی زمانہ میں روم کے بادشاہ نے خلیفہ سے خط کے ذریعے کنیسۃ الرّہا میں رکھا ہوا رومال طلب کیا تھا کیوں کہ اس رومال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا چہرہ صاف کیا تھا جس کی وجہ سے ان کے چہرے کا نقش اس رومال پر چھپ گیا تھا اور اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ رومال ملنے پر آپ کے بے شمار قیدیوں کو رہا کر دیں گے خلیفہ نے اس بارے میں مشورہ کرنے کے لئے علماء کو بلوایا اور بعض علماء نے مشورہ دیا کہ ہم زیادہ حقدار ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے تبرکات ہمارے پاس ہوں اور انہیں رومال دینے میں دین اور مسلمانوں کی اہانت ہے۔

خلیفہ کے وزیر علی بن عیسیٰ نے مشورہ دیا کہ اے امیر المؤمنین اس رومال کے عوض مسلمان قیدیوں کا رہا ہونا اس رومال کے یہاں پر رکھنے سے زیادہ بہتر ہے اور نفع مند ہے چنانچہ خلیفہ نے وزیر کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے اس رومال کے بھیجنے کا حکم دیا رومی بادشاہ نے اس کے عوض کافی مسلمانوں کو رہا کر دیا۔

صولی کا قول ہے کہ اسی سال قرمطی کے ہاں بچہ کی پیدائش ہوئی ابوعبداللہ بریدی نے اس کی خوشی میں اس کے پاس کافی ہدایا بھیجے تھے ان میں سے ایک سونے کا بستر تھا جو جواہرات سے جڑا ہوا تھا اس کا استر سونے کی تار کا بنا ہوا تھا اور اسے یاقوت سے مزین کیا گیا تھا۔

اسی زمانہ میں بغداد میں رافضی بہت زیادہ ہو گئے تھے جس کی وجہ سے یہ اعلان کرایا گیا کہ صحابہ کرام پر تبرا کرنے والا بری الذمہ ہے۔

خلیفہ نے عماد الدولہ کے پاس خلعت بھیجی جسے اس نے قبول کر لیا اور قاضیوں اور سرداروں کی موجودگی میں اسے پہن لیا۔

سال رواں ہی میں خراسان اور ماوراء النہر کے حاکم سعید نصر بن احمد بن اسماعیل کی وفات ہوئی تھی جو ایک سال اور ایک ماہ تک سل کے مرض میں مبتلا رہے تھے اور اس نے اپنے گھر میں بیت العبادہ کے نام سے ایک گھر بنوایا تھا۔ یہ صاف ستھرے کپڑے پہن کر ننگے پاؤں نماز ادا کرنے کے لئے اس میں جایا کرتا تھا اور خوب دعائیں کرتا تھا اور کثرت سے نمازیں پڑھتا تھا اور وفات تک منکرات سے اجتناب کرتا تھا اس کے بعد اس کا لڑکا نوح بن نصر السامانی حاکم بنا جسے امیر الحمید کا لقب دیا گیا تھا اس کے دور خلافت میں محمد بن احمد النسفی پر الزامات لگا کر سولی پر لٹکا دیا گیا تھا۔

**خواص کی وفات** ...... خواص میں سے اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔

ثابت بن سنان بن قرۃ الصابی کی وفات اسی سال ہوئی تھی یہ قاہر کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے لیکن ان کا لڑکا اور ان کے اہل خانہ سے کوئی اسلام نہیں لایا تھا علم طب اور دیگر علوم کثیرہ میں یہ ماہر تھے۔ اسی سال ذیقعدہ میں ہاضمہ کی خرابی کی وجہ سے انہوں نے وفات پائی تھی۔ ان کی حکمت نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور نہ ہی موت کے راستے میں رکاوٹ بن سکی۔ ان کی وفات پر کسی شاعر نے بڑے عمدہ اشعار کہے تھے:

دوا تیار کرنے والے حکیم سے کہہ دو کہ تم نے اپنا علاج کیوں نہیں کیا، مریض، معالج اور دوا تیار کرنے والے اور دوا خریدنے والے سب ہی دنیا سے چلے گئے۔

ابن الجوزی نے منتظم میں اسی سال اشعری کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے ان پر کلام کیا ہے اور ان پر اعتراضات کئے ہیں جیسا کہ تمام حنابلہ کی عادت ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کا سن ولادت ۲۶۰ ہے اور یہ کہ اسی سال ان کی وفات ہوئی ہے اور یہ کہ اشعری چالیس سال تک جبائی کے ساتھ رہے لیکن پھر ان کے خیالات سے رجوع کر لیا تھا بغداد میں ان کی وفات ہوئی اور مشرعۃ السراوانی میں دفن کئے گئے۔

اسی سال وفات پانے والوں میں محمد بن احمد بن یعقوب بن شیبہ بھی تھے۔

**محمد بن احمد بن یعقوب بن شیبہ کے حالات** [۱] ...... یہ محمد بن احمد بن شیبہ ابن صلت السد وسی ہیں ان کے مولی ابو بکر تھے۔ انہوں نے اپنے دادا اور عباس دوری وغیرہ سے احادیث سنی تھیں ان سے ابوبکر بن مہری نے روایت کی تھی یہ ثقہ تھے۔

خطیب نے نقل کیا ہے کہ محمد بن احمد کی پیدائش کے وقت نجومیوں نے فال نکال کر ان کے والد کو بتایا تھا کہ ان کی عمر اتنی ہوگی۔ اس حساب سے ان کے والد نے ایک گڑھا تیار کروایا تھا۔ یومیہ اس میں ایک درہم ڈالا کرتے تھے، پھر دوسرا تیار کروایا اس میں بھی اسی طرح ڈالتے رہے، پھر تیسرا تیار کروایا اس میں بھی اسی طرح ڈالتے رہے اس کے ساتھ پہلے دو میں بھی ڈالتے رہے گویا کہ یومیہ تینوں میں تین درہم ڈالتے رہے۔ لیکن یہ درہم ان کے کچھ کام نہ آئے بلکہ یہ محمد بن احمد لوگوں سے سوال کرتے تھے اور سماع کی مجلس میں بلا ازار حاضر ہوتے تھے جس کی وجہ سے ان کے ساتھی انہیں ضروریات کے لئے کچھ دیتے تھے اصل بات یہ ہے کہ آدمی نام سے سعید نہیں بنتا بلکہ اللہ کے بنانے سے سعید بنتا ہے۔

اسی سال محمد بن مخلد بن جعفر کی وفات ہوئی تھی۔

**محمد بن مخلد بن جعفر کے حالات** [۲] ...... یہ محمد بن مخلد بن جعفر ابو عمر الدوری العطار ہیں یہ بغداد کے کنارے محلّہ دور میں رہتے تھے انہوں نے حسن بن عرفہ، زبیر بن بکار، مسلم بن حجاج وغیرہ سے احادیث سنی تھیں پھر ان سے دارقطنی نے پھر ایک جماعت نے احادیث کا سماع کیا۔ یہ ثقہ وعاقل بہت زیادہ روایت کرنے والے تھے لوگ ان کی دیانت داری کے معترف تھے۔ عبادت میں مشہور تھے۔ اسی سال جمادی الاولی میں ۷۷ سال ۸ ماہ ۲۱ یوم زندہ رہ کر وفات پائی تھی۔

الجنون البغدادی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ابن الجوزی نے ابوبکر شبلی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مجنون کو جامع الرصافہ کے پاس برہنہ دیکھا اور اس حالت میں وہ کہہ رہے تھے کہ میں اللہ کا مجنون ہوں میں نے ان سے کہا کہ مسجد میں جا کر نماز پڑھیں اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

> لوگ ہم سے اپنی زیارت اور اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ میری بدحالی نے ان کے حقوق میرے ذمے سے ساقط کر دیئے۔ وہ میری بدحالی کو دیکھ کر تنگ دل نہیں ہوئے اور اسے ناپسند نہیں کرتے حتیٰ کہ میں خود ہی اسے ناپسند سمجھنے لگا ہوں۔

## واقعات ۳۳۲ھ

اسی سال توزون سے ناراض ہو کر امیر المؤمنین خلیفہ متقی باللہ نے بغداد سے نکل کر موصل کا رخ کیا تھا توزون اس وقت واسط میں تھا۔ اس نے اپنی لڑکی کی شادی ابی عبداللہ البریدی سے کی تھی جس کی وجہ سے توزون اور بریدی خلیفہ کے خلاف متحد ہو گئے تھے اس موقع پر توزون نے ابن شیراز کو تین سو افراد کے ہمراہ بغداد بھیجا تھا جس نے بغداد میں آ کر فساد برپا کیا تھا اور کچھ لوگوں کو معزول کر دیا اور کچھ کو منصبوں پر فائز کر دیا اب خلیفہ متقی کی غیر موجودگی میں بغداد پر قبضہ ہو گیا تھا۔

خلیفہ متقی کو اس پر بڑا غصہ آیا اور اس نے ناراض ہو کر اپنے اہل وعیال وزراء خواص کو بغداد سے نکال کر موصل کی طرف بنی حمدان کا رخ کیا لیکن سیف الدولہ تکریت میں اس سے مل گیا اور ناصر الدولہ بھی تکریت میں اس کے پاس آ گیا۔ متقی کے بغداد سے نکلنے کے بعد ابن شیرزاد نے بغداد میں بڑی لوٹ مار مچائی اور اس کے اہل پر بڑا ظلم کیا اور ان پر جرمانہ عائد کیا جب توزون کو خلیفہ کے بغداد سے نکلنے کا پتہ چلا تو وہ فوراً تکریت پہنچ گیا اس میں اور سیف الدولہ میں جنگ ہو گئی توزون نے سیف الدولہ کو شکست دے دی اس کے بھائی کے لشکر کو گرفتار کر لیا پھر دوبارہ سیف الدولہ نے اس پر حملہ

(۱) تاریخ بغداد ۱/۳۷۳ العبر ۲/۲۵،۲،۲۲۔

(۲) تاریخ بغداد ۳/۳۱۰، ۳۱۱ تذکرہ الحفاظ ۳/۸۲۸،۸۲۹۔

کردیا لیکن اس بار بھی سیف الدولہ شکست کھا گیا جس کی وجہ سے سیف الدولہ ناصر الدولہ خلیفہ تینوں شکست کھا کر نصیبین چلے گئے اور توزون موصل میں داخل ہو گیا اور خلیفہ کے پاس معافی کا پیغام بھیجا خلیفہ نے کہا کہ معافی کی صرف ایک صورت ہے کہ تم بنی حمدان سے صلح کرلو چنانچہ خلیفہ کے کہنے پر انہوں نے بنی حمدان سے صلح کرلی۔ ناصر الدولہ نے بلاد موصل کے چھتیس لاکھ روپے دیئے جس کی وجہ سے توزون بغداد واپس چلا گیا اور خلیفہ بنی حمدان کے پاس رہا۔

واسط میں توزون کی غیر موجودگی میں معز الدولہ بن بویہ دیلم کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ واسط پر قبضہ کے ارادہ سے نکلا توزون کو جیسے ہی اس کا پتہ چلا تو اسی وقت وہ واسط کی طرف لوٹا اور دس دن سے زائد دنوں تک جنگ چلتی رہی آخر کار معز الدولہ شکست کھا گیا اور اس کی جائداد لوٹ لی گئی اور اس کے لشکر کے کافی افراد لوٹ لئے گئے اور اس کے سرداروں کی ایک جماعت گرفتار کرلی گئی اس کے بعد توزون مرگی کے مرض لاحق ہونے کی وجہ سے بغداد واپس آ گیا۔

اس زمانہ میں ابوعبدالرحمٰن البریدی نے اپنے بھائی یوسف کو قتل کر دیا کیوں کہ بریدی مالی اعتبار سے کمزور تھا جس کی وجہ سے وہ بوقت ضرورت اپنے بھائی سے قرض مانگ لیتا تھا اور وہ اسے کچھ پیسے دے کر جان چھڑا لیتا تھا پھر اسے طعنہ دیتا تھا اور فوجیوں کا مال خرچ کرنے پر اسے برا بھلا کہتا تھا جس کی وجہ سے فوجی اس کی طرف مائل ہو گئے اس وجہ سے بریدی کو خطرہ ہوا کہ کہیں فوجی مجھے چھوڑ کر میرے بھائی کے ہاتھ پر نہ بیعت کرلیں اس لئے اس نے اپنے کچھ غلام بھیج کر اسے قتل کرا دیا اس کے بعد اس کے گھر پر جا کر اس کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کرلیا جو تین کروڑ کے قریب تھی۔ لیکن وہ اس رقم سے صرف آٹھ ماہ فائدہ حاصل کر سکا اس کے بعد سخت تیز بخار میں مبتلا ہو گیا جس کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا اس کی وفات کے بعد اس کا قائم مقام اس کا بھائی ابوالحسین بنا اس نے اپنے ساتھیوں کو غلط راستے پر لگایا پھر ان کے ساتھیوں نے اسی پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے مجبوراً اسے قرامطہ سے پناہ لینی پڑی اس کے بعد ابوالقاسم بن ابی عبداللہ البریدی بلاد واسط، بصرہ، اہواز وغیرہ کا حاکم بن گیا۔

خلیفہ متقی باللہ جو آل حمدان کے پاس ٹھہرا ہوا تھا آل حمدان اس سے بے رخی کرنے لگے اور اسے الگ کرنے کی کوشش کرنے لگے ان سے تنگ ہو کر خلیفہ نے پاس توزون کے پاس صلح کا پیغام بھیجا توزون نے قاضیوں سرداروں کو جمع کر کے خلیفہ متقی باللہ کا خط پڑھ کر انہیں سنایا اور کہا کہ ہم صلح کے لئے تیار ہیں اور موافقت میں قسم اٹھائی اور اعلان کیا کہ خلیفہ اور ان کے متبعین کا اکرام کیا جائے گا جس کی وجہ سے خلیفہ کے لئے بغداد میں داخل ہونے کی صورت نکل آئی۔

سال رواں ہی میں دریائی راستے سے رومی آذربائیجان میں داخل ہو گئے وہاں کے باشندوں نے ان کو دفع کرنا چاہا لیکن انہوں نے ان کا محاصرہ کرلیا اور ان پر قابو پا کر انہیں قتل کر دیا ان کے اموال لوٹ لئے گئے ان کی پسندیدہ عورتوں کو قتل کر دیا اس کے بعد انہوں نے مراغہ کا رخ کیا اس وقت وہاں پر پھل کثرت سے تھے ان میں سے انہوں نے پھل کھائے جس کی وجہ سے ان کے جسموں میں بیماریاں پھوٹ پڑیں اور اکثر ہلاک ہو گئے جب ان کا کوئی ساتھی مر جاتا تو اسے کپڑے اور اسلحے کے ساتھ دفن کر دیتے تھے جسے مسلمان نکال لیتے تھے اس موقع پر مرزبان بن محمد نے ان کا مقابلہ کر کے ان میں سے کافیوں کو قتل کر دیا۔

اسی سال روم کا بادشاہ دمستق اسی ہزار افراد کے ہمراہ راس العین میں داخل ہو گیا اس کے باشندوں کو قتل کر دیا ان میں سے پندرہ ہزار کو گرفتار کرلیا اور تین دن تک وہاں رہا مقامی لوگوں نے اور دیہاتیوں نے چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر کے اس سے سخت قتال کیا حتیٰ کہ اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اسی زمانہ میں بغداد میں مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی علاوہ ازیں زوردار بارش بھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے کافی عمارتیں منہدم ہو گئیں اور ان کے نیچے آ کر بہت سے لوگ دب گئے اور ہلاک ہو گئے اور لوگوں کی قلت کی وجہ سے اکثر حمام اور مساجد بند ہو گئیں اور سامان بالکل سستا ہو گیا حتیٰ کہ ایک دینار کی چیز ایک درہم میں فروخت ہونے لگی مکانات ویران ہو گئے۔ دلال لوگ اجرت دے کر گھروں کی حفاظت کے لئے لوگوں کو ان میں ٹھہراتے تھے اور چور ڈاکوؤں کی طرف سے حملے بھی ہونے لگے تھے حتیٰ کہ لوگ ڈھول اور باجوں کے ذریعے اپنی حفاظت کرتے تھے اور چاروں طرف سے فتنے پھوٹ پڑے تھے:

انا للہ و انا الیہ راجعون و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔
اس سال ماہ رمضان میں قرامطہ کے سردار ابوطاہر سلیمان بن سعید الحسن الجنابی الہجری القرمطی کی وفات ہوئی تھی۔ اسی خبیث نے خانہ کعبہ کے پاس لوگوں کو قتل کیا تھا اس کے پردے، اس کے دروازے اور زیور بھی اتار لئے تھے اور حجر اسود کو اس کی جگہ سے اکھاڑ کر اپنے شہر لے گیا تھا جو بائیس برس تک انہی کے پاس رہا تھا۔
قرمطی کے انتقال کے بعد اس کے تین بھائی ابوالعباس الفضل، ابوالقاسم سعید، ابویعقوب یوسف بنوابی سعید الجنابی اس کے قائم مقام بنے ان سب ابوالعباس الفضل، ابوالقاسم سعید اور ابویعقوب کو کھیل کود کا شوق تھا لیکن اس کے باوجود یہ تینوں ہم خیال تھے اور ان کے سات وزراء تھے وہ بھی ان کے ہم خیال تھے۔
اسی سال شوال میں ابوعبداللہ البریدی کا بھی انتقال ہوا تھا قرمطی اور بریدی دونوں کی موت پر مسلمانوں کے قلوب کو بڑی راحت پہنچی تھی۔

**خواص کی موت**...... مشہور لوگوں میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں کی وفات ہوئی تھی۔ احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن، ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**احمد بن محمد بن سعید کے حالات** [1] ...... یہ احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن ابوالعباس الکوفی ہیں۔ جو ابن عقدۃ کے لقب سے مشہور تھے کیوں کہ یہ صرف نحو تقویٰ، عبادات کے بارے میں مختصر گفتگو کرتے تھے یہ کبار حفاظ میں سے تھے انہوں نے کثیر تعداد میں احادیث کا سماع کیا تھا اور اس کے لئے دور دراز کے سفر اختیار کر کے مشائخ سے احادیث کا سماع کیا تھا دار قطنی کا قول ہے کہ اہل کوفہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ابن مسعود کے زمانہ سے لے کر ابن عقدۃ کے زمانہ تک ان سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں تھا۔ ان کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ انہیں چھ لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں ان کی چھ سو کتابیں تھیں جو اونٹوں پر لدی ہوتی تھیں لیکن اس سب کے باوجود ان کا شمار شیعی اور غالی لوگوں میں ہوتا تھا۔
دار قطنی کا قول ہے کہ یہ صحیح آدمی نہیں تھے۔ ابن عدی کا کہنا ہے کہ یہ شیوخ کے لئے احادیث روایت کرتے تھے اور انہیں روایت کرنے کا حکم دیتے تھے۔
خطیب کا قول ہے کہ مجھ تک علی بن محمد بن نصر کے واسطہ سے ابوعمر بن حیویہ کا قول پہنچا ہے کہ ابن عقدۃ براثی کی جامع مسجد میں بیٹھ کر صحابہ کرام یا شیخین پر طعن و تشنیع کرتے تھے اس کے بعد میں نے ان کی مروی کردہ احادیث اور ان سے حدیث روایت کرنے کو ترک کر دیا صاحب کتاب کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب التکمیل میں ان سے متعلق کافی و شافی کلام کیا ہے۔
احمد بن عامر بن بشر بن حامد المروزی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان کی مرالدوز کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ الدوز ایک شہر کا نام ہے یہ مسلکاً شافعی تھے المروزی مروز الشاہجان کی طرف منسوب ہے جو اس علاقہ کا سب سے بڑا شہر تھا۔
مختصر المزنی کی انہوں نے ایک شرح لکھی تھی اس کے علاوہ ان کی ایک کتاب الجامع المذہب کے نام سے تھی۔ اصول فقہ میں بھی انہوں نے ایک کتاب لکھی تھی یہ اتنے بڑے امام تھے کہ ان کی غبار تک بھی پہنچنا مشکل تھا اسی سال انہوں نے وفات پائی تھی۔

## واقعات ۳۳۳ھ

اسی سال خلیفہ متقی باللہ بغداد سے واپس آیا اس کو خلافت سے معزول کر کے اس کی آنکھیں پھوڑ دی گئی تھیں۔
اس کے خلافت سے معزول کرنے کی وجہ یہ بنی تھی کہ اس نے موصل میں قیام کے دوران مصر اور بلاد شام کے حاکم الاخشید محمد بن طغج کو خط

(۱) تاریخ بغداد ۵/ ۱۴، ۲۲ تذکرہ الحفاظ ۳/ ۸۳۹، ۸۴۲

کے ذریعے اپنے پاس بلایا چنانچہ وہ اسی سال نصف محرم میں انتہائی عاجزی کے ساتھ آیا اور اس کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑا ہو گیا علاوہ ازیں خلیفہ سوار ہوتا اور وہ پیدل چلتا۔ پھر اس نے خلیفہ کو مصر یا بلاد شام آنے کی دعوت دی۔ ایک بار خلیفہ نے دعوت قبول کر کے پھر انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ آپ بغداد بالکل نہ جائیں، بلکہ یہیں قیام کریں اور توزون اور اس کے مکر وفریب سے خلیفہ کو ڈرایا اسی طرح خلیفہ کے وزیر ابوحسین بن مقلہ نے بھی اسے یہی مشورہ دیا، لیکن اس نے قبول نہیں کیا پھر ابن طغج نے خلیفہ اور اس کے وزیر کو کافی ہدایا پیش کئے اس کے بعد وہ واپس چلا گیا جب حلب سے گزرا تو وہاں کا حاکم ابوعبداللہ بن سعید حلب سے چلا گیا ابن طغج کے ساتھ ابن مقاتل تھا اس نے اسے اپنا نائب بنا کر اپنی واپسی تک مصر بھیج دیا۔

اس کے بعد خلیفہ متقی رقہ کے راستے بغداد روانہ ہوا اور توزون سے پیغام کے ذریعے جتنے عہد و پیمان لے سکتا تھا لے لئے جب بغداد کے قریب پہنچا تو توزون اپنے لشکر کے ساتھ بغداد سے نکلا جب خلیفہ کو دیکھا تو زمین کو بوسہ دیا اور اپنے گزشتہ عہد و پیمان کا اظہار کر کے خلیفہ کو مطمئن کر دیا پھر اچانک خلیفہ اور اس کے لشکر کا گھراؤ کر کے خلیفہ کی آنکھیں پھوڑنے کا حکم دیا چنانچہ اس کی آنکھیں نکال لی گئیں اسی دوران اس نے زور سے چیخ ماری جسے عورتوں نے سن لیا انہوں نے بھی چیخ و پکار شروع کر دی جس کی وجہ سے توزون نے نقاروں کے بجانے کا حکم دیا تاکہ عورتوں کی چیخ و پکار کی آواز سنائی نہ دے اس کے بعد توزون فوراً بغداد چلا گیا اور مستکفی کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی متقی کی مدت خلافت تین سال پانچ یا گیارہ ماہ دس یوم رہی۔

اس کے بعد بقیہ حالات اس کی وفات کے تذکرہ میں آئیں گے۔

**مستکفی باللہ عبداللہ بن المکتفی بن المعتضد کی خلافت کا بیان**[1] ...... توزون خلیفہ متقی باللہ کی آنکھیں پھوڑنے کے بعد فوراً بغداد واپس آیا اس وقت اس نے مستکفی کو بلا کر اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی اور اس کا لقب مستکفی باللہ رکھ دیا اور اس کا نام عبداللہ تھا۔ یہ معاملہ اسی سال صفر کے آخری عشرہ میں ہوا اس کے بعد توزون اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے توزون کو خلعت دی۔

مستکفی گندمی رنگت، میانہ قد، خوبصورت جسم و چہرہ، سفید سرخی مائل رنگ، اونچی ناک، سفید رخساروں والا تھا۔ خلیفہ بننے کے وقت اس کی عمر اکتالیس سال کی تھی۔ سابق خلیفہ متقی کو اس نے اپنے سامنے بلا کر اس سے بیعت خلافت لی اور اس سے چادر اور چھڑی لے لی۔ اس کے بعد مستکفی نے ابوالفرج محمد بن علی السامری کو بے اختیار وزیر بنایا اور بااختیار وزیر ابن شیرزاد تھا اور متقی کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا اس کے علاوہ اس نے ابو القاسم الفضل بن مقتدر کو بلوایا جو اس کے بعد خلیفہ بنا اور جس کو مطیع اللہ کا لقب دیا گیا لیکن وہ اس کے دور خلافت میں چھپا رہا جس کی وجہ سے خلیفہ مستکفی باللہ نے دجلہ کے کنارے اس کے گھر کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اسی سال قائم فاطمی کی وفات ہوگئی اس کے بعد اس کے لڑکے منصور اسماعیل حاکم جس نے اپنے پاؤں مضبوط ہونے تک باپ کی وفات کو چھپائے رکھا پھر ظاہر کر دیا، لیکن صحیح قول یہ ہے کہ القائم کی وفات سن ۳۳۴ میں ہوئی اسی زمانہ میں ان سے ابو یزید خارجی نے قتال کر کے ان کے بڑے بڑے شہر چھین لئے اور متعدد بار ان کو نقصان پہنچایا پھر لشکر جمع کر کے ان سے لڑائی کی ایک بار منصور نے ان کو اپنے سے لڑنے کے لئے دعوت دی چنانچہ دونوں کے درمیان بے شمار لڑائیاں ہوئیں جن کی تفصیل ابن اثیر نے کامل میں ذکر کی ہے ایک بار منصور کا لشکر شکست کھا گیا اور صرف بیس آدمی باقی رہ گئے لیکن وہ از خود لڑتا رہا حتیٰ کہ ابو یزید کو شکست دے دی اور اس موقع پر منصور نے بڑی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں اس کا مرتبہ زیادہ ہو گیا اور اس کی شہرت ہوگئی اور اس نے قیروان کا شہر اس سے چھین لیا اور مسلسل لڑتا رہا حتیٰ کہ منصور نے غلبہ پا کر یزید کو قتل کر دیا اور جب یزید کا سر اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے سجدہ شکر ادا کیا۔

یہ ابو یزید بدشکل لنگڑا چھوٹے قد والا اور کٹر خارجی تھا مذہب والوں کو کافر کہتا تھا۔

اسی زمانے میں ذی الحجہ میں ابوحسین بریدی قتل کیا گیا پھر سولی پر لٹکا دیا گیا پھر اسے جلا دیا گیا کیوں کہ اس نے بغداد آ کر توزون اور ابن شیرزاد سے اپنے بھائی کے خلاف مدد طلب کی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے اس سے مدد کا وعدہ کیا تھا پھر اس نے توزون اور ابن شیرزاد کے خلاف پھوٹ

ا۔ تاریخ بغداد ۱۰ / ۱۱ تاریخ الخلفاء ۳۹۸،۳۹۷

ڈالنے کی کوشش کی ابن شیرزاد کو اس کا علم ہو گیا جس کی بنا پر اسے سزا دے کر جیل میں ڈال دیا گیا۔

پھر بعض فقہاء نے اس کے قتل کا فتویٰ دے دیا چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا اور سولی پر لٹکا دیا گیا اور پھر آگ میں جلا دیا گیا اب اس بریدی کا زور ختم ہو گیا اور اس کی حکومت کا تختہ الٹ گیا۔

اسی سال خلیفہ مستکفی نے قاہر کو شہر سے نکال کر ابن طاہر کے گھر میں رہنے کا حکم دیا اور قاہر اس وقت بالکل مفلس ہو چکا تھا حتیٰ کہ اس کے پاس لباس کے لئے صرف عباء کا ایک ٹکڑا تھا جسے وہ بدن پر لپیٹتا تھا اور پاؤں میں صرف لکڑی کا ایک کھڑاؤ تھا۔

اسی سال موسمی سردی اور گرمی بہت زیادہ پڑی تھی۔

اسی زمانہ میں معزالدولہ رجب میں سواری پر سوار ہو کر واسط پر قبضہ کے ارادہ سے نکلا، توزون کو جیسے ہی اس کی خبر ملی تو وہ فوراً خلیفہ کو لے کر بغداد سے روانہ ہوا جب معزالدولہ کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ واپس اپنے علاقے میں چلا گیا اور واسط پر خلیفہ نے قبضہ کر کے ابا القاسم عبداللہ کو اس کا ضامن بنا دیا۔ اس کے بعد شوال میں خلیفہ توزون کو لے کر بغداد واپس آ گیا۔

اسی زمانہ میں سیف الدولہ علی بن ابی الہیجا عبداللہ بن حمدان حلب پر قبضہ کرنے کے لئے نکلا چنانچہ اس نے یانس المؤنسی سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا پھر اس نے حمص کا رخ کیا لیکن وہاں پر اخشید بن طغج کے لشکر اپنے آقا کافور کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آ گئے۔ قنسرین میں دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی لیکن کسی کو غلبہ حاصل نہ ہوا اور سیف الدولہ واپس جزیرہ پھر وہاں سے حلب چلا گیا اور اس پر اس کی حکومت قائم ہو گئی وہاں پر رومی بڑے لشکر کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آ گئے اس نے ان سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دے دی اور ان کے آدمی قتل کر دیئے۔

## واقعات ۳۳۴ھ

اسی سال محرم میں خلیفہ نے اپنے لقب میں امام الحق کی زیادتی کر دی اور مروجہ سکوں پر اسے لکھ دیا گیا خطباء نے جمعوں میں اُسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔

اسی زمانہ میں محرم میں توزون ترکی کی وفات ہو گئی اس کی وزارت کی کل مدت دو سال چار ماہ دس دن تھی اس وقت اس کا کاتب ابن شیرزاد وہاں نہیں تھا بلکہ وہ مال جمع کرنے میں لگا ہوا تھا جب اسے توزون کی موت کی خبر ہوئی تو اس نے ناصرالدولہ بن حمدان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا ارادہ کیا لیکن فوجیوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا اور انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ چنانچہ وہ وہاں سے چلا گیا اور صفر کے شروع میں باب حرب کے قریب پڑاؤ ڈالا اتمام فوجی اس کے پاس آئے اور سب نے قسم اٹھائی۔ مزید خلیفہ، قاضی اور سرداروں نے بھی قسم اٹھائی کہ ہماری طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اس کے بعد خلیفہ اس کے پاس آیا اور اس نے ابن شیرزاد کو امیر الامراء کا لقب دیا اور فوجیوں کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا ناصرالدولہ کے پاس آدمی بھیج کر خراج کا مطالبہ کیا اس نے پانچ لاکھ درہم اور لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے کچھ غلہ بھیجا اسی طرح اس نے کچھ کاموں کا حکم دیا اور کچھ سے منع کیا بعض کو عہدوں سے معزول کر دیا اور بعض کو عہدوں پر فائز کر دیا پرانے لوگوں سے تعلقات ختم کر کے نئے لوگوں سے تعلقات قائم کئے۔ تین ماہ بیس یوم اس نے بڑی خوشی سے گزارے۔

اس کے بعد خبر آئی کہ معزالدولہ بن بویہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بغداد آ رہا ہے یہ خبر سن کر ابن شیرزاد اور خلیفہ روپوش ہو گئے ان کے ساتھ موصل کے ارادہ سے کچھ ترکی بھی آ ملے۔

**بغداد میں بنی بویہ کی حکومت کا قیام اور ان کے احکام** ......معزالدولہ احمد بن حسن بن بویہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ بغداد کے ارادہ سے نکلا جب بغداد کے قریب پہنچا تو خلیفہ نے اس کے پاس تحفے تحائف بھیجے اور لے جانے والے سے کہا کہ ان سے کہہ دینا کہ ہم تمہاری آمد پر خوش ہیں۔ ترکیوں کے خوف سے ہم تم سے روپوش ہو گئے اور مزید اس کے پاس خلعت اور ہدایا بھیجے۔

چنانچہ معزالدولہ اسی سال جمادی الاولیٰ میں بغداد کی حدود میں داخل ہو کر باب شماسیہ کے قریب پہنچ گیا پھر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس وقت مستکفی نے اسے معزالدولہ کا اور اس کے بھائی ابوالحسن کو عمادالدولہ کا اور تیسرے بھائی علی الحسن کو رکن الدولہ کا لقب دیا ان کے ان القاب کو درہم ودینار پر لکھوادیا۔

اس کے بعد معزالدولہ مؤنس الخادم کے گھر میں ٹھہرا اور اس کے ساتھی دیلم اور دوسرے گھروں میں ٹھہرے جس سے لوگوں کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

معزالدولہ نے ابن شیرزاد کو امن دے دیا بعد میں اس پر خراج مقرر کر دیا اور خلیفہ کو خرچ کے اعتبار سے یومیہ پانچ ہزار دینار دیتا رہا اسی کے مطابق نظام چلتا رہا۔

**خلیفہ مستکفی باللہ کو پکڑ کر اسے وزارت سے معزول کر دینا**...... ۲۲ جمادی الثانی کو معزالدولہ لوگوں کے سامنے آیا پھر وہ کرسی پر خلیفہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ دو آدمی آئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ خلیفہ کی طرف بڑھا کر اسے کرسی سے اتار دیا۔ اس کا عمامہ اس کے گلے میں لپیٹ دیا۔ معزالدولہ کھڑا ہو گیا اور دارالخلافہ میں شور برپا ہو گیا...... یہاں تک کہ وہ اپنے خاص محل میں داخل ہو گیا اب حالات بدل گئے۔

خلیفہ کو گھسیٹ کر معزالدولہ کے گھر کے پاس لایا گیا اور اسے باندھ دیا گیا اور ابوالقاسم الفضل بن مقتدر کو حاضر کیا گیا اس سے بیعت خلافت لی گئی۔ سابقہ خلیفہ مستکفی کی دونوں آنکھیں پھوڑ دی گئیں اور اسے جیل میں ڈال دیا گیا اور وہیں سن ۳۳۸ھ میں اس کی وفات ہوئی۔

**مطیع اللہ کی خلافت**...... جب معزالدولہ بغداد آیا اور اس نے مستکفی کو پکڑ کر اس کی دونوں آنکھیں نکلوادیں۔ اس کے بعد اس نے ابو القاسم الفضل بن مقتدر باللہ کو بلایا لیکن وہ اس وقت غائب تھا معزالدولہ لوگوں کے ذریعے سے اسے تلاش کراتا رہا لیکن وہ نہیں ملا اس موقع پر یہ بھی کہا گیا کہ وہ پوشیدہ طور پر معزالدولہ کے ساتھ ہی ہے۔ اسی نے مستکفی کو پکڑنے پر معزالدولہ کو ابھارا ہے۔ بہرحال کسی طریقے سے اسے حاضر کیا گیا اور اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی اس کا لقب مطیع اللہ رکھا گیا امراء خاص وعام سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اس وقت خلافت کا معاملہ بالکل کمزور ہو چکا تھا خلیفہ کو کوئی اختیار نہیں تھا نہ اس کا کوئی وزیر تھا البتہ مختلف علاقوں میں اس کے منشی تھے۔ بلکہ کل اختیارات کا مالک معزالدولہ تھا کیونکہ اس وقت بنی بویہ اور دیلموں میں بہت زیادہ تعصب تھا اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ بنی عباس نے علویوں سے حکومت چھینی ہے حتیٰ کہ معزالدولہ نے دوبارہ علویوں کی حکومت لوٹانے کا ارادہ کر رکھا تھا اس بارے میں اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو سب نے اس بات کی تائید کی البتہ ایک ذی فہم شخص نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اب آپ اور آپ کے ساتھی خلیفہ کو اچھا نہیں سمجھتے اس لئے اگر آپ اپنے ساتھیوں کو خلیفہ کو قتل کرنے کا حکم دیں تو وہ آپ کا حکم مان لیں گے لیکن اگر آپ علویوں میں سے کسی کو خلیفہ بنائیں تو وہ آپ تمام کے نزدیک صحیح ہوگا اس کے بارے میں اگر اپنے ساتھیوں کو قتل کا حکم دیں تو وہ نہیں مانیں گے اس کے برخلاف اگر علوی خلیفہ آپ کے قتل کا آپ کے ساتھیوں کو حکم دے گا تو آپ کے ساتھی آپ کو قتل کر دیں گے چنانچہ اس کی سمجھ میں بات آگئی اور اس نے دنیا کی وجہ سے نہ کہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

اس کے بعد ناصرالدولہ بن حمدان اور معزالدولہ بن بویہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ معزالدولہ اور خلیفہ مقام عکبراء ہی تک پہنچے تھے کہ ناصرالدولہ سوار ہو کر بغداد داخل ہو گیا مشرقی بغداد پر اور مغربی بغداد پر اس نے قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے معزالدولہ اور دیلم کی پوزیشن کمزور ہو گئی لیکن معزالدولہ نے مکر وفریب کے ذریعے اس پر غلبہ حاصل کر لیا اور اس کے ساتھیوں نے اس کی مدد کی۔ اب معزالدولہ اور اس کے ساتھیوں نے بغداد میں لوٹ مار کی اور تاجروں وغیرہ کے اموال انہوں نے اپنی طاقت کے بل بوتے لوٹ لئے یہ سارا مال دس کروڑ کے قریب تھا۔

اس کے بعد ناصرالدولہ اور معزالدولہ میں صلح ہو گئی اور ابن حمدان واپس موصل چلا گیا اور بغداد پر معزالدولہ کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اس کے بعد معزالدولہ نے تیز دوڑنے والوں پر قابو پانا شروع کیا تاکہ جلد از جلد اپنے بھائی تک خبر پہنچا سکے اور عوام بھی دھوکہ کھا گئے اور وہ اپنی اولاد کو دوڑنے کی تعلیم دلوانے لگے حتیٰ کہ ایک شخص ایک دن دوڑ کر تیس میل سے بھی زیادہ کی مسافت طے کر لیتا اس طرح لوگ کشتی اور مکہ بازی اور

دیگر کھیل (جن سے کم عقل اور بے مروت لوگ ہی فائدہ حاصل کرتے ہیں) کو پسند کرنے لگے علاوہ ازیں تیرا کی بھی سیکھنے لگے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ڈھول اور باجے بھی بجائے جاتے تھے یہ سب کچھ بے وقوفی تکبر اور بے حیائی کے سبب ہوا پھر فوجیوں کی تنخواہوں کے لئے رقم کی ضرورت پڑی تو تنخواہوں کے بدلے انہیں زمین الاٹ کر دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خواص کے علاوہ سب کی زمینیں ویران ہو گئیں۔

اس سال بھی بغداد میں غلہ کی گرانی بہت زیادہ ہو گئی حتیٰ کہ لوگ مردار، کتے، بلیاں کھانے پر مجبور ہو گئے اسی طرح لوگ بچوں کو چوری کر کے انہیں بھی بھون کر کھانے لگے اور وبائیں پھوٹ پڑیں حتیٰ کہ ایک دوسرے کو دفنانا چھوڑ دیا تھا اور مردے راستوں پر پڑے رہتے تھے اور روٹی کے عوض زمینیں اور گھر فروخت ہونے لگے تھے لوگوں نے بصرہ کا رخ کیا لیکن بعض تو راہ ہی میں مر جاتے تھے اور بعض بہت مدت کے بعد پہنچتے تھے۔

سال رواں ہی میں قائم بامر اللہ ابی القاسم محمد بن عبداللہ المہدی کی وفات ہوئی تھی اس کے بعد اس کا لڑکا منصور اسماعیل حاکم بنا تھا جو بڑا زیرک اور انتہائی بہادر تھا جیسا کہ پہلے بھی ہم نے ذکر کیا ہے پھر المنصور اسماعیل کی وفات بھی اسی سال شوال میں ہوئی تھی۔

اسی زمانہ میں مصر اور بلاد شام کے حاکم محمد بن طغج کی وفات بھی ہوئی تھی ان کی عمر ساٹھ سال سے کچھ اوپر تھی۔ ان کے بعد ان کا نائب ان کا لڑکا ابوالقاسم ابوجور مقرر ہوا تھا لیکن اس کے کم سن ہونے کی وجہ سے کافور الاخشید کو اس کا نگران مقرر کیا گیا تھا وہی ان ممالک کی نگہداشت کرتا اور وہی ان تمام امور کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

ایک مرتبہ کافور مصر گیا سیف الدولہ بن حمدان نے دمشق کا قصد کیا چنانچہ اس کو الاخشید کے ساتھیوں سے چھین لیا اس وقت وہ بہت خوش ہوا اور محمد بن محمد بن نصر الفارابی الترکی الفیلسوف سے مل گیا۔ ایک دن سیف الدولہ دمشق کے بعض اطراف میں شریف العقیلی کے ساتھ جا رہا تھا۔ چلتے چلتے اس کی نظر غوطہ جگہ پر پڑ گئی جو اسے بہت پسند آئی اور وہ کہنے لگا کہ اس جگہ میں خلیفہ کا محل ہونا چاہیے گویا اس طرف اشارہ تھا کہ اس جگہ کو ان کے مالکوں سے چھین لیا جائے عقیلی ان کی یہ بات سن کر غصہ سے بھر گیا اور اس نے یہ بات وہاں کے لوگوں کو بتا دی اور کافور الاخشید کے پاس مدد کے لئے خط بھیجا۔ چنانچہ وہ ایک بڑا لشکر لے کر روانہ ہو گیا اور یہاں پہنچ کر اس نے سیف الدولہ کو ان کی نظروں سے دور کر دیا اور حلب سے بھی اسے بھگا دیا اور اس پر کسی کو نائب حاکم مقرر کر دیا اس کے بعد دوبارہ دمشق آیا اور بدر الاخشیدی کو (جو بدیر سے مشہور تھے) اس پر حاکم مقرر کر دیا جب کافور دیار مصر میں پہنچا تو سیف الدولہ حلب آ گیا اور اب اس کے لئے دمشق کی کسی چیز میں طمع کرنا ممکن نہیں رہا۔

اس کافور کی مشہور شاعر متنبی نے مدح بھی کی ہے اور ہجو بھی کی ہے۔

**خواص کی وفات**...... اس سال خواص میں سے ان لوگوں نے وفات پائی عمر بن حسن، اس کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے امام احمد کے مذہب کے مطابق کتاب المختصر لکھی تھی جس کی شرح قاضی ابویعلی بن فراء اور شیخ الموفق الدین بن قدامہ المقدسی نے کی ہے۔

یہ خرقی، سادات، فقہا اور عابدین میں سے تھے بہت سی خوبیوں کے مالک تھے بغداد والوں کی طرف سے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنے کی وجہ سے بغداد چھوڑ کر چلے گئے تھے اور اپنی کتابیں ایک مکان میں رکھ گئے تھے بعد میں اتفاق سے وہ مکان جل گیا جس کی وجہ سے ان کی تمام تصانیف ضائع ہو گئیں۔ یہ دمشق چلے گئے وہیں پر اس سال وفات ہوئی تھی اور باب الصغیر کے قریب شہداء کی قبر کے قریب ان کی قبر ہے اور لوگ برابر اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

انہوں نے اپنی کتاب المختصر میں حج کے باب میں لکھا ہے کہ انسان حجر اسود کے پاس آئے اگر وہ اپنی جگہ پر ہو تو اسے بوسہ دے اس بات کو شرط کے ساتھ اس وجہ سے لکھا گیا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب اس زمانہ میں لکھی تھی جس زمانہ میں حجر اسود قرامطہ کے پاس تھا۔

خطیب کا قول ہے کہ مجھے قاضی ابویعلی نے بتایا کہ خرقی کی بہت سی تصانیف تھیں اور امام احمد کے مذہب کے مطابق انہوں نے بہت سی جزئیات لکھی تھیں جو ظاہر نہ ہو سکیں کیوں کہ یہ تو خارجیوں کی وجہ سے بغداد سے نکل گئے تھے اور کتابیں ایک مکان میں رکھ دی تھیں جو بعد میں جل گئی تھیں اور یہ دور ہونے کی وجہ سے ان کی اشاعت نہ کر سکے۔

خطیب ہی نے بیان کیا ہے کہ مجھے کئی واسطوں سے خرقی کا قول پہنچا ہے کہ میں نے خواب میں حضرت علی کی زیارت کی آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مالداروں کا فقیروں کے سامنے تواضع اختیار کرنا کیا ہی خوب ہے! میں نے عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین کچھ اور بھی ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا کہ فقراء کا اغنیا کے سامنے شوخی مارنا اس سے بھی اچھا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی ہتھیلی اونچی کی تو اس میں مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہوئے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:

''تم کچھ بھی نہیں تھے اللہ نے تمہیں وجود بخشا اور عنقریب تم پھر اسی طرح ہو جاؤ گے۔ دار الفناء میں گھر کو چھوڑ کر دار البقاء میں کوئی گھر بنالو۔''

ابن بطہ کا قول ہے کہ خرقی کی وفات سن ۳۳۴ھ میں دمشق میں ہوئی تھی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کی ہے۔

محمد بن عیسیٰ ابو عبداللہ بن موسیٰ الفقیہ الحنفی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ یہ اپنے زمانے میں آئمہ عراقین میں سے تھے مکتفی اور مستکفی کے زمانے میں بغداد کے قاضی رہ چکے تھے یہ ثقہ اور فاضل تھے ایک بار چور انہیں مالدار سمجھ کر ان کے گھر میں داخل ہو گئے ان میں سے کسی نے ان کی بہت پٹائی کی تکلیف کی زیادتی کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا اور وہیں اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن محمد بن عبداللہ ابو الفضل السلمی الوزیر الفقیہ المحدث الشاعر کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے کافی محدثین سے احادیث کا سماع کر کے انہیں جمع کیا اور تصنیف کیا۔ یہ جمعرات اور سوموار کو روزہ رکھا کرتے تھے اور تہجد اور تصنیف کے کام میں کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ شہادت کا سوال کرتے تھے اتفاق سے انہیں بادشاہ کا وزیر بنا دیا گیا ایک روز فوجی تنخواہ لینے کے لئے ان کے پاس آئے اور ان کے گھر کے دروازہ پر جمع ہو گئے اور انہوں نے حلاق کو بلوا کر سر کا حلق کرایا گھر کو روشن کیا خوشبو لگائی کفن پہنا اور کھڑے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے فوجیوں نے گھر میں داخل ہو کر اسی سال ربیع الاول میں سجدہ کی حالت میں ان کو شہید کر دیا۔

**الاخشید محمد بن طغج کے حالات** [1] ...... یہ الاخشید محمد بن عبداللہ بن طغج ابو بکر ہیں جن کا لقب الاخشید ہے جس کا معنی شہنشاہ ہے۔ یہ خلیفہ راضی نے ان کا لقب رکھا تھا کیوں کہ یہ فرغانہ کے بادشاہ تھے۔ اور فرغانہ کے ہر بادشاہ کو الاخشید کہا جاتا تھا جیسا کہ اشروسیہ کے بادشاہ کو آفشین اور خوارزم کے بادشاہ کو خوارزم شاہ اور جرجان کے بادشاہ کو صوک، آذربائیجان کے بادشاہ کو اصبہند، طبرستان کے بادشاہ کو ارسلان کہا جاتا تھا۔ یہ چیزیں ابن الجوزی نے اپنی منتظم میں لکھی ہیں۔

سہیلی کا قول ہے کہ عرب، شام اور جزیرہ کے کافر بادشاہ کو قیصر، فارس کے بادشاہ کو کسریٰ، یمن کے بادشاہ کو تبع، حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی، ہند کے بادشاہ کو بطلیموس، مصر کے بادشاہ کو فرعون اور اسکندریہ کے بادشاہ کو مقوقس کہتے تھے۔ انہوں نے دمشق میں وفات پائی۔ بیت المقدس میں دفن کئے گئے اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ابو بکر شبلی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابو بکر شبلی کے حالات** [2] ...... یہ مشائخ صوفیہ میں سے ہیں ان کے نام میں مختلف اقوال ہیں (۱) دلف بن جعفر۔ (۲) دلف بن جحہ۔ (۳) جعفر بن یونس۔ شبلی ایک دیہات کے رہنے والے تھے جو خراسان کے علاقہ اشروسیہ کا ایک دیہات ہے۔ یہ سامرا میں پیدا ہوئے ان کے والد موفق کے خاص محافظ تھے ان کے ماموں اسکندریہ کے نائب حاکم تھے۔ شبلی نے خیر النساج کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔ ایک مرتبہ وہ وعظ کر رہے تھے انہوں نے بھی کوئی بات سن لی اس وقت دل پر اثر کر گئی جس کی وجہ سے گناہوں سے توبہ کر لی پھر فقراء اور مشائخ کی صحبت اختیار کر لی۔ پھر آہستہ آہستہ آئمہ قوم میں سے بن گئے تھے۔

جنید کا قول ہے کہ شبلی اپنے زمانہ کے اولیاء اللہ کے تاج تھے۔

---

(۱) شذرات الذهب ۲ / ۳۳۷ العبر ۲ / ۲۳۹، ۲۴۰.

(۲) تاريخ بغداد ۱۴ / ۳۸۹، ۳۹۷ شذرات الذهب ۲ / ۳۳۸.

خطیب کا قول ہے کہ مجھے کئی واسطوں سے علی بن مثنیٰ تمیمی کا قول پہنچا ہے کہ ایک روز شبلی کے پاس ان کے گھر پر گیا دیکھا وہ زور زور سے مندرجہ ذیل اشعار پڑھ رہے ہیں:

تیری قربت کا عادی تیری دوری پر صبر نہیں کر سکے گا۔ تیری محبت کا غلام تیرے فراق کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ اگر ہماری آنکھ تمہیں نہیں دیکھ رہی تو غم کی بات نہیں کیونکہ ہمارا دل تو آپ کو دیکھ رہا ہے۔

ان کے مختلف احوال اور کرامات بیان کی گئی ہیں ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جن پر حلاج کے معاملے کا شبہ ہو گیا تھا اور جو باتیں حلاج کی طرف منسوب تھیں الحاد، اتحاد وغیرہ ان میں یہ غور وفکر نہیں کر سکے۔ بوقت وفات انہوں نے اپنے خادم سے کہا کہ میرے ذمہ کسی صاحب کا ایک کھوٹا درہم تھا میں نے اس کی طرف سے ہزاروں روپے صدقہ کر دیئے لیکن اب بھی میرا ان کی طرف سے دل مطمئن نہ ہو سکا، اس کے بعد خادم کو وضو کرانے کا حکم دیا اس نے وضو کرایا لیکن اس نے ڈاڑھی کا خلال چھوڑ دیا اس وقت شبلی کی زبان بند ہو چکی تھی لیکن پھر بھی انہوں نے ہاتھ اٹھا کر ڈاڑھی کا خلال کیا۔ یہ بات ابن خلکان نے وفیات میں ذکر کی ہے۔

ان سے یہ بھی منقول ہے کہ ایک روز شبلی جنید کے پاس گئے اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھوں سے تالیاں بجا کر اشعار پڑھ رہے تھے:

انہوں نے مجھے وصال کا عادی بنا دیا اور وصال میٹھا ہوتا ہے۔ انہوں نے جدا کر کے مجھے تکلیف پہنچائی اور جدائی بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ جس وقت انہوں نے مجھے عتاب کیا تو لوگوں نے مجھے قصوروار سمجھا حالانکہ صرف میری محبت ان سے زیادہ ہے اور یہ کوئی گناہ کی چیز نہیں ہے۔ ملاقات کے وقت عاجزی سے پیش آنا حق ہے محبت کا بدلہ محبت کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے۔

شبلی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ جامع رصافہ کے پاس جمعہ کے روز ایک مجنون کو برہنہ دیکھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں اللہ کا دیوانہ ہوں میں اللہ کا دیوانہ ہوں میں نے اس سے کہا کہ تو کپڑے پہن کر مسجد میں جا کر نماز جمعہ ادا کیوں نہیں کرتا تو اس نے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

لوگ ہم سے اپنی زیارت اور اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ میری بدحالی نے مجھ سے ان کے حق کو ساقط کر دیا ہے۔ وہ میری بدحالی کو دیکھ کر ناک منہ نہیں چڑھاتے اور نہ ہی ناپسند کرتے ہیں حتیٰ کہ میں خود ہی اپنے آپ کو ناپسند سمجھنے لگتا ہوں۔ شیبہ حبیبہ سب ختم ہو گئے جس کی وجہ سے پے درپے رخساروں پر آنسو جاری ہیں۔ حوادثات زمانہ نے میرے ساتھ انصاف سے کام نہیں لیا انہوں نے مجھے الوداع کہتے ہوئے پھینک دیا حالانکہ میرے پاس دو قلب نہیں ہیں۔

شبلی کی وفات ستاسی سال کی عمر میں اسی سال ختم ہونے سے دو روز قبل بروز جمعہ ہوئی اور خیزران کے مقبرے میں انہیں دفن کیا گیا واللہ اعلم۔

## واقعات ۳۳۵ھ

اسی سال مطیع اللہ کی خلافت کو دارالخلافہ میں استحکام حاصل ہوا تھا اور معزالدولہ بن بویہ اور ناصرالدولہ بن حمدان کے درمیان صلح ہوئی تھی پھر ناصر الدولہ نے تکین ترکی پر حملہ کیا اور بہت سی بار دونوں میں لڑائیاں ہوئیں، بالآخر ناصرالدولہ نے تکین پر غلبہ حاصل کر کے اس کی آنکھیں نکالدیں اور موصل، جزیرہ پر اس کا قبضہ مضبوط ہو گیا، اور رکن الدولہ نے ریٔ خراسانیوں سے چھین کر اپنے قبضے میں لے لیا اور بنی بویہ کی حکومت کا دائرہ بڑا وسیع ہو گیا جس کی وجہ سے ریٔ، پہاڑی علاقے، اصبہان، فارس، اھواز، عراق پر ان کی حکومت قائم ہو گئی اور موصل اور جزیرہ کا ٹیکس انہی کے پاس آنے لگا۔

اس کے بعد معزالدولہ اور ابی القاسم کے لشکروں میں لڑائی ہو گئی، بریدی کا لشکر شکست کھا گیا اور اس کی جماعت کے بڑے بڑے سردار گرفتار کر لئے گئے۔

اس زمانہ میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان لڑائی میں سرحدی علاقہ کے امیر سیف الدولہ حمدان کو کامیابی حاصل ہوئی تھی جس کے نتیجے میں ڈھائی ہزار مسلمان آزاد ہوئے تھے۔

**خواص کی وفات**...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی، حسن بن حمویہ بن الحسن کی وفات اس سال ہوئی تھی انہوں نے بہت سے محدثین سے حدیث روایت کر کے بیان کی ہیں، ان کے درس میں احادیث لکھوائی جاتی تھیں اور ایک طویل عرصہ تک اپنے شہر کے حاکم رہے تھے بہت بڑے عابد اور تہجد کے پابند تھے ان کی ظرافت اور عقلمندی کی مثالیں بیان کی جاتی تھیں، اپنی باندی کے سینہ پر اچانک ان کی وفات ہوگئی تھی۔

عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے ابن ابی الدنیا وغیرہ سے احادیث روایت کی تھیں پھر ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث بیان کی، یہ ثقہ ماہر حافظ الحدیث تھے انہوں نے زبانی پچاس ہزار احادیث یاد کی تھیں۔

عبدالسلام بن حبیب بن عبداللہ بن رغیان بن زید بن تمیم کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابومحمد الکلبی (جن کا لقب دیک الحسن تھا) کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ شاعر، مذاقیہ اور مذھباً شیعہ تھے بعض نے کہا کہ یہ بنی تمیم کے غلاموں میں سے تھے ان کے بہت عمدہ اور پراثر اشعار ہیں ان کے اشعار خمار یہ وغیر خمار یہ دونوں قسم کے ہیں ابونواس نے خماریات میں ان کے اشعار کو پسند کیا ہے۔

علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**علی بن عیسیٰ بن داؤد کے حالات** [1]...... یہ علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح ابوالحسن ہیں، جو مقتدر اور قاہر کے وزیر تھے ان کا سن ولادت ۲۴۵ھ ہے کافی محدثین عظام سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا تھا ان سے طبرانی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا ہے یہ ثقہ، فنون کے ماہر، دیندار اور پاک دامن تھے نماز روزہ قرآن کریم کی تلاوت کا بہت زیادہ اہتمام تھا اہل علم سے بہت زیادہ شغف اور ان کی مجالس میں کثرت سے آنا جانا تھا، ان کا اصل تعلق فارس سے تھا یہ حلاج کی بہت زیادہ خدمت کرنے والوں میں سے تھے ان کا قول ہے کہ میں نے سات لاکھ دینار کمائے تھے جن میں چھ لاکھ اسی ہزار خیر کے کاموں میں خرچ کر دیئے۔

ابوالحسن بغداد سے جلاوطن ہونے کے بعد مکہ آئے اور سخت گرمی میں بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کی اس کے بعد گھر جا کر لیٹ گئے اور کہنے لگے برف کے پانی کو طبیعت چاہ رہی ہے انہیں بتایا گیا کہ یہ اس وقت یہاں ناممکن ہے انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ چاہے گا اس کا انتظام فرمادیگا اور میں شام تک صبر کروں گا چنانچہ دن میں بادل آ کر بارش ہوئی اور اس میں بہت زیادہ برف کے اولے پڑے ان کے ساتھیوں نے ان اولوں کو جمع کر کے چھپا کر رکھ دیا۔

ابوالحسن کا اس دن روزہ تھا شام کے وقت مسجد میں آئے تو انہیں مختلف برف کے شربت پیش کئے گئے ابوالحسن نے وہ مشروبات اپنے ساتھیوں کو پلا دیئے اور خود اس میں سے بالکل نہیں پیا۔ ان کے گھر تشریف لانے کے بعد ان ہی مشروبات میں سے کچھ بچے ہوئے ان کے سامنے پیش کئے اور بہت زیادہ اصرار کے بعد انہوں نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا اور فرمانے لگے کاش میں اس وقت اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کر لیتا۔

ان کے اشعار میں سے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

(۱)...... کاش تکلیف پر خوش ہوتے ہوئے کوئی مجھ سے سوال کرنے والا ہو جبکہ وہ مجھے لاحق ہو یا بغیر سوال کے خوش کرنے والا ہو۔

(۲)...... ان زبردست ہلا دینے والی مصیبتوں پر بہت زیادہ صابر بنا کر میری مصیبتوں نے ایک شریف انسان کو ظاہر کر دیا

ابوالقاسم علی بن حسن تنوخی نے اپنے والد سے انہوں نے ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ اہل کرخ میں سے ایک شخص عطار سنت پر بہت زیادہ عمل کرنے والا تھا ایک مرتبہ اس پر چھ سو دینار قرضہ ہو گیا جس سے پریشان ہو کر انہوں نے دکان ختم کی اور گھر بیٹھ گئے اور کثرت سے نمازیں پڑھ پڑھ کر رفع حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے خوب عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے رہے ایک رات انہیں خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ وزیر علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ وہ تم کو چار سو دینار دیدیں گے۔

(۱) تاریخ بغداد: ۱۲، ۱۴، ۱۶، العبر ۲/۲۳۸

فجر کی نماز کے بعد وزیر کے دروازہ پر چلے گئے لیکن کسی سے شناسائی نہیں تھی جس کی وجہ سے وہیں بیٹھ گئے کہ شاید کوئی انہیں وزیر تک پہنچادے لیکن یہ بہت دیر تک بیٹھے رہے اور دن ختم ہونے کے قریب ہوگیا تو انہوں نے ایک دربان سے کہا کہ وزیر سے کہد و کہ میں نے آپ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے اور وہ خواب میں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں دربان نے کہا کہ آپ ہی ہیں وہ جنہوں نے یہ خواب دیکھا ہے وزیر نے تو خود آپ کو بہت تلاش کروایا ہے اس کے بعد دربان نے وزیر کو ان کے بارے میں خبر دی وزیر نے کہا کہ جلدی انہیں اندر بلاؤ چنانچہ یہ اندر چلے گئے وزیر ان کو دیکھ کر کہنے لگا کہ میں آپ کی ذات نام احوال گھر سے واقف نہ تھا پھر انہوں نے آپ علیہ السلام کے خواب کا ذکر کیا سن کر وزیر نے کہا کہ میں نے بھی خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت کی ہے اور مجھے بھی آپ ﷺ نے یہ ہی حکم دیا ہے۔ صبح ہونے کے بعد میں نے سوچا کہ میں کس سے آپ کا پتہ دریافت کروں اس لئے کہ میں تو آپ کی ذات احوال گھر سے ناواقف تھا اور میں نے اب تک آپ کی تلاش میں آدمی بھی بھیجے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ از خود تشریف لے آئے پھر خادم کو حکم دیا کہ انہیں ایک ہزار دینار دیدو اور کہا کہ چار سو تو وہ ہیں جن کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا ہے اور چھ سو ہماری طرف سے صدقہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں چار سو دینار سے زائد ایک دینار بھی نہیں لوں گا اللہ تعالیٰ انہیں میں برکت عطا فرمائے گا اور پھر صرف چار سو دینار لئے وزیر نے کہا کہ یہ اس کے صدق اور یقین کی نشانی ہے۔

اس کے بعد اس عطار نے وہ رقم قرض خواہوں کو دیدی انہوں نے کہا کہ ان کے ذریعہ آپ دکان کھول کر کاروبار شروع کریں ہمیں تین سال کے بعد دیدینا انہوں نے جواب دیا کہ ثلث تو قبول کرنا پڑیگا چنانچہ دوسو دینار ان کو دیدیئے اور باقی دوسو دینار سے دکان کھول لی اور سال پورا ہونے سے بھی پہلے ایک ہزار دینار کا انہیں نفع ہوگیا اس کے علاوہ بھی وزیر کے کئی سچے اچھے واقعات ہیں ان کی وفات اسی سال ۹ سال کی عمر میں ہوئی، بعض کا قول یہ ہے کہ گزشتہ سال ہوئی۔

محمد بن اسماعیل بن اسحاق بن بحر ابوعبداللہ الفارسی الفقیہ الشافعی کی وفات بھی اس سال ہوئی تھی، یہ ثقہ اور ماہر فن تھے ابوزرعہ دمشقی وغیرہ سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا تھا ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا ہے اور آخری شخص ان سے روایت کرنے والے ابوعمر بن مہدی تھے اسی سال شوال میں انہوں نے وفات پائی تھی۔

**ھارون بن محمد کی وفات** ...... ھارون بن محمد بن ھارون بن علی بن موسیٰ بن عمرو بن جابر بن یزید بن جابر بن عامر بن امیر بن تمیم بن صبح بن ذہل بن مالک بن سعید بن حنبہ ابوحفص کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، یہ قاضی ابوعبداللہ حسن بن ھارون کے والد تھے ان کے اسلاف قدیم زمانہ میں عمان کے غلاموں میں سے تھے ان کے دادا یزید بن جابر تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور بڑے اچھے طریقے سے قبول کیا۔

یہ ھارون عمان سے منتقل ہوکر بغداد آنے والے اول شخص تھے بغداد میں انہوں نے اپنے والد سے احادیث بیان کی تھیں جو کہ ہر فن مولیٰ تھے ان کا گھر مجمع العلماء تھا ان کا خرچ انہیں کے ذمہ تھا بغداد میں ان کا بڑا رتبہ اور دبدبہ تھا دارقطنی نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی ہے اور کہا کہ یہ نحو، لغت، شعر، معانی القرآن، علم کلام میں بہت زیادہ ماہر تھے۔

ابن الاثیر کا قول یہ ہے کہ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عباس بن صول الصولی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، یہ فنون اخبار وآداب کے عالم تھے ابن الجوزی نے ان کا تذکرہ سن ۳۳۶ھ میں کیا ہے۔

ابوالعباس بن قاضی احمد بن ابی احمد الطبری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، یہ ابن سریج کے شاگرد تھے، کتاب التلخیص اور کتاب المفتاح انہی کی کتابیں ہیں، یہ مختصر تھی جس کی شرح ابوعبداللہ الحسین اور ابوعبداللہ الختنی نے کی تھی ان کے والد لوگوں کو آثار وآخبار سنایا کرتے تھے یہ خود طرسوس کے قاضی تھے یہ بھی لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے ایک مرتبہ ان پر اس کا اس قدر اثر ہوا کہ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے، اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۳۳۶ھ

اسی سال معز الدولہ اور خلیفہ مطیع اللہ بغداد سے بصرہ گئے اور اس کو ابوالقاسم بن بریدی کے قبضہ سے آزاد کرالیا اور بریدی اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہو گیا اور معز الدولہ نے بغداد پر قبضہ کرلیا اور قرامطہ کو ڈرایا اور ان کے شہر پر قبضہ کرنے کی انہیں دھمکی دی اور خلیفہ کی زمینوں میں اتنا اضافہ کر دیا کہ سالانہ دو لاکھ کی آمدنی ہوتی تھی۔

اس کے بعد معز الدولہ اھواز میں اپنے بھائی عماد الدولہ سے ملاقات کے لئے گیا اور اس کے سامنے جا کر زمین کو بوسہ دیا اور دیر تک اس کے سامنے کھڑا رہا اس نے بیٹھنے کے لئے کہا لیکن بیٹھا نہیں اس کے بعد خلیفہ کے ساتھ بغداد آ کر امور کو درست کیا۔ اسی زمانہ میں رکن الدولہ نے بلاد طبرستان اور جرجان کو دیلم کے بادشاہ مرداویج کے بھائی شمکیر کے قبضہ سے آزاد کرا کر اس پر قبضہ کرلیا شمکیر نے خراسان جا کر اس حاکم سے مدد طلب کی۔

**خواص کی وفات**...... مشہور لوگوں میں سے اس سال مندرجہ ذیل گوں نے وفات پائی، ابوالحسین بن منادی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**ابوالحسین بن منادی کے حالات** [۱]...... ابوالحسین بن منادی احمد بن جعفر بن محمد عبیداللہ بن یزید کی وفات اسی سال ہوئی تھی انہوں نے اپنے دادا سے احادیث سنیں یہ ثقہ امین اور صادق تھے انہوں نے بہت سی تصنیف کی اور علوم کثیرہ جمع کئے ان میں کچھ انہوں نے لوگوں سے سنے تھے۔ باقی اکثر انہوں نے از خود ذکاوۃ کی وجہ سے جمع کئے تھے سب سے آخری شخص ان سے روایت کرنے والے محمد بن فارس اللغوی ہیں۔

ابن الجوزی نے ابو یوسف مقدسی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابوالحسین بن منادی نے علوم قرآن پر چار سو چالیس سے زائد کتابیں تصنیف کی ہیں ان کے کلام کا کوئی جملہ زائد اور بے کار نہیں ہے بلکہ جامع مانع عقل و نقل کا جامع ہے۔

ابن الجوزی کا قول یہ ہے کہ ان کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والا شخص صحیح طور پر ان کے فضائل اور ایسے فوائد پر مطلع ہوگا جو دیگر کتب میں نہیں ملیں گے۔ ۸۰ برس کی عمر میں اس سال محرم میں ان کی وفات ہوئی۔

الصولی محمد بن عبداللہ بن عباس کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**الصولی محمد بن عبداللہ بن عباس کے حالات** [۲]...... یہ الصولی محمد بن عبداللہ بن عباس بن محمد صول ابوبکر الصولی ہیں، یہ فن ادب کے ماہر علماء میں سے تھے، بادشاہوں کی خبریں، خلفاء کے ایام، شریف لوگوں کے مآثر اور شعراء کے طبقات سے خوب واقف تھے انہوں نے ابوداؤد بجستانی مبرد ثعلب، ابی العیناء وغیرہ سے احادیث روایت کی ہیں یہ کثرت روایت عمدہ حافظ کے مالک تھے، تصنیف کتب میں بہت ہی ماہر تھے ان کی بڑی عمدہ کتب ہیں خلفاء کی ایک جماعت کی انہوں نے ہم نشینی اختیار کر کے ان سے بہت کچھ حاصل کیا ان کے دادا صول اور ان کے خاندان کے لوگ جرجان کے شاہی خاندان میں سے تھے ان کی اولاد بڑے بڑے منشیوں میں سے تھی صولی پختہ عقیدہ اور حسن طریقت کے مالک تھے ان کے بہت عمدہ عمدہ اشعار ہیں ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث روایت کی ہیں ان کے اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں:

(۱)...... اس کی محبت کی وجہ سے میں اس کے ہم مثل سے بھی محبت کرتا ہوں اس لئے کہ معشوق کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔

(۲)...... حتیٰ کہ میں نے اس کی آنکھ کے پانی کو اپنے جسم سے شمار کیا ہے گویا کہ میری بیماری اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔

کسی ذاتی ضرورت سے صولی بصرہ گئے تھے وہیں ان کی وفات ہوگئی اسی سال شیخ ابوزاہد مکی کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تھا یہ بڑی زاہدہ عابدہ مکی کی مجاورت اختیار کرنے والی تھیں، ان کے والد کھجور کے پتے فروخت کر کے کمایا کرتے تھے اور ان میں سے تیس درہم ان کے پاس بھیج دیتے تھے یہ

(۱) تاریخ بغداد: ۴/ ۶۹، ۷۰، تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۸۴۹، ۸۵۰

(۲) تاریخ بغداد: ۳/ ۴۲۷، ۴۳۲، لسان المیزان: ۵/ ۴۲۷، ۴۲۸

اسی سے اپنا گذر بسر کرتی تھی، ایک مرتبہ ان کے والد نے وہ پیسے ایک شخص کو دیدیئے اس نے از راہ خیر خواہی بیس درہم اس میں اور ملا دیئے اور لا کر اس کو دیدیئے، اس نے کہا سچ سچ بتا اس میں تم نے کیا کیا ہے اس نے کہا میں نے از راہ خیر خواہی بیس درہم اس میں ملا دیئے تھے اس نے کہا کہ اگر تم خیر خواہی کی نیت نہ کرتے تو میں تمہارے لئے بددعا کرتی، اب اس کو لے جا مجھے ضرورت نہیں اس نے کہا اپنے تمیں درہم تو لے لو اس نے کہا اختلاط کی وجہ سے انہیں بھی واپس لے لو، میں مجبوراً اس کے والد کے پاس گیا انہوں نے کہا کہ تم نے تکلیف دی ہے کیونکہ تم نے میری لڑکی کے خرچ میں کمی کر دی ہے اب تم ان کو صدقہ کر دو۔

## واقعات ۳۳۷ھ

اس سال معز الدولہ سوار ہو کر بغداد سے بصرہ گیا اور ناصر الدولہ کو شکست دیکر اس سے بصرہ چھین لیا اور رمضان میں بصرہ پر اس کی حکومت قائم ہو گئی اور اس کے اہل پر ظلم کیا اور ان کے اموال پر قبضہ کر لیا۔

پھر اس نے ناصر الدلہ بن حمدان سے اس کے تمام شہر چھیننے کا ارادہ کیا لیکن اس کے بھائی رکن الدولہ کی جانب سے خبر آئی کہ خراسانیوں کے مقابلہ میں میری مدد کرے جس کی وجہ سے وہ ناصر الدولہ سے مصالحت پر مجبور ہو گیا اس شرط پر کہ اس کے تحت جتنے علاقے ہیں سب کی طرف سے وہ اسے ۸۰ ہزار روپے دے دیں گے اور یہ کہ اس کے بھائی عماد الدولہ اور رکن الدولہ کا نام منبروں پر وہ لے۔ ان شرائط کے ساتھ اس نے معاہدہ قبول کر لیا اور معز الدولہ بغداد واپس آ گیا اور اپنے بھائی کے پاس ایک بڑا لشکر بھیجا اور خلیفہ سے اس کے لئے خراسان کی ولایت کا عہد لیا۔

اسی زمانہ میں حلب کا حاکم سیف الدولہ بن حمدان بلاد روم میں داخل ہو گیا اس کے مقابلہ میں رومیوں کا ایک بہت بڑا لشکر آ گیا اور دونوں میں سخت مقابلہ ہوا بالآخر سیف الدولہ شکست کھا گیا اور رومیوں نے اس کا سارا ساز و سامان لوٹ لیا اور طرطوس پر سخت حملہ کیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی زمانہ میں دجلہ کا پانی اکیس اور تہائی گز اوپر آ گیا۔

**خواص کی وفات**...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن حاکم ابو محمد البیع حاکی ابی عبدالنیساپوری کے والد کی وفات اسی سال ہوئی، یہ تریسٹھ سال تک مؤذن رہے تھے ۲۲ غزوات میں شریک ہوئے اور علماء پر ایک لاکھ روپے خرچ کئے، رات میں نوافل بہت پڑھتے تھے، صدقہ بہت کرتے تھے انہوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل، مسلم بن حجاج کی زیارت کی ہے ابن خزیمہ وغیرہ سے روایت کی ۹۳ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

قدامہ بن جعفر بن قدامہ ابوالفرج الکاتب کی وفات اسی سال ہوئی تھی خراج اور کتابت پر ان کے لکھے ہوئے بہترین مسائل ہیں علماء ان کی اقتداء کرتے تھے اور ثعلب سے انہوں نے کچھ مسائل دریافت کئے تھے۔

محمد بن علی بن عمر ابو علی المذکر الواعظ نیساپوری کی وفات اس سال ہوئی انہوں نے جن مشائخ سے ملاقات نہیں کی ان سے روایت کرنے میں تدلیس سے کام لیتے تھے اس سال ایک سو سات سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی، محمد بن مطہر بن عبداللہ ابوالمنجا الفقیہ الفرضی المالکی کی وفات اسی سال ہوئی، مذہب مالکی پر انہوں نے کتاب لکھی ہے فرائض پر ان کی بے مثال کتاب ہے، یہ ادیب امام فاضل صادق تھے۔

اسی سال ربیع الاول میں شیعوں اور اہل سنت میں لڑائی ہوئی تھی، اور کرخ لوٹ لیا گیا تھا۔

اسی زمانہ میں جمادی الثانی میں ابوالسائب عتبہ بن عبیداللہ ہمدانی کو قاضی القضاۃ بنایا گیا تھا۔

اس سال ایک شخص عمران بن شاہین کا ظہور ہوا تھا اس پر بہت سے جرم عائد ہو گئے تھے جس کی وجہ سے بادشاہ سے فرار ہو کر جنگلوں میں چلا گیا تھا اور وہاں مچھلیوں اور پرندوں سے شکم سیر ہوتا تھا، شکاریوں اور ڈاکوؤں کی ایک جماعت اس کی مطیع بن گئی جس کی وجہ سے اس کے دبدبہ میں اضافہ ہو گیا ابوالقاسم بن البریدی نے اسے بعض نواحی علاقوں کا عامل بنا دیا۔

اس کے بعد معز الدولہ نے اپنے وزیر ابی جعفر بن بویہ الضمیر ی کے ساتھ اس کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیجا اس صیاد نے وزیر کو شکست دیدی اور اس کا مال وغیرہ بھی چھین لیا جس کی وجہ سے اس کے اثر ورسوخ میں اضافہ ہو گیا اتفاق کی بات کہ اس وزیر اور عماد الدولہ کی وفات ایک ساتھ ہوئی۔

ابوالحسن علی بن بویہ کی وفات اسی سال ہوئی یہ بویہ کا سب سے بڑا لڑکا اور ان کا سب سے پہلا بادشاہ تھا یہ عاقل باصلاحیت نیک سیرت فطرتاً رئیس تھا سب سے اول اس کا ظہور ۳۲۲ھ میں ہوا جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا ہے اس سال پے در پے اس پر مختلف امراض کا حملہ ہوتا رہا جس کی وجہ سے اس کو موت کا خیال آنے لگا، مال وملک حشم وخدم دیارتر کی، عجمی لشکر یہ چیزیں اس سے اللہ کا امر نہیں روک سکیں، اور ذرہ بھر بیماری اس سے دفع نہ کر سکیں اور بادشاہ قادر غالب علام کی ذات پاک ہے لیکن اس کا کوئی لڑکا نہیں تھا اس لئے اس نے اپنے بعد ولی عہد بنانے کے لئے بھائی سے بھتیجے کو طلب کیا جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس کی آمد پر بڑا خوش ہوا اور لشکر کے ساتھ خود اس کے استقبال کے لئے نکلا۔

جب وہ دار الخلافہ میں داخل ہوا تو اسے اپنے تخت پر بٹھایا اور دوسرے امراء کی طرح اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تا کہ اس کے رعب اور دبدبہ میں اضافہ ہو پھر سب سے اس کے ہاتھ پر بیعت لی مخالفت کرنے والوں میں سے بعض کو قتل اور بعض کو گرفتار کر لیا حتیٰ کہ عضد الدولہ کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اس کے بعد چھپن سال کی عمر میں اسی سال عماد الدولہ نے شیراز میں وفات پائی اس کی کل مدت حکومت ۱۶ برس تھی یہ اپنے دور کے اچھے خلفاء میں سے تھا اور اپنے ہم عصروں سے سبقت لے گیا یہ امیر الامراء تھا اسی لقب سے خلفاء اس سے خط وکتابت کرتے تھے لیکن اس کا بھائی عماد الدولہ عراق وغیرہ میں اس کی نیابت کرتا رہا، عماد الدولہ کی وفات کے بعد وزیر ابو جعفر الضمیر ی عمران بن شاہین الصیاد کی جنگ سے واپس آ گیا تھا حالانکہ معز الدولہ نے اسے شیراز جا کر اس کے حالات پر قابو پانے کا حکم دیا، اس کے لوٹنے کی وجہ سے عمران کمزور ہونے کے بعد مضبوط ہو گیا اس کے بقیہ حالات اپنی جگہ پر آجائیں گے۔

اس سال وفات پانے والوں میں احمد بن محمد اسماعیل بن یونس بھی ہیں۔

**احمد بن محمد اسماعیل بن یونس کے حالات**[1] ...... یہ احمد بن محمد اسماعیل بن یونس ابو جعفر المرادی المصری النحوی اللغوی المفسر الادیب ہیں، جو نحاس سے مشہور ہیں، تفسیر وغیرہ میں ان کی متعدد تصانیف ہیں انہوں نے احادیث کا سماع کیا اور مبرد کے ساتھیوں سے ملاقات کی، اسی سال ذی الحجہ میں ان کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان کا قول یہ ہے کہ ۵ ذی الحجہ بروز ہفتہ ان کی وفات ہوئی، ان کی وفات کا سبب یہ تھا کہ ناپ تول کے آلہ کے پاس بیٹھ کر کوئی چیز کاٹ رہے تھے لوگوں نے کہا کہ اس پر منتر پڑھ رہے ہیں اس وجہ سے ایک شخص نے انہیں لات ماری جس کی وجہ سے یہ گرے اور غرق ہو گئے کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ کہاں گئے۔

نحو میں ان کے استاد علی بن سلیمان الاحوص ہیں ابو بکر انباری ابو اسحاق الزجاج، نفطویہ وغیرہ ہیں ان کی عمدہ اور مفید متعدد تصانیف ہیں جن میں سے تفسیر القرآن، الناسخ والمنسوخ، سیبویہ کے ابیات کی بے مثال شرح، معلقات اور دواوین عشرہ کی شرح۔ انہوں نے نسائی سے حدیث سنی یہ بہت زیادہ بخیل تھے لوگوں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا۔

**المستکفی باللہ** ...... اسی سال خلیفہ المستکفی باللہ عبداللہ بن علی المکتفی باللہ کی وفات ہوئی تھی، یہ ایک سال چار ماہ دو روز مسند خلافت پر فائز رہے تھے پھر ان کو خلافت سے معزول کر کے ان کی آنکھیں نکال دی گئیں تھیں، اسی سال اپنے گھر میں محبوس ہو کر انہوں نے وفات پائی ان کی عمر ۴۶ سال ۲ ماہ تھی۔

---

(۱) شذرات الذهب: ۲/ ۳۴۶ النجوم الزاهرة: ۳/ ۳۳۰

**علی بن ممشاد بن سحنون بن نصر ابو معدل** ۔۔۔۔۔ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ نیساپر میں اپنے زمانہ کے محدث تھے حصول حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز کے اسفار کئے تھے بے شمار محدثین سے انہوں نے احادیث کا سماع کر کے حدیث بیان کی تھیں چار سو جز کی انہوں نے ایک مسند لکھی تھی اس کے علاوہ حافظہ، کثرت عبادت، پاک دامنی اور خشیت الی اللہ کے ساتھ متصف تھے۔

بعض کا قول یہ ہے کہ میں ان کے ساتھ سفر وحضر میں رہا میں نے ان کو کوئی گناہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا دو سو جز سے اوپر ان کی تفسیر ہے بالکل صحیح سالم حمام میں داخل ہوئے اچانک اسی میں جمعہ کے روز اسی سال سولہ شوال کو وفات ہوئی۔

**علی بن محمد بن احمد بن حسن ابو الحسن ابو واعظ البغدادی** ۔۔۔۔۔ کی وفات اسی سال ہوئی تھی طلب حدیث کے لئے انہوں نے مصر کا سفر کیا پھر وہیں اقامت اختیار کر لی حتیٰ کہ مصری نسبت سے مشہور ہو گئے متعدد محدثین سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا ان سے دار قطنی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا۔

ان کی اصلاحی مجلس میں مرد وعورت سب شریک ہوتے تھے جس کی وجہ سے یہ عورتوں سے حجاب کے طور پر چہرہ پر کپڑا رکھتے تھے ایک مرتبہ ان کی مجلس میں ابو بکر نقاش چھپ کر شامل ہو گیا ان کا کلام سن کر کھڑے ہوئے اور اپنی شناخت کراتے ہوئے کہنے لگے آج کے بعد قصے بیان کرنا مجھ پر حرام ہیں، خطیب بغدادی کا قول ہے کہ یہ ثقہ امین عارف تھے لیث اور ابن لھیعہ کی احادیث انہوں نے جمع کی تھی زہد پر ان کی متعدد کتابیں ہیں، اسی سال ذیقعدہ میں ستاسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۳۳۹ھ

اسی مبارک سال میں حجر اسود کو اپنی جگہ پر لا کر نصب کر دیا گیا جسے قرامطہ اس وقت کے اپنے امیر ابو طاہر سلیمان بن سعید الحسین الجنابی کی معیت میں سن ۳۱۷ھ میں یہاں سے لے گئے تھے اس کی وجہ سے مسلمان بہت پریشان ہوئے تھے اور ان کے امیر بجکم ترکی نے پچاس ہزار دینار دیکر ان سے مطالبہ کیا تھا کہ اسے واپس کر دے لیکن قرامطہ نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ کہنے لگے کہ جس کے حکم سے ہم لائے تھے اسی کے حکم سے واپس کریں گے۔

اس کے بعد اس سال قرامطہ نے حجر اسود کو اٹھا کر کوفہ میں رکھ دیا اور اسے لوگوں کو دکھانے کے لئے جامع مسجد کے ساتویں ستون میں لٹکا دیا اور ابو طاہر کے بھائی نے ایک خط بھی لکھ کر رکھ دیا کہ ہم جس کے حکم سے لائے تھے اسی کے حکم سے اسے واپس کر دیا تا کہ لوگوں کا حج مکمل ہو سکے اس کے بعد بغیر کسی مطالبہ کے اس سال ذیقعدہ میں مکہ چھوڑ گئے حجر اسود ۲۲ برس تک اپنی جگہ سے غائب رہا اس موقع پر مسلمان بہت خوش ہوئے۔

بعض کا قول یہ ہے کہ لے جانے کے وقت اس کو اٹھانے والے اونٹ یکے بعد دیگر ہلاک ہوتے رہے اور واپسی کے وقت صرف ایک اونٹنی پر لاد کر چھوڑ گئے۔

اسی سال تیس ہزار کا لشکر لے کر سیف الدولہ بلاد روم میں داخل ہوا دھوکے سے دور تک نکل گیا بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور کافیوں کو گرفتار کر لیا اور کافی مال غنیمت حاصل کیا واپسی میں اچانک رومیوں نے ان پر سخت حملہ کر کے سب کو ختم کر دیا اپنا مال واپس لے لیا اور سیف الدولہ کچھ ساتھیوں کے ہمراہ بچ سکا۔

اسی سال وزیر ابو جعفر الضمیری کی وفات ہوئی معز الدولہ کی جگہ خلیفہ نے ابو محمد کو وزیر بنا دیا، صیاد کا اثر رسوخ بڑھ گیا معز الدولہ نے یکے بعد دیگرے کئی لشکر بھیجے لیکن سب شکست کھا گئے بالآخر معز الدولہ نے بعض نواحی علاقوں کا اسے عامل بنا کر اس سے صلح کر لی۔

**خواص کی وفات** ۔۔۔۔۔ اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

الحسن بن داؤد بن باب شاذ ابوالحسن المصری کی وفات اسی سال ہوئی یہ بغداد آ گئے تھے فقہ حنفی کے فاضل علماء میں سے تھے بہت زیادہ ذکی باصلاحیت تھے احادیث لکھی یہ ثقہ تھے۔اسی سال بغداد میں وفات پائی اور شونیزہ قبرستان میں مدفون ہوئے ان کی عمر چالیس سال سے بھی کم تھی۔

امیر المؤمنین قاہر باللہ ابن المعتضد باللہ کی وفات اسی سال ہوئی ایک سال چھ ماہ سات یوم مسند خلافت پر فائز رہے بہت غصے کے مالک، جلد انتقام لینے والے تھے ان کا وزیر ابوعلی مقلہ ان سے چھپ کر ترکیوں کو اس کے خلاف ابھارتا رہا چنانچہ انہوں نے اسے معزول کر کے اس کی آنکھیں نکلوادیں، کچھ عرصہ دار الخلافہ میں رہے پھر ۳۳۳ھ میں ابن طاہر کے گھر میں منتقل کر دیئے گئے وہاں ان کو فاقہ اور دیگر تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، بعض وقت سوال بھی کرتے رہے اسی سال ۳۵۲ھ میں ان کی وفات ہوئی اور اپنے والد معتضد کے قریب دفن کئے گئے۔

محمد بن عبداللہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**محمد بن عبداللہ کے حالات**[1] ...... یہ محمد بن عبداللہ بن احمد ابوعبداللہ الصغار الاصبہانی ہیں جو خراسان میں اپنے زمانہ کے محدث تھے انہوں نے متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کیا، بعض کتب میں حدیث روایت کی ہے، یہ مستجاب الدعوات تھے چالیس سال سے اوپر تک آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا اور کہتے تھے کہ میرا نام محمد، والد کا نام ابی عبداللہ، والدہ کا نام آمنہ ہے، آپ علیہ السلام کے ساتھ ناموں کی موافقت پر بڑے خوش ہوتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کا نام محمد والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا۔

**ابونصر الفارابی کے حالات** ...... یہ ابونصر الفارابی الترکی الفیلسوف ہیں جو علم موسیقی کے اتنے بڑے عالم تھے کہ ان کو اور ان کے اس فن کو استدلال کے طور پر پیش کیا جاتا تھا یہ فلسفہ میں بہت ماہر تھے ابن سینا نے ان کی کتب کو خوب سمجھا ہے، یہ روحانی معاد کے قائل تھے نہ کہ جسمانی کے اور وہ بھی علماء کی ارواح کے ساتھ خاص ہے نہ کہ جہال کی ارواح کے ساتھ۔ان کا مذہب عام مسلمانوں کے مذہب اور دوسرے فلسفیوں کے خلاف تھا اگر اسی پر ان کی موت آئی ہے تو یہ اللہ کی لعنت کے مستحق ہیں، اسی سال دمشق میں وفات ہوئی۔

ابن اثیر کا قول ہے کہ ان کی قباحت کی وجہ سے ابن عساکر نے ان کا تذکرہ اپنی تاریخ میں نہیں کیا، واللہ اعلم۔

## واقعات ۳۴۰ھ

اسی سال عمان کے حاکم نے کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ پر قبضہ کا ارادہ کیا ابو یعقوب ہجری اس کی مدد کے لئے آیا وزیر ابومحمد مہلبی نے اسے منع کیا اور اس سے باز رہنے کو کہا اور اس کے بہت سے افراد کو گرفتار کر لیا اور اس کی کافی کشتیاں چھین لیں جو اپنے ساتھ بغداد میں لے گیا اور انہیں بڑی شان وشوکت کے ساتھ دجلہ میں پہنچا دیا۔

اسی زمانہ میں وزیر ابی محمد مہلبی کے پاس ایسے شخص کو گرفتار کر کے لایا گیا جو ابی جعفر بن ابی العز کے ساتھیوں میں سے تھا (ابی جعفر کو حلاج کی طرح زندیق ہونے کی وجہ سے قتل کیا گیا تھا) یہ اعتقاد میں ابی جعفر کا ہم خیال تھا اور آہستہ آہستہ بغداد کے جاہلوں کی ایک جماعت نے بھی اس کی اتباع کر لی اور وہ دعویٰ ربوبیت میں اس کی تصدیق کرنے لگے اور یہ کہ انبیاء اور صدیقین کی روحیں اس کے پاس آتی ہیں اور مزید اس کے گھر سے بھی ایسی دستاویز برآمد ہوئیں جو اس کے دعویٰ کی تصدیق کرتی تھیں۔

جب اس شخص کو اپنی گرفت کا یقین ہو گیا تو اس نے شیعہ ہونے کا دعویٰ کر دیا تا کہ اس کا قضیہ معز الدولہ بن بویہ کے پاس لے جایا جائے کیوں کہ معز الدولہ بن بویہ رافضیوں سے محبت کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کا برا کرے جب اس کا شیعہ ہونا مشہور ہو گیا تو وزیر کے لئے اسے گرفتار کر کے رکھنا مشکل ہو گیا کیوں کہ اسے معز الدولہ سے اپنی جان کا خطرہ ہو گیا اور یہ بھی کہ دیگر شیعہ اس کی حمایت میں اٹھ کر کھڑے ہوں گے، انا للہ وانا الیہ راجعون،

(۱) شذرات الذهب : ۲/ ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۴ العبر : ۲/ ۳۵۰، ۲۵۱

لیکن وزیر نے پھر بھی اس کے اموال پر قبضہ کرلیا جو اموال زنادقہ سے مشہور ہوگیا۔
ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال شیعہ سنیوں میں بڑی زبردست لڑائی ہوئی۔

**مشہور لوگوں کی وفات**...... مشہورین میں سے اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔
اشھب بن عبدالعزیز بن ابی داؤد بن ابراہیم ابوعمر العامری (جو عامر بن لوئ کی طرف منسوب ہے) کی وفات اسی سال شعبان میں ہوئی یہ مشہور فقہاء میں سے تھے۔ ابوالحسن الکرخی کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوالحسن کرخی کے حالات** [1]...... یہ مشہور ائمہ حنفیہ میں سے تھے ان کا سن ولادت ۲۶۰ھ ہے بغداد میں رہے اور فقہ حنفیہ کا درس دیا کرتے تھے انہیں کے شاگردان علاقوں میں مشہور ہوئے یہ صوم وصلاۃ کے بہت پابند تھے فقر پر صبر کرنے والے، لوگوں کے اموال سے استغناء کرنے والے اور بہت زیادہ گوشہ نشین تھے انہوں نے حدیث اسماعیل بن اسحاق القاضی سے سنی تھی پھر ان سے حیوۃ ابن شاہین وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا۔
آخری عمر میں ان پر فالج کا حملہ ہوگیا تھا جس کی وجہ سے ان کے بعض شاگردوں نے مشورہ کیا کہ ان کے حالات سے سیف الدولہ بن حمدان کو آگاہ کیا جائے تا کہ وہ ان کی کچھ مدد کرے لیکن جب انہوں نے سنا تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ! مجھے وہاں سے رزق دے جہاں سے آپ نے رزق دینے کا وعدہ کیا ہے چنانچہ سیف الدولہ کی جانب سے دس ہزار درہم دیئے گئے، لیکن ان کے پہنچنے سے قبل ہی ان کا انتقال ہوگیا ان کی وفات کے بعد وہ رقم صدقہ کردی گئی، اسی سال ماہ شعبان میں اسی سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی، ان کے شاگرد ابوتمام حسن بن محمد الذیفی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور نہر واسطین کے کنارے ابوزید کی گلی میں انہیں دفن کیا گیا۔

**محمد بن صالح بن یزید کے حالات**...... محمد بن صالح بن یزید ابوجعفر الوراق کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ احادیث سمجھ کر یاد کرتے تھے ثقہ زاہد تھے صرف اپنی کمائی سے کھاتے تھے تہجد کا کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے ایک شخص کا قول ہے کہ میں ان کے ساتھ کافی عرصہ رہا کبھی میں نے ان کو گناہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا صرف سوال کا جواب دیتے تھے رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذارتے تھے۔
اسی سال امیر نوح السامانی کی طرف سے خراسانیہ لشکر کے امیر منصور بن قراتکین کی ایک مہلک مرض کے سبب وفات ہوئی تھی، بعض کا قول ہے کہ چند روز تک مسلسل شراب نوشی کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی تھی ان کے بعد نحو کے رسالہ الجمل کے مصنف ابوعلی المحتاج الذجاجی کو لشکر کا امیر منتخب کیا گیا۔
جمل کے مصنف ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن اسحاق النحوی اللغوی البغدادی الاصل ثم الدمشقی ہیں جو نحو کے رسالہ جمل کے مصنف ہیں، یہ کتاب بہت مفید اور بے شمار فوائد پر مشتمل ہے یہ کتاب انہوں نے مکہ میں تصنیف کی تھی جس کے ہر باب کے بعد طواف کر کے اللہ تعالیٰ سے اس کی نافعیت کا سوال کرتے تھے نحو انہوں نے اولاً محمد بن عباس الیزیدی، ابوبکر بن درید، ابن الانباری سے حاصل کی تھی اسی سال ۳۰۷ھ یا ۳۳۹ھ یا ۳۴۰ھ میں دمشق میں یا طبریہ میں وفات پائی، کتاب الجمل کی متعدد شروحات لکھی گئیں جن میں سے سب عمدہ ابن عصفور کی لکھی ہوئی شرح ہے، واللہ اعلم۔

## واقعات ۳۴۱ھ

سال رواں میں رومیوں نے سروج پر قبضہ کر کے اس کے اہل کو جلا دیا اور اس کے مکانات کو آگ لگادی۔
ابن الاثیر کا قول ہے کہ عمان کے حاکم موسیٰ بن وجیہ نے بصرہ پر قبضہ کا ارادہ کیا تھا لیکن مہلبی نے رکاوٹ ڈال کر اسے قبضہ نہیں کرنے دیا۔

---

(۱) تاریخ بغداد: ۱۰/ ۳۵۳، ۳۵۴ العبر ۲/ ۲۵۵

اسی سال معزالدولہ نے وزیر کو کسی جرم میں ڈیڑھ سوکوڑے لگوائے لیکن معزول نہیں کیا بلکہ اس پر ٹیکس لگا دیا۔
اسی زمانہ میں حج کے موقع پر مکہ میں مصریوں اور عراقیوں میں لڑائی ہوگئی اولاً خطبوں میں مصریوں کا نام لیا گیا لیکن پھر عراقیوں کے غالب آنے کی وجہ سے ان کا نام لیا گیا۔

**خواص کی وفات**......خواص میں اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔منصور فاطمی کی وفات اسی سال ہوئی۔

**منصور فاطمی کے حالات**...... یہ ابو طاہر اسماعیل بن القائم بامر اللہ ابی القاسم محمد بن عبید اللہ المھدی ہیں جو مغرب کتاب کے مصنف ہیں ان کی عمر ۳۹ سال تھی، اور ان کی کل مدت خلافت سات سال سولہ یوم تھی، یہ عاقل، بہادر نڈر تھے ابو یزید خارجی کو انہوں نے مغلوب کر دیا تھا جس کا بہادری، صبر اور برداشت کرنے میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا یہ فصیح و بلیغ تھے پریشانی کی حالت میں فی البدیہہ خطبہ دے سکتے تھے، ان کی موت کا سبب حرارہ عزیزیہ کی کمی تھی (جیسا ابن اثیر نے بھی کامل میں بیان کیا ہے) جس کی وجہ سے اطباء کا ان کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا ان کا زمانہ المعز الفاطمی بانی القاہرہ المعزیہ کے زمانہ کے قریب ہے جیسا کہ اس کا بیان اور نام اپنی جگہ پر آ جائے گا۔
اس وقت ان کی عمر ۲۴ سال تھی یہ بھی بہادر اور عقلمند تھے صاحب الرائے تھے بربر اور اس کے علاقے کے بہت سے لوگوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی تھی ان کے غلام جوہر القائد نے مصر میں القاہر المتاخمہ کے نام سے ان کے حکم پر ایک گھر بنایا تھا اس کے علاوہ ایک اور گھر دار الملک کے نام سے بنایا تھا اور یہ دونوں آج تک بین القصرین کے نام سے مشہور ہیں، یہ ۳۶۴ھ کا واقعہ ہے۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی، اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح کی وفات** (۱)......یہ اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح ابو علی الصفار ہیں جو محدثین میں سے ہیں انہوں نے مبرد سے ملاقات کی اور انہی کی صحبت کی وجہ سے مشہور ہوئے ہیں، ان کا سن ولادت ۲۴۷ھ ہے، حسن بن عرفہ، عباس دوری وغیرہ سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا ہے۔ان سے دار قطنی سمیت ایک جماعت نے روایت حدیث کی ہے، ۸۴ رمضان انہوں نے روزے رکھے ہیں اسی سال چورانوے سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔
احمد بن محمد بن زیاد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**احمد بن محمد بن زیاد کے حالات** (۲)...... یہ احمد بن محمد بن زیاد بن یونس بن درہم ابو سعید بن الاعرابی ہیں، یہ مکہ میں رہتے رہتے شیخ الحرم بن گئے تھے، جنید بن محمد، نوری وغیرہ کی صحبت میں رہے ہیں یہ سنداً احادیث بیان کرتے تھے، صوفیہ کے لئے بھی انہوں نے ایک کتاب لکھی تھی، اسماعیل بن قائم بن مہدی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، یہ منصور العبیدی کے لقب سے مشہور تھے فاطمی کہلاتے تھے، بلاد مغرب کے حاکم تھے یہ معز بانی القاہرہ (جو بلاد مغرب میں بانی المنصوریہ بھی تھے) کے والد تھے۔
ابو جعفر مروزی کا قول ہے کہ جب انہوں نے ابو یزید خارجی کو شکست دی تھی اس زمانہ میں میں ان کے ساتھ نکلا چلتے چلتے ان کا نیزہ گر گیا میں نے اتر کر نیزہ اٹھا کر انہیں دیدیا اور میں یہ شعر پڑھنے لگا:

تب اس محبوبہ نے اپنا غصہ گرایا اور وہیں اس کا مقام طے ہو گیا جیسا کہ سفر سے واپسی کے بعد آنکھ کو ٹھنڈک پہنچتی ہے۔

شعر سن کر انہوں نے کہا کہ تم نے یہ آیت کیوں نہیں پڑھی:

---

(۱) تاریخ بغداد : ۲/ ۳۰۲ لسان المیزان : ۴۲۳

(۲) شذرات الذھب : ۲/ ۳۵۴، ۳۵۵ العبر : ۲/ ۲۵۲

''اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ڈنڈا زمین پر ڈال دیا اچانک وہ سانپ بن کر ان کے بنائے ہوئے سانپوں کو نگلنے لگا اور جو کچھ وہ کرنا چاہتے تھے سب کو اس نے برباد کر دیا اس وقت وہ مغلوب اور ذلیل وخوار ہو گئے''۔

(سورۃ الشعراء آیت ۴۵ وسورۃ الاعراف آیت ۱۸، ۱۹)

میں نے کہا کہ آپ تو نواسۂ رسول ہیں اسی وجہ سے آپ نے اپنے علم سے تھوڑا سا ظاہر کیا اور میں نے اپنے علم سے اپنی پہنچ کے مطابق ظاہر کیا۔
ابن خلکان کا قول ہے کہ ایسا ہی واقعہ عبدالملک بن مروان کے ساتھ پیش آیا تھا جس وقت اس نے حجاج کو حکم دیا تھا کہ بیت المقدس کے پاس ایک دروازہ بنا کر اس کا نام لکھا جائے چنانچہ اس نے ایک دروازہ بنوا کر اس کا نام لکھوا دیا اور ایک دوسرا دروازہ بنوا کر اس پر اپنا نام لکھوا دیا اتفاق سے بجلی عبدالملک کے دروازہ پر گری جس کی وجہ سے وہ دروازہ جل گیا عبدالملک بن مروان نے عراق میں حجاج کے پاس خط لکھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے، صحیح صورت حال سے مطلع کرو تو حجاج نے جواب دیا کہ میرا اور آپ کا حال قرآن کی اس آیت کے مطابق ہے:

''اے نبی ﷺ! آپ ان لوگوں کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کا قصہ بتا دیں جبکہ دونوں نے قربانی کے لئے اللہ کے دربار میں دو جانور رکھ دیئے لیکن ان میں سے صرف ایک قربانی مقبول ہوئی اور دوسرے کی مقبول نہ ہوئی جس کی مقبول نہ ہوئی (قابیل نے) دوسرے سے کہا میں تو مجھے قتل کر ڈالوں گا''۔ (سورۃ المائدہ آیت ۲۷)

پس آپ کی قربانی مقبول ہوگئی اور میری قربانی مقبول نہ ہوسکی، چنانچہ خلیفہ اس کے اس جواب پر راضی ہو گیا، منصور کی وفات اسی سال سخت سردی کے سبب ہوئی۔

## واقعات ۳۴۲ھ

اسی سال حلب کے حاکم سیف الدولہ نے بلاد روم میں داخل ہو کر بہت سے رومیوں کو قتل کر دیا اور کافیوں کو گرفتار کر لیا اور بہت سارا مال غنیمت حاصل کر کے صحیح سالم واپس آ گیا۔
اسی زمانہ میں حج کے موقع پر طغج اور معزالدولہ کے لشکر میں لڑائیاں ہوئیں اور عراقی ان پر غالب آ گئے اور خطبوں میں معزالدولہ کا نام لیا گیا، حج کے ختم ہونے کے بعد دوبارہ لڑائی ہوگئی اور پھر عراقی غالب آ گئے اور اسی طرح خراسانی اور السامانی کی درمیان بھی متعدد لڑائیاں ہوئیں جن کی تفصیل ابن الاثیر نے کامل میں بیان کی ہے۔
**خواص کی وفات**...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔
علی بن محمد بن ابی الفہم کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**علی بن محمد بن ابی الفہم کے حالات** [1] ...... یہ علی بن محمد بن ابی الفہم ابوالقاسم التنوخی جد القاضی ابی القاسم التنوخی ہیں۔ خطیب بغدادی کے شیخ تھے یہ انطاکیہ میں پیدا ہوئے پھر بغداد آ کر انہوں نے فقہ حنفی کی تعلیم حاصل کی البتہ علم کلام میں معتزلہ کے موافق تھے اور علم نجوم سے بھی خوب واقف تھے شاعر بھی تھے اہواز وغیرہ کے قاضی رہ چکے ہیں حدیث بغوی وغیرہ سے سنی تھی، یہ سمجھدار ذہین وفطین تھے، پندرہ سال کی عمر میں انہوں نے دعبل شاعر کا چھ سو بیت پر مشتمل قصیدہ ایک رات میں زبانی یاد کر لیا تھا اور صبح کو اپنے والد کو سنا دیا تھا انہوں نے خوشی میں کھڑے ہو کر انہیں گلے سے لگایا اور بوسہ دیا اور کہنے لگے اے بیٹے! کسی دوسرے کو نہ بتانا ورنہ لوگ تجھ پر حسد کریں گے۔
ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ وزیر مہلبی کے ہمنشین تھے ایک مرتبہ سیف الدولہ بن حمدان کے پاس آئے تو انہوں نے ان کا بڑا اعزاز واکرام کیا اور اپنے کچھ اشعار شراب کے بارے میں کہے گئے ان کو سنائے:

(۱) تاریخ بغداد ۲/ ۷۷، ۷۹ لسان المیزان: ۴/ ۲۵۶، ۲۵۷

(۱)......سورج سے ایک شئی اتر کر آئی ہے جو دن کے وقت پیالہ میں تمہارے سامنے رکھی ہوئی ہے۔
(۲)......وہ جامد شدہ یا کھڑا ہوا پانی ہے۔
(۳)......گویا جب اس کی پچھنی ہوا دھنی ہوا سے ملتی ہو زوال شمس یا دو پہر کے وقت۔
(۴)......ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یاسمین کپڑے کی چادر لپیٹ رکھی ہے جس پر گلنار کے کپڑے کی چادر چڑھی ہوئی ہے۔

**محمد بن ابراہیم بن الحسین بن حسن بن عبدالخلاق ابوالفرج البغدادی الفقیہ الشافعی**...... یہ بھی اسی سال فوت ہوئے۔ جو ابن سکرہ سے مشہور تھے مصر میں رہے اور وہیں پر احادیث بیان کیں ان سے ابوالفتح بن مسرور نے احادیث سنی اور ان کے بارے میں منقول ہے کہ ان میں کچھ لچک تھی۔

**محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن المامون بن ھارون الرشید ابوبکر**......ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، ۲۶۸ھ میں انہیں مکہ کا والی بنایا گیا تھا اس کے بعد مصر آ کر انہوں نے علی بن عبدالعزیز البغوی سے مؤطا امام مالک کی احادیث بیان کی ہیں یہ ثقہ مامون تھے اسی سال مصر میں ماہ ذی الحجہ میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

## واقعات ۳۴۳ھ

اسی سال سیف الدولہ بن حمدان اور دمستق کے درمیان مقابلہ ہوا اس موقع پر دمستق کے کافی سارے ساتھی قتل کئے گئے اور اس کے بڑے بڑے متعدد جرنیل گرفتار کر لئے گئے اور مقتولین میں اس کا لڑکا قسطنطین بن دمستق بھی تھا۔ دمستق نے ایک بڑی نفری تیار کی اور شعبان میں سیف الدولہ کے ساتھ مقابلہ کیا اور متعدد باران میں لڑائیاں ہوتی رہیں لیکن میدان مسلمانوں کے پاس رہا اور اللہ تعالیٰ نے کفار کو ذلیل ورسوا کر دیا اس مرتبہ بھی ان کے کافی آدمی قتل کئے گئے اور اس کے بڑے بڑے سردار بھی گرفتار ہوئے جن میں دمستق کا داماد اور اسکا نواسہ بھی تھا۔
اس سال لوگوں میں بڑی بڑی بیماریاں پھیلی جن میں سخت بخار اور گلے کا درد بھی تھا جس میں خراسان کے حاکم الامیر الحمید بن نوح بن نصر السامانی بھی تھے اس کے بعد ان کا لڑکا عبدالملک حاکم بنا۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی، حسن بن احمد ابوعلی الکاتب المصری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ابوعلی الروذباری کے شاگرد تھے عثمان مغربی ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابوعلی اولیاء اللہ میں سے تھے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے ان کا کلام نقل کیا ہے۔
کہ محبت کی صبح کی ٹھنڈی ہوا عاشقوں کی خوشبو کو پھیلا دیتی ہے اگر چہ وہ اسے چھپانا چاہتے ہوں اور اس کی دلیلیں راز میں رکھنے کے باوجود ان سے ظاہر ہو کر رہتی ہیں اور مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:
(۱)...... جب بھی لوگ اس کے ذکر کو چھپانا چاہیں گفتگو نہ کرنے کے باوجود وہ ان سے ظاہر ہو جاتی ہے۔
(۲)......ان کے سانس انہیں خوشبودار کر کے خوشبو کو پھیلا دیتی ہیں اور کیا ہوا کو امانتاً مشک کا دیا ہوا راز چھپ سکتا ہے۔
علی بن محمد بن عقبہ بن ہمام کی وفات بھی اسی سال ہوتی تھی۔

**علی بن محمد بن عقبہ بن ہمام کے حالات** [1]......یہ علی بن محمد بن عقبہ بن ہمام ابوالحسن الشیبانی الکوفی ہیں، یہ بغداد آئے تھے وہیں پر

(۱) تاریخ بغداد: ۱۲/ ۷۹، ۸۱ العبر: ۲/ ۲۶۲

ایک جماعت سے احادیث بیان کی تھیں ان سے دارقطنی نے احادیث روایت کی ہیں یہ ثقہ عادل بہت زیادہ تلاوت کرنے والے اور فقیہ تھے، ۳۰ ۷ سال تک وقتاً فوقتاً حکام کے خلاف گواہی دیتے تھے مسجد حمزہ لزیات میں ستر سال سے اوپر مؤذن رہے تھے ان سے پہلے ان کے والد بھی مؤذن تھے۔

**محمد بن علی بن احمد بن عباس الکرخی الادیب**......ان کی وفات اسی سال ہوئی تھی یہ عالم زاہد متقی تھے یومیہ ختم قرآن کا معمول تھا ہمیشہ روزہ رکھتے تھے عبدان اور ان کے ساتھیوں سے احادیث سنی تھیں۔

**ابوالخیر التینانی**......ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ عابد زاہد تھے اصلاً عرب تھے پھر انطاکیہ کی ایک بستی تینان میں رہنے لگے تھے یہ اقطع کے نام سے مشہور تھے کیوں کہ ان کا ہاتھ کٹا ہوا تھا انہوں نے اللہ سے کوئی عہد کر کے توڑ دیا تھا ایک دن جنگل میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کررہے تھے کہ چور ان کے پاس آکر بیٹھ گئے بعد میں وہ چور گرفتار کر لئے گئے ان کی وجہ سے انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا ان کی وجہ سے ان کا بھی ہاتھ کاٹ دیا گیا، یہ صاحب حال و کرامات بزرگ تھے ایک ہی ہاتھ سے کھجور کے پتوں سے چٹائی وغیرہ بنا کر فروخت کرتے تھے ایک دن اتفاق سے گھر میں داخل ہو کر ایک شخص نے انہیں یہ کام کرتے ہوئے دیکھ لیا انہوں نے اس سے وعدہ لیا کہ وفات تک کسی کو نہیں بتائیگا چنانچہ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

## واقعات ۳۴۴ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال بغداد واسط اصبہان اہواز وغیرہ میں خون اور زردی سے ملی ہوئی بیماری وبا کی شکل اختیار کر گئی جس کی وجہ سے یومیہ ہزار افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے تھے۔

اس سال ٹڈیاں کثرت سے نکلیں حتیٰ کہ درخت کھیت اور پھل سب انہوں نے ختم کر دیئے۔

اسی سال محرم میں معزالدولہ نے اپنے بیٹے ابو منصور بختیار کو تمام حکام کی موجودگی میں امیر الامراء مقرر کیا اسی زمانہ میں آذربائیجان میں ایک شخص کا ظہور ہوا جو غیب کا دعویٰ کرتا تھا اور حیوانات میں گوشت کے ماسوا تمام اشیاء کو حرام قرار دیتا تھا، ایک شخص نے اس کی دعوت کی اور گوشت میں چربی ملا دی اس نے دعوت کھالی فراغت کے بعد اس کے محبین کی موجودگی میں اس نے کہا کہ آپ تو غیب کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ آپ نے اس دعوت میں گوشت ملی ہوئی چربی کھائی ہیں اور یہ بقول آپ کے حرام ہیں تو آپ کو اس کا کیوں علم نہیں ہوا، اس بات کی وجہ سے اس کے کافی متبعین نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے متنفر ہو گئے۔

سال رواں ہی میں معز فاطمی اور اندلس کے حاکم عبدالرحمٰن الناصر الاموی کے درمیان بے شمار لڑائیاں ہوئیں جن کی تفصیل ابن اثیر نے ذکر کی ہے۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال وفات پانے والے ہیں:

**عثمان بن احمد بن عبداللہ بن یزید ابوعمر والدقاق**......ان کی وفات ہوئی تھی جو ابن السماک سے مشہور ہیں حنبل بن اسحاق وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے یہ ثقہ، ثبت تھے متعدد عمدہ عمدہ مفید کتابیں انہوں نے اپنے حافظہ سے لکھی تھی اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی باب التبن کے مقبرہ میں دفن کئے گئے پچاس ہزار افراد نے ان کی جنازہ میں شرکت کی۔

**محمد بن احمد بن محمد بن احمد ابوجعفر القاضی السمعانی**......ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان کا سن ولادت ۲۶۱ھ ہے بغداد میں رہے وہیں پر احادیث بیان کی یہ ثقہ عالم، فاضل تخی۔ تھے ان کا کلام بڑا عمدہ ہوتا تھا، مذہباً عراقی تھے ان کا گھر علماء کا ٹھکانہ تھا اس کے بعد یہ موصل کے قا

ضی بنادیئے گئے اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

**محمد بن احمد بن بطہ بن اسحاق الاصبہانی ابوعبداللہ**...... کی وفات اس سال ہوئی تھی اولاً یہ نیساپور میں رہتے تھے پھر اصبہان آ گئے لیکن یہ عبداللہ بن بطہ عکبری نہیں ہیں، یہ عبداللہ بن بطہ عکبری کے زمانہ سے پہلے گذرے ہیں، دوسرا فرق ان میں یہ ہے کہ ان کا نام بطہ، باء کے ضمہ کے ساتھ ہے اور اُن کا نام باء کے فتح کے ساتھ ہے اور وہ مسلکاً حنبلی ہیں اور یہ طبرانی کے شیخ ہیں اور وہ طبرانی سے روایت کرنے والوں میں سے ہیں ان کے دادا ابن بطہ بن اسحاق ابوسعید بھی محدثین میں سے تھے، ابن الجوزی نے منتظم میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

**محمد بن محمد بن یوسف بن حجاج ابوالنضر الفقیہ الطوسی**...... کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ عالم ثقہ عابد، دن کو روزہ رکھنے والے رات کو عبادت کرنے والے تھے ایک دن سے زائد خرچ صدقہ کر دیا کرتے تھے امر بالمعروف نہی عن المنکر کا اہتمام کرتے تھے طلب حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے تھے۔

رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا ایک حصہ سونے کے لئے ایک حصہ تصنیف کے لئے ایک حصہ تلاوت قرآن کریم کے لئے۔
وفات کے بعد کسی ان کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں جواب میں فرمایا کہ قسم بخدا! ہم آپ علیہ السلام کے پاس ہیں اور میں نے حدیث پر اپنی تصانیف کو آپ ﷺ پر پیش کیا تو آپ نے قبول فرمالیا۔

**ابوبکر حدادی**...... کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوبکر بن حداد کے حالات** [1] ...... یہ ابوبکر بن حداد الفقیہ الشافعی، محمد بن احمد بن محمد ہیں جو ائمہ شافعیہ میں سے ہیں نسائی سے انہوں نے روایت کی ہے اور فرماتے ہیں کہ اللہ اور میرے درمیان حجت کے لئے امام شافعی کافی ہیں ابن حداد فقیہ فروعی مسائل کو جاننے والے محدث اور نحوی تھے۔ فصیح عربی بولتے تھے فروعات میں بڑی باریک نظر رکھتے تھے اس موضوع پر غریب الشکل کے نام سے ان کی ایک کتاب تھی ابوعبید بن حربویہ کی نیابت کے طور پر مصر کے قاضی تھے ہم نے ان کے کچھ احوال طبقات شافعیہ میں ذکر کر دیئے ہیں۔

**ابویعقوب الاذرعی کے حالات** [2] ...... یہ ابویعقوب الاذرعی اسحاق بن ابراہیم بن ہاشم بن یعقوب النہدی ہیں، ابن عساکر کا قول یہ ہے کہ اذرعی بلقاء کا ایک شہر ہے یہ اللہ کے نیک بندوں اور ثقات میں سے تھے طلب حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے تھے ان سے دمشق کے علماء اور نیک صالح لوگوں نے احادیث بیان کی ہیں، علامہ ابن عساکر نے ان کی کچھ کرامات اور اچھے کارنامے بیان کئے ہیں۔
انہی کا قول ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے نابینا ہونے کا سوال کیا تو میں نابینا ہو گیا جب کسی سلسلہ میں دشواری پیش آئی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے بصارت کا سوال کیا تو مجھے بصارت عطا کر دی گئی، اسی سال چون سال کی عمر میں دمشق میں وفات پائی ابن عساکر کا قول ہے کہ نوے سال سے زائد عمر پا کر انہوں نے وفات پائی۔

## واقعات ۳۴۵ھ

اسی سال الروز بہان معز الدولہ سے بغاوت کر کے اہواز چلا گیا اور مہلبی کے کچھ ساتھی بھی اس کے ساتھ مل گئے معز الدولہ کو جب اس کا علم ہوا تو اولاً تو اس نے اس خبر کی تکذیب کی کیوں کہ معز الدولہ نے اس پر کافی احسانات کئے تھے اور اسے نیچے سے اوپر لایا تھا لیکن جب معز الدولہ کو یقین

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۸۹۹، ۹۰۰ شذرات الذھب: ۲/ ۳۶۷

(۲) شذرات الذھب: ۲/ ۳۶۶ العبر: ۲/ ۳۶۳

ہو گیا تو وہ اس کے مقابلہ میں نکلا خلیفہ مطیع اللہ بھی ناصر الدولہ بن حمدان کے خوف سے اس کے ساتھ چلا گیا کیوں کہ خلیفہ کو پتہ چلا تھا کہ اس نے بغداد پر قبضہ کے لئے اپنے لڑکے ابی المرجا جابر کی ماتحتی میں لشکر تیار کر رکھا ہے معز الدولہ نے اپنے دربان سبکتگین کو بغداد بھیج دیا اور خود الروز بہان سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا اور دونوں کے درمیان شدید لڑائی ہوئی بالآخر معز الدولہ نے اسے شکست دیکر اس کے ساتھیوں کو بھگا دیا اور خود اسے گرفتار کر کے بغداد کے قید خانہ میں ڈال دیا پھر رات کو نکال کر پانی میں غرق کر دیا کیونکہ دیلم نے منصوبہ بنایا تھا کہ رات کو جیل کا تالا توڑ کر اس کو نکال کر لے جائیں گے اسی پر روز بہان اور اس کے بھائیوں کا قصہ ختم ہو گیا اسی نے لوگوں میں اس فتنہ کی آگ بھڑکائی تھی اب ترکیوں کا مرتبہ معز الدولہ کی نظر میں بڑھ گیا اور دیلم اس کی نظروں سے گذر گئے کیوں کہ روز بہان اور اس کے بھائیوں کے مسئلہ میں دیلم نے خیانت سے کام لیا تھا۔

اسی زمانہ میں سیف الدولہ نے بلاد روم میں داخل ہو کر رومیوں کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا پھر صحیح سالم حلب واپس آ گیا اس پر رومیوں کو غیرت آئی انہوں نے بھی لشکر جمع کر کے میافارقین میں داخل ہو کر لوگوں کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور کچھ کو جلا دیا پھر واپس آ گئے۔

اس کے بعد رومی دریائی راستے سے طرطوس میں داخل ہو گئے اور اس کے اٹھارہ سو باشندوں کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کیا اور ان کی بہت سی بستیاں جلا دیں۔

اسی سال ہمذان میں سخت زلزلہ آیا جس کی وجہ سے کافی عمارتیں منہدم ہو گئیں اور بجلی کے گرنے کی وجہ سے شیرین کا قلعہ ٹوٹ گیا اور اس کے نیچے دب کر بے شمار لوگ ہلاک ہو گئے۔

قم کے لوگوں نے صحابہ کرام کو گالیاں دیں جس کی وجہ سے ایک بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا اور اصبہان کے لوگوں نے قم والوں پر حملہ کر کے کافیوں کو قتل کر دیا اور تاجروں کے اموال لوٹ لئے معز الدولہ نے شیعہ ہونے کی وجہ سے غصہ میں اصبہان کے باشندوں پر کافی جرمانہ عائد کر دیا۔

**خواص کی وفات** ...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی، ثعلب کے غلام کی اس سال وفات ہوئی۔

**غلام ثعلب کے حالات**[1] ...... یہ محمد بن عبد الواحد بن ابی الھاشم ابو عمر والزاہد ثعلب کے غلام ہیں کریمی موسیٰ بن سہل الوشاء وغیرہ سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں پھر ان سے ایک جماعت نے احادیث روایت کی ہیں سب سے آخری شخص ان سے روایت کرنے والے ابو علی بن شاذان ہیں، یہ بہت بڑے عالم وزاہد تھے مضبوط حافظہ تھا بہت سی احادیث صرف حافظہ سے لکھواتے تھے یاد کئے ہوئے کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرتے تھے غریب احادیث بہت زیادہ بیان کرتے تھے اسی وجہ سے بعض رواۃ نے ان پر کذب کا الزام لگایا ہے۔

قاضی ابی عمر کے ساتھ ایک بار ان کو عجیب قصہ پیش آیا کہ یہ ان کے لڑکے کو ادب سکھاتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے حافظہ سے اس کو تیس مسئلے شواہد اور دلیلوں کے ساتھ لکھوائے اور دو نادر اشعار بھی استشھاد کے طور پر لکھوائے قاضی ابو عمرو نے وہ اشعار ابن درید، ابن الانباری ابن مقسم کے سامنے پیش کئے انہوں نے ان کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا حتیٰ کہ ابن درید نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ اشعار ابو عمر کے ایجاد کردہ ہیں۔ ابو عمرو کے آنے کے بعد قاضی ابو عمر نے ان کے سامنے ابن درید کا قول نقل کیا ابو عمر نے کہا کہ میری کتب سے عرب کے دیوان لے آؤ اس کے بعد ابو عمر نے سب مسائل کی دلیلیں ان سے نکال کر پیش کر دیں پھر ان دو شعروں کے بارے میں کہنے لگے کہ ان کو ثعلب نے آپ کی موجودگی میں پڑھا تھا اور آپ نے اپنے فلاں دفتر میں لکھوائے تھے قاضی نے وہ دفتر منگوا کر دیکھا تو واقعی وہ دو شعر اس میں لکھے ہوئے تھے جب ابن درید کو اس کا علم ہوا تو اس نے ابو عمر والزاہد کے بارے میں وفات تک خاموشی اختیار کی، اسی سال ابو عمرو کی اتوار کے روز وفات ہوئی اور تیرہ ذی الحجہ پیر کے روز معروف کرخی کے قبر کے ساتھ دفن کئے گئے۔

محمد بن علی بن احمد بن رستم کی وفات اسی سال ہوئی۔

**محمد بن علی کے حالات**[2] ...... یہ محمد بن علی بن احمد بن رستم ابو بکر الحادرائی الکاتب ہیں، ۲۵۵ھ میں عراق میں پیدا ہوئے پھر یہ اپنے

(۱) تاریخ بغداد: ۲/ ۳۵۶، ۳۵۹ شذرات الذهب: ۲/ ۳۷۰، ۳۷۱

(۲) تاریخ بغداد: ۳/ ۷۹، ۸۱

بھائی احمد کے ہمراہ اپنے والد کی معیت میں مصر آ گئے اور وہاں پر یہ خمارویہ بن احمد بن طولون کی طرف سے خراج کی وصولی پر مامور تھے پھر ترقی کرتے کرتے لوگوں کے سردار بن گئے احمد بن عبدالجبار اور اس کی جماعت سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا، خطیب نے ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ خود فرماتے ہیں کہ میرے دروازے پر ایک معمر بزرگ رہتے تھے جو پہلے منشی تھے کسی وجہ سے ان کا وظیفہ بند کر دیا گیا تھا میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں اے بیٹے! اللہ سے ڈرو تم عیش و عشرت میں ہو اور لوگ تمہارے دروازہ پر عدم لباس اور بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں فلاں شخص کے پاس پھٹی ہوئی شلوار ہے اور نئی خریدنے کی اس میں طاقت نہیں ،فوری طور پر اس کی مدد کرو۔

کہتے ہیں میں گھبرا کر بیدار ہوا اور میں نے اس کی مدد کرنے کا ارادہ کر لیا پھر بیدار ہونے کے بعد میں وہ خواب بھول گیا۔

ایک روز میں دارالخلافہ کی طرف جا رہا تھا تو اچانک میری نظر اس شخص پر پڑی جو ایک کمزور سواری پر سوار تھا وہ مجھے دیکھ کر اتر کر میرے پاس آنے لگا تو اس کی پنڈلی ظاہر ہوگئی اور اس نے بلا شلوار موزہ پہنا ہوا تھا جب مجھے وہ خواب یاد آیا تو میں نے اسے بلا کر ہزار دینار دیدیئے اور کچھ کپڑے بھی اور ماہانہ دو سو دینار وظیفہ اس کا مقرر کر دیا اور آئندہ کچھ اور زیادہ کرنے کا اس سے وعدہ کیا۔

**احمد بن محمد اسماعیل:**.......احمد بن محمد اسماعیل بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب الشریف الحسنی الدسی کی وفات اسی سال ہوئی الدسی یہ اشراف کا ایک قبیلہ ہے۔

ابوالقاسم المصری الشاعر کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ مصر میں طالبین کے نقیب تھے مندرجہ ذیل انہی کے اشعار ہیں۔

(۱).....محبوبہ کہنے لگی کہ ایک ہلکا سا خیال میرے دل میں آیا اور چلا گیا میں نے اسے کہا کہ کمی زیادتی کے بغیر صحیح صحیح بیان کر۔

(۲).....میں نے کہا کہ تو نے خیال کیا ہے کہ کاش وہ پیاس کی وجہ سے مرجائے اس نے کہا ٹھہر جاؤ نہ تو پانی پر جا اور نہ وہ جائے۔

(۳).....وہ کہنے لگی سچ کہا محبوبہ سے وفا کرنا اس کی عادت ہے اے ٹھنڈک یہی وہ خیال ہے جو میرے دل میں گذرا۔

اس سال کے ختم ہونے سے پانچ روز قبل اس کا انتقال ہوگیا۔

## واقعات ۳۴۶ھ

اس سال صحابہ پر طعن وتشنیع کرنے کے سبب کرخ اور سنیوں کے درمیان سخت جنگ ہوئی فریقین کے کافی افراد مارے گئے، اسی زمانہ میں نمکین دریا کا پانی ۸۰ گز یا ایک باع نیچے چلا گیا جس کی وجہ سے پہاڑ جزیرے اور بہت سی ایسی جگہیں ظاہر ہوئی جو پہلے نہیں دیکھی گئی۔

اسی سال عراق بلاد ری جبل قم میں چالیس روز تک وقفے کے ساتھ شدید زلزلے آتے رہے جس کے وجہ سے کافی عمارتیں گر گئیں اور کافی لوگ ہلاک ہو گئے۔

اسی سال معزالدولہ بن بویہ نے ناصرالدولہ بن حمدان سے مقابلہ کی تیاری کی ناصرالدولہ نے خط وکتابت کر کے معزالدولہ کو سالانہ کچھ سامان دینے کا وعدہ کیا جس کی وجہ سے اس نے ارادہ ترک کر دیا لیکن شرط کے باوجود آئندہ سال معزالدولہ نے اپنے ارادہ پر عمل کر دکھایا۔

ماہ تشترین میں اس سال لوگوں کے حلق اور نتھنوں میں ورم کی بیماری پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے اچانک اموات کا سلسلہ شروع ہوگیا حتیٰ کہ ایک چور گھر میں داخل ہونے کے لئے نقب لگا رہا تھا اسی دوران اس کی موت واقع ہوگئی اسی طرح قاضی نے عدالت جانے کے لئے کپڑے پہنے اور ایک موزہ پہنا ہی تھا کہ اس کا انتقال ہوگیا۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔احمد بن عبداللہ بن حسن بن ابوہریرہ العذری کی وفات اسی سال ہوئی تھی یہ مشائخ سے احادیث لکھواتے تھے ابی مسلم الکجی وغیرہ سے انہوں نے احادیث لکھی تھی یہ ثقہ تھے اسی سال ربیع الاول میں ان کی

وفات ہوئی۔

حسن بن خلف بن شاذان ابوعلی الواسطی کی وفات اسی سال ہوئی تھی انہوں نے اسحاق الازرق، یزید بن ھارون وغیرہ سے احادیث روایت کی تھی ان سے امام بخاری نے صحیح بخاری میں احادیث روایت کی ہیں اسی سال ان کی وفات ہوئی، اسی طرح ابن الجوزی نے منتظم میں ان کے حالات بیان کئے ہیں۔

ابوالعباس الاصم کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**ابوالعباس الاصم کے حالات** [1] ...... یہ ابوالعباس الاصم محمد بن یعقوب بن یوسف بن معقل بن سنان بن عبداللہ الاموی ہیں ان کے آقا ابوالعباس الاصم تھے ان کا سن ولادت ۲۴۷ھ ہے انہوں نے ذہلی کی زیارت کی ہے لیکن ان سے حدیث کا سماع نہیں کیا ان کے والد انہیں حصول حدیث کے لئے اصبہان، مکہ، مصر، شام، جزیرہ اور بغداد وغیرہ لے گئے تھے ان بلاد میں انہوں نے متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔

اس کے بعد یہ تیس سال کی عمر میں پائے کے محدث بن کر خراسان آ گئے پھر کسی وجہ سے ان کی سماعت ختم ہوگئی حتیٰ کہ گدھے کے رینگنے کی آواز بھی سنائی نہیں دیتی تھی علاوہ ازیں تیس سال تک اپنی مسجد میں مؤذن رہے، ۷۶ سال تک احادیث بیان کرتے رہے بعد میں حافظہ اتنا کمزور ہوگیا کہ دادا اور پوتے کے درمیان فرق کرنا مشکل ہوگیا یہ ثقہ صادق تھے سنی ہوئی احادیث کو خوب یاد کرتے تھے احادیث سناتے تھے ان کی وفات سے ایک ماہ پہلے ہی ان کی بینائی ختم ہوگئی تھی حافظہ سے چودہ احادیث اور سات حکایتیں بیان کرتے تھے ایک سو سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔



## واقعات ۳۴۷ھ

اسی سال ماہ نیسان میں بغداد میں زلزلہ آیا جس کی وجہ سے کافی انسان ہلاک ہو گئے اور بہت سی عمارتیں منہدم ہوگئیں تھیں، اسی زمانہ میں نیسان اور شہرایار کے مہینوں میں کثرت سے ٹڈیاں نکلی تھیں جنہوں نے گرمیوں کے غلے اور پھل ہلاک کردیئے تھے۔

سال رواں ہی میں رومی نے آمد و میافارقین میں داخل ہو کر ڈیڑھ ہزار لوگوں کو قتل کر دیا تھا اور سمساط شہر چھین کر اس کو ویران کر دیا۔

اسی زمانہ میں معزالدولہ نے موصل پر حملہ کر کے ناصرالدولہ کے قبضہ سے اسے آزاد کرالیا ناصرالدولہ بھاگ کر نصیبین چلا گیا پھر وہاں سے بھی فرار ہو کر میافارقین چلا گیا معزالدولہ وہاں بھی اس کے پاس پہنچ گیا پھر یہ حلب فرار ہوگیا اور اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس ٹھہر گیا، اس کے بعد سیف الدولہ نے معزالدولہ کے پاس صلح کے لئے خط لکھا چنانچہ ۲۹ لاکھ پر دونوں کے درمیان صلح ہوگئی اس کے بعد معزالدولہ بغداد واپس آ گیا۔

اس وقت بنی بویہ، بنی حمدان، فاطمین کی جانب سے شہروں میں صحابہ کرام پر بہت زیادہ گالی گلوچ ہونے لگا مصر، شام، عراق، خراسان، حجاز وغیرہ کے بادشاہ رافضی تھے جس کی وجہ سے صحابہ کرام کو بہت زیادہ گالیاں دی جانے لگیں اور ان کی تکفیر کی جانے لگی۔

سال رواں ہی میں معزالفاطمی نے ایک بہت بڑا لشکر اپنے غلام ابوالحسن جوہر القائد کے ہمراہ زہری بن عنادالصنہاجی کو اس کا معاون بنا کر بھیجا انہوں نے دوردور کے بہت سے مغربی شہروں کو فتح کرلیا حتیٰ کہ وہ بحرمحیط تک پہنچ گئے فاطمی نے جوہر کو مچھلی کا حکم دیا چنانچہ اس نے پانی کے مٹکوں میں مچھلیاں بھر کر معز فاطمی کے پاس روانہ کر دیں جس کی وجہ سے فاطمی کے ہاں اس کا مرتبہ بڑھ گیا حتیٰ کہ وہ قائم مقام وزیر بن گیا۔

**مشہورین کی وفات** ...... خاص لوگوں میں سے اس سال وفات پانے والے افراد یہ تھے، الزبیر بن عبدالرحمٰن ابن محمد بن زکریا بن صالح بن ابراہیم ابوعبداللہ الاسترابادی کی وفات اسی سال ہوئی تھی انہوں نے حدیث کے لئے دور دراز کے اسفار کر کے احادیث کا سماع کیا چنانچہ حسن بن سفیان بن خزیمہ ابایعلی اور ایک پوری جماعت سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا یہ حافظ صدوق اتقان کی صفت کے ساتھ متصف تھے بہت سی شروح

[1] تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۶۰، ۸۶۳ العبر ۲/ ۲۷۳، ۲۷۴

اور ابواب پر ان کی تصانیف مشتمل ہیں۔
ابوسعید بن یونس کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوسعید بن یونس کے حالات** (۱)...... یہ ابوسعید بن یونس عبدالرحمٰن بن یونس بن عبدالاعلی الصدفی المصری المؤرخ ہیں جو تاریخ مصر کے مصنف تھے انہیں بہت زیادہ احادیث یاد تھیں لوگوں کے حالات اور ان کی تواریخ سے بہت زیادہ واقف تھے ان کی تاریخ اہل مصر اور مصر سے آنے والوں کے لئے بہت زیادہ مفید تھی ابوالحسن علی ان کا ایک لڑکا تھا جو علوم نجوم کا عالم تھا جس نے خود اس کے بارے میں کچھ اصول ایجاد کئے تھے جو اس فن کے طالبین کے لئے بہت مفید تھے جیسا کہ حدیث کے طالبین کے لئے ان کے والد کے اقوال تواریخ حکایت بہت مفید ہیں ان کا سن ولادت ۲۸۱ھ ہے اسی سال ۲۳ جمادی الثانی بروز سوموار انہوں نے قاہرہ میں وفات پائی۔
ابن درستویہ النحوی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابن درستویہ النحوی کے حالات** (۲)...... یہ عبداللہ بن جعفر بن درسرویہ بن المرزبان ابومحمد الفارسی النحوی ہیں بغداد ان کا مسکن تھا عباس دوری ابن قتیبہ، مبرد سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا ہے پھر ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا ہے کافی علماء نے ان کی تعریف کی ہے جن میں سے ابوعبداللہ بن مندہ بھی ہیں اسی سال صفر میں ان کا انتقال ہوا۔
ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ ان کی عمدہ عمدہ مفید لغت ونحو وغیرہ کے متعلق بہت سی تصانیف تھیں۔

**محمد بن حسن**...... محمد بن حسن بن عبداللہ بن علی بن محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب ابوالحسن القرشی الاموی کا انتقال اس برس ہوا تھا جو بغداد کے قاضی تھے حسن اخلاق کے مالک تھے اور حدیث سے بہت زیادہ شغف تھا اس کے باوجود فیصلہ کرنے میں رشوت لیتے تھے۔

**محمد بن علی**...... محمد بن علی ابوعبداللہ الھاشمی الخاطب الدمشقی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی میرا خیال ہے کہ خاطب باب الصغیر کے علاقے میں ایک گلی کا نام ہے یہ الاخشید کے زمانہ دمشق کے خطیب تھے یہ نوجوان خوبصورت شکل وصورت والے تھے اخلاق حسنہ کے مالک تھے اسی ۲۷ ربیع الاول بروز جمعہ ان کی وفات ہوئی بادشاہ کے نائب اور بے شمار لوگوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی اسی طرح ابن عساکر نے بیان کیا ہے انہیں باب الصغیر کے نزدیک دفن کیا گیا۔

## واقعات ۳۴۸ھ

اسی سال رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی جس کے سبب متعدد افراد ہلاک ہوگئے اور باب الطاق کے نزدیک آگ لگ گئی اور دریائے دجلہ میں موصل کے بہت سے حاجی غرق ہوگئے۔
اسی زمانہ میں رومیوں نے طرطوس میں داخل ہوکر لوگوں کو قتل کردیا اور کچھ کو گرفتار کرلیا اور لوگوں کا مال چھین لیا اور واپس لوٹ گئے، سال رواں میں بارش کم ہوئی جس کی وجہ سے اشیاء کے نرخوں میں اضافہ ہوگیا اور لوگوں نے بارش کے لئے دعا کی لیکن بارش نہیں آئی، اور ماہ اذار میں ٹڈیاں بہت نکلیں جنہوں نے ساری سبزیاں ہلاک کردی اس وقت لوگوں کے حالات بڑے پریشان کن تھے اصل میں یہ تقدیر الٰہی کا فیصلہ تھا۔

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۹۸، ۸۹۹ العبر : ۲/ ۲۷۶، ۲۷۷
(۲) تاریخ بغداد ۹/ ۴۲۸، ۴۲۹ شذرات الذھب : ۲/ ۳۷۵

اسی سال معزالدولہ موصل سے بغداد آ گیا اور اس نے اپنی لڑکی کی شادی اپنے بھتیجے سے کر کے اسے اس کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔

**خاص خاص افراد کی وفات** ...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔ ابراہیم بن شیبان القرمیسینی کی وفات اسی سال ہوئی یہ صوفیہ کے شیخ تھے ابوعبداللہ المغربی کی صحبت انہوں نے اختیار کی تھی ان کے عمدہ کلام میں سے ہے قلب پر اللہ کا خوف شہوات کی جگہوں کو اس سے نکال دیتا تھا اور دنیا کی رغبت انسان سے ختم کر دیتا تھا۔

ابوبکر النجاد کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوبکر النجاد کے حالات** [1] ...... یہ احمد بن سلیمان بن حسن بن اسرائیل بن یونس ابوبکر النجاد الفقیہ ہیں ائمہ حنابلہ میں سے تھے ان کا سن ولادت ۲۵۳ھ ہے عبداللہ بن احمد، ابوداؤد، الباغندی، ابن ابی الدنیا اور ان کے علاوہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا انہوں نے ننگے پاؤں پیدل چل کر احادیث حاصل کی انہوں نے ایک مسند جمع کر کے سنن میں ایک بہت بڑی کتاب لکھی۔

جامع المنصور میں ان کے درس کے دو حلقے لگتے تھے ایک فقہ کا اور دوسرا املاء حدیث کا، ان سے دارقطنی ابن زرقویہ، ابن شاہین، ابوبکر بن مالک القطیعی وغیرہ نے احادیث بیان کی ہیں یہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور صرف ایک چپاتی سے افطار کرتے تھے ایک لقمہ اس سے بھی بچا کر رکھ لیتے تھے جمعہ کی شب صرف ایک لقمہ تناول فرماتے اور چپاتی صدقہ کر دیتے تھے اسی سال پچانوے سال کی عمر میں جمعہ کی شب بیس ذی الحجہ ان کی وفات ہوئی۔

جعفر بن محمد بن نصیر بن قاسم کا انتقال اسی سال ہوا۔

**جعفر بن محمد بن نصیر بن قاسم کے حالات** [2] ...... یہ جعفر بن محمد بن نصیر بن قاسم ابومحمد الخواص ہیں جو خلدی سے مشہور تھے انہوں نے بہت سے محدثین عظام سے احادیث سن کر بیان کی ہیں اور ساٹھ حج کئے ہیں یہ ثقہ صدوق، دیندار تھے۔

**محمد بن ابراہیم بن یوسف** ...... محمد بن ابراہیم بن یوسف بن محمد بن ابوعمر الدجاج النیساپوری کی وفات اسی سال ہوئی، یہ ابوعثمان، جنید، ثوری، خواص وغیرہ کے ساتھ رہے ہیں مکہ بھی ان کا مسکن رہا ہے، یہ صوفیہ کے شیخ تھے انہوں نے بھی ساٹھ حج کئے تھے۔

بعض کا قول ہے کہ یہ چالیس برس تک حرم میں رہے ہیں لیکن اس کے باوجود پاخانہ پیشاب وغیرہ حرم سے باہر جا کر کیا کرتے تھے۔

**محمد بن جعفر بن محمد فضالہ** ...... محمد بن جعفر بن محمد بن فضالہ بن یزید بن عبدالملک ابوبکر الآدمی کی وفات اسی سال ہوئی تھی ان کی آواز بہت شیریں تھی خصوصاً تلاوت قرآن کے وقت جو کہ رات میں سنائی دیتی تھی۔ ایک مرتبہ یہ ابی القاسم البغوی کے ساتھ حج پر تشریف لے گئے جب مسجد نبوی میں پہنچے دیکھا کہ ایک نابینا شخص لوگوں کو من گھڑت قصے سنا رہا تھا، بغوی نے اسے منع کرنے کا ارادہ کیا تو ان وان کے کسی ساتھی نے مشورہ دیا کہ یہ بغداد نہیں ہے وہاں تو اکثر آپ کے مرید ہیں لیکن یہاں ایسا نہیں ہے اس لئے روکنا مناسب نہیں ہے۔ البتہ آپ ابوبکر الادمی کو قرآن کی تلاوت کے لئے کہہ دیں چنانچہ انہوں نے قرآن کریم کی تلاوت کا کہہ دیا ان کی فرمائش پر ابوبکر الادمی نے قرآن پاک کی تلاوت شروع کی لوگ ان کی شیریں آواز سن کر ان کے ارد گرد جمع ہونا شروع ہو گئے رفتہ رفتہ نابینا کا سارا مجمع یہاں جمع ہو گیا اور نابینے نے اپنے رہبر کا ہاتھ پکڑ کر اسے کہا یہاں سے چلو اسی طرح نعمتیں ختم ہوتی ہیں۔

اسی سال اٹھائیس ربیع الاول بروز منگل اٹھاسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو ان سے حال دریافت کیا جواب میں فرمایا کہ اللہ رب العزت نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کے مجھ پر بڑی سختیاں کیں اس نے پوچھا کہ آپ کی خوش الحانی کا کیا بنا جواب دیا کہ وہ تو میرے لئے بڑی نقصان دہ ثابت ہوئی کیوں کہ وہ سب کچھ دنیا

---

(۱) تاریخ بغداد ۴/ ۱۸۹، ۱۹۲ شذرات الذہب ۲/ ۸-۳

(۲) تاریخ بغداد ۷/ ۱۸۹، ۱۹۲ تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۱۲۸، ۱۲۹

کے دکھانے کے لئے تھا پھر سائل نے ان سے سوال کیا کہ آخر آپ کی بخشش کا سبب کیا بنا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سال سے زائد عمر والے کو عذاب نہ دینے کی قسم اٹھا رکھی ہے صرف اس وجہ سے میری بخشش کر دی گئی۔

ابو عبداللہ بن احمد بن علی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی کے حالات** [1] ...... یہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی بن الحسن بن ابراہیم بن طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب الھاشمی المصری ہیں یہ اپنے علاقے کے سردار اور بڑے لوگوں میں سے تھے ان کے گھر میں ہمیشہ حلوہ موجود رہتا تھا اور مستقل ایک آدمی رکھا ہوا تھا جو کیلے چھیل کر توڑ کر دیتا تھا اور باری باری یہ تمام لوگوں کے پاس حلوہ بھیجتے تھے کچھ کے گھر پر ہر روز بھیجتے تھے کچھ کے گھر جمعہ کے روز بھیجتے تھے کچھ کے گھر مہینہ میں ایک مرتبہ بھیجتے تھے اور کافور الاخشید کے پاس ہر روز حلوہ کے دو پیالے اور ایک روٹی بھیجتے تھے۔

معز الفاطمی نے قاہرہ آنے کے بعد ان سے سوال کیا کہ آپ اہل بیت میں سے کس کی طرف منسوب ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ سوال لوگوں سے کرو چنانچہ اس نے شہر میں داخل ہونے کے بعد اشراف کو جمع کیا اپنی آدھی تلوار نکال کر کہا یہ میرا نسب ہے پھر ان پر سونا نچھاور کیا اور کہا یہ میرا ذاتی شرف ہے تب لوگوں نے کہا ہم نے قبول کیا اور ہم نے اطاعت کی لیکن صحیح یہ ہے کہ اس قسم کی باتیں کرنے والا اس کا لڑکا یا کوئی دوسرا شریف ہوگا کیوں کہ اس کی وفات اسی سال ۶۲ سال کی عمر میں ہوئی اور معز مصر میں سن ۳۶۲ھ میں آیا جیسا کہ عنقریب آجائے گا۔

## واقعات ۳۴۹ھ

اسی سال عیسیٰ بن المکتفی کی اولاد سے آذربائیجان میں ایک شخص کا ظہور ہوا جس کا لقب مستجیر باللہ رکھا گیا اور اس نے لوگوں کو آل محمد کے حامیوں میں داخل ہونے کی دعوت دی کیوں کہ اس زمانہ میں مرزبان کی حکومت میں فساد آچکا تھا چنانچہ بڑا سخت مقابلہ ہوا بالآخر مستجیر باللہ کے ساتھی شکست کھا گئے اور خود اسے گرفتار کر لیا گیا اور وہیں اس کی وفات ہوگئی جس کی وجہ سے اس کی طاقت کمزور ہوگئی۔

اسی زمانہ میں سیف الدولہ بن حمدان نے رومیوں کے شہروں میں داخل ہو کر ان پر حملہ کر کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا اور ان کے بہت سے قلعے فتح کر لئے ان کے کافی شہروں کو جلا دیا اور کچھ ان کے ساتھی گرفتار کر لئے اور مال غنیمت حاصل کر کے واپس آرہا تھا کہ رومیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی واپسی میں حائل ہو گئے بڑی جدوجہد کے بعد بمشکل تین سو شہسواروں کے ساتھ جان بچا کر نکلنے میں کامیاب ہوا۔

اسی سال بغداد میں سنیوں اور رافضیوں کے درمیان بڑی زوردار لڑائی ہوئی جس میں بہت سے افراد ہلاک ہوئے۔

سال رواں کے آخر میں مصر کے حاکم اُنوجور بن الاخشید کا انتقال ہوگیا اس کے بعد اس کا لڑکا علی مصر کا حاکم بنا۔

اسی زمانہ میں اہواز اور واسط کے حاکم ابوالقاسم عبداللہ بن ابی عبداللہ البریدی کا انتقال ہوگیا۔ اسی زمانہ میں مصری حجاج حج سے واپسی پر ایک وادی میں ٹھہر گئے اوپر سے سیلاب آیا اور بہا کر سب کو دریا میں ڈال دیا۔

سال رواں ہی میں ترکی کے دو سو خیموں کے باشندوں نے اسلام قبول کر لیا جس کی وجہ سے ان کا نام ترک ایمان رکھا گیا پھر مخفف ہو کر ترکمان بن گیا۔

جعفر بن حرب الکاتب کی وفات کا حادثہ بھی اسی سال پیش آیا تھا یہ امیر ترین انسان تھے اور وزیروں کی طرح ان کے ٹھاٹ باٹھ تھے ایک روز یہ اپنی شاہانہ سواری پر جا رہے تھے کہ ایک شخص کی آواز سنی جو قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کر رہا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے (وہ لوگ اللہ کے ذکر سے ڈریں اور جو کچھ اللہ نے نازل کیا اس سے ڈریں (سورہ الحدید آیت ۱۶) یہ آیت سن کر جعفر نے چیخ مار کر کہا ایسا وقت آگیا ہے چند بار یہی جملہ کہا پھر رونا شروع کر دیا پھر سواری سے اتر کر کپڑے نکال کر پھینک دیئے اور دریائے دجلہ میں داخل ہو کر ستر پوشی کی اور اسی میں کھڑے رہے یہاں تک کہ جن

(۱) وفیات الاعیان: ۳/ ۸۱، ۸۳

جن لوگوں کا مال ظلم کے ذریعے لیا تھا وہ واپس کیا اور باقی صدقہ کردیا اب ان کے پاس کچھ بھی نہ تھا ایک شخص ان کے پاس سے گذرا تو اس نے انہیں دو کپڑے دیئے ان کپڑوں کو پہن کر باہر آئے اور سب کچھ کو خیر باد کہہ کر وفات تک ہمہ تن علم وعبادت میں مشغول ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

ابوعلی الحافظ کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

**ابوعلی الحافظ کے حالات** (۱) ...... یہ ابوعلی الحافظ بن علی بن یزید بن داؤد النیساپوری ہیں حفاظ متقین مصنفین کے ائمہ میں سے ہیں دار قطنی کا قول ہے کہ یہ امام اور تہذیب یافتہ تھے ابن عقدہ ان جیسا اکرام اور تواضع کسی کا نہیں کرتے تھے اسی سال باون سال کی عمر میں جمادی الثانی میں وفات پائی۔

حسان بن محمد بن احمد بن مروان کی وفات اسی سال ہوئی۔

**حسان بن محمد بن احمد بن مروان کے حالات** (۲) ...... یہ حسان بن محمد بن احمد بن مروان ابوالولید القرشی الشافعی ہیں جو اپنے زمانہ کے خراسان میں امام حدیث تھے اور سب سے بڑے زاہد اور عابد تھے فقہ کی تعلیم انہوں نے ابن سریج سے حاصل کی تھی حدیث کا سماع حسن بن سفیان وغیرہ سے کیا تھا ان کی عمدہ عمدہ مفید تصانیف ہیں ہم نے ان کے حالات طبقات الشافعین میں بیان کردیئے ہیں ان کی وفات اسی سال چھ ربیع الاول بہتر سال کی عمر میں جمعہ کی شب ہوئی تھی۔

حمد بن ابراہیم بن خطاب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**حمد بن ابراہیم بن خطاب کے حالات** (۳) ...... یہ حمد بن ابراہیم بن خطاب ابوسلیمان الخطابی ہیں انہوں نے کافی محدثین سے حدیث کا سماع کیا اور بڑی عمدہ عمدہ تصانیف چھوڑی ان میں ابوداؤد کی شرح المعالم بخاری کی شرح الاعلام ہے اور غریب الحدیث بھی ہیں یہ انتہائی سمجھ دار ماہر عالم خصوصاً لغت، معانی، فقہ کے بہت بڑے عالم تھے ان کے چند اشعار یہ ہیں:

(۱)......وفات تک تم ہر کس وناکس کے پاس جاؤ اس لئے کہ یہ دنیا دار المدارات ہے۔

(۲)......عنقریب ہر شخص (چاہے وہ میرے گھر سے واقف ہو یا ناواقف) کچھ شرمندگیوں کے ساتھی کو بھی دیکھ لے گا۔

ابوالفرج ابن الجوزی نے ان کے حالات حرف بحرف اسی طرح بیان کئے ہیں۔

عبدالواحد بن عمر بن محمد کی وفات اسی سال ہوئی۔

**عبدالواحد بن عمر بن محمد کے حالات** (۴) ...... یہ عبدالواحد بن عمر بن محمد بن ابن ابی ہاشم ہیں یہ اپنے زمانہ میں تجوید کے سب سے بڑے عالم تھے اور اس موضع پر ان کی متعدد تصانیف ہیں یہ ثقہ اور امین لوگوں میں سے تھے ابن مجاہد ابی بکر بن ابی داؤد سے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں پھر ان سے ابوالحسن الحمانی نے احادیث روایت کی ہیں اسی سال شوال میں ان کی وفات ہوئی اور خیزران کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

ابواحمد العسال کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**ابواحمد العسال کے حالات** (۵) ...... یہ ابواحمد العسال الحافظ محمد بن احمد بن ابراہیم بن سلیمان بن محمد ابواحمد العسال الاصبہانی ہیں جو ائمہ

---

(۱) تاریخ بغداد: ۸/ ۷۱، ۷۳، تہذیب ابن عساکر: ۴/ ۳۵۰، ۳۵۱

(۲) تذکرہ الحفاظ: ۳/ ۸۹۵، ۸۹۷ شذرات الذھب: ۲/ ۳۸۰

(۳) تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۱۰۱۸، اللباب: ۱/ ۱۵۱، ۴۵۲

(۴) تاریخ بغداد: ۱۱/ ۷، ۸ شذرات الذھب: ۲/ ۳۸۰، ۳۸۱

(۵) تاریخ بغداد: ۱/ ۲۷۰ تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۸۸٦، ۸۸۹

حفاظ اور اکابر علماء میں سے ہیں انہوں نے حدیث کا سماع کر کے اسے بیان کیا ہے۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ میں نے ایک ہزار شیوخ سے احادیث لکھی ہیں لیکن میں ابو احمد کو ان سے بڑا سمجھدار اور مضبوط عالم پایا، اسی سال رمضان میں ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۳۵۰ھ

اسی سال محرم میں معز الدولہ کا پیشاب بند ہو گیا جس کی وجہ سے بڑی پریشانی ہوئی اور اس نے سبکتگین اور وزیر مہلبی کو بلوا کر ان میں صلح کرا دی اور انہیں اپنے لڑکے بختیار کا خیال رکھنے کی تاکید کی اور خود اس نے اہواز جانے کا ارادہ کر لیا کیوں کہ اس کے خیال میں بغداد کی آب و ہوا کی عدم موافقت کی وجہ سے اس کا پیشاب بند ہوا تھا لیکن اس کے وزراء نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے اسے بغداد میں ہی رہنے کا مشورہ دیا اور یہ کہ بغداد کے فوقانی حصے میں اس کے لئے آب و ہوا کی مناسبت سے ایک مکان تعمیر کروا دیا جائے چنانچہ ایک کروڑ تیس لاکھ دینار خرچ کر کے اس کے لئے ایک مکان بنوایا گیا ان میں سے کچھ رقم عوام سے بھی لی گئی لیکن ابھی اس کی تکمیل بھی نہیں ہوئی تھی کہ پہلے ہی اس کی وفات ہو گئی۔

اس نے اس مکان کی تعمیر کے دوران گزشتہ خلفاء کی بہت سی بنی ہوئی اشیاء کو ویران کر دیا جیسے سر من رائی اور شہر منصورہ رصافہ کے وہ لوہے کے دروازے جو یہاں سے خلیفہ کے محل تک بنے ہوئے تھے سب تڑوا دیئے، اللہ اس کا ستیاناس کرے کہ یہ رافضی خبیث تھا۔

اسی سال قاضی ابو السائب عتبہ بن عبداللہ کی وفات ہوئی اور اس کی جائیداد پر قبضہ کر لیا گیا اور اس کے بعد ابو عبداللہ الحسین بن ابی الشوارب کو قاضی بنایا گیا اس شرط پر کہ یہ سالانہ دو لاکھ درہم خلیفہ کو دیا کرے گا رشوت دینے پر خلیفہ نے اسے خلعت دی اور باجے ڈھول بجا کر اسے اس کے گھر تک لے گیا یہ ہی پہلا شخص ہے جس نے قاضی بننے کے لئے رشوت دی لیکن معز الدولہ نے اسے پاس آنے یا اپنی سواری کے ساتھ چلنے کی اجازت نہیں دی کیوں کہ معز الدولہ ان سے سخت ناراض تھا اس کے بعد معز الدولہ نے پولیس اور محتسبوں سے بھی رشوت لینا شروع کر دی تھی۔

اسی زمانہ میں اطلاع آئی کہ ایک قافلہ طرطوس جا رہا تھا جس میں انطاکیہ کا نائب حاکم بھی تھا اس قافلہ پر فرنگیوں نے حملہ کر کے اپنے والد کی جماعت کے بدلہ ان کو پکڑ لیا اور نائب حاکم کے علاوہ (جو خود کئی جگہوں پر زخم کھائے ہوئے تھا) کو بھی ان سے چھوڑ نہ سکا۔

اسی زمانہ میں سیف الدولہ کے غلام نجا نے بلاد روم میں داخل ہو کر کئی لوگوں کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گیا۔

خراسان، غزنیہ، ماوراء النہر کے حاکم نوح بن عبدالملک السامانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ اپنے گھوڑے سے گرے اور اسی وقت انتقال ہو گیا ان کے بعد ان کے بھائی منصور بن نوح السامانی حاکم بنے۔

**خواص کی وفات** ...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

الناصر لدین اللہ عبدالرحمن الاموی کی وفات اسی سال ہوئی۔

**الناصر لدین اللہ کے حالات** [1] ...... یہ الناصر لدین اللہ عبدالرحمن الاموی ہیں جو اندلس کے حاکم تھے ان کی خلافت کی مدت پچاس سال چھ ماہ تھی اور ان کی عمر تہتر سال تھی ان کے گیارہ لڑکے تھے یہ سفید رنگ خوبصورت چہرہ موٹا جسم لانبی کمر چھوٹی پنڈلیوں والے تھے۔

اور داموتین میں سے یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنا لقب امیر المومنین رکھا تھا اور جن کا اثر و رسوخ بلاد مغرب تک پہنچا تھا جس وقت انہیں عراق میں خلف کی کمزوری کی خبر ملی اور فاطمیین کے غلبہ کی تو انہوں نے اپنی موت سے ۲۳ برس پہلے اپنا لقب امیر المومنین رکھ لیا ان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا حاکم بنا جس کا لقب المنتصر تھا ناصر شافعی المسلک تھا عابد، شاعر بھی تھا۔ گزشتہ خلفاء کے مقابلہ میں ان کی مدت خلافت سب سے زیادہ تھی

---

(۱) البیان المغرب [illegible] النجوم الزاہرة [illegible] ۳۳۰

سوائے مصر کے حاکم الفاطمی المستنصر ابن الحاکم الفاطمی کے کہ ان کی مدت خلافت ساٹھ سال تھی جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

**خواص کی وفات**......خواص میں سے وفات پانے والے اس سال یہ حضرات تھے یہ ابوسہل بن زیاد القطان کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

**ابوسہل بن زیاد القطان کے حالات** (۱)......یہ احمد بن محمد بن عبداللہ بن زیاد ابوسہل القطان ہیں یہ ثقہ حافظ قرآن کریم کی بہت زیادہ تلاوت کرنے والے اور اس کے معانی کو خوب اچھی طرح اخذ کرنے والے تھے چنانچہ انہوں نے معتزلہ کے کفر پر قرآن پاک کی اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

''اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے کفر اختیار کیا اور اپنے بھائیوں سے کہا جبکہ وہ سفر میں ہوں یا غزوہ کی حالت میں ہوں کہ اگر وہ لوگ ہمارے پاس ہوتے تو وہ نہ خود اپنی موت سے مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔'' (سورۃ آل عمران آیت ١٥٦)

**اسماعیل بن علی بن اسماعیل کا بیان**......اسماعیل بن علی بن اسماعیل بن بیان ابومحمد الخطمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے ابن ابی اسامہ عبداللہ بن احمد الکوکبی وغیرہ سے احادیث سنی ہیں پھر ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث سنی یہ ثقہ حافظ فاضل ماہر لوگوں کے احوال سے واقف تھے متعدد سالوں پر مشتمل انہوں نے ایک تاریخ مرتب کی تھی یہ ادیب، عقلمند، بات کو سمجھنے والے صدوق تھے اسی سال جمادی الآخر میں ان کی وفات ہوئی تھی ان کی کل عمر اکیاسی سال تھی۔

**احمد بن محمد بن سعید**......احمد بن محمد بن سعید بن عبیداللہ بن احمد بن سعید بن ابی مریم ابوبکر القرشی الوراق کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ابن فطیس سے مشہور تھے ان کا خط بہت عمدہ اور مشہور تھا یہ ابن جوص کے لئے احادیث لکھتے تھے ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسی سال ۲ شوال کو ان کی وفات ہوئی تھی۔

**تمام بن محمد بن عباس**......تمام بن محمد بن عباس بن عبدالمطلب ابوبکر الہاشمی العباسی کی وفات بھی اسی سال ہوئی ہے انہوں نے عبداللہ بن احمد سے احادیث بیان کی ہیں پھر ان سے ابن رزقویہ نے احادیث بیان کی ہیں اسی سال اکیاسی سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

**حسین بن قاسم ابوعلی الطبری**......الحسین بن قاسم ابوعلی الطبری الفقیہ الشافعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ اختلاف کرنے والے ائمہ میں سے تھے انہوں نے ہی سب سے پہلے اختلافیات میں کتاب لکھی اسی طرح ان کی ایک دوسری کتاب الایضاح فی المذہب ہے مناظرہ پر بھی ان کی کتاب ہے اسی طرح اصول فقہ میں بھی انہوں نے کتاب لکھی ہے اس کے علاوہ اور بھی ان کی تصانیف ہیں ہم نے طبقات میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔

**عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم**......عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور الہاشمی الامام ہیں جو ابن بویہ سے مشہور تھے ان کا سن ولادت ۲٦۳ھ ہے ابن ابی الدنیا وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں پھر ان سے رزقویہ نے احادیث بیان کی ہیں یہ جامع المنصور میں ایک طویل مدت تک خطیب رہ چکے ہیں۔ ۳۳۰ھ میں انہوں نے اسمیں خطبہ دیا اور اس سے پہلے ایک پورا سال خطبہ دیا پھر اس میں سن ۲۳۰ھ میں واثق نے خطبہ دیا منصور کی طرف نسبت میں یہ دونوں برابر ہیں، اسی سال صفر میں ان کی وفات ہوئی۔

**عتبہ بن عبداللہ**......عتبہ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ ابوالسائب القاضی الھمد انی الشافعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ فاضل ماہر فن اور قاضی رہ چکے تھے ان میں لوگوں کے معاملات خراب کرنیکا بہت زیادہ مرض تھا۔

ان کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو ان کا حال پوچھا جواب دیا کہ لوگوں کے معاملات خراب کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور مجھے جنت میں داخل کر دیا اور مجھے میرے مولیٰ نے فرمایا کہ کیوں کہ میں نے اپنے اوپر لازم کیا ہوا ہے کہ اسی سال کے

بوڑھے شخص کو عذاب نہیں دوں گا اس وجہ سے میں نے تم کو بخش دیا، شافعیہ میں سب سے پہلے یہ ہی بغداد میں قاضی بنے۔

**محمد بن احمد بن حیان** ...... محمد بن احمد بن حیان ابوبکر الدھقان بغدادی ثم البخاری کی وفات بھی اسی سال ہوئی، انہوں نے یحییٰ بن ابی طالب، حسن بن مکرم وغیرہ سے احادیث بیان کی ہیں ستاسی سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

**ابوعلی خازن** ...... ابوعلی الخازن کی وفات اسی سال شعبان میں ہوئی ان کے گھر میں خزانے اور دوسروں کے پاس ان کی امانتیں ملی جن کی قیمت تقریباً چار لاکھ درہم تھی۔

## واقعات ۳۵۱ھ

اسی سال دو ہزار رومی جنگجوؤں نے دمستق کے ساتھ حلب میں داخل ہونے کی کوشش کی انہوں نے اچانک حملہ کیا تھا سیف الدولہ بن حمدان اپنے موجود جنگجوؤں کو لے کر ان کے مقابلہ میں نکلا لیکن افراد کم ہونے کی وجہ سے شکست کھا گیا اور اس کے کافی ساتھی ہلاک کر دیئے گئے سیف الدولہ بے صبری کی وجہ سے جلدی سے بھاگا دمستق نے سیف الدولہ کا گھر لوٹ لیا اس میں موجود اموال جائیداد آلات حرب سب پر قبضہ کرلیا اور عورتوں اور بچوں کو بھی گرفتار کرلیا اس کے بعد انہوں نے حلب کی چار دیواری کا محاصرہ کرلیا شہر والوں نے ان کا مقابلہ کر کے ان کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

اس موقع پر رومیوں نے چار دیواری میں کئی جگہ سوراخ کیے اور اندر داخل ہو گئے لیکن مسلمانوں نے داخل نہیں ہونے دیا رات کے وقت انہوں نے وہ تمام شگاف بند کر دیئے اور صبح وہ دیوار بالکل پہلے کی طرح تھی اور انہوں نے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔

اس کے بعد مسلمانوں کو یہ خبر ملی کہ شہر میں بدمعاشوں لٹیروں نے لوٹ مار مچا رکھی ہے اس خطرہ کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں کو لوٹے پیچھے سے رومیوں نے حلب کی چار دیواری پر قبضہ کرلیا اور وہ شہر میں داخل ہو گئے اپنے سامنے آنے والے کو قتل کر دیتے اسی طرح انہوں نے بے شمار مسلمانوں کو قتل کر دیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور بچوں اور عورتوں کو گرفتار کرلیا اپنے چودہ سو قیدیوں کو مسلمانوں کی قید سے آزاد کرالیا انہوں نے تلوار اٹھا کر مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا انہوں نے لوگوں پر بڑا ظلم کیا اور دس ہزار سے زائد مسلمانوں کو گرفتار کرلیا جن میں بچے اور بچیاں کافی عورتیں اور دو ہزار کے قریب نوجوان تھے مزید انہوں نے مساجد کو ویران کر کے جلا ڈالا اور تیل کے کنویں پر اتنا پانی ڈالا کہ تیل آ کر زمین پر بہنے لگا اور جن چیزوں کو وہ اٹھا کر نہیں لیجا سکتے تھے ان کو آگ لگا دی شہر میں وہ نو دن تک اسی طرح بدمعاشی اور قتل و غارتگری کرتے رہے یہ سب کچھ ان لٹیروں بدمعاشوں کے سبب ہوا، اسی طرح ان کا حاکم ابن حمدان رافضی ہونے کی وجہ سے شیعوں سے محبت اور اہل سنت سے عداوت رکھتا تھا اس وقت حلب والوں کو پے در پے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔

اس کے بعد سیف الدولہ کی جانب سے حملہ کے خطرہ کی وجہ سے دمستق نے یہاں سے واپسی کا ارادہ کیا تو اس کے بھتیجے نے کہا کہ قلعوں کو چھوڑ کر آپ کہاں جا رہے ہو ان میں مسلمانوں کا اکثر مال اور بہت سی عورتیں ہیں دمستق نے جواب دیا کہ ہم نے امید سے زائد کامیابی حاصل کر لی ہے، دوسرا یہ کہ ان قلعوں میں جنگجو بھی ہیں لیکن اس کا بھتیجا نہیں مانا بالآخر دمستق نے اجازت دیدی چنانچہ اس نے ایک لشکر کے ہمراہ قلعہ کا محاصرہ کرلیا اوپر سے مسلمانوں نے ایک پتھر مارا جس کی وجہ سے اسی وقت اس کا خاتمہ ہو گیا یہ خبر سن کر دمستق نے دو ہزار مسلمان قیدیوں کو اپنے سامنے بلا کر ایک ایک کر کے سب کو قتل کر دیا پھر دوبارہ اس نے حملہ کر دیا۔

محرم میں رومی عین زربہ میں داخل ہو گئے وہاں کے باشندوں نے اس سے امان طلب کی تو اس نے انہیں اس شرط پر امان دی کہ سب لوگ فی الفور مسجد میں داخل ہو جائیں جو بھی باہر ملے گا اسے قتل کر دیا جائے گا پھر اعلان کیا کہ مسجد سے نکل کر جہاں چاہیں چلے جائیں اگر

کوئی مسجد میں مل گیا تو اسے ختم کر دیا جائے گا چنانچہ سب مسجد سے نکل گئے اس موقع پر کافی لوگ ہلاک ہو گئے پھر وہ سامنے کی سمت جارہے تھے اور انہیں کوئی خبر نہیں تھی کہ کہاں جا رہے ہیں راستے میں بھی بہت سے افراد ہلاک ہو گئے لوگوں کے مسجد سے نکلنے کے بعد دمستق نے مسجد کو منہدم کر دیا اور اس کے منبر کو توڑ دیا اور شہر کے ارد گرد لگے ہوئے چالیس ہزار کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا اور شہر کی چار دیواری اور تمام نشانات منہدم کر دیئے اور شہر کے چالیس قلعوں کو فتح کر لیا بعض کو تلوار اور کچھ کو امان کے ذریعہ اور اس ملعون نے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو قتل کیا اور اسیرین میں سیف الدولہ کی جانب سے منبج کا نائب حاکم ابوفراس بن سعید بن حمدان بھی تھا جو کہ فی البدیہہ شعر کہنے والا شاعر تھا اور عین زربہ میں رومی ۲۱ یوم رہے۔

پھر اس کے بعد انہوں نے قسریہ کا رخ کیا وہاں کے نائب حاکم ابن زیات نے چار سو جنگجوؤں کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا لیکن رومیوں نے ان میں سے اکثروں کو قتل کر دیا اس کے بعد نصاریٰ کے روزوں کا زمانہ آ گیا تو وہ روزے رکھنے میں مشغول ہو گئے اس سے فارغ ہو کر پھر انہوں نے اچانک حلب پر حملہ کیا جس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسی سال رافضیوں نے مساجد کے دروازوں پر مختلف نعرے لکھے جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱)......حضرت معاویہ پر لعنت ہو۔

(۲)......حضرت فاطمہ کے حق کے غاصب یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ کی لعنت ہو۔

(۳)......حضرت عباس کو شوریٰ سے نکالنے والوں پر یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اللہ کی لعنت ہو۔

(۴)......ابوذر کو جلاوطن کرنے والے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اللہ کی لعنت ہو (۵) حضرت حسن کو ان کے نانا جان کے پاس دفن نہ کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام صحابہ سے راضی ہو اور ان پر لعنت کرنیوالوں پر اللہ کی لعنت ہو، جب معز الدولہ کو ان نعروں کا علم ہوا تو اس نے اس پر کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی ان کو ختم کرنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد معز الدولہ کو اطلاع ہوئی کہ مسلمانوں نے ان عبارتوں کو مٹا کر ان کی جگہ یہ عبارت لکھ دی ہے، شروع سے لے کر آخر تک آل محمد پر ظلم کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو لیکن معز الدولہ نے اس میں حضرت معاویہ پر لعنت کا اضافہ کروا دیا اللہ تعالیٰ اسے اور تمام رافضیوں کو برباد کرے اور ان کی کسی قسم کی مدد نہ کرے۔ اسی طرح حلب کے حاکم سیف الدولہ بن حمدان میں بھی رافضیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی یقیناً من جانب اللہ اس قسم کے لوگوں کی مدد نہیں کی جاتی بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے یہ خبیث انبیاء اور علماء کے مقابلہ میں اپنے امراء اور آباؤ اجداد کی تقلید کرتے ہیں۔

اسی بناء پر مصر و شام پر جب فاطمین (جن میں رافضی بھی تھے) کا قبضہ ہوا تو ساحل شام اور بلاد شام حتیٰ کہ بیت المقدس پر بھی ان کی نحوست کی وجہ سے فرنگیوں کا قبضہ ہو گیا اور مسلمانوں کے قبضہ میں حلب حمص حماۃ، دمشق کے علاوہ کچھ بھی نہیں رہا اور تمام سواحل وغیرہ پر فرنگیوں کا قبضہ ہو گیا اور یہود و نصاریٰ کے اچھے اچھے محلات اور شاہی خانوں میں ڈھول اور باجے بجتے رہے اور معظم مقامات (مساجد) وغیرہ میں صحابہ کرام کی تکفیر کی جانے لگی اور مسلمان ان کے ساتھ مصیبت زدہ زندگی اور دین میں تنگی کے ساتھ رہے۔

جن شہروں میں مسلمانوں کا قبضہ تھا ان میں بھی مسلمان دن رات فرنگیوں سے خوفزدہ رہے، اناللہ وانا الیہ راجعون، درحقیقت یہ مسلمانوں کی بد اعمالیوں اور رافضیوں کی جانب سے صحابہ کرام پر گالیوں کی سزا تھی۔

اس سال صحابہ کرام پر تبرا کرنے کی وجہ سے بصرہ والوں پر بھی بڑا فتنہ برپا ہوا جس میں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد قتل ہوئی۔

اسی زمانہ میں سیف الدولہ نے عین زربہ کی تعمیر کروائی اور اپنے غلام نجا کو بھیجا چنانچہ اس نے بلاد روم میں داخل ہو کر کافیوں کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا اور مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گیا اس کے بعد سیف الدولہ نے اپنے دربان کو طرطوس کے لشکر کے ساتھ بھیجا انہوں نے بھی بلاد روم میں داخل ہو کر کافیوں کو گرفتار کر لیا اور مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے۔

اسی زمانہ میں معز فاطمی نے بلاد مغرب کا طرمیس قلعہ فتح کرلیا جو فرنگیوں کا بہت بڑا قلعہ تھا اور یہ قلعہ مسلسل ساڑھے سات ماہ محاصرہ کرنے کے بعد فتح کیا جاسکا تھا۔

فرنگیوں نے جزیرہ اقریطش پر قبضہ کا ارادہ کیا تو وہاں کے باشندوں نے معز سے مدد طلب کی چنانچہ اس نے ایک لشکر بھیجا جس نے فرنگیوں کو بھگا دیا۔

## خواص کی وفات

اس سال مندرجہ ذیل افراد کی وفات ہوئی۔

**الحسن بن محمد بن هارون**...... المهلبی الوزیر کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ تیرہ سال تک معزالدولہ کے وزیر رہ چکے ہیں ان میں حلم بردباری اور سنجیدگی بہت تھی ابواسحاق صابی نے ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ میں ایک روز وزیر کے پاس تھا کوئی ان کے پاس دوات اور ایک بہترین جوڑا ہدیہ لے کر آیا اس وقت ابومحمد الفضل بن عبداللہ الشیر ازی بھی وہاں پر تھے انہوں نے آہستہ سی آواز میں مجھے کہا کہ اس جوڑے کا مجھ سے زیادہ کوئی مستحق نہیں کہ میں اسے فروخت کر کے اپنی ضرورت پوری کرلوں، میں نے اس سے کہا کہ وزیر کے یہ کس کام آئے گا انہوں نے جواب دیا کہ یہ وزیر کے خزانوں میں جمع ہو جائے گا۔

وزیر مہلبی نے ہماری بات سن لی لیکن ہمیں محسوس نہیں ہونے دیا، رات کو وزیر نے وہ دوات جوڑا مزید دس کپڑے اور پانچ درہم اس کے پاس بھیج دیئے اور اپنے لئے یہ چیزیں بازار سے نئی منگوالیں اس کے بعد ایک روز پھر ہم اس کے پاس گئے تو وہ اس نئی دوات سے لکھ رہے تھے ہماری طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ تم میں سے کس کو اس کی ضرورت ہے یہ سن کر ہمیں بڑی شرمندگی ہوئی کہ اس روز وزیر نے ہماری بات سن لی تھی ہم نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مال میں برکت دے کہ آپ ہمیں اس قسم کی چیزیں دیتے رہیں۔

مہلبی نے اسی سال چونسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**دعلج بن احمد بن دعلج بن عبدالرحمٰن**...... دعلج بن احمد بن دعلج بن عبدالرحمٰن ابومحمد السجستانی المعدل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے خراسان، حلوان، بغداد، بصرہ، کوفہ، مکہ کا سفر کر کے محدثین سے احادیث کا سماع کیا یہ مالداروں میں سے تھے راہ خدا میں بہت زیادہ خرچ کرنے والے تھے ان کے بہت سے صدقات جاریہ اور وقف کی ہوئی چیزیں ہیں جن سے بغداد اور خراسان کے محدثین نے بہت فائدہ اٹھایا بغداد میں ان کا بہت کشادہ اور عالی شان مکان تھا، یہ کہا کرتے تھے کہ دنیا میں بغداد کی مانند بغداد میں قطیعہ کی مانند قطیعہ میں دار ابی خلف کے مانند دار ابی خلف میں میرے گھر کے مانند کوئی جگہ نہیں ہے۔

امام دارقطنی نے ان کی ایک مسند تصنیف کی تھی انہیں اگر کسی حدیث کے جملہ میں شک ہو جاتا تو پوری روایت کو چھوڑ دیتے تھے۔

دارقطنی کا قول ہے کہ ہمارے مشائخ میں ان سے بڑا کوئی پختہ نہیں تھا یہ اہل علم اور ضرورت مندوں پر بہت خرچ کرتے تھے۔

ایک بار کسی تاجر نے ان سے دس ہزار دینار قرض لے کر تجارت کی تو اسے تیس سال میں تیس ہزار دینار نفع ہوا وہ تاجر ان میں سے دس ہزار دینار لے کر ان کے پاس واپس کرنے کے لئے گیا اس کے پہنچنے پر دعلج نے پرتکلف دعوت سے فارغ ہو کر پوچھا کہ آپ کس کام سے آئے ہیں اس تاجر نے کہا کہ میں نے آپ سے بہت عرصہ پہلے دس ہزار دینار قرض لیا تھا اس سے میں نے تجارت کی اور تیس سال میں اس سے تیس ہزار دینار کا نفع ہوا ہے دعلج نے کہا کہ میں نے تمہیں یہ قرض واپس لینے کے لئے تھوڑی دیا تھا اس رقم کو واپس لے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں برکت عطا کرے۔

اس تاجر نے جاتے ہوئے ایک سوال کیا کہ آپ کے مال میں اس قدر برکت کیسے ہوئی دعلج نے جواب دیا کہ میں حدیث کے پڑھنے میں مشغول تھا کہ ایک روز دریاؤں میں کاروبار کرنے والا شخص میرے پاس آیا اور اس نے مجھے دس لاکھ دینار دیئے اور کہنے لگا کہ ان سے تجارت کرو نفع میرے اور تمہارے درمیان نصف ونصف ہوگا اور اگر نقصان ہوا تو وہ مجھ پر ہوگا اور میری ایک نصیحت یاد رکھنا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ضرورت مند آجائے تو اسے ضرور کچھ نہ کچھ دیدینا اور وہ بھی میرے مال سے ہوگا۔

اس کے بعد ایک روز وہ تاجر میرے پاس آ کر مجھ سے کہنے لگا کہ میں دریائی سفر پر جا رہا ہوں اگر میں مرجاؤں تو میرا مال اسی شرط پر تمہارے پاس رہے گا۔

دعلج نے اس تاجر سے کہا میری موت تک اس واقعہ کی خبر کسی کو مت دینا چنانچہ میں نے اس پر عمل کیا اسی سال جمادی الثانی میں ۹۴ یا ۹۵ سال کی عمر میں دعلج کی وفات ہوئی۔

عبدالباقی بن قانع کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**عبدالباقی بن قانع کے حالات** [1]...... یہ عبدالباقی بن قانع بن مرزوق ابوالحسن الاموی ہیں جو اموی کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے حارث بن اسامہ سے حدیث سنی ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا یہ ثقہ امین اور حافظ تھے لیکن آخری عمر میں حافظہ کمزور ہو گیا تھا۔

دارقطنی کا قول ہے کہ یہ غلطی کر کے اس کو مانتے نہیں تھے اسی سال شوال میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

**ابوبکر النقاش المفسر کے حالات** [2]...... یہ محمد بن حسن بن محمد بن زیاد بن ھارون بن جعفر النقاش المفسر المقری ہیں، جو ابی دجانہ سماک بن خرشہ کے آزکردہ غلام تھے یہ اصلاً موصل کے باشندے تھے تفسیر اور قرآۃ کے عالم تھے انہوں نے مختلف شہروں میں کثیر محدثین عظام سے احادیث کا سماع کیا ان سے ابوبکر بن مجاہد، خلدی، ابن شاہین، ابن زرقویہ اور ایک پوری جماعت نے حدیث کا سماع کیا سب سے آخری شخص ان سے روایت کرنیوالے ابن شاذان تھے ان کے کچھ غیر پسندیدہ تفردات بھی ہیں۔

ان کی غلطیوں کے باوجود دارقطنی نے ان کی توثیق کی لیکن پھر اس سے رجوع کر لیا بعض نے علی الاعلان ان کی تکذیب کی ہے ان کی لکھی ہوئی ایک تفسیر تھی جس کا نام انہوں نے شفاء الصدور رکھا تھا بعض نے اس کا نام بدل کر سقام الصدور رکھ دیا۔

یہ فی نفسہ عابد، زاہد نیک صالح شخص تھے ان کی وفات کے وقت حاضرین میں سے یا کسی اور کا قول ہے کہ بوقت وفات چند دعائیں کرتے رہے پھر بآواز بلند تین بار یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ ہے:

''عمل کرنے والوں کو ان کی طرح عمل کرنا چاہئے''۔ (سورۃ الصافات آیت ۶۱)

اس کے بعد ۲ شوال بروز منگل ان کی وفات ہوگئی اور دارقطنی کے اپنے ہی گھر میں دفن کئے گئے۔

محمد بن سعید ابوبکر الحربی الزاہد کی وفات بھی اسی سال ہوئی جو ابن الضریر سے مشہور تھے یہ ثقہ صالح عابد تھے ان کا قول ہے کہ میں شہوات کا مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ شہوات ہی مقابلہ کرنے والی ہوگئیں۔

## واقعات ۳۵۲ھ

اسی سال دس محرم کو معز الدولہ (اللہ تعالیٰ اس کا برا حشر کرے) نے بازاروں کے بند کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ عورتیں بالوں کے کمبل پہن کر ننگے سر بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ چہروں پر طمانچہ مارتی ہوئی حسین بن علی پر نوحہ کرتی ہوئی بازاروں میں جلوس نکالیں۔ اس زمانہ میں شیعوں کے غلبہ اور بادشاہ کے ان کے موافق ہونے کی وجہ سے اہل سنت کے لئے انہیں روکنا ممکن نہ ہوسکا، اسی زمانہ میں دس ذی الحجہ کو عید کی خوشی میں معز الدولہ بن بویہ نے بغداد میں زیب وزینت کرنے عید کی طرح رات کو بازار کھلے رکھنے اور ڈھول باجے بجانے کا حکم دیا اور امراء اور فوجیوں کے دروازوں پر چراغاں کرنے کا حکم دیا یہ بڑا عجیب وقت تھا کہ اس وقت ان بدعات قبیحہ کا ظہور ہو رہا تھا۔

---

۱۔ تاریخ بغداد : ۱۱/ ۸۸، ۸۹ تذکرۃ الحفاظ : ۳/ ۸۸۳، ۸۸۴

۲۔ شذرات الذھب : ۳/ ۸، ۹ لسان المیزان : ۵/ ۱۳۲

اسی سال رومیوں نے رہا پر غارتگری کرتے ہوئے اس کے باشندوں کو قتل کر دیا کچھ کو گرفتار کرلیا اور صحیح سالم واپس لوٹ آئے پھر دوبارہ ان پر حملہ کر کے قتل کیا اور پھر وہاں سے چلے گئے۔

اسی زمانہ میں رومیوں کے بادشاہ دمستق کا انتقال ہو گیا جس کا نام نقفور تھا یہ وہی ہے جس نے اچانک حلب پر حملہ کر کے اس کا برا حشر کر دیا تھا رومیوں نے اس کے بعد اپنا بادشاہ دوسرے کو بنالیا۔

**رومیوں کے بادشاہ النقفور کے حالات جس کا نام دمستق تھا**......اس کی وفات سن ۳۵۲ھ یا ۳۵۵ھ یا ۳۵۶ھ میں ہوئی، یہ ملعون باشاہوں میں سب سے زیادہ سخت دل کفر میں سب سے زیادہ سخت سب سے زیادہ سخت حملہ کرنیوالا، سب سے زیادہ طاقتور تھا اور مسلمانوں سے سب سے زیادہ مقابلہ کرنے والا تھا اس ملعون نے اپنے زمانے میں مسلمانوں سے بزور طاقت بہت سے سواحل چھین لئے تھے اور اس نے انہیں مملکت روم میں شامل کرلیا تھا اور یہ اس زمانہ والوں کی کوتاہی، بدعات قبیحہ کے ظہور پذیر ہونے، عام وخاص کے معاصی میں ڈوبے ہوئے ہونے، رافضیوں کے غالب آنے اور اہل سنت پر بے دردی کے ساتھ مظالم ڈھانے کا نتیجہ تھا اسی وجہ سے ان پر دشمنان اسلام کو مسلط کر دیا گیا جنہوں نے مسلمانوں کو سخت خوف زدہ کر کے ان کے قبضوں سے شہروں کو چھین لیا اور ان کی زندگی ان پر اجیرن کر دی گئی اور وہ دشمنوں کی دشمنی پے در پے آفات وآلام کے نزول کی وجہ سے ایک جگہ رات نہیں گذار سکتے تھے بلکہ ایک شہر سے دوسرے شہر چکر لگاتے پھرتے تھے بس اللہ ہی سے مدد کی درخواست ہے۔

سن ۳۵۱ھ میں یہ ملعون دو ہزار جنگجوؤں کے ہمراہ حلب میں داخل ہو گیا اور اس میں گشت کرتا رہا سیف الدولہ بمشکل جان چھڑا کر فرار ہونے میں کامیاب ہوا اس لعین نے جبراً حلب فتح کیا وہاں کے بے شمار مردوں عورتوں کو قتل کیا سیف الدولہ کا گھر جو حلب میں ایک کھلی جگہ پر بنا ہوا تھا اسے بھی ویران کر دیا اور ان کے اموال وجائیداد پر قبضہ کرلیا اور انہیں منتشر کر دیا اور اس کا اثر ورسوخ لوگوں پر چھا گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس ملعون نے اسلام اور مسلمانوں کے ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اصلاً اللہ وحدہ قہار ہی کی حکومت ہے۔

جس شہر میں بھی داخل ہوتا وہاں کے باشندوں سے مقابلہ کر کے انہیں قتل کرتا عورتوں اور بچوں کو قیدی بناتا اور وہاں کی جامع مسجد کو گھوڑوں کا اصطبل بناتا اور اس کے منبر کو توڑ دیتا اور اس کی اذان کی جگہ کو گھوڑے اور پاؤں سے روندیتا، اس ملعون کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم پر اس کی بیوی کو مسلط کر دیا اس نے باندیوں کی مدد سے گھر کے درمیان میں اس ظالم کو قتل کر دیا اسی طرح اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو راحت بخشی اور ظالم کو ان سے زائل کر دیا اور اس کی طاقت وقوت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ اللہ ہی کے لئے فضیلتیں اور نعمتیں ہیں اور تمام احوال میں وہی تعریفوں کا مستحق ہے۔

یہ ایک اتفاق کی بات ہے کہ اسی سال قسطنطنیہ کا بادشاہ بھی مر گیا اسی کے ساتھ مسلمانوں کی خوشیاں مکمل اور ان کی امیدیں حاصل ہوئیں بس تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں کہ جس کی نعمتوں کے طفیل اچھائیاں مکمل ہوتی ہیں اور برائیاں مٹتی ہیں اور اسی کی رحمت کے طفیل لغزشیں معاف ہوتی ہیں۔

**حاصل کلام** یہ کہ یہ لعین النقفور جو رومیوں کا بادشاہ تھا جس کا نام دمستق تھا اس نے خلیفہ مطیع اللہ کے نام ایک قصیدہ بھیجا تھا جسے اس کے کسی ایسے ساتھی نے لکھا تھا جسے اللہ نے ذلیل ورسوا کیا اور اس کے کان ودل پر مہر ثبت کر دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور اسے اسلام اور اس کی بنیاد سے دور کر دیا وہ لعین اس قصیدہ میں اپنے اوپر فخر کرتا رہا اور اسلام ومسلمانوں کو گالیاں دیتا ہے اور وہ اس میں تمام مسلمانوں کو اس بات کی دھمکی دیتا ہے کہ عنقریب وہ تمام ممالک اسلامیہ پر قبضہ کرلے گا، حتیٰ کہ حرمین شریفین پر بھی حالانکہ وہ خود جانوروں اور چوپایوں سے بھی زیادہ بدتر اور ذلیل ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ذریعے وہ دین بتول مسیح علیہ السلام کی مدد کر رہا ہے اور اس قصیدے میں وہ کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام کو خطاب کا انداز ظاہر کرتا ہے آپ علیہ السلام پر اللہ کی رحمتیں اور درود نازل ہو۔

ہمیں اس کا علم نہیں ہو سکا کہ اس زمانہ میں کسی نے اس قصیدہ کا جواب دیا ہے یا اس کے غیر مشہور ہونے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ کھلم کھلا منکر تھا اس لئے اس کا جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اس قصیدہ کے پڑھنے والے کی روح شیطانی روح معلوم ہوتی ہے۔

البتہ صرف ایک شخص نے اس قصیدہ کی طرف توجہ دی ہے اس کا نام ابو محمد بن حزم ظاہری ہے (اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو جنت کا باغ بنائے) جس نے اس قصیدہ کا معقول اور منہ توڑ جواب دیا اور اس کے ہر باب اور فصل کا لحاظ کر کے مناسب اور معقول جواب دیا ہے۔

اب میں اس قصیدہ کا ذکر کرتا ہوں اس کے بعد ہی اسلامی قصیدہ کو ذکر کروں گا اس مرتد نے یہ قصیدہ اپنے بادشاہ کی زبان سے جاری کرایا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اور قیامت تک آنے والے اس کے تمام ہم خیالوں پر لعنت کرے۔

میں نے یہ قصیدہ ابن عساکر کے خط سے نقل کیا ہے جسے انہوں نے کتاب صلۃ الصلۃ للفرغانی سے نقل کیا ہے۔

(۱)......یہ قصیدہ ایسے شخص کی طرف سے جو پاک بادشاہ مسیحا ہے، آل ہاشم کے آخری بادشاہ کے نام۔

(۲)......اس بادشاہ کے نام جو فاضل ہے جس کا نام مطیع اور وہ علاء الدولہ کا بھائی ہے۔

(۳)......کیا میرے عزم سے تمہارے کان باخبر نہیں ہوئے لیکن ہوشیاری کے کام کرنے کے بجائے سستی کے کام نے تم کو مصائب میں جھونک دیا۔

(۴)......اب بھی اگر تم اپنی ذمہ داریوں سے باخبر ہو تو تمہاری مرضی ہے کیوں کہ میں تو اپنی ذمہ داریوں کے بجالانے سے غافل نہیں ہوں۔

(۵)......چند مٹے ہوئے نشانات کے علاوہ تمہاری غفلت کی وجہ سے تمہاری سرحدیں ختم ہو چکی ہیں۔

(۶)......ہم نے تمام ارمنی سرحدوں کو فتح کر لیا ہے ایسے بہادر نوجوانوں کی مدد سے جو زبردست شیروں کی طرح ہیں۔

(۷)......جزیرہ آھل کی تمام سرحدوں کی طرف بھی تمہارے قنسرین اور عواصم کے لشکروں کی طرف بھی۔

(۸)......کرکر کے بعد سمیساط کے ساتھ ملیحہ کی طرف بھی اور دریا میں بھی بڑی سے بڑی سرحدی کامیابی کی طرف بھی۔

(۹)......ہمارے لشکر نے الحدث الحمراء کی طرف پیش قدمی کی ہے نشانات باقی رکھنے کے لئے جعفری کے بعد کیسوم کی طرف بھی۔

(۱۰)......وہاں کے بہت سے شان وشوکت والے لوگوں کو ہم نے اپنا فرمانبردار بنالیا بس وہ ہمارے غلام اور خادم بن کر رہ گئے۔

(۱۱)......اور زینوں کو کس کر جبکہ ہم نے اپنی جماعت کے ذریعے خراب کرادیا اس کے باوجود بھی ہمارا مرتبہ ہر کھڑے ہونے والے آدمی سے اونچا ہے۔

(۱۲)......رہا کے باشندوں نے ہم سے پناہ طلب کر کے الگ الگ گروہ بنالئے اپنے ایسے آقا کے رومال کو لے کر جو آدمی کی صفت سے کہیں بلند ہو چکا ہے۔

(۱۳)......رات کے وقت آنے والے قافلے نے راس العین میں صبح کو بدن پر ہتھیار ڈالے ہوئے ہم نے وہاں حملہ کر دیا ان کی کھوپڑیاں اڑا کر کے۔

(۱۴)......دار میافارقین اور اردن پر ہم نے گھوڑوں کے ذریعے حملہ کر کے انہیں ایلوے کا مزہ چکھا دیا۔

(۱۵)......ہماری کشتیاں اقریطش سے آگے بڑھ گئیں ایسے سمندر پر سے گذر کر جو جھاگ اڑانے والا اور موجزن تھا۔

(۱۶)......میں نے وہاں کے باشندوں کو قیدی کی حیثیت سے جمع کر لیا اور لانبے قد والی نرم ونازک ان کی عورتیں ہنکا کر لائی گئیں۔

(۱۷)......وہاں پر ہم نے عین زربہ بزور قوت فتح کیا ہاں ہم نے ہر ظالم سرکش کو اپنے قابو میں کر لیا۔

(۱۸)......فتح کرتے ہوئے ہم حلب تک پہنچ گئے حتیٰ کہ ہم نے ان کی عورتوں کو اپنے لئے حلال کر لیا اور اس کی ساری چار دیواری کو توڑنے والے نے پاش پاش کر کے رکھ دیا۔

(۱۹)......ہم عورتوں کو پھر لڑکیوں کو ہنکا کر لائے اور ان کے بچوں کو مثل خادموں اور غلاموں کے بنالیا۔

(۲۰)......تمہارا دین سیف الدولہ اور ناصر الدولہ سے کیسے ذلیل ہو کر بھاگ گیا۔

(۲۱)......ایک ہوشیار شخص کی طرح ہم نے طرطوس کا رخ کیا ہم نے ان کے حلقوں تک تکلیف پہنچائی۔

(۲۲)......بس کتنی ہی ایسی باعزت اور شریف اور علوی خاندان کی نرم ونازک اعضاء بدن خوشبودار کلائیوں والی عورتیں ہیں۔

(۲۳)......ہم نے انہیں قید کیا پھر انہیں ہنکایا اس حال میں کہ وہ سر جھکانے والی ننگے سر تھیں بغیر مہر کے، یہ صرف ایک حکم حاکم کی وجہ سے ہوا۔
(۲۴)......کتنے ہی مقتولوں کو ہم نے چٹان کی مانند چھوڑا اس حال میں کہ وہ حلق اور گردن کے نیچے کی ہڈی کے درمیان خون بہا رہے تھے۔
(۲۵)......اور سڑکوں پر کتنے ہی واقعات ایسے ہیں جنہوں نے تمہاری جڑوں کو ختم کر دیا ہم نے انہیں جانوروں کی طرح بزور ہنکایا۔
(۲۶)......ہم نے تمہاری اچھی چیزوں پر حملہ کیا اس حال میں کہ ان کے محافظ تیروں کے سایہ کے نیچے ذلیل پڑے ہوئے تھے۔
(۲۷)......اس کے بلند حصہ کو گرا دیا اور اس کی علامتوں کو بدل دیا گوری نرم و نازک عورتوں کی جگہ وحشی جانوروں سے۔
(۲۸)......جب اس میں الو چیختا ہے تو آواز ٹکرا کر اسے جواب دیتی ہے اسکے بعد اس علاقہ میں کبوتروں کا رونا متواتر ہونے لگتا ہے۔
(۲۹)......انطا کیہ ہم سے دور نہیں یقیناً میں اسے ایک دن اس کے مقدس مقامات کو روندتے ہوئے فتح کرلوں گا۔
(۳۰)......میرے آباء واجداد کا وطن دمشق ہے عنقریب میں اس میں اپنے ملک کو اپنی انگوٹھی کے نیچے لے آؤں گا۔
(۳۱)......مصر کو عنقریب بزور تلوار فتح کرلوں گا ان کے اموال اور ان کے جانوروں پر قبضہ کرلوں گا۔
(۳۲)......کافور کو اس کے استحقاق کے مطابق بدلہ دوں گا کنگھی اور قینچی اور نشتر لگانے کی جگہوں کو کاٹ کر۔
(۳۳)......اے آل حمدان تیار ہو جاؤ تیار ہو جاؤ تم پر رومیوں کا لشکر مثل بادلوں کے چھا چکا ہے۔
(۳۴)......اس لئے اگر تم یہاں سے نکل جاؤ تو تم شریفانہ طور پر بچ جاؤ گے اور محفوظ ہو گے حملہ آور بادشاہ کے بھرپور قتل کر دینے سے۔
(۳۵)......اسی طرح نصیبین اور موصل کو اپنے آباؤ اجداد اور اگلوں کی حکومت میں شامل کرلوں گا۔
(۳۶)......عنقریب سامرلوٹ اور عسکر کو اور تکریت ماردین کو دار السلطنتوں کے ساتھ فتح کرلوں گا۔
(۳۷)......میں وہاں کے باشندوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالوں گا اور ان کے اموال اور محترم اشیاء کو غنیمت بنا کر لے آؤں گا۔
(۳۸)......اے بغداد والو! تیار ہو جاؤ تمہاری ہلاکت ہو تم سب حقیر اور بے مقصد ہو۔
(۳۹)......تم دیلمی شخص اور اس کے رفض کے مطابق چلنے پر تیار ہو گئے اب تم دیلم کے غلام کے غلام بن گئے۔
(۴۰)......اے جنگلوں میں رہنے والو! تم جانوروں کو چراتے ہوئے صنعاء یمن کی طرف لوٹ جاؤ۔
(۴۱)......تم حجاز کی زمین کی طرف ذلت کے ساتھ لوٹ جاؤ اور شریف رومیوں کے علاقوں کو خالی کردو۔
(۴۲)......عنقریب بغداد کی طرف بہت سے لشکروں کو بھیجوں گا جو باب طاق کی طرف جائے گا جہاں پر دار القمام ہے۔
(۴۳)......میں اس کی بلند عمارتوں کو جلادوں گا اور اس کی چاردیواری کو ختم کردوں گا میں اس کے بچوں کو قید کرلوں گا ناراض ہونے والے کے نا چاہنے کے باوجود۔
(۴۴)......اور اس کے تمام اموال اور تختوں کو قبضہ میں لیلوں گا اور انتقام لینے والی تلوار کے ساتھ سب کو قتل کردوں گا (۴۵) راتوں رات اھواز کی طرف جلدی سے اپنا لشکر لے جاؤں گا ریشمی اور قیمتی کپڑوں کو جمع کرنے کے لئے (۴۶) میں اسے لوٹ کر آگ لگادوں گا اور اس کی بلند عمارتوں کو ویران کردوں گا۔
(۴۷)......شیراز اور ری کی طرف بھی لشکر روانہ کروں گا کان کھول کر سن لو خراسان میرا شاہی محل ہے اور اس کے لشکر میرے محافظ ہیں۔
(۴۸)......شاس کی طرف بھی اس کے بعد بلخ اور اسکے مضافات میں فرغانہ بھی اور مرو اور مخارم بھی۔
(۴۹)......سابور اور اس کے تمام قلعوں کو میں پاش پاش کردوں گا ابابیل پرندوں کی طرح ایک دن میں اس میں داخل ہو جاؤں گا۔
(۵۰)......کرمان بھی اور پورے سجستان کو بھی نہیں بھولوں گا دور کے علاقے کابل اور عجمی ممالک بھی۔
(۵۱)......میں اپنا لشکر لے کر بصرہ جاؤں گا جس کے دریا کے اوپر ہمیشہ خوش کن دھند چھائی رہتی ہے۔
(۵۲)......عراق اور کوفہ کے درمیان واسط کی طرف بھی جیسا کہ کسی دن ہمارا پختہ ارادہ لشکر تھا۔
(۵۳)......پھر میں وہاں سے نکل کر تیزی کے ساتھ مکہ کی طرف جاؤں گا اور اپنے ساتھ آنسو بہا دینے والی راتوں کی طرح زبردست لشکر لے

جاؤں گا۔

(۵۴)...... اور میں پورے عالم پر حکومت کرنے کے لئے حق کی کرسی لگاؤں گا۔

(۵۵)...... اور میں سارے نجد اور تہامہ پر حاوی ہو جاؤں گا اور سرمن رأی اور قبیلہ مذحج اور قتام کے علاقوں پر بھی (۵۶) اور میں سارے یمان اور زبیدہ پر غزوہ کروں گا اور صنعاء یمن پر بھی صعدہ اور تھائم کے ساتھ۔

(۵۷)...... اور میں سارے یمان پر قبضہ کرلوں گا اور اس مال پر بھی جس قرامطہ نے محترم دنوں میں جمع کیا ہے۔

(۵۸)...... پھر میں اس مقدس مقام کی طرف لوٹوں گا جس نے ہمیں شرف بخشا اصل باشندے کو عزت دیکر جن کی اصل ثابت اور موجود ہے۔

(۵۹)...... اور میں اپنے تخت معظم کو لوگوں کے سجدہ کے لئے بہت اونچا کروں گا اس وقت روئے زمین کے کل بادشاہ خادم کی مانند ہو جائیں گے۔

(۶۰)...... اس وقت وہ علاقہ ایک ایک کر کے مسلمانوں سے خالی ہو جائے گا ہر اس شخص کے لئے جو صاف دین والا بے فتنہ پورا یقین رکھنے والا ہوگا۔

(۶۱)...... جب تمہارے حکام نے تم پر ظلم کرنا شروع کیا اور تم علی الاعلان منکرات کرنے لگے اس وقت اللہ نے تمہارے خلاف ہماری مدد کی۔

(۶۲)...... تمہارے قاضیوں نے دین فروخت کر کے قضاۃ خرید لی جیسا کہ ابن یعقوب نے چند درہموں کے بدلے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیچ دیا تھا۔

(۶۳)...... تمہارے موافق کھلم کھلا جھوٹی تہمت اور رشوت کے ساتھ۔

(۶۴)...... میں عنقریب مشرق اور مغرب اللہ کی ساری زمین کو فتح کرلوں گا اور میں بزور تلوار صلیبی دین کو دنیا میں پھیلا دوں گا۔

(۶۵)...... بس عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں کے اوپر عرش سے بلند ہو گئے ہیں ان سے دلی طور پر محبت رکھنے والا ہی لڑائی کے دن کامیاب ہوگا۔

(۶۶)...... لیکن تمہارے آقا مٹی میں مدفون ہیں مٹی نے انہیں ختم کر دیا ہے وہاں بوسیدہ ہڈیوں کے درمیان ان کی ہڈیاں بھی گل سڑ گئیں۔

(۶۷)...... تم نے اپنے نبی کے بعد ان کے ساتھیوں کو نشانہ بنایا ہے گالیاں تہمت اور ان کی بے عزتی کے ذریعے۔

اس ناظم کی نظم کا یہ آخری شعر ہے اللہ اس پر لعنت کرے اور اسے آگ میں داخل کرے (اس دن جبکہ کسی بھی ظالم کو عذر خواہی کرنا فائدہ مند نہ ہوگا اور ان پر لعنت ہوگی اور ان کا ٹھکانا بہت برا ہوگا)۔ (سورۃ غافر آیت ۵۲)

اس دن وہ ظلم کرنے والا اپنی ہلاکت کو پکارے گا اور جہنم کی آگ میں اسے داخل کر دیا جائے گا وہ ظالم افسوس کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کو چبائے گا اور اظہار ندامت کے طور پر کہے گا اے کاش میں نے رسول کے ساتھ اپنا اچھا تعلق قائم کیا ہوتا یقیناً ہمارے لئے نصیحت آئی تھی قرآن آیا تھا لیکن ہمیں شیطان نے گمراہ کر دیا تھا اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہے۔ (سورۃ الفرقان آیت ۲۷-۲۹)

اگر حالت کفر میں مر گیا ہو۔

اس کے بعد اس قصیدہ کا جواب دیا جاتا ہے جو ابی محمد بن حزم الفقیہ الظاہری کا لکھا ہوا ہے جس وقت انہوں نے اس ملعون کا قصیدہ سنا تو فوراً غصہ میں اس کا یہ جواب لکھا اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کے لئے اور دین کی حفاظت کی خاطر جیسا کہ اس کے دیکھنے والوں نے بیان کیا، یا اللہ اس پر رحم فرمائے اور اس کا ٹھکانا عمدہ بنائے ان کے گناہوں کو معاف فرمائے۔

القصیدۃ الاسلامیۃ المنصورۃ المیمونۃ:

(۱)...... یہ جواب اللہ رب العالمین کی پناہ طلب کرنے والے شخص کی جانب سے ہے جو ہاشمی خاندان سے رسول اللہ کے دین کا ماننے والا ہے۔

(۲)...... جس کا نام محمد ہے لوگوں کو تقوی، رشد، اسلام کے ذریعے اللہ کی طرف دعوت دینے والا ہے۔

(۳)......اس پر اللہ کی طرف سے کروڑوں رحمتیں نازل ہوں یہاں تک کہ حشر کے دن تمام انسانوں کو پورا پورا بدلہ دے۔

(۴)......اس شخص کے نام جو جہالت اور گمراہی کی وجہ سے جھوٹی باتیں کرنے والا ہے اس نقفور کی طرف سے جو عجمیوں میں غلط باتیں پھیلانے والا ہے۔

(۵)......تم نے ایسے امام کو دعوت دی ہے جس کے امراء اس کے ہاتھوں میں قوم رسم کے مٹے ہوئے نشانات کی طرح ہیں۔

(۶)......اس امام کے دور خلافت میں متعدد آفتیں نازل ہوئیں جیسا کہ اس سے پہلے بادشاہوں پر بھی آفات نازل ہوتی رہی ہیں۔

(۷)......اس خرابی یا مصیبت کے آنے پر کوئی تعجب کی بات نہیں جو شریف نیک آباؤ اجداد پر آتی رہی ہیں۔

(۸)......اگر وہ امام اپنے قدیم اباؤ اجداد کے نقش قدم پر ہوتا تو اس کی جانب سے بھی تم کو زہر ملے سانپوں کے زہریلے گھونٹ پلائے جاتے۔

(۹)......تم نے اپنے اندر ایسی باتوں کے ہونے پر اظہار فخر کیا ہے اگر وہ باتیں تمہارے اندر حقیقتاً پائی جاتی ہیں تو وہ اللہ کے فضل سے شہنشاہ وقت ہو کر رہے گا۔

(۱۰)......شاید اللہ تعالیٰ دین پر چلنے والوں کے طفیل اپنی مہربانی سے اس کے مٹے ہوئے نشانات نئے بنا ڈالے۔

(۱۱)......پھر تو اس کے ذکر سے ہی تم کو شرمندگی لاحق ہوگی اور اس کے متعلق ہر جھگڑا کرنے والے کی زبان بند ہو جائے گی۔

(۱۲)......ہم نے علی الاعلان تم پر حملہ کر کے تمہارا سامان چھینا ہے لیکن تم کمزور اور ارادوں کے حملہ کے وقت دھوکہ دہی سے دھوکہ بازی کے ساتھ حملہ کر کے کامیاب ہو گئے۔

(۱۳)......اس کے بعد تم خوشی اور مستی میں اپنے آپے سے باہر ہو گئے کمزور ذلیل، حقیر معمولی علم جاننے والے کی طرح۔

(۱۴)......جب ہم باہمی تعاون کو چھوڑ کر معاملات میں آپس میں لڑنے لگے اور جاہلوں کو ظالم کی حکومت میسر آ گئی۔

(۱۵)......اور ہمارے خلفاء نے ان کے غلاموں اور ان کے ترکیوں اور دیلمیوں کے درمیان فتنہ کی آگ بھڑکائی۔

(۱۶)......ایسے لوگوں کے احسانات کی ناشکری اور ان کے حقوق کے انکار کی وجہ سے جنہوں نے ان کو جہالت سے نکال کر علم کے بلند مقام تک پہنچایا۔

(۱۷)......ایسے حالات میں تم نے ہم پر حملے کئے چوروں کے حملہ کی طرح سونیوالے کی غفلت کے وقت۔

(۱۸)......کیا پوری قوت کے ساتھ زوردار حملے نے تم سے شام کے تمام علاقے نہیں چھین لئے۔

(۱۹)......مصر کو اور قیروان کے سارے علاقے اور اندلس کو طاقت کے ذریعے ان کی کھوپڑیوں کو اڑاتے ہوئے۔

(۲۰)......کیا ہم نے انتہائی کمزور حالت ہونے کے باوجود تم سے صقلیہ کو نہیں چھین لیا ہے اس کے ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر میں۔

(۲۱)......تمہارے ناپسند کرنے کے باوجود تمہاری مقدس جگہیں اور وہاں کے مکانات ہمارے قبضہ میں ہیں۔

(۲۲)......بیت اللحم اور وہاں کی جماعتیں بھی سب بڑے بڑے مسلمانوں کے قبضے میں ہیں۔

(۲۳)......ہم نے بزور تمہاری ناکوں کو مٹی میں رگڑتے ہوئے تمہیں اپنے اندر شامل کر لیا اور قسطنطنیہ کی شاہی کرسی کو ضعفاء میں تقسیم کر دیا۔

(۲۴)......اس لئے یقینی طور پر ان تمام چیزوں کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے خدائے وحدہ لاشریک جبار و قہار کی مہربانی سے۔

(۲۵)......کیا یزید تمہارے شہروں کے وسط پر قابض نہیں ہوا بزور تلوار قسطنطنیہ کے دروازہ تک نہیں پہنچا۔

(۲۶)......ان تمام باتوں کے علاوہ مسلمہ نے بھی ان علاقوں کو پیر تلے روندا ہے عربی تہامی لشکروں کے ذریعے جو شیروں کی طرح آواز نکالا رہے تھے۔

(۲۷)......ذلت کی ساتھ ہماری اس مسجد نے بھی تم سے خدمت لی ہے جو پچھلے زمانوں میں تمہارے درمیان بنائی گئی تھی۔

(۲۸)......تمہارے ملک کے شہر میں شاہی محل کے بغل میں خبردار یہ تو تیز تلوار کی دھار کا حق ہے۔

(۲۹)......اور تمہارے بڑے بادشاہوں نے ہارون الرشید کو دیئے ہیں مغلوبوں کے عطیہ کی طرح اور قرض خواہوں کے جزیہ کی طرح۔

(۳۰)......ہم نے تم سے مصر چھین لیا جو ہماری طاقت کا گواہ ہے جو اللہ رب العزت نے ہمیں عطا کی ہے۔

(۳۱)......بیت یعقوب (علیہ السلام) اور ارباب دومر تک بحر محیط کے زبردست شور سننے کی جگہ تک قبضہ کرلیا ہے۔

(۳۲)......اے شکست خوردہ لوگوں میں بچے بچائے کیا تم اکٹھے کبھی ہمارے علاقے میں داخل ہوئے ہو اللہ نے تمہارے لئے ایسا ہونے نہیں دیا۔

(۳۳)......اب تمہارے پاس امیدوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو بے وقوفوں کی پونجیاں اور سونے والوں کے خواب ہیں۔

(۳۴)......جب برسرپیکار لشکروں کے گھوڑے تمہیں روندیں گے اس وقت تمہیں تمہارا انجام کا معلوم ہوجائے گا۔

(۳۵)......تم اور ہم اپنی اپنی قدیم عادتوں پر ہیں اندھیری راتوں میں غنیمت کے مال جمع کرنے میں۔

(۳۶)......تم نے ہمارے اتنے افراد گرفتار کئے ہیں کہ جن کا شمار کرنا ممکن ہے لیکن تمہارے افراد ہمارے پاس اس قدر گرفتار ہیں جن کا شمار کرنا محال ہے۔

(۳۷)......اگر کچھ لوگ انہیں شمار کرنے کا ارادہ بھی کریں تو وہ ایک نہ ہونے والی چیز کا ارادہ کریں گے۔

(۳۸)......تم نے قوم میں سے رذیل، گندے چھوٹی کلائیوں والے بنی حمدان کے دولڑکوں اور کافور پر حملہ کیا ہے۔

(۳۹)......وہ لوگ ایسے جن کا نسب مشکوک ہے اور وہ نشتر لگانے والے ہیں جبکہ خون کو چوس کر نکالنے والا کبھی نشتر لگانے والے کے خون کی قیمت کا اندازہ نہیں کرسکتا۔

(۴۰)......اگر تم اتنے ہی نڈر تھے تو اس پہلے تم نے دعیانہ پر حملہ کیوں نہیں کیا ایسے پورب والوں کے علاقوں پر جو شیروں کو تیر کا نشانہ کرنے والے تھے۔

(۴۱)......ایسی راتوں میں انہوں نے تم پر سرداری کی جیسا کہ تم کو کھینچ کرلائے جرجان کے قبیلوں کے حلق کاٹنے والے۔

(۴۲)......اور وہ تمہارے بادشاہوں کی لڑکیوں کو اطمینان کے ساتھ قیدی بنا کرلے آئے جس طرح کٹے ہوئے کھیت کی ہرنیاں آسانی سے پکڑ کرلائی جاتی ہیں۔

(۴۳)......لیکن ہمارے بارے میں ہرقل سے دریافت کرلو اور ان لوگوں سے جنہوں نے تمہارے شریف بادشاہوں اور فیاض سرداروں کو چھوڑ دیا ہے۔

(۴۴)......تنوخ اور قیصر تمہیں ہمارے بارے میں صحیح خبر دے دیں گے اور یہ بھی بتلادیں گے کہ ہم نے کتنی ہی شریف بہو بیٹیوں کو گرفتار کیا ہے۔

(۴۵)......اور وہ یہ بھی بتلادیں گے کہ ہم نے کتنے ہی تمہارے مضبوط شہروں کو فتح کیا ہے اور یہ کہ ہم نے تمہاری کوتاہیوں کی وجہ سے کتنے دن تمہارے درمیان قیام کیا ہے۔

(۴۶)......اور تم ذلیل جھوٹی باتیں بنانے والے لوگوں کا تذکرہ چھوڑ دو تم انہیں امام اور پرانے ہونے کی حیثیت سے شمار مت کرو۔

(۴۷)......اور یہ کہ تم سامرا اور تکریت سے لے کر پہاڑی علاقوں تک پہنچ جاؤ گے یہ سب تمہارے لئے پریشان کن خواب ہیں۔

(۴۸)......یا ایسی امیدیں ہیں جن کی تمنا ایک حقیر انسان ہی کرسکتا ہے ان کی مثل اور بھی تمنائیں ہیں اور سرداران قوم کے قتل کرنے کی بھی تمنا ہے۔

(۴۹)......تم بغداد کے نئے بازار تک پہنچنے کا ارادہ کرتے ہو جس کی مسافت شریف اور مضبوط اونٹ کے لئے ایک ماہ کی ہے۔

(۵۰)......جو کہ زاہدوں عالموں اور متقیوں کی ٹھہرنے کی جگہ ہے اور جہاں کا قیام ہر عالم کو پسند ہے۔

(۵۱)......لوگوں نے ریتلی زمین کے ٹکڑے پر رکھی ہوئی شراب تم سے مانگی ہے مگر انہوں نے وہ شراب بھولے بھالے پورا مقابلہ کرنے والے مسلمانوں سے پائی۔

(۵۲)......اور دمشق کے قریب ہر قسم کا سامان زندگی موجود ہے گویا کہ وہ آنے والوں تک پہنچنے کے لئے اڑنے والے بادل ہیں۔

(۵۳)......اور وہ ایک ٹکسال ہے جو کافروں کو انتہائی ذلت کے ساتھ نکال باہر کرتا ہے، جیسا کہ ٹکسال میں کام کرنے والا سفید درہم ڈھالتا ہے۔

(۵۴)......اور حجاز کے اطراف میں بھاری بھاری لشکر ہیں زوردار کالی کالی دل دہلانے والی گھٹا کے قطروں کے مانند ہیں۔

(۵۵)......وہاں بنی عدنان کا ہر فرد فیاض ہے اور قبیلۂ قحطان کے بہت سے شریف لوگ موجود ہیں۔

(۵۶)......اور اگر قبیلۂ قضاعہ کی ایک جماعت سے تمہارا مقابلہ ہوگا تو تم انہیں ایسے شیر پاؤ گے۔ جو سوکھی جھاڑیوں میں پڑے ہوں۔

(۵۷)......جب وہ صبح کے وقت تم سے ملاقات کریں گے تو تمہیں گذشتہ باتیں یاد دلائیں گے جو انہیں گھمسان کی لڑائی میں تمہارے ساتھ پیش آئی تھیں۔

(۵۸)......اس وقت کی باتیں جب وہ تمہاری طرف تیز گھوڑوں کو لے کر بڑھتے تھے تو تم اس وقت بطور ضمانت ان کے پاس بہت سی بکریاں لے کر آئے تھے۔

(۵۹) عنقریب ان کے کچھ گروہ تمہارے پاس آئیں گے جو مدینہ منورہ اور دیگر علاقوں پر قبضہ کر لینے کی باتیں بھی بھلا دیں گے۔

(۶۰) تمہارے اموال وخون سب ان کے لئے حلال ہو جائیں گے جن سے پیاسوں کے سینوں کی گرمی کو شفا حاصل ہوتی ہے۔

(۶۱)......اور یقیناً وہ تمہارے علاقوں اور زمینوں کو تقسیم کر لیں گے جیسا کہ وہ زمانہ دراز تک اس سے پہلے تقسیم کرتے رہے ہیں۔

(۶۲)......اور اگر تمہارے پاس خراسان شیراز اور حسین مناظر والے رئ سے کوئی جماعت پہنچ جائے۔

(۶۳)......ایسی صورت میں تمہارے لئے ہماری طرف سے طے شدہ بات ہی ہوگی یعنی ذلت اور انگلیوں کو چبانا۔

(۶۴)......اس سے پہلے وہ تمہارے علاقوں میں کئی بار پہنچ چکے ہیں ایک سال کی مسافت کو مضبوط گھوڑوں کے ذریعے طے کر چکے ہیں۔

(۶۵) چنانچہ بجستان اور کرمان تک تو وہ بطریق اولیٰ پہنچ سکتے ہیں اور کابل اور حلوان تو مرہم رکھنے والے شفا دینے والے علاقے ہیں۔

(۶۶)......فارس اور سوس کے علاقوں میں بے شمار لشکر ہیں اور اصبہان کا تو ہر فرد چالاک اور دوسروں کے لئے موذی ہے۔

(۶۷)......اگر ان کی کوئی جماعت تم پر حملہ کر بیٹھے تو تم شکار بن جاؤ گے مثل ان شیروں کے جو جانوروں کے اوپر حملہ آور ہوں۔

(۶۸)......اور ایسے ہی بصرہ سے جو روشن ہے اور بلند کوفہ سے۔

(۶۹)......اور ان کی جماعت تو گنتی اور زیادتی میں ریت کے ذرات کی طرح بے شمار ہے۔ جس سے وہ دشمنی کر لیں اس کی خیر نہیں۔

(۷۰)......اور اس اللہ کے گھر کے سوا جو اس مکہ مکرمہ میں ہے جسے اللہ نے اپنی مہربانیوں سے ساری مخلوق کے لئے بزرگی بخشی ہے۔

(۷۱)......اسی مکہ کی زمین کے مقابلہ میں سارے علاقے یقینی طور پر انگوٹھی کے نگینہ کے مقابلہ میں موزے کے نیچے تلے کی جگہ میں ہیں۔

(۷۲) اللہ کی طرف سے اس کی پوری پوری حفاظت کی ذمہ داری ہے اس لئے اس پر حملہ میں کوئی کامیاب نہیں ہوسکتا۔

(۷۳)......وہاں سمندر کی مخلوقات کی طرح مخلوقات کی ایک جماعت ہے جو اپنے ارادہ کو کر گزرنے والی ہے سخت محافظ ہے بطحا کی حرمتوں والی بنیادوں کی۔

(۷۴)......مدینہ طیبہ کے وسط میں آپ علیہ السلام کی قبر کے چاروں طرف اتنی زیادہ جماعتیں ہیں کہ ان کی زیادتی کی وجہ سے وہاں کالی رات کی اندھیری ہے۔

(۷۵)......بڑے بڑے فرشتوں کا لشکر ان کی حفاظت کرتا ہے بڑے چھوٹے ہر قسم کے غازی اور ہر روزہ دار سے۔

(۷۶)......اگر مجھ پر تم حملہ کر بیٹھیں تو تم گلی سڑی ہڈیوں کی طرح ہو جاؤ گے جیسا کہ زمانہ جانوروں کی ہڈیوں کو جدا جدا کرتا ہے۔

(۷۷)......اور یمن میں جو بالکل محفوظ ہے حملہ کرنے والے بہادر نوجوان ہیں جب وہ تم سے ملیں گے تو تم خوراک بن جاؤ گے۔

(۷۸)......اور یمامہ کی زمین کے دونوں کناروں میں ایسی جماعت ہے جو شریفوں کے مذر کو مان لینے والے انگلیوں کے لمبے پوروں

والے ہیں۔

(۷۹)...... ہم تمہاری اور قراطبوں کی حکومت تک آجائیں گے۔

(۸۰)...... حق کا خلیفہ ہے اس کا ہر حکم دین کی مدد کرتا ہے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتا۔

(۸۱)...... اس کے آباؤ اجداد کا نسب اولاد عباس تک پہنچتا ہے بڑے فخر کے ساتھ وہ جو جھاگ اڑانے والی موج کی طرح چھانے والے تھے۔

(۸۲)...... وہ ایسے بادشاہ تھے جن کی خوش بختیوں کا پرندہ کامیابیوں کو لے کر اڑنے والا تھا ان سے پہلے اور ان کے بعد والے لوگ قابل مبارک ہیں۔

(۸۳)...... ان کے ٹھہرنے کی جگہ مسجد قدس میں ہے یا بغداد کے علاقوں کے پاس مکرم مقام میں۔

(۸۴)...... اگرچہ عدی اور تیمی کے اوپر کے خاندان سے ہے۔

(۸۵)...... مرحبا مرحبا پھر نعمتیں ہیں اور خوش آمدید ہے ان لوگوں کو جو ہمارے متقدمین اور بزرگوں میں بہترین لوگ ہیں۔

(۸۶)...... انہی لوگوں نے دل کھول کر اسلام کی پرزور مدد کی ہے ان ہی لوگوں نے زبردست غصہ کرنے والے کی مانند شہروں کو فتح کیا۔

(۸۷)...... ذرا ٹھہرو کہ اللہ کا سچا وعدہ پورا ہونے والا ہے ان کافروں کو ایلوے کا تلخ گھونٹ ایک ایک قطرہ کر کے پلائے گا۔

(۸۸)...... عنقریب ہم قسطنطنیہ اور اس کے مضافات کو فتح کرلیں گے اور تم سب کو مادہ گدھوں کے سامنے ڈھیر کر کے رکھ دیں گے۔

(۸۹)...... اور ہم چین و ہند کو بزور فتح کرلیں گے قوم ترکی اور قوم خزر کے لشکر کے ساتھ ایسا لشکر جو مقابل کو تہس نہس کر کے رکھنے والا ہے۔

(۹۰)...... اللہ تعالیٰ کے وعدے ہمارے حق میں بالکل صحیح ہیں بے وقوفوں کی تمناؤں کی طرح نہیں ہیں۔

(۹۱)...... ہم تمہاری زمین اور تمہارے شہروں کے آخری حد تک مالک ہو کر رہیں گے اور ہم تم پر ایک شریف یا قرض خواہ کی ذلت مسلط کر کے رہیں گے۔

(۹۲)...... حتیٰ کہ تم دیکھ لو گے کہ بہادر فوجیوں کے ذریعے اس کام کا حکم عام ہو چکا ہے۔

(۹۳)...... اے ذلیل کیا تو دین تثلیث کا ہمارے دین سے مقابلہ کرتا ہے جو خلاف عقل اور سراپا گناہ ہے۔

(۹۴)...... تم لوگوں کو ایسی مخلوق کی عبادت پر دعوت دیتے ہو جو اپنے غیر کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہے اور جاہل تو ہلاک ہو کہ اس خدا سے عالم مخفی نہیں ہے۔

(۹۵)...... تمہاری مذہبی کتب انجیلیں فرضی ہیں جو اگلے لوگوں کے کلام کے مشابہ ہیں جن میں بری اور نامناسب باتیں بھی ہیں۔

(۹۶)...... اے آزاد جانوروں کی عقلیں رکھنے والو تم ہمیشہ صلیب کے تختہ کو سجدہ کرتے رہتے ہو۔

(۹۷)...... ملت اسلام کی طرف جو ہمارے رب کی توحید کی دعوت دیتی ہے اس لئے کسی بھی دیندار کا دین مذہب اسلام کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(۹۸)...... دین اسلام نے ان تمام باتوں کی تصدیق کی جن کو ہادیٔ عالم آپ علیہ السلام لے کر آئے ہیں مظالم کو ختم کرنے کے لئے۔

(۹۹)...... تمام بادشاہوں نے اسے بخوشی قبول کرلیا ہے جو سچے دلائل کے ساتھ آیا ہے جو ہمیشہ پاک وصاف رہا ہے۔

(۱۰۰)...... تمام یمنی بادشاہوں نے اسلام قبول کرلیا اور بحرین کے علاقہ کی اس قوم نے بھی جس کے کان کے نیچے کی ہڈیاں ابھری ہوئی ہیں۔

(۱۰۱)...... جیسا کہ صنعاء میں بادشاہ وقت نے سر جھکایا اور اہل عمان نے بھی جہاں قبیلہ جہضم ہے۔

(۱۰۲)...... ان لوگوں نے اللہ کے دین کو بلا خوف کے قبول کرلیا اور کسی ایسے لالچ سے نہیں جس سے فقیر ہتھیلی بھر کر فائدہ اٹھائے۔

(۱۰۳)...... اس وقت انہوں نے رضامندی سے اپنے سروں سے تاج اتار لئے اس حق ویقین کے ساتھ جو دلائل کے ساتھ خاموش کر دینے والا ہے۔

(۱۰۴)...... ان کے معبود نے ان کی ہر طرح مدد کی اور مسلمانوں کے دشمنوں کو اونٹوں کے پاؤں کے نیچے کر دیا۔

(۱۰۵)...... آپ علیہ السلام تن تنہا تھے ان کے قبیلہ کی اکثریت نے ان کی مدد نہیں کی اور نہ کسی گالی دینے والے کی گالی کا ان کی طرف سے جواب دیا گیا۔

(۱۰۶)...... نہ آپ ﷺ کے پاس مدد کے لئے بہت زیادہ مال تھا نہ دشمن کو دور کرنے کے لئے نہ مصالحت کرنے والے کے لئے۔

(۱۰۷)...... آپ ﷺ نے انصاری صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے کسی خاص مال کا وعدہ نہیں کیا ہاں وہ معصوم تھے۔

(۱۰۸)...... اور کسی بھی قید کرنے والے زبردست کی قوت نے انہیں نہیں روکا اور نہ ہی کسی ظالم کے ہاتھ کو ان کے جسم پر قدرت حاصل ہوئی۔

(۱۰۹)...... جیسا کہ تم میں سے ہر ایک نے تہمت، جھوٹی، گمراہی کا الزام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا۔

(۱۱۰)...... اس سے بھی بڑھ کر یہ بات کہ تم نے اپنے عقیدہ کے مطابق اپنے رب کو قتل کر دیا ہائے کتنی گمراہیاں ہیں جو قیامت میں بہالے جانے والی ہیں۔

(۱۱۱)...... انہوں نے اس بات سے صاف انکار کر دیا کہ اللہ کی طرف کسی بیوی یا بیٹے کی نسبت کی جائے عنقریب تم کفر کی ایسی دعوت دینے والوں کو شرمندگی کی حالت میں پاؤ گے۔

(۱۱۲)...... لیکن حقیقت میں وہ اللہ کے بندے نبی رسول مکرم ہیں دیگر مخلوقات کی طرح وہ بھی ایک مخلوق ہیں وہ دوسروں کے غلط دعوؤں کے مطابق نہیں۔

(۱۱۳)...... کیا وہ اپنے رب کے منہ پر طمانچہ مار سکتا ہے تمہارے دین کی بربادی ہو تم تو ایسی بات کہہ کر ظالموں سے بھی بڑھ گئے ہو۔

(۱۱۴)...... ہمارے نبی محمد ﷺ نے تو نبوت کی بہت سی نشانیاں ظاہر کر دی انہوں نے شرک کو ختم کرنے والی کافی باتیں بتائی ہیں۔

(۱۱۵)...... ان کی حقانیت کی مدد میں ان کے لئے سارے انسان برابر ہیں بلکہ وہ تو عمومی سخاوت کرنے میں خادم کی طرح نظر آتے ہیں۔

(۱۱۶)...... اسی وجہ سے عرب فارسی حبشی بربر اور کرد سب کے سب رحمٰن کے رحم کے بڑے پیالہ کو لے کر کامیاب ہو گئے۔

(۱۱۷)...... قبطی نبطی خزری دیلمی رومی تمام قبیلہ والوں نے ان کی طرف سے تم پر حملے کئے ہیں۔

(۱۱۸)...... انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے کفریہ عقائد کو ماننے سے انکار کر دیا اس طرح انہوں نے توبہ کی مقدر سعادت مندی کے حصے کے مطابق۔

(۱۱۹)...... اسی بنا پر وہ تمام ملت حق میں داخل ہو گئے اور وہ سب اپنے معبود کے احکام کے سامنے جھک گئے۔

(۱۲۰)...... انہی کے ذریعے دانیال کے خواب کی تفسیر یقینی طور پر صحیح ہو گئی۔

(۱۲۱)...... ہندی سندھی سب نے اسلام قبول کر لیا اور سب نے عجمیوں کے دینوں کو چھوڑ کر دین اسلام کو قبول کر لیا۔

(۱۲۲) آپ کی تائید میں آسمانوں کا چاند بھی معجزے کے طور پر دو ٹکڑے ہو گیا اور آپ ﷺ کی طرف سے پیش کیا ہوا ایک صاع تمام حاضرین کے کھانے کے لئے کافی ہو گیا۔

(۱۲۳)...... آپ ﷺ کی ہتھیلی کے درمیان سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے جس نے ایک بڑے پیاسے لشکر کو سیراب کر دیا۔

(۱۲۴)...... آپ ﷺ نے وہ باتیں بتائیں جن کی تمام عقلوں نے تصدیق کی اور بے پاؤں والوں کی طرح ان کی آواز بے مطلب نہیں تھی۔

(۱۲۵)...... ان پر سورج کے چمکنے تک اللہ کا سلام نازل ہوتا رہے جن کے بعد قائم رہنے والے بادلوں کی تاریکیاں بھی آتی رہیں۔

(۱۲۶)...... ان کے دلائل تو روز روشن کی طرح واضح ہیں تمہاری باتوں اور تمہارے اچھے میں بدلے ملا دینے کی طرح نہیں ہے۔

(۱۲۷)...... نہیں تو نبی برائی تمام باتوں کا علم ہے اور تم ایسے گدھے ہو کہ جس کی پیٹھ کی تنگ باندھنے کی جگہ خون آلود ہے۔

(۱۲۸)...... تم نے بے معنی بے ربط اشعار لکھ کر بھیجے ہیں اور تمہاری نظم کے معانی بہت ہی کمزور ہیں صرف حلقوں کو بھر دینے والے ہیں۔

(۱۲۹)...... تم ان اشعار کو قبول کر لو جو مثل ایسے ہار کے ہیں جس میں زمرد موتی اور یاقوت ہیں اور اللہ کے احکام ہیں۔

اسی سال ابن ابی الشوارب کو عہدۂ قضاء سے معزول کر دیا گیا اور ان کے رجسٹر اور دفاتر پھاڑ دیئے گئے اور ان کے زمانہ کے تمام احکام ختم کر دیئے گئے اور سالانہ ان سے جو کچھ وصول کیا جاتا تھا وہ سب موقوف کر دیا گیا اور ان کی جگہ ابو بشر عمر بن اکثم کو قاضی بنایا گیا۔

اسی زمانہ میں ماہ ذی الحجہ میں زمانہ دراز تک بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے صلوٰۃ استسقاء ادا کی لیکن بارش نہیں ہوئی ابن الجوزی نے منتظم میں ثابت بن سنان مؤرخ سے نقل کیا ہے کہ ان کا قول ہے کہ مجھ سے ایک معتمد علیہ جماعت نے بیان کیا ہے کہ سن ۳۵۲ھ میں ارمن کے پادریوں نے ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس دو جڑواں آدمیوں کو بھیجا جن کی عمر ۲۵ سال تھی ان کے ساتھ ان کے والد بھی تھے ان دونوں کے الگ الگ دو ناف دو پیٹ دو معدہ تھے اور ان دونوں کو بھوک بھی لگتی تھی ان کے پھیپھڑے بھی دو تھے ان میں سے ایک عورتوں کی طرف اور دوسرا بچوں کی طرف مائل ہوتا تھا۔ ان کی آپس میں لڑائی بھی ہو جاتی تھی اور کبھی قسم اٹھا کر گفتگو کرنا بھی بند کر دیتے تھے پھر چند ایام کے بعد خود ہی صلح کر کے آپس میں بول چال شروع کر دیتے تھے ناصر الدولہ نے انہیں دو ہزار درہم دیئے اور ان پر خلعت بھی کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی بعض حضرات کا قول ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا ناصر الدولہ نے عوام کو کھانے کے لئے انہیں بغداد بھیجنے کا ارادہ کیا بعد میں وہ دونوں اپنے والد کے ساتھ واپس اپنے شہر چلے گئے وہاں جا کر ان میں سے ایک بیمار ہو گیا اور اسی بیماری میں اس کا انتقال ہو گیا اور اسکی بدبو پھیل گئی دوسرا صحیح سالم زندہ تھا لیکن اس کا جدا کرنا اس سے ممکن نہ تھا کیونکہ دونوں کا کوکھ کا حصہ ملا ہوا تھا ناصر الدولہ نے دونوں کو جدا کرنے کا ارادہ کیا اور اس کی خاطر اس نے اطباء کو بھی جمع کیا لیکن پھر بھی ان کے درمیان جدائی نہ ہو سکی اور اس معاملہ میں ان کا والد بھی بہت پریشان تھا اتفاقاً مردہ کی لاش کی بدبو اور اس کے غم سے زندہ بھائی بیمار ہو گیا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا اور دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

**خواص کی وفات** ...... خواص میں سے اس سال عمر بن اکثم بن احمد بن حیان بن بشر ابو بشر الاسدی کی وفات کا واقعہ پیش آیا ان کا سن ولادت ۲۸۴ھ ہے خلیفہ مطیع اللہ کے دور میں ابی السائب عتبہ بن عبید اللہ کی نیابت کے طور پر انہیں قاضی بنایا گیا تھا پھر بعد میں قاضی القضاۃ بن گئے تھے ابی السائب کے علاوہ اصحاب شافعیہ میں سے قاضی بننے والے یہ ہی اول شخص ہیں یہ عمدہ سیرت کے مالک تھے اسی سال ماہ ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

## واقعات ۳۵۳ھ

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی عاشورا کے موقع پر رافضیوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں تعزیہ نکالا تھا جس کی وجہ سے رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی تھی اور بڑی لوٹ مار مچائی گئی تھی۔

اسی سال سیف الدولہ کے غلام نجا نے سرکشی اختیار کی تھی کیوں کہ گذشتہ سال سیف الدولہ نے حران کے باشندوں سے جبراً بہت زیادہ مال جرمانہ کے طور پر وصول کیا تھا جس کی وجہ سے اس کا غلام اس سے سرکش ہو کر آذربائیجان چلا گیا تھا اور وہاں پر اس نے ایک دھاتی ابوالورد کو قتل کر کے اس کے قبضہ سے ایک جماعت کو آزاد کرا کر اپنے قبضہ میں کر لیا تھا اور اس کے سارے مال پر بھی قبضہ کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہاں اس کا کچھ اثر و رسوخ ہو گیا تھا مجبوراً سیف الدولہ اس کے مقابلہ میں نکلا اور اسے گرفتار کر کے اپنے سامنے قتل کروا دیا پھر اسے کچرے میں ڈلوا دیا۔

اسی زمانہ میں دمستق نے مصیصہ پر قبضہ کے ارادہ سے اس کا محاصرہ کر کے اس کی چار دیواری میں سوراخ کر دیا مصیصہ کے باشندوں نے اس کا دفاع کیا اس نے مصیصہ کے دیہات کو آگ لگا دی اور ان کے اردگرد بسنے والے پندرہ ہزار افراد کو قتل کر دیا اور بلاد اذنہ اور طرطوس میں بہت فساد برپا کیا اس کے بعد دمستق واپس اپنے شہر آ گیا۔

سال رواں ہی میں معز الدولہ نے موصل اور جزیرۂ ابن عمر پر قبضہ کا ارادہ کیا چنانچہ موصل پر قبضہ کر کے وہ اسی میں ٹھہر گیا موصل کے باشندوں نے اس سے خط و کتابت کر کے اس شرط پر کہ وہ سالانہ اسے کچھ ٹیکس دیں گے اور اس کے بعد اس کا لڑکا ابو تغلب بن ناصر الدولہ کو اس کا ولی عہد

بنالیں گے اس سے صلح کرلی جسے اس نے قبول کرلیا اس کے علاوہ بھی اسے موصل میں بہت سے بڑے بڑے امور پیش آئے جن کی تفصیل ابن الاثیر نے بیان کی ہے اس کے بعد وہ بغداد واپس آ گیا۔

اسی زمانہ میں بلاد دیلم میں ابوعبداللہ محمد بن الحسین کا ظہور ہوا جو ابن الراعی سے مشہور تھا اور اولاد حسین بن علی سے ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اس کے ساتھ ساتھ وہ مہدی ہونے کا بھی دعویٰ کرتا تھا اور لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دیتا تھا چنانچہ متعدد افراد نے اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی یہ اصل میں بغداد کا باشندہ تھا ان شہروں میں اس کی شان وشوکت بڑھ گئی ابن ناصر العلوی اس کی وجہ سے فرار ہوگیا۔

اس سال روم کا بادشاہ اور اس کے ساتھ ارمن کا بادشاہ دمستق نے بلاد طرطوس کے قبضہ کے ارادہ سے ایک مدت تک اس کا محاصرہ کر کے رکھا جس کی وجہ سے وہاں غلہ کی گرانی بڑھ گئی اور وبائیں پھوٹ پڑیں جس کی زد میں آ کر متعدد افراد ہلاک ہوگئے اس کے بعد وہ واپس لوٹ گئے قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ ہے:

”اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ کافی ہے مؤمنین کے لئے قتال کے وقت کہ وہ اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے“۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۲۵)

رومی تمام بلاد اسلامیہ پر قبضہ کے ارادہ سے آئے تھے اور یہ وہاں کے حکام کے غلط ہونے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے متعلق ان کے عقائد خراب ہونے کی وجہ سے ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر بھی انہیں بچالیا اور وہ مردود ناکام ہوکر واپس ہوئے۔

سال رواں ہی میں بلاد صقلیہ میں ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا اس طرح کہ رومیوں کا ایک بھاری لشکر اور ان کے ساتھ ایک ہزار کے قریب فرنگیوں نے مل کر صقلیہ پر حملہ بول دیا صقلیہ کے باشندوں نے معز فاطمی سے مدد طلب کرلی اس نے جہاز کے بیڑے میں ایک بھاری لشکر روانہ کردیا اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان عصر تک گھمسان کی لڑائی ہوئی جس میں رومیوں کا سپہ سالار مویل قتل کیا گیا اور رومی شکست کھا کر بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کے متعدد افراد قتل کردیئے اور فرنگی پانی کی ایک گہری وادی میں گھر کر غرق ہوگئے باقی ماندہ کشتی میں سوار ہوکر چلے گئے صقلیہ کے حاکم احمد نے کشتیوں میں اپنے آدمی ان کے تعاقب میں روانہ کئے چنانچہ انہوں نے دریا ہی میں ان میں سے اکثروں کو قتل کردیا اور مسلمانوں کو اس جنگ میں کافی مال غنیمت، اموال، حیوانات، اسلحہ، سامان کی صورت میں حاصل ہوا ان میں ایک تلوار بھی تھی جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ ہندی تلوار ہے جس کا وزن ایک سو بیس مثقال ہے۔ آپ علیہ السلام کے زمانہ میں اس سے کئی لڑائیاں لڑی گئیں ہیں مسلمانوں نے خوش ہوکر اسے ہدیہ کے طور پر معز فاطمی کے پاس بھیج دیا اسی زمانہ میں مصر وشام کے حاکم اخشید سے طبریہ شہر چھیننے کا قرامطہ نے ارادہ کیا اور سیف الدولہ سے ہتھیار بنانے کے لئے لوہا مانگا چنانچہ اس نے مضبوط لوہے کے بنے ہوئے رقہ کے دروازے تڑوا کر ان کے پاس بھیج دیئے اس کے علاوہ لوگوں سے بھی حتیٰ کہ بازار اور دکانوں کے ناپنے والے لوہے بھی بھیج دیئے ان کے پہنچنے کے بعد قرامطہ نے سیف الدولہ سے کہا اب ہمیں مزید لوہے کی ضرورت نہیں ہے اسی سال معز الدولہ نے خلیفہ سے بغداد میں سیر وتفریح کی اجازت مانگی خلیفہ نے اجازت دیدی چنانچہ معز الدولہ بغداد آیا خلیفہ نے اپنے کچھ آدمی بھی اس کے ساتھ کردیئے تاکہ یہ اچھی طرح اسے سیر کرائیں چنانچہ وہ بغداد کے علاقوں کی سیر وتفریح کرتا رہا اور ساتھ ساتھ خوف زدہ بھی رہا کہ کہیں کوئی اس کا مخالف اس کو قتل نہ کردے اسی وجہ سے سیر سے فارغ ہوکر اس نے شکریہ کے طور پر دس ہزار درہم صدقہ کئے سیر وتفریح کے موقع پر اس نے یہاں کے جن حسین مناظر کا معاینہ کیا ان میں سے ایک خوبصورت حسین وجمیل عورت کی شکل میں پیتل کا بنا ہوا بت بھی تھا اور اس کے اردگرد چھوٹے چھوٹے بت تھے گویا کہ وہ اس کے خادم تھے یہ بت مقتدر کے دور میں لایا گیا تھا پھر اسے عورتوں اور باندیوں کے دل بہلانے کے لئے یہیں کھڑا کردیا گیا معز الدولہ نے خلیفہ سے اس بت کو مانگنے کا ارادہ بھی کیا لیکن پھر کچھ سوچ کر اس نے اپنا ارادہ ترک کردیا۔

اسی زمانہ میں ذی الحجہ میں کوفہ میں ایک علوی شخص کا ظہور ہوا جو ہر وقت نقاب ڈال کر رکھتا تھا حتیٰ کہ اس کا نام ہی متبرقع سے مشہور ہوگیا یہاں پر اس کا فتنہ بڑے زور سے اٹھا اور اس کا اثر ورسوخ بڑھ گیا اس وقت معز الدولہ موصل کے معاملہ میں مصروف ہونے کی وجہ سے بغداد میں نہیں تھا معز الدولہ کے بغداد آنے کے بعد یہ علوی چھپ کر کسی دوسرے شہر میں چلا گیا اس کے بعد اس کا کوئی پتہ نہیں چلا کہ کہاں گیا۔

**خواص کی وفات** ......خواص میں سے اس سال وفات پانے والے یہ تھے۔ بکار بن احمد ابن بکار بن بیان بن بکار بن درستویہ بن عیسیٰ الحقی انہوں نے حدیث عبداللہ بن احمد سے بیان کی ہے پھر ان سے ابوالحسن الحمانی نے روایت کی ہے یہ ثقہ اور قرآن کے بہترین قاری تھے ساٹھ سال سے زیادہ ان کی عمر ہوئی اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس خیزران کے قبرستان میں انہیں دفن کیا گیا۔

ابواسحاق الجہمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کا سن ولادت ۲۵۰ھ ہے ان سے جب حدیث روایت کرنے کی درخواست کیجاتی تو قسم اٹھالیتے کہ سو سال سے پہلے حدیث روایت نہیں کروں گا چنانچہ اللہ نے ان کی قسم پوری کردی کہ ان کی عمر سو سے متجاوز ہوگئی تب جا کر انہوں نے حدیث کی سماعت کی ایک سو تیس سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۳۵۴ھ

اس سال بھی دس محرم کے موقع پر شیعوں نے حسب سابق ماتم اور بدعات کا ارتکاب کیا بازار بند کردیئے گئے چادریں لٹکائی گئی عورتیں ننگے سر بے پردہ چہروں پر طمانچے مارتی ہوئیں حضرت حسین پر نوحہ کرتی ہوئیں بازاروں اور گلیوں کے جلوس نکالتی رہیں حالانکہ اسلام نے ان چیزوں کی اجازت نہیں دی اگر یہ اچھا کام ہوتا تو خیر القرون کے لوگ اسے ضرور کرتے (اگر یہ کام بہت اچھے ہوتے تو وہ ہم پر اس کام کے کرنے میں سبقت نہ لیجاتے) (سورۃ الاحقاف آیت ۱۱) البتہ اہل سنت ان بدعات کا ارتکاب نہیں کرتے پھر ایک وقت ایسا آیا کہ رافضیوں پر مسلمانوں کا غلبہ ہوگیا اور انہوں نے رافضیوں کی مرکزی مسجد مسجد براثی پر حملہ کر کے اس میں موجود کچھ رافضیوں کو قتل بھی کردیا۔

اسی زمانہ میں روم کے بادشاہ نے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ مصیصہ پر ہلہ بول دیا اور جبراً اسے فتح کرلیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کردیا اور دو لاکھ کے قریب لوگوں کو گرفتار کرلیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے بعد اس نے طرطوس کا رخ کیا وہاں کے باشندوں نے اس سے امان طلب کی اس نے اس شرط پر کہ شہر کو خالی کردو انہیں امان دیدی اور وہاں جامع مسجد کو گھوڑوں کا اصطبل بنادیا اور اس کے ممبر کو ڈھادیا اور اس کی قندیلوں کو اپنے گرجوں میں لے گیا اور اس کی وجہ سے بعض لوگوں نے نصرانی مذہب قبول کرلیا اللہ اس پر لعنت کرے اہل طرطوس اور مصیصہ پر اس پہلے بھی بڑی بڑی مصیبتیں آئی تھیں جن میں وہ ایک ایک دن آٹھ آٹھ سو آدمی قتل کئے جاتے تھے چنانچہ وہ اس موقع پر ایک چھوٹی مصیبت سے نکل کر بڑی مصیبت میں مبتلا ہوگئے۔

اس کے بعد رومی بادشاہ نے یہ سوچ کر کہ یہ علاقہ مسلمانوں کے علاقہ کے قریب ہے یہیں پر ٹھہرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر اس نے اپنا یہ ارادہ ترک کردیا چنانچہ وہ قسطنطنیہ چلا گیا اس موقع پر ارمن کا بادشاہ دمستق بھی اس کے ساتھ تھا۔

سال رواں ہی میں طالبین کے نقیب ابواحمد الحسن بن موسیٰ الموسوی کو حاجیوں کا سفیر بنادیا گیا جو کہ رضی اور مرتضی کے والد تھے اور ان کے لئے نقابت اور حج کی سفارت کا فرمان لکھ دیا گیا۔

اس سال معز الدولہ کی بہن کا انتقال ہوگیا اور معز الدولہ جہاز پر سوار ہوکر اس کی تعزیت کے لئے گیا اس کے پاس پہنچ کر اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور اس کے صدقات اور آنے کا شکریہ ادا کیا۔

اس سال بارہ ذی الحجہ کو رافضیوں نے حسب سابق عید غدیر منائی۔

اسی سال انطاکیہ پر ایک شخص رشیق النسیمی نامی شخص ایک دوسرے شخص (جس کا نام ابن الاھوازی تھا) کی مدد سے غالب آگیا جو طواحین کا ضامن تھا اس نے اسے بہت سا مال دیا اور انطاکیہ پر قبضہ کی لالچ دی اور اسے بتایا کہ سیف الدولہ میافارقین میں مشغول ہونے کی وجہ سے اب حلب نہیں آئے گا پھر یہ دونوں انطاکیہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے اس کے بعد یہ ایک لشکر لے کر حلب چلے گئے اور وہاں پر سیف الدولہ کے نائب اور ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں لیکن انہوں نے شہر پر قبضہ کرلیا اور نائب قلعہ میں بند ہوگیا۔

اس کے بعد سیف الدولہ کا غلام بشارہ اس کے پاس کمک لے کر آیا اس بار رشیق شکست کھا گیا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا بعض دیہاتیوں نے جلدی سے اسے پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کا سر حلب لے گئے اور ابن اھوازی اکیلا انطا کیہ کا مالک بن گیا تو اس نے ایک رومی شخص دزبر کو وزیر بنایا اس کا نام الامیر رکھا ایک دوسرے شخص علوی کو بھی وزیر بنایا اس کا نام الاستاذ رکھا اس کے بعد حلب کے نائب حاکم قرعوبہ نے اس پر حملہ کر دیا چنانچہ دونوں کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی بالآخر اھوازی کو فتح ہوئی اور انطا کیہ پر اس کی حکومت مستحکم ہوگئی سیف الدولہ حلب لوٹنے کے صرف ایک رات بعد ابن الاھوازی سے مقابلہ کرنے کے لئے انطا کیہ چلا گیا اور دونوں میں زبردست لڑائی ہوئی بالآخر اھوازی اور اس کا وزیر شکست کھا گئے اور دونوں کو گرفتار کر کے سیف الدولہ نے قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں ایک شخص مروان نے (جو سیف الدولہ کے آنے جانے کے وقت راستوں کی دیکھ بھال کرتا تھا) حمص پر حملہ کر کے اس کے اردگرد علاقوں پر قبضہ کر لیا حلب کا امیر بدر ایک لشکر لے کر اس کے مقابلہ میں گیا دونوں میں مقابلہ ہوا بدر نے ایک زہریلا تیر اسے مارا جو نشانہ پر لگا ادھر مروان کے ساتھیوں نے بدر کو گرفتار کر لیا تو مروان نے اپنے سامنے بلا کر اسے قتل کروا دیا اس کے چند دن بعد مروان کا بھی انتقال ہو گیا۔

سال رواں ہی میں بجستان کے عوام نے اپنے امیر خلف بن احمد کی نافرمانی کی کیوں کہ اس نے سن ۳۵۳ھ میں حج کے موقع پر طاہر بن حسین کو اپنا نائب بنایا تھا طاہر کو حکومت کی لالچ ہوگئی اور کچھ شہر کے لوگوں کو بھی اس نے اپنا ساتھ شامل کر لیا جب خلف بن احمد حج سے واپس آیا تو طاہر نے حکومت دینے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے خلف بن احمد نے بخارا کے امیر منصور بن نوح السامانی سے مدد طلب کی اس نے ایک لشکر بھیج کر اسے حکومت دلوادی لیکن پھر دوبارہ طاہر اس پر غالب آیا پھر نوح سامانی نے اسے حکومت دلوادی اب جب خلف بن احمد کی حکومت مضبوط ہوگئی تو اس نے نوح سامانی کو ہدایا دینے بند کر دیئے نوح سامانی نے غصہ میں لشکر لے کر اس پر چڑھائی کر دی اس موقع خلف بن احمد بند ہو گیا اس قلعہ کا نام حصن اراک تھا لشکر نے نو ماہ تک اس کا محاصرہ کر کے رکھا لیکن قلعہ کے مضبوط ہونے کی وجہ سے خلف بن احمد گرفت میں نہ آسکا اس کے بقیہ احوال عنقریب آجائیں گے۔

اسی سال ترکیوں نے بلاد خزر پر حملہ کر دیا وہاں کے عوام نے خوارزم سے مدد طلب کی انہوں نے کہا کہ اگر تم اسلام لے آؤ گے تو ہم تمہاری مدد کریں گے چنانچہ بادشاہ کے علاوہ سب مسلمان ہو گئے اس وجہ سے خوارزم نے ان کی مدد کر کے ترکیوں کو وہاں سے بھگا دیا اس کے بعد بادشاہ بھی مسلمان ہو گیا۔

**مشہور شاعر متنبی کے احوال**...... یہ احمد بن حسین بن عبدالصمد ابوالطیب الجعفی الشاعر ہیں جو المتنبی سے مشہور ہیں ان کے والد عیدان السقا سے مشہور تھے اور وہ اہل کوفہ کے لئے اونٹ پر پانی لاد کر لایا کرتے تھے ان کی عمر کافی ہو چکی تھی ابن ماکولا اور خطیب کا قول ہے کہ عیدان عین مہملہ کے کسرہ کے ساتھ ہے جس کے بعد یا ہے بعض نے کہا عین کے کسرہ کے بجائے فتحہ کے ساتھ ہے۔ واللہ اعلم۔

متنبی کا سن ولادت ۳۰۶ھ ہے یہ شام کی کسی بستی میں پیدا ہوئے انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ علم وادب حاصل کیا جس کی وجہ سے یہ اپنے زمانے کے امام الادب بن گئے اور انہوں نے سیف الدولہ کی بہت زیادہ تعریف کی ہے جس کی وجہ سے ان کے ہاں ان کا اونچا مقام تھا اس کے بعد کوفہ آ کر انہوں نے ابن العمیہ کی تعریف کی اس نے خوش ہو کر انہیں تیس ہزار دینار دیئے۔

اس کے بعد فارس پہنچ کر عضد الدولہ کی مدح سرائی کی تو اس نے خوش ہو کر ایک قول کے مطابق دو لاکھ درہم دوسرے قول کے مطابق تیس ہزار دینار دیئے اس کے بعد انہوں نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ اندازہ لگا کر بتائے کہ کس کا عطیہ زیادہ ہے چنانچہ اس نے اندازہ لگا کر بتایا کہ یہ زیادہ ہیں لیکن اس میں تکلف ہے اور وہ کم ہیں لیکن خوش دلی سے دیئے گئے ہیں عضد الدولہ کو اس بات کا علم ہو گیا تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے چند دیہاتیوں کو مقرر کیا کہ وہ راستے میں چھپ کر بیٹھ جائیں جب اس طرف سے متنبی کا گزر ہو تو اسے قتل کر دو۔

بعض کا قول ہے کہ متنبی نے ان کے سردار فاتک کی ہجو کی تھی اس وجہ سے عضد الدولہ نے اس کی جماعت کو اس کے قتل پر آمادہ کیا کہ وہ اسے قتل کر کے اس کا سارا مال چھین لیں۔

چنانچہ تیس افراد پر مشتمل جماعت نے بدھ کے روز رمضان کے ختم ہونے سے تین روز قبل دوسرے قول میں پانچ روز قبل اسے قتل کر دیا ایک قول یہ ہے کہ شعبان میں اسے قتل کیا گیا۔

قتل کے وقت متنبی ایک درخت کے نیچے چشمہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کھانے کے لئے اس کے سامنے دستر خوان بچھا ہوا تھا اس وقت اس کے ساتھ اس کا لڑکا اور پندرہ اس کے خادم تھے جب وہ جماعت اس کے پاس پہنچی تو اس نے انہیں کھانے کی دعوت دی لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اس پر اسے ان کی طرف سے خطرہ محسوس ہوا تو وہ فوراً اپنا ہتھیار لے کر گھوڑے پر سوار ہو گیا انہوں نے بھی پوزیشن سنبھالی اور اس کے لڑکے اور اس کے بعض خدام کو قتل کر دیا متنبی نے فرار ہونے کا ارادہ کیا تو اس کے غلام نے اس سے کہا کہاں جا رہے ہو آپ ہی کا تو یہ شعر ہے:

ترجمہ ...... گھوڑے، لات، میدان، نیزے، تلوار، کاغذ، قلم سب مجھے پہچانتے ہیں۔

متنبی نے اس کو جواب دیا کہ تو ہلاک ہو تو نے تو مجھے قتل کروا دیا اس کے بعد متنبی واپس آ گیا تو اس قوم کے سردار نے اس کی گردن میں لٹکا ہوا نیزہ دے کر اسے مارا پھر سب نے اسے نیزے مار مار کر قتل کر دیا اور اس کا مال وغیرہ سب کچھ چھین لیا اور یہ نعمانیہ کے قریب ہوا اس وقت وہ بغداد واپس جا رہا تھا وہیں اسے دفن کر دیا گیا اس وقت اس کی عمر ۴۸ سال تھی۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ جس منزل پر متنبی ٹھہرا ہوا تھا اس منزل سے پہلی منزل پر کچھ بدوؤں نے پچاس درہم کے بدلے اس کی جان کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ اس نے بخل و بہادری کے دعویٰ کی وجہ سے اس نے اس کا انکار کر دیا۔

متنبی کا نسب اصل جعفی قبیلہ سے تھا لیکن ایک مرتبہ وہ بنی کلب کے ساتھ حمص کے قریب ارض السماواۃ میں تھا تو اس نے اس وقت علوی ہونے کا دعویٰ کیا ایک اور موقع پر اس نے دعویٰ کیا وہ نبی ہے اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اسکی یہ بات سن کر جاہلوں اور بے وقوفوں کی ایک جماعت نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور وہ یہ بھی کہتا تھا کہ اس پر قرآن نازل ہوتا ہے اس کی چند آیتیں یہ ہیں:

**والنجم اليسار، والفلک الدوار، والليل والنهار، ان الكافر لفی خسار، امض على سننک، واقف اثر من كان قبلک من المرسلين فان الله قامع بک من الحد فی دينه وضل عن سبيله**

یہ اس کی رسوائی بیہودہ بکواس اور بدحواسی کا نتیجہ ہے اگر وہ اپنی مدح میں النافق اور النفاق کا اور ہجو میں الکذب اور الشقاق کا لحاظ کرتا تو وہ سب سے بڑا شاعر اور سب سے بڑا فصیح ہوتا لیکن اپنی جہالت اور کم عقلی کی وجہ سے اس رب العالمین کے کلام کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا جس کے مقابلہ سے تمام جن وانس عاجز نظر آتے ہیں جب اس کی یہ بیہودہ باتیں مشہور ہوئیں اور بے وقوفوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی تو حمص کا نائب حاکم امیر لؤلؤ بن اخشید اس کے مقابلہ میں نکلا چنانچہ اس نے مقابلہ کر کے اس کی جماعت منتشر کر دی اور انتہائی ذلت کے ساتھ اسے قید کر لیا اور ایک طویل عرصہ وہ قید میں رہا اور دہیں بیمار ہو گیا حتیٰ کہ مرنے کے قریب ہو گیا تو اسے بلوا کر اس سے توبہ کروائی اور اس سے معافی نامہ لکھوایا جس میں اس نے ساری غلط باتوں سے رجوع کر کے دوبارہ کلمہ پڑھا پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔

اس کے بعد جب بھی اس کے سامنے ان باتوں کا تذکرہ کیا جاتا تو اگر انکار کرنا ممکن ہوتا تو انکار کر دیتا وگرنہ عذر خواہی کرتا اور شرمندہ ہو جاتا اور اس کا نام متنبی ہی اس کے کذب پر دلالت کرتا ہے کیوں کہ اس کا معنی ہے بتکلف نبوت کا دعویٰ کرنے والا۔

بعض نے اس کی ہجو میں یہ اشعار کہے ہیں:

(۱)...... اس میں کونسی خوبی ہے جو وہ صبح شام لوگوں سے فضل تلاش کرتا ہے۔

(۲)...... کبھی وہ کوفہ میں پانی فروخت کرتا ہے کبھی وہ چہرہ کی عزت بیچتا ہے۔

اس متنبی کا اپنا ایک مشہور دیوان ہے جو بہت عمدہ اشعار اور نئے نئے تخیلات پر مشتمل ہے متاخرین شعراء میں اس کا وہی مقام ہے جو متقدمین میں امرأ القیس کا ہے میرے نزدیک وہ ایسا ہی ہے جیسا ابھی بیان کیا گیا ہے اور یہ اپنے تخیلات میں جدید اور اپنے ہمعصروں سے بڑھا ہوا ہے ابو الفرج جوزی نے اپنی کتاب منتظم میں اس کا عمدہ قطعہ بیان کیا ہے جو ان کے نزدیک اس کے تمام اشعار میں پسندیدہ ہے اسی طرح حافظ ابن عساکر اپنے علاقہ کے شیخ وقت نے بھی بیان کیا ہے ابن الجوزی نے اس کے اس قول کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔

ایسے شخص کا قیدی بننا مشکل ہے جس کی بیماری آنکھوں کی سیاہی اور بڑی خوبصورت آنکھوں والی کہ وہ پہلے ہی عاجز ہو کر پیٹ پھول کر مر جاتا ہے۔ اس لئے جو میرے چہرہ کی طرف دیکھنا چاہے دیکھ لے کہ وہ ڈرانے والا ہے اس شخص کو جو عشق کو معمولی کھیل سمجھتا ہو اس کی محبت میرے خون کے ساتھ دوڑتی ہوئی میرے تمام جوڑوں تک پہنچ چکی ہے لہذا اب وہی ایک مصروفیت تمام مصروفیتوں کے لئے کافی ہوگی۔ میری بیماری نے میرے بدن میں ایک بال کے برابر بھی جگہ نہیں چھوڑی بلکہ اس سے کم جگہ میں بھی اس نے اپنا کام کر لیا۔ گویا تمھارے رقیب نے میرے کانوں کے سوراخ کو بند کر دیا ہے ملامت کے سننے سے، یہاں تک کہ میں اب کانوں سے کسی کی بھی ملامت نہیں سن سکتا۔ گویا کہ شب بیداری میری آنکھوں کے ڈھیلوں سے عشق کرتی ہے۔ اس طرح ان دونوں کی جدائیگی سے ہمارے لئے وصل کا مزا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

(۱)...... اس نے اپنے بالوں کے تین جوڑوں کو کھول کر رات کے وقت مجھے اس کے ساتھ چار راتیں دکھادیں۔

(۲)...... اور اس نے اپنے چہرہ کو آسمان کے چاند کی طرف متوجہ کیا تو اس نے مجھے ایک وقت میں دو چاند دکھا دیئے۔

(۳)...... تمام شعراء جاہلیت میں میں سے نہ کبھی میرے شعر کا مقابلہ کیا اور نہ بابل والوں نے میرے جیسے جادو کا اثر لیا ہے۔

(۴)...... جب تیرے پاس کوئی بیوقوف میری برائی کی خبر لائے تو وہ میرے کامل ہونے کی علامت ہے۔

(۵)...... ایسا کون ہے جو میرے بیوقوف ساتھیوں کو یہ بتائے کہ ہندی لوگ مجھے سبزی فروش سمجھتے ہیں۔

(۶)...... ایک شریف انسان کے لئے دنیا کی مصیبتوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایسے شخص کو دشمن بنا دے جسکی دوستی کے بغیر چارہ نہ ہو۔

(۷)...... جب لوگ اونچے مقام تک پہنچ جاتے ہیں تو ان سے ملاقات بہت مشکل ہو جاتی ہے۔

(۸)...... جو شخص طویل عرصہ تک دنیا کی صحبت اختیار کرے گا تو اس کی دونوں آنکھوں پر الٹ جاتی ہے پھر وہ اس کے سچ کو جھوٹ سمجھنے لگتا ہے۔

(۹)...... جس چیز کا تم مشاہدہ کر رہے ہو اس کو تم قبول کر لو اور کچھ قابل یقین باتوں کو تم چھوڑ دو تا کہ بعد میں تمہیں پریشانی نہ ہو۔

کسی بادشاہ کی تعریف میں اس نے مندرجہ اشعار کہے:

(۱)...... ستارے ختم ہو رہے ہیں کچھ آنکھیں غور سے دیکھ رہی ہیں ایسے بادشاہ کی طرف جس کا پرندہ قسمت مبارک ہے۔

(۲)...... جس کے تاج میں چاند ہو اس شخص کے بارے میں ہر شخص غم کرتا ہے جس کے زرہ کے نیچے ایسا شیر ہو جسکے کے ناخن خون نکال رہے ہوں۔

(۳)...... جس کے اخلاق شیریں اور اوصاف دلیرانہ ہوں اس کی نیکیاں شمار کرنے سے پہلے اس پر مٹی ڈال دی گئی ہو۔

یہ بھی اس کے اشعار ہیں:

(۱)...... اے وہ شخص جس کی میں تمام امیدوں اور خوفوں کے کاموں میں پناہ لیتا ہوں اور اس کے علاوہ میں کسی سے پناہ نہیں پا سکتا ہوں۔

(۲)...... جس ہڈی کو تم توڑ دو اسے لوگ جوڑ نہیں سکتے اور جس ہڈی کو تم جوڑ دو اسے لوگ توڑ نہیں سکتے۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ علامہ ابن تیمیہ نے لوگوں کی جانب سے متنبی کی اس قدر تعریف پر مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس قدر تعریف تو خداوند کے شایانِ شان ہے۔

شیخ شمس الدین ابن قیم فرماتے ہیں کہ میں نے علامہ ابن تیمیہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں ان دو شعروں کے سجدہ میں کہا کرتا ہوں بہت خشوع و خضوع کے ساتھ اسے پکارتا ہوں۔

ابن عساکر نے متنبی کے حالات ذکر کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے ان میں سے اس کا یہ قول بھی ہے:
کیا تم نے مجھے اپنی طرف محتاجگی کی آنکھ سے دیکھتے ہوئے پایا ہے اگر ایسا ہے تو تم نے مجھے بلند مقام سے نیچے گرا کر میری توہین کی ہے۔ (۲) ایسی صورت میں تم قابل ملامت نہیں بلکہ میں خود ہی مستحق ملامت ہوں کہ میں نے اپنی آرزوؤں کو غیر خالق سے ملا دیا ہے۔
ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ دونوں اشعار متنبی کے دیوان میں نہیں ہیں البتہ حافظ کنری نے سند صحیح کے ساتھ اسی کی طرف نسبت کی ہے۔ اس کے چند اشعار یہ بھی ہیں۔

(۱)...... جب تم کسی مقصد کو حاصل کرنا چاہو تو ستاروں کی بلندی سے کم پر اکتفا مت کرو۔

(۲)...... کیوں کہ معمولی چیز کے لئے موت کا چکھنا بڑی چیز کے لئے موت کا مزہ چکھنے کے برابر ہے۔ یہ بھی اس کے اشعار ہیں۔

(۱)...... میں محبت کے لئے کسی رشوت کا طالب نہیں ہوں ایسی خواہش بری چیز ہے جس سے ثواب کی امید رکھی جائے۔

(۲)...... جب تم اپنی دوستی میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر فکر کی بات نہیں کیوں کہ مٹی کے اوپر کی چیز بھی مٹی ہوتی ہے۔

یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ سن ۳۰۶ میں یہ کوفہ میں پیدا ہوئے اور سن ۳۵۴ رمضان میں قتل ہوئے۔
ابن خلکان کا قول ہے کہ متنبی ۳۵۴ میں سیف الدولہ سے الگ ہو گیا تھا جس وقت ابن خالویہ نے اس کے چہرہ پر چابیوں کا گچھا مارا تھا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خون آلودہ ہو گیا تھا اس کے بعد مصر جا کر اس نے کافور کی مدح شروع کر دی اور چار سال اس کے پاس رہا۔ متنبی ہمیشہ غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ رہتا تھا۔ اچانک کافور نے اس سے خطرہ محسوس کیا متنبی بھی سمجھ گیا چناں چہ وہ فرار ہو گیا۔ کافور نے تلاش بھی کرایا لیکن نہیں ملا کافور سے اس کے خوف کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر لیا ہے ہو سکتا ہے کہ کل یہ حکومت مصر کا دعویٰ کرے جو نبوت کے مقابلہ میں معمولی چیز ہے۔
اس کے بعد متنبی عضد الدولہ کے پاس چلا گیا اس کی مدح سرائی کرتا رہا اور اس نے کافی مال اسے دیا۔ پھر یہ اس کے پاس سے واپس ہوا۔ راستے میں فاتک بن ابی جہل اسدی سے اس کا مقابلہ ہو گیا اور فاتک نے اسے قتل کر دیا اور اس کا لڑکا محسن اور اس کا غلام مفلح چوبیس یا اٹھائیس رمضان کو بغداد میں قتل کئے گئے۔ بہت سے شعراء نے اس کی مرثیہ خوانی کی ہے، فن شعر اور لغت کے بہت سے علماء نے اس کے دیوان کی شرح لکھی ہے جو تقریباً ساٹھ کے لگ بھگ ہیں ان میں سے کچھ مختصر اور کچھ مفصل ہیں۔

**مشہور لوگوں میں وفات پانے والے**...... اس سال مشہور لوگوں میں مندرجہ ذیل افراد نے وفات پائی۔ محمد بن حبان کی وفات اسی سال ہوئی۔

**محمد بن حبان کے حالات** (۱)...... یہ محمد بن حبان ابن احمد بن حبان بن معاذ معبد، ابو حاتم البستی ہیں جو الانواع والتقاسیم کے مصنف اور حفاظ کبار مصنفین مجتہدین میں سے ہیں۔ انہوں نے دور دراز کے شہروں کے سفر کر کے متعدد محدثین عظام سے احادیث کا سماع کیا ہے بعد میں یہ اپنے شہر کے قاضی بنے اسی سال ان کی وفات ہوئی۔ بعض نے ان کے اعتقاد کے بارے میں گفتگو کی ہے کہ ان کا قول یہ ہے کہ نبوت کوشش سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ ایک فلسفیانہ بحث ہے اللہ ہی کو معلوم ہے کہ ان کی طرف اس قسم کی باتوں کی نسبت کرنا کس حد تک صحیح ہے میں نے طبقات شافعیہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔
محمد بن حسن بن یعقوب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**محمد بن حسن بن یعقوب کے حالات** (۲)...... یہ محمد بن حسن بن یعقوب ابن الحسن بن حسین بن مقسم ابو بکر بن مقسم المقری ہیں جو سن

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۹۲۰=۹۲۴=شذرات الذھب ۳/ ۱۶　　(۲) تاریخ بغداد: ۲/ ۲۰۶=۲۰۸=شذرات الذھب ۳/ ۱۶

۲۰۵ میں پیدا ہوئے تھے۔انہوں نے مشائخ سے کثیر تعداد میں احادیث کا سماع کیا ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ یہ لوگوں میں سب سے بڑے قاری تھے کوفیین کے طرز پر نحو میں انہوں نے کتاب الانوار کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ میں نے اس جیسی کتاب نہیں دیکھی اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہیں۔

ان کے بارے میں بھی لوگوں نے گفتگو کی ہے کہ یہ قرآت شاذہ کے جواز کے قائل تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو چیز رسم قرآنی کے خلاف نہیں اور معنیٰ کے اعتبار سے اس میں گنجائش ہو اس کی قرات کرنا جائز ہے جیسے قراں پاک کی یہ آیت (**فلما استیا سوا منه خلصوا نجیاً**) اس آیت میں نجیاًیتناجون سے ہے۔محمد بن حسن کا قول ہے کہ اگر اس کو نجابت سے مشتق مان کر نجیاً پڑھا جائے تو یہ زیادہ قوی ہے۔بعض کا قول ہے کہ انہوں نے اس دعویٰ سے رجوع کر لیا تھا۔لیکن ابن الجوزی کا قول ہے کہ وفات تک یہ اپنے اس دعویٰ پر قائم رہے۔

**محمد بن عبداللہ بن ابراھیم بن عبداللہ بن موسیٰ**...... محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ بن موسیٰ ابوبکر الشافعی کی وفات اس سال ہوئی یہ جیلان میں ۲۰۶ میں پیدا ہوئے کافی محدثین سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا بغداد میں رہے یہ تقریباً کثیر الروایت تھے ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا جس زمانہ میں دیالمیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی مدح پر پابندی لگائی تھی اس زمانہ میں یہ علی الاعلان صحابہ کرام کے فضائل بیان کیا کرتے تھے۔

باب شام کے نزدیک اپنی مسجد میں اسی سال ۹۴ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۳۵۵ھ

اس سال بھی عاشور کے موقع پر رافضیوں نے حسب سابق تمام بدعات اور سومات کا ارتکاب کیا۔اسی زمانہ میں قرامطہ نے عمان سے ہجرت کر کے آنے والوں کو عمان سے نکال دیا۔سال رواں ہی میں رومیوں نے آمد پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا لیکن اس پر قبضہ نہیں کر سکے البتہ اس کے باشندوں میں سے تین سو کو قتل اور چار سو کو گرفتار کر لیا۔اس کے بعد رومیوں نے نصیبین کا رخ کیا وہاں پر سیف الدولہ نے ان کی آمد کی خبر سن کر وہاں سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔لیکن پھر رومی نہیں آئے اس وجہ سے سیف الدولہ وہیں رہا اگر چہ اس کے وزراء کے قدم اکھڑ چکے تھے۔اسی سال خراسان سے ایک ہزار کے قریب لشکر کا ظہور ہوا جس نے رومیوں سے جہاد کا اعلان کیا اس بناء پر رکن الدولہ بن بویہ نے ان کا اعزاز و اکرام کیا اور انہیں اطمینان کے ساتھ ٹھہرنے کی اجازت دی۔لیکن انہوں نے آگے بڑھ کر دھوکہ سے دیالمہ پر قبضہ کر لیا رکن الدولہ نے ان سے قتال کر کے انہیں شکست دیدی ان میں سے اکثروں کو بھگا دیا۔

اسی سال معز الدولہ عمران بن شاہین سے قتال کرنے کے لئے بغداد سے واسط گیا اس وقت وہاں پر عمران کا بڑا اثر ورسوخ تھا لیکن معز الدولہ وہاں پر بیمار ہو گیا اور اپنا نائب مقرر کر کے بغداد واپس آ گیا اور آئندہ سال اس کی وفات ہو گئی۔

اسی زمانہ میں بلاد دیلم میں ابی عبداللہ ابن الداعی کا زور ہو گیا اس نے حج کرنے اور عبادت کرنے کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور ان کا لباس پہن لیا اور خطوط کے ذریعے بغداد تک تمام لوگوں کو صحابہ رضی اللہ عنہ کرام کے دشمنوں سے جہاد کرنے کی دعوت دی۔

سال رواں کے ماہ جمادی الثانی میں ذوالارحام کی میراث دینے کا اعلان کیا گیا۔اسی سال سیف الدولہ اور رومیوں کے مابین بہت سے مسلمان قیدی آزاد کرائے گئے۔جن میں سیف الدولہ کا چچا ابوفراس بن سعید بن حمدان اور ابوالھیثم بن حصن القاضی بھی تھے یہ تبادلہ ماہ رجب میں ہوا۔

اسی زمانہ میں معز الدولہ نے شفاخانہ بنوانا شروع کیا اور اس کے لئے بہت سی چیزوں کو وقف کیا۔

سال رواں ہی میں بنوسلیم نے شام، مصر اور مغرب کے حاجیوں پر لوٹ مار کر کے ان سے بے شمار سامان کے لدے ہوئے بیس ہزار اونٹ لوٹ لئے گئے۔ان ہی لوگوں میں طرطوس کے قاضی ابن الخواتمی بھی تھے جن کے ایک لاکھ بیس ہزار دینار تھے اور حج کے بعد ان کا ارادہ بلاد شام سے عراق

جانے کا تھا یہ ارادہ اور بھی کافی لوگوں کا تھا ان لوگوں کے اموال سواری وغیرہ چھین کرانہیں بے آب وگیاہ جنگل میں چھوڑ دیا گیا ان میں سے کم ہی لوگ صحیح سالم واپس پہنچ پائے اکثر ہلاک ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسی سال عراق کی طرف سے ابواحمد نقیب الطالبین نے لوگوں کو حج کروایا۔

الحسن بن داؤد ابن علی بن عیسیٰ بن محمد بن قاسم بن حسن بن زید بن حسین بن علی بن ابی طالب ابوعبداللہ العلوی الحسینی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

حاکم کا قول ہے کہ ابوعبداللہ خراسان میں اپنے زمانے کے آل رسول کے شیخ اور علوم کے سردار تھے اور یہ لوگوں میں سب سے زیادہ راہ خدا میں خرچ کرنے والے اور صحابہ کرام سے محبت کرنے والے تھے۔ میں ایک زمانہ تک ان کی صحبت میں رہا۔ جب بھی خلیفہ سوم کا تذکرہ کرتے تو یوں کہتے حضرت عثمان شہید اور اس کے بعد رو پڑتے اسی طرح جب بھی حضرت عائشہ کا ذکر کرتے تو یوں کہتے صدیق کی بیٹی صدیقہ حبیب اللہ کی حبیبہ اور یہ کہہ کر رو پڑتے۔

انہوں نے ابن خذیمہ اور ان کی جماعت سے احادیث کا سماع کیا۔ ان کا آبائی وطن خراسان تھا اور ان کا پورا علاقہ سادات پر مشتمل تھا۔ شعر ہے:

ان کے خاندان کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے ہے۔

ان کے سامنے بنی معد کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔

محمد بن حسین بن علی بن حسن بن ابن یحییٰ بن حسان بن ابوضاح ابوعبداللہ الایتاری الشاعر کی وفات اسی سال ہوئی جو وضاحی سے مشہور تھے انہوں نے محاملی ابن مخلد، ابی روق سے احادیث کا سماع کیا تھا حاکم نے ان کے کچھ اشعار ذکر کئے ہیں۔ جو اپنے وقت میں بہت عمدہ اشعار تھے:

اللہ تعالیٰ باب کرخ کے مکانات اور میدان کو سیراب کرے اور زور سے برسنے والے بادل کے رخ پر اقامت کرنے والے پر بھی۔ اگر گھر کے مٹے ہوئے مکانات پر رونے والا کوئی اور اس کے اردگرد ام الدباب میں کرخ کے میدانوں کو دیکھتا یا اس کی زمین میں اترتا تو وہ اپنی زبان سے دخول وحول کا تذکرہ کرتا۔

ابوبکر بن جعابی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**ابوبکر بن جعابی کے حالات** ...... یہ محمد بن عمر بن بن سلم بن براء بن سبراء بن سیار ابوبکر الجعابی ہیں جو موصل کے قاضی تھے یہ ماہ صفر میں سن ۲۸۴ ہجری میں پیدا ہوئے متعدد محدثین سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا اور ابوالعباس بن عقدہ کے شاگردوں میں رہ کر ان سے علم حدیث حاصل کیا اور ان ہی سے کچھ شیعت کا اثر بھی قبول کیا یہ حافظ الحدیث تھے، حدیث کثرت سے بیان کرنے والے تھے، بعض کا قول ہے کہ انہیں چار لاکھ احادیث سند و متن کے ساتھ یاد تھیں اور چھ لاکھ احادیث کا مذاکرہ کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مرسل اور مقطوع احادیث بھی اس قدر انہیں یاد تھیں اور اسماء الرجال پر جرح وتعدیل، ان کی وفیات کی تاریخ اور ان کے مذاہب سے بھی خوب واقف تھے ...... حتیٰ کے اس بارے میں انہوں نے اپنے زمانے کے تمام علماء سے سبقت حاصل کر لی تھی۔

جب یہ املاء حدیث کے لئے بیٹھتے تو ان کے گھر پر لوگوں کا رش لگ جایا کرتا تھا اور یہ حافظہ سے سند و متن کے ساتھ صاف ستھرے انداز میں املا کرایا کرتے تھے۔ یہ اپنے استاد عقدہ کی طرح شیعت کی طرف مائل تھے اور ان ہی کے پاس باب بصرہ کے نزدیک رہتے تھے۔

ایک بار دار قطنی سے ان کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ یہ حدیث کو خلط ملط کر دیا کرتے تھے۔

ابوبکر برقانی کے بارے میں قول ہے کہ یہ غریب احادیث روایت کرتے تھے اور مذہباً ان کا شیعہ ہونا مشہور تھا اور یہ دین پر عملی اعتبار سے کمزور اور شراب کے عادی تھے۔ بوقت وفات انہوں نے اپنی تمام کتب جلانے کی وصیت کی تو ان کی تمام کتب اور ان کے پاس جو دوسروں کی کتب رکھی تھی سب کو آگ میں جلا دیا گیا ان کا یہ عمل قابل مذمت تھا۔

ان کے جنازے کے لے جانے کے وقت سکینہ نامی شیعی عورت ان کے جنازے پر نوحہ کر رہی تھی۔

# واقعات ۳۵۶ھ

اس سال کا چاند نظر آیا تو خلافت مطیع اللہ و سلطنت معز الدولہ بن بویہ دیلمی کی تھی۔اس سال بھی عاشورہ کے موقع پر حسب سابق شیعوں نے حضرت حسین کی یاد میں تعزیہ کا جلوس نکالا۔

**معز الدولہ بویہ کی وفات**......اسی سال ۳، ربیع الاول کو ابوالحسن احمد بن بویہ الدیلمی کی وفات ہوئی جس نے رافضیوں کا زور بڑھایا تھا اور اسے معز الدولہ (حکومت کی بکری) اس وجہ سے کہا جاتا تھا کہ اس کے معدے میں کوئی چیز نہیں ٹھہرتی تھی۔موت کے قریب اس نے توبہ کر لی تھی اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا تھا اور ظلم کے ذریعے حاصل کی گئی بہت سی اشیاء واپس کر دی تھیں اور اپنی جائداد سے بہت سا مال صدقہ کیا اور اپنے متعدد علاقوں کو آزاد کر دیا تھا اور اپنے لڑکے بختیار عز الدولہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔

ایک موقع پر چند علماء اس کے پاس جمع ہوئے انہوں نے سنت پر گفتگو کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ حضرت علی نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم حضرت عمر کے نکاح میں دی تھی۔اس نے کہا قسم بخدا میں نے یہ بات کبھی نہیں سنی اس کے بعد اس نے اہل سنت کا عقیدہ اختیار کر لیا پھر بوقت نماز ان میں سے ایک عالم نماز کے لئے جانے لگے تو اس نے ان سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا نماز پڑھانے کے لئے۔معز الدولہ نے کہا گھر میں ہی نماز پڑھ لیں انہوں نے کہا کہ آپ کا گھر غصب شدہ ہے اس لئے یہاں نماز نہیں پڑھ رہا ان کا یہ جواب معز الدولہ کو بہت پسند آیا۔

معز الدولہ انتہائی بردبار، فیاض، ہوشیار تھا۔اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اس نے سب سے پہلے مخبروں کا نظام جاری کیا تھا تا کہ اس کے جلد از جلد حالات اور پیغامات شیراز میں اس کے بھائی رکن الدولہ تک پہنچائے جائیں اور ان مخبروں کی معز الدولہ کے پاس بڑی قدر اور وقعت تھی اور بغداد میں اس کے پاس فضل اور برغوث نامی دو مخبر تھے ان میں سے ایک سے اہل سنت نفرت کرتے تھے اور دوسرے سے رافضی نفرت کرتے تھے۔

وفات کے بعد معز الدولہ کو باب التبن کے قریب قریش کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور اس کی مسند اس کے بیٹے عز نے سنبھال لی اور اس علاقہ میں مسلسل تین دن تک بارش ہوتی رہی اور عز الدولہ نے اپنے کرسی کو مضبوط کرنے کے لئے قوم کے سرداروں کے پاس ایک بڑی رقم ھدیہ کے طور پر بھیجی جو اس کی ہوشیاری کی علامت تھی۔اور معز الدولہ کی عمر ۵۳ سال تھی اور اس کی کل مدت خلافت اکیس سال گیارہ ماہ دو دن تھی۔

اس نے اپنے دور حکومت میں میراث سے باقی ماندہ مال بیت المال میں جمع کرنے کے بجائے ذوی الارحام کو دینے کا اعلان کیا اگر وہ موجود ہوں۔اس کی وفات کی رات کسی نے غیبی آواز میں یہ چند اشعار سنے۔

> جب کہ تم نے اپنی دلی مراد خوب اچھے طریقے سے ابوالحسین کو پہنچا دی۔اور تم حوادث زمانہ اور مصیبتوں سے محفوظ ہو گئے۔اب تمھاری طرف مصیبت کا ہاتھ بڑھ گیا اور اچھے لوگوں میں سے تم پکڑ لئے گئے ہو۔

معز الدولہ کی وفات کے بعد اس کا لڑکا عز الدولہ اس کا گدی نشین بنا۔وہ کھیل کود اور عورتوں کے ساتھ عشق بازی میں لگ گیا جس کی وجہ سے اس کی جماعت ٹوٹ گئی اور لوگوں نے اس کے بارے میں غلط باتیں کرنا شروع کر دیں اور خراسان کے حاکم امیر منصور بن نوح السامانی نے بنی بصریہ کی حکومت پر قبضہ کا ارادہ کیا اور اس کے لئے شمکیر کی ماتحتی میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا۔

جب رکن الدولہ بن بویہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے بیٹے عضد الدولہ اور بھتیجے عز الدولہ سے مدد طلب کی انہوں نے اس کی مدد کے لئے ایک بہت بڑا لشکر بھیج دیا چنانچہ رکن الدولہ لشکر لے کر نکلا اس موقع پر شمکیر نے اسے دھمکی دی کہ اگر میں غالب آ گیا تو تمھارے ساتھ فلاں فلاں بدسلوکی کروں گا رکن الدولہ نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر میں غالب آ گیا تو تمھارے ساتھ حسن اخلاق اور درگزر کا سلوک کروں گا۔اتفاق سے رکن

الدولہ غالب آ گیا اور اللہ نے شمکیر کے شر کو اس سے دفع کر دیا۔

ہوا یہ تھا کہ شمکیر شکاری گھوڑے پر مقابلہ کے لئے سوار ہوا اسی دوران اسے خنزیر نظر آیا تو اس نے اس پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے اس کا گھوڑا بدک پڑا اور وہ اس سے نیچے گر گیا اس وقت اس کا انتقال ہو گیا اور اس کا لشکر بھاگ گیا۔ ابن شمکیر نے رکن الدولہ سے امان طلب کی تو اس نے پہلے وعدہ کے مطابق امان اور مال دونوں چیزیں اس کو دیدیں۔ یوں اللہ نے سامانی کے مکر سے اس کی حفاظت فرمائی یہ اس کی صدق نیت اور حسن اخلاق کا ثمرہ تھا۔

**خواص میں سے وفات پانے والے**...... کتاب الاغانی کے مصنف ابو الفرج الاصبہانی ہیں ان کا نام علی بن حسین بن محمد بن احمد بن ھیثم بن عبدالرحمٰن بن مروان بن محمد بن مروان بن الحکم الاموی ہے۔ یہ کتاب الاغانی اور کتاب ایام العرب کے مصنف ہیں اس میں انہوں نے سترہ سو واقعات بیان کئے ہیں۔ یہ شاعر، ادب و کاتب تھے۔ لوگوں کے حالات سے واقف تھے، لیکن یہ بھی شیعہ تھے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ یہ غیر معتمد علیہ شخص ہیں کیوں کہ انہوں نے اپنی کتاب میں عشق بازی کی دعوت دی ہے اور شراب نوشی کو معمولی چیز بیان کیا ہے۔ اور بعض باتیں اپنی طرف سے بیان کی ہیں۔ اور کتاب الاغانی کا مطالعہ کرنے والا شخص محسوس کرے گا کہ یہ کتاب منکر اور غلط باتوں سے بھری ہوئی ہے انہوں نے حدیث محمد بن عبداللہ بن بطین اور مخلوق سے روایت کی ہے۔ ان سے دار قطنی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اسی سال ذوالحجہ میں ان کی وفات ہوئی ان کا سن ولادت ۲۸۴ ہجری ہے۔ اس سال بختری کی وفات ہوئی۔ ابن خلکان نے ان کی چند تصانیف ذکر کی ہیں، ان میں کتاب الاغانی، الحزارات، ایام العرب بھی ہیں۔

اسی سال سیف الدولہ کی وفات ہوئی۔

یہ بہادر امراء اور فیاض بادشاہوں میں سے تھے یہ بھی شیعہ تھے۔ ایک بار یہ دمشق کے بادشاہ بن گئے تو انہیں بیک وقت کئی باتیں میسر آ گئیں۔

(۱)......ان کے خطیب خطبہ نابینہ کے مصنف اور فصیح و بلیغ تھے۔

(۲)......ان کے شاعر متنبی تھے۔

(۳)......ان کا گویا ابو نصر فارابی تھا۔

سیف الدولہ کریم و فیاض، بہت زیادہ داد و دہش کرنے والے تھے ان کے چند اشعار جو انہوں نے اپنے بھائی، موصل کے حاکم ناصر الدولہ کے لئے کہے تھے:

> بلند مقام حاصل کرنے پر میں راضی ہو گیا اور واقعۃً آپ اس کے اہل ہیں اور آپ نے کہا کہ میرے اور میرے بھائی کے درمیان فرق ہے۔ آپ کے استحقاق بلندی سے مجھے انکار نہیں لیکن آپ نے میرے حق سے وصول کر لیا آپ کی زیادتی مکمل ہو گئی۔ میرے نماز پڑھنے پر آپ راضی نہیں میں تو آپ کے بلند مقام حاصل کرنے پر راضی ہوں۔ یہ بھی انہیں کے اشعار ہیں۔
>
> اس نے اپنے آنسوؤں کے ساتھ اپنا خون بھی شامل کر لیا اور مجھ سے کہا کہ آپ کب تک ظلم برداشت کرو گے۔ اس نے تمھاری نظر کو اس سے پھیر دیا۔ تمھاری طرف سے اس کے پھینکے ہوئے تیروں ہی نے اسے زخمی کر دیا۔ تم کیسے صبر برداشت کرتے ہو۔ وہم کے خطرات سے جس سے تم اس کو تکلیف دیتے ہو۔

سیف الدولہ کی وفات حلب میں فالج یا پیشاب کے بند ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ اس کا تابوت میا فارقین لا کر دفن کیا گیا۔ اس کی عمر ۵۳ سال تھی اس کے بعد اس کا لڑکا سیف الدولہ ابو المعالی شریف حاکم بنا پھر اس پر اس کے والد کا آزاد کردہ غلام قرعویہ غالب آ گیا اور اس نے سیف الدولہ کے لڑکے کو حلب سے نکال کر اس کی والدہ کے پاس میا فارقین پہنچا دیا لیکن سیف الدولہ کا لڑکا دوبارہ حلب آ گیا جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آ جائے گا۔

ابن خلکان نے ان کی چند خصوصیات ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان کے بعد کسی بھی بادشاہ کے پاس شعراء کی اتنی تعداد جمع نہیں ہوئی جتنی ان کے ہاں جمع ہوئی تھی۔ انہوں نے شعراء کی ایک جماعت کو اپنے دربار میں آنے کی مستقل اجازت دی ہوئی تھی اور ان کی ولادت سن ۳۰۳ھ میں ہوئی ایک قول یہ ہے کہ سن ۳۰۱ میں ہوئی اور ۳۳ سال کی عمر میں یہ حلب کے بادشاہ بنے تھے۔ اس سے پہلے واسط اور نواحی علاقوں کے بادشاہ تھے پھر حالات تبدیل ہو گئے حتیٰ کہ پورے حلب پر ان کی حکومت قائم ہو گئی اور حلب انہوں نے احمد بن سعید الکلابی صاحب الاخشید کے قبضہ سے چھینا تھا۔

ایک دن سیف الدولہ لوگوں سے کہنے لگے کہ ایک شعر جس کا اول مصرعہ یہ ہے کہ (لک جسمی تعللہ فدمی تحللہ تمہارے لئے میرے جسم کا زخمی کرنا تو حلال ہے لیکن اس کا خون حلال نہیں)۔ اس کا دوسرا مصرعہ تم بنا کر دکھاؤ اور مجھے معلوم ہے کہ تم بنا نہیں سکو گے۔ فوراً اس کا بھائی ابوفراس بولا:

ان کنت ملکا الامر کلہ

''اگر تمام چیزوں کے تم مالک ہو جاؤ۔''

یہ تمام کے تمام بادشاہ رافضی تھے۔

**کافور الاخشید**...... محمد بن طغج الاخشیدی کے آزاد کردہ غلام کافور الاخشید کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کے بعد ان کے لڑکے کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے ان کے غلام ہی کو حاکم بنایا گیا۔ کافور، دمشق اور مصر کا بادشاہ تھا اور سیف الدولہ وغیرہ اس کے دربان رہ چکے تھے۔ اور اس کی قبر پر چند اشعار لکھے ہوئے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:

(۱)...... گزشتہ زمانہ کی طرف دیکھو کہ کتنے لوگ فنا ہو گئے اس نے ان تمام لوگوں کو فنا کر دیا جو اس وقت موجود تھے۔

(۲)...... ان کے دور حکومت تک دنیا بھی ان سے خوش رہی۔ لیکن حکومت کے ختم ہونے کے بعد دنیا ان پر نوحہ کرنے لگی اور رونے لگی۔ ابوعلی القالی کی وفات اسی سال ہوئی۔

**ابوعلی القالی کے حالات**[1]...... یہ اسماعیل بن قاسم بن عبدون بن ہارون بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان ہیں جو امالی کے مصنف ہیں۔ ابوالقاضی القالی اللغوی الاموی ان کے آزاد کردہ غلام ہیں کیوں کہ عبدالملک بن مروان کے غلام تھے اور قالی قالی قلا کی طرف منسوب ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ روم کا اردن تھا۔ واللہ اعلم۔

یہ دیار بکر کے جزیرہ میافارقین میں پیدا ہوئے ابوالعلی موصلی وغیرہ سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔ نحو اور لغت میں ان کے استاد ابن درید ابوبکر الانباری، نفطویہ وغیرہ تھے۔ امالی انہی کی تصنیف ہے جو مشہور ہے ان کی ایک کتاب پندرہ ہزار اوراق پر مشتمل حروف تہجی کی ترتیب پر کتاب تاریخ ہے اس کے علاوہ بھی لغت وغیرہ پر ان کی تصانیف ہیں۔

یہ بغداد آئے وہاں پر انہوں نے حدیث کا سماع کیا اس کے بعد سن ۳۲۳ میں قرطبہ چلے گئے اور اسی کو انہوں نے وطن بنالیا اور وہاں پر انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں حتیٰ کہ ابن خلکان کے قول کے مطابق قرطبہ ہی میں اسی سال ۶۸ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

**خاص خاص لوگوں کی وفات**...... اسی سال بلادِ کرمان اور اس کے مضافات کے حاکم ابوعلی محمد بن الیاس کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد عضد الدولہ بن رکن الدولہ نے بلاد کرمان محمد بن الیاس کی اولاد یسع، الیاس وسلیمان سے چھین لئے اس سے پہلے ملک الکبیر اور شمکیر نے بھی ان علاقوں پر قبضہ کیا تھا جیسا کہ گزر چکا ہے۔

اسی سال بادشاہوں میں سے حسن بن فیروزان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اسی سال متعدد بادشاہوں کی وفات ہوئی، چنانچہ معز الدولہ، کافور اور سیف الدولہ کی وفات اسی سال ہوئی۔

ابن اثیر کا قول ہے کہ ارمن کے بادشاہ نقفور (دمستق) کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

---

(۱) انباہ الرواۃ ۱/۲۰۴=۲۰۹=شذرات الذھب: ۱۸/۳۔

## واقعات ۳۵۷ھ

اسی سال بغداد وغیرہ شہروں میں یہ خبر مشہور ہوئی تھی کہ ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جس کا نام محمد بن عبداللہ لقب مہدی ہے اور وہ خود بھی مہدی معہود کا دعویٰ کرتا ہے اور وہ لوگوں کو خیر کی دعوت دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور شیعوں کی جماعت نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ علوی ہے اور ہماری جماعت سے ہے۔ یہ شخص کافور کی وفات تک مصر میں تھا اور کافور اس کا بڑا اکرام کرتا تھا اور اس کے محسن میں سے ایک سبکتگین دربان شیعہ بھی تھا۔ اس نے اس شخص کو علوی سمجھ کر بغداد آنے کے لئے خط لکھا تھا، تاکہ وہ اس کے لئے شہر حاصل کرے، چنانچہ وہ مصر سے عراق کے ارادہ سے نکلا۔ انبار کے قریب اس کی سبکتگین سے ملاقات ہوگئی۔ جب سبکتگین نے اسے دیکھا تو وہ محمد بن مستکفی باللہ العباسی تھا جب اس کو یقین ہوگیا کہ یہ علوی نہیں ہے، عباسی ہے تو اس کے بارے میں اس کی رائے بدل گئی...... جس کی وجہ سے اس کے ساتھی متفرق ہوگئے اور اسے پکڑ کر معزالدولہ کے پاس لے گئے اس نے اس کی حوصلہ شکنی کرتے ہوئے اس کو خلیفہ مطیع اللہ کے حوالے کر دیا اس نے اس کی ناک کاٹ دی اس کے بعد اس کا پتہ نہیں چلا کہ کہاں گیا۔

اسی سال رومیوں کے ایک لشکر نے بلاد انطاکیہ پر حملہ کا ارادہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کے کافی باشندوں کو قتل کر دیا اور بارہ ہزار کو گرفتار کر کے اپنے شہر واپس آگئے راستے میں ان سے کسی نے تعرض نہیں کیا۔

سال رواں میں عاشورہ کے موقع پر رافضیوں نے حسب سابق ماتم کیا اور جلوس نکالا اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ انہوں نے عید غدیر بھی منائی۔ اس برس ماہ تشترین میں ایک وبا پھیلی جس کی وجہ سے بہت سے افراد ہلاک ہوگئے۔

اسی زمانہ میں حاجیوں کے قافلے پیاس کی شدت کی وجہ سے راستے ہی میں ہلاک ہوگئے۔ مکہ تک کچھ ہی قافلہ پہنچ پائے ان میں سے بھی اکثر حج کے بعد ہلاک ہوگئے۔

اسی سال ابومعالی شریف بن سیف الدولہ اور اس کے ماموں اور چچازاد بھائی کے درمیان جنگ ہوئی۔ ابن اثیر کا قول ہے کہ کہنے والے نے سچ کہا کہ حکومت اندھی ہوتی ہے۔

**خواص کی وفات**...... خواص میں اسی سال وفات پانے والے مندرجہ ذیل حضرات تھے۔

ابراہیم المتقی للہ کی وفات اسی سال ہوئی انہیں خلیفہ بنایا گیا اس کے بعد سن ۳۳۳ انہیں جبراً خلافت سے معزول کر دیا گیا پھر یہ گھر میں رہے اسی سال ان کی وفات ہوئی اور ساٹھ سال کی عمر میں اپنے گھر میں ہی دفن کئے گئے۔

عمر بن جعفر بن عبداللہ ابن ابی السری ابوجعفر البصری الحافظ کی وفات اسی سال ہوئی ان کا سن ولادت ۲۸۰ ہے۔ ابی الفضل بن حباب وغیرہ سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں۔ ان پر ایک سو موضوع احادیث کا الزام لگایا گیا جن کے بارے میں دارقطنی کا قول ہے کہ میں نے ان احادیث پر غور کیا تو احادیث موضوع نہیں تھیں۔

محمد بن احمد بن علی بن مخلد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

**محمد بن احمد بن مخلد کے حالات**...... یہ محمد بن احمد بن علی بن مخلد ابوعبداللہ الجوھری المُحتسب ہیں جو ابن المُحرم سے مشہور تھے یہ ابن جریر طبری کے ساتھیوں میں سے ہیں انہوں نے قدیمی وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ان کے نکاح کے بعد ان کی اھلیہ ان کے پاس آئی اس وقت یہ احادیث لکھ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد ان کی ساس آئی اور اسے دوات اٹھا کر پھینک کر ماری اور کہنے لگی کہ یہ چیز میری لڑکی کے لئے سوکن سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے اسی سال ۹۳ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ یہ ضعیف احادیث بھی بیان کر دیا کرتے تھے۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۱/ ۲۲۰، ۲۲۱، ۳۲۱ العبر: ۲/ ۳۰۹، ۳۱۰

**کافور بن عبداللہ اخشیدی** ...... محمد بن طغج بادشاہ کے غلام کافور بن عبداللہ الاخشیدی کی وفات بھی اسی سال ہوئی بادشاہ نے مصر والوں سے اس کو صرف اٹھارہ دینار میں خریدا تھا پھر اس نے اپنے قریب کیا اور اس کی عزت بڑھائی اور تمام غلاموں میں سے اسے چن کر اپنا خاص بنالیا پھر اس کو اپنے والدین کا اتالیق بنادیا۔ پھر اس کی وفات کے بعد سن ۳۵۵ میں مستقل طور پر تمام امور اس کے حوالے کردیئے اور دیار مصر و شام وحجاز میں منبروں پر اس کا نام لیا جانے لگا۔ یہ بڑا بہادر ذہین اور حسن سیرت کا مالک تھا۔ شعراء نے اس کی تعریف کی ہے ان میں سے ایک متنبی بھی ہے اور یہ متنبی کو مال بھی دیتا تھا پھر کسی وجہ سے متنبی سے ناراض ہوگیا تو متنبی نے اس کی ہجو کردی اور اسے چھوڑ کر عضدالدولہ کے پاس چلا گیا۔ اور کافور اپنی خاص قبر میں دفن کیا گیا۔ اور اس کے بعد ابوالحسن علی بن اخشید خلیفہ بنا پھر اس سے فاطمین نے بلاد مصر چھین لئے۔ کافور دو سال چند ماہ خلیفہ رہا۔

## واقعات ۳۵۸ھ

اس سال بھی عاشورہ کے موقع پر رافضیوں نے حضرت حسین کی یاد میں ماتمی جلوس نکالا اور عید غدیر بھی منائی اس سال غلہ کی گرانی بہت ہوئی حتیٰ کہ روٹی بہت مشکل سے ملتی تھی۔ اور لوگ ہلاک ہونے کے قریب ہوگئے۔

سال رواں میں رومیوں نے بڑا فساد برپا کیا اور حمص جلا دیا اور ایک لاکھ کے قریب مسلمان گرفتار کرلئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اسی سال سترہ شعبان بروز سوموار معز فاطمی کی طرف سے ابوالحسین جوہر القائد الرومی ایک بہت بڑا لشکر لے کر دیار مصر میں داخل ہوا اور جمعہ کے روز انہوں نے منبروں پر معز فاطمی کا نام لیا اور جوہر نے مؤذنوں کو حکم دیا کہ اذان میں حی علی الصلوٰۃ کے بجائے حی علی العمل کہیں اور اماموں کو پہلا سلام با آواز کہنے کا حکم دیا۔

ان حالات کی وجہ یہ تھی کہ کافور کے انتقال کے بعد مصر کے باشندوں میں آپس میں اختلافات ہوگئے مزید اس پر یہ کہ غلہ کی گرانی نے ان کی کمر توڑ دی۔ معز نے موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے والد کے غلام جوہر کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ مصر بھیج دیا۔ جب کافور کے ساتھیوں کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ جوہر کے پہنچنے سے پہلے ہی مصر سے بھاگ گئے۔ جوہر کا لشکر بغیر مدافعت اور رکاوٹ کے بااطمینان مصر میں داخل ہوگیا پھر انہوں نے جو کچھ کیا اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ اب ان علاقوں پر فاطمین کی حکومت مضبوط ہوگئی۔

اسی سال جوہر القائد نے قاہرہ معزیہ شہر کی تعمیر شروع کی۔ اور اس کے پاس دو محل بھی بنوانے شروع کئے جن کا بیان عنقریب آجائے گا۔

اسی زمانہ میں امامتیں معز فاطمی کے خاندان تک محدود ہوکر رہ گئی۔ سال رواں میں جوہر نے جعفر کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ شام کی طرف بھیجا جس نے شام میں بڑی سخت جنگ لڑی۔ اس وقت دمشق میں الشریف ابوالقاسم بن یعلی الہاشمی کا زور تھا۔ جعفر عباسیوں کی طرف سے ایک طویل زمانہ تک جنگ لڑتا رہا اور حالات اس حالت تک پہنچ گئے کہ دمشق میں بھی خطبوں میں معز کا نام لیا جانے لگا اور الشریف ابوالقاسم کو گرفتار کرکے دیار مصر پہنچا دیا۔

اسی طرح حسن بن طغج کو امراء کی ایک جماعت سمیت گرفتار کرکے دیار مصر پہنچا دیا پھر جوہر القاعد نے انہیں معز کے پاس افریقہ بھیج دیا اور سن ۳۶۰ میں بھی دمشق میں فاطمین کی حکومت قائم ہوگئی، جیسا اس کا بیان عنقریب آجائے گا اور دمشق اور اس کے نواحی علاقوں میں سو سال سے زائد تک اذان میں حی علی خیر العمل کہا گیا اور جامع مسجد کے دروازوں پر لعنت علی الشیخین کے نعرے لکھے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مسلسل ایسے ہی حالات رہے حتیٰ کہ پھر ترک اور کرد کے بادشاہ نورالدین شہید اور صلاح الدین بن ایوب نے ان نعروں کو مٹایا۔ اس سال رومی حمص میں داخل ہوگئے۔ وہاں کے اکثر باشندے ان کا نام سن کر وہاں سے بھاگ گئے۔ حمص نے رومیوں کو آگ لگادی۔ اور باقی ماندہ افراد کو گرفتار کرلیا۔ اسی زمانہ میں ذوالحجہ میں عزالدولہ بن بویہ کی لاش گھر سے قریش کے قبرستان میں منتقل کی گئی۔

# واقعات ۳۵۹ ھ

اسی سال دس محرم کو رافضیوں نے ماتمی جلوس نکالا۔ بازار اور دکانیں بند کروادیں اور عورتیں ننگے سر اپنے چہروں پر طمانچے مارتی ہوئیں حضرت حسین پر نوحہ کرتی رہیں اور بازار میں جگہ جگہ ٹاٹ کے ٹکڑے لگا دیئے گئے جن میں بھوسہ بھرا ہوا تھا۔

اس سال رومی انطاکیہ میں داخل ہو گئے اور اس کے بوڑھے مردوں اور بوڑھی عورتوں کو قتل کر دیا اور بیس ہزار کے قریب بچے بچیاں گرفتار کر لیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور یہ ازمن کے بادشاہ نقفور لعنتی کی کوشش سے ہوا اور درحقیقت یہ سب کچھ رافضی بادشاہوں کی وجہ سے ہوا۔ جن بدمعاشوں نے ان شہروں پر قبضہ کر کے ان میں فساد برپا کیا تھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ یہ رومی شہنشاہ ظلم وزیادتی میں حد سے بڑھ گیا تھا اس خبیث نے ایک ایسی عورت سے شادی کی تھی جس کے پہلے شوہر سے دو بچے تھے اس نے ارادہ کیا کہ ان کو خصی کروا کر عجائب خانہ میں ڈلوا دیا جائے تاکہ وہ اس کے بعد بادشاہ نہ بن سکیں۔ لیکن اس کے اس منصوبے کا اس کی بیوی کو پتہ چل گیا اس نے امراء کو اس کے قتل پر آمادہ کیا چنانچہ انہوں نے خواب کی حالت میں اسے قتل کر دیا اور ان دونوں لڑکوں میں سے بڑے لڑکے کو بادشاہ بنا دیا۔

اسی سال ربیع الاول میں ابوبکر بن یسار کو قضاۃ سے معزول کر کے ابومحمد بن معروف کو اس کی جگہ قاضی بنا دیا ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال دریائے دجلہ کا پانی اتنا نیچے چلا گیا کہ کنوئیں کا پانی خشک ہو گیا۔ اس سال بھی الشریف بن احمد النقیب نے لوگوں کو حج کروایا۔

اسی سال ذوالحجہ میں ایک ستارہ گرا جس نے زمین کو روشن کر دیا اور اس کی شعاعیں سورج کی طرح تھیں پھر بجلی کی کڑک کی طرح اس کی آواز نکلی۔ ابن الاثیر کا قول ہے کہ اس زمانہ میں محرم میں جوہر القاعد کے نمائندہ جعفر بن فلاح کے حکم پر دمشق میں معز فاطمی کے لئے خطبہ پڑھا گیا اس موقع پر ابومحمد الحسن بن عبداللہ بن طغج نے رملہ میں اس سے قتال کیا بالآخر ابن فلاح نے اس پر غلبہ پا کر اسے گرفتار کر کے اسے جوہر کے پاس بھیج دیا جوہر نے اسے معز کے پاس افریقہ بھیج دیا۔

اسی سال ناصر الدولہ بن حمدان اور اس کے لڑکے کے درمیان کشیدگی پیدا ہو گئی، کیوں کہ معز الدولہ بویہ کی وفات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان کے لڑکے ابوتغلب اور اس کے موافقین نے بغداد پر قبضہ کا ارادہ کیا ان کے والد نے ان سے کہا کہ معز الدولہ نے اپنے لڑکے عز الدولہ کے لئے بہت جائیداد چھوڑی ہے جب تک وہ دولت اس کے پاس ہے اس وقت تک تم بغداد پر قبضہ نہیں کر سکتے اس لئے اس دولت کے ختم ہونے تک صبر کرو جب اس کی دولت بالکل ختم ہو جائے پھر تم اس پر حملہ کرنا اس وقت تم اس پر غالب آ جاؤ گے۔ ابوتغلب کو اپنے والد کی یہ بات ناگوار گزری اس وجہ سے اس نے اپنے والد کو ہمیشہ کے لئے قلعہ میں بند کر دیا۔ اس پر بھائیوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا اور ان کے مختلف گروہ بن گئے جس کی وجہ سے ان کی قوت بالکل ٹوٹ گئی جس کہ وجہ سے عز الدولہ نے موصل کی حکومت پر سالانہ دس لاکھ روپے پر صلح کر لی اور اسی سال ناصر الدولہ کی بھی وفات ہو گئی موصل اور اس کے نواحی علاقوں پر ابوتغلب کی حکومت قائم ہو گئی لیکن بھائیوں میں آپس میں اختلاف بدستور قائم رہا۔

اس زمانہ میں روم کا بادشاہ طرابلس میں داخل ہو گیا اس میں آگ لگا دی۔ اور ایک پوری مخلوق کو قتل کر دیا اس وقت طرابلس کے حاکم کو اس کی عوام نے ظلم کی وجہ سے طرابلس سے نکال دیا تھا رومیوں نے اس کو قید کر کے اس کی ساری جائیداد پر قبضہ کر لیا اس کے بعد انہوں نے سواحل کا رخ کیا وہاں پر انہوں نے ایک بستی کے علاوہ اٹھارہ شہروں پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے کافی لوگ نصرانی بن گئے۔

اس کے بعد وہ حمص چلے گئے وہاں انہوں نے آگ لگائی لوٹ ماری کی اور لوگوں کو قید کیا اور ان علاقوں میں رومی بادشاہ دو ماہ تک رہا جس شہر کو چاہتا قبضہ کر لیتا اور جس شہر پر چاہتا چھا جاتا اس کے بعد یہ اپنے شہر واپس چلا گیا اور اس کے ساتھ تقریباً ایک لاکھ بچے بچیاں گرفتار تھیں اس کی واپسی اس کے لشکر کے اکثر لوگوں کے بیمار ہونے اور انہیں ان کی اولاد یاد آنے کی وجہ سے ہوئی تھی۔ پھر بھی اس نے ایک لشکر جزیرہ کی طرف بھیج دیا انہوں نے وہاں لوٹ مار کی لوگوں کو گرفتار کیا۔

اس سال سیف الدولہ کے غلام قرعویہ نے حلب پر قبضہ کر کے وہاں سے اپنے استاد کے لڑکے الشریف کو نکال دیا وہ اس کی اطراف میں چلا گیا اطراف کے لوگوں نے بھی اسے داخل نہیں ہونے دیا۔ اس وجہ سے وہ اپنی والدہ سعید بن حمدان کی لڑکی کے پاس میافارقین چلا گیا جہاں کچھ عرصہ اس نے رہ کر میافارقین کی اطراف پر قبضہ کر لیا اور اس علاقہ میں اس کی حکومت قائم ہوگئی پھر دو سال بعد یہ حلب آ گیا۔

جب اس سال رومیوں نے شام میں فساد برپا کیا تو قرعویہ نے ان کی خوشامد شروع کر دی اور ان کے پاس تحفے تحائف پہنچے پھر اس کے بعد رومی انطاکیہ چلے گئے۔ اس پر قبضہ کر کے انہوں نے اس کے باشندوں کو قتل کیا اور گرفتار بھی کیا پھر وہ حلب چلے گئے اس وقت ابوالمعالی شریف نے قرعویہ کا محاصرہ کر رکھا تھا وہ رومیوں سے ڈر کر وہاں سے بھاگ گیا۔ رومیوں نے حلب کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور ابوالمعالی وغیرہ قلعہ بند تھے اس وجہ سے ان کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ پھر رومیوں نے قرعویہ سے سالانہ کچھ مال پر صلح کر کے حلب اس کے حوالہ کر دیا اور خود واپس چلے گئے۔

اسی سال معزفاطمی کے مقابلے میں ایک شخص ابوخزر نامی نمودار ہوا معزفاطمی بذات خود لشکر کے ہمراہ اس کے مقابلہ میں نکلا اور اسے بھگا دیا اور کچھ دنوں بعد دوبارہ اس کا ظہور ہوا اس بار اس نے معزفاطمی سے امان طلب کی تو اس نے اس کو امان دیدی۔ اور گزشتہ معاملہ کو درگزر کیا۔

اس زمانہ میں جوہر کی جانب سے قاصد مصر کی فتح کی خوشخبری لے کر آیا اور معزفاطمی کو دورۂ مصر کی دعوت دی۔ اس خبر سے معزفاطمی کو بڑی خوشی ہوئی۔ اس موقع پر شعراء نے بھی اس کی مدح کی، ان ہی میں سے شاعر محمد بن ہانی کا قصیدہ بھی ہے جس کے اول شعر کا ترجمہ یہ ہے:

لوگوں نے کہا کہ بنی عباس نے مصر کی فتح پر خوشی منائی، بنی عباس سے کہہ دو کہ فیصلہ ہو چکا ہے۔

اس زمانہ میں بغداد کے حاکم عزالدولہ نے عمران بن شاہین الصیاد کے محاصرہ کا ارادہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا جس کی وجہ سے اس سے صلح کر کے بغداد واپس آ گیا۔

سال رواں ہی میں قرعویہ اور ابوالمعالی شریف میں صلح ہوگئی قرعویہ نے حلب اور اس کے مضافات میں معزفاطمی کے لئے خطبہ دیا اس طرح حمص اور دمشق میں بھی اس کے نام پر خطبہ دیا مکہ میں مطیع اللہ اور قرامطہ کے لئے خطبہ پڑھا گیا۔ اور مدینہ کے باہر ابواحمد الموسوی نے مطیع اللہ کے لئے خطبہ دیا۔

ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے کہ اس سال نقفور کی وفات ہوئی اس کے بعد پہلے بادشاہ کا لڑکا دمستق بادشاہ بنا یہ مسلمانوں کی اولاد میں سے تھا۔ جس کا نام فقاس تھا لیکن اس کا یہ لڑکا نصرانی بن گیا اور نصاریٰ کے ہاں اس کا مرتبہ بہت بڑھ گیا حتیٰ کے یہ بادشاہ بن گیا۔ یہ مسلمانوں کا سخت مخالف تھا ان سے اس نے بہت سے شہر زبردستی چھینے تھے۔ جیسے طرطوس، اذنہ، عین زربہ، مصیصہ وغیرہ اور اس نے بیشمار مسلمانوں کو قتل کیا تھا اور بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کیا تھا بہت سے مسلمان اس کے ہاتھ پر نصرانی ہوگئے تھے۔ یہ ہی وہ شخص ہے جس نے قصیدہ ازمینہ مطیع اللہ کے پاس بھیجا تھا۔

**خواص کی وفات**..... محمد بن احمد بن حسین بن اسحاق بن عبداللہ ابوعلی الصواف کی وفات اسی سال ہوئی۔ انہوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل اور ان کی جماعت سے روایت کی ہے پھر ان سے ایک مخلوق دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے دارقطنی کا قول ہے کہ دین وتحریر میں میں نے ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ نواسی ۸۹ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

محارب بن محمد بن محارب ابوالعلاء الفقیہ الشافعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ یہ محارب بن دثار کی اولاد میں سے تھے۔ یہ ثقہ عالم تھے انہوں نے جعفر فریابی وغیرہ سے روایت حدیث کی۔

ابوالحسن احمد بن محمد کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ ابن القطان سے مشہور تھے اور ائمہ شافعیہ میں سے تھے۔ فقہ انہوں نے سریج اور شیخ ابی اسحاق الشیرازی سے حاصل کی۔ ابوالقاسم درانی کی وفات کے بعد اپنے مذہب کے رئیس تھے۔ اصول فقہ اور فروع فقہ میں انہوں نے کتاب تصنیف کی۔ یہ بغداد بھی گئے اور وہاں پر تدریس بھی کی اور متعدد کتابیں لکھیں۔ اسی سال جمادی الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

**خواص کی وفات**..... خواص میں اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔ سلیمان بن احمد بن ایوب کی وفات اسی سال ہوئی۔

**سلیمان بن احمد بن ایوب کے حالات** [1] ...... یہ سلیمان بن احمد بن ایوب ابو القاسم الطبرانی الحافظ الکبیر ہیں جو معاجم ثلاثہ (الکبیر، الاوسط، الصغیر) کے مصنف ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب السنہ اور کتاب مسند الشامیین بھی انہیں کی لکھی ہوئی اس کے علاوہ بھی ان کی دیگر مفید عمدہ تصانیف ہیں۔ سو سال کی عمر میں اصبہان میں ان کی وفات ہوئی اور اس کے دروازے پر حممہ صحابی کی قبر کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا۔ ابو الفرج ابن الجوزی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ایک ہزار شیوخ سے انہوں نے سماعت حدیث کی۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کی وفات اسی سال ۲۸ ذیقعدہ بروز ہفتہ ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کی وفات اسی سال شوال میں ہوئی ان کا سن ولادت ۲۶۰ ہے اور سو سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

**الرفا شاعر احمد بن السری ابو الحسن کندی** ...... الرفا الشاعر احمد بن السری ابو الحسن الکندی الشاعر الموصلی کی وفات اسی سال ہوئی۔ ابن اثیر کا قول ہے کہ ان کی وفات اسی سال بغداد میں ہوئی۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ سن ۳۶۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن جعفر کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**محمد بن جعفر کے حالات** [2] ...... محمد بن جعفر ابن محمد بن ھیثم بن عمران بن یزید ابو بکر بن منذر کی وفات اسی سال ہوئی ان کا وطن اصلی انباری تھا انہوں نے احمد بن خلیل بن برجلانی، محمد بن عوام الریاحی، جعفر بن محمد بن الصائغ اور ابن اسماعیل الترمذی سے سماعت حدیث کی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ ابن اسماعیل الترمذی ان سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں لوگوں نے کہا کہ ان کے اصول عمدہ اور ان کا سماع صحیح تھا ابو عمر و بصری نے ان سے کچھ احادیث کا انتخاب کیا تھا۔ شوراء کے روز اچانک ان کی وفات ہوگئی ان کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی۔ محمد بن حسن بن عبداللہ ابو بکر الآجری کی وفات اسی سال ہوئی۔

**محمد بن حسن کے حالات** [3] ...... یہ محمد بن حسن بن عبداللہ ابو الآجری ہیں انہوں نے جعفر فریابی، ابو شعیب الحرانی، ابو المسلم الکجی وغیرہ سے سماعت حدیث کی یہ ثقہ، صادق دیندار تھے۔ ان کی متعدد عمدہ عمدہ تصانیف ہیں ان ہی میں سے الاربعون الآجریہ ہے۔ سن ۳۳۰ھ سے قبل انہوں نے بغداد میں حدیث بیان کی ہے۔ اس کے بعد مکہ آ گئے اور تیس سال بعد وہاں وفات پائی۔ محمد بن جعفر بن محمد کی وفات اسی سال ہوئی۔

**محمد بن جعفر بن محمد کے حالات** [4] ...... محمد بن جعفر بن ابو عمر و الزاہد ہیں بہت سے محدثین سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا اور دور دراز شہروں کے سفر کئے ان سے بڑے بڑے حفاظ حدیث نے حدیث کی سماعت کی۔ یہ مفلس تھے، تھوڑے مال پر قناعت کرنے والے تھے۔ فقراء کی قبروں پر دودھ چھڑکا کرتے تھے۔ خود صرف ایک چپاتی گاجر یا پیاز کے ساتھ کھاتے تھے۔ پوری رات جاگ کر عبادت میں گزار دیتے تھے۔ اسی سال جمادی الآخر ۹۵ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

محمد بن داؤد ابو بکر الصوفی کی وفات اسی سال ہوئی یہ لدقی سے مشہور اور دینور کے رہنے والے تھے۔ بعد میں بغداد چلے گئے تھے۔ پھر دمشق منتقل ہو گئے۔ ابن مجاہد سے انہوں نے حدیث پڑھی ابن الجلاء الدقاق کے ساتھ محمد بن جعفر الخرائطی سے انہوں نے سماعت حدیث کی۔ سو سال کی عمر میں اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ۳/۹۱۲، ۹۱۳، العبر: ۲/۳۱۵، ۳۱۶

(۲) تاریخ بغداد: ۲/۱۵۰، ۱۵۱، شذرات الذھب: ۳/۳۱

(۳) تاریخ بغداد: ۲/۲۴۳، العبر ۲/۳۱۸

(۴) تاریخ بغداد: ۵/۲۶۶، اللباب: ۱/۵۰۵

**محمد بن فرجانی بن زرویہ**...... محمد بن الفرجانی بن زرویہ بن محمد المروزی الطبیب کی وفات اس سال ہوئی انہوں نے بغداد آ کر اپنے والد سے منکر حدیث کا سماع کیا۔ حنید اور ابن مرزوق سے انہوں نے حدیث روایت کی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ یہ مزاحیہ اور ذہین تھے لیکن لوگوں نے ان پر موضوع احادیث کا الزام لگایا ہے۔

**احمد بن الفتح**...... ان کی وفات اسی سال ہوئی بعض کا قول ہے کہ ان کا نام ابی الفتح الخاقانی ابو العباس النجاد ہے جو کہ دمشق کی جامع مسجد کے امام تھے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ یہ عابد صالح تھے۔

ان کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے پاس کچھ لوگ ان کی زیارت کے لئے آئے تھے یہ درد کی وجہ سے آہ آہ کرنے لگے۔ زائرین نے ان کو اچھا نہیں سمجھا ان کی واپسی کے وقت انہوں نے کہا کہ آہ اللہ کے ناموں میں سے ہے جس کی وجہ سے آخرت میں لوگوں کی روحیں راحت حاصل کریں گی راوی کہتے ہیں کہ ان کی اس بات سے زائرین کے قلوب میں ان کی عظمت بڑھ گئی صاحب کتاب کا قول ہے کہ احمد بن الفتح کی یہ بات مطلقاً صحیح نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام توقیفی ہیں جن کی قبولیت صحیح قول کے مطابق نقل صحیح پر موقوف ہے۔

## واقعات ۳۶۰ھ

اس سال بھی رافضیوں نے اپنی قدیم عادت کے مطابق دس محرم کو بدعات قبیحہ کا ارتکاب کیا۔

اس زمانہ میں قرامطہ نے دمشق کے نائب حاکم جعفر بن فلاح کو قتل کر کے دمشق پر اپنے سردار حسین بن احمد بن بہرام کی سربراہی میں ہتھیار اور فوج کے ذریعے مدد کی تھی۔ اس کے بعد قرامطہ نے دجلہ جا کر اسے چھین لیا اور مغاربہ کے بڑے بڑے سرداروں کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا۔ قرامطہ کچھ لوگوں کو اس محاصرہ پر مقرر کر کے دیہاتی اخشیدیہ اور کافور کی ایک بڑی جماعت کو لے کو قاھرہ کی طرف چلے گئے عین شمس کے وقت وہ وہاں پہنچے اس موقع پر قرامطہ اور جوھر القائد کے درمیان بڑی شدید جنگ ہوئی بالآخر قرامطہ کو کامیابی ہوئی اور انہوں نے مغاربہ کا سخت محاصرہ کر لیا اس دوران مغاربہ نے قرامطہ کے میمنہ پر حملہ کر کے انہیں شکست دیدی۔ جس کی وجہ سے قرامطہ شام چلے گئے اور از سرنو انہوں نے باقی مغاربہ کا سخت محاصرہ کر لیا۔ جوھر نے پندرہ کشتیاں خوراک سے بھری ہوئی ان کی مدد کے لئے روانہ کیں۔ قرامطہ نے دو کشتیوں کے علاوہ سب پر قبضہ کر لیا، پھر ان دو کشتیوں پر بھی فرنگیوں نے قبضہ کر لیا۔ اس کے علاوہ دیگر کئی بڑے بڑے مصائب بھی پیش آئے۔ اس بارے میں حسین بن احمد بن بہرام کے دو مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

مغاربہ نے کہا کہ میں ان سے ڈر گیا ہوں اور میرا خون ان کے درمیان بہہ رہا ہے۔ اگر میں نے اپنے خون کے ذریعے تیری زمین سیراب نہ کی تو دریائے نیل بھی مجھے کبھی پانی نہ پلائے۔

اس سال ابو تغلب بن حمدان نے بختیار عز الدولہ کی تین سال کی لڑکی سے ایک لاکھ دینار مہر کے عوض شادی کر لی۔ اس زمانہ میں مؤید الدین بن رکن الدولہ نے ابو القاسم بن عباد کو اپنا وزیر بنایا اس نے حکومت کا نظام درست کر کے اسے مضبوط کر دیا۔

اسی سال دمشق اور پورے شام میں اذان میں حی علی خیر العمل کہا گیا۔ ابن عساکر نے دمشق کے نائب حاکم جعفر بن فلاح کے احوال ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں ابو محمد الکفانی نے ابو بکر احمد بن محمد بن شرام کے واسطہ سے خبر دی ہے کہ اس سال چھ صفر بروز جمعرات جعفر بن فلاح نے دمشق کی جامع مسجد اور تمام شہروں میں اور تمام مساجد میں اعلان کرایا کہ مؤذن اذان میں حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل کہیں۔ لوگوں نے طاقت وقوت نہ ہونے کی وجہ سے اس پر عمل کیا۔

اس طرح آٹھ جمادی الثانی بروز جمعہ مؤذنین کو اذان واقامت میں اللہ اکبر صرف دو مرتبہ کہنے کا حکم دیا اور یہ بھی کہ اقامت میں بھی حی علی خیر العمل کہا جائے لوگوں پر یہ بات بڑی ناگوار گزری لیکن انہوں نے اللہ کے حکم پر صبر کیا۔

# واقعات ۳۶۱ھ

اس سال بھی رافضیوں نے دس محرم کو حسب سابق ماتمی جلوس نکالا اس زمانہ میں محرم میں رومیوں نے جزیرہ دیار بکر پر غارت گری کرتے ہوئے وہاں کے باشندوں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور پھر دیگر شہروں میں وہ دہشتگردی کرتے ہوئے لوگوں کو قتل اور گرفتار کرتے ہوئے مال غنیمت لوٹ کر نصیبین تک پہنچ گئے۔

وہاں پر بھی انہوں نے لوگوں پر یہی مظالم ڈھائے اس وقت ان شہروں پر ابوتغلب بن حمدان حاکم تھا لیکن اس نے نہ تو ان کا مقابلہ کیا اور نہ اور کسی قسم کی ان کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی۔

بالآخر مجبور ہو کر جزیرہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ بغداد جا کر خلیفہ مطیع اللہ اور اس کے وزراء کے سامنے فریاد رسی کریں گے چنانچہ انہوں نے بغداد کا رخ کیا بغداد والے ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے خلیفہ کے پاس ان کے ساتھ گئے۔ لیکن خلیفہ سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی کیوں کہ خلیفہ اس وقت شکار میں مشغول تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے ان کے پاس اپنا قاصد بھیجا۔ خلیفہ نے اپنے دربان سبکتگین کو بھیج کر اہل جزیرہ کو منتشر کروایا۔ عوام نے غصہ میں آ کر جنگ کے لئے خود لشکر تیار کیا اور رومیوں سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور ابوتغلب کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ان کے لئے خوراک اور رہائش کا انتظام کر کے رکھے۔ اس خبر پر ابوتغلب کو بھی بڑی خوشی ہوئی۔ جب لشکر جنگ کے لئے مکمل طور پر تیار ہو گیا تو عین موقع پر رافضیوں اور سنیوں کے درمیان لڑائی ہو گئی اور اہل سنت نے کرخ میں رافضیوں کے گھر جلا ڈالے اور رافضیوں سے کہا کہ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ اس موقع پر لٹیروں نے بغداد پر لوٹ مار مچا دی اور النقیب ابو احمد الموسوی اور ابوالفضل شیرازی کے درمیان اختلاف ہو گیا۔

بختیار بن معز الدولہ نے جنگ کے لئے خلیفہ سے مالی مدد کا مطالبہ کیا خلیفہ نے جواب دیا کہ اگر خراج میرے پاس آتے تو میں یقیناً اسے مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کرتا لیکن تم اسے فضولیات میں خرچ کرتے رہے۔ اب میرے پاس تمہاری مالی مدد کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ خلیفہ اور بختیار میں خط و کتابت اس سلسلہ میں ہوتی رہی اور بختیار نے خلیفہ کو سخت دھمکیاں دیں۔ مجبوراً خلیفہ نے اپنے کچھ کپڑے اور کچھ گھریلو سامان اور اپنے گھر کی چھت کا ملبہ فروخت کر کے چار لاکھ درہم اسے دے دیئے، لیکن اس نے ان میں سے مسلمانوں پر کچھ بھی خرچ نہیں کیا بلکہ اس نے اپنی ضروریات پوری کیں۔ اس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں خلیفہ کی ہمدردی بڑھ گئی اور بختیار رافضی سے ان کو سخت نفرت ہو گئی کہ اس کی وجہ سے جنگ نہ ہو سکی اللہ تعالیٰ اسے مسلمانوں کی طرف سے بہتر بدلہ نہ عطا فرمائے۔

اسی سال ابوتغلب بن حمدان نے قلعہ ماردین پر قبضہ کر کے اس کا کل مال و اسباب موصل منتقل کر دیا۔

اس زمانہ میں خراسان کے حاکم امیر منصور بن نوح السامانی سے رکن الدولہ بن بویہ اور اس کے لڑکے عضد الدولہ نے سالانہ ڈیڑھ لاکھ پر صلح کر لی اور اس نے رکن الدولہ کی لڑکی سے شادی کر لی۔ رکن الدولہ نے اس کے پاس بیشمار ھدایا وغیرہ بھیجے۔

اسی سال جوھر القائد کی دعوت پر معز فاطمی اپنے اہل و عیال، خدام و لشکر سمیت بلاد مغرب کے شہر منصورہ سے مصر کے دورہ پر روانہ ہوا۔ جوھر القائد نے اس کے دورہ کے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے اور وہاں پر اس کے لئے دو محل بھی تیار کروائے تھے۔ اس موقع پر معز نے بلاد مغرب، اس کے مضافات کے صقلیہ وغیرہ علاقوں پر اپنے مختلف نائب مقرر کئے۔ اس سفر میں معز کا شاعر محمد بن ھانی اندلسی بھی اس کے ساتھ تھا، لیکن راستے ہی میں اس کا انتقال ہو گیا اور معز کا قاھرہ کی طرف یہ سفر آئندہ سال پیش آیا جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آ جائے گا۔

اس سال بھی طالبین کے نقیب الشریف ابو احمد الموسوی نے لوگوں کو حج کروایا۔

**مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے**..... سعید بن سعید الجنابی کی وفات اس سال ہوئی ان کے بعد ان کے بھائی ابو یعقوب یوسف امیر بنے ابوسعید کی نسل سے ان کے علاوہ کوئی زندہ نہیں تھا۔

عثمان بن عمرو بن حفیف ابوعمر المقری کی وفات اسی سال ہوئی جو دراج سے مشہور تھے۔ انہوں نے ابوبکر بن داؤد سے حدیث روایت کی ہے اور ان سے ابن زرقویہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ یہ بہترین قاری فقیہ سمجھ دار امین حسن اخلاق کے مالک تھے۔ ابدال میں ان کا شمار ہوتا تھا اس سال رمضان میں جمعہ کے روز ان کی وفات ہوئی۔

علی بن اسحاق بن خلف ابوالحسین القطان الشاعر کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی جو المراھی سے مشہور تھے ان کے چند اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

> اٹھو وہ دونوں عاشق ہیں انہوں نے اکٹھے ہی صبح کی ہے۔ فراق کے بعد وہ دونوں جمع ہوئے ہیں وہ اس کی وجہ سے خوف زدہ ہیں۔ وہ دونوں رکاوٹوں سے امن کے ساتھ خوشی کی طرف لوٹے ہیں۔ وہ دونوں الگ الگ ہونے کے باوجود حقیقت میں دو روح ایک قالب ہیں۔

احمد بن سھل، ابن شراد ابوبکر المخر ومی کی وفات اسی سال ہوئی۔ انہوں نے ابوخلیفہ، جعفر الفریابی، ابن ابی الفوارس، ابن جریر وغیرہ سے روایت کی ہے، ان سے دار قطنی، ابن زرقویہ، ابونعیم وغیرہ نے روایت کی ہے۔ برقانی وابن الجوزی وغیرہ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔

## واقعات ۳۶۲ھ

اس سال بھی رافضیوں نے حسب سابق محرم میں حضرت حسینؓ کی وفات پر نوحہ کیا۔ چادریں لٹکائیں بازار بند کروائے۔ اسی زمانہ میں فقیہ ابو بکر الرازی حنفی ابوالحسن علی بن عیسی الرمانی ابن الرقان حنبلی نے جمع ہو کر عزالدولہ بختیار بن بویہ کو رومیوں سے جہاد کرنے کی پرزور دعوت دی۔ چنانچہ اس نے ان سے قتال کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جسے اللہ نے فتح عطا فرمائی اور ان کے کافی آدمی قتل کر کے ان کے سر بغداد بھیج دیئے۔ اس سے لوگوں کو بڑی راحت پہنچی۔

اس زمانہ میں رومی آمد پر محاصرہ کی نیت سے روانہ ہوئے اس وقت آمد پر ابی الھیجان بن حمدان کے غلام ہزرمرد کی حکومت تھی اس نے ابی تغلب سے مدد طلب کی اس نے اپنا بھائی ناصر الدولہ بن حمدان کو روانہ کیا ان دونوں نے رمضان کے آخری ایام میں ایک بہت تنگ جگہ میں رومیوں سے مقابلہ کیا۔ رومیوں نے بھاگنے کا ارادہ کیا لیکن بھاگ نہیں سکے انہیں قتل کر دیا گیا۔ اور دمستق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ وہ جیل ہی میں بیمار ہوا اور آئندہ سال یہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ ابوتغلب نے اس کے علاج کے لئے کافی اطباء کو جمع کیا لیکن کسی سے بھی اس کو فائدہ نہیں ہوا۔

سال رواں ہی میں بغداد کے علاقہ کرخ کو جلا دیا گیا۔ وجہ اس کی یہ بنی تھی کہ ایک شخص نے کسی ترکی کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا، عام لوگوں اور ترکیوں کی ایک جماعت نے اس پر حملہ کر دیا، وہ ان سے بھاگ کر ایک گھر میں جا چھپا انہوں نے اسے گھر سے نکال کر قتل کر دیا پھر جلا دیا۔ اس موقع پر متعصب رافضی ابوالفضل الشیر ازی وزیر نے اپنے دربان کو کرخ بھیج کر اہل سنت کے مکانات کو آگ لگوا دی جس سے آٹھ سو دکانیں ۳۳ مسجدیں اور سترہ ہزار انسان جل گئے۔ اس ظالم کو خلیفہ نے وزراۃ سے معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن بقیہ کو وزیر بنا دیا لوگوں کو اس پر بڑا تعجب ہوا کیوں کہ یہ ایک حقیر شخص تھا لوگوں میں اس کی عزت نہیں تھی اس کا والد کوثا بستی میں کاشت کاری کرتا تھا اور یہ عزالدولہ کا خادم تھا، اس کا کھانا لے کر آتا تھا اور چہرہ صاف کرنے کے لئے اسے رومال پیش کرتا تھا اب اس کو وزیر بنا دیا، لیکن اس کے باوجود گزشتہ وزیروں کے مقابلے میں یہ بڑا ظالم تھا اس کے زمانے میں لٹیرے اور ڈاکو بہت زیادہ ہو گئے تھے اور لوٹ مار عام ہو گئی تھی۔ اس زمانہ میں عزالدولہ اور اس کے دربان سبکتگین میں اختلاف ہو گیا پھر دھوکہ سے ان میں صلح کروا دی گئی۔

اس سال معز فاطمی نے اپنے اہل وعیال واقارب کے ساتھ دیار مصر کا دورہ کیا، ماہ شعبان میں اس کی اسکندریہ آمد پر سرداران مصر نے اس کا استقبال کیا تھا۔

وہاں پر اس نے بڑے فصیح و بلیغ انداز میں فی البدیہہ خطبہ دیا جس میں اس نے کذب بیانی کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے ہماری وجہ سے تمھاری مدد کی ہے، اس وقت مصر کا قاضی اس کے ایک جانب بیٹھا ہوا تھا معز نے اس سے سوال کیا کہ تم نے مجھ سے اچھا خلیفہ کوئی دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ معز نے پھر سوال کیا تم نے حج کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر معز نے سوال کیا تم نے آپ علیہ السلام کی زیارت کی ہے؟ پھر اس نے شیخین کی قبر کی زیارت کا سوال کیا؟ تو اب قاضی سوچنے لگا کہ کیا جواب دوں اس دوران اس کی نظر معز کے لڑکے پر پڑی جو اس وقت بڑے بڑے امراء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ قاضی نے جواب دیا کہ جس طرح آپ کی زیارت نے مجھے آپ کے بعد بننے والے ولی عہد کو سلام کرنے اور اس کی زیارت کرنے سے روکا ہے، اسی طرح آپ علیہ السلام کی زیارت نے شیخین کی قبر کی زیارت سے مجھے باز رکھا۔ اس کے بعد قاضی نے کھڑے ہو کر معز کے لڑکے سے سلام کیا اور اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا اس کے بعد مجلس برخواست ہو گئی۔

اس کے بعد معز اسی سال ۵ رمضان کو مصر پہنچ گیا اور اپنے محل میں داخل ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے محل میں داخل ہو کر سجدہ شکر ادا کیا ہے اور اس کا پہلا کارنامہ وہ ہے جسے کافور کی بیوی نے ذکر کیا ہے کہ میں نے ایک سونے کے تار سے بندھا ہوا ایک قبا ایک عورت کے پاس امانت کے طور پر رکھ دیا اور اس قبا پر موتی ٹکے ہوئے تھے۔ پھر ایک دن میں نے وہ قبا اس عورت سے مانگا تو اس نے انکار کر دیا میں نے معز کے سامنے یہ قصہ بیان کیا تو اس نے اس عورت کو بلوا کر اس سے پوچھا تو اس نے ان کے سامنے بھی صاف انکار کر دیا پھر معز نے جواب دیا کہ اس کی زمین کو کھود کر جو کچھ اس میں مدفون ہے نکال لاؤ۔ چنانچہ اس کی زمین کو کھودا گیا تو اس میں مٹکے میں بند کی ہوئی وہی قبا مل گئی۔ اس وقت وہ قبا معز فاطمی کے حوالے کر دی گئی۔ اس نے عورت کو بلوا کر اسے دیدی۔ عورت نے انہیں ہدیہ کرنا چاہا تو معز نے لینے سے انکار کر دیا۔ لوگوں کو ان کی یہ بات پسند آئی۔ یہ درحقیقت اسی حدیث کا مصداق ہے جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فاسد شخص کے ذریعے اس دین کو تقویت دیتا ہے۔

**مشہورین کی وفات** ...... السریٰ بن احمد بن ابی السریٰ ابوالحسن الکندی الموصلی الدفا الشاعر کی وفات اسی سال ہوئی انہوں نے سیف الدولہ اور دیگر کئی بادشاہوں کی مدح کی ہے یہ بغداد آئے اور وہیں اسی سال یا ۳۶۴ یا ۳۶۵ یا ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ محمد بن سعید اور ان کے درمیان عداوت تھی حتیٰ کہ انہوں نے ان پر شعر چوری کرنے کا الزام لگایا کبھی یہ کشاجم شاعر کے طرز پر اشعار کہتے اور گاتے تھے اور بعض مرتبہ اشعار میں خالدیین کے اشعار کا بھی اضافہ کر دیتے تاکہ ان کا حجم بڑھ جائے۔

ابن خلکان کا ایک قول ہے کہ سری کا ایک بہت بڑا دیوان بڑے عمدہ اشعار پر مشتمل تھا اس کے چند اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

وہ خوشحال اور روشن چہرہ کے ساتھ مجلس کا استقبال کرتا ہے لیکن وہ ان سے مل کر بے حیا ہو جاتا ہے۔ اس کی موجودگی تک مجالس وسیع رہتی ہے، لیکن جب وہ بڑے لشکر کو لے کر سفر کرتا ہے تو وہاں کی فضا تنگ و تاریک ہو جاتی ہے۔

محمد بن ھانی اندلس الشاعر کی وفات اسی سال ہوئی۔ مصر جاتے ہوئے معز فاطمی نے انہیں قیروان سے اپنے ساتھ لے لیا تھا راستے میں ان کا انتقال ہو گیا تھا ان کے اشعار بہت عمدہ تھے لیکن ان کے کفریہ الفاظ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا جیسا کہ ان کا معز کی مدح میں ایک شعر ہے جس کا ترجمہ ہے کہ جو آپ نے چاہا وہ ہو، اللہ نے جو چاہا وہ نہ ہو، آپ ہی فیصلہ کیجئے کہ آپ ہی واحد و قہار ہیں۔ اس نے اس شعر میں سب سے بڑا کلمہ کفر ادا کیا ہے۔ یہ مصرعہ بھی ان کا ہے: بعض مرتبہ میں نے اس کی رکاب کے نیچے جبرائیل علیہ السلام سے مزاحمت کی۔ اسی طرح یہ دو شعر بھی اس کے ہیں اگرچہ ابن اثیر نے ان کا انکار کیا ہے: ترجمہ؛ مسیح، آدم اور نوح کی طرح اس کا مرتبہ بہت بڑھ گیا حتیٰ کہ اس کا مقام اللہ سے بھی اونچا ہو گیا کیوں کہ اس کے ماسوا تمام چیزیں ہوا ہیں۔

بعض اس کے محبین نے اس کی طرف سے ان کی تاویل کی ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر یہ اشعار اپنی جگہ صحیح ہیں تو دنیا و آخرت میں ان کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔

ابراہیم بن محمد ابن شحونہ بن عبداللہ المز کی وفات اسی سال ہوئی ہے۔ حفاظ حدیث میں سے تھے اور حدیث والوں پر بہت مال خرچ کیا کرتے تھے اور لوگوں کو اپنی روایت کی ہوئی احادیث سناتے تھے۔ نیسا پور میں ان کی املاءِ حدیث کی مجلس لگتی تھی، انہوں نے مشرق و مغرب میں سفر کر کے

محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ابن جریر اور ابن ابی حاتم ان کے مشائخ میں سے ہیں ان کی مجلس میں ابوالعباس اصم جیسے کبار محدثین شریک ہوتے تھے۔۶۷ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

سعید بن قاسم بن خالد ابوعمرو البردعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی انہوں نے دارقطنی وغیرہ سے احادیث روایت کی ہیں۔محمد بن حسن بن کوثر بن علی کی وفات اسی سال ہوئی۔

**محمد بن حسن کے حالات**(۱) ...... یہ محمد بن حسن بن کوثر بن علی ابوالبحر البر بہاری ہیں انہوں نے ابراہیم حربی، تمام اور الباغندی کدیمی وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے ابن زرقویہ ابونعیم نے روایت کی کہ امام دارقطنی نے ان کی احادیث سے ایک مجموعہ تیار کیا ہوا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ تم ان کی ان احادیث پر اکتفا کرو کیوں کہ بعد میں ان کا سماع صحیح نہیں تھا۔اسی وجہ سے ان کے زمانہ میں بعض حفاظ حدیث نے ان پر اعتراض کیا اور ان پر کذب کا الزام بھی لگایا ہے۔

## واقعات ۳۶۳ھ

اس سال بھی رافضیوں نے حسب سابق دس محرم کو بدعات قبیحہ کا ارتکاب کیا اور بغداد میں اہل سنت اور رافضیوں میں ایک بڑا فتنہ برپا ہوا اور دونوں فریقوں نے کم عقلی اور بہت زیادہ بے حسی کا مظاہرہ کیا۔

اصل واقعہ یہ ہوا کہ اہل سنت نے ایک عورت کو سواری پر سوار کر کے اس کا نام عائشہ رکھ دیا ایک شخص کا نام زبیر اور ایک کا نام طلحہ رکھ دیا اور اعلان کر دیا کہ ہم محبین علی سے قتال کریں گے۔اس کے بعد دونوں فریقوں کے متعدد افراد قتل ہوئے اور مفسدین نے شہر میں فساد برپا کر دیا اور لوگوں کے اموال لوٹ لئے گئے۔پھر دونوں فریقوں میں سے کچھ مفسدوں کو پکڑ کر قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا تب جا کر یہ فتنہ ٹھنڈا ہوا۔اسی سال بختیار عزالدولہ نے موصل پر قبضہ کیا اور اپنی لڑکی ابی تغلب بن حمدان کے نکاح میں دیدی۔

سال رواں ہی میں بصرہ میں ترکیوں اور دیلمیوں میں لڑائی ہوگئی۔بادشاہ دیلمیوں کا ہونے کی وجہ سے غلبہ انہیں کا رہا۔انہوں نے ترکیوں کے کافی آدمی قتل کر دیئے اور کافیوں کے اموال لوٹ لئے اور عزالدولہ نے اپنے اہل کو لکھا کہ عنقریب میں تمہارے پاس ایک خط لکھوں گا جب میرا خط تمہارے پاس پہنچ جائے تو تم ماتم کی مجلس منعقد کر کے اس میں نوحہ وغیرہ کرنا، جب سبکتگین تعزیت کے لئے آئے تو تم اسے گرفتار کر لینا کیوں کہ وہ ترکیوں کا سردار ہے۔انہوں نے خط پہنچنے پر ایسا ہی کیا لیکن سبکتگین سمجھ گیا کہ یہ بالکل فریب ہے اس لئے وہ بالکل نہیں آیا اور اس کے اور عزالدولہ کے درمیان عداوت بڑھ گئی اور سبکتگین اسی وقت ترکیوں کی ایک جماعت کو لے کر دو دن تک عزالدولہ کا محاصرہ کئے رہا اور اس میں جو کچھ مال وغیرہ تھا۔سب لوٹ لیا اور اس کے گھر والوں کو دجلہ اور واسط جلاوطن کر دیا اور خلیفہ کو بھی ان کے ساتھ روانہ کرنے لگا تھا لیکن خلیفہ نے معافی تلافی کر کے معاملہ کو ٹھنڈا کر دیا۔

اب بغداد میں سبکتگین اور ترکیوں کا زور ہو گیا اور انہوں نے دیلمیوں کے گھروں کو لوٹ لیا اور سبکتگین کو عام مجمع میں خلعت پہنائی گئی اور ان کی وجہ سے اہل سنت کا بھی غلبہ ہو گیا جس کی وجہ سے انہوں نے کرخ میں مکانات کو جلا دیا کیوں کہ وہ رافضیوں کا دوسرا مرکز تھا خلیفہ نے اس حالات میں خلافت سے دستبردار ہو کر اپنے لڑکے کو ولی عہد بنا دیا، جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔

**خلیفہ مطیع اللہ کا خلافت سے دستبردار ہونا اور الطائع کا خلیفہ بننا** ...... ابن الاثیر کے قول کے مطابق تیرہ ذی الحجہ اور ابن الجوزی کے قول کے مطابق اسی سال انیس ذوالحجہ منگل کے روز فالج کے حملہ کی وجہ سے خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا، کیوں کہ اس حملہ میں اس کی زبان

---

(۱) تاریخ بغداد: ۲/ ۲۰۹، ۲۱۰ شذرات الذھب: ۳/ ۴۱.

بند ہوگئی تھی۔اس لئے اس نے سبکتگین سے مشورہ کیا،اس نے کہا کہ مناسب ہے کہ آپ خلافت چھوڑ کر اپنے لڑکے کو ولی عہد بنا دیں۔خلیفہ نے اس کا مشورہ قبول کر لیا چنانچہ سبکتگین کے ہاتھ پر دارالخلافہ میں طائع کے لئے بیعت کی مجلس منعقد کی گئی اور اس کے والد نے انیس سال خلیفہ رہ کر اپنے لڑکے کے لئے مسند خلافت خالی کر دی۔

اس کے لڑکے کا نام ابوبکر عبدالکریم بن مطیع ابی القاسم تھا عبدالکریم نام کا اس سے پہلے کوئی خلیفہ نہیں گزرا۔یہ پہلا خلیفہ تھا کہ جس کا والد زندہ تھا اور عمر میں گزشتہ خلفاء سے یہ سب سے بڑا تھا کیوں کہ اس کی عمر اس وقت اڑتالیس سال تھی۔اسی طرح ابوبکر ان کی اور حضرت صدیق کی کنیت تھی۔خلافت کے وقت ان کی والدہ بھی حیات تھی جو ام ولد تھی جس کا نام غیث تھا۔خلیفہ بننے کے بعد چادر اوڑھ کر یہ سواری پر سوار ہوا اس حال میں کہ سبکتگین اور لشکر اس کے آگے تھا۔

اس کے دوسرے ہی روز اس نے سبکتگین نے اس کو شاہی خلعت پہنائی اور اس کا لقب ناصر الدولہ رکھا اور اس کو امیر بنا دیا اور عید الضحیٰ کے موقع پر خلیفہ الطائع سیاہ لباس زیب تن کر کے باہر آیا اور اس نے عید کے بعد جامع و مختصر خطبہ دیا۔

ابن الجوزی نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ مطیع کا نام خلافت چھوڑنے کے بعد الشیخ الفاضل لکھا گیا تھا۔

**معز فاطمی اور حسین کے درمیان مقابلہ**...... دیارِ مصر میں جب معز فاطمی کی حکومت مضبوط ہوگئی اور اس نے اس میں قاہرہ اور قصرین کی تعمیر مکمل کر لی اور پورے علاقہ پر اسے مکمل کنٹرول حاصل ہوگیا تو حسین بن احمد قرمطی ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس کے مقابلہ پر نکلا اس موقع پر امیر عرب حسان بن جراح الطائی بھی اس کے ساتھ روانہ ہوگیا۔

معز فاطمی کو جب ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ گھبرا گیا اور خوشامد کے طور پر انہیں خط لکھا کہ آپ کے آباؤ اجداد ہمارے آباؤ اجداد کے پاس خط لکھتے تھے،ہم نے بھی تمہارے پاس خط لکھا ہے اور اس خط میں قرامطہ کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔اس خط کو پڑھ کر انہوں نے جواب دیا کہ اس خط میں باتیں بہت زیادہ ہیں اور حاصل اس کا کم ہے اور ہم اس خط کو لیکر تمہارے پاس آرہے ہیں۔والسلام۔انہوں نے مصر پہنچتے ہی قتل و قتال اور لوٹ مار شروع کر دیا۔اب معز بہت زیادہ حیران و پریشان تھا کہ کیا کروں کیوں کہ لشکر کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے مقابلہ سے عاجز تھا اس موقع پر اس نے فریب دہی سے کام لیتے ہوئے امیر عرب کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر آپ تمام لوگوں کو سامنے شکست تسلیم کر لیں تو میں آپ کو ایک لاکھ دینار دوں گا۔ امیر عرب نے جواب دیا کہ جلدی ایک لاکھ دینار بھیج دو،تمام لوگوں کے سامنے شکست تسلیم کر لوں گا جس کی وجہ سے قرامطہ کی قوت ٹوٹ جائے گی۔چنانچہ معز نے حسب وعدہ ایک لاکھ دینار کو تھیلی میں بند کر کے بھیج دیئے لیکن ان میں اکثر دینار پیتل کے تھے جن پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا ان کو تھیلی میں نیچے رکھ کر ان کے اوپر کچھ خالص سونے کے دینار رکھ دیئے انہیں روانہ کرنے کے بعد معز فاطمی خود بھی روانہ ہوگیا۔

کچھ دیر بعد مقابلہ شروع ہوگیا حسان نے تمام لوگوں کے سامنے شکست کا اعلان کر دیا جس کی وجہ سے قرامطہ کا پلہ کمزور ہوگیا اور فاطمی کا پلہ بھاری ہوگیا۔چنانچہ فاطمی نے انہیں شکست دیدی اور وہ بڑی رسوائی اور ذلت کے ساتھ بھاگ گئے۔معز نے ان کے تعاقب میں القائد ابومحمود بن ابراہیم کو دس ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا تا کہ ان کی بیخ کنی کر کے ان کا نام و نشان ختم کر دیا جائے۔

**معز فاطمی کا قرامطہ سے دمشق چھیننا**......قرامطہ کے شکست کھانے کے بعد معز فاطمی نے ظالم بن موہوب عقیلی کی ماتحتی میں ایک لشکر دمشق کی طرف روانہ کیا انہوں نے سخت محاصرہ کے بعد قرامطہ سے دمشق چھین لیا اور اس کے حاکم ابوالھیجا القرمطی کو اس کے لڑکے سمیت گرفتار کر لیا ان کے ساتھ ایک ایسے شخص کو بھی گرفتار کیا جس کا نام ابوبکر تھا اور وہ نابلس کا باشندہ تھا اور وہ فاطمیین کے بارے میں یہ کہتا تھا کہ اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو ان میں سے ایک تیر رومیوں کو اور نو تیر فاطمیوں کو ماروں گا۔اس شخص کو معز کے سامنے لایا گیا اس کے سامنے اس کی کھال ادھیڑ کر اس میں بھوسہ بھرا گیا،اس کے بعد اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

ابومحمود القائد قرامطہ کی لڑائی سے فارغ ہو کر دمشق آیا تو ظالم موہوب عقیلی نے شہر سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اور اس کا اعزاز واکرام کیا اور دمشق کے باہر اس کے قیام کا انتظام کیا۔اس موقع پر غوطہ میں اس کے ساتھیوں نے فساد برپا کر کے وہاں کے کاشت کاروں کو لوٹ لیا اور تمام راستے

بند کر دیئے، تو غوطہ کی عوام لوٹ مار کی وجہ سے دوسرے شہر منتقل ہوگئی۔ مقتولین کی ایک جماعت لائی گئی جس پر چیخ و پکار شروع ہوگئی اور بازار بند کر دیئے گئے۔ لوگ قتال کے لئے جمع ہو گئے اور مغاربہ سے لڑائی ہوگئی جس میں فریقین کی ایک جماعت قتل کر دی گئی اور عوام ایک سے زائد بار شکست کھا گئے اور مغاربہ نے باب فرادیس کی جانب آگ لگادی جس سے بہت سے اموال اور مکانات جل کر راکھ ہو گئے۔ سن ۳۶۴ تک یہ لڑائی جاری رہی۔

ظالم بن موھوب کے معزول ہونے اور ابی محمود کے بھانجے جیش محمد صمامہ کے حاکم بننے کے بعد دوسری بار شہر کو آگ لگادی گئی اور تمام نالے نالیاں بند کر کے آب رسانی کے تمام ذرائع بند کر دیئے گئے اور راستے میں بہت سے فقراء بھوک و پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ مسلسل ایسے ہی حالات رہے یہاں تک کہ معز فاطمی کی طرف سے الطواشی ریال الخادم کو حاکم بنایا گیا تب جا کر لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔ واللہ الحمد۔

## فصل

بغداد میں ترکیوں کی قوت مضبوط ہونے کے بعد بختیار بن معزوالدولہ نے اپنے بارے میں سوچ و بچار شروع کر دی اس وقت اس کا قیام اھواز میں تھا اور وہ بغداد میں داخل بھی نہیں ہوسکتا تھا چنانچہ اس بارے میں اس نے اپنے چچا رکن الدولہ، چچازاد بھائی عضدالدولہ، عمران بن شاھین اور ابی تغلب بن حمدان سے مدد طلب کی ان میں سے عمران بن شاھین نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ابی تغلب بن حمدان نے مدد کا وعدہ کیا، چچازاد بھائی نے جواب میں تاخیر کی۔ چچا نے وزیر ابی الفتح بن عمیر کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ کر دیا۔

دوسری جانب ترکی بھی ایک بڑے لشکر کے ساتھ جس میں خود خلیفہ اور اس کا والد تھا ان کے مقابلہ میں بغداد سے روانہ ہوئے لیکن واسط پہنچنے کے بعد خلیفہ کا انتقال ہو گیا پھر چند یوم بعد سبکتکین کا بھی انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے ان دونوں کو بغداد لا کر دفن کیا گیا۔ اس کے بعد ترکیوں نے ایک شخص افتکین نامی کو اپنا امیر چن لیا جس کی وجہ سے ان کی قوت متحد ہوگئی اور بختیار کے ساتھ مقابلہ شروع ہو گیا۔ لیکن اس کی قوت کمزور ہو چکی تھی اس پر اس کا چچازاد بھائی غالب آ چکا تھا اس نے اس سے عراق چھین کر اس کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس کی جماعت کے ساتھی اِدھر اُدھر ہو گئے۔

اسی سال حرمین شریفین میں خطبہ میں معز فاطمی کا نام لیا گیا اس زمانہ میں بنی ہلال اور بدوؤں کی ایک جماعت نے حجاج کے قافلوں پر حملہ کر کے ان میں سے اکثروں کو قتل کر دیا اور مابقیہ کا حج معطل کر دیا۔ سال رواں ہی میں ثابت بن سنان بن ثابت بن قرۃ کی تاریخ ختم ہوگئی جس کی ابتداء سن ۲۹۵ میں ہوئی تھی اور یہ بھی مقتدر کی حکومت کا ابتدائی دور تھا۔ اسی سال واسط میں شدید زلزلہ آیا۔

اس سال بھی الشریف ابوالاحمد نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال صرف عراق کے راستے سے جانے والے لوگوں کا حج ہوسکا جبکہ مدینہ کے راستے سے جانے والے لوگوں میں سے بعض کو گرفتار کر لیا گیا لیکن حکماً ان کا حج بھی مکمل ہو گیا۔

## خواص کی وفات

**عباس بن حسین کے حالات**...... العباس بن حسین ابوالفضل السراجی کا انتقال اسی سال ہوا یہ عزالدولہ بختیار بن معزالدولہ بویہ کے وزیر تھے یہ اہل سنت کے بہت زیادہ حامی اور ان کی مدد کرنے والے تھے اس وجہ سے اس کا معاملہ مخدوم کے بالکل برعکس تھا۔ اس لئے اس نے بھی انہیں معزول کر کے ان کی جگہ محمد بن بقیہ الباب کو وزیر بنایا اور ان کو جیل میں بند کر دیا پھر اسی سال ماہ ربیع الاول جیل ہی میں انہیں قتل کر دیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر ۵۹ سال تھی ان میں لوگوں پر ظلم کرنے کا مادہ تھا۔ ابوبکر عبدالعزیز بن جعفر کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**ابوبکر عبدالعزیز بن جعفر کے حالات** [1]...... یہ ابوبکر عبدالعزیز بن جعفر الفقیہ الحنبلی ہیں جو غلام سے مشہور تھے۔ یہ حنابلہ کے مشہور علماء میں سے تھے انہوں نے تصنیف وتالیف کا کام بھی کیا احادیث بھی جمع کی اور لوگوں سے مناظرے بھی کئے اور ابوالقاسم البغوی اور ان کی جماعت سے احادیث کا سماع کیا اور ۸۰ سال کی عمر سے زائد پا کر وفات پائی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ ان کی تصانیف متعدد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱)......المقنع یہ سو اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۲)......الشافعی یہ ۸۰ اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۳)......زادالمسافر والخلاف مع الشافعی۔

(۴) کتاب القولین ومختصر السند۔ ان کے علاوہ بھی تفسیر واصول میں ان کی تصانیف ہیں۔ علی بن محمد کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

**علی بن محمد کے حالات** [2]...... یہ علی بن محمد ابوالفتح البستی الشاعر ہیں ان کا بڑا عمدہ اور مشہور دیوان ہے انہیں علم مطابقت اور مجانست میں بہت مہارت تھی اور فی البدیہہ جواب پر بڑی قدرت حاصل تھی۔

ابن الجوزی ان کے دیوان کا ایک بڑا حصہ حروف تہجی کی ترتیب پر ذکر کیا ہے اس کے چند اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

جب تم خوشحالی کے زمانے میں کم پر قناعت کرلو گے تو تم لوگوں میں عزت اور سکون سے زندگی گزارو گے۔ اے میری آج کی روزی اگر مجھے تیرے بارے میں معلوم ہو جائے تو مجھے موتی اور یاقوت پر افسوس نہ ہو۔ اے میرے مذہب کے بارے میں میرے مذہب پر عمل کرنے کے لئے سوال کرنے والے! میرا مذہب حق گوئی اور خواہشات کا قلع قمع کرنا ہے اس حالت میں کیا کوئی میرے مذہب کی برائی کرنے والا ہے؟ تم اپنی مکدر طبیعت کو کوشش کے ذریعے راحت پر آمادہ کرلو گے، اس کے ساتھ ساتھ تھوڑی خوش طبعی بھی اسے پلاؤ۔ اگر تم کو ایسا کرنے کی توفیق ہو جائے تو کھانے میں نمک کے برابر جتنا مذاق کرنا۔

ابوفراس بن حمدان الشاعر کی وفات اسی سال ہوئی۔

**ابوفراس (حارث بن سعید) بن حمدان الشاعر**...... ان کے اشعار کا مشہور دیوان تھا ان کے بھائی سیف الدولہ نے انہیں حران اور منبج کا نائب حاکم بنایا تھا ایک بار رومیوں سے انہوں نے قتال کیا تھا، جس پر یہ گرفتار ہو گئے تھے پھر انہیں ان کے بھائی سیف الدولہ نے چھڑوالیا تھا۔ اسی سال ۴۸ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے بلیغ اشعار بڑے عمدہ معانی پر مشتمل ہیں ان کے بھائی سیف الدولہ نے ان کی وفات پر مرثیہ کہا تھا جن کے دو اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

انسان دنیا میں بے شمار مصائب میں گھرا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کا جسم قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ مستقبل کے مصائب یہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے خاندان میں مصیبت چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور وقتی مصائب یہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مصائب میں ڈالے رکھتا ہے۔

ابوفراس نے جس وقت یہ دو اشعار کہے اس وقت وہاں ایک عربی بھی موجود تھا۔ ابوفراس نے اسی مفہوم کے اشعار کہنے کی فرمائش کی چنانچہ اس نے بھی دو اشعار کہے جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

درازئ عمر کی تمنا کرنے والے کو اپنے دوستوں کے گم ہونے پر صبر کا عادی ہونا ضروری ہے۔ طویل عمر پانے والا انسان بہت سی ایسی چیزیں پائے گا جن کی وہ اپنے دشمنوں کے لئے تمنا کرتا تھا۔

ابن الساعی کے نزدیک مذکورہ دونوں شعر سیف الدولہ کے ہیں جو اس نے اپنے بھائی اور فراس کی وفات پر کہے تھے لیکن ابن الجوزی کے

(۱) شذرات الذهب : ۳/ ۱۵۹ . العبر : ۳/ ۷۵، ۷۶.

(۲) تاريخ بغداد : ۱/ ۴۵۹، ۴۶۰=العبر : ۲/ ۳۳۰.

نزدیک مذکورہ دونوں اشعار خود ابو فراس کے ہیں اور عربی نے ان دونوں شعروں کے بعد دو شعر کہے تھے۔ ابو فراس کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

عنقریب میری قوم اپنی کوشش کے مکمل ہونے کے بعد مجھے تلاش کرے گی کیوں کہ سخت اندھیری رات میں ہی چاند تلاش کیا جاتا ہے۔ اگر میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص میرے جیسی درست بات کہہ دے تو لوگ چیل کے گدھے پر اکتفا کرنے کی مثل اس پر اکتفا کرلیں گے۔ میں اپنے رتبوں کی شکایت رب العالمین کے دربار میں کرتا ہوں کہ شیروں کے درمیان کتوں نے حکومت حاصل کرلی۔ کاش تم شیریں رہو اور تمھاری زندگی اچھی رہے! کاش تمام لوگ ناراض ہو جائیں اور تم راضی ہو جاؤ۔ کاش میرے تمھارے درمیان والی جگہ آباد رہے اور میرے اور لوگوں کے درمیان والی جگہ ویران ہو جائے۔

## واقعات ۳۶۴ھ

اسی سال عضد الدولہ اپنے والد کے وزیر ابوالفتح بن عمیر کو لے کر واسط گیا۔ فتکین اس کی آمد کی خبر سن کر واسط سے فرار ہو کر ترکیوں کے پاس بغداد چلا گیا عضد الدولہ نے بھی اس کے تعاقب میں بغداد کا رخ کر لیا اور وہاں جا کر بغداد کی مشرقی جانب اس نے پڑاؤ ڈالا اور بختیار کو مغربی جانب قیام کا حکم دیا اور ان دونوں نے ترکیوں کا سخت محاصرہ کر لیا اور بڑے بڑے سرداروں کو اطراف میں غارتگری اور سامان رسد کے راستوں کی ناکہ بندی کا حکم دیا جس کی وجہ سے غلہ کی گرانی بہت بڑھ گئی اور لوٹ کی مار کی وجہ سے لوگوں کا کاروبار ٹھنڈا ہو کر رہ گیا اور فتکین نے کھانے کی طلب میں گھروں کو مسمار کر دیا یوں حالات بڑے نازک ہو گئے۔

اس کے بعد ترکیوں اور عضد الدولہ کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی عضد الدولہ نے ترکیوں کو شکست دیدی جس کی وجہ سے وہ بغداد سے فرار ہو کر تکریت چلے گئے اور یہ خلیفہ کو بھی اپنے ساتھ لے جا رہے تھے۔ لیکن عضد الدولہ نے انہیں اکرام کے ساتھ دار الخلافہ بھیج دیا۔ اب بغداد پر اس کے مضافاف سمیت مکمل طور پر عضد الدولہ کا قبضہ ہو گیا اور اس نے اپنا قیام شاہی محل میں رکھا۔

اس وقت بختیار کی قوت بالکل ختم ہو گئی تھی اور سب نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اس نے اپنا دروازہ بند کر کے دربانوں اور منشیوں کو وہاں سے نکال دیا اور امارت سے استعفیٰ دے دیا۔ اس نے یہ سب کچھ عضد الدولہ کے حکم سے کیا۔ عضد الدولہ نے ظاہراً تو اس کے ساتھ ہمدردی کی لیکن حقیقت میں عضد الدولہ نے خلیفہ کو اس کا استعفیٰ قبول نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ بختیار اور خلیفہ کے درمیان پیغامات کا سلسلہ جاری رکھا اور بختیار نے استعفیٰ دینے پر اصرار کیا لیکن خلیفہ نے قبول نہیں کیا اس وقت عضد الدولہ نے لوگوں سے کہا بختیار امور مملکت کے نہ چلانے کی وجہ سے استعفیٰ دے رہا ہے۔ یہ کہہ کر عضد الدولہ نے بختیار کو بمع اہل وعیال اور بھائیوں کے گرفتار کرنے کا حکم دے دیا۔ جس پر خلیفہ طائع بہت خوش ہوا اس موقع پر حسب دستور عضد الدولہ نے خلیفہ کی بہت زیادہ تعظیم کی اور دار الخلافہ کی از سر نو تعمیر کروا کر اسے روشن کر دیا اور خلیفہ کے پاس ہدیہ کے طور پر اموال اور نایاب چیزیں بھیجیں اور ترکیوں میں سے شریروں اور مفسدوں کو قتل کر دیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ دس سال مفسدوں کی طرف سے بغداد میں بڑی مصیبتوں آئیں لوگوں نے باب الشعیر کے بازار کو آگ لگا دی اور بہت زیادہ مال لوٹ لیا اور گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انہوں نے اپنا لقب قواد رکھا۔ بازاروں اور دکانوں کے محافظین کو پکڑ لیا گیا اور حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے...... حتیٰ کہ ایک غریب حبشی نے قسطوں پر ان سے لین دین شروع کر دیا تو وہ رفتہ رفتہ بہت بڑا مال دار بن گیا یہاں تک کہ اس نے ہزار دینار میں باندی خریدی جب اس سے اپنا مقصد پورا کرنے لگا تو اس نے انکار کر دیا اس نے باندی سے پوچھا کہ تجھے میری کونسی چیز اچھی نہیں لگی؟ باندی نے جواب دیا کہ مجھے تیری کوئی چیز بھی پسند نہیں۔ پھر اس نے باندی سے پوچھا تیرا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ تو مجھے بیچ دے اس نے کہا میں سے اس بھی بہتر کام کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد وہ اس باندی کو قاضی کے پاس لے گیا اور اسے آزاد کر کے ہزار روپے اسے

دے دیئے۔ لوگوں کو اس کے فسق وفجور کے باوجود اس کی اس قدر بردباری اور فیاضی پر بڑا تعجب ہوا۔

ابن الجوزی نے یہ بھی کہا کہ اسی سال محرم میں خبر آئی کہ مکہ اور مدینہ منورہ میں خطبوں میں معز فاطمی کا نام لیا گیا نہ کہ خلیفہ طائع کا۔ ابن الجوزی نے یہ بھی فرمایا کہ اس سال رجب میں مہنگائی بہت زیادہ ہوگئی حتیٰ کہ گندم کا ایک کُر ایک سوستر دینار سے بھی زیادہ میں فروخت ہو رہا تھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ سال رواں ہی میں عضد الدولہ ابن بویہ کا معاملہ بہت زیادہ کمزور ہوگیا اور اس کا لشکر منتشر ہوگیا...... حتیٰ کہ بغداد کے چند افراد کے علاوہ سب اس سے جدا ہو گئے مجبوراً اس نے اپنے والد سے اس کی شکایت کی اس کے والد نے اسے اپنے چچا بختیار سے غداری کرنے پر ملامت کی۔ جب اس کے پاس اس کے والد کا جواب پہنچا تو بختیار کو جیل سے نکال کر فارس بھیج دیا اور بختیار پر خلعت کی اور اسے عراق کا حاکم بنادیا اس شرط پر کہ وہ صرف عراق کا نائب حاکم ہوگا اور اس نے یہ بھی کہا کہ خطبوں میں عضد الدولہ کا نام لیا جائے گا۔ نیز امور حکومت چلانے میں بختیار کے کمزور ہونے کی وجہ سے اپنے بھائی ابواسحاق کو لشکر کا امیر مقرر کردیا۔ اور اب وہ مستقل اپنے ہی حلقہ میں رہنے لگا۔

عضد الدولہ نے یہ سب کچھ اپنے والد کی طرف سے بختیار کے ساتھ غداری پر ملامت اور اس کے غصہ ہونے اور ناراض ہونے کی وجہ سے کیا۔ بعد میں اس نے اپنے والد کے وزیر ابوالفتح عمید کو بھی چھوڑ دیا جب عضد الدولہ بختیار کی عراق پر مکمل طور پر حکومت قائم ہوگئی تو اس نے اپنی قدیم عادت وگمراہی اور شیعیت ورافضیت کی وجہ سے عضد الدولہ سے کیے ہوئے وعدوں میں سے کوئی بھی پورا نہیں کیا۔

اس سال جمعرات کے روز گیارہ ذوالقعدہ کو خلیفہ طائع نے عضد الدولہ کی لڑکی شہباز سے ایک لاکھ دینار پر نکاح کیا اس سال ذوالقعدہ میں قاضی ابوالحسن محمد بن صالح بن ام شیبان کو ان کے عہدہ سے معزول کر کے ان کی جگہ ابومحمد معروف کو مقرر کیا گیا۔ اس سال حج کے موقع پر فاطمیوں نے امامت کی اور خطبہ میں خلیفہ طائع کے بجائے معز فاطمی کا نام لیا۔

**دمشق کے فاطمیوں کے قبضے سے چھن جانے کا ذکر**...... ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ معز الدولہ کا باغی غلام جس کے ساتھ دیلمیوں، ترکیوں اور دیہاتیوں کے لشکر تھے اس سال دمشق آیا اس وقت دمشق پر معز فاطمی کی طرف سے ریان الخادم حاکم تھا...... جب وہ دمشق کے قریب پہنچا تو اس کے بوڑھوں اور شیوخ نے اس کا استقبال کیا اور اپنے اوپر ہونے والی ظلم وزیادتی کا اور فاطمیین کی وجہ سے عقیدہ کی خرابی کا ذکر کیا اور اس سے کسی طرح دمشق پر قبضہ کرنے کی درخواست کی۔ اس وجہ سے فتکین نے دمشق پر قبضہ کرنے کا مضبوط ارادہ کرلیا...... پھر مسلسل اس کی کوشش میں لگا رہا حتیٰ کہ اس نے دمشق پر قبضہ کر کے ریان الخادم کو اس سے نکال دیا اور شریروں کا خاتمہ کردیا اور اچھے لوگوں کو ترقی دی اور وہاں کے باشندوں میں عدل وانصاف قائم کیا اور لہو ولعب کا خاتمہ کردیا جن دیہاتیوں نے زمین میں فساد برپا کیا تھا انہیں گرفتار کر کے ان کے ہاتھ باندھ دیئے اور چراگاہوں اور غوطہ پر قبضہ کرلیا۔

جب یہاں اس کی حکومت مضبوط ہوگئی تو معز فاطمی نے خط کے ذریعے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کو خلعت دینے اور اپنا نائب بنانے کے لئے اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ لیکن فتکین نے اس کے خط کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ شام میں خطبہ میں اس کا نام کاٹ کر اس کی جگہ طائع عباسی کا نام لکھ دیا۔

اس کے بعد فتکین نے صید کا ارادہ کیا جہاں پر مغاربہ رہتے تھے اور ان پر شیخ کالڑ کا حاکم تھا اور انہیں میں ظالم عقیلی بھی تھا۔ اس نے ان کا مسلسل محاصرہ کر کے ان سے شہر چھین کر چار ہزار کے قریب ان کے سرداروں کو قتل کردیا پھر اس نے طبریہ کا رخ کیا اس پر بھی قبضہ کرلیا۔ معز فاطمی نے خود اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا اور وہ اس سلسلہ میں لشکر ترتیب دے رہا تھا کہ اچانک سن ۳۶۵ میں اس کی وفات ہوگئی اس کے بعد اس کا لڑکا عزیز حاکم بنا جس کی وجہ سے فتکین شام میں مطمئن ہوگیا اور وہاں پر اس کا غلبہ ہوگیا اور اس کا اثر ورسوخ چھا گیا۔

پھر اس کے بعد مصریوں نے جوہر القائد کو فتکین کے مقابلہ میں بھیجنے پر اور فتکین سے شام چھین لینے پر اتفاق کرلیا۔ اس وقت شام کے باشندوں نے فتکین کو یقین دلایا کہ واللہ ہم فاطمیوں کے خلاف آپ کے ساتھ ہیں اور ہم آپ کو چھوڑنے والے نہیں ہیں اس کے بعد جوہر نے آکر سات ماہ تک دمشق کا سخت محاصرہ کر کے رکھا اور فتکین کی بہادری کا اس نے مظاہرہ کیا۔ جب محاصرہ طویل ہوگیا تو بعض دمشقیوں نے فتکین کو حسین بن احمد

قرمطہ کو خط کے ذریعے اپنے پاس بلانے کا مشورہ دیا چنانچہ فتکین نے بذریعہ خط اسے اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ فتکین کی اس دعوت پر حسین بن احمد قرمطی اس کی مدد کے لئے روانہ ہوا۔ جب جوھر کو حسین بن احمد قرمطی کی آمد کا علم ہوا تو اس نے سوچا کہ اندر یا باہر دونوں طرف سے دشمن کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ اس وجہ سے وہ رملہ کی طرف چلا گیا۔ فتکین اور قرمطی نے پچاس ہزار کا لشکر لے کر اس کا تعاقب کیا اور رملہ پہنچ کر انہوں نے جوھر کا محاصرہ کرلیا۔ خوراک اور پانی کی کمی کی وجہ سے اس کا حال برا ہوگیا حتیٰ کہ جوھر اور اس کا لشکر ہلاک ہونے کے قریب ہوگئے۔

مجبوراً جوھر نے فتکین سے خاموشی سے گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے جانے کی اجازت مانگی جسے فتکین نے قبول کرلیا پھر جوھر مسلسل فتکین سے نرمی سے یہ کہتا رہا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر مشورہ کے لئے اپنے استاد کے پاس چلا جائے۔ جوھر نے اس موقع پر چالاکی سے کام لیا قرامطی نے فتکین کو ڈانتے ہوئے کہا کہ ضروری ہے کہ ہم ان کا محاصرہ کر کے رکھیں حتیٰ کہ وہ اس حالت میں ہلاک ہو جائیں کیوں کہ محاصرہ ختم کرنے کی صورت میں یہ اپنے استاد کے پاس جا کر ہمارے خلاف لشکر تیار کریں گے پھر ہم پر حملہ کردیں گے جس کا ہم دفاع نہیں کرسکیں گے۔ چنانچہ بعد میں اسی طرح ہوا۔ اس لئے کہ محاصرہ ختم ہونے کے بعد جوھر مسلسل عزیز کو فتکین کا مقابلہ کرنے پر تیار کرتا رہا۔ بالآخر عزیز ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بمع ساز و سامان فتکین کے مقابلے میں روانہ ہوگیا۔ اس وقت جوھر لشکر کے آگے آگے تھا دوسری جانب فتکین اور قرامطہ بھی ایک بڑے لشکر کے ساتھ رملہ پہنچ گئے اور سن ۳۶۷ ماہ محرم میں لڑائی شروع ہوگئی جب عزیز نے فتکین کی شجاعت کا مظاہرہ کیا تو عزیز نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر فتکین ہتھیار ڈال کر میری اطاعت قبول کرلے تو میں اسے لشکر کا امیر بنادوں گا اور اس کا بڑا اعزاز و اکرام کروں گا فتکین نے یہ خبر سن کر گھوڑے سے اتر کر عزیز کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور اسے کہنے لگا کہ اگر یہ بات تم پہلے کرتے تو میں یقیناً اس پر عمل کرلیتا لیکن اب مشکل ہے۔ اس کے بعد وہ گھوڑے پر سوار ہوگیا اور عزیز کے میسرہ پر حملہ کر کے اس کی جماعت کو متفرق کردیا یہ دیکھ کر عزیز نے اس کے میمنہ پر زوردار حملہ کردیا جس کی وجہ سے قرمطی شکست کھا کر بھاگ گیا باقی شامی باشندے بھی اس کے پیچھے بھاگے راستے میں مغاربہ نے ان پر حملہ کردیا وہ جسے چاہتے قتل کردیتے یا گرفتار کرلیتے۔

اس کے بعد عزیز اپنے لشکر کو لے کر شامی خیموں میں ٹھہر گیا ایک سریہ شامیوں کے تعاقب میں روانہ کردیا اور یہ اعلان کردیا کہ دشمنوں کو گرفتار کر کے لانے والے کو خلعت دی جائے گی اور فتکین کو زندہ گرفتار کر کے لانے والے کو ایک لاکھ دینار دیئے جائیں گے۔ اچانک فتکین کو سخت پیاس لگی اس وقت وہ اپنے ساتھی مفرج بن دغفل کے پاس سے گذر رہا تھا کہ اس نے اس سے پانی مانگا مفرج نے اسے پانی پلادیا اور بڑے اکرام کے ساتھ اسے اپنے گھر میں ٹھہرایا لیکن اس نے خفیہ طور پر عزیز کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارا مطلوب شخص میرے پاس ہے رقم دے کر اسے لے جاؤ، چنانچہ عزیز نے اس کے پاس ایک لاکھ دینار بھیج کر فتکین کو پکڑوالیا۔ اب فتکین کو اپنے قتل کا یقین ہوگیا لیکن عزیز کے پاس پہنچنے پر عزیز نے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور اس کی چھینی ہوئی چیزیں ایک ایک کر کے واپس کردیں اور اسے اپنے مقربین میں شامل کرلیا اپنے گھر کے نزدیک اسے ٹھرایا اور تعظیم و تکریم کے ساتھ اسے دیار مصر بھیج دیا۔ وہاں پر اس کے لئے زمینیں حاصل کرلی گئیں اور قرمطی کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر وہ ہمارے پاس آئے گا تو اس کا بھی اسی طریقہ سے اعزاز و اکرام کیا جائے گا لیکن خوف کی وجہ سے قرمطی نہیں آیا پھر بھی عزیز نے اس کے پاس بیس ہزار دینا بھیج دیئے اور اس کی ضروریات کے بقدر سالانہ اس کا وظیفہ مقرر کردیا۔ عزیز کا معاملہ فتکین کے ساتھ اسی طرح اعزاز و اکرام کا رہا حتیٰ کہ عزیز اور اس کے وزیر ابن کلس میں اختلاف ہوگیا جس کی وجہ سے ابن کلس نے فتکین کو زہر دے کر ہلاک کردیا۔ عزیز کو جب اس کا علم ہوا تو وہ وزیر سے ناراض ہوا اور اکتالیس یوم تک اسے جیل میں رکھا اور پانچ لاکھ دینار اس سے جرمانہ لیا۔ پھر اسے خیال آیا کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں ہے اس نے اس کو دوبارہ وزیر بنادیا یہ ابن اثیر کے بیان کا خلاصہ ہے۔

**خواص کی وفات**...... دربان سبکتکین ترکی کی وفات اسی سال ہوئی۔

**سبکتکین کے حالات** (۱)...... یہ معز دیلمی کے آزاد کردہ غلام اور اس کے دربان تھے۔ یہ ترقی کرتے چلے گئے حتیٰ کہ خلیفہ طائع نے انہیں

(۱) شذرات الذهب ۳/ ۴۸، العبر ۲/ ۳۳۔

لشکر کا امیر بنادیا مزید انہیں خلعت ادا کر کے جھنڈا دیتے ہوئے نورالدولہ کا لقب عطا کیا اس جگہ پر یہ دو ماہ تیرہ یوم رہے۔ بغداد میں دفن کئے گئے ان کا گھر بادشاہوں کے گھر کی طرح کشادہ تھا۔

ایک بار یہ اپنے گھوڑے سے گر گئے تھے جس کی وجہ سے ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ حکیم نے ان کا علاج کیا، چنانچہ یہ سیدھے کھڑے ہونے اور نماز پڑھنے کے قابل ہو گئے لیکن اب بھی رکوع نہیں کر سکتے تھے انہوں نے طبیب سے خوش ہو کر اس کو کافی مال دیا۔ یہ طبیب سے کہا کرتے تھے کہ جب مجھے اپنا درد اور تمھارا علاج یاد آتا ہے تو میں تمہیں اس کا بدلہ دینے سے اپنے آپ کو عاجز خیال کرتا ہوں، لیکن جب تمھارے قدموں کا میری کمر پر رکھنا یاد آتا ہے تو میرے غصہ کی رگ بھڑک اٹھتی ہے۔

اسی سال تمیں محرم کو ان کی وفات ہوئی اور میراث میں کثیر مال چھوڑا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے: ایک لاکھ دینار، دس لاکھ درہم، دو صندوق جوھر کے، پندرہ صندوق بلور کے، پینتالیس صندوق سونے کے برتنوں کے، ایک سوتیں صندوق سونے کے پیالوں کے، ان میں پچاس ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک کا وزن ہزار دینار ہے، چھ سو چاندی کی سواریاں، چار ہزار ریشمی کپڑے، دس ہزار ریشمی اور عتابی، تین سو بستر، تین ہزار گھوڑے، ایک ہزار اونٹ، تین سو غلام اور چالیس خادم یہ سب چیزیں اس سامان کے علاوہ تھیں جو انہوں نے اپنے ساتھی ابو بکر البز ار کے پاس امانت کے طور پر رکھا ہوا تھا۔

## واقعات ۳۶۵ھ

اسی سال رکن الدولہ بن بویہ نے بڑھاپے کی وجہ سے اپنے ماتحت ممالک اپنی اولاد میں اس طرح تقسیم کئے کہ عضدالدولہ کے لئے بلاد فارس، کرمان اور ارجان، مؤیدالدولہ کے لئے اصبہان، فخرالدولہ کے لئے ھمدان، دینور دیئے اور ایک لڑکے ابوالعباس کو عضدالدولہ کے سپرد کیا اور اسے اس کے بارے میں خاص وصیت کی۔

اسی زمانہ میں عزالدولہ کے حکم سے بغداد کے قاضی القضاۃ ابومحمد بن معروف نے لوگوں کے تنازعات کو ختم کرنے کے لئے عزالدولہ کے گھر میں عدالت قائم کی۔

سال رواں ہی میں عزیز فاطمی کی طرف سے مصریوں کے امیر نے لوگوں کو حج کرایا اس سے پہلے اہل مکہ کا محاصرہ کیا گیا تھا اور ان پر بڑی تکالیف نازل ہوئی تھیں جس کی وجہ سے غلہ کی گرانی بہت زیادہ ہو گئی تھی۔

ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے کہ اسی سال بلادِ مغرب پر معز فاطمی کا نائب یوسف بلکین سبتہ کی طرف گیا وہاں پہاڑی پر کھڑے ہو کر اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کس طرح اس کا محاصرہ کیا جائے غور و فکر کر کے یوسف بلکین نے نصف دن ہی اس علاقہ کا محاصرہ کیا تھا کہ وہاں کے باشندے اس سے سخت خوف زدہ ہو گئے اس کے بعد اس نے مغرب میں بصرہ نامی ایک شہر کا رخ کیا اور اس کو منہدم کرنے اور لوٹنے کا حکم دیا، اس کے بعد یوسف بلکین نے برغواطہ شہر کا رخ کیا جس پر عیسیٰ بن ام الانصار نامی شخص بادشاہت کر رہا تھا اس کے جادو، شعبدہ بازی اور دعویٰ نبوت کی وجہ سے وہاں کے باشندوں نے اس کی ماتحتی قبول کر رکھی تھی۔

اس بادشاہ نے اپنی شریعت بنا رکھی تھی لوگ اس کی قدر کرتے تھے۔ بلکین نے یہاں کے باشندوں سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دیدی اور ان کے بادشاہ کو قتل کر دیا، ان کے اموال لوٹ لئے ان کی اولاد کو گرفتار کر لیا اس وقت یہاں کے گرفتار شدگان باشندے قیدیوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔

# مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے

**احمد بن جعفر بن محمد بن مسلم**......احمد بن جعفر بن محمد بن مسلم ابو بکر الختلی کی وفات اسی سال ہوئی انہوں نے ایک بہت بڑی مسند تصنیف کی تھی۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابی محمد الکجی وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی۔ ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث روایت کی ہے۔ یہ ثقہ تھے نوے سال کے قریب ان کی عمر تھی۔

**ثابت بن سنان بن قرۃ الصابی**......ثابت بن سنان بن ثابت بن قرۃ الصابی المورخ کی وفات ابن اثیر کے قول کے مطابق اسی سال ہوئی۔ الحسین بن محمد بن احمد ابو علی الماسرجسی الحافظ کی وفات اسی سال ہوئی۔

**الحسین بن محمد بن احمد کے حالات**(۱)......طلب حدیث میں انہوں نے دور دراز علاقوں کے سفر کر کے متعدد محدثین عظام سے احادیث سنی۔ تیرہ سو اجزاء پر مشتمل ایک مسند تصنیف کی، جس میں حدیث کے تمام طرق اور علل کو احسن انداز میں بیان فرمایا۔ اس کے علاوہ المغازی والقبائل بھی انہیں کی مصنفہ ہے۔ صحیح وغیرہ پر احادیث کی تخریج کی ہے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ خاندان میں انیس محدث پیدا ہوئے اسی سال رجب میں اُن کا انتقال ہوا۔

**ابو احمد بن عدی الحافظ**......یہ ابو احمد بن عدی الحافظ ابو عبداللہ بن محمد بن احمد الجرجانی ابو احمد بن عدی ہیں بڑے حافظ، بہت زیادہ فائدہ رساں، بڑے امام و عالم، بڑے سیاح اور کثرت سے احادیث نقل کرنے والے تھے۔ جرح و تعدیل پر الکامل کے نام سے انہوں نے ایک ایسی کتاب لکھی، کہ اس کے بعد اور نہ اس سے پہلے ایسی عمدہ کتاب لکھی گئی۔

حمزہ نے دارقطنی کا قول نقل کیا ہے اس کتاب کے بعد اس موضوع پر مزید کسی کتاب کی ضرورت نہیں ان کا سن ولادت ۲۶۷ھ ہے۔ ابو حاتم رازی کا بھی یہی سن وفات ہے۔ ابن عدی کی اس سال جمادی الآخر میں وفات ہوئی۔

**المعز الفاطمی کے حالات**(۲)......یہ محمد بن اسماعیل بن سعید بن عبداللہ ابو تمیم ہیں جو فاطمی ہونے کا دعویٰ کرنے والے ہیں، یہ قاہرہ کے بانی اور دیار مصر کے حاکم تھے، فاطمین میں سب سے پہلے بادشاہ تھے۔ بلاد افریقہ اور اس کے مضافات میں بلاد مغرب وغیرہ پر سب سے پہلے بننے والے بادشاہ بھی یہی تھے۔

سن ۳۵۸ھ میں انہوں نے جوہر القائد کو بلاد مصر پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ اس نے جنگ کے ذریعے کافور الاخشیدی سے بلاد مصر کو چھین کر ان کے حوالے کر دیا اب بلاد مصر پر فاطمین کا قبضہ ہو گیا جوہر نے بلاد مصر میں فاطمی کے لئے قاہرہ شہر اور دو شاہی محل تیار کروائے پھر سن ۳۶۲ میں اس نے ان کے علاقوں میں معز فاطمی کے نام پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد خود معز ایک بڑے لشکر سرداران مغاربہ، بڑے بڑے ارکان دولت کے ہمراہ مصر کے دورہ پر روانہ ہوا۔ اسکندریہ پہنچنے پر لوگوں نے اس کا شاندار استقبال کیا وہاں اس نے بڑا فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس میں اس نے ظالم اور مظلوم کے درمیان انصاف کرنے کا اعلان کیا، بڑے فخر کے ساتھ اپنا نسب بیان کیا اور کہا کہ ہماری برکت سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے حال پر رحم فرمایا ہے لیکن ان تمام باتوں کے باوجود وہ کٹر رافضی تھے۔ چنانچہ قاضی باقلانی نے کہا ہے کہ اس کا مذہب اور اعتقاد خالص کفر اور رفض پر مبنی تھا اسی طرح اس کے تمام وزراء اور متبعین بھی کٹر رافضی تھے اللہ تعالیٰ ان سب کا برا حشر کرے۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۹۵۵/۳۔ شذرات الذھب: ۵/۳۔

(۲) البیان المغرب: ۲۲۱/۱۔ شذرات الذھب: ۵۲/۳، ۵۴۔

ایک مرتبہ معز نے بڑے زاہد وعابد، متقی ابوبکر نابلس کو بلوا کر اس سے سوال کیا کیا تم نے یہ بات کی ہے کہ اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو ایک تیر رومیوں کو اور نو تیر فاطمی کو ماروں گا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ معز نے سمجھا کہ شاید اس نے رجوع کر لیا ہے لیکن پھر اس نے پوچھا کہ تم نے کیا کہا ہے؟۔ ابوبکر نے کہا کہ میں نے یہ بات کہی ہے کہ اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو نو تیر تجھے ماروں گا اور دسواں تیر رومیوں کی طرف پھینکوں گا۔ معز نے کہا کیوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ تم نے دین میں تبدیلی کر دی، صالحین کو قتل کر دیا اور نور الٰہیہ کو گل کر دیا اور تم نے نامناسب باتیں کیں۔ معز نے کہا کہ ایک دن اس کی تشہیر کی جائے اور دوسرے دن اس کو کوڑے لگائے جائیں، تیسرے دن اس کی کھال ادھیڑ دی جائے۔

یہ کام اس نے ایک یہودی کے سپرد کیا چنانچہ اس یہودی نے تلاوت قرآن پاک کی حالت میں ان کی کھال ادھیڑنا شروع کی۔ یہودی کا قول ہے کہ تلاوت قرآن پاک کی وجہ سے میرا دل نرم ہو گیا۔ میں نے ان کے سامنے جا کر اس کے جسم میں چھرا گھونپ دیا، اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا آج تک وہ شہید اور ان کا قبیلہ بنوالشہید سے مشہور ہے۔ اسی طرح آج تک ان میں اچھائی پائی جاتی ہے۔

معز فاطمی میں ذاتی طور پر بہادری، صلاحیت، ارادہ کی پختگی اور سیاست تھی۔ ظاہراً وہ عادل اور حق کا ساتھ دینے والا تھا، لیکن حقیقت میں وہ نجومیوں کی باتوں پر اعتماد کرتا تھا چنانچہ ایک نجومی نے کہا کہ سال آئندہ آپ کے لئے خطرناک ہے اس لئے آپ کسی خفیہ مقام پر لوگوں سے روپوش ہو جائیں اس کے بعد اس نے ایک تہہ خانہ تیار کروایا امراء کو حاضر کر کے انہیں اپنے لڑکے کے بارے میں وصیت کی۔ عزیز اس کا لقب رکھ کر اپنی واپسی تک حکومت اس کے سپرد کر دی۔ لوگوں نے عزیز کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ معز تہہ خانہ میں چلا گیا ایک سال تک باہر نہیں آیا۔ مغاربہ کی نظر جس کسی بادل پر پڑتی تو ان کا گھڑ سوار یہ سمجھ کر کہ معز فاطمی اس بادل میں ہے گھوڑے سے اتر کر اسے سلام کرتا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن مجید کی آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

اس نے اپنی قوم کو مغلوب کر دیا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی (جبکہ وہ پہلے سے بھی) شرارت کے بھرے ہوئے تھے۔

(سورۃ الزخرف آیت ۵۴)

ایک سال بعد معز تہہ خانہ سے باہر نکل آیا حسب سابق شاہی تخت پر بیٹھ کر چند دنوں تک فیصلے کرتا رہا لیکن تقدیر الٰہی نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ اس کی زندگی پوری ہو گئی چنانچہ اس سال اس کی وفات ہو گئی مصر میں حکومت کرنے سے پہلے اور اس کے بعد کل مدت حکومت تئیس سال پانچ ماہ دس دن ہے۔ ان میں سے دو سال نو ماہ مصر اور باقی بلاد مغرب میں۔ اس کی کل عمر ۴۵ سال نو ماہ تھی کیوں کہ یہ افریقہ میں سن ۳۱۹ھ دس رمضان کو پیدا ہوا تھا اور اس کی وفات اسی سال مصر میں سن ۳۶۵ھ سترہ ربیع الثانی کو ہوئی۔

## واقعات سن ۳۶۶ھ

اسی سال نوے سال سے زائد عمر میں رکن الدولہ بن علی بن بویہ کی وفات ہوئی۔ اس کی مدت خلافت چالیس سال سے متجاوز تھی۔ اس نے وفات سے ایک سال پہلے اپنی حکومت اپنی اولاد میں تقسیم کر دی تھی، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ایک بار ابن العمید نے اس کی دعوت کی۔ دعوت میں رکن الدولہ، اس کی اولاد اور اس کے وزراء شامل ہوئے۔ رکن الدولہ نے سب کی موجودگی میں اپنے لڑکے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد بنا دیا اور دیلمیوں کی عادت کے مطابق سب کو خلعت اور چادریں عطا کی۔ سب کو بہترین عطر لگایا یہ ایک تاریخی دن تھا۔ اس دعوت کے بعد رکن الدولہ کچھ دن ہی زندہ رہا۔

رکن الدولہ بردبار راہ خدا میں خوب مال خرچ کرنے والا علماء سے بہت محبت کرنے والا تھا اس میں فیاضی حسن اخلاق کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے تھے۔ حکومت چلانے کی بہترین صلاحیت تھی رعیت اور اقارب پر بڑا مہربان تھا۔

اس کے لڑکے عضد الدولہ نے حکومت سنبھالنے کے بعد بختیار سے اس کی بری عادت اور سوء اخلاق کی وجہ سے عراق چھیننے کا ارادہ کیا چنانچہ

اہواز میں دونوں کے درمیان لڑائی ہوگئی عضد الدولہ نے اس کو شکست دے کر اس کے تمام اموال پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اس نے بصرہ کی طرف لشکر روانہ کیا اس پر بھی قبضہ کرلیا اور وہاں پر دو قبیلے ربیعہ اور مضر کے درمیان صلح کرادی جس میں ایک سو بیس سال سے دشمنی چلی آرہی تھی وہ دونوں قبیلے اس کے ساتھ ہوگئے جس کی وجہ سے اس کی قوت میں اضافہ ہوگیا۔ بختیار رسوا ہوا پھر عضد الدولہ نے اپنے وزیر ابن بقیہ کو گرفتار کرلیا کیوں کہ امور مملکت میں وہ اپنی من مانی کرتا تھا۔ عضد الدولہ نے اس کے تمام اموال پر قبضہ کرلیا اس کے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

اسی طرح رکن الدولہ نے ان کے والد وزیر ابی الفتح کی گرفتاری کا حکم دیا اور اس کی جائداد ضبط کرنے کا حکم دیا۔ کیوں کہ یہ فسق و فجور میں حد سے گزر گیا تھا جس کی وجہ سے تقدیر نے اس کا ساتھ نہیں دیا اور بادشاہ کا غضب اس پر نازل ہوگیا۔ ہم رحمٰن کے غضب سے پناہ چاہتے ہیں۔

اسی سال وسط شوال میں خراسان بخاریٰ وغیرہ کے حاکم الامیر منصور بن نوح السامانی کا انتقال ہوگیا اس کی مدت خلافت کل پندرہ سال تھی اس کے بعد اس کا لڑکا ابوالقاسم نوح تیرہ سال کی عمر میں حاکم بنا۔ جس کا لقب منصور رکھا گیا۔

اسی زمانہ میں المستنصر باللہ بن ناصر الدین للہ عبدالرحمٰن الاموی کا انتقال ہوا۔ یہ اچھے بادشاہوں میں سے تھا۔ فقہ اختلافیات، تاریخ کا عالم تھا۔ علماء سے محبت رکھنے والا ان کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا اس وقت اس کی عمر تریسٹھ سال سات ماہ تھی۔ ان کی مدت خلافت پانچ سال پانچ ماہ تھی اس کے بعد ان کے لڑکے ھشام جن کا لقب المؤید باللہ تھا حاکم بنے۔ اس وقت ان کی عمر صرف دس سال تھی ان کے زمانہ میں لوگوں میں اختلافات ہوگئے تھے اور بہت زیادہ بے چینی ہوگئی تھی۔ اس دوران وہ جیل میں بھی گئے۔ رہا ہوکر دوبارہ خلیفہ بنے اس وقت ان کے کاموں کی نگہداشت ابوعامر محمد بن ابی العامر المعافری اور ان کے دولڑکے مظفر اور ناصر نے کی۔ انہوں نے رعایا پر احسن انداز میں حکومت کی۔ عدل قائم کیا۔ دشمنوں سے لڑائیاں بھی لڑیں۔ تقریباً چھبیس سال تک یہی حالت رہی اس موقع پر ابن الاثیر نے ان کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں۔

سال رواں ہی میں حلب کا بادشاہ ابی المعالی شریف بن سیف الدولہ بن حمدان کے پاس گیا کیوں کہ اپنے والد کے انتقال کے بعد یہ اس کا قائم مقام بن گیا تھا اس وقت اس کا غلام قرعویہ غالب آگیا اور اس علاقہ پر اس نے قبضہ کرلیا حلب کے حاکم نے آکر اسے نکال دیا۔ وہ کچھ دنوں کے بعد دوبارہ آگیا اور قریب ہی کسی علاقہ میں اس نے قیام کیا اس وقت رومیوں نے حمص ویران کردیا تھا۔ اس نے اس کی تعمیر و ترقی کی کوشش کی اس کے بعد جب قرعویہ سے اس کے اختلافات ہوگئے تو حلب کے باشندوں نے ابوالمعالی کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی چنانچہ یہ ان کے پاس چلا گیا اور اس نے چار ماہ تک حلب کا محاصرہ کرکے اسے فتح کرلیا لیکن قلعہ نکجور اس سے بہت پہلے بند ہوچکا تھا اس لئے اس تک نہیں پہنچ سکا اس کے بعد اس نے ابی المعالی کے ساتھ امان دینے اور حمص کے نائب حاکم بنانے پر صلح کرلی۔ بعد میں دمشق کی نیابت بھی اس کے سپرد کردی گئی پھر یہ اس کی طرف دمشق کے ظاہری علاقوں کی بھی نسبت ہوگئی جو نکجوری محل سے مشہور ہوئے۔

**بنو سبکتگین کی حکومت کی ابتداء**...... محمود غزنوی کے والد سبکتگین امیر ابواسحاق بن البتکین غزنی اور اس کے متعلقات کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ یہ سبکتگین وہ نہیں ہے جو معز الدولہ کا دربان تھا کیوں کہ اس کی وفات تو گذشتہ سال ہی ہوچکی تھی جیسا کہ بیان ہوچکا ہے۔

اس سبکتگین کے آقا کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں کوئی سمجھدار، باصلاحیت امور مملکت چلانے والا شخص نہیں تھا اس لئے لشکر نے سبکتگین کی صلاحیت حسن سیرت کمال عقل حسن اخلاق سے متاثر ہوکر بالاتفاق اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ چنانچہ حکومت اس کے پاس رہی اور اس کے بعد اس کے لڑکے محمود بن سبکتگین نے حکومت کی۔

سبکتگین نے بلاد ھند میں بہت سی جنگیں لڑیں۔ ہند کے کئی قلعے فتح کئے۔ کافی مال غنیمت لوٹا ان کے بتوں اور نذر و نیاز کی چیزوں کو توڑا، جو ایک بہت مشکل کام تھا اس کے ساتھیوں نے بھی بڑی بڑی لڑائیاں لڑیں۔

ایک بار ہند کا سب سے بڑا راجہ جیپال ایک بہت بڑا لشکر لے کر اس کے مقابلہ میں آیا سبکتگین نے دوسری مرتبہ بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ ان کو ان کے شہروں کی طرف بھگا دیا۔

کامل لابن الاثیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ سبکتگین اور مہاراجہ جیپال کے درمیان باغورک کے پیچھے ایک تالاب کے پاس مقابلہ ہوا ہندوؤں

کا عقیدہ تھا کہ جب تالاب میں گندگی گر جاتی ہے تو آسمان پر کالی گھٹا چھا جاتی ہے اس کے بعد بادل آ کر بجلی کڑکتی ہے پھر بارش ہو جاتی ہے، جو اس گندگی کو بہا کر لے جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ تالاب پاک ہو جاتا ہے۔ جنگ کے وقت مہاراجہ کا لشکر تالاب کے بالکل قریب تھا۔ سبکتگین نے تالاب میں نجاست ڈالنے کا حکم دیا چنانچہ وہی سلسلہ شروع ہو گیا یعنی بارش وغیرہ کا جس کی وجہ سے وہ مجبور ہو کر بڑی رسوائی کے ساتھ اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے اور مہاراجہ نے سبکتگین کے پاس صلح کا پیغام بھیجا سبکتگین نے اپنے لڑکے محمود کے ناراض ہونے کے باوجود ان سے چند شرائط پر صلح کر لی وہ شرائط یہ ہیں، کافی سارا سامان تم کو دینا ہوگا فلاں فلاں علاقے ہمارے سپرد کرنے ہوں گے۔ پچاس ہاتھی دینے ہوں گے ان چیزوں کی عدم ادائیگی تک اپنے بڑے بڑے سرداروں کو ہمارے پاس گروی رکھنا ہوگا۔

**مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے**...... ابو یعقوب ابن الحسن الجنابی کی وفات اسی سال ہوئی یہ ہجر کے حاکم اور قرامطہ کے سردار تھے ان کے بعد ان کی قوم کے چھ آدمی حاکم بنے جو سادہ مشہور تھے۔ ابو یعقوب کے بعد انہی کی طرز پر حکومت چلاتے رہے ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہوا۔

**حسین بن احمد کے حالات** (۱)...... یہ حسین بن احمد ابن ابی سعید الجنابی ابو محمد القرامطی ہیں۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ ابی سعید کا نام حسین بن بہرام تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام احمد تھا بعض کا قول ہے کہ یہ فارس النسل تھے یہ سن ۳۵۷ھ میں شام پر غالب آ گئے تھے۔ ایک سال بعد وہاں سے احسا چلے گئے پھر ۳۶۰ میں دمشق آ گئے اور جعفر بن فلاح کے لشکر کو پسپا کر دیا۔ معز فاطمی کی جانب سے شام کا پہلا حاکم یہی بنا اور آخر میں یہیں اسے قتل کیا گیا۔ اس کے بعد یہ مصر چلا گیا۔ سن ۳۶۱ ربیع الاول میں اس کا محاصرہ کر لیا مسلسل ایک ماہ تک محاصرہ جاری رہا دمشق پر ظالم بن موھوب کو اپنا نائب بنایا تھا پھر یہ احسا آ گیا۔ پھر رملہ چلا گیا اسی سال نوے سال سے زائد عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ انہوں نے ظاہراً عبدالکریم الطائع للہ العباسی کی اطاعت قبول کی ہوئی تھی۔

اب یہاں ان کے اشعار کا کچھ نمونہ پیش کیا جاتا ہے، جو اس نے ابن فلاح کے ساتھ اختلاف پیدا ہونے سے پہلے اس کو لکھ کر بھیجے تھے:

پیغامات الزام تراشی سے بری کرنے والی ہیں، رسول خبر دینے والے ہیں، حق اتباع کے لائق ہے، اچھی تعریف کے لائق ہے۔ لڑائی ساکت ہے گھوڑا ایک پاؤں کھڑا کئے ہوئے ہے، سلامتی رسوائی ہے، سایہ دراز ہے۔ اگر تم توبہ کر لو تو تمہاری توبہ قبول ہے، اگر توبہ نہ کرو تو یہ بندھن سخت ہے۔ دمشق میں دروازہ بند ہونے اور رکاوٹ پڑی ہوئی ہونے کی حالت میں وہ موتوں کی پیٹھ پر سوار ہو کر ہمارے پاس آئیں۔ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ ڈھول بجانا نہ میری ضرورت ہے اور نہ میری شان ہے۔ میرے پاس بانسری، سارنگی کچھ بھی نہیں ہے۔ شراب اور گھونگھٹ والی سے لگاؤ ہے نہ ایسی نازنین سے جس کے ناز و نخرے ہوں۔ میں اپنا پیٹ بھر کر آرام سے پیٹ پھیلا کر نہیں سوتا ہوں اس حال میں کہ میرے دوست کا تکلیف اور پریشانی کی وجہ سے پیٹ دبا ہوا ہو۔ ایک دن بھی دنیا نے مجھے کسی لالچ پر آمادہ نہیں کیا نہ وعدوں کی کثرت نے مجھے دھوکہ میں ڈالا ہے۔ اپنے قلعوں، بلڈنگوں، غاروں کی وجہ سے عزت حاصل کرنے والے اے اونچے شہر کے باشندو! خوب غور سے سن لو کہ عزت کا حصول اپنی ذات، گھوڑے پاؤں تلوار پر موقوف کی ہے۔ ہم سخت لڑائی کے وقت دشمن کو ختم کر دینے والی قوم ہیں اور اپنے حملے کے ذریعے لوگوں کو شفا دینے والے ہیں۔ اس میں کوئی نئے طور پر شرافت حاصل نہیں کی بلکہ اس نے نئی شرافت کو پرانی شرافت سے ملا دیا۔

اسی سال قابوس اور شمگیر نے جرجان، طبرستان وغیرہ پر قبضہ کیا۔ سال رواں میں خلیفہ الطائع نے عضد الدولہ کی لڑکی شاہ ناز کے ساتھ شب زفاف منائی۔

اسی زمانہ میں جمیلہ بنت ناصر نے بڑی شان و شوکت سے حج کیا حتیٰ کہ اس کا حج ضرب المثل بن گیا کیوں کہ اس نے چار سو کجاوے تیار کروائے

(۱) شذرات الذهب ۳/ ۵۵ العبر ۲/ ۳۴

تھے لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کس میں ہے؟ مکہ پہنچنے کے بعد اس نے دس ہزار دینار فقراء اور خانہ کعبہ کے مجاورین میں تقسیم کئے حرمین کے تمام مجاورین کو جوڑے دیئے۔ آتے جاتے راستے میں بہت مال خرچ کیا۔

اسی سال عراق سے الشریف ابواحمد بن حسین بن محمد العلوی نے لوگوں کو حج کروایا اسی طرح ۳۸۰ تک متواتر یہ ہی حج کرواتے رہے اسی سال حرمین میں خطبہ میں عباسیوں کے بجائے فاطمیوں کا نام لیا گیا۔

**اسماعیل بن نجید کے حالات** [1]...... اسماعیل بن نجید ابن احمد بن یوسف ابوعمر السلمی کی وفات اسی سال ہوئی۔ انہوں نے جنید وغیرہ کی صحبت اختیار کی تھی، حدیث روایت کی، یہ ثقہ تھے۔ ان کے عمدہ کلام سے ہے کہ جس شخص کی زیارت تمھاری ہدایت کا سبب نہ بنے تو ایسا شخص مہذب نہیں ہے۔

ایک مرتبہ ان کے شیخ ابوعثمان کو کوئی مالی ضرورت پیش آ گئی انہوں نے اپنے ساتھیوں سے اس کا تذکرہ کیا ابن نجید نے ہزار درہم تھیلی میں رکھ کر انہیں لاکر دیئے۔ انہوں نے لے کر تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا ساتھیوں کے درمیان سے ابن نجید نے کھڑے ہو کر شیخ ابوعثمان سے کہا کہ جو رقم میں نے آپ کو دی ہے یہ میں اپنی والدہ سے زبردستی لایا ہوں، اس لئے یہ آپ مجھے واپس دیدیں تاکہ میں انہیں یہ رقم واپس کردوں۔ ابوعثمان نے انہیں وہ رقم واپس دیدی۔ رات کے وقت ابن نجید نے وہ رقم ابوعثمان کو دیتے ہوئے کہا کہ آپ اس سے اپنی ضرورت پوری کرلیں لیکن کسی سے اس کا ذکر مت کرنا۔ ابوعثمان کہا کرتے تھے کہ مجھے ابن نجید کی ہمت پر بڑا رشک آتا ہے۔

**حسن بن بویہ**...... حسن بن بویہ ابوعلی رکن الدولہ کی وفات ۲۸ محرم ہفتہ کی شب ہوئی انہیں قولنج (آنتوں میں درد) کا مرض لگ گیا تھا ان کی مدت ولایت چالیس سال ایک ماہ نو یوم ہے وفات کے وقت ان کی عمر اٹھتر سال تھی یہ بردبار فیاض تھے۔

**محمد بن اسحاق**...... محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن افلح بن رافع بن ابراہیم بن افلح بن عبدالرحمٰن بن رفاعہ بن رافع ابوالحسن انصاری الزرقی کی وفات اسی سال جمادی الآخریٰ میں ہوئی۔ یہ انصار کے محافظ تھے۔ ابی القاسم بغوی وغیرہ سے انہوں نے سماعت حدیث کی ہے، ثقہ تھے۔ انصار کی تاریخ اور ان کے مناقب سے خوب واقف تھے۔

**محمد بن حسن**...... محمد بن حسن ابن احمد بن اسماعیل ابوالحسن السراج کی وفات اسی سال ہوئی۔ انہوں نے یوسف بن یعقوب قاضی وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا۔ یہ بہت بڑے عابد تھے نماز پڑھتے پڑھتے اپاہج ہوگئے روتے روتے اندھے ہوگئے اسی سال دس محرم کو وفات ہوئی۔

القاضی منذر البلوطی کی وفات بھی اسی سال ہوئی جو اندلس کے قاضی القضاۃ تھے یہ امام عالم فصیح خطیب شاعر ادیب اور بھی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ زہد، تقوی اور اچھائی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان کی بہت سی تصانیف تھیں کچھ ان کے تضادات تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جس جنت میں ٹھہرایا گیا اور جس سے نکالا گیا وہ جنت نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر متقین کے لئے تیار کیا ہوا ہے یہ جنت تو زمین پر تھی۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔

جب ناصرلدین اللہ عبدالرحمٰن الاموی مدینۃ الزہراء اور اس کے محلات کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اس میں اس کے لئے ایک شاہی محل بھی تیار کروایا گیا تھا، جسے مختلف خوشبوؤں سے معطر کیا گیا تھا اور اس پر مختلف پردے لگائے گئے تھے اس کے سامنے وزراء، ارکان حکومت بیٹھے ہوئے تھے۔ قاضی منذر بلوطی اس کے بغل میں آکر بیٹھ گئے تمام لوگ محل کی خوبصورتی پر بادشاہ کی تعریف کرنے لگے لیکن قاضی صاحب بالکل خاموش تھے بادشاہ ان کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے خاموشی کی وجہ پوچھی، قاضی اتنا روئے کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور کہنے لگے کہ مجھے امید نہیں تھی کہ شیطان مردود آپ پر اس حد تک حاوی ہوجائے گا کہ آپ رسوا ہوجائیں اور دنیا اور آخرت میں ہلاک ہوجائیں اور نہ اس بات کی امید تھی کہ اللہ نے آپ کو دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں جو مرتبہ شرف بخشا ہے اس کے ہوتے ہوئے آپ کو کافروں کی جگہ پر بٹھا دے گا۔ جیسا

(۱) شذرات الذھب: ۳/۵۰۔ العبر: ۲/۳۳۶۔

کہ فرمان الٰہی ہے:

اگر یہ بات (متوقع) نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے تو جو خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں بھی چاندی کی کر دیتے اور نیز زینے بھی جن پر سے چڑھا (اترا) کرتے ہیں اور ان کے گھروں کے کواڑ بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور یہی چیزیں سونے کی بھی۔ (سورۃ الزخرف آیت ۳۳، ۳۵)

یہ سن کر بادشاہ نے سر جھکایا اور رو پڑا اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ جیسے لوگوں کو زیادہ کرے۔

ایک مرتبہ قحط کے موقع پر بادشاہ نے بذریعہ قاصد ان کے پاس صلاۃ الاستسقاء پڑھنے کا پیغام بھیجا جب قاصد ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے قاصد سے پوچھا کہ بادشاہ کی حالت کیسی تھی؟ اس نے جواب دیا کہ بادشاہ پر اس وقت خشیت اور خوف خدا طاری تھا۔ اور وہ دعا میں مشغول تھا یہ سن کر قاضی صاحب نے کہا کہ اب تم پر ضرور بارش ہوگی۔ کیوں کہ جب زمین کے جبار نرم ہو جاتے ہیں تو آسمان کا جبار بھی نرم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد خادم سے کہا کہ لوگوں میں اعلان کرو کہ نماز استسقاء کے لئے جمع ہو جائیں۔ قاضی منذر آ کر منبر پر چڑھ گئے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کی باتیں سن رہے تھے کہ قاضی منذر نے سب سے پہلے یہ آیات تلاوت کی:

تم پر سلامتی ہو تمھارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں کوئی برا کام کر بیٹھے جاہلیت سے، پھر وہ اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں۔

(سورۃ الانعام آیت ۵۴)

یہ آیت بار بار تلاوت کرتے رہے، حتیٰ کہ لوگوں پر گریہ وزاری طاری ہوگئی اور انہوں نے صدقِ دل سے توبہ کی۔ لوگ اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ بارش ہوگئی لوگ پانی میں گرتے پڑتے اپنے گھروں کو لوٹے۔

یہ ابو الحسین علی بن احمد ابن المرزبان الفقیہ الشافعی ہیں۔ انہوں نے فقہ کی تعلیم ابو الحسین بن قطان سے حاصل کی پھر ان سے شیخ ابو احمد الاسفرائینی نے حاصل کی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ متقی پرہیزگار بڑے زاہد تھے۔ انہوں نے کسی پر ظلم نہیں کیا تھا انہیں اپنے مذہب پر بڑا عبور حاصل تھا بغداد میں ان کے درس و تدریس کا مشغلہ بھی تھا اسی سال رجب میں ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۳۶۷ ہجری

اسی سال عضد الدولہ بغداد آیا۔ عزالدولہ بختیار خلیفہ کے ساتھ بغداد سے نکل گیا۔ عضد الدولہ نے اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ اسے خلیفہ سمیت گرفتار کر لیا بعد میں خلیفہ کی طرف سے معافی مانگنے پر اسے معاف کر کے چھوڑ دیا گیا۔ بختیار کو قید کر کے چند دنوں میں قتل کر دیا۔ اس کی دولت پر قبضہ کر لیا اس کے بعد بغداد پر عضد الدولہ کا قبضہ ہو گیا خلیفہ نے عضد الدولہ کو خلعت، کنگن اور ہار پہنائے۔ دو دو جھنڈے ایک سونے کا، ایک چاندی کا عطا کئے۔ یہ جھنڈا ولی عہد کے علاوہ کسی کو نہیں ملتا۔ مزید خلیفہ نے اس کے پاس تحفے تحائف بھیجے عضد الدولہ نے بھی خلیفہ کے پاس سونا چاندی ھدیہ میں بھیجا۔ بغداد و اس کے اطراف پر مکمل طور پر قبضہ ہو گیا۔

اس سال بغداد میں متعدد بار زلزلے آئے دجلہ کا پانی اتنا اوپر آ گیا کہ اس کی وجہ سے پوری ایک مخلوق ہلاک ہوگئی۔

اس موقع پر لوگوں نے عضد الدولہ کو کہا کہ زلزلہ، آگ لگنا رافضی اور اہل سنت کے درمیان لڑائی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اور اس سے بغداد کے باشندوں کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے۔ عضد الدولہ نے جواب دیا کہ یہ قصہ گوئی اور وعظ کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس لئے اس نے اعلان کیا کے آئندہ بغداد میں قصہ گوئی اور وعظ پر سخت پابندی ہے۔ صرف قرآن پاک کی تلاوت کی اجازت ہے۔ اس پر اگر کوئی کچھ دے تو اسے قبول کر لو۔

اس کے بعد اسے اطلاع ملی کہ صالحین میں سے ابوحسین سمعون نے اب تک وعظ نہیں چھوڑا عضدالدولہ نے اسے اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا۔ عضدالدولہ خود سب سے تنہا ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا تا کہ ابن سمعون سب کے سامنے خلیفہ کی شان کے خلاف باتیں نہ کرے۔ ابن سمعون کو بادشاہ کے دربار میں زمین کو بوسہ دینے، نرم گفتگو کرنے کی تاکید کی گئی۔ جب ابن سمعون دربار میں پہنچا تو عضدالدولہ کو تنہا بیٹھا ہوا پایا۔ دربان اجازت لینے کے لئے گیا تو اتنے میں ابن سمعون از خود دربار میں داخل ہو گیا سب سے پہلے ابن سمعون نے قرآن کی ایک آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے:

اور تمہارے اب رب کی پکڑ ایسی ہوا کرتی ہے جیسا کہ وہ آبادیوں کو پکڑتا ہے جب کہ وہاں کے لوگ ظلم کرنے والے ہوں۔

(سورۃ ھود آیت ۱۰۲)

پھر اپنا چہرہ عضدالدولہ کی طرف کر کے ایک اور آیت تلاوت کی:

پھر ہم تمہیں ان کے بعد زمین پر اپنا خلیفہ بناتے ہیں تا کہ ہم یہ دیکھ لیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ (سورۃ یونس آیت ۱۴)

اس کے بعد بادشاہ کو وعظ و نصیحت کرنا شروع کی جسے سن کر عضدالدولہ بہت رویا اور ابن سمعون کو دعائیں دیں۔

جب ابن سمعون دربار سے نکلے تو عضدالدولہ نے دربان سے کہا کہ انہیں تین ہزار درہم اور دس جوڑے دید و اگر قبول کر لیں تو ان کا سر اسی وقت قلم کر کے لے آنا۔ چنانچہ دربان نے وہ چیزیں ان کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ یہ بادشاہ کی طرف سے ھدیہ ہیں۔ ابن سمعون نے جواب دیا کہ مجھے ان چیزوں کی مطلقاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرے کپڑے میرے والد کے زمانہ کے چالیس سال سے میرے پاس ہیں۔ جب میں لوگوں کے پاس جاتا ہوں تو انہیں پہن کر جاتا ہوں۔ واپس آکر اتار کر تہہ کر کے رکھ دیتا ہوں۔ میرے والد کا ایک مکان میراث میں مجھے ملا ہے۔ اس کی آمدنی سے اپنی ضروریات پوری کرتا ہوں، لہٰذا جو کچھ بادشاہ نے دیا ہے۔ میں اس سے مستغنی ہوں دربان نے کہا میں آپ کے فقیر رشتہ داروں میں اس رقم کو تقسیم کر دوں؟ ابن سمعون نے جواب دیا کہ میرے رشتہ داروں سے بادشاہ کے رشتہ دار زیادہ ضرورت مند ہیں۔ دربان مشورہ کے لئے بادشاہ کے پاس آیا اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا تمام تعریفیں اس پاک ذات کے لئے ہیں جس نے ہماری تلوار سے اس کی حفاظت کی۔ اس کی زبان سے ہماری حفاظت کی۔

اس کے بعد عضدالدولہ نے عزالدولہ کے وزیر ابن بقیہ کو گرفتار کر کے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہاتھی کے سامنے ڈلوا دیا۔ جس نے پاؤں سے کچل کر اس کو قتل کر دیا پھر شوال میں پل کے اوپر سے اسے سولی پر لٹکا دیا گیا ابوالحسن انباری نے چند شعروں میں اس کا مرثیہ کہا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

تم زندگی میں بھی موت کے بعد بھی بلند ہو، قسم با خدا تم ایک معجزہ ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ داد و دہش کے دنوں میں آپ کے ارد گرد گروہ بندی کر کے آپ کو آواز دے رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے ہیں اور لوگ نماز کے لئے کھڑے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فیاض شخص کے ہاتھ پھیلانے کی طرح ننگے پاؤں آپ نے ہاتھ پھیلا رکھے ہیں، یہ بہت طویل قصہ ہے۔

ابن الاثیر نے کامل میں اس کے بہت سے اشعار ذکر کئے ہیں۔

**عزالدین بختیار کا قتل** ...... جب عزالدولہ نے بغداد میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا تو بختیار بغداد سے رسوا ہو کر شام پر قبضہ کرنے کے ارادے سے نکلا۔ عضدلدولہ نے شام کے حاکم ابن تغلب کے ساتھ اچھے تعلقات کی وجہ سے عزالدولہ کو شام پر قبضہ کرنے سے سختی سے منع کیا۔ بغداد سے نکلتے وقت حمدان بن ناصر الدولہ ابن حمدان بھی عضدالدولہ کے ساتھ تھا۔ اس نے بلاد موصل کے شام کے قریب ہونے اور دنیاوی نعمتوں سے مالا مال ہونے کی وجہ سے عزالدولہ کو ابی تغلب سے بلاد موصل چھیننے کا مشورہ دیا۔ عزالدولہ دین وعقل کے اعتبار سے کمزور تھا۔

جب ابی تغلب کو اس منصوبے کا پتہ چلا تو اس نے عزالدولہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے بھتیجے ناصر الدولہ کو میرے پاس بھیج دو تو میں ہتھیار اور لشکر کے ذریعے تمہاری مدد کروں گا جو عضدالدولہ سے جنگ کر کے بغداد پر تمہارے لئے قبضہ کا سبب بنے گی۔ چنانچہ عزالدولہ نے ناصر

الدولہ کو پکڑ کے اس کے چچا ابی تغلب کے پاس بھیج دیا اس نے اس کو کسی قلعہ میں بند کر دیا۔ عضد الدولہ کو اطلاع ملی کہ ابی تغلب اور عز الدولہ نے تم سے جنگ کرنے کی تیاریاں کر لی ہیں۔ چنانچہ وہ اکیلا لشکر لے کر ان کے مقابلہ میں نکل کھڑا ہوا۔ خلیفہ کو بھی ساتھ لے جانا چاہا لیکن خلیفہ کے اجازت مانگنے پر اسے اجازت دیدی۔ عضد الدولہ نے وہاں پہنچ کر دونوں سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دیدی عز الدولہ کو پکڑ کر اسے وہیں قتل کر دیا۔ موصل اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ کافی مال غنیمت حاصل کیا ابی تغلب کو دوسرے شہروں میں بھگا کر اس کے پیچھے ایک لشکر روانہ کر دیا۔ سن ۳۶۱ کے اختتام تک خود موصل میں رہا۔ بلاد ربیعہ بلاد مضر سے میافارقین و آمد وغیرہ فتح کر لئے۔ ابی تغلب کے نائبین سے بلاد مضر پر قبضہ کر لیا۔ رحبہ بھی ان سے چھین لیا۔ اس کا بقیہ حصہ سعد الدولہ بن سیف الدولہ کو دیدیا۔ پھر سعد الدولہ کو بھی پکڑ لیا۔ موصل سے واپسی پر ابو الوفاء کو اس پر اپنا نائب بنا دیا، خود بغداد واپس آ گیا۔ خلیفہ نے لوگوں کے ساتھ مل کر شہر سے نکل کر عضد الدولہ کا استقبال کیا۔ یہ ایک تاریخی دن تھا۔

عزیز بن معز فاطمی اور دمشق کے حاکم معز الدولہ کے غلام فتکین کے درمیان لڑائی کا وقوع اس سال کے حوادثات میں سے ہے۔ عزیز نے فتکین کو شکست دے کر قید کیا اور انتہائی تعظیم و تکریم کے ساتھ اسے دیار مصر لے گیا عزیز نے دمشق اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اس کی تفصیل سن ۳۶۴ کے بیان میں گزر چکی ہے۔

اسی سال قاضی عبد الجبار بن احمد المعتزلی کو ری اور مؤید الدولہ کے ماتحت علاقوں کا قاضی بنایا گیا ان کی عمدہ عمدہ تصانیف ہیں ان میں سے دلائل النبوۃ، عمدۃ الادلہ وغیرہ بھی ہیں۔

اسی سال مصر کے نائب یوسف بن بلکین امیر بادیس بن زیری نے لوگوں کو حج کرایا۔ مکہ پہنچنے کے بعد ڈاکو جمع ہو کر ان کے پاس آئے، کہنے لگے کہ آپ جتنے پیسوں کے بدلے ہماری ضمانت اٹھالیں ہمیں قبول ہے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے کسی وقت جمع ہو کر میرے پاس آ جانا چنانچہ تمیس سے زائد جمع ہو کر ان کے پاس آ گئے انہوں نے پوچھا کوئی باقی تو نہیں ہے انہوں نے کہا قسم بخدا سب آ گئے۔ اسی وقت زیری نے سب کو گرفتار کر کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیدیا۔ یہ ان کا اچھا کارنامہ تھا۔ اس سال حجاز میں خطبہ میں عباسیوں کے بجائے فاطمین کا نام لیا گیا۔

## خواص کی وفات

**بختیار بن بویہ الدیلمی** ...... یہ اپنے والد کی وفات کے بعد بیس سال کی عمر میں بادشاہ بنے یہ اچھے اور مضبوط جسم کے مالک اور تیز حملہ کرنے والے بڑے بہادر انسان تھے ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اکیلے تن تنہا بیل کو اٹھا لیا کرتے تھے۔ سوراخوں میں سانپوں کو تلاش کرتے پھرتے تھے۔ کھیل کود کے بہت زیادہ عادی تھے۔

اھواز کے شہروں میں ان کا چچا کے لڑکے سے مقابلہ ہوا۔ اس نے انہیں شکست دے کر ان کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں بختیار کا ایک معشوق بھی تھا جس کی جدائی بختیار کے لئے ناقابل برداشت تھی اس نے بڑی عاجزی کے ساتھ عضد الدولہ کو اس کے لوٹانے کی درخواست کی۔ اس کے پاس تحفے تحائف بھیجے اور دو خوبصورت انمول باندیاں بھیجیں۔ عضد الدولہ نے ان کا معشوق انہیں واپس کر دیا، جس کی وجہ سے بختیار لوگوں کی نظر میں گر گئے۔ لوگوں نے اسے برا بھلا کہا۔ لیکن بختیار کہا کرتا تھا کہ سارے عراق کا چھن جانا میرے لئے اس معشوق کی جدائی سے آسان ہے۔ اس کے بعد عضد الدولہ نے اس کو گرفتار کر کے فی الفور قتل کر دیا جیسا کہ گزر چکا ہے۔ یہ کل چھتیس سال زندہ رہا، ان میں سے گیارہ سال ایک ماہ حاکم رہا۔ اس کے زمانہ میں رافضیوں کی قوت میں اضافہ ہوا۔ اس کے زمانہ میں بہت سے فتنوں نے جنم لیا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

**محمد بن عبد الرحمٰن کے حالات** [1] ...... یہ محمد بن عبد الرحمٰن ابو بکر القاضی ہیں جو ابن قریعہ سے مشہور تھے یہ سندیہ کے قاضی تھے

(۱) تاریخ بغداد ۲/ ۳۱۷، ۳۲۰ شذرات الذھب: ۳/ ۱۲۰، ۱۲۲۔

گفتگو بڑی فصیح کرتے تھے۔ان کا کلام بلا تکلف مسجع ہوتا تھا۔شاہانہ زندگی کے مالک تھے۔ان کے اشعار میں سے دو شعروں کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

چغل خور کا میرے پاس علاج ہو ممکن ہے، لیکن جھوٹے کا کوئی علاج نہیں۔بات بنا کر کہنے والے شخص کا میرے پاس کچھ علاج ہے۔

جب یہ کسی ساتھی کے پاس جاتے اس سے کہتے اگر میں آگے بڑھ جاؤں تو میں دربان ہوں اگر پیچھے رہ جاؤں تو ملازم ہوں۔اسی سال بیس جمادی الثانی بروز ہفتہ ان کی وفات ہوئی۔

## واقعات ۳۶۸ھ

اسی سال شعبان میں خلیفہ طائع للہ نے بغداد میں منبروں پر اپنے نام کے ساتھ عضد الدولہ کے نام لینے کا حکم دیا۔فجر کے وقت مغرب عشاء کے بعد ان کے دروازہ پر ڈھول بجانے کا حکم دیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ بنی بویہ میں ان کے علاوہ کسی دوسرے خلیفہ نے اس قسم کا حکم نہیں دیا۔ایک بار معزالدولہ نے خلیفہ سے دروازہ پر ڈھول بجانے کی اجازت مانگی تھی خلیفہ نے اجازت نہیں دی تھی۔

اس سال عزالدولہ نے موصل میں قیام کے دوران ابی تغلب کے کافی شہر آمد و رحبہ وغیرہ فتح کئے۔ذیقعدہ میں بغداد کی طرف اس کی واپسی ہوئی۔خلیفہ نے شہر سے باہر لوگوں کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

**قسام التراب کا دمشق کا بادشاہ بننا**[1] ..... فتکین کے دیار مصر جانے کے بعد دمشق میں قسام التراب نامی شخص کا ظہور ہوا فتکین کا اس کے پاس آنا جانا تھا۔وہ اس سے راز و نیاز کی باتیں کرتا تھا۔دمشق پر اس کا غلبہ ہو گیا دمشق کے باشندوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔مصر سے دمشق کے لشکروں نے آ کر اس کا محاصرہ کیا، لیکن وہ بھی دمشق میں داخل نہ ہو سکا۔رسوائی کے ساتھ طبریہ چلا گیا، وہاں پر بنی عقیل اور ابو تغلب کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں، حتیٰ کہ ابو تغلب قتل کر دیا گیا۔اس وقت اس کے ساتھ اس کی بہن اور اس کی بیوی سیف الدولہ کی لڑکی جمیلہ بھی تھی، ان دونوں کو حلب سعد الدولہ بن سیف الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا۔اس نے بہن کو اپنے پاس ٹھہرا لیا جمیلہ کو بغداد بھیج دیا، جہاں اسے ایک گھر میں بند کر کے اس کا بہت سا مال چھین لیا۔

یہ قسام التراب یمن کے قبیلہ بنی حارث سے تھے۔انہوں نے چند سال شام میں رہ کر اس کی خرابیوں کی اصلاح کی۔جامع مسجد کے قریب ان کی مجلس ہوا کرتی تھی۔حاضرین کو وعظ کرتے، جس سے متاثر ہو کر حاضرین ان کی باتوں پر عمل کیا کرتے تھے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ اصل ان کا تعلق تلفیتا بستی سے ہے اس میں مٹی ہوا کرتی تھی۔میں کہتا ہوں کہ عوام ان کو قسیم الزبال کہتے تھے حالانکہ وہ قسیم کے بجائے قسام ہے اور زبال (کوڑے) کے بجائے تراب (مٹی) ہے۔منین بستی کے قریب تلفیتا بستی ہے وہاں کی مٹی ہوتی تھی۔اس کا ظہور اس طرح ہوا تھا کہ یہ دمشق کے ایک نوجوان احمد بن مسطان کی طرف منسوب تھا بعد میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا رفتہ رفتہ دیگر امور سمیت سردارن امراء پر غالب آ گیا..... یہاں تک کہ سن ۳۷۶ھ سترہ محرم بروز جمعرات مصر سے فتکین ترکی نے آ کر اس جماعت پر قبضہ کر لیا قسام التراب ایک مدت تک روپوش رہنے کے بعد ظاہر ہوا، اسے گرفتار کر کے دیار مصر کی طرف بھیج دیا گیا۔ایک عرصہ کے بعد رہا ہو گیا، باعزت طریقہ سے وہیں اقامت اختیار کر لی۔

(۱) شذرات الذھب: ۳/ ۸۷، العبر: ۳/ ۳۰۲

# خواص کی وفات

**العقیقی** ...... دمشق کے محلہ باب البرید میں ایک غسل خانہ اور ایک گھر ان کی طرف منسوب ہے ان کا نام احمد بن حسن العقیقی ابن ضعقن بن عبداللہ بن حسین الاصغر بن علی بن حسن بن علی بن ابی طالب الشریف ابوالقاسم الحسین العقیقی ہے۔
ابن عساکر کا قول ہے کہ عقیقی دمشق کے شریف بزرگ لوگوں میں سے تھے۔ باب البرید کا ایک گھر اور ایک دکان انہی کی طرف منسوب ہے۔ اسی سال چار جمادی الاول بروز منگل ان کی وفات ہوئی، دوسرے روز ان کی تدفین ہوئی۔ ان کی وفات پر پورا شہر بند رہا۔ دمشق کے نائب حاکم نکجور نے اپنے ساتھیوں سمیت ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی باب الصغیر کے باہر دفن کئے گئے۔ صاحب کتاب کا قول ہے کہ ان کا گھر الملک الظاہر بیبرس نے خرید کر اس میں دارالقرآن، دارالحدیث اور قبرستان بنوایا۔ یہ کام سن ۶۷۰ کی ابتداء میں ہوا جیسا کہ عنقریب آ جائے گا۔

**احمد بن جعفر** ...... ان کا نام احمد بن جعفر ابن مالک بن شبیب بن عبداللہ ابوبکر بن مالک القطیعی ہے بغداد کے قطیعتہ الدقیق سے ان کا تعلق تھا۔ مسند احمد میں اپنے لڑکے عبداللہ سے روایتیں لی ہیں، اس کے علاوہ مصنفات احمد میں بھی ان سے روایتیں لی ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر مشائخ سے بھی روایتیں لی ہیں۔ یہ ثقہ تھے، متعدد احادیث انہیں یاد تھیں۔ ان سے دارقطنی ابن شاہین البرقانی ابونعیم حاکم نے روایتیں لی ہیں۔
ایک مرتبہ قطیعتہ الدقیق سیلاب کی وجہ سے غرق ہو گیا۔ اس میں ان کی کتابیں بھی غرق ہو گئیں بعد میں دوسروں نسخوں سے انہوں نے ایک نیا نسخہ تیار کیا، جس کی روایتوں پر لوگوں نے اعتراضات کئے لیکن عام علماء کا قول اس کے بارے میں صحت کا ہے۔
بعض کا قول ہے کہ آخری عمر میں ان کے حافظہ میں تغیر آ گیا جس کی وجہ سے اپنی غلطیوں کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ اور ان کی عمر نوے سال سے تجاوز کر چکی تھی۔

**تمیم بن معز فاطمی** ...... تمیم بن معز فاطمی کی وفات اسی سال ہوئی یہی ان کی کنیت ہے یہ اپنے والد اور بھائی کے دور حکومت میں افسران بالا میں سے تھے ایک بار انہیں عجیب واقعہ پیش آیا۔ یہ بغداد گئے ہوئے تھے ان کے لئے عمدہ کھانوں کی شوقین، بھاری رقم کے عوض ایک باندی خریدی گئی۔ جب باندی ان کے پاس لائی گئی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کی دعوت کی۔ اس کے بعد باندی کو گانے کا حکم دیا اس نے چند اشعار پڑھے، اس وقت بغداد میں اس کا ایک محبوب تھا۔ اشعار کا ترجمہ:

> اس میں عشق منتقل ہونے کے بعد ایک ایسی بجلی کوندی، جس کی چمک یہاں سے ظاہر ہوئی۔ اسے چمک دیکھنے کا خیال آیا،
> لیکن اس کی طرف دیکھنا اس کے لئے ممکن نہ ہوا۔ اس کی خواہشات نے تو اسے اور بھی مشکل کر دیا۔ اس کی پسلیوں کے باقی رہنے تک آگ باقی رہی اور پانی اس وقت تک رہا جب تک کہ اس کے پپوٹے بہاتے رہے۔

اس کے علاوہ چند اور بھی اشعار گائے، اشعار سن کر تمیم پر وجد طاری ہو گیا۔ باندی سے کہہ بیٹھا کہ تم جو چاہو مجھ سے سوال کرو! باندی نے کہا آپ کی عافیت کا سوال کرتی ہوں۔ تمیم نے کہا اس کے علاوہ بھی! باندی نے کہا آپ مجھے بغداد جانے کی اجازت دیدیں، تا کہ وہاں کے لوگوں کو بھی اشعار سناؤں۔ وہ سوچنے لگا لیکن اس کے علاوہ چارہ کار نہیں تھا۔ اس لئے ایک ساتھی سے کہا کہ اس باندی کو پردہ میں بغداد لے جاؤ۔ وہ اس باندی کو لے کر چلا گیا رات کے وقت اس باندی کا کوئی پتہ نہ چلا کہ کہاں سے آئی کہاں گئی! تمیم کو جب اس کا پتہ چلا تو اسے بہت تکلیف ہوئی اور بہت نادم ہوا لیکن اب یہ سب کچھ لا حاصل تھا۔

**ابوسعید السیر افی کے حالات** [1]: ...... یہ ابوسعید الحسن بن عبداللہ بن المرزبان القاضی السیر افی النحوی ہیں یہ بغداد میں رہے نیابت میں قاضی بنے انہوں نے سیبویہ اور طبقات النحو کی شرح لکھی۔ ابوبکر دریدوغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں۔ ان کا والد بت پرست تھا۔ یہ

(۱) تاریخ بغداد ۳۴۱/۷، ۳۴۲. شذرات الذهب ۶۵/۳، ۶۶.

لغت، نحو و قرآت، فرائض و حساب وغیرہ میں ماہر تھے۔ کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے۔ یومیہ دس درہم کے بدلہ ورق لکھتے تھے، اسی سے اپنے گھر کا خرچ چلاتے تھے۔ نحو بصریین کے ایک بہت بڑے عالم تھے۔

فقہ میں اہل عراق کی طرف اپنی نسبت کرتے تھے انہوں نے قرآن کی تعلیم ابن مجاہد، لغت کی تعلیم ابن درید، نحو کی تعلیم ابن سراج اور ابن مرزبان سے حاصل کی۔ بعض نے اعتزال کی طرف انہیں منسوب کیا ہے لیکن دوسروں نے اس کا انکار کیا۔ اسی سال ماہ رجب میں چوراسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی خیزران کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

**عبداللہ بن ابراہیم کے حالات** [1] ...... یہ عبداللہ بن ابراہیم ابن ابی القاسم الریحانی ہیں جوالانبدری سے مشہور ہیں طلب حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے۔ کسی سفر میں ابن عدی کے ساتھ بھی گئے ہیں۔ علم حدیث سے فراغت کے بعد بغداد میں قیام کیا وہیں ابو یعلی، حسن بن سفیان اور ابن خزیمہ وغیرہ سے احادیث بیان کی یہ ثقہ تھے، ان کی عمدہ عمدہ تصانیف ہیں۔ دنیا سے کنارہ کش تھے۔ برقانی نے ان سے احادیث روایت کر کے ان کی تعریف کی ہے۔

ان کے بارے میں منقول ہے کہ ان گھر والوں کا کھانا شوربہ دار سبزی میں بنا ہوا ثرید ہوتا تھا ان کی کفایت شعاری زہد و تقویٰ کے واقعات اور بھی بیان کئے گئے ہیں۔ پچانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

**عبداللہ بن محمد بن ورقاء**...... الامیر ابواحمد الشیبانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ بہت سے مکانات بڑی شان و شوکت والے تھے نوے سال ان کی عمر تھی ابن الاعرابی سے روایت ہے کہ انہوں نے عورتوں کی صفت دو اشعار میں بیان کی ہے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے:

> عورتیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوتی ہیں تم اس کو سیدھا نہیں کر سکتے خوب سمجھ لو، ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کرنا درحقیقت اسے توڑنا ہے۔ انہوں نے اپنے اندر کمزوری، جوان پر بالادستی دونوں چیزیں جمع کی ہوئی ہیں۔ ان کے اندر ان دونوں چیزوں کا جمع ہونا تعجب خیز نہیں۔

ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ یہ بات ابواحمد نے ایک صحیح حدیث سے اخذ کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے پسلیوں میں سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی پسلی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے اس لئے اس کے ٹیڑھے ہونے کی صورت میں تم اس سے جتنا فائدہ اٹھانا چاہو اٹھالو۔

**محمد بن عیسیٰ کے حالات** [2] ...... یہ محمد بن عیسیٰ عمرویہ الجلودی ہیں۔ انہوں نے صحیح مسلم ابراہیم بن محمد بن سفیان الفقیہ کے واسطہ سے مسلم بن حجاج سے روایت کی ہے۔ یہ زاہدوں میں سے تھے، کتابت کر کے اسی کی کمائی سے اپنا گذر بسر کرتے تھے ۸۰ سال انہوں نے عمر پائی۔

## واقعات ۳۶۹ھ

اسی سال ماہ محرم میں بلاد بطیحہ کے حاکم عمر بن شاہین کی وفات ہوئی وہاں کے امراء، خلفاء اور حکماء کو شکست دے کر چالیس تک سال تک بلاد بطیحہ پر انہوں نے حکومت کی۔ مخالفین نے متعدد باران پر لشکر کشی کی، لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ اس سال بستر پر بلا سبب کے اچانک ان کی وفات ہو گئی۔ لیکن کمزور لوگ نہیں سوئے۔

ان کے بعد ان کا لڑکا حسن حاکم بنا۔ عضدالدولہ نے ملک چھیننے کے ارادے سے ایک بہت بڑا لشکر اس کے مقابلے میں بھیجا۔ حسن بن عمر بن شاہین نے اسے شکست دی۔ ایک موقع ایسا بھی آیا اگر وہ سب کو ختم کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا لیکن عضدالدولہ نے سالانہ کچھ رقم دینے پر اس سے صلح کر

(۱) الانساب: ۱/ ۹۱، ۹۲۔ (۲) شذرات الذهب: ۳/ ۸۷۔ اللباب: ۱/ ۲۸۸۔

لی۔ یہ واقعہ بڑا تعجب خیز ہے۔

اسی زمانہ میں ماہ صفر میں چند سالوں تک حاجیوں کے امیر بننے والے الشریف ابی احمد الحسن بن موسیٰ نقیب الطالبین کو راز فاش کرنے کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر عضد الدولہ کے ان کے پاس قیمتی ہار رکھنے کا بھی الزام تھا۔ مزید ان کے گھر سے ایک تحریر برآمد ہوئی جس میں راز دارانہ باتیں تھیں۔ تحریر کے بارے میں تو انہوں نے اپنی تحریر ہونے سے صاف انکار کر دیا اور ہار کا اقرار کر لیا، جو ان سے واپس لے لیا گیا۔ نقابت سے معزول کر کے کسی دوسرے کو ان کی جگہ مقرر کر دیا گیا۔ اصل میں یہ مظلوم تھے جھوٹے الزامات ان پر لگائے گئے تھے۔

سال رواں ہی میں عضد الدولہ نے قاضی القضاۃ ابو محمد بن معروف کو عہدہ سے معزول کر کے ان کی جگہ دوسرے کو متعین کر دیا۔ اس سال ماہ شعبان میں ڈاکیہ مصر سے بہت سے خطوط عضد الدولہ کے پاس لے کر آیا۔ عضد الدولہ نے مثبت اور احسن انداز سے اس کا جواب دیا، اس زمانہ میں عضد الدولہ نے خلیفہ سے از سر نو خلعت و جواہرات حاصل کئے۔ اختیارات میں اضافہ کا مطالبہ کیا، چنانچہ خلیفہ نے مختلف قسم کی اتنی خلعتیں پہنائیں کہ ان کی موجودگی میں خلیفہ کے سامنے زمین کو بوسہ دینا بھی مشکل ہو گیا۔ اپنے دروازہ کے علاوہ مشرق سے مغرب تک مسلمانوں کے مصالح سے متعلق تمام امور کا اسے مالک بنا دیا۔ خلیفہ نے یہ کام تمام لوگوں کی موجودگی میں کیا اس لئے یہ ایک تاریخی دن بن گیا۔

اسی زمانہ میں رمضان میں خلیفہ نے عضد الدولہ کو بنی شیبان کے کچھ بدوؤں کی طرف بھیجا عضد الدولہ نے ان پر حملہ کر کے انہیں تتر بتر کر دیا۔ اس وقت ان کا امیر منبہ بن محمد الاسدی تھا۔ تیس سال سے عین التمر قلعہ میں بند تھا عضد الدولہ نے ان کے گھروں اور اموال پر قبضہ کر لیا۔

اس سال تیس ذیقعدہ پیر کے روز خلیفہ الطائع للہ نے امراء کی موجودگی میں عضد الدولہ کی بڑی صاحبزادی سے ایک لاکھ دینار مہر کے عوض عقد نکاح کیا عضد الدولہ نے شیخ ابو علی حسین بن احمد الفارسی النحوی کو نکاح کا وکیل بنایا۔ قاضی ابو علی حسن بن علی التنوخی نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔

ابن الاثیر کا قول ہے کہ اسی سال عضد الدولہ نے بغداد کی عمارتوں اور اس کی خوبیوں کی مرمت کرائی مساجد، اہم اہم جگہوں کو از سر نو بنوایا۔ فقہاء محدثین اطباء منشیوں کی تنخواہیں مقرر کیں، مالداروں، شرفاء کو ھدایا دیئے، جائیداد والوں کو گھروں کی تعمیر کرنے ان میں کمرے بنانے کا حکم دیا، راستوں کی اصلاح کی، جائیداد پر ٹیکس اور چونگی معاف کر دی، بغداد سے مکہ تک کا راستہ درست کیا۔ مجاورین حرم کے پاس ھدایا پہنچائے۔ اپنے نصرانی وزیر نصر بن ہارون کو بیعہ اور مندر بنانے کی اجازت دی، ان کے فقراء کی مالی مدد کی۔

سال رواں ہی میں حسنو یہ بن حسین کردی کی وفات ہوئی انہوں نے بلاد دینور، ھمدان اور نھاوند پر پچاس سال سے قبضہ کر رکھا تھا یہ نیک سیرت، راہ خدا میں خرچ کرنے والے تھے، ان کی وفات کے بعد اولاد میں اختلاف کے سبب ان کی قوت منتشر ہو گئی۔ عضد الدولہ نے ان میں سے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا ان علاقوں میں اسی کا اثر رسوخ چھا گیا۔

اسی سال عضد الدولہ ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر اپنے بھائی معز الدولہ کے شہروں کی طرف روانہ ہوا کیوں کہ اس کے بھائی نے اس سے تعلق قائم کر کے مکمل طور پر اس سے اتفاق کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی فخر الدولہ کے شہروں کے علاوہ ھمدان اور ان کے درمیان تمام شہروں پر قبضہ کر کے دوسرے بھائی مئوید الدولہ کو اپنا نائب بنا کر اس کے حوالے کر دیا اس کے بعد عضد الدولہ نے حسنو یہ کردی کے شہروں کا رخ کیا۔ ان پر قبضہ کر کے بے شمار اموال و جائیداد بھی چھین لیں۔ اس کی اولاد میں سے کچھ کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ کچھ کو اپنا قیدی بنا لیا۔ اس کے بعد اس کے اکراد ھکاریہ کی طرف بھی لشکر روانہ کیا لشکر نے ان کے کچھ شہروں پر قبضہ کر لیا ان کے علاقوں میں عضد الدولہ کی شان و شوکت بڑھ گئی اس کا اثر و رسوخ چھا گیا۔

عضد الدولہ کو اس سفر کے دوران دردسر کی شکایت ہو گئی اس سے قبل موصل میں بھی اس مرض نے عضد الدولہ پر حملہ کیا تھا اس نے اپنی بیماری لوگوں سے پوشیدہ رکھی حتیٰ کہ کثرت نسیان نے بھی اس پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ایک بات یاد کرنے کے لئے بہت سوچنا پڑتا تھا۔ حقیقت میں دنیا تکلیف کے بقدر راحت نہیں پہنچاتی اس کے ہم معنی شعر کا ترجمہ درج ذیل ہے:

اس دار البقاء میں انسان کو راحت سے زیادہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

## مشہورین میں سے اس سال وفات پانے والے

**احمد بن زکریا ابوالحسن اللغوی**......لغت وغیرہ میں کتاب الجمل کے مصنف احمد بن زکریا ابوالحسن اللغوی کی وفات اسی سال ہوئی۔ وفات سے پہلے دودن انہوں نے دوشعر پڑھے جن کا ترجمہ درذیل ہے:

اے میرے رب میرے تمام گناہوں سے، مجھ سے اور میری ظاہر و باطن کی تمام باتوں سے آپ واقف ہیں۔ میں آپ کی توحید کا اقرار کرنے والا ہوں، ساتھ ساتھ اپنے گناہوں کا بھی معترف ہوں۔ توحید کے اقرار اور گناہوں کے اعتراف کی وجہ سے میری بخشش فرمادے۔

یہ اشعار ابن الاثیر نے نقل کئے ہیں۔

**احمد بن عطاء بن احمد**......ابوعبداللہ الروذباری کی وفات اسی سال ہوئی یہ ابوعلی الروذباری کے بھانجے تھے۔ حدیث کی سند حاصل کی۔ مذہب صوفیہ کے مطابق گفتگو فرماتے تھے۔ بغداد سے نقل مکانی کر کے صور آ گئے تھے۔ صور ہی میں اس سال وفات پائی۔
انہوں نے خواب دیکھا کہ کوئی ان سے سوال کر رہا ہے کہ نماز میں کونسی چیز صحیح ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ارادہ کی صحت! اس کے بعد کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ ارادہ کی رؤیت چھوڑ کر اصل مقصود کی رؤیت ہی کامل مرتبہ ہے۔ مزید کہا کہ متضاد لوگوں کی صحبت سوہانِ روح ہے۔ ہم خیال لوگوں کی صحبت عقل کو ختم کرنے والی ہے۔ کسی کو ہم نشین بنانے کے لئے اس سے قلبی تعلق قائم کرنا ضروری نہیں۔ کسی سے قلبی تعلق قائم کرنے کے لئے اسے راز دار بنانا ضروری نہیں۔ راز دار تو صرف امین شخص ہی کو بنانا چاہیے۔ یہ بھی فرمایا نماز میں خشوع کامیابی کی دلیل ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

یقیناً وہ مؤمن کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔ (سورۃ مؤمنون آیت ۱۔۲)

نماز میں خشوع کا نہ ہونا نفاق اور قلب کے ویران کی ذلیل ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

یقیناً کافر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ (سورۃ مؤمنون آیت ۱۱۷)

**عبداللہ بن ابراہیم کے حالات** [1]......یہ عبداللہ بن ابراہیم بن ایوب بن ماسی ابومحمد البزاز ہیں کافی محدثین سے انہوں نے اجازت حدیث حاصل کی پچانوے سال کی عمر پائی۔ ثقہ وثبت تھے۔ اسی سال رجب میں وفات پائی۔

**محمد بن صالح**......یہ محمد بن صالح ابن علی بن یحییٰ ابوالحسن الہاشمی ہیں جو ابن ام شیبان سے مشہور تھے عالم وفاضل تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ ایک مدت تک بغداد کے حاکم رہے ہیں۔ حسنِ سیرت کے مالک تھے۔ اسی سال ستر سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی۔

## واقعات ۳۷۰ھ

اسی سال مؤید الدولہ کی جانب سے اس کے بھائی صاحب بن عباد عضد الدولہ کے پاس آئے۔ عضد الدولہ نے شہر سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا۔ اپنے ارکان کو اس کا احترام کرنے کا حکم دیا۔ اس پر خلعت کی۔ اس کے نام پر کچھ زمین الاٹ کی۔ بہت سے تحفے تحائف کے ساتھ اسے رخصت کیا۔
اسی زمانہ میں جمادی الثانی میں عضد الدولہ کی بغداد واپسی ہوئی تو خلیفہ نے اس کا استقبال کیا۔ گنبد بنوائے، بازار سجائے۔ اسی ماہ میں یمن کے

(۱) تاریخ بغداد: ۹/۴۰۸، ۴۰۹ العبر: ۲/۳۵۱۔

حاکم نے عضد الدولہ کے پاس بہت سے تحفے تحائف بھیجے۔حرمین میں خطبوں میں عزیز بن معز فاطمی کا نام لیا گیا۔

**ابوبکر الرازی الحنفی کے حالات** [۱] ...... یہ ابوبکر احمد بن علی ابوبکر الفقیہ الرازی الحنفی ہیں جو ائمہ حنفیہ سے ہیں ان کی بہت سی مفید مفید تصانیف ہیں مثلاً کتاب احکام القرآن۔یہ ابوالحسن کرخی کے شاگرد ہیں جو عابد، زاہد اور متقی تھے۔اپنے وقت میں حنفیہ کے سردار تھے۔دور دراز کے علاقوں سے ان کے پاس شائقین علم آئے تھے۔ابن العباس الاصم ابی القاسم الطبر انی سے سماعت حدیث کیا ہے۔خلیفہ طائع نے انہیں عہدۂ قضاۃ کی پیشکش کی تھی لیکن قبول نہیں کی۔اس سال ذوالحجہ میں وفات پائی۔ابوبکر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

**محمد بن جعفر** ...... محمد بن جعفر بن محمد بن زکریا ابوبکر الوراق کی وفات اسی سال ہوئی غندران کا لقب تھا طلب حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کر کے بلاد فارس، خراسان میں متعدد مشائخ حدیث سے حدیث کا سماع کیا۔اس کے علاوہ باغندی، ابن صاعد، ابن درید وغیرہ سے بھی حدیث کا سماع کیا۔ان سے حافظ ابونعیم نے حدیث کا سماع کیا ثقہ اور حافظ الحدیث تھے۔

**ابن خالویہ** ...... الحسین بن احمد بن خالویہ ابوعبداللہ النحوی اللغوی ہیں۔متعدد کتب کے مصنف ہیں۔اصلاً ہمذان کے ہیں۔بعد میں بغداد آئے۔ابن درید، ابن مجاہد، ابوعمر الزاہد جیسے بڑے بڑے مشائخ کی صحبت اختیار کی، ابوسعید السیر افی کی شاگردی اختیار کی۔اس کے بعد حلب چلے گئے۔آل حمدان کے ہاں اونچا مقام حاصل کیا، سیف الدولہ ان کا احترام کرتا تھا اور ان کا ہم نشین تھا۔متنبی سے کئی بار مناظرہ ہوا۔

ابن خلکان نے ان کی متعدد تصانیف ذکر کی ہیں، ان میں سے ایک کتاب لیس فی کلام العرب بھی ہے کیوں کہ ان کا تکیہ کلام تھا کہ کلام عرب میں یہ نہیں ہے، اس طرح نہیں ہے۔ان میں سے دوسری کتاب ''کتاب الآل'' ہے۔اس میں الف لام کی اقسام بیان کی ہیں۔اس کے علاوہ بارہ ائمہ کے حالات بیان کئے ہیں قرآن پاک کی تیس سورتوں میں اعراب سے بحث کی۔الدریدیہ وغیرہ کی شرح لکھی۔ان کے اشعار بھی بڑے عمدہ ہوتے تھے۔کسی خاص مرض کے سبب وفات پائی۔

## واقعات ۳۷۱ھ

اسی سال ربیع الاول میں کرخ میں زبردست آگ لگی۔اسی زمانہ میں عضد الدولہ کی ایک بہت قیمتی چیز چوری ہوگئی۔عضد الدولہ کے رعب اور دبدبہ کے باوجود اس کی قیمتی چیز کے چوری ہونے پر لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا مزید تعجب یہ کہ بسیار تلاش کے باوجود بھی اس کا سراغ نہ لگ سکا بعض کا قول ہے کہ مصر کے حاکم نے کسی شخص کے ذریعے یہ چوری کروائی تھی۔واللہ اعلم۔

## خواص کی وفات

**الاسماعیلی** [۲] ...... یہ احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن عباس ابوبکر الاسماعیلی الجرجانی الحافظ الکبیر ہیں۔طلب حدیث کے لئے دور دراز کے علاقوں کے سفر کئے متعدد محدثین عظام سے سماعت حدیث کی۔حدیث بیان بھی کی۔حدیث پر تخریج بھی کی۔تصنیف کا کام بھی کیا۔بیشمار عمدہ باتیں جمع کیں۔لوگوں کو پرکھنے، ان سے عقیدت رکھنے میں اچھا انداز اختیار کیا۔صحیح بخاری پر ایک کتاب تصنیف کی جو بیشمار فوائد اور نایاب علوم پر مشتمل ہے۔

---

(۱) تاریخ بغداد: ۳۱۴/۴، ۳۱۵ .شذرات الذھب ۷۱/۳۰.

(۲)شذرات الذھب ۷۲/۳، ۷۵ .العبر ۳۵۸/۲

دارقطنی کا قول ہے کہ میں نے کئی مرتبہ ان سے ملاقات کا ارادہ کیا لیکن جا نہیں سکا۔ان کی وفات سن ۳۷۱ھ دس رجب بروز ہفتہ چوہتر سال کی عمر میں ہوئی۔

**حسن بن احمد بن صالح** ...... حسن بن احمد بن صالح ابومحمد السبیع کی وفات اسی سال ہوئی۔ابن جریر، قاسم، مطرز وغیرہ سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا۔ان سے دارقطنی، برقانی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا۔یہ ثقہ حافظ اور کثرت سے احادیث بیان کرنے والے تھے۔نادر روائتیں بھی بیان کرتے تھے۔

**الحسن بن علی بن حسن** ...... ابن الھیثم بن طھمان ابوعبداللہ الشاہد کی وفات اسی سال ہوئی، بادی سے مشہور تھے حدیث کا سماع کیا، ثقہ تھے، ستانوے سال کی عمر پائی۔ان میں سے پندرہ سال جیل میں رہے۔نابینا تھے۔

**عبداللہ بن حسین** ...... عبداللہ بن حسین بن اسماعیل بن محمد ابوبکر الضبی کی وفات اسی سال ہوئی بغداد میں لوگوں کے فیصل بنائے گئے۔پاک دامن دنیا سے کنارہ کش ودیندار تھے۔

**عبدالعزیز بن حارث** ...... ابن اسد بن اللیث ابوالحسن التمیمی الفقیہ الحنبلی کی وفات اسی سال ہوئی۔ان کا عمدہ کلام ہے خلافیات میں تصنیف ہے۔حدیث کا سماع کیا کئی محدثین سے احادیث روایت کیں۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ یہ موضوع احادیث بیان کرتے تھے لیکن ابن الجوزی نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ حنابلہ کے بارے میں اس قسم کی باتیں کرنے کی خطیب کی عادت ہے خطیب کے شیخ جن سے انہوں نے یہ بات نقل کی ہے ان کا نام ابوالقاسم عبدالواحد بن اسد العبکری ہے۔یہ معتزلی ہونے کی وجہ سے یہ غیر معتمد علیہ ہیں ان کا قول ہے کہ کفار جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے یہ بات بھی ان کی غلط ہے کیوں کہ معتزلہ کا قول ہے کہ کفار کے بجائے گناہ کبیرہ کے مرتکب حضرات ہمیشہ دوزخ میں ہوں گے انہوں نے ابن بطہ کا کلام بھی نقل کیا ہے۔

**علی بن ابراہیم** ...... ابوالحسن البصری الصوفی الواعظ ہیں۔بغداد میں صوفیہ کے امام تھے اصل ان کا علاقہ بصرہ تھا۔شبلی وغیرہ کی صحبت اختیار کی جامع مسجد میں وعظ کیا کرتے تھے۔بوڑھے ہونے کے بعد جامع منصور کے سامنے ان کے لئے مسافر خانہ بنادیا گیا۔اس کے بعد اپنے استاد مروزی سے مشہور ہوئے۔صرف جمعہ کو گھر سے باہر نکلتے، تصوف پر بڑا عمدہ کلام کیا۔ابن الجوزی نے ان کی کچھ باتیں نقل کی ہیں:

(۱) ...... مجھے اپنے اوپر کیا اختیار ہے۔

(۲) ...... کونسی چیز میرے اندر ہے کہ اس کے بارے میں میں اللہ سے ڈروں اور امید رکھوں کہ اگر وہ رحم کرے تو اپنے مال پر رحم کرے گا اگر عذاب دے تو اپنے مال پر عذاب دے گا۔

۸۰ سال سے زائد عمر پا کر اسی سال ذوالحجہ میں وفات پائی بغداد کے دارالحرب کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

**علی بن محمد الاحدب المزور**[۱] ...... ان کی تحریر بہت اچھی تھی، نقل تحریر میں ملکہ حاصل تھا جس کی تحریر نقل کرنا چاہتے تھے نقل کر لیتے پھر نقل اور اصل میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ان کی وجہ سے لوگوں پر ایک مصیبت آن پڑتی بادشاہ نے متعدد بار ان کی تحریر پر پابندی عائد کی لیکن پابندی توڑ کر لکھتے رہے۔اسی سال وفات ہوئی۔

**الشیخ ابوزید المروزی الشافعی**[۲] ...... یہ محمد بن عبداللہ بن محمد ابوزید المروزی ہیں اپنے زمانہ میں اصحاب شافعیہ کے شیخ تھے۔فقہ، زہد، عبادت وتقویٰ کے امام تھے۔حدیث کا سماع کیا بغداد آکر احادیث بیان کی۔دارقطنی وغیرہ نے ان سے سماعت حدیث کی۔

---

(۱) المنتظم ۷/ ۱۱۱

(۲) تاریخ بغداد ۱/ ۳۱۴، العبر ۲/ ۳۶۰

ابوبکر البزار کا قول ہے کہ میں حج کے موقع پر شیخ ابوزید کے ساتھ تھا۔ میں نے انہیں کوئی گناہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ان کے حالات تفصیل سے طبقات شافعیہ میں بیان کردیئے ہیں۔ شیخ ابونعیم کا قول ہے کہ اسی سال تیرہ رجب بروز جمعہ مقام مرو میں ان کی وفات ہوئی۔

**محمد بن خفیف کے حالات** [1]...... محمد بن خفیف ابوعبداللہ الشیر ازی کی وفات اسی سال ہوئی، مشاہیر صوفیہ سے تھے۔ جریر، ابن عطا وغیرہ کی صحبت اختیار کی۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ میں نے اپنی کتاب تلبیس ابلیس میں ان کے بارے میں ایسی حکایت ذکر کی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب اباحیہ پر عمل پیرا تھے۔

## واقعات ۳۷۲ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال محرم میں عضدالدولہ کے گھر اور باغ کی طرف پانی کی نہر جاری کی گئی۔ اس زمانہ میں ماہ صفر میں مغربی بغداد میں عضدالدولہ نے شفاخانہ کا افتتاح کیا اس میں اطباء، خدام، ادویات مشروبات اور جواہرات کا مکمل انتظام کیا گیا تھا۔
اس سال عضدالدولہ کی وفات ہوئی اس کی جماعت نے اس کے ایک لڑکے کے حاکم بننے تک اس کی وفات کو راز میں رکھا۔ لڑکے کے حاکم بننے کے بعد خلیفہ کو اس کی موت سے آگاہ کردیا گیا۔ خلیفہ نے اس کی بادشاہت کو تسلیم کرکے اس پر خلعت کی۔

**عضدالدولہ کی زندگی کے کچھ حالات** [2]...... یہ ابوشجاع ابن رکن الدولہ ابوعلی الحسین بن بویہ الدیلمی ہیں۔ بغداد وغیرہ کے بادشاہ رہے ہیں۔ شاھنشاہ سب سے پہلے ان ہی کا نام رکھا گیا۔ اس کے معنیٰ ہیں بادشاہ کا بادشاہ۔ حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے برا نام ملک الملوک ہے۔ اس لئے کہ حقیقت میں تو اللہ ہی بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ سب سے پہلے بغداد میں اسی کے لئے ڈھول بجایا گیا۔ خطبوں میں خلیفہ کے ساتھ اسی کا نام لیا گیا۔
ابن خلکان کا قول ہے کہ عضدالدولہ کی مدح کرنے والے شعراء میں سے متنبی وغیرہ ہیں ان ہی میں ابی الحسن محمد بن عبداللہ السلامی ہے اس نے اپنے قصیدہ میں عضدالدولہ کی مدح کی جس کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

تم ہو تاریکی میں، میرا پختہ ارادہ ہو، میری تیز تلوار ہو ان ہی تینوں چیزوں کا اجتماع ایسا ہے گویا گدھ (مردار کھانے کو) جمع ہو گیا ہو۔ میں نے اپنی امیدوں کی، تنہا ایک بادشاہ کے مخلوق ہونے کی، تنہا ایک گھر کے پوری دنیا ہونے کی، تنہا ایک دن کے زمانہ دراز ہونے کی خوشخبری دی ہے۔

متنبی کے ایک شعر کا ترجمہ:

یہ ہی غرض کی انتہا ہے تمھارا دیدار آرزو ہے تمھارا گھر دنیا ہے تم تن وتنہا ساری مخلوق ہو۔

ابوبکر احمد جرجانی اپنے قصیدہ کے ایک شعر میں عبداللہ سلامی سے بھی سبقت لے گیا اس شعر کا ترجمہ درج ذیل ہے:

میں نے عضدالدولہ کو دیکھ کر پوری دنیا کو ایک شخص میں، سارے زمانہ کو ایک وقت میں، پوری زمین کو ایک گھر میں محدود پایا۔

عضدالدولہ کے بھائی کے غلام فتکین نے دمشق میں فاطمین سے جنگ کرنے کے لئے فوجی مدد طلب کی۔ عضدالدولہ نے لکھا کہ تمھاری عزت نے تم کو دھوکہ میں ڈال دیا، تمھارے لئے بہتر یہ ہے کہ تم بری حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ تمھاری موت کا خطرہ ہے۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ عضدالدولہ نے جواب میں فن بدیع کا خوب اظہار کیا۔

---

(۱) شذرات الذھب: ۳/۷۶، ۷۷۔ دول الاسلام: ۱/ ۲۲۹۔

(۲) العبر ۲/ ۳۶۱، ۳۶۲۔ النجوم الزاھرۃ: ۴/ ۱۴۲، ۱۴۳۔

خلیفہ نے ان کی بہت زیادہ تعظیم کی۔عضد الدولہ نے بغداد کی عمارتوں، راستوں، سڑکوں وغیرہ کی اصلاح کی طرف پوری توجہ دی۔مساکین ضرورت مندوں کے وظیفے مقرر کئے، نہریں کھدوائیں، عضدی شفاخانہ بنوایا مدینہ منورہ کی چار دیواری بنوائی عضد الدولہ نے یہ کام عراقی دور حکومت میں کئے۔عضد الدولہ عاقل فاضل تھا انتظامی صلاحیت بہت زیادہ تھی لوگوں پر دبدبہ تھا بلند ہمت تھا لیکن امور شرعیہ میں حد سے تجاوز کرنے والا تھا۔ایک باندی سے محبت کرتا تھا ایک باراس کی محبت کی وجہ سے امور مملکت چلانے میں کوتاہی ہوگئی اس کا خیال آتے ہی اسے دریا میں ڈالنے کا حکم دیا۔اس کے غلام نے کسی شخص کا خربوزہ چھین لیا اسے بلا کر اپنے سامنے تلوار سے دو ٹکڑے کروادیئے ان دونوں واقعوں میں مبالغہ آرائی سے کام لیا۔

مرگی کی بیماری اس کی موت کا سبب بنی۔بیماری میں اکثر قرآن پاک کی اس آیت کی تلاوت کرتا رہتا تھا۔

میری ماں نے مجھے بے پرواہ نہیں بنایا، ہماری حکومت ہم سے چھن گئی۔ (سورۃ الحاقۃ آیت ۲۸۔۲۹)

یہی افسوس اس پر قائم رہا حتیٰ کہ موت آ گئی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ عضد الدولہ اہل علم وفضل سے بہت محبت رکھتا تھا اس کے پاس کتاب اقلیدس، ابوعلی فارسی کی کتاب النحو پڑھی جاتی۔ابو علی نے جو کتاب اس کے لئے لکھی تھی اس کی یہ کتاب تکملہ اور توضیح تھی۔

ایک بار اپنے باغ کی طرف گیا اس نے بارش کی تمنا کی بارش ہوگئی اس پر اس نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

شراب پینے کا مزہ صرف بارش میں ہے باندیوں سے گانا سننے کا مزہ صرف صبح کے وقت میں ہے۔جب کہ وہ باندیاں نرم ونازک حالت اپنا کر گانوں کے ذریعے عقل مندوں کی عقلوں کو ختم کرتی ہیں۔ناچ کرنے والی ہوں، چمکنے والی ہوں، خاندانی ہوں، یمنی چادر ڈال کر ناز سے چلنے والی ہوں۔خوشی سے جھومنے والی ہوں، ناز کرنے والی ہوں، سمجھدار ہوں، تفکرات سے خالی الذھن ہوں، تفکرات میں تسلی دینے والی ہوں۔پیالہ کو ابتداء سے ظاہر کرنے والی ہوں۔ساری مخلوق سے فوقیت لینے والے شخص کو شراب پلانے والی ہوں۔حکومت کو مضبوط کر کے اس کے ستون کی بنیاد رکھنے والا بادشاہوں کا بادشاہ ہے تقدیر پر بھی غالب آنے والا ہے۔پوری روئے زمین میں چاند کے باقی رہنے تک اللہ اس کی مدد کو آسان کردے۔اس کی اولاد میں سے بھی خیر کو ظاہر کرے اور ان میں شاہی لباس شان وشوکت کے ساتھ قائم رکھے۔

اللہ اس کے اشعار کا برا حشر کرے اس نے ان اشعار میں بڑی دلیری سے کام لیا اس لئے اس کے بعد ہلاک ہوگیا۔بعض کا قول ہے کہ جس وقت اس نے تقدیر سے متعلق بدزبانی کی اسی وقت ہلاک ہوگیا بعض کا قول ہے کہ یہ اشعار اس کے سامنے پڑھے گئے اس کے بعد ہلاک ہوگیا۔

اسی سال شوال میں سن ۴۷ یا ۴۸ میں وفات پائی رافضیوں کے قبرستان مشہد علی میں دفن کیا گیا، مشہد علی میں اس کی قبر پر لکھا ہوا تھا یہ عضد الدولہ تاج المملکت ابی شجاع بن رکن الدولہ کی قبر ہے۔قیامت کے دن نجات کی امید پر عضد الدولہ نے امام متقی کی مجاورۃ اختیار کی۔(ترجمہ)(جب کہ ہر شخص اپنی جان بچانے کے لئے حتی الامکان کوشش کرے گا۔سورۃ النحل آیت ۱۱۱) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اس کی رحمتیں نبی محمد ﷺ اور ان کے خاندان کے لئے ہوں۔اس کی موت کے وقت اس کی حالت زار قاسم بن عبید اللہ کے ان اشعار کے مناسب تھی۔

میں نے بڑے بڑے پہلوانوں کو قتل کیا میں نے کسی دشمن کو نہیں چھوڑا نہ کسی دشمن کو ہم خیالی کی مہلت دی۔میں نے دار الخلافہ کو جان کی بازی لگانے والوں سے خالی کر دیا کچھ کو مغرب کی طرف بھگا دیا۔جب میں اپنی بلندی کے ستارہ کے قریب پہنچا، تمام مخلوق کی گردنیں میرے تابع ہوگئیں۔تو ہلاک ہو کہ تو نے مجھے اٹھا کر ایسا پھینکا کہ میری زندگی کی چنگاری کو بجھا دیا، اب میں ایک گڑھے میں بیکار مجبور محض ہو کر پڑا ہوں۔میں نے بیوقوفی سے دین ودنیا دونوں کو ہلاک کر دیا اب کون ہے جو میری طرح بد بخت ہو کر پڑا ہو؟

اس کے بعد اشعار اور مذکورہ آیت پڑھتا ہی رہا حتیٰ کہ دنیا سے رخصت ہوگیا بوقت وفات اپنے لڑکے صمصامہ کو سیاہ لباس پہنا کر زمین پر اپنے سامنے بٹھایا خلیفہ خود تعزیت کے لئے آیا۔عورتیں ننگے سر چہرے کھول کر بازاروں میں نوحہ کرتی ہوئیں پھرتی رہیں۔

تعزیت کے ایام گزرنے کے بعد صمصامہ سوار ہو کر دار الخلافہ پہنچ گیا خلیفہ نے اسے سات خلعتیں دیں، ہار ڈالے، کنگن پہنائے۔شمس الدولہ

اس کا لقب رکھا اس کے والد کے تمام اختیارات اس کے حوالے کر دیئے یہ ایک تاریخی دن تھا۔

**محمد بن جعفر**...... بن جعفر بن حسن بن وھب ابوبکر الجریری ہیں۔ جو زوج الحرہ سے مشہور ہیں ابن جریر بغوی ابن ابی داود وغیرہ سے سماعت حدیث کی ان سے ابن زرقویہ، ابن شاہین اور برقانی نے روایت کی۔ عادل، ثقہ اور جلیل القدر بزرگ تھے۔

ابن الجوزی، خطیب نے ان کے زوج الحرۃ سے مشہور ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ محمد بن جعفر کی سیدہ مقتدر کی بیوی کے گھر کے کچن میں آمد و رفت رہتی تھی۔ مقتدر کی وفات کے بعد اس کی بیوی جائیداد کی زیادتی کی وجہ سے دنیاوی تفکرات سے خالی تھی۔ محمد بن جعفر نوجوان لڑکے تھے، دیگر خدام کے ساتھ مطبخ کا سامان سر پر اٹھا کر لاتے تھے۔ شرمیلے تھے لیکن کام میں چست تھے۔ مقتدر کی بیوی قہرمانہ کو ان سے محبت ہوگئی حتیٰ کہ انہیں باورچی خانہ کا منشی بنا دیا۔ رفتہ رفتہ انہیں اپنی کل جائیداد کا مالک بنا دیا۔ ان سے تعلق بڑھاتی رہی حتیٰ کہ پردہ میں بات کرنا شروع کر دی مزید ان سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے دونوں کے درمیان مالداری میں عدم مساوات کی وجہ سے فتنہ کھڑے ہو جانے کے خوف سے انکار کر دیا۔

قہرمانہ نے مالداری میں مساوات قائم کرنے کے لئے انہیں ایک بڑی مالی رقم ھدیہ کر دی۔ پھر امراء قاضیوں کو جمع کر کے علی الاعلان اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ اولیاء نے درمیان میں رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی تو ان کو بھی تحفے تحائف دے کر راضی کر لیا چنانچہ نکاح ہو گیا ایک مدت تک قہرمانہ ان کے نکاح میں رہیں۔ محمد بن جعفر سے پہلے اس کی وفات ہوگئی۔ اس کی میراث سے محمد بن جعفر کو تین لاکھ دینار ملے اس کے بعد بھی ایک طویل عرصہ تک محمد بن جعفر زندہ رہے حتیٰ کہ اسی سال وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

## واقعات ۳۷۳ھ

اس سال بغداد میں غلہ کی گرانی بہت ہوگئی حتیٰ کہ گندم کا ایک کر چار ہزار آٹھ سو میں فروخت ہونے لگا بھوک کی وجہ سے اموات کثرت سے واقع ہوئیں مُردوں کی کثرت کی وجہ سے راستے بند ہو گئے پھر اسی سال ماہ ذوالحجہ میں حالت کچھ بہتر ہوئی۔

اسی زمانہ میں مؤیدالدولہ بن رکن الدولہ کی موت کی خبر آئی وزیر ابوقاسم بن عباد کو ان کے پاس بھیجا گیا۔ فخر الدولہ کو لایا گیا خلیفہ نے ان کے بھائی کی جگہ انہی کو بادشاہ بنا دیا۔ فخر الدولہ نے ابوالقاسم کی وزارت حسب سابق بحال رکھی۔ قرامطہ نے کوفہ کے ساتھ بصرہ پر بھی حکومت کرنے کے لئے عضد الدولہ کی وفات کے بعد بصرہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ناکام رہے اور یہاں کے باشندوں نے بہت سا مال دے کر ان سے صلح کی۔ چنانچہ وہ مال لے کر اپنے شہر واپس چلے گئے۔

**مشہورین کی وفات**...... اسی سال مؤیدالدولہ بن رکن الدولہ کی وفات ہوئی اپنے بھائی کے زیر حکومت علاقوں میں سے بعض علاقوں کے بادشاہ تھے ابوالقاسم بن عباد ان کا وزیر تھا۔ مؤیدالدولہ نے چچا کی لڑکی سے شادی کی تھی جس پر سات لاکھ دینار خرچ کئے تھے جو بہت بڑا اسراف تھا۔

**بلکین بن زیری بن منادی**...... الحمیدی الصنہاجی کی وفات اسی سال ہوئی ان کا دوسرا نام یوسف تھا۔ معز فاطمی کے افسران بالا میں سے تھے۔ معز فاطمی نے دورہ مصر کے موقع پر بلاد افریقہ پر اپنا نائب مقرر کیا۔ حسن سیرت کے مالک تھے۔ چار سو باندیوں کے مالک تھے۔ ان کو ایک مرتبہ ان باندیوں سے ایک ہی رات میں انیس لڑکوں کی خوشخبری سنائی گئی۔ بادیس مغربی کا یہی جد اعلیٰ ہے۔

**سعد بن سلام**...... ابوعثمان المغربی کی وفات اسی سال ہوئی اصلاً بلاد قیروان کے تھے شام میں ابوالخیر الاقطع کی صحبت اختیار کی چند سال مکہ میں رہے۔ لیکن حج کے زمانہ میں نظر نہیں آتے تھے بہت سی کرامتوں کے مالک تھے ابوسلیمان خطابی وغیرہ نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں ان کی بزرگی کے کچھ واقعات منقول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

**عبداللہ بن محمد کے حالات** [1] ...... یہ عبداللہ بن محمد ابن عبداللہ بن عثمان بن مختار بن محمد المری الواسطی ہیں جو ابن السقا سے مشہور تھے۔عبدان ابویعلیٰ موصلی، ابن ابی داؤدلغوی سے سماعت حدیث کی۔سمجھدار حافظ الحدیث تھے بعد میں مجالس میں زبانی احادیث بیان کرنے لگے۔دارقطنی وغیرہ جیسے حفاظ ان کے درس میں شریک ہوتے لیکن سوال کبھی نہیں کیا،صرف ایک مرتبہ انہوں نے ایک حدیث ابویعلیٰ سے روایت کی۔دارقطنی نے اعتراض کیا بعد میں خط میں حدیث اسی طرح ملی جیسے انہوں نے بیان کی تھی چنانچہ یہ الزام سے بری ہو گئے۔

## واقعات ۳۷۴ھ

اسی سال صمصامہ اوراس کے چچا فخر والدولہ کے درمیان صلح ہوئی خلیفہ نے فخر الدولہ کوخلعت اور تحائف بھجوائے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال درب ریاح میں عرس منایا گیا جس گھر میں عرس منایا جارہا تھا اچانک وہ گر گیا اس میں موجود سب ہلاک ہو گئے جن میں اکثریت عورتوں کی تھی کچھ لوگ ملبہ کے نیچے سے ہلاک شدگان کا سامان اٹھا کر لے گئے لوگوں پر ایک بڑی مصیبت آن پڑی۔

**الحافظ ابی الفتح محمد بن حسن کے حالات** [2] ...... یہ الحافظ ابی الفتح محمد بن حسن ابن احمد بن حسین ازدی موصلی ہیں جو الجرح والتعدیل کے مصنف ہیں،ابویعلیٰ اوران کی جماعت سے سماعت حدیث کی۔اکثر حفاظ حدیث نے ان کوضعیف کہا ہے۔

بغداد آمد کے موقع پر انہوں نے ایک حدیث ابن بویہ کے سامنے بیان کی کہ جبرائیل ان کے امیر کی شکل میں ان کے پاس آئے اوران کو درہم دیئے۔تھوڑی سی سمجھ بوجھ والا شخص بھی اس کی صحت کا اقرار نہیں کرسکتا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال ان کی وفات ہوئی بعض کا قول ہے کہ سن ۳۶۷ میں وفات پائی۔

**خواص کی وفات** ...... الخطیب بن نباتہ الحزاء کی وفات اسی سال ہوئی قبیلہ قضاعہ سے ان کا تعلق تھا بعض کا قول ہے کہ یہ ایاد الفاروقی ہیں جو سیف الدولہ کے دور میں حلب کے خطیب تھے۔اس وجہ سے ان کے دیوان میں اکثر خطبے جہادی ہیں۔ان کا دیوان بڑا عظیم الشان بے مثال دیوان ہے۔بڑے فصیح وبلیغ دیندار اور متقی پرہیز گار تھے

شیخ تاج الدین کندی نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے روز انہوں نے خطبہ "منامیہ" دیا۔ہفتہ کی شب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ قبروں کے درمیان صحابہ کی جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں خطیب کو دیکھ کر آپ نے فرمایا مرحبا اے خطیبوں کے خطیب! پھر ان قبر والوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبھی بھی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں تھے۔کبھی یہ دنیا میں نہیں آئے۔ان کے پیدا کرنے والے ہی نے انہیں ہلاک کیا۔ان کو قوت گویائی عطا کرنے والے نے ہی ساکت کیا ہے۔انہیں پرانا کرنے والا ہی انہیں نیا کرے گا۔انہیں متفرق کرنے والا ہی جمع کرے گا۔یہاں تک ابن نباتہ کا کلام مکمل ہو گیا۔

اس کے بعد انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

"جس دن کہ تم لوگ دوسرے انسانوں کے خلاف گواہ بنو گے، یہ کہتے ہوئے ان صحابہ کرام کی طرف اشارہ کیا جو آپ کے ساتھ تھے۔"

اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

اور رسول تمھارے خلاف گواہ ہوں گے۔

یہ کہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کیا،یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بالکل صحیح کہا آؤ قریب آؤ! آپ نے ان کے چہرہ کو بوسہ

---

(۱) تاریخ بغداد ۱۰/ ۱۳۰،۱۳۲ تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۹۶۵،۹۶۶

(۲) تاریخ بغداد ۲/ ۲۴۳،۲۴۴

دیا۔ان کے منہ میں لعاب ڈال کرفرمایااللہ تمہیں اس سے زیادہ کہنے کی توفیق دے۔بیدار ہونے کے بعد بڑے سرور کے عالم میں تھے۔چہرہ پرخوشی کے آثار نمایاں تھےاس کے بعد صرف سترہ یوم زندہ رہے۔وفات تک کچھ نہیں کھایا موت تک منہ سے مشک جیسی خوشبو آتی رہی ابن الازرق کا قول ہے کہ ان کا سن ولادت ۳۳۵ ہے سن وفات ۳۷۴ ہے۔

## واقعات ۳۷۵ھ

اسی سال خلیفہ نے صمصامہ کوخلعت دی ہاراور کنگن پہنائے سونے کی زین والے گھوڑے پرسوار کیا۔

اسی سال خبر آئی کہ قرامطہ سے اسحاق وجعفر ایک بڑالشکر لے کرکوفہ میں داخل ہوگئے اس خبر کی وجہ سے لوگوں پرخوف وہراس طاری ہوگیا۔کیوں کہ ان کی بہادری مشہورتھی۔عضدالدولہ بہادرہونے کے باوجودان کا اکرام کرتا تھا،واسط میں ان کے نام کچھ زمینیں الاٹ کردی تھیں۔اس سے پہلے عزالدولہ کا بھی اس کے ساتھ یہی معاملہ تھا۔لیکن صمصامہ نے ان کے مقابلہ میں لشکرروانہ کیا جس نے ان کوشکست دے کر بھگادیا تب جاکرلوگ مطمئن ہوئے۔

اسی زمانہ میں صمصامہ نے ریشمی کپڑوں پرٹیکس لگانے کاارادہ کیالوگ جامع منصور میں جمع ہوگئے انہوں نے جمع کی تعطیل کے ساتھ احتجاج کیا جس کی وجہ سے فتنہ کھڑے ہونے کا اندیشہ ہوگیا تب جاکراس نے ٹیکس معاف کیا۔

اسی سال ذوالحجہ میں مؤیدالدولہ کی موت کی خبر آئی صمصامہ تعزیت کے لئے بیٹھا،خلیفہ خودتعزیت کے لئے آیا صمصامہ نے کھڑے ہوکراس کے سامنے زمین کوبوسہ دیادونوں نے ایک دوسرےکواچھے تعزیتی کلمات کہے۔

## خواص کی وفات

**ابوعلی بن ابی ہریرۃ**......ابوعلی بن ابی ہریرہ کی وفات اسی سال ہوئی ان کا نام حسن بن حسین بن شافعیہ ہے۔ مشائخ میں سے ہیں ان کے کچھ تفردات تھے۔طبقات شافعیہ میں ان کے احوال بیان کئے گئے ہیں۔

**الحسین بن علی**......یہ الحسین بن علی ابن محمد بن یحییٰ ابواحمد النیساپوری ہیں جوحسنک کے نام سے مشہور تھے۔ابن خزیمہ کی شاگردی میں رہ کر ان ہی سے تربیت حاصل کی ابن خزیمہ اولادپران کوترجیح دیتے ان کی خوب رعایت کرتے جب بادشاہ کی مجلس میں نہیں جاسکتے تو اپنی جگہ پرانہیں بھیج دیتے ابن خزیمہ کی وفات کے وقت ان کی عمرتیس سال تھی ان کی وفات کے بعدکافی عرصہ زندہ رہے بڑے عابد تلاوت کلام اللہ کے شیدائی تھے تہجد کا کبھی ناغہ نہیں کرتے تھے راہ خدامیں خوب دل کھول کرخرچ کرتے ابن خزیمہ کے وضونماز کی نقل کرکے دکھاتے اغنیاء میں ان سے اچھا نمازی کوئی نہیں تھا۔حافظ ابواحمد النیساپوری نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

**ابوالقاسم الدارکی**......یہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابوالقاسم الدارکی ہیں جوائمہ شافعیہ میں سے تھے پہلے نیساپور میں تھے پھر بغداد آ گئے وفات تک وہیں رہے۔

شیخ ابواحمد اسفرائینی کاقول ہے کہ میں نے اس سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا خطیب نے نقل کیا ہے ابوالقاسم فتویٰ کا جواب بڑے غوروفکر کے بعد دیتے بعض مرتبہ فتویٰ مذہب شافعیہ حنفیہ کے خلاف ہوتا ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی فرمایا حدیث میں اس طرح آیا ہے مذہب حنفی وشافعی پرعمل کرنے سے حدیث پرعمل کرنا اولیٰ ہے دونوں مذہبوں کی مخالفت حدیث کی مخالفت سے آسان ہے ابن خلکان کا قول ہے کہ انہوں نے کچھ منفرد علمی باتیں جمع کی ہوئی تھیں ان پراعتزال کا الزام بھی لگایا گیا شیخ ابی اسحاق مروزی ان کے استاذ ہیں حدیث میں ان کے استادان کے نانا محمد الدارکی ہیں جو

ابی حامد کی مشائخ میں سے ہیں عام شیوخ نے ان سے علم حاصل کیا ان کی وفات اسی سال شوال یا ذیقعدہ میں ہوئی عمر ستر سال سے زیادہ تھی۔

**محمد بن احمد بن محمد بن حسنویہ** ..... محمد بن احمد بن محمد بن حسنویہ ابوسھل النیسا پوری کی وفات اسی سال ہوئی جو حسنوں سے مشہور تھے۔ شافعی المسلک تھے ادیب محدث تھے وقت ضائع کبھی نہیں کرتے تھے۔

**محمد بن عبداللہ بن محمد بن صالح** ..... یہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن صالح ابوبکر الفقیہ المالکی ہیں ابن ابی عمرو یہ، باغندی ابی بکر بن ابی داؤد وغیرہ سے سماعت حدیث کی۔ ان سے برقانی نے حدیث کی سماعت کی مذہب مالکیہ پر ان کی متعدد تصانیف ہیں اپنے زمانہ میں مالکیہ کے سردار یہی تھے۔ عہدۂ قاضی کی پیشکش کو ٹھکرا کر ابوبکر رازی حنفی کے بارے میں قاضی بنانے کا مشورہ دیا انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ اسی سال شوال میں چھیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

## واقعات ۳۷۶ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال محرم میں بغداد میں سانپ کثرت سے نکلے۔ سات ربیع الاول کو زوردار بجلی کے گرجنے کے ساتھ زبردست بارش ہوئی۔ اس سال ماہ رجب میں غلہ کی گرانی بہت زیادہ ہوئی یہ خبر بھی آئی کہ موصل میں سخت زلزلہ آیا ہے جس کی وجہ سے عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ متعدد افراد بھی ہلاک ہو گئے۔

اسی زمانہ میں صمصامہ الدولہ اور اس کے بھائی شرف الدولہ کے درمیان سخت لڑائی ہوئی شرف الدولہ غالب آ کر بغداد میں داخل ہو گیا خلیفہ نے استقبال کر کے مبارک باد دی اس نے صمصمامہ الدولہ کی آنکھ میں سرمہ ڈلوانے کے لئے فراش کو بلوایا لیکن اس کے آنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا پھر موت کے بعد بھی اس کی آنکھ میں سرمہ ڈلوایا یہ عجیب واقعہ ہے۔

اسی سال ذوالحجہ میں قاضی القضاۃ ابومحمد ابن معروف نے قاضی حافظ ابی الحسن الدارقطنی اور ابی محمد بن بقیہ کو گواہی قبول کی دارقطنی شرمندہ ہو کر کہنے لگے پہلے آپ علیہ السلام کے قول کے مقابلہ میں میری اکیلے کی گواہی قبول کی جاتی تھی لیکن اب دوسرے کے ساتھ بھی گواہی قبول کی جاتی ہے۔

## واقعات ۳۷۷ھ

اس سال قاضیوں، سرداروں کی موجودگی میں ایک مجلس کا انعقاد کیا گیا جس میں خلیفہ طائع، شرف الدولہ کے درمیان بیعت کی تجدید کی گئی یہ تاریخی دن تھا اسی سال ربیع الاول میں شرف الدولہ اپنے گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر دار الخلافہ آیا اس موقع پر شہر سجایا گیا ڈھول نقارے بجائے گئے۔ خلیفہ نے خلعت دی کنگن ہار پہنائے دو جھنڈے دیئے گھر کے باہر کے تمام معاملات اس کے سپرد کر دیئے اس وقت اس کے ساتھ ابومحمد عبیداللہ بھی آیا خلیفہ نے اسے دیکھ کر کہا کہ سامنے آنے والے دوست کو خوش آمدید جس نے اپنی آمد سے ہمیں وحشت بخشی۔ کافی زمانہ سے ہم سے محبت نہیں کی قاضی نے خلیفہ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اس کے بعد شرف الدولہ خلیفہ کی بیوی، اپنی بہن کے پاس گیا عصر تک اس کے پاس رہا لوگ اس کا انتظار کرتے رہے پھر مبارک باد دینے کے لئے گھر چلا گیا۔

اس سال غلہ کی گرانی اور لوگوں کی ہلاکت کثرت سے ہوئی اسی زمانہ میں شرف الدولہ کی والدہ ام ولد ترکیہ کا انتقال ہو گیا خلیفہ تعزیت کے لئے آیا۔ اسی زمانہ میں شرف الدولہ کے گھر میں دو جڑواں بچوں کی ولادت ہوئی۔

**خواص کی وفات** ..... مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے:

**احمد بن حسین بن علی** ..... احمد بن حسین بن علی ابوحامد المروزی کی وفات اسی سال ہوئی جو ابن الطبری سے مشہور تھے بہت بڑے عابد تھے

پختہ خیال احادیث پر بالغ نظر رکھتے حنفی فقیر تھے ابی حسین کرنی کی شاگردگی اختیار کی فقہ، تاریخ پر کتاب لکھی، خراسان کے قاضی القضاۃ بنے پھر بغداد آ گئے اس وقت ان کی عمر بہت ہو چکی تھی لوگوں کے سامنے احادیث بیان کی لوگوں نے ان سے احادیث لکھی ان میں دارقطنی بھی تھے۔

**اسحاق بن المقتدر باللہ** ...... اسی سال سترہ ذوالحجہ جمعہ کی شب ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی ان کے لڑکے امیر المؤمنین القادر باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی مقتدر کی ماں اپنی دادی شغب کے قریب دفن ہوئے۔ خلیفہ، شرف الدولہ کی جانب سے امراء، سرداران نماز جنازہ میں شریک ہوئے شرف الدولہ نے بیماری کے سبب خود حاضر نہ ہونے کی معذرت کر کے تعزیت کے لئے اپنا نمائندہ بھیجا۔

**جعفر بن المکتفی باللہ** ...... یہ فاضل تھے اسی سال وفات پائی۔

**ابو علی فارسی النحوی** ...... یہ الایضاح کے علاوہ متعدد کتب کے مصنف ہیں اپنے شہر میں پیدا ہوئے بعد میں بغداد آ گئے بادشاہوں کے پاس خدمت گزاری کی عضد الدولہ کے ہاں اونچا مقام حاصل کیا حتیٰ کہ عضد الدولہ کہا کرتے تھے کہ نحو میں میں ابو علی کا غلام ہوں عضد الدولہ نے بہت مال انہیں ھدیہ کیا۔ بعض لوگوں نے ان پر اعتزال کا الزام لگایا ہے ایک قوم نے مبرد پر ان کو ترجیح دی ہے۔ ابو عثمان وغیرہ نے ان سے علم حاصل کیا نوے سال سے زائد عمر پا کر اسی سال وفات پائی۔

**ستیتہ** ...... ستیتہ قاضی ابی عبداللہ حسن بن اسماعیل المحاملی کی لڑکی تھی ان کی کنیت ام عبدالواحد تھی قرآن کی حافظہ، فقہ و فرائض، حساب الدرر اور نحو سے خوب واقف تھی۔ اپنے زمانہ میں مذہب شافعیہ کی سب سے بڑی عالمہ تھی اس مذہب کے مطابق شیخ ابو علی بن ابی ھریرۃ کے ساتھ فتوے دیتی تھی فی نفسہ فاضلہ تھی۔ راہ خدا میں خوب دل کھول کر خرچ کرنے والی تھی نیکی کے کاموں میں آگے بڑھنے والی تھی حدیث کی سماعت بھی کی۔ اسی سال ماہ رجب میں نوے سال سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی۔

## واقعات ۳۷۸ھ

اس سال محرم سے شعبان تک خوب غلہ کی گرانی ہوئی اموات بھی بہت ہوئی زوردار تیز آندھیاں چلی جس کے سبب متعدد عمارتیں منہدم ہو گئیں بہت سی کشتیاں غرق ہو گئیں بہت سی کشتیوں کو دریا سے خشکی پر اس کو کنارے سے لا کر رکھ دیا جو ٹوٹ گیا تھا بہت ہی پریشان کن بات اور خطرناک معاملہ تھا۔ انہیں دنوں بصرہ میں بہت شدید گرمی پڑی جس سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

**خواص کی وفات** ...... خواص میں سے وفات پانے والے:

**الحسن بن علی بن ثابت** ...... الحسن بن علی بن ثابت ابو عبداللہ المقری کی وفات اسی سال ہوئی یہ پیدائشی نابینا تھے۔ ابن الانباری کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ ان کی باتوں اور ان کے املاء کو خوب یاد کر لیتے تھے مذاقیہ حسن صورت کے مالک تھے قرأت سبع پر ایک قصیدہ لکھ کر امام شاطبی سے بھی سبقت لے گئے یہ کام نقاش کی زندگی میں کیا اس زمانہ کے شیوخ نے ان کا قصیدہ بہت پسند کیا۔

**الخلیل بن احمد القاضی** ...... اپنے زمانہ میں احناف کے شیخ تھے فقہ اور حدیث میں سب سے فائق تھے۔ ابن جریر، بغوی، ابن صاعد وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی اسی بنا پر النحوی المتقدم سے مشہور ہوئے۔

**زیاد بن محمد بن زیدہ بن ھیثم** ...... یہ زیاد بن محمد بن زیاد بن ھیثم ابو العباس الخرخانی ہیں دو نقطہ والی خاؤں کے ساتھ بعض نے یہ کہا کہ الجرجانی دو جیم کے ساتھ ہے بعض نے الخرجانی ایک خا اور ایک جیم کے ساتھ ہے۔

# واقعات ۳۷۹ھ

اسی سال شرف الدولہ بن عضدالدولہ کی وفات ہوئی اطباء کے مشورہ سے آب وہوا کی مناسبت سے معزالدولہ کے محل میں چلے گئے تھے کیوں کہ مرض بہت بڑھ گیا تھا جمادی الاولیٰ میں مرض میں مزید اضافہ ہوگیا اسی ماہ وفات پائی اپنے لڑکے ابونصر کو ولی عہد بنایا۔ خلیفہ اپنے خاص طیارہ میں تعزیت کے لئے حاضر ہوا ابونصر ترکی دیلم نے اس کا استقبال کیا ابونصر نے خلیفہ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا دیکھا دیکھی بقیہ لشکر نے بھی خلیفہ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا۔ خلیفہ طیارہ ہی میں بیٹھا رہا رئیس ابوالحسین علی بن عبدالعزیز نے خلیفہ کی جانب سے ابونصر کو تعزیتی پیغام پہنچایا اس وقت ابونصر نے دوسری بار زمین کو بوسہ دیا ابونصر کی طرف سے ایک شخص نے خلیفہ کے سامنے اس کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا پھر خلیفہ کی طرف سے ایک شخص نے خلیفہ کی واپسی کا پیغام پہنچایا اس وقت ابونصر نے تیسری بار زمین کو بوسہ دیا اور خلیفہ واپس چلا گیا۔

اسی ماہ کی دس تاریخ بروز ہفتہ ابونصر قاضیوں کے امراء سرداروں کے ساتھ خلیفہ کے دربار میں پہنچا خلیفہ اس وقت سائبان کے نیچے بیٹھا ہوا تھا خلیفہ نے ابونصر سے مل کر اسے سات خلعتیں دیں ان میں سب سے اوپر والی سیاہ تھی سیاہ عمامہ تھا گردن میں ہار ڈالا ہاتھ میں دو کنگن پہنائے اس کے سامنے دربان تلوار لٹکا کر چل رہے تھے اب چوتھی بار ابونصر نے زمین کو بوسہ دیا اس کے لئے ایک کرسی رکھی گئی ابونصر اس کرسی پر بیٹھ گیا رئیس ابوالحسن نے عہد نامہ پڑھ کر سنایا خلیفہ طائع کو ایک جھنڈا پیش کیا خلیفہ نے وہ جھنڈا ابونصر کے ہاتھ کے ساتھ باندھ کر اسے ضیاء الملۃ وبہاء الدولہ کا لقب عطا کیا اس کے بعد ابونصر لشکر کے ساتھ شاہی محل میں آ گیا وزیر ابومنصور بن صالح کی وزارۃ بحال رکھی اس کو خلعت عطا کی۔

اسی سال جامع القطیعہ قطعۃ ام جعفر کی تعمیر کی گئی اس مسجد کی تعمیر کی وجہ یہ تھی کہ ایک عورت نے خواب میں آپ علیہ السلام کو اس جگہ نماز پڑھتے دیکھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کی دیوار پر رکھا صبح خواب یاد آنے کے بعد اس جگہ پر آپ کے ہاتھ کا نشان تھا اس وجہ سے اس جگہ پر مسجد بنادی گئی اسی روز اس عورت کی وفات ہوگئی۔ اس کے بعد الشریف ابواحمد الموسوی نے اس کی دوبارہ تعمیر کر کے اس کو جامع مسجد کی شکل دیدی۔ پھر اسی سال لوگوں نے اس میں نماز پڑھنا شروع کر دی تھی۔



## خواص کی وفات

**شرف الدولہ** ...... یہ شرف الدولہ ابن عضدالدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ الدیلمی ہیں والد کی وفات کے بعد بغداد کے بادشاہ بنے اچھائی سے محبت برائی سے نفرت کرتے تھے۔ ٹیکس معاف کرنے کا اعلان کیا ان کو استسقاء کی بیماری تھی، اس میں اضافہ ہوتا چلا گیا حتیٰ کہ جمادی الثانی کے دوسرے جمعہ کو ۲۸ سال پانچ ماہ کی عمر میں وفات پائی۔ دو سال آٹھ ماہ حکومت کی ان کا تابوت مشہد علی قبرستان میں ان کے والد کے قریب لے جایا گیا ان کے تمام کاموں میں شیعیت کا دخل تھا۔

**محمد بن جعفر بن عباس** ...... ابوجعفر ابوبکر النجار غندر، ان کے القاب ہیں ابوبکر نیساپوری ان کی جماعت سے احادیث روایت کی، سمجھدار تھے۔ قرآن کے معانی پر عبور حاصل تھا ثقہ لوگوں میں سے تھے۔

**عبدالکریم بن عبدالکریم** ...... یہ عبدالکریم بن عبدالکریم ابن بدین ابوالفضل الخزاعی الجرجانی ہیں۔ بغداد آ کر احادیث بیان کی۔
خطیب کا قول ہے کہ علم قرأت سے انہیں خاص دلچسپی تھی ان کی اسانید کو کتابی شکل دی لیکن انہیں غلط ملط کر دیا ان کی مرویات بھی غیر معتبر تھیں حروف پر ایک کتاب لکھ کر ابوحنیفہ کی طرف اس کو نسبت کر دی۔ دارقطنی اور ایک جماعت نے اس کتاب کو موضوع کہہ دیا شرمندہ ہو کر بغداد چھوڑ کر پہاڑی علاقوں میں چلے گئے ان کی یہ بات بہت مشہور ہوگئی جس کی وجہ سے ان کی عزت میں بہت کمی آئی، پہلے اپنا نام جمیل پھر محمد رکھا۔

**محمد بن مطرف** ...... یہ محمد بن مطرف ابن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن عبیداللہ بن سلمہ بن ایاس ابوالحسین البزاز الی حافظ ہیں سن ۳۰۰ ماہ محرم میں پیدا ہوئے مختلف شہروں کے اسفار کئے ابن جریر بغوی سے احادیث روایت کی ان سے حفاظ کی ایک جماعت نے حدیث روایت کی جن میں دارقطنی بھی ہیں دارقطنی ان کا بہت احترام کرتے تھے ان کی موجودگی میں کسی پر اعتماد نہیں کرتے تھے یہ ثقہ تھے بہت پہلے سے مشائخ پر تنقید کرتے۔ اسی سال وفات پائی تین جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخریٰ بروز ہفتہ دفن کئے گئے۔

## واقعات ۳۸۰ھ

اسی سال الشریف ابواحمد الحسن بن موسیٰ الموسوی کو طالبین کا نقیب مظالم کی روک تھام کا نگران حجاج کے معاملات کا امیر بنایا گیا یہ فیصلہ رجسٹروں میں لکھ دیا گیا ان کے دولڑکے مرتضیٰ ابوالقاسم اور الرضی ابوالحسین کو ان کا جانشین مقرر کر کے ان پر خلعت کی۔ اسی زمانہ میں بغداد میں مفسدین نے زور پکڑا لوگ ہر محلہ میں گروہ بنا کر بیٹھ گئے قتل عام ہوا اموال لوٹے گئے ایک دوسرے پر حملے کئے گئے مالداروں کے گھر جلا دیئے گئے دن میں نہر دجاج میں آگ لگ گئی اس کی وجہ سے متعدد افراد ہلاک ہو گئے۔

## خواص کی وفات

**یعقوب بن یوسف** ...... یہ یعقوب بن یوسف ابوالفتوح شاہ مصر کے وزیر تھے بڑے تجربہ کار ذی فہم تھے عالی ہمت صاحب تدبیر تھے بڑے لوگوں میں بھی ان کا حکم چلتا تھا۔ شاہ مصر نے تمام معاملات کا بااختیار بنا رکھا تھا بیماری کی حالت میں شاہ مصر ان کی عیادت کے لئے آیا یعقوب بن یوسف نے انہیں کچھ وصیتیں کیں وفات کے بعد اپنے محل میں اپنے ہاتھ سے دفنایا ان کے غم میں کئی روز تک دارالخلافہ بند رکھا۔

## واقعات ۳۸۱ھ

اسی سال خلیفہ الطائع للہ کو خلافت سے معزول کر کے القادر باللہ ابی العباس احمد بن الامیر اسحاق بن المقتدر باللہ کو خلیفہ بنایا گیا یہ معاملہ انیس شعبان بروز ہفتہ ہوا اس کی صورت یہ بنی کہ خلیفہ حسب عادت برآمدہ میں بیٹھا ہوا تھا بہاء الدولہ تخت پر بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص خلیفہ کو تلوار کے پر تلہ سے اٹھا کر کپڑے میں لپیٹ کر حکومت کے خزانچی کے پاس لے گیا لوگ لوٹ کھسوٹ میں مشغول ہو گئے اصل حقیقت اور واقعہ کا کسی کو پتہ نہیں چلا حتیٰ کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ یہ بہاء الدولہ کا کارنامہ ہے اموال آمدنیاں لوٹ لی گئیں حتیٰ کہ دارالخلافہ کے سامان کو بھی لوگوں نے نہیں چھوڑا مزید ظلم یہ کہ قاضیوں اور سرداروں کے کپڑے بھی لوٹ لئے گئے گویا ایک قیامت برپا تھی۔ بہاء الدولہ گھر لایا اس نے اشراف کو جمع کر کے انہیں گواہ بنا کر ایک تحریر لکھی کہ خلیفہ طائع نے خلافت سے دستبردار ہو کر قادر باللہ کو خلیفہ بنا دیا بازاروں میں اس کا اعلان کیا گیا ترکیوں دیلمیوں نے بہاء الدولہ سے تعلق قائم کر کے قادر باللہ کی بیعت کا جلد مطالبہ کیا لیکن حالات کی سنگینی کی وجہ سے جمعہ کے روز یہ کام نہ ہو سکا خطبہ میں یہ کہا گیا کہ:

اللھم اصلح عبدک و خلیفتک القادر باللہ

اے اللہ اپنے بندے اور خلیفہ قادر باللہ کی اصلاح فرما اس کے بعد تمام سرداران کی رضامندی سے بیعت لی گئی کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

بہاءالدولہ نے دارالخلافہ کی تمام چیزوں کے گھر منتقل کرنے کا حکم دیا ہر عام و خاص کو دارالخلافہ لوٹنے کی اجازت دیدی۔ لوگوں نے دارالخلافہ کو اکھاڑ کر اس کی پوری عمارت کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

سابق خلیفہ نے اپنے دورِ حکومت میں موجودہ خلیفہ القادر باللہ کو تلاش کروایا تھا جس کی وجہ سے قادر باللہ بغداد چھوڑ کر ارض بطیحہ چلا گیا تین سال تک وہیں رہا اب دیلمیوں نے اس کی بیعت منعقد ہونے تک بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ کافی کوششوں کے بعد ان کو راضی کر لیا تب قادر بغداد میں داخل ہو گیا دوسرے روز جلسہ عام کیا جس میں لوگوں نے انہیں مبارک باد دیں مدح اور قصیدہ خوانیاں خوب ہوئیں یہ معاملہ شوال کے آخری عشرہ میں ہوا اس کے بعد قادر نے بہاءالدولہ پر خلعت کی اپنے دروازہ کے باہر کا سارا علاقہ اس کے سپرد کیا خلیفہ قادر باللہ اس زمانہ کے اچھے اچھے خلفاء بڑے بڑے علماء میں سے تھا راہ خدا میں دل کھول کر خرچ کرنے والا تھا عقیدہ کا بھی مضبوط تھا۔ صحابہ کرام کے فضائل پر ایک قصیدہ لکھا یہ قصیدہ محدثین کی مجلس میں ہر جمعہ کو جامع مہدی میں سنایا جاتا رہا لوگ اس کو سننے کے لئے جمع ہوتے سابق بریری کے چند اشعار ترنم کے ساتھ گائے جاتے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱)...... ہر ہونے والے کام کے لئے تقدیری فیصلہ ہو چکا ہے اے وہ شخص اللہ تمھارے رزق کا ضامن ہو چکا ہے۔

(۲)...... تم صرف اپنی ضرورت کی فکر کرتے رہو دوسرے کی ضروریات کی فکر نہیں کرتے، تم اپنے کو آفات سے محفوظ سمجھتے ہو۔

(۳)...... تم دنیا اور دنیا والوں کے قبرستان کو نہیں دیکھتے ہو۔ اے خیانت کرنے والے اپنی جدائی کی فکر کر۔

(۴)...... کان کھول کر سن لو جس دنیا کی جمع کرنے کی فکر میں تم لگے ہوئے ہو اس دنیا میں تمھارے آباؤ اجداد نہیں رہے تم تو دنیا دوسروں کے لئے جمع کر رہے ہو۔

(۵)...... اے دنیا کے آباد کرنے والے کیا تم ایسا گھر بنا رہے ہو جس میں موت کے ساتھ کوئی نہیں رہا۔

(۶)...... موت کی حقیقت سے تم خوب واقف ہو پھر بھی اس کی یاد سے غافل ہو۔

(۷)...... موت ایک ایسی چیز ہے جو بغیر خیال کئے بلا اجازت انسان کے پاس پہنچ جاتی ہے۔

اس سال تیرہ ذوالحجہ عید غدیر خم کے موقع پر روافض اور اہل سنت کے درمیان بڑی لڑائیاں ہوئیں اس میں بہت سے افراد ہلاک ہو گئے آخر باب بصرہ والے غالب آ گئے انہوں نے بادشاہ کے جھنڈوں کو جلا دیا جن لوگوں پر آگ لگانے کا الزام تھا ان میں سے بعض کو قتل کر دیا۔ عبرت کے طور پر انہیں پلوں پر لے جا کر سولی پر لٹکا دیا گیا۔

اسی زمانہ میں مکہ میں ابوالفتوح الحسین بن جعفر العلوی کا ظہور ہوا حسن نے خلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا الراشد باللہ نام رکھا مکہ کے باشندے اس کی طرف مائل ہو گئے ایک شخص نے وصیت کر کے بہت سے مالک بنا دیئے اس سے اس نے کچھ شہری نظام درست کیا گلے میں تلوار لٹکا کر اس کے ذوالفقار ہونے کا دعویٰ کیا ہاتھ میں چھڑی اٹھا کر دعویٰ کیا کہ یہ آپ علیہ السلام کی ہے۔

اس کے بعد عرب کی مدد حاصل کرنے کے لئے اس نے رملہ کا رخ کیا انہوں نے اس کا شاندار استقبال کیا زمین کو بوسہ دیا امیر المومنین کہہ کر اسے سلام کیا یہاں پر اس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا، حدود قائم کیں مصر حاکم نے جو اپنے والد کی وفات کے بعد اسی سال حاکم بنا تھا اس کا زور توڑنے کے لئے شام کی طرف مختلف جماعتیں روانہ کیں جنہوں نے وہاں پر جا کر لوگوں کو ہم خیال بنایا ہزاروں سینکڑوں دینار دینے کا وعدہ کیا اسی طرح حجاز عرب کی طرف بھی جماعتیں روانہ کیں مکہ پر ایک امیر مقرر کر کے اسے پچاس ہزار دینار دیئے۔ اس نے ان کی مدد سے حالات پر قابو پا لیا راشد کا زور ٹوٹ گیا اس کی جماعت منتشر ہو گئی ایک ایک کر کے سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔

## مشہور لوگوں کی وفات

احمد بن الحسن بن مہران ...... یہ احمد بن حسن بن مہران ابوبکر المقریٔ ہیں اس سال شوال میں چھیاسی سال کی عمر میں وفات پائی اسی دن

ابوالحسن عامری کی وفات ہوئی کسی نے احمد بن حسن کو خواب میں دیکھا ان سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا جواب دیا اللہ نے ابوالحسن عامری کو میرے پاس کھڑا کر کے فرمایا میں نے ان کی وجہ سے تمھاری مغفرت فرمادی۔

**عبداللہ بن احمد بن معروف**...... یہ عبداللہ بن احمد بن معروف ابومحمد ہیں جو بغداد کے قاضی القضاۃ تھے ابن صاعد سے احادیث روایت کی ہے کہ ان سے خلال ازھری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ یہ علماء ثقات میں تھے عقلمند ہوشیار خوبصورت عمدہ لباس زیب تن کئے ہوئے دنیا سے دور تھے۔ ۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی ابواحمد الموسوی نے پانچ تکبیریں کہہ کر نماز جنازہ پڑھائی پھر ان کے لڑکے نے جامع المنصور میں چار تکبیریں کہہ کر نماز جنازہ پڑھائی اپنے گھر میں دفن کئے گئے اللہ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔

**جوھر بن عبداللہ**...... یہ جوھر بن عبداللہ القائد ہیں جو قاہرہ کے بانی تھے اصلا ارمنی تھے کاتب سے مشہور ہوئے کافوالاخشیدی کی وفات کے بعد مصر پر قبضہ کیا معز فاطمی نے سن ۳۵۸ ماہ ربیع الاول میں ان کو مصر روانہ کیا اسی سال شعبان میں ایک لاکھ لشکر کے دوسو صندوق کے ہمراہ مصر میں پہنچے مصر کے باشندوں نے ان کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھا گئے انہوں نے ان کو از سر نو امان دی۔ بارہ شعبان بروز سوموار قاھرہ کی جگہ پر اترے اسی رات دہنوں محلوں کی بنیاد رکھی آنے والے جمعہ میں عباس کے بجائے معز کا نام لیا خطبہ میں بارہ اماموں کا بھی تذکرہ کیا اذان میں حی علی خیر العمل کہنے کا حکم دیا لوگوں نے حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا ہفتہ کے روز وزیر ابن الفرات قاضی کے ساتھ بیٹھے قاھرہ کی تکمیل میں بہت کوشش کی۔ جامع ازھر کی تعمیر سے جلد فارغ ہو گئے اس میں ۳۶۱ میں خطبہ دیا یہی عمارت آج جامع ازھر کے نام سے بہت مشہور ہے۔

اس کے بعد جوھر نے جعفر بن فلاح کو شام بھیجا اس نے اس پر قبضہ کر لیا پھر سن ۳۶۲ میں جوھر نے اپنے آقا معز فاطمی کو دورہ مصر کی دعوت دی چنانچہ اس کا قیام دوشاہی محلوں میں ہوا اس کا مرتبہ بلند ہوتا رہا حتیٰ کہ اسی سال وفات پائی اس کے بعد اس کی جگہ اس کے بڑے وزراء میں سے سب سے بڑے وزیر حسین قائد القوائد حاکم بنا پھر یہ سن ۴۰۱ میں اپنے بہنوئی قاضی عبدالعزیز نعمان سمیت ان ہی کے ہاتھ قتل ہوا میرے خیال میں یہ قاضی عبدالعزیز وہی ہیں جو البلاغ الاکبر اور الناموس الاعظم کے مصنف ہیں اس نے ان کتابوں میں وہ کفریہ بکواسات کیں ہیں جن تک ابلیس بھی نہیں پہنچ سکا ابوبکر باقلانی نے اس کی تردید میں کتاب لکھی ہے۔

## واقعات ۳۸۲ھ

اسی سال دس محرم کو وزیر ابوالحسن علی بن محمد الکوکبی نے جو ابن المعلم سے مشہور اور بادشاہ پر غالب تھا کرخ وغیرہ کے رافضیوں کو بدعات قبیحہ (ٹاٹوں کا لٹکانا بازاروں کا بند کرنا ماتم کرنا) سے روک دیا چنانچہ اس پر انہوں نے عمل کیا وللہ الحمد اور یہ وزیر اہل سنت سے تھا لیکن بہت لالچی تھا اس نے اعلان کیا کہ ابن معروف کے بعد عدالت میں ثابت ہونے گواہوں کی گواہی قبول نہ کی جائے انہوں نے اس سلسلہ میں بہت مال خرچ کیا تھا اس موقع پر بھی انہوں نے کچھ مال جمع کر کے اس کو دیدیا اس کے بعد اس نے اپنا اعلان واپس لے لیا۔

اسی سال جمادی الثانی میں دیلمیوں ترکیوں نے بہاء الدولہ کے پاس اس وزیر کے خلاف شکوے شکایت کی اپنے گھروں سے نکل کر باب شام کے قریب ٹھہر گئے۔ بہاء الدولہ نے مسلسل اس کے بارے میں شکوے شکایت کرتے رہے وزیر نے ان سے بڑا سخت مقابلہ کیا لیکن دیلمیوں موقع پا کر رسی سے گلا گھونٹ کر اسے قتل کر دیا محرم میں اسے دفن کیا گیا۔

اسی زمانہ میں رجب میں خلیفہ قادر نے سابق خلیفہ طائع کو دارالخلافہ کے ایک کمرے میں ٹھہرانے کا انتظام کیا اپنے پاس آنے وا۔ تحائف خوشبو وغیرہ کھانے پینے کی اشیاء سب میں سے اس کو دینے کے لئے کہا لیکن اس نے دینے میں بخل کیا خلیفہ نے دوسرے شخص کو متع اسی کمرہ میں سابق خلیفہ کی وفات ہوئی تھی۔

اسی سال شوال میں خلیفہ قادر کے گھر میں بچہ کی ولادت ہوئی اس کا نام ابوالفضل محمد بن القادر باللہ رکھا اپنے بعد اس کو ولی عہد بنا کر اس کا لقب الغالب باللہ رکھا لیکن ایسا نہ ہوا۔

اسی سال بغداد میں غلہ کی گرانی اتنی ہوئی کہ ایک رطل روٹی چار درہم ایک گاجر ایک درہم میں ملنے لگی۔ سال رواں ہی میں الصفر اءالاعرابی کے حاکم نے حاجیوں کے آنے جانے کی حفاظت کے انتظامات کئے، یمامہ بحرین سے لے کر کوفہ تک خطبہ میں قادر کا نام لیا خلیفہ نے خلعت اموال برتن ھدیہ کئے۔

## خواص کی وفات

**محمد بن الیاس کے حالات** [1] ...... یہ محمد بن الیاس ابن محمد بن محمد زکریا بن یحییٰ ابن معاذ ابوعمر القذاذ ہیں جو ابن حیوۃ سے مشہور تھے بغوی باغندی ابن صاعد اور بہت سے لوگوں سے احادیث سنی دارقطنی میں ان پر کچھ اعتراضات کئے ہیں بڑے بڑے حضرات نے ان سے احادیث کا سماع کیا ثقہ دیندار نڈر تھے بڑی بڑی کتابیں ہاتھ سے نقل کیں اس سال ربیع الاول میں نوے سال کے قریب عمر پا کر وفات پائی۔

**ابواحمد العسکری** ...... یہ احمد العسکری الحسن بن عبداللہ سعید ہیں لغت، نحو، ادب نوادر کے امام تھے اس موضوع پر مفید کتابیں لکھیں، جیسے التصحیف وغیرہ۔ صاحب بن عبادان کی ہم نشینی کو بہت پسند کرتے تھے۔ ایک بار اس شوق میں عسکر پہنچ کر ان سے ملاقات کی، ابواحمد نے ان کا بڑا اکرام کیا ان سے شعروں کا تبادلہ کیا۔ ابن خلکان کے قول کے مطابق اسی سال ان کی وفات ہوئی۔ ابن الجوزی کے قول کے مطابق سن ۳۸۷ میں وفات پائی جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

## واقعات ۳۸۳ھ

اسی سال خلیفہ قادر باللہ نے مسجد حربیہ کی تعمیر کی اور اس پر غلاف چڑھانے کا حکم دیا اور یہ کہ خطبوں اور دیگر معاملات میں اس کے ساتھ جامعات جیسا معاملہ کیا جائے خلیفہ نے یہ حکم ان کے علماء سے ان کے جواز کا فتویٰ لینے کے بعد دیا۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ بغداد میں جمعہ کی نماز مدینہ مسجد، مسجد رضافہ، مسجد دارالخلافہ، مسجد براثا، مسجد قطعیہ ام جعفر میں ہوتی تھی پھر سن ۴۵۱ میں مسجد براثائی میں یہ عمل موقوف کر دیا گیا۔

اسی زمانہ میں جمادی الاولیٰ میں بہاءالدولہ مشرعۃ العطانین پر پل کی تعمیر سے فارغ ہوا اسی سال اس کا افتتاح کیا اس موقع پر اس جگہ کو خوب سجایا گیا۔ اسی سال جمادی الثانی میں دیلمیوں اور ترکیوں کی حالت بڑی نازک ہوگئی غلہ کی گرانی بھی بہت ہوگئی انہوں نے بہاءالدولہ سے رابطہ کیا تو اس نے ان کی ضرورتوں کو پورا کر دیا۔

سال رواں کی دوسری جمعرات کو خلیفہ نے بہاءالدولہ کی لڑکی سکینہ سے ایک لاکھ دینار مہر پر عقد نکاح کیا بہاءالدولہ کی طرف سے نکاح کے وکیل ابواحمد الموسوی تھے لیکن شب عروسی سے پہلے ہی اس عورت کا انتقال ہوگیا۔

[illegible] میں قزیر ابونصر سابور بن ازدشیر نے کرخ میں ایک مکان خرید کے از سر نو اس کی تعمیر کرائی کافی کتب خرید کر اس میں رکھی۔ فقہاء کے [illegible] م دارالعلم رکھ دیا۔ میرے خیال میں فقہاء کے نام پر وقف ہونے والا یہ اول مدرسہ ہے یہ نظامیہ سے بہت پہلے کا ہے۔ اسی

---

[1] ۱۲۲،۱۲ شذرات الذھب: ۳/ ۱۰۴۔

سال اس کے اختتام پر مہنگائی بہت ہوگئی لوگوں کی حالت بہت خراب ہوگئی عوام فاقوں پر گزارہ کرنے لگی۔

## خواص کی وفات

**احمد بن ابراہیم** ...... یہ احمد بن ابراہیم بن حسن بن شاذان بن حرب بن مہران ابوبکر البزار ہیں بغوی، ابن صاعد، ابن ابی داؤد، ابن درید وغیرہ سے انہوں نے متعدد احادیث کا سماع کیا یہ ثبت غور سے سماع کرنے والے کثرت سے احادیث یاد کرنے والے محقق متقی تھے اسی سال پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

## واقعات ۳۸۴ھ

اس سال بغداد میں فتنہ پروروں کا بہت زور ہوگیا دن رات لوگوں کا مال لوٹتے اور مزدوری بہت زیادہ لیتے تھے بہت سے مقامات پر آگ لگادی بازاروں سے لوگوں کے اموال جائیداد لوٹ کر لے گئے پولیس ان کو بہت تلاش کرتی رہی لیکن سراغ نہ لگ سکا بلکہ انہوں نے اپنی کاروائیاں اموال لوٹنا لوگوں کو قتل کرنا عورتوں بچوں کو ڈرانا جاری رکھیں جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو بہاء الدولہ خود ان کی تلاش میں نکلا اس وقت وہ فرار ہو کر کسی دوسرے علاقہ میں چلے گئے تب جا کر لوگوں نے سکون کا سانس لیا میرا خیال یہ ہے کہ یہ واقعات انہوں نے احمد الدنف سے نقل کئے ہیں یا احمد الدنف بھی ان ہی میں سے تھا۔ سال رواں میں ذیقعدہ میں الشریف الموسوی کو اس کے دونوں لڑکوں سمیت طالبین کی نقابت سے معزول کردیا گیا۔

اسی سال عراقیوں کو حج پر جاتے ہوئے راستے ہی سے واپس کردیا گیا۔ طالبین کے نقیب الاصفیر الاعرابی نے کہا خلیفہ نے ہمیں کھوٹے دینار دیئے ہیں اب یا تو تم اچھے درہم دو وگرنہ ہم تمھیں حج سے روک دیں گے چنانچہ انہوں نے حاجیوں کو روکے رکھا حتیٰ کہ زمانہ حج گزر گیا لوگ افسوس کے ساتھ واپس آگئے اسی سال شام ویمن والوں میں سے بھی کسی نے حج نہیں کیا مصر کے کچھ مغربی باشندوں نے حج کیا۔

اسی سال عرفہ کے دن الشریف ابوالحسین الذینبی نے محمد بن علی بن ابی تمام الذینبی کو عباسیوں کا نقیب بنایا خلیفہ قاضی سرداروں کی موجودگی میں عہد نامہ پڑھ کر سنایا گیا۔

## خواص کی وفات

**ابراہیم بن ھلال** ...... یہ ابراہیم بن ھلال ابن ابراھیم بن زھرون بن حبرن ابو اسحاق الحرانی ہیں خلیفہ اور معزالدولہ کے خطوط لکھتے۔ مرتے دم تک دین صابی پر قائم رہے اس کے باوجود رمضان کے روزے رکھے۔ زبانی قرآن کی تلاوت کرتے کچھ حصہ انہوں نے یاد کرلیا تھا اپنے رسالوں میں قرآنی آیات استعمال کرتے اسلام لانے کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی لیکن اسلام نہیں لائے ان کے عمدہ اشعار ہیں۔ ستر سال سے زائد عمر میں اس سال شوال میں وفات پائی الشریف رضی نے ان کا مرثیہ کہا ہے ان کا قول ہے کہ میں نے ان کے فضائل کا مرثیہ کہا ہے در حقیقت ان میں نہ فضائل تھے نہ وہ ان کے اہل تھے۔

**عبداللہ بن محمد** ...... یہ عبداللہ بن محمد ابن نافع بن مکرم ابوالعباس البستی الزاہد ہیں میراث میں دنیاوی دولت بہت پائی تمام کار خیر میں خرچ کر دی بہت بڑے عابد تھے کہا گیا کہ ستر سال تک دیوار، تکیہ کو ٹیک تک نہیں لگائی، نیساپور سے پیدل حج کیا شام آمد کے موقع پر بیت المقدس میں ایک ماہ

تک قیام کیا پھر مصر بلاد مغرب چلے گئے وہاں سے حج کیا اس کے بعد اپنے شہر بست آ کر بقیہ تمام مال راہ خدا میں خرچ کر دیا۔

وفات کے وقت گھبراہٹ کے آثار ظاہر کئے ان سے وجہ پوچھی گئی تو جواب دیا کہ مجھے خطرناک امور نظر آ رہے ہیں نامعلوم محرم میں وفات پائی وفات کی رات ایک عورت نے اپنی مردہ ماں کو خواب میں اچھے کپڑے زیب وزینت کی حالت میں دیکھا عورت نے والدہ سے عمدہ لباس کی وجہ پوچھی جواب دیا عبداللہ بن محمد الزاہد البستی کے آنے کی خوشی میں ہم نے یہ کام کیا۔

**علی بن عیسیٰ بن عبیداللہ** ...... یہ علی بن عیسیٰ بن عبیداللہ ابوالحسن النحوی ہیں جو رومانی سے مشہور ہیں ابن درید سے روایت کی ہے نحو، لغت، منطق، کلام کے ماہر تھے ایک بہت بڑی تفسیر لکھی ابن معروف کے پاس گواہی دی تو انہوں نے قبول کر لی، تندفی، جوھری سے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ رمانی واسط کے بیع الرمان یا قصر الرمان کی طرف منسوب ہے۔ اٹھاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ ابوعلی فارسی کی قبر کے پاس شونیزہ قبرستان میں دفن کئے گئے۔

**محمد بن عباس بن احمد بن قزاز** ...... یہ محمد بن احمد بن قزاز ابوالحسن الکاتب ہیں محدث ثقہ امین تھے۔ خطیب کا قول ہے یہ ثقہ کتب کثیرہ کے مصنف تھے اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ روائتیں جمع کیں ایک سو تفسیریں اور تواریخ لکھیں۔ اٹھارہ صندوق کتابوں کے بھرے ہوئے چھوڑ کر وفات پائی چند کتب کے علاوہ جو ادھر ادھر سے آئی تھیں، کتابیں اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں حافظہ بہت صحیح تھا اس کے باوجود ایک باندی کے لکھے ہوئے کو اصل کے ساتھ ملا کر دیکھتی تھی اللہ ان پر رحم فرمائے۔

**محمد بن عمران بن موسیٰ بن عبیداللہ** ...... محمد بن عمران بن موسیٰ بن عبیداللہ ابوعبداللہ الکاتب ہیں جو ابن المرزبان سے مشہور تھے بغوی، ابن درید وغیرہ سے روایت کی۔ اچھی پسند و آداب کے مالک تھے۔ اچھے اچھے فنون میں کتب کثیرہ کے مصنف تھے۔ کتاب تفضیل الکلاب علی کثیر ممن لبس الثیاب (کتوں کی فضیلت بہت سے شریف لوگوں پر) انہی کی تصنیف کردہ ہے مشائخ کا ان کے پاس آنا جانا تھا رات قیام بھی کرتے تھے کھانا بھی کھاتے تھے عضد الدولہ سلام کئے بغیر ان کے گھروں کے سامنے سے نہیں گزرتا تھا ان کے آنے تک دروازہ پر ان کا انتظار کرتا ابوعلی فارسی کا قول ہے کہ محمد دنیا کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے عتیقی کا قول ہے کہ یہ ثقہ تھے ازھری نے اس کا انکار کر دیا۔ ابن الجوزی نے ان کے کاتب ہونے کا انکار کیا ہے البتہ تشیع اور اعتزال کی طرف مائل تھے۔ سماع اور اجازت میں فرق نہیں کرتے ان کی کل عمر اسی سال تھی۔

## واقعات ۳۸۵ھ

اسی سال ابن رکن الدولہ بن بویہ نے ابوالعباس احمد بن ابراہیم الضبی کو وزیر بنایا ان کا لقب الکافی تھا یہ تقرری مشہور وزیر اسماعیل بن عباد کی وفات کے بعد عمل میں آئی۔

اسی سال بہاء الدولہ قاضی عبدالجبار کو گرفتار کیا گیا کافی مال ان سے جرمانہ کے طور پر وصول کیا گیا ایک ہزار سبز چادریں ایک ہزار عرضی کپڑا تھا۔ انہوں نے اس سے پہلے اس کے بعد حج نہیں کیا اس کے بعد عراق چلے گئے اس زمانہ میں حرمین میں خطبوں میں فاطمین کا نام لیا گیا۔

**الصاحب بن عباد** ...... یہ ابوالقاسم اسماعیل بن عباد بن احمد بن ادریس الطالقانی الوزیر ہیں جو القفاۃ سے مشہور ہیں۔ مؤید الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ کے وزیر تھے ان میں علم وفضیلت، براءت، علماء فقراء پر خرچ کرنے کا جذبہ تھا۔ اہل علم کے لئے سالانہ بغداد پانچ ہزار دینار بھیجا کرتے تھے۔ ادب کے ماہر تھے کئی فنون پر انہوں نے کتابیں تصنیف کیں۔ متعدد کتب سے استفادہ کیا جو چار ہزار اونٹوں پر لادی جاتی تھیں۔ بنی بویہ کے

وزراء میں ان جیسا بلکہ ان کے قریب قریب ان صفات کا حامل کوئی وزیر نہیں تھا۔

بنی بویہ کی حکومت ایک سوبیس سال چند ماہ رہی اس دوران انہوں نے ذاتی سمجھ حسن تدبیر سے مؤیدالدولہ اس کے بیٹے فخرالدولہ کے لئے پچاس قلعے فتح کئے علوم شرعیہ سے محبت فلسفہ علم مناظرہ وغیرہ سے نفرت کرتے تھے۔ ایک بار دست ہو گئے بیت الخلاء سے نکلتے وقت ہر بار صفائی کرنے والوں کے خیال سے دس درہم رکھ دیئے وہ ان کی بیماری کی زیادتی کی دعا کرنے لگے صحت یاب ہونے کے بعد فقراء کو گھر سے لوٹنے کی اجازت دیدی۔ جس میں صرف پچاس ہزار دینار کا سونا تھا۔ بڑے بڑے مشائخ سے احادیث کا سماع کیا سند میں یہ بھی عالی تھیں ایک بار ان کے لئے املاء حدیث کا انتظام کیا گیا۔ آنے والوں کا رش ہو گیا بڑے بڑے امراء مجلس میں شریک ہوئے مجلس میں جانے کے وقت فقہاء کا لباس زیب تن کیا گناہوں سے توبہ پر لوگوں کو گواہ بنایا فرمایا پیدا ہونے کے دن سے آج تک اپنے آباؤ اجداد کے مال سے ضروریات پوری کرتا ہوں بادشاہ ہمیں اپنے ساتھ شریک کرتے ہیں لیکن کھانے میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتا گھر میں بیت التوبہ کے نام سے ایک جگہ بنائی ہوئی تھی توبہ پر علماء سے دستخط لئے املاء کے وقت رش کی وجہ سے لوگوں تک آواز پہنچانے کے لئے ایک جماعت مقرر کی اس دن املاء حدیث کی مجلس میں قاضی عبدالجبار کے علاوہ وہ بڑے بڑے فضلاء، سادات، فقہاء اور محدثین عظام شریک ہوئے تھے۔ قزوین کے قاضی نے ان کے پاس کچھ بہترین کتابوں کا مجموعہ ھدیتاً بھیجا ان کے ساتھ دو شعر بھی لکھ کر بھیجے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱)......عمید کافی الکفاۃ کا غلام ہے یہ تمام قاضیوں میں بڑے بزرگ ہیں۔

(۲)......انہوں نے بہت اونچی مجالس کی خدمت کی ہے۔ ایسی کتابوں کے ذریعے جو اعلیٰ درجے کی ہیں حسن سے لبریز ہیں۔

جب وہ کتابیں صاحب عباد کے پاس پہنچیں ان میں سے ایک کتاب رکھ کر بقیہ کتاب واپس کر دیں، دو شعر بھی لکھ دیئے:

(۱)......ہم ایک کتاب قبول کر کے بقیہ اسی وقت واپس کر دیں۔

(۲)......میں زیادتی کو غنیمت نہیں سمجھتا اس لئے کہ ہمارا مذہب دینے کے بجائے لینا ہے۔

ایک بار شراب کی مجلس میں بیٹھے تھے ساقی نے ان کو بھی شراب کا گلاس پیش کیا اتنے میں ایک خادم نے کہا کہ یہ زہر ہے انہوں نے دلیل پوچھی انہوں نے جواب دیا، تجربہ، انہوں نے پوچھا کس پر کروں اس نے کہا لانے والے پر انہوں نے کہا یہ ناجائز ہے اس نے کہا مرغی پر انہوں نے کہا جانوروں کے ساتھ اس طرح کرنا ناجائز ہے پھر اس شراب کے گرانے کا حکم دیا ساقی سے کہا کہ آج کے بعد میرے گھر میں نہ آنا۔ مزید اس سے کچھ نہیں پوچھا۔

ایک بار وزیر ابوالفتح نے ابن ذی الکفایتین کو وزیر بنوایا تھا پھر ایک وقت اس نے مؤیدالدولہ کی وزارت سے معزول کرا کے ان کی جگہ پر خود کام کرنا شروع کر دیا ایک مدت تک کام کرتا رہا ایک روز وہ اپنے دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مشغول تھا انتہائی خوشی کی حالت میں تھا ہر قسم کی لذتوں اور سامان کا اس مجلس میں انتظام کیا گیا اس وقت چند اشعار کہے جسے گانے والے بہت عمدہ آواز اور انداز سے گا رہے تھے یہ پوری خوشیوں اور مسرت سے سرشار تھے ان کے اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱)......میں نے اپنے معبود اور بلندی دونوں کو بلایا جب دونوں جمع ہو گئے تو میں نے پیالہ مانگا۔

(۲)......میں نے اپنی چڑھتی ہوئی جوانی کو کہا آج یہ ہی خوشی کا وقت ہے۔

(۳)......جب انسان کو امیدیں حاصل ہو جائیں تو اس کے بعد انسان جلدی سے ان سے کنارہ کش نہیں ہوتا۔

پھر اپنے ساتھیوں سے کہا صبح مجھے شراب پیش کرنا اتنی بات کر کے کمرہ میں سونے کے لئے چلا گیا صبح ہونے سے پہلے ہی مؤیدالدولہ نے اس کو گرفتار کر کے اس کے تمام اموال آمدنیوں پر قبضہ کر لیا اسے عبرتناک سزا دی ابن عباد کو دوبارہ وزیر بنا دیا۔

ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ ابن عباد کے مرض الوفات میں فخرالدولہ عیادت کے لئے آیا اس نے ابن عباد سے حکومتی امور کے بارے میں وصیت کی درخواست کی ابن عباد نے کہا میری صرف ایک وصیت ہے جو قوانین آپ نے مقرر کئے ہیں انہیں کو برقرار رکھیں انہیں تبدیل نہ کریں کیوں کہ تبدیل نہ کرنے کی صورت میں شروع سے آخر تک تمام باتیں آپ کی طرف منسوب ہوں گی تبدیل کرنے کی صورت میں اسے پہلے کی تمام

اچھائیوں کی نسبت میری طرف ہوگی لیکن میری خواہش ہے کہ تمام چیزیں آپ کی طرف منسوب ہوں اگر چہ در پردہ مشورہ میں نے ہی دیا ہے فخر الدولہ کو یہ بات پسند آئی اور اس نے اس پر عمل کیا ابن عباد کی وفات ۲۴ صفر جمعہ کی شام ہوئی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ وزراء میں سب سے پہلے اسی کا نام صاحب رکھا گیا بعد میں دوسرے وزراء کو بھی صاحب کہا گیا وزیر ابوالفضل کے ساتھ بہت زیادہ رہنے کی وجہ سے ان کا نام صاحب رکھا گیا پھر دوسرے وزراء کو بھی صاحب کہا جانے لگا۔

صابی نے اپنی کتاب الناجی میں لکھا ہے مؤید الدولہ کے بچپن کے ساتھی ہونے کی وجہ سے مؤید الدولہ نے ان کا نام صاحب رکھا جب مؤید الدولہ بادشاہ بنا پھر اس نے ان کو وزیر بنایا تو اس نام کو باقی رکھا پھر یہ صاحب ہی سے مشہور ہو گئے اس کے بعد دوسرے وزراء کو بھی صاحب کہا گیا۔

ابن خلکان نے ایک قطعہ میں ان کے مکارم حسینہ اور فضائل لوگوں کے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کو ذکر کیا ان کی تصانیف بھی ذکر کی ہیں ان میں سے سات جلدوں پر مشتمل ایک کتاب المحیط ہے اس میں لغت کے اکثر الفاظ آ گئے ہیں۔ ان کے اشعار میں سے شراب پر دو شعر بھی نقل کئے ہیں:

(۱)..... شیشہ، شراب دونوں باریک ہیں دونوں کے ایک جیسا ہونے کی وجہ سے معاملہ بھی ایک جیسا ہو گیا۔

(۲)..... گویا وہ شراب ہے پیالہ نہیں یا پیالہ ہے شراب نہیں۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ اسی سال ساٹھ سال کی عمر کے قریب ری میں ان کی وفات ہوئی پھر اصبہان منتقل کیا گیا۔

**الحسن بن حامد**..... یہ حسن بن حامد ابو محمد الادیب ہیں جو شیلے شاعر اخلاق حسنہ کے مالک تھے۔ احادیث علی بن محمد بن سعید الموصلی سے روایت کی ہیں ان سے صوری نے روایت کی، صدوق تھے انہوں نے ہی بغداد آمد کے موقع پر متنبی کو ٹھہرایا ان کا بڑا احترام کیا حتیٰ کہ متنبی نے کہا کہ میں کسی تاجر کی تعریف کرتا ہوں تو تمہاری تعریف ضرور کرتا۔ ابو محمد زبردست شاعر تھے ان کے اشعار میں سے دو کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱)..... میں نے مہنگائی سستائی دونوں کا انتظار کئے بغیر بلندیاں حاصل کر لیں۔

(۲)..... میں اپنی ترقیوں کو اسی طرح حاصل کرنے والا نہیں ہوں جب کبھی ان کے حاصل کرنے کے لئے ان کی قیمتیں جمع ہو جاتی ہوں اس وقت انہیں حاصل کرتا ہوں۔

**ابن شاہی الواعظ کے حالات** [1]..... یہ عمر بن احمد بن عثمان بن محمد بن ایوب بن رذان ہیں ابوحفص سے مشہور ہیں۔ متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کیا باغندی سے حدیث بیان کرتے ہیں ثقہ امین تھے مشرقی بغداد کی جانب رہتے تھے ان کی بے حساب تصانیف ہیں ان میں سے ایک کتاب التفسیر سو اجزاء، مسند ڈیڑھ ہزار اجزاء، تاریخ ڈیڑھ سو اجزاء، زہد سو اجزاء پر مشتمل ہے نوے سال کے قریب عمر پا کر اسی سال ذی الحجہ میں وفات پائی۔

**الحافظ الدار قطنی** [2]..... یہ علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن دینار بن عبداللہ الحافظ الکبیر ہیں اپنے زمانہ میں، اس سے پہلے اور اس کے بعد سے لے کر آج تک فن حدیث کے مسلم امام ہیں۔ بیشمار روایتیں سنی انہیں کتابی شکل دے کر بہتر بنایا ان کے ذریعے دوسروں تک فائدہ پہنچایا گہری نظر ڈالی اس کی خوبیوں کو تلاش کیا اسے پرکھا بہتر بنایا اپنے زمانہ کے یکتا تھے۔ اسماء الرجال جراح وتعدیل بہتر تصنیف وتالیف وسعت روایت حقیقت تک اطلاع پانے میں اپنے زمانہ کے امام تھے ان کی کتاب مشہور اپنے مخصوص باب میں بہترین تصانیف میں سے ہے نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد ایسی کتاب لکھی گئی البتہ جس شخص نے ان کے علوم سے استفادہ حاصل کیا ان کی طرح کام کیا اس نے کچھ لکھا ہے ان کی ایک دوسری کتاب، کتاب العلل کے نام سے ہے اس میں انہوں نے اصل نقل، متصل، مرسل، منقطع اور معضل سب کو بیان کیا ہے۔ ایک اور کتاب، کتاب الافراد کے نام سے

---

(۱) شذرات الذهب: ۳/۱۱۶، ۱۱۷، العبر: ۳/۲۸، ۲۹

(۲) تاریخ بغداد: ۱۱/۲۶۵، ۲۶۸=تذکرة الحفاظ: ۲/۹۸۷، ۹۹۰

ہےاس جیسی کتاب لکھنا تو درکنار اس کو سمجھنا بھی ہر شخص کی بات نہیں البتہ حدیث کا منفرد، حافظہ رکھنے والا، امام، دانا اور عقلمند شخص ہی اسے سمجھ سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی ان کی متعدد تصانیف ہیں جیسے ''العقود فی الاجیاد'' وغیرہ۔ دارقطنی بچپن ہی سے بڑے ذہن قوت حافظہ کے مالک تھے۔ سرعت فہم اور علوم کا سمندر سمجھے جاتے تھے۔

ایک بار اسماعیل صفار لوگوں کو حدیث لکھوارہے تھے دارقطنی حدیث کا جز لکھ رہے تھے کسی نے ان سے کہا کہ آپ تو صحیح طور پر سن بھی نہیں سکتے پھر بھی آپ لکھ رہے ہیں دارقطنی نے جواب دیا لکھنے کے معاملے میں میری فہم آپ کی فہم سے اچھی ہے اس شخص نے سوال کیا اب تک شیخ نے کتنی حدیثیں لکھوادی ہیں دارقطنی نے جواب دیا کہ شیخ نے اٹھارہ احادیث لکھوائیں ہیں پھر اول تا آخر تمام احادیث متن اور سندوں کے ساتھ حرف بحرف سنادیں اس پر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ حاکم ابوعبداللہ نیساپوری کا قول ہے کہ دارقطنی جیسا عظیم الشان انسان میں نے نہیں دیکھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ دارقطنی حدیث، قرآت، لغت، نحو فقہ، شعر تمام علوم کے امام تھے عادل بھی تھے عقیدہ بھی درست تھا سات ذیقعدہ منگل کے روز وفات پائی کل عمر ستر سال دو دن تھی دوسرے روز معروف کرخی کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ دارقطنی کے دیار مصر کے سفر کے موقع پر کافور کے وزیر ابوالفضل جعفر بن خنزابہ نے ان کا بڑا اکرام کیا انہوں نے اور حافظ عبدالغنی نے ان کی مسند کی تکمیل کی سلسلہ میں ان کی بڑی مدد کی چنانچہ اس وجہ سے دارقطنی کو کافی مال مل گیا۔ دارقطنی بغداد کے ایک بڑے محلہ دار القطن کی طرف منسوب ہے۔ عبدالغنی بن سعید الضریر کا قول ہے کہ علی بن المدینی، موسیٰ بن ہارون اور دارقطنی کے زمانہ میں حدیث پر ان جیسی بحثیں کسی نے نہیں کی۔

خود دارقطنی سے سوال کیا گیا آپ جیسا کوئی آپ نے دیکھا ہے جواب دیا ایک ایک فن میں مجھ جیسے بلکہ مجھ سے بھی اچھے کئی لوگ گزرے ہیں لیکن کئی فنون میں اپنے جیسا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ خطیب بغدادی نے ابوالفرھبۃ اللہ بن ماکولا کا قول نقل کیا ہے کہ میں خواب میں گویا دارقطنی کے بارے میں سوال کررہا ہوں جواب دیا گیا ان کو جنت میں بھی امام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

**عباد بن عباس بن عباد**...... یہ عباد بن عباس بن عباد ابوالحسن الطالقانی ہیں جو وزیر اسماعیل بن عباد (جن کا تذکرہ گزر چکا ہے) کے والد ہیں ابو خلیفہ الفضل بن حباب وغیرہ بغدادیوں اصفہانیوں رازیوں سے احادیث کا سماع کیا ہے ان سے ان کے لڑکے وزیر ابوالفضل القاسم نے حدیث کا سماع کیا ان کے احکامات القرآن کے بارے میں ایک کتاب ہے اتفاق سے باپ بیٹا دونوں کی وفات ایک ہی سن میں ہوئی اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے۔

**عقیل بن محمد بن عبدالواحد ابوالحسن الاحنف العبکری**...... مشہور شاعر ہیں ان کے اشعار کا مستقل ایک دیوان ہے ابن الجوزی نے ان کے اشعار میں سے منتظم عمدہ اشعار نقل کئے ہیں جن کا ترجمہ مندرجہ ہے:

(۱)...... ملامت کرنے والی کی ملامت کی وجہ سے اپنے لئے موت کا فیصلہ کرتا ہوں۔

(۲)...... کسی دوست کا دوستی کے بعد جدا ہونا ملامت کرنے والی کی ملامت سے بھی زیادہ سخت ہے۔

(۳)...... کمینہ اور ذلیل شخص سے بخشش طلب کرنا سب سے تکلیف دہ ہے۔

(۴-۵)...... عزت اور طویل غم سے راحت طلب کرنے والے کے لئے لوگوں سے گوشہ نشینی پر گذارہ کرنا لازمی ہے۔

(۶-۷)...... عنقریب کم کو زیادہ سمجھے گا اور ہوشیاری کی نظر سے دیکھے گا کہ فضول کاموں کے چھوڑنے میں ہی عقلمندی ہے۔

(۸-۹)...... صبر جمیل سے تنہائی کے مرض کا علاج کرے گا مرتے دم تک بات چیت گفتگو کے ذریعے کسی سے بھی لڑائی نہیں کرے گا۔

(۱۰-۱۱)...... خاموشی کا اپنے لئے لازم کرے کیوں کہ خاموشی ہی عقلمندوں کی تہذیب ہے تکبر کو متکبرین کے لئے چھوڑ دے کنارہ کشی اختیار کرلے۔

(۱۲۔۱۳) ..... انسان جب دشمن سے تعلقات میں میانہ رویہ اور کپے جاہل سے نرمی اختیار کرے ایسی زندگی اس کے لئے ذلیل زندگی ہے۔
(۱۴۔۱۵) ..... دوست کی وجہ سے بیمار ہونا رنجش برداشت کرنا ملامت گر کی ملامت گری کے باوجود بدظنی سے بچنا۔
(۱۶۔۱۷) ..... سخت دشمنی رکھنے والے سے تکلیف برداشت کرنا بھاری چیز کے قریب ہونا لوگوں سے تعلق پر ہر جگہ اف کہنا۔
(۱۸۔۱۹) ..... آخر تک کسی بھی بخیل سے سخاوت کو نہیں پائے گا جب یہ ساری باتیں پوری ہو جائیں تو وہ ٹھنڈے سائے میں رہے گا۔

**محمد بن عبداللہ بن سکرہ کے حالات** [1] ..... یہ محمد بن عبداللہ بن سکرہ ابوالحسین الہاشمی ہیں علی بن مہدی کی اولاد سے ہیں شاعر مسخرہ پن اور مذاقیہ طبیعت کے تھے ہاشمین کی نقابت ونیابت کے فرائض انجام دیئے تھے۔ ایک بار علی اور عائشہ نامی مرد وعورت ایک اونٹ کے بارے میں فیصلہ لے کر آئے انہوں نے کہا دھوکہ کے خوف سے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا ان کے عمدہ اشعار میں سے دو اشعار ہیں:

(۱) ..... میرے معشوقوں میں چار چیزیں پائی جاتی ہیں جو کسی انسان میں جمع ہو سکتی ہیں۔
(۲) ..... چہرہ چاند ہور خساروں پر گوشت ہو تھوک شراب ہو دانت اولے کے ہوں۔

ایک بار غسل خانہ میں غسل کے لئے گئے واپسی میں جوتی چوری ہونے کی وجہ سے ننگے پاؤں آئے اس پر چند اشعار کہے:

(۱) ..... اے لوگو ابن موسیٰ کے حمام کی برائی سنو اگر چہ وہ خوشبو اور گرم ہونے کے اعتبار سے دوسرے حماموں سے اچھا ہے۔
(۲) ..... اس کے نزدیک چور بہت جمع ہیں جن کی وجہ سے ان میں غسل کرنے والا ننگے پاؤں اور ننگے بدن واپس آتا ہے۔
(۳) ..... اگر چہ میں ننگے بدن تو واپس نہیں آیا لیکن اچھی حالت میں داخل ہوا خراب حالت میں واپس ہوا۔

**یوسف بن عمر مسرور کے حالات** [2] ..... یہ یوسف بن عمر بن مسرور ابوالفتح القواس ہیں۔ بغوی ابن ابی داؤد ابن صاعد وغیرہ سے روایت حدیث کی ان سے خلال عشاری بغدادی تنوخی وغیرہ نے روایتیں کی ہیں یہ ثقہ، ثبت ابدال تھے۔

دار قطنی کا قول ہے کہ ہم ان کے بچپن ہی میں ان کے ذریعے تبرک حاصل کرتے تھے اسی سال ستائیس ربیع الثانی پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی باب حرب کے قریب دفن ہوئے۔

**یوسف بن ابی سعید** ..... یہ یوسف بن ابی سعید ابو محمد النحوی ہیں ان کے والد نے کتاب سیبویہ کی شرح لکھنا شروع کی تھی لیکن تکمیل سے پہلے ہی وفات ہو گئی اس کی تکمیل انہوں نے ہی کی اسی سال پچپن سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

## واقعات ۳۸۶ھ

اسی سال محرم میں بصرہ والوں نے کسی وجہ سے ایک پرانی قبر کھودی اس میں سے ایک مردہ کپڑوں اور تلوار سمیت اچھی حالت میں ظاہر ہوا لوگوں نے انہیں زبیر بن عوام سمجھ کر نکال لیا پھر کفن دے کر دفن کر دیا قبر کے پاس ایک مسجد تعمیر کر کے زمینیں اس کی لئے وقف کر دیں فرش اور روشنی کا انتظام کر کے خدام اور مجاورین کو بٹھا دیا۔

اسی زمانہ میں عزیز بن معز فاطمی کی وفات کے بعد ان کا لڑکا عبیدہ صرف گیارہ سال کی عمر میں مصر کا حاکم بنا ار جوان خادم امین الدولہ حکومت کی

(۱) تاریخ بغداد: ۵/۴۶۵، ۴۶۶ شذرات الذہب: ۳/۱۱۷، ۱۱۸۔
(۲) تاریخ بغداد: ۱۴/۳۲۵، ۳۲۷ العبر: ۳/۳۱

نگہداشت کرتے رہے بڑے ہونے کے بعد عبیدی نے ان دونوں کو قتل کر کے ان کی جگہ دوسروں کو مقرر کر دیا ان کے علاوہ بھی کئی افراد کو قتل کیا حتیٰ کہ اس کی حکومت مکمل طور پر قائم ہوگئی۔ اسی سال مصریوں کی طرف سے مقرر شدہ امیر نے لوگوں کو حج کروایا اور خطبہ میں انہیں کا نام لیا۔

**احمد بن ابراہیم کے حالات** [1] ...... یہ احمد بن ابراہیم ابن محمد بن یحییٰ بن سحنو یہ ابو حامد بن اسحاق المز کی المنیسا پوری ہیں اصم اور ان کی جماعت سے احادیث کا سماع کیا بچپن سے بڑھاپے تک عابد تھے ۲۹ سال تک روزے رکھے۔ حاکم کا قول ہے کہ میرے نزدیک بھی انہوں نے گناہ نہیں کیا اسی سال ماہ شعبان میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**ابو طالب مکی کے حالات** [2] ...... یہ ابو طالب قوت القلوب کے مصنف ہیں نام محمد بن علی بن عطیہ ابو طالب المکی ہے۔ وعظ ونصیحت کرنے والے دنیا سے کنارہ کش خوب عبادت گزار تھے قوت القلوب انہیں کی تصنیف کردہ کتاب ہے اس میں بے اصل احادیث ذکر کی ہیں۔ جامع بغداد میں لوگوں کا وعظ کرتے تھے۔

ابن الجوزی نے نقل کیا ہے کہ یہ اصل میں پہاڑی علاقہ کے تھے مکہ میں جوان ہوئے ابو الحسن بن سالم کی وفات کے بعد بصرہ آئے ان کے مقام کی طرف منسوب ہوئے پھر بغداد آ گئے لوگ ان کے پاس جمع ہونے لگے ان کے وعظ کی مجلس ہونے لگی وعظ میں غلط باتیں بھی کر جاتے ایک بار وعظ میں کہا مخلوق کے لئے خالق سے زیادہ نقصان دہ کوئی چیز نہیں ہے لوگ ان سے متنفر ہو کر دور ہو گئے ان کا وعظ بھی بند کر دیا گیا۔

ان کے نزدیک گانا جائز تھا عبد الصمد اسی سلسلہ میں ان کے پاس آئے ان کو ڈانٹا اور بددعا کی ابو طالب نے ایک شعر پڑھا:

اے رات تیرے وقت میں کتنے لوگ ہلاک ہوئے اے صبح کاش تو قریب نہ ہوتی۔ عبد الصمد ناراض ہو کر واپس آ گئے۔

ابو القاسم بن سرات کا قول ہے کہ میں ابو طالب مکی کے مرض الوفات میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے وصیت کی درخواست کی انہوں نے وصیت کی کہ اگر میرا خاتمہ بالخیر ہو جائے تو میرے جنازہ پر بادام اور شکر نچھاور کرنا میں نے عرض کیا آپ کے خاتمہ بالخیر کا مجھے کیسے معلوم ہو گا انہوں نے کہا اس وقت میں اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں دے دوں گا اگر اسی حالت میری وفات ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا خاتمہ بالخیر ہو گیا ابو القاسم کہتے ہیں کہ وفات کے قریب میں ان کے پاس بیٹھ گیا انہوں نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا اسی حالت میں ان کی روح نکل گئی میں نے حسب وصیت ان کے جنازے پر بادام اور شکر نچھاور کی۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال جمادی الثانی میں ان کی وفات ہوئی جامعۃ الرصافہ کے سامنے ان کی قبر بنائی گئی۔

**العزیز صاحب مصر کے حالات** [3] ...... یہ نزار بن معز معد ابی تمیم ہیں، کنیت نزار ابی منصور اور لقب عزیز ہے۔ اسی سال بیالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ والد کی وفات کے بعد اکیس سال پانچ ماہ دس یوم حکومت کی ان کی وفات کے بعد ان کا لڑکا الحاکم (اللہ اس کے برا حشر کرے) حاکم بنا اس کی طرف فرقہ ضالہ زنادقہ الحاکمیہ منسوب ہے اسی نے اپنے غلام کو وادی تیم والے الدرزیہ کی طرف خالص کفر کی دعوت دے کر بھیجا انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا اسی حاکم کی طرف منسوب ہیں ان تمام پر اللہ کی لعنت ہو بہر حال اس مصر کے حاکم عزیز نے ایک نصرانی شخص عیسیٰ بن نسطورس ایک یہودی شخص مشیا دونوں کو اپنا وزیر بنایا اس کی وجہ سے اس زمانہ کے یہود و نصاریٰ غالب رہے حتیٰ کہ ایک عورت نے مصر کے حاکم کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ اس ذات کی قسم جس نے عیسیٰ بن نسطورس کے ذریعے نصاریٰ کو ماشیا کے ذریعے یہود کو عزت دی اور ان دونوں کی وجہ سے مسلمانوں کو ذلیل کیا کہ آج تک زبردستی سے میری چھینی ہوئی چیز کا فیصلہ نہیں ہو سکا اس کے بعد عزیز مصر نے ان دونوں کو وزارت سے معزول کر دیا یہودیوں سے تین لاکھ جرمانہ بھی وصول کیا۔

اسی سال عضد الدولہ کی لڑکی اور طائع کی بیوی کا انتقال ہوا اس کی جائیداد اس کے بھتیجے بہاء الدولہ کو دی گئی اس میں جواہرات بہت تھے۔

---

(۱) ۳۴۔ تاریخ بغداد: ۴/۲۰، ۲۱۔

(۲) الانساب: ۱۰/۲۵۷ تاریخ بغداد: ۳/۲۵، ۳۵۷۔

(۳) شذرات الذھب: ۲/۱۲۱۔ العبر: ۳/۳۴۔

## واقعات سن ۳۸۷ھ

اسی سال فخر والدولہ ابوالحسن علی بن رکن الدولہ بن بویہ کی وفات ہوئی ان کی جگہ ان کا چار سال کا لڑکا حاکم بنا اس وجہ سے اس کے والد کے خواص نے حکومت اور رعایا کی نگہداشت کی۔

**الحسن بن عبید اللہ**...... یہ الحسن بن عبید اللہ ابن سعید بن احمد العسکری اللغوی ہیں۔ ماہر فنون تھے متعدد کتب کے مصنف تھے لغت پر ان کی بہت مفید ایک کتاب المفید کے نام سے ہے اعتزال کی طرف مائل تھے جب صاحب بن عباد اور فخر الدولہ ابواحمد عسکری کے شہر میں ان کے بوڑھے ہونے کے بعد آئے تو صاحب عباد نے ان کے پاس ایک رقعہ میں چند اشعار لکھ کر بھیجے۔

(۱)...... جب تم نے ہماری ملاقات سے انکار کر دیا اور تم نے کہہ دیا اب ہم کمزور ہو چکے ہیں ہمارے اندر ملاقات کی ہمت نہیں۔

(۲)...... ہم خود ہی دور دراز علاقوں سے تمھارے پاس ملاقات کے لئے حاضر ہو گئے اب بہت سے نوجوان اور ادھیڑ عمر ہمیں بہت سے مہمان بنانے والے ہیں۔

(۳)...... اب ہم تمھیں قسم دے کر پوچھتے ہیں کیا تمھارے پاس اپنے مہمان کے کھانے پینے کے لئے کچھ سامان ہے تا کہ ہم اپنے پیالوں کو الٹ پلٹ نہ کریں

اس کے بعد حسن بن عبید اللہ کو بہ مشکل خچر پر سوار کیا گیا جس کے ذریعے وہ صاحب بن عباد کے پاس پہنچے حسن بن عبداللہ نے صاحب عباد کو کاموں میں مشغول پایا حسن بن عبداللہ نے آستین چڑھا کر بلند آواز سے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱)...... مجھے کیا ہوا کہ میں ایک لمبے چوڑے قبہ کو تالا لگا ہوا پاتا ہوں اب تک میں اسے کھلوا نہیں سکا۔

(۲)...... گویا گروہ ہمارے سامنے جنت الفردوس ہے لیکن میرے پاس ایسا عمل نہیں جس کے ذریعے میں اس میں داخل ہوں۔ صاحب عباد نے ان کی آواز سن کر کہا اے ابواحمد اندر آ جاؤ پہلے داخل ہونے میں تم سبقت لے گئے ہو اس کے بعد ان کا اعزاز و اکرام کیا۔ اسی سال یوم الترویہ میں ان کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ حسن بن عبداللہ کی ولادت سن ۲۹۳ دس شوال بروز جمعرات ہوئی اور وفات سن ۳۸۲ آٹھ ذوالحجہ بروز جمعہ ہوئی۔

**عبداللہ بن محمد بن عبداللہ کے حالات**...... یہ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ ابن ابراہیم بن عبید اللہ بن زیاد بن مہران ابوالقاسم الشاعر ہیں جو ابن الثلج سے مشہور ہیں کیوں کہ ان کے دادا نے کسی خلیفہ کو برف ہدیہ کی تھی جس کی وجہ سے خلیفہ کے ہاں اس کا مرتبہ بلند ہو گیا اور وہ ابن الثلج سے مشہور ہو گئے ابوالقاسم بغوی، ابن صاعد، ابن داود سے سماعت حدیث کی تنوخی، ازھری عقیقی سے احادیث روایت کی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ کچھ محدثین نے جن میں دارقطنی بھی ہیں ان پر الزام لگاتے ہوئے کہا ہے کہ حدیث کی سندوں کو تو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر روایت کرتے تھے۔ اور محدثین کی طرف نسبت کر کے من گھڑت حدیث بیان کر دیتے تھے اسی سال اچانک ربیع الاول میں وفات ہوئی۔

**ابن زولاق**...... یہ حسن بن ابراہیم بن حسین بن حسن بن علی بن خلد بن راشد بن عبید اللہ بن سلیمان بن زولاق ابومحمد المصری الحافظ ہیں۔ مصر کے قاضیوں کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی اس کے آخر میں ابی عمر محمد بن یوسف بن یعقوب الکندی کی کتاب کا اضافہ کیا جو سن ۲۴۶ تک کے احوال پر مشتمل ہے اسی طرح ابن زولاق نے قاضی بکار سے سن ۳۸۶ تک کے احوال کا اضافہ کیا یہ ہی فاطمین کے قاضی محمد بن نعمان کا زمانہ ہے جنہوں نے قاضی باقلانی کے رد میں کتاب البلاغ تصنیف کی جو عبدالعزیز بن نعمان کے بھائی ہیں۔ واللہ اعلم۔

ابن زولاق کی وفات اسی سال ماہ ذیقعدہ کے آخر میں اکاسی سال کی عمر میں ہوئی۔

**ابن بطہ عبید اللہ بن محمد**...... یہ عبید اللہ بن محمد ابن حمران ابوعبید اللہ العبکری ہیں جو ابن بطہ سے مشہور ہیں علماء حنابلہ میں سے ہیں مختلف فنون پر مختلف کتابیں تصنیف کیں۔بغوی،ابی بکر النیسا پوری اور ابن صاعد سے احادیث کا سماع کیا ان سے حفاظ کی ایک جماعت ابوالفتح بن ابی الفوارس از جی برکی نے احادیث روایت کی ہیں متعدد ائمہ نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کئے ہیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ان کا شیوہ تھا کسی نے آپ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اُن کے فرامین تو مختلف مذاہب میں بٹ گئے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا ابوعبد اللہ بن بطہ کے مذہب کو لازمی پکڑلو!صبح ہونے کے بعد خواب کی خوشخبری دینے کے لئے ابن بطہ کے پاس گئے ابن بطہ ان کو دیکھ کر مسکرائے ان سے کلام کرنے سے پہلے ہی فرمایا اللہ کے رسول نے سچ فرمایا تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

خطیب بغدادی نے اپنے شیخ ابن برھان بغوی سے ابن بطہ کی جرح سن کر ان پر کلام کیا ابن الجوزی نے بعض مشائخ سے ان کی تعریف سن کر خطیب کا رد کیا ہے اور ابی الوفاء بن عقیل سے نقل کیا ہے کہ محمد بن برھان نے مرجیہ کا مذہب اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ کفار ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے اس قسم کی بات صرف تسلی کے لئے کہی گئی ہے۔آخرت میں تو اس کی بھی ضرورت نہیں علاوہ ازیں اللہ غفور الرحیم اور الرحمٰن ہیں۔

اس کے بعد ابن عقیل نے ابن برھان کا رد کرنا شروع کیا ابن الجوزی نے کہا کہ ایسے شخص کی جرح کیسے مقبول ہوسکتی ہے پھر ابن الجوزی نے سنداً ابن بطہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بغوی سے معجم سنی اور فرمایا دلیل مثبت دلیل منفی پر مقدم ہوتی ہے۔

خطیب کا قول ہے مجھ سے عبدالواحد بن برھان نے ان سے محمد بن ابی الفوارس نے ان سے ابن بطہ نے اور بغوی نے ان سے مصعب نے ان سے مالک نے ان سے زھری نے ان صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔خطیب نے کہا کہ یہ حدیث مالک سے باطل ہے اور یہ ابن بطہ پر موقوف ہے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ ان کے دو جواب ہیں:

(۱)......ابن برھان کے خط میں وہ بات ملی جسے خطیب نے ابن بطہ کی شان میں برائی بیان کیا ہے اور وہ باطل ہے کہ وہ میرے شیخ ہیں۔میں نے بچپن میں ان سے علم حاصل کیا ہے۔

(۲)......ابن برھان کا ابن بطہ کی برائی کرنا اجتماع کے خلاف ہے کیوں کہ ابن بطہ کے بارے میں مشائخ علماء کا قول ہے ابن بطہ مرد صالح اور مستجاب الدعوات تھے اتنے مشائخ کے مقابلہ میں ایک شخص کی بات کیسے قابل قبول ہوسکتی ہے،ہم خواہشات کی پناہ سے اللہ کی اتباع چاہتے ہیں۔

**علی بن عبدالعزیز بن مدرک**...... یہ علی بن عبدالعزیز بن مدرک ابوالحسن البردعی ہیں ابن حاتم وغیرہ سے احادیث روایت کیں بہت بڑے مالدار ہونے کے باوجود دنیا کو چھوڑ کر فکر آخرت میں مشغول ہوگئے۔مستقل مسجد کی سکونت اختیار کرلی بڑے نمازی بڑے عابد تھے۔

**فخر الدولہ بن بویہ**...... یہ فخر الدولہ بن بویہ علی بن رکن الدولہ ابی الحسن بن بویہ الدیلمی ہیں بلادری اور اس کے مضافات کے بادشاہ تھے اپنے بھائی مؤید الدولہ کی وفات کے وقت شہر سے باہر تھے۔وزیر ابن عباد نے ان کو لکھا کہ جلدی پہنچ جاؤ۔پہنچتے ہی فوراً ان کو بادشاہ بنادیا۔ابن عباد کی وزارت بحال رکھی چھیالیس سال کی عمر میں وفات پائی ان میں سے تیرہ سال دس ماہ سات یوم حکومت کی۔ترکہ میں بہت مال چھوڑا تمیں لاکھ کا تقریباً سونا تھا پندرہ ہزار جواہر کے ٹکڑے جن کی قیمت تقریباً تین لاکھ دینار تھی اس کے علاوہ دس لاکھ دینار وزن سونے کے برتن تھے تین لاکھ درھم وزن کے چاندی کے برتن تھے دس ہزار کپڑوں کی ٹھڑیاں،ہتھیار کے ایک ہزار اونٹ،فرش کے پندرہ سو اونٹ تھے۔اس کے علاوہ جو بادشاہوں کے پاس عام طور پر سامان ہوتا ہے وہ تو بے حساب تھا لیکن اس کے باوجود وفات کی رات اس کے پاس کچھ نہیں تھا حتیٰ کہ کفن کا ایک کپڑا بھی مسجد کے مجاور نے دیا لوگ نیا قائم مقام بادشاہ بنانے میں مصروف ہوگئے حتیٰ کہ ان کا لڑکا بادشاہ بن گیا۔والد کی نعش بھی بدبودار ہوگئی لوگ اس تک جا بھی نہیں سکتے تھے بمشکل رسی سے باندھ کر قلعہ کے پاس کسی گڑھے میں ڈال دیا

گویا ان کو بداعمالیوں کی پوری پوری سزا ملی۔

**ابن سمعون الواعظ کے حالات** [1]...... یہ محمد بن احمد بن اسماعیل ابوالحسین بن سمعون الواعظ ہیں صلحاء علماء میں سے ہیں الناطق با لحکمۃ سے مشہور تھے ابی بکر بن داؤد اور ان کی جماعت سے احادیث روایت کی واعظ اور باریکی نکالنے میں ماہر تھے ان کی کرامات اور مکاشفات مشہور ہیں۔

ایک روز منبر پر وعظ کر رہے تھے مشہور بزرگ ابوالفتح بن کواس ان کی بغل میں بیٹھے تھے ان کو نیند آ گئی ابن سمعون نے ان کے بیدار ہونے تک وعظ روک دیا بیدار ہونے پر ابن سمعون نے کہا تم نے آپ علیہ السلام کی زیارت کی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، ابن سمعون نے کہا اسی وجہ سے میں نے وعظ روک دیا تا کہ تمہاری کیفیت میں خلل واقع نہ ہو۔

ایک شخص کی لڑکی بہت بیمار تھی خواب میں ان سے آپ علیہ السلام نے فرمایا ابن سمعون کو اپنے گھر لا کر اس بچی کے لئے دعا کراؤ انشاء اللہ صحت یاب ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ شخص صبح ابن سمعون کے پاس گیا ابن سمعون ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے کپڑے پہن کر ان کے ساتھ ہو لئے وہ شخص سمجھا کہ مجلس وعظ میں جا رہے ہیں راستہ میں ان کے سامنے اپنا کام بیان کر دوں گا چلتے چلتے جب اس شخص کے گھر کے پاس سے گزرے خود ہی گھر میں داخل ہوئے بچی کو بلا کر دعا کی اس کے بعد واپس چلے گئے اللہ کی شان وہ بچی اسی وقت صحت یاب ہو گئی۔

ایک روز خلیفہ طائع نے غصہ کی حالت میں ابن سمعون کو بلوایا لوگوں کو ان کی جان کنی کا خطرہ ہو گیا ابن سمعون نے ان کے سامنے بیٹھ کر وعظ کہنا شروع کیا وعظ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واقعات خوب بیان کئے خلیفہ رو پڑا حتیٰ کہ اس کے رونے کی آواز سنی گئی وعظ سے فارغ ہو کر ابن سمعون بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس ہوئے لوگوں نے خلیفہ سے پوچھا آپ نے ان کو بلوایا تھا خلیفہ نے جواب دیا مجھ تک ان کے بارے میں شکایت پہنچی تھی کہ یہ حضرت علی کے نقائص بیان کرتے ہیں اس وجہ سے آج میں نے ان کو سزا دینے کا ارادہ کیا تھا لیکن انہوں نے حضرت علی کے واقعات کثرت سے بیان کئے، جس سے مجھے معلوم ہوا کہ من جانب اللہ مدد ہو رہی ہے۔ انہوں نے بڑے غصہ کی حالت میں مجھے مطمئن کر دیا۔

کسی نے خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت کی آپ کے پاس عیسیٰ علیہ السلام بیٹھے تھے وہ فرما رہے تھے کہ کیا میری امت میں احبار نہیں ہیں؟ کیا میری امت میں گرجا گھر والے نہیں ہیں؟ اتنے میں ابن سمعون داخل ہوئے آپ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کی امت میں ان جیسا کوئی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

ابن سمعون کا سن ولادت ۳۰۰ ہے اسی سال چودہ ذیقعدہ بروز جمعرات وفات پائی اپنے گھر میں دفن کئے گئے۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ دو سال بعد سمعون کی نعش نکال کر مقبرہ احمد بن حنبل میں منتقل کر دی گئی۔ اس وقت تک ان کا پہلا کفن پرانا نہیں ہوا تھا۔

**سامانیوں کے آخری بادشاہ نوح بن منصور کے حالات**...... یہ ابن نوح بن نصر بن احمد بن اسماعیل ابوالقاسم السامانی خراسان غزنی ماوراء النہر کے بادشاہ تھے تیرہ سال کی عمر میں بادشاہ بنے اکیس سال نو ماہ تک بادشاہ رہے ان کے خاص آدمیوں نے معزول کر کے ان کی جگہ ان کے بھائی عبدالملک کو بادشاہ بنا دیا۔ پھر محمود بن سبکتگین نے ان سے ملک چھین لیا ایک سو بیس سال تک ان لوگوں کی بادشاہت رہی اسی سال ان کی حکومت برباد ہو گئی ارشاد خداوندی ہے:

اب صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا جیسا کہ پہلے بھی تھا۔ (سورۃ روم آیت ۴)

**ابوالطیب سھل بن محمد**...... یہ ابوالطیب سھل بن محمد ابن سلیمان بن محمد بن سلیمان الصعلوکی الفقیہ الشافعی نیشاپور کے امام ہیں ان کی مجلس میں پانچ سو دوات والے افراد شامل ہوتے تھے مشہور قول کے مطابق ان کی وفات اسی سال ہوئی۔ الحافظ ابوالعلی الخلیلی کے ارشاد میں قول ہے ان کا سن وفات ۴۶۰ ہے واللہ اعلم۔

(۱) تاریخ بغداد: ۱/ ۲۷۴، ۲۷۷. العبر: ۳/ ۳۶، ۳۷.

## واقعات ۳۸۸ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال بغداد میں سخت سردی پڑی حتیٰ کہ غسل خانوں میں گرم پانی، راستوں پر جانوروں کا پیشاب جم گیا۔ اسی سال ابی طالب بن فخر الدولہ کا قاصد خلیفہ کے پاس بیعت کا پیغام لایا جسے خلیفہ نے قبول کرلیا اور اس کو بلادری کا حاکم بنا کر مجد الدولہ کھف الامہ کا لقب دیا اس کے پاس خلعت اور جھنڈا بھیجا اسی طرح بدر بن حسنو یہ کے ساتھ کیا اس کو ناصر الدین والدولہ کا لقب دیا۔ بدر راہ خدا میں دل کھول کر خرچ کرنے والا تھا۔

اسی سال ابوعبداللہ بن جعفر جو ابن الوثاب سے مشہور ہے اپنے دادا الطائع کی طرف منسوب ہے دار الخلافہ کے قید خانہ سے بطیحہ کی طرف فرار ہو گیا بطیحہ کے حاکم مھذب الدولہ نے اس کو پناہ دیدی پھر قادر باللہ نے اس کو پکڑنے کے لئے کچھ آدمیوں کو بھیجا جو اسے گرفتار کر کے لے آئے اب اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں لیکن اس کے باوجود وہ دوبارہ بھاگ کر بلادِ کیلان کی طرف چلا گیا وہاں جا کر اس نے خلیفہ الطائع ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہاں کے باشندوں نے اس کی تصدیق کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی عشر وغیرہ اس کو دیتے رہے اتفاق سے ان کا کوئی آدمی کسی کام سے بغداد آیا اس نے لوگوں سے اس کی حقیقت کے بارے میں باز پرس کی تو پتہ چلا کہ وہ جھوٹا ہے تب جا کر لوگوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اس کے معاملات ختم ہو گئے۔ اسی سال مصریوں کے امیر نے لوگوں کو حج کرایا حرمین میں خطبہ میں حاکم ابیری کا نام لیا گیا۔

**الخطابی** ...... یہ ابوسلیمان حمد یا احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب الخطابی البستی ہیں۔ مشہور سردار بڑے فقیہ متعدد کتابوں معالم السنن شرح وغیرہ کے مصنف ہیں ان کے عمدہ اشعار میں دو شعر یہ ہیں:

(۱) ...... جب تک تم زندہ ہو لوگوں سے اخلاق حسنہ سے پیش آ ؤ اس لئے کہ تم دار المدارۃ میں ہو۔

(۲) ...... میرے گھر سے واقف ناواقف سب عنقریب کچھ دنوں میں بہت سی شرمندگیوں کے ساتھی کو دیکھ لیں گے۔

**الحسین بن احمد بن عبداللہ** ...... یہ حسین بن احمد بن عبداللہ ابن عبدالرحمٰن بن بکر بن عبداللہ الصیر فی الحافظ المطبق ہیں، اسماعیل صفار ابن سماک نجار خلدی ابوبکر الشاشی سے حدیث کی سماعت کی ان سے ابن شاہین ازھری تنوخی سے احادیث کی سماعت کی۔

ازھری سے منقول ہے کہ ازھری ایک روز حسین بن احمد کے پاس گئے اس وقت ان کے سامنے بہت سارے اجزاء رکھے ہوئے تھے جب کسی حدیث کی سند بیان کرتے تو اس کا متن زبانی پڑھتے جب متن بیان کرتے تو اس کی سند زبانی پڑھتے ازھری کہتے ہیں کہ میں نے بھی ان کے ساتھ چند بار ایسا ہی کیا تھا لیکن وہ حدیث کی سند اور متن کے مطابق بیان کرتے تھے۔ امام الزہری کا قول ہے کہ حسین بن احمد ثقہ تھے ان کے حاسدین نے ان پر اعتراضات کئے ہیں۔

خطیب نے نقل کیا ہے کہ ابوالفوارس نے حسین بن احمد پر شیوخ سے احادیث سن کر ان میں اضافہ کا اور مقطوع احادیث کو متصل بنانے کا الزام لگایا ہے۔ اسی سال ربیع الاول میں اے سال کی عمر میں وفات پائی۔

**صمصامۃ الدولہ** ...... یہ صمصامۃ الدولہ بن عضد الدولہ بلادِ فارس کے حاکم ہیں ان کے چچازاد بھائی نے ان کو ختم کرنا چاہا ان سے بھاگ کر اکراد کی جماعت میں جا کر پناہ لی۔ اکراد نے جب ان پر قابو پالیا تو صمصامہ کا سارا مال لوٹ لیا بالآخر ابونصر بن بختیار کے ساتھیوں نے ان کو پکڑ کر قتل کر دیا اور ان کا سر جدا کر کے ابن بختیار کے سامنے رکھ دیا اسے دیکھ کر ابن بختیار نے کہا یہ تمھارے باپ کی جاری کی ہوئی سنت ہے یہ واقعہ اسی سال ذی الحجہ کا ہے اس وقت صمصامہ کی عمر ۳۵ سال تھی اس کا دور حکومت نو سال چند ماہ پر محیط ہے۔

**عبدالعزیز بن یوسف بن حطان** ...... یہ عبدالعزیز بن یوسف بن حطان ابوالقاسم ہیں عضد کے خطوط کے کاتب تھے اس کے بعد اس

کے لڑکے بہاء الدولہ کے پانچ ماہ تک وزیر رہے شاعر بھی تھے۔اس سال شعبان میں وفات ہوئی۔

**محمد بن احمد** ۔۔۔۔۔۔ یہ محمد بن احمد ابن ابراہیم ابوالفتح ہیں جو غلام شنبوذی سے مشہور ہیں۔قرآت اوران کی تفاسیر کے عالم تھے بعض کا قول ہے کہ محمد بن احمد نے قرآن کے لئے شواہد کے طور پر پچاس ہزار اشعار یاد کئے اس کے باوجود ابی الحسین بن شنبوذ سے ان کی مرویات پر لوگوں نے اعتراضات کئے ہیں دار قطنی نے ان اعتراض کو برا سمجھا ہے اسی سال ماہ صفر میں وفات ہوئی سن ولادت ۳۳۱ ہے۔

## واقعات ۳۸۹ھ

اسی سال سبکتگین نے بلاد خراسان پر حملہ کر کے سامانیوں کے قبضہ سے اسے چھین لیا سبکتگین کی ان گزشتہ سالوں سے لڑائی جاری تھی بالآخر سبکتگین نے ان کی حکومت ختم کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا نام ونشان ختم کر دیا اس کے بعد ماوراء النھر کے ترکی بادشاہ سے مقابلہ کا ارادہ کیا یہ ارادہ بڑے خاقان (جسے فائق کہا جاتا تھا) کی وفات کے بعد کیا ان سے مسلسل لڑائیاں جاری رہیں۔

اسی سال بہاء الدولہ نے بلاد فارس اور خوزستان پر قبضہ کیا۔سال رواں ہی میں شیعوں نے اٹھارہ ذی الحجہ کو یوم عزیز ختم منانے کا ارادہ کیا کچھ سنیوں نے ان کے مقابلہ میں کہا اس دن تو آپ علیہ السلام اور صدیق اکبر ہجرت کے موقع پر غار میں محصور رہے اس کی وجہ سے شیعوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا حالاں کہ سنیوں کی یہ بات جہالت پر مبنی ہے اس لئے کہ ہجرت کا واقعہ ربیع الاول کے شروع میں پیش آیا تھا آپ علیہ السلام اور صدیق اکبر تین دن غار میں رہ کر بارہ ربیع الاول کو مدینہ پہنچے یہ بالکل ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے۔ایک موقعہ پر شیعوں نے دس محرم کو یوم حسین مناتے ہوئے ماتم کیا حضرت حسین کی شہادت پر غم کا اظہار کیا ان کے مقابلہ میں کچھ جاہل اہل سنت نے بارہ محرم کو حضرت مصعب کے قتل کا دعوی کر دیا، شیعوں کی طرح انہوں نے بھی ماتم کیا حضرت مصعب کی قبر کی زیارت کی انہوں نے بدعت کا مقابلہ بدعت سے کیا حالاں کہ بدعت سنت صحیحہ سے ختم ہوتی ہے نہ کہ بدعت سے۔اس زمانہ میں تیز ہوا بادلوں کے ساتھ سخت سردی ہوئی جس نے بغداد کے بہت سے کھجور کے درختوں کو اکھیڑ دیا ان کے درست کرنے میں دوسال لگے۔

اسی سال عراقی حاجیوں کے قافلہ میں الشریف رضی اور مرتضیٰ نے بھی شرکت کی لیکن راہ میں دیہاتیوں کے امیر ابن الجراح نے ان کو یرغمال بنا لیا نو ہزار دینار دے کر انہوں نے اپنی جان چھڑائی۔

**زاہد بن عبداللہ** ۔۔۔۔۔۔ یہ زاہد بن عبداللہ ابن احمد بن محمد بن عیسیٰ السرخسی المقری الفقیہ المحدث ہیں خراسان میں اپنے زمانہ کے شیخ تھے۔ابن مجاہد استاد تھے فقہ کی تعلیم شافعیہ کے امام ابواسحاق مروزی سے حاصل کی لغت، ادب اور نحو ابوبکر بن انباری سے پڑھا اسی سال ربیع الاول میں چھیانوے سال کی عمر پا کر وفات پائی۔

**عبداللہ بن محمد بن اسحاق** ۔۔۔۔۔۔ یہ عبداللہ بن محمد بن اسحاق ابن سلیمان بن مخلد بن ابراہیم بن مروز ابوالقاسم ہیں جو ابن حبابہ سے مشہور ہیں بغوی ابوبکر بن ابی داود اور ان کی جماعت سے احادیث روایت کی ہے کہ یہ ثقہ و مامون سند یافتہ تھے۔سن ۲۹۹ میں بغداد میں پیدا ہوئے اسی سال نوے سال کی عمر میں جمادی الآخریٰ میں وفات پائی شافعیہ کے شیخ ابوحامد نے نماز جنازہ پڑھائی۔جامع منصور کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

## واقعات ۳۹۰ھ

اسی سال ارض بحستان میں لوگ گڑھے کھود رہے تھے کہ سونے کی کان برآمد ہوئی لوگوں نے اس سے سرخ سونا نکالا۔اسی زمانہ میں امیر ابونصر بختیار فارس کے حاکم قتل کئے گئے۔بہاء الدولہ نے اس پر قبضہ کر لیا۔

سال رواں ہی میں قادر باللہ نے واسط اس کے اردگرد علاقوں کا ابو حازم محمد بن حسن واسطی کو قاضی مقرر کیا دار الخلافہ میں عہد نامہ پڑھ کر سنایا گیا قاضی نے ایک طویل وصیت نامہ لکھ کر اس کے سپرد کیا جو موعظۂ حسنہ، اور امر و نواھی پر مشتمل تھا۔

## خواص کی وفات

**احمد بن محمد** ...... یہ احمد بن محمد ابن ابی موسیٰ ابو بکر ھاشمی الفقیہ المالکی ہیں مدائن وغیرہ کے قاضی رہ چکے ہیں جامع منصور میں خطبہ بھی دیتے رہے متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کیا ان سے جمِ غفیر اور دار قطنی وغیرہ نے سماعت کیا پاک دامن گناہوں سے کنارہ کش دیندار و ثقہ تھے۔ اسی سال ۷۵ سال کی عمر میں محرم میں وفات پائی۔

**عبید اللہ بن عثمان بن یحییٰ** ...... یہ عبید اللہ بن عثمان بن یحییٰ ابو القاسم الدقاق ہیں ابن حنیفہ سے مشہور ہیں ان کے دادا قاضی ابو العلی بن فراء کا قول ہے حنیفہ نون کے بجائے حلیفہ لام کے ساتھ ہے احادیث کا سماع بالکل صحیح کیا، ان سے ازھری نے روایت لی ہیں یہ ثقہ مامون حسن اخلاق کے مالک تھے۔ ان جیسا آدمی کبھی بھی نہیں دیکھا گیا۔

**الحسین بن محمد بن خلف** ...... یہ حسین بن محمد بن خلف ابن الفراء ہیں جو قاضی ابو لعلی کے والد ہیں۔ صالح مذہب ابی حنیفہ کے فقیہ تھے۔ حدیث کی اسناد بیان کی ان سے ان کے صاحبزادے محمد بن حسن نے روایات لی ہیں۔

**عبد اللہ بن احمد** ...... یہ عبد اللہ بن احمد ابن علی بن ابی طالب ہیں ہیں۔ بغدادی ہیں مصر میں رہے وہیں احادیث بیان کی ان سے حافظ عبد الغنی بن سعید مصری نے سماع کیا۔

**علیہ السلام عمر بن ابراہیم** ...... یہ عمر بن ابراہیم ابن احمد ابو نصر ہیں کتانی سے مشہور ہیں سن ولادت ۳۰۰ ہے بغوی ابن مجاہدہ ابن صاعد وغیرہ سے روایتیں لی ہیں ان سے زھری وغیرہ نے روایتیں لی ہیں یہ ثقہ صالح تھے۔

**محمد بن عبد اللہ بن حسین** ...... یہ محمد بن عبد اللہ بن حسین بن عبد اللہ بن ھارون ابو حسین الدقاق ہیں جو ابن اخی میمی سے مشہور ہیں بغوی وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا ان سے ایک جماعت نے احادیث کا سماع کیا بوڑھے ہونے کے باوجود مرتے دم تک احادیث لکھتے رہے نوے سال عمر تھی۔ ثقہ مامون دیندار فاضل تھے اسی سال ۲۸ شعبان جمعہ کی شب وفات ہوئی۔

**محمد بن عمر بن یحییٰ** ...... یہ محمد بن عمر بن یحییٰ ابن حسین بن زید بن علی بن ابی طالب الشریف ابو الحسین العلوی الکوفی ہیں سن ولادت ۳۱۵ ہے ابو العباس بن عقدہ وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا بغداد میں رہے، بہت بڑے مال و جائیداد کے مالک کا دبدبہ بہت تھا عالی ہمت تھے اپنے زمانہ کے علماء پر فائق تھے ایک وقت عضد الدولہ نے ان پر جرمانہ عائد کر کے ان کے تمام اموال پر قبضہ کر لیا تھا جیل بھی بھیجا تھا بعد میں شرف الدولہ بن عضد الدولہ نے رہا کر دیا پھر بہاء الدولہ نے بیس لاکھ دینار کا ان پر جرمانہ عائد کر کے قید خانہ میں ڈال دیا پھر رہا کر کے بغداد کا نائب حاکم بنا دیا۔ بعض کا قول ہے کہ ان کی جائیداد بہت زیادہ تھی بڑے دبدبے اور وسیع حکومت کے مالک تھے۔

**الاستاد ابو الفتوح برجوان** ...... یہ حاکمیہ کی حکومت میں انتظامی امور کے نگراں تھے ان ہی کی طرف قاہرہ کا ایک محلّہ برجوان منسوب ہے اولاً عزیز بن معز کے غلام تھے پھر حاکم کے ہاں تمام امور کے فرماں رواں بن گئے پھر شاہی محل میں ان کے قتل کا حکم دے دیا گیا۔ امیر ریدان نے (جن کی طرف باب فتوح کے باہر کا حصہ دیرانیہ منسوب ہے) ان کے پیٹ میں چھرا گھونپ کر انہیں قتل کر دیا۔ میراث میں بہت جائیداد چھوڑی

ایک ہزار پچاس پاجامے ان کے کمر بند بھی ریشم کے ایک ہزار تھے۔یہ باتیں ان کی خلکان نے بیان کی ہیں۔حاکم نے ان کی جگہ امیر حسین القائد جوہر کو متعین کیا۔

**الجریری المعروف بابن طرار** ...... یہ الجریری المعافی بن زکریا بن یحییٰ بن حمید بن حماد بن داؤد ابوالفرج النھر وانی القاضی ہیں۔اس لئے کہ انہوں نے حکم میں نیابت کی تھی۔الجریری اس لئے کہ انہوں نے ابن جریر طبری کی خدمت کی تھی انہیں کے مذہب پر کاربند تھے۔اس لئے انہیں کی طرف منسوب ہوئے۔بغوی ابن صاعد وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ان سے ایک جماعت نے حدیث روایت کی ثقہ مامون علم فاضل صاحب ادب تمام فنون کے ماہر تھے متعدد کتابیوں انہوں نے تصنیف کیں۔

ائمہ شافعیہ میں سے شیخ ابو محمد کے سامنے جب معافی آتے تو فرماتے تمام علوم حاضر ہو گئے ہیں نیز انہیں کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ یہ وفات کے بعد سب سے بڑے عالم کو میرے مال کا تیسرا حصہ دے دینا تو اس کی وفات کے بعد معافی کو مال کا تہائی حصہ دے دیا جائے کیوں کہ سب سے بڑے عالم وہی ہیں۔کسی کا قول ہے کہ ایک رئیس کے گھر میں بہت سے فضلاء جمع ہوئے ان میں معافی بھی تھے فضلا کہنے لگے آج کس علم پر مذاکرہ ہو جائے تو بہتر ہے اس گھر میں کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا،معافی نے صاحب خانہ سے کہا اپنے غلام سے کوئی کتاب منگواؤ اور جو کتاب بھی لے آئے گا اسی پر ہم مذاکرہ کریں گے حاضرین نے ان کے علم پر بڑا تعجب کیا خطیب نے ان کے چند اشعار نقل کئے ہیں۔

ترجمہ......(۱)......میرے حاسد سے کہہ دو تم کسی کی بے ادبی کر رہے ہو۔

(۲)......تم اللہ کی بے ادبی کر رہے ہو اس لئے کہ اسی نے مجھے یہ نعمت عطا کی ہے۔

(۳)......اس نے میرے علم میں اضافہ کر کے تمھیں تمھارے حسد کا بدلہ دیدیا۔اور تم پر علم کے ذرائع بند کر دیئے۔اسی سال ذی الحجہ میں پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

**ابن فارس** ...... یہ الجمل کتاب کے مصنف ہیں پچانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔

**ام اسلامۃ** ...... یہ ام سلامیہ قاضی البدبار احمد بن کامل بن خلف بن سخرہ ام فتح کی لڑکی تھی۔محمد بن اسماعیل نصلانی وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا ہے ان سے ازھری تنوفی ابویعلی بن فراء وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا ان کی دینداری فضیلت سعادت پر لوگوں نے تعریف کی ہے سن ولادت ۳۹۱ ماہ رجب ہے اور سن وفات ۳۹۰ ماہ رجب ہے ۹۲ سال کی عمر تھی۔

## واقعات ۳۹۱ھ

اسی سال خلیفہ قادر نے اپنے بعد اپنے لڑکے ابی الفضل کی ولی عہدی کے لئے لوگوں سے بیعت لی منبروں پر خطبہ میں نام ظاہر کیا اس وقت اس کی عمر آٹھ سال چند ماہ تھی کیوں کہ ایک شخص عبداللہ بن عثمان الواثقی نے بلاد ترک میں سے کسی نے دعوی کیا کہ قادر باللہ نے ولی عہد بنا دیا جب قادر کو پتہ چلا اس نے اس کو تلاش کرایا لیکن وہ کہیں چھپ گیا پھر کسی بادشاہ نے اسے پکڑ کر قلعہ میں بند کر دیا۔حتیٰ کہ اس کی وفات ہوگئی اسی وجہ سے قادر نے اپنے لڑکے کے لئے لوگوں سے بیعت لی تھی اسی سال ذی القعدہ میں قادر کا لڑکا ہوا اس کا نام ابوجعفر عبداللہ بن قادر تھا وہی خلیفہ بنا۔

اسی زمانہ میں امیر حسام الدولہ نے مقلد بن مسیب کو انبار کے شہروں میں اچانک قتل کر دیا کیوں کہ وہ حکومت کا خواب دیکھ رہا تھا کسی ترکی غلام نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد اس کا لڑکا قراہیس اس کا قائم مقام بنا۔اس سال مصریوں نے حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**جعفر بن فضل بن جعفر** ...... یہ جعفر بن فضل بن جعفر ابن محمد بن فرات ابوالفضل ہیں جو ابن حنزابہ سے مشہور ہیں سن ۳۰۸ میں بغداد میں پیدا ہوئے دیار مصر میں رہے کافور اخشیدی کے وزیر رہے ان کے والد مقتدر کے وزیر تھے۔

محمد بن ھارون حضری اور ان جیسے بغدادی محدثین نے حدیث کا سماع کیا بغوی کی مجلس میں حاضر ہو کر حدیث کا سماع کیا حالاں کہ وہ ان کے معیار کے نہیں تھے لیکن پھر بھی کہتے تھے کہ جو بھی میرے پاس آئے غنیمت ہے مصر میں ان کی املاء حدیث کی مجلس بھی ہوتی دار قطنی میں حرف اس میں شرکت کے ارادے سے مصر کا سفر کیا ان کے لئے ایک مسند تخریج کی اس کے عوض انہیں کافی مالی رقم ملی ان سے دارقطنی وغیرہ جیسے اکابر نے احادیث روایت کی ہیں ان کے عمدہ اشعار میں سے دو شعروں کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱)...... نفس کو گم کرنے والے شخص نے حقیقت میں اس کو زندہ کیا اسے راحت بخشی وہ شخص اس کی وجہ سے تنگ دلی کے ساتھ رات نہیں گزارے گا۔

(۲)...... بیشک تیز آندھیاں بلند درختوں کو اکھاڑ دیتی ہیں۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کی وفات ماہ صفر یا ربیع الاول میں بیاسی سال کی عمر میں ہوئی قراضہ دفن کئے گئے بعض کا قول ہے کہ انہوں نے مدینہ میں ایک گھر خرید کر اس میں قبر بنائی تھی وفات کے بعد ان کو مدینہ منورہ منتقل کیا گیا تو وہاں کے اشراف نے ان کے سابقہ احسانات کی وجہ سے ان کا استقبال کیا انہیں اٹھا کر لے گئے افعال حج کرائے عرفات میں ٹھہرایا پھر مدینہ لا کر ان کے گھر میں دفن کر دیا۔

**ابن الحجاج شاعر** ...... یہ حسین بن احمد بن حجاج ابوعبداللہ الشاعر، اس کے اشعار میں اس قدر بے حیائی اور بے ہودگی ہوتی کہ زبان اس کے تلفظ سے اور کان اس کے سننے سے نفرت کرتے ہیں ان کے والد بھی بڑے حاکموں میں سے تھے یہ خود بھی عزالدولہ کے زمانہ میں بغداد میں محتسب تھے۔ چھ شخصوں کو اپنا نائب بنا کر خود رکیک شاعری اور فضول گوئی میں لگ گیا لیکن قطع نظر معنیٰ سے ان کے اشعار کے الفاظ میں اتنی قوت ہے کہ انتہائی خراب معانی کو بھی فصیح و بلیغ انداز میں پیش کرتے ہیں ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں۔

ایک مرتبہ مصر کے بادشاہ کے مدح سرائی کی تو اس نے خوش ہو کر ایک ہزار دینار دیئے۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابوسعید الاصطخری کی وجہ سے حجاج کو معزول کر دیا گیا یہ بے اصل ہے کیوں کہ ابوسعید کی وفات سن ۳۲۸ میں ہوئی تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ابوسعید کی وجہ سے حجاج کو معزول کر دیا گیا نیز یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ ابوسعید کے محتسب بننے کی امید پر حجاج کو معزول کر دیا گیا ہو۔ الشریف رضی نے ان کے اشعار ایک مستقل دیوان میں جمع کئے ہیں ان کی وفات پر الشریف رضی اور دیگر شعراء نے مرثیہ کہا ہے۔

**عبدالعزیز بن احمد بن حسن الجزری** ...... یہ حرم اور دارالخلافہ کے اردگرد کے علاقوں کے قاضی تھے اصحاب ظواہر ہونے کی وجہ سے مذہب داود پر عمل کرنے والے تھے مزاقیہ اور باریک بین تھے ایک بار دو شخص ان کے پاس جھگڑا لے کر آئے دوران خصومت ان میں سے ایک رو پڑا قاضی نے کہا تم اپنا وکالت نامہ دکھاؤ اس نے دکھایا قاضی نے اس کو پڑھ کر اس سے کہا تمھارے مؤکل نے تمھیں رونے کا وکیل نہیں بنایا اس پر تمام حاضرین ہنس پڑے اور وہ شخص بڑا شرمندہ ہوا۔

**عیسیٰ بن وزیر علی بن عیسیٰ** ...... یہ عیسیٰ بن وزیر علی بن عیسیٰ ابن داود بن جراح ابوالقاسم البغدادی ان کے والد بڑے وزراء میں سے تھے خلیفہ طائع کی بھی انہوں نے ملازمت کی ہے متعدد محدثین سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا ان کا سماع صحیح تھا تمام علوم کے جامع تھے منطق اور پہلے لوگوں کے علوم سے واقف تھے اسی وجہ سے بعض حضرات نے ان پر فلاسفہ ہونے کا الزام لگایا ان کے عمدہ اشعار میں سے دو شعروں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

(۱)...... عبہت سے مردہ اشخاص علم کے ذریعے زندہ ہو گئے بہت سے زندہ جہالت اور سرکشی کی وجہ سے مر گئے۔
(۲)...... تم علم کا شکار کرو تاکہ ہمیشہ زندہ رہو ایک ذرہ بھی جہالت میں زندگی مت گزارو۔
سن ولادت ۳۰۲ ہے اسی سال نواسی سال کی عمر میں وفات پائی بغداد میں اپنے گھر میں دفن کئے گئے۔

## واقعات ۳۹۲ھ

اسی سال محرم میں یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے بلاد ہند پر حملہ کیا ہند کا سربراہ راجہ جیپال بہت بڑا لشکر لے کر مقابلہ میں آیا دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ ہنود شکست کھا گئے ان کا سردار راجہ جیپال گرفتار کر لیا گیا اس کی گردن سے ۸۰ ہزار دینار کا ہار نکالا گیا اس جنگ میں مسلمانوں کو مال غنیمت بہت ملا انہوں نے متعدد شہروں کو فتح کیا پھر مسلمانوں کے بادشاہ محمود نے راجہ جیپال کو اس کے ملک والوں کے سامنے ذلیل و رسوا کرنے کے لئے رہا کر دیا راجہ جیپال جب ہند پہنچا تو اس نے خود کو آگ میں ڈال دیا جس کی وہ ہمیشہ عبادت کرتے ہیں آگ نے جلا کر اسے بھسم کر دیا۔

اسی زمانہ میں ربیع الاول میں بغداد کے باشندوں نے قطیعۃ الدقیق میں نصاریٰ کے عبادت خانہ کو آگ لگا دی وہ گرجا گھر گر گیا جس کے نیچے دبے مسلمانوں کی ایک پوری جماعت جس میں عورتیں اور بچے زیادہ تھے ہلاک ہو گئی۔

اسی سال رمضان میں مفسدین نے زور پکڑا جس کی وجہ سے لوٹ مار قتل و غارت گری بہت ہو گئی فتنے پھوٹ پڑے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ تین ذیقعدہ پیر کی رات چودھویں چاند کی روشنی کی طرح ایک روشن ستارا گرا کچھ دیر بعد روشنی ختم ہو گئی لیکن اس کا جثہ باقی رہا جو دو ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا لیکن کچھ دیر بعد وہ بھی غائب ہو گیا۔

اسی ماہ میں حاجی حضرات حج کی نیت سے خراسان کی نیت سے بغداد پہنچے لٹیروں کی طرف سے لوٹ مار کے ساتھ ساتھ انہیں یہ خبر بھی ملی کہ اس مرتبہ نہ تو کوئی حاجیوں کا مددگار ہوگا نہ ان کا کوئی نگراں ہوگا مجبوراً وہ اپنے شہروں کو واپس لوٹ آئے بلاد مغرب سے اسی سال کسی نے حج نہیں کیا۔

اسی سال عرفہ کے روز بہاء الدولہ کے ہاں دو جڑواں بچوں کی پیدائش ہوئی سات سال بعد ایک کا انتقال ہو گیا دوسرا زندہ رہا حتیٰ کہ اپنے والد کے بعد بادشاہ بنا اس کا لقب شرف الدولہ تھا۔ اسی سال مصریوں نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

ابن جنی کے حالات ...... یہ ابو الفتح عثمان بن جنی الموصلی النحوی اللغوی نحو و لغت کی مشہور اور متداول کتب کے مصنف ہیں، جنی رومی سلیمان بن فھد بن احمد الازدی الموصلی کے غلام تھے اسی سلسلہ کے ان کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

(۱)...... اگر میں بلا نسبت ہو گیا ہوں تو میرا علم تمام مخلوق میں میری نسبت ہے۔
(۲)...... میری تو نسبت بھی ہے عظیم شریف سردار لوگوں سے۔
(۳)...... وہ ایسے شہنشاہ ہیں جب گفتگو پر آمادہ ہو جائیں تو بڑے بڑے خطیبوں کو زیر کر دیتے ہیں۔
(۴)...... وہی لوگ ہیں جن کے لئے نبی نے دعا کی ان کی شرافت کے لئے نبی کی دعا کافی ہے۔

بغداد میں رہے وہیں درس دیتے رہے حتیٰ کہ اس سال تین صفر جمعہ کی شب وفات پائی۔
ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کی ایک آنکھ عیب دار تھی اس سلسلہ کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱)......بغیر میرے کسی قصور کے مجھ سے تمھاری بے اتفاقی تمھارے بدنیت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔
(۲)......تمہاری زندگی کی قسم جس قدر میں رویا ہوں اس سے مجھے اپنی ایک آنکھ پر خطرہ ہوگیا ہے۔
(۳)......اگر مجھے تمھارے دیکھنے کا خوف نہ ہوتا تو مجھے اس کے چھوڑنے میں کوئی فائدہ نہ ہوتا۔
بعض کا قول ہے کہ یہ اشعار ابن جنی کے نہیں ہیں بلکہ ایک بھینگے شخص کے ہیں ان کا اپنا ایک شعر اپنے ایک بھینگے غلام کے بارے میں ہے:
اس کی ایک آنکھ ساری آنکھوں کو لگی ہوئی ہے اس کی ایک آنکھ کو ساری آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔

**علی بن عبدالعزیز:**...... یہ علی بن عبدالعزیز ابوالحسن الجرجانی الشاعر الماھری کے قاضی تھے احادیث کا سماع کیا علوم میں اتنی ترقی کی کہ لوگوں نے انہیں بے مثال منفرد عالم مان لیا ان کے اشعار میں سے چند عمدہ اشعار:
(۱)......لوگ کہتے ہیں تمھاری طبیعت میں انقباض ہے انہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو ذلت کے مقام سے دور ہوگیا۔
(۲)...... میں لوگوں کو دیکھتا ہوں جو ان سے قریب ہوگیا وہ ذلیل ہوگیا، جس کو عزت نفس نے شریف بنایا وہی شریف بن سکا۔
(۳)......مجھ سے لالچ پیدا ہو یا میں اسے مطلب برآری کے لئے سیڑھی بناؤں تو میں اس وقت علم کی بے قدری کرنے والا ہوں گا۔
(۴)......جب مجھ سے کہا گیا کہ یہ لالچ ہے میں نے کہا میں بھی دیکھ رہا ہوں لیکن آزاد شخص پیاس برداشت کر لیتا ہے۔
(۵)...... میں نے ہر کس و ناکس کی خدمت کرنے کے لئے علم حاصل نہیں کیا میں نے اس لئے علم حاصل کیا ہے کہ میری خدمت کی جائے۔
(۶)......کیا یہ ممکن ہے کہ میں محنت کر کے ایک درخت لگاؤں اور اس کے بدلہ ذلت حاصل کروں پھر تو جاہل رہنا ہی بہتر ہے۔
(۷)......اگر اہل علم اس کی حفاظت کرتے تو وہ بھی ان کی حفاظت کرتا اگر وہ لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت بٹھاتے تو وہ خود بھی عزت پاتے۔
(۸)......لیکن انہوں نے اس کی بے عزتی کی تو وہ بے عزت ہوں اور انہوں نے لالچ میں پھنس کر اس کو گندہ کر دیا حتیٰ کہ وہ بھی ترش روئی سے پیش آیا۔
(۹)......میں نے زندگی کی لذت کو لالچی نہیں کیا حتیٰ کہ میں نے گھر اور کتاب کو ہم نشین بنالیا۔
(۱۰)......میرے نزدیک علم سے زیادہ لذیز کوئی شے نہیں اس لئے اس کے ماسوا کو میں مونس نہیں بناتا۔
(۱۱)......اگر تم مال کی ذخیرہ اندروی کرنا چاہو تنگی کے زمانہ کے لئے۔
(۱۲)......تو صبر کے ذریعے خوشحالی کے زمانہ کا انتظار کرو۔
(۱۳)......اگر تم نے ایسا کرلیا تو تم مالدار بن جاؤ گے۔
اسی سال وفات پائی تابوت کو جرجان لے جایا گیا وہیں دفن ہوئے۔

## واقعات ۳۹۳ھ

اسی سال خلیفہ الطائع للہ کی وفات ہوئی جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے اسی زمانہ میں سالار لشکر نے شیعوں کو عاشورہ کے موقع پر اور جاہل سنیوں کو باب بصرہ باب شعیر کے سامنے اٹھارہ ذی الحجہ کو حضرت مصعب بن زبیر کے یوم شہادت پر ماتم کرنے سے منع کر دیا چنانچہ دونوں فریقوں نے

اس حکم پر عمل کیا۔
سال رواں ہی میں محرم کے آخر میں بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابو غالب محمد بن خلف کو وزارۃ سے معزول کر کے اس پر ایک لاکھ جرمانہ عائد کیا۔ اسی سال صفر کے شروع میں غلہ کی گرانی بہت ہوگئی گندم کا اتنا قحط ہوا کہ اس کا ایک کر ایک سو بیس دینار میں فروخت ہونے لگا۔
اسی زمانہ میں سالار لشکر نے سر من رای آ کر سید الدولہ ابوالحسن علی بن مزید سے سالانہ چالیس ہزار دینار کا مطالبہ کیا جسے اس نے قبول کر کے اپنی عوام پر تقسیم کر دیا۔ سال رواں ہی میں ابوالعباس الضبی ری سے بھاگ کر بدر بن حسنو یہ کے پاس آ گیا اس نے اس کا اکرام کیا اور مجد الدولہ ابو علی الطیر کی جگہ پر وزیر بنا دیا۔
اسی سال حاکم نے دمشق اور شامی لشکروں پر ابو محمد الاسود کو نائب حاکم بنا دیا کچھ دنوں کے بعد الحاکم کو خبر ملی ابو محمد نے ایک مغربی شخص کو شیخین کی توہین کرنے پر سزا دے کر شہر میں گشت کرایا ہے حاکم نے شیعہ سنیوں کے درمیان لڑائی چھڑ جانے کے خوف سے مکر وفریب کر کے ابو محمد کو معزول کر دیا۔ اسی سال ڈاکوں اور بدوؤں کے خوف سے کسی عراقی نے حج ادا نہیں کیا۔

## خواص کی وفات

**ابراہیم بن احمد بن محمد** ...... یہ ابراہیم بن احمد بن محمد ابواسحاق الطبری الفقیہ المالکی ہیں بغداد کے مشہور لوگوں میں سے ہیں قرآت کے شیخ ہیں متعدد محدثین عظام سے حدیث کا سماع کیا دار قطنی نے ان سے پانچ سو جز احادیث کے تخریج کئے، کریم تھے، اہل علم پر خوب دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے۔

**الطائع للہ عبدالکریم بن مطیع** ...... ان کی وزارت سے معزولی اور دیگر قصے گزر چکے ۷۵ یا ۷۶ سال کی عمر میں عید الفطر کی شب وفات پائی سترہ سال چھ ماہ پانچ یوم خلافت رہی جنازہ میں بڑے بڑے لوگوں نے شرکت کی رصافہ میں دفن ہوئے۔

**محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس بن زکریا** ...... محمد بن عبدالرحمٰن بن عباس بن زکریا ابوطاہر المخلص بہت زیادہ احادیث روایت کرنے والے شیخ ہیں بغوی، ابن صاعد، ایک جماعت سے احادیث کی سماعت کی ان سے برقانی، ازھری، خلال تنوخی نے احادیث روایت کی صالحین میں سے تھے اسی سال بیاسی سال کی عمر میں رمضان میں وفات پائی۔

**محمد بن عبداللہ** ...... محمد بن عبداللہ ابوالحسن السلامی بہترین شاعران کے اشعار مشہور ہیں عضد الدولہ کی مدح میں قصیدے کہے ہیں۔

**میمونہ بنت شاقلہ الواعظہ** ...... حافظ قرآن تھی ایک دن وعظ میں کہنے لگیں کہ یہ کپڑے جو میرے بدن پر ہیں مسلسل سینتالیس سال سے استعمال کر رہی ہوں اس کا سوت میری والدہ کا کاتا ہوا ہے اب تک یہ کپڑا نہیں پھٹا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والے شخص کے جسم پر کپڑا جلدی پرانا نہیں ہوتا۔
ان کے لڑکے کا قول ہے کہ ہمارے گھر کی دیوار گرنے کے قریب ہوگئی میں نے والدہ سے کہا کیوں نہ ہم اس کی بنیاد درست کریں تا کہ اس دیوار کی بھی مرمت ہو جائے والدہ نے ایک پرچی پر کچھ لکھ کر دیا اس کو دیوار میں کسی جگہ رکھ دو چنانچہ میں نے دیوار پر ایک جگہ رکھ دیا اس کی برکت سے وہ دیوار دس سال تک قائم رہی والدہ کی وفات کے بعد میں نے اس پرچی کو اٹھا کر دیکھا تو اس پر قرآن کی ایک آیت لکھی ہوئی تھی:

اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کو بے جگہ ہونے اور ٹوٹنے پھوٹنے سے روکنے کے لئے ہے۔ (سورۃ فاطر آیت ۴۱)

اے آسمانوں اور زمین کو روکنے والے اللہ! اس دیوار کو گرنے سے روک لے۔

## واقعات ۳۹۴ھ

اسی سال بہاء الدولہ نے ابواحمد الحسین بن احمد بن موسیٰ الموسوی کو قاضی القضاۃ موسم حج کی نگرانی مظلوموں کی فریادرسی طالبین کی نقابت ان عہدوں پر فائز کیا یہ تقرری سیراج میں ہوئی جب تقرری نامہ بغداد خلیفہ کے سامنے آیا تو خلیفہ نے ان کو قاضی القضاۃ تسلیم نہیں کیا جن کی وجہ سے ان کا معاملہ موقوف ہوگیا۔

اسی زمانہ میں ابوالعباس بن واصل نے بلاد بطیحہ سے مہذب الدولہ کو نکال کر خود بادشاہ بن گیا۔ مہذب الدولہ کے لشکروں نے ان سے دوبارہ ملک چھیننے کی کوشش کی لیکن ابوالعباس نے ان کو شکست دیدی ان کے اموال پر قبضہ کرلیا جو تیس ہزار دینار پچاس ہزار درہم تھے۔

اسی زمانہ میں عراقی حاجیوں کا ایک قافلہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ روانہ ہوا ان کے ساتھ دو نوجوان بہت عمدہ قرآن پڑھنے والے بھی تھے ایک کا نام ابوالحسن الرفا دوسرے کا نام ابوعبداللہ بن زجاجی تھا راستہ میں بدوؤں کا امیر الصفیر ان کے درمیان حائل ہوگیا ان دونوں نوجوانوں نے اس خیال سے کہ یہ حجاج سے کچھ لے کر ان کو چھوڑ دے۔ اس کے سامنے بیٹھ کر بہت عمدہ آواز میں قرآن کی تلاوت کی اس کو بہت پسند آئی اس نے ان سے پوچھا بغداد میں تمھاری گھریلو زندگی کیسی ہے انہوں نے کہا الحمداللہ بہت اچھی ہے لوگ ہمیں سونا چاندی ہدیہ میں دیتے ہیں پھر اس نے پوچھا کسی نے آج تک تمھیں دس لاکھ دینار دیئے ہیں انہوں نے جواب دیا ایک ہزار درہم بھی نہیں دیئے انہوں نے کہا میں تمھیں اس وقت دس لاکھ دینار دیتا ہوں اور تمھاری وجہ سے سب حجاج کو چھوڑتا ہوں اگر تم نہ ہوتے تو میں دس لاکھ دینار لے کر بھی ان کو نہیں چھوڑتا چنانچہ اس نے دس لاکھ دینار دے کر سب کو چھوڑ دیا راستے میں کسی نے بھی حاجیوں کو کچھ نہیں کہا تمام لوگ ان قاریوں کا شکر ادا کرتے ہوئے صحیح سالم حج پر پہنچ گئے۔

وقوف عرفہ کے موقع پر انہوں نے بڑے اچھے انداز شیریں زبان میں تلاوت کی لوگوں پر بڑا اثر ہوا چاروں اطراف سے لوگ ان کی تلاوت سننے کے لئے جمع ہوگئے لوگوں پر گریہ طاری ہوگیا لوگوں نے ان کے قافلہ والوں سے کہا کہ ان دونوں کو سفر میں ایک ساتھ نہیں لانا چاہیے کیوں کہ اگر کوئی حادثہ پیش آگیا تو دونوں ہلاک ہوجائیں گے اگر ایک ہوگا تو وہی حادثہ کا شکار ہوگا دوسرا محفوظ رہے گا۔ اسی سال خطبہ میں گزشتہ سالوں کی طرح مصریوں کا نام لیا گیا۔

امیر عراق نے بدوؤں کے خوف سے مدینہ جانے کے بجائے جلدی عراق جانے کا ارادہ کیا لوگوں کو مدینہ کی عدم حاضری پر بڑا دکھ ہوا اس موقع پر ان دونوں قاریوں نے مدینہ کے راستے پر کھڑے ہوکر قرآن کی اس آیت کی تلاوت کی:

> مدینہ والوں اور اس کے آس پاس بدوؤں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ذات پاک سے منہ موڑتے ہوئے اپنی جانوں کی فکر میں لگ جائیں۔ (سورۃ التوبہ آیت ۱۲۰)

یہ سن کر لوگوں پر ایک حالت طاری ہوگئی زاروقطار رونے لگے سب لوگ امیر سمیت مدینہ حاضر ہوئے وہاں سے فارغ ہوکر صحیح سالم اپنے وطن پہنچ گئے۔ وللہ الحمد۔

واپسی میں امیر نے ان دونوں قاریوں کے ساتھ ابی بکر بن بہلول کو عام امامت کے لئے اور رمضان تراویح کے لئے مقرر کر دیا ابی بکر بن بہلول بھی بہت عمدہ قاری تھے۔ عمدہ قرآت کی وجہ سے نمازیوں کا ان کے پیچھے ایک بڑا مجمع ہوتا تھا یہ تینوں قاری باری باری امامت کرتے ہر رکعت میں تیس آیت کی بقدر تلاوت کرتے نماز تراویح سے بہت دیر میں فارغ ہوتے ایک روز جامع منصور میں بہلول نے یہ آیت پڑھی:

> ''کیا مؤمنین کے لئے اب بھی یہ وقت نہیں آیا کہ ذکر اللہ اور جو کچھ حق کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے سن کر ان کے دل میں ڈر پیدا ہو''۔ (سورۃ الحدید آیت ۱۶)

ایک صوفی شخص نے ان سے اس آیت کے دوبارہ پڑھنے کو کہا دوبارہ آیت پڑھی سن کر صوفی نے کہا قسم خدا اب وہ وقت آگیا ہے اس کے بعد اس صوفی کی روح نکل گئی۔

شیخ ابن الدفا جو بہت عمدہ قاری تھے کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا ہے انہوں نے اپنی زندگی میں جامع رصافہ میں اسی آیت کی تلاوت کی ایک صوفی منش شخص نے وجد میں آ کر کہا کیوں نہیں قسم بخدا ایسا وقت آ گیا ہے یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا دیر تک روتا رہا پھر یکدم خاموش ہو گیا اس وقت اس کی روح نکل چکی تھی۔

## خواص کی وفات

**ابوعلی الاسکافی** ......ابوعلی الاسکافی لقب موفق ہے بہاء الدولہ کے خواص میں سے تھے۔ بہاء الدولہ نے ان کو بغداد کا والی بنایا یہود سے بہت مال وصول کیا پھر بھاگ کر بطیحہ چلے گئے دو سال وہاں رہے پھر بغداد آ گئے۔ بہاء الدولہ نے دوبارہ وزیر بنا دیا، نڈر جنگ جیتنے والے تھے پھر بہاء الدولہ نے سزا دے کر اسی سال اس کو قتل کر دیا۔

## واقعات ۳۹۵ھ

اسی سال مہذب الدولہ بغداد واپس آ گیا ابن واصل نے اس سے کوئی مزاحمت نہیں کی ابن واصل نے مہذب الدولہ کو سالانہ پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا۔ اسی زمانہ میں افریقہ میں غلہ کی گرانی بہت ہو گئی حتیٰ کہ مطبخ اور حمام بند ہو گئے ہلاکت کے خوف سے بہت سے لوگ نقل مکانی کر گئے رہنے والوں میں سے اکثر غلہ کی گرانی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اللہ تعالیٰ سے ہم حسن عاقبت کی درخواست کرتے ہیں اسی سال حجاج راستہ میں پیاس کی شدت سے کافی ہلاک ہو گئے۔ خطبہ میں مصریوں کا نام لیا گیا۔

## خواص کی وفات

**محمد بن احمد بن موسیٰ بن جعفر کے حالات** [1] ......محمد بن احمد بن موسیٰ بن جعفر ابوالنصر البخاری ملاحی سے مشہور ہیں حفاظ حدیث سے ہیں بغداد آ کر محمد بن اسحاق عن البخاری سے احادیث بیان کیں۔ ہیثم بن کلیب وغیرہ سے روایت لیں ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث بیان کی ہیں مشہور محدثین میں سے تھے اسی سال بخاریٰ میں ۸۰ سال کی عمر میں شعبان میں وفات پائی۔

**محمد بن اسماعیل** ......یہ محمد بن اسماعیل علی بن حسین بن حسن بن قاسم ابن ابی حسن العلوی ھمذان میں پیدا ہوئے بغداد میں پھلے پھولے جعفر خلدی وغیرہ سے احادیث لکھی نیشاپور میں اصم وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا علی بن ابی ہریرہ سے فقہ شافعی کی تعلیم حاصل کی پھر شام آ کر صوفیاء کی صحبت اختیار کی حتیٰ کہ صوفیاء کے شیخ بن گئے بار ہا حج پر تشریف لے گئے اسی سال محرم میں وفات پائی۔

**ابوالحسین احمد بن فارس** ......یہ ابوالحسین احمد بن فارس ابن زکریا بن محمد بن حبیب اللغوی الرازی لغت میں کتاب مجمل کے مصنف ھمذان میں اقامت اختیار کی عمدہ عمدہ رسائل لکھے۔ مقامات کے مصنف بدیع نے ان سے علم وادب پڑھا ان کے عمدہ اشعار میں سے چند شعروں کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱)......میرے قریب سے پتلی کمر والی گٹھے ہوئے بدن والی ایک ترکی عورت گزری جو ترکی آدمی کی غمازی کر رہی تھی۔

(۲)......وہ میری طرف غور سے دیکھ رہی تھی فتنہ میں ڈالنے والی دلیل پیش کرنے سے عاجز۔

(۳)......جب تم کسی حاجت کے لئے کسی کو نمائندہ بنا کر بھیجو اور تم اس حاجت کے عاشق اور خواہش مند ہو۔

(۴)......تو کسی سمجھدار حکیم کو نمائندہ بنا کر بھیجو۔
ابن خلکان کا قول ہے کہ سن ۳۹۰ یا ۳۹۵ میں ان کی وفات ہوئی لیکن اول قول زیادہ مشہور ہے۔

## واقعات ۳۹۶ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال یکم شعبان جمعہ کی شب قبلہ کے بائیں جانب ایک تارہ نکلا جو روشنی اور جثہ میں زہرہ ستارہ کی طرح تھا اس کی شعاعیں چاند کی طرح زمین پر پڑتیں۔ پندرہ ذیقعدہ کے بعد وہ غائب ہو گیا۔ اسی زمانہ میں پورے بغداد کا محمد اکافانی کو قاضی بنایا گیا۔
اسی زمانہ میں قادر نے مجلس منعقد کر کے قرواش کو معتمد الدولہ کا لقب دے کر کوفہ کا امیر بنایا۔ سال رواں ہی میں الشریف الرضی اور مرتضیٰ کو ذی الحسنین اور ذا الجدین کا لقب دے کر طالبین کا نقیب بنایا گیا۔
اسی سال محمود سبکتگین نے ھند پر حملہ کر کے اس کے بڑے بڑے شہروں کو فتح کیا بہت مال چھینا ان کے ایک بادشاہ کو بھاگتے ہوئے گرفتار کر لیا اس کے ملک کے بتوں کو توڑ دیا۔ اس کے نفرت کرنے کے باوجود اپنا پٹکا اس کی کمر پر باندھ دیا اس کی چھوٹی انگلی کاٹ کر اسے ذلیل کرنے کے لئے اسے رہا کر دیا۔
اسی سال خطبہ میں حاکم عبیدی کا نام لیا گیا اس نے ایک نئی چیز ایجاد کی کہ اس کے نام پہ کھڑے ہو جائیں گے اور مصر والوں کو سجدہ کا بھی حکم دیا چاہے نماز میں ہوں یا بازار میں ہوں۔

## خواص کی وفات

**ابوسعید اسماعیلی**......ابراہیم بن اسماعیل ابوسعید جرجانی ہیں جو اسماعیلی سے مشہور دارقطنی کی زندگی میں بغداد آ کر اپنے والد سے روایت کی ان سے فلاں تنوخی نے روایت کی یہ ثقہ وفقیہہ اور مذہب شافعی پر عمل کرنے والے تھے۔ عربی زبان کے ماہر، فیاض، اہل علم پر خوب خرچ کرنے والے، اس علاقے کے خود اور لڑکے بھی سردار تھے۔
خطیب کا قول ہے کہ میں نے شیخ ابوالطیب سے سنا ابوسعید اسماعیلی بغداد آئے فقہاء نے ان کے اعزاز میں دو مجلسیں منعقد کیں ایک کا امیر ابوحامد الاسفرائنی کو دوسری کا امیر ابومحمد الباجی کو بنایا، باجی نے اپنے صاحب زادے کے ذریعہ معافی بن زکریا الجریر کو پیغام بھیجا کہ وہ اس مجلس میں شرکت کے ذریعے اس کو رونق بخشیں اور اس کے ہاتھ پر دو شعر بھی لکھے۔

(۱)......اگر قاضی محترم اپنے دوست اور ساتھی پر کرم فرمائیں تو وہ اس کو اپنے لئے شکر گزار پائیں گے۔
(۲)......مجھے آپ سے ایک کام بھی ہے جسے میرا لڑکا بیان کر دے گا اس میں احسان مندی کا آپ سے سوال کیا گیا ہے۔ جریر نے جواب میں دو شعر لکھ کر بھیجے:
(۱)......شیخ نے اپنے ایک مطیع اور فرمانبردار کو حکم کیا ہے اگر بخوشی میں اسے کر سکا تو کر گزروں گا۔
(۲) میں انشاءاللہ صبح ہی آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہو جاؤں گا وقت مقررہ پر جلد پہنچنے کی کوشش کروں گا۔

ابوسعید ماہ ربیع الثانی میں ایک روز محراب میں نماز مغرب پڑھ رہے تھے جس وقت وہ ایاک نعبد وایاک نستعین پر پہنچے تو ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اللہ ان پر رحم فرمائے۔

(۱) شذرات الذھب: ۱۴۵/۳۔ العبر: ۵۹/۳۔

**محمد بن احمد**۔۔۔۔۔۔محمد بن احمد ابن محمد بن جعفر بن محمد بن محمد بن بجیر ابوعمر والمذ کی الحافظ النیشاپوری ہیں جوحیری سے مشہور ہیں طلب علم کے لئے دور دراز علاقوں کے سفر کئے حافظ ثقہ ثبت تھے بغداد وغیرہ میں احادیث بیان کیں اسی سال ماہ شعبان میں تہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔

**ابوعبداللہ بن مندہ**۔۔۔۔۔۔الحافظ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ ابوعبداللہ الاصفہانی الحافظ ہیں حافظہ پختہ تھا دور دراز علاقوں کے سفر کئے متعدد محدثین نے احادیث کا سماع کیا تاریخ منسوخ پر کتابیں لکھیں۔ابوالعباس جعفر بن محمد کا قول ہے کہ ابن مندہ سے بڑا حافظ میں نے نہیں دیکھا اسی سال صفر میں اصفہان میں وفات پائی۔

## واقعات ۳۹۷ھ

اسی سال ابورکوہ نے مصر کے حاکم عبیدی کے خلاف بغاوت کی اس کا قصہ یہ ہے کہ یہ ہشام بن عبدالملک بن مروان الاموی کے خاندان سے تھا اس کا نام ولید لقب ابی رکوہ تھا۔ابی رکوہ اس وجہ سے کہ یہ صوفیوں کی طرح اپنے ساتھ سفر میں چھاگل (پانی کا برتن) رکھتا تھا۔دیار مصر میں حدیث کا سماع کیا پھر مکہ،یمن،شام کا سفر کیا ان پریشانیوں کے باوجود جو اس سے بیعت ہونا چاہتا تھا وہ اس شخص میں یہ محسوس کرتا کہ یہ آگے چل کر اموی خاندان کے لئے حکومت کے قیام کی کوشش کرے گا تو وہ اس کو بیعت کر لیتا اور وہ دیار مصر میں عرب کے محلوں میں سے کسی محلہ میں رہتا بچوں کو تعلیم دیتا لوگوں کے سامنے دنیا سے کنارہ کشی عبادت تقویٰ پرہیز گاری ظاہر کرتا لوگوں کو غیب کی باتیں بھی سناتا حتیٰ کہ لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے اور اس کی عزت کرنے لگے پھر اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی ان کے سامنے اموی حکومت کے قیام کا ارادہ ظاہر کیا اس پر لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کر کے اسے امیر المؤمنین سے خطاب کیا **الثائر بامر اللہ المنتصر من اعلاء اللہ** اس کا لقب رکھا۔

پھر وہ ایک لشکر عظیم کے ساتھ رقہ میں داخل ہوا لوگوں نے دو لاکھ روپے جمع کر کے اس کے حوالے کر دیئے درہم پر اس کا لقب منقش کر دیا جمعہ کے روز اس نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں موجودہ حاکم الحاکم پر لعنت کی اس قدر محنت کے بعد سولہ ہزار افراد اس کے ساتھ ہو گئے۔

مصر کے بادشاہ کو جب اس کے ظہور اور اس کی باتوں کا علم ہوا تو اس نے ابی رکوہ کے سالار لشکر ابوالفضل بن عبداللہ کے پاس پانچ لاکھ دینار اور پانچ ہزار کپڑے بھیجے تاکہ وہ ابورکوہ سے متنفر ہو کر اس کی طرف مائل ہو جائے جب یہ رقم ابوالفضل کے پاس پہنچی تو وہ ابورکوہ سے الگ ہو گیا اس نے ابی رکوہ کو کہا کہ ہم میں مصر کے بادشاہ سے لڑنے کی طاقت نہیں جب تک آپ ہمارے ساتھ ہوں گے ہم اسی طرح گرفت میں رہیں گے لہذا آپ جہاں جانا چاہیں چلے جائیں ابورکوہ نے کہا میں النوبہ جانا چاہتا ہوں اس لئے میرے ساتھ دو شہسوار بھیج دو چنانچہ ابوالفضل نے دو شہسواروں کے ساتھ اسے بھیج دیا پیچھے ایک شخص کو بھیج دیا جس نے اس کو گرفتار کر کے مصر کے حاکم کے پاس پہنچا دیا۔حاکم مصر نے اونٹ پر سوار کر کے اس کو شہر کا گشت کرایا پھر دوسرے روز اس کو قتل کر دیا۔

اس کے بعد حاکم مصر نے ابوالفضل کا بڑا اکرام کیا اس کے نام زمینیں الاٹ کیں اتفاق سے ابوالفضل بیمار ہو گیا مصر کے بادشاہ نے دو مرتبہ اس کی عیادت کی صحت یاب ہونے کے بعد اس کو قتل کروا کر اس کے ساتھی کے پاس پہنچا دیا یہ اس کی غداری کا بدلہ ہے۔اسی سال رمضان میں یہ قرواش کو معزول کر کے اس کی جگہ ابوالحسن علی بن زید کو حاکم بنا دیا سندالدولہ اس کا لقب رکھا۔

اسی زمانہ میں سبکتگین نے ترکی بادشاہ یمین الدولہ کو شکست دے کر بلاد خراسان سے نکال دیا بہت سے ترکیوں کو قتل کر دیا گیا۔اسی زمانہ میں ابوالعباس کو قتل کیا گیا اس کا سر بہاء الدولہ کے سامنے رکھا گیا اس نے خراسان اور فارس کا طواف کرایا۔

اسی سال حجاج پر راستہ میں سخت سیاہ آندھی چلی بدوؤں کے امیر ان کے درمیان حائل ہو گئے حتیٰ کہ ترویہ کے دن وہ انتہائی حسرت کے ساتھ واپس گھر آ گئے تھے۔اسی سال خطبہ میں مصریوں کا نام لیا گیا۔

**عبدالصمد بن عمر بن اسحاق**۔۔۔۔۔۔یہ عبدالصمد بن عمر بن اسحاق ابوالقاسم الدینوری الواعظ الزاہد حافظ قرآن تھے مذہب شافعی کی تعلیم

ابوسعید اصطخری سے حاصل کی حدیث کا سماع نجاد سے کیا ان سے صیمری نے حدیث روایت کی یہ ثقہ صالح تھے مجاہدہ نفس صدق پاک دامنی تفقہ دنیا سے کنارہ کشی امر بالمعروف نہی عن المنکر حسن وعظ وغیرہ میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔

ایک روز ایک شخص ان کی خدمت میں سو دینار لے کر آیا ابوالقاسم نے کہا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں اس نے عرض کیا اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دینا انہوں نے کہا کہ زمین پر رکھ جاؤ پھر اعلان کیا جس کو جتنی ضرورت ہے اس کے بقدر دینار اٹھا لے، لوگ اپنی اپنی ضرورت کے مطابق اٹھاتے رہے حتیٰ کہ سارے دینار ختم ہو گئے اس کے بعد ان کے لڑکے نے آ کر کسی ضرورت کا اظہار کیا ابوالقاسم نے کہا بنئے کے پاس چلے جاؤ اس سے کھجور کا ربع رطل ادھار لے آؤ حالانکہ اس سے پہلے کسی نے ان کے لڑکے کو مرغی اور حلوہ خریدتے ہوئے دیکھا تھا اس پر اس نے بڑا تعجب کیا اور وہ شخص اس کے پیچھے چلا چلتے چلتے ابوالقاسم کے لڑکے ایک گھر میں داخل ہو گئے جس میں ایک عورت اور یتیم بچے تھے اس نے وہ سامان ان کو دے دیا۔

شروع میں ابوالقاسم اجرت پر دوائیں کوٹ کر اس سے گزارہ کرتے تھے وفات کے وقت کہنے لگے اے باری تعالیٰ اس دن سے میں آپ سے چھپتا پھرتا تھا اسی سال تمیں ذی الحجہ بروز پیر وفات پائی جامع منصور میں ان کی نماز جنازہ ہوئی مقبرہ امام احمد میں مدفون ہوئے۔

**ابوالعباس بن واصل** ...... سیراف بصرہ وغیرہ کے حاکم تھے شروع میں کرخ میں کسی کے خادم تھے ان کا خیال تھا کہ یہ عنقریب حاکم بنیں گے ان کے ساتھی مذاق کے طور پر ان سے کہتے جب تم حاکم بن جاؤ گے تو تم مجھے کیا دو گے کوئی کہتا کہ مجھے فلاں علاقہ کا گورنر بنا دینا کوئی کہتا مجھے اپنا خادم رکھ لینا اتفاقاً تقدیر نے ان کا ساتھ دیا حتیٰ کہ یہ سیراف بصرہ کے حاکم بن گئے۔ مہذب الدولہ سے بلاد بطیحہ چھین لئے اس کو وہاں سے اتنا ذلیل کر کے نکالا کہ وہ راستہ میں بیل پر سوار ہونے پر مجبور ہو گیا ابن واصل نے اس کی تمام جائیداد پر قبضہ کر لیا پھر اھواز پر حملہ کر کے بہاء الدولہ کو شکست دیدی۔ شعبان میں اس کو قتل کر کے اس کے سر کو تمام شہروں کا گشت کرایا گیا۔



## واقعات ۳۹۸ھ

اسی سال یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے بلاد ھند پر حملہ کر کے اس کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا بہت سامال نفیس جواہرات حاصل کئے ایک ایسا گھر بھی ملا جس کی چوڑائی پندرہ ہاتھ، لمبائی تمیں ہاتھ تھی۔ سبکتگین جب یہ سارا کچھ لے کر غزنہ پہنچا تو اس نے یہ ساری چیزیں اپنے گھر کے صحن میں رکھ دیں بادشاہ کے ساتھیوں کو اس کے دیکھنے کی اجازت دی دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

اسی سال گیارہ ربیع الاول بروز بدھ بغداد میں زمین پر ڈیڑھ ہاتھ اولے پڑے ایک ہفتہ تک بھی وہ پگھل نہ سکے اس کے اثرات تکریت کوفہ عبادان نہروان تک پہنچے۔ سال رواں میں چوروں اور ڈاکوؤں نے زور پکڑا حتیٰ کہ مساجد سے بھی چوری ہونے لگی پھر پولیس نے اس پر قابو پا لیا ان کے ہاتھ کاٹ دیئے اور آنکھیں نکال دیں۔

## مصحف ابن مسعود اور اس کے حالات کا قصہ جو شیخ ابی حامد اسفرائنی کے ایک فتویٰ کے سلسلہ میں پیش آیا جس کو ابن الجوزی نے منتظم میں ذکر کیا ہے

اس سال دس رجب کو رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان زبردست فتنہ برپا ہوا اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ بعض ہاشمی شیعی فقیہہ عبداللہ بن نعمان جو ابن المعلم سے مشہور شیعوں کے فقیہہ درب ریاح کی مسجد میں رہتے تھے کے پاس گئے ان سے تیغ کلامی کی ان کے ساتھی کھڑے ہو گئے کرخ والے بھی ان کے خلاف کھڑے ہو گئے یہ سب جمع ہو کر قاضی ابو محمد الاکفانی اور شیخ ابو حامد اسفرائینی کے گھر آ گئے ایک بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا شیعوں نے ایک

مصحف نکال کر دکھایا اور دعویٰ کیا کہ یہ مصحف عبداللہ بن مسعود ہے جو تمام مصاحف سے مختلف تھا اس پر تحقیق اور غور فکر کرنے کے لئے انتیس رجب کو اشراف قضاۃ، فقہاء جمع ہوئے وہ مصحف سب کے سامنے پیش کیا گیا۔ شیخ ابو حامد اسفرائینی نے سب کی موجودگی میں اس کے جلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو جلا دیا گیا اس واقعہ سے شیعہ بھڑک اٹھے اور وسط شعبان میں اس مصحف کے جلانے والوں کے لئے بددعائیں کرنے لگے اور گالیاں دینے لگے ان کی ایک جماعت نے ابو حامد کو تکلیف پہنچانے کے لئے ان کے گھر کا رخ کیا وہ خبر پا کر پہلے ہی دار قطنی چلے گئے۔ شیعہ یا حکام! یا منصور! کے نعرے لگاتے رہے ان کی اس دہشت گردی کا خلیفہ کو علم ہوا تو اس نے اہل سنت کی حفاظت کے لئے کچھ پولیس کی نفری روانہ کی شیعوں کے کافی مکانات جلا دیئے گئے۔ خلیفہ نے سالار لشکر کو شیعی فقیہہ ابن المعلم کے جلاوطن کرنے کا حکم دیا بعد میں خود ہی سفارش بھی کر دی۔ شیخین اور حضرت علی کے نام پر سوال کرنے والوں کو سزا دینے کا حکم بھی دیا شیخ ابو حامد اپنے گھر واپس آ گئے۔

اسی سال شعبان میں سخت زلزلہ آیا جس سے بہت سے افراد ہلاک ہو گئے لوگوں کا بہت سامان ضائع ہو گیا۔ دقوقی تکریت شیراز میں سخت آندھی چلی جس سے متعدد مکانات اور کھجور اور زیتون کے درخت گر گئے شیراز کا بعض حصہ گر گیا اسی طرح شیراز کے ایک مقام پر سخت بھونچال آئی جس کی وجہ سے سب دریاؤں میں بہت سی کشتیاں غرق ہو گئیں۔ اسی سال واسط میں ایک سو چھ درہم کے وزن کے برابر اولے گرے اسی طرح بغداد میں رمضان میں سخت بارش آئی جس سے پرنالے بہہ پڑے۔

**سال رواں میں قمامہ کا ویران کیا جانا**...... عام لوگوں کو اس میں لوٹ مار کی اجازت دی گئی قمامہ بیت المقدس کے پاس ایک گرجا گھر کا نام ہے خلیفہ نے اس کے گرانے کا حکم دیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ نصاریٰ اپنے مذہب کے مطابق سال میں ایک بار آگ سے یوم نجات مناتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ آگ آسمان سے آتی ہے حالانکہ یہ خود ان کی بنائی ہوئی ہے ریشم کے دھاگوں میں پھٹے پرانے کپڑوں میں گندھک بلسان کے درخت کا تیل ملا کر ان کے رواج کے مطابق انہیں کے کمینے اور ذلیل لوگ آگ لگاتے ہیں اور وہ آج تک اسی جگہ میں اسی طرح استعمال ہو رہی ہے اسی طرح اس کے علاوہ بھی بلاد مصر میں متعدد گرجا گھر منہدم کئے گئے نصاریٰ میں اعلان کیا گیا کہ جو شخص بخوشی اسلام میں داخل ہونا چاہے، ہو جائے ورنہ امن کے ساتھ بلاد روم چلا جائے گا جو بلاد روم جانا نہیں چاہتا تھا وہ یہاں پر خلیفہ کی طرف سے نئے مقرر کردہ قوانین کے مطابق پابندی کرے جس کی تفصیل یہ ہے نصاریٰ چار رطل وزن کی تختی لٹکائیں اور یہودی چھ رطل وزن کے کشک گردن میں لٹکا کر چلیں، گھوڑوں پر سوار نہ ہوں لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد منہدم شدہ گرجوں کے بنانے کی اجازت ہے اسی طرح اسلام لانے والے کو اسلام چھوڑنے کی اجازت ہے خلیفہ نے کہا کہ ہم نے اپنی مساجد کو بدنیتوں سے پاک کرنے اور ان کے باطل کے خراب ہونے کی وجہ سے یہ حکم نافذ کیا۔

**ابو محمد الباجی**...... ان کا ذکر گزر چکا ہے نام عبداللہ بن محمد الباجی البخاری الخوارزمی ائمہ شافعیہ میں سے ہیں ابو القاسم دارکی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی ان کی جگہ پر ہی درس دیا ادب، فصاحت شعر میں بہت ماہر تھے ایک بار کچھ دوستوں سے ملنے کے لئے گئے تو وہ گھر پر نہیں ملے چند اشعار ان کے نام لکھ آئے:

(۱)...... ہم ملاقات کے لئے آئے تھے لیکن ملاقات نہ ہو سکی ہم جدائی پر اللہ سے عافیت کے طالب ہیں۔

(۲)...... اگر تم غائب ہو گئے تو میں غائب نہیں ہوا اگر تم غائب نہ ہوئے پھر بھی غائب ہو گئے گویا کہ اتفاقاً ہمارے درمیان جدائی ہو گئی۔

اسی سال محرم میں وفات ہوئی ان کے حالات ہم نے طبقات شافعیہ میں بیان کر دیئے۔

**عبداللہ بن احمد**...... یہ عبداللہ بن احمد ابن علی بن حسین ابو القاسم جو صیدلانی مشہور ہوئے۔ ابن صاعد سے سب سے آخر میں روایت کرنے والے یہ ہی ہیں ثقافت میں سے تھے ان سے ازھری نے روایت کی کہ یہ ثقہ مامون صالح تھے اسی سال نوے سال سے زائد عمر پا کر رجب میں وفات ہوئی۔

**البغا الشاعر** ...... یہ عبدالواحد بن نصر بن محمد ابوالفرج المخزومی لقب ببغا ہے۔ ادیب، فاضل شاعر تھے۔ اسی سال شعبان میں وفات پائی۔ ان کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱) ...... اے وہ شخص جس کی سیرت وصورت ایک ہوگئی ہے تم جس طرف بھی جاتے ہو میری آنکھوں کا ڈھیلا اسی طرف جاتا ہے۔

(۲) ...... میرے آنسو تمھارے رخساروں کے اچکے ہوئے ہیں یہ بیماری تمھاری پلکوں سے چوری کی ہوئی ہے۔

(۳) ...... میرے اندر جان بالکل ختم ہے جس سے تیری خواہش کی شکایت کروں جان والے سے ہی خواہش کی شکایت کی جاتی ہے۔

**محمد بن یحییٰ** ...... یہ محمد بن یحییٰ ابوعبداللہ الجرجانی علماء زھاد عباد میں سے ہیں ابوبکر داری کے ہم پلہ تھے قطیعۃ الربیع میں درس دیتے تھے آخری عمر میں فالج کا حملہ ہوگیا تھا وفات کے بعد امام ابوحنیفہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

**بدیع الزمان** ...... یہ احمد بن حسین بن سعید ابوالفضل الھمدانی الحافظ جو بدیع الزمان سے مشہور ہوئے پسندیدہ رسائل عمدہ مقامات کے مصنف، انھی کے طرز پر حریری نے کتاب لکھی ان کے پیشرو ہونے کا شکریہ ادا کیا ان کے فضل کا اعتراف کیا۔ ابن فارس سے لغت کی تعلیم حاصل کی پھر فضلاء فصحاء میں سے بن گئے۔

بعض کا قول ہے کہ ان کو زہر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے ان پر سکتہ طاری ہوگیا تھا جلدی سے ان کو دفن کردیا گیا قبر میں زندہ ہوگئے لوگوں نے ان کی آواز سن کر انہیں قبر سے نکال لیا جب وفات ہوئی تو قبر کے ہولناک کے خوف سے انہوں نے ڈاڑھی پکڑی ہوئی تھی گیارہ جمادی الثانی بروز جمعہ وفات ہوئی۔

## واقعات ۳۹۹ھ

اسی سال رحبہ کے نائب حاکم علی بن غال کو حاکم عبیدی نے عیسیٰ بن خلاط عقیلی کے ذریعے قتل کرادیا یحییٰ بن خلاط خود اس کا بادشاہ بن گیا پھر حلب کا بادشاہ عباس بن مرداس اس کو نکال کر خود بادشاہ بن گیا۔

اسی سال عمر بن عبدالواحد کو بصرہ کے قضاۃ کے عہدہ سے معزول کر کے ابوالحسن بن ابی الشوارب کو ان کی جگہ متعین کردیا۔ لوگ اس کو مبارک باد دے رہے تھے اور دوسرے سے تعزیت کررہے تھے اس موقع پر عصفری نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱) ...... میرے پاس اس موقع کی مناسبت سے ایک بات ہے۔

(۲) ...... ایک سے تعزیت کی جارہی ہے دوسرے کو مبارک باد دی جارہی ہے۔

(۳) ...... ایک تکلیف کا دوسرا راحت کا اظہار کررہا ہے۔

(۴) ...... دونوں جھوٹے ہیں ہم میں سے کون سچا ہے۔ اسی سال شعبان میں سخت آندھی چلی جس نے بغداد کے راستوں میں سرخ کیچڑ پھینکا۔

اسی زمانہ میں حجاج کے قافلہ پر سخت سیاہ آندھی چلی راستہ میں بدو بھی حائل ہوگئے موسم حج تک انہوں نے حجاج کے قافلہ کو نہیں چھوڑا جس کی وجہ سے قافلہ بلا حج واپس آگیا۔ سال رواں ہی میں بنو ہلال نے بصرہ کے چھ سو افراد پر مشتمل قافلہ کو پکڑ لیا دس لاکھ دینار لے کر چھوڑا۔ اسی سال بھی خطبہ میں مصریوں کا نام لیا گیا۔

## خواص کی وفات

**عبداللہ بن بکر بن محمد بن حسین** ...... یہ عبداللہ بن بکر بن محمد بن حسین ابواحمد الطبرانی نے مکہ بغداد وغیرہ میں احادیث کا سماع کیا معذور لوگوں میں سے تھے ان سے دار قطنی عبدالغنی بن سعید نے سماع کیا پھر شام میں ایک پہاڑ کے نزدیک مرتے دم تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے۔ اسی سال ربیع الاول میں وفات پائی۔

**محمد بن علی بن الحسین** ...... یہ محمد بن علی بن حسین ابومسلم ہیں وزیر بن خزانہ کے کاتب تھے بغوی ابن صاعد، ابن درید، ابن ابی داؤد ابن عرفہ، ابن مجاہد وغیرہ سے روایت کی علم ذی حدیث ذی معرفت اور ذی فہم تھے ان کی بغوی سے مرویات پر لوگوں نے اعتراض کیا ہے کیوں کہ اس میں ان کے غرض فاسد کو دخل ہے۔ صوری کا قول ہے کہ آخر میں ان پر خلط ہو گیا تھا۔

**ابوالحسن علی بن ابی سعید کے حالات**[1] ...... یہ ابوالحسن علی بن ابی سعید عبدالواحد بن احمد بن یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی المصری ہیں چار جلدوں پر مشتمل کتاب الزیج الحاکمی کے مصنف ہیں ان کے والد حفاظ حدیث اور کبار محدثین میں سے تھے مصر والوں کے لئے ایک مفید تاریخ لکھی جس کے علماء بھی محتاج تھے خود علم نجوم میں مشغول ہو گئے اس قدر کے اس کے بڑے عالم بن گئے۔ علم الرصد کا بہت شوق اس کے باوجود غافل بدحالی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے بہت بڑی نوک دار ٹوپی پر سکز پگڑی باندھ کر رکھتے تھے اس کے اوپر سبز چادر ڈال کر رکھتے تھے دیکھنے والے دیکھ کر فوراً ہنس پڑتے تھے حاکم کے پاس جاتے تو حاکم ان کا بڑا اکرام کرتا ان کی ظاہری صورت بتاتی تھی کہ اپنے کام میں مدہوش ہیں ان کے عمدہ اشعار تھے ابن خلکان نے ان کے کچھ اشعار نقل کئے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱) ...... اے ہوا اپنے بہتے ہوئے عاشق کا ایک خط اس کے معشوق کے پاس لے جا۔

(۲) ...... اپنے تھوک سے لوگوں کو زندگی بخشنے والے شخص پر میری جان قربان ہو اور اس شخص پر جس کی ذات اور خوشبو سے دنیا معطر ہوگئی۔

(۳) ...... قسم ہے میری زندگی کی کہ اس کے بعد میری زندگی کا پیالہ بے مصروف ہو کر رہ گیا اور زمانہ دراز سے اس سے ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے میں نے اس سے خود کو دور کر دیا ہے۔

**قادر باللہ کی والدہ** ...... عبدالواحد بن مقتدر کی باندی عابدہ صالحہ تھیں اہل فضل اور اہل دین سے تعلق تھا بائیس شعبان جمعرات کی رات وفات ہوئی نماز جنازہ ان کے لڑکے قادر نے پڑھائی عشا کے بعد رصافہ میں دفن ہوئی۔

## واقعات ۴۰۰ھ

اسی سال ربیع الثانی میں دجلہ کا پانی بہت کم ہو گیا چھوٹے چھوٹے جزیرے نظر آنے لگے دجلہ کے اوپر کے حصہ میں کشتیوں کا چلنا مشکل ہو گیا جس کی وجہ سے ان جگہوں کے گہرا کھودنے کا حکم دیدیا گیا۔

اسی زمانہ میں مشہد علی کی چار دیواری مکمل کی گئی ابواسحاق الاجانی نے اس کو بنانا شروع کیا تھا پھر ابومحمد بن سہلان بیمار ہوا اس نے صحت یاب ہونے پر اس کی تکمیل کی نذر مانی چنانچہ وہ صحت یاب ہو گیا جس کی وجہ سے اس کی تکمیل کی گئی۔

---

[1] شذرات الذہب: ۳/۱۵۶، ۱۵۷، الوافی ۲/ ۹۵

سال رواں میں رمضان میں لوگوں کو خلیفہ قادر باللہ کی وفات کی جھوٹی خبر ملی اس جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لئے نماز جمعہ کے بعد خلیفہ نے تمام مجلس منعقد کی اس وقت ان پر چادر اور ہاتھ میں لکڑی تھی اس دوران شیخ ابو حامد اسفرائینی آئے انہوں نے بادشاہ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا پھر قرآن کی اس آیت کی تلاوت کی:

''اگر باز نہ آئے منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں جھوٹی جھوٹی اڑایا کرتے ہیں تو ہم ضرور آپ کو ان پر مسلط کریں پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہیں گے''۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۶۰)

یہ آیت سن کو لوگ خوشی میں روتے ہوئے گھروں کو واپس ہو گئے۔

اسی سال یہ خبر مشہور ہوئی کہ خلیفہ نے جعفر بن محمد الصادق کے مدینہ والے گھر سے قرآن اور دیگر آلات نکالنے کا حکم دیا یہ گھر صابری خانہ کی وفات کے بعد سے اب تک نہیں کھلا تھا قرآن کے ساتھ ایک لکڑی کا پیالہ بھی تھا جس کے کنارے لوہے کے تھے خیزران کی ایک ڈھال ایک چھوٹی ذرہ اور ایک تخت بھی تھا علوی لوگ یہ ساری چیزیں اٹھا کر مصر لے گئے۔ خلیفہ نے ان کے لئے انعامات کا اعلان کیا تخت انہیں دے کر باقی چیزیں اپنے پاس رکھ لیں اور کہا میں ان کا زیادہ حقدار ہوں لوگوں نے برملا کہہ کر وہ تخت بھی اسے واپس کر دیا۔

اسی سال خلیفہ نے علماء کے لئے ایک جگہ بنوائی فقہاء اس میں بیٹھتے تھے لیکن تین سال بعد اس میں موجود علماء کو قتل کر کے اسے منہدم کر دیا۔ اس زمانہ میں جامع مسجد کی تعمیر کروائی جو اسی کی طرف جامع حاکم سے منسوب ہوا۔

اسی سال ذی الحجہ میں شام بن عبدالرحمٰن اموی کو خلافت سے معزول کر کے جیل کاٹنے کے بعد دوبارہ بادشاہ بنا دیا گیا۔ اس سال خطبہ میں مصر و شام کے حاکم کا نام لیا گیا۔

## خواص کی وفات

**ابو احمد الموسوی النقیب**...... الحسن بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الموسوی ہیں رضی اور مرتضیٰ کے والد پانچ بار نقابت طالبین کے عہدہ پر رہ چکے ہیں۔ بار بار مقرر کئے جاتے پھر معزول کئے جاتے آخری عمر میں بھی نقیب بنائے گئے۔ ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے لڑکے مرتضیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مشہد حسین میں دفن کئے گئے۔ ان کے لڑکے مرتضیٰ نے ایک بہترین مرثیہ کہا ہے اسی کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱)...... اللہ کا سلام ایسا جیسا راتیں لئے پھریں اور صبح کا وقت اس سلام کے تحفے کو شام تک پیش کرے۔

(۲)...... ایسی قبر پر جو قبلہ لوء کا خاندانی شخص ہے جو عبادت اور بھلائی کا سرچشمہ ہے۔

(۳)...... جو ایسا شریر ہے جو صرف حلال چیزوں سے سیراب کیا گیا اور اس کا توشہ بھی صرف پاک اور مباح چیزوں کا تھا۔

(۴)...... اور ان کی پیٹھ کسی جھوٹ سے گندی نہیں ہوئی اور اس کے لئے کوئی شراب دوسری شراب سے نہیں ملائی گئی۔

(۵)...... اس کی پیٹھ پر گناہوں کا بوجھ نہیں اس کے اعضاء، بدن گناہوں سے پاک ہیں۔

(۶)...... تمام کاموں میں ان کے اعلیٰ مرتبہ کا دلدادہ ہے اور کامیابی کا دروازہ اسے بتایا ہوا ہے۔

(۷)...... یہ ایسی قوم ہے جس کے دل اللہ کے ذکر اور رونے دھونے سے آباد ہیں ایسی بیمار جسم والے ہیں جو تقویٰ میں اس کی مدد کرتے رہنے سے کمزور اور بیمار ہیں لیکن فرمانبرداریوں میں بالکل تندرست ہیں۔

**الحاج بن ھرمز ابو جعفر**...... عراق پر بہاء الدولہ کے نائب حاکم تھے کردوں اور بدوؤں سے لڑنے میں پیش پیش تھے عضد الدولہ کے زمانہ میں ان کی صفوں کے لوگوں میں سے تھے۔ لڑائی کے فن سے پورے پورے واقف انتہائی ہوشیار بڑے بہادر بہت زیادہ بلند ہمت صحیح رائے اور مشورہ

کے مالک تھے سن ۳۷۲ھ میں بغداد سے نکلے تو وہاں بہت سے فتنے برپا تھے ایک سو پانچ سال کی عمر میں اھواز میں وفات پائی۔

**ابوعبداللہ القمی المصری التاجر** ...... بہت بڑے مال دار، ارض حجاز میں وفات پائی حسن بن علی کی قبر کے پاس مدینہ میں دفن ہوئے۔ان کے قرآن پڑھنے کا ذکر گذر چکا ان کی آواز بہت شیریں تھی۔

## واقعات ۴۰۱ھ

اسی سال محرم کے چوتھے جمعہ کو موصل کے حاکم قرواش بن مقلد کے حکم سے خطبہ میں حاکم عبیدی کا نام لیا گیا کیوں کہ اس نے اپنی عوام پر اس کے بارے میں بہت زور دیا تھا ابن الجوزی نے اس خطبہ کو حرف بہ حرف بیان کیا ہے خطبہ کے آخری الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ان کے آباء مہدی پر درود بھیجو پھر اس کے لڑکے قائم پر پھر منصور پر پھر اس کے لڑکے معز پر پھر اس کے لڑکے عزیز پر پھر اس کے لڑکے وقت کے بادشاہ حاکم پر پھر ان سب کے لئے خوب دعا کرو۔خصوصاً حاکم کے لئے اسی طرح انبار مدائن وغیرہ میں بھی حاکم کا نام لیا گیا ہے۔کیوں کہ حاکم عبیدی نے خطوط قاصد تحفہ تحائف بھیج کر قرواش کو خطبہ میں اپنا نام دینے پر راضی کر لیا تھا چنانچہ حاکم کا نام خطبہ میں لیا گیا۔

جب قادر باللہ عباسی کو اس کا پتہ چلا تو اس نے خط کے ذریعے قرواش کو اس پر سرزنش کی۔بہاء الدولہ کو ایک لاکھ دینار دے کر لشکر کے پاس بھیجا تاکہ وہ قرواش سے جنگ کرے جب قرواش کو اس کا علم ہوا تو اس نے معذرت کرتے ہوئے اپنا اعلان واپس لے لیا۔اور حسب سابق خطبہ میں حاکم کے بجائے قادر کے نام لینے کا حکم دیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال پچیس رجب کو دجلہ کا پانی بہت اوپر آ گیا رمضان تک زیادہ ہوتے ہوتے اکیس اور ثلث گز تک پہنچ گیا بغداد کے اکثر گھروں میں داخل ہو گیا۔اسی زمانہ میں وزیر ابوخلف بغداد واپس آیا اسے فخر الملک عمید الجیوش کا لقب دیا گیا۔سال رواں ہی میں ابوالفتح حسن بن جعفر علوی نے بغاوت کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی راشد باللہ لقب رکھا۔اسی سال عراق والوں میں سے کسی نے حج نہیں کیا خطبہ میں حاکم کا نام لیا گیا۔

## خواص کی وفات

**ابراہیم بن محمد بن عبید** ...... یہ ابراہیم بن محمد بن عبید ابومسعود الدمشقی الحافظ الکبیر کتاب الاطراف علی الصحیحین کے مصنف بغداد، کوفہ، بصرہ، واسط، اصبھان، خراسان وغیرہ شہر کا طلب حدیث کے لئے سفر کیا حافظ صادق امین پختہ علم کے مالک تھے بہت کم روایت ان سے مروی ہیں ان سے ابوالقاسم ابوذر الھروی حمزۃ السھمی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا۔

اسی سال ماہ رجب میں بغداد میں وفات پائی نماز جنازہ کے لئے ابوحامد کے نام وصیت کی تھی چنانچہ ابوحامد نے نماز جنازہ پڑھائی سکک کے قریب جامع منصور میں دفن کئے گئے ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کئے ان کے حالات میں تعریفی کلمات بیان کئے۔

**عمید الجیوش الوزیر کے حالات** (۱) ...... یہ الحسن بن ابی جعفر ھرمز کے استاد ولادت ۳۵۰ والد عضد الدولہ کے دربان تھے سن ۳۹۲ میں بہاء الدولہ کے وزیر بنے اس وقت شہر کے حالات بہت خراب تھے فتنہ بازی کا بازار گرم تھا انہوں نے شہر کے حالات درست کئے۔لٹیروں اوباش قسم کے لوگوں کو دھمکی دی اس طرح کافی حد تک حالات پر قابو پالیا۔

---

(۱) شذرات الذهب: ۳/ ۱۶۰، ۱۶۱. العبر ۳/ ۷۴.

ایک خادم کو کھلی تھیلی میں درہم رکھ کر پورے بغداد میں چکر لگانے کا حکم دیا اور یہ کہ اگر کوئی شخص ان دراہم کو چھیننے کا ارادہ کرے تو سارے دراہم اس کو دیدے اور اس جگہ شناخت کر کے مجھے بتادے چنانچہ خادم نے دراہم لے کر پورے بغداد کا چکر لگایا لیکن کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش نہیں آیا خلیفہ نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

اسی طرح سالار لشکر نے دس محرم کو شیعوں کو ماتم کرنے اور ۱۸ ذی الحجہ کو عید غدیر منانے سے بھی روک دیا سالار لشکر عادل منصف تھا۔

**خلف الواسطی کے حالات**[1] ...... یہ خلف بن محمد بن علی بن حمدون ابومحمد الواسطی ہیں واسط اور اس کے اطراف کے خلیفہ رہے۔ دور دراز علاقوں کا سفر کر کے متعدد محدثین عظام سے احادیث کا سماع کیا پھر بغداد پھر شام اور مصر کا سفر کیا لوگوں نے ان کی منتخب کی ہوئی احادیث سے لکھی ایک کتاب (اطراف علی الصحیحین) کے نام سے تصنیف کی معرفت نام اور حافظہ بہت اچھا تھا کچھ عرصہ بعد بغداد آ کر علمی مشغلہ چھوڑ کر تجارت شروع کر دی حتیٰ کہ اس مشغلہ میں اس سال وفات پائی اللہ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے ان سے ازھری نے روایت کی۔

**ابوعبید الھروی** ...... غریبین کے مصنف احمد بن محمد بن ابی عبید اللہ العبدی ابوعبید الھروی اللغوی البارع ہیں۔ ادب ولغت کے ماہر تھے ان کی تصنیف کردہ کتاب الغریبین قرآن وحدیث کے غرائب پر مشتمل ان کی تبحر علمی اور جلالت شان پر علامت ہے ابومنصور ازھری کے شاگردوں میں سے تھے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابوعبیدہ دنیا سے کنارہ کش اور خلوت میں ناجائز چیزوں کو استعمال کرتے اہل ادب کی مجالس میں شریک ہوتے واللہ اعلم اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے سن ۴۰۱ ماہ رجب میں وفات پائی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ اسی سال یا گزشتہ سال بستی شاعر کی وفات ہوئی آگے انہیں کے حالات ذکر کئے گئے ہیں۔

**علی بن محمد بن الحسین بن یوسف الکاتب** ...... یہ الطریقۃ الانیقہ، الجنیس الانیس، الحذاقہ، النظم، النثر، کتب کے مصنف ہیں ہم نے ان کے حالات بیان کر دیئے۔ ابن خلکان نے جوان کو جملے ذکر کئے ہیں ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) ...... اپنی اصلاح کرنے والا اپنے حاسد کو ذلیل کرتا ہے، غصہ پر قابو نہ پانے والا شخص ادب سے محروم ہو جاتا ہے، حق سے واقف ہونا نیک بختی کی علامت ہے، موت تمنا پر ہنستی ہے، رشوت حاجات کی رسی ہے پاک دامنی گزارہ لائق چیزوں پر راضی ہونا ہے۔

ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ...... اگر کسی دن اس کا قلم حرکت میں آجائے تو تجھے بڑے بڑے بہادر بھلا دیں گے جن کو ان کے عاملوں نے حرکت دی۔

(۲) ...... اگر وہ کسی کو غلامی کا حکم دے بیٹھے تو لوگوں کے ناموں سے درج شدہ تمام کتابیں ان کی فرمابرداری کرنے لگیں۔

(۳) ...... جب تم کسی قوم سے گزشتہ یا آئندہ آنے والے حالات کے بارے میں بات کرے۔

(۴) ...... تو ایک بات کو دوبارمت کہو کیوں کہ ان کی طبیعتوں میں دشمنوں سے دشمنی رکھنا داخل ہے۔

## واقعات ۴۰۲ھ

اسی سال محرم میں وزیر فخر الملک نے رافضیوں کی دس محرم کو بدعات قبیحہ کی اجازت دیدی۔ ماتم کرنا نوحہ کرنا ٹاٹ کے ٹکڑے لٹکانا صبح سے شام تک بازاروں کو بند کرنا عورتوں کو ننگے سر چہروں پر طمانچے مارتے ہوئے روڈ کے چکر لگانا وغیرہ، اللہ تعالیٰ ان کو برباد کرے اسی زمانہ میں قادر میں ربیع

(۱) تاریخ بغداد: ۸/ ۳۳۴، ۳۳۵ کشف الظنون: ۱/ ۱۱۶۔

الاخر میں قطیعۃ الدقیق میں مسجد کف کی تعمیر کا حکم ان الفاظ کے ساتھ دیا کہ پہلے کی طرح شان وشوکت سے اس کی تعمیر کی جائے۔

**فاطمین کے نسب پر ائمہ بغداد اور علماء کا طعن کرنا**۔۔۔۔۔اسی سال ربیع الثانی میں علماء کی مجلس میں فاطمین یعنی مصر کے بادشاہوں پر عیب طعن کرنے کا فیصلہ کیا گیا کیوں کہ حقیقت میں ان کا نسب حضرت علی سے ثابت نہیں تھا یہ فیصلہ علماء فقہاء محدثین معززین صالحین کے مشترکہ اجلاس میں کیا گیا سب نے متفق ہوکر کہا کہ مصر کا حاکم منصور بن نذار ابن معد بن اسماعیل بن عبداللہ بن سعید نے بلاد مغرب میں جا کر اپنا نام عبیداللہ لقب مہدی رکھا اس کا اور اس کے سلف کا حضرت علی بالکل نسب ثابت نہیں یہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں کسی کو بھی ان کے اہل بیت سے ہونے کا علم نہیں اس لئے ان کے جھوٹے خارجی ہونے میں توقف ہے۔ان لوگوں کو بطلان اور کذب کی خبریں حرمین بلاد مغرب میں اتنی کثرت سے مشہور ہوگئی تھیں کہ کوئی بھی ان سے دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا اور کوئی بھی ان کی تصدیق کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔

مزید یہ بھی لکھا گیا کہ مصر کا یہ خلیفہ اور اس کے متبعین اور سلف سب کافر فاسق فجار ملحد زندیق فرقہ معطلہ سے تعلق رکھنے والے اسلام کا انکار کرنے والے عقیدہ کے لحاظ سے مجوسی اور بت پرست حدود کو پامال کرنے والے حرام کاریوں اور شراب کو مباح کرنے والے لوگوں کو قتل کرنے والے انبیاء کو گالی دینے والے سلف پر لعن طعن کرنے والے خدائی کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔

یہ فیصلہ سن ۴۰۲ میں ایک بڑے مجمع عام کی موجودگی میں کیا گیا علویین میں سے رضی مرتضیٰ، ابن الازرق الموسوی ابوطاہر بن ابی الطیب محمد بن محمد بن عمرو بن ابی یعلی قاضیوں میں سے ابومحمد بن اکفانی ابوقاسم جزری ابوالعباس بن الشیوری، فقہاء میں سے ابوحامد اسفرائینی ابومحمد بن کسفلی ابوالحسن القدوری ابوعبداللہ الصیمر ی ابوعبداللہ بیضاوی ابوعلی بن حمکان گواہوں میں سے ابوالقاسم التنوخی نے اس اجلاس میں شرکت کی بڑے بڑے حضرات نے اس فیصلے پر دستخط کئے یہ ابوالفرج ابن الجوزی کی عبارت کا خلاصہ ہے۔

صاحب کتاب کا قول ہے کہ جس طرح اس فیصلے سے ان کا کذب ظاہر ہوا اسی طرح حضرت حسین کے عراق کے سفر اختیار کرنے کے موقع پر انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیئے جانے والے مشورہ سے بھی ان کا کذب ظاہر ہوتا ہے کیوں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین کو عراق جانے کے وقت مشورہ دیا تھا کہ آپ عراق نہ جائیں کیوں کہ مجھے ان لوگوں کی طرف سے آپ کی جان کا خطرہ ہے اور آپ کے نانا کو دنیا وآخرت کا مشورہ دیا گیا تو انہوں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی آپ انہیں کی اولاد سے ہیں اس لئے آپ بھی دنیا پر آخرت کو ترجیح دیں حضرت ابن عمر کا یہ بہترین مشورہ ظاہر کر رہا ہے کہ خلافت اہل بیعت میں سے صرف محمد بن عبداللہ المھد ی کو ملے گی جو نزول عیسیٰ کے وقت آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے کیوں کہ اہل بیعت دنیا سے کنارہ کش اور دور ہوں گے اس سے یہ بھی معلوم ہوا فاطمین زمانہ دراز تک مصر پر حکومت کرنے کی وجہ سے اہل بیعت میں سے نہیں ہیں جیسا کہ فقھاء کے فیصلہ کے فیصلے سے بھی یہ ہی ظاہر ہوتا ہے۔

قاضی باقلانی نے بھی ان لوگوں کے رد میں کشف الاسرار وھتک الاستاد کتاب لکھ کر ان کے دعوؤں کی قلعی کھول کر رکھ دی اور ان کے قباحتوں کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں فاطمین ظاہراً رافضی لیکن حقیقتاً کافر محض ہیں۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

اسی سال رجب شعبان رمضان میں وزیر فخر الملک نے فقراء مساکین مساجد اور عام مقامات میں رہنے والوں کو خوب صدقات دیئے خود مساجد اور عام مقامات کا دورہ کیا کانی مجوسیوں کو نکال باہر کیا سوق الدقیق کے نزدیک ایک بہت وسیع مکان بنوایا۔اسی سال شوال میں سخت آندھی چلی جس نے دس ہزار کھجور کے درختوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

اسی زمانہ میں غزنی کے حاکم محمود بن سبکتگین کا خط آیا کہ وہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ دشمن کے مقابلہ میں جارہے تھے کہ اچانک پانی ختم ہوگیا پیاس کی شدت سے ساتھی ہلاک ہونے لگے کہ اللہ نے بارش کردی جس سے ہم نے خود اپنے بھی جانوروں کو سیراب کیا اس کے بعد ہمارا دشمن سے آمنا سامنا ہوا ان کے ساتھ ساتھ چھ سو ہاتھی تھے لیکن ان کے باوجود وہ شکست کھا گئے اللہ نے مسلمانوں کو دشمن کے مال غنیمت سے بہت مالا مال کیا۔

اسی سال بھی شیعوں نے اٹھارہ ذی الحجہ کو دکانیں سجا کر بڑی شان وشوکت سے عید غدیر منائی یہ سہولتیں ان کو وزیر فخر الملک اور بہت سے ترکیوں کی طرف سے حاصل ہوئی۔

## خواص کی وفات

**الحسن بن الحسن بن علی بن عباس** ...... ابن بخت ابو محمد النوبختی سن ولادت ۳۲۰ محاملی وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ان سے برقانی نے روایت کی یہ بھی کہا کہ یہ شیعہ معتزلی تھے مگران کا میرے سامنے جھوٹ ظاہر نہیں ہوا ان سے ازہری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ یہ بھی کہا ہے کہ یہ رافضی بدمذہب تھے عقیلی کا قول ہے کہ حدیث میں فقیر اور معتزلی تھے۔

**عثمان بن عیسیٰ ابو عمر الباقلانی** ...... بڑے مشہور زاہدوں میں سے تھے ان کے کھجور کے باغ تھے ان سے ان کا گزر بسر ہوتا تھا دیہاتوں میں جا کر مزدوری بھی کرتے تھے بہت بڑے زاہد و عابد تھے صرف نماز جمعہ کے لئے مسجد سے باہر نکلتے مسجد میں چراغ بھی نہیں تھا ایک سردار نے مسجد میں روشنی کے لئے ان کو تیل دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اس قسم کے دیگر واقعات بھی ان کے بارے میں مشہور ہیں۔

وفات کے بعد ان کے پڑوسی نے اپنے مرے ہوئے پڑوسی کو خواب میں دیکھا اس نے عثمان بن عیسیٰ کے بارے میں پوچھا اس نے جواب دیا تم کس کے بارے میں پوچھتے ہو قبر میں رکھنے کے بعد سے ہم یہ سن رہے ہیں کہ فردوس اعلیٰ کی طرف چلو فردوس اعلیٰ کی طرف چلو اسی سال چھیالیس سال کی عمر میں رجب میں وفات پائی۔

**محمد بن جعفر بن محمد** ...... محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن فروۃ بن ناجیہ ابوالحسن النحوی جو ابن نجار تمیمی کوفی سے مشہور تھے بغداد آنے کے بعد ابن درید، صولی اور نفطون وغیرہ سے روایت کی اس سال جمادی الاولیٰ میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

**ابو الطیب سھل بن محمد** ...... یہ ابو الطیب سھل بن محمد الصعلوکی النیساپوری ہیں ابو یعلیٰ خلیلی کا قول ہے اسی سال وفات پائی ہم نے ان کے حالات سن ۳۸۷ھ کے ذیل میں بیان کر دیئے ہیں۔

## واقعات ۴۰۳ھ

اسی سال سولہویں محرم کو الشریف الرضی ابوالحسن الموسوی کو تمام ممالک میں طالبین کے نقابت کے عہدہ پر فائز کیا۔ اس کا تقلید نامہ وزیر فخر الملک کے گھر میں پڑھ کر سنایا گیا سیاہ جوڑا اسے خلعت دیا گیا یہ طالبین کا سب سے پہلے شخص تھا جسے سیاہ خلوت دی گئی۔

اسی سال بنی جفافہ کے امیر ابوقلنبہ (اللہ اس کا برا حشر کرے) کی قوم میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر کے لایا گیا اس جماعت نے گزشتہ سال حاجیوں کے راستہ میں رکاوٹ ڈالی تھی اور پانی کے چشموں میں ایلوا ڈال کر ناکارہ کر دیا جس کی وجہ سے پندرہ ہزار پہلے سے حاجی پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے تھے باقی ماندہ کو پکڑ کر انہوں نے بری حالت میں جانوروں کا چرواہا بنالیا ان کا تمام مال لوٹ لیا وزیر نے ان کو جیل میں بند کر دیا ان کا پانی بند کر دیا پھر صاف شفاف پانی دکھا دکھا کر ان کو سولی پر لٹکایا اور وہ پانی پانی کرتے ہوئے مرگئے ان کی بداعمالیوں کی پوری پوری سزا انہیں دی گئی۔ خلیفہ نے صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی روشنی میں ان کو بہترین بدلہ دیا۔ اس کے بعد جو حاجی ان کے پاس گرفتار تھے انہیں واپس لایا گیا اس عرصہ میں ان کی عورتوں نے شادی کر لی تھی اوران کا مال تقسیم ہو گیا تھا ان کی عورتیں انہیں واپس کی گئیں۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال رمضان میں مشرق سے مغرب جاتے ہوئے ایک ستارہ گرا اس کی روشنی چاند کی طرح تھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اس کے بعد وہ غائب ہو گیا۔ انہیں کا قول ہے کہ اسی زمانہ میں ماہ شوال میں بعض نصاریٰ کی عورتوں کا انتقال ہو گیا عورتیں صلیب لے کر ان پر علی الاعلان نوحہ کرنے لگی۔ بعض ہاشمین نے انہیں روکا تو اس نصرانی سردار کے ایک غلام نے ان کو لوہے کے گرز مارے جس سے ان

کے سر پھٹ گئے اور خون کا فوارہ جاری ہوگیا مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا وہ شکست کھا کر اپنے گرجوں میں گھس گئے عام لوگ گرجوں میں داخل ہو گئے اور انہیں لوٹ لیا مسلمانوں نے شہروں میں نصاریٰ کا پیچھا کیا ناصح اور ابن ابی اسرائیل کو پکڑنے کی کوشش کی ان کے غلاموں نے مقابلہ کیا پورے بغداد میں فتنہ پھیل گیا مسلمانوں نے بازاروں میں قرآن بلند کئے بعض مقامات پر جمعہ کی نماز نہیں ہوسکی۔ مجبوراً مسلمانوں نے خلیفہ سے مدد طلب کی خلیفہ نے ابن ابی اسرائیل کو حاضر ہونے کا حکم دیا لیکن اس نے انکار کردیا خلیفہ نے بغداد سے نکل کر اس سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا فتنہ بہت پھیل گیا تھا نصاریٰ کے بہت سے گھر لوٹ لئے گئے پھر ابن ابی اسرائیل حاضر ہوگیا اس نے بہت سا مال دے کر معافی طلب کر کے جان چھڑائی اس کے ساتھ ہی فتنہ ختم ہوگیا۔

سال رواں ہی میں یمین الدولہ محمود کا خلیفہ کے پاس خط آیا کہ مصر کے حاکم کی طرف سے ایک قاصد پیغام لے کر آیا ہے کہ تم میری اطاعت قبول کرلو میں نے اس پر تھوک دیا اور خط کو جلوادیا قاصد کو سخت باتیں کہیں۔

اسی سال ابوالفر بن مروان کردی کو آمد میافارقین کو دیار بکر کا حاکم بنایا گیا ایک ہار اور دو کنگن کی اس پر خلعت کی۔ اسی سال بھی راستہ میں بدامنی کی وجہ سے عراق خراسان سے کوئی حج پر نہیں گیا۔ کیوں کہ فخر الملک کی اصلاح کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔

اسی سال بلاد اندلس میں امویوں کی حکومت قائم ہوگئی ان علاقوں میں سلیمان بن حکم بن سلیمان بن عبدالرحمٰن الناصر الاموی حاکم بنا لوگوں نے قرطبہ کے ہاتھ پر بیعت کی المستعین باللہ اس کا لقب رکھا۔ اسی زمانہ میں بغداد کے حاکم بہاء الدولہ کا انتقال ہوگیا اس کے بعد اس کا لڑکا سلطان الدولہ ابوشجاع کو حاکم بنایا۔

سال رواں میں ترکیوں کے وزیر اعظم ایلک خازن کا انتقال ہوگیا اس کی اس جگہ اس کا بھائی طغان خان حاکم بنا۔

اسی زمانہ میں شمس المعالی قابوس بن شمکیر سردی میں چادر کے بغیر ٹھنڈے گھر میں داخل ہوگیا سردی کی وجہ سے اس کی وفات ہوگئی اس کے بعد اس کی جگہ منوچھر حاکم بنا فلک المعالی اس کا لقب رکھا خطبہ میں محمود بن سبکتگین کا نام لیا گیا شمس المعالی قابوس عالم فاضل ادیب شاعر تھے اس کے چند اشعار ترجمہ کے ساتھ درج ذیل ہیں:

(۱)...... ہمارے بارے میں زمانہ کی ناموافقت کرنے والے سے کہہ دو کہ یہ زمانہ کو اصل میں ہم سے خطرہ محسوس ہوگیا ہے۔

(۲)...... سمندر کے اوپر مردار نظر آتے ہیں لیکن اندر موتی ہوتے ہیں۔

(۳)...... اگر زمانہ نے ہم میں مصائب کے پنجے گاڑ دیئے اور ہمیں تکلیف پہنچائی ہے تو فکر کی بات نہیں۔

(۴)...... آسمان میں ستارے بھی ہیں لیکن چاند اور سورج گھنے ہوتے ہیں۔

(۵)...... تمہارے بعد کے خیالات ہماری محبت کو برانگیختہ کردیتے ہیں کہ اس سے دل میں محبت کی حرکت محسوس کی ہے۔

(۶)...... میرے بدن کے تمام حصوں میں عشق کا مادہ بھرا ہوا گویا میرے تمام اعضاء فطری طور پر قلب صفت سے متصف ہیں۔

## خواص کی وفات

**احمد بن علی ابوالحسن اللیثی** ...... بطیحہ میں قادر کے منشی تھے پھر محکمہ خراج اور ڈاک کے منشی بن گئے قرآن خوب ضبط آواز بڑی شیریں تھی ان کی ہم نشینی پسند تھی مزاج میں ظرافت تھی بہت مذاقیہ تھے۔ ایک مرتبہ رضی مرتضیٰ کے ساتھ ایک بادشاہ سے ملاقات کے لئے جارہے تھے چور کشتیوں کے اوپر سے ان کو پتھر مارنے لگے اور کہنے لگے کہ اے بدکار عورتوں کے شوہر یہ سن کر لیثی نے کہا یقیناً یہ لوگ شہری ہیں ساتھیوں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہنے لگے کہ ان کو ہمارے بدکار عورتوں کے شوہر ہونے کا کیسے علم ہوا۔

**الحسن بن حامد بن علی بن مروان کے حالات**[1] ...... یہ حسن بن حامد بن علی بن مروان الوراق الحنبلی، حنبلی طلبہ کے استاد اور اپنے

زمانہ میں ان کے فقیہ تھے ان کی تصنیف کی ہوئی مشہور مشہور کتابیں ہیں جیسے کتاب الجامع فی اختلاف العلماء چار جلدوں پر مشتمل ہے اصول فقہ اور اصول دین پر بھی انہوں نے کتابیں لکھی ہیں ابو یعلی بن فراء ان کی خدمت میں رہے ہیں لوگوں کے نزدیک علوِ شان کے مالک، بادشاہ کے ہاں بلند مقام رکھتے تھے، سوت کات کر صرف اسی سے گذر بسر کرتے تھے ابی بکر شافعی ابن مالک قطیعی وغیرہ سے حدیث روایت کی۔

اسی سال حج پر تشریف لے گئے جب لوگوں کو راستے میں پانی کی پیاس لگی تو سخت گرمی میں ایک پتھر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے ایک شخص تھوڑا سا پانی لے کر آیا ابن حامد نے اس سے پوچھا کہاں سے لائے ہو اس نے کہا یہ وقت سوال کرنے کا نہیں ہے پانی پی لو ابن حامد نے کہا یہ وقت اللہ سے ملاقات کا ہے بغیر پانی پیئے اسی وقت وفات ہو گئی اللہ ان پر رحم فرمائے۔

**الحسین بن حسن** ...... یہ الحسین بن حسن ابن محمد بن حلیم ابوعبداللہ الحلیمی (المنہاج فی اصول الدیانت) کتاب کے مصنف ہیں مشائخ شافعیہ میں سے تھے جرجان میں پیدا ہوئے پھر بخاریٰ لایا گیا بیشمار احادیث کا سماع کیا حتیٰ کہ اپنے زمانہ میں شیخ المحدثین بن گئے پھر بخاریٰ کے قاضی بنے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ حسین بن حسن ماوراء النھر وغیرہ علاقوں کے حاکم تھے اپنے مذہب پر پورا عبور حاصل تھا ان سے حاکم عبداللہ نے روایت کی ہے۔

**فیروز ابونصر** ...... ان کے لقب بہاء الدولہ بن عضد الدولہ الدیلمی بغداد وغیرہ کے حاکم رہے ہیں انہوں نے ہی طائع کی خلافت سے معزول کر کے قادر کو خلیفہ بنایا تھا۔ لوگوں پر جرمانہ عائد کر کے اتنی رقم جمع کر لی تھی کہ ان سے پہلے بن بویہ میں سے کسی نے نہیں کی بہت بخیل تھے اسی سال جمادی الثانی میں بیالیس سال کی عمر پا کر ارجان میں وفات پائی۔ ان کو مرگی کی بیماری تھی مشہد علی میں اپنے والد کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

**قابوس بن وشمکیر** ...... اس کے ارکان دولت اس سے ناراض ہو گئے انہوں نے اس کے لڑکے منوجھر کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر اسی کے ذریعے اسے قتل کرا دیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ قابوس نے علم نجوم کے حساب لگایا تھا کہ جس سے اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ اس کا لڑکا اس کو قتل کرے گا۔ اسے اپنی اولاد میں سے دارا پر شک تھا کیوں کہ وہ والد کا نافرمان تھا لیکن منوجھر پر ذرہ بھر شک نہیں تھا کیوں کہ اس کی طبیعت میں باپ کی مخالفت نہیں تھی۔ بالآخر قابوس اسی منوجھر کے ہاتھوں قتل ہوا ہم نے ان کے کچھ اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

**القاضی ابوبکر الباقلانی** ...... یہ قاضی ابوبکر الباقلانی محمد بن الطیب ابوبکر الباقلانی مذہب شافعی پر متکلمین کے سردار تھے مذہب شافعیہ میں علم کلام پر ان کی متعدد تصانیف ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ زمانہ دراز تک بیس ورق لکھنے سے پہلے رات کو نہیں سوتے تھے اسی بناء پر ان تصانیف کی تعداد زیادہ ہے ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(۱) التبصرۃ (۲) دقائق الحقائق (۳) التمھید فی اصول الفقہ (۴) شرح الابانہ (۵) مجمع الکبیر اور مجمع الصغیر۔

ان کی کتب میں سے سب سے عمدہ باطنیہ کے رد پر (کشف الاسرار وھتک الاسرار ہے) فروعات میں ان کے مذہب کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) شافعی ہیں (۲) مالکی ہیں یہ دونوں قول ابوذر الھروی سے منقول ہیں۔

محمد بن طیب حنبلی نے ان کے بارے میں بہت بڑی عجب بات لکھی ہے کہ قاضی ابوبکر نے کچھ فتاویٰ بھی لکھے ہیں باقی یہ بڑے ذھین وفطین شخص تھے۔ خطیب وغیرہ کا قول ہے عضد الدولہ نے اپنے دور حکومت میں ان کو شاہ روم کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا جب روم کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ شاہ روم نے داخل ہونے کا راستہ ایسا بنایا ہوا ہے کہ داخل ہونے والا شخص جھکے بغیر داخل نہیں ہو سکتا انہوں نے عزم مصمم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے کی طرح ہم ان کے سامنے نہیں جھکیں گیں چنانچہ قریب پہنچنے کے بعد باقلانی گھوم گئے بادشاہ کی طرف پیٹھ کر لی الٹے پاؤں چل کر داخل ہو گئے جب قریب پہنچے تو سیدھے ہو گئے شاہ روم نے ان کے علم فہم صلاحیت کا اندازہ لگا لیا چنانچہ اس نے ان کی بڑی تعظیم کی بعض کا قول ہے ابوبکر کو بیوقوف

بنانے کے لئے ان کے سامنے بجانے کا آلہ الارغل نام کا رکھ دیا گیا باقلانی کو اسے دیکھ کر خوف ہوا کہ کہیں مجھ سے بادشاہ کی موجودگی میں نامناسب حرکت سرزد نہ ہو جائے چنانچہ اپنی حفاظت کرتے کرتے ان کا پاؤں زخمی ہو گیا جس سے خوب خون نکلا اب خوشی کے بجائے تکلیف محسوس ہونے لگی لیکن اپنی صفت یا کم ہمتی کا اظہار نہیں ہونے دیا بادشاہ کو اس پر بڑا تعجب ہوا بعد میں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے ازخود بجانے کے آلے سے بچنے کے لئے اپنا پاؤں زخمی کیا اب بادشاہ کو ان کی اولوالعزمی اور عالی شان کا یقین ہو گیا حالاں کہ یہ ایسا آلہ تھا کہ لڑائی اسے سنے یا نہ سنے لیکن وجہ میں آئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

شاہ روم کی موجودگی میں ایک پادری نے سوال کیا تمھارے نبی کی بیوی نے کیا کیا اور ان پر لگائے گئے الزام کی حقیقت کیا ہے باقلانی نے فی البدیہہ جواب دیا ہمارے سامنے دوعورتوں پر الزام لگایا (۱) حضرت عائشہ (۲) حضرت مریم پر اللہ تعالیٰ نے دونوں کی برأت بیان فرما دی فرق یہ ہے کہ حضرت عائشہ زوج والی بلا اولاد تھی حضرت مریم بلا زوج اولاد والی تھیں۔ اب اگر کسی کا ذہن حضرت عائشہ کے بارے میں مشکوک ہے تو حضرت مریم کے بارے میں اس کا ذہن جلد مشکوک ہونا چاہیے۔ الحمد للہ ان کی برأت آسمان سے وحی کے ذریعے نازل ہوگئی۔

باقلانی نے ابوبکر بن مالک قطیعی ابو محمد بن ماسی وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا ایک بار دارقطنی نے ان کو بوسہ دے کر فرمایا باقلانی نے باطل عقیدوں کا بھرپور جواب دیا ہے ان کے لئے دعا کی۔ وفات اسی سال تئیس ذیقعدہ ہفتہ کے روز ہوئی اپنے گھر میں دفن کئے گئے۔ پھر مقبرہ باب حرب میں منتقل کئے گئے۔

**محمد بن موسیٰ بن محمد کے حالات** [1]...... یہ محمد بن موسیٰ بن محمد ابوبکر خوارزمی احناف کے شیخ اور ان کے فقیہ تھے احمد بن علی الرازی سے حدیث کا علم حاصل کیا بغداد میں بالاتفاق حنفیہ کے شیخ یہی تھے بادشاہوں کے ہاں ان کی بڑی عظمت تھی رضی اور ضمیری ان کے شاگردوں میں سے ہیں ابوبکر شافعی وغیرہ سے حدیث کا علم حاصل کیا ثقہ دیندار تھے۔ سلف کے طرز پر بڑی عمدہ نماز پڑھتے تھے اعتقاد کے بارے میں ان کا قول تھا ہمارا دین بوڑھیوں کی طرح ہے ہمیں علم کلام سے کوئی دلچسپی نہیں، فصیح تھے۔ تدریس کا انداز بہت اچھا تھا بارہا قضاۃ کے عہدہ کی پیشکش ہوئی لیکن انکار کرتے رہے اسی سال اٹھارہ جمادی الاولیٰ جمعہ کی شب تینتالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

**الحافظ ابوالحسن علی بن محمد بن خلف** ...... العامری القابسی ہیں تلخیص کے مصنف، اصل میں قزوینی ہیں لیکن ان کے چچا قابسی عمامہ باندھتے تھے اس وجہ سے قابسی مشہور ہو گیا حفظ حدیث میں ماہر، نیک، صالح، جلیل القدر انسان تھے۔ اسی سال ربیع الاول میں وفات پائی چند روز تک لوگ ان کی قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھتے رہے اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہے۔

**الحافظ بن الفرضی** ...... ابوالولید عبداللہ بن محمد بن یوسف بن نصر الازدی الفرضی کنیسر کے قاضی تھے بے شمار احادیث کے سماع کر کے احادیث جمع کیں اور تاریخ پر کتابیں لکھیں۔ المؤلف، المختلف، مشتبہ النسب وغیرہ کتابیں انہیں کی تصنیف کردہ ہیں۔ اپنے وقت کے علامہ شمار ہوتے تھے بربریوں کے ہاتھوں قتل ہو کر رتبہ شہادت پر فائز ہوئے زخمی حالت میں پڑے ہوئے لوگوں نے ان سے آپ علیہ السلام کی ایک حدیث سنی:

> ''کوئی شخص اللہ کے راستے زخمی نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے اپنے راستہ میں زخمی ہونے والوں کو مگر وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہو گا جس کا رنگ خون کی طرح ہو گا لیکن اس کی خوشبو مشک کی طرح ہو گی۔ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر انہوں نے اللہ سے شہادت کی دعا کی جو قبول ہو گئی۔''

ان کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱)...... گناہوں کا اس گھبراہٹ کے ساتھ جس سے آپ واقف ہیں آپ کے دروازے پر کھڑا ہوا ہے۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۳/ ۲۴۷ شذرات الذھب والعبر ۳/ ۸۶، ۸۷۔

(۲)......ان گناہوں سے خوف زدہ ہو کر جو آپ سے پوشیدہ نہیں ہے ان کے بارے میں خوف اور امید کے ساتھ۔
(۳)......آپ کے ماسوا کون ہے جس سے خوف کیا جائے یا امید کی جائے آپ کے فیصلوں میں کسی کو پر مارنے کی اجازت ہے۔
(۴)......اے میرے آقا قیامت کے دن اعمال ناموں کے کھولنے کے وقت مجھے رسوانہ کرنا۔
(۵)......قبر کی تاریکی میں میرا تعاون کرنا جب اقارب کنارہ کش اور تعلق رکھنے والے دور ہو جائیں گے۔ئ
(۶)......اگر آپ نے میری بخشش نہ کی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

## واقعات سن ۴۰۴ھ

اسی سال ربیع الاول میں شروع میں جمعرات کے دن خلیفہ قادر خلافت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے ارکان دولت اور دربانوں کو ان کے سامنے حاضر کیا گیا۔حسب عادت ان پر سات خلعتیں کی گئی سیاہ عمامہ باندھا گیا تلوار لٹکائی گئی سر پر منقش تاج رکھا گیا دو کنگن پہنائے گئے ایک ہار ڈالا گیا ہاتھ میں دو جھنڈے دیئے گئے پھر ایک ننگی تلوار دی خادم سے کہا ان کی گردن میں لٹکا دو یہ ان کے اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کے لئے باعث شرف ہو گا ان کے ہاتھوں پر مشرق اور مغرب فتح ہوں گے یہ قاضیوں امراء وزراء کی موجودگی کی وجہ سے ایک تاریخی دن تھا۔

اسی سال میں محمد بن سبکتگین نے بلاد ہند پر حملہ کر کے فتح حاصل کی دشمنوں کو قتل کیا کچھ کو گرفتار کیا مال غنیمت لیکر صحیح سالم واپس آ گیا خلیفہ سے خط خراسان وغیرہ علاقوں پر حکومت کی درخواست کی خلیفہ نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا۔

سال رواں میں بنو خفاجہ نے بلاد کوفہ میں فساد برپا کیا کوفہ کے نائب ابوالحسن بن مذید نے از خود ان کا مقابلہ کر کے ان میں سے کافیوں کو قتل کر دیا۔محمد بن یمامہ اور ان کے بڑے بڑے سرداروں کو گرفتار کر لیا باقی ماندہ فرار ہو گئے ان پر اللہ نے گرم لو چلا دی ان میں سے بھی پانچ سو ہلاک ہو گئے۔اسی سال ابوالحسن محمد بن حسن افساسی نے لوگوں کو حج کروایا۔

**الحسن بن احمد**......یہ الحسن بن احمد ابن جعفر بن عبداللہ ابن البغد ادی سے مشہور احادیث کا سماع کیا زاہد عابد، مجاہدہ نفس کے مالک تھے غلبہ نیند کے بعد سوتے تھے پانی کے بغیر غسل خانہ میں داخل ہو کر کپڑے نہیں دھوتے تھے حسین بن عثمان بن علی ابوعبداللہ المقری النصری المجاھدی کے پوتے تھے ابن مجاہد سے بچپن ہی میں قرآن حفظ کر لیا تھا ان کے سب سے آخری اور چھوٹے شاگرد یہی تھے اسی سال جمادی الاول میں ایک سو سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی مقبرہ زرادین میں دفن ہوئے۔

**علی بن سعید اصطخری**......علی بن سعید اصطخری معتزلہ کے شیخ تھے قادر باللہ کے حکم پر باطنیہ کے رد میں ایک کتاب لکھ کر خلیفہ سے ھدایا وصول کئے درب رباح میں رہتے تھے اسی سال ۸۰ سال کی عمر سے زائد عمر پا کر وفات پائی۔

## واقعات ۴۰۵ھ

اسی سال مصر کے حاکم نے عورتوں پر گھر سے باہر نکلنے چھتوں اور برآمدوں سے جھانکنے پر پابندی لگا دی موزے بنانے والوں کو عورتوں کے موزے بنانے سے روک دیا مزید حماموں میں بھی عورتوں کے داخل ہونے پر پابندی عائد کر دی اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والی عورتوں کو قتل کر دیا بعض حمام گرا دیئے عورتوں کے حالات پر کڑی نظر رکھنے کے لئے بوڑھی عورتوں کو مقرر کیا ان کو تاکید کی گئی کہ جس شخص کے ساتھ کسی عورت کے ناجائز تعلقات ہوں ان دونوں کے نام معہ پتہ حکومت کے پاس نوٹ کرا دیں جن جن کی شکایات موصول ہوئیں ان کو قتل کر دیا گیا مزید حکومتی

کارندوں نے ازخود شہر کا گشت کرنا شروع کر دیا اس دوران متعدد مرد عورتوں اور بچیوں کو ہلاک کر دیا ان اقدامات کے بعد بے حیا مردوں اور عورتوں کے لئے ناجائز راستے تنگ ہو گئے شہر میں اس قسم کا اکادکا واقعہ پیش آتا حتیٰ کہ ایک عورت ایک شخص کی محبت میں ہلاک ہونے لگی تو اسے قاضی مالک بن سعید الکاری کے سامنے لایا گیا اس عورت نے خلیفہ کی قسم دیکر کہا خدا کے لئے ایک بار میری بات سن۔ خلیفہ کو اس کے حال پر رحم آ گیا چنانچہ اس کو اپنے سامنے حاضر کیا اولاً وہ عورت مکر لگا کر خوب روئی اور کہنے لگی اے قاضی میرا ایک بھائی بازاروں میں رہتا ہے میں آپ کو حق حاکم کا واسطہ دے کر سوال کرتی ہوں ایک بار آپ بھائی سے ملاقات کی مجھے اجازت دیں تاکہ موت سے پہلے ایک بار دیکھ لوں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے گا اس کی باتیں سن کر قاضی کا دل پسیج گیا دو آدمیوں کو اس کے ساتھ جانے کے لئے مقرر کر دیا چنانچہ وہ عورت ان دونوں شخصوں کے ساتھ چلی حتیٰ کے ایک گھر کے پاس پہنچ کر عورت نے اس گھر کو تالا لگا کر چابی پڑوسی کو دیدی۔ پھر ان دونوں مردوں کے ساتھ چلتی رہی حتیٰ کہ معشوق کے گھر پہنچ گئی اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ لگایا ان سے کہا تم چلے جاؤ یہ ہی میرے بھائی کا گھر ہے۔ عاشق معشوق دونوں مل گئے معشوق نے عورت سے پوچھا تم یہاں کیسے پہنچ گئیں؟ اس نے کہا قاضی کے سامنے مکر وفریب سے کام لے کر میں تجھ تک پہنچ گئی شام کے وقت عورت کا شوہر گھر آیا تو تالا لگا ہوا پایا پڑوسی سے پوچھا تو اس نے ساری باتیں بتا دیں وہ شخص اسی وقت قاضی کے پاس گیا اور اس نے قاضی سے کہا کہ میں اسی وقت، فی الفور آپ سے اپنی عورت کا مطالبہ کرتا ہوں، وہ اپنے معشوق کے پاس چلی گئی ہے یا تو اس کو حاضر کرو ورنہ میں حاکم مصر کو بتا دوں گا اب قاضی کو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا، قاضی پہلے ہی بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر رونے لگا اور بادشاہ سے معذرت کرنے لگا بادشاہ نے پوچھا اصل واقعہ کیا ہے؟ قاضی۔ نے عورت کے ساتھ پیش آنے والی ساری باتوں سے قاضی کو آگاہ کر دیا۔ قاضی نے ان دونوں شخصوں کا حکم دیا کہ دونوں جاؤ وہ جس حالت میں بھی ہو ان کو پکڑ کر میرے سامنے حاضر کرو چنانچہ وہ دونوں چلے گئے گھر پہنچ کر انہوں نے دونوں کو بدمستی میں مشغول پایا۔ فوراً دونوں کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے حاضر کر دیا دونوں غیر اختیاری فعل پر بادشاہ سے معافی مانگنے لگے لیکن بادشاہ نے عورت کو جنگل میں جلانے اور مرد کو مار مار کر ختم کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعہ کے بعد بادشاہ کی وفات تک عورتوں پر بڑی سختیاں کی گئی۔ یہ باتیں ابن الجوزی نے ذکر کی ہیں۔

اس سال رجب میں قاضی ابومحمد اکفانی کی وفات کے بعد ان کی جگہ ابوالحسن احمد بن ابی الشوارب کو حضرہ کا قاضی بنایا گیا۔ اسی زمانہ میں فخر الدولہ نے شرقیہ مسجد کی تعمیر کرائی اور اس میں لوہے کی کھڑکیاں لگوائیں۔

## خواص کی وفات

**بکر بن شاذان بن بکر** ...... ابوالقاسم المقری الواعظ ابوبکر شافعی، جعفر خلدی، سے احادیث کا سماع کیا ان سے زھری خلال نے احادیث کا سماع کیا۔ ثقہ، امین، صالح، عابد اور زاہد تھے تہجد گزار، اخلاق حسنہ کے مالک تھے اسی سال ۸۰ سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی باب حرب میں دفن کئے گئے۔

**بدر بن حسنو یہ بن حسین ابوالنجم الکردی** ...... یہ دینور وہمدان کے پسندیدہ اور اچھے بادشاہوں میں سے تھے باصلاحیت راہ خدا میں خوب دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے خلیفہ قادر نے ان کی کنیت ابوالنجم لقب ناصر الدولہ رکھا تھا ایک جھنڈا عطا کیا تھا ان کا دور حکومت بہترین اور پر امن تھا حتیٰ کہ مسافروں کے اونٹ یا گھوڑے سامان سے لدے ہوئے اگر تھک جاتے تو ان کے مالک سامان کے ساتھ ان کو وہیں چھوڑ کر چلے جاتے کافی وقت کے بعد آکر دیکھتے تو سامان میں کسی قسم کی کمی نہیں آتی۔

ایک بار کچھ امراء نے ملک میں فساد مچایا انہوں نے ان سب کی شاندار دعوت کی سب آ گئے کھانا لگا دیا گیا لیکن روٹی نہیں آئی کافی دیر بعد انہوں نے روٹی کے بارے میں پوچھا ابوالنجم نے کہا جب تم کھیتوں اور ان کے مالک پر ظلم کرو گے تو روٹی کہاں سے آئے گی۔ آئندہ ظلم کرنے والے کی گردن اڑا دی جائے گی۔

ایک مرتبہ ابوالنجم نے راستہ میں جاتے ہوئے ایک شخص کو سر پر لکڑیاں اٹھائے ہوئے روتے ہوئے دیکھا اس سے رونے کی وجہ پوچھی اس نے کہا میری دوروٹیاں آپ کے کسی فوجی نے چھین لی ہیں ابوالنجم نے پوچھا اس کو دیکھ کر پہچان لو گے اس نے کہا ہاں ابوالنجم نے تمام فوجیوں کو ایک تنگ گھاٹی کے پاس سے گذرنے کا حکم دیا جب وہ فوجی گزرہ تو اس لکڑ ہارے نے پہچان لیا بادشاہ نے اسی وقت اس کو گھوڑے سے اترنے اور سر پر لکڑیاں رکھ کر اس کے گھر تک چھوڑ کر آنے کا حکم دیا اس فوجی نے پیسوں کے ذریعے اسے بہت لالچ دی لیکن وہ نہیں مانا اس سے تمام فوجیوں کو زبردست سبق ملا ابوالنجم ہر جمعہ کو فقراء اور مساکین پر بیس ہزار دینار خرچ کرتے موتی کی تکفین کے لئے ماہانہ بیس ہزار دینار رکھے ہوئے تھے ہر سال عضد الدولہ کے خاندان سے بیس افراد کو حج کراتے کیوں کہ ان کی حکومت کا سبب عضدالدولہ ہی بنا تھا سالانہ تین ہزار دینار لوہاروں اور موچیوں کو دیتے تاکہ ہمدان اور بغداد کے مسافروں کو مشکلات نہ ہوں سالانہ ایک ہزار دینار حرمین کے مجاورں حجاز کے راستہ میں پانی کے انتظام اور کنوؤں کی کھدائی پر خرچ کرتے تھے راستوں میں پانی کی جگہوں پر آبادی قائم کا انتظام کرتے اپنے دور حکومت میں دو ہزار مساجد اور مسافر خانے بنوائے اس کے علاوہ فقہاء علماء قضاۃ فقراء مساکین کے لئے مستقل طور پر وظیفے مقرر کئے ہوئے تھے اس کے ساتھ بہت نمازیں پڑھنے والے اور ذکر کرنے والے تھے اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے بیس ہزار گھوڑے پال رکھے تھے اسی سال ۸۰ سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی مشہد علی میں دفن کئے گئے۔ میراث میں چودہ ہزار بدرہ جس میں سے چالیس سے زائد بدرہ نقد تھے چھوڑے۔ ایک بدرہ دس ہزار دینار کا ہوتا ہے۔

**حسن بن حسین بن حمکان**...... ابوعلی ہمذانی بغداد کے فقہاء شافعی میں سے تھے اولاً علم حدیث حاصل کیا ان سے ابوحامد مروزی نے حدیث کا سماع اور ازھری نے احادیث روایات کی ہیں یہ بھی کہا کہ حدیث میں کمزور تھے۔

**عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم**...... ابومحمد الاسدی جو ابن الاکفانی سے مشہور ہیں بغداد کے قاضی القضاۃ تھے سن ولادت ۳۱۶ ہے قاضی محاملی محمد بن خلف، ابن عقرہ وغیرہ سے روایت کی ہے ان سے ابوقاضی اور تنوخی نے روایات کے طلب علم پر ایک لاکھ دینار خرچ کئے پاک دامن دین دنیا سے کنارہ کش تھے عزت نفس کا بہت خیال رکھتے اسی سال پچاس سال کی عمر میں وفات پائی چالیس سال تک حاکم رہے کچھ سال نیابت میں اکثر مستقل طور پر رہے۔

**عبدالرحمٰن بن محمد**...... یہ عبدالرحمٰن بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن ادریس بن سعد الحافظ الاستراباذی ہیں جو ادریسی سے مشہور تھے طلب حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے۔ علم پر خوب توجہ دی اصم وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا سمرقند میں رہ کر ایک تاریخ لکھی تعریف کی بغداد میں احادیث بیان کی ان سے ازھری اور تنوخی نے احادیث روایت کی، ثقہ حافظ تھے۔

**ابوالنصر عبدالعزیز عمر کے حالات** (۱)...... احمد بن نباتہ مشہور شاعر تھے، سیف الدولہ کی تعریف کی، میرا خیال ہے کہ یہ خطیب بن نباتہ یا کسی اور کے بھائی تھے یہ مشہور شعران ہی کا ہے:

''جو تلوار سے نہیں مرا تو وہ کسی اور چیز سے مر گیا صرف اس بات کا اختلاف ہے ورنہ موت تو ایک ہی ہے۔''

**عبدالعزیز بن عمر بن محمد نباتہ**...... ابونصر السعدی الشاعران کے مشہور اشعار میں سے چند اشعار ترجمہ کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

(۱)...... جب تم دشمن کا مقابلہ نہ کر سکو تو اس سے حسنہ اخلاق سے پیش آؤ نرمی اختیار کرو اس لئے کہ مزاج میں موافقت ہو جاتی ہے۔

(۲)...... جیسے کہ پانی آگ سے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہے یہ دوسرے کو گلانے کا مادہ پیدا کرتا ہے حالانکہ اس کی طبیعت میں جلا دینا ہے۔

**عبدالغفار بن عبدالرحمٰن ابوبکر الدینوری الفقیہ السفیانی**...... بغداد کے جامع منصور میں مذہب سفیان ثوری کے مطابق فتویٰ دیتے

والے آخری شخص تھے۔ جامع منصور کی دیکھ بھال، نگرانی ان ہی کے ذمہ تھی۔ اسی سال وفات پائی جامع حاکم کے قریب دفن کئے گئے۔

**الحاکم النیساپوری**...... یہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمرویہ بن نعیم بن حاکم ابوعبداللہ الحاکم الضبی الحافظ ابن البیع سے مشہور نیساپور کے رہنے والے مستدرک کتاب کے مصنف ذی علم و حافظ وحدیث سن ولادت ۳۲۱ ہے سن ۳۳۰ سے احادیث کا سماع شروع کر دیا تھا متعدد احادیث کا سماع کیا طلب حدیث کے لئے دور دراز ملکوں کے سفر کے لئے متعدد بڑی چھوٹی کتابیں لکھیں چند یہ ہیں۔(۱) مستدرک (۲) علوم الحدیث والاکلیل (۳) تاریخ نیساپور ایک پوری جماعت سے احادیث روایت کی دارقطنی ابن ابی الفوارس وغیرہ ان کے مشائخ میں سے ہے حاکم دیندار، امین پاک دامن پختہ کار دنیا سے کنارہ کش متقی تھے۔

خطیب کا قول ہے کہ ابن البیع شیعت کی طرف مائل تھے ابواسحاق ابراہیم بن محمد نے ہم سے بیان کیا ہے حاکم ابوعبداللہ نے چندہ جمع کر کے فرمایا یہ احادیث شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے انہوں نے اپنی صحیح میں ان احادیث اس کے اخراج کا انتظام کیا ہے ان میں سے (حدیث طیر) اور (حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ) بھی ہے لیکن اصحاب حدیث نے اس کا انکار کیا ہے۔

محمد بن طالح المقدس کا قول ہے کہ حاکم کا قول ہے حدیث الطیر بخاری میں نہ ہونے کے باوجود بھی صحیح ہے۔ ابن طاہر کا قول ہے کہ حدیث طیر موضوع حدیث ہے کوفہ کے جاہل لوگوں نے حضرت انس سے اس کو روایت کیا ہے حاکم کو اگر یہ بات معلوم نہیں ہوئی تو وہ جاہل ہیں اگر معلوم ہے تو پھر معانداور کاذب ہیں۔

ابوعبدالرحمٰن سلمی کا قول ہے میں حاکم کے پاس گیا کہ وہ فرقہ کرامیہ میں اتنا مستغرق ہو گئے ہیں کہ اس سے نکلنے کی صورت نہیں پاتے میں نے انہیں مشورہ دیا ہے کہ اگر آپ اپنی کتاب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کر دیں تو اس چنگل سے نکل سکتے ہیں انہوں نے جواب دیا یہ مشکل ہے اسی سال چراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

**ابن کج کے حالات** [1]...... یہ یوسف بن محمد احمد بن کج ابوالقاسم القاضی ائمہ شافعیہ میں سے ہیں اپنے مذہب میں مختلف الخیال ہیں۔ یہ ان کے لئے ایک عظیم نعمت ہے۔ بدر بن حسنویہ کی نیابت میں دستور کے قاضی رہے لیکن بدر کی موت کے بعد حالات کی تبدیلی کی وجہ سے دشمنوں نے موقع پا کر اسی سال ستائیس رمضان کو انہیں قتل کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

......ختم شد......

اللہ کے فضل و کرم سے البدایہ والنہایہ کا گیارہواں حصہ ختم ہوا اس کے بعد بارہواں حصہ شروع ہو جائے گا
جس کی ابتداء سن چار سو چھ ہجری کی تاریخ سے شروع ہوگی

(۱) شذرات الذهب: ۳/۱۷۷، ۱۷۸، اللباب: ۳/۴۲۔

البدایہ والنہایہ

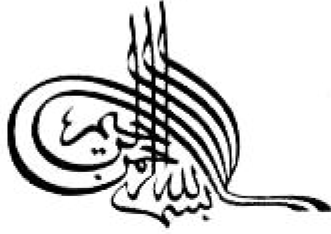
(معروف بہ)

# تاریخ ابن کثیر

(حصہ دوازدہم)

حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۷۷۴ھ



# تاریخ ابن کثیر ...... حصہ دوازدہم

## ۴۰۶ ہجری کے واقعات

اس سال یکم محرم منگل کے دن اہل سنت اور روافض کے درمیان فتنہ وفساد واقع ہوا، لیکن وزیر فخر الملک نے اس فتنہ پر اس شرط پر قابو پایا کہ روافض اپنی بدعتیں مثلاً ٹاٹ لٹکانا اور نوحہ وغیرہ عاشوراء کے دن کریں گے۔

اور اس مہینہ میں بصرہ میں ایک شدید قسم کی وباء پھیلی جس نے قبریں کھودنے والوں اور لوگوں کو مردوں کو دفن کرنے سے عاجز کر دیا۔ جون کے مہینے میں شہر بادلوں سے بھر گیا اور شدید بارش ہوئی اور تین صفر ہفتے کے دن مرتضی مظالم اور حج کے نگران مقرر ہوئے اور جو کام ان کے بھائی رضی کے سپرد تھے وہ ان کے سپرد کر دیئے گئے اور ان کا ولایت نامہ سپہ سالاروں اور معزز اشخاص کی موجودگی میں پڑھا گیا۔

اور اس سال چودہ ہزار حجاج پیاس کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور چھ ہزار حجاج کرام اس لئے بچ گئے کہ انہوں نے اونٹوں کا پیشاب پی کر اپنی پیاس بجھائی تھی۔

اس سال محمود بن سبکتگین نے ہندوستان میں جہاد کیا پھر ان کو راہنماؤں نے پکڑ لیا اور دور دراز اجنبی شہروں میں لے گئے پھر یہ ایک جزیرے میں پہنچے اور کئی دن تک یہ اور ان کا لشکر پانی میں چھپا رہا اور لشکر کے بہت سے افراد پانی میں غرق بھی ہو گئے۔ البتہ آخرکار یہ آزاد ہو گئے اور بہت جدوجہد کے بعد یہ خراسان واپس لوٹے۔

اور اس سال عرب کے شہروں میں لوٹ مار اور فساد کی وجہ سے عراق سے کوئی بھی قافلہ حج کے لئے روانہ نہیں ہوا اور اس سال بہت سے معزز اشخاص فوت ہوئے۔

**شیخ ابوحامد اسفرائینی کے حالات وواقعات** [1] ...... ان کا نام احمد بن محمد بن احمد ہے۔ یہ اپنے زمانے میں شافعیہ کے امام تھے اور یہ

---

(۱) الأنساب: ۱/ ۲۳۷، ۲۳۸، تاریخ بغداد: ۴/ ۳۶۸، ۳۷۰، تاج العروس: ۹/ ۲۳۶، وتقدم الكلام على نسبة " لا سفر ائنی " في الترجمة (۳۸)، تهذيب الأسماء واللغات: ۲/ ۲۰۸، ۲۱۰، دول الاسلام: ۱/ ۲۴۳، شذرات الذهب: ۳/ ۱۷۸، ۱۷۹، طبقات الاسنوي: ۱ طبقات ابن هداية الله: ۱۲۷، ۱۲۸، طبقات ابن الصلاح اكورقة ۳۷، طبقات السبكي: ۴/ ۶۱، ۷۴ طبقات الشيرازي: ۱۰۳، معجم البلدان: ۱/ ۱۷۸، المنتظم: ۷/ ۲۷۷، ۲۷۸ النجوم الزاهرة: ۴/ ۲۳۹، الوافي بالوفيات: ۷/ ۳۵۷، ۳۵۸، وفيات الأعيان: ۱/ ۷۲، ۷۴)

۳۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ۳۶۳ھ یا ۳۶۴ھ میں ابھی یہ چھوٹے ہی تھے کہ بغداد آ گئے۔ پھر انہوں نے ابوالحسن بن مرزبان اور ابوالقاسم دارکی سے فقہ پڑھی اور روز بروز ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ شافعیہ کے امام بن گئے عوام وخواص میں ان کا بڑا مقام تھا یہ فقیہ اور بہت بڑے امام تھے۔ انہوں نے تقریباً پچاس جلدوں میں مزنی کی شرح لکھی ان کی ایک اور تصنیف ہے جو اصول فقہ میں ہے۔

اور اسماعیل وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ خطیب بغدادی نے بتایا کہ میں نے کئی مرتبہ ان کو دیکھا اور ربیع الاول کے شروع میں عبداللہ بن مبارک کی مسجد میں ان کے سبق میں حاضر ہوا۔ اور ان سے ازجی اور خلال نے ہمیں بیان کیا اور میں نے کسی کہنے والے سے سنا کہ ان کے سبق میں سات سوافراد فقہ سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تھے اور لوگ کہتے تھے کہ اگر ان کو امام شافعی دیکھ لیتے تو بہت خوش ہوتے۔ ابوالحسن قدوری نے کہا کہ شافعیہ میں ابوحامد سے بڑا کوئی فقیہ نہیں پایا گیا اور ان کے تفصیلی حالات طبقات الشافعیہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اور ابن خلکان نے بیان کیا کہ ابوالحسن قدوری نے فرمایا کہ شیخ ابوحامد اسفرائینی امام شافعی سے زیادہ فقیہ اور گہری نظر رکھنے والے ہیں۔ شیخ ابواسحاق نے کہا کہ قدوری کی یہ بات مسلم نہیں ہے کیونکہ حامد اور ان جیسوں کی امام شافعی کے ساتھ کوئی نسبت نہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

وہ مکہ میں ٹوٹل کے قبائل میں اترے، اور میں دور دراز مقام بیداء میں اترا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ان کی بہت سی تصانیف ہیں مثلاً التعلیقۃ الکبری، کتاب البستان یہ چھوٹی سی کتاب ہے اور اس میں بہت سے عجائبات ہیں۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ کسی مناظرے میں کسی فقیہ نے ان پر کوئی اعتراض کیا تو انہوں نے یہ شعر کہے:

''اس نے لوگوں کے سامنے کھلی کھلی بدسلوکی کی، اور جرأت سے کام لیا اور معذرت پوشیدہ طور پر کی اور جو غلطی ہوئی تھی اس پر ڈٹا رہا جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ وہ اپنے عذر کو مخفی رکھ کر اپنی بدسلوکی مٹا دے گا وہ بہت بڑی غلطی پر ہے''۔

**ابوحامد اسفرائینی کی وفات** ...... ابوحامد اسفرائینی ۱۹ شوال ۴۰۶ھ کو فوت ہوئے اور میدان میں ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد ان کو ان کے گھر میں دفن کیا گیا پھر ۴۱۰ھ میں باب حرم کے قبرستان میں ان کو منتقل کر دیا گیا۔ علامہ ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ ان کی عمر ۶۱ سال چند ماہ تھی۔

**ابواحمد الفرضی** ...... آپ کا اسم گرامی عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن علی بن مہران ہے اور آپ کی کنیت ابومسلم اور نسبت فرضی اور مقری ہے۔ آپ نے المحاملی اور یوسف بن یعقوب سے پڑھا اور ابوبکر بن انباری کی مجلس سبق میں حاضر ہوئے۔ آپ معتمد امام، متقی، باوقار اور بہت بھلائی والے تھے۔ اکثر قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر آپ نے حدیث کا سماع کیا اور جب آپ شیخ ابوحامد اسفرائینی کے پاس ملاقات کے لئے گئے تو وہ ننگے پاؤں آپ کے پاس آئے اور مسجد کے دروازے پر آپ سے ملے آپ نے اسی سال سے زیادہ عمر پائی۔

**شریف رضی**[1] ...... ان کا نام محمد بن طاہر بن احمد حسین بن موسیٰ ابوالحسن علوی ہے بہاء والدولۃ نے رضی کو ''**ذوالحسبیین**'' اور ان کے بھائی مرتضیٰ کو ''**ذوالمجدین**'' کا لقب دیا تھا۔ یہ اپنے والد کے بعد بغداد میں طالبیوں کے نگران مقرر ہوئے اور بڑے شاعر فیاض اور سخی تھے اور وہ اس عہدہ کا انکار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے شیخ ابوحامد اسفرائینی اور قاضی ابوبکر کو ان دونوں کے پاس بھیجا اور اس نے ان کے روبرو مؤکد قسمیں کھائیں کہ اس نے یہ قصیدہ نہیں کہا اور اللہ تعالیٰ حقیقی صورتحال کو بہتر جاننے والے ہیں۔

**شریف رضی کی وفات** ...... ان کی وفات پانچ محرم الحرام کو ۴۷ سال کی عمر میں ہوئی اور ان کے جنازے میں وزیر قضاۃ حاضر ہوئے وزیر نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو انباری کی مسجد کے قریب ان کے گھر میں دفن کیا گیا اور جو کام ان کے سپرد تھے وہ ان کے بھائی مرتضیٰ کے سپرد کر دیئے گئے اور کچھ مزید کام اور دوسرے مناصب بھی ان کے سپرد کر دیئے گئے اور مرتضیٰ نے اپنے بھائی رضی کا بہت اچھا مرثیہ کہا ہے۔

---

(۱) ایضاح المکنون: ۱/ ۲۳۰، اعیان الشیعۃ: ۴۴، ۱۷۳، ۱۸۷ روضات الجنات ۵۷۳۔ ۹۰۔ ۵، الذریعۃ: ۷/ ۱۶، شذرات الذھب: ۳/ ۱۸۲، ۱۸۳، العبر: ۳/ ۹۵، الکامل فی التاریخ: ۹/ ۲۶۱، ۲۶۲، کتاب الرجال: ۲۸۳، المحمدون فی الشعراء لقفطی خ ۸۹، المختصر: ۱/ ۴۹۴، المختصر فی أخبار البشر: ۲/ ۳۷۴، ۳۷۹، وفیات الأعیان: ۴/ ۴۱۴، ۴۲۰، یتیمۃ الدھر: ۳/ ۱۳۱، ۱۵۱

**بادیس بن منصور الحمیری کے حالات وواقعات**[1] ....... ان کی کنیت ابوالمعر مناذ راور نام بادیس بن منصور ہے یہ بلاد افریقہ کے حاکم کا نائب اور بلاد افریقہ کے نائب کا بیٹا تھا۔ حاکم نے ان کو نصیر الدولہ کا لقب دیا تھا۔

یہ بلند ہمت بلند حوصلہ اور باعزت شخصیت تھے جب نیزے کو حرکت دیتے تھے تو اس کو توڑ دیتے تھے۔

**بادیس بن منصور کی وفات** ...... یہ بروز بدھ ۴۰۶ھ ذی القعدہ کے آخر میں اچانک ایک رات فوت ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ کے کسی نیک بندے نے اس رات ان کے خلاف بدعا کی تھی۔ ان کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا معز مناذ رتخت نشین ہوا۔

## ۴۰۷ھ کے واقعات

اس سال ربیع الاول میں کربلا میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا مزار اور اس سے ملحقہ برآمدے جل گئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ لوگوں نے دو بڑی بڑی مشعلیں روشن کیں اور وہ رات کو پردے پر گر پڑیں جس سے اردگرد کی چیزیں جل گئیں حتیٰ کہ جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اور اس مہینے میں بغداد میں دارالقطن اور باب البصرہ میں بہت سی جگہیں جل گئیں اور سامرا کی جامع بھی جل گئی۔

اس سال مسجد حرام کے رکن یمانی کو پراگندہ کرنے کا واقعہ بھی پیش آیا اور اس طرح اس سال مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک کے سامنے کی دیوار بھی گری اور بڑا گنبد بیت المقدس کی چٹان پر گر گیا اس طرح کے عجیب وغریب اتفاقات اس سال ہوئے۔

اس سال بلاد افریقہ میں رہنے والے شیعوں کو قتل کر دیا گیا اور ان سے ان کا مال چھین لیا گیا اور ان میں سے کوئی بھی نہ بچا البتہ جو غیر معروف تھے وہ بچ گئے۔

اس نے ایک ہزار محتاجوں کو کپڑے پہنائے اور یہ بہت زیادہ نمازیں پڑھنے والا تھا۔ یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے پندرہ شعبان کی رات کو شرینی تقسیم کی تھی۔ یہ شیعیت کی طرف کچھ مائل تھے۔ اور سلطان الدولہ نے احواز میں اس سے مطالبہ کیا اور اس سے چھ لاکھ سے کچھ زائد دینار لیے جو جواہر اور دوسرے مال ومتاع کے علاوہ تھے۔

**وزیر فخر الملک کی وفات** ...... سلطان الدولہ نے جب ان کو قتل کروایا تو اس وقت ان کی عمر ۵۲ سال چند ماہ تھی۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان کے ہلاک ہونے کا سبب یہ تھا کہ ان کے کسی غلام نے کسی شخص کو قتل کر دیا تھا مقتول کی بیوی ان کے پاس مدد کے لئے آئی اور پورا واقعہ ان کے گوش گزار کیا لیکن یہ اس کی طرف بالکل التفات نہیں کرتے تھے آخر ایک دن اس عورت نے ان سے کہا کہ اے وزیر کیا آپ نے اس بات پر غور کیا ہے جو میں نے آپ تک پہنچائی ہے۔ آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں کی میں نے وہ معاملہ اللہ کے حضور پیش کر دیا ہے اور میں اس کے فیصلے کی منتظر ہوں۔ جب ان کو گرفتار کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے مقدمے کا فیصلہ صادر کر دیا ہے لہٰذا جو کچھ ان کے ساتھ ہونا تھا ہوا۔

## ۴۰۸ھ کے واقعات

اس سال بغداد میں اہل سنۃ اور روافض کے درمیان بڑا فتنہ وفساد ہوا جس میں فریقین کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ اور اس سال ابوالمظفر بن خاقان نے بلاد ماوراالنہر وغیرہ کی حکمرانی سنبھالی اور شرف الدولۃ کا لقب اختیار کیا۔ یہ سب کچھ اس کے بھائی طغان خان کی وفات کے بعد ہوا۔

---

(۱) أعمال الأعلام القسم الثالث: ۲۹، البيان المغرب: ۱/ ۲۴۷، تاريخ ابن خلدون: ۶/ ۱۵۷، الخلاصة النقية: ۴۶، الكامل لا بن الأثير ۹/ ۱۲۷، ۱۵۲، ۱۵۴، ۲۵۳، ۲۵۶، المختصر في أخبار البشر: ۱/ ۱۴۴ الوافي بالوفيات: ۱۰/ ۶۸، ۶۹، وفيات الأعيان: ۱/ ۲۶۵، ۲۶۶)

طغان خان دیندار صاحب فضیلت تھا، اہل دین اور اہل علم سے محبت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے ترکوں سے جنگ کی اور ان میں سے دو لاکھ افراد قتل ہوئے اور ایک لاکھ کو قیدی بنالیا گیا اور بہت سے سونے، چاندی اور چینی کے برتن غنیمت میں ان کے ہاتھ آئے۔ اس کی مثل کسی نے حکومت نہیں کی۔ جب یہ فوت ہو گئے تو ترکوں کے بادشاہ مشرقی ممالک پر غالب آگئے۔

اس سال جمادی الاولیٰ میں ابوالحسن احمد بن مہذب الدولہ نے علی بن نصر کو اس کے والد کی وفات کے بعد بلاد بطائح کا حاکم مقرر کیا پھر ان کے چچازاد بھائی نے ان سے جنگ کی اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان کو قتل کر دیا لیکن وہ بھی زیادہ دیر تک نہ رہ سکا اور قتل ہو گیا۔ اس کے بعد یہ شہر بغداد کے حکمران سلطان الدولہ کے پاس واپس آگئے۔ عوام الناس نے لالچ اور طمع کی، واسط کی طرف چلے گئے اور انہوں نے ترکوں کے ساتھ جنگ کی۔

اس سال نورالدولہ غردبیس بن ابوالحسن نے علی بن مزید کو اس کے والد کے فوت ہونے کے بعد حاکم مقرر کیا اور اس سال سلطان الدولہ بغداد واپس آئے اور نمازوں کے اوقات میں طبل بجانا شروع کیا لیکن یہ طریقہ جاری نہ رہ سکا اور انہوں نے قرواش کی بیٹی سے پچاس ہزار دینار مہر پر عقد نکاح کیا اور اس سال شہروں میں فساد، اعراب میں لوٹ مار اور حکومت کی کمزوری کی وجہ سے اہلِ عراق میں سے کوئی بھی حج کے لئے نہیں گیا۔

علامہ ابن الجوزی نے المنتظم میں لکھا ہے کہ ہمیں سعداللہ بن علی بزار نے بتایا اور ان کو ابوبکر طریثیثی نے اور ان کو ھبۃ اللہ بن حسن طبری نے بتایا کہ اس سال ۴۰۸ھ کو خلیفہ قادر باللہ نے فقہاء معتزلہ سے توبہ کا مطالبہ کیا اور انہوں نے معتزلہ کے مذہب سے رجوع کا اعلان کیا اور اعتزال، رفض اور اسلام کے خلاف باتوں سے مکمل برأت کا اعلان کیا اور اس کے متعلق ان سے تحریرات لی گئیں کہ جب کبھی وہ اس کی مخالفت کریں گے تو ان کو ایسی سزا اور عقوبت دینا جائز ہوگی جس سے دوسرے لوگ عبرت اور نصیحت حاصل کریں گے محمود بن سبکتگین نے اس بارے میں امیرالمؤمنین کے حکم پر عمل کیا اور اس کا طریقہ ان اعمال میں جاری کیا جن پر اس کو بلاد خراسان وغیرہ کا نائب مقرر کیا تھا معتزلہ روافض، اسماعیلیہ، قرامطہ، جہمیہ اور مشبہ کو قتل کرنے میں اور اس نے ان کو صلیب دی اور ان کو قید کیا اور جلاوطن کیا اور خطباء کو ان پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور اہل بدعت کے تمام گروہوں کو ان کے شہروں سے جلاوطن کیا اور یہ اسلام میں ایک طریقہ جاری ہو گیا۔

اور اس سال معزز اشخاص میں سے حاجب کبیر فوت ہوئے جنکے حالات وواقعات درج ذیل ہیں۔

## حاجب کبیر شباشی ابونصر کے حالات وواقعات

یہ شرف الدولۃ کے غلام تھے اور بہاء الدولۃ نے ان کو "سعید" کا لقب دیا تھا یہ بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور رضا حاصل کرنے کے کاموں پر وقف کرنے والے تھے۔ ان کے کاموں میں سے ایک کام یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زمین کو شفاء خانے کے لئے وقف کیا جبکہ اس زمین سے بہت غلہ، پھل اور ٹیکس آتا تھا۔ انہوں نے خندق پر پل شفاء خانہ اور ناصریہ وغیرہ کو تعمیر کروایا تھا اور جب فوت ہوئے تو ان کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر کوئی عمارت وغیرہ نہ بنائی جائے لیکن لوگوں نے ان کی وصیت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان کی قبر پر ایک گنبد بنا دیا۔ یہ گنبد ان کی وفات کے ۷۰ ستر سال بعد گر گیا عورتیں ان کی قبر پر جمع ہو کر روتیں اور نوحہ کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ جب وہ نوحہ کر کے واپس لوٹیں تو انہیں سے ایک بوڑھی عورت نے جو عورتوں کی پیشرو تھی خواب دیکھا کہ ایک ترکی اپنی قبر سے نکل کر ان کی طرف آیا ہے اور اس کے پاس کوڑا ہے۔ اس نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کو نوحہ کرنے پر ڈانٹا۔ بوڑھی عورت نے دیکھا تو وہ حاجب سعید تھے تو وہ ڈر کر بیدار ہو گئی۔

# ۴۰۹ھ کے واقعات

۷ محرم الحرام جمعرات کے دن دار الخلافہ کے اندر ایک جلوس میں اہل سنت کے مذہب کے بارے میں ایک کتاب پڑھی گئی اس میں لکھا تھا جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہے وہ کافر ہے اس کا خون حلال ہے۔

اس سال پندرہ جمادی الاولیٰ کو نمکین سمندر میں سیلاب آ گیا اور پانی ابلہ کے قریب آ گیا اور پھر بصرہ میں داخل ہو گیا۔

اس سال محمود بن سبکتگین نے ہندوستان سے جہاد کیا۔ اس نے اور ہندوستان کے بادشاہ نے ایک دوسرے پر حملے کئے۔ لوگوں نے بہت بڑی جنگ کی آخر کار یہ جنگ ہندوستان کی بہت بڑی شکست کے بعد ختم ہوگئی اور مسلمان کافروں کو اپنی مرضی کے مطابق قتل کرنے لگے اور بہت سا سونا چاندی اور ہیرے جواہرات مسلمانوں نے

غنیمت میں حاصل کئے اور دو سو ہاتھی بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ جو لوگ بھاگ رہے تھے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور بہت سے کار خانے منہدم کر دیئے۔ پھر محمود بن سبکتگین کامیابی اور فتح و نصرت سے سرخرو ہو کر غزنہ واپس لوٹ آئے۔

اس سال بھی شہروں میں فساد اور اعراب کی لوٹ مار کی وجہ سے کوئی بھی شخص عراق کے راستے سے حج کے لئے نہیں گیا۔ اور اس سال بہت سے معزز اشخاص فوت ہوئے۔

## خواص کی وفات

**زجاء بن عیسیٰ کے حالات و واقعات** ......آپ کی کنیت ابوالعباس اور نسبت انصناوی ہے مصر کی ایک بستی انصنا کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے آپ کو انصناوی کہا جاتا ہے۔ پھر آپ بغداد آ گئے اور حدیث کا درس دیا، آپ سے حفاظ حدیث نے احادیث کا سماع کیا۔ آپ ثقہ، فقہ مالکی کے فقیہ اور حکام کے ہاں عادل اور پسندیدہ تھے۔ اس کے بعد آپ اپنے شہر واپس لوٹ آئے اور یہیں فوت ہوئے جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی عمر ۸۰ سال سے زائد تھی۔

**عبداللہ بن محمد بن ابی علان کے حالات و واقعات** ......آپ کی کنیت ابواحمد ہے۔ آپ اہواز کے قاضی تھے اور مالدار تھے آپ کی بہت سی تصانیف ہیں ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کے معجزات کے بارے میں بھی جس میں آپ نے آنحضرت ﷺ کے ایک ہزار معجزات جمع فرمائے۔ آپ معتزلہ کے بڑے شیوخ میں سے تھے۔ آپ کی وفات ۴۰۹ھ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۸۹ سال تھی۔

**علی بن نصر بن ابوالحسن کے حالات و واقعات** ......ان کا لقب "مھذب الدولة" تھا۔ یہ بلاد بطیحہ کے حاکم اور اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ لوگ مصائب و مشکلات میں ان کے شہروں کی طرف رجوع کرتے تھے یہ ان کو اپنے شہروں کو پناہ دیتے اور ان کی دادرسی کرتے تھے ان کے بڑے احسانات میں سے ایک احسان یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین قادر طائع سے بھاگ کر بطائح میں اترے اور ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے ان کو اپنے ہاں پناہ دی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا اور ان کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ وہ امیر المومنین بن گئے اور یہ ان کا بڑا کارنامہ تھا۔ انہوں نے ۳۲ سال چند ماہ بطائح پر حکومت کی۔

**مہذب الدولۃ علی بن نصر کی وفات** ......ان کی وفات ۴۰۹ھ میں ہوئی ان میں اس وقت ان کی عمر ۷۲ سال تھی۔ ان کی موت کا سبب یہ بنا تھا کہ انہوں نے رگ سے خون نکلوایا تھا جس کی وجہ سے آپ کا بازو پھول گیا اور زخم بگڑ گیا اور آپ انتقال کر گئے۔

**عبدالغنی بن سعید کے حالات وواقعات** [1] ...... آپ کا پورا نام عبدالغنی بن سعید بن علی بن بشر بن مروان بن عبدالعزیز ہے۔ آپ کی کنیت ابومحمد اور نسبت ازدی، مصری ہے، آپ حدیث اور فنون حدیث کے عالم تھے۔ اس میں آپ کی بہت سی مشہور تصانیف ہیں۔ ابوعبداللہ صوری بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھوں نے ان جیسا اچھے اوصاف والا نہیں دیکھا۔ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے مصر میں ان جیسا کوئی نوجوان نہیں دیکھا جس کو عبدالغنی کہا جاتا ہے گویا کہ وہ آگ کا شعلہ ہے۔ آپ ان کی بہت تعریف کرنے لگے۔ حافظ عبدالغنی کی ایک تصنیف ہے جس میں حاکم کے اوہام کا ذکر ہے۔ جب حاکم کو اس کتاب کا پتہ چلا تو وہ یہ کتاب لوگوں کو سنانے لگے اور عبدالغنی کے علم وکمال کا اعتراف اور ان کا شکریہ ادا کرنے لگے۔ عبدالغنی نے ان پر جو صحیح اعتراضات کئے تھے ان کے متعلق گفتگو کرنے لگے اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے آپ ۲۸ ذوالقعدہ ۳۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور صفر ۴۰۹ھ میں فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**محمد بن امیر المؤمنین کے حالات وواقعات** ...... ان کی کنیت ابوالفضل ہے۔ ان کے والد نے ان کو اپنے بعد اپنا ولی عہد بنایا تھا اور آپ کے نام کا سکہ بنایا گیا اور خطباء نے منبروں پر آپ کا خطبہ دیا۔ آپ کا لقب غالب باللہ تھا لیکن غالب آنا آپ کے مقدر میں نہیں تھا۔

**محمد بن امیر المؤمنین کی وفات** ...... یہ ۴۰۹ھ میں فوت ہوئے اس وقت ان کی عمر صرف ۲۷ سال تھی۔

**ابوالفتح محمد بن ابراہیم بن محمد بن یزید کے حالات واقعات** ...... ابوالفتح بزار طرطوسی ''ابن البصری'' کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے بہت سے مشائخ سے علم حدیث حاصل کیا جس وقت یہ بیت المقدس میں مقیم تھے اس وقت الصور نے ان سے احادیث کا سماع کیا۔ یہ ثقہ اور معتبر شخصیت تھے۔

## ۴۱۰ھ کے واقعات

اس سال یمین الدولہ محمود بن سبکتگین کا خط آیا جس میں ہندوستان کے ان شہروں کا ذکر تھا جن کو انہوں نے گزشتہ سال فتح کیا تھا۔ اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ وہ ہندوستان کے ایک شہر میں داخل ہوئے تو اس میں ایک ہزار بلند وبالا محلات اور ہزار بت خانے تھے اور ان بت کدوں میں بہت زیادہ تعداد میں بت تھے اور ایک بت پر ایک لاکھ دینار کے برابر سونا تھا اور چاندی کے بت ایک ہزار سے زائد تھے۔ اور ہندوؤں کے ہاں ایک بت بڑا معظم ہے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے اس کی عمر تین لاکھ سال بتاتے ہیں۔ ہم نے ان سے یہ سب کچھ چھین لیا اور اس کے علاوہ بھی بہت سا مال ان سے چھینا جس کو شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اور مجاہدین نے اس جہاد میں مال غنیمت میں بہت سا مال حاصل کیا اور شہر میں آگ لگادی جس سے سارا شہر جل گیا اور صرف علامات باقی رہ گئیں۔

ہندوؤں میں سے جو لوگ قتل ہوئے ان کی تعداد پچاس ہزار اور جو مسلمان ہوئے ان کی تعداد بیس ہزار کے قریب ہے۔ اور جنکو غلام بنایا گیا تھا جب ان کا خمس یعنی پانچواں حصہ نکالا گیا تو ان کی تعداد ۵۳ ہزار تھی۔ اور ہاتھیوں میں سے ۳۵۶ ہاتھی قبضے میں آئے اور اموال حاصل ہوئے اور بہت بڑی تعداد میں سونا بھی ہاتھ میں آیا۔

---

(۱) (الأنساب: ۱/ ۱۹۸ (الأزدي)، تاريخ دمشق: ۱۰/ ۱/۲۰۶، ۱/۲۰۸، تاريخ التراث العربي لزكين: ۱/ ۳۷۲، تذكرة الحفاظ: ۳/ ۱۰۴۷، حسن المحاضرة: ۱/ ۳۵۳، شذرات الذهب: ۳/ ۱۸۸، ۱۸۹ طبقات الحفاظ: ۴۱۱، العبر: ۳/ ۱۰۰، عيون التواريخ: خ ۱۲/ ۳۵، كشف الظنون: ۲/ ۱۶۳۷، المبهمات للنوي: ۱/ ۳۵، المختصر في أخبار البشر: ۲/ ۱۵۸، مرآة الجنان: ۳/ ۲۲، المنتظم: ۷/ ۲۹۱، ۲۹۲ النجوم الزاهرة: ۴/ ۲۴۴، هدية العارفين: ۱/ ۵۸۹، وفيات الأعيان: ۳/ ۲۲۳، ۲۲۴.)

اس سال ربیع الآخر میں ابوالفوارس کا وصیت نامہ پڑھا گیا اور اسے قوام الدولۃ کا لقب دیا گیا۔ اور اس نے اسے ایک کپڑا دیا جو کرمان کی حکومت کی طرف سے بطور ہدیہ اس کے پاس آیا تھا۔ اور اس سال بھی عراق سے کوئی شخص حج کے لئے نہیں گیا۔

اس سال جن بڑی بڑی شخصیات کا انتقال ہوا انمیں سے ''اصفیر'' ہے جو حجاج بن یوسف کا محافظ تھا۔

**احمد بن موسیٰ بن مردویہ بن فورک** ...... آپ کی کنیت ابوبکر لقب حافظ اور نسبت اصبہانی ہے۔ آپ ۴۱۰ھ رمضان المبارک میں فوت ہوئے۔

**ھبۃ اللہ بن سلامۃ** ...... ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ یہ نابینا مہمان نواز اور مفسر قرآن تھے۔ آپ سب لوگوں سے بڑھ کر عالم اور تفسیر کے حافظ تھے اور جامع المنصور میں آپ کے سبق کا ایک حلقہ تھا۔

علامہ ابن الجوزی نے ان کے بارے میں بیان کیا ہے کہ ہمارا ایک شیخ تھا جس کو ہم سنایا کرتے تھے، اس کا ایک ساتھی فوت ہو گیا، انہوں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ قبر میں منکر نکیر کے ساتھ کیا گزری؟ اس نے کہا کہ انہوں نے مجھے بٹھایا اور مجھ سے سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قسم کھا کر مجھے پکارنا۔

جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کو پکارا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اس نے دو عظیم ہستیوں کی قسم کھائی ہے اور انہوں نے مجھے چھوڑا اور چلے گئے۔

## ۴۱۱ھ کے واقعات

اس سال مصر کا حاکم قتل ہوا۔ اور یہ واقعہ یوں پیش آیا کہ جب ۲۸ شوال کو منگل کی رات آئی تو حاکم بن معز فاطمی جو مصر کا حکمران تھا گم ہو گیا، مسلمان اس کے قتل ہو جانے پر بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ ظالم، ضدی اور سرکش شیطان تھا۔ ہم اس کی بری خصلتوں میں سے چند کا ذکر کریں گے اور اس کی ملعون سیرت بھی بیان کریں گے اللہ تعالیٰ اسکو رسوا کرے۔

وہ اپنے افعال و اقوال اور احکام میں بہت زیادہ کجرو اور ظلم کرنے والا تھا اور فرعون کی طرح خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتا تھا۔ اپنی رعایا کو اس نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جب خطبہ میں اس کا نام لے تو لوگ صفوں میں اس کے نام کی تعظیم اور احترام میں کھڑے ہو جائیں۔ اس کے زیر تسلط جو بھی ممالک تھے سب میں اس نے یہ حکم نامہ جاری کیا تھا حتیٰ کہ حرمین شریفین بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ اور اہل مصر کو اس نے خاص طور پر یہ حکم دیا تھا کہ جب وہ اس کے نام کی تعظیم اور اکرام میں کھڑے ہوں تو اسے سجدہ کرتے ہوئے گر جائیں اور جب یہ سجدہ کریں تو ان کے ساتھ بازار کے رزیل لوگ جو جمعہ پڑھنے نہیں آتے تھے وہ بھی سجدہ کریں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو تو سجدہ نہیں کرتے تھے جو ذات سجدہ کے لائق لیکن حاکم کو سجدہ کرتے تھے جو سجدہ کے بجائے لعنت کا مستحق تھا۔

اور ایک وقت اس نے اھل کتاب کو حکم دیا کہ وہ بادل نخواستہ اسلام کی طرف لوٹ ہو جائیں۔ پھر بعد میں ان کو اس کی اجازت دے دی کہ وہ اپنے دین کی طرف لوٹ جائیں۔ پہلے ان کے گرجا گھروں کو گرایا پھر ان کو تعمیر کروایا اور پہلے قمامہ کو نیست و نابود کیا اور پھر اسکو دوبارہ تعمیر کروایا۔ پہلے مدارس کو بنایا اور ان میں فقہاء اور مشائخ کو درس و تدریس کی خدمت کے لئے مقرر کیا اور پھر فقہاء اور مشائخ کو قتل کر دیا اور مدارس کو گرا دیا۔ اور لوگوں پر لازم کیا کہ وہ دن کے وقت بازاروں کو بند رکھیں اور رات کو کھولے۔ لوگ اس کے اس حکم پر طویل زمانے تک عمل کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گذرا جو دن کے وقت بڑھئی کا کام کر رہا تھا، یہ اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور اس سے کہا کہ کیا میں نے تم کو دن کے وقت کام کرنے سے منع نہیں

کیا۔ بڑھئی نے کہا: اے میرے آقا! جب لوگ دن کو اسباب معاش کی فکر کرتے تھے تو رات کو جاگتے تھے اور جب لوگوں نے رات کو اسباب معاش تلاش کرنے شروع کر دیئے تو وہ دن کو جاگنے لگے اور یہ بھی جاگنا ہی ہے بڑھئی کی اس بات پر یہ ہنسا اور اس کو چھوڑ دیا۔ اور لوگوں کو پہلے معمول کی طرف لوٹا دیا کہ وہ دن کو اسباب معاش کی فکر کریں رات کو کام نہ کریں، دن کو بازار کھولیں، رات کو نہ کھولیں۔ درحقیقت یہ سب کچھ رسم و رواج کی تبدیلی کے لئے اور لوگوں کا امتحان لینے کے لئے تھا تاکہ وہ یہ دیکھے کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں یا نہیں۔ اور تاکہ وہ اس سے برے اور بڑے کاموں کی طرف ترقی کریں، اور خود وہ نگرانی کیا کرتا تھا، اپنے گدھے پر بازاروں کا چکر لگاتا تھا وہ ہمیشہ گدھے پر ہی سوار ہوتا۔ اور جب وہ کسی کو کاروبار میں خیانت کرتے ہوئے پاتا تو اس کے ساتھ ایک حبشی غلام ہوتا تھا اس کا نام مسعود تھا اسی کو وہ حکم دیتا کہ وہ اس کے ساتھ برا کام کرے۔ اور یہ اس کا ایک ایسا برا اور ملعون کام تھا جو آج تک کسی نے نہیں کیا۔ وہ عورتوں کو گھروں سے نکلنے سے روکتا تھا۔ اور اس نے انگوروں کے درختوں کو کاٹ دیا تھا تاکہ لوگ شراب بنائیں۔ اور لوگوں کو ملوخیہ بوٹی کے پکانے سے منع کیا تھا اور جن چیزوں سے انسانی دماغ متاثر ہوتا ہے ان میں سے اچھی بات عورتوں کو باہر نکلنے سے روکنا اور شراب کو ناپسند کرنا ہے اور عوام الناس اس سے بہت زیادہ بغض رکھتے، اور خطوط میں اس کو اور اس کے آباؤ اجداد کو بڑی گالیاں قصوں کی شکل میں لکھتے تھے، جب وہ ان خطوط کو پڑھتا تو لوگوں پر اس کو بہت زیادہ غصہ آتا۔ ایک مرتبہ یہ ہوا کہ اہل مصر نے کاغذ سے ایک عورت کی شبیہ بنائی جو چادر اور موزے پہنے ہوئے تھی۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ پکڑا دیا جس پر گالی گلوچ اور لعن طعن سے بھرا ہوا قصہ لکھا ہوا تھا۔ جب اس نے عورت کو دیکھا تو اس کو سچ مچ عورت خیال کیا اور اس کے ایک طرف سے گزرا اور اس کے ہاتھ سے وہ قصہ لے لیا، جب اس کو پڑھا تو اس کے غصے کی انتہا نہ رہی اور اس نے اس عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا لیکن جب اس کو پتہ چلا کہ وہ تو کاغذ سے بنی ہوئی تھی تو اس کا غصہ اور بڑھ گیا۔

پھر اس کے بعد جب وہ قاہرہ گیا تو اس نے حبشیوں کو حکم دیا کہ وہ مصر جائیں اور مصر کو آگ لگا دیں۔ اور جو مال و متاع اور قیمتی اشیاء ہیں ان کو لوٹ لیں۔ حبشی مصر گئے اور انہوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اہل مصر نے ان سے تین دن شدید جنگ کی اور آگ اپنا کام دکھا چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سزا دی۔ وہ ہر دن باہر نکلتا اور دور سے کھڑا ہو کر دیکھتا، روتا اور کہتا ان غلاموں کو اس کا حکم کس نے دیا؟ پھر لوگ مسجدوں میں جمع ہوئے اور قرآن مجید اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی۔ ترک اور شارقہ کو ان پر ترس آیا اور انہوں نے ان کے ساتھ مل کر آنکے گھروں اور قیمتی اشیاء کی حفاظت کرتے ہوئے ان کے ساتھ جنگ کی اور حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے۔ پھر حاکم اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے سوار ہوا اور فریقین میں صلح کروائی اور غلاموں کو روکا اور کہتا تھا کہ غلاموں نے جو کچھ کیا ہے اس کی اجازت اور علم کے بغیر کیا ہے حالانکہ وہ ان کو ہتھیار بھیجتا تھا اور اندرون خانہ ان کو برانگیختہ کرتا تھا جب حالات بہتر ہوئے اس وقت تک مصر ایک تہائی کے قریب جل چکا تھا اور نصف کے قریب لٹ گیا تھا اور بہت سی لڑکیاں اور عورتیں قیدی بنائی گئیں اور ان کے ساتھ زیادتی کی گئی اور ان کی عزت کو تار تار کیا گیا حتیٰ کہ انہیں سے بعض نے عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے خودکشی کر لی اور مردوں نے قیدی عورتوں کو خرید لیا۔

علامہ ابن الجوزی بیان کرتے ہیں کہ پھر حاکم ظلم و ستم میں اور اضافہ ہو گیا حتیٰ کہ اس کو خیال آیا کہ وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے۔ جاہل لوگ جب اسے دیکھتے تو کہتے یا واحد یا أحد (العیاذ باللہ) اے اکیلے! اے یکتا! اے زندہ کرنے والے! اے مارنے والے! اللہ تعالیٰ ان سب کو سزا دے۔

**اس ملعون کے قتل کا واقعہ** ...... اس کا شر اور ظلم و ستم بڑھتا گیا یہاں تک اس کی بہن بھی اس کے ظلم و ستم کا شکار ہو گئی، یہ اس پر بدکاری کی تہمت لگاتا تھا اور اس سے سخت کلامی کرتا تھا۔ وہ اس سے تنگ آ گئی اور اس کے قتل کا منصوبہ بنانے لگی۔ اس نے سب سے بڑے امیر ''ابن دواس'' کو خط لکھا اور دونوں نے اس کو قتل کرنے اور ہلاک کرنے پر اتفاق کر لیا، اس نے اپنے دو بہادر حبشی غلاموں کو تیار کیا اور ان سے کہا کہ جب رات آئے تو تم کوہ معظم پر موجود رہنا کیونکہ وہ اس رات ستاروں میں غور فکر کرنے کے لئے اس پہاڑ پر جاتا ہے اور اس کے ساتھ میرے اونٹ اور بچے کے علاوہ کوئی نہیں ہوگا۔ تم اسے قتل کر دینا اور اس کے ساتھ ان دونوں کو بھی ہلاک کر دینا اور اس بات پر اتفاق ہو گیا۔

جب وہ رات آئی تو اس نے اپنی والدہ سے کہا کہ اس رات مجھ پر قتل کا حملہ ہونے والا ہے اگر میں اس سے بچ گیا تو اسی سال عمر پاؤنگا۔ پھر بھی تو میرے ذخائر اپنے پاس لے جا اس لئے کہ میں تیرے بارے میں سب سے زیادہ اپنی بہن سے ڈرتا ہوں اور اپنے بارے میں بھی سب زیادہ اسی سے

ڈرتا ہوں۔ پس اس نے اپنے ذخائر اپنی والدہ کے پاس منتقل کر دیئے اور صندوقوں میں اس کے پاس تقریباً تین لاکھ دینار اور ہیرے جواہرات تھے۔ اس کی ماں نے اس سے کہا کہ اے میرے محبوب بیٹے اگر واقعہ اسی طرح ہے تو آج رات اس جگہ نہ جا اور میرے حال پر رحم کر۔ اس کی ماں اس سے بہت محبت کرتی تھی۔ اس نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔

اس کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر رات محل کے اردگرد چکر لگاتا تھا۔ اس نے محل کا ایک چکر لگا ؤ اور محل میں واپس آ گیا پھر ایک تہائی رات تک سویا رہا ایک تہائی رات گزرنے کے بعد بیدار ہوا اور اپنے آپ سے کہا کہ اگر تو اس رات وہاں نہ گیا تو ہلاک ہو جائے گا پس وہ اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا اور میرے اونٹ اور بچے کو اپنے ساتھ لے گیا اور کوہ مقطم پر چڑھ گیا وہاں ان دو غلاموں نے اس کا استقبال کیا اور اس کو سواری سے نیچے اتار لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ اور اس کے پیٹ کو پھاڑ دیا اور اپنے آقا ابن دواس کے پاس لے آئے۔ اور وہ اسے اس کی بہن کے پاس لے گیا اور اس نے اسے اپنے گھر کی نشست گاہ میں دفن کر دیا۔

اس کے بعد اس کی بہن نے وزیر، امراء اور معزز اشخاص کی دعوت کی اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ پھر انہوں نے حاکم کے بیٹے ابو الحسن علی سے بیعت کی اور اس نے اللہ کے دین کو غلبہ دینے کی وجہ سے ''ظاہر'' کا لقب اختیار کیا وہ دمشق میں تھا، اس نے اسکو وہاں سے بلا لیا اور لوگوں کو بتایا کہ حاکم نے مجھے کہا ہے کہ وہ تم سے سات دن غائب رہے گا اور پھر واپس لوٹ آئیگا، لوگ مطمئن ہو گئے۔ وہ سواروں کو پہاڑ کی طرف بھیجتی وہ پہاڑ پر چڑھتے پھر واپس آ جاتے اور کہتے کہ ہم نے اس کو فلاں جگہ پر چھوڑا ہے اور اس کے بعد اس کی ماں سے کہتے کہ ہم نے اس کو فلاں جگہ پر چھوڑا ہے حتیٰ کہ لوگ مطمئن ہو گئے۔

اس کا بھتیجا دمشق آیا اور اپنے ساتھ ایک کروڑ دینار اور دو کروڑ درہم لایا۔ جب وہ مال لے کر پہنچا تو اس کو اس کے باپ کے دادا ''معز'' کا تاج اور عظیم جوڑا پہنا دیا گیا اور تخت پر اس کو بٹھا دیا گیا اور اس سے امراء اور رؤساء نے بیعت کی اور اس نے انہیں اموال دیئے، اور ابن دواس کو بڑا قیمتی جوڑا دیا اور اپنے بھائی کا اس نے تین دن تک سوگ منایا۔ پھر اس نے تلواروں سے لیس ایک دستہ ابن دواس کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ اس کے سامنے اپنی تلواروں کے ساتھ کھڑا ہو پھر وہ کسی دن اسے کہے کہ تو ہمارے آقا کا قاتل ہے اور اپنی تلواروں سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور ہر وہ شخص جو اس کے بھائی کے قتل کے راز سے واقف تھا اس کو قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کی عزت وعظمت بڑھ گئی اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ جس دن حاکم کو قتل کیا گیا اس وقت اس کی عمر ۳۷ سال تھی اور اس نے ۲۵ سال حکومت کی تھی۔

## ۴۱۲ھ کے واقعات

اس سال قاضی ابو جعفر احمد بن محمد سمنانی نے بغداد کی نگرانی اور قدیم ورثے کی حفاظت کا کام سنبھالا۔ اور اسے سیاہ جوڑا دیا گیا۔

اس سال علماء اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے شہنشاہ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین سے کہا کہ آپ زمین کے بادشاہوں میں سے سب سے بڑے بادشاہ ہیں اور ہر سال بلاد کفر کے بہت سے شہر آپ فتح کرتے ہیں، حج کا راستہ ۶۰ سال کے عرصے سے معطل ہے، اس راستے سے فتنہ وفساد کی اور لوٹ مار کی وجہ سے کوئی بھی شخص حج کے لئے نہیں جاتا۔ اس کا فتح کرنا دوسرے شہروں کی بنسبت زیادہ ضروری ہے پس انہوں نے قاضی القضاۃ ابو محمد ناصحی کو پیغام بھیجا کہ وہ اس سال حج کے امیر ہوں گے اور ان کے ساتھ صدقات کے علاوہ تیس ہزار دینار بھیجے۔ لوگ حج کے لئے ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب وہ فید مقام پر پہنچے تو اعرابیوں نے انہیں روک لیا اور قاضی ابو محمد ناصحی نے ان کے ساتھ پانچ ہزار دینار پر مصالحت کی۔ لہٰذا اعرابی تو رک گئے لیکن ان کے سردار جماز بن عدی نے حاجیوں کو پکڑنے کا پختہ عزم کر لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایک چکر لگایا اور عرب کے شیاطین کو برانگیختہ کیا تو سمرقند کا ایک غلام ابن عفان اس کی طرف بڑھا اور اس کو تیر مارا جو اس کے دل میں پیوست ہو گیا اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا اور اعراب شکست کھا گئے اور لوگوں نے سفر جاری رکھا اور حج کر کے صحیح سلامت واپس لوٹ آئے۔

**ابوسعد مالینی کے حالات** [1]......ان کا نام احمد بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن حفص ہے۔ ابوسعد ان کی کنیت اور مالینی نسبت ہے۔ مالین ہرات کی ایک بستی کا نام ہے آپ ان حفاظ حدیث میں سے ہیں جنہوں نے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے دور دراز علاقوں کا سفر کیا اور بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ قابل اعتماد، نیک اور صالح شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی وفات ۴۱۲ھ شوال کے مہینے میں مصر میں ہوئی۔

**حسن بن حسین کے حالات**......ان کا پورا نام حسن بن حسین بن محمد بن حسین بن رامین القاضی ہے اور کنیت ابو محمد اور نسبت استرابادی ہے۔ یہ بغداد میں آئے اور اسماعیلی وغیرہ کو حدیث پڑھائی۔ یہ بڑے شافعی اور نیک صالح شخص تھے۔

**حسن بن منصور بن غالب کے حالات**......ان کا لقب ذوالسعادتین تھا، یہ ۳۵۳ھ میں سیراف میں پیدا ہوئے پھر بغداد کے وزیر بن گئے اور قتل ہو گئے۔ ان کے باپ سے اسی ہزار دینار کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

**حسین بن عمرو کے حالات**......ان کی کنیت ابوعبداللہ غزال ہے انہوں نے نجاد، خلدی، اور ابن سماک وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ قابل اعتماد، نیک اور ذکر کے وقت بہت رونے والے تھے۔

**محمد بن عمر کے حالات**......ان کی کنیت ابوبکر اور نسبت عنبری ہے۔ یہ بہت بڑے شاعر، ادیب اور دانشمند تھے۔
ان کے بعض اشعار یہ ہیں۔

میں نے زمانہ اور اھل زمانہ کو گہری نظر سے دیکھا اور میں نے زمانہ اور اھل زمانہ کو پہچان لیا اور میں نے اپنی عزت کو اپنی ذلت سے پہچان لیا۔ اسی وجہ سے میں دوست کو دور کر دیتا ہوں، نہ میں اسے دیکھتا ہوں اور نہ وہ مجھے دیکھتا ہے اور خواہشات کا حصول تو الگ رہا میں نے تو اس سے بھی بے رغبتی کی جو اس کے ہاتھ میں ہے۔ پس انہوں نے غلبہ حاصل کرنے والوں پر تعجب کیا اور دور والوں نے قریب والوں کو دیا۔ اور وہ بھیڑ کے درمیان سے نکل گیا اور غلبہ میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

علامہ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ بہت صفات کے مالک تھے پھر یہ ان سے الگ ہو گئے اور اپنے قصیدوں میں ان کی مذمت بیان کی جس کا ذکر میں نے "تلبیس ابلیس" میں کیا ہے۔
یہ جمادی الاولیٰ ۴۱۲ھ جمعرات کے دن فوت ہوئے۔

**محمد بن احمد بن محمد بن احمد کے حالات وواقعات** [2]......آپ کی کنیت ابوالحسن بزار ہے۔ اور پورا نام محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن روق بن عبداللہ بن یزید بن خالد ہے، آپ "ابن روزقویہ" کے نام سے مشہور تھے۔
خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے شیخ جن سے میں نے ۴۰۳ھ میں احادیث لکھیں محمد بن احمد ہیں۔ اور یہ قرآن کے درس دیتے تھے اور فقہ شافعی پڑھاتے تھے۔ آپ قابل اعتماد، سچے احادیث کو بہت زیاد سماع کرنے والے اور لکھنے والے تھے۔ آپ اچھے اعتقاد اور مذہب والے، بکثرت قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے اور اھل بدعت پر سختی کرنے والے تھے کچھ عرصہ آپ پورے انہماک

(۱)(الأنساب(المالیني) تاریخ ابن عساکر :۲/۴۶/۲، تاریخ بغداد: ۳۷۱/۴، ۳۷۲، تاریخ جرجان: ۸۲، ۸۳تذکرہ الحفاظ: ۱۰۷۰/۳، ۱۰۷۲، تهذیب تاریخ ابن عساکر: ۴۴۶/۱، ۴۴۷، حسن المحاضرة: ۳۵۳/۱، الرسالة المستطرفة: ۷۶، شذرات الذهب: ۱۹۵/۳، طبقات الحفاظ: ۴۱۷، طبقات السبکي: ۵۹/۴، ۶۰، العبر: ۱۰۷/۳، اللباب: ۱۵۵/۳، معجم البلدان: ۴۴/۵، المنتظم: ۴/۸، النجوم الزاهرة: ۲۴۶/۴، هدية العارفين: ۷۲/۱.)

(۲)(تاریخ بغداد: ۳۵۱/۱، تذکرہ الحفاظ: ۱۰۵۲/۳، شذرات الذهب: ۱۹۶/۳، العبر: ۱۰۸/۳، المنتظم: ۴/۸، ۵، النجوم الزاهرة: ۲۵۶/۴، الوافي بالوفيات: ۶۰/۲)

کے ساتھ درس حدیث میں مشغول رہے آپ فرماتے تھے کہ میں دنیا سے صرف اللہ کے ذکر، قرآن پاک کی تلاوت اور تمہیں حدیث پڑھانے کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ کسی بادشاہ نے علماء کے لئے سونا بھیجا، سب نے اس کو قبول کرلیا لیکن آپ نے اس میں سے کچھ بھی قبول نہیں کیا۔

**محمد بن احمد بن محمد بن احمد کی وفات**...... آپ ١٦ جمادی الاولیٰ سوموار کے دن ٤١٢ھ کو فوت ہوئے۔ فوت ہونے کے وقت آپ کی عمر ٨٧ سال تھی۔ اور آپ کو معروف کرخی کے مقبرے کے قریب دفن کیا گیا۔

**ابوعبدالرحمٰن السلمی** (١)...... ان کا پورا نام محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ ہے۔ اور کنیت ابوعبدالرحمٰن السلمی ہے اور نیشا پور کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اصم وغیرہ سے احادیث روایت کیں اور ان سے بغداد کے مشائخ ازھری اور عشاری وغیرہ نے احادیث روایت کیں۔ اور ان سے امام بیہقی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ یہ صوفیاء کے حالات میں بہت دلچسپی رکھتے تھے اور انہوں نے صوفیاء کے طریقے پر تفسیر لکھی اور سنن اور تاریخ میں کتابیں تصنیف فرمائیں اور شیوخ تراجم اور ابواب کو جمع فرمایا۔ نیشا پور میں آپ کا گھر مشہور و معروف تھا اور اس میں صوفیاء رہتے تھے اور اسی گھر میں ان کی قبر ہے۔ پھر علامہ ابن جوزی نے بیان کیا کہ لوگ ان کی روایت کو ضعیف کہتے تھے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن یوسف قطان سے حکایت کیا ہے کہ یہ ثقہ نہیں تھے اور انہوں نے اصم سے بہت کچھ نہیں سنا لیکن ان سے روایت کرتے تھے۔ پھر جب حاکن فوت ہوگئے یہ ان سے بہت سی چیزیں روایت کرتے تھے۔ اور صوفیاء کے لئے احادیث وضع بھی کرتے تھے۔

**ابوعبدالرحمٰن السلمی کی وفات**...... علامہ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ان کی وفات تین شعبان ٤١٢ھ میں ہوئی۔

**ابوعلی حسن بن علی وقاق نیشا پوری کے حالات و واقعات**...... یہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور احوال اور معرفت کی باتیں کرتے تھے۔ ان کے کلام میں سے یہ ہے کہ "جو شخص کسی کے سامنے دنیا کی وجہ سے تواضع کرتا ہے اس کا ایک تہائی دین چلا جاتا ہے۔ اس کے لئے اس نے اپنی زبان اور اعضاء و جوارح کو اس کے سامنے جھکایا ہے۔ اور اگر دل سے بھی اس کی عظمت کا اعتقاد رکھا یا دل کو بھی اس کے لئے جھکایا تو اس کا سارا دین چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے کا ارشاد" فاذكروني اذكر كم" کے متعلق فرمایا کہ" تم مجھے یاد کرو زندہ ہونے کی حالت میں تو میں تم کو یاد کروں گا اس حال میں کہ تم مٹی کے نیچے مردہ ہوگے اور تمہیں تمہارے رشتہ دار اور دوست احباب چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اور فرمایا کہ سب سے بڑی آزمائش یہ ہے کہ تو چاہے لیکن تجھے نہ چاہا جائے اور تو قریب ہو لیکن تجھے دھتکار کر دور کر دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وتو لى عنهم وقال يا اسفي على يوسف" کے بارے میں یہ شعر کہا۔

"ہم لیلیٰ کے مجنوں ہوئے لیکن وہ کسی اور کی مجنوں ہوگئی۔ اور جس کو ہم نہیں چاہتے تھے وہ ہماری مجنوں ہوگئی"۔

---

(١)(الأنساب: ٧/ ١٣ ١، تاريخ الاسلام: ٢١، ٢١٩، تاريخ بغداد: ٢/ ٢٤٨، ٢٤٩، تذكرهالحفاظ: ٣/ ١٠٤٦، دول الاسلام: ١/ ٢٤٦، الرسالة القشيرية: ١٤٠، شذرات الذهب: ٣/ ١٩٦، ١٩٧، طبقات الأولياء: ٣١٣، ٣١٥، طبقات الحفاظ: ٤١١، طبقات المفسرين للداوودي: ٢/ ١٣٧، ١٣٩، طبقات المفسرين للسيوطي: ٣١، طبقات السبكي: ٤/ ١٤٣، ١٤٧، العبر: ٣/ ١٠٩، عيون التواريخ: ١٢/ ١/١٤٧، الكامل في التاريخ: ٩/ ٣٢٦، كشف الظنون: ٢/ ١١٠٤، الباب: ٢/ ١٢٩، لسان الميزان: ٥/ ١٤٠، ١٤١، مختصر دول الاسلام: ١/ ١٩٠، المختصر في أخبار البشر: ٢/ ١٦٠، مرلة الجنان: ٣/ ٢٦، المنتظم: ٦/٨، ميزان الاعتدال: ٣/ ٥٢٣، النجوم الزاهرة: ٤/ ٢٥٦، هدية العارفين: ٢/ ٦١، الوافي نالوفيات: ٢/ ٣٨٠/ ٣٨١.)

اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد:

**حفت الجنة بالمكاره**

جنت ناپسندیدہ کاموں سے بھری ہوئی ہے۔

کے بارے میں فرمایا کہ جب مخلوق اللہ تعالیٰ تک مشقتیں برداشت کرنے کے بغیر نہیں پہنچ سکتی تو لم یزل کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد "**جبلت القلوب على حب من أحسن اليها**" کے متعلق فرمایا اس شخص پر تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کو محسن سمجھتے ہوئے بھی اس کی طرف مکمل طور پر متوجہ نہیں ہوتا۔ میں نے کہا کہ ان کی اس حدیث کے متعلق گفتگو تو صحیح ہے لیکن حدیث ساری کی ساری صحیح نہیں ہے۔

**صریع الدلال شاعر**[1] ...... اس کی کنیت ابوالحسن۔ نام علی بن عبیدالواحد ہے۔ یہ بغداد کا فقیہ اور بے حیا شاعر تھا جو "**صريع الدلال**" کے نام سے مشہور تھا۔ خوبصورت بے شرم عورتوں پر فریفتہ تھا۔ اس کا ایک قصیدہ مقصورہ ہے۔ جس میں اس نے ابن درید کے قصیدہ مقصورہ (جس شعر کا قافیہ الف مقصورہ ہو) کا مقابلہ کیا ہے۔ اس قصیدہ میں اس نے یہ چند شعر کہے ہیں۔

''سامان کے ایک ہزار اونٹوں کا بوجھ جس کو تو چھپاتا ہے مسکین کے لئے حقیری چیز کے گم جانے سے زیادہ نفع مند ہے۔ جو شخص مرغ کو ذبح کئے بغیر پکاتا ہے تو وہ ہنڈیا سے انتہاء تک اڑ جاتا ہے۔ جس شخص کی آنکھ میں سوئی چبھ جائے اس سے پوچھ کہ اندھا پن کیا ہوتا ہے۔ داڑھی چہرے میں اسی طرح اگنے والے بال ہیں جیسے گدی کے پیچھے چوٹی ہے''۔

یہاں تک کہ اس نے قصیدے کو اس شعر پر ختم کیا جس کی وجہ سے اس سے حسد کیا گیا۔ اور وہ شعر یہ ہے۔

''جس علم اور مالداری کھو جائے وہ اور کتا برابر ہیں''۔

**صریع الدلال شاعر کی وفات** ...... یہ ۴۱۲ھ میں مصر آیا اور خلیفہ ظاہر کی اللہ تعالیٰ کے دین کو غلبہ دینے کی وجہ سے مدح سرائی کی۔ اور اسی سال رجب کے مہینے میں یہ فوت ہو گیا۔

## ۴۱۳ھ کے واقعات

اس سال ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا اور عمومی مصیبت آئی اور وہ یہ کہ حاکم کے ساتھیوں میں سے ایک مصری شخص نے مصری حاجیوں کی ایک جماعت کے ساتھ برے کام کا منصوبہ بنایا۔ یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ جب حج سے واپسی کا پہلا دن تھا تو اس شخص نے بیت اللہ کا طواف کیا، جب یہ حجرِ اسود کے پاس بوسہ دینے کے لئے پہنچا تو اس نے حجر اسود پر اپنے ایک گرز کے ساتھ لگاتار تین ضربیں لگائیں اور کہا کہ ہم کب تک اس پتھر کی عبادت کریں گے؟ اور مجھے اس کام سے جس کو میں کر رہا ہوں نہ محمد ﷺ روک سکتے ہیں اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ بیشک آج میں بیت اللہ کو منہدم کرونگا۔ اس نے لرزنا اور کانپنا شروع کر دیا اور اکثر حاضرین اسؓ سے ڈر کر پیچھے ہٹ گئے کیونکہ وہ لمبے قد والا، موٹا، قوی الجثہ، سرخ رنگ والا اور سرخ بالوں والا شخص تھا۔ اور مسجد حرام کے دروازے پر سواروں کی ایک جماعت کھڑی تھی تاکہ جو شخص اس کو اس کام سے روکے اس کو کوئی تکلیف پہنچائے تو وہ اس کو روک دیں۔ پھر اہل یمن میں سے ایک شخص خنجر لے کر اس کی طرف بڑھا اور اسے خنجر گھونپ دیا۔ پھر دوسرے لوگوں نے بھی اس پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور آگ میں جلا دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اس کے ساتھیوں کا پیچھا کیا اور ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

---

(1) الرجل كثير ٢٩٦، تاريخ ... ٢٥٢٤، حسن المحاضرة: ١/٥٦٢، شذرات الذهب: ٣/١٩٧، القبر: ٣/١١٠، فوات الوفيات ٣ ... ٢٢٤، المختصر في أخبار البشر: ٢/١٥٢، الوافي بالوفيات ٤/ ٦١ ٢٣، وفيات الأعيان: ٣/٣٨٣، ٣٨٤، تتمة ... ٢/٥٠٢

پھر اہل مکہ نے مصری قافلے کو لوٹ لیا اور یہ لوٹ مار صرف مصری قافلوں تک محدود نہیں رہی بلکہ دوسروں کی طرف بھی تجاوز کر گئی اور بڑی گڑ بڑ اور فتنہ وفساد پیدا ہو گیا۔ پھر جن لوگوں نے کفر اور بے دینی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی تھی ان کی تلاش کے بعد حالات پر سکون ہو گئے۔ اس واقعہ کے دوران حجر اسود سے ناخن کے برابر تین ٹکڑے گر پڑے اور اس کے نیچے گندم گوں زردی مائل رنگ ظاہر ہو گیا جو خشخاس کی طرح تھا۔ بنو شیبہ نے ان ٹکڑوں کو لے لیا اور کستوری اور مشک کے ساتھ ان کو گوندھا اور حجر اسود میں جو دراڑیں پڑ گئیں تھی ان کو اس سے پر کر دیا اور حجر اسود جڑ کر مضبوط ہو گیا اور آج تک اسی حالت پر قائم ہے۔ اگر کوئی حجر اسود کو غور سے دیکھے تو وہ نشانات دیکھ سکتا ہے۔

اس سال اس شفا خانے کا افتتاح ہوا جس کو وزیر مؤید الملک ابو علی الحسن نے تعمیر کیا تھا جو واسط میں شرف الملک کا وزیر تھا۔ اس نے شفاء خانے کی ضرورت کی اشیاء مثلاً مسوڑ، مشروبات، ادویات اور جڑی بوٹیاں وغیرہ مہیا کیں اس سال بہت سی معروف شخصیات فوت ہوئیں۔

**ابن البواب کاتب کے حالات وواقعات** [1] ...... اس کو "صاحب الخط" کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے، اس کا نام علی بن حلال ابو الحسن بن البواب ہے، یہ ابو الحسین بن سمعون واعظ ساتھی اور دوست تھا بہت سے لوگوں نے اس کی امانت اور دیانت کی تعریف کی ہے، اس کا خط اور لکھنے کا طریقہ ہماری معلومات سے بھی زیادہ مشہور ہے، اور اس کا خط عربی کے لحاظ سے ابو علی بن مقلہ کے خط سے زیادہ واضح تھا۔ ابن مقلہ کے فوت ہونے کے بعد اس سے بڑا کوئی کاتب دنیا میں نہیں تھا، سوائے چند ملکوں کے تمام ممالک میں لوگ اس کے طریقے پر لکھتے ہیں۔

علامہ ابن جوزی نے بیان کیا ہے یہ اس سال دو جمادی الاخری ہفتے کے دن فوت ہوا اور باب حرم کے قبرستان میں اس کو دفن کیا گیا۔ بعض نے اشعار کے اندر اس کا مرثیہ کہا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

"جن دلوں کو تو نے خوش کیا وہ جلے ہوئے ہیں اور جن آنکھوں کو تو نے ٹھنڈا کیا ہے انہیں بے خوابی ہے زندگی کو میں نے اس حالت میں چھوڑا ہے کہ اس میں حرکت باقی نہیں رہی اور رات سے اس حالت میں جدا ہوا ہوں کہ اس میں سحر باقی نہیں رہی"۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ اس کو 'الستری کہا جاتا تھا کیونکہ اس کا باپ دروازے کے پردے پر ملازم تھا اور اس کو ابن البواب' بھی کہا جاتا ہے۔ اس نے کتابت عبداللہ بن محمد بن اسد بن علی بن سعید بزرد سے سیکھی تھی۔ اور ابن اسد نے نجاد وغیرہ سے سماع کیا تھا اور ۴۱۰ھ میں فوت ہوا تھا اور ابن البواب ۴۱۲ھ میں فوت ہوا اور بعض نے کہا کہ ابن البواب ۴۲۳ھ میں فوت ہوا۔ ایک شخص نے اس کا مرثیہ کہا ہے۔

"کاتبوں نے تیرے فوت ہونے کو گزشتہ زمانے کی علامت محسوس کیا اور زمانہ اس کی صحت کو تسلیم ہوئے گزر گیا۔ اس لئے تجھ پر غم کی وجہ سے دواتیں سیاہ ہو گئیں اور قلم ٹوٹ گئے"۔

اس کے بعد ابن خلکان نے سب سے پہلے عربی لکھنے والے کا ذکر کیا۔ بعض نے کہا کہ سب سے پہلے عربی لکھنے والے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور بعض نے کہا کہ قریش میں سے حرب بن امیہ بن عبد شمس ہے۔ اس نے عربی لکھنا بلاد حیرۃ کے ایک شخص اسلم بن سدرۃ سے سیکھا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ تو نے کس سے سیکھا؟ تو اس نے کہا کہ اس کے موجد مرامر بن مروۃ سے جو اھل انبار میں سے تھا۔

لہذا عربی کتابت کا اصل موجد انبار تھا۔ ھیثم بن عدی کا بیان کہ حمیر کا بھی ایک رسم الخط تھا جس کو وہ "مسند" کہتے تھے اور وہ متصل غیر منفصل یعنی ملے ہوئے حروف تھے۔ اور وہ لوگوں کو اس خط کے سیکھنے سے روکتے تھے۔

لوگوں کی کتابت کی بارہ قسمیں ہیں (۱) عربی (۲) حمیری (۳) یونانی (۴) فارسی (۵) رومانی (۶) عبرانی (۷) رومی (۸) قبطی (۹) بربری (۱۰) ھندی (۱۱) اندلس (۱۲) چینی۔ ان میں سے بہت سی تحریرات کا اب وجود ہی نہیں ہے اور بہت کم تعداد میں تحریرات باقی ہیں جنکو لوگ جانتے ہیں۔

---

(۱) دائرۃ المعارف الاسلامیۃ: ۱/۱۰۳، دول الاسلام: ۱/۲۴۶، شذرات الذھب: ۳/۱۹۹، صبح الأعشی: ۳/۱۳، العبر: ۳/۱۱۳، معجم الادباء: ۱۵/۱۲۰۔ ۱۳۴، مفتاح السعادۃ: ۱/۸۵، ۸۲، المنتظم: ۸/۱۰، النجوم الزاھرۃ: ۴/۲۵۷، ۲۵۸، وفیات الاعیان: ۳/۳۴۲۔ ۳۴۴)

**علی بن عیسیٰ کے حالات وواقعات**......ان کا پورا نام علی بن عیسی بن محمد بن اَبان ہے کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ "سکری" کے نام سے مشہور تھے۔ یہ شاعر بھی تھے۔ قرآن اور قراءات کے حافظ تھے۔ انہوں نے باقلانی کی صحبت اختیار کی۔ ان کے اکثر اشعار صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی مدح اور روافض کی مذمت میں ہے۔ ان کی وفات اس سال شوال کے مہینہ میں ہوئی اور معروف کرخی کی قبر کے قریب مدفون ہوئے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر ان کے یہ اشعار لکھے جائیں۔

''اے نفس تو کب تک میری ہلاکت پر مصر رہے گا اور معیوب کام کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ کا قرب اختیار کر اور اس کے سامنے پیش ہونے سخت حساب وکتاب کے دن سے ڈر۔ ملامتی والی زندگی تجھے دھوکے میں ڈالے، اس لئے کہ سلامت شخص مصائب سے گھرا ہوا ہوتا ہے۔ ہر زندہ آدمی نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

شائستہ آدمی کی تدبیر موت کو دور نہیں کر سکتی۔ جان لے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے جو عنقریب جلدی ہی بغیر کسی خوف کے آجائے گی۔ بلاشبہ دوست کی وہ امان محبوب ہے جوڑنے والے کو مطلوب ہے۔

**محمد بن اَحمد بن محمد بن منصور کے حالات وواقعات**......ان کی کنیت ابوجعفر بیع ہے۔ یہ "**عتیقی**" کے نام سے مشہور تھے اور ۳۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور ایک طویل مدت تک طرسوس میں مقیم رہے وہاں پر اور دوسرے شہروں میں سماع حدیث کیا۔ انہوں تھوڑی سی احادیث بھی بیان کی ہیں۔

**ابن النعمان کے حالات وواقعات**...... یہ روافض کے شیخ اور ان کے مصنف تھے اور ان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظ تھے۔ اردگرد کے بادشاہوں کے ہاں ان کا بڑا مقام تھا کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ تشیع کی طرف مائل تھے اور ان کی مجلس میں بقیہ فرقوں کے علماء کی بہت بڑی تعداد بھی حاضر ہوتی تھی۔ ان کے تلامذہ میں سے شریف رضی اور مرتضیٰ ہیں اور اس نے اس سال ان کی وفات کے بعد ان کا مرثیہ کہا ہے جس چند اشعار یہ ہیں۔

''اس سخت مصیبت کے لئے کون ہے جس کے لئے میں نے تلوار نکالی ہے۔
اور ان معانی کے لئے کون ہے؟ جس سے میں نے مہر توڑی ہے۔ اور عقلوں کو بند ہو جانے کے بعد کون برانگیختہ کرتا اور افہام کو کھولتا ہے۔ اور کون کون دوست کو رائے دیتا ہے جب وہ مصائب میں تلوار کھینچتا ہے''۔



## ۴۱۴ھ کے واقعات

اس سال شرف الدولۃ بغداد آیا اور خلیفہ ان سے ملنے کے لئے گیا اور اس کے ساتھ امراء، قضاۃ، فقہاء، وزراء اور رؤساء تھے۔ جب وہ شرف الدولۃ کے سامنے آیا تو اس نے کئی بار اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا۔ لشکر اور لوگ دونوں جانب کھڑے تھے۔ اور اس سال یمین الدولۃ محمود بن سبکتگین کا خط خلیفہ کے پاس آیا جس میں انہوں نے لکھا تھا وہ بلاد ہند میں داخل ہو گیا ہے اور بہت سے شہروں کو فتح کر لیا ہے اور بہت سے لوگ قتل بھی ہوئے ہیں۔ ان کے ایک بادشاہ نے اس کے ساتھ مصالحت کر لی ہے اور بہت سے قیمتی ھدایا جن میں ہاتھی بھی ہیں اس کے پاس لے کر آیا ہے۔ ان ھدایا میں ایک قمری جیسا پرندہ بھی ہے۔ جب اس کو دستر خوان کے پاس بٹھایا جائے اور کھانے میں زہر ہو تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

ان ھدایا میں ایک پتھر بھی ہے جب اس کو رگڑا جائے تو اس سے ایک چیز حاصل ہوتی ہے اگر اس کو کھلے ہوئے زخموں پر لیپ دیا جائے تو زخم مندمل ہو جاتے ہیں۔ اس سال اھل عراق میں سے چند لوگوں نے حج کیا لیکن وہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے شام کے راستے سے واپس آئے۔

**حسن بن فضل بن سہلان کے حالات**...... ان کی کنیت ابو محمد اور نسبت رامہرمزی ہے۔ یہ سلطان الدولۃ کا وزیر تھا اس نے حضرت حسین کے مزار کے پاس الحاثر کی دیوار تعمیر کی تھی۔ اور اس سال شعبان میں اس کو قتل کر دیا گیا۔

**حسن بن محمد بن عبداللہ کے حالات وواقعات**...... ان کی کنیت ابو عبداللہ اور کشغلی، طبری ان کی نسبت ہے فقہ شافعی کے فقیر تھے۔ انہوں نے ابو القاسم دارکی سے فقہ پڑھی۔ یہ سمجھدار ذھین، نیک اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والے تھے۔ انہوں نے ہی ابو حامد اسفرائینی کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن مبارک مسجد میں ربیع الاول کے موسم میں درس دیا تھا۔ یہ طلبہ کا اکرام کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ کسی طالبعلم نے ان سے کسی ضرورت کی شکایت کی کہ اس کا والد جو اس کو خرچہ بھیجتا تھا وہ مؤخر ہو گیا ہے۔ انہوں نے اس طالبعلم کا ہاتھ پکڑا اور اس کو کسی تاجر کے پاس لے گئے اور اس سے پچاس دینار قرض مانگا۔ تاجر نے کہا کہ پہلے کچھ کھالیں، چنانچہ دستر خوان بچھ گیا اور انہوں نے کچھ کھایا۔ کھانے کے بعد تاجر نے اپنی لونڈی سے کہا کہ مال لے کر آؤ۔ وہ کچھ مال لیکر آئی، تاجر نے اس میں سے پچاس دینار وزن کر کے شیخ کو دے دیئے جب وہ جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک طالبعلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ کشغلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ اے میرے سردار: اس لونڈی کی محبت سے میرے دل کو سکون پہنچا ہے۔ وہ واپس تاجر کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ ہم ایک اور آزمائش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ تاجر نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ یہ طالبعلم لونڈی پر فریفتہ ہو گیا ہے چنانچہ تاجر نے لونڈی کو نکلنے کا حکم دیا اور فقیہ کے سپرد کر دیا اور کہا کہ جو کچھ طالبعلم کے دل میں اس لونڈی کے بارے میں پیدا ہوا تھا ہو سکتا ہے وہی کچھ لونڈی کے دل میں طالبعلم کے بارے میں بھی پیدا ہو جاتا۔ ابھی وہ قریب ہی تھے کہ طالبعلم کا نفقہ اس کے باپ کی طرف سے سات سو دینار آ گیا۔ اس نے تاجر کو لونڈی کی قیمت ادا کی جو اس کے ذمے تھی اور قرض کی رقم بھی پوری پوری واپس کر دی یہ اس سال ربیع الاخر میں فوت ہوئے اور باب حرم کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

**علی بن عبداللہ بن جہضم کے حالات** [1]...... ابوالحسن جہضمی مکی "**بھجة الاسرار**" کے مصنف اور مکہ میں صوفیاء کے شیخ تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔

علامہ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ کذاب تھے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ہی صلوۃ الرغائب کی حدیث وضع کی تھی۔

**قاسم بن جعفر بن عبدالواحد کے حالات** [2]...... ابو عمر ان کی کنیت ہے اور ھاشمی، بصری ان کی نسبت ہے، یہ بصرہ کے قاضی تھے اور بہت سی احادیث کا سماع کیا۔ یہ قابل اعتماد اور امانتدار تھے انہوں نے سنن ابی داؤد کو ابو علی لؤلؤی سے روایت کیا اور اس سال فوت ہوئے۔ جس وقت یہ فوت ہوئے اس وقت ان کی عمر ۷۰ سال سے متجاوز تھی۔

**محمد بن احمد بن حسن بن یحییٰ بن عبدالجبار کے حالات**...... ان کی کنیت ابوالفرج ہے۔ یہ "ابن سمیکہ" کے نام سے مشہور تھے۔ اور نجاد وغیرہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ یہ قابل اعتماد تھے۔ اس سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی اور باب حرم کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

**محمد بن احمد کے حالات**...... ابو جعفر نسفی، یہ اپنے زمانے میں حنفیہ کے عالم تھے اور اختلافی مسائل میں ان کا الگ طریق تھا۔ یہ درویش اور زاہد قسم کے شخص تھے۔ انہوں نے ایک رات فقر و فاقہ کی وجہ سے اضطراب میں گذاری۔ ایک فرع کے بارے میں ان کو اشکال تھا وہ ان کے سامنے آ گئی اور اس کے بارے میں غور و فکر کرنے لگ گئے۔ ان کا اشکال حل ہو گیا اور یہ خوشی سے رقص کرنے لگے اور کہنے لگے کہ بادشاہ کہاں ہے؟ ان کی بیوی نے ان سے پوچھا کہ کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے وہ بات بتائی جو ان کو حاصل ہوئی تھی تو اس نے ان کی حالت پر تعجب کیا۔ ان کی وفات اس سال

---

(۱) (تاریخ الاسلام: (وفیات سنة ۴۱۴ھ) تذکرہ الحفاظ: ۱۰۵۷/۳، شذرات الذهب: ۲۰۰/۳، ۲۰۱، العبر: ۱۱۶/۳، المغني في الضعفاء: ۴۵۱/۲، العقد الثمين: ۱۷۹/۶، ۱۸۱ لسان الميزان: ۲۳۸/۴، المنتظم: ۱۴/۸۔)

(۲) (تاریخ بغداد: ۴۵۱/۱۲، ۴۵۲، دول الاسلام: ۲۴۷/۱، شذرات الذهب: ۲۰۱/۳، المنتظم: ۱۵۴/۸۔)

شعبان میں ہوئی۔

**ھلال بن محمد کے حالات**...... ان کا پورا نام ھلال بن محمد بن جعفر بن سعدان ہے اور کنیت ابوالفتح حفار ہے۔
انہوں نے اسماعیل صفار، نجا اور ابن الصواف وغیرہ سے احادیث کا سماع یہ ثقہ تھے۔ ان کی وفات اس سال صفر میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۹۲ سال تھی۔

## ۴۱۵ھ کے واقعات

اس سال وزیر ترکوں کی جماعت، مولدین، شریف مرتضی، نضام الحضر ۃ ابوالحسن زینی اور قاضی القضاہ ابوالحسن بن ابی الشوارب پر شرف الدولۃ کے پاس بیعت کی تجدید کے لئے حاضر ہونا ضروری قرار دیا۔ جب خلیفہ کو اس بات کا علم ہوا۔ تو اس کو وھم ہو گیا کہ کہیں یہ بیعت کسی فاسد نیت سے نہ ہو۔ لہٰذا اس نے قاضی اور رؤساء کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان کو میرے پاس حاضر ہونے سے روکیں۔ اس کے بعد وزیر اور خلیفہ شرف الدولۃ کے درمیان اختلاف ہو گیا لیکن پھر صلح صفائی ہو گئی اور ہر ایک نے دوسرے سے بیعت کی تجدید کی۔ اور اس سال عراق اور خراسان سے کوئی بھی قافلہ حج کے لئے نہیں گیا۔ اتفاق سے اس سال محمود بن سبکتگین کی طرف سے ایک امیر حج کے اجتماع میں شامل ہوا۔ اور مصر کے بادشاہ نے اس کے ہاتھ محمود بن سبکتگین کے لئے ایک جوڑا بھیجا۔ جب وہ بادشاہ کے پاس لے کر آیا تو بادشاہ نے اسے خلیفہ قادر کی طرف بھیج دیا اور اسے آگ سے جلا دیا۔

**احمد بن محمد بن عمر بن حسن کے حالات وواقعات** [1]...... ان کی کنیت ابوالفرج ہے۔ یہ "ابن المسلمۃ" کے نام سے مشہور تھے۔ یہ ۳۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد، احمد بن کامل، نجاد، جہضمی اور دعلج وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا۔ یہ ثقہ اور قابل اعتماد تھے اور بغداد کے مشرقی جانب رہائش پذیر تھے۔ ہر سال کے شروع میں محرم الحرام میں بھرپور مجلس کراتے تھے۔ یہ عاقل، فاضل اور بہت نیک تھے۔ ان کا گھر ہر وقت اھل علم سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔ انہوں نے فقہ ابوبکر رازی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی۔ یہ صائم الدھر تھے اور ہر روز سات پارے قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے اور پھر تہجد کی نماز میں ان کو دہراتے تھے۔ ان کی وفات اس سال ذوالقعدہ میں ہوئی۔

**احمد بن محمد بن اُحمد کے حالات وواقعات (۲)**...... ان کا پورا نسب نامہ یوں ہے۔ احمد بن محمد بن احمد بن قاسم بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعید بن ابان الضبی اور ان کی کنیت ابوالحسن اور نسبت محاملی ہے۔ یہ محامل کی طرف منسوب ہے جس پر لوگوں کو سفر میں اٹھایا جاتا تھا۔ انہوں نے فقہ ابو حامد اسفرائینی سے حاصل کی۔ اور اس میں مہارت حاصل کی حتیٰ کہ ابو حامد اسفرائینی کہتے تھے کہ یہ فقہ میں مجھ سے زیادہ حافظ ہے ان کی بہت سی مشہور تصنیفات ہیں۔ ان میں ''اللباب، الأوسط، المقنع شامل ہیں۔ اختلافی مسائل کے بارے میں بھی ان کی ایک تصنیف ہے ابو حامد اسفرائینی پر ایک بڑا حاشیہ بھی لکھا ہے۔

---

(۱)(تاریخ بغداد: ۵/۶۷، ۶۸، تاریخ التراث العربي: ۱/۳۸۱، الجواهر المضية: ۱/۲۹۶، ۲۹۷، الطبقات السنية برقم (۳۴۲)، الكامل في التاريخ: ۹/۳۴۱، المنتظم: ۸/۱۶، ۱۷، النجوم الزاهرة: ۴/۲۶۰)

(۲) (تاريخ: ۴/۳۷۲، تهذيب الأسماء واللغات شذرات الذهب: ۳/۲۰۲، ۲/۲۱۰، ضمن ترجمة أبي حامد الاسفرايني، دول الاسلام: ۱/۳۴۷، طبقات الاسنوي: ۲/۲۸۱، ۲۸۲، طبقات ابن الصلاح ۳۵ب، طبقات ابن هداية الله: ۱۳۲، ۱۳۳، طبقات السبكي: ۴/۴۸، ۵۶، طبقات الشيرازي: ۱۰۸، طبقات العبادي: ۱۱۳، طبقات النوي: ۵۸، العبر: ۳/۱۱۹، الكامل: ۹/۳۴۱، كشف الظنون: ۱۵۱، ۳۰، ۱۱، ۶۲، ۱۳، ۱۵۴۱، ۱۶۰۲، ۱۸۱۰، ۱۸۱، مراة الجنان: ۳/۲۹، المنتظم: ۸/۱۷، هدية العارفين ۱/۲، الوافي بالوفيات: ۷/۳۲۱، وفيات الأعيان: ۱/۷۴، ۷۵)

ابن خلکان نے بیان کیا ہے یہ ۳۶۸ھ میں پیدا ہوئے اور ربیع الآخر ۴۱۵ھ بدھ کے دن نواجونی کی عمر میں فوت ہو گئے۔

**عبیداللہ بن عبداللہ کے حالات وواقعات**...... ان کی کنیت ابوالقاسم الخفاف ہے یہ ''ابن النقیب'' کے نام سے مشہور تھے اور اھل سنت کے اماموں میں سے تھ۔ جب ان کو اھل تشیع کے فقیہ ابن معلم کی موت کی خبر پہنچی تو اللہ کے سامنے سجدہ شکر ادا کیا اور مبارکباد کے لئے بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ میں ابن معلم کی موت کو دیکھنے کے بعد کس وقت مرتا ہوں۔ انہوں نے ایک لمبا عرصہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے ان کی پیدائش کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میں ۳۰۵ھ میں پیدا ہوا تھا اور کہا کہ مجھے خلفاء میں سے مقتدر، قاھر، رضی، متقی للہ، مستکفی، مطیع، طائع، قادر اور غالب باللہ یاد ہیں جنکی ولی عہدی کا خطبہ دیا جاتا تھا۔

**عبیداللہ بن عبداللہ کی وفات**...... ان کی وفات ۴۱۵ھ شعبان کے مہینے میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۱۱۰ سال تھی۔

**عمر بن عبداللہ بن عمر کے حالات وواقعات**...... ان کی کنیت ابوالحفص دلال ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے شبلی کو اپنے اشعار پڑھتے سنا۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

> اور ایک چیز کا نام سرور رکھا گیا۔ پرانے زمانے سے ہم نے اس کے متعلق وہ سنا جو اس نے کیا۔ اے میرے دوستو: اگر جانو کا غم ہمیشہ رہے جس کو ہم دیکھتے ہیں تو وہ قتل ہوگا، وہ دنیا کے باقی رہنے کی امید کرتا ہے اور امید کرنے والا امید سے پہلے ہی مر جاتا ہے۔

**محمد بن حسن کے حالات**...... ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور اقساسی، علوی، ان کی نسبت ہے۔ حاجیوں کی امارت کے بارے میں شریف مرتضی کا نائب تھا۔ انہوں نے کئی سال لوگوں کو حج کروایا۔ ان کا فصیح کلام اور اشعار بھی ہیں یہ حضرت زید بن علی بن حسین کی نسل سے ہیں۔

## ۴۱۶ھ کے واقعات

اس سال بغداد میں بدمعاش اور آوارہ لوگ مضبوط ہو گئے۔ انہوں نے گھروں کو کھلم کھلا لوٹ لیا اور بادشاہ کے حکم کی قدر نہ کی۔ اس سال ربیع الاول میں شریف الدولۃ بن بویہ دیلمی جو بغداد اور عراق وغیرہ کا حکمران تھا فوت ہو گیا۔ اس کے بعد بغداد میں شر وفساد بڑھ گیا اور خزانوں کو لوٹ لیا گیا، آخر کار جب جلال الدولۃ ابوطاہر حکمران بنا تو حالات پرسکون ہوئے اور منبروں پر اس کا خطبہ دیا گیا اور اس وقت وہ بصرہ کا امیر تھا اور اس نے اپنے وزیر شرف الملک ابوسعید بن ماکولا کو جوڑ دیا اور علم الدین، سعد الدولۃ، امین الملۃ، شرف الملک وغیرہ کے القاب دیئے یہ پہلا شخص ہے جس کو بہت سے القاب دیئے گئے۔ پھر اس نے خلیفہ سے مطالبہ کیا وہ اس کے باپ سلطان الدولۃ کے ولی عہد ابوکالیجار سے بیعت کرے جسے بہاء الدولۃ نے ان پر خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اس نے جواب میں خاموشی اختیار کی لیکن پھر ان کے ارادے کی موافقت کی اور ابوکالیجار سے بیعت کر لی، اس سال ۶ شوال جمعہ کے دن ابوکالیجار کا خطبہ دیا گیا۔ پھر بدمعاش اور آوارہ لوگوں نے بغداد کے حالات خراب کر دیئے اور انہوں نے دن رات گھروں کو لوٹا اور گھر والوں کو ایسے مارا جیسے مطالبہ کرنے والے مارتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی فریاد کرتا تو اس کی فریاد رسی نہ کی جاتی حالات بہت سنگین ہو گئے۔ پولیس والے بغداد سے بھاگ گئے اور ترکوں نے بھی کوئی خاطر خواہ مدد نہ کی۔ گلیوں کے سروں پر رکاوٹیں بنائی گئیں لیکن یہ بھی کارگر ثابت نہ ہوئیں۔ شریف مرتضی کا گھر جلا دیا گیا اور وہ وہاں سے منتقل ہو گیا نرخ بہت گراں ہو گئے۔ عراق اور خراسان سے اس سال کوئی بھی حج کے لئے نہیں گیا۔

**سابور بن ازدشیر کے حالات** [1]...... یہ بہاء الدولۃ کے تین مرتبہ وزیر بنے۔ اور شریف الدولۃ کے بھی وزیر رہے۔ یہ کاتب صاحب الرائے، اموال سے بچنے والے، بہت نیک اور سلیم الطبع تھے۔ جب مؤذن کی آواز سنتے تو تمام کام چھوڑ کر نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ انہوں نے ۳۸۱ھ میں علم کے لئے ایک گھر وقف کیا تھا اور اس میں بہت سی کتابیں رکھی تھیں اور بہت سا غلہ بھی اس پر وقف کیا تھا۔ یہ گھر ۷۰ سال باقی رہا۔ پھر ۴۵۰ھ میں ملک طغرل بیگ کے آنے پر جلا دیا گیا یہ دو فصیلوں کے درمیان واقع تھا یہ خوش معاملہ تھے لیکن اپنے عمال کو تکبر اور غرور کے خوف سے بہت جلد معزول کر دیتے تھے۔ انہوں نے نوے سال کی عمر میں ۴۱۶ھ میں وفات پائی۔

**عثمان نیشاپوری کے حالات و واقعات**...... ان کی نسبت جداوی ہے۔ یہ واعظ تھے، لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے۔
علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وعظ و نصیحت کے متعلق بہت سی اچھی اچھی کتابیں تصنیف کی ہیں لیکن ان میں بہت سی موضوع احادیث اور گھٹیا قسم کی باتیں ہیں۔ البتہ یہ خود نیک اور صالح تھے۔ خلفاء اور بادشاہوں کے ہاں ان کا بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ بادشاہ محمود بن سبکتگین جب ان کو دیکھا تو ان کے اکرام میں کھڑا ہو جاتا۔ ان کا محلہ ایک پناہ گاہ تھی جس میں ظالموں سے پناہ لی جاتی تھی۔ ان کے شہر نیشاپور میں وبا پھوٹی یہ ثواب کے حصول کے لئے مردوں کو غسل دیتے تھے، انہوں نے تقریباً دس ہزار مردوں کو غسل دیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

**محمد بن حسن بن صالحان کے حالات**...... ان کی کنیت ابو منصور ہے یہ شرف الدولۃ اور بہاء الدولۃ کے وزیر تھے یہ سچے، خوش اخلاق، خوش کردار، اچھی نمازیں پڑھنے والے وزیر تھے۔
نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ علماء اور شعراء کی بہت قدر کرتے تھے۔ یہ اس سال ۷۶ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے۔

**ملک شرف الدولۃ کا ذکر**...... ان کی کنیت ابو علی ہے۔ یہ بہاء الدولۃ کے فرزند تھے۔ ان کو سخت بخار ہو گیا تھا اور اسی بخار کی وجہ سے ۲۲ ربیع الآخر کو ۲۳ سال تین ماہ، بیس دن کی عمر پا کر فوت ہو گئے۔

**شاعر التہامی کے حالات** [2]...... اس کا نام علی بن محمد ہے۔ التہامی نسبت اور ابو الحسن کنیت ہے۔ اس کا ایک مشہور دیوان ہے۔ اس نے اپنے بیٹے کے بارے میں مرثیہ کہا تھا جو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا۔ اس مرثیہ کا پہلا شعر یہ ہے:

مخلوقات میں موت کا حکم جاری ہے، یہ دنیا ٹھہرنے کے لئے نہیں ہے۔

اس کے بعض اشعار یہ ہیں:

"میں اپنے دونوں حاسدوں پر اس گرمی کی وجہ سے رحم کرنے والا ہوں جو وہ غصے کی وجہ سے اپنے دلوں میں چھپائے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ اللہ کا معاملہ یکھا ہے۔ ان کی آنکھیں جنت میں ہیں اور دل دوزخ میں ہیں"۔

اس کے بعض اشعار دنیا کی مذمت کے بارے میں ہیں:

"دنیا کی پیدائش کدورت پر ہوئی ہے اور تو اسے کدورتوں اور گند سے صاف دیکھنا چاہتا ہے زمانے کو اس کی طبیعت کے خلاف مکلف بنانے والا پانی میں آگ کا انگارہ تلاش کرنے والا ہے۔ جب تو کسی محال کام کی امید کرتا ہے تو امید کی بنیاد گرنے

---

(۱) الکامل فی التاریخ ۹ /۳۵۰، المنتظم :۸ /۲۲، ۳۲وفیات الاعیان ۲ /۲۵۴، ۲۵۶، یتیمۃ الدھر : ۳ /۱۲۴، ۱۳۱، ونظر فیہ معنی سابور وأردشیر.

(۲) (تتمۃ المختصر : ۱ /۵۰۸، ۵۰۹ دتتمۃ الیتیمۃ: ۱ /۳۷، دیمۃ القصر : ۱ /۱۳۵، ۱۵۳، الذخیرۃ في محاسن أھل الجزیرۃ القسم الرابع /المجلد الثاني /۵۳۷، ۵۴۹، شذرات الذھب: ۳/ ۲۰۴، العبر: ۳/ ۱۲۲، المختصر في أخبار البشر : ۲ /۱۵۵، ۱۵۶، مراۃ الجنان: ۳/ ۳۰، النجوم الزاھرۃ : ۴/ ۲۶۳، وفیات الأعیان: ۳/ ۳۷۸، ۳۸۱.)

والے کنارے پر رکھتا ہے''۔

اس نے اپنے بیٹے کی موت کے بعد اس کے متعلق کہا ہے:

''میں نے اپنے دشمنوں کی ہمسائیگی کی اور اس نے اپنے رب کی ہمسائیگی کی لیکن میری اور اس کی ہمسائیگی میں بڑی دوری ہے''۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ اس کو بعض نے خواب میں اچھی حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ اس نے کہا کہ اس شعر کی وجہ سے ''میری اور تیری ہمسائیگی میں بڑی دوری ہے۔

## ۴۱۷ھ کے واقعات

اس سال بیس محرم الحرام کو اسفہلاریہ اور بدمعاش، آوارہ لوگوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ ترکوں نے ان کے لئے قلعہ شکن مشینوں کو منظم کیا جیسا کہ جنگ میں کہا جاتا ہے اور ان کے بہت سے گھروں کو جلا دیا جن میں بدمعاش، آوارہ لوگوں نے پناہ لے رکھی تھی اور کرخ کا بہت بڑا حصہ بھی جلا دیا اور کرخ والوں کو لوٹا گیا اور یہ لوٹ مار دوسرے لوگوں تک بھی پہنچ گئی۔ اور بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا لیکن دوسرے دن ہی فتنہ ٹھنڈا ہو گیا اور کرخ کے باشندوں پر فتنہ وفساد پھیلانے کی وجہ ایک لاکھ دینار جرمانہ عائد کیا گیا۔

اور اس سال ربیع الآخر کے مہینے میں ابوعبداللہ حسین بن علی صحیری قاضی القضاہ ابن ابی الشوارب کے پاس حاضر ہوا۔ اس سے قبل وہ اس سے معتزلہ کے مذہب سے توبہ کا مطالبہ کر چکا تھا کیونکہ اس کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ معتزلی ہو چکا ہے۔

اس سال ایک ستارہ ٹوٹا، اس کی آواز رعد کی آواز کی طرح سنی گئی اور شوال کے آخر میں سخت قسم کے اولے پڑے اور اولے پڑنے کا سلسلہ ۲۰ ذوالقعدہ تک جاری رہا، اس مدت میں پانی جم گیا اور لوگوں نے سخت مشقت برداشت کی۔ بارش اور دجلہ کا سیلاب مؤخر ہو گیا اور زراعت کم ہو گئی اور بہت سے لوگ کام کرنے سے رک گئے۔ شہروں میں فساد اور حکومت کی کمزوری کی وجہ اس سال عراق اور خراسان سے کوئی بھی شخص حج کے لئے نہیں گیا اس سال بڑی بڑی شخصیات فوت ہوئیں، ام میں قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب بھی ہیں۔

**احمد بن محمد بن عبداللہ کے حالات وواقعات** [1]...... قاضی القضاہ ابن ابی الشوارب کی کنیت ابوالحسن اور نسبت قرشی، اموی یہ ابن اکفانی کے بعد بغداد میں بارہ سال قاضی القضاۃ کے عہدے پر رہے یہ نیک، پاکدامن تھے۔

علامہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ انہوں نے ابوعمر زاہد اور عبدالباقی بن قانع سے سماع حدیث کیا لیکن حدیث کو بیان نہیں کیا۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ ابوالعلاء واسطی سے روایت کیا ہے کہ ابوالحسن ابن الشوارب، محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب کی نسل سے بغداد کا آخری حکمران تھا اور آپ کی نسل سے چوبیس حکمران بنے۔ ان میں سے بعض بغداد کے قاضی القضاۃ بنے۔

ابوالعلاء نے بیان کیا ہے کہ ہم نے جلالت وعظمت، شرافت وصداقت اور پاکدامنی میں ابوالحسن کی مثل نہیں دیکھا۔ قاضی ماوردی جوان کے دوست اور ساتھی تھے انہوں نے بیان کیا ہے کہ ایک نیک آدمی نے ان کے لئے دوسو دینار کی وصیت کی تھی میں وہ دوسو دینار ان کے پاس لے گیا لیکن انہوں نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے بہت کوشش کی لیکن انہوں نے قبول کئے اور مجھ سے کہا کہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اس بات کا ذکر کسی سے نہ کرنا جب تک میں زندہ ہوں۔ چنانچہ ماوردی نے ایسا ہی کیا اور ان کی موت کے بعد اس کا ذکر کسی سے نہیں کیا حالانکہ ابن ابی الشوارب کو ان پیسوں کی ضرورت تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے ان کو قبول نہیں کیا۔

(۱) (تاریخ بغداد: ۴/۲۹، دول الاسلام: ۱/۲۴۸، شذرات الذهب: ۳/۲۰۶، العبر: ۳/۱۲۴، قصة دمشق: ۳۳، المنتظم: ۸/۲۵، ۲۷، النجوم الزاهرة: ۴/۲۶۴، الوافي بالوفيات: ۸/۳۵)

**قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب کی وفات**......ان کی وفات اس سال شوال میں ہوئی۔

**جعفر بن ابان کے حالات**......ان کی کنیت ابو مسلم ہے اور نسبت ختلی ہے۔انہوں نے ابن بطر سے سماع حدیث کیا اور فقہ شافعی ابو حامد اسفرائینی سے پڑھی۔یہ ثقہ اور دیندار تھے۔اس سال رمضان المبارک میں ان کی وفات ہوئی۔

**عمر بن احمد بن عبدویہ کا ذکر**......ان کی کنیت ابو حازم ہے نسبت ہذلی اور نیشاپوری ہے۔انہوں نے ابن نجید اسماعیلی اور بہت سے لوگوں سے سماع حدیث کیا اور خطیب بغدادی وغیرہ نے ان سے سماع حدیث کیا۔لوگ ان کی افادات اور انتخابات سے فائدہ اٹھاتے تھے اس سال عید الفطر کے دن ان کی وفات ہوئی۔

**علی بن احمد بن عمر بن حفص کا ذکر**(۱)......ان کی کنیت ابوالحسن مقری ہے۔یہ ''حمامی'' کے نام سے مشہور تھے انہوں نے نجاد، خلدی اور ابن سماک وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔یہ نیک صاحب فضل اور اچھا اعتقاد رکھنے والے تھے۔قرأت کی اسانید اور ان کے علو میں منفرد تھے۔ان کی وفات اس سال شعبان میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۸۹ سال تھی۔

**صاعد بن حسن کا ذکر**......انہوں نے لغت میں القالی فی الأمالی کی طرز پر ''کتاب الفصوص'' تصنیف فرمائی۔انہیں یہ کتاب منصور بن ابی عامر کے لئے تصنیف فرمایا تھا۔اس نے ان کو اس پر پانچ ہزار دینار انعام دیا تھا۔پھر اسے کہا گیا کہ آپ کذاب، متہم ہیں کسی شاعر نے ان کے بارے میں کہا ہے:

''کتاب الفصوص پانی میں ڈوب گئی ہے اور اسی طرح ہر بوجھل چیز پانی میں ڈوب جاتی ہے''۔

جب صاعد کو اس شعر کی اطلاع ملی تو اس نے کہا۔

''وہ اپنی اصل کی طرف لوٹ آئی ہے۔سمندروں کی گہرائی سے نگینے ہی نکلتے ہیں''۔

میں نے کہا کہ آپ نے اس کتاب کا نام یہ اس لئے رکھا ہے تاکہ جوہری کی صحاح کے مشابہ ہو جائے۔لیکن یہ اپنی وضاحت و بلاغت اور علم کے باوجود کذب سے متہم تھے اسی لئے لوگوں نے ان کی کتاب کو قبول نہیں کیا اور وہ مشہور نہیں ہوئی۔یہ ظریف الطبع مزاح کرنے والے اور حاضر جواب تھے۔ایک مرتبہ کسی نابینے شخص نے ان سے ازراہ مذاق پوچھا کہ شریف آدمی ایک ٹانگ پر کیسے کھڑا ہوتا ہے؟ انہوں نے تھوڑی دیر سر جھکایا اور سمجھ گئے اس نے یہ سوال اپنی طرف سے گڑھا ہے پھر اس کی طرف سر اٹھا کہ کہا وہ شخص جو نابینا عورتوں کے پاس جاتا ہے اور ان عورتوں کو دوسری عورتوں کے پاس نہیں جانے دیتا۔نابینا شخص یہ جواب سن کر شرمندہ ہو گیا اور حاضرین ہنس پڑے۔ان کی وفات اسی سال ہوئی۔اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے۔

**قفال مروزی کے حالات**(۲)......یہ شافعیہ کے بڑے ائمہ میں سے تھے۔علم و زہد اور حفظ و تصنیف میں سب سے بڑھ کر تھے۔طریقہ خراسانیہ ان کی طرف منسوب ہے ان کے شاگردوں میں سے شیخ ابو محمد جوینی، قاضی حسنین اور ابو علی سنجی ہیں۔

---

(۱)(الاکمال: ۲۷۹۳، الأنساب: ۴/ ۲۰۷، تاریخ بغداد: ۱۱/ ۳۲۰، ۳۳۰، تاریخ التراث العربي لزكين: ۱/ ۳۸۱، دول الاسلام: ۱/ ۲۴۸، شذرات الذهب: ۳/ ۲۰۸، العبر: ۳/ ۱۲۵، غاية النهاية: ۱/ ۵۲۱، ۵۲۲، الكامل في التاريخ: ۹/ ۳۵۶، اللباب: ۱/ ۳۸۵، معرفة القراء الكبار: ۱/ ۳۰۲، ۳۰۳، المنتظم: ۸/ ۲۸.)

(۲)(ایضاح المکنون: ۲/ ۱۸۸، الانساب: ۱۰/ ۲۱۲، تتمة المختصر: ۱/ ۵۰۹، تراجم الرجال: ۲۰، دول الاسلام: ۱/ ۲۴۸، روضات الجنات: ۴۴۸، ۴۴۹، شذرات الذهب: ۳/ ۲۰۷، طبقات الاسنوي: ۲/ ۲۹۸، طبقات ابن هداية الله: ۱۳۴، ۱۳۵، طبقات ابن الصلاح ورقة ۵۱ب، طبقات السبكي: ۵/ ۵۳. ۶۲، طبقات العبادي: ۱۰۵، العبر: ۳/ ۱۲۴، مفتاح السعادة: ۲/ ۳۲۳، المختصر في أخبار البشر: ۲/ ۱۵۶، النجوم الزاهرة: ۴/ ۲۶۵، هدية العارفين: ۱/ ۴۵۰، وفيات الأعيان: ۳/ ۴۶.)

ابن خلکان کا بیان ہے کہ امام الحرمین نے ان سے علم حاصل کیا لیکن یہ قول محل نظر ہے کیونکہ امام الحرمین کی عمر اس بات کی تکذیب کرتی ہے اس لئے کہ قفال اس سال فوت ہوا ہے اور اس کی عمر نوے سال تھا اور اس کو بجستان میں دفن کیا گیا جبکہ امام الحرمین ۴۱۹ ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ان کو قفال اس لئے کہا جاتا تھا کے یہ پہلے قفل ( تالے ) بناتے تھے۔انہوں نے تیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

## ۴۱۹ ھ کے واقعات

اس سال ربیع الاول میں اولے پڑے جنہوں نے بہت سی کھیتوں اور پھلوں کو تباہ کر دیا اور بہت سے جانور مر گئے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک اولہ دو رطل یا اس سے بھی زیادہ وزن کا تھا اور واسط میں جو اولے پڑے وہ تو کئی رطلوں کے برابر تھے اور بغداد میں تو انڈے کے برابر تھے۔

ربیع الآخر میں اسفہلاری غلاموں نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ ابو کالیجار کو وہ معزول کر دے کیونکہ وہ اپنے کام میں بڑا سست اور لا پرواہ ہے اور اس کے دور میں حالات خراب ہوئے ہیں۔انہوں نے مطالبہ کیا کہ وہ جلال الدولۃ کو امیر بنادیں جسے انہوں نے ان سے معزول کیا تھا۔خلیفہ نے ان سے اس بارے میں ٹال مٹول سے کام لیا اور ابو کالیجار کو خط لکھا کہ وہ اپنے کام کا تدارک کریا ور معاملہ ہاتھ سے نکلنے سے پہلے بغداد آجائے۔انہوں نے جلال الدولۃ کو امیر بنانے کے بارے میں خلیفہ سے اصرار کیا اور بغداد میں اس کا خطبہ پڑھا، حالات خراب ہو گئے اور نظام درہم برہم ہو گیا۔

اس سال محمود بن سبکتگین غزنوی کی طرف سے خط لے کر آیا کہ وہ بلاد ہند میں داخل ہو گیا ہے اور اس نے ھندوؤں کے سب سے بڑے بت ''سوفات'' کو توڑ دیا ہے ہند دور دراز علاقوں سے اس کی طرف یوں آتے تھے جیسے لوگ بیت اللہ کی طرف آتے ہیں۔وہ اس کے پاس بہت سا مال خرچ کرتے تھے جس کو شمار نہیں کیا جا سکتا اور اس پر دس ہزار بستیاں اور ایک مشہور شہر وقف تھا۔اس کے خزانے اموال سے بھرے ہوئے تھے۔اور اس کے پاس ایک ہزار آدمی خدمت کرتے تھے اور تین سو آدمی اس کا حج کرنے والوں کے سر مونڈتے تھے اور تین سو آدمی اس کے دروازے پر گاتے اور رقص کرتے تھے جب اس کے دروازے پر طبل بجائے جاتے تو مجاوروں کی تعداد کئی ہزار ہوتی تھی جو اس اوقاف سے کھاتے تھے۔ھندوؤں سے یہ بہت دور ہے وہ تمنا کرتے ہیں کہ کاش کہ وہ اس تک پہنچ جائیں۔اس تک پہنچنے میں ایک طویل جنگل اور بہت سے دوسرے موانع ہیں۔

سلطان محمود غزنوی کو جب اس بت اور اس کی عبادت کرنے والوں کے بارے میں خبر پہنچی اور اس بات کا پتہ چلا کہ راستے میں بہت سے ہندو اور بہت بڑا خطرناک جنگل اور خطرناک زمین ہے اور یہ سب کچھ طے کر کے ہی وہ بت تک پہنچ سکتے ہیں تو اس نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا۔

جب اس نے اپنی فوج کو اس کام کے لئے اکسایا تو تیس ہزار جانباز تیار ہو گئے جو رضا کاروں کے علاوہ تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا اور وہ بحفاظت بت کے شہر تک پہنچ گئے اور عبادت کرنے والوں کے صحن میں اتر گئے۔کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بت ایسی جگہ پر ہے کہ بڑے شہر کے برابر ہے۔

اس نے بیان کیا کہ ہم نے بہت جلد اس پر قبضہ کر لیا اور پچاس ہزار ھندو مارے گئے۔ہم نے اس بت کو اکھیڑ دیا اور اس کے نیچے آگ لگادی۔

بہت سے لوگوں نے یہ بات ذکر کی ہے کہ ھندوؤں نے سلطان محمود غزنوی کو بہت سے مال کی پیشکش کی تا کہ وہ بڑے بت کو چھوڑ دے۔اور بعض امراء نے سلطان کو اموال کے لینے اور بت کو چھوڑ دینے کا مشورہ دیا لیکن سلطان محمود غزنوی نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرونگا۔جب صبح ہوئی تو سلطان محمود غزنوی نے کہا کہ میں اس بارے میں غور وفکر کیا ہے۔اور میں سمجھتا ہوں قیامت کے دن مجھے اس نام سے پکارا جائے کہ کہاں ہے محمود جس نے بت کو توڑا تھا زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ یہ کہا جائے کہ کہاں محمود جس نے دنیا حاصل کرنے کے لئے بت کو چھوڑ دیا تھا چنانچہ انہوں نے بت کے توڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور اس کو توڑ دیا۔اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔جب اس کو توڑا تو اس میں بہت سے قیمتی ہیرے جواہرات اور سونا چاندی تھا جو ان کی ضروریات سے کئی گنا زیادہ تھا۔اور ہم آخر میں ان کے لئے بڑے ثواب کے امیدوار ہیں جہاں کا ایک دانہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اس کے ساتھ دنیا میں بھی ان کو اچھی تعریف حاصل ہوئی اور ان کا مرتبہ و مقام بلند ہوا۔اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور جنت میں ان کو ٹھکانا دے۔

۳ رمضان المبارک ہفتے کے دن جلال الدولۃ بغداد آیا اور خلیفہ نے دجلہ میں اس کا استقبال کیا۔اکابر اور امراء بھی اس کے ساتھ تھے۔جب

جلال الدولہ خلیفہ کے سامنے آیا تو اس نے کئی بار زمین کو بوسہ دیا پھر وہ دار المملک کی طرف چلا گیا اور خلیفہ اپنے گھر واپس آ گیا۔ جلال الدولہ نے حکم دیا کر تین نمازوں کے اوقات میں اس کے لئے طبل بجائے جائیں جیسا کہ عضد الدولہ کی ثابت قدمی اور رفق وفخر زمانے میں ہوتا تھا۔ اور خلیفہ کے لئے پانچ وقت طبل بجائے جاتے تھے۔ جلال الدولہ نے بھی اس کا ارادہ کیا اور اسے بتایا گیا کہ اس طرح خلیفہ سے برابری ہو جائے گی۔ پھر اس نے پانچ وقت طبل بجانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس سال شدید اولے پڑے یہاں تک کہ پانی، نبیذ اور جانوروں کے پیشاب جم گئے۔ بڑے بڑے تالاب اور دجلہ کے کنارے منجمد ہو گئے۔ اس سال اھل عراق سے کوئی بھی شخص حج کے لئے نہیں گیا۔

**احمد بن محمد بن عبد اللہ کا ذکر**...... ان کا لقب ''مہتدی باللہ'' ہے اور کنیت ابو عبد اللہ شاہد ہے۔ ۳۸۶ھ میں جمعہ کے دن ابن کا خطبہ دیا گیا۔ اس کے بعد متعدد جمعات میں ان کا یہی ایک خطبہ دیا گیا جب لوگ ان کا خطبہ سنتے تھے لوگوں پر گریہ طاری ہو جاتا تھا۔ ان کی آواز میں عجیب قسم کی دل سوزی تھی جو بھی سست کھنچتا چلا آتا۔

**حسین بن علی بن حسین کے حالات** [1]...... ان کی کنیت ابو القاسم ہے اور نسبت مغربی ہے۔ یہ وزیر تھے۔ ذوالحجہ ۳۹۰ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور جب مصر کے بادشاہ حاکم نے ان کے والد اور چچا محمد کو قتل کیا تو یہ مصر سے بھاگ کر مکہ مکرمہ آ گئے اور پھر مکہ مکرمہ سے شام چلے گئے۔ یہ کئی مقامات پر وزیر رہے۔ اشعار اچھے کہتے تھے۔ ایک نیک شخص اور ان کے درمیان مذاکرہ ہوا تو انہوں اس کو یہ شعر سنایا۔

''اگر تو غنی ہو کر زندہ رہنا چاہتا ہے تو جس حالت پر ہو اس پر راضی رہ''۔

یہ مناصب ومراتب اور بادشاہوں سے الگ رہے۔ ان کو ان کے ایک دوست نے ایک مرتبہ کہا کہ آپ نے اپنے زمانہ شباب میں مناصب ومراتب اور بادشاہ کو چھوڑ دیا تو انہوں نے یہ شعر کہے۔

''میں نے کچھ عرصہ جہالت اور بیکاری کے سفر میں رہا، پھر میری جرأت کا وقت قریب آ گیا اور میں نے ہر گناہ سے توبہ کی کہ شاید اس نئی بات سے پرانی بات ۴۵ سال بعد مٹ جائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی قدیم اور احسان کرنے والے ہیں''۔

**حسین بن علی بن حسین کی وفات**...... ان کی وفات رمضان المبارک ۴۱۸ھ میں میافارقین میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۴۵ سال تھی اور مشہد علی میں ان کو دفن کیا گیا۔

**محمد بن حسین بن ابراہیم کے حالات**...... ان کی کنیت ابو بکر واق ہے اور ''ابن خفاف'' کے نام سے مشہور تھے انہوں نے قطیعی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ لوگ ان پر احادیث اور سندوں کے وضع کرنے کی تہمت لگاتے تھے۔ یہ قول خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے۔

**ابو القاسم لالکائی کا ذکر** [2]...... ان کا نام ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور رازی ہے۔ یہ طبری الاصل تھے اور ابو حامد اسفرائینی کے شاگردوں

---

(۱) (الاشارة الى من تال الوزارة: ۴۷، أعيان الكتاب: ۲۰۶، بغية الطلب: ۵/ ۱۴. ۳۰، تتمة المختصر: ۱/ ۵۰۷، تتمة اليتيمة: ۱/ ۲۴، تهذيب تاريخ دمشق: ۴/ ۳۱۲، دمية القصر: ۱/ ۱۱۵. ۱۲۰، الذخيرة في محاسن أهل الجزيرة: القسم الرابع /المجلد الثاني: ۴۷۵. ۵۱۵، الرجال للنجاشي: ۵۱، الدرة المضية: ۶/ ۳۰۹. ۳۱۲، شذرات الذهب: ۳/ ۲۱۰، العبر: ۳/ ۱۲۸، فحول البلاغة: ۱۸۹، الكامل في التاريخ: ۹/ ۳۲۱، ۳۳۱، ۳۳۵، لسان الميزان: ۲/ ۳۰۱، المختصر في أخبار البشر: ۲/ ۱۵۵، معجم الأدباء: ۱۰/ ۷۹. ۹۰، المنتظم: ۸/ ۳۲، ۳۳ النجوم الزاهرة: ۴/ ۲۶۶، وفيات الأعيان: ۲/ ۱۷۲. ۱۷۷.)

(۲) (تاريخ بغداد: ۱۴/ ۷۰، ۷۱، تذكرة الحفاظ: ۳/ ۱۰۸۳. ۱۰۸۵، الرسالة المستطرفة: ۳۷، شذرات الذهب: ۳/ ۲۱۱، طبقات الحفاظ: ۴۲۰، العبر: ۳/ ۱۳۰، الكامل في التاريخ: ۹/ ۳۶۴، كشف الظنون: ۸۳۵، ۱۰۴۰ المنتظم: ۸/ ۳۴، هدية العارفين: ۳/ ۵۰۴، واللالكائي: نسبة الى بيع اللوالك التي تلبس في الارجل، كما في (اللباب) ۳/ ۲۰۱، أي: صائع النعال.)

میں سے تھے۔ حدیث کو سمجھتے اور یاد کرتے تھے۔ آپ حدیث میں مشغول رہے اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں، لیکن کتابوں کے مشہور ہونے سے قبل ہی فوت ہو گئے۔ ان کی ایک کتاب سنت اور اس کی فضیلت میں بھی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے سلف صالحین کا حدیث پڑھنے کا طریقہ بیان کیا ہے ہم نے احادیث کو پتھروں پر سنا ہے اور وہ آپ سے عالی روایت ہے۔

**ابوالقاسم لالکائی کی وفات** ...... ان کی وفات اس سال ۴۱۸ھ رمضان المبارک میں دینور میں ہوئی ایک شخص نے خواب میں ان کو دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ اس نے مجھے بخش دیا۔ اس نے پوچھا کس وجہ سے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس تھوڑی سی سنت کہ وجہ سے جس کو میں نے زندہ کیا تھا۔

**ابوالقاسم بن امیر المؤمنین قادر کا ذکر** ...... یہ یکم جمادی الأخری کی رات کو فوت ہوئے اور ان پر کئی مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی اور لوگ ان کے جنازہ میں پیدل چلے اور ان کے والد کو ان کے فوت ہونے کا بہت صدمہ ہوا اور کئی دن تک طبل بجانے بند کر دیئے۔

**ابن طباطبا شریف کا ذکر** ...... یہ شاعر تھا اور اس کے بہت سے اچھے اشعار ہیں۔

**ابواسحاق کے حالات وواقعات**[1] ...... ان کا نام ابراہیم بن محمد بن مہران ہے اور کنیت ابواسحاق اور نسبت اسفرائینی ہے۔ یہ استاذ، امام اور علامہ تھے فقہ شافعی کے امام اور متکلمین میں سے ہیں۔ اصول فقہ اور اصول کلام میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں اور "حلی" کو کئی جلدوں میں جمع فرمایا۔ اصول فقہ میں بھی ان کا ایک مفید حاشیہ ہے۔ انہوں نے اکثر احادیث ابوبکر اسماعیلی اور دعلج وغیرہ سے سنیں شیخ ابوالطیب طبری، امام بیہقی اور حاکم نیشاپوری نے ان سے علم حاصل کیا اور ان کی تعریف کی۔

**ابواسحاق کی وفات** ...... اس سال ۴۱۸ھ عاشوراء کے دن نیشاپور میں فوت ہوئے پھر ان کو ان کے شہر میں منتقل کر دیا گیا اور اس کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

**امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات واقعات** ...... فقہ حنفی کی مشہور کتاب کے مصنف ہیں، آپ کا نام محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان ہے اور ابوالحسن کنیت ہے، اور نسبت قدوری ہے، آپ "المختصر کے مصنف ہیں جسے حفظ کیا جاتا ہے۔ آپ امام ماہر عالم اور مناظر تھے۔ آپ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے حنفیہ میں سے شیخ ابوحامد اسفرائینی کے مناظرے کی ذمہ داری لی تھی۔ امام قدوری ان کی بہت تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ امام شافعی سے زیادہ جاننے والے اور گہری نظر رکھنے والے ہیں۔

**امام قدوری کی وفات** ...... ان کی وفات اس سال ۵ رجب اتوار کے دن ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۵۶ سال تھی اور ابوبکر خوارزمی حنفی فقیہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

## ۴۱۹ھ کے واقعات

اس سال فوج اور جلال الدولۃ کے درمیان جنگ برپا ہوگئی اور انہوں نے اس کے وزیر کے گھر کو لوٹ لیا اور طویل معاملات شروع ہو گئے، آخر کار

---

(۱) (الأنساب: ۱/۲۳۷، تبیین کذب المفتري: ۲۴۳، ۲۴۴، تهذيب الأسماء واللغات: ۲/۱۶۹، شذرات الذهب: ۳/۲۰۹، طبقات الأصوليين: ۱/۲۲۸، ۲۲۹، طبقات الاسنوي: ۱/۵۹، ۶۰، طبقات ابن الشيرازي: ۱۰۶، طبقات العبادي: ۱۰۴، العبر: ۳/۱۲۸، كشف الظنون: ۱/۵۳۹، اللباب: ۱/۵۵، المختصر في أخبار البشر: ۲/۱۵۶، مراة الجنان: ۳/۳۱، معجم البلدان: ۱/۱۷۸، هدية العارفين: ۱/۸، الوافي بالوفيات: ۶/۱۰۴، ۱۰۵، وفيات الأعيان: ۱/۲۸.)

اس کو شہر سے نکالنے پر اتفاق ہو گیا اور اس کے لئے خستہ حال کرائے کا خچر فراہم کیا گیا وہ دن کے وقت شہر سے نکلا اس حال میں کہ اس کے ہاتھ میں پرندہ تھا اور لوگ اس کی طرف التفاف نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اس کے بارے میں سوچتے تھے۔ جب وہ اس ٹٹو پر سوار ہونے لگا تو لوگوں کو اس کی حالت پر رحم آ گیا اور انہوں نے اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور فساد کے بعد اس کا معاملہ ٹھیک ہو گیا۔

گزشتہ سال اولوں سے کھجوروں کے درخت تباہ ہونے کی وجہ سے اس سال کھجوریں بہت ہوئیں اور تین رطل کھجوریں ایک جلالی دینار کے عوض فروخت ہوئیں۔ اور اس سال بھی بہت والے پڑے جس سے کھجور کے بہت سے درخت تباہ ہو گئے۔

اس سال عراق اور دیا مصر سے کوئی شخص حج کے لئے نہیں گیا، البتہ خراسان سے بعض لوگوں نے مکران شہر کے سمندری ذریعے سفر کیا اور جدہ پہنچے اور حج کیا۔

**حمزہ بن ابراہیم بن عبداللہ کے حالات**...... ان کی کنیت ابوالخطاب ہے۔ بہاء الدولۃ اور علماء نجوم کے ہاں انکا بڑا مقام و مرتبہ تھا حتی کہ وزراء بھی ان سے ڈرتے تھے اور بادشاہ تک پہنچنے میں ان کو وسیلہ بناتے تھے، لیکن پھر ان کو دور دھتکار دیا گیا اور سامرا کے کرخ میں اجنبی مفلوک الحال اور مفلوک محتاج ہو کر فوت ہو گئے اور سارا مقام و مرتبہ اور عزت وجاہت ختم ہو گئی۔

**محمد بن محمد بن ابراہیم بن مخلد کا ذکر**[1]...... ان کی کنیت ابوالحسن ہے مشائخ متقدمین سے انہوں نے کثرت سے سماع حدیث کیا۔ یہ علو اسناد میں منفرد تھے اور بہت مالدار تھے۔ بغداد میں مطالبے سے ڈر گئے اور مصر منتقل ہو گئے۔ ایک سال مصر مقیم رہے پھر واپس بغداد آ گئے۔ اھل محلّہ نے ان سے ٹیکس لینے پر اتفاق کر لیا اور ان پر تنگی کی جس نے ان کو مفلوک الحال اور تنگدست بنا دیا حتیٰ کہ جب فوت ہوئے تو کفن کے لئے بھی ان کے پاس رقم نہیں تھی اور کوئی چیز انہوں نے ترکے میں نہیں چھوڑی۔ قادر باللہ نے ان کے لئے کفن بھیجا تھا۔

**مبارک انماطی کا ذکر**...... یہ بہت زیادہ مالدار تھے تقریباً تین لاکھ دینار کے مالک تھے جب یہ فوت ہوئے تو ان کی وارث ان کی صرف ایک بیٹی تھی جو بغداد میں رہتی تھی اور یہ مصر میں فوت ہوئے۔

**ابوالفوارس ابن بہاء الدولۃ کا ذکر**...... یہ بہت ظالم شخص تھا۔ جب یہ نشے میں ہوتا تھا تو اپنے ساتھیوں میں سے اسی کو یا اپنے وزیر کو سو کوڑے مارتا اور اس سے پہلے اس سے طلاق کی قسم لیتا تھا کہ وہ اس کو پناہ نہیں دے گا اور نہ ہی اس کی کسی کو اطلاع کرے گا۔ کہا جاتا ہے اس کو اس کے خواص میں سے کسی نے زہر دیا تھا جس سے یہ مر گیا تھا۔ اس کے فوت ہونے کے بعد لوگوں نے اس کے بھائی کالیجار کے شعار کا اعلان کر دیا۔

**ابومحمد بن ساد کا ذکر**...... یہ کالیجار کا وزیر تھا اور اس کو "معز الدولۃ" فلک الدولۃ، رشید الامۃ وزیر الوزراء اور عمار الملک کا لقب دیا گیا۔ پھر اس کو جلال الدولۃ کے سپرد کر دیا گیا اس نے اس کو قید کر دیا۔ اس سال اس کی وفات ہوئی ہے۔

**ابوعبداللہ متکلم کا ذکر**...... یہ اس سال فوت ہوئے ہیں۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ان کے مختصر حالات لکھے ہیں۔

**ابن غلبون شاعر کا ذکر**...... ان کا نام عبدالحسن بن محمد بن احمد بن غالب ہے اور کنیت ابومحمد اور نسبت شامی اور صوری ہے۔ یہ کیر شاعر تھے ان کا ایک عمدہ دیوان ہے۔ انہوں نے ایک رئیس کے بارے میں بلیغ قصیدہ ترتیب دیا تھا پھر اسے دوسرے رئیس کو سنایا اس قصیدے کو "ذو النعمتین" کہا جاتا ہے۔ اس میں انہوں نے ایک شعر کا اضافہ کیا۔

"تیرے لئے بہت سے مناقب ہیں پھر تو نے صرف دو پہر کیوں اکتفا کیا ہے" رئیس نے ان کو قیمتی انعام دیا۔ کسی نے رئیس کو بتایا کہ اس نے یہ

---

(۱) (تاریخ بغداد: ۲۳۱/۳، ۲۳۲، شذرات الذهب: ۲۱۴/۳، العبر: ۱۳۳/۳، المنتظم: ۳۷/۸، النجوم الزاهرة: ۲۷۰/۴، الوافي بالوفيات: ۱۱۸/۱.)

قصیدہ آپ کے بارے میں نہیں کہا تھا بلکہ دوسرے رئیس کے بارے میں کہی تھا۔ رئیس نے کہا کہ یہ ایک شعر ہی قصیدہ ہے۔ ان کے چند اشعار ایک بخیل کے بارے میں ہیں جوان کے پاس آیا تھا۔

''ایک بھائی جس کو مجھ سے زخم پہنچا ہے، جس طرح مجھ کو اس سے زخم پہنچا تھا میں نے زمانے کے حکم کے مطابق مہمان بنکر رات بسر کی اس کے حکم میں شریف آدمی پر فتح ہے، وہ ابتداء ہی غم سے مدھوش ہو کر کہنے لگا کہ وہ ہوش میں نہیں آئیگا تو نے میری طرف کیوں سفر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اور آپ کا قول مخلصانہ اور کامیابی والا ہے ''سفر کرو تمہیں غنیمت حاصل ہوگی'' اس نے کہا کہ پوری حدیث یوں ہے ''روزہ رکھو صحت یاب ہو جاؤ گے''۔

## ۴۲۰ھ کے واقعات

اس سال شرق کی طرف شدید بارشیں ہوئیں اور بارشوں کے ساتھ بڑے بڑے اولے بھی تھے۔ علامہ بن جوزی کا بیان ہے کہ میں نے ایک اولے کا اندازہ کیا تو وہ ایک پچاس رطل کے برابر تھا اور زمین میں تقریباً ایک ہاتھ دھنس گیا تھا۔

اس سال سلطان محمود غزنوی کی طرف سے خط آیا کہ اس نے اھل زی کے باشندوں میں سے باطنیہ اور روافض کو بری طرح قتل کرنا اور صولی پر لٹکانا شروع کر دیا ہے اور ان کے سردار رستم بن علی دیلمی سے بہت سا مال چھین لیا ہے اور ان سے تقریباً ایک کروڑ دینار حاصل ہوئے ہیں اور اس کے حریم میں پچاس آزاد عورتیں تھیں، جن سے ۳۲ بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں وہ اس کو جائز سمجھتے تھے۔

اس سال رجب میں بہت سے ستارے ٹوٹے جو تیز روشنی والے اور سخت آواز والے تھے اور شعبان میں اجرتیں بڑھ گئی اور رضا کار لوگ بدمعاش اور آوارہ لوگوں کا مقابلہ کرتے کرتے کمزور ہو گئے۔ ۱۸ رجب سوموار کے دن دجلہ کا پانی خشک ہو گیا اور تھوڑا سا پانی باقی رہ گیا۔ چکیاں پینے سے رک گئیں اور یہ کام مشکل ہو گیا۔

اس دن علماء اور قاضی دار الخلافہ میں جمع ہوئے اور ان کے سامنے خلیفہ قادر باللہ کا خط پڑھا گیا جس میں وعظ و نصیحت اور اھل بصرہ کے مذاہب کا ذکر تھا اور اھل بدعت پر رد اور جو خلق قرآن کے قائل تھے ان کو فاسق شمار کیا گیا تھا بشر مریسی اور عبدالعزیز بن یحییٰ کتانی کے درمیان جو مناظرہ ہوا تھا اس کا حال بیان کیا گیا تھا۔ پھر اس نے اپنی گفتگو وعظ و نصیحت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ختم کر دی۔ اور حاضرین سے اس پر دستخط لئے۔

ذوالقعدہ کے شروع میں سوموار کے دن پھر اسی طرح سب جمع ہوئے اور ان کے سامنے ایک طویل خط پڑھا گیا جو سنت کے بیان، اھل بدعت کے رد بشر مریسی اور کتانی کے درمیان مناظرے، امر بالمعروف، نہی عن المنکر صحابہ کرام کے فضائل، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل پر مشتمل تھا، وہ عشاء کے بعد اس سے فارغ ہوئے اور موافقت پر ان سے دستخط لئے۔ اور شعیہ خطبا کو اس نے معزول کر دیا اور اھل سنت خطباء کو مقرر کیا وللہ الحمد والمنۃ علی ذالک وغیرہ۔ اور مسجد براثا میں فتنہ شروع ہو گیا شیعوں نے سنی خطیب کو اینٹوں سے مارا اور اس کی ناک تڑدی اور کندھے کو الگ کر دیا۔ خلیفہ نے شیعوں سے انتقام لیا اور ان کو ذلیل و رسوا کیا حتیٰ کہ انہوں نے اپنے کئے پر معذرت کی اور کہا کہ بعض بیوقوں نے یہ کام کیا ہے۔

اس سال اھل عراق اور خراسان سے کوئی شخص حج کے لئے نہیں گیا۔

**حسین بن ابی القین کا ذکر**...... ان کی کنیت ابوعلی ذاہب۔ یہ عبادت گذار، زاہد، اور صاحب حال شخص تھے ایک مرتبہ وزیر ان کے پاس آیا اور ان کے ہاتھ کو بھوسہ دیا، وزیر کو اس پر ڈانٹا گیا تو وزیر نے کہا کہ میں کیسے اس ہاتھ کو بھوسہ نہ دوں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے دراز نہیں ہوا۔

**علی بن عیسیٰ بن فرج بن صالح کے حالات**...... ان کی کنیت ابوالحسن اور نسبت ''ربعی اور نحوی'' ہے۔

انہوں نے سب سے پہلے عربی ابوسعید سیرافی سے سیکھی پھر ابوعلی فارسی سے سیکھی یہ بیس سال ان کے پاس رہے حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ اس کو کہہ دو اگر وہ مشرق سے مغرب تک سفر کرے تو مجھ سے بڑا نحوی کسی کو نہیں پائے گا۔

ایک دن یہ دجلہ کے کنارے چل رہے تھے کہ اچانک انہوں نے شریف رضی اور شریف مرتضی کو کشتی میں دیکھا اور ان کے ساتھ عثمان بن جبنی بھی تھے انہوں نے رضی اور مرتضی سے کہا کہ عجیب بات ہے کہ عثمان تمہارے ساتھ ہے اور علی تم سے دور کنارے پر چل رہا ہے" وہ دونوں ہنس پڑے اور کہا اللہ کے نام کے ساتھ"۔

**علی بن عیسیٰ بن فرج بن صالح کی وفات**...... اس سال محرم الحرام میں ان کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر ۹۲ سال تھی اور باب الدیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے جنازے کے پیچھے صرف تین آدمی تھے۔

**اُسد الدولۃ کے حالات**...... ان کا نام صالح بن مرداس بن ادریس ہے اور کنیت ابوعلی صالح اور نسبت کلابی ہے یہ حلب میں بن مرداس کے پہلے بادشاہ تھے۔ انہوں نے اس کو ذوالحجہ ۴۱۷ھ میں وہاں کے نائب ظاہر بن حاکم عبیدی سے چھینا تھا پھر مصر سے بہت بڑا لشکر ان سے مقابلے کے لئے آیا اور جنگ ہوئی۔ اسد الدولۃ ۴۱۹ھ میں قتل ہو گیا اور ان کا پوتا نصران کا قائم مقام ہوا۔

## ۴۲۱ھ کے واقعات

**سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال**...... اس سال عظیم بادشاہ، مجاہد، فاتح ہند سلطان محمود غزنوی کا انتقال ہوا اس سال ربیع الاول کے مہینے میں بڑے حکم دل بادشاہ، مؤید منصور۔ سرحدوں پر چوکیاں قائم کرنے والے یمین الدولۃ ابوالقاسم محمود بن سبکتگین جو بلاد غزنہ کے بادشاہان بڑے بڑے ممالک کے بادشاہ بلاد ہند میں سے اکثر کو فتح کرنے والے اور بتوں کو توڑنے والے، ہندوؤں اور ان کے بڑے بڑے بادشاہوں کو شکست دینے والے ان کا انتقال ہو گیا۔

آپ دو سال مرض الموت میں مبتلا رہے، ان دو سالوں میں بستر پر نہیں لیٹے اور نہ ہی تکیہ استعمال کیا بلکہ بیٹھ کر ٹیک لگاتے تھے یہاں تک کہ اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ یہ آپ کی حوصلہ مندی، مستقل مزاجی اور قوت عزم کی وجہ سے تھا۔ آپ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا محمد ولی عہد بنا لیکن ابھی اس کا معاملہ طے نہیں ہوا تھا اس کے بھائی سعود بن محمود نے اس سے جنگ کی اور اپنے باپ کے ممالک پر قابض ہو گیا۔ اس کے علاوہ بلاد کنار کے چھوٹے بڑے ممالک کا بھی حکمران تھا جو اس نے خود فتح کیے تھے۔ اس سال کے آخر تک شرق و غرب میں کئی ممالک اس کے زیر تسلط آ گئے۔ ہر طرف اور ہر ملک سے قاصد اس کے پاس، سلام لے کر آتے اور اس سال وفات پانے والوں میں عنقریب اس کے باپ کا ذکر بھی آئے گا۔

اس سال جس سریہ کو سلطان محمود غزنوی نے بلاد ھند کی طرف بھیجا تھا اس نے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا اور ان کے ایک بڑے شہر پر بھی قبضہ کر لیا جس کا نام "نرسی" تھا۔ وہ اس میں ایک لاکھ سواروں اور پیادوں کے لشکر کے ساتھ داخل ہوئے۔ انہوں نے وہاں کے بازار عطر اور بازار جوہر کو پورا دن لوٹا لیکن اس میں جو انواع و قسام کے عطر، کستوری اور موتی، جواہر تھے ان کو منتقل نہ کر سکے اس کے باوجود اکثر اہل شہر کو اس کے وسیع و عریض ہونے کی وجہ سے لوٹ مار کا کچھ پتہ نہ چلا کیونکہ وہ شہر بہت بڑا تھا جس کی لمبائی منازل ھند کا ایک منزل سفر ہے۔

اور چوڑائی بھی اس کے برابر ہے۔ انہوں نے اس شہر سے بے شمار مال، تحائف اور قیمتی اشیاء حاصل کیں یہاں تک کہ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے سونا، چاندی تول کر تقسیم کیا۔ اور مسلمانوں کا کوئی لشکر اس سے قبل اور نہ اس کے بعد اس شہر تک پہنچا ہے۔ یہ شہر مال و متاع کے لحاظ سے ھندوستان کا سب سے بڑا شہر ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس کے باشندوں کے کافر اور بت پرست ہونے کے باوجود مال و متاع کے لحاظ سے اس سے بڑا شہر موجود نہیں

ہے۔ پس مؤمن کو چاہیئے کہ دنیا کو خیر باد کہے۔ اور بادشاہ کے محل سے انہوں نے اس قدر غلام بچوں اور بچیوں کو پکڑا جنکو شمار نہیں کیا جا سکتا۔

اس سال روافض نے اپنی بری بدعت مثلاً ٹاٹ لٹکانا، بازا بند کرنا اور گلی کوچوں میں رونے پیٹنے پر عمل کیا۔ اھل سنت ان سے مقابلے کے لئے ہتھیار بند ہو کر آئے اور سخت لڑائی ہوئی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اور ان کے درمیان فتنہ وفساد واقع ہو گیا۔

اس سال امیر المؤمنین قادر باللہ بیمار ہو گئے۔ انہوں نے اپنے بیٹے ابو جعفر قائم بامر اللہ کو قضاۃ وزراء اور امراء کی موجودگی میں اپنے بعد اپنا ولی عہد بنایا اور اس کے متعلق خطبہ دیا اور رائج سکے پر اس کا نام لکھوایا۔ اس سال شاہ روم ایک لاکھ جنگجوؤں کے ساتھ قسطنطنیہ سے آیا اور بلاد حلب تک پہنچ گیا۔ بلاد حلب پر اس وقت شبل الدولۃ نصر بن صالح بن مرداس حکمران تھا۔ شکر نے ایک دن کی مسافت پر پڑاؤ ڈالا۔ شاہ روم کا ارادہ یہ تھا کہ وہ سارے بلاد شام پر قبضہ کرے گا اور ان کو عیسائی مذھب کی طرف لوٹا دے گا اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جب کسریٰ ھلاک ہو جائیگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائیگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا اور قیصر وہ ہے جس نے بلاد روم کے ساتھ شام پر بھی قبضہ کر لیا تھا لہٰذا شاہ روم کے لئے اب اس طرف کوئی راستہ نہ تھا۔ جب وہ حلب میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر شدید پیاس کو بھیج دیا اور ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ اس کے ساتھ دستق تھا۔ لشکر کی ایک جماعت نے اس کے قتل کا منصوبہ بنایا تاکہ وہ اس کے بعد با اختیار امیر بن جائے بادشاہ سمجھ گیا اور فوراً واپس آ گیا۔ اعرابیوں نے ان کا پیچھا کیا اور دن رات ان کو لوٹا۔ جو انہوں نے ان سے لوٹا اس میں چار سو سفید پاؤں والے سانڈ تھے جو بادشاہ کے کپڑوں اور اموال سے لدے ہوئے تھے۔ انمیں سے اکثر بھوک اور پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اور ان کو ہر طرف سے لوٹا گیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

اس سال جلال الدولۃ نے واسط پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے کو اس کا نائب مقرر کر دیا اور اپنے وزیر ابو علی بن ماکولد کو بطائح کے کی طرف بھیجا اور اس نے اس کو فتح کر لیا اور بصرہ تک پانی میں چل کر آیا۔ اس وقت بصرہ پر ابو کالیجار کا نائب حکمران تھا، بصریوں نے ان کو شکست دے دی پھر جلال الدولۃ خود مقابلے کے لئے آ گیا اور اس سال شعبان میں اس میں داخل ہو گیا۔

اس سال غزنہ میں شدید سیلاب آیا اور بہت سی کھیتیاں اور پھل تباہ ہو گئے اور اس سال رمضان المبارک میں مسعود بن محمود سبکتگین نے ایک کروڑ درھم صدقہ کئے۔ اور اپنے شہروں کے علماء اور فقہاء کو اپنے باپ کی عادت کے مطابق بہت سا مال دیا اور بہت سے شہروں کو فتح کیا۔ اس کی سلطنت بہت وسیع ہو گئی اور اس کا مقام ومرتبہ اور شان وشوکت بڑھ گئی۔ اس کی فوج اور مددگاروں میں اضافہ ہو گیا۔ اس سال بہت سے کرد بغداد میں ہو گئے اور انہوں نے رات کے وقت ترکوں کے گھوڑوں کو چوری کر لیا۔ پھر لوگوں نے ان کو پکڑ لیا اور ان سے گھوڑے واپس لے لئے حتیٰ کہ بادشاہ کا گھوڑا بھی واپس لے لیا۔

اس سال نہر عیسیٰ پر بغداد کا پل گر گیا اور اس سال بصرہ میں آنے والے ترکوں اور ھاشمیوں کے درمیان جنگ برپا ہو گئی۔ ھاشمیوں نے مصاحف اٹھا لئے اور ترکوں نے انمیں تیر مارے اور صورتحال سنگین ہو گئی۔ پھر فریقین کے درمیان صلح ہو گئی۔ اس سال اجرت بڑھ گئی اور گھروں کو کھلم کھلا چھوڑ دیا گیا۔ آوارہ لوگوں اور کرد ڈاکوؤں کی کثرت ہو گئی۔ اس سال بھی حج معطل ہو گیا اور اھل عراق کی صرف ایک جماعت اعراب کے ساتھ جنگل کے اونٹوں پر سوار ہوئی اور حج کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

**احمد بن عبداللہ بن احمد کے حالات**...... ان کی کنیت ابو الحسن ہے اور ''ابن اکرات'' کے نام سے مشہور تھے۔ صاحب کرامات اور معاملات تھے جزیرہ میں رہنے والے تھے پھر دمشق آ گئے یہ لوگوں کو رفادۃ قلیلہ میں وعظ کہا کرتے تھے جہاں قصہ گو بیٹھتے تھے۔ یہ ابن عساکر کا قول ہے۔

ابن عساکر کا بیان ہے کہ انہوں نے وعظ ونصیحت کے متعلق کچھ کتابیں بھی لکھی ہیں اور بہت سی حکایات بیان کی ہیں پھر بیان کیا کہ میں نے ابو الحسن احمد بن عبداللہ اکرات کو یہ شعر کہتے ہوئے سنا۔

''میں لذات کو کیا کروں، میں تو گناہوں میں مشغول ہوں، عید تو اس شخص کے لئے ہے جو محبوب کے وصل میں کامیاب ہو گیا

ہے، لوگوں نے راحت سکون خوشبو اور بہتری پر صبح کی، میں نے رونے، پیٹنے اور غم پر صبح کی لوگوں نے جب نائب ہونے کے بعد نیا چاند دیکھا تو خوش ہوئے۔ اور میرا چاند غیب کے پردوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ اسی لئے میں نے لذات کو کہا کہ غائب ہو جاؤ، غائب ہو جاؤ۔ میں نے دنیا کے رنج اور غم کو اپنا نصیب بنالیا۔ اے میری زندگی اور موت، میری بدبختی اور اے میرے طبیب اس نفس پر سخاوت کر جو بڑی وسعت سے تجھ پر اصرار کرنے والا ہے''۔

**حسین بن محمد خلیع کا ذکر** ...... یہ شاعر تھا۔ اس کا بہت اچھا دیوان بھی ہے۔ اس نے طویل عمر پائی اور اس سال فوت ہوا۔

**سلطان محمود غزنوی کے حالات وواقعات** ...... ان کا نام امود بن سبکتگین ہے اور کنیت ابوالقاسم اور لقب ''یمین الدولة'' اور امین الملة'' ہے۔ بلاد غزنہ اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے حکمران تھے، ان کی فوج کو'' سامانیہ'' کہا جاتا تھا، کیونکہ ان کا باپ ان پر حکمران بن گیا تھا اور اس کی وفات ۳۳۷ھ میں ہوئی اس کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا محمود ان پر حکمران بن گیا اور اپنی رعایا میں عدل وانصاف کو جاری کیا اور سلام کی مدد ونصرت کے لئے مکمل طور پر تیار ہو گیا اور ھندوستان اور اس کے علاوہ بہت سے شہروں کو فتح کیا اس کا مقام بڑھ گیا اور مملکت وسیع ہوگئی اور رعایا پھیل گئی۔ اور ان کے عدل وانصاف اور جہاد اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا اس کی وجہ سے ان کا زمانہ لمبا ہو گیا یہ اپنے ممالک میں خلیفہ قادر باللہ کا خطبہ دیتے تھے مصر سے فاطمیوں کے قاصد ان کی توجہ حاصل کرنے کے لئے ان کے پاس خطوط اور ھدایا لے کر آتے تھے۔ یہ ان کے ھدایا اور خطوط کو جلا دیتے۔ انہوں نے ھندوستان کے شہروں میں عظیم فتوحات حاصل کیں جو اس سے پہلے اور اس کے بعد کسی بادشاہ کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اور ان سے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا جس کو شمار نہیں کیا جاسکتا مال غنیمت میں ہیرے جواہرات ورقیدی عورتیں حاصل ہوئیں۔ انہوں نے بہت سے بتوں کو توڑا اور ان کے زیورات لے لئے۔ یہ باتیں اس سے پہلے ان کے زمانے کے حالات میں متصل اور متفرق طور پر بیان ہو چکی ہیں۔

جن بتوں کو انہوں نے توڑا ان میں سے بڑا بت ''سومنات'' تھا۔ اس سے جو زیور حاصل ہوئے ان کی قیمت بیس کروڑ دینار کے برابر تھی۔ انہوں نے ھندوستان کے بڑے بادشاہ ''صینال'' کو بھی شکست دی اور ترکوں کے بڑے بادشاہ ''ایلک خان'' کو مغلوب کیا۔ اور سامانیہ کی حکومت کو تباہ کیا حالانکہ انہوں نے بلاد سمرقند اور اردگرد علاقوں پر اپنی حکومت جما رکھی تھی۔ آخر کار وہ ہلاک ہو گئے۔

انہوں نے نہر جیحون پر ایک پل تعمیر کروایا جس کے تعمیر کرنے سے خلفاء اور بادشاہ عاجز آ گئے تھے۔ اس کی تعمیر پر دو کروڑ دینار خرچ کئے۔ یہ کسی اور کے لئے ممکن نہیں تھا۔ ان کے لشکر میں چار سو جنگجو ہاتھی تھے۔ اور یہ عظیم اور خوفناک بات تھی ان کے کاموں کی لمبی تفصیل ہے جس کو یہاں بیان نہیں کیا جاسکتا۔

یہ نہایت پاکدامن اور دیانتدار تھے۔ گناہگاروں سے نفرت کرتے تھے اور ان سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے اور متعلق بات سنان گوارا کرتے تھے۔ علماء اور محدثین سے محبت رکھتے تھے اور ان کا اکرام کرتے تھے اور ان کی مجلسوں میں بیٹھتے تھے۔ کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ ان کی مملکت میں اعلانیہ طور پر کوئی معصیت کرے اور یہ کہ شراب پیئے۔ وہ فضول کھیل کھود کو پسند نہیں کرتے تھے۔

نیک اور دیندار لوگوں کو پسند کرتے تھے اور ان سے حسن سلوک کرتے تھے پہلے حنفی تھے بعد میں ابوبکر قفال صغیر کے ہاتھ پر شافعی ہو گئے جیسا کہ امام الحرمین وغیرہ نے بیان کیا ہے اعتقاداً کرامیہ کے مذھب پر تھے اور جو لوگ ان سے مجالست کرتے تھے ان میں محمد بن ہیضم بھی شامل تھا۔ اس کے اور ابوبکر بن فورک کے درمیان عرش کے مسئلے میں سلطان محمود غزنوی کے سامنے مناظرے بھی ہوئے جس کو ابن ھیضم نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے سلطان محمود غزنوی ابن ہیضم کے قول کی طرف مائل تھے اور ابن فورک کو اس کے کلام پر ملامت کی اور جہمہ کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے اس کے اخراج اور ملک بدر کرنے کا حکم دیا۔ وہ بہت زیادہ انصاف پسند تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے شکایت کی کہ بادشاہ کا بھانجا اکثر اچانک اس کے گھر میں اس کے اور اس کے اھل خانہ کے پاس آتا ہے اور اس کو گھ

سے نکال دیتا ہے اور اس کی بیوی سے خلوت کرتا ہے اور وہ اس معاملے میں بہت پریشان ہے جب بھی میں کسی خلیفہ یا امیر کے پاس شکایت کرتا ہوں تو بادشاہ کے خوف سے کوئی بھی اس پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتا۔ جب سلطان محمود غزنوی نے اس کی یہ بات سنی تو بہت زیادہ غضبناک ہو گئے اور اس شخص سے کہا کہ جب وہ تیرے گھر آئے تو میرے پاس آنا اور مجھے آ کر بتانا اور جو تجھے میرے تک پہنچنے سے روکے اس کی بات نہ سننا۔ اگر وہ رات کو آئے تو میرے پاس رات کو ہی آ جانا اور مجھے آ کر بتانا۔ پھر بادشاہ دربانوں کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ جب یہ شخص رات کو یا دن کو میرے پاس آئے تو اس کو میرے پاس پہنچنے سے نہ روکنا۔ اس کے بعد وہ شخص خوش خوش واپس چلا گیا۔ ابھی ایک یا دو راتیں ہی گزری تھیں کہ وہ نوجوان پھر اس کے پاس آ گیا اور اس کو گھر سے نکال دیا اور اس کی بیوی سے خلوت کی۔ وہ روتا ہوا بادشاہ کے پاس گیا۔ دربانوں نے اسے کہا کہ بادشاہ سوئے ہوئے ہیں۔ اس نے دربانوں سے کہا کہ کیا بادشاہ نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ جب رات کو یا دن کو جس وقت بھی آؤں تو مجھے بادشاہ کے پاس جانے سے نہ روکا جائے سو انہوں نے بادشاہ کو بیدار کیا اور بنفسہ اس کے ساتھ گئے حتیٰ کہ اس کے گھر آ گئے انہوں نے دیکھا کہ وہ نوجوان اس کی بیوی کے ساتھ ایک ہی بستر میں ہے اور ان دونوں کے پاس شمع جل رہی ہے بادشاہ آگے بڑھا اور شمع بجھا دی۔ پھر اس نوجوان کے سر کو کاٹ دیا اور اس شخص سے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ۔ وہ ان کے پاس پانی لے کر آیا اور انہوں نے وہ پانی پی لیا پھر واپس آنے لگے تو اس شخص نے پوچھا کہ آپ نے شمع کیوں بجھائی تھی؟ انہوں نے کہا کہ یہ میرا بھانجا تھا اور مجھے ناپسند تھا کہ میں اس کو حالت ذبح میں دیکھوں۔ پھر اس نے پوچھا کہ آپ نے جلدی سے پانی کیوں مانگا تھا بادشاہ نے کہا کہ میں نے اپنے نفس پر لازم کر لیا تھا کہ جب تک میں تیری مدد نہ کر دوں اس وقت تک نہ میں کھاؤں گا اور نہ ہی کچھ پیوں گا۔ میں ان دنوں میں پیاسا رہا تھا یہاں تک وہ کچھ ہوا جو تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آدمی نے بادشاہ کو دعا دی اور بادشاہ اپنے گھر واپس آ گیا اور اس واقعہ کی کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔

**سلطان محمود غزنوی کی وفات**...... سلطان محمود غزنوی کو سوء مزاج کا مرض تھا اس کی وجہ سے ان کو دو سال تک دست لگے ہے۔ ان دو سالوں میں وہ بستر پر نہیں لیٹے تھے اور نہ ہی کسی چیز پر تکیہ لگاتے تھے۔ وہ ایک تکیے پر ٹیک لگاتے تھے جسے ان کے لئے رکھا جاتا تھا اور ایوان صدر میں حاضر ہوتے تھے اور حسب عادت لوگوں میں فیصلے کرتے تھے حتیٰ کہ اسی حالت میں اس سال ۲۳ ربیع الآخر کو فوت ہو گئے، اس وقت ان کی عمر ۶۳ سال تھی۔ انہوں نے ۳۳ سال حکومت کی اور اپنے پیچھے بہت سامال چھوڑا جس میں سات رطل جواہرات تھے اور ہر موتی اور جوہر کی قیمت بہت زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے۔

انکے بعد ان کا بیٹا محمد ولی عہد بنا پھر ان کے دوسرے بیٹے مسعود بن محمود کو حکومت مل گئی۔ وہ اپنے باپ کی مانند ہوا۔ ایک عالم نے اس کی سیرت، زمانے فتوحات اور ممالک کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے۔

## ۴۲۲ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ قادر باللہ فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے قائم باللہ کی خلافت کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

اس سال اھل سنت اور روافض کے درمیان جنگ ہوئی اور اھل سنت نے روافض پر قابو پا لیا اور بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا کرخ اور شریف مرتضی کے گھر کو لوٹ لیا اور عوام نے یہودیوں کے گھروں کو لوٹ لیا کیونکہ انہوں نے روافض کی مدد کی تھی اور لوٹ مار بہت سے گھروں تک تجاوز کر گئی اور فتنہ بہت زیادہ پھیل گیا۔ اس کے بعد حالات پرسکون ہو گئے۔

اس سال خیانت بڑھ گئی اور شہر کے اطراف میں آوارہ اور بدمعاش لوگوں کی حکومت کے ساتھ طبع آزمائی شروع ہو گئی انہوں نے بہت سے کاموں کی جرأت کی اور گھروں کو رات دن لوٹا۔

**قائم باللہ کی خلافت کے احوال** [1] ...... اس کی کنیت ابوجعفر اور نام عبداللہ ہے۔ اس کے باپ ابوالعباس احمد بن مقتدر بن معتضد بن امین ابواحمد موفق بن متوکل بن معتصم بن رشید بن مہدی بن منصور کی وفات کے بعد اس کے لئے خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس کے والد کا انتقال اس سال بارہ ذوالحجہ کی رات ۸۶ سال دس ماہ گیارہ دن کی عمر میں ہوا۔

اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد کسی خلیفہ نے اتنی عمر پائی ہے۔ ۸۶ سال میں سے ۴۱ سال تین ماہ یہ خلیفہ رہا اور اتنا عرصہ حکومت بھی کسی نے نہیں کی۔ اس کی ماں ام ولد تھی جب اس کا نام یمنی تھا وہ عبدالواحد بن مقتدر کی لونڈی تھی۔

یہ بردبار، سخی اور اہل علم اور اہل دین سے محبت رکھنے والا تھا۔ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا تھا اور اعتقاد میں سلف کے طریقے پر تھا اور اس بارے میں اس کی تصانیف بھی ہیں جو لوگوں کو سنائی جاتی ہیں۔ یہ سفید خوبصرت اور لمبی داڑھی والا تھا اور داڑھی کو چوڑائی میں خضاب لگاتا تھا قائم اللیل اور بہت زیادہ صدقہ کرنے والا اور سنت اور اہل سنت سے محبت رکھنے والا تھا اور بدعت اور اہل بدعت سے بغض وعداوت رکھنے والا تھا۔

اکثر روزہ رکھتا تھا اور اپنی جاگیروں سے محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا اور ان جاگیروں سے حرمین کے مجاوروں، جامع المنصور اور جامع الرصافہ کو بھیجتا تھا اور اپنے گھر سے عام لباس میں نکلتا تھا اور نیک لوگوں کی قبروں کی زیارت کرتا اور ہم اس کی سیرت اور کردار کا کچھ بیان اس کی حکومت کے بیان میں ۳۸۱ھ کے ذیل میں کر چکے ہیں۔

اور وہ اس کے مذکور بیٹے کی بیعت کی مضبوطی کے لئے اور اس کی مصیبت کے بڑا ہونے کی وجہ سے اس کی تعزیت میں سات دن تک بیٹھے۔ اور اس کی ماں کو "قطر الندی" کہا جاتا تھا اور وہ ارمنی تھی۔ اس نے اس سال اس کی خلافت کو ورا اس کی پیدائش ۱۸ ذوالحجہ لقعدہ ۳۹۱ھ جمعے کے دن ہوئی۔ پھر اس سال قضاۃ، امراء اور بڑے لوگوں کی موجودگی میں اس کے لئے بیعت لی گئی اب سے پہلے مرتضی نے اس کی بیعت کی اور اسے یہ چند اشعار سنائے۔

> "ایک پہاڑ گزر گیا اور ختم ہو گیا اور تیری صورت میں ایک پہاڑ زمین میں گڑھ گئیں پورے چاند کا دکھ دیا گیا ہے اس میں سے چاشت کا سورج باقی رہ گیا ہے خوشی کے مقام میں ہمارے لئے صدمہ اور کتنی ہنسیاں رونے کے مقام میں ہوتی ہیں اے وہ ہاتھ جس نے تلوار کو نیام میں کر دیا ہے، تیرے بعد ہمارے لئے ایک ہوئی تلواروں سے اور جب ہم بیعت کے لئے حاضر ہوتے تو ہم نے تیری راہنمائی سے ھدایت کے راستوں کو پہنچانا بڑھاپے کے وقار کے ساتھ ہمیں ملا حالانکہ تیری عمر نوجوان کی عمر ہے"۔

ترکوں نے اس سے بیعت کی اجرت طلب کی اور خلیفہ کے پاس ان کو دینے کے لئے کچھ نہیں تھا اس لئے کہ اس باپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی اور قریب تھا کہ اس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان جنگ ہو جائے یہاں تک کہ جلال الدولۃ نے ان کو تین سو دینار کے قریب مال دیا تب حذیفہ کی جان چھوٹی۔ خلیفہ نے ابوطالب محمد بن ایوب کو وزیر بنایا اور ابن ماکولا کو قاضی مقرر کیا اس سال اہل مشرق سے کوئی بھی حج کے لئے نہیں گیا سوائے ایک جماعت کے جو کوفہ سے عربوں کے ساتھ نکلی اور انہوں نے حج کیا۔

---

1 (تاریخ الخلفاء ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۲۲، تاریخ ابن خلدون ۳/ ۴۷تاریخ بغداد: ۹/ ۳۹۹، ۴۰۴، تتمۃ المختصر: ۱/ ۵۱۲، ۵۲۷، ۵۴۹، ۵۶۸، تاج العروس مادۃ (قام) ۹/ ۳۷، تاریخ الخمیس ۳۴، ۳۵۹، الخریدۃ: ۱/ ۲۲، العبر: ۳/ ۲۶۴، الفخري: ۲۹۲، ۲۹۵، فوات الوفیات ۲/ ۱۵۷، ۱۵۸، الکامل ۹/ ۴۱۷، ۴۱۸، الحوادث سنۃ ۴۵۰، معجم الأسرات الحاکمۃ ۴، مختصر تاریخ دولۃ ال سلجوق ۵۳، المنتظم ۸/ ۵۸، ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۵، والحادث سنۃ ۴۵۰، المختصر: ۲/ ۱۵۸، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۹۱، النجوم الزاهرۃ: ۵/ ۴، ۱۱، ۹۷، ۹۸)

**حسین بن جعفر کا ذکر**...... اس کی کنیت ابوعلی ہے یہ جلال الدولۃ کا وزیر تھا۔ اس کے غلام اور لونڈی نے ایک منصوبہ بندی کے تحت ۵۶ سال کی عمر میں اس کو قتل کردیا۔

**عبدالوہاب بن علی کے حالات**[1]...... ان پورا نسب نامہ عبدالوھاب بن علی بن نصر بن احمد بن حسن بن ھارون بن ملک بن طوق۔ یہ وسیع الطرف تھے۔ ان کی نسبت تغلبی اور بغدادی ہے اور یہ مالکیہ کے ائمہ میں سے تھے۔ ان کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے ایک کتاب التلقین ہے جس کو طلبہ حفظ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اصول وفروع میں ان کی کتابیں ہیں۔ یہ بغداد میں ایک عرصہ تک مقیم رہے اور داریا اور ماکسایا کے قاضی مقرر ہوئے۔ پھر تنگی معاش کی وجہ سے بغداد سے نکل گئے اور مصر آگئے۔ مصر میں مغاربہ نے ان کا اعزاز واکرام کیا اور ان کو بہت سا سونا دیا اور یہ بہت مالدار ہوگئے۔ بغداد کے شوق میں انہوں نے یہ چند اشعار کہے۔

> ''ہر جگہ میں بغداد کو سلام ہو اور میرا طرف سے اسے دوگنا سلام کا حق ہے اللہ کی قسم میں اس سے ملال کی وجہ سے جدا نہیں ہوا، میں اس کے دونوں کناروں کو جاننے والا ہوں۔ لیکن وہ مجھ پر تنگ ہوگیا اور مالدار لوگ اس میں مدد نہیں کرتے تھے۔ وہ ایک دوست کی طرح تھا جس کے قریب ہونے کو میں پسند کرتا تھا اور اس کے اخلاق سے دور لئے جاتے تھے اور مخالفت کرتے تھے''۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ قاضی عبدالوھاب نے ابن سماک سے سماع حدیث کیا اور میں ان کی طرف سے لکھتا تھا اور وہ ثقہ تھے اور مالکیہ نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا ابن خلیفہ کا بیان ہے کہ جب یہ مصر پہنچے تو ان کو بہت سا مال حاصل ہوگیا اور ان کی حالت بہتر ہوگئی۔ ان کو کینسر کا مرض ہوگیا تھا۔ ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ کروٹیں لیتے تھے اور کہتے تھے **''لاالہ الااللہ''** راوی کا بیان ہے کہ آپ کے بہت سے شاندار شعر ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

> ''اور سونے والی کو میں نے بوسہ دیا تو وہ بیدار ہوگئی اور کہا کہ آؤ اور چور کو حد کے لئے تلاش کرو۔ میں نے اس سے کہا کہ غاصب میں تجھ پر فدا ہوں اور انہوں نے غاب کے بارے میں واپسی کے سوا کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اسے لے اور گنہگار کی تلاش سے رک جا۔ اگر تو راضی نہیں ہے تو لاہار لے۔ اس نے کہا کہ قصاص کے متعلق عقل گواہی دیتی ہے کہ وہ مجرم کے جگر پر شہد سے زیادہ لذیذ ہے۔ پس میرے دائیں ہاتھ نے اس کی کمر کی تھیلی بنکر گزاری اور میرے بائیں ہاتھ نے ہار کا درمیانی حصہ بن کر رات گزاری۔ اس سا کہ کیا تجھے بتایا نہیں گیا کہ تو درویش ہے میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ جبتک میں درویشی سے بے رغبتی کرتا رہوں گا''۔

اور ابن خلکان نے قاضی عبدالوھاب کے یہ شعر بیان کئے

> ''بغداد مالداروں کے لئے اچھا گھر ہے اور غرباء کے لئے تنگی کا گھر میں حیران ہو کر اس کی گلی کوچوں میں چلتا رہا گویا کہ میں بے دین کے گھر میں مصحف ہوں''۔

---

(۱) (تاریخ بغداد ۱۱/۳۱، تاریخ ابن عساکر ۱۰/۱۳۰۵، ۳۰۶، تبیین کذب المفتري: ۲۴۹، ۲۵۰، ترتیب المدارک ۴/۶۹۱، ۶۹۵، حسن المحاضرة ۱/۳۱۴، الديباج المذهب ۲/۲۶، ۲۹، الأخيرة في محاسن أهل الجزيرة: القسم الرابع المجلد الثاني ۵۱۵، ۵۲۹، الرقة العليا فيمن حق القضاء والفتيا للنباهي: ۴۰، شذرات الذهب ۳/۲۲۳، شجرة النور الزكية ۱/۱۰۳، ۱۰۴، شذرات الذهب ۳/۲۲۳، شعور اركية: ۱۰۳، ۱۰۴، طبقات الشيرازي ۱۶۳، العبر ۳/۱۶۳، عقود الجمان للزركشي ورقة ۲۰۲، فوات الوفيات ۲/۴۲۱، الكامل في التاريخ ۹/۴۲۲، كشف الظنون ۴۸۱، مرآة الجنان ۳/۴۱، ۴۲، المنتظم ۸/۶۱، النجوم الزاهرة ۴/۲۷۶، هدية العارفين ۱/۶۲۷، وفيات ابن قنفذ: ۲۳۳، ۲۳۴، وفيات الأعيان ۳/۲۱۹، ۲۲۲)

# ۴۲۳ھ کے واقعات

اس سال محرم الحرام کو بارشیں اپنے وقت پر نہ ہونے کی وجہ سے اھل بغداد نے نماز استسقاء پڑھی لیکن بارشیں نہ ہوئیں اور اموات کثرت سے ہونے لگیں۔ عاشورا کے دن روافض نے اپنی بدعتوں کو پورا کیا اور نوحہ، رونا، پیٹنا کثرت سے ہوا اور ان کے جلوسوں سے راستے اور بازار بھر گئے۔

اس سال صفر میں لوگوں کو نماز استسقاء کے لئے دوبارہ نکلنے کا حکم دیا گیا لیکن بغداد کے باشندوں کی کثرت کے باوجود صرف سو آدمی نماز استسقاء کے لئے نکلے۔

اس سال فوج اور جلال الدولة کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور اس سے بغداد سے جلاوطن ہونے پر اتفاق کیا اور اپنی بہت سی لونڈیوں کو واپس کر دیا اور کچھ کو اپنے ہاتھ رکھا۔ وہ ۶ ربیع الاول سوموار کی رات بغداد سے نکلا۔ اسفہلاری غلاموں نے ابو کالیجار کو خط لکھا کہ وہ ان کے پاس آ جائے اور جب وہ آیا تو حالات بہتر ہو گئے ضدی اور بے دین لوگوں میں سے کوئی باقی نہ رہا اور انہوں نے جلال الدولة کے گھروں وغیرہ کو لوٹ لیا اور ابو کالیجار کی آمد مؤخر ہوگئی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے وزیر نے اس کو بغداد نہ آنے کا مشورہ دیا اور اس نے وزیر کی بات مان لی۔ پھر آوارہ اور بدمعاش لوگوں کی کثرت ہوگئی اور حالات سنگین ہو گئے اور شہر میں فسادات شروع ہو گئے۔ اور جلال الدولة معاشی طور پر بدحال ہو گیا یہاں تک کہ اس کو اپنے کپڑے بازار میں فروخت کرنے پڑے۔ اور ابو کالیجار ترکوں سے بدگمان ہو گیا اور ان سے رھن رکھی ہوئی چیزیں طلب کرنے لگا لیکن اس کے لئے یہ ممکن نہ ہوا۔ جب جدائی لمبی ہوگئی تو انہوں نے جلال الدولة سے خط و کتابت کی اور اس سے معذرت کرنے لگے اور انہوں نے شہر میں اس کی عادت کے مطابق اس کا خطبہ دیا اور خلیفہ نے ملک کالیجار کی طرف قاصد بھیجے۔ خلیفہ جن لوگوں کو کالیجار کی طرف بھیجا انمیں قاضی ابوالحسن ماوردی بھی شامل تھے۔ انہوں نے اس سے وحشت محسوس کرتے ہوئے سلام کیا اور اس نے یہ عظیم بوجھ اٹھالیا اور قضاۃ سے کہا کہ اس کو سلطان اعظم اور مالک الاحم کا لقب دیا جائے۔ ماوردی نے کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ سلطان اعظم تو خلیفہ ہیں اسی طرح مالک الاحم بھی خلیفہ ہیں۔ پھر انہوں نے اس کو ملک الدولة کا لقب دینے پر اتفاق کیا اور اس نے ماوردی کے ساتھ بیشمار ھدایا بھیجے جس میں ایک کروڑ سابوری دینار، ہزاروں دراھم شامل تھے۔ لشکر نے جب خلیفہ سے کچھ مطالبات کئے تو خلیفہ کے لئے ان مطالبات کو پورا کرنا مشکل ہو گیا پس انہوں نے اس کا خطبہ بند کرنے کا قصد کر لیا اور جمعہ نہیں پڑھا گیا پھر اگلے جمعے اس کا خطبہ پڑھا گیا اور شہر میں فتنہ وفساد ہو گیا اور آوارہ لوگوں کی کثرت ہوگئی۔

اس کے بعد اس ربیع الآخر میں خلوص نیت اور صفائی قلب کے ساتھ جلال الدولة نے قسم اٹھائی اور کہا کہ وہ سچائی اور نیک شہرت کو پسند کرتا ہے پھر دونوں میں جلال الدولة اور اس کے نبیذ اور شراب پینے کی وجہ سے جھگڑا ہو گیا پھر اس نے خلیفہ سے معذرت کر لی اور دونوں نے فساد پر مصالحت کر لی۔ اور رجب میں بغداد وغیرہ میں نرخ بہت گراں ہو گئے اور اس سال اھل عراق سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال بلاد ہند، غزنہ، خراسان جرجان تری، اور اصبہان میں بڑی وباء پھیلی جس سے تھوڑی سی مدت میں چالیس ہزار افراد ہلاک ہو گئے۔ موصل، جبل، اور بغداد کے نواح میں چیچک کی زبردست وباء پھیلی جس سے کوئی گھر خالی نہیں رہا، اور یہ بیماری جون، جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر اور نومبر میں جاری رہی اور گرمی میں زیادتی ہوتی تھی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے منتظم میں لکھا ہے کہ اس سال اہل اصبہان میں سے ایک شخص نے خواب میں کسی پکارنے والے کو دیکھا جو بلند آواز سے پکار رہا تھا کہ "اے اہل اصبہان خاموشی، گویائی، خاموشی، گویائی۔ وہ شخص خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور کسی شخص کو اس خواب کی تعبیر کا پتہ نہ چلا حتیٰ کہ ایک شخص نے ابوتہامہ کا ایک شعر پڑھا۔ اور اہل اصبہان سے کہا کہ محتاط ہو جاؤ میں نے ابوتہامہ کے شعر میں پڑھا ہے۔

"زمانہ ایک عرصے تک ان سے خاموش رہا پھر جب گویا ہوا تو انہیں خون کے آنسو رلایا"۔

ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا ملک مسعود بن محمود آ گیا اور اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا یہاں تک کہ جوامع میں لوگوں کو قتل کیا گیا۔ اور اس سال ملک ابوکالیجار، خادم جندل پر کامیاب ہو گیا اور اس کو قتل کر دیا۔ اس نے اس کی مملکت پر قبضہ کر لیا تھا اور صرف اس کا نام باقی رہ گیا تھا چنانچہ اس نے اس

سے نجات حاصل کرلی۔

اس سال بلاد ماوراء النہر میں ترکوں کا بڑا بادشاہ قدرخان فوت ہوگیا۔

**روح بن محمد بن احمد کا ذکر**[1] ...... ان کی کنیت ابوزرعہ ہے اور نسبت رازی ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جماعت سے سماع حدیث کیا اور یہ ہمارے پاس جمع کر کے آئے تھے میں نے ان کے لئے احادیث لکھیں اور یہ سچے، ذی فہم اور ادیب تھے۔ یہ شافعی مذہب کے مطابق فقہ سکھاتے تھے اور اصبہان کے قاضی مقرر ہوئے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ کرخ میں ۴۲۳ھ میں فوت ہوئے۔

**علی بن محمد بن حسن کا ذکر** ...... ان کی نسبت بصری ہے اور یہ "نعیمی" کے نام سے مشہور تھے، یہ حافظ شاعر، متکلم اور فقہ شافعی کے فقیہ تھے۔ برقانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ وہ ہر چیز میں کامل تھے البتہ جلد باز تھے۔ اور انہوں نے ایک جماعت سے سماع حدیث کیا اور ان کے اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

"جب کمینوں اور گھٹیا لوگوں کے ہاتھ تجھے پیاسا رکھیں تو سیری اور سیرابی سے تجھے قناعت کافی ہوگی۔ تو ایسا شخص بن جا جن کا پاؤں زمین پر ہو اور خیالات ثریا میں ہوں۔ صاحب نعمت کی عطاء کا انکاری ہو تو دیکھے گا کہ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ اس کا انکاری ہے بے شک زندگی کے پانی کا بہانا عزت و آبرو کے پانی بہانے سے کم تر ہے"۔

**محمد بن طیب کا ذکر** ...... ان کی کنیت ابوبکر صباغ ہے۔ انہوں نے نجار اور ابوبکر شافعی سے حدیث پڑھی یہ سچے اور دیانتدار تھے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نوسو عورتوں سے نکاح کیا اور ۹۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ (النائل: العطاء)

**علی بن ھلال کا ذکر** ...... یہ مشہور کاتب تھے۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ یہ اس سال فوت ہوئے اور بعض نے کہا کہ ۴۱۳ھ میں فوت ہوئے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

## ۴۲۴ھ کے واقعات

اس سال آوارہ اور بدمعاش لوگوں کی وجہ سے حالات بہت خراب ہوگئے اور ان کا معاملہ بڑھتا چلا گیا اور انہوں نے بہت سی اجرتیں لیں اور ان کے لیڈر برجمی کی حکومت مضبوط ہوگئی اور اس نے دھوکے سے پولیس کے سردار کو قتل کر دیا۔ اور رات دن خیانتیں بڑھتی گئیں اور لوگوں نے اپنے گھروں کی حفاظت کی گئی اور ان کی وجہ سے مصیبت بہت بڑھ گئی۔ برجمی کا یہ حال تھا کہ وہ کسی عورت کو تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس میں سے کچھ لیتا تھا جو اس نے پہن رکھا ہو۔ یہ ظلم میں مروت کی بات تھی اور یہ اس قول کا مصداق ہے۔

"تیرے احمق کی وجہ سے ایک شر دوسرے سے ہلکا ہو جاتا ہے"۔

اس سال جلال الدولۃ نے بصرہ پر قبضہ کرلیا اور اپنے بیٹے عزیز کو بصرہ کی طرف بھیجا اور اس نے بصرہ میں اپنے باپ کا خطبہ قائم کیا۔ اس سال اور اس کے بعد والے سال میں ابوکالیجار کا خطبہ ختم ہوگیا۔ اور وہاں سے اس کے بچے کو نکال دیا اور ترکوں نے ملک جلال الدولۃ کے ساتھ بغاوت کی تاکہ وہ اپنی اجرتیں وصول کرلیں اور انہوں نے اس کو اس کے گھر سے نکال دیا اور مسجد میں اس پر ملامت کی اور اس کی بیوی کو بھی نکال دیا۔ وہ رات کو

---

(۱) (تاریخ بغداد: ۲۱۰/۸، تذکرۃ الحفاظ: ۱۰۰۰/۳، طبقات ابن الصلاح ورقہ: ۴۸، طبقات السبکی ۴/۹۰-۳، طبقات الاسنوی ۱/۵۸، المنتظم ۸/۲۰

شریف مرتضی کے گھر چلا گیا اور رات وہیں گزاری پھر ترکوں نے اس سے مصالحت کر لی اور اس کے لئے اطاعت اور فرمانبرداری کی قسم اٹھائی اور اسے اس کے گھر واپس لوٹا دیا۔ آوارہ اور بدمعاش لوگوں کی کثرت ہوگئی اور انہوں نے لوگوں پر بہت زیادتی کی۔ اس سال بھی شہروں میں فسادات کی وجہ سے اہل عراق اور خراسان سے کوئی شخص حج کے لئے نہیں گیا۔

احمد بن حسین بن احمد کے حالات...... ان کی کنیت ابوالحسین واعظ ہے کہتے تھے اور صوفیاء کے طریقے پر گفتگو کرتے تھے بعض ائمہ نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے اور ان کی طرف کذب کی نسبت کی ہے۔ یہ اس سال ۹۴ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور باب حرم کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

## ۴۲۵ھ کے واقعات

اس سال سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بلاد ہند میں علم جہاد بلند کیا اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔ اس نے ایک مضبوط قلعہ کا محاصرہ کیا تو ایک بوڑھی جادوگرنی قلعہ سے باہر نکلی اس نے ایک جھاڑو پکڑی ہوئی تھی، اس نے اس کو پانی میں بھگویا اور مسلمانوں کے لشکر کی طرف چھڑک دیا۔ سلطان محمود غزنوی اس رات شدید بیمار ہو گئے اور انہوں نے اس قلعے سے کوچ کیا۔ جب وہ اس قلعے سے کافی دور ہو گئے تو مکمل طور پر صحت یاب ہو گئے اور صحیح سلامت غزنہ واپس لوٹ آئے۔

اس سال بساسیرہ کو بغداد کی مشرقی جانب کی حفاظت پر مامور کیا گیا کیونکہ آوارہ لوگوں نے حالات خراب کر دیے تھے۔ اور اس سال سنان بن سیف الدولہ کو اس کے باپ کے فوت ہونے کے بعد حکمران بنا دیا گیا اور وہ اپنے چچا قرواش کے پاس گیا اس نے اسے قائم رکھا اور معاملات میں اس کی مدد کی۔

اس سال شاہ روم ارمانوس ہلاک ہو گیا اور اس کی جگہ ایسا شخص حکمران بنا جو شاہی خاندان سے نہیں تھا، کسی وقت وہ سنار تھا۔ البتہ وہ شاہ قسطنطنیہ کی نسل سے تھا۔ اس سال مصر اور شام میں بہت زیادہ زلزلے آئے اور انہوں نے بہت سی چیزوں کو منہدم کر دیا اور بہت سے لوگ ملبے کے نیچے آ کر مر گئے اور رملہ کا ایک تہائی حصہ گر گیا اور اس کی جامع مسجد ریزہ ریزہ ہوگئی اور اس کے باشندے بھاگتے ہوئے باہر نکل گئے اور آٹھ دن اس کے باہر قیام کیا۔ پھر جب حالات بہتر ہو گئے تو وہ واپس آ گئے اور بیت المقدس کی دیوار کا کچھ حصہ گر پڑا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب کا بہت بڑا حصہ بھی گر گیا اور حضرت ابراہیم کی مسجد کا ایک ٹکڑا بھی گر گیا البتہ حجرہ محفوظ رہا۔ عسقلان کا ساعہ اور غزہ کے منارے کی چوٹی گر پڑی۔ اور نابلس کی آدھی عمارت گر پڑی اور بارزاد کی بستی اس کے باشندوں اور جانوروں سمیت زمین میں دھنس گئی اور اسی طرح بہت سی بستیوں کا حال ہوا۔

بلاد افریقہ میں بہت گرانی ہوگئی اور نصیبین میں کالی آندھی چلی جس نے قوت والے اخروٹ اور انگوروں کے درختوں کو اکھیڑ دیا پتھروں، اینٹوں اور چونے سے مضبوط کیا ہوا محل اکھڑ گیا اور اس نے سے اور اس کے باشندوں کو پھینک دیا اور وہ ہلاک ہو گئے پھر اس کے ساتھ ہتھیلیوں، پہنچوں اور انگلیوں کی مانند بارش ہوئی۔ اور سمندر سے تین میل تک پانی باہر آ گیا لوگ مچھلیوں کے پیچھے بھاگے تو سمندر ان پر لوٹ آیا اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

خواتین میں بہت کثرت سے اموات ہوئیں یہاں تک کہ جس گھر میں تمام افراد مر چکے تھے اس گھر کا دروازہ بند کر دیا گیا اور اس سے زیادہ اموات بغداد میں ہوئیں۔ ذوالحجہ کے مہینے میں بغداد کے ستر ہزار باشندے مر گئے اور اس سال روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی یہاں تک کہ فریقین کے آوارہ لوگوں کے درمیان اصفہانی کے دو بیٹوں کے ساتھ جنگ ہوئی اور وہ دونوں اہل سنت کے آوارہ لوگوں کے لیڈر تھے۔ ان دونوں نے کرخ کے باشندوں کو دجلہ کے پانی پر آنے سے روکا اور وہ تنگ حال ہو گئے۔ ابن برجمی اور اس کے بھائی کو اس سال قتل کر دیا گیا۔ اور اہل عراق سے کوئی شخص بھی حج کے لئے نہیں گیا۔

**اُحمد بن محمد بن اُحمد بن غالب کے احوال** (۱)......ان کی کنیت یہ ''برقانی'' کے نام سے مشہور تھے اور ۳۳۳ھ میں پیدا ہوئے اور احادیث کا سماع کثرت سے کیا اور تحصیل علم اور حدیث کے لئے شہروں کا سفر کیا اور بہت زیادہ کتابیں جمع کیں۔ آپ قرآن، حدیث، فقہ اور نحو کے عالم تھے حدیث میں آپ کی بہترین اور نافع تصنیفات ہیں۔

ازہری کا بیان ہے کہ جب برقانی فوت ہوئے تو یہ سب کچھ بھی چلا گیا اور میں نے ان سے بڑا ماہر نہیں دیکھا۔ اور کسی کا قول ہے کہ حدیث کا علم رکھنے والوں میں نے آپ سے بڑا عابد نہیں دیکھا۔ یکم رجب جمعرات کے دن آپ کی وفات ہوئی اور ابوعلی بن ابی موسیٰ معاشیمی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بغداد میں جامع کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔ ابن عساکر نے آپ کے کچھ اشعار بیان کئے ہیں۔

''میں حدیث کی کتابوں سے اپنے دل کو بہلاتا ہوں۔ اور میں اس کے مقررہ وقت کو نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہوں اور میں ہمیشہ اس کی تصنیف و تخریج میں اپنے آپ کو مشغول رکھتا ہوں۔ اور میں حدیث کو کبھی شیوخ کے متعلق اور کبھی مسند کے متعلق تصنیف کرتا ہوں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ جمع فرمایا ہے اسے پوری کوشش اور ہمت سے تصنیف کیا ہے۔ اور اس میں امام بخاری کی پیروی کی ہے۔ اور امام مسلم اپنی تصنیف مسلم کی وجہ سے مخلوق کی زینت اور مخلوق کے راہنما ہیں۔ اور میرا امام مسلم سے یہی تعلق ہے کہ میں نے آپ کو مقصدی حاصل کرنے والا یہ ہے کیونکہ امام مسلم نے صرف احادیث کو جمع فرمایا ہے تراجم وغیرہ قائم نہیں کئے اور میں سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود کی کتب لکھنے کی وجہ سے ثواب کا امیدوار ہوں''۔

**اُحمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید کے حالات**......ان کی کنیت ابوالعباس اور نسبت ابیوردی ہے۔ یہ شافعیہ کے ائمہ میں سے اور ابو حامد اسفرائنی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ جامع المنصور میں فتاویٰ کے لئے آپ کا حلقہ ہوتا تھا۔ اور موسم ربیع میں درس دیتے تھے انہوں نے ابن اکفانی کی نیابت میں بغداد کی حکومت سنبھالی۔ اور احادیث کا سماع بھی کیا۔ آپ اچھے عقیدے والے، خوبصورت روش، فصیح اللسان اور فقر پر صبر کرنے والے اور اس کو چھپانے والے تھے۔ اور بہت اچھے اشعار کہتے تھے آپ اس آیت "یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف. تعرفھم بسیما ھم لایسئلون الناس الحافا" کے مصداق تھے۔

جمادی الاخری میں آپ کی وفات ہوئی اور باب حرم کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔

**ابوعلی بندنیجی کا ذکر**......ان کا نام حسن بن عبداللہ بن یحییٰ ہے، اور کنیت ابوعلی اور نسبت بندنیجی ہے یہ شافعیہ کے ائمہ میں سے تھے اور ابو حامد اسفرائینی کے شاگرد تھے۔ ابوحامد کے شاگردوں میں ان کی مثل کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے فقہ حاصل کی، درس دیا، فتویٰ کا کام کیا اور بغداد میں فیصلے کئے۔ آپ دیندار اور متقی تھے۔ اس سال جمادی الاخری میں آپ کی وفات ہوئی۔

**عبدالوھاب بن عبدالعزیز کا ذکر**......ان کی کنیت ابوالصباح اور نسبت تمیمی ہے۔ یہ حنبلی فقیہ اور واعظ تھے انہوں نے اپنے والد سے اثر مسلسل بحوالہ علی سنا'' حنان: وہ ہے جو اس سے اعراض کرے وہ اس کی طرف متوجہ ہو اور ھنان: وہ ہے جو سوال سے پہلے ہی عطاء کردے'' ان کی وفات ربیع الاول میں ہوئی اور امام احمد بن حنبل کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

**غریب بن محمد کے احوال**......یہ مفتی سیف الدولۃ کے فرزند ہیں۔ ان کی کنیت ابوسنان ہے۔ انہوں نے اپنے نام کا سکہ بنایا۔ ان کی

(۱) (الأنساب: ۲/ ۱۵۶، ۱۵۷، تاریخ بغداد: ۴/ ۳۷۳، ۳۷۶، تاریخ دمشق: ۲/ ۴۷/ ۲، تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۱۰۷۴، دول الاسلام: ۱/ ۲۵۳، شذرات الذھب: ۳/ ۲۲۸، طبقات الاسنوي: ۱/ ۲۳۱، ۲۳۲، طبقات ابن الصلاح ورقة ۳۵، طبقات الحفاظ: ۸/ ۴۱۸، طبقات السبکي: ۴/ ۴۷، ۴۸، طبقات الشیرازي: ۱۰۶، العبر: ۳/ ۱۵۶، عیون التواریخ: ۱۲/ ۱۳۸، اللباب: ۱/ ۱۴۰، المشتبه: ۱/ ۶۶، معجم البلدان: ۱/ ۳۸۷، الوافي بالوفیات: ۷/ ۳۳۱، النجوم الزاھرۃ: ۴/ ۲۸۰ ھدیة العارفین: ۱/ ۷۴.)

حکومت مضبوط تھی۔انہوں نے اپنے پیچھے پانچ لاکھ دینار چھوڑے۔ان کے بعد ان کا بیٹا سنان ان کا قائم مقام بنا اور اس نے اپنے چچا قرواش کے ذریعے قوت حاصل کی اور اس کے معاملات ٹھیک ہو گئے انہوں نے کرخ سابور میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

## ۴۲۶ھ کے واقعات

اس سال محرم میں بغداد کے اردگرد اعرابیوں نے راہزنی کی کثرت سے وارداتیں کیں یہاں تک کہ عورتوں نے جو زیور پہنا ہوا ہوتا تھا اس کو بھی چھین لیتے تھے۔اردا گر کسی کو قید کرتے تو اس کے پاس جو کچھ ہوتا وہ لے لیتے اور اس کی جانب کا تاوان وصول کرتے۔آوارہ لوگوں کی سرگرمیاں بڑھ گئیں اور ان کا شر بڑھ گیا۔اور یکم صفر کو دجلہ میں سیلاب آ گیا اور زمینوں میں دو ہاتھ تک پانی بلند ہو گیا اور بصرہ میں تین دن کے اندر اندر دو سو مکانات گر گئے۔

اور اس سال شعبان میں مسعود بن محمود کا خط آیا کہ اس نے ھندوستان میں بہت فتوحات حاصل کر لی ہیں۔اور ان میں سے پچاس کو قتل اور ستر ہزار کو قید کر لیا۔اور مال غنیمت میں بہت کچھ حاصل ہوا ہے۔

اس سال اہل عراق اور آوارہ لوگوں کے درمیان جنگ ہوئی اور بغداد کی کئی جگہوں میں آگ لگ گئی اور حالات سنگین ہو گئے۔

اس سال عراق اور خراسان سے کوئی بھی شخص حج کے لئے نہیں گیا۔

**احمد بن کلیب شاعر کے حالات واقعات**...... یہ عشق میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ احمد بن کلیب بیچارہ ایک لڑکے کے عشق میں گرفتار ہو گیا تھا جس کا نام اسلم بن ابی جعد تھا اور بنی خلد سے تعلق رکھتا تھا اور ان میں وزارت بھی یعنی یہ بادشاہوں کے وزراء اور دربان تھے۔اس نے اس لڑکے کے بارے میں اشعار کہے جسے لوگوں نے بیان کیا۔

یہ نوجوان اسلم شائخ کی مجالس میں تحصیل علم کے لئے جاتا تھا۔اور جب اسے ان اشعار کا علم ہوا جو ابن کلیب نے اس کے بارے میں کہے تھے تو وہ لوگوں سے شرم محسوس کرنے لگا۔اور اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گیا اور کسی سے ملاقات نہیں کرتا تھا ابن کلیب کا اس کے ساتھ عشق اور بڑھ گیا یہاں تک کہ وہ اس عشق کی وجہ سے سخت بیمار ہو گیا اور لوگ اس کی عیادت کے لئے آنے لگے اور ان کو علم نہ تھا کہ اس کو کیا بیماری ہے اس کی عیادت کرنے والوں میں علماء اور شائخ بھی تھے،انہوں نے اس کے مرض کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے بیمار ہوں اور میری دوائی کیا ہے اگر اسلم میرے پاس آ کر مجھے ایک نظر دیکھ لے اور میں اس کی طرف ایک نظر دیکھ لوں تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔اس عالم نے اسی میں مصلحت سمجھی کہ وہ اسلم کے پاس جائے اور ملاقات پر اس کو آمادہ کرے اگر چہ وہ ملاقات پوشیدہ طور پر ایک بار ہی ہو۔یہ عالم اسلم پر ملاقات کے لئے زور دیتا رہا یہاں تک کہ وہ ملاقات کے لئے آمادہ ہو گیا۔وہ دونوں اس کی طرف چل پڑے جب وہ اس کے محلے میں داخل ہوئے تو اس لڑکے نے بزدلی دکھائی اور اس کے پاس جانے سے شرم محسوس کرنے لگا اور اس نے عالم سے کہا کہ میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا حالانکہ اس نے مجھے یاد کیا ہے اور میرے نام کو شہرت دی ہے اور یہ شک اور تہمت کی جگہ ہے اور میں تہمت کی جگہ پر جانا پسند نہیں کرتا۔اس عالم نے بہت چاہا کہ وہ اس کے پاس چلا جائے،لیکن اس نے عالم کی بات نہیں مانی۔یہاں تک کہ عالم نے اس سے کہا کہ وہ مردہ ہے اور جب تو اس کے پاس جائیگا تو زندہ کر دیگا۔اس نے کہا کہ وہ مر جائے اور میں نے نہیں چاہتا کہ میں ایسی جگہ جاؤں جہاں جانے کی وجہ سے مجھے پر اللہ کا غضب اور ناراضگی ہو۔اور اس نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور اپنے گھر واپس لوٹ آیا اور وہ شخص ابن کلیب کے پاس گیا اور جو کچھ اسلم نے اس کے ساتھ کیا تھا اس کا تذکرہ کیا اور اس سے پہلے ابن کلیب کا غلام اس کے پاس آیا تھا اور اس کے معشوق کے آنے کی خوشخبری اسکو سنائی تھی جس سے وہ بہت خوش ہوا تھا لیکن جب اس کو اس کے واپس لوٹ جانے کا علم ہوا تو اس کی گفتگو تبدیل ہو گئی اور دل مضطرب ہو گیا۔اور جو شخص ان کے درمیان ملاقات کی کوشش کر رہا تھا اس کو ابن کلیب نے کہا کہ اے ابو عبداللہ میں جو کچھ کہوں اس کو غور

سے سن اور یاد رکھ۔ پھر اس نے یہ اشعار کہے:

"اے اسلم جو بیمار کے لئے راحت کا سبب ہے، محبت میں گرفتار اور کمزور شخص پر نرمی کر کہ تیرا وصل مجھے خالق جلیل کی رحمت سے بھی زیادہ مرغوب ہے"۔

اس شخص نے اس سے کہا کہ تو ہلاک ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈر تو نے یہ کیا کہا؟ اس نے کہا کہ جو کچھ تو نے سنا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ شخص اس کے پاس سے چلا گیا اور ابھی گھر کے وسط میں ہی تھا کہ اس نے چیخ و پکار کی آواز سنی اور وہ اسی بات پر دنیا سے رخصت ہو گیا اور یہ بہت بری لغزش اور بڑی سخت مصیبت ہے۔ اگر ائمہ نے اسے بیان نہ کیا ہوتا تو میں اس کو ذکر نہ کرتا، لیکن اس میں سمجھداروں کے لئے عبرت ہے اور عقلمند، صاحب بصیرت لوگوں کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت اور عافیت کا سوال کریں اور شرور و فتن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ علی الایمان نصیب فرمائیں بے شک وہ کریم اور سخی ہے۔

حمیدی کا بیان ہے کہ ابو علی بن احمد نے مجھے کچھ اشعار سنائے اور انہوں نے کہا کہ مجھے محمد بن عبدالرحمٰن نے ابن کلیب کے یہ اشعار سنائے تھے۔ اور اس نے اسلم کی طرف ثعلب کی کتاب الفصیح ھدیہ بھیجی تھی۔

"یہ کتاب الفصیح ہے جس کا ہر لفظ خوبصورت اور عمدہ ہے۔ میں نے اسے خوشی تجھے ھدیہ دیا ہے جیسے میں نے اپنی روح مجھے ھدیہ کر دی ہے"۔

**حسن بن احمد کے حالات** [1] ...... ان کا پورا نام حسن بن احمد بن ابراہیم بن حسن بن محمد بن شاذان بن حرب بن مہران ہے۔ یہ مشائخ حدیث میں سے ہیں اور انہوں نے کثرت سے احادیث سنی ہیں یہ ثقہ اور قابل اعتماد تھے۔ ایک دن ایک اجنبی نوجوان ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابو علی بن شاذان کے پاس جاؤ اور ان کو میرا اسلام کہو اور میری طرف سے بھی ان کو سلام کہو۔ پھر وہ نوجوان واپس چلا گیا اور شیخ نے رونا شروع کر دیا اور کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرا کون سا عمل ہے جس کی وجہ سے میں اس کا مستحق ہوا ہوں۔ البتہ سماع حدیث کرتا ہوں اور جب رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک لیا جائے تو ان پر درود بھیجتا ہوں۔ اس خواب کے دو یا تین ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا جس وقت ان کا انتقال ہوا اس وقت ان کی عمر ۸۷ سال تھی اور باب الدیر کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

**حسن بن عثمان کا ذکر** [2] ...... ان کی کنیت ابو عمر ہے۔ یہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور "ابن غلو" کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے ایک جماعت سے احادیث کا سماع کیا۔

---

(۱) (تاریخ بغداد: ۷/ ۲۷۹، ۲۸۰، تبیین کذب المفتري: ۲۴۵، تذکرہ الحفاظ: ۳/ ۱۰۷۵، الجواھر المضیئة: ۲/ ۳۸، ۳۹، دول الاسلام: ۱/ ۲۵۳، شذرات الذھب: ۳/ ۲۲۸، ۲۲۹، الطبقات السنیة برقم (۶۴۷، العبر: ۳/ ۱۵۷، الکامل في التاریخ: ۹/ ۴۴۵، المنتظم: ۸/ ۸۶، ۸۷، النجوم الزاھرة: ۴/ ۲۸۰.)

(۲) (انباہ الرواۃ: ۱/ ۱۱۹، ۱۲۰، بغیة الوعاۃ: ۱/ ۳۵۲، تتمة المختصر: ۱/ ۳۵۲، تتمة المختصر: ۱/ ۵۱۸، تلخیص ابن مکتوم: ۱۹، تذکرہ الحفاظ: ۳/ ۱۰۹۰، دول الاسلام: ۱/ ۲۵۴، روضات الجنان: ۲۸، سلم الوصول: ۱۱۵، شذرات الذھب: ۳/ ۲۳۰، طبقات الاسنوي: ۱/ ۳۲۹، طبقات المفسرین ابن قاضي شھبة: ۱/ ۲۳۳، ۲۳۴، طبقات السبکي: ۴/ ۵۸، ۵۹، طبقات المفسرین للداوودي: ۱/ ۲۵، ۲۶، طبقات المفسرین للسیوطي: ۵، العبر: ۳/ ۱۲۱، غایة النھایة لابن الجزري: ۱/ ۱۰۰، کشف الظنون، اللباب: ۱/ ۲۳۸، مراۃ الجنان: ۳/ ۴۲، المختصر في أخبار البشر: ۲/ ۱۶۰، معجم الأدباء: ۵/ ۲۶، ۳۹، النجوم الزاھرة: ۴/ ۲۸۳، ھدیة العارفین: ۱/ ۷۵، الوافي بالوفیات: ۷/ ۳۰۷، وفیات الأعیان: ۱/ ۸۹، ۸۰.)

علامہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ لوگوں کو وعظ کہتے تھے اور فصیح اللسان تھے اور آپ میں سخاوت اور فیاضی کی شان تھی۔ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے آپ اشعار بھی کہتے تھے۔ ان کے چند اشعار یہ ہیں۔

''میں بادشاہ کے پاس اس کے عزت والے گھر میں فقر کے ساتھ داخل ہوا اور میں اپنے ساتھ سواروں اور پیاروں کو نہیں لایا۔ اور میں نے کہا میرے فقر اور اپنی بادشاہت کے درمیان دیکھو۔ صرف اتنا فرق ہے جتنا امیر بننے اور امارت سے معزول ہونے میں فرق ہے''۔

ان کی وفات اس سال ۸۰ سال کی عمر میں ہوئی اور باب حرم کے قبرستان میں ابن سماک اللہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

## ۴۲۷ھ کے واقعات

اس سال محرم الحرام میں نہر عیسیٰ کا وہ پل مکمل ہو گیا جو گر چکا تھا اور اس پر اخراجات کی ذمہ داری ابوالحسن قدوری حنفی نے لی تھی۔ اور محرم اور اس کے بعد آوارہ لوگوں کا معاملہ پھر خراب ہو گیا اور انہوں نے گھروں کو لوٹنا شروع کر دیا اور ان کا شر بہت زیادہ بڑھ گیا۔

اس سال مصر کے بادشاہ ظاہر ابوالحسن علی بن حاکم فاطمی کا انتقال ہو گیا اور وفات کے وقت اس کی عمر ۳۳ سال تھی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مستنصر اس کا ولی عہد بنا اس وقت اس کی عمر صرف سات سال تھی اور اس کا نام معد اور کنیت ابوتمیم بھی اور حکومتی ذمہ داری اس کے سامنے فوج کے سپہ سالار افضل نے سنبھالی اور اس کا نام بدر بن عبداللہ جمالی تھا۔

خلیفہ ظاہر نے الصاحب ابوقاسم علی بن احمد الجرجرائی کو اپنا وزیر بنایا تھا اس کے دونوں ہاتھ کہنیوں سے کسے ہوئے تھے۔ اس نے وزارت کا عہدہ ۴۱۸ھ میں سنبھالا تھا خلیفہ طاہر اور اس کے بیٹے کے زمانے میں یہ وزارت کے عہدے پر رہا یہاں تک کہ ۴۳۶ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنے وزارت کے زمانے میں عفت اور پاکدامنی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اور قاضی ابوعبداللہ قضاعی جو کتاب الشہاب کے مصنف ہیں وہ اس کی طرف سے تعلیم دیتے تھے اور اس کی علامت ''الحمدللّٰہ شکر النعمة'' تھی حاکم نے کسی جنایت کی وجہ سے جو اس سے سرزد ہوئی تھی ۴۰۴ھ میں اس کے ہاتھ کہنیوں سے کاٹ دیتے تھے۔ پھر ۴۰۹ھ میں الحاکم اس کو عامل مقرر کر دیا پھر رجب ۲۷ شوال ۴۱۱ھ میں حاکم کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد جرجرائی کے حالات میں تبدیلی آئی یہاں تک وہ ۴۱۸ھ میں وزیر بن گیا۔ ایک شاعر نے اس کی ہجو اور مذمت ان اشعار میں کی ہے

''اے اتفاق کرنے والے میری بات غور سے سن اور کہہ حماقت اور بے شرمی کو چھوڑ دے۔ کیا تو نے اپنے آپ کو قابل اعتماد لوگوں میں شمار کیا ہے اور جو کچھ تو نے کہا ہے اس میں اپنے آپ کو سچا گمان کرتا ہے کیا امانت اور تقوے کی وجہ سے تیرے دونوں ہاتھ کہنیوں سے کاٹے گئے ہیں''۔

**احمد بن محمد بن ابراہیم ثعالبی کا ذکر**[1] ...... ان کو ثعلبی بھی کہا جاتا ہے اور ان کا لقب بھی ہے اور یہ مفسر نیشاپوری کی نسبت سے مشہور نہیں ان کی التفسیر اور قصص الأ نبیاء علیہم السلام میں کتاب العرایس ہے اس کے علاوہ بھی ان کی تصانیف ہیں۔

انہوں نے احادیث کا سماع کثرت سے کیا ہے اسی لئے ان کی کتابوں میں بہت سی عجیب و غریب بعید از فہم باتیں ہیں۔ عبدالغافر بن اسماعیل فارسی نے ان کا تذکرہ نیشاپوری کی تاریخ میں کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ یہ صحیح النقل اور قابل اعتماد تھے۔ ان کی وفات ۴۲۷ھ میں ہوئی۔ اور بعض حضرت نے کہا کہ ان کی وفات اس سال ۲۳ محرم بدھ کے دن ہوئی۔ ان کے لئے بہت اچھے خواب دیکھے گئے سمعانی کا بیان ہے کہ نیشاپوری سبز و شاداب علاقہ تھا۔ لہٰذا سابور ثانی نے اس کو شہر بنانے کا حکم دیا۔

(۱) (تاریخ بغداد: ۳۲۹/۷، ۳۳۰، شذرات الذهب: ۲۴۱/۳، ۲۴۲، طبقات الحنابلة: ۱۸۶/۲، ۱۸۸، مختصر طبقات الحنابلة: ۳۷۰، المنتظم: ۹۲/۸، الوافي بالوفيات: ۵۵/۱۲)

# ۴۲۸ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ نے ابوتمام محمد بن محمد بن علی زینبی کو خلعت (جوڑا) عطاء کیا۔ اور اسے اس کے باپ کی طرح عباسیوں کی سرداری اور نماز کی ذمہ داری سپرد کی۔ اور اس سال جلال الدولۃ اور فوج کے درمیان جدائی ہوگئی اور فوج نے اس کا اور ابوکالیجار کا خطبہ بند کردیا لیکن پھر انہوں نے دوبارہ خطبہ پڑھنا شروع کردیا اور ابوالمعالی بن عبدالرحیم کو وزیر بنادیا۔ دوسری طرف جلال الدولۃ نے بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملالیا جن میں بساسیری، دبیس بن علی بن مرثد اور قرواش بن مقلا شامل تھے اور بغداد کی مغربی جانب سے داخل ہوکر اس پر قبضہ کرلیا۔ پھر اس نے اور ابوکالیجار جو جلال الدولۃ کا نائب تھا دونوں نے قاضی القضاۃ ماوردی کے ہاتھ پر صلح کی۔ اور ابومنصور بن ابوکالیجار نے جلال الدولۃ کی بیٹی کے ساتھ پچاس ہزار دینار مہر پر نکاح کیا اور دونوں کے درمیان اتفاق ہوگیا اور اختلافات ختم ہوگئے اور رعایا کا حال بہتر ہوگیا۔

اس سال بلادقم الصلح میں بارش ہوئی اور بارش کے ساتھ ایک رطل اور دو رطل کے برابر مچھلیاں تھیں۔ اس سال شاہ مصر نے کوفہ کی نہر کی مرمت کے لئے مال بھیجا۔ اور ساتھ یہ بھی پیغام بھیجا کہ اگر خلیفہ اس کی اجازت دے تو تب نہر کی مرمت پر اس مال کو خرچ کیا جائے چنانچہ خلیفہ نے فقہاء کو جمع کیا اور ان سے اس مال کے بارے میں پوچھا تو فقہاء نے کہا کہ یہ مال مسلمانوں کا ہے لہٰذا مسلمانوں کی مصالح میں اس کو خرچ کیا جاسکتا ہے خلیفہ وہ مال مسلمانوں کی مصالح میں خرچ کرنے کی اجازت دے دی۔

اس سال آوارہ لوگوں نے بغداد پر حملہ کردیا اور مشرقی جانب جو جیل تھی اس کو کھول دیا اور اپنے آدمیوں کو وہاں سے لے لیا اور ستر ہ پولیس والوں کو قید کردیا۔ شہر میں فتنہ وفساد پھیل گیا اور اہل عراق اور خراسان سے کوئی شخص اس سال حج کے لئے نہیں گیا۔

**احمد بن محمد قدوری کا ذکر** ...... ان کی کنیت ابوالحسن اور نسبت قدوری، حنفی بغدادی ہے۔ انہوں نے سماع حدیث کیا اور چند احادیث روایت کیں۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں ان کی طرف سے لکھتا تھا اور ان کی وفات کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔ ان کو ان کے گھر درب خلف میں دفن کیا۔

**حسن بن شہاب کے احوال** [1] ...... ان کی کنیت ابوعلی اور نسبت عکبری ہے یہ فقیہ حنبلی اور شاعر تھے۔ ان کی پیدائش ۳۳۵ھ میں ہوئی، ابوبکر بن مالک وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔ برقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ ثقہ، امانتدار تھے اور کتابت سے روزی کماتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ متنبی کا دیوان تین راتوں میں لکھ کر دوسو درہم میں فروخت کرتے تھے۔

جب یہ فوت ہوئے تو سلطان نے ان کے ترکے سے دوسرے مال کے علاوہ ایک ہزار دینار لئے۔ اور انہوں نے حنابلہ کے فقہ سیکھنے والوں کے لئے اپنے مال کے تین چوتھائی حصے کی وصیت کی اور اسے خرچ نہیں کیا۔

**لطف اللہ احمد بن عیسیٰ کا ذکر** ...... ان کی کنیت ابوالفضل اور نسب ہاشمی ہے۔ انہوں نے درب ریحان میں خطابت اور قضاء کا کام سنبھالا۔ آپ زبان دان تھے اور آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ آپ اپنے حفظ سے حکایات اور اشعار بیان کرتے تھے۔ آپ نے اس سال صفر میں وفات پائی۔

**محمد بن احمد کا ذکر** ...... ان کا پورا نام محمد بن احمد بن علی بن موسیٰ بن عبدالمطلب ہے کنیت ابوعلی اور نسبت ہاشمی تھی۔ آپ حنابلہ کے فقہاء اور فضلاء میں سے تھے۔

---

(۱) (تاج العروس: ۵۵۱/۳ (مھر) تاریخ بغداد: ۲۷۲/۱۳، تتمة المختصر: ۵۱۸/۱، ۵۱۹، دمية القصر: ۳۰۳/۱، ۳۰۹، الذخيرة في محاسن أهل الجزيرة: القسم الرابع /المجلد الثاني: ۵۴۹، ۵۶۰، شذرات الذهب: ۲۴۲/۳، العبر: ۱۶۷/۳، عيون التواريخ ۲/۱۶۶/۱۲، ۱/۱۷۱، الكامل في التاريخ: ۴۵۲/۹، المختصر في أخبار البشر: ۱۶۰/۲، ۱۶۱، المنتظم: ۹۴/۸، ۹۵، النجوم الزاهرة: ۲۶/۵، ۲۷، الوافي ۱۲۱/۲۶، ۱۲۵)

**محمد بن حسن کا ذکر**...... ان کا پورا نام محمد بن احمد بن احمد بن علی ہے۔ ان کی کنیت ابوالحسن اور نسبت ہوازی ہے آپ ابن ابی علی اصبہانی کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی پیدائش ۴۴۵ھ میں ہوئی اور بغداد آئے۔ ابوالحسن نعیمی نے اپنے حدیث کے کچھ اجزاء کی ان کے لئے تخریج کی اور برقانی نے انہیں آپ سے سنا مگر آپ کا کذب واضح ہو گیا یہاں تک کہ بعض نے آپ کا نام جراب الکذب رکھا۔ آپ بغداد میں سات سال مقیم رہے پھر اھواز واپس آ گئے اور اھواز میں ہی آپ کا انتقال ہوا۔

**مہیار دیلمی شاعر کے احوال**...... اس کا نام مہیار بن مرزویہ، کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ ''دیلمی'' کے نام سے مشہور تھا۔ پہلے یہ مجوسی تھا پھر مسلمان ہو گیا لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے روافض کا طریقہ اختیار کیا اور انہی کے مذہب کی تائید میں اشعار کہتا تھا اور اشعار میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وغیرہ کو العیاذ باللہ گالیاں دیتا تھا یہاں تک کہ ابوالقاسم بن برھان نے اس کو کہا ''اے مہیار تو جہنم کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف منتقل ہو گیا ہے پہلے تو مجوسی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ اس کا گھر کرخ میں درب رباح کے کوچے میں تھا۔ اس کا ایک مشہور دیوان بھی ہے۔ اور اس کے اچھے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

میں تمہارے بارے میں صبر سے مدد طلب کرتا ہوں حالانکہ وہ مغلوب ہے اور میں تم سے نیند مانگتا ہوں حالانکہ وہ سلب کر لی گئی ہے۔ اور میں تمہارے پاس دل کو تلاش کرتا ہوں جس کو میں نے ھبہ کر دیا ہے حالانکہ کوئی چیز ھبہ (گفٹ) کرنے کے بعد واپس نہیں لی جاتی۔ میں تمہاری محبت کی مقدار کو نہیں پہچانتا تھا یہاں تک کہ میں نے جدائی اختیار کی اور بعض جدائیاں انسان کی تادیب کرتی ہیں'' اور مہیار کے چند اشعار یہ ہیں:

> ''اے نشیب زمین میں ہماری پڑوسن اور قافلہ بھی انہی سے ہے کیا عشق سے خالی شخص جانتا ہے کہ عشق میں گرفتار شخص نے کیسے رات گزاری؟ تم کوچ کر گئے ہم میں اور تم میں دل کا انگارہ برابر تھا لیکن وہ بیدار اور سوئے ہوتے تھے۔''

پس تم سفر کرتے ہوئے ہم سے جدا ہو گئے اور انہوں نے دلوں کو پیچھے چھوڑ دیا جوان کے بارے میں صبر سے آشنا ہونے سے انکاری تھے، اور جس بات سے میں ڈرتا تھا جب اس کی الوداع سے فراغت ہو گئی اور میرا صرف ایک بار دیکھنا ہی جو غنیمت تھا باقی رہ گیا تو میں وادی پر رویا اور میں نے اس کے پانی کو حرام قرار دیا۔ وہ پانی کیسے ہو سکتا تھا اس کا اکثر حصہ تو خون تھا۔

علامہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس کے اکثر اشعار اچھے ہوتے تھے لیکن میں نے صرف انہی پر اکتفا کیا ہے۔ اس کی وفات اس سال جمادی الاخر میں ہوئی۔

**ھبۃ اللہ بن حسن کا ذکر**...... ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ ''حاجب'' کے نام سے مشہور تھے۔ آپ اہل فضل اہل ادب اور دیندار تھے اچھے اشعار کہتے تھے۔ آپ کے چند اشعار یہ ہیں۔

> اے رات زمانہ جس کی خوشبو میں ہر راستے پر چلا ہے۔ جب میری روح مسرت کے اس مقام تک پہنچ جاتی ہے جسے پایا نہیں جا سکتا اور چاند نے زمانے کو رسوا کر دیا ہے اور اس کا اندرونی حصہ پھٹا ہوا اور داغدار ہے۔ گویا وہ ستاروں کے پھول ہیں جنکی چمک سے شعلے حرکت کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھی وہ عیب نما ہو جاتا ہے، گویا وہ مشک لگا ہوا کپڑا ہے۔ گویا ہواؤں کا بار دجلہ کے لئے پھٹا ہوا کپڑا ہے۔ اور جب وہ حرکت کرتا ہے تو بادنسیم میں کستوری کی خوشبو مہکتی ہے۔ گویا زرد چوٹی والا بکھرا ہوا کپڑا پگھلا ہوا سونا ہے اور نور باغات میں مسکراتا ہے پھر اگر تو اس کی طرف دیکھے تو وہ تجھے خوش کر دے گا۔ میں نے اپنے دل سے شرط لگائی کہ میں اس کے حسن کا ذمہ دار ہوں گا اور شرط زیادہ زیادہ کنٹرول کرنے والی ہے۔ حتیٰ کہ رات شکست خوردہ ہو کر چلی گئی اور صبح ہنستے ہوئے آ گئی۔ اور یہ نوجوان اگر خوشگوار زندگی میں ہوتا تو چھوڑ دیا جاتا اور زمانہ اس کی عمر کا حساب کرتا ہے پھر جب بڑھاپا اس کے پاس آ جاتا ہے تو وہ بوڑھا ہو جاتا ہے۔

**ابوعلی سینا کے حالات وواقعات** (۱) ...... یہ مشہور طبیب اور فلسفی ہیں ان کا نام حسن بن عبداللہ بن سینا رئیس ہے۔ یہ طب میں بہت ماہر تھے۔ان کے والد اہل بلخ میں سے تھے جو بعد میں بخاری آ گئے تھے۔انہوں نے بخاری سے ہی علم دین حاصل کیا۔قرآن کریم حفظ کیا اور خوب اچھی طرح یاد کیا۔ جب انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا تو ان کی عمر دس سال تھی۔ پھر انہوں نے حساب، جبر ومقابلہ، اقلیدس اور مجسطی وغیرہ کا علم حاصل کیا اس کے بعد ابوعبداللہ ناتلی حکیم سے حکمت سیکھی اور اس میں مہارت حاصل کی اور اپنے زمانے کے لوگوں پر فوقیت لے گئے۔اس کے بعد تحصیل علم کے لئے ان کے پاس آنے لگے اس وقت ان کی عمر ۱۶ سال بھی۔انہوں نے سامانی بادشاہ اُمیر نوح بن نصر کا علاج کیا تھا جس پر بادشاہ نے ان کو قیمتی انعام دیا تھا اور اپنے کتب خانے کا انچارج مقرر کر دیا تھا۔انہوں اس میں بہت سی عجیب وغریب کتابیں دیکھیں جو دوسرے کتب خانوں میں نہیں تھیں۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ انہوں نے بعض کتابوں کی اپنی طرف نسبت کر لی حالانکہ وہ ان کی تصانیف نہیں تھیں۔ البتہ ان کی الٰہیات اور طبیعات پر بہت کتابیں ہیں۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ نحو میں ان کی سو سے زائد تصانیف ہیں جن میں قانون شفا نجاۃ اشارات، سلامان، انسان، اورحی بن یقظان وغیرہ شامل ہیں۔آپ اسلام کے فلاسفہ میں سے تھے۔انہوں نے ایک قصیدہ اپنے بارے میں کہا تھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

میں بلند مقام سے تیری طرف اترا ہوں اور فاختہ قوت والی ہے وہ ہر عارف کی آنکھ میں چھپی ہوئی ہے۔اور اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا رکھا ہے۔ میں ناپسندیدگی کے باوجود تیرے پاس آیا ہوں۔ بسا اوقات اس نے تیری جدائی کو ناپسند کیا ہے حالانکہ وہ دردمند ہے۔

ابوعلی بن سینا کا ایک اور قصیدہ ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

دن میں ایک مرتبہ کھایا کر اور کھانا ہضم ہونے سے پہلے دوبارہ کھانے سے بچ جس قدر رہو سکے۔اپنی منی کی حفاظت کر۔ اس لئے یہ زندگی کا پانی ہے جو رحموں میں بہایا جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس سال رمضان المبارک میں جمعے کے دن ۵۸ سال کی عمر میں قولنج سے ہمدان میں وفات پائی۔اور بعض نے کہا کہ ان کی وفات اصبہان میں ہوئی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد الفلاسفہ میں ان کے کلام کا حصہ کیا ہے۔ پھر اپنی مشہور کتاب **"تہافت الفلاسفہ"** میں اپنی بیس مجالس میں ان پر رد کیا ہے اور ان میں سے تین میں ان کی تکفیر کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ عالم کے قدیم ہونے، معاد کے عدم کے قائل تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں اور باقی مجالس میں ان کی بدعات کا تذکرہ کیا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے موت کے وقت کفریہ عقائد سے توبہ کر لی تھی۔واللہ اعلم۔

---

(۱) (اغاثة اللهفان: ۲/ ۲۶۶، ایضاح المکنون: ۲/ ۵۵۵، أعیان الشیعة: ۲۶/ ۲۸۷، تاریخ حکماء الاسلام للبیهقي: ۵۲. ۷۲، تاریخ الحکماء لشهرستاني: ۴۴۳. ۴۲۶، تاریخ مختصر الدول لابن العبري: ۳۲۵، تاریخ فلاسفة الاسلام: ۵۳. ۶۲، تاریخ الفلسفة في الاسلام: ۱۶۴. ۱۸۸ تتمة المختصر: ۱/ ۵۹، تاج التراجم: ۱۹، الجواهر: ۲/ ۶۳، الخالدون: ۱۰۱. ۱۱۲، خزانة الأدب: ۴/ ۴۶۶، دائرة المعارف الاسلامیة: ۱/ ۲۰۳، دول الاسلام: ۱/ ۲۵۵، الذریعة: ۲/ ۴۸، ۹۶، ۷/ ۱۸۴، روضات الجنات: ۳/ ۱۷۰. ۱۸۵، شذرات الذهب: ۳/ ۲۳۴. ۲۳۷، الشقائق النعمانیة: ۱/ ۴۷۵، الطبقات السنیة: ۱۷۶، طبقات الفقهاء لطاش کبري: ۷۰، العبر: ۳/ ۱۶۵، عیون الأنباء في طبقات الأطباء: ۴۳۷. ۴۵۹، عیون التواریخ: ۱۲/ ۱۵۹/۱. ۱۶۶/۲، الفهرس التمهیدي: ۴۵۳. ۴۶۴، ۵۱۶. ۵۶۶، لسان المیزان: ۲/ ۲۹۱. ۲۹۳، الکامل في التاریخ: ۹/ ۴۵۶، المختصر في أخبار البشر: ۲/ ۱۶۱. ۱۶۲، مراة الجنان: ۳/ ۴۷. ۵۱ المجددون في الاسلام: ۱۸۵. ۱۸۹، میزان الاعتدال: ۱/ ۵۳۹، النجوم الزاهرة: ۵/ ۲۵. ۲۶، هدیة العارفین: ۱/ ۳۰۸، ۳۰۹، الوافي بالوفیات: ۱۲/ ۳۹۱. ۴۱۲، وفیات الأعیان: ۲/ ۱۵۷. ۱۶۲.

# ۴۲۹ھ کے واقعات

اس سال سلاجقہ کی حکومت کی ابتداء ہوئی اور اسی سال رکن الدولۃ ابو طالب طغرل بیگ محمد بن میکائیل بن سلجوق نے نیشاپور پر قبضہ کیا اور اس کے تخت شاہی پر بیٹھ گئے اور اپنے بھائی داؤد کو بلاد خراسان کی طرف بھیجا اور اس کی بادشاہت پر قبضہ کر لیا اور ملک مسعود بن محمود بن سبکتگین سے اس کو چھین لیا۔

اس سال مصر کی فوج نے حلب بادشاہ شبل الدولۃ نصر بن صالح بن مرداس کو قتل کر دیا اور حلب پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سال خلیفہ جلال الدولۃ نے مطالبہ کیا کہ اس کو "ملک الدولۃ کا لقب دیا جائے۔ سو ان کا یہ مطالبہ انکار کرنے کے بعد قبول کر لیا گیا، اور اس سال خلیفہ نے قضاۃ اور فقہاء کو اپنے پاس بلایا اور ان کے ساتھ نصاریٰ اور یہود کے سرداروں کو بھی مدعو کیا گیا اور وہ غیار میں پابند کر دیئے گئے۔ اس سال رمضان المبارک میں جلال الدولہ کو خلیفہ کے حکم سے شہنشاہ اعظم اور ملک الملوک کا لقب دیا گیا۔ اور منبروں پر۔

اس کا خطبہ دیا گیا۔ عوام الناس اس سے نفرت کرنے لگے اور خطیبوں کی اینٹوں سے پٹائی کی جس کی وجہ سے فتنہ فساد واقع ہو گیا۔ انہوں نے قضاۃ اور فقہاء سے اس کے متعلق فتویٰ طلب کیا تو ابو عبداللہ الصمیر ی نے فتویٰ دیا ان اسماء (ملک الملوک وغیرہ) میں نیت اور ارادہ کا اعتبار ہو گا۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ان اللّٰہ قد بعث لکم طالوت ملکا" اور فرمایا "و کان وراء ھم ملک" اور جب زمین میں ملوک (بادشاہ) ہو سکتے ہیں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ بعض بعض پر فوقیت رکھتے ہوں اور بعض بعض سے بڑے ہوں۔ اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی وجہ سے خالق اور مخلوقیں مماثلت ہوتی ہو۔ قاضی ابو الطیب طبری نے لکھا ہے کہ "ملک الملوک" کا اطلاق کرنا جائز ہے۔ اور اس کا معنی "زمین کے بادشاہوں کا بادشاہ" ہو گا۔ اور جب "کافی القضاۃ" اور "قاضی القضاۃ" کسی کو کہا جا سکتا ہے تو "ملک الملوک" کہنا بھی جائز ہے۔ اور جب لفظ ہے اس بات کا احتمال ہے کہ اس مراد "زمین کے بادشاہ" ہوں تو اب خالق اور مخلوق میں مماثلت کا شبہ اس سے زائل ہو گیا۔ اور اسی قبیل سے ان کا یہ قول ہے "اللھم اصلح الملک" یہاں کلام کو مخلوق کی طرف پھیرا جائے گا یعنی مخلوق میں سے جو بادشاہ ہے اے اللہ اس کی اصلاح فرما۔ تمیمی حنبلی نے بھی اسی کی مثل لکھا ہے۔ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ جو "الحاوی الکبیر" کے مصنف ہیں ان سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ انہوں اس کی اجازت دی ہے۔ اور ان سے مشہور بات جس کو علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ منصور بن صلاح نے اَدب المفتی میں نقل کیا ہے کہ وہ اس سے منع کرتے تھے۔ اور اس کے عدم جواز پر مصر رہے باوجود یکہ وہ جلال الدولۃ کے قریبی اور اس کے پاس کثرت سے آتے جاتے تھے اور جلال الدولۃ کے ہاں ان کا بڑا اسقام تھا پھر یہ اس کی مجلس میں آنے سے رک گئے یہاں تک کہ عید کے دن جلال الدولۃ نے ان کو بلایا جب وہ اس کے پاس آئے تو ان کے چہرے سے خوف جھلک رہا تھا کہ کہیں وہ ان کے ساتھ برے طریقے سے پیش نہ آئے جب انہوں نے جلال الدولۃ کا سامنا کیا تو اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا میرے مصاحب اور میرے ہاں مقام و مرتبہ ہونے کے باوجود ان لوگوں کو موافقت سے رکنا جنہوں نے "ملک الملوک" کے لقب کو جائز قرار دیا ہے دین اور اتباع حق کی وجہ سے ہے اور بے شک آپ کے نزدیک حق ہر چیز سے راجح ہے اور اگر آپ لوگوں میں سے کسی کو اس کی طرف مائل کرتے تو مجھے مائل کرتے اور اس بات نے میرے نزدیک آپ کی صحبت، محبت اور بلند مقام کو زیادہ کر دیا ہے۔

میں نے کہا کہ قاضی ماوردی نے عدم جواز کا فتویٰ ان احادیث کی وجہ سے رہا جو اس کے بارے میں مروی ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم کو سفیان بن عیینہ نے ابو زیاد کے حوالے سے بیان کیا اور انہوں نے اعرج سے اور اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ "قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برا شخص وہ ہو گا۔ جس کو "ملک الاملاک" کے نام سے پکارا جائے گا" امام زہری کہتے ہیں کہ میں ابو عمرو شیبانی سے "اخنع اسم" کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا سب سے ذلیل اور اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن مدینی سے روایت کیا ہے اور علی بن مدینی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے۔ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تخریج حمام کی سند سے کی ہے۔ حمام نے اس حدیث کو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا اور ذلیل شخص وہ ہوگا جس کو ملک الاملاک کے نام سے پکارا جائے گا کیونکہ بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے'' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے محمد بن جعفر نے بیان کیا اور محمد بن جعفر کو عوف نے اور عوف نے جلاس سے اور جلاس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' اللہ تعالیٰ کا شدید غضب ہوگا اس شخص پر جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا اور دوسرا اس شخص پر ہوگا جس نے اپنا نام ملک الاملاک رکھا ہوگا۔ اس لئے کہ بادشاہت صرف اللہ کے لئے ہے''۔

**ثعالبی صاحب یتیمۃ الدہر کے احوال** [1] ...... ان کا نام عبدالملک بن محمد بن اسماعیل ہے۔ کنیت ابو منصور اور نسبت ثعالبی اور نیشاپوری ہے۔ یہ لغت کے امام تھے متقی اور پرہیز گار تھے۔ ان کی نظم ونثر اور بلاغت وفصاحت میں تصانیف ہیں۔ ان کی سب سے بڑی کتاب **"یتیمۃ الدھر فی محاسن اھل العصر"** ہے اس کے بارے میں بعض نے کہا ہے۔

"یتیمۃ الدھر کے اشعار قدیم انکار میں بے مثل ہیں۔ وہ مر گئے لیکن ان کے اشعار ابھی تک زندہ ہیں اسی لئے اس کا نام یتیمۃ رکھا گیا ہے''

ان کا نام ثعالبی اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ رفو گر تھے اور لومڑیوں کے چمڑوں کو سیتے تھے۔ ان کے بہت سے عمدہ اشعار ہیں۔ یہ ۳۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور اسی سال یعنی ۴۲۹ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

**استاذ ابو منصور کا ذکر** [2] ...... ان کا نام عبدالقاہر بن طاہر بن محمد ہے۔ بغداد کے رہنے والے تھے اور فقہ شافعی کے امام تھے۔ اصول وفروع میں امامت کا درجہ رکھتے تھے۔ علوم کثیرہ میں ماہر تھے ان میں علم حساب اور علم الفرائض بھی شامل ہے بہت مالدار تھے اور اہل علم پر بہت خرچ کرتے تھے سترہ علوم میں انہوں نے درس دیا اور تصانیف کیں۔ انہوں نے ابو اسحاق اسفرائنی سے علم حاصل کیا اور ان سے ناصر مروزی وغیرہ نے علم حاصل کیا۔

## ۴۳۰ھ کے واقعات

اس سال ملک مسعود بن محمود اور ملک طغرل بیگ سلجوقی کے درمیان جنگ ہوئی ملک طغرل بیگ کے ساتھ اس کا بھائی داؤد بھی تھا۔ مسعود نے ان دونوں کو شکست دیدی اور ان کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ اور اس سال شبیب بن ریان نے قائم العباسی کا حران اور رحبہ میں خطبہ دیا اور فاطمی عبیدی کا خطبہ ختم کر دیا۔ اور اس سال ابو منصور بن جلال الدولۃ کو ملک العزیز کا خطاب دیا گیا اور وہ واسط میں مقیم تھا اور یہ بنو بویہ سے بغداد کا دوسرا بادشاہ تھا۔ جب انہوں نے نافرمانی سرکشی اور بغاوت کی اور اس کا نام ''ملک الاملاک'' رکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بادشاہت سلب کر لی اور

---

(۱) تتمۃ المختصر: ۱/۵۲۱، دمیۃ القصر: ۲/۹۲۶، الذخیرۃ فی محاسن أحل الجزیرۃ القسم الرابع /المجلد الثانی: ۵۶. ۵۸۳. روضات الجنان: ۴۶۲، شذارت الذھب: ۳/۲۴۶. ۲۴۷، طبقات النحویین واللغویین: ۳۸۷. ۳۸۹، العبر: ۳/۱۷۲، عیون التواریخ: ۱۲/۱۷۹. ۲/۱۸۱. ۲/۱۸۱، المختصر فی أخبار البشر: ۲/۱۶۲، مراۃ الجنان: ۳/۵۳، ۵۴، معاھد التنصیص: ۳/۲۶۶. ۲۸۱، مفتاح السعادۃ ۱/۱۸۷. ۲۱۳، نزھۃ الاکباء: ۳۶۵، ھدیۃ العارفین: ۱/۶۲۵، وفیات الأعیان: ۳/۱۷۸. ۱۸۰.

(۲) انباہ الرواۃ: ۲/۱۸۵، ایضاح المکنون: ۲/۲۳۴. ۳۷۵، بغیۃ الوعاۃ: ۲/۱۰۵، تبیین کذب المفتری: ۲۵۳، تراث العرب العلمی: ۲۰۴، تلخیص ابن مکتوم: ۱۱۱، طبقات الاسنوی: ۱/۱۹۴. ۱۹۶. طبقات ابن الصلاح: ۵۹ب، طبقات ابن القاضی شھبۃ ۹۴ ت ابن ھدایۃ اللہ: ۱۳۹، ۱۴۰، طبقات السبکی: ۵/۱۳۶. ۱۴۸، عیون التواریخ: ۱۲/۱/۱۰۵. ۲/۱۰۶، فوات الوفیات ۲/۳۷۰. ۱۰۵، ھدیۃ العارفین: ۱/۶۰۲، وفیات الأعیان: ۳/۲۰۳.

بادشاہت دوسروں میں منتقل ہوگئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

**"ان اللّٰہ لایغیر مابقوم حتی یغیروا ما بأنفسھم"**

"اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنے آپ کو تبدیل کرلیں"۔(سورۃ الرعد، آیت نمبر ۱۱)

اس سال خلیفہ نے قاضی ابوعبداللہ بن ماکولا کو خلعت عطا کیا۔ اور اس سال بغداد میں ایک لشت کی مقدار برف باری ہوئی۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جمادی الاخر میں بنوسلجوق بلاد خراسان اور بلاد دحیل کی بادشاہت کے مالک بن گئے اور اطراف کو تقسیم کردیا۔ یہ سلجوقیہ کی پہلی بادشاہت تھی اور اس سال عراق اور خراسان سے کوئی بھی حج کے لئے نہیں گیا اور نہ ہی اہل شام اور اہل مصر سے سوائے چند افراد کے کوئی حج کے لئے گیا۔

**حافظ ابونعیم اصبہانی کا ذکر** (۱)......ان کا نام احمد بن عبداللہ بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران ہے۔ اور ان کی کنیت ابونعیم اور نسبت اصبہانی ہے۔ احادیث کے حافظ اور بہت سی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں سے ایک "**حلیۃ الاولیاء**" ہے جو بہت جلدوں میں ہے اور آپ کی وسعت روایت کثرت شیوخ اور مخارج حدیث پر آپ کی بروقت اطلاع پر دلالت کرتی ہے۔ اور ان کی ایک کتاب "**معجم الصحابہ**" بھی ہے جس کا قلمی نسخہ میرے پاس ہے اور اسی طرح ان کی ایک کتاب "**صفۃ الجنۃ و دلائل النبوۃ**" بھی ہے۔ طب نبوی میں بھی ان کی ایک کتاب ہے اور اس کے علاوہ بھی ان کی بہت سی مفید تصانیف ہیں۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ ابونعیم مسموع کو مجاز کے ساتھ خلط ملط کردیتے تھے اور ایک کو دوسرے سے واضح نہیں کرتے تھے۔ عبدالعزیز نخشبی کا بیان ہے کہ ابونعیم نے حارث بن ابواسامہ کی سند ابوبکر بن خلاد سے مکمل طور پر نہیں سنی تھی لیکن انہوں نے بیان مکمل کی ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ انہوں نے کثرت سے احادیث سنیں اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ اور عقائد میں یہ اشعریین کے مذہب کی طرف بہت زیادہ مائل تھے۔

**ابونعیم کی وفات**......ان کی وفات ۲۸ محرم ۴۳۰ھ کو ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۹۴ سال تھی کیونکہ ابن خلکان کے بیان کے مطابق ان کی پیدائش ۳۳۶ھ میں ہوئی تھی۔ ان کی ایک کتاب "**تاریخ اصبھان**" بھی ہے اور ابونعیم نے اپنے والد نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ مہران مسلمان ہوگئے تھے اور ان کا ولاء عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے لئے تھے۔ اور انہوں نے لکھا ہے کہ "اصبہان" اس کی اصل فارسی میں "شاھان" ہے یعنی لشکروں کے جمع ہونے کی جگہ۔ اور اسکندر نے اس کو آباد کیا تھا۔

**حسن بن حفص کا ذکر**......(ابوفتوح علوی امیر مکہ حسن بن حسین ابوعلی بزجمی) دوسال شرف الدولۃ کے وزیر رہے پھر معزول کردیئے گئے۔ اپنے زمانے کے بڑے عظیم مرتبے کے انسان تھے، آپ نے ہی مارستان واسط" تعمیر کروایا اور اس میں طبیبوں اور دوائیوں وغیرہ کا بندوبست کروایا اور اس کی ضرورت کے بقدر اس کے لئے مال وقف کیا، اس سال آپ کا انتقال ہوا جبکہ آپ کی عمر اسی سال کے قریب تھی۔ رحمہ اللہ۔

**حسین بن محمد بن حسن** (۲)......ابن علی بن عبداللہ مؤدب، آپ کی کنیت ابومحمد خلال ہے صحیح بخاری اسماعیل بن محمد کشمیہنی سے سنی، ان کے

---

(۱) اعیان الشیعۃ ۹/۵، تبیین المفتری ۲۴۶، تذکرۃ الحفاظ ۱۰۹۲/۳، تنقیح المقال ۱/۶۵، دول الاسلام ۲۵۵/۱، ۲۵۶، روضات الجنات ۷۵، طبقات الاسنوی ۲/ ۲، طبقات ابن ہدایۃ اللہ ۲، طبقات الأطباء ۸، طبقات الحفاظ ۴۲۳، طبقات السبکی ۸/۴، ۲۵، العبر ۳/ ۱۷۰، عنوان التواریخ ۲/ ۲۶۱، غایۃ النہایۃ ۱/ ۷۱، الکامل فی التاریخ ۲۶۱/۹، لسان المیزان ۲۰۱، المبہمات للنووی ۱۳۵، معجم البلدان ۱/ ۲، المنتظم ۱۰۰/۸، مرآۃ الجنان ۵۲/۳، ۵۳، منتہی المقال ۳۱، منہج المقال ۳۰، میزان الاعتدال ۱۱۱/۱، النجوم الزاہرۃ ۳۰/۵، ہدیۃ العارفین ۱/ ۷۵، الوافی بالوفیات ۸۱/۷، ۸۲، وفیات الاعیان ۹۱/۱)

(۲) تاریخ بغداد ۱۰۸/۸، المنتظم ۱۰۳/۸

علاوہ دوسرے محدثین سے بھی احادیث کی سماعت کی، جمادی الاولیٰ میں انتقال ہوا باب خرب میں دفن کئے گئے۔

**عبدالملک بن محمد**......ابن عبداللہ بن محمد بن بشر بن مہران، ابوقاسم کنیت ہے، واعظ تھے نجاد دعلج بن احمد اور آحمری وغیرہ احادیث سنیں، ثقہ وصدوق تھے، شروع میں حکام کے پاس آتے جاتے تھے پھر اپنی رغبت سے خوف خدا کی وجہ سے جانا چھوڑ دیا، اسی سال ماہ ربیع الثانی میں انتقال ہوا، عمر نوے سال سے متجاوز تھی، رصافہ کی جامع مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی، جنازے میں حاضر ہونے والے مجمع کی تعداد بہت زیادہ تھی، ابوطالب مکی کے پہلو میں دفن کئے گئے، آپ نے خود اس بات کی وصیت کی تھی۔

**محمد بن حسین بن خلف**......ابن الفراء، ابوحازم قاضی ابویعلیٰ حنبلی، دارقطنی اور ابن شاہین سے حدیث کی سماعت کی، خطیب نے ان کے بارے میں کہا ہے "ان (سے حدیث لینے) میں کوئی حرج نہیں میں نے ان کی اصول (تبت) دیکھ رکھے ہیں جن میں ان کا سماع" پھر ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ انہوں نے مصر میں احادیث بیان کرنے میں غلطیاں کی ہیں، احادیث لکھنے والوں سے صحیفے خرید کر ان سے روایت کرنے لگے، اعتزال کی طرف مائل تھے، مصر کے شہر تنیس میں انتقال ہوا۔

**محمد بن عبداللہ**......ابوبکر دینوری زائد تھے خوشحالی کی زندگی تھی، ابن قزوینی آپ کی تعریف کیا کرتے تھے بغداد کے حاکم جلال الدولۃ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے ایک دفعہ آپ نے اس سے کہا کہ وہ لوگوں کے لئے نمک کی رکاوٹ ختم کردے اس کی قیمت دو ہزار دینار تھی۔ اس نے آپ کی خاطر ختم کردی۔

جب انتقال ہوا تو اہل بغداد جنازے پر اُمڈ آئے، کئی دفعہ نماز جنازہ پڑھی گئی، باب حرب میں دفن کئے گئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

**فضل بن منصور** (۱)......ابورضی کنیت ہے، ابن ظریف کے نام سے مشہور تھے، ظریف الطبع شاعر تھے، آپ کے اشعار میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

اے اشعار کہنے والو میں نے تمہیں نصیحت کی تھی اور میں مصیبت میں مبتلا نہیں کیا جاتا مگر خیرخواہی ہی کی وجہ سے، زمانہ شریف لوگوں کو لے گیا اور اس میں بہت سی باتیں ہیں جنکی تشریح طویل ہے، کیا تم ایسے آدمی سے عطا کی امید کررہے ہو، جس کی طبیعت ہی بخل پر ڈھالی گئی ہے، تم حسن وظرافت کیا تھا، ایسے چہروں کی تعریف کرتے ہو جو انتہائی قبیح ہیں اسی لئے تم رزق سے محروم کئے جاتے ہو کہ تم مدح سرائی میں جھوٹ سے کام لیتے ہو، تم قافیوں کی حفاظت کرو میں نہیں دیکھتا، کسی کو کہ وہ اس میں کامیابی کا دھوکہ کھائے، اگر میری بات میں تمہیں شک ہے، تو کسی واضح بات کے ذریعے میری تکذیب کرو۔

**ھبۃ اللہ بن علی بن جعفر**......ابوالقاسم بن ماکولا۔ جلال الدولۃ کی کئی دفعہ وزارت کی، حافظ قرآن تھے اشعار سے اور تاریخ سے واقف تھے، اسی سال ماہ جمادی الثانی میں ایک گہرے گڑھے میں اُن کا گلا گھونٹ دیا گیا۔

**ابوزید دبوسی** (۲)......اس کے علاوہ بھی بہت سی تصانیف وحواشی ہیں، روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک فقیہ سے مناظرۃ کیا جب بھی آپ

(۱) ترجمے میں لکھا ہے "میں نصیحت ہی سے دوراندیش ہوا ہوا ہوں۔

(۲) (الأنساب ۵/ ۲۷۳، تابع التراجم ۱۰۷، الجواهر المضيئه: ۲/ ۴۹۹، ۵۰۰ شذرات الذهب ۳/ ۲۴۵، ۲۴۶ طبقات الفقها مصنف طاش کبری: ۷۱ الطبقات السنيه (۱۰۷۹) الفوائد البهيه: ۱۰۹، اللباب ۱/ ۴۹۰ کشف الظنون: ۱/ ۲۰۷، ۳۰۸، معجم البلدان ۲/ ۴۳۷، النجوم الزاهرة: ۵/ ۲۷.)

(هدية الشعادة: ۱/ ۴۴۸، وفيات الأعيان: ۳/ ۴۸، وفيات سنة ۴۸، والدبوسی، دال پر زبر ہے با پر پیش اس کے بعد واؤ ساکن ہے پھر سین ہے، دبوسیہ کی طرف نسبت ہے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ دبوسہ۔ بخارا اور سمرقند کے درمیان ایک شہر ہے)

اس کے خلاف کوئی دلیل قائم کرتے وہ مسکراتا یا ہنس پڑتا اس پر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

''کیا بات ہے کہ میں بھی اس کے خلاف کوئی محبت قائم کرتا ہوں تو یہ مجھ سے ہنس کر یا قہقہہ لگا کر کرسکتا ہے، اگر کوئی شخص اپنی فقہ کی وجہ سے بھی ہنستا ہو، تیر صحرا میں ریچھ کس قدر فقیر ہے''۔

**ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سعید بن یوسف الحوفی النحوی**......انہوں نے نحو میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے۔اعراب القرآن دس جلدوں میں اور تفسیر القرآن بھی اس کی تصنیف ہے۔عربی لغت نحو ادب میں امام تھے اور ان کی تصانیف بہت ہیں کہ جن سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ حوفی مصر کے اطراف شرقیہ کی منسوب ہے اور اس کا قصبہ بلبیس شہر ہے۔اس ساری سرزمین کا نام حوف ہے۔ان میں سے ایک حوفی ہے اور یہ ستر قیہ مذکورہ میں سے سبر النخلہ نامی بستی ہے۔

## ۴۳۱ھ کے حالات

اس سال دجلہ کا پانی زیادہ ہو کر پلوں تک پہنچ گیا اور ان کو نیچے پھینک دیا اور اسی سال فوج اور جلال الدولہ کے درمیان لڑائی ہوئی اور فریقین میں سے بہت سے لوگ مارے گئے اور بڑے بڑے فتنے پیدا ہوگئے۔فساد برپا ہوگیا ترکوں نے بہت سے گھروں کو لوٹ لیا۔اور ان کے ہاں ملک میں کوئی چیز محترم نہیں رہی۔مہنگائی آسمان سے باتیں کرنے لگی۔

اسی سال ملک ابوطاہر نے مقبرہ حضرت امام حسین کی زیارت کی۔اس کے علاوہ کچھ زیارتیں ننگے پاؤں چل کر کیں۔

اہل عراق میں سے کسی نے اس سال حج نہیں کیا۔

**حوفی......اعراب القرآن کے مصنف** (۱)......اسی سال بادشاہ نے اپنے عادل وزیر ابوکالیجار کو بصرہ بھیجا، جو وہاں بادشاہ کا نائب رہا، اس سال جن عظیم لوگوں کا انتقال ہوا ان کا ذکر۔

**اسماعیل بن احمد**......ابن عبداللہ، ابوعبدالرحمٰن ھریری خیری نیشاپور کے رہنے والے ہیں انتہائی ذہین وفاضل لوگوں میں سے تھے ثقہ وامین تھے، ۴۲۳ھ میں حج کرتے ہوئے بغداد آئے، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے تین مجلسوں میں آپ سے صحیح بخاری اس سند سے پڑھی عنہ عن ابی ہیثم کشمیہنی عن فرنری عن البخاری رحمۃ اللہ علیہ (یعنی اسماعیل کے استاد ابوہیثم ہیں اور وہ فربری سے اور فربری امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں) اسی سال انتقال ہوا، عمر نوے سال سے زیادہ تھی۔

**بشری فاتنی** (۲)......آپ کا نام بشری بن میسی تھا روم کے قیدیوں میں سے تھے، اُسرائے بنی ہمدان نے مطیع کے غلام فاتن کو بطور ہدیے کے دیا اس نے آپ کو ادب سکھایا، مشائخ کی ایک جماعت سے حدیث کی سماعت کی، خطیب بغدادی نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں، اور آپ کے

---

(۱) (انباہ الرواۃ: ۲۱۹/۳ الانساب: ۲۸۳/۴، بغیۃ الوعاۃ: ۱۴۰/۲، تلحیف ابن مکنوم: ۱۲۴، حسن المحاضرہ: ۵۳۲/۱، شتدرات الذہب: ۲۴۷/۳، طبقات المفسرین للسیوطی: ۲۵، طبقات المفسرین دار اوودی: ۳۸۱/۱، طبقات النحاۃ الابن قاضی شہبۃ: ۱۳۲/۲، العبر: ۱۸۴/۳، اللباب: ۴۰۲/۱ لشف الظنون: ۱۹۰۵۲۴۱، معجم الانباء: ۲۲۱/۱۲، ۲۲۲، معجم البلدان: ۳۲۲/۲، مفتاح العادۃ: ۱۰۸/۲، ھدیۃ العارفین: ۶۸۷/۱،)

(۲) (الاکمال: ۵۱/۷، ۷۹، ۲۵۵، الأنساب ۲۰۸/۹، تاریخ بغداد ۱۳۵/۷، ۱۳۶، تبصیر المنتبہ ۱۰۹۲/۳، ۱۲۸۹/۴، شذرات الذہب ۲۴۸/۳، العبر ۱۷۳/۳، اللباب ۴۰۱/۲ المشتبہ ۴۹۱/۲ المنتظم ۱۰۶/۸ الوافی بالوفیات ۱۵۹/۱۰، ۱۶۰)

بارے میں کہا ہے کہ آپ سچے نیک اور صالح تھے، اسی سال عید الفطر کے دن آپ کا انتقال ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

**محمد بن علی** ......ابن احمد بن یعقوب بن مسروان ابوعلا واسطی ۔ **قبیلہ فم صلح میں سے تھے** حدیث کی ساعت کی قرأتیں پڑھیں اور ان کی روایت کی، محدثین نے آپ کی حدیث قرأت کی روایت میں کلام کیا ہے واللہ اعلم ۔ اس سال ماہ جمادی الثانی میں انتقال ہوا، عمر اسی سال سے متجاوز تھی۔

## آغاز ۴۳۲ھ

اس سال خاندان سلجوقیہ کو عروج حاصل ہوا، اور ان کے بادشاہ طغرل بیگ اور اس کے بھائی داؤد کی شان وشوکت بلند ہوئی، یہ دونوں بھائی میکائیل بن سلجوق بغاق کے بیٹے، ہیں ان کے دادا بغاق ترکوں کے اُن قدیم شائخ میں سے ہیں جنکو بادشاہ اعظم کے دربار میں قدر ومنزلت حاصل تھی اور ان کی رائے کی قدر کی جاتی تھی، بغاق کا بیٹا سلجوق جو، لائق وذکی تھا بڑا ہوا تو بادشاہ نے اُسے آگے بڑھایا ''شباسی'' کا لقب دیا: فوج نے ان کی اطاعت کی اور لوگ اُن کے اس قدر مطیع ہو گئے کہ بادشاہ کو ان سے خوف ہو گیا اور ان کو قتل کرنا چاہا۔

سلجوق وہاں سے بھاگ کر مسلم ممالک کی طرف آنے وہاں آ کر اسلام قبول کیا تو ان کی عزت وقدر میں مزید اضافہ ہوا، ایک سوسات سال کی عمر میں انتقال ہوا اپنے پیچھے تین بیٹے چھوڑے ارسلان، میکائیل موسیٰ، ان میں سے اسماعیل ترس کافروں کے ساتھ قتال میں مشغول ہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے اور دو بیٹے بیگ محمد اور جعفر بیگ داؤد چھوڑے ان کے چچازاد بھائیوں میں ان دونوں کو خوب مقبولیت حاصل ہوئی اور ترک مسلمان ان پر مجتمع ہو گئے، یہی مسلمان ترک ہیں جنھیں لوگ ترکمان کہتے ہیں اور یہی سلجوق کی اولاد سلاجقہ ہیں، محمود بن سبکتگین کے بعد انہوں نے پورے خراسان پر قبضہ کر لیا، خود محمود ان سے کچھ خوف کھاتا تھا، جب اس کا انتقال ہوا اور اس کے بعد اُس کا بیٹا مسعود بادشاہ بنا تو ان میں آپس میں کئی جنگیں ہوئیں، جن میں سلجوقیوں نے اُسے کئی معرکوں میں شکستیں دیں۔ اور پورے خراسان پر ان کی بادشاہت مکمل ہو گئی، مسعود نے پھر ایک لشکر جرار لے کر ان کا قصد کیا: لیکن انہوں نے اُسے ٹکڑے کر دیا، ادھر داؤد نے اُس پر حملہ کیا، مسعود کو شکست ہوئی، وہ اُسکے خیموں پر اور باقی سامان پر قابض ہو گیا۔

اس کے تخت پر بیٹھا، غنائم اپنے لشکر میں تقسیم کئے، اس کی فوج دشمن کے حملے کے خوف کی وجہ سے تین دن تک اپنے گھوڑوں سے نہیں اتری اس طرح ان کا قصد تام ہوا اور ان کی اُمیدیں پوری ہوئیں پھر ان کی خوش قسمتی تھی کہ ملک مسعود (اپنے قیدیوں کی وجہ سے) ہندوستان کے علاقوں کی طرف متوجہ ہو گیا اور اپنے بیٹے مودود کے ساتھ بہت بڑا لشکر سلاجقہ کے ساتھ قتال کے لئے چھوڑا۔ جب اُس نے دریائے سیحون کا پل پار کیا اُس کے لشکر نے اس کا سامان لوٹ لیا۔ اور اس کے بھائی اپر مجتمع ہو گئے اور اسے معزول کر دیا، مسعود ان کی طرف پھر لوٹا اور ان سے قتال کیا لیکن انہوں نے اُسے شکست دی اور قید کر دیا اس کے بھائی نے اُس سے کہا '' خدا کی قسم تیری بدسلوکی کے باوجود میں تجھے قتل نہیں کروں گا تو خود ہی اپنے لئے کوئی شہر پسند کر لے جس میں تو اور تیرے اہل وعیال رہیں مسعود نے قلعہ کبری کو اختیار کیا اور وہیں رہا، پھر اس کے بھائی محمد نے اپنے بیٹے کو اپنا ولی عہد بنایا اور فوج سے اُس کے لئے بیعت لی، اس کے بیٹے کا نام احمد تھا وہ فتنہ وفساد کا خوگر تھا۔ چنانچہ وہ اور یوسف بن سبکتگین دونوں نے مسعود کے قتل پر اتفاق کر لیا تا کہ معاملہ اُن کے لئے صاف ہو جائے اور ان کی بادشاہت مکمل ہو جائے چنانچہ احمد باپ کو بتائے بغیر گیا اور اسے قتل کر دیا، جب باپ کو اس کا علم ہوا تو سخت غضبناک ہوا اور بیٹے پر بہت ناراض ہوا، اپنے بھتیجے کی طرف پیغام بھیج کر معذرت کی اور قسم کھائی کہ اُسے اس بات کا علم نہیں ہوا، مودود بن مسعود نے اس کی طرف لکھا '' اللہ تیرے بیٹے کو عقل دے اس نے بہت بڑا جرم ہے میرے باپ جیسے انسان کو قتل کیا جسے امیر المؤمنین نے سید الملوک کا لقب دیا تھا، عنقریب تم جان لو گے کہ کس ظلم میں تم پھنسے ہو اور کس شر کو تم نے بغل میں لیا ہے۔ (۱)

اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جائیں گے۔

---

(۱) محمد بن محمود

چنانچہ پھر وہ لشکر لے کر ان کی طرف چلا، ان سے قتال کیا اور انہیں شکست دیکر قید کر دیا اپنے چچا محمد ان کے بیٹے احمد اور اپنے تمام چچا زاد بھائیوں کو قتل کر دیا، عبدالرحمٰن اور دوسرے امراء کو چھوڑ دیا، وہاں ایک بستی تعمیر کی جس کا نام "فتح آباذا" رکھا، پھر غزنہ کی طرف کوچ کیا شعبان میں غزنہ پہنچا وہاں اپنے دادا محمود کی طرح عدل وانصاف قائم کیا، لوگ اُس کے مطیع وفرمانبردار ہو گئے، اطراف کے رؤساء نے بھی اطاعت قبول کی، لیکن اس نے اپنی قوم کو اپنے ہی ہاتھوں ہلاک کیا اور یہی سلاجقہ کی سعادت کا ایک حصہ ہے۔

اسی سال حماد کی اولاد نے افریقہ کے حکمران بادیس پر حملہ کیا چنانچہ بادیس نے ان کی طرف کوچ کیا اور تقریباً دو سال تک ان کا محاصرہ کیے رکھا اس سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے افریقہ میں سخت مہنگائی ہوئی اور بغداد میں کرخ اور باب البصیرہ کے سنیوں اور روافض میں ایک عظیم جنگ ہوئی اور بڑی بغداد میں فریقین کے لوگ قتل کیے گئے اہل عراق اور اہل خراسان میں سے کسی نے حج نہیں کیا اس سال جن لوگوں کا انتقال ہوا ان کا تذکرہ۔

**محمد بن حسین** ...... ابن افضل بن عباس، کنیت ابویعلیٰ ہے بصرہ کے رہنے والے تھے صوفی تھے اپنی عمر اسفار میں اور پردیس میں گذاردی بتیسویں سال بغداد آئے اور وہاں ابوبکر بن ابی حدید دمشقی اور ابوالحسین بن جمیع غسانی کی روایت سے احادیث بیان کیں ثقہ وصدوق تھے اچھے اشعار کہتے تھے۔

## آغاز ۴۳۳ ہجری

اس سال طغرل بیگ جرجان وطبرستان کا بادشاہ ہوا پھر مؤید ومنصور نیشاپور لوٹا اسی سال ظہیر الدولۃ ابن جلال الدولۃ ابو جعفر کالویہ اپنے باپ کی وفات کے بعد ولی بنا، اس کے اور اس کے دونوں بھائی ابو کالیجار اور کرسانیق میں اختلاف ہوا، اسی سال ابو کالیجار نے ہمدان داخل ہو کر ترکوں کو نکالا، اسی سال کر لوگ بغداد میں وظیفہ ملنے کی وجہ سے پراگندہ حال وپریشان ہوئے اسی سال بنوزریق کا پل نہر عیسیٰ پر گرا اور وہ بڑا پل بھی جو اُسکے سامنے تھا۔ اسی سال بلغار کا ایک شخص جو حج کا ارادہ رکھتا تھا بغداد آیا اُمیں نے بتایا کہ وہ وہاں کے بڑے لوگوں میں سے ہے چنانچہ اُسے دارالخلافہ ٹھہرایا گیا اور اس کے قیام وطعام کا انتظام کیا گیا اُس نے بتایا کہ وہ ترک اور صقالبہ کی اولاد ہیں اور ترک کے دور کے شہر میں رہتے ہیں اُس نے یہ بھی بتایا کہ دن رات ان کے ہاں چھ چھ گھنٹوں کے ہوتے ہیں ان کی ان چشمے ہیں اور بغیر بارش وسیرابی کے کھیتیاں اور پھل ہوتے ہیں۔ اسی سال اعتقاد قادری جسے خلیفہ قادر نے جمع کیا تھا پڑھا گیا اور بدعت پر علماء وصوفیاء کے خطوط لئے گئے کہ یہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے اور جو اس کی مخالفت کرے گا وہ کافر وفاسق ہے سب سے پہلے اس پر شیخ ابوالحسن علی بن عمر قزوینی نے لکھا ان کے بعد دوسرے علماء نے لکھا، شیخ ابوالفرج ابن جوزی نے پورا اعتقاد اپنی نظم میں تفصیل سے ذکر کیا ہے، اس میں سلف کے اعتقادات کا ایک اچھا مجموعہ ہے۔

**بہرام بن منافیہ** ...... ابومنصور ابو کالیجار کا وزیر تھا، عفیف پاکدامن، عادل تھا فیروباز میں کتابوں کا ایک ذخیرہ وقف کیا جو اس سال ہزار جلدوں پر مشتمل تھا ان میں سے چار ہزار اوراق ابوعلی اور ابوعبداللہ بن مقلہ کے خط کے تھے۔

**محمد بن جعفر بن حسین** ...... جھری کے نام سے معروف تھے، خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں محمد بن جعفران شعراء میں سے ہیں جن سے ہم نے ملاقات کی اور ان سے سماع کیا، بہت اچھے اشعار کہتے تھے ان کے اشعار میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

میرے قلب کا ناس ہو کہ اُسکے ہمیشہ بدلتے رہنے کی وجہ سے ہم عذاب میں ہیں لوگ کہتے ہیں کہ میں نے اس کی خواہش کو صبر سے چھپا رکھا ہے۔ اگر میرے پاس صبر ہوتا تو میں اسے ظاہر کر چکا ہوتا مجھے زندگی کے بدلے میں اس کی رضا کافی ہے اور اس کے غضب کے بدلے میں اپنی موت کافی ہے۔

**مسعود الملک بن مالک محمود**[1] ...... بن ملک سبکتگین، غزنہ کے حکمران تھے اور اس کے حکمران کے بیٹے تھے چچازاد بھائی احمد بن محمد بن محمود نے قتل کیا، پھر ان کے بیٹے مودود بن مسعود نے اپنے باپ کا انتقام لیا چنانچہ اپنے باپ کے قاتل اپنے چچا اور ان کے گھر والوں کو قتل کر دیا اور خود تنہا اس طرح حکمران ہوا کہ کوئی اس کا مقابل نہ تھا۔ امیر المؤمنین متقی باللہ کی بیٹی کی عمر کافی طویل ہوئی اور اسی سال رجب کے مہینے میں اکیانوے سال کی عمر میں (مجھے کیا ہوا کہ میں مجنوں والا پردا ہو گیا نہیں ہوا مگر اُس کے غائب ہونے کی وجہ سے انتقال ہوا حریم ظاہر میں اور رصافہ میں دفن کی گئیں۔

## آغاز ۴۳۴ ہجری

اس سال ملک جلال الدولۃ نے ابو طاہر کو حکم دیا کہ زمینوں کے اموال سے ٹیکس وصول کرے اور خلیفہ کے آدمیوں کو اُن پر قبضہ کرنے سے روک دیا خلیفہ قائم باللہ اس کی وجہ سے بہت بے چین ہوا اور بغداد سے نکلنے کا عزم کر لیا، اسی سال تبریز میں سخت زلزلہ آیا جس سے شہر کی فصیل، قلعے اور گھر منہدم ہو گئے دارلأ مارۃ کے اکثر محل بھی گر گئے، پچاس ہزار آدمی ہلاک ہوئے، شہر کے لوگوں نے اس سخت مصیبت کی وجہ سے ٹاٹ کے کپڑے پہنے۔

اسی سال سلطان طغرل بیگ نے شرق کے اکثر شہروں پر قبضہ کیا جن میں خوارزم، دھستان، طبس، رلی، بلاد جبل، کرمان اور اس کے مضافات اور قزوین وغیرہ شامل ہیں، ان تمام شہروں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس کی شہرت پھیل گئی اور شان شوکت خوب بڑھ گئی۔ اسی سال ملک ساک بن صالح نے فاطمیین سے حلب کا علاقہ چھین کر اُس پر قبضہ کیا۔

اہل عراق اور دوسرے شہروں کے لوگوں نے اس سال حج نہیں کیا اور نہ ہی اس سے پہلے سالوں میں کیا، اس سال جن شخصیات کا انتقال ہوا ان میں سے بعض کا ذکر۔

**ابوذر ہروی**[2] ...... حافظ عبداللہ بن احمد بن محمد مالکی بہت سے محدثین سے احادیث سنیں مختلف شہروں کے سفر کئے، مکہ میں مقیم ہوئے، عرب میں شادی کی ہر سال حج کرتے اور حج کے ایام میں مکہ میں مقیم رہتے اور لوگوں کو احادیث سناتے، اہل مغرب نے آپ ہی سے اشعری مذہب حاصل کیا، کہتے تھے کہ میں نے مالکی مذہب باقلانی سے حاصل کیا ہے حافظ تھے، ذیقعدہ میں انتقال ہوا۔

**محمد بن الحسین** ...... ابن محمد بن جعفر، ابو الفتح شیبانی عطار، قطیط کے نام سے معروف ہیں شہروں کا سفر کیا، بہت سے محدثین سے احادیث سنیں، ظریف الطبع شیخ تھے تصوف کے راستے پر چلے وہ کہتے تھے جب میں پیدا ہوا تو میرا نام قطیط رکھا گیا جو کہ بدوؤں کا نام ہے پھر میرے کسی رشتے دار نے میرا نام محمد رکھا۔

(۱) تاریخ ابن خلدون ۴/۳۷۹، تتمة المختصر ۱/۵۱۴، ۵۲۴، دول الاسلام ۱/۲۵۶، العبر ۳/۱۸۰ شذرات الذهب ۳/۲۵۳، الكافي التاريخ ۹/۳۹۵، ۳۹۸، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۳، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۶۲، ۴۶۷، ۴۷۷، ۴۸۸، المختصر في اخبار اهل البشر ۱/۵۱۴، ۵۴، المنتظم ۸/۱۱۳، نزهة الخواطر ۱/۷۴، ۷۶، وفيات الاعيان ۵/۱۸۱)

(۲) تاريخ بغداد: ۱۱/۱۴۱، تاريخ التراث العربي لسزكين: ۱/۳۸۸ تاج المعروس: ۳/۴۵۳، تبين كذب المفترى: ۲۵۵، ۲۵۶، تذكرة الحفاظ ۳/۱۱۰۳، ۱۱۰۸ ترتيب المدارك: ۴/۶۹۶، ۶۹۸، دول ان سلام: ۱/۲۵۸، الديباج المذهب: ۲/۱۳۲، ۱۳۳، الرسالة المستطرفة: ۲۳، شذرات الذهب: ۳/۳۵۴، شجرة النور الزكية: ۱۰۴، ۱۰۵، طبقات الحفاظ: ۴۳۵، طبقات المفسرين لداودي: ۱/۳۶۶، ۳۶۸، العبر: ۳/۱۸۰، العقد الثمين: ۵/۵۳۹، الكامل الابن الأثير: ۹/۵۱۴ كشف الظنون: ۴۴۱، ۱۲۸۳، ۱۸۳، المنتظم: ۸/۱۱۵، ۱۱۶، النجوم الزاهره: ۵/۳۶، نفح المطيب ۲/۸۰، ۸۱ هدية العارفين: ۱/۴۳۸، ۴۳۸،)

# آغاز ۴۳۵ھ نائین

اس سال جزیے خلیفہ کے نواب کی طرف لوٹائے گئے ملک طغرل بیگ نے جلال الدولۃ کی طرف خط لکھا جس میں اُسے رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کی تاکید کی اور اسے لکھا کہ قبل اس کے کہ وہ کوئی ناپسندیدہ حالت دیکھے رعایا کے ساتھ اپنا سلوک درست کرے۔

## اُبوکالیجار اپنے بھائی جلال الدولۃ کے بعد

**بغداد کا بادشاہ**......اسی سال جلال الدولۃ اُبوکالیجار بن بہاء الدولۃ کا انتقال ہوا، اس کے بعد اس کا بھائی ابوکالیجار ابن بہاء الدولۃ بغداد کا بادشاہ ہوا، بغداد میں اُمراء کے سامنے اس کے نام کا خطبہ پڑھ گیا، اُمراء نے ملک عزیز ابومنصور بن جلال الدولۃ کو بغداد سے خارج کر دیا چنانچہ وہ بغداد سے نکل کر کہیں اور چلا گیا جہاں ۴۴۱ ہجری میں اس کا انتقال ہوا اُسے قریش کے مقبرے میں اپنے باپ کی قبر کے پاس دفن کیا گیا، اسی سال ملک مودود بن مسعود نے ایک بڑا لشکر خراسان کی طرف بھیجا، سلطان الپ ارسلان بن داؤد سلجوقی مقابلے کے لئے نکلا، دونوں لشکروں میں جنگ عظیم ہوئی۔

اس سال ماہ صفر میں ترک جو مسلمانوں کے شہروں پر (مسلمانوں کے شہروں میں آتے جاتے تھے) حملہ کرتے رہتے تھے اُن میں سے دس ہزار افراد مسلمان ہوئے، عید الاضحیٰ میں انہوں نے بیس لاکھ بکریاں ذبح کیں، یہ لوگ مختلف شہروں میں پھیل گئے، خطا اور تاماری جو چین کے مضافات میں آباد تھے ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔

اسی سال روم کے بادشاہ نے قسطنطنیہ سے ہر اس پردیسی کو نکال دیا جو بیس سال سے کم عرصہ سے وہاں مقیم تھا، اسی سال افریقہ کے حکمران معز ابو تمیم نے خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ اپنے ماتحت علاقوں میں پڑھوایا اور فاطمیین کا خطبہ ختم کروادیا۔ خلیفہ نے اس کی طرف خلعت اور جھنڈا بھیجا جس میں اس کی تعظیم وتوصیف تھی، اسی سال خلیفہ قائم بأمراللہ نے جلال الدولۃ کی موت سے پہلے ابوالحسن علی بن محمد بن جبیب ماوردی کو ملک طغرل بیگ کی طرف بھیجا تا کہ وہ طغرل بیگ، جلال الدولۃ اور ابوکالیجار میں صلح کروادے، ابوالحسن جرجان میں طغرل بیگ سے ملا، سلطان نے خلیفہ کے اکرام میں شہر سے چار فرسخ آگے نکل کر اس کا استقبال کیا، آئندہ سال تک اُسے اپنے پاس ٹھہرائے رکھا، ابوالحسن جب واپس خلیفہ کے پاس آیا تو اُسے سلطان کی اطاعت اور اس کے اکرام کے بارے میں بتایا اس سال انتقال کرنے والے عظیم لوگ۔

**حسین بن عثمان**......ابن منھل بن احمد بن عبدالعزیز بن ابودلف عجلی کنیت ابوسعد ہے ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے دور دراز ممالک کا سفر کیا، بغداد میں ایک عرصے تک مقیم رہے وہاں حدیث بیان کرتے رہے، خطیب بغدادی نے آپ سے روایت کی ہے اور آپ کو صدوق قرار دیا ہے، آخر عمر میں مکہ منتقل ہو گئے تھے وہیں اس سال کے ماہ شوال میں انتقال ہوا۔

**عبداللہ بن ابوالفتح**[1]......احمد بن عثمان بن فرج بن ازہر، ابوقاسم ازھری، حافظ ہیں مشہور محدث ہیں، ابن سواری کے نام سے مشہور ہیں، ابوبکر بن مالک اور دوسرے بہت سے محدثین سے احادیث سنیں، ثقہ وصدوق تھے اچھے اعتقاد اور اچھی سیرت والے تھے اس سال منگل کی رات انیس صفر کو اسی سال دس دن کی عمر میں انتقال ہوا۔

---

(١) (الأنساب: ١/٢٠٦، (الأزهري) ٧/١٨٠ (السوادي)، تاريخ بغداد: ١٠/٣٨٥، شذرات الذهب: ٣/٢٥٥، العبر: ٣/١٨٣، غاية النهاية: ١/٤٨٥، اللباب: ١/٤٨، ٢/١٥١، المنتظم: ٨/١١٧، ١١٨، النجوم الزاهرة: ٥/٣٧.)

**سلطان جلال الدولة**[1] ......ابوطاہر ابن بہاء الدولة بن بویہ دیلمی، عراق کے حکمران تھے، عبادت گذار اور پرہیز گار لوگوں سے محبت کرتا تھا ان کی زیارت کے لئے جاتا اور ان سے دعا کی درخواست کرتا بارہا اس پر مصیبتیں آئیں اپنے گھر سے نکالا گیا، ایک دفعہ بغداد سے بالکلیہ نکال دیا گیا پھر دوبارہ بغداد لوٹا، جگر کے درد میں مبتلا ہوا جس کی وجہ سے اس سال پانچ شعبان کو شب جمعہ میں انتقال ہوا، اکیاون سال چند مہینے عمر ہوئی جن میں چھبیس سال گیارہ مہینے عراق پر حکمرانی کی۔

## آغاز ۴۳۶ھ

اس سال ابو کالیجار بغداد داخل ہوا پانچوں نمازوں کے اوقات میں طبل بجانے کا حکم دیا اس سے پہلے بادشاہوں نے کبھی ایسا نہ کیا تھا، صرف عضد الدولة کے لئے تین اوقات میں طبل بجایا جاتا تھا، پانچوں اوقات میں طبل بجانا صرف خلیفہ کے لئے تھا، رمضان میں وہ بغداد میں داخل ہوا، افواج میں اموال کثیرۃ تقسیم کئے، دس ہزار دینار خلیفہ کی طرف بھیجے، فوج کے سردار بساسیری، نشاوری اور ھمام ابواللقباء کو خلعتوں سے نوازا، خلیفہ نے اسے محی الدولة کا لقب دیا، بہت سے شہروں میں اُمراء کے حکم سے اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، ھمدان میں بھی اس کا خطبہ پڑھا گیا، سلطان طغرل بیگ کے نائبین کا اختیار باقی نہ رہا۔

اس سال طغرل بیگ نے ابوالقاسم عبداللہ جوینی کو اپنا وزیر بنایا یہ اس کا پہلا وزیر تھا، اسی سال ابونصر احمد بن یوسف صاحب نصرہ آیا یہ یہودی تھا حبرانی کی موت کے بعد اسلام قبول کیا، اسی سال نقابۃ الطالبین ابواحمد بن عدنان بن رضی اپنے چچا مرتضی کی وفات کے بعد ولی بنا، اسی سال اُبوطیب طبری[2] باب الطاق کی قضاء کے ساتھ جسکا وہ پہلے سے والی تھا کرخ کی قضاء کا بھی والی بنا، اسی سال اُمیر الأمراء ابوقاسم بن مسلم نے خلیفہ کے دیوان کی کتاب دیکھی، اُسے خلیفہ کے ہاں بلند مرتبہ حاصل تھا اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا، اس سال جن شخصیتوں کا انتقال ہوا ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

**حسین بن علی** ......ابن محمد بن جعفر، ابوعبداللہ ضمیری، ''ضمیری'' بصرہ میں ایک نہر کی طرف نسبت ہے جس کا نام ضمیر ہے، اس نہر پر کئی بستیاں آباد ہیں ابتداء مدائن اور پھر اس کے ساتھ کرخ کے ربع حصے کے بھی قاضی بنے، ابوبکر مفید ابن شاہین وغیرہ کی روایت سے احادیث بیان کیں، صدوق تھے حسن معاشرت و حسن عبادت کے ساتھ متصف تھے، علماء کے حقوق کا خیال رکھتے تھے، شوال میں بچاسی سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

**عبدالوہاب بن منصور**[3] ......ابن احمد، ابوالحسن اھوازی، ابنالمشتری کے نام سے معروف تھے اھواز اور اس کے مضافات کے علاقوں کے قاضی تھے، مذہباً شافعی تھے، بادشاہ کے ہاں آپ کو بڑی قدر و منزلت حاصل تھی، صدوق تھے، مالدار تھے، حسن سیرت کے حامل تھے۔

---

(۱)(لمنتظم: ۱۱۸/۸، تتمة المختصر: ۵۲۲/۱، شذارت الذهب: ۲۵۵/۳، العبر: ۱۸۳/۳، ۱۸۴، الكامل في التاريخ: ۳۶۱/۹، ۳۶۲، ۳۷۳، ۴۰۸، ۴۳۱، ۴۴۱، ۴۵۳، ۴۵۵، ۴۵۹، ۴۷۱، ۴۷۹، ۵۱۱، ۵۱۲، المختصر في أخبار البشر: ۱۶۶/۲، ۱۶۷، معجم الانساب والأسرات الحاكمة: ۲۲۱، النجوم الزاهرة: ۳۷/۵)

(۲)(قاضی ضمیری کی موت کے بعد)

(۳)(الأنساب: ۴۲۸/۸، الانساب المتفقه: ۹۱، ۹۲، تاريخ بغداد: ۹۸/۸، ۹۷تاج التراجم: ۲۶تتمته المختصر: ۵۲۷/۱، تهذيب بن عساكر: ۲۴۷/۴، الجواهر المضية: ۱۱۲/۲، ۱۱۸، شذرات الذهب: ۲۰۲/۳، طبقات الفقهاء لطاش كبري: ۸۰، الطبقات السنيه: (۷۷۰)، العبر ۱۸۲/۳، الفرائد البهيه: ۲۷، كشف الظنون: ۱۲۲۸/۲، ۱۸۳۷، الباب: ۲۰۰/۲المختصر فى أخبار البشر: ۱۶۷/۲، بعجم البلدان: ۳۳۹/۳، المنتظم: ۱۱۹/۸، النجوم الزاهرة: ۳۸/۵، هديه العارفين: ۳۰۹/۱)

**شریف مرتضٰی** (۱) ......علی بن حسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن اَبی طالب شریف موسوی ۔ مرتضٰی دونجدین (دوشرافتوں والے) تھا اپنے بھائی ذوالحسبین سے بڑے تھے، امامیہ واعتزال کے مذھب پر عمدہ اشعار کہتے تھے اس پر مناظرہ کرتے ۔ان کے ہاں تمام مذاہب پر مناظرہ ہوتا تھا، شعیہ مذہب کے اصول وفروع پر ان کی بہت سی تصانیف ہیں، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے شعبہ مذہب میں ان کے تفردات نقل کئے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں، سجدہ صرف زمین پر یا جنس زمین پر جائز ہے، پتھروں سے استنجاء صرف پاخانے میں جائز ہے پیشاب میں نہیں، کتابیات حرام ہیں اہل کتاب کے ذبائح اسی طرح ان کے اور دوسرے کفار کے تیار کردہ کھانے حرام ہیں، طلاق صرف دو گواہوں کی موجودگی میں ہوسکتی ہے طلاق معلق واقع نہیں ہوتی اگر چہ شرط پائی جائے، جو شخص عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو جائے اور نصف رات گذر جائے اس قضاء واجب ہے، اور اس پر واجب ہے کہ نماز قضاء کرنے کے کفارے کے طور پر صبح روزہ رکھے، اگر عورت اپنے بال کاٹ دے تو اس پر قتل خطاء کا کفارہ واجب ہوگا، جس شخص نے مصیبت میں اپنا کپڑا پھاڑا اس پر کفارہ یمین واجب ہوگا، جس شخص نے بے علمی کی وجہ سے ایسی عورت سے شادی کر لی جس کا شوہر موجود تھا اس پر واجب ہے کہ پانچ درھم صدقہ کرے، چوری صرف انگلیوں کے پودے کاٹے جائیں گے، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میں نے یہ تفردات ابو وفا یا بن عقیل کے طریق سے نقل کئے ہیں۔ یہ سارے مسائل تعجب خیز ہیں، اجماع کے خلاف ہیں۔ان سے بھی زیادہ تعجب انگیز بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مذمت کرتا ہے'' اس کے بعد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب وعثمان رضی اللہ عنہ اور عائشہ صدیقہ وحفصہ رضی اللہ عنہ کی تکفیر کے بارے میں اس کے اقوال قبیحہ ذکر کئے۔ اگر اس نے توبہ نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ہم مسلک نجس وناپاک روافض کو رسوا و ذلیل کرے ابن جوزی کہتے ہیں کہ ہمیں ابن ناصر نے ابوالحسن طیوری سے روایت بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو قاسم بن برھان کو بھی کہتے ہوئے سنا کہ'' میں شریف مرتضٰی کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ وہ دیوار کی طرف رخ کئے ہوئے کہہ رہا ہے'' ابوبکر وعمر کو حکمران بنایا گیا تو انہوں نے عدل کیا، اُن سے رحم طلب کیا گیا انہوں نے رحم کیا، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے، میں اس سے اُٹھ کر واپس پلٹا ابھی اس کے گھر کی چوکھٹ تک نہ پہنچا تھا کہ ایک چیخ کی آواز اس پر سنی'' اس سال اکیاسی سال کی عمر میں انتقال ہوا، ابن خلکان نے اسے ذکر کیا ہے، اور انہوں نے اس کی تعریف بھی کی ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ شعراء کی تعریف کرتے ہیں، اور اس کے عمدہ اشعار بھی ذکر کئے اور یہ لکھا کہ'' کہا جاتا ہے کہ کتاب، نہج البلاغہ کے واضع یہی ہیں۔

**محمد بن احمد**......ابن شعیب بن عبداللہ بن فضل، ابومنصور رویانی شیخ ابواحمد اسفرائینی کے ساتھی ہیں خطیب بغدادی کہتے ہیں'' یہ بغداد میں رہے وہاں احادیث بیان کیں، ہم نے ان سے احادیث لکھیں صدوق تھے، قطیعہ الربیع میں رہتے تھے، اس سال ربیع الاول میں انتقال ہوا باب حرب میں دفن کئے گئے۔

---

(۱) (ایضاح المکنون: ۱/۰، ۱۳۶، انبا الرواۃ: ۲/۲۴۹، ۲۵۰، أعیان الشعیۃ: ۱۸۸/۴۱، ۱۸۹، بغیۃ الوعاۃ: ۱۶۲/۲، تاریخ الاسلام وفیات ۴۳۶ھ، تاریخ بغداد: ۱۱/۴۰۲ ۴۰۳ تتمۃ المختصر: ۱/۵۲۷، تتمہ الیتیمۃ: ۱/۵۳ ۵۶۰، تذکرہ المتجرین: ۴۸۶،۴۸۷، تلخیص ابن مکتوم: ۱۳۴ جھرۃأنسابالعرب، ۶۳تنقی المقال: ۲/۲۸۴،۲۸۵، الدرجات الرفیعہ: ۴۵۸، دمیۃ القصر: ۱/۲۹۹: ۳۰۰، دول الاسلام: ۱/۲۵۸، الذریعۃ: ۲/۴۰۱، الذخیرۃ فی محاسن أھل الجزیرہ القسم الراج المجلد الثانی ۴۶۵ ۴۷۵ روضات الطوسی: ۹۷، ۱۰۰، العبر: ۱۸۶/۳ عیون التواریخ: ۱۲/۲۰۴. ۲۰۸، فھرست المقال: ۲/۲۸۴، ۲۸۵ الکامل فی التاریخ، ۱۲۰/۸. ۱۲۶ کتاب الرجال: ۱۹۲، ۱۹۳، کشف الظنون، ۴۸۷. ۴۹۴، لسان المیزان: ۲۲۳/۴، ۴۰، ۴۲، المقرفی اخبار البشر: ۲/۱۶۷، مراۃ الجنان ۵۵/۳. ۵۷، معجم الأدبا: ۱۳/۱۴۶، ۱۵۷، المنتظم: ۱۲۰/۸ ۱۲۶ منھج المقال ۲۳۱، ۲۳۲، منھی المقال: ۲۱۴ میزان الاعتدال: ۱۲۴/۳، النجوم الزاھرہ: ۳۹/۵، نزھۃ الجلیس: ۲/۳۷۳، ۳۷۴ بعدیۃ العارفین: ۱/۶۸۸ بالوفیات: خ۱۲/۴۰، ۴۲ دفیات الأعیان: ۳/۳۱۳، ۳۱۶)

**ابوالحسن بصری معتزلی**(۱)...... محمد بن علی بن خطیب، ابوحسن بصری متکلم معتزلہ کے شیخ اور ان کے مؤید و مختصر تھے، بہت سی تصانیف کے ذریعے ان کا دفاع کیا اس سال ربیع الآخر میں انتقال ہوا، قاضی ابوبکر صیمری نے نماز جنازہ پڑھائی، شونیزی میں دفن کئے گئے، صرف ایک حدیث روایت کی ہے جسے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اس طرح ذکر کیا ہے ''ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن طیب نے کہ ھلال البرائ کے بھتیجے ہلال بن محمد پر حدیث پڑھی گئی اس حال میں کہ میں سُن رہا تھا ان سے کہا گیا آپ کو حدیث بیان کی ہے ابوسلم کجی، ابوخلیفہ فضل بن حباب جمحی، غلابی، مازنی اور زریقی نے ابومسعود بدری سے انہوں نے کہا ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نبوت کی باتوں میں سے جو باتیں لوگوں نے پائی ہیں ان میں سے یہ بات ہے کہ'' جب تم حیا نہ کرو تو جو چاہے کرو، غلابی کا نام محمد ہے، مازنی کا نام محمد بن حامد ہے اور زریقی ابوعلی محمد بن احمد بن خالد بصری ہیں۔

## آغاز ۴۳۷ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ سلجوق نے اپنے بھائی ابراہیم کو بلاد جبل کے طرف بھیجا چنانچہ ابراہیم نے وہاں جا کر قبضہ کیا اور وہاں کے حکمران کرشاسف ابن علاء الدولۃ کو وہاں سے نکال باہر کیا، وہ نکل کر کردوں کے پاس چلا گیا پھر ابراہیم نے دینور کی طرف کوچ کیا اس پر قبضہ کر کے اس کے حکمران ابوشواک کو بھی نکال دیا، چنانچہ وہ نکل کر حلوان گیا ابراہیم نے وہاں بھی اس کا پیچھا کیا اور حلوان پر جبراً قبضہ کیا اس کا گھر جلا دیا، اس کے اموال پر قبضہ کیا، یہ حالت دیکھ کر سلطان کالیجار نے سلاجقہ کے خلاف قتال کی تیاری شروع کی لیکن قوت کی کمی کی وجہ سے وہ اس پر قادر نہ ہوسکا کیونکہ اس سال گھوڑوں میں ایک بیماری پھیلی جس کی وجہ سے اُسکے تقریباً بارہ ہزار گھوڑے مر گئے بغداد میں مردہ گھوڑوں کی بدبو کی وجہ سے تعفن ہوگیا، اس سال روافض واہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی لیکن پھر دونوں فریقوں نے مل کر یہود کے گھر لوٹے ان کے پرانے کنیسے جلا ڈالے، واسط میں نصاریٰ کے ایک بڑے شخص کا انتقال ہوا، ان کے لوگ تعزیت کے لئے وہاں ایک مسجد کے دروازے پر بیٹھے، زبردستی اس کا جنازہ نکالا اس کی حفاظت کے لئے ترکوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ تھی عوام نے اس پر حملہ کر کے انہیں شکست دی، میت چھین کر اسے کفن سے نکال کر جلا دیا اور اس کی راکھ دجلہ میں پھینک دی اس کے بعد کنیسوں کی طرف گئے انہیں لوٹا، ترک ان کے دفاع سے عاجز آ گئے اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

**اس سال جن شخصیات کا انتقال ہوا**...... فارس بن محمد بن عناز دینور کا حکمران تھا اسی سال انتقال ہوا وغیرہ۔

**خدیجہ بنت موسیٰ**...... ابن عبداللہ، واعظہ تھیں، بنت باقل کے نام سے مشہور تھیں، اُم سلمہ کنیت تھی، خطیب بغدادی کہتے ہیں ''میں نے ان سے احادیث لکھی ہیں''۔

**احمد بن یوسف سیلکی منازی**...... شاعر و کاتب تھے، احمد بن مروان کردی کے وزیر تھے میافارقین اور دیار بکر کے حکمران تھے، فاضل، ذکی لطیف نیک تھے، کئی دفعہ قسطنطنیہ سفیر بن کر گئے اور بہت سی نادر کتابیں حاصل کیں جو جامعہ آمد اور میافارقین میں وقف کر دیں ایک دن ابوعلا معری

(۱)(تاریخ بغداد: ۳/ ۱۰۰، تاریخ الحکماء: ۲۹۳، تتمہ المختصر: ۱/ ۵۲۷، تعرف فیہ الی ابو الحسن تراجم الرجال: ۳۵ الجواھر المضیۃ: ۲/ ۹۳- ۹۴، دول الاسلام: ۱/ ۲۵۸، روضات الجنات: ۱۷۸، شذرات الذھب: ۳/ ۲۵۹، طبقات المعتزلۃ: ۱۱۸، العبری ۳/ ۱۸۷، عیون التواریخ: ۲۱۲- ۲۱۳، الکامل فی التاریخ: ۹/ ۵۲۷، کشف الظنون ۴۱۳، ۱۲۰۰، ۱۲۷۲، لسان المیزان: ۵/ ۲۹۸ المختصر فی الأخبار البشر: ۲/ ۱۶۷، ۱۶۸، المنتظم: ۸/ ۱۲۶، ۱۲۷، میزان الاعتدال ۳/ ۶۵۴، ۶۵۵، النجوم الزاھرۃ ۵/ ۳۸ ھدیہ العارفین ۲/ ۶۹، الوافي بالوفیات: ۴/ ۱۲۵، وفیات الاعیان: ۴/ ۲۷۱۔)

کے پاس گئے تو انہیں کہا، میں لوگوں سے علیحدہ رہتا ہوں اور وہ مجھے تکلیف دیتے ہیں میں نے ان کے لئے دنیا چھوڑ دی ہے، وزیر نے کہا: آخرت بھی، کہنے لگے اے قاضی آخرت بھی؟ کہا، ہاں آخرت بھی، ان کا ایک دیوان ہے جس کی نظیر کم ملتی ہے قاضی فاضل نے اس جیسا دیوان لکھنا چاہے لیکن نہ لکھ سکے، اسی سال انتقال ہوا وادی نزاعة کے بارے میں ان کے اشعار میں سے بعض یہ ہیں:

تیز دھوپ کی جھلس سے ہمیں اس وادی نے بچایا، جسے نیت عسیم کے جھنڈ نے بچا رکھا ہے، ہم اس وادی کے ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہرے، تو وہ ہم پر جھک گیا جیسے دودھ پلانے والی عورتیں بچے پر جھکتی ہیں۔ ہم نے پیاس پر ایسا میٹھا صاف پانی پیا جو ندیم کے لئے شراب کے لذیذ ہونے سے زیادہ لذیذ ہے۔ وہ دھوپ کو روکتا ہے میرے آنے کی وجہ سے اسے روکتا ہے تا کہ باد نسیم کو اجازت دے، اسکی کنکریاں زیور پہنی ہوئی دوشیزاؤں کو وہ اپنے پروئے ہوئے ہار کے کنارے کو چھونے لگتی ہیں، تعجب میں ڈال دیتی ہیں۔

ابن خلکان کہتے ہیں "یہ اشعار اپنے باب میں انتہائی بدیع ہیں"۔

## آغاز ۴۳۸ھ

اسی سال کا آغاز اس حال میں ہوا کہ چوپاؤں میں اموات بہت کثرت سے تھیں یہاں تک کہ بغداد شہر بدبو سے متعفن ہو گیا۔ ابن جوزی کہتے ہے بعض اوقات لوگ طبیب بلا کر لاتے تا کہ جانور کا علاج کریں وہ انہیں جو، کا پانی پلا کر ان کا علاج کرتے، اسی سال سلطان ابن طغرل بیگ نے اصبہان کا محاصرہ کیا اہل شہر نے اس بات پر صلح کی کہ وہ اسے مال دیگیں اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا، انہوں نے صلح قبول کر لی، اسی سال مھلھل قرمیسین اور دینور کا بادشاہ ہوا اسی سال بنی خفاجہ پر ایک شخص امیر ہوا جسے رجب بن ابی منیع بن ثمال کہا جاتا تھا یہ بدران بن سلطان بن ثمال کے بعد امیر ہوا اور یہ بدوسب سے زیادہ لوگوں کو بیت اللہ سے روکتے تھے، اللہ ان کو کوئی خیر نہ دے۔

الشیخ ابو محمد جوینی (۱) ...... شافعیہ کے امام، عبداللہ یوسف بن محمد بن حیسو یہ شیخ ابو محمد جوینی امام الحرمین ابو المعالی عبدالملک بن ابی محمد کے والد تھے ان کی نسل اس قبیلے سے ہے جسے سنبس کہا جاتا ہے جوین نیشا فور کے مضافات میں ہے مختلف شہروں میں مشائخ کی ایک جماعت سے حدیث سنی، ادب اپنے والد سے پڑھا، فقہ ابوطیب سھل بن محمد صعلو کی ہے سے حاصل کی پھر مرو ابوبکر عبداللہ بن احمد قتال کے پاس گئے پھر نیشا پور واپس لوٹے اور مناظرے کی مجلس قائم کی، لوگ ان سے ڈرتے تھے ان کے سامنے سنجیدگی ہی اختیار کی جاتی تھی بہت سے علوم میں کثیر تعداد میں کتابیں تصانیف فرمائیں، زاہد تھے دین کے معاملے بہت محتاط تھے حتیٰ کہ بعض اوقات دو دفعہ زکوۃ نکالتے، ان کا ذکر میں نے طبقات شافعیہ میں کیا ہے اور ان کی تعریف میں ائمہ کے اقوال بھی نقل کئے ہیں، اس سال کے ماہ: یعقدہ میں انتقال ہوا ابن خلکان کہتے ہیں "انہوں نے ایک ضخیم تفسیر لکھی ہے جو مختلف انواع علوم پر مشتمل ہے، فقہ میں ان کی تصنیف "التذکرة والتبصرة" ہے مختصر المختصر، الفرق والجمع "سلسلة" وغیرہ کتابیں تصنیف کیں، فقہ اصول، ادب وعربیت کے امام تھے اس سال ادھیڑ عمر میں انتقال ہوا، سمعانی نے انساب میں لکھا ہے کہ ۴۳۴ھ میں انتقال ہوا۔

(۱) الانساب ۳/۳۵، تبیین کذب المفتری: ۲۵۷، ۲۵۸، تتمہ المختصر: ۱/۵۲۹، دمیة القصر: ۲/۹۹۸، ۹۹۹، شذرات الذهب: ۳/۲۶۱، طبقات ایوسنوي: ۱/۳۳۸، ۳۴۰، طبقات ابن قاضي شهبة، ۱۱۰، طبقات بن هدیه الله ۱۴۴۱، ۱۴۵، طبقات اسمکی ۵/۷۳، ۹۳، طبقات العبادی ۱۱۲، طبقات المفسرین الداوودی: ۱/۲۵۳، ۲۵۵ طبقات ابن اصلاح الورمة ۵۵، امیر ۳/۱۸۸، الکامل فی التاریخ، ۹/۵۳۵، کشف الظنون ۳۳۹، ۳۸۵، ۴۴۵ الباب ۱/۳۱۵، معجم البلدان، ۲/۱۹۳، مفتاح السعاده ۲/۱۸۳ المنتظم ۸/۱۳۰، ۱۳۱ النجوم الزاهر ۵/۴۲، هدیة العارفین ۱/۵۵۱، وفیات الأعیان ۳/۴۷)

## آغاز سن ۴۳۹ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ اور ابو کالیجار میں صلح ہوئی، طغرل بیگ نے ابو کالیجار کی بیٹی سے شادی کی اور کالیجار کے بیٹے ابو منصور نے طغرل بیگ کے بھائی سلطان داؤد کی بیٹی سے شادی کی، اس سال کردوں نے ابو شواک کے بھائی سرخاب کو قید کر کے اپنے امیر ینال کے سامنے پیش کیا، ینال نے اس کی ایک آنکھ نکالنے کا حکم دیا، اسی سال ابو کالیجار بطیحہ کے علاقوں پر قابض ہوا، وہاں کے حکمران ابو نصرہ نے (بھاگ کر) اپنے آپ کو بچالیا، اسی سال ایک آدمی اصفر تغلبی ظاہر ہوا اُس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ان لوگوں میں سے جن کا ذکر کتابوں میں ہے، ایک خلق کثیر کو اس نے گمراہ کیا بہت سے شہروں سے اموال لوٹ کر تقویت حاصل کی اور عروج پایا لیکن پھر اچانک اسے قید کر لیا گیا، دیار بکر کے حکمران نصیر الدولۃ ابن مروان کے سامنے پیش کیا گیا اس نے بیڑیاں ڈلوا کے قید کر دیا، اس سال جانوروں کے کمی کی وجہ سے عراق و جزیرۃ میں شدید وباء پھیلی اتنی اموات ہوئیں کہ بازار خالی ہو گئے، مریضوں کی ضرورت کی اشیاء کم پڑ گئیں، موصل سے خط پہنچا کہ وہاں صرف چار سو آدمی نماز جمعہ پڑھتے ہیں اور صرف ایک سو بیس ذمی باقی رہ گئے ہیں، اس سال سخت مہنگائی ہوئی، بغداد میں روافض اور اہل سنت میں فتنہ وفساد ہوا جس میں بہت سے لوگ مارے گئے، عراق کے لوگوں میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال جن شخصیات کا انتقال ہوا ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

**احمد بن محمد بن عبداللہ بن احمد**...... کنیت ابوالفضل تھی ہاشمی تھے قاضی بھی تھے، رشید کی اولاد میں سے تھے، بجستان کے قاضی ہوئے، غطریفی سے احادیث کی سماعت کی خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے اپنے بارے میں اپنا یہ شعر سنایا:

لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم سخاوت میں میانہ روی اختیار کرو، اس لئے کہ تم انصاف کرنے والے ہو اور انصاف کرنے والا ظلم نہیں کرتا۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ میں اس خاندان کا فرد ہوں، جن کی جود و سخاوت کا جھنڈا بلند ہے۔ خدا کی قسم میں محفوظ رکھوں گا اس فعل کو جو میرے دادا رشید نے اور ان سے پہلے منصور نے کیا۔

**عبدالواحد بن محمد**...... ابن محمد بن یحییٰ بن ایوب ابوالقاسم مطرز کے نام سے مشہور تھے، شاعر تھے ان کے بعض اشعار یہ ہیں۔

اے بندے تیرے کتنے ہی گناہ اور معاصی ہیں، اگر تو انہیں بھول گیا ہے تو اللہ نے انہیں محفوظ کر رکھا ہے اے بندے وہ دن ضرور آنا ہے جس میں تو کھڑا ہوگا، تیرے اس کھڑے ہونے کو یاد کرنا دل کو خون آلود کر دیتا ہے جب میرے دل پر تو اس کے ذکر کو لاتا ہے اور میرا گمان برا ہے ہونے لگتا ہے تو میں استغفر اللہ کہتا ہوں۔

**محمد بن حسن بن علی**...... ابن عبدالرحیم ابوسعد وزیر سلطان جلال الدولۃ کے چھ دفعہ وزیر ہوئے چھپن سال کی عمر میں جزیرۂ ابن عمر میں وفات پائی۔

**محمد بن احمد بن موسیٰ**...... ابوعبداللہ شیرازی حافظ تھے، خطیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ''بغداد آئے تو وہاں اپنا زہد و تقویٰ، دنیا سے بے رغبتی و کنارہ کشی ظاہر کی، لوگ ان کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے بڑی تعداد میں ان کی مجلس میں حاضر ہوتے، کچھ عرصے بعد ایسا ہوا کہ جب اس پر کوئی چیز پیش کی جاتی وہ قبول کر لیتا اسطرح اُس کے پاس بہت مال جمع ہو گیا، عمدہ و اعلیٰ قسم کے ۵ کپڑے پہنتا، بہت سے معاملات چل پڑے، متبعین کی تعداد بڑھ گئی، اُس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ جہاد کرنا چاہتا ہے، ایک جم غفیر اس کے پیچھے ہو گیا، بیرونِ شہر لوگوں کو جمع کیا، نماز کے اوقات میں اُس کے لئے طبل بجایا جاتا، آذربائیجان کی طرف گیا تو لوگوں کا ایک لشکر اُس کے گرد جمع ہو گیا، وہیں اس سال اس کی وفات ہوئی۔

خطیب کہتے ہیں کہ بغداد میں انہوں حدیثیں بیان کی ہیں، میں نے اُن سے کچھ احادیث لکھیں میرے بعض ساتھیوں نے اُسکی طرف سے

مجھے حدیثیں سنائیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ضعیف تھا پھر انہوں نے کسی کا شعر پڑھا:

جب تو لذّت میں نفس کی اطاعت کریگا تو تیری نسبت کی جائے گی۔ بے عقلی و نادانی کی طرف اور جب تو ہر دفعہ لوگوں کی دعوت قبول کریگا تو وہ تجھے دعوت دینے لگیں گے بُرے حرام کام کی۔

**محمد بن حسین**...... ابن عمر بن برہان، ابوحسن غزال، محمد بن حسن اور دوسرے محدثین سے سماعت کی، صدوق تھے۔

**محمد بن علی بن ابراہیم**...... ابوخطاب حنبلی، شاعر ہیں، ان کے بعض اشعار یہ ہیں۔

محبت جو حکم دے اس کی اطاعت کی جاتی ہے، محبوب جو جرم کرے اُسے برداشت کیا جاتا ہے

وہ محبت کرتا ہے اور پھر بیماری ولاغری کی شکایت کرتا ہے، ہر وہ محبت جو جسم کو لاغر نہ کردے وہ محض ایک دعویٰ ہے

شام کی طرف سفر کیا معرۃ نعمان سے گذرا تو ابوعلا معری نے اشعار کے ذریعے اس کی تعریف کی اُنہوں نے فی البدیہہ اشعار کہے، بغداد سے سفر کے وقت خوبصورت آنکھوں والے تھے واپسی پر نابینا ہو چکے تھے، اس سال ذی قعدہ میں وفات پائی کہا جاتا ہے کہ سخت رافضی تھے، واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

**شیخ ابوعلی سنجی** (۱)...... حسین بن شعیب بن محمد، اپنے زمانے میں شوافع کے شیخ تھے ابوبکر قفال سے علم حاصل کیا، ابن حداد کی کتاب "الفروع" کی شرح لکھی جس کی ان سے پہلے ان کے شیخ شرح لکھ چکے تھے، ان سے پہلے قاضی ابوطیب طبری نے اس کی شرح کی تھی ابوعلی سنجی نے ابن قاص کی کتاب تلخیص کی بھی ایک ضخیم شرح لکھی، کتاب المجموع ان کی تصنیف ہے، امام غزالی نے اپنی کتاب "وسیط" اسی سے اخذ کی ہے۔

ابن خلکان کہتے ہیں "یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عراقیوں کے طریق کو جمع کیا" ۴۳۰ھ کے بعد انتقال ہوا۔

## آغاز سن ۴۴۰ھ

اس سال ماہ جمادی الثانی میں سلطان ابوکالیجار کا انتقال ہوا جو حکمران بغداد تھے بیمار ہو گئے تھے دن میں تین دفعہ پیچھے لگوائے گئے تختے پر اٹھا کر لائے گئے جمعرات کی رات انتقال ہوا، غلاموں نے خزانے لوٹ لئے باندیوں نے اس کے خیمے کے علاوہ سارے خیمے جلا دیئے، اس کے بعد اس کا بیٹا ابونصر بادشاہ ہوا، ملک رحیم کا خطاب دیا گیا دارالخلافہ میں داخل ہوا تو خلیفہ نے سات خلعتوں سے نوازا، کنگن اور طوق پہنائے، اس کے سر پر تاج اور سیاہ عمامہ رکھا اور اسے وصیت کی، اس کے بعد وہ گھر لوٹا لوگوں نے آ کر مبارکباد دی، اسی سال شہر شیراز کے گرد فصیل تعمیر کی گئی جو گولائی میں ۱۲ بارہ ہزار، انچائی میں ۸ آٹھ اور عرض میں ۶ چھ گز تھی اس کے گیارہ دروازے تھے۔

اسی سال ابراہیم بن نیال نے مملکت روم کے ساتھ جہاد کیا ایک لاکھ جانیں اور چار ہزار زر ہیں مال غنیمت میں حاصل ہوئی ایک قول کے مطابق ۱۹ اُنیس ہزار زر ہیں غنیمت میں آئیں، قسطنطنیہ کے اور درمیان صرف ۱۵ پندرہ دن کا فاصلہ رہ گیا، غنیمت کا مال دس ہزار چھکڑوں پر لادا گیا اسی سال ذخیرۃ الدین ابوعباس احمد خلیفہ قائم بامر اللہ کے لئے اس کے والد کے بعد ولی عہد ہونے کا خطبہ پڑھا گیا، اور اس پر اس کو مبارکباد دی گئی۔

اس سال روافض اور اہل سنت میں قتل وقتال ہوا بغداد میں خوب فتنے برپا ہوئے اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال جن شخصیات کا انتقال ہوا ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

---

(۱) (الأنساب: ۱۶۵/۷، تهذيب الأسماء واللغات: ۲۶۱/۲ طبقات ابن هداية الله: ۱۴۲، ۱۴۳، طبقات السبكی: ۳۴۴/۴، عيون التواريخ: ۱۸۳/۱۲، اللباب: ۱۴۷/۲، معجم البلدان: ۲۶۴/۳، هدية العارفين ۳۰۹/۱، ابو افی بالوفيات: ۳۷۸/۱۲.)

**حسن بن عیسیٰ بن مقتدر**[1] ......ابومحمد عباسی ۳۴۳ھ میں ماہ محرم میں پیدا ہوئے، اپنے استاد احمد بن منصور سکری، ابوازھر عبدالوہاب کاتب سے سماعت کی، فاضل دیندار تھے، خلفاء کی خبروں کے حافظ تھے، جنگوں کے واقعات کے عالم تھے، صالح تھے خلافت کے حصول پر قدرت کے باوجود اس سے اعراض اختیار کیا اور اس پر قادر کو ترجیح دی اس سال ستانوے سال کی عمر میں انتقال ہوا، انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ انہیں باب حرب میں دفن کیا جائے، چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔

**ھبۃ اللہ بن عمر بن احمد بن عثمان** ......کنیت ابوقاسم تھی واعظ تھے ابن شاہین کے نام سے معروف تھے ابوبکر بن مالک ابن ماسی برقانی سے احادیث کی سماعت کی خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے احادیث لکھی ہیں، صدوق ۳۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور اس سال ربیع الثانی میں انتقال ہوا، باب حرب میں دفن کئے گئے۔

**علی بن حسن** ......ابن محمد بن منتاب ابومحمد قاسم ابن ابی عثمان دفاق کے نام سے مشہور ہیں خطیب کہتے ہیں۔انہوں نے قطیعی وغیرہ سے احادیث سنیں، صالح، صدوق دیندار تھے۔

**محمد بن جعفر بن اَبوفرج**[2] ...... وزیر تھے، ذوالسعادات لقب تھا، فارس و بغداد میں ابوکالیجار کے وزیر ہے انتہائی بامروت، عمدہ اشعار کہنے والے اور نرم خو تھے، ان کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے آٹھ ۸ ماہ کا بچہ چھوڑ کر وفات پائی، اس کے پاس تقریباً ایک لاکھ دینار تھے۔

وصی نے یا کسی اور نے اس کی طرف لکھا ''فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے پیچھے ایک بچہ ہے جس کی عمر آٹھ ماہ ہے، اور تقریباً ایک لاکھ دینار ترکہ چھوڑا ہے، اگر وزیر مناسب سمجھیں تو بچے کے بالغ ہونے تک مال قرض لے لیں'' وزیر نے صفحہ کی پشت پر لکھا'' جو مر گیا ہے اللہ اس پر رحم کرے، یتیم کے نقصان کو پورا کرے، اس کے مال کو بڑھادے، اور غلط نیت سے کوشش کرنے والے پر لعنت کرے، ہمیں یتیموں کے مال کی کوئی ضرورت نہیں، قید کر کے رمضان کے مہینے میں قتل کئے گئے اکیاون سال عمر تھی۔

**محمد بن محمد بن ابراہیم**[3] ......ابن غیلان بن عبداللہ بن غیلان بن حلیم بن غیلان، طالب بزار کے بھائی تھے، ایک جماعت سے احادیث بیان کرتے ہیں، وہ آخری شخص ہیں جنہوں نے ابوبکر شافعی سے احادیث بیان کی ہیں، صدوق دیندار، صالح تھے کبیرالسن ہونے کے باوجود وہمی تھے ان کے پاس ایک ہزار دینار تھے، روزانہ انہیں اپنی جھولی میں ڈالتے اور چومتے پھر واپس اپنی جگہ رکھ دیتے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اجزاء غیلانیات کی تخریج کی ہے وہ ہمارا اسماع ہیں، چورانوے سال کی عمر میں پیر کے دن چھ شوال کو اس سال انتقال ہوا، بعض نے کہا ہے کہ ان کی عمر سو سال تھی، واللہ اعلم۔

**سلطان ابوکالیجار** ......ابن سلطان الدولۃ ابن بہاء الدولۃ، آپ کا نام مرزبان تھا، چالیس سال اور کچھ مہینے عمر پا کر انتقال ہوا، چار سال عراق کے حکمران رہے، ان کا قلعہ جس میں دس لاکھ سے زیادہ دیناروں کا مال تھا لوٹ لیا گیا، اس کے اُس کا بیٹا ملک رحیم ابونصر بادشاہ بنا۔

---

(۱) (الأنساب: (المقتدر)، تاریخ بغداد: ۷/۲۵۴، ۲۵۵، شذرات الذھب: ۳/۲۶۴، العبر ۳/۱۹۲، الکامل فی التاریخ ۹/۵۰۲، اللباب ۳/۲۴۶، المنتظم ۸/۱۳۷ ابوافی بالوفیات: ۱۲/۱۹۹، ۲۰۰)

(۲) (الکامل فی التاریخ ۹/۵۴۲، ۵۴۳، المنتظم ۸/۱۳۸، ۱۳۹، النجوم الزھرۃ ۵/۴۰، ابو افی ابو فیات: ۱/۱۱۹)

(۳) (الأنساب ۹/۲۵۴ (الغیلانی) تاریخ بغداد ۳/۲۳۴، ۲۳۰، تاریخ اتراث العربی لسزکین: ۱/۳۸۹، ۳۹ تتمہ المختصر: ۱/۵۳۰، دول الاسلام: ۱/۲۰۹، شذرات الذھب: ۳/۲۶۰، الفید: ۳/۱۹۳ الکامل فی التاریخ ۹/۵۰۲ اللباب ۲/۳۹۸ المختصر فی اخبار البشر ۲/۱۶۹، المنتظم ۸/۱۳۹، ۱۴۰ النجوم الزاھرہ ۵/۴۷، ابوفی بالوفیات ۱/۱۱۹)

# آغاز سن ۴۴۱ھ

دس محرم کو اہل کرخ سے یہ کہا گیا کہ وہ نوحہ کی بدعات چھوڑ دیں، اس پر اہل کرخ اور باب بصرۃ کے لوگوں میں حد سے زیادہ فتنہ وفساد اور قتال ہوا اہل کرخ نے کرخ کے گرد فصیل تعمیر کی اور اہل سنت نے قلائیں بازار کے گرد، فریقین میں سے ہر ایک نے دوسرے کی عمارتیں توڑ ڈالیں، اور ڈھولک، باجے بجاتے ہوئے اینٹیں اٹھا کر لے گئے، ایک دوسرے پر فخر کیا گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح وذم میں اشعار کہے گئے (انا اللہ وانا الیہ راجعون) پھر دوبارہ فتنہ وفساد ہوا فریقین نے ایک دوسرے کے گھروں پر گھر جلا دیے، اس سال سلطان طغرل بیگ اور اس کے بھائی میں جنگ ہوئی اس کے بھائی نے فوج کثیر جمع کی لیکن آخر کا قلعے میں بند ہوا چار دن محاصرے کے بعد سلطان نے اسے جبراً اتروا کر قید کیا، لیکن پھر اس کے ساتھ احسان واکرام کا معاملہ کیا، اور انتہائی تکریم کے ساتھ اپنے پاس ٹھہرایا۔

روم کے بادشاہ نے طغرل بیگ کی طرف روم کے کسی بادشاہ کے فدیے کے بارے میں لکھا جسے ابراہیم بن نیال نے قید کیا تھا اور بہت مال خرچ کیا، سلطان نے بادشاہ کو بغیر کسی عوض کے اکرام سے روانہ کر دیا، اس پر بادشاہ روم نے بہت سے ہدایا بھیجے اور قسطنطنیہ کی مسجد کی تعمیر کا حکم دیا چنانچہ مسجد میں نمازیں پڑھی جانے لگیں اور سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ بھی پڑھا جانے لگا، یہ عجیب معاملہ جب دوسرے بادشاہوں کا معلوم ہوا تو انہوں نے طغرل بیگ کی از حد تعظیم کی، اور نصر الدولۃ نے جزیرۃ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔

اسی سال مسعود بن مودود بن مسعود بن محمود بن سبکتگین اپنے والد کی وفات کے بعد بادشاہ ہوا، اس وقت وہ چھوٹا تھا کچھ دن یہی معاملہ رہا پھر بادشاہت اس کے چچا علی بن مسعود کی طرف منتقل ہوگئی، اسی سال مصری شہر حلب پر قابض ہوئے، اور اس کے حکمران ثمال بن صالح بن مرداس کو جلاوطن کر دیا، اسی سال بساسیری اور بنوعقیل کے درمیان جنگ ہوئی، اسی سال بساسیری نے قرواش کے قبضے سے انبار چھین کر اس پر قبضہ کیا اور اس کے امور کی اصلاح کی، اسی سال ماہ شعبان میں بساسیری نے خراسان کے راستے سے دوران کا قصد کیا اور اس قابض ہوا اور مال کثیر حاصل کیا جسے سعدی بن ابوشواک نے محفوظ کر رکھا تھا۔

ابن جوزی کہتے ہیں اس سال ماہ ذی الحجہ میں سیاہ بادل اُٹھے رات کی تاریکی میں اضافہ ہوگیا آسمان کے کناروں پر روشن آگ کی طرح کوئی چیز ظاہر ہوئی، لوگ گھبرا گئے اور دعا والحاح زاری میں مشغول ہو گئے کچھ دیر بعد مطلع صاف ہوا، اس سے پہلے تیز آندھی چلی جس نے بہت سے درخت اکھاڑ پھینکے، دارالخلافت دارالمملکت بہت سے روشن دان گرا دیے اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

## اسی سال جن شخصیات کا انتقال ہوا ان کا ذکر

**احمد بن محمد بن منصور**[۱]...... ابوالحسن، عتیقی کے نام سے معروف ہیں، ان کے دادا عتیق کی طرف نسبت ہے ابن شاہین وغیرہ سے احادیث سنیں، صدوق تھے، اس سال صفر میں انتقال ہوا، عمر نوے سے تجاوز تھی۔

**علی ابن حسن**...... ابوقاسم علوی، ابن محی السنۃ کے نام سے مشہور ہیں خطیب نے کہا ہے کہ انہوں نے ابن مظفر سے احادیث سنیں اور لکھیں صدوق تھے دیندار تھے اور اچھے اعتقاد والے تھے اجرت پر لکھتے تھے اس سے کھاتے اور صدقہ کرتے اس سال رجب میں انتقال ہوا عمر اسی سال سے زیادہ تھی۔

---

(۱)(الأنساب (العتيقي) :۳۹۳/۸ (المجهز) تاريخ بغداد :۳۷۹/۴ ، تبصير المنتبه ۳ /۹۹۶ ، ۱۰۱۴ ، شذرات الذهب :۲۶۰/۳ : العبر ۱۹۰/۳ ، اللباب ۳۲۳/۲، ۱۸۰/۳ ، المتبه : ۲۶۰/۲، المنتظم ۱۴۳/۸ ابو افي بالوفيات :۳۰۸/۷، ۳۰۹)

**عبدالوہاب بن قاضی ماوردی**...... ابوالفائز کنیت ہے ۴۳۱ھ میں ابن ماکولا کے پاس شہادت دی، انہوں نے ان کے باپ کے احترام میں ان کی شہادت کو جائز قرار دیا، اس سال محرم میں انتقال ہوا۔

**حافظ ابوعبداللہ صوری** [1]...... حافظ محمد بن علی بن عبداللہ بن محمد ابوعبداللہ صوری، عمر کا ایک حصہ گذرنے کے بعد طلب حدیث میں مشغول ہوئے، مختلف شہروں کا سفر کیا، بڑی تعداد میں احادیث لکھیں تصانیف لکھیں، حافظ عبدالغنی مصری سے استفادہ کیا اور عبدالغنی سے ان کی تصانیف کا کچھ حصہ لکھا، علمائے حدیث میں بڑا مقام رکھتے تھے، جوانی کی حالت میں طلب حدیث کا قصد کیا بڑھاپے میں بھی اعمال صالحہ کرنے پر بڑے قوی تھے، ایام عید وایام تشریق کے علاوہ دوسرے دنوں میں ہمیشہ روزہ رکھتے ان کے ساتھ حسن اخلاق وحسن معاشرت کے حاصل تھے، ان کی ایک آنکھ کی بینائی ختم ہوگئی تھی، دوسری آنکھ سے جز کی مجلد لکھتے تھے۔

ابوحسن طیوری کہتے ہیں "کہا جاتا ہے کہ خطیب بغدادی کی تاریخ کے علاوہ اکثر کتابیں ابوعبداللہ صوری کی کتابوں سے مستفاد ہیں، ان کا انتقال ہو چکا تھا انہوں نے کتابوں کی بارہ گٹھڑیاں اپنے بھائی کے پاس چھوڑی تھیں خطیب بغدادی نے انمیں کچھ رکھ کران کی بعض کتابیں لیں اور انہیں اپنی کتابوں میں منتقل کردیا، ان کے اشعار میں سے بعض یہ ہیں:

جوانی اپنے حسن کے ساتھ رخصت ہوگئی اور بڑھاپا اپنے غموں کے ساتھ آپہنچا، میرا دل اس کے کھونے کی وجہ وجہ سے دردمند ہے، اسکی وجہ سے غمگین وآزردہ ہے، اگر چہ اس نے اپنے فیصلے میں ظلم نہیں کیا اور نہ وہ بے وقت آیا ہے۔

لیکن سفر کے قریب ہونے کی خبر دیتے ہوئے آیا ہے، پس ہلاکت ہے میرے لئے اس کی خبر کے قریب ہونے کی وجہ سے اگر میں گناہوں کا بوجھ نہ اُٹھائے ہوئے ہوتا تو اس کا آنا مجھے خوفزدہ نہ کرتا لیکن میری پشت بوجھل ہے ان گناہوں سے جو میری جوانی نے سرکشی کے ساتھ کئے ہیں

پس جو شخص گذری ہوئی جوانی پر روتا ہے، اور اپنے اچھے زمانے کو یاد کرتا ہے (تو کرے) لیکن میرا رونا اور جو حالت تم میری دیکھ رہے ہو، وہ جوانی کے کھونے کی وحشت کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ ان گناہوں کی وجہ سے ہے جو اس نے مجھ پر کھینچے، ہیں اپنے شیطانی حملوں سے، پس میری ہلاکت ہے اور ہلاکت ہے اگر میرے مالک نے اپنی رضامندی کے ذریعے مجھ پر کرم نہ کیا، اور میرے گناہوں اور معافی اپنی رحمت، ومغفرت میں نہ لیا، اور اس جنت کو میرا ٹھکانہ، نہ بتایا جس میں اس کی رضامندی ومغفرت حاصل کرنے والے داخل ہونگے، میرے پاس کوئی نیکی نہیں ہے، سوائے اس کے احسان کے ساتھ حسن ظن کے، میں اس کی توحید کا اقرار کرتا ہوں، اسکی بادشاہت کی عظمت سے واقف ہوں، میں اس میں اہل بیوی کی اور، فاسقوں اور سرکشوں کی مخالفت کرتا ہوں، میں اس کے ذریعے ایسے گھر میں کامیابی، کی امید رکھتا ہوں جسے اس کے رہنے والوں کے لئے تیار کیا گیا ہے، اللہ ہرگز اکٹھا نہیں رکھے گا انکار کرنے والوں کو اور ان لوگوں کو جو اس کی جہنم کا اقرار کرتے ہیں، اسکو اس کا ایمان نجات دلا دیگا اور وہ اپنے شیطان کا ساتھی ہوگا، انکے یہ اشعار بھی ہیں:

تو کہہ دے اس شخص کو جو حدیث سے عناد رکھتا ہے، اور اس سے تعلق رکھنے والوں پر نکتہ چینی کرتا ہے، کیا تم علم کی بنیاد پر یہ کہتے ہو کہ میرا بیٹا ہے، یا جہالت پر جہالت بیوقوف آدمی کی عادت ہے، کیا ان لوگوں پر عیب لگایا جاتا ہے جنہوں نے دین کی، باطل باتوں سے اور ملمع سازی سے حفاظت کی، انہی کے قول وروایت کی طرف، ہر عالم وفقیر رجوع کرتا ہے۔

ان کی موت کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے پچھنے لگوائے جس سے ان کے ہاتھ میں ورم پڑ گیا (پھول گیا) کہا جاتا ہے پچھنا لگانے والے کا پھل کسی اور کے لئے زہر آلود کیا گیا تھا لیکن اس نے غلطی سے ان کے پچھنے لگادیئے جس کی وجہ ان کی موت واقع ہوئی، انہیں مارستان لے جایا گیا وہیں انتقال ہوا جامع مدینہ کے مقبرے میں دفن کئے گئے، عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔

(۱) (الأنساب: ۱۰۶/۸، تاریخ بغداد: ۱۰۳/۳ تاریخ التراث العربی لسزکین: ۱/ ۳۹۱، تذکرہ الحفاظ ۱۱۴/۳، ۱۱۱۷، دول الأسلام: ۹۶/۱، شذرات الذھب، ۲۶۷/۳، طبقات الحفاظ ۴۲۸، العبر ۱۹۷/۳، ۱۹۸، الکامل فی التاریخ ۵۶۱/۹، اللباب: ۲۵۰/۲، ۹۵۱، معجم الیلان: ۴۳۳/۳ المنتظم: ۱۴۳/۸، ۱۴۵ النجوم الذاھرہ: ۴۸/۵)

# آغاز سن ۴۴۲ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ نے ایک سال کے محاصرے کے بعد اصبہان فتح کیا اور ''رے'' سے اپنا باقی ماندہ سامان وہیں منتقل کر کے اسے اپنا دارالاقامہ بنادیا اس کی فصیل کا ایک حصہ گرادیا اور کہا ''فصیل کا وہ شخص محتاج ہوتا ہے جس کی قوت کمزور ہو میری حفاظت کے لئے میرا لشکر اور میری تلوار ہی کافی ہے، اصبہان میں ابومنصور قرامز ابن علاء الدولۃ ابوجعفر بن کالویہ تھا اسے وہاں سے نکال دیا اور اپنے بعض علاقے عبور کروائے۔

اسی سال ملک رحیم اھواز کی طرف گیا جہاں ایرانی لشکر نے اس کی اطاعت کی اسی سال خوارج عثمان پر قابض ہوئے ابومظفر بن ابوکالیجار کو گرفتار کیا اور دارالأمارۃ کو تباہ برباد کیا، اسی سال عرب مستنصر فاطمی کی اجازت سے افریقی ممالک میں داخل ہوئے ان میں اور معز بن بادیس میں طویل جنگیں ہوئیں اور کئی سالوں تک زمین میں فساد برپا رہا۔

اس سال بغداد میں روافض اور اہل سنت کی آپس میں صلح ہوئی، اور سب کے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ وحضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابر کی زیارت کے لئے گئے، اور کرخ میں سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر راضی ہوئے انتہائی عجیب بات ہے ممکن ہے کہ ان کی طرف سے تقیہ ہو، اس سال بغداد میں قیمتوں کے نرخ بہت گھٹ گئے تھے، اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اسی سال انتقال کرنے والی شخصیات میں سے بعض یہ ہیں۔

**علی بن عمر بن حسن** ...... ابوحسن حربی قزوینی کے نام سے مشہور ہیں، یکم محرم تین سو ساٹھ میں پیدا ہوئے، اسی رات ابوبکر آحمری کا انتقال ہوا۔ ابوبکر شاذان اور ابوحفص بن حیویہ سے احادیث کی ساعت کی، انتہائی ذکی تھے، اللہ تعالیٰ کے بڑے نیک بندوں میں سے تھے، بڑے صاحب کرامت تھے قرات قرآن اور روایت حدیث میں مشغول رہتے، صرف نماز کے لئے گھر سے باہر نکلتے اس سال ماہ شوال ہوا ان کی موت پر سارا بغداد بند کردیا گیا اور لوگ ان کے جنازے میں شریک ہوئے، وہ دن مشہور دن تھا، رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**عمر بن ثابت** ...... ثمانی نحوی ضریر ''اللمع'' کے شارح ہیں نحو کے بڑے عالم تھے ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ ''انہوں نے ابن جنی کے کلام کی شرح کی ہے علم نحو میں بلند مرتبہ رکھتے تھے، ان کی نسبت جزیرہ ابن عمر کے مضافات میں جبل جودی کے پاس ایک بستی کی طرف ہے جسے ''ثمانین'' کہا جاتا ہے یہ نام اُن ثمانین (اسی لوگوں) کیوجہ سے پڑا جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔

**قرواش بن مقلد** [1] ...... ابومنیع، موصل کوفہ وغیرہ کا حکمران تھا جبار لوگوں میں سے تھا۔ مصر کے حکمران حاکم نے اس سے خط وکتابت کی اُسے اپنی طرف مائل کیا، اپنے علاقوں میں اُس کے نام کا خطبہ پڑھوایا لیکن پھر چھوڑ دیا، اور خلیفہ سے معذرت خواہی کی، خلیفہ نے اس کی معذرت قبول کی، اس متکبر نے دو بہنوں کو ایک ساتھ اپنے نکاح میں رکھا عرب نے اسے ملامت کی تو کہنے لگا ''میں نے کہا کیا ہے؟ میں نے تو وہ کام کیا ہے جو شریعت میں مباح ہے معز فاطمی کے زمانے میں مصائب میں مبتلا ہوا اور اس کا مال ومتاع لوٹ لیا گیا، اس کی وفات کے بعد اُس کا بھتیجا قریش بن بدران بن مقلد حکمران بنا۔

**مودود بن مسعود** ...... ابن محمود بن سبکتگین غزنہ کا حکمران تھا، اس سال وفات پائی، اس کے بعد اس کے چچا عبدالرشید بن محمود نے امور سلطنت سنبھالے۔

---

(۱) (تتمہ المختصر ۱/ ۵۳۱، ۵۳۳، رمیۃ القصر: ۱/ ۴۹، ۵۰، رول الاسلام: ۱/ ۲۵۹، شذرات الذهب ۳/ ۲۶۲، العبر: ۳/ ۱۹۶، ۱۹۷، الکامل فی التاریخ: ۹/ ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۶۴، فوات الوفیات ۳/ ۱۹۸ المختصر فی أخبار البشر: ۲/ ۱۷۲، ۱۷۲، المنتظم: ۸/ ۱۴۷، النجوم الزاهرة ۵/ ۴۹، ۵۰ وقرواش بکسر القاف، سکون الراء)

## آغاز سن ۴۴۳ھ

اس سال ماہ صفر میں روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی فریقین سے خاصی تعداد میں لوگ مقتول ہوئے، اس کا سبب یہ ہوا کہ روافض نے برج نصب کر کے اُن پر سونے سے یہ عبارت لکھی "محمد ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ خیر البشر ہیں، جو اس بات سے راضی ہے وہ مشکور ہے اور جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہے" اہل سنت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محمد ﷺ اس طرح ملانے کو ناپسند کیا، چنانچہ جنگ چھڑ گئی، اور ربیع الاول تک جاری رہی، ایک ہاشمی بھی قتل کئے گئے، جنہیں امام احمد کے پاس دفن کیا گیا، اہل سنت نے ان کی تدفین سے واپس آخر موسیٰ بن جعفر کی قبر اُکھاڑ ڈالی اور موسیٰ و محمد جواد کی قبریں جلا ڈالیں، اسی طرح بنو بویہ کی قبریں، وزراء کی قبریں، جعفر بن منصور، محمد میں اس کی والدہ ربیدۃ کی قبریں اور ان کے علاوہ اور بہت سی قبریں بھی جلا ڈالیں، روافض نے بھی مقابلے میں بہت فتنہ وفساد پھیلایا، پرانی قبریں اُکھاڑ دیں اُن میں مدفون صالحین کی لاشیں جلا دیں، یہاں تک کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کا بھی ارادہ کیا لیکن نقیب نے انجام کے خوف سے انہیں روک دیا، روافض پر ایک عیار جس کا نام قطیعی تھا مسلط ہو گیا وہ ان کے امراء واکابر کا پیچھا کرتا اور انہیں دھوکے سے قتل کر دیتا، کوئی اس پر قابو نہ پا سکا، انتہائی شجاع و بہادر اور حیلے باز تھا، دبیس بن علی بن مزید، جو کہ رافضی تھا۔ اسے جب یہ خبر پہنچی تو اس نے خلیفہ کے نام خطبہ منقطع کروا دیا۔ اس سے مراسلت کی گئی چنانچہ اُس نے دوبارہ جاری کروا دیا۔

اس سال رمضان میں سلطان طغرل بیگ کی طرف سے خلیفہ کی طرف قاصد آئے جنہوں نے خلیفہ کے اس احسان کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے سلطان کی طرف خلعتیں بھیجیں سلطان نے خلیفہ کی طرف بیس ہزار درباریوں کی طرف پانچ ہزار اور رئیس الرؤساء کی طرف دو ہزار دینار بھیجے، سلطان طغرل بیگ نے جب "رے" کی تعمیر کروائی تھی تو وہاں سونے اور جواہر کا بہت بڑا خزانہ پایا تھا جو اس کی عظمت وقوت کا سبب بنا۔

## اس سال وفات پانے والی شخصیات

**محمد بن محمد بن احمد** ...... ابوحسن بصروی، شاعر تھا، "بصروی" ایک بستی بصری کی طرف نسبت ہے اُم حوران شہر کے نام کے ساتھ، بغداد میں سکونت اختیار کی، اُسکے نوادرات بھی ہیں، بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں، ہم دنیا اور اس کی خواہش کو دیکھتے ہیں تو مائل ہو جاتے ہیں، کوئی دل شہوات (خواہشات) سے خالی نہیں ہے، جن چیزوں کو تو دیکھتا ہے ان کی زیب وزینت تجھے دھوکے، میں نہ ڈالے، اور آسودہ حال نرم گوشوں والی زندگی (تجھے دھوکے میں نہ ڈالے)، جب تیرے پاس زائد مال آجائے، تو تو لے اس لئے کہ غنیٰ کھانا پینا ہے، جب قلیل چیز حاصل ہو جائے جس میں سلامتی ہو، تو کثیر کا ارادہ نہ کر جس میں جنگ ہو۔

## آغاز سن ۴۴۴ھ

اسی سال کتاب "تذکرۃ الخلفاء المصریین" لکھی گئی اور یہ لکھا گیا ہے کہ وہ جھوٹے مدعی ہیں ان کی رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی صحیح نسبت نہیں، اس کتاب کے بہت سے نسخے لکھے گئے جن میں فقہاء قضاۃ اور بلند مرتبہ لوگوں نے تحریریں لکھیں۔

اس سال رجان، اہواز وغیرہ شہروں کے مضافات میں سخت زلزلے آئے جس کی وجہ سے بڑی تعداد میں عمارتیں اور محلات کے کنگرے وغیرہ گر پڑے۔ ایک معتبر آدمی نے بتا دیا کہ اُسکے دیکھتے دیکھتے اُس کا ایوان شق ہو حتیٰ کہ اُس نے آسمان دیکھا اور پھر دوبارہ بغیر کسی تغیر کے اپنی پہلی حالت پر

آ گیا، ماہ ذیقعدہ میں اہل سنت وروافض کے درمیان دوبارہ جنگ ہوئی بہت سے مکانات جلائے گئے قتل وغارتگری ہوئی، روافض نے مساجد پر لکھا ''محمد اور علی رضی اللہ عنہ خیر البشر ہیں، اور "حیّ علیٰ خیر العمل" کے الفاظ کے ساتھ اذان دی لڑائی جاری رہی عیار قطیعی پھر روافض پر مسلط ہوا کہ انہیں قرار نہ آنے دیا۔

**اس سال انتقال کرنے والی شخصیات حسن بن علی** [1] ...... ابن محمد بن علی بن وہب بن شنبل بن قرۃ بن واقد، ابو علی تمیمی واعظ تھے ابن مذہب کے نام سے معروف تھے تین سو پچپن ہجری میں پیدا ہوئے، مسند امام احمد ابو بکر بن مالک قطیعی سے سنی جنہوں نے عبداللہ بن امام احمد سے اور انہوں نے اپنے والد احمد بن حنبل سے سنی، ابو بکر بن ماسی، ابن شاہین، دار قطنی وغیرہ سے احادیث کی سماعت کی، دیندار صالح شخص تھے، خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ان کا مسند احمد کا قطیعی سے سماع صحیح ہے لیکن انہوں نے اپنا نام اجزاء میں لاحق کیا ہے، ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ اُنکے سماع میں عیب نہیں اس لئے کہ جب اُن کا سماع ثابت ہوگیا تو اُنکے نام کو اُس میں لاحق کرنا جس میں ان کا سماع ثابت ہے صحیح ہے۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر بہت سی باتوں کا عیب لگایا ہے جنکی کوئی حاجت نہیں۔

**علی بن حسین** ...... ابن محمد، ابو حسن بغدادی، شاشی کے نام سے معروف ہے بصرہ میں اقامت اختیار کی، یہ اور ان کے چچا اہل بصرہ پر چھا گئے، اس نے مختلف حیلوں سے یہ ظاہر کیا کہ وہ صاحب حال وصاحب کشف ہے حالانکہ جھوٹا تھا، اللہ اُس کا اور اس کے چچا کا بُرا کرے، اس کے ساتھ وہ خبیث رافضی، قرمطی تھا، اس سال انتقال ہوا اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے۔

**قاضی ابو جعفر** [2] ...... محمد بن احمد بن احمد قاضی ابو جعفر سمنائی شیخ ابوالحسن اشعری کے طریقے پر متکلم تھے دار قطنی اور دوسرے محدثین سے احادیث سنیں، عالم، فاضل وسخی تھے موصل میں قاضی کے منصب پر فائز ہوئے، ان کے گھر میں ان کی مجلس مناظرہ ہوئی تھی آخر میں بینائی جاتی رہی موصل میں جبکہ وہاں کے قاضی تھے ربیع الاول میں انتقال ہوا پچاسی سال عمر پائی، واللہ اعلم۔

## آغاز سن ۴۴۵ھ

اس سال اہل سنت وروافض میں پھر قتل وقتال اور جلاؤ ہوا، اسی سال خبریں آئیں کی مغر فاطمی عراق کا قصد مصمم کر چکا ہے، اس سال سلطان طغرل بیگ کے سامنے شیخ ابوحسن اشعری کی نسبت سے ایسی باتیں ذکر کی گئیں جو قرآن وسنت اور دین کے شایان شان نہیں تھیں سلطان نے اُن پر لعنت کا حکم دیا، اہل نیشا پور نے اس بات کی صراحت کی کہ ایسی باتوں کا اعتقاد رکھنے والا کافر ہے، ابو قاسم قشیری عبدالکریم بن ہوازن اس معاملے سے بہت رنجیدہ خاطر ہوئے چنانچہ انہوں نے اہل سنت کی آزمائش کی شکایت میں ایک رسالہ تصنیف کیا، سلطان نے علمائے اشاعرہ کی ایک جماعت طلب کی جس میں قشیری بھی تھے، اُن سے شیخ ابوحسن اشعری کے اُن عقائد کے بارے میں پوچھا جو اُسکے سامنے ذکر کئے گئے تھے، علماء نے بتایا کہ یہ شیخ کے عقائد نہیں اور نہ ہی شیخ کبھی ان کے قائل ہوئے، سلطان نے کہا ''ہم نے اس شخص پر لعنت

(۱)(الأنساب (المذهبى) تاريخ بغداد:۷/۳۹۰، ۳۹۲، دول الاسلام: ۱/۲۶۱، شذرات الذهب۳/۲۷۱ العبر: ۳/۲۰۵ الكامل فى التاريخ، ۹/۵۹۲، اللباب ۳/۱۸۷، المنتظم :۸/۱۵۵، ۱۵۶، النجوم الزاهره: ۵/۵۳ الوافي بالوفيات : ۱۲/۱۲۱، ۱۲۲)

(۲)(الأنساب :۷/۱۴۹، تاريخ بغداد: ۱/۳۵۵، تبيين كذب المفتري: ۲۵۹، تاج التراجم :۴۵، الجواهر المضية: ۲/۲۱، الفوائد البهية: ۱۵۹، ۱۶۰، الكامل في التاريخ: ۹/۵۹۲، اللباب: ۲/۱۴۱، المنتظم: ۸/۱۵۶، نكت الهميان:۲۳۷، الوافي بالوفيات: ۲/۶۵، والسمناني بكسر السين وسكون الميم كما في الأصل وضبط السمعاني الميم بالفتح، نسبة الى سمنان وهي قرية من قرى نسا في العراق)

کی ہے جوان کا قائل ہے''۔

اسی سال (ملک خولا نے اس فصیل پر قبضہ کیا جسے ابو کالیجار نے شیراز کے گرد تعمیر کیا تھا) اور وہاں سے ابو کالیجار کے بھائی ابو سعید کو نکال باہر کیا ماہ شوال میں بساسیری نے کردوں اور بدوؤں کی طرف کوچ کیا جنہوں نے فساد پھیلا رکھا تھا، انہیں مغلوب کر کے اُن سے ان کے اموال چھین لئے اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا، اس سال وفات پانے والی شخصیات میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

**احمد بن عمر بن روح** ...... ابو حسن نہروانی، دار الضرب [1] میں دراھم ورنانیز بنانے کے ٹھپے کی نگرانی کرتے تھے، انکے عمدہ اشعار ہیں خود کہتے ہیں میں ایک دن نہروان کے کنارے پر کھڑا تھا، ایک آدمی کو جو ہچکولے کھاتی کشتی پر سوار تھا یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا۔

وہ میرے قتل ہی کے طالب ہیں پس مجھ پر ان کی طلب آسان ہوگئی میں نے اُسے روک کر کہا ان اشعار میں مزید اضافہ کر، تو وہ پھر پڑھنے لگا۔

محبوب میرے قتل پر جفا کر کے غالب ہوگئے، انہوں نے دور رہ کر میری آنکھوں کی لذیذ نیند سلب کر لی، وہ میرے قتل ہی کے خواہاں ہیں، پس مجھ پر اُنکی طلب آسان ہوگئی۔

**اسماعیل بن علی** ...... ابن حسین بن محمد بن زنجویہ، ابو سعید رازی، سمان کے نام سے معروف ہیں، معتزلہ کے شیخ تھے بڑی تعداد میں احادیث سنیں چار ہزار شیوخ سے احادیث لکھیں، عالم، عارف وفاضل تھے، اُن کا کلام ہے کہ ''جس شخص نے حدیث نہیں لکھی اُس نے اسلام کی حلاوت کا مزہ نہیں چکھا'' حنفی المذھب تھے، فرائض، اسماء الرجال، جدل وحساب کے عالم تھے، ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ان کے احوال ذکر کئے ہیں جس میں انہوں نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔

**عمر بن شیخ اَبی طالب کی** ...... مُحمد بن علی بن عطیہ، اپنے والد اور ابن شاہین وغیرہ سے احادیث کی سماعت کی، صدوق تھے ابو جعفر کنیت تھی۔

**محمد بن احمد** ...... ابن عثمان بن فرج ازھر، ابو طالب، ابن سواری کے نام سے معروف تھے ابو قاسم ازھری کے بھائی ہیں اسی سال سے کچھ زیادہ عمر میں انتقال ہوا۔

**محمد بن ابو تمام** ...... زینبی نقباء کے نقیب تھے، نقابت میں اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے قائم مقام ہوئے۔

## آغاز سن ۴۴۶ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ نے آذربائیجان پر قبضہ کے بعد مملکت سے جہاد کیا، وہاں سے مال غنیمت اور قیدی حاصل کئے، اچھے کام کئے اور صحیح سلامت لوٹ آئے ایک سال تک آذربائیجان میں مقیم رہے اسی سال قریش بن بدران نے انبار پر قبضہ کیا، اور انبار اور موصل میں طغرل بیگ کا خطبہ پڑھا گیا اور وہاں سے بساسیری کے نائبین کو نکال دیا گیا، اسی سال مساسیری بنو خفاجہ کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔ اُس سے خلافت کے خلاف نفرت کے آثار ظاہر ہوئے خلیفہ نے اُس کو خوش کرنے کے لئے اُس سے مراسلت (خط وکتابت کی) ذی الحجۃ میں وہ انباء کی طرف نکلا، اُسکے ساتھ دبیس بن علی بن مزید بھی تھا، انبار پر قابض ہوا، بہت سے مقامات کو تباہ و برباد کیا اور بہت سوں کو جلا کر راکھ کیا پھر خلیفہ نے اُسے بیت نوبت میں داخل ہونے کی اجازت دی تاکہ اُسے خلعت سے نوازے، چنانچہ وہ آیا جب بیت نوبہ کے سامنے آیا تو زمین کو بوسہ دیا اور آگے بڑھے بغیر واپس لوٹ گیا اس کی وحشت بڑھ گئی، اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

---

(۱) جہاں درہم بنائے جاتے ہیں۔

# اس سال وفات پانے والی شخصیات میں سے بعض

**حسین بن جعفر بن محمد** ...... ابن داؤد ابو عبداللہ سلماسی، ابن شاہین، ابن حیویہ، دار قطنی سے احادیث کی سماعت کی، ثقہ و مامون تھے، نیکی کے کاموں میں، فقراء کی حال پرسی اور کثرت صدقہ میں مشہور تھے، انہیں شہادت (گواہی دینے) پر آمادہ کیا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا اپنے اہل وعیال کے نفقے کے لئے ہر مہینے میں دس دینار ان کے پاس ہوتے تھے۔

**عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن** [1] ...... ابوعبداللہ اصفہانی، ابن لبان کے نام سے معروف تھے ابو حامد اسفرائینی کے تلامذہ میں سے تھے، کرخ کے قاضی ہوئے، لوگوں کو تراویح پڑھاتے تھے اُن کے جانے کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے، بعض دفعہ پورا مہینہ گذر جاتا اور وہ زمین پر ایک دفعہ بھی نہ لیٹتے۔

## آغاز سن ۴۴۷ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ بغداد کا بادشاہ ہوا۔ طغر بیگ سلجوق بادشاہوں میں پہلا شخص ہے جو بغداد و عراق کا بادشاہ بنا، اس سال خلیفہ اور بساسیری میں کشیدگی بڑھ گئی اور ترک اُس سے دل برداشتہ ہو گئے، رئیس الرؤساء (وزیراعظم) نے اُسکے افعال قبیحہ ذکر کئے اور یہ بھی ذکر کیا کہ اُس نے اطاعت کے لئے مصریوں سے خط وکتابت کی ہے اور عباسیوں کی اطاعت گلے سے اُتار پھینکی ہے خلیفہ نے کہا، اس میں اُسی کی ہلاکت ہے۔

اس سال اُہواز کے مضافات میں اشیاء کی قیمتیں بڑھ گئیں یہاں تک کہ شیراز میں ایک کر ایک ہزار دینار میں بیچا گیا، اس سال بھی ہر سال کی طرح اہل وسنت روافض کے درمیان فتنہ وفساد اور قتل وغارتگری ہوئی حکومت دونوں فریقوں میں کوئی روک تھام نہ کر سکی اسی سال حنابلہ اور اشاعرہ میں فتنہ عظیم برپا ہوا جس میں حنابلہ کا پلہ بھاری رہا چنانچہ اشاعر میں سے کسی کو اس بات کی اجازت نہ تھی کہ وہ جماعت میں یا جمعے میں شریک ہو۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ "ارسلان ترکی جو بساسیری کے نام سے معروف تھا اس کا عروج کمال کو پہنچ چکا تھا، چونکہ قدیم ترکوں میں سے اس کا کوئی مدمقابل موجود نہ تھا اس لئے اُس نے بڑی قوت حاصل کی اور اس کی بڑی شہرت ہوئی، عرب وعجم اُس سے ڈرنے لگے، عراق اہواز وغیرہ میں منبروں پر اُس کے لئے دعائیں مانگیں گئیں خلیفہ جماعت نے خلیفہ کے سامنے گواہی دی کہ وہ دار الخلافہ کو توڑنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ خلیفہ پر مکمل اختیار حاصل کرے، تب خلیفہ نے محمد بن مکائیل بن سلجوق ملقب طغرل بیگ سے خط وکتابت کی، اور اُسے عراق کی طرف پیش قدمی کرنے پر اُبھارا، اس پر بساسیری کی اکثر فوج منتشر ہو کر بغداد لوٹ آئی اور انہوں نے مغربی جانب میں واقع بساسیری کے محل کو جلا کر اُسکی عمارتیں گرادیں، ماہ رمضان ۴۴۷ھ میں سلطان طغرل بیگ بغداد پہنچا، راستے میں امراء وزراء اور دربانوں نے اُس سے ملاقات کی،، سلطان بڑے کروفر سے بغداد میں داخل ہوا بغداد میں پہلے اُس کا اور پھر ملک رحیم کا خطبہ پڑا گیا، پھر ملک رحیم کا خطبہ ختم کر دیا گیا اور اُسے قید کر کے قلعے میں پہنچا گیا، یہ بنو بویہ کا آخری بادشاہ تھا، ان کی حکمرانی کی مدت تقریباً ایک سو دس سال رہی۔ ملک رحیم چھ سال دس دن بغداد کا بادشاہ رہا، دار مملکت کی تعمیر کے بعد سلطان طغرل بیگ اس میں داخل ہوا اس کے اصحاب ترکوں کے گھروں میں ٹھہرے، اس کے ساتھ آٹھ ہاتھی تھے، ترکوں میں اور عوام میں فتنہ وفساد برپا ہوا شرقی جانب کا حصہ مکمل لوٹ لیا گیا۔

---

(۱) (الأنساب (اللبان) تاريخ بغداد ۱۰/ ۱۴۴، ۱۴۵، تبيين كذب المفتري ۲۶۱، شذرات الذهب ۳/ ۲۷۴ طبقات الأسنوي: ۱/ ۹۰، ۹۱، طبقات السبكي: ۵/ ۷۲، ۱۳، العبر ۳/ ۲۱۱، غاية النهاية: ۱/ ۴۴۹ الكامل في التاريخ ۹/ ۶۰۴ كشف الظنون ۱۹۳۱، اللباب ۳/ ۱۲۷ النجوم الزهره ۵/ ۳۸ هدية العارفين ۱/ ۴۵۱، ۴۵۲)

بساسیری کی حالت یہ ہوئی کہ وہ خلیفہ سے بھاگ کر رحبہ کی طرف چلا گیا اور مصر کے حکمران کو لکھا کہ وہ اُس کے لئے عراق میں دعوی قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے حاکم مصر نے اُسے رحبۃ میں اپنا نائب بنا کر وہاں کا والی بنا دیا تا کہ وہ اپنے ارادے کو پورا کرنے کے لئے قوت حاصل کر سکے۔

اسی سال ذیقعدہ پیر کے دن ابوعبداللہ محمد بن علی دامغانی کو ابن ماکولا کی وفات کے بعد قاضی القضاۃ بنایا گیا اور اس پر انہیں خلعتیں دی گئیں پھر خلیفہ نے سلطان طغرل بیگ کو بغداد میں داخل ہونے کے ایک دن بعد خلعتیں عطا کیں۔

اس مہینے خلیفہ قائم بامراللہ کے بیٹے ذخیرۃ الدین ابوالعباس محمد کا انتقال ہوا وہ اپنے باپ کا ولی عہد تھا سخت آزمائش میں مبتلا ہوا، اسی سال ابوکامل علی بن محمد صلیحی ہمدانی یمن کے مضافات کے اکثر حصے پر قابض ہوا اور عباسیوں کا خطبہ ختم کر کے فاطمیوں کا خطبہ پڑھوایا اس سال غز (ترکوں کا ایک قبیلہ) نے خوب فساد پھیلایا، لوگوں کے مویشی لوٹے یہاں تک کہ ایک بیل پانچ قیراط (درھم کا بارہواں حصہ) کا بیچا گیا، اس سال مکہ میں مہنگائی نے خوب زور پکڑا، اشیاء خورد ونوش ختم ہو گئیں اللہ تعالیٰ نے ٹڈیاں بھیجیں جنہیں لوگوں نے کھانے کی جگہ پکا کر کھایا، اہل عراق سے میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

## اس سال انتقال کرنے والی شخصیات

**حسن بن علی** ......ابن جعفر بن علی بن محمد بن دلف بن اَبی عجلی، قاضی القضاۃ تھے، ابن ماکولا کے نام سے مشہور تھے، شافعی تھے، بصرہ میں قاضی ہوئے پھر مقتدر کے زمانہ خلافت میں ۴۲۰ھ میں بغداد میں قاضی القضاۃ ہوئے، مقتدر کے بیٹے قائم نے انہیں اپنے عہدے پر برقرار رکھا یہاں تک کہ اس سال ان کا انتقال ہوا، اُناسی سال کی عمر میں انتقال ہوا، ستائیس سال قاضی رہے، انتہائی محتاط اور صالح تھے کسی سے ہدیہ قبول نہ کرتے حتیٰ کہ خلیفہ سے بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابوعبداللہ بن مندہ سے سماعت کی، اچھے اشعار کہتے تھے ان کے کچھ اشعار یہ ہیں:

وہ بڑھاپے کے بعد پھر بن گیا
پس بڑھاپا اُسے بچپنے سے مستغنی نہ کر سکا
اُس نے اپنے رخسار خضاب سے سیاہ کر دیئے
لیکن خضاب کی سیاہی نے اُسے کوئی نفع نہ دیا
اُس نے احباب کے لئے بر لطف ظاہر کیا
لیکن اُنکے اجتناب ہی میں اضافہ ہوا
اللہ کا غلام ہو پر لحظہ
جوانی کے بشرین حصے کے دنوں پر
اس کا عزم ایک دن پھر گیا اور میرے
قلب میں حسرت وغم باقی رہ گیا

**علی بن محسن بن علی** (۱) ......ابن محمد بن ابونسیم ابوقاسم تنوخی، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں تنوخ بہت سے قبائل کا نام ہے جو بحرین میں جمع ہوئے اور ایک دوسرے کی امداد ومعاونت پر ایک دوسرے کے حلیف ہوئے۔ اس لئے ان کا نام تنوخ رکھا گیا، تین سو پچپن ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوئے، ۳۷۰ھ میں حدیث کی سماعت کی، نا عمری ہی میں حکام کے ہاں اُنکی شہادت قبول کی گئی، مدائن وغیرہ میں قضاء کے عہدے پر فائز ہوئے، صدوق محتاط تھے لیکن اعتزال ورفض کی طرف مائل تھے۔

---

(۱) (الأنساب ۹۳/۳، تاریخ بغداد ۱۱۵/۱۲ اشذرات الذهب ۲۷۶/۳ شروح السقط ۱۵۹۳ العبر ۲۱۴/۳ فوات الوفيات ۲۰/۳، ۱۲ الكامل فی التاريخ ۱۱۵/۹ اللباب ۲۲۵/۱ المنتظم ۱۶۸/۸ النجوم الزاهرة ۵۸/۵ وفيات الأعيان ۱۶۲/۴)

# آغاز سن ۴۴۸ھ

ماہ محرم شروع ہونے سے آٹھ دن پہلے بروز جمعرات خلیفہ سلطان طغرل بیگ کی بھتیجی خدیجہ سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کیا، اس عقد میں طغرل بیگ کے وزیر عمید الملک کندری قاضی القضاۃ دامغانی، ماوردی، رئیس الرؤساء ابن مسلمۃ اور علویین شریک ہوئے جب شعبان کا مہینہ آیا تو رئیس الرؤسا (وزیر اعظم) سلطان طغرل بیگ کے پاس گیا اور اس سے کہا" امیر المؤمنین کہتے ہیں اللہ پاک کا فرمان ہے (بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مالکوں تک پہنچاؤں) چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں امانت آپ کے قصر عالیشان میں منتقل کردوں، سلطان نے کہا ہم حاضر ہیں چنانچہ خلیفہ کی ماں دلہن کو لینے کے لئے سلطان کے قصر گئی دلہن اُس کے ساتھ رخصت ہو کر آئی اس کے ساتھ وزیر عمید الملک اور حشم وخدم تھے، یہ لوگ خلیفہ کے محل میں داخل ہوئے، وزیر نے دلہن کے چچا کی طرف سے خلیفہ سے گفتگو کی اور اُن سے درخواست کی کہ وہ لڑکی کے ساتھ لطف واحسان کا معاملہ فرمائیں جب لڑکی خلیفہ کے سامنے گئی تو کئی دفعہ زمین کو بوسہ دیا خلیفہ نے اُسے اپنے قریب کر کے اپنے پاس بٹھایا اور اس پر عمدہ خلعتیں اور قیمتی جواہر کا تاج وغیرہ رکھا، اگلے دن اُسے ریشم کے سو جوڑے سونے کے قصبات (ناک کا زیور)، اور ایسے پیالے عطا کئے جن میں جواہر ویاقوت جڑے ہوئے تھے اور ہر سال اپنی جائیدادوں میں سے بارہ ہزار دینار مالیت کی زمینیں اس کے نام کیں۔

اسی سال سلطان نے "دار عضدیہ" (محل) تعمیر کرنے کا حکم دیا، اس کی تعمیر کے لئے بہت محلے برباد کئے گئے، عوام ترکوں کے گھروں سے اور معزلی جانب سے لکڑیاں اُٹھا کر لے گئے اور انہیں بڑھیوں اور باورچیوں پر بیچ دیا، اس سال پھر سخت مہنگائی ہوئی، لوگوں پر خوف طاری رہا، لوٹ مار کا بازار گرم رہا، بہت سے لوگ بغیر غسل و مکفین کے دفن کئے گئے، مریضوں کی ادویات وضروریات بہت مہنگی ہوگئیں، بڑی تعداد میں لوگ لقمہ اجل بن گئے، فضا غبار آلود ہوگئی، ابن جوزی کہتے ہیں" یہ مہنگائی اور وبا مکہ حجاز دیار بکر، موصل، بلاد بکر، بلاد روم، خراسان، جبال تک حتیٰ کہ پوری دنیا میں پھیل گئی، مصر سے اطلاع پہنچی کہ تین چوروں نے کسی گھر میں نقب لگائی، صبح کو وہ مردہ پڑے ہوئے پائے گئے، ایک نقب کے پاس ایک سیڑھی پر اور ایک ان کپڑوں پر جو اُس نے لے جانے کے لئے لپیٹے تھے لیکن اُسے موقع مہلت نہ ملی۔

اس سال وزیر اعظم نے کرخ میں سیاہ جھنڈے نصب کرنے کا حکم دیا اہل کرخ اُسکی وجہ سے بہت بے چین ہوئے، وہ (وزیر اعظم) روافض کے لئے بہت تکلیف کا باعث تھا، سلطان طغرل بیگ کا وزیر عبد الملک کندری ایسا تھا جو ان کی طرف سے دفاع کرتا تھا، اس سال چاشت کے وقت تیز آندھی چلی، غبار آلود بادل اُٹھے اور دنیا تاریک ہوگئی، بازاوں وغیرہ میں لوگوں نے چراغ جلائے، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے" جمادی الثانی کے دوسرے عشرے میں صبح کے وقت ایک ستارہ نمودار ہوا جس کی لمبائی تقریباً دس ذراع اور چوڑائی ایک ذراع تھی، نصف رجب تک وہ نظر آتا رہا۔ پھر مضمحل ہوگیا۔

اسی سال روافض پر یہ لازم کیا گیا کہ وہ اذان میں "حی علی خیر العمل" کے کلمات چھوڑ دیں، اور انہیں حکم دیا گیا کہ ان کا مؤذن "حی علی الفلاح" کے بعد دو دفعہ "الصلوة خير من النوم" کہے، ان کی مساجد سے "محمد وعلي رضي الله عنه خير البشر" کے کلمات مٹا دیئے گئے، اور بصرہ کے دروازے سے کرخ کے دروازے تک اشعار پڑھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح میں اشعار وقصائد پڑھے گئے، یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ روافض کی قوت کم پڑ گئی اس لئے کہ بنو بویہ جو حکام تھے اور روافض کی مدد کرتے اور انہیں تقویت پہنچاتے تھے ان کی حکومت ختم ہو چکی تھی، ان کے بعد سلجوقی ترک آئے جو اہل سنت سے محبت کرتے اور اس کی قدر کرتے تھے رئیس الرؤساء (وزیر اعظم) نے والی کو حکم دیا کہ وہ روافض کے شیخ ابو عبد اللہ بن سیلاب کو قتل کروادے یہ انتہائی غالی رافضی تھا چنانچہ اپنی دکان کے دروازے پر قتل کیا گیا، ابو جعفر طوسی جنگ کے لئے کھڑا ہوا اور اس سال ۳ گھروں کو لوٹ لیا گیا۔

اسی سال بساسیری۔ اللہ اس کا برا کرے۔ ایک بڑے لشکر کے ساتھ موصل کی طرف بڑھا اس کے ساتھ نور الدولۃ بھی تھا، وہاں کے حکمران قریش کے ساتھ جنگ کی، طغرل بیگ کے چچا زاد بھائی قتلمش نے اس کی مدد کی، لیکن بساسیری نے دونوں کو شکست دے کر شہر پر جبراً قبضہ کیا اور وہاں

مصریوں کا خطبہ پڑھا اور اپنے کاتب کو قید خانے سے نکالا، اُس نے خلاصی کی امید پر اسلام کا اظہار کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا چنانچہ قتل کر دیا گیا، اسی طرح کوفہ، واسط وغیرہ دوسرے شہروں میں بھی اس سال مصریوں کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، طغرل بیگ نے بساسیری مقابلے کے لئے موصل پر چڑھائی کا ارادہ کیا، خلیفہ نے حالات کی تنگی اور مہنگائی کی وجہ سے اُسے روکنا چاہا لیکن وہ نہ مانا اور ایک لشکر جرار کے ساتھ موصل کی طرف نکلا اُسکے ساتھ ہاتھی اور منجنیق بھی تھیں اس کا لشکر کثرت کی وجہ سے راستے میں بستیوں کو لوٹتا جاتا تھا بعض اوقات عورتوں پر بھی حملہ کرتے خلیفہ نے سلطان کی طرف پیغام بھیج کر اُسے ان اُمور سے روکا، سلطان نے لشکر کی کثرت کی وجہ سے معذرت خواہی کی، اتفاق سے سلطان نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی سلام کیا تو آپ ﷺ نے اعراض فرمایا، سلطان نے عرض کیا ''یا رسول اللہ کیا وجہ ہوئی کہ آپ اعراض فرما رہے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے حاکم بنایا اور تو اس کی مخلوق پر نرمی نہیں کرتا اور اللہ عزوجل کے جلال سے نہیں ڈرتا، سلطان گھبرا کر اُٹھا وزیر کو حکم دیا کہ وہ لشکر میں یہ منادی کرا دے کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے، موصل پہنچنے سے پہلے بہت سے شہر فتح کئے پھر موصل فتح کر کے اپنے بھائی داؤد کے سپرد کر دیا، اس کے بعد بلاد بکر کے بہت سے علاقے فتح کئے۔

اسی سال مغربی ممالک میں ملثمین کی حکومت کا ظہور ہوا۔ انہوں نے دین کے اعزاز اور کلمہ حق کا اظہار کیا اور بہت سے شہروں پر جنمیں سجلماسۃ اس کے مضافات اور سوس وغیرہ بھی شامل ہیں غلبہ حاصل کیا اور وہاں کے باشندوں کو قتل کیا ملثمین کا سب سے پہلا بادشاہ ابوبکر بن عمر تھا اُس نے سجلماسہ میں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ ۴۶۲ھ میں اس کا انتقال ہوا اسکے بعد ابونصر یوسف بن تاشفین حاکم بنا اور امیر المؤمنین کا لقب اختیار کیا اس نے بڑی قوت حاصل کی مغربی ممالک میں اس کا مرتبہ بہت بلند ہوا۔

اسی سال بغداد میں سلطان کے حکم سے اہل ذمہ پر لازم کیا گیا کہ وہ اپنا نشان پہنیں، اسی سال ذخیرہ الدین کی وفات کے بعد اُس کا ایک لڑکا باندی سے پیدا ہوا وہ ابوقاسم عبداللہ مقتدی بأمر اللہ ہے، اس سال بھی مہنگائی اور ہلاکت بغداد میں اور دوسرے شہروں میں جاری رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون، اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔



## اس سال انتقال پانے والی شخصیات

**علی بن احمد بن علی بن سالک** [1] ...... آپ کی کنیت ابوالحسن المؤدب ہے خالی کے نام سے مشہور ہیں ''آمالی'' کتاب کے مصنف ہیں خالۃ ایک بستی ہے جو ایذاج کے قریب واقع ہے، ایک مدت تک بصرہ میں مقیم رہے، وہاں عمر بن عبدالواحد ہاشمی اور دوسرے محدثین سے احادیث سنیں پھر بغداد آ کر مقیم ہو گئے، ثقہ تھے، بہت سے فضائل کے حامل تھے، آپ کے اچھے اشعار میں سے بعض یہ ہیں۔

جب مجالس کے چہرے تبدیل ہو گئے، اُن مجالس کے وہ عالم نہ رہے جنہیں میں جانتا تھا، میں نے دیکھا، کہ وہ گھری ہوئی ہیں ان لوگوں، کے علاوہ سے جو ان کی ابتدا و انتہا کے والی تھے، تو میں نے ایک قدیم مشہور شعر، پڑھا، اس حال میں کہ میری آنکھیں آنسوؤں کے جاری ہونے، کی وجہ سے سرخ ہو گئی تھیں، خیمے تو اُنہی لوگوں، کے خیموں کی طرح ہیں، لیکن میں قبیلے کی عورتوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ ان خیمے کی، عورتیں نہیں ہیں۔

تدریس کے لئے ہر فساد پرست غبی آدمی مسند نشیں ہو گیا، جسے فقیہ و مدرس کا نام دیا جانے لگا پھر اہل علم کے لئے حق ہے کہ وہ مثادیں اُس قدیم شعر کو جو ہر مجلس میں مشہور ہے'' وہ کمزور ہو گئی یہاں تک کہ اس کی کمزوری کی وجہ سے اس کی گھاس ظاہر ہو گئی اور پھر مفلس اُس کا سودا کرنے لگا''۔

**محمد بن عبدالواحد بن محمد الصباغ** ...... فقہ شافعی کے فقیہ تھے کتاب ''الشامل'' کے مصنف یہ نہیں، اس کے مصنف متاخرین میں سے ہیں

(۱) (الفیاح المکنون ۲ /۲۶۶، الأنساب ۹/ ۲۳۳، تاریخ بغداد ۱۱ /۳۳۴، تاج العروس ۸/ ۲۹ (قبل) تبصیر المنتبہ ۲ /۷۸۷، شذرات الذھب ۳/ ۲۷۸، القاموس المحیط(قبل) العبر ۳ /۲۱۶، الکامل ۹ /۶۳۲، کشف الظنون ۲/ ۱۳۸۹، اللباب ۲/ ۴۰۹، معجم الأدباء ۱۲ /۲۲۶، معجم البلانی ۴/ ۲۳۲ المنتظم ۸/ ۱۳۴، ۱۷۵، النجوم الزاھرۃ ۵/ ۶۰، حدیۃ العارفین ۱/ ۶۸۸)

اور یہ ابو حامد اسفرائینی کے شاگردوں میں سے ہیں شہر کی جامع مسجد میں ان کے فتوے کا حلقہ ہوتا تھا، قاضی القضاۃ دامغانی حنفی کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو بوسہ دیا، ابن شاہین اور دوسرے محدثین سے علم حدیث حاصل کیا، بڑے جلیل القدر اور ثقہ تھے۔

**ہلال بن محسن** ......ابن ابراہیم بن ہلال ابوالخیر کا تب، صالی (ستارہ پرست) تھے مؤرخ بھی تھے، آپ کے والد بھی صابی (ستارہ پرست) تھے، عمر کا ایک حصہ گذرنے کے بعد مسلمان ہوئے اور پھر خوب مسلمان ہوئے، آپ نے حالت کفر میں بہت سے مشائخ سے احادیث سنیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ مشائخ کے پاس ادب پڑھنے کے لئے آتے تھے پھر جب بعد میں مسلمان ہوئے تو آپ کو اس کا بہت فائدہ ہوا اور یہی آپ کے اسلام قبول کرنے کا سبب بنا جیسا کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے طویل سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ کو اللہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور اسلام قبول کرنے کا کہہ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ عقل مند ہوتے ہوئے اُس دین کو کیوں چھوڑ رکھا ہے جس کی حقانیت پر دلائل قائم ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں خواب میں ایسی نشانیاں بھی دکھائیں جو انہوں نے بیداری کی حالت میں دیکھیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا تم اُس کا نام محمد رکھنا چنانچہ اُن کے ہاں بچہ پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے محمد اور کنیت ابوالحسن رکھی، اور بھی بہت سے چیزیں ہیں جنہیں ابن جوزی نے تفصیل سے ذکر کیا ہے، پس آپ مسلمان ہوئے اور خوب مسلمان ہوئے آپ صادق تھے، انتقال کے وقت عمر نوے سال سے زیادہ تھی، جن میں سے چالیس سے زیادہ سال حالت اسلام میں گزرے۔

## ۴۴۹ھ کے واقعات وحادثات

اس سن میں مہنگائی اور ہلاکت بغداد اور اس کے علاوہ دیگر شہروں میں مسلسل جاری رہی یہاں تک کہ اکثر خالی ہو گئے وہاں کے رہائش پذیر لوگوں پر ان کے اہل سمیت گھروں کے دروازے بند ہو گئے وہیں ان کی موتیں بھی واقع ہو گئیں رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ پیادہ آدمی راستہ میں اکادکا افراد کو ہی پاتا تھا لوگ قحط کی وجہ سے بری اور بدبودار اشیاء تک کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ ایک دفعہ ایک عورت کے پاس کتے کی ران پائی گئی جو کہ سیاہ ہو چکی تھی جب کہ ایک آدمی نے حمام کے آتشکدہ میں ایک بچی کو بھون کر کھایا۔ پانچ آدمیوں کے قریب ایک مردہ پرندہ گرا تو انہوں اسے پکڑا یہاں تک کہ بھونا اور تقسیم کر کے کھا گئے۔

بخارہ کی ایک کتاب میں ہے کہ اس سال ان حادثات میں ایک دن میں اٹھارہ ہزار انسان مارے گئے جبکہ مجموعی طور پر اس وقت سے لے کر اب تک اس بلائے عظیم کی وجہ سے شمار کئے جانے پر پتہ چلا کہ ایک کروڑ پانچ لاکھ پچاس ہزار انسان موت کے منہ میں جا چکے ہیں۔ ان شہروں میں جانے والے لوگ سوائے خالی بازاروں، خالی سڑکوں بند دروازوں، وحشت اور عدم انسیت کے علاوہ اور کچھ نہیں پاتے تھے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آذربائیجان سے آنے والی خبر کے مطابق اس وباء عظیم سے ان ملکوں میں بہت ہی کم لوگ محفوظ رہے، ان ہی کا بیان ہے کہ یہ وباء اھواز، بواط اور اس کے مضافات اور اس کے علاوہ دیگر شہروں میں بری طرح پھیل چکی ہے یہاں تک کہ اکثر گھر بند ہو گئے، اس کا سب سے بڑا سبب بھوک تھا فقیر لوگ کبھی کتے بھون کر کھاتے کبھی کفن چوری کرتے اور کبھی مردوں کو بھون کر کھاتے، لوگوں کا دن رات مردے نہلانے ان کی تجہیز وتکفین کرنے اور مردے دفنانے کے علاوہ اور کچھ کام ہی نہ رہا تھا گویا کہ ایک گڑھا کھودا جاتا تھا اور اس میں بیس تیس آدمیوں کو ایک ہی ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا۔

ان حادثات کی وجہ سے انسان کا بیٹھے بیٹھے ایک دم ہی دل پھٹ جاتا اور دل سے نکلنے والا خون منہ کے راستے سے نکلتا اور فوراً ہی انسان کی موت واقع ہو جاتی اس صورت حال کو دیکھ کر لوگوں نے توبہ کی اور اپنے زیادہ اموال صدقہ کر دیئے لیکن ان کے صدقہ کو قبول کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ فقیر کو جب روپے پیسے یا کپڑے وغیرہ دیئے جاتے تو وہ کہتا کہ میں تو ایک روٹی کا ٹکڑا لینا چاہتا ہوں جو کہ میری بھوک مٹا دے لیکن وہ اسے ملتا نہیں تھا پھر لوگوں نے مزید یہ کیا کہ اپنی شرابیں بہا دیں کھیل کود کے آلات توڑ دیئے اور عبادت وتلاوت قرآن پاک کے لئے مسجدوں میں مقیم ہو گئے، جن گھروں

میں شراب ہوتی تو وہ گھر والے عام طور پر مرجاتے تھے۔

ایک مریض پر سات دن بہت سخت گذرے تو اس نے اپنے ہاتھ سے ایک مکان کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے دیکھا کہ اس مکان میں ایک شراب کا مٹکا تھا جس کو انہوں نے بہادیا تو مریض کی جان اس سے آسانی سے نکل گئی جبکہ ایک شخص کا مسجد میں انتقال ہوا، لوگوں نے دیکھا کہ اس کے پاس ۵۰۰۰۰ درہم تھے تو وہ درہم لوگوں کے سامنے پیش کیے گئے لیکن کسی نے بھی اس کو قبول نہیں کیا اس کے بعد اس درہم کو مسجد ہی میں رکھ دیا گیا لیکن ۹ دنوں تک کوئی لینے والا نہیں آیا ۹ دنوں کے بعد چار آدمی لینے آئے لیکن وہ چاروں وہیں مرگئے اور ان میں سے کوئی بھی زندہ مسجد سے باہر نہیں نکل سکا۔

اس زمانہ میں شیخ ابومحمد عبدالجبار بن محمد کے پاس ۷۰۰ طلبہ علمی اشتغال رکھتے تھے لیکن شیخ اور بارہ طلبہ کے علاوہ سب کے سب موت کے منہ میں چلے گئے۔ جب سلطان دبیس بن علی صلح کرنے کے بعد دوبارہ اپنے وطن آئے تو انہوں نے اپنے شہر کو بہت خستہ حالت میں پایا کیونکہ وہاں لوگوں کی آبادی طاعون کے پھیلنے کی وجہ سے بہت کم ہوگئی تھی، تو انہوں نے ایک قاصد گردونواح کے علاقوں میں بھیجا وہاں سے ایک جماعت ملی اس جماعت نے اسے قتل کردیا اور بھون کر کھا گئے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ۲۳ جمادی الثانیہ بروز بدھ قطیعہ عیسیٰ، سوق الطعام کنیس اصحاب السقط، باب الشعیر، سوق العطارین، سوق العروس، انماطین، خشابین، جزارین تمارین، قطیعہ، سوقخول، نھر زجاج، سویقہ غالب، الصفارین، الصباغین اور ان کی علاوہ دوسری جگہیں بھی جل گئیں۔ یہ آگ لوگوں کے لئے بھوک، مہنگائی اور ہلاکتوں کے بعد ایک نئی مصیبت ثابت ہوئی۔ لوگ کمزور پڑتے گئے اور آگ تیز سے تیز ہوتی ہوگئی یہاں تک کہ آگ نے سب کو جلا کر رکھ دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال بغداد میں مکاروں کی کثرت ہوگئی اور وہ لوگوں کی دولت کو کھلم کھلا لوٹنے لگے وہ مکار رات دن لوگوں کے گھروں پر حملے کرنے لگے، اسی دوران ابوجعفر طوسی شیعہ متکلم کے گھر پر بھی حملہ کیا گیا، اور اس کی کتابیں اور رجسٹر جنکو وہ اپنی گمراہی اور بدعات کو پھیلانے میں استعمال کرتا وہ سب کی سب کتب جلادی گئیں اور وہ ایسے ہم خیال لوگوں کو ان کی تبلیغ کرتا تھا۔ اس سن میں ملک طغرل بیگ بھی موصل سے لوٹ کر بغداف پہنچا تو راستہ ہی میں عوام اور خواص نے اس کا خوب استقبال کیا، رئیس الرؤساء نے بادشاہ کی طرف سے زیورات سے مزین لباس پیش کیا جس کو اس نے پہن لیا۔ اور پہن کر زمین کو بوسہ دیا، پھر اس کے بعد دارالخلافہ آیا تو خلیفہ کی طرف سے سواری لائی گئی اس پر بیٹھ کر خلیفہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب وہ خلیفہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ خلیفہ تو سات گز لمبی چارپائی پر جلوہ افروز ہے اور اس کے کندھے پر نبوی چادر جبکہ ہاتھ میں چھڑی تھی۔ اس نے پھر زمین کا بوسہ دیا اور بادشاہ کے تخت کے علاوہ دوسرے تخت پر بیٹھ گیا جو کہ بادشاہ کے تخت سے کچھ دور تھا۔ پھر خلیفہ نے رئیس الرؤساء سے کہا کہ اس سے کہو اے! امیر المؤمنین تمہاری کوششوں کی تعریف کرتے ہیں، تمہارے فعل کے شکر گذار ہیں، تمہاری قربت سے خوش ہیں، جن ممالک کا اللہ تعالیٰ نے انہیں والی بنایا ہے وہ ہی ممالک انہوں نے تمہارے زیر کردیئے ہیں اور تمھیں والی بنادیا ہے پس جن ممالک کا تمھیں والی بنایا ہے ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اس کے ساتھ ساتھ شہروں کی ترقی، لوگوں کی اصلاح' عدل وانصاف کا پرچار اور ظلم کی روک تھام کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھنا' اس کے بعد عمید الدولۃ نے جو کچھ خلیفہ نے اسے کہا تھا اس کو اچھی طرح سمجھا دیا تو وہ کھڑا ہوگیا اور زمین کو بوسہ دے کر کہا کہ! میں امیر المؤمنین کا غلام اور خدمت گذار ہوں اور انہی کے اوامر ونواہی پر عمل کرنے والا ہو، جس چیز کا انہوں نے مجھ کو اہل بنایا اور خدمت لی وہ میرے لئے باعث شرف ہے پس اب میں اللہ ہی سے مدد اور توفیق کا طلبگار ہوں پھر خلیفہ نے اسے حکم دیا کہ وہ بادشاہانہ لباس پہنے کے لئے تیار ہوجائے تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور مہمان خانے پہنچ گیا، وہاں اس کو سات جوڑے اور تاج پہنایا گیا پھر وہاں سے لوٹا اور خلیفہ کا ہاتھ چومنے کے بعد تخت پر جلوہ افروز ہوگیا اس نے زمین کا بھی بوسہ لینا چاہا مگر تاج کی وجہ سے یہ اس کے لئے ممکن نہ ہوسکا۔ پھر خلیفہ نے اپنی تلوار نکال کر اس کے گلے میں ڈالدی اور اس کو بادشاہ شرق وغرب کا خطاب دیا گیا، اس کے بعد تین جھنڈے لائے گئے تو ان میں سے ایک جھنڈے کو خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے باندھ لیا اور بادشاہ کے سامنے عہد پیش کیا گیا جسے وہیں پڑھ کر بھی سنایا گیا۔ اس عہد میں خلیفہ بادشاہ کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور رعایا کے درمیان عدل وانصاف سے کام لینے کی وصیت کی۔ پھر وہ کھڑا ہوا خلیفہ کے ہاتھ کو چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھا، اس کے بعد عظیم شان وشوکت کے ساتھ اپنے گھر جانے کے لئے کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ حجاب اور

اس کا پورا لشکر تھا، لوگ اس کو سلام کرنے آتے تھے' اس نے بھی خلیفہ کے واسطے عظیم تحائف بھیجے جس میں سے پہلا تحفہ پچاس ہزار دینار کا تھا دوسرا تحفہ پچاس ترکی غلاموں کا تھا جو کہ اپنی سواریوں ہتھیاروں اور پٹیوں وغیرہ کے ساتھ تھے۔ تیسرا تحفہ پانچ سو کپڑوں کا تھا جو کہ کئی اقسام پر مشتمل تھے۔ اور رئیس الرؤساء پانچ ہزار درھم دیئے اور پچاس مختلف اشیاء کے ٹکڑے وغیرہ دیئے۔

اسی سن میں حاکم مصر علی نے اپنے وزیر ابومحمد الحسن بن عبدالرحمٰن الباری کو گرفتار کرلیا اور اس کا خط تین ہزار دراھم میں لے لیا' اس کے اسی ساتھیوں کا محاصرہ کیا گیا پر وزیر حنفی فقیہ تھا اہل علم اور اہل حرمیں سے اچھا سلوک کیا کرتا تھا کبھی کبھی شیخ ابو یوسف القزوینی اس کی تعریف وتوصیف بیان کیا کرتے تھے۔

## اس سن میں وفات پانے والے لوگ

**احمد بن عبداللہ بن سلیمان** [1] ...... ابن محمد بن سلیمان بن احمد بن سلیمان بن داؤد بن المطہر بن زیاد بن ربیعہ بن الحرث بن ربیعہ بن انور بن اسم بن ارقم بن نعمان بن عدی بن غطفان بن عمرو بن ترح بن حریمہ بن قیم اللہ بن اسد بن دبرہ بن رعلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاء ابوالعلاء المصری التنوخی الشاعر جو زندیقیت میں مشہور ہیں، لغوی، اور لغت اور شعر میں صاحب دواوین وتصانیف ہیں، جو کہ جمعہ کے روز غروب آفتاب کے وقت ۲۷ ربیع الاول ۳۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو چار سال یا سات سال کی عمر میں چیچک کے مرض نے آلیا جس کی وجہ سے ان کی نظر بالکل ختم ہوگئی انہوں نے گیارہ سال یا بارہ سال کی عمر میں شعر گوئی شروع کی اور ۳۹۹ھ میں بغداد آئے اور وہاں تقریباً ایک سال سات مہینے رہائش پذیر رہے، پھر وہاں سے شرمندہ اور ذلیل وخوار ہوکر نکالا کیونکہ اس نے شعر کے ذریعے ایسا سوال کیا جو اس کی قلت عقل، دین اور علم کے بارے میں دلالت کرتا تھا شعر یہ تھا۔

اس بات میں تناقض ہے لیکن ہمارے لئے سکوت اس میں اور خاموشی ہی بہتر ہے مزید یہ کہ ہم اپنے مولیٰ سے آگ کی پناہ لیں ہاتھ کی دیت پانچ سو درہم ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسے چوتھائی دینار کے عوض کاٹ دیا جاتا ہے۔

یہ بات اس کی جھوٹ ہے وہ کہتا ہے کہ ہاتھ کی دیت پانچ سو دینار ہے تو اگر وہ صرف چوتھائی دینار چوری کرتا ہے تو تم اس کا ہاتھ کیوں کاٹتے ہو۔ یہ بات اس کی کم عقلی، کم علمی اور بصیرت کی کمی کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ یہ بات اس لئے جب ہاتھ پر جنایت کی جائے تو اس کی دیت بہت زیادہ ہونی چاہے تاکہ لوگ ظلم سے رک جائیں ہاں البتہ جب ہاتھ خود کی چوری کرے تو اس کے مناسب یہ ہے کہ اس کی قیمت ودیت کم ہوجائے تاکہ لوگ

---

(۱)(انباہ الرواۃ: ۱/ ۴۶، ۸۳، ایضاح المکنون: ۲/ ۴۲۷، الانصاف والتحریم لا بن العدیم. الأنساب: ۳/ ۹۰، ۹۳ (التنوخي) و(والمعري)، أعلام النبلاء: ۴/ ۷۷، ۱۸۰، ۳۷۸، بغية الوعاة: ۱/ ۳۱۵، ۳۱۷، تاریخ بغداد: ۴/ ۲۴۰، ۲۴۱، تتمة اليتيمة: ۱/ ۹، تاريخ الاسلام: م ۱۱/قسم ۳/ ۴۶۱، ۴۷۰، تتمة المختصر: ۱/ ۵۳۹، ۵۴۷، دية القصر: ۱/ ۱۵۷، ۱۶۵، دول الاسلام: ۱/ ۲۶۴، روض الناظر لا بن الشحنة: ۸/ ۱۲۱، روضات الجنات: ۳۳، ۷۵، شذارت الذهب: ۳/ ۲۸۰، ۲۸۲، طبقات النحويين واللغويين لا بن قاضي شهبة: ۱۲۹، ۱۸۱، العبر: ۳/ ۲۱۸، عقد الجمان للعيني: ۱/ ۲۰/ ۱۴۰، ۱۴۸، فهرست ابن خير: ۳۴۳، كشف الظنون: ۱/ ۴۶، ۸۵ وغيرها، الكامل في التاريخ: ۹/ ۶۳۶، ۶۳۷، لسان الميزان: ۱/ ۲۰۳، ۲۰۸، اللباب: ۱/ ۲۲۵ (التنوخي) و ۳/ ۲۳۴ (المعري)، مراة الزمان: حوادث سنة ۴۴۹، معاهد التنصيص: ۱/ ۱۳۶، ۱۴۵ امفتاح السعادة: ۱/ ۲۳۷، ۲۳۸، مراة الجنان: ۳/ ۶۶، ۲۹، ميزان الاعتدال: ۱/ ۱۱۲، مسالک الأبصار: م ۱۰/ ۲۸۲۲، ۳۱۹، المختصر في أخبار البشر: ۲/ ۱۷۶، ۱۷۷، معجم الأدباء: ۳/ ۱۰۷، ۲۱۸، معجم البلدان: ۵/ ۱۵۶، المنتظم: ۸/ ۱۸۴، ۱۸۸، نزهة الجليس: ۱/ ۲۷۸، ۲۸۴، النجوم الزاهرة: ۵/ ۶۱، ۶۲، نكت الهيمان: ۱۰۱، ۱۱۰، نزهة الألباب ۳۵۳، ۳۵۴، هدية العارفين: ۱/ ۷۷، وفيات الأعيان: ۱/ ۱۱۳، ۱۱۶، الوافي بالوفيات: ۷/ ۹۴، ۱۱۱، وانظر تعريف القدماء بأبي العلاء الذي نشرته وزراة الثقافة المصرية بتحقيق عدد من الأساتذة.)

دوسروں کے اموال سے رئیس اور لوگوں کے اموال محفوظ ہو جائیں۔ اسی بارے بعض کا یہ قول مشہور ہے کہ ہاتھ قیمتی تھا جبتک کہ امانتدار تھا لیکن جب اس نے خیانت کی تو اس کی قیمت کر گئی۔ جب فقہاء نے اس کو اس کی اس حرکت پر اور اس جیسی دوسری بیوقوفانہ حرکتوں کی وجہ پکڑنے کا ارادہ کیا تو وہ بھاگ گیا اور اپنے شہر لوٹ گیا جہاں اپنے گھر میں مقیم ہو گیا وہ اپنے گھر سے خوف کی وجہ سے نکلتا بھی نہیں تھا۔ ایک دن کی بات ہے کہ وہ خلیفہ کے پاس بیٹھا تھا خلیفہ متنبی کو ناپسند کرتا تھا اور اس کی تذلیل کرتا تھا جبکہ یہ ابوالعلا متنبی سے محبت کرتا تھا اس کی قدر و منزلت بلند سمجھتا تھا بلکہ اس کی مدد بھی کرتا تھا۔ تو ایک دن باتوں باتوں میں متنبی کا ذکر چھیڑ گیا، اب خلیفہ نے تو اس کی خوب مذمت کی تو الوالعلاء نے کہا کہ اگر متنبی کا کوئی قصیدہ بھی نہ ہوتب بھی اس کے لئے وہ قصیدہ کافی ہے جس کے شروع میں یہ ہے کہ ''لک یا منازل فی لقلوب منازل۔''

اس کی یہ بات سن کر خلیفہ غضبناک ہو گیا اور اس کے بارے میں حکم دیا کہ پاؤں سے پکڑ کر چہرہ کے بل گھسیٹا جائے پھر مزید غصہ میں آ کر کہا کہ اس کتے کو میرے پاس سے نکال دو اور بولا کر تم جانتے بھی ہو کہ اُس قصیدہ کا حوالہ دیکر اس کتے نے کیا بات کہنی چاہی تھی۔ پھر اس نے اس نے بتایا کہ متنبی کے اس شعر سے وہ کیا کہنا چارہ رہا تھا؟ اُس نے شعر سے دوسرے دوسرے متنبی کے قصیدہ کی طرف اشارہ کیا تھا وہ یہ ہے:

ترجمہ ..... ''جب تو میری برائی کسی کم عقل سے سنے تو سمجھ لینا کہ یہی میرے بہتر ہونے کی دلیل ہے کیونکہ اچھے لوگوں کے دشمن بھی ہوتے ہیں''۔

اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ متنبی کے اور بھی اس سے بہتر قصائد ہیں مگر وہ مجھے یہ سنانا چاہتا تھا۔ یہ بات خلیفہ کے اعلیٰ درجہ کی ذہانت کو ثابت کرتی ہے کیونکہ خلیفہ نے اس کا مقصد سمجھ لیا تھا معری بھی ذہین لوگوں میں سے تھا۔ معری نے برابر فلاسفہ کے طریقہ پر چلتے ہوئے گوشت، دودھ انڈے اور دوسرے کوئی حلال جانور کا گوشت نہیں کھایا۔ یہ بات مشہور ہے کہ اس نے ساحل سے آتے ہوئے ایک گرجا گھر میں ایک راہب سے ملاقات کی۔ اس راہب نے رات کو اسے اپنے پاس ہی سلایا اور وہیں اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کیا وہ راہب پودوں وغیرہ سے اپنی غذا حاصل کرتا تھا اکثر و بیشتر دال کھایا کرتا تھا۔ اور شہرہ وانجیرہ بطور میٹھی چیز کے استعمال کیا کرتا تھا وہ کسی کے سامنے بھی کھانا نہیں کھاتا تھا۔ کہتا تھا کہ اندھے کا کھانا پوشیدہ ہونا چاہئے۔ وہ ذکاوت کے بہت اعلیٰ درجہ پر فائز تھا جبکہ یہ جھوٹی باتیں اس کی طرف سے نقل کی گئی ہیں کہ اس نے اپنے تخت کے نیچے ایک درھم رکھا اور کہا کہ کریا تو آسمان ایک درھم کی بقدر نیچے ہو گیا یا زمین ایک درھم کی بقدر بلند ہو گئی ہے۔ یعنی اس نے یہ محسوس کر لیا کہ اس تخت زمین سے ایک درھم کی بقدر بلند ہو گیا ہے تو یہ بات ایسی ہے کہ جس کی کوئی اصل نہیں۔

''اسی طرح اس کے بارے میں یہ بات بھی ذکر کیجاتی ہے کہ وہ سفر کے دوران ایک جگہ سے گذر رہا تھا تو اس نے ایک دم اپنا سر نیچے کر لیا، تو لوگوں نے اس سے ایسا کرنے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہاں کوئی درخت ہے لوگوں نے کہا نہیں ہے پھر لوگوں نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ جس جگہ اس نے سر جھکایا تھا اسی جگہ ایک درخت کی جڑ تھی جبکہ درخت کاٹ دیا گیا تھا۔ وہ پہلے اس جگہ سے ایک مرتبہ گذرا تھا تو اس کے ساتھیوں نے اس کو اسی جگہ سر جھکانے کو کہا تھا جس جگہ اس نے ابھی گذرتے ہوئے سر جھکائے تھا، اب چونکہ وہ اسی جگہ سے دوسری مرتبہ گذر رہا تھا تو اس نے اس خوف سے کہ اسے کوئی چیز نہ لگ جائے اپنا سر نیچے کر لیا لیکن یہ بات بھی صحیح نہیں ہے۔

تحقیقی بات یہ ہے کہ وہ ذہین تو تھا لیکن عفیف (پاکباز) نہیں تھا، اس کی تصنیفات بھی بہت تھیں جو کہ اکثر شعر میں تھیں۔ اس کے بعض اشعار سے اس کی زندیقیت اور دین سے دور ہونے کے بارے میں پتہ چلتا تھا جبکہ بہت سے لوگ اسی کی طرف سے یہ عذر بھی بیان کرتے تھے کہ جو اس نے کہا وہ بطور کھیل کو دودل لگی کے لئے کہا حالانکہ وہ دل کا برا نہیں تھا جیسا کہ اس نے زبان سے ظاہر کیا باطنی طور پر وہ مسلمان ہی تھا۔ جب ابن عقیل کے پاس اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اسے کس چیز نے مجبور کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے ملک میں رہ کر ایسی باتیں کرے جس سے لوگ اس کی تکفیر کرنے لگیں حالانکہ ایسی باتیں تو منافقین بھی اپنی کم عقلی وکم علمی کے باوجود اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے نہیں کرتے اس لئے وہ اپنی بری عادات لوگوں کے سامنے ظاہر ہیں کرتے اور ان کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں جب کہ اس نے اپنے کفر کو کھلم کھلا ظاہر کر دیا جس کی وجہ سے لوگ اس کی تکفیر کے لئے اس پر مسلط ہو گئے اور اس کو زندیق کہنے لگے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کا ظاہر اس کے باطن ہی کی طرح تھا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اس کی ایک کتاب دیکھی جسکا نام اس نے **"الفصول والغایات فی معارضۃ**

السور و الا یات" ہے جس کو اس نے حروف معجم کی ترتیب پر لکھا ہے جبکہ آخری کلمات نہایت رکیک اور بے ہودہ ہیں۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے اس کی ظاہری و باطنی نگاہ کو بے نور کیا۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اس کی ایک اور کتاب لزوم مالا یلزم کا بھی مطالبہ کیا ہے پھر ابن جوزی نے اس کے کچھ اشعار بیان کئے جو کہ دین اسلام کی بہت سی اشیاء کو لغو قرار دینے والے تھے ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

جب تیرے رزق سے عاقل کو حصہ نہیں مل پاتا جبکہ مجنوں اور احمق کو رزق دیتا ہے تو ایسے شخص کا کوئی گناہ نہیں اے آسمان کے پروردگار جو تجھ سے اس چیز کا مطالبہ کرتا ہے جو اس کو نہیں کرنا چاہئے تھا اور زندیق بن جاتا ہے۔

مزید کہتا ہے کہ:

خبردار! بے شک مخلوق گمراہی میں مبتلا ہے اور عقلمند اسے دیکھ لیتا ہے جو کچھ اسے پیش آتا ہے صاحب توراۃ موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے جس نے ان پر الزام لگایا وہ خسارہ میں رہا موسیٰ علیہ السلام کے آدمیوں نے کہا کہ ان پر وحی آتی ہے لیکن لوگوں نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھ رہے ہیں میرا بیت اللہ کے پتھروں کا حج کے لئے جانا ایسا ہی ہے جیسے گدھے کے سر ان کی چوٹیوں پر بلند ہوتے ہیں۔ جب عقلمند آدمی اپنی عقل سے سوچتا ہے تو وہ مذہب کو حقیر سمجھنے میں اور پختہ ہو جاتا ہے۔

مزید کہتا ہے کہ:

راہ راست مٹ چکی جبکہ نصاری ہدایت پا چکے ہیں یہودیوں نے کجروی اختیار کی اور مجوسی راہ راست سے دور نکل گئے ہیں۔
اہل زمین میں دو ایسے ہیں جو عقلمند لیکن دیندار نہیں اور دو ایسے ہیں جو دیندار تو ہیں لیکن انہیں عقل نہیں۔

مزید کہتا ہے کہ:

رسولوں کے پیغامات کو حق و سچ نہ سمجھنا اس لئے کہ انہوں نے جھوٹی بات کو لکھا ہے لوگ مستی اور عیش میں زندگی گزار رہے تھے لیکن انہوں نے محال چیزیں انہیں پہنچا کر لوگوں کی زندگی کو بے رونق بنا دیا۔

اس بات کا جواب دیتے ہوئے میں نے کہا کہ:

رسولوں کے پیغامات کو جھوٹی بات نہ سمجھو اس لئے کہ انہوں نے سچی بات لوگوں تک پہنچائی ہے لوگ بڑی بڑی طرح جہالت و پسماندگی زندگی گزار رہے ہوتے تھے تو رسول ان کے پاس حق بات لے کر آتے تھے اور اچھی طرح سمجھاتے تھے۔

اس نے مزید کہا کہ:

شریعتوں نے ہمارے درمیان بغض پیدا کر دیا ہے اور ہمیں وراثت میں مختلف قسم کی دشمنیاں دی ہیں۔ کیا میں روم کی عورتوں کو بطور مال غنیمت عربوں کے لئے حلال کر سکتا ہوں؟ ہاں لیکن نبیوں کے احکام سے ایسا ہی ہوا۔

مزید کہا کہ:

میں یہ تعریف آدم علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کے لئے نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں تو اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب گھٹیا لوگ تھے۔

مزید کہا کہ:

ہوش سے کام لو اے گمراہو! ہوش سے کام لو اس لئے کہ تمہارے جو دین ہیں یہ قدیم زمانہ کا ایک فریب ہے۔

مزید کہا کہ:

زمانہ کی گردش دو محبت کرنے والوں کو جدا کر دیتی ہے پس اے الٰہی میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دے، تو جان بوجھ کر لوگوں کو قتل کرنے سے روکتا ہے۔
لیکن ان کو موت دینے کے لئے دو فرشتوں کے ساتھ بھیجتا ہے تو نے گمان کیا کہ مرنے کے بعد لوگوں کو دوبارہ لوٹنا ہے دونوں حالتوں میں سے کسی حالت میں بھی نفس کو نفع نہیں دیا۔

مزید کہا کہ:

ہم سے حالانکہ ہمارا ہنسا پاگل پن تھا کیونکہ زمین پر رہنے والوں کے لئے ان پر حق ہے کہ ان پر رویا جائے۔ زمانہ نے ہمیں توڑ پھوڑ دیا یہاں تک کہ ہم شیشہ ہو گئے لیکن ایسا شیشہ جسے دوبارہ پگھلا ڈھالا نہیں جا سکتا۔

مزید کہا کہ:

کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں عقول معمولی سمجھتی ہیں حالانکہ نوا جوان نہیں جانتے کہ ہلاکت کے لئے ہے محمد ﷺ کی کتاب، موسیٰ علیہ السلام کی کتاب ابن مریم علیہ السلام کی کتاب اور زبور کے لئے ہلاکت ہے۔

مزید کہا کہ:

تمھارے خدا نے مخلوق کی طرف ان کے عیسیٰ علیہ السلام و موسیٰ کو مبعوث نہیں کیا لیکن انہوں نے اللہ کے نام پر کھانے کا ذریعہ بنایا اور نہوں نے اپنے دیں لوگوں کے سامنے ایک جال بنا کر پیش کیا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں نے اس کے اشعار سے بہت سی ایسی باتیں بتائیں جو کفر پر دلالت کرتی ہیں بلکہ ان میں پر اس چیز سے اس کی زندیقیت دین سے دوری اور کفر کا اندازہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اس نے یہ وصیت بھی کی کہ اس کی قبر پر یہ لکھا جائے:

**هذاجناه ابی علی وماجنیت علی احد**

اس کا معنی یہ ہے کہ اس کے باپ نے اس کی ماں سے شادی کی اور اس کو دنیا میں پہنچا دیا تو اس سب سے وہ اس وصیت زدہ ہو گیا اور اس نے کسی پر یہ جنابت نہیں کی۔ یہ سب باتیں کفر والحاد ہیں اللہ تعالیٰ اس کا برا کرے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے ان سے سب باتوں کو چھوڑ دیا تھا اور ان سے توبہ کر لی تھی اس لئے کہ اس نے ایک قصیدہ ایسا کہا تھا جس میں اس نے ان سب باتوں سے معذرت کر لی تھی، اور ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ وہ یہ قصیدہ ہے۔ جس میں وہ کہتا ہے کہ اے وہ ذات جو سخت تاریک رات کی اندھیری میں مچھروں کے پیروں کے پھیلانے کو دیکھتی ہے جو ان کے سینوں میں ان کے لٹکنے کی جگہ کو دیکھتی ہے اور کمزور ہڈیوں میں مغز کو دیکھتی ہے مجھ پر توبہ کرنے کی وجہ سے مہربانی فرما اور اس کے ذریعے سے میرے ان گناہوں کو مٹا دے تو مجھ سے پہلے زمانہ میں ہوئے۔

اسکی وفات اسی سن میں معرۃ النعمان کے مقام پر ۱۴ دن کم ۸۴ سال کی عمر میں ہوئی۔ اس کی وفات کے بعد اس کے ساتھیوں اور شاگردوں نے اس پر مرثیے کہے اور اس کی قبر پر ۸۰ مرثیے پڑھے گئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اس کے مرثیہ میں کہا کہ اگر چہ تو نے ذھد تقوی کی وجہ سے خونریزی نہیں کی۔ لیکن آج تو نے میری آنکھ سے خون بہا دیا ہے۔

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جنہوں نے اس کے مرثیے کہے ہیں اور جو اسے نیک سمجھنے والے ہیں وہ یا تو اس کے معاملات سے جاہل رہے ہونگے یا اس کے مذہب و مسلک کے مطابق چل کر گمراہ ہو گئے ہونگے کسی شخص نے ایک دفعہ خواب میں ایک اندھے شخص کو دیکھا' اس کے کندھے پر سے دو مچھلیاں سینہ تک لٹک رہی تھیں۔ انہوں نے اپنا منہ اس کی طرف اٹھایا ہوا تھا اور اسے گوشت کو نوچ نوچ کر کھا رہی تھیں جبکہ وہ شخص مدد کے لئے چلا رہا تھا کسی کہنے والے نے خواب میں ہی کہا کہ معر ملحد ہے۔

ابن خلکان نے بھی اس کے بارے میں کچھ ذکر کیا ہے اور عادت کے مطابق جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے اس کا نسب شعراء میں بیان کیا ہے، اس کی تصنیف شدہ بہت سی کتابوں کا ذکر بھی کیا ہے ایک شخص نے اس کی ایک کتاب پر سو سال بعد واقفیت پائی جسکا نام لا یک والغصوں ہے جبکہ وہ ھمر اور ردو کے معنی مشہور ہے پھر اس نے عربی اپنے والد صاحب سے سیکھی پھر مقام حلب میں بن عبداللہ بن سعد النجوی سے علمی اشتغال رکھا، اس سے ابوقاسم علی بن الحسن التوخی نے علم حاصل کیا، اور خطیب ابوزکریا یحییٰ بن علی التبریزی نے بھی انہیں سے علم پڑھا۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے پینتالیس سال تک حکماء کے طریقہ پر چلتے ہوئے گوشت نہیں کھا، اس نے وصیت کی کہ اس کی قبر پر یہ لکھا جائے'' اس کے باپ نے اس کی ماں سے نکاح کر کے اسے دنیا میں پہنچا دیا اس لئے یہ مصیبتوں میں گرفتار ہو گیا اور اس نے یہ گناہ کسی کے ساتھ نہیں کیا۔

ابن خلکان نے کہا کہ یہ بات بھی حکماء کے اعتقاد سے تعلق رکھنے والی ہے، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ بچہ کو بنانا اور اس کو اس دنیا میں لانے کے لئے

وجود بخشنا یہ اس پر ظلم ہے اس لئے کہ اس طرح بچہ کو حادثات اور مصیبتوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے میں یہ کہتا ہوں یہ بات اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ اس نے اپنا عقیدہ تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ وہ آخر وقت تک حکماء کے عقائد پر ہی قائم تھا اور اس سے اپنا پرانا عقیدہ چھوڑا نہیں تھا جیسا کہ بعض لوگوں نے ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ظاہری اور باطنی امور کو بہتر جانتے ہیں۔ اس خلکان نے ذکر کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ اس کی سیدھی آنکھ ابصری ہوئی تھی اور اس آنکھ پر مفید غالب تھی جبکہ اس کی بائیں آنکھ اندر کو دھنسی ہوئی تھی اور وہ خود کمزور تھا پھر اس خلکان نے اس کے اچھے اشعار کا بھی تذکرہ کیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

''کسی ہنر کی وجہ سے اپنے لئے بلند مرتبہ کے طلبگار نہ بنو اس لئے کہ بلیغ آدمی کا تو قلم ہی بغیر مشقت کے نکلا ہے آسمان کے دو بڑے ستارے ٹھہر گئے حقیقت میں وہ دونوں آسمان ہی ہیں یہ اس کا نیزہ ہے اور یہ سب ہتھیار ہے۔

**استاد ابو عثمان صابونی** (۱)...... اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد بن اسماعیل بن عامر بن عابد الیساوری۔ جو کہ حافظ واعظ اور مفسر بھی تھے۔ وہ حج کو جاتے ہوئے دمشق تشریف لائے وہاں سماع کیا اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کی ابن عساکر رحمہ اللہ نے ان کے حالات بہت اچھی طرح قلمبند کیے ہیں۔ اور ان کے بارے میں بہت سی اچھی چیزیں مثلاً اقوال واشعار وغیرہ ذکر کئے ہیں۔ ان میں کچھ یہ ہیں'' جب میں تمھارے اموال وعطا میں سے کچھ نہ لوں اور نہ ہی تم سے نیکی اور اچھائی کی امید رکھوں، حالانکہ تم بھی اسی ذات کے بندہ ہو جس ذات کا بندہ میں ہوں تو پھر میں کس وجہ سے ذی شرف بدن کو تھکاؤں؟

ابن عساکر رحمہ اللہ نے امام حرمین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں کسی مذہب کو اختیار کرنے کے بارے میں متردد تھا جبکہ میں اس وقت مکہ مکرمہ میں مقیم تھا۔ ایک دفعہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی آپ فرمارہے تھے کہ ابو عثمان الصابونی کا مذہب اختیار کرلو۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

## سن ۴۵۰ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات

اس سن میں بساسیری خبیث کا فتنہ ظاہر ہوا جو کہ ارسلان ترکی کا رہنے والا تھا۔ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ابراہیم ملک طغرل بیگ کے بھائی پر اپنی نوازشات کرتا تھا اور اس نے موصل کو چھوڑ دیا تھا جس پر کہ اس کے بھائی نے اسے گورنر بنایا تھا اور بلاد جبل منتقل ہو گیا۔ اس پر اس کے بھائی نے اسے بلایا اور خلعت سے اس کو نوازا اس کے معاملے کی اصلاح کی لیکن ابھی یہ معاملہ چل ہی رہا تھا کہ اس دوران بساسیری امیر عرب قریش بن بدران کے ہمراہ موصل پہنچ گیا پس اس نے اس سے وہ جگہ چھین لی اور قلعہ کو برباد کر دیا لیکن، ملک طغرل بیگ بہت تیزی سے اس کے مقابلہ پر آ گیا اور قلعہ کو اپنی ملکیت میں لے لیا۔ بساسیری اور قریش اس سے ڈر کر بھاگ نکلے۔ اس نے نصیبین تک ان دونوں کا پیچھا کیا۔ اس کے بھائی ابراہیم اسے چھوڑ کر اس کی نافرمانی کی اور ھمزان فرار ہو گیا یہ سب بساسیری کے اشارہ پر ہوا تھا۔

پھر ملک طغرل بیگ اپنے بھائی کی تلاش کے لئے نکل کھڑا ہوا، یہاں تک کہ اس نے اپنی فوج کو بھی پیچھے چھوڑ دیا تو وہ منتشر ہو گئی بہت کم فوج ہی اس سے مل پائی تھی۔ اس کی بیوی خاتون اور اس کا وزیر الکندری بغداد واپس لوٹ گئے۔ پھر خبر آئی کہ اس کے بھائی نے اس پر غلبہ پالیا ہے اس لئے طغرل بیگ ہمدان میں محصور ہو گیا ہے لوگ اس کی وجہ سے پریشان ہو گئے، بغداد میں ایک طرح کی کھلبلی مچ گئی یہ اطلاع بھی آئی کہ بساسیری بغداد آنے کا ارادہ رکھتا ہے انبار کے قریب قریب پہنچ گیا ہے۔ یہ اطلاع سن کر الکندری نے تو بھاگ نکلنے کا پکا ارادہ کر لیا طغرل بیگ کی بیوی الخاتون نے

(۱) (الأنساب: ۵/۸ ۲، تاریخ دمشق خ ۸، ۲/۴۲، تتمة: ۲/ ۱۱۵، تهذیب تاریخ ابن عساكر: ۳/ ۳۰ ۳۶، تتمة المختصر: ۱/ ۵۴۷، دول الاسلام: ۱/ ۲۶۴، الرسالة المستطرفة: ۱۰۳، شذرات الذهب: ۳/ ۲۸۲ ۲۸۳، طبقات ابن قاضي شهبة ورقة ۲۲۳أ، طبقات السبكي: ۴/ ۲۷۱ ۲۹۲، طبقات المفسرين للسيوطي(۷) طبقات المفسرين للداوودي: ۱/ ۱۰۷ ۱۰۸، النجوم الزاهرة: ۵/ ۶۲، العبر: ۳/ ۲۱۹، الكامل: ۹/ ۶۳۸، اللباب: ۲/ ۲۲۸، المختصر: ۲/ ۱۷۷، المنتخب: ورقة: ۳۸/أ معجم الأدباء: ۷/ ۱۶ ۱۹.)

اسے گرفتار کرنا چاہا تو اسے چھوڑ کر غربی جانب فرار ہو گیا۔ اس کا گھر لوٹ لیا گیا۔ جانبین میں جو پل تھا اسے توڑ دیا گیا۔ الخاتون عام فوج کے ساتھ روانہ ہوئی۔

اور اپنے شوہر کی وجہ سے ہمدان پہنچ گئی۔ اس کے بعد الکندی بھی چلا اس کے ساتھ نوشیروان بن تومان اور مذکورہ الخاتون کی ماں بھی چلی بقیہ تمام فوج مقام اھواز تک اس کے ساتھ تھی اب صورت حال یہ تھی کہ بغداد میں کوئی قتال کے لئے باقی نہ بچا تھا تو خلیفہ نے بھی وہاں سے نکلنے کا عزم کیا اور کاش کہ وہ ایسا کر لیتا۔

بعد میں اس نے اپنے گھر میں اپنے اہل کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی پس وہ وہاں دھوکہ اور غفلت میں رہا۔ جب شہر میں قتل وقتال ختم ہو گیا تو لوگوں سے کہا گیا کہ جو بغداد سے جہاں جانا چاہے چلا جائے۔ لوگ سخت پریشان ہوئے۔ عورتیں مرد اور بچے رونے لگے اور بہت سے لوگ غربی جانب پل پار کر کے چلے گئے۔ پل کے نہ ہونے کی وجہ سے دریا پار کرنے کی اجرت ایک یا دو دینار تھے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ اس رات خلیفہ کے گھر کے اوپر سے تقریباً دس الوخطر ناک چیخیں مارتے ہوئے اڑے۔ رئیس الرؤساء کو بتایا گیا کہ مصلحت اس میں یہ ہے کہ خلیفہ مجاہدین کے نہ ہونے کی وجہ سے یہاں سے کوچ کر جائے لیکن اس نے یہ بات قبول نہیں کی اور وہ عوام کی ایک جماعت سے خدمت لینے لگے اور ان کو دار مملکت سے بہت سا اسلحہ بھی فراہم کیا۔ اس سال آٹھ ذی قعدہ بروز اتوار بساسیری بغداد آیا تو اس کے ساتھ سفید مصری جھنڈے بھی تھے اس کے سر پر جو جھنڈے ان پر مستنصر باللہ ابو تمیم معد امیر المؤمنین کا نام لکھا ہوا تھا۔ پس کرخ کے رافضی افراد نے اس سے ملاقات کی اور اس سے درخواست کی کہ وہ ان کے پاس سے گذرے پس وہ کرخ میں داخل ہوا۔ وہاں سے زواجیہ کے گھاٹ کی طرف نکل گیا۔ وہاں خیمہ لگایا، لوگوں کا حال اس وقت یہ تھا کہ وہ بھوک اور شدید تکلیف سے دوچار تھے۔ قریش بن بدران تقریباً دو سو سواروں کے ساتھ باب البصرہ کے گھاٹ پر پہنچا بساسیری نے اپنے پاس دہشت گردوں کو جمع کر رکھا تھا اور انہیں دار الخلافہ کے لوٹنے کا لالچ دلایا کرخ رافضیوں باب بصرہ میں اہل سنت کے گھروں کو لوٹ لیا۔ قاضی قضاۃ دامغانی کا گھر بھی لوٹ لیا گیا۔ اکثر رجسٹروں اور فیصلہ کن کتابوں پر بھی قبضہ کر لیا گیا اور عطاروں کے ہاں فروخت کر دیا گیا خلیفہ کے خادم متعلقین کے گھر بھی لوٹ لیے گئے۔ روافض نے اذان دوبارہ حی علی خیر العمل مقرر کر دی۔ پورے بغداد اور اس کے مضافات میں جمعہ اور دیگر جماعتوں کے لئے یہی اذان دی گئی۔ بغداد اور اس کے علاوہ دیگر شہروں میں خلیفہ مستنصر عبیدی کا خطبہ دیا گیا وہاں سونے اور چاندی کا سکہ ڈھالا گیا، دار الخلافہ کا محاصرہ کیا گیا وزیر ابو قاسم بن مسلمہ جنکا لقب رئیس الرؤساء ہے اور جوان کے ساتھ خادم تھے ان کے ساتھ اس کی حفاظت میں مزاحمت کی لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ پس خلیفہ سیاہ لباس وچادر میں سوار ہو، اس کے سر پر جھنڈا تھا، اس کے ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار تھی، اس کے گرد وپیش میں عباسیوں کی جماعت اور باندیاں تھیں جو اپنے چہرے کھولے ہوئے اور بال بکھیرے ہوئے تھیں ان کے پاس نیزوں پر قرآن تھے، ان کے آگے آگے تلواریں لئے ہوئے خدام تھے پھر خلیفہ نے امیر عرب قریش سے امان کہ وہ اسے اور اس کے اہل اور اس کے وزیر ابو سلمہ کو بچائے اس نے ان سب کو امان دیدی اور ان کو ایک خیمہ میں رکھا تو۔ بساسیری نے اس کو ملامت اور کہا کہ تو جانتا ہے کہ میرے اور تیرے درمیان اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ تو میری رائے کے بغیر کوئی کام نہیں کریگا اور میں تیری رائے کے بغیر کوئی اقدام نہیں کرونگا۔ اب جبکہ ہم مالک ہو گئے ہیں تو یہ میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ پھر بساسیری نے قاسم بن مسلمہ کو پکڑ لیا اور اسے رسوا کن ڈانٹ پلائی، اس کی شدید مذمت کی سخت تکلیف و پٹائی لگائی اور اپنے پاس قید کر لیا۔ عوام نے دار الخلافہ لوٹ لیا، شمار کرنا مشکل ہے کہ انہوں نے کتنے جواہر، نفیس اشیاء ریشم، سونا، چاندی، کپڑے، اسباب اور چوپائے وغیرہ چوری کیے۔

اسکے بعد بساسیری اور قریشی اس بات پر متفق ہو گئے کہ وہ خلیفہ کہ امیر حدیثہ عانہ کے پاس لے جائیں۔ وہ مہارش بن علی الندوی تھا۔ جو کہ قریش بدران کے چچا زادوں میں سے تھا وہ ایسا آدمی تھا جس میں دین ومروت تھی۔ جب خلیفہ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ قریش کے پاس آیا اور کہا کہ وہ بغداد سے نہ نکلے لیکن اس بات نے کچھ فائدہ نہیں دیا۔ وہ اسے ان دونوں کے اصحاب کے ساتھ حدیثہ عانہ کے ہودج میں لے گیا۔ پھر وہ مہارش کے ہاں پورے ایک سال رہا۔ اس کے ساتھ اس کے گھر والوں میں سے کوئی نہیں تھا۔ خلیفہ سے روایت ہے اس نے کہا کہ جب میں حدیثہ عانہ میں تھا تو میں ایک رات نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو میں نے اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کی مٹھاس محسوس کی۔ پھر میں نے جو کچھ مجھے توفیق ہوئی اللہ تعالیٰ سے

دعا مانگی میں نے کہا کہ اے اللہ مجھے میرے وطن لوٹا دے۔ مجھے میرے اہل اور میری اولاد کو اکٹھا کر دے ہمارے اجتماع کو آسان بنا دے، محبت کے باغ کو دوبارہ سرسبز بنا دے، قرب کی رونقوں کو آباد کر دے، صبر کو جلدی دور فرما دیجئے اور بدسلوکی کو دور فرما دیجئے۔ راوی فرماتے ہیں میں نے ایک کہنے والے کو دریائے فرات کے کنارے پر کہتے ہوئے سنا کہ ہاں ہاں تو میں نے گیا کہ یہی وہ آدمی ہے جو کسی سے بات کر رہا ہے پھر میں نے اس سوال وابتھال شروع کئے۔ تو میں نے اس چیخنے والے سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا ایک سال تک ایک سال تک میں نے کہا کہ یہ ہاتف ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے وہ ابیات کہلوائی جسکا امر ہوا اور ایسے ہی ہوا، کیونکہ وہ اپنے گھر سے اس سال ذیقعدہ میں نکلا اور اگلے سال ذیقعدہ میں واپس گھر آ گیا۔ خلیفہ قائم بامراللہ جتنی مدت حدیثہ عانہ میں گذاری اس کے بارے میں کچھ اشعار کہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

”جن سے میں امیدیں رکھتا تھا ان کے بارے میں میرے گمان خراب نکلے جس سے میں نے مستقل دوستی کی اس کا خیال بھی نہ آیا۔ تم زمانہ کی گردش سے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ میں نے کسی کو کسی پر شفقت و محبت کرتے نہیں دیکھا۔

میرے خیال میں زمانہ ایک گذرگاہ ہے۔ جب مجھے اپنی کامیابی نظر آتی ہے تو وہ وعدہ گاہ کوئی ہے میں نے اپنے جتنے دن بھی وہاں گزارے، اس میں اپنے آپ کو آنے والی امیدوں سے بہلاتا تھا۔ اس شخص کی برائی بیان کر جو امیدوں میں راحت پاتا ہے اور صبح وشام امیدوں میں ہی لگا رہتا ہے۔

بساسیری اور اس کے ہم خیال بغداد میں تھے، وہ عیدالاضحیٰ کے دن سوار ہوا، اس نے خطباء اور مؤذنوں کو سفید لباس پہنایا۔ اسی طرح اس کے ساتھیوں نے بھی سفید لباس پہنا، اس کے سر پر مصری جھنڈے تھے، خلیفہ مصری کا خطبہ دیا گیا، شیعوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا جبکہ اذان بھی سارے عراق میں (**حی علی خیر العمل**) یعنی شیعوں کے طریقہ کے مطابق ہوئی، بساسیری نے اہل بغداد سے زبردست انتقام لیا۔ جو لوگ اس کے مخالف تھے ان سب کو غرق کر دیا۔ جو لوگ اس سے محبت و ہمدردی رکھتے تھے ان کو رزق کی فراہمی میں خوب کشادہ گی سے کام لیا اور انصاف کو ظاہر کیا۔

جب ۲۸ ذی الحجہ اتوار کا دن آیا تو اس کے سامنے وزیر ابن سلمہ (جس کا لقب رئیس الرؤساء تھا) کو پیش کیا گیا۔ وہ اونی جبہ اور سرخ اونٹ کی لمبی ٹوپی پہنے ہوئے تھا، اس کی گردن میں تعویذ کی طرح چمڑے کا ہار تھا۔ پس اسے سرخ اونٹ پر بٹھا کر شہر بھر کا طواف کرایا گیا، اس کے پیچھے پیچھے ایک شخص اسے چمڑے کے ٹکڑے سے مارتا ہوا چل رہا تھا۔ جب وہ کرخ سے گذرا تو اس کی پرانے جوتوں سے پٹائی لگائی گئی، اس کے چہرہ پر لوگوں نے تھوکا، اس کو لعنت اور گالیاں بکیں اور اس کو دارالخلافہ کے سامنے کھڑا کیا گیا وہ اس وقت بھی قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا (ترجمہ) اے اللہ آپ ہی تمام جہاں کے مالک ہیں جس کو چاہتے ہیں حکومت دیتے ہیں جس سے چاہتے ہیں چھین لیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں عزت دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں ذلیل کر دیتے ہیں، آپ کے ہاتھ میں تمام بھلائی ہے اور بیشک آپ ہی ہر چیز پر قادر ہیں' جب اس کو شہر بھر میں پھرا دیا گیا تو پھر اس کو معسکر لایا گیا اور اسے بیل کی کھال سینگوں سمیت پہنائی گئی، اس کی باچھوں میں کنڈیاں لٹکائی گئیں، اسے لکڑی کی طرف لے جایا گیا اور سارا دن بے چین رہا بالآخر انتقال کر گیا رحمہ اللہ اس کی آخری بات جو اس نے کہی تھی کہ ”تمام تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے مجھے نیک بختی کے ساتھ زندہ رکھا اور شہید کی موت عطا فرمائی۔ اس سال سرزمین عراق میں زبردست اولے باری ہوئی جس کی وجہ سے بہت سے غلے تباہ ہو گئے۔ بعض کسان بھی مارے گئے، اسی سال دریائے دجلہ میں بھی سخت سیلاب آیا اور اس سال بغداد میں بھی اس فتنہ سے پہلے ایک ماہ تک زلزلوں کے جھٹکے محسوس کیے جاتے رہے اس کی وجہ سے بہت سے گھر منہدم ہو گئے، یہ خبر بھی آئی کہ اس زلزلہ کے جھٹکے ہمدان واسط تکریت اور عانہ تک محسوس کیے گئے، بیان کیا گیا کہ اس کی شدت سے چکیاں رک گئیں۔ اس سال بغداد میں لوٹ کھسوٹ بھی بہت ہوئی یہاں تک کہ سامنے چلتے ہوئے آدمی کی لکڑی چھین لی جاتی تھی۔ اسی مصیبت میں شیخ ابونصر بن الصباغ جو جمعہ پڑھنے جا رہے تھے ان کی لکڑی بھی اچک لی گئی۔

اسی سال کے آخر میں سلطان طغرل بیگ اپنے بھائی سے جنگ لڑنے کے لئے ھمذان سے نکل کھڑا ہوا اور اس پر غلبہ حاصل کر لیا لوگ خوشی میں ایک دوسرے سے ملنے لگے، لیکن انہوں نے بساسیری کے خوف سے اس کا برملا اظہار نہ کیا۔ طغرل بیگ نے اپنے فوت شدہ بھائی داؤد کی اولاد سے ابراہیم کے مقابلہ میں مدد چاہی پس وہ مل کر اس پر غالب آ گئے اور سن ۵۱ ھ کے شروع میں اس کو قید کر لیا اور اپنے چچا طغرل بیگ کی حکومت میں شامل ہو گئے تو وہ انہیں عراق لے گیا ان کے حالات کا مزید تذکرہ اسی سال میں انشاءاللہ آئے گا۔

# اس سال فوت ہونے والے افراد

**الحسن بن محمد ابوعبداللہ الونی الفرضی** ......شافعی المذہب تھے فتنہ بساسیری کے زمانہ میں بغداد میں قتل ہوئے اور اسی سن یوم عرفہ، جمعہ کے دن دفن کئے گئے۔

**داؤداخوطغرلبیگ** [1] ......یہ بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔اسی سن اس کا بھی انتقال ہوااوراس کی اولاد اس کی جانشین بنی۔

**ابوالطیب الطبر ی** [2] ......فقیہ،شافعی مذہب کے شیخ،نام ان کا طاہر بن عبداللہ بن طاہر بن عمر تھا۔یہ ۳۴۸ھ میں امل طبرستان میں پیدا ہوئے،انہوں نے علم حدیث ابواحمد الغرظیفی سے جرجان میں اورابوالحسن الماسرجسی سے نیشاپور میں حاصل کیا۔انہی استاد سے اورعلی ابوعلی الزحاجی اور ابوقاسم بن کج سے علم فقہ پڑھا۔پھر بغداد میں علی ابوحامد اسفرائینی سے علم اشتغال رکھااورالمختصر وفروع ابن الحداد کی شرح لکھی،اصول وجدل اوران کے علاوہ بہت سے دیگر نافع علوم میں کتابیں لکھیں بغداد میں دارقطنی وغیرہ سے کچھ علم حاصل کیا،ابوعبداللہ الصیمر ی کے انتقال کے بعد کرخ میں چوتھائی شہر کے قاضی بنے۔وہ قابل اعتماد دیندار۔متقی اوراصول فقہ اوراس کی فروع کے عالم تھے۔اس کے ساتھ ساتھ اچھے اخلاق اوراچھی طبیعت کے بھی مالک تھے،دن ورات علم کی تعلیم میں مشغول رہنے والے تھے۔انہوں نے طبقات شافعیہ کا ترجمہ کیا شیخ ابواسحاق شیرازی نے ان سے ایک حکایت نقل کی ہے۔وہ ان کے استاد تھےاورانہیں اس کے بعد حلقہ میں بٹھایا گیااورابوطیب اسلم بھی مسلمان ہوگئے۔وہ دنیا سے بہت کم ہی نفع اٹھاتے تھے۔ان کا ایک موزہ مرمت کے لئے موزے بنانے والے کے پاس تھا۔بنانے والے نے واپس کرنے میں بہت دیرلگائی۔شیخ جب بھی اس کے پاس سے گذرتے تو وہ ان کے موزہ کواٹھا کر پانی میں ڈوبوتااور کہتا کہ اے شیخ ابھی تھوڑی دیر تک میں اس کوٹھیک کردیتا ہوں۔شیخ نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے موزہ اس لئے دیاہے کہ تواس کوٹھیک کرے نہ کہ اس لئے کہ اس کوتیرنا سکھائے۔

ابن خلکان نے بتایا کہ شیخ اوراُن کے بھائی کا صرف ایک عمامہ اورایک قمیض تھی۔اگر شیخ قمیض پہن لیتے تو بھائی کوگھر میں بیٹھنا پڑتا تھا۔اگر بھائی پہن لیتا تو شیخ کوگھر میں بیٹھنا پڑتا۔جب قمیض دھوتے تو پھراس کے سوکھنے تک دونوں گھر میں ہی رہتے تھےاوراسی بارے میں ابوالطیب نے کہا کہ''یہ ایسی قوم ہے جواپنی خوبصورتی کے کپڑے دھوتی ہے،تو دھونے والے کی فراغت تک گھر کوہی پہن لیتی ہے''انہوں نے اسی سال ایک سودوسال کی عمر میں وفات پائی۔اس عمر میں بھی ان کی عقل،سمجھ اوراعضاوغیرہ ٹھیک ٹھاک تھے۔وہ موت تک فتویٰ نویسی میں مشغول رہے۔انہوں نے ایک دفعہ کشتی کا سفر کیا،جب اس سے نکلے تو آپ نے ایسی چھلانگ لگائی جو جوان بھی نہیں لگا سکتے تھے۔ان سے دریافت کیا گیا کہ اے ابوطیب یہ کیا: تو

---

(۱) (تاریخ الخلفاء: ۴۱۸. ۴۲۰، تتمة المختصر: ۱/ ۵۴۷. ۵۴۸. ۵۴۹. ۵۵۳. ۵۵۶، دول الاسلام: ۱/ ۲۶۷، شذارت الذهب: ۳/ ۲۹۴. ۲۹۶، العبر: ۳/ ۲۲۰. ۲۳۴. ۲۳۵. ۲۳۶، الكامل: ۹/ ۴۷۳. ۴۷۷. ۴۹۶. ۵۰۴. ۵۱۱. ۵۳۶. ۵۵۶. ۵۶۲. ۵۹۴. ۵۹۸. ۶۵۰. ۶۱۱. ۶۲۶. ۶۳۳. ۱۰/ ۱۲. ۲۰. ۲۵. ۲۸، مختصر دولة ال سلجوق: ۱۲. ۲۹، معجم الأنساب والأسرات الحاكمة: ۲۱۲. ۳. ۷۴. ۲۲۲. ۳۳۳، المنتظم: ۸/ ۱۹۰. ۲۰۱. ۲۳۱. ۲۳۴. ۳۲۴، النجوم الزاهرة: ۵/ ۷۳، الوافي بالوفيات: ۵/ ۱۰۲. ۱۰۴، وفيات الأعيان: ۵/ ۶۳. ۶۸)

(۲) (الأنساب: ۸/ ۲۰۷، تاريخ بغداد: ۹/ ۳۵۸. ۳۶۰، تاريخ التراث العربي لسزكين: ۲/ ۱۹۵، تتمة المختصر: ۱/ ۵۴۹. تهذيب الأسماء واللغات: ۲/ ۲۴۷. ۲۴۸، دول الاسلام: ۱/ ۲۶۵، روضات الجنات: ۳۳۸، شذارت الذهب: ۳/ ۲۸۴، ۲۸۵، طبقات الاسنوي ۲/ ۱۵۷. ۱۵۸، طبقات ابن هداية الله ۱۵۰، ۱۵۱، طبقات ابن الصلاح ورقة: ۵۰، ۵۱ طبقات السبكي: ۵/ ۱۲. ۵۰، طبقات الشيرازي ۱۲۷، طبقات العبادي: ۱۱۴، العبر: ۳/ ۲۲۲، الكامل في التاريخ: ۹/ ۶۵۱، كشف الظنون: ۴۲۴، ۱۱۰۰، اللباب: ۲/ ۲۷۴، المختصر في أخبار البشر: ۲/ ۱۷۹، مراة الجنان: ۳/ ۷۰. ۷۲، المنتظم: ۸/ ۱۹۸، النجوم الزاهرة: ۵/ ۶۳، هدية العارفين: ۱/ ۴۲۹، الوافي بالوفيات ج: ۱۴/ ۹۳. ۹۵، وفيات الأعيان: ۲/ ۵۲. ۱۵۱)

انہوں نے جواب دیا کہ یہ اعضاء ہیں جنکی ہم نے جوانی میں حفاظت کی ہے اس لئے اہم بڑھاپے میں ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ رحمہ اللہ۔

**القاضی الماوردی** [1] ...... آپ حاوی کبیر کے مصنف ہیں۔ نام علی بن محمد بن حبیب ابوالحسن الماوردی البصری ہے حضرت شافعی کے مسلک سے تھے آپ اصول، فروع، تفسیر، احکام سلطانیہ اور دین و دنیا کے ادب کے بارے میں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے فقہ کو الاقناع میں چار ہزار صفحوں میں پھیلا دیا ہے حضرت بہت سے شہروں میں حاکم بھی رہے۔ ان کی شخصیت ادیب، باوقار اور بردبار تھی۔ ان کے تقوی اور ادب کی وجہ سے ان کے اصحاب نے کبھی بھی انکا رمنہ پھولا ہوا نہیں دیکھا۔ طبقات میں بندہ نے ان کے حالات مکمل تفصیل سے لکھ دیئے ہیں حضرت چھیاسی سال کی عمر میں دار فانی سے رخصت ہوئے اور باب حرب میں انہیں دفن کیا گیا۔

**رئیس الرؤساء ابوالقاسم بن المسلمۃ** ...... انکا نام علی بن الحسین بن احمد بن محمد بن عمر تھا، قائم بامر اللہ کے وزیر تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے ابواحمد الفرضی وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا۔ اس کے بعد ایک قابل اعتماد و بھروسہ بن گئے تو قائم بامر اللہ نے آپ کو کاتب اور وزیر بنالیا اور رئیس الرؤسا، شرف الوزراء اور جمال الوزراء کا لقب دیا۔ بہت سے علوم وفنون اور درستگی رائے میں کمال حاصل تھا، اس کے ساتھ ساتھ زبردست عقلمند بھی تھے۔ آپ بارہ سال ایک ماہ تک وزارت کے عہدہ پر فائز رہے پھر بساسیری نے رسوا کر کے قتل کر دیا جیسا کہ اس کی تفصیل گذر چکی ہے۔ انہوں نے ۵۲ سال ۵ ماہ عمر پائی۔

**منصور بن الحسین** ...... ابوالفوارس اسدی حاکم جزیرہ تھے، اسی سال انہوں نے وفات پائی لوگوں نے ان کے بعد ان کے بیٹے کو قائم مقام بنایا۔

## سن ۴۵۱ھ میں پیش آنے والے واقعات

یہ سال اس حالت میں شروع ہوا کہ بغداد بساسیری کی حکومت میں تھا۔ وہ اس میں مصر کے فاطمی حکمران کا خطبہ دیتا تھا۔ اور خلیفہ عباسی حدیث عانہ میں خطبہ دیتا تھا۔ جب ۱۲ صفر پیر کا دن آیا تو اس نے قضاۃ، ابوعبداللہ دامغانی اور سرکردہ لوگوں کی جماعت کو بلایا اور ان سے حاکم مصر مستنصر الفاطمی پر بیعت لی پھر دار الخلافہ آیا یہ سارے لوگ بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس نے حکم دیا کہ دار الخلافہ کے تاج کو توڑ دیا جائے۔ جب بعض کنگرے توڑے گئے تو اس سے کہا گیا کہ اس کے توڑنے میں مصلحت سے زیادہ برائی ہے تو اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر کوفہ مزار کی زیارت کرنے چلا گیا۔ اس نے نہر جعفر کو عبور کرنے کا ارادہ کیا تا کہ اپنی نذر پوری کرنے کے لئے الحائر کی طرف سے آئے اس نے حکم دیا کہ ابن مسلمہ کے جثے کو حریم ظاہری منتقل کر دیا جائے اور اسے دجلہ پر رکھا جائے خلیفہ کی ماں نے اس کو خط لکھا (اسکی ماں بہت بوڑھی ہو چکی تھی، ۹۰ سال اس کی عمر ہوگئی وہ بھی کسی جگہ روپوش تھی، تو اس کی ماں نے اس خط میں فقر وفاقہ اور تنگئی مال کے بارے میں شکایت کی۔ اس نے اس کی ماں کی طرف ایک آدمی بھیجا جو اسے حریم لے آئے دو باندیاں بھی اس کی خدمت کے لئے متعین کیں اور روزانہ اس کے لئے روٹی کے بارہ رطل اور گوشت کے چار رطل متعین کئے۔

(۱) الأنساب: ورقة ۵۰۴أ، تاريخ بغداد: ۱۰۳/۱۲، تتمة المختصر: ۵۴۹/۱، دول الاسلام: ۲۶۵/۱، روضات الجنات: ۴۸۳، شذرات الذهب ۲۸۵/۳، ۲۸۷، طبقات الاسنوي: ۳۸۷/۲، ۳۸۸، طبقات ابن هداية الله ۱۵۱، ۱۵۲، طبقات المفسرين للداوودي: ۴۲۳/۱، ۴۲۵، طبقات المفسرين للسيوطي: ۲۵، طبقات الفقهاء للشيرازي: ۱۳۱، طبقات ابن الصلاح الورقة ۷۰ب، طبقات ابن قاضي شهبة ورقة ۲۳/۱، طبقات السبكي: ۲۶۷/۵، ۲۸۵، العبر ۲۲۳/۳، كشف الظنون: ۱۹/۱، ۴۵، ۴۰۱، ۱۲۸، ۴۰۸، ۶۲۸، ۱۱۰۱/۲، ۱۳۱۱، الكامل لابن الأثير ۲۵۱/۹، اللباب ۱۵۶/۳، لسان الميزان ۲۶۰/۴، ۲۶۱، معجم الأدباء: ۱۵، ۵۲، ۵۵، المنتظم: ۱۹۹/۸، ۲۰۰، مختصر تاريخ دولة ال سلجوق: ۲۴، المختصر في أخبار البشر، مراة الجنان: ۷۲/۳، ۷۳، ميزان الاعتدال: ۱۵۵/۳، مفتاح السعادة: ۳۲۲/۱، النجوم الزاهرة: ۶۴/۵، هدية العارفين: ۶۸۹/۱، وفيات الأعيان: ۲۸۲/۳، ۲۸۴

# فصل

جب سلطان طغرل بیگ نے ہمذان کے محاصرہ سے چھٹکارا پایا تو اس نے اپنے بھائی ابراہیم کو قید کر کے گرفتار کرلیا اور قتل بھی کر دیا۔ تب اس نے اپنی حکومت پر قابو پا کر دلی خوشی محسوس کی اب ان شہروں میں طغرل بیگ کے لئے کوئی خطرہ نہیں تھا اس کے بعد اس نے قریش کو خط لکھ کر حکم دیا کہ وہ خلیفہ کو اس کے وطن و گھر لوٹا دے۔ اور دھمکی بھی دی کہ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو پھر سخت سزا کے لئے تیار ہو جائے۔ قریش نے اس کو نرمی سے خط لکھا اور اس کے پاس آیا کہنے لگا کہ میں بساسیری کے خلاف اپنی قدرت کی حد تک آپ کے ساتھ ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر غلبہ عطا کر دے۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ میں اس معاملہ میں جلدی کروں جس میں خلیفہ کے لئے کوئی خرابی ہو یا اس پر کوئی ایسی برائی منسوب ہو جائے کہ جس کی عار میرے اوپر آئے لیکن اس کے باوجود جو آپ نے مجھے حکم دیا ھے میں اس پر اپنی قدرت کی حد تک بھر پور عمل کرونگا۔ طغرل بیگ نے اسے خلیفہ کی بیوی الخاتون کو اس کے گھر لوٹانے کا حکم دیا۔ پھر قریش نے بساسیری کو خط لکھ کر خلیفہ کے واپس لوٹانے کا مطالبہ کیا اور بادشاہ طغرل بیگ سے ڈرایا اور اس سے کہا کہ تو نے ہمیں مستنصر فاطمی کی اطاعت کی دعوت دی حالانکہ ہمارے اور اس کے درمیان چھ سو فرسخ کا فاصلہ ہے ہمارے پاس اس کے ہاں سے کوئی قاصد نہیں آیا ہے جبکہ جو کچھ ہم نے اس کو بھیجا اس پر اس نے غور نہیں کیا حالانکہ یہ بادشاہ ہمارے پیچھے گھات میں ہے قریب ہے اس کا ایک خط میں میرے پاس آیا تھا جس کا عنوان یہ ہے کہ الی الامیر الجلیل علم الدین ابی المعالی قریش بن بدران مولی امیر المؤمنین، من شاہنشاہ العظم ملک المشرق والمغرب طغرل بیگ ابی طالب محمد بن میکائل بن سلجوق، خط کے سرے پر سلطان کی تحریر میں بادشاہانہ مہر لگی ہوئی تھی "حسبی اللہ ونعم الوکیل" اور خط میں ہے کہ "اب تقادیر ہمیں ہر دینی دشمن کی ہلاکت کی طرف لگائی ہیں۔ اب ہمارے ذمہ سوائے سیدنا مولانا القائم بامر اللہ امیر المؤمنین کی خدمت کے اور ان کے تخت عزت پر ان کی امامت کی اطلاع دیتے ہیں کہ اور کوئی کام باقی نہیں رہا بے شک یہ کام ہمارے ذمہ ہے اور اس میں کوتاہی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ جب کے ہم مشرق کی افواج اور گھوڑوں کو لے کر اس عظیم مہم پر آئے ہیں۔ اور ہم امیر جلیل علم الدین سے اس کامیابی کی وضاحت چاہتے ہیں جس کی انہیں توفیق دی گئی اور وہ اس میں منفرد بھی ہیں۔ یہ بھی ہم چاہتے ہیں وہ امیر المؤمنین کی خدمت اور اس کے ساتھ رہنے کا وعدہ پورا کرے۔ یا تو وہ اس کی عزت و امامت کے ساتھ اسے اس کی خلافت کی جگہ بغداد لے آئے اور وہ اس کے امر کا متولی اس کے حکم کو چلانے والا اور اس کی تلوار و قلم کو اٹھانے والا بن جائے یہی ہمارا مقصد ہے، وہ ہمارا خلیفہ ہے اور یہ ایسی خدمت ہے جو اس کے ماننے والے کی ہے، ہم آپ کو پورے علاقے کا والی بنادینگے اور اس کی خشکی و تری کے نصف گھاٹ آپ کے لیے ہونگے، عجمی گھوڑے اس مملکت کی زمینوں میں سے ایک بالشت زمین کو بھی نہ روند پائیں گے ہاں مگر وہ آپ کی مدد و نصرت کے خواہاں ہوں یا پھر اسکی قیمتی شخص کی قلعہ منتقل کر کے حفاظت کریں تا کہ ہمیں اس کی خدمت کا موقع نصیب ہو۔ اس بات پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ اور امیر جلیل کو اختیار ہے وہ چاہیں تو ہم سے مل جائیں یا جہاں چاہیں رہیں۔ ہم پورے عراق کا ان کو والی بنائیں گے۔ جبکہ خدمت امامیہ میں اس کو خلافت دینگے پھر ہم اپنی آنکھوں کو مشرق ممالک کی طرف کرلیں گے کیونکہ یہی ہماری ہمت کا تقاضا ہے۔

اس وقت قریش نے مہارش بن مجلی کو خط لکھا اور کہا کے مصلحت کی بات یہی ہے کہ تم خلیفہ کو میرے حوالے کردو، خلیفہ اب تک مہارش بن مجلی کے پاس ہی تھا۔ تا کہ میں خلیفہ کے ذریعہ اپنے اور تمہارے لیے امان لے لوں۔ مہارش نے اس بات کو ماننے سے انکار کیا اور کہا کے مجھے بساسیری نے دھوکہ دیا ہے کیونکہ اس نے مجھ سے بہت سی اشیاء کے بارے میں وعدہ کیا تھا، جن کو میں نے ابتک پورا ہوتے نہیں دیکھا اس لئے میں خلیفہ کو تمھارے پاس کبھی نہیں بھیجوں گا، میری گردن میں اس کے بہت سے عہد ہیں جنہیں میں چھوڑ نہیں سکتا۔ یہ مہارش آدمی ویسے نیک تھا اس نے خلیفہ سے کہا کہ مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم بدر بن مھلھل کے گھر چلیں، وہاں پہنچ کر سلطان طغرل بیگ کے معاملہ میں غور کرینگے۔ اگر وہ ہم پر غالب آگیا تو ہم بغداد میں داخل ہو جائینگے اگر معاملہ کچھ اور ہوا تو ہم اپنی جانوں کا خیال کر کے کوئی معاملہ کرینگے۔ مہارش نے کہا کہ میں تو بساسیری سے خوف کھا رہا ہوں کہ وہ ہمارے پاس نہ آجائے اور ہمیں بلائے۔ خلیفہ نے اس سے کہا کہ جو کام مصلحت کے مطابق ہو وہی کریں وہ دونوں ۱۱ ذی القعدہ

کو وہاں سے نکل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ عکبرا کے ٹیلہ کے قلعہ پر پہنچ گئے۔

وہاں انہیں سلطان طغرل بیگ کے قاصد ملے جو مقرر کردہ تحائف لے کر آئے تھے پھر یہ خبر آئی کہ سلطان طغرل بیگ بغداد میں داخل ہو گیا ہے، وہ دن گویا کہ عید کا دن تھا۔ مگر یہ ہوا کہ فوج نے خلیفہ کے گھر کے علاوہ پورے شہر میں لوٹ مار مچادی، بہت سے تاجروں سے مطالبات کئے گئے اور ان کے بہت سے اموال چھین لئے گئے جبکہ انہوں نے دار المملک کی تعمیر شروع کر دی سلطان نے خلیفہ کے لئے بہت سی سواریاں گھوڑے وغیرہ کی قسموں میں سے، بہت سے خیمے اور کپڑے اور جو چیزیں سفر میں ضروری ہوتی ہیں وہ سب وزیر عمید الملک الکندی کے ہاتھ بھیجیں جب یہ سب چیزیں خلیفہ کے پاس پہنچیں تو انہوں نے اس کے پاس پہنچے سے قبل یہ سامان اس کے ہاں بھیجد یا اور بولے کہ خیمہ لگادو اور خلیفہ اپنی شان کے مطابق کپڑے پہن لے پھر ہم آئینگے اور اس سے اجازت لینگے، وہ ہمیں کئی گھنٹوں بعد اجازت دے پس جب انہوں نے یہ کام کر لیا تو وزیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آیا اور ان سب نے خلیفہ کے سامنے زمین کو چوما اور اس کو یہ خوشخبری دی کہ سلطان آپ کی سلامتی اور بغداد واپسی پر بہت خوش ہے اور اس کے بعد عمید الملک نے بادشاہ کو خط لکھا اور اب تک کی کاروائی سے آگاہ کیا، اس نے چاہا کہ خلیفہ اپنی مہر خط کے اوپر کے حصہ میں لگائے کیونکہ اس سے بادشاہ کی آنکھیں زیادہ ٹھنڈی ہوں گی۔ وزیر نے اپنی دوات طلب کی اور اس کے ساتھ تلوار بھی تھی پھر کہا کہ یہ قلم اور تلوار کی خدمت ہے، خلیفہ اس بات سے بڑا حیران ہوا، وہ اپنے اس مقام سے دو روز بعد چلے جب وہ نہروان پہنچے تو سلطان باہر آ گیا تا کہ خلیفہ کا استقبال کرے، جب سلطان خلیفہ کے خیموں میں پہنچا تو اس نے زمین کو خلیفہ کے سامنے سات بار چوما۔

خلیفہ نے تکیہ اٹھایا اور سلطان کے آگے رکھد یا۔ پھر سلطان نے اسے پکڑ کر چوما۔ پھر خلیفہ کی منشاء کے مطابق اس پر بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے خلیفہ کو بنی بویہ کے سرخ یاقوت کی لڑی دی تو خلیفہ نے اسے اپنے سامنے رکھ لیا اور بڑے موتیوں کے ۱۲ دانے نکالے اور کہا کہ ارسلان خاتون یعنی بادشاہ کی بیوی، جو کہ خلیفہ کی خدمت کرتی ہے اس نے اس سے درخواست کی کہ وہ اس تسبیح پر تسبیح پڑھا کرے اور وہ دیر سے آنے کی وجہ سے معذرت کرنے لگا کیونکہ بھائی نے نافرمانی کی تھی، اس نے اسے قتل کر دیا، اور بڑے بھائی کی موت بھی اتفاقاً ہوگئی تو میں بھائی کے بعد اس کی اولاد کی تربیت میں مشغول رہا۔ میں مہارش کا شکر گزار ہوں کیونکہ وہ امیر المومنین کی خدمت میں لگا رہا۔ میں اب انشاء اللہ بساسیری کتے کے پیچھے جاؤنگا اور اسے قتل کرونگا۔ انشاء اللہ پھر شام جاؤنگا اور مصر کے بادشاہ کو بڑے مقابلے سے جو مناسب سزا ہوگی دونگا۔ خلیفہ نے اس کے لئے دعا کی، خلیفہ نے بادشاہ کو جو تلوار اس کے پاس تھی دیدی، جبکہ بقیہ امور خلافت میں اس کے پاس کچھ نہ رہا۔ بادشاہ نے بقیہ فوج کے لئے اجازت طلب کی کہ وہ خلیفہ کی خدمت کرے تو حرکات کی جوانب سے پردے ہٹادیئے گئے۔ جب ترکوں نے خلیفہ کو دیکھا تو زمین کو چوما پھر وہ ۲۵ ذی قعد پیر کے دن بغداد میں داخل ہو گئے۔ وہ بڑی خوشی کا دن تھا ساری فوج اور قضاۃ وغیرہ اس کے ساتھ تھے۔ اور سلطان اس کے خچر کی لگام کو پکڑ کر چل رہا تھا یہاں تک کہ وہ باالحجرۃ پہنچ گیا۔

جب خلیفہ دار المملکت میں پہنچ گیا تو اب سلطان نے اس سے بساسیری کے مقابلہ پر جانے کی اجازت طلب جبکہ اس نے کوفہ کی جانب سے فوج بھیجی کہ اسے شام میں داخل نہ ہونے دے اور لوگ اس مہینہ کی ۲۹ تاریخ کو نکلے تھے جبکہ بساسیری واسط میں رہ کر غلہ جمع کر رہا تھا اور سلطان سے جنگ کرنے کے لئے تیار کر رہا تھا، اسکے نزدیک بادشاہ طغرلبیگ اور اس کی فوج کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی کہ وہ ان سے ڈرے جبکہ یہ بات اس لئے تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ انشاء اللہ۔

**سلطان طغرل بیگ کے ہاتھوں بساسیری کا قتل** [1] ...... جب سلطان اس کے پیچھے وہاں پہنچا تو پہلا دستہ آیا اس نے واسط شہر میں ملاقات کی اور اس کے ساتھ ابن مزید بھی تھا۔ وہاں انہوں نے جنگ کی ادھر اس کے ساتھی شکست کھا گئے اور بھاگ گئے۔ بساسیری نے خود گھوڑے

(۱) تتمۃ المختصر ۱/۵۴۷، ۵۴۹، دول الاسلام: ۱/۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۶، العبر: ۳/۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۵، ۲۲۶، شذرات الذھب: ۳/۲۸۷، ۲۸۸ الکامل لابن الأثیر: ۹/۵۵۵، ۵۶۰، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۶، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۲۵، ۶۴۵، ۶۴۸، ۶۵۰، معجم الأنساب والأسرات الحاکمۃ ۲/۲۶، ۲۰۵، المنتظم: ۸/۱۹۰، ۱۹۶، ۲۰۱، ۲۱۲، مختصر تاریخ دولۃ ال سلجوق: ۱۷، ۱۸، ۲۰، المختصر: ۲/۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۰، الوافي بالوفیات: ۸/۳۴۰، وفیات الأعیان: ۱/۱۹۲، ۱۹۳)

پر سوار ہو کر جان بچائی۔ کچھ لڑکوں نے اُسکا پیچھا کیا ایک نے اس کے گھوڑے کو مارا، جس سے گھوڑا زمین پر گر گیا۔ لڑکا جلدی سے آیا اور اس نے اس کے چہرہ پر ضرب لگائی اور اس کو نہ پہچانا۔ ان میں سے جسکا نام کمسکین تھا، اس نے اس کو قید کر لیا اس کا سر کاٹا اور اس کو سلطان کے پاس لے گیا اور ترکوں نے اس کی فوج سے اتنا مال غنیمت حاصل کیا کہ وہ اس کے اٹھانے سے عاجز تھے۔

جب بساسیری کا سر بادشاہ کے پاس پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ اسے بغداد لے جایا جائے اور اسے نیزہ پر رکھ کر محلوں میں گھمایا جائے اور اس کے ڈول، بگل اور تیل پھینکنے والے بھی ہوں اور مرد و عورتیں اس پر خوشی منانے کے لئے گھروں سے نکلیں۔ ایسا ہی ہوا، اسے خلیفہ کے گھر سامنے طیارہ پر رکھا گیا بساسیری کے ساتھ اور بغدادی بھی تھے جو اس کے ساتھ آئے تھے وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ بساسیری بغداد واپس آئے گا۔

پس وہ بھی ہلاک کر دیئے گئے، ان کے اموال چھین لیے گئے اور اس کے بہت کم ساتھی ہی بچ پائے، ابن مزید تھوڑے لوگوں کے ساتھ بطیحہ فرار ہو گیا، اس کے ساتھ بساسیری کی اولاد اور ان کی ماں بھی تھی۔ دیہاتیوں نے ان سے سب کچھ چھین لیا تھا اور ان کے پاس کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔ پھر ابن مزید کو سلطان کی طرف سے امن دیدیا گیا، وہ بادشاہ کے ساتھ بغداد آیا۔ فوجیوں نے واسط، بصرہ اور اہواز کے درمیان جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ اس کی فوج کی شکست اور ان کا ضرورت سے زیادہ انتشار وغیرہ تھا، پھر جب خلیفہ دارالخلافہ لوٹ کر آیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے نام پر یہ منت مانی کہ وہ زمین پر اب نہیں سوئے گا۔ اور جب وہ روزہ دار ہو تو کوئی اس کا کھانا لے کر نہیں آئے گا اور نہ کوئی وضو اور غسل کے سلسلہ میں اس کی مدد کریگا۔ بلکہ وہ یہ سارے کام اپنے لیے خود ہی انجام دیگا۔ اور خلیفہ نے اللہ تعالیٰ کے نام پر یہ عہد بھی کیا کہ جو اس کو ایذاء دیگا وہ اس کو سزا نہیں دیگا، جو کوئی اس پر ظلم کریگا اس سے ظلم کا بدلہ نہیں لیگا اور کہا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں تیری نافرمانی کی تو، تو نے اسے اپنے اللہ کی اطاعت کے مثل سزا نہیں دی۔

اس سن میں ملک الپ ارسلان بن داؤد بن ریکائیل بن سلجوق نے اپنے والد کے انتقال کیوجہ اپنے چچا طغرلبیگ کے مقرر کرنے سے ولایت سنبھالی، اس کے اور بھائی بھی تھے۔ جس کے نام سلیمان، قاروت بک اور یاقوتی ہیں۔ بادشاہ صغرلبیگ نے ام سلمان سے شادی کر لی۔ اسی سال مکہ میں ایسی مہنگائی ہوئی کبھی ایسی نہ ہوئی ہوگی کھجور اور گندم ایک دینار کی دو سو رطل میں بیچی گئیں اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہ کیا۔

## ارسلان ابوالحارس البساسیری ترکی کے حالات

یہ بہاؤالدولہ کا ایک غلام تھا۔ شروع میں یہ بسا شہر کے ایک آدمی کا غلام تھا، تو اس کی طرف منسوب کر کے اس کو بساسیری کہا جانے لگا۔ اس ملک نے مظفر (کامیاب بادشاہ) کا لقب حاصل کیا، یہ خلیفہ قائم بامر اللہ کے ہاں بڑی حیثیت والا آدمی بن گیا تھا۔ خلیفہ اس کے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہیں کرتا تھا۔ پورے عراق کے بندوں پر اس کا خطبہ دیا جاتا تھا۔ پھر اس نے سرکشی، بغاوت، نافرمانی اور تکبر کیا اور خلیفہ اور مسلمانوں کیخلاف بغاوت پر اتر آیا اور فاطمیوں کی حکومت کی طرف دعوت دینے لگا۔ پھر اسی سال اس کی مقررہ مدت ختم ہوگئی، یہ ۶ ذی قعدہ سن ۴۵۰ھ میں اپنے کنبہ سمیت بغداد آیا، پھر مکمل ایک سال بعد ۶ ذی قعدہ ۴۵۱ھ کو ان کا خروج ہوا جبکہ ۱۲ دسمبر منگل کے روز خلیفہ بغداد سے نکالا، اور اتفاق کی بات ہے کہ ۱۸ دسمبر منگل کے روز ہی عیسوی سال میں بساسیری کا قتل واقع ہوا۔ اور یہ اس سال کے ذی الحجہ کا واقعہ ہے۔

**الحسن بن الفضل**......ابوعلی، الشرخانی، المؤدب اور المقری ہیں۔ قرآن کے حافظ قرأت اور اس کے اختلاف کے ماہر تھے یہ بہت تنگ دست تھے ایک روز ان کے استاد ابوالعلاف نے دیکھا کہ وہ دریائے دجلہ کے کنارے سبز پتے کھا رہے ہیں تو اس نے ابن المسلمہ کو آپ کے حال کی خبر دی تو ابن مسلمہ نے اپنے ایک غلام کو بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کی مسجد والی الماری کی طرف جائے اور اس کی ایک دوسری چابی بنوائے۔ پھر وہ روزانہ اس میں میدے کی تین رطل روٹیاں، مرغی اور کھانڈ کا حلوہ رکھدیتا۔ جبکہ ابوعلی الشرمغانی نے یہ خیال کیا کہ یہ کرامت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس کا اکرام کیا ہے اور یہ کھانا جو اسے الماری میں ملتا ہے یہ جنت سے آتا ہے اور اس نے ایک مدت تک اسے چھپائے رکھا اور یہ شعر پڑھتے

لگا" کون لوگ ہیں جنہوں نے اسے راز سے باخبر کیا ہے اور اس نے اسے افشا کر دیا ہے جبکہ ان لوگوں نے اسے زندگی بھر رازوں کا امین نہیں بتایا انہوں نے اس کو دور کر دیا' پھر وہ ان کا قرب پانے میں کامیاب نہ ہو سکا، جبکہ انہوں نے اس کو بدل بھی دیا ہے اب حالت یہاں تک پہنچ گئی انسیت وحشیت بن گئی۔

دن گذرتے رہے یہاں تک کہ ایک دن ایسا آیا کہ ابن علاف نے آپ سے آپ کے معاملہ میں عذاکرات کئے گفتگو کے دوران اس نے ان سے کہا کہ میں آپ کو ہٹا کٹا دیکھ رہا ہوں حالانکہ آپ تو فقیر آدمی تھے تو وہ اشارے کرنے لگے، صراحت نہ کی۔ کنایہ سے کام لیا، تفصیل نہیں بتائی۔ پھر ابن علاف نے اصرار کیا تو انہوں نے بتایا کہ مجھے ہر روز میری الماری سے جنت کا کھانا مل جاتا ہے جو میرے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ یہ ایک کرامت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کا اکرام کیا ہے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ ابن المسلمہ کو بلایئے کیونکہ وہ یہ کام کرتا ہے اور اس نے ان کے سامنے صورت حال کی وضاحت کی، تو اس امر نے ان کو شکستہ حال کر دیا لیکن انہوں نے اسے عجیب نہیں سمجھا۔

**علی بن محمود بن ابراہیم بن ماجرہ**......ابو حسن روزنی، شیخ الصوفیہ، الرباط الروزنی انہیں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، اسے انہوں نے شیخ ابوالحسن کے لئے بنایا تھا، انہوں نے عبدالرحمٰن السلمی کی صحبت اختیار کی اور فرمایا کہ میں نے ہزار کے لگ بھگ اساتذہ کی صحبت حاصل کی ہے، ہر شیخ سے ایک حکایت حفظ کرتا تھا۔ ان کا ۸۵ سال کی عمر میں ماہ رمضان المبارک میں انتقال ہوا۔

**محمد بن علی** (۱)......ابن الفتح بن محمد بن علی بن ابی طالب الحربی، جو کہ قد و قامت میں طویل ہونے کی باعث العشارلی سے مشہور ہیں، انہوں نے دارقطنی وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔ یہ قابل بھروسہ، دیندار اور نیک آدمی تھے۔ اسی سال جمادی الاولی کے مہینہ میں ان کا انتقال ہوا۔ انہوں نے ۸۰ سال سے کچھ زائد عمر پائی۔

**ابوعبداللہ الونی الفرضی** (۲)......الحسین بن محمد بن عبداللہ الونی ایک گاؤں جسکا نام ون تھا اس کی طرف منسوب کر کے آپ ونی کہلاتے ہیں یہ شہر جہستان کے مضافات میں ہے الفرضی، شیخ الحربی جو ابوحکیم عبداللہ بن ابراہیم تھے ابولونی علم ریاضی و میراث میں امام تھے لوگوں نے آپ سے ان علوم میں فائدہ بھی اٹھایا۔ یہ اس سال فتنہ بساسیری میں بغداد کے اندر شہید ہوئے۔ واللہ اعلم۔

## ۴۵۲ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات

۷ اصفر بروز جمعرات بساسیری کے قتل کے بعد واسط شہر سے واپسی پر سلطان بغداد پہنچا ۱۲ تاریخ کو خلیفہ اپنے گھر میں بیٹھا اور ملک طغرل بیگ کو دعوت دی۔ اس میں بہت بڑا دستر خوان بچھایا اس دعوت میں عوام وخواص سب نے شرکت کی، اس دعوت کے بعد ۲ ربیع الاول بروز جمعرات سلطان نے لوگوں کی دعوت کی ۹ جمادی الاخری بروز منگل امیر عدۃ الدین ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین بن امیر المؤمنین القائم باللہ آئے، اور اس کی پھوپھی ابوالغنائم بھی ساتھ آئی اسوقت اس کی عمر ۴ سال تھی لوگوں نے اس کا استقبال اس کے دادا کی عظمت شان کی وجہ سے کیا۔ اس کے بعد اس نے

---

(۱) (الأنساب: ۴۵۹/۸، تاریخ بغداد: ۱۰۷/۳، شذرات الذهب: ۲۸۹/۳، طبقات الحنابلة: ۱۹۱/۲، ۱۹۲، العبر: ۲۲۶/۳، الكامل: ۹، ۱۰، اللباب: ۳۴۱/۲، المنتظم: ۲۱۴/۸، میزان الاعتدال: ۶۵۶/۳، الوافي بالوفيات: ۱۳۰/۴.)

(۲) (الاكمال: ۷/ ۴۰۱، الأنساب الورقة: ۵۸۶ب، تاج العروس: ۹ ۳۶۳، دولة: ۲۶۵/۱، شذرات الذهب: ۲۸۳/۳، ۲۸۴، وفيه نقص: بحيث تداخلت مع التي تليها طبقات الاسنوي: ۵۴۳/۲، طبقات السبكي: ۳۷۴/۴، العبر: ۲۲۲/۳، القاموس المحيط مادة (الون) الكامل لابن الأثير: ۶۵۱/۹، اللباب: ۳۷۵/۳، معجم البلدان: ۳۸۵/۵، المنتظم: ۱۹۷/۸، ۱۹۸، هدية العارفين: ۳۱۰/۱، وفيات الأعيان: ۱۳۸/۲.)

خلافت سنبھالی اوراس کا نام المقتدی بامراللہ رکھا گیا۔ ماہ رجب میں ابوحسن محمد بن حلال العتابی نے لائبریری کو وقف کیا۔ یہ کتب خانہ غربی بغداد کی ایک سڑک ابن عوف میں ہے اس میں ایک ہزار کتابیں منتقل کی گئیں۔

(یہ کتب خانہ (داراز دشیر) کتب خانہ کے عوض میں بنایا گیا جو کہ کرخ میں جل گیا تھا) ماہ شعبان میں محمود بن نصر نے حلب اوراس کے قلعہ پر اپنی حکومت بنالی، جبکہ یہ سب علاقے فاطمیوں کے ہاتھوں سے چھینے گئے تھے۔ اس سال عراق کا کوئی بھی فرد حج نہ کرسکا، ہاں مگر ایک جماعت حج پر جانے والی کوفہ آئی لیکن محافظوں کے ہمراہ واپس چلی گئی۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**ابومنصور الجیلی** ...... یہ ابوحامد کے شاگردوں میں سے ہیں، باب طاق اور دارالخلافہ کے قاضی بھی بنے، انہوں نے اساتذہ کی ایک بڑی جماعت سے درس حدیث پڑھا۔ خطیب نے کہا کہ ہم نے ان سے روایت لکھی ہیں یہ قابل بھروسہ راوی تھے۔

**الحسن بن محمد** ...... ابن ابوفصل محمد الفسوی، الوالی، حدیث پڑھے ہوئے تھے وہ فن دوستی، مشکوک قرض داروں اور شک کو بڑی باریک بینی سے معلوم کرنے میں بہت ذہانت رکھتے تھے جیسا کہ ان سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ ان کے سامنے ایک ایسی جماعت کو پیش کیا گیا جس پر چوری کا الزام تھا، آپ ایک کوزہ لائے جس میں پانی پیا جاتا تھا، اس سے مارا تو جماعت کے سارے افراد سوائے ایک کے گھبرا گئے پس انہوں نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ یہی چوری کرنے والا ہے اور کہا کہ چور جرأت مند و بہادر ہوتا ہے۔ چنانچہ بات ایسے ہی تھی۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو باڑے میں آپ کے سامنے قتل کردیا گیا تھا، تو قاضی ابوطیب کے سامنے آپ پردعوی کیا گیا، اس نے قصاص کا حکم دیا تو انہوں نے اپنے مال کا ایک بڑا حصہ اس کے بدلے میں دیا یہاں تک کہ چھٹکارا حاصل کرلیا۔

**محمد بن عبیداللہ** [1] ...... ابن احمد بن محمد بن عمروس، ابوالفضل البزار، بغداد میں مالکی فقہاء کی امارت آپ تک پہنچتی ہے۔ یہ بہت اچھے قاری اور مستند اہل حدیث تھے، انہوں نے ابن حباد، مخلص اور ابن شاھین سے سماع حدیث کیا ہے۔ ابوعبداللہ دامغانی نے ان کی شہادت قبول کی اور وہ بڑے ہی معتبر آدمی تھے۔

**قطر الندی** ...... اسے الدجی اور علم سے بھی موسم کیا جاتا ہے، خلیفہ قائم بامراللہ کی ماں ہے یہ بہت بوڑھی تھی، عمر ۹۰ سال کے لگ بھگ تھی، یہی تھی جو البساسیری کے زمانے میں محتاج ہوگئی تھی، پھراسی نے اس کا کچھ رزق مقرر کردیا تھا، اور خدمت کے لئے دولونڈیاں بھی دی تھیں۔ ان کے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹے سے ملا کر آنکھیں ٹھنڈی کردی تھیں۔ بیٹے سے ملاقات کے بعد بھی بیمار ہی رہی پھر اس سال انتقال ہوا۔ جنازے میں اس کے بیٹے خلیفہ نے شرکت کی جنازے میں رش بہت تھا۔

## ۴۵۳ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات

اسی سال ملک طغرل بیگ نے خلیفہ کی بیٹی کو منگنی کا پیغام دیا جس سے خلیفہ بے قرار وپریشان ہوگیا اور کہنے لگا کہ ایسی بات نہیں ہونی چاہئے

---

(۱) الأنساب: ۹/ ۵۴، ۵۵ (العمروسي) تاريخ بغداد: ۲/ ۳۳۹، ۳۴۰، تاج العروس: ۴/ ۱۹۶، مادة (العمرس) تبيين كذب المفتري: ۲۶۴، ۲۶۵، ترتيب المدارك: ۴/ ۷۶۲، الديباج المذهب: ۲/ ۲۳۸، شذارت الذهب: ۳/ ۲۹۰، طبقات الشيرازي: ۱۶۹، العبر: ۳/ ۲۲۸، القاموس المحيط مادة (العمرس)؟ الكامل لابن الأثير: ۱۰/ ۱۳، المنتظم: ۸/ ۲۱۸.

تھی۔ پھر خلیفہ نے اس سے بہت سی چیزوں کا مطالبہ کیا گویا کہ کہیں بھاگا جارہا ہے جن میں اس کی فوت شدہ بیوی کی شہر واسط کی زمینیں اور تین لاکھ دینار بھی تھے۔ اور یہ بات بھی کی کہ بادشاہ اسے بغداد ہی میں رکھے گا ایک دن کے لئے بھی کہیں نہیں لے جائیگا۔ ان میں سے بعض باتوں پر اتفاق ہو گیا اس کے بعد بادشاہ نے اپنے بھائی داؤد کی بیٹی جو اب خلیفہ کی بیوی تھی اس کے ہمراہ ایک لاکھ دینار، سونے چاندی کے اچھی تعداد میں برتن پھل اور باندیاں، دو ہزار جواہر اور دو سو ٹکڑے بھیجے، ان میں سے سات سو ٹکڑے جواہر کے تھے ہر ٹکڑے کا وزن ۳ مثقال سے مثقال کے درمیان تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مزید اشیاء بھی بھیجی تھیں۔ لیکن خلیفہ کچھ شرائط کے رہ جانے کی وجہ سے منع کرنے لگا، عمید الملک وزیر اپنے مخدوم بادشاہ سے ناراض ہو گیا۔ اور طویل جنگیں شروع ہوگئیں جنکا منشا یہ تھا کہ سلطان خلیفہ کو خط بھیج کر اپنے بھتیجی سیدہ ارسلان خاتون کو چھیننے کا حکم دے اور اسے دارالخلافہ سے دارالملک منتقل کردے یہاں تک کہ یہ بات ہی ختم ہوجائے۔ خلیفہ نے بغداد سے نکل جانے کا عزم کیا لوگ اس وجہ سے پریشان ہوگئے اور بغداد کے بڑے پولیس افسر کے پاس سلطان کا خط آیا جس میں اس نے اسے نگرانی نہ کرنے اور اس کے ساتھیوں کو خالی ہاتھ واپس لوٹانے میں بہت ظلم کا حکم دیا۔ اس نے خاتون کو دارلملک لے جانی کی قسم بھی کھائی۔ اس غرض سے اس نے آدمی بھیجا جو اسے اس شہر میں لے آئے جس میں بادشاہ ہے۔ یہ سارا معاملہ خلیفہ سے ناراضگی کی وجہ سے ہوا تھا۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سال ماہ رمضان المبارک میں ایک انسان نے خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی۔ آپ کھڑے تھے اور آپ کے ساتھ تین آدمی اور تھے تو ان میں سے ایک آدمی اس شخص کے پاس آیا اور کہا کہ کیا تو کھڑا نہیں ہوگا۔ اس نے کہا کہ میں معذور ہوں کھڑا نہیں ہوسکتا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بولا کہ اب کھڑا ہو، تو وہ کھڑا ہوگیا اور جاگ گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ اپنے معذور ہونے سے بری ہو چکا ہے اور اب اپنی ضرورت کے لئے خوب چلتا پھرتا ہے ربیع الاخر کے مہینے میں خلیفہ نے ابو فتح منصور بن احمد بن دارست اہوازی کو وزیر بنایا، اسے لباس پوشاک وغیرہ دی اور وہ مجلس وزارت میں بیٹھا۔ ۲۸ جمادی الثانی کو زبردست سورج گرہن لگا۔ تمام ٹکیہ غائب ہوگئی لوگ ۴ گھنٹوں تک اندھیرے میں رہے یہاں تک کہ تارے نکل آئے اور پرندوں نے اپنے گھونسلوں میں پناہ لے لی، سخت تاریکی کی وجہ سے پرندوں نے اڑنا چھوڑ دیا، اس سن میں ابو تمیم بن مغز والدولہ افریقی مما لک کا والی بنا جبکہ اسی سال ابن نصر الدولہ احمد بن مروان کردی دیار بکر کا والی بنا۔ اسی سال قریش بن بدران بلاد موصل اور نصیبین کا والی بنا۔ اور اسی سال طراد ابن محمد الغزینی (جسکا لقب کامل ہے) کو طالبیوں کی نقابت کا خلعت دیا گیا۔ اس نے المرتضٰی لقب رکھا، اور اسی سال ابو اسحاق بن علاء یہودی خلیفہ کی صرصر سے اوانی تک کی جائیداد کا ضامن بنا، کہ وہ ہر سال ۸۶ ہزار دینار اور ۱۷ ہزار کر غلہ دیا کریگا اس سال بھی کوئی عراقی شخص حج کو نہ جاسکا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

احمد بن مروان۔ ابونصر کردی، مما لک بکر اور میافارقین کا حکمران تھا۔ اس کا لقب القادر نصر الدولہ تھا۔ اس نے ۴۵۲ھ میں ان علاقوں پر اپنی حکومت قائم کرلی۔ اور اسقدر خوش حال ہوگیا کہ اس زمانہ میں اس سے زیادہ کوئی خوشحال نہ تھا۔ اور نہ ہی اس کے ہمسروں میں سے کوئی اس کی خوشحالی تک پہنچ سکا، اس کے پاس پانچ سو غلام اور پانچ سو باندیاں تھیں اس کے علاوہ خادمات الگ تھیں اس کے پاس گانا گانے والیاں بھی کثرت سے تھیں جنکی قیمت پانچ ہزار دینار اس سے بھی زیادہ تھی اس کے پاس جو کھیل کے آلات اور برتن وغیرہ تھے ان کی قیمت تقریباً دو لاکھ دینار کے مساوی تھی۔ اس نے بہت سے بادشاہوں کی بیٹیوں سے نکاح کیے وہ بادشاہوں سے بہت زیادہ مصالحت کرنے والا تھا۔ جب دشمن اس کی طرف خطرناک ارادے سے آتا تو وہ اس کے پاس اتنا مال بھیجتا کہ وہ صلح کرلیتا اور واپس چلا جاتا۔

اس نے ملک طغرل بیگ کو بھی ایک عظیم ہدیہ بھیجا تھا جب وہ عراق کا بادشاہ بنا تھا اس میں یاقوت کی ایک لڑی تھی جو بنی بویہ کی تھی، اس نے ان سے بہت سی چیزوں اور ایک لاکھ دینار وغیرہ دیکر خریدی تھی، ابوقاسم مغربی نے بھی اسے دوبارہ وزیر بنایا تھا اور ابونصر محمد بن محمد بن جہیر نے بھی اسے

ایک بار وزیر بنایا تھا۔ اسکا زیر سلطنت علاقہ سب سے زیادہ پرامن، خوشگوار اور انصاف والا تھا۔ اس پاس یہ اطلاع آئی کہ پرندے بھوکے ہوتے ہیں اور سردیوں میں وہ ان دانوں کو اکھٹا کرتے ہیں جو بستیوں میں ہوتے ہیں۔ تو ایسے میں لوگ انہیں شکار کر لیتے ہیں تو اس نے اسٹوروں کے کھولنے اور موسم سرما میں بکفایت غلہ ڈالنے کا حکم دیا اور وہ عمر بھر سردیوں کے موسم میں اسی طرح ضیافت کرتا رہا اس نے سال تقریباً ۸۰ سا کی عمر میں وفات پائی۔

ابن خلکان نے کہا کہ ارزق نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں ایک آدمی کے سوا کبھی کسی سے مدد نہیں مانگی۔ اور کثرت لذات میں مصروف رہنے کے باوجود سے کبھی اس کی نماز فوت نہ ہوئی اس کی تین سو ساٹھ لونڈیاں تھی ان میں سے ہر ایک کے پاس سال میں ایک دفعہ رات گذارتا تھا۔ اس نے بہت ساری اولاد اپنے پیچھے چھوڑی۔ وہ اسی زندگی گذارتا رہا یہاں تک کہ اسی سال کی ۲۹ شوال کو فوت ہو گیا۔

## سن ۴۵۴ھ میں پیش آنے والے حادثات

اس سال ملک طغرل بیگ کے بہت خطوط آئے جن میں اس نے خلیفہ کی قلت انصاف اور اس کی عدم موافقت کی شکایت کی۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ آس پاس کے دوسرے ملوک نے اس کے ساتھ کیا بھلائی کی ہے وہ قاضی القضاۃ الدامغانی تھے۔ جب خلیفہ نے یہ بات دیکھی کہ ملک طغرل نے اپنے کارندوں کو خلیفہ کے اموال کی نگرانی کے لئے بھیجا ہے تو اس نے بادشاہ کو اس بات کا جواب دیا جو وہ چاہ رہا تھا۔ جب بادشاہ کو وہ جواب ملا تو وہ بہت خوش ہوا اور اس نے اپنے کارندوں کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ خلیفہ کی املاک آزاد کر دیں۔ اسطرح اختلاف کی نوبت آتے آتے ایک دم اتفاق ہو گیا۔

خلیفہ کے عقد پر اعتماد کیا۔ شہر تبریز میں بادشاہ کی موجودگی میں عقد ہوا۔ خلیفہ نے ایک بڑی دعوت کا انتظام کیا۔ جب دلہن کو لایا گیا تو بادشاہ اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا اور اس کو دیکھتے وقت زمین کو بوسہ دیا۔ خلیفہ کے لئے بہت دعائیں کیں پھر ۴ لاکھ دینار پر عقد تام ہوا۔ یہ اس سال ۱۳ شعبان جمعرات کے دن کا واقعہ ہے۔ پھر بادشاہ نے اپنی بھتیجی جو کہ خلیفہ کی بیوی تھی، اس کو شوال میں بہت سے تحفہ تحائف دے کر بھیجا، جن میں جواہر، بہت سا سونا، متعدد قیمتی موتی اور عظیم ہدایا دلہن کی ماں اور اس کے گھر والوں کے لئے بھیجے۔ اس کے بعد بادشاہ نے اعلانیہ طور پر کہا کہ میں جب تک زندہ ہوں خلیفہ کا غلام ہوں اور اپنے جسم کے کپڑوں کے سوا کوئی چیز میری نہیں۔ اس سال خلیفہ نے اپنے وزیر کو معزول کر دیا اور ابو نصر محمد بن جبیر کو وزیر بنایا۔ اس نے اسے میافارقین سے بلایا، اس سال عام طور پر ارزانی رہی یہاں تک کہ بصرہ میں آٹھ قیراط کی ایک ہزار رطل کھجور فروخت ہوئی اور اس سال کسی نے حج نہیں کیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**ثمال ابن صالح** ...... معز الدولہ، صاحب حلب آپ بردبار، نرم دل اور باوقار شخص تھے ابن جوزی نے فرمایا کہ ایک دفعہ فراش آپ کے ہاتھ دھلانے کے لئے آگے بڑھا تو لوٹے کی ٹونٹی ان کے اگلے دانتوں پر لگی، وہ ٹوٹ کر تھال میں گر گئے تو حضرت نے اسے معاف کر دیا۔

**الحسن بن علی بن محمد** (۱) ...... ابو محمد الجوھری شعبان ۳۶۳ھ میں پیدا ہوئے اساتذہ کی ایک جماعت سے حدیثیں حاصل کیں، بہت سے شیوخ سے ملے جن میں ابوبکر بن مالک القطیعی بھی ہیں اور وہ آخری شخص ہیں جن سے انہوں نے راویت کی ہے۔ ان کی وفات اسی سال ذیقعدہ میں ہوئی۔

(۱) (الأنساب: ۳/ ۳۷۹، تاریخ بغداد: ۷/ ۳۹۳، الجوهري: ۳/ ۲۴۸، القنعي دول الاسلام: ۱/ ۲۶۷، شذارت الذهب: ۳/ ۲۹۲، العبر: ۳/ ۲۳۱، الكامل: ۱۰/ ۲۴ كشف الظنون: ۱/ ۱۶۴، اللباب: ۱/ ۳۱۳ المنتظم: ۸/ ۲۲۷. ۲۲۸.)

الحسین بن ابی یزید...... ابوعلی الدباغ انہوں کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام پر موت نصیب کرے آپ ﷺ نے فرمایا اور سنت پر۔

سعد بن محمد بن منصور...... ابو محاسن جرجانی، یہ پرانے زمانے کے رئیس تھے، انہوں نے بادشاہ محمود بن سبکتگین کے پاس ۴۱۰ھ کی حدود میں ایک قاصد بھیجا۔ یہ علماء وفقہاء میں سے تھے ایک جماعت نے آپ سے تخریج کی ہے اور آپ نے ایک جماعت سے حدیث روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ کئی شہروں میں آپ کی مجلس مناظرہ منعقد ہوئی اور ان کو استرآباد میں اس سال ماہ رجب میں ظلماً قتل کیا گیا۔

## ۴۵۵ھ میں پیش آنے والے حادثات

اس سال سلطان طغرل بیگ بغداد آیا اور خلیفہ سے ملاقات کا عزم کیا۔ لیکن پھر اپنے اس ارادہ کو ملتوی کیا، پھر اپنے بجائے اپنے وزیر ابونصر کو بھیجا۔ راستہ میں لوگوں کو فوج سے بہت اذیت ہوئی، فوج نے قابل احترام چیزوں سے چھیڑ چھاڑ کی یہاں تک کہ انہوں نے غسلخانوں میں عورتوں پر حملے کیے بالآخر عوام نے ان سے بہت زیادہ جدوجہد کے بعد نجات پائی۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

## بادشاہ طغرلبیگ کی خلیفہ کی بیٹی کے پاس آمد

جب سلطان بغداد میں قیام پزیر ہو گیا اس نے اپنے وزیر عمید الملک کو خلیفہ کے پاس اس مطالبہ کے لئے بھیجا کہ وہ اپنی بیٹی دار المملکت منتقل کر دے، خلیفہ اس بات سے پھر ان کار کرنے لگا اور کہنے لگا کہ تم نے صرف حصول مرتبہ کے لئے عقد کا مطالبہ کیا تھا اور اب تم نے اس کے دوبارہ مطالبہ کرنے کا التزام کیا ہے۔ یہ بات سن کر لوگ بادشاہ اور خلیفہ کے معاملہ میں متردد ہو گئے۔ اس کے بعد بادشاہ نے ایک بار پھر ایک لاکھ دینار اور ایک لاکھ پچاس ہزار درھم سے زیادہ نقدی، دیگر تحائف اور اچھی چیزیں بھی بھیجیں۔

۱۵ صفر پیر کی رات خلیفہ کی بیٹی کو دار المملکت بھیجا گیا، تو اس کے لئے دجلہ سے دار المملکت تک خیمے لگائے گئے دلہن کے گھر میں داخل ہوتے وقت ڈھول اور بگل بجائے گئے جب وہ داخل ہو گئی تو اسے سونے سے جڑے ہوئے تخت پر بٹھایا گیا۔ دلہن کے چہرہ پر برقع تھا۔ بادشاہ طغرلبیگ اس کے پاس آیا اور سامنے کھڑے ہو کر زمین کو چوما۔ دلہن نہ اس کے واسطے کھڑی ہوئی اور نہ اسے دیکھا۔ اس کے بعد وہ بیٹھے بغیر گھر کے صحن میں آ گیا، حاجب اور ترک وہاں خوب دھوم دھام سے رقص کر رہے تھے۔ خلیفہ نے اپنی بیوی خاتون کے ہمراہ اس کے لئے دو قیمتی ہار اور سرخ یاقوت کا ایک بڑا ٹکڑا بھیجا۔ پھر دوسرے دن اس کے پاس آیا اور زمین کو بوسہ دیا اور اس کے سامنے والے تخت پر جو کہ چاندی سے بنا ہوا تھا اس پر بیٹھ گیا اس کے بعد باہر نکال گیا۔ اس نے دلہن کے لئے بہت سے قیمتی جواہر اور سونے سے بنی ہوئی ایک قباء جسمیں موتی لگے ہوئے تھے بھیجی۔ اسی طرح ہر روز اس کے پاس آتا رہا، زمین کو بوسہ دیتا، اس کے سامنے تخت پر تھوڑی دیر بیٹھتا پھر باہر چلا جاتا اور تحائف وغیرہ بھیجتا۔ سات دن تک دلہن کو کچھ نہیں کہا اور ان سات دنوں میں وہ مسلسل بڑی دعوتیں کرتا رہا، ساتویں روز اس نے تمام امراء کو کپڑے وغیرہ دیئے۔ پھر اسے سفر درپیش ہوا ساتھ ہی ایک مرغ بھی لاحق ہو گیا تو اس نے خلیفہ سے دلہن کو دوسرے ممالک ساتھ لے جانے کی اجازت طلب کی اور کہا کہ پھر اس کے ساتھ واپس آ جاؤنگا۔ خلیفہ نے بہت دکھ وغم کے ساتھ اجازت دیدی، تو وہ لے گیا دلہن کے ساتھ دار الخلافہ کی صرف تین عورتیں خدمت کے لئے تھیں، اس کے جانے سے اس کی والدہ کو بھی دکھ ہوا۔ جبکہ سلطان بیماری اور مایوسی کے عالم میں وہاں سے نکلا۔

جب ۲۴ رمضان اتوار کی سب آئی تو اچانک اطلاع آئی کہ طغرل بیگ ۸ رمضان کو فوت ہو چکا ہے اس کے بعد چالبازوں نے حملہ کر دیا، انہوں

نے عمیدی اوراس کے سات سواصحاب کوقتل بھی کر دیا اور بہت سے اموال لوٹ لیے۔اور کھلم کھلا دن کے وقت مقتولین کے اوپر بیٹھ کر کھانے پینے لگے۔یہاں تک کہ اسی حالت میں مہینہ گزر گیا،اس کے بعد اس کے بھتیجے سلیمان بن داؤد کی بیعت لی گئی۔بادشاہ طغرلبیگ مرحوم نے اس کی صراحت اور وصیت بھی کی تھی۔کیونکہ اس نے اس کی ماں سے نکاح کیا تھا۔اب سلیمان بن داؤد پر سب کا اتفاق ہو گیا۔اب اسے اپنے بھائی کی طرف سے ہی خوف باقی رہ گیا تھا۔اور وہ ملک عقد الدولہ الپ ارسلان بن داؤد تھا۔فوج اس کی حمایت میں تھی، جبکہ اہل جبل نے اس کا خطبہ دیا اور اس کے ساتھ اس کا وزیر نظام الملک ابوعلی الحسن بن علی بن اسحاق بھی تھا۔ جب الکندی نے اس کی قوت حکومت کو دیکھا تو رائے میں اس کا خطبہ دیا، پھر اس کے بعد اس کے بھائی کا خطبہ دیا۔

سلطان طغرل بیگ بڑا بردبار، بوجھ برداشت کرنے والا، رازوں کی حفاظت کرنے والا، نمازوں کا پابند، پیر اور جمرات کو روزہ رکھنے والا اور سفید کپڑے پہننے کا پابند تھا۔انتقال کے وقت اس کی عمر ۷۰ سال تھی، اس کی کوئی اولاد نہ تھی، اس نے قائم بامر اللہ کی موجودگی 7 سال گیارہ ماہ حکومت کی اس کے انتقال کے بعد حالات بہت خراب ہو گئے اعراب نے سواد بغداد اور پوری زمین عراق پر فساد پھیلانے شروع کر دیئے وہ لوٹ مار کرتے تھے اور ایسی حالت میں زراعت کرنا آپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا تھا۔لوگ اس صورت حال سے بہت پریشان ہو گئے۔

اس سال ارض واسط اور شام میں شدید زلزلہ آیا اور طرابلس کی فصیل کا ایک حصہ گر پڑا اس سال لوگوں میں طرح موتیں زیادہ واقع ہوئیں یا تو چیچک کی وجہ سے موت آ جاتی یا اچانک ہی موت واقع ہو جاتی۔مصر میں بھی ایک شدید وباء پھوٹی جس کی وجہ سے وہاں پر روز تقریباً ایک ہزار جنازہ اٹھنے لگے۔اسی سال اصل کی طرف رجوع کریں حاکم یمن مکہ پر قابض ہو گیا اور مکہ کافی مقدار میں خوراک لایا، مکہ والوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اس کے اوائل میں خلیفہ کی بیوی الپ ارسلان نے اس کے پاس سے اپنے چچا کے پاس جانے کا مطالبہ کیا کیونکہ اس نے اسے چھوڑ دیا تھا۔اور اس کی قدر نہیں پہچانی۔ بادشاہ نے اس کو وزیر الکندی کے ساتھ اس کے چچا کے ہاں بھیجدیا۔ جب وہ وہاں پہنچی تو اس کا چچا سخت بیمار تھا سو اس نے خلیفہ کو ملامت کرنے خط کے لئے بھیجا کہ اس نے اسے حقیر جانا تو خلیفہ نے اسے لکھا کہ "میری جوانی کا عروج اور مستیاں ختم ہو گئیں، اب جوانی کے دوبارہ آنے کی امید نہیں کی جا سکتی۔اس زمانہ نے میرے اندر سے جدت کو ختم کر دیا ہے اور کمزور بھی کر دیا ہے پس میں نے جو اپنا جوانی کا دور گزارا ہے، اور حسین عورتوں پر میری طرف سے سلام ہو۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**زہیر بن علی بن الحسن بن حزام ابونصر الحزامی**...... یہ بغداد تشریف لائے شیخ ابو حامد الاسفرائینی سے علم وفقہ پڑھا۔سنن ابی داؤد قاضی ابو عمر سے بصرہ میں پڑھی۔انہوں نے بہت سی حدیثیں بیان کیں، حل مشکلات اور فتوی نویسی میں آپ سے رجوع کیا جاتا تھا۔ان کی وفات اسی سال سرخس میں ہوئی۔

**سعید بن مروان**...... سربراہ آمد، یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ آپ کو زہر دیا گیا تھا۔بادشاہ میں فارقین نے اس سے سخت انتقام لیا جس نے ان کو زہر دیا تھا اور اس کو پاش پاش کر دیا۔

**الملک ابو طالب**......محمد بن میکائل بن سلجوق طغرل بیگ یہ ملوک سلاجقہ کے پہلے بادشاہ تھے آپ بہت صدقہ کرنے والے اور پکے نمازی تھے، نماز کو اول وقت پڑھنے کے پابند تھے، ہمیشہ پیر اور جمعرات کے روزے رکھا کرتے تھے، لوگوں کی تکلیفوں کو برداشت کرنے والے تھے، رازوں کی حفاظت کرنے والے تھے اپنے افعال وکردار میں نیک بخت تھا۔مسعود بن محمود کے زمانہ میں انہوں نے تمام بلاد خراسان پر اپنی حکومت قائم کی۔ اس نے اپنے بھائی داؤد، اپنے ماں شریک بھائی ابراہیم بن نیال اور اس کے بھائیوں کی اولاد کو بہت سے شہروں میں نائب بنایا۔ پھر خلیفہ نے اس کو

بغداد کی بادشاہت پیش کی جیسا کہ یہ واقعہ تفصیل سے گذر چکا ہے۔ انہوں نے اسی سال ۸ رمضان المبارک کو ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی ان کی بادشاہت کا زمانہ ۳۰ سال کا تھا جن میں ۱۸ دن کم ۸ سال عراق کی بادشاہت کی ہے۔

## سن ۴۵۶ ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات

اس سال سلطان الپ ارسلان نے اپنے چچا کے وزیر عمید الملک الکندی کو نظر بند کر لیا اور اس کے گھر میں قید کر دیا، پھر اس کی طرف آدمی بھیجا جس نے اسے قتل کر دیا۔ اس نے نظام الملک کی وزارت کو قابل اعتماد سمجھا جو کہ ایک سچا وزیر تھا علماء اور فقراء کا اکرام کرتا تھا۔ جب ملک شہاب الدولۃ قتلمش نے نافرمانی کی اور طاعت سے نکل گیا، الپ ارسلان کو پکڑنے کا ارادہ کیا، تو الپ ارسلان اس سے ڈر گیا لیکن وزیر نے اس سے کہا کہ اے بادشاہ؟ مت ڈرو کیونکہ میں تمھاری خدمت میں وہ فوج پیش کرونگا کہ جس نے جب بھی کسی لشکر سے مقابلہ کیا خواہ وہ لشکر کیسا ہی ہوا، اس کو شکست دی ہے۔ بادشاہ نے اس سے کہا کون لوگ ہیں۔ وزیر نے کہا کہ وہ ایسی فوج ہے جو تیرے لئے دعا کرتی ہے اور اپنی نمازوں اور تنہائیوں میں توجہ سے تیری مدد کرتی ہیں، وہ علماء، فقراء اور نیک لوگ ہیں۔ یہ بات سن کر بادشاہ کا دل خوش ہو گیا۔ جب اس نے قتلمش سے جنگ کی تو اسے دیکھتے ہی شکست دیدی اور اس کی بہت سی فوج کو قتل کر دیا قتلمش بھی معرکہ میں مارا گیا۔ اب سب لوگ الپ ارسلاب کی حکومت پر متفق ہو گئے تھے۔ اسی سال بادشاہ نے اپنے بیٹے ملکشاہ اور اپنے وزیر نظام الملک کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بلاد کرخ بھیجا، انہوں نے بہت زیادہ قلعوں کو فتح کیا اور بہت زیادہ مال غنیمت حاصل کیا مسلمان ان کی اس نصرت سے بہت خوش ہوئے۔ اس نے ماوراء النہر کے حاکم کو خط لکھا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی میرے بیٹے سے کر دے تو وہ اس کی طرف بھیج دی گئی یعنی شادی ہو گئی اور اس نے دوسرے بیٹے کا نکاح حاکم غزنی کی بیٹی سے کر دیا۔ اس کی وجہ سے سلجوق اور محمودی دو بادشاہ آپس میں ایک دوسرے سے مل گئے۔

اس سال الپ ارسلان نے خلیفہ کی بیٹی کو اس کے باپ کے گھر جانے کی اجازت دیدی، اس کے ساتھ بعض قاضیوں اور امراء کو بھیجا وہ بڑی شان وشوکت سے بغداد پہنچی، لوگ اس کو دیکھنے کے لئے نکلے جبکہ وہ رات کو داخل ہوئی خلیفہ اور اس کے گھر والے اس بات سے بہت خوش ہوئے۔ خلیفہ نے الپ ارسلان کے لئے منبر پر خطبوں میں دعا کے لئے حکم دیا۔ دعا اس طرح مانگی گئی کہ اے اللہ سلطان معظم، عضد الدولۃ، تاج الحلہ الپ ارسلان ابوشجاع محمد ابن داؤد کی اصلاح فرما۔ پھر خلیفہ نے بادشاہ کی طرف شریف نقیب النقباء طراء بن محمد ابومحمد تمیمی اور موفق خادم کے ہمراہ اس کے لئے خلعت اور حکم نامہ بھیجا۔ اور سلطان الپ ارسلان کی حکومت عراق پر قائم ہو گئی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں بغداد کے اندر یہ بات پھیل گئی کہ کردوں کی ایک قوم شکار کے لئے نکلی ہے، انہوں نے جنگل میں ایک سیاہ خیمہ دیکھا، اس میں سے شدید تھپڑوں اور بہت شور کی آواز سنائی دے رہی تھی اور کہنے والا یہ کہہ رہا تھا کہ جنوں کا بادشاہ سیدوک اب مر چکا ہے اور کونسا شہر ایسا ہے جس میں اس پر تھپڑ نہیں مارے گئے اور اس کی وجہ سے ماتم کی محفلیں نہ لگیں۔

وہ اپنی عادات پر مسلسل قائم رہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے آپ کو اپنے بادشاہوں کے نزدیک بھی مبغوض بنالیا، لوگوں نے ان کو شہر سے نکالدیا، یہاں تک کہ ان کی وفات ان کے ایک گاؤں میں اسی سال ہوئی وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً ۹۰ سال سے زائد ہو چکی تھی۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ آپ فروعی مسائل میں کھلم کھلا ظاہری مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اور قیاس جلی وغیرہ سے کوئی بات نہیں فرماتے تھے یہ وہ بات تھی جس نے آپ کو علماء کی نظر میں گرا دیا تھا۔ ان کے نظر وتصرف میں بھی بہت سی غلطیاں پائی جاتی تھیں۔ اس کے باوجود بھی یہ لوگوں سے باب الاصول، ایات الصفات اور احادیث الصفات میں سخت تاویلات کیا کرتے تھے، اس لئے کہ وہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے علم منطق اچھی طرح حاصل کیا تھا یہ علم انہوں نے محمد بن حسن المدجی الکنانی القرطبی سے حاصل کیا تھا۔ اس بات کو ابن ماکولا اور ابن خلکان نے ذکر کیا ہے۔ اسی وجہ سے ان کا حال باب الصفات میں بہت خراب تھا۔

**عبدالواحد علی بن برھان** [1] ......ابو قاسم النحوی، یہ بہت برے اخلاق کے حامل تھے، انہوں نے کبھی شلوار نہ کبھی ٹوپی پہنی، نہ کسی کی بخشش وہدایا کو قبول کیا، ان کے بارے میں یہ بھی مشہور تھا کہ وہ بے ریش لڑکوں کو بڑے دھڑلے سے چوم لیا کرتے تھے۔ ابن عقیل نے کہا ان کا تعلق مرجۂ معتزلہ کے مذہب سے تھا اور دوزخ میں کفار کے ہمیشہ رہنے کی نفی کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہمیشہ کا عذاب اسے ہو سکتا ہے جس کے لئے شفاعت کا جواز نہ ہو جبکہ کفار کے لئے اس بات کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمت بیان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول (**خالدین فیھا ابداً**) اس کی تاویل ابدا من الآباد کرتے تھے، ابن جوزی کہتے ہیں کہ ابن برھان اصحاب احمد کی تعریف کرتے تھے اور مسلمانوں کے عقائد کے خلاف تھے اس لئے انہوں نے اجماع کی مخالفت کی ہے پھر اس نے ان کی گفتگو اس میں اور دیگر امور میں بیان کی۔ واللہ اعلم۔

ابن جوزی کا فرماتے ہیں کہ زنا کار عوا تیں حریم بغداد سے قبرستان کی طرف گئیں۔ وہ تین دن تھپڑ مارتی رہیں اپنے کپڑے پھاڑتی رہیں، اپنے بال پھیلاتی رہیں، کچھ فاسد مرد بھی گئے وہ اسی طرح کی حرکتیں کرتے رہے، اس کے علاوہ واسط، خوزستان اور دوسرے علاقوں میں بھی ایسا ہی کیا گیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ یہ بات ایک عجیب ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ہی فرماتے ہیں کہ بروز جمعہ ۱۲ شعبان عبدالصمد کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں نے ابوعلی بن الولید پر حملہ کر دیا جو کہ مذہب معتزلہ کا مدرس تھا، لوگوں نے اس کو گالیاں بکیں، لعنت بھیجی کیونکہ وہ لوگوں کو جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتا تھا اور یہ عجیب وغریب مذہب پڑھاتا تھا۔ اس کی توہین کی، اس کو گھسیٹا اور جامع منصور میں معتزلہ پر لعنت بھیجی گئی۔ ایک دفعہ ابوسعید بن ابی عمامہ بیٹھ کر معتزلہ کو لعنت وملامت کرنے لگے۔ شوال میں خبر آئی کہ سلطان نے ایک بڑے ملک سے جنگ شروع کی ہے جس میں چھ لاکھ دلیز اور ایک ہزار گرجے تھے اور اس نے ان کے بہت سے آدمیوں کو مار دیا اور تقریباً ۵ لاکھ کو قید کر لیا۔

ذوالقعدہ کے مہینہ میں بغداد اور اس کے علاوہ دوسرے عراق کے شہروں میں ایک شدید وباء پھوٹ پڑی دوائیوں کی قیمتیں بڑھ گئیں، نہدی کھجوریں کم ہو گئیں موسم خزاں میں گرمی بڑھ گئی۔ ہوا خراب ہو گئی۔ اس مہینہ میں ابوعنائم معمر بن محمد بن عبیداللہ العلوی کو طالبعلموں کی نقابت، حج کے انتظام اور مظالم کی خلعت دی گئی اور اسے طاہر دومناقب کا لقب دیا گیا۔ جماعت میں اس کا حکم نامہ پڑھا گیا اور اس سال اہل عراق نے حج کیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**ابن حزم ظاہری** ......وہ امام حافظ علامہ ابومحمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف بن معد بن سفیان بن یزید ہیں۔ مولی یزید بن ابی سفیان صخر بن حرب الاموی ہیں آپ کے دادا اصلاً ایران کے رہنے والے تھے وہ مسلمان ہو گئے اور باقیوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔ وہ مغربی ممالک میں داخل ہونے والا ان میں سے پہلا آدمی تھا۔ ان کا اپنا شہر قرطبہ تھا یہ ابن حزم اسی قرطبہ میں رمضان کے آخر میں پیدا ہوئے۔ ۳۸۴ھ تھا۔ قرآن شریف پڑھا، علوم نافعہ شرعیہ میں مشغول رہے، ان سب میں مہارت پیدا کی اور اپنے ہم عصروں سے آگے بڑھ گئے اور مشہور کتب تصنیف کیں، یہ بات مشہور ہے کہ انہوں نے ۴۰۰ کتابیں لکھیں، جسمیں تقریباً اسی ہزار ورق لگے حضرت بیک وقت ادیب صبیب، شاعر اور فصیح تھے ان کی علم

---

(۱) (الإكمال: ۱/۲۴۶، ۲۴۷، انباه الرواة: ۲/۲۱۳، بغية الوعاة: ۲/۱۲۰/۱۲۱، تاريخ بغداد: ۱۱/۱۷، تتمة المختصر: ۱/۵۵۹ تلخيص ابن مكتوم: ۱۲۲، الجواهر المضية: ۲/۴۸۱، ۴۸۲، دمية القصر: ۳/۱۵۱۲، ۱۵۱۴، دول الاسلام: ۱/۲۶۸، شذارت الذهب: ۳/۲۹۷، طبقات ابن قاضي شهبة: ۲/۱۱۳، ۱۱۴، الطبقات السنية رقم ۱۳۴۸، طبقات الفقهاء لطاش كبرى زادة: (۹۱)، العبر: ۳/۲۳۷، ۲۳۸، فوات الوفيات: ۲/۴۱۴، ۴۱۶، الفوائد البهية: ۱۱۳، الفلاكه والمفلوكين: ۱۱۷، ۱۱۸، كتائب أعلام الأخبار رقم ۲۸۳، كشف الظنون: ۱/۱۱۴، الكامل لا بن الأثير: ۱۰/۴۲، ۴۳، لسان الميزان: ۴/۸۲، ميزان الاعتدال: ۲/۶۷۵، مراة الجنان: ۳/۷۸، المختصر في أخبار البشر: ۲/۱۸۵، المنتظم: ۸/۲۳۶، ۲۳۷، النجوم الزاهرة: ۵/۷۵، نزهة الألباب: ۳۵۶، ۳۵۷، هدية العارفين: ۱/۶۳۴.)

طب اور منطق میں کتابیں ہیں، وہ وزارت، ریاست، وجاہت، مال دار اور اهل ثروت گھرانے سے تعلق رکھتے تھے شیخ ابوعمر بن عبداللہ النمر ی کے ہم عصر تھے، شیخ ابوولید سلیمان بن خلف الباجی سے دشمنی رکھتے تھے ان دونوں کے درمیان مناظرات بھی ہوئے جن کا ذکر بہت طویل ہے۔ابن جزم اپنی زبان اور قلم سے علماء پر بہت عیب لگایا کرتے تھے۔اس بات نے ان کے اہل زمانہ کے دل میں حسد پیدا کر دیا تھا۔

## ۴۵۷ھ کے واقعات وحادثات

اس سال عراقیوں کی ایک جماعت محافظوں کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئی لیکن ان کے لئے جانا ممکن نہ ہوسکا۔وہ کوفہ کی طرف مڑ گئے اور واپس آ گئے۔اس سال ماہ ذوالحجہ میں مدرسہ نظامیہ کا تعمیراتی کام شروع ہوا۔اس کی وجہ سے بہت سے گھر جو کہ الزوایا کے گھاٹ کے ساتھ تھے توڑ دیئے گئے اور بصرہ کا دروازہ بھی توڑ دیا گیا۔اس سال بنی تمیم بن عبدالعزیز اور بادیس، اولا دحماد، عربوں نہاجہ کے مغاربہ اور زنانہ کے درمیان خوب جنگیں ہوئیں۔نقیب ابوغنائم نے بغداد سے لوگوں کو حج کروایا۔اسی سال عمید الملک الکندری قتل کیا گیا، اس کا پورا منصور ابن احمد ابونصر الکندری ہے یہ بادشاہ طغرل بیگ کا وزیر تھا۔ایک سال مکمل جیل میں بھی رہا۔جب وہ قتل ہوئے تو ان کو اٹھا کر آبائی گاؤں کندرہ لے جایا گیا اور وہاں ان کے باپ کے برابر میں دفن کیا گیا۔جو طربثیت کے مضافات میں ہے نہ کہ وہ کندرہ مراد ہے جو کہ قزوین سے قریب ہے سلطان نے اس کی آمدنی و مال پر قبضہ کرلیا۔وہ بڑا ذہین، فصیح اور شاعر تھا، اسے بہت سے فضائل حاصل تھے، بہت زیادہ حاضر جواب تھا۔جب بادشاہ طغرل بیگ نے اسے خلیفہ کے پاس اس کی بیٹی کا رشتہ طے کرنے کے لئے بھیجا تھا اور خلیفہ نے اس سے انکار کر دیا تھا تو اس نے بطور مثال شاعر کے اشعار سنائے ”کوئی بھی انسان اپنی ہر تمنا کو پورا نہیں کرسکتا۔ہوائیں اس رخ پر چلتی ہیں جو کشتیوں کے خلاف ہوتا ہے۔خلیفہ یہ سن کر چپ ہو گیا اور سر جھکا کر سوچنے لگا۔انہیں جب قتل کیا گیا تو ان کی عمر ۴۰ سال سے کچھ زیادہ تھی اس کے کچھ اشعار یہ ہیں ”اگر لوگ میرے معارضہ سے تنگی میں ہیں تو موت نے لوگوں پر دنیا کو وسیع کر دیا ہے میں راستہ میں گذرتا ہوں تو منحوس اور کم سمجھ آدمی میری پیروی کرتا ہے پر کوئی موتوں کے پیالے کو گھونٹ لے گھونٹ پیتا ہے۔“

بادشاہ طغرل بیگ نے اسے خوارزم شاہ کی بیوی کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تو اس نے اس سے خود ہی نکاح کرلیا تو بادشاہ نے نامرد اس کو کروادیا۔اس کو اس کے عہدہ پر قائم رہنے دیا اور اس کے آلہ تناسل کو خوارزم میں دفن کیا گیا۔اس کا خون بہہ پڑا جب اس کو مروالرود میں قتل کیا گیا اس کے جسم کو اس کے گاؤں میں دفن کیا۔اس کے سر کو اٹھا کر نیشاپور لایا گیا اور وہاں دفن کیا گیا، اس کے سر سے جدا ہونے والی چیز کو اٹھا کر کریان لایا گیا۔اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک مقررہ دن تمام خلائق کو جمع کرینگے چاہے وہ کہیں بھی ہوں اور جس حیثیت میں ہوں۔اور چاہے جس صفت پر ہوں۔

## ۴۵۸ھ کے حادثات واقعات

یوم عاشورہ میں کرخ والوں نے اپنی دکانیں بند رکھیں اور عورتیں حضرت حسین پر نوحہ کرنے کے لئے جمع ہوئیں جیسا کہ ان کے پرانے لوگوں میں بدعت پہلے سے چلی آرہی تھی جب عام لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اس کو ناپسند کیا اور خلیفہ ابوغنائم سے اس کے خلاف درخواست کی تو خلیفہ نے بھی اسے ناپسند کیا اور لوگوں سے اس بات پر معذرت کی کہ اسے اس کا علم نہیں تھا۔اب جبکہ اسے اس کا علم ہو گیا تو اس نے اس کا خاتمہ کر دیا۔اہل کرخ دیوان میں آئے اور اس بات کی معذرت کرنے لگے اور یہ طے پایا کہ جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالیاں دیگا یا دیگر بدعات کی تشہیر کریگا وہ کافر قرار دیا جائیگا۔

ابن جوزی نے کہا کہ ماہ ربیع الاول میں باب ازج میں ایک بچی پیدا ہوئی جس کے دوسر دو چہرے دو گردنیں اور پورے بدن پر چار ہاتھ تھے۔اس کے بعد وہ مرگئی۔جمادی الاولیٰ یا الاخریٰ میں خراسان میں زلزلہ آیا جو کئی دن تک رہا، جس سے پہاڑ پھٹ پڑا لوگوں کی ایک جماعت پوری کی پوری

ہلاک ہوگئی کئی، بستیاں زیر زمین چلی گئیں۔ لوگ صحراؤں میں چلے گئے اور وہاں رہائش پذیر ہو گئے، ہریالی میں آگ لگ گئی، ایک سود کانیں اور چار گھر جل گئے، لوگوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا اور لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو لوٹا۔ راوی کہتے ہیں کہ ماہ شعبان میں دمشق میں قتال شروع ہو گیا جامع کے قریب والے سارے گھر جل گئے اور جامع دمشق بھی جل گیا اسی طرح ابن جوزی فرماتے ہیں اور صحیح و مشہور بات یہ ہے کہ جامع (دمشق میں آگ ۱۵ شعبان ۴۶۱ھ کو تین سال بعد لگی جو بات بیان مشہور ہے وہ یہ کہ فاطمی لڑکے عباسی لڑکوں کے ساتھ لڑ پڑے اور دارالامارۃ الخضراء میں آگ پھینک دی گئی جس سے وہ جل گیا وہ آگ بڑھتی گئی یہاں تک کہ جامع تک پہنچ گئی، تو اس کی چھتیں گر گئیں، خوبصورتی فناء ہو گئی، سنگ مرمر ختم ہو گئے، وہ ایک ویران جگہ بن گئی، وہ بڑی مضبوطی پختگی، صحن کی عمدگی، مجالس کی پاکیزگی اور خوش منظری کے بعد مٹی کا ایک ڈھیر بن گئی۔ اب یہ آجکل کے زمانہ میں اس کے نامناسب ہونے کی وجہ سے صرف گھٹیا اور گرے پڑے لوگوں کی رہائشگاہ بن گئی ہے حالانکہ یہ جگہ جب سے اس کی معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے بنیاد رکھی تھی یہ دارالخلافہ و دارالامارۃ تھی۔ اُس زمانے میں روئے زمین پر جامع اموی سے زیادہ کوئی چیز حسین اور دلکش منظر والی نہیں تھی، یہاں تک کہ اس کو جلا دیا گیا جس سے وہ طویل مدت تک خراب پڑی رہے۔ پھر بادشاہوں نے اس کی نئے سرے سے تعمیر شروع کرائی یہاں تک کر بادشاہ عال ابوبکر بن ایوب کے زمانہ میں اس پر فرش ڈالا گیا، وہ ہمارے اس موجود زمانہ تک اس کے نشانات کی خوبصورتی میں لگے رہے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ اس کی ہر چیز پرانی کی طرح ہو گئی۔ اس کے بعد اس میں امیر سیف الدین بشکو ین عبدالناصری کے زمانہ ۷۰۳ھ تک اس کی خوبصورتی کا کام ہوتا رہا۔ اسی طرح اس سے پہلے بھی ہوا تھا اور اس کے بعد بھی تھوڑے عرصہ تک ہوتا رہا۔

اس سال بغداد میں قیمتیں بہت زیادہ چڑھ گئیں جبکہ دجلہ میں بہت کم ہو گئیں، اس سال بادشاہ الپ ارسلان نے اپنے بعد اپنے بیٹے ملک شاہ کی بادشاہی پر بیعت کروائی۔ وہ نوکروں کے آگے آگے چلا اور امراء اس کے آگے آگے چلے، وہ گویا کہ عید کا دن تھا۔ اس سال نورالھدی ابو طالب الحسین بن نظام الحضر تین الزینی لوگوں کو حج پر لے گیا، خود بھی مکہ کے پڑوس میں ہی رہا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**حافظ کبیر ابو بکر بیہقی** ...... احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسی ابو بکر البیھقی۔ ان کی تصانیف لوگوں کے درمیان سارے شہروں میں مشہور تھیں۔ یہ ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ اپنے زمانہ میں اتقان، حفظ، فقہ اور تصنیف میں بے مثال تھے۔ فقیہ محدث اور اصولی بھی تھے۔ حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری سے علم حاصل کیا۔ ان کے علاوہ دوسروں سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ بہت سی نفع بخش اشیاء جمع کیں کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کی تھیں، نہ کوئی ان کے مرتبہ تک پہنچا ہے ان میں سے ایک کتاب السنن الکبیر ہے، دوسری نصوص شافعی دس میں ہے، اس کے علاوہ السنن الصغیر، الاثار المدخل، الآداب، شعب الایمان، خلافیات دلائل نبوۃ اور البعث والنشو روغیرہ چھوٹی بڑی مفید کتابیں ہیں جنکا نہ مقابلہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کے قریب پہنچا جا سکتا ہے حضرت متقی آدمی تھے دنیا کم رکھتے تھے، عبادت اور ورع میں کثرت کرنے والے تھے۔ نیشاپور میں فوت ہوئے، اس سال جمادی الاولی میں ان کا تابوت بیہق منتقل کر دیا گیا۔

**حسن بن غالب** ...... ابن علی بن غالب بن منصور بن صعلوک ابو علی التیمی۔ ابن مبارک المقری کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ انہوں نے ابن سمعون کی مصاحبت اختیار کی اور قرآن پاک کو حروف پر پڑھا جس کی وجہ سے ان پر ملامت کی گئی۔ عمداً یا خطاً ان پر جھوٹ کا تجربہ بھی ہوا، بہت سی روایات میں جھوٹ کی تہمت بھی لگی ابو بکر القزوینی بھی آپ پر نکیر کرنے والوں میں شامل تھے۔ انہوں نے ان کے متعلق حروف منکرہ نہ پڑھانے کی دستاویز لکھی۔ ابو محمد سمرقندی نے بتایا کہ وہ کذاب تھے ان کا ۸۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور ابراہیم الحربی کے پاس دفن کئے گئے ابن خلکان نے کہا کہ انہوں نے علم فقہ ابو فتح نصر بن محمد العمری المروزی سے حاصل کیا۔ پھر ان پر حدیث کے شوق کا غلبہ ہو گیا تو اسی سے مشہور ہو گئے اور علم حدیث کی طلب میں سفر بھی کیا۔

**قاضی ابویعلی بن فراء حنبلی**(۱)...... محمد بن حسن بن محمد بن خلف ابن احمد الفراء القاسمی ابویعلی حنبلی مذہب کے شیخ تھے فروع میں ان کے مذہب کی بنیاد تھے یہ ۳۸۰ھ ماہ محرم میں پیدا ہوئے، انہوں نے بہت سی حدیثیں سنیں اور یہ ابن حبابہ سے روایت کرتے ہیں۔ابن جوزی فرماتے ہیں کہ آپ سردار، قابل اعتماد عالم تھے انہوں نے ابن خلکان اور ابن دامغانی کے پاس شہادت دی تو دونوں نے قبول کیا۔انہوں نے منصب خلافت کے بارے میں غور وفکر کرنے کا فیصلہ کیا فقہ میں امام تھے، امام حنبل کے مسلک کے مطابق ان کی بہت اچھی کتابیں ہیں۔تدریس وافتاء کا کام بھی کئی سال تک کرتے رہے آپ تک پہنچ کر چاروں مسلک (حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی) مکمل ہوجاتے ہیں ان کی کتابیں اور شاگرد پھیل گئے۔امامت، فقہ، صدق، حسن خلق تعبد، تکشف، خشوع وخضوع اور حسن ارادہ کے جامع تھے، لایعنی باتوں سے مکمل خاموشی اختیار کرتے تھے۔اس سال ماہ رمضان میں ۷۸ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، آپ کے جنازہ میں قضاۃ واعیان کی بہت کثرت تھی، ان کے جنازہ کا دن بہت گرم دن تھا آپ کے جنازہ کے ساتھ جانے والوں میں سے بعض نے سخت گرمی کی وجہ سے جنازہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔انہوں نے اپنے تین بیٹے سوگوار چھوڑے جن کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ ابوقاسم، ابوحسین، ابوحازم کچھ لوگوں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا تو انہوں نے کہا کہ! میرے اوپر رحم کیا، میری مغفرت کی، میرا اکرام کیا اور میرے درجات کو بلند کیا، تو وہ اپنی انگلیوں سے گننے لگے پھر پوچھا علم کی وجہ سے، تو انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ صدق کی وجہ سے۔

**ابن سیدہ**(۲)...... لغت میں محکم کے مؤلف ہیں۔ابوحسین علی بن اسماعیل المرسی، یہ فن لغت میں امام اور حافظ تھے میں نابینا تھے۔عربی اور لغت کا علم انہوں نے والد صاحب سے حاصل کیا تھا ان کے والد صاحب بھی نابینا تھے، ابوعلاء صاعد بغدادی سے اشتغال رکھا۔ان کی کتاب محکم کئی جلدوں میں ہے ان کی ایک شرح حماسہ بھی ہے جو کہ کئی جلدوں پر مشتمل ہے اس کی علاوہ اور بھی ان کی کتابیں ہیں انہوں نے ابوعبید کی کتاب الغریب کو شیخ ابوعمر طلمنکی کے سامنے حفظ سنایا۔لوگ اس بات بہت حیران رہ گئے۔جو یہ پڑھتے تھے شیخ کتاب سے دیکھتا جاتا تھا۔پس لوگوں نے اس کی قرأت کو ان سے زبانی سنا۔انہوں نے اسی سال ماہ ربیع الاول میں ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی جبکہ بعض لوگوں کے نزدیک ان کی وفات ۴۴۸ھ کی ہے لیکن پہلا قول ہی صحیح ہے۔واللہ اعلم۔

## سن ۴۵۹ھ کے واقعات وحادثات

اس سال ابوسعید المستوفی جو کہ شرف الملک کے لقب سے مشہور ہیں، انہوں نے بغداد میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مزار تعمیر کرایا، اس پر ایک

(۱) الأنساب : ۹/۲۴۶، تاریخ بغداد: ۲ /۲۵۶، تتمة المختصر :۱/۵۲۰، دول الاسلام: ۱/۲۶۹، شذارت الذهب:۳/۳۰۶-۳۰۷، طبقات الحنابلة:۲ /۱۹۳، اللباب:۲ /۴۱۳، ۴۱۴، الفراء، مختصر طبقات الحنابلة للنابلسي :۳۷۷، المختصر في أخبار البشر : ۲/۱۸۶، مناقب الامام أحمد: ۵۲۰، ۵۲۱، المنتظم: ۸/۲۴۳، ۲۴۴، هدية العارفين : ۲/۷۲.

(۲) انباه الرواة: ۲ /۲۵۵-۲۲۷، بغية الوعاة: ۲/۱۴۳، بغية الملتمس :۴۱۸، ۴۱۹، تتمة المختصر: ۲/۵۶۰، تلخيص ابن مكتوم:۱۲۵، جذوة المقتبس: ۳۱۱، ۳۱۲، دول الاسلام :۱ /۲۶۹، الديباج المذهب :۲/۱۰۶-۱۰۷، شذارت الذهب:۳/۳۰۵، ۳۰۶، الصلة :۲/۴۱۷، ۴۱۸، العبر :۳/۲۴۳، طبقات ابن قاضي شهبة:۲/۱۳۲، ۱۴۰، طبقات الأمم الصاعد: ۱۱۹، فهرست ابن خير :۴۲۳، كشف الظنون :۱/۲۹۱، ۲/۱۶۱۶-۱۶۱۷، لسان الميزان :۴/۲۰۵، ۲۰۶، مراة الجنان: ۳ /۸۳، مسالك الابصار ج ۴م ۲/۲۵۹، ۲۶۰، مطمع الأنفس :القسم الاني المنشور في مجلة المورد البغدادي المجلد العاشر، العدد:۳، ۴، ۱۹۸۱، يتقيق هدى شوكة بهنام من (ص) ۳۶۴، ۳۶۶، المختصر في أخبار البشر :۲/۱۸۶، مفتاح السعادة: ۱/۱۱۴، ۱۱۵، معجم الأدباء:۱۲/۲۳۱، ۲۳۵، المغرب في حلى المغرب :۲/۲۵۹، نكت العيوان:۲۰۴، ۲۰۵، نفح الطيب :۴/۲۷، ۲۸، هدية العارفين: ۱/۶۹۱، وفيات الأعيان:۳/۳۳۰، ۳۳۱.)

گنبد بنایا جبکہ اس کے مقابل ایک مدرسہ تعمیر کروایا۔ ابوجعفر بن البیاض جب امام صاحب کے مزار کی زیارت کرنے آئے تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے ''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ علم ضائع ہو چکا ہے لیکن اس کو جمع کیا اس غائب آدمی نے جواب قبر میں سو رہا ہے اسی طرح یہ زمین بھی کسی وقت مردار تھی اسے عمید ابوسعد کی سخاوت نے زندہ کیا ہے۔ اس سال خوب گرم ہوائیں چلیں جس سے بہت سے لوگ مر گئے۔ یہ خبر بھی بغداد سے آئی کہ وہاں لیموں اور نارنجی کے بہت سے درخت خراب ہو گئے اس سال میں مشہور معروف امام کرخی کی قبر جل گئی اس کا سبب یہ بنا کہ نگران اپنے مرض کے لئے جو کا پانی پکا رہا تھا کہ اسی دوران آگ بڑھ کر لکڑیوں کو جا لگی اس کی وجہ سے مزار جل گیا۔ اس سال دمشق حلب حران اور خراسان کے مضافات میں مہنگائی اور ہلاکت شروع ہو گئی چوپایوں کے اندر بھی ہلاکتیں پھیل گئیں۔ ان کے سر اور آنکھیں پھول جاتیں، نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ جنگلی گدھوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا کرتے تھے جبکہ وہ اس کے کھانے کو ناپسند کرتے تھے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے منتظم میں لکھا ہے کہ بروز ہفتہ بتاریخ ۱۰ ذی قعدہ العمید ابوسعد نے لوگوں کو جمع کیا تا کہ وہ بغداد میں نظامیہ کے درس میں حاضر ہو جائیں۔ اس کی تدریس مشیخیت کے لئے ابواسحاق شیرازی کو مقرر کیا جب لوگ اچھی طرح جمع ہو گئے تو ابواسحاق پڑھانے کے لئے آ گئے ان میں ایک فقیہ نوجوان شیخ سے ملا۔ اس نے کہا کہ اے میرے سردار آپ ایک قبضہ کی ہوئی جگہ پر پڑھانے جا رہے ہیں جب شیخ نے یہ بات سنی تو جانے کے ارادہ کو ترک کر دیا، اور گھر واپس چلے گئے۔ اس کے بعد شیخ ابونصر الصباغ کو پڑھانے کے لئے مقرر کیا گیا۔ جب نظام الملک کو یہ اطلاع ملی تو وہ عمید پر ناراض ہوا اور شیخ ابواسحاق کے پاس پیغام بھیجا۔ پس اسے اس سال ذوالحجہ میں دوبارہ نظامیہ کی تدریس پر مقرر کر دیا گیا۔ لیکن شیخ یہاں فرض نماز نہیں پڑھا کرتے تھے بلکہ کسی دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں پتہ تھا کہ جگہ مغصوبہ ہے اس میں ابن صباغ نے صرف ۲۰ دن تدریس کی، پھر ابواسحاق ادھر دوبارہ لوٹ آئے تھے، اس سال ماہ ذی قعدہ میں الصلیحی امیر الیمن اور امیر مکہ قتل کر دیئے اس میں خلیفہ قائم بامر اللہ عباسی کا خطبہ دیا گیا۔ اس سال ابوالغنائم النقیب نے لوگوں کو حج کرایا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

محمد بن اسماعیل بن محمد ابوعلی طرسوسی ان کو عراقی کہا جاتا ہے اس لئے کہ آپکا گھر وہاں تھا اور آپکا قیام بھی وہاں طویل مدت تک رہا، درس حدیث انہوں نے ابوطاہر المخلص سے حاصل کیا، علم فقہ ابومحمد الباقی سے حاصل کیا، اس کے بعد شیخ ابوحامد اسفرائنی سے حاصل کیا۔ بعد میں یہ شہر طرطوس کے قاضی بھی بنائے گئے۔ یہ اعلیٰ درجہ کے فقہاء و فضلاء میں سے تھے۔

## سن ۴۶۰ھ کے واقعات و حادثات

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ماہ جمادی الاولیٰ میں فلسطین میں زلزلہ آیا تھا۔ اس زلزلہ نے شہر رملہ کو مکمل طور پر تباہ کر دیا، جس نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے کنگرے گرا دیئے۔ یہ وادی خیبر اور صفر تک پھیل گیا، زمین مال کے بہت سے خزانے لے کر پھٹ گئی، اس زلزلہ کے جھٹکے رحبہ اور کوفہ تک محسوس کیے گئے، بعض تاجروں کا خط آیا جس میں زلزلہ کا ذکر تھا، اس میں انہوں نے لکھا کہ رملہ کا سارا شہر زمین میں دھنس گیا ہے یہاں تک کہ اس زلزلہ سے تھوڑے ہی گھر محفوظ رہے، اس کے ساتھ ساتھ پندرہ ہزار باشندے بھی ہلاک ہو گئے ہیں صخرہ بیت المقدس پھٹ گیا، لیکن پھر دوبارہ جڑ گیا ہے۔ سمندر ایک دن کی مسافت کے مطابق نیچے چلا گیا اور زمین میں دھنس گیا۔ پانی کی جواہر وغیرہ زمین سے نکل آئے، لوگ اس جگہ جا کر وہ جواہر وغیرہ اٹھانے لگے تو سمندر پلٹ آیا جس نے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا ماہ جمادی الاخر ۱۵ تاریخ کو اس قادری اعتقاد کو پڑھا گیا جس میں اہل سنت کا مذہب ہے۔ اس میں اہل بدعت پر نکیر کی گئی ہے۔ ابومسلم الکجی البخاری المحدث نے حاضرین کو ابن خزیمہ کی کتاب التوحید پڑھ کر سنائی۔ وزیر ابن

جھیر، فقہاء کی جماعت اور اہلِ کلام والوں کے سامنے ان کا ذکر ہوا تو انہوں نے موافقت کا اعتراف کیا۔ پھر اعتقادِ قادری شریف ابوجعفر بن المقتدی باللہ کے سامنے بابِ بصرہ میں پڑھ کر سنائے گئے اس لئے اس نے یہ اس کے مصنف خلیفہ القادر باللہ سے سنا تھا۔

اس سال خلیفہ نے اپنے وزیر ابونصر محمد بن محمد بن جھیر کو معزول کر دیا۔ جسکا لقب فخر الدولۃ تھا۔ خلیفہ نے اسے بہت سی باتوں پر عتاب کا پیغام بھیجا تو اس نے ان کے بارے میں اس سے معذرت کی اور نرمی واعتدال سے پیش آنے لگا تو اسے یہ جواب دیا گیا کہ جہاں جانا چاہے چلا جائے، اس نے ابن مزید کو منتخب کیا، اس کے ساتھیوں نے اپنی جائدادیں بیچ دیں، اپنی عورتوں کو طلاق دیدی، اپنے گھروں سے اہل واولاد کو لے کر کشتی میں سفر کرنے کے لئے روانہ ہوئے تا کہ وہاں سے حلہ جائیں، لوگ اس کے رونے کی وجہ سے رو رہے تھے۔ جب وہ دارالخلافہ سے گذرا تو اس نے کئی دفعہ زمین کو بوسہ دیا جبکہ خلیفہ کھڑکی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا جبکہ وزیر کہہ رہا تھا کہ اے امیر المؤمنین میرے بڑھاپے، میری ملک سے دوری اور میری اولاد پر رحم فرمائیے تو اسے دبیس ابن مزید کی سفارش سے اگلے سال دوبارہ وزارت دیدی گئی۔ شعراء نے اس کی تعریف کی، لوگ اس کے وزارت کے عہدے پر لوٹنے سے بہت خوش تھے۔ گویا کہ وہ ایک جشن کا دن تھا۔

## متوفیین

**عبدالملک بن محمد بن یوسف بن منصور** [1] ......جن کا لقب شیخ اجل ہے یہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے، اچھے کاموں میں جلدی کرنے اہلسنت پر احسان کرنے کے ساتھ ساتھ اہل بدعت پر سختی وملامت کرنے پوشیدہ حال لوگوں کو تلاش کر کے ان کے ساتھ نیکی اور صدقہ کرنے اور اسے اپنی سی حد تک پوشیدہ رکھنے میں زمانہ بھر میں منفرد تھے۔ آپ کے عجیب واقعات میں ایک یا سات یہ ہے کہ آپ ہر انسان کو ہر روز دس دینار دیا کرتے تھے، ابن رضوان انہیں آپ کے ساتھ بیٹھ کر لکھتے تھے۔ جب شیخ فوت ہو گئے تو ایک آدمی ابن رضوان کے پاس آیا، اس نے رضوان سے کہا کہ جو مجھے شیخ دیا کرتے تھے وہ اب تم دیدو رضوان نے اس سے کہا کہ شیخ تو انتقال کر چکے ہیں، اب میں تمہیں کچھ نہیں دونگا تو وہ آدمی شیخ اجل کی قبر پر آیا، قرآن شریف کی کچھ آیات پڑھیں، شیخ کے لئے دعا اور رحم کی درخواست کی پھر واپس جانے کے لئے مڑا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کاغذ ہے جس میں دس درہم پڑے ہوئے ہیں۔ اس نے ان کو اٹھالیا اور رضوان کے پاس لے جا کر سارا قصہ جو پیش آیا تھا سنایا رضوان نے کہا کہ یہ مجھ سے اس دن شیخ کی قبر کے پاس گر گئے تھے۔ تم ان کو اب لے لو اور اتنے ہی مجھ سے روزانہ لیا کرو۔

اس سال ۱۵ محرم ۶۵ برس کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ آپ کی وفات کا دن بھی بڑا عظیم دن تھا، اتنی مخلوق جنازہ میں شریک تھی کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعہ۔

**ابوجعفر محمد بن الحسن الطّوسی** ......شیعہ مسلک کے فقیہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار میں یہ دفن کئے گئے جب ۴۴۸ھ میں آپکا گھر اور کتابوں کو کرخ میں جلا دیا گیا تو اس وقت سے لے کر اس سال کے محرم تک وہاں مجاور رہے اور وہیں دفن ہوئے۔

## سن ۴۶۱ھ کے واقعات وحادثات

اس سال ۱۵ شعبان کی شب جامع دمشق میں آگ بھڑک اٹھی جسکا سبب یہ ہوا کہ فاطمی اور عباسی لڑکے آپس میں لڑ پڑے تو دار ملک خضراء میں جو کعبۃ اللہ کی جہت سے جامع سے ملا ہوا تھا آگ پھینکی گئی جس سے وہ جل گیا۔ یہ آگ جامع تک پھیل گئی جس کی وجہ سے اس کی چھتیں گر گئیں اس

(۱) (تاریخ بغداد ۱۰ / ۴۳۴، تتمۃ المختصر ۱/ ۵۶۱، الکامل ۱ / ۵۸، المختصر ۲ / ۱۸۶، المنتظم ۸ / ۲۵۰، ۲۵۲، النجوم الزاهرة ۵/ ۸۲.)

کے سنہری نگینے بکھر گئے، اس کے نشانات میں تغیر آ گیا وہ رنگ دار پتھر جو کہ زمین اور دیواروں پر تھے، ٹوٹ کر گر گئے اور دوسرے پتھروں سے تبدیل ہو گئے۔

اسکی چھتیں ساری کی ساری سنہری تھیں۔ اس کی دیواریں سنہری، رنگدار اور تصویروں والی تھیں حسن میں دنیا کے سارے ملک تھے، جب انسان ارادہ کرتا کہ کسی صوبے یا شہر کی طرف نکلے تو وہ اسے جامع میں اس کی ہیئت کی تصویر میں پاتا۔ وہ اس تک سفر نہ کرتا اور اس کے ڈھونڈنے میں مشقت نہ اٹھاتا کیونکہ وہ اسے کعبہ کے نزدیک ہی پاتا۔ مکہ بحر عرب کے اوپر ہے جبکہ دوسرے شہر شرقاً غرباً ہیں۔ ہر صوبہ اپنے محل وقوع کے لحاظ سے مناسب جگہ پر ہے۔ اس میں ہر پھلدار اور غیر پھلدار درخت کی تصویر موجود ہے اس میں اس کے شہر اور اوطان مشکل تھے۔ اس کے صحن کی طرف کھلنے والے دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے تھے۔ دیواروں کی بنیادوں سے ان کے تین ثلث تک پردے تھے باقی دیواریں رنگین پتھروں سے بنائی گئی تھیں جبکہ اس کی زمین ساری کی ساری رنگین پتھروں کی تھی۔ اس میں عام فرش نہ تھا گویا کہ وہ ایسی تھی کہ اس سے بہتر کوئی عمارت دنیا میں نہیں بنائی گئی بادشاہوں کے محلات وغیرہ بھی اس طرح نہیں بنائے گئے تھے۔

لیکن جب اس میں آگ لگی تو اس کا حال بالکل تبدیل ہو کر متضاد ہو گیا سردی کے موسم میں اس کی زمین مٹی اور گرمیوں کے موسم میں اس کی زمین غبار بن جاتی ہے۔ اس میں گڑھے پڑ گئے اور اسی طرح ایک زمانہ تک پڑی رہی۔ یہاں تک عادل بن ابوبکر بن ایوب کے زمانہ میں ہجرت کے چھ سو سال بعد اس کا فرش دوبارہ بنوایا گیا۔ جو سنگ مرمر، نگینے اور لکڑیاں وغیرہ وہاں سے گری تھیں ان کو چار مزاروں پر جمع کر دیا گیا، یہاں تک کہ کمال الدین الشہرزوری، عادل نور الدین محمود بن زنگی کے زمانے میں اس کام سے فارغ ہوا۔ جب اس نے اسے قضا اور اوقاف کی ساری نگرانی کے ساتھ اس کام کی نگرانی کا کام بھی اس کے حوالہ کیا، اس نے دار الضرب وغیرہ کی بھی نگرانی کی۔ ہمارے اس زمانہ تک اس میں سارے بادشاہ خوبصورتی کے لئے کچھ نہ کچھ تجدید کرتے رہے ہیں تنکیز نائب شام کے زمانہ میں اس کی حالت بالکل ٹھیک ہو گئی۔ پہلے بیان ہوا کہ ہم نے ۴۵۸ھ میں جو کچھ بیان کیا ہے ابن جوزی نے اس کی تاریخ بیان کی ہے ابن ساعی نے بھی اس سال میں ان کی پیروی کی ہے۔ ہمارے شیخ مؤرخ اسلام ذہبی اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے اسی طرح بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

اس میں حنابلہ شیخ ابو وفاء بن عقیل پر جو کہ ان کے بڑے تھے ناراض ہو گئے کیونکہ یہ ابوعلی بن ولید متکلم المعتزلی کے پاس آتے جاتے تھے ان لوگوں نے ان پر اعتزال کی تہمت لگائی، لیکن وہ ان کے پاس اس لئے آتے جاتے تھے کہ ان کے علم کا احاطہ کریں۔ لیکن ان کو خواہش نے پریشان کر دیا۔ اس دوران انہیں اچھو لگ گئے قریب تھا کہ ساتھ ہی آپ کی روح پرواز کر جاتی، اس میں وہ حالت نزع میں رہے، ان کے اور ان کے درمیان طویل جنگیں ہوئیں جنگی وجہ سے ایک جماعت نے اذیت اٹھائی۔ ان کے درمیان فتنے ۶۵ ھجری تک چلتے رہے، اس کے بعد انہوں نے بڑے سخت مقابلے کے بعد صلح کر لی اس سال دریائے دجلہ میں پانی ۲۱ گنا زیادہ بڑھ گیا یہاں تک کہ پانی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار میں داخل ہو گیا اس سال یہ بھی خبر آئی کہ افشین بلاد روم میں پہنچ گیا یہاں تک کہ غوریہ تک پہنچ گیا۔ اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا، بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ اس سال کوفہ میں بہت مہنگائی ہو گئی، یہاں تک کہ مچھلی ۴۰ رطل ایک جبہ میں فروخت ہوئیں۔ اس سال ابوغنائم العلوی نے لوگوں کو حج کروایا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**الفورانی صاحب الابانہ** [1] ......ابوقاسم عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن فوران الفورانی، المروزی، مسلک شافعی کے امام تھے۔ ابانہ کتاب

---

(1) [illegible] تهذيب الأسماء واللغات: ٢/٢٨٠، ٢٨١، تتمة المختصر: ١/٥٦٣، شذرات الذهب: ٣/٣٠٩، طبقات الاسنوي ٢/٢٥١، ٢٥٢، طبقات ابن هداية الله: ١٦٢، ١٦٣، طبقات ابن قاضي شهبة: ١/٢٦٥، طبقات النووي الورقة: ٨٩، طبقات السبكي ٥/١٠٩، ١١٥، العبر: ٣/٢٤٧، كشف الظنون: ١/١٤١، ١٤٢، الكامل في التاريخ: ١٠/٦٨، لسان الميزان: ٣/٤٣٣، ٤٣٤، اللباب ٢/٤٤٤، مرآة الجنان: ٣/٨٤، المختصر في أخبار البشر: ٢/١٨٧، هدية العارفين: ١/٥١٧ وفيات الأعيان: ٣/١٣٢.)

کے مصنف ہیں جس میں ایسی نقول غریبہ اور اقوال وجوہ ہیں جو کسی اور کتاب میں نہیں پائی جائیں۔ اصول وفروع میں بڑے علم فقہ آپ نے قفال سے حاصل کیا امام حرمین آپ کے پاس آئے اس وقت آپ چھوٹے تھے تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ امام کا دل اس بات کی وجہ سے، بہت دکھا تو وہ نہایہ میں ان کی بہت غلطیاں نکالتے تھے، ابن خلکان نے بیان فرمایا ہے کہ جب بھی آپ نے نہایہ میں یہ کہا کہ بعض مصنفوں نے ایسا کہا، اس میں وہ غلطی پر ہیں۔ اسی طرح اس میں عیب گیری کی ہے۔ وہاں آپ کی مراد ابو قاسم الفورانی ہوتے ہیں۔ فورانی نے اس سال ماہ رمضان میں مرو شہر میں ۵۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے شاگرد ابوسعد عبدالرحمٰن بن محمد المامون المصری استاد نظامیہ نے ابواسحاق کے بعد اور صباغ سے پہلے بعد میں بھی الابانہ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کا نام "تتمة الا بانة" رکھا ہے، اس میں اب تک وہ کتاب الحدود تک ہی پہنچ پائے تھے کہ اس کے پورا کرنے سے پہلے انتقال فرما گئے، اس کے بعد اسعد العجلی وغیرہ نے اس کو پورا کیا ہے وہ نہ اس تک پہنچ سکے ہیں نہ اس کے اردگرد، بہرحال انہوں اس کا نام تتمۃ التتمۃ رکھا ہے۔

## سن ۴۶۲ھ کے واقعات وحادثات

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے حوادث میں سے ایک حادثہ یہ ہوا کہ ۱۱ جمادی الاول بمطابق ۲۸ مارچ بروز منگل تین بجے کے وقت رملہ اور اس کے مضافات میں عظیم زلزلہ آیا، جس سے اس کا اکثر حصہ تباہ ہو گیا، دیوار شہر بھی گر گئی، بیت المقدس ونابلس تک یہ زلزلہ پھیل گیا جبکہ ایلیا شہر زمین میں دھنس گیا، سمندر کناروں سے ہٹ گیا یہاں تک کی اس کی زمین نظر آنے لگی تو لوگ اس میں چلنے پھرنے لگے۔ لیکن سمندر پھر دوبارہ پلٹ کر آیا اور متغیر ہو گیا۔ جامع مصر کے کونوں میں سے ایک کونا گر گیا اس زلزلہ کے ساتھ ساتھ دو زلزلے مزید بھی آئے۔ اس سال شاہ روم قسطنطنیہ سے تین لاکھ فوج لے کر شام گیا، وہاں اس نے منبج میں قیام کیا۔ ارض روم اور منبج کے درمیان جو بستیاں تھیں اس نے انہیں جلایا ان کے آدمیوں کو قتل کر دیا، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا۔ حلب اور دوسرے مقامات میں لوگ اس سے بہت ڈرنے لگے۔ وہ سولہ دن وہاں رہا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل اور نامراد کر کے واپس بھیج دیا۔ یہ ناکامی اس وجہ سے ہوئی کہ اُسکے پاس خوراک کم تھی اس لئے اس کی اکثر فوج تو بھوک سے ہی ہلاک ہو گئی تھی۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

اس سال امیر مکہ کے پاس غلہ وغیرہ کی تنگی ہو گئی۔ اس وجہ سے اس نے کعبہ کے پردوں پرنا لے اور کعبۃ اللہ کے دروازے سے سونا اتارنا شروع کر دیا، پھر اس سے دراھم ودنا نیز بنالیے گئے۔ اس طرح حاکم مدینہ نے بھی مسجد نبوی کی قندیلوں کے ساتھ یہی معاملہ کیا، اس سے مصر میں مہنگائی بہت زیادہ بڑھ گئی، تو انہوں نے ہڈیاں، مردار اور کتے وغیرہ کھانے شروع کر دیئے۔ کتا ان دنوں میں ۵ روپے فی دینار بکنے لگا تھا۔ ایک دفعہ ہتھنی مرگئی تو اسے مردہ حالت میں کھایا گیا۔ جو پائے ختم ہو گئے صاحب مصر کے پاس سوائے تین گھوڑوں کے اور کچھ نہ رہا حالانکہ اس کے پاس اس فتنہ سے پہلے گھوڑے اور دیگر جو پائے بہت بڑی تعداد میں تھے۔ ایک دن وزیر اپنے خچر سے اترا تو غلام بھوک کی شدت سے کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس سے غافل ہو گیا، اتنے میں تین آدمی آئے، انہوں نے خچر کو پکڑ کر ذبح کر کے کھالیا لیکن وہ پکڑ لیے گئے، انہیں سولی دیدی گئی، جب صبح ہوئی تو ان کی ہڈیاں کھلی پڑی تھیں، لوگوں نے ان کا گوشت اٹھا اٹھا کر کھانا شروع کر دیا۔ ایک شخص کے بارے میں یہ بات پتہ چلی کہ وہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے ان کے سر وہاتھ پاؤں دفن کر دیتا ہے جبکہ ان کے گوشت کو بیچ دیتا ہے تو اسے بھی قتل کر کے اس کا گوشت کھایا گیا۔ دیہاتی لوگ کھانا لاتے تھے لیکن اس کو شہر کے اطراف میں ہی فروخت کر دیتے تھے شہر میں داخل ہونے کی ہمت نہ کرتے تھے اس خوف سے کہ کہیں انہیں لوٹ نہ لیا جائے۔ کوئی بھی شخص اپنی گھر کی میت کو دن میں دفن کرنے کی ہمت نہ کرتا تھا بلکہ رات میں خفیہ طور پر دفن کرتا تھا۔ تاکہ اس کو نکال کر کہیں کھا نہ لیا جائے۔ حاکم مصر اس میں محتاج ہو گیا یہاں تک کہ اس کو اپنی ذاتی نفیس اشیاء بیچنی پڑیں، انمیں گیارہ ہزار زر ہیں، بیس ہزار زیوروں والی تلواریں، اسی ہزار بڑے بلور کے ٹکڑے، پچھتر ہزار قدیم دیباج کے ٹکڑے اور مردوں وعورتوں کے کپڑے وغیرہ نہایت سستے داموں فروخت کر دی گئیں۔ اسی طرح بہت سی املاک بھی فروخت ہو گئیں۔ ان نفیس چیزوں میں سے کچھ اشیاء خلیفہ کی ذاتی تھیں جو کہ بغداد میں فتنہ بساسیری کے وقت چھینی گئیں تھیں۔ اس سال ملک الپ

ارسلان کی جانب سے خلیفہ کی طرف ہدیہ آیا اس میں خلیفہ کے بیٹے ولی عہد کا نام دراہم ودنانیز پر لکھا تھا۔ ان کے بغیر لین دین کو روکا تھا جس پر ڈھالا گیا اسے امیری کا نام دیا گیا۔ اس سال صاحب مکہ کا خط امیر الپ ارسلان کے پاس آیا، وہ اس وقت خراسان میں تھا اس خط میں اسے خبر ملی کہ مکہ میں القائم بامراللہ اور سلطان کا خطبہ شروع کر دیا گیا ہے جبکہ مصری خطبہ کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا ہے۔ ارسلان نے اس کو تین ہزار دینار اور قیمتی خلعت بھیجی اس کے علاوہ اس کو ہر سال دس ہزار درہم دینے کا اعلان کیا۔ اس سال عمید الدولہ ابن جھیر کا نکاح نظام الملک کی بیٹی سے رے میں ہوا۔ اس سال لوگوں نے ابوغنائم کی قیادت میں حج کیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**الحسن بن علی** ...... ابن محمد ابو جوائز ابواسطی۔ بغداد میں یہ ایک طویل عرصہ تک رہے، آپ شاعر ادیب اور خوش وضع آدمی تھے سن ۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اس سال ان کا ایک سو دس سال کی عمر میں انتقال ہوا، ان کے اچھے اشعار میں سے کچھ شعر یہ ہیں ''اسکی باتوں پر میرا افسوس کرنا حالانکہ اس نے میرے ساتھ بدعہدی کی، اس ذات کی قسم جس نے مجھے اس کے لئے وقف کر دیا، کہ جب بھی میرے دل میں اس کا خیال آیا، اس نے مجھے حیران کر دیا''۔

**محمد بن احمد بن سہل** ...... یہ ابن بشران النحوی الواسطی کے نام سے زیادہ مشہور ہیں ۳۸۰ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ادب کے بڑے اچھے عالم تھے، علم لغت میں آپ سب کا مرجع تھے۔ ان کے بہت اچھے اشعار بھی تھے ان میں کچھ یہ ہیں ''اے محلات کو بلند کرنے والے ٹھہر جا رک جا اس لئے کہ نوجوان کا محل موت ہے، محلات والوں کی جماعت کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہوتی مگر وہ جلد ہی دور ہو جاتے ہیں۔ البتہ زندگی تو ایک منتقل ہونے والے سایہ کی طرح ہے جس میں قرار نہیں۔ ان کو چھوڑ دے دنیا مجھے چھوڑنے والی ہے، میں کوچ کر جاؤنگا اس لئے کہ ان کے ذکر کے سوا میری کوئی مراد نہیں میں نے کہا اے میری لذت، ان کی جدائی سے دور ہو جا تو گویا کہ میری زندگی کی صفائی ان کے بعد کدورت ہے، اگر میرے دل کو ان سے توقع کی بیماری نہ ہوتی، تو وہ اگر اونٹوں کو چلاتے تو میں ان کو پھٹا ہوا ملتا۔ اے کاش کہ ان کے اونٹ جدائی کے روز قربان کر دیئے جاتے تو میں نہیں جنگل میں درندوں کو دیدیتا اے دوری کی گھڑی تو ہی آنے والی قیامت ہے اے جدائی کی سوزش تو ہی بھڑکنے والی آگ ہے۔ مزید کہتے ہیں کہ ''میں نے ساری مخلوق میں سے کسی دوست کو ڈھونڈا۔ دوست تک پہنچنے کے لئے میری کوشش بے کار گئی۔ ہاں اگر کسی کو مجازاً دوست کر دیا جائے لیکن وہ ''وداد'' کے معنی میں دوست نہیں ہوتا۔ پس میں نے عالمین کی محبت کو تین طلاقیں دیدی ہیں، میں اپنی پوری کی پوری حفاظت کرنے کی وجہ سے طلاق یافتہ ہو گیا ہوں۔

## سن ۴۶۳ھ کے واقعات وحادثات

اس سال بادشاہ ارمانوس پہاڑوں کی مانند روم، کرخ، فرنجی لشکروں کے ساتھ بڑے ساز و سامان اور تیاری کے ساتھ آیا، اس کے ساتھ ۳۵۰۰۰ جرنیل بھی تھے ہر جرنیل کے ساتھ دو لاکھ سوار تھے۔ اس کے ساتھ پینتیس ہزار فرنجی تھے، قسطنطنیہ میں رہنے والے ۱۵۰۰۰ مجاہدین بھی تھے۔ نیز اس کے ساتھ ۱۰۰۰۰۰ آدمی ایسے تھے جو ہر فن مولا تھے، اس کے علاوہ کھدائی کا کام بھی کر لیا کرتے تھے، ۱۰۰۰ روزگاری بھی تھے اس کے ساتھ ۴۰۰ چھکڑے نعل اور خیمیں اٹھائے ہوئے تھے، اس کے علاوہ ۲۰۰۰ چھکڑے اسلحہ زینیں گوپھن اور مجانیق اٹھائے ہوئے تھے۔ ان میں ایک منجنیق کئی ہزار اور دو سو کجاووں پر مشتمل تھی اس کا عزم تو یہ تھا کہ (اللہ تعالیٰ اس کا برا کرے) اسلام اور مسلمانوں کو بالکل جڑ سے اکھاڑ پھینکے اس نے تمام شہروں یہاں

تک کہ بغداد بھی اپنے جرنیلوں کو جاگیر دار بنا دیا تھا۔ بغداد کے نائب خلیفہ سے خیر کا عہد لیا تو اس نے اس سے کہا کہ اس شیخ سے نرمی سے پیش آنا کیونکہ وہ ہمارا ساتھی ہے۔ پھر جب عراق وخراسان کی حکومت ان کے لئے آسان ہو جائیگی تو وہ شام پر مکمل طور پر حملہ کر دینگے جس سے اس کو مسلمانوں کے قبضہ سے واپس لے لینگے لیکن تقدیر کچھ اور ہی کہہ رہی تھی کہ (تیری زندگی کی قسم وہ اپنی مدہوشی میں بہک رہے ہیں)۔ سلطان الپ ارسلان نے اس کے لشکر میں جو کہ ۲۰۰۰۰ کے قریب تھا بروز بدھ ۲۵ ذیقعدہ مقام زھوہ میں اس سے ملاقات کی۔ بادشاہ سلطان روم کی کثرت فوج کو دیکھ کر ڈر گیا، تو فقیہ ابونصر محمد بن عبدالملک بخاری نے اسے مشورہ دیا کہ جنگ کا وقت جمعہ کے دن زوال کے بعد رکھا جائے جس وقت کہ خطیب مجاہدین کے لئے دعائیں کر رہے ہوں۔ جب وہ وقت آیا تو فریقین آمنے سامنے کھڑے ہو گئے جوان ایک دوسرے کے سامنے آ گئے ایسے وقت میں سلطان اپنے گھوڑے سے اترا اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اپنے چہرہ کو مٹی میں لوٹ پوٹ کیا، اللہ سے دعا کی اسی سے مدد مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مدد نازل کر دی، ان کی مشکیں انہیں دیدیں جن سے انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ ان کا بادشاہ ارمانوس قیدی بنالیا گیا۔ اس کو ایک رومی غلام نے گرفتار کیا۔ جب اسے سلطان الپ ارسلان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے اسے تین کوڑے مارے اور کہا کہ اگر میں تیرے سامنے قیدی بنا کر کھڑا کیا جاتا تو تو کیا کرتا تو اس نے کہا کہ ہر برا کام کرتا۔ سلطان نے کہا کہ میرے بارے میں تیرا کیا گمان ہے اس نے کہا کہ یا تو مجھے قتل کر دیگا اور اپنے ملک میں مجھے رسوا کریگا یا تو مجھے معاف کر دیگا، میرا فدیہ لے کر مجھے میرے ملک بھیج دیگا۔ ارسلان نے کہا کہ میں نے معافی اور فداء کے علاوہ کسی اور چیز کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ تو اس نے اپنی جان کا فدیہ ۱۵۰۰۰۰ دینار دیا۔ اس کے بعد ارسلان کے سامنے آیا، اس نے اسے پانی پلایا تو اس نے ارسلان کے سامنے زمین کو بوسہ دیا پھر اعزاز وکرام کی وجہ سے خلیفہ کی طرف سے بھی زمین کو بوسہ دیا ملک ارسلان نے اس کو ۱۰۰۰۰ ہزار درھم دینے کا اعلان کیا تا کہ وہ ان سے تیاری کر لے۔ ایک جماعت اس کے جرنیلوں کی بھی آزاد کر دی جبکہ ایک فرسخ تک خود بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ اس کے ساتھ ایک لشکر کو بھی بھیجا۔ جو اس کے ملک تک اس کو حفاظت سے چھوڑ آئے۔ ان کے پاس ایک جھنڈا بھی تھا جس میں کلمہ لکھا ہوا تھا۔ جب وہ اپنے ملک پہنچا تو اس نے دیکھا کہ رومی کسی اور شخص کو اپنا بادشاہ بنا چکے تھے۔ تو اس نے سلطان کو معذرت نامہ بھیجا اس کے علاوہ تقریباً ۳ لاکھ دینار کا سونا اور جواہر بھیجے جبکہ خود پرہیزگاری اختیار کر کے اون کا عبا پہن لیا۔ پھر اس نے شاہ ارمن سے مدد مانگی تو اُس نے اسے پکڑ کر اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ پھر اسے سلطان کے پاس بھیجدیا کہ اس کے ذریعے قربت حاصل کرے۔ اس سال محمود نے خلیفہ قائم بامر اللہ اور سلطان الپ ارسلان کا خطبہ دیا تو خلیفہ نے اسے خلعت تحائف وہدایا وغیرہ بھیجے اس سال ابوغنائم کی اقتدا میں لوگوں نے حج۔ اس نے مکہ میں خلیفہ قائم بامر اللہ کا خطبہ دیا۔ مصریوں کے خطبہ کا وہاں سے خاتمہ ہو گیا۔ حالانکہ تقریباً سو سال سے وہاں مصریوں کا خطبہ ہو رہا تھا۔ لیکن اب وہ بند ہو گیا تھا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**احمد بن علی** [1] ......ابن ثابت بن احمد بن مہدی ابوبکر الخطیب البغدادی، مشہور حفاظ میں سے تھے۔ تاریخ بغداد و دیگر مفید کتابوں کے

---

(۱) (ایضاح المکنون : ۱/ ۳۰، ۸۰، الأنساب: ۵/ ۱۵۱، الاستدراک لا بن نقطة : ۱/ورقة : ۴/ب ۵، ۱/، تاریخ دمشق : ۲/ ۷/ ۱۲، تبیین کذب المفتري: ۲۶۸، ۲۷۱، تذکرة الحفاظ لا بن عبد الهادي : ۲/ ۴، تتمة المختصر : ۱/ ۵۶۴، تاریخ الخمیس: ۲/ ۳۵۸، تذکرة الحفاظ : ۳/ ۱۱۳۵، ۱۱۴۶، تهذیب ابن عساکر: ۱/ ۳۹۹، ۴۰۲، تأنیب الخطیب للکوثري الفهرس التمهیدي : ۱۶۵، ۳۷۰، رول الاسلام : ۱/ ۲۷۳، الرسالة المستطرفة : ۵۲، روضات الجنات: ۷۸، ۷۹، شذرات الذهب: ۳/ ۳۱۱، ۳۱۲، طبقات الأسنوي : ۱/ ۲۰۱، ۲۰۳، طبقات ابن هدایة الله : ۱۶۴، ۱۶۶، طبقات السبکي: ۴/ ۲۹، ۳۹ طبقات الحفاظ : ۴۳۴، ۴۳۶، العبر: ۳/ ۲۵۳، فهرست ابن خیر: ۱۸۱، ۱۸۲، کشف الظنون : ۱۰، ۲۰۹، ۲۸۸، ۲/ ۱۲۳۷، الکامل في التاریخ ۱۰/ ۶۸، اللباب : ۱/ ۴۵۳، مراۃ الجنان: ۳/ ۸۷، معجم الأدباء: ۴/ ۱۳، ۴۵، المنتظم : ۸/ ۲۶۵، ۲۷۰، المختصر في أخبار البشر: ۲/ ۱۸۷، موارد الخطیب للعمري : ۱۱، ۸۴، الخطیب البغدادي مؤرخ بغداد ومحدثها لیوسف العش. المستفاد من ذیل تاریخ بغداد: ۱۶، ۵۴، النجوم الزاهرة: ۵/ ۸۷، ۸۸، الوافي : ۷/ ۱۹۰، ۱۹۹، وفیات الأعیان: ۱/ ۹۲، ۹۳، هدیة العارفین : ۱/ ۷۹.)

مصنف تھے جو تقریباً ساٹھ کتابیں ہیں بعض کے بیان کے مطابق ۱۰۰ ہیں واللہ اعلم۔ ۳۹۱ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ ۳۹۲ھ میں ہوئی انہوں نے پہلی بار ۴۰۳ھ میں سماع کیا۔ بغداد میں نشو ونما پائی۔ ابو طالب طبری اوران کے علاوہ شیخ ابوحامد اسفرائینی کے اصحاب سے علم فقہ حاصل کیا۔ اس کے علاوہ بہت سی حدیثوں کا سماع بھی کیا۔ آپ نے بصرہ نیشاپور اصفہان، ہمذان، شام وحجاز کا سفر کیا اور خطیب کا لقب پایا کیونکہ یہ درب ریحان میں خطبہ دیا کرتے تھے جب کہ مکہ مکرمہ میں قاضی ابوعبداللہ محمد بن سلامہ القضاعی سے حدیث کا سماع کیا۔ صحیح بخاری کریمہ بنت احمد کو پانچ دن میں پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد بغداد آ گئے تو وزیر ابو قاسم بن سلمہ کے ہاں ایک مرتبہ پایا۔ جب یہود خیبر نے یہ دعوی کیا کہ ان کے پاس آپ ﷺ کا ایک خط ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ یہود سے جزیہ نہ لیا جائے تو اس مسلمہ نے خطیب کو اس خط کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اس نے پوچھا کہ جھوٹا ہونے کی کوئی دلیل بھی ہے؟ فرمایا اس لئے کہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے حالانکہ وہ تو جنگ خیبر میں مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ خیبر سات ہجری کو فتح ہوا تھا جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے۔ اسی طرح اس میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بھی شہادت ہے حالانکہ وہ تو جنگ خیبر سے قبل ہی جنگ خندق کے سال میں (۵ ہجری) فوت ہو چکے تھے۔ لوگوں نے جب یہ سنا تو ہکا بکا رہ گئے خطیب نے اس میں سبقت کی اسی طرح محمد بن جریر بھی سبقت کی جیسا کہ میں اس کو دوسری کتاب میں بیان کر چکا ہوں۔

جب ۴۵۰ھ میں بغداد کے اندر بساسیری کا فتنہ ہوا تو خطیب شام چلے گئے تھے وہاں، جامع مسجد دمشق کی شرقی اذان گاہ میں قیام فرمایا تھا خطیب لوگوں کو حدیث پڑھ کر سناتے تھے آپ بلند آواز کے مالک تھے ان کی آواز مسجد کے چاروں اطراف میں سہولت سے سنی جاتی تھی ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ لوگوں کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل سنانے لگے تو روافض جو کہ فاطمین کے پیروکار تھے انہوں نے آپ پر چڑھائی کر دی مزید یہ کہ آپ کے قتل کا ارادہ بھی کر لیا لیکن شریف زینی کے ذریعے ان کی سفارش کی گئی تو اس نے ان کو پناہ دی۔ اس کے بعد آپ کی رہائش دار العقیقی میں تھی۔ پھر آپ دمشق سے نکل صور شہر کے اندر مقیم ہو گئے۔ ابوعبداللہ کی بہت سی تصنیفیں آپ نے اپنے خط میں تحریر کیں اس میں وہ اپنی بیوی سے بھی مدد لیتے تھے۔ آپ اس کے بعد بھی مسلسل ۴۶۲ھ تک شام میں مقیم رہے۔ پھر بعد میں واپس چلے آئے اپنی سنی ہوئی باتوں میں سے کچھ باتیں بیان کیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ ہزار دینار کے مالک بن جائیں جبکہ جامع منصور میں تاریخ بھی پڑھائیں۔ تو وہ ہزار دینار یا اس کے برابر سونے کے مالک ہو گئے۔ جب ان کی موت کا وقت آیا تو ان کے پاس ۲۰۰ دینار موجود تھے۔ اس کے بارے میں انہوں نے وصیت کی کہ وہ حدیث پڑھنے اور پڑھانے والوں کو دیئے جائیں۔ انہوں نے سلطان سے درخواست کی کہ وہ اس وصیت کو نافذ کرے کیونکہ اپنا ان کا کوئی وارث نہ تھا۔ ان کی بات قبول کر لی گئی۔ ان کی بہت سی مفید تصنیفات ہیں ان میں سے چند یہ ہیں کتاب التاریخ کتاب الکفایۃ، الجامع، شرف اصحاب الحدیث، المتفق والمفترق السابق واللاحق تلخیص المتشابۃ فی الرسم فضل ابوصل، روایۃ الآباء عن الابناء، روایۃ الصحابۃ عن التابعین، اقتضاء العلم للعمل اور الفقیہ والمتفقہ وغیرہ ابن جوزی نے انہیں المنتظم میں بیان کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور ہے کہ ان تصانیف کا بڑا حصہ ابوعبداللہ السوری کا ہے یا ابتداء ان کی ہے لیکن خطیب نے اس کو مکمل کیا اس لئے اپنا بنا لیا۔ خطیب اچھے قاری، فصیح زبان والے، ادب کو جاننے والے تھے، شعر بھی کہتے ہیں۔ آپ شروع میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر قائم تھے پھر بعد میں مذہب شافعیہ کی طرف منتقل ہو گئے پھر وہ امام احمد کے اصحاب پر حتی الامکان جرح کرنے لگے ان کی مذمت میں ان کے عجیب فقہی حیلے ہیں پھر ابن جوزی امام احمد کے اصحاب کا بدلہ لینے کے واسطے شروع ہوئے۔ وہ خطیب کے عیوب، ان کے خفیہ حیلوں، ان پر دنیا کی محبت کا غلبہ اور دنیا والوں کی طرف میلان کو بیان کرنے لگے جن کا ذکر طویل ہے ابن جوزی نے ان کے اشعار میں سے ایک عمدہ قصیدہ بیان کیا ہے اس کے اول میں فرماتے ہیں کہ ''تیری عمر کی قسم'' میں جس گھر کے ساتھ کھڑا ہوا اس کے نشانات نے اور نہ ہی منازل کے نشانات نے مجھے غمگین کیا ہے۔ نہ ہی خیموں کے نشان نے بلکہ میرے آنسو تو اس لئے بہائے ہیں کہ میں نے خوب صورت عورتوں کے زمانے کو یاد کیا۔ نہ عشق نے میرے اوپر کسی نے دن قابو پایا ہے ، نہ میں نے اس کی نافرمانی کی ہے کہ وہ میری لگام کو موڑے نہ میں نے اس کو اپنے بارے میں لالچ دی ہے لوگوں میں اس کے بے شمار مقتول ہیں میں نے عشق لڑانے والوں میں اس کے کارنامے دیکھے ہیں جبکہ جس ذلت سے انہیں دوچار ہونا پڑتا ہے وہ بھی دیکھی ہے میں نے عمر بھر محبت کرنے والا غیر موجودگی میں حفاظت کرنے والا اور زبان کی حفاظت کرنے والا بھائی تلاش کیا۔ مگر میں نے تو بھائیوں سے دور یا نزدیک دونوں

طرح رہ کر نفاق ہی دیکھا۔ ہمارے زمانہ کے علماء میں کوئی اچھائی نہیں، تم صورتوں کا اچھا لگنا بغیر کسی وجہ کے دیکھو گے۔ یہ ان سب کی تعریف و توصیف ہے میں یہ نہیں کہتا کہ فلاں فلاں کے سوا ایسے ہیں جب میں نے حوادث روزگار کی تکالیف پر شریف آدمی کو موافقت کرتے ہوئے نہ پایا تو میں نے اپنے زمانہ کی مصیبتوں پر شریفانہ طریقہ سے صبر کیا اور ان پر میں نے کسی گھبراہٹ رونے دھونے کا اظہار نہ کیا۔ میں مصائب میں پریشان ہونے والا نہیں ہوں، میں انہیں کہتا ہوں رک جاؤ تو میرے لئے یہی کافی ہے لیکن میں سخت جان ہوں، مضبوط دل لکڑی ہوں، خوددار ہوں، اس رزق کو پسند نہیں کرتا جو میری تلوار و نیزے کے بغیر حاصل ہو جنت کی ذلت سے دوزخ کی آگ میں رہنا زیادہ چیز ہے،

ابن عسا کر نے اپنی تاریخ میں عادت کے مطابق ان کے بہت اچھے حالات بیان کیے ہیں۔ اس نے آپ کے کچھ اشعار اور بیان کیے ہیں ''دنیا والے پر دنیا کی خوبصورتی کی وجہ سے رشک نہ کر، نہ ہی عیش کی لذت جلد خوشی دیتی ہے زمانہ بدلنے میں بہت تیز ہوتا ہے مخلوق کے مابین اس کا کیا واضح ہے کتنے شہد پینے والے ہیں کہ جنکی موت اس میں ہوتی ہے، کتنے ہی گلے میں تلوار لٹکانے والے اس کے قریب آنے سے مارے گئے ہیں'' ان کی وفات اس سال ماہ ذی الحجہ میں پیر کے دن چاشت کے وقت ۷۲ سال کی عمر میں اسی حجرہ کے اندر جس میں آپ درب السلسلہ میں مدرسہ نظامیہ کے پڑوس میں رہتے تھے۔ لوگ ان کے جنازہ میں مجتمع ہو گئے۔ جنازہ اٹھانے والوں میں شیخ ابو اسحاق شیرازی بھی تھے، یہ بشر حافی کی قبر کی جانب دفن کئے گئے، وہ قبر ایسے شخص کی تھی جسے اس نے اپنے لئے تیار کر رکھا تھا جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ یہ جگہ خطیب کے لئے چھوڑ دے تو اس نے انکار کیا اور اس کے دل نے یہ گوارا بھی نہ کیا یہاں تک کہ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ تجھے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ اگر تو اور خطیب بشر کے پاس بیٹھے ہوتے تو وہ اپنی جانب کسکو بٹھاتا۔ اس نے کہا کہ خطیب کو بٹھاتا۔ اس آدمی نے کہا کہ تم اپنی جگہ خطیب کو بخش دو۔ اس طرح اس نے وہ جگہ خطیب کو ھبہ کی تھی، پھر وہ اس میں دفن کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمائے۔ خطیب ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں یہ شعر کہا گیا ہے کہ ''تو ہمیشہ ہی تاریخ میں مجاہدانہ طور پر مشقت جھیلتا رہا یہاں تک کہ میں نے تجھے تاریخ میں لکھے ہوئے دیکھا۔

**حسان بن سعید** (۱)...... ابن حسان بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن محمد منیع بن خالد بن عبدالرحمٰن بن خالد ابن ولید المخز ومی المنیعی، آپ زمانہ جوانی میں پرہیزگاری و تجارت کے جامع تھے یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے لوگوں کے سردار بن گئے، پھر سرداری کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد عبادت پرہیز گاری، نیکی صلہ رحمی اور صدقہ وغیرہ کی جانب مشغول ہو گئے، اسی طرح مسجدوں اور خانقاہوں کی تعمیر میں بھی لگ گئے بادشاہ آپ کے پاس آتا تھا اور آپ سے برکت حاصل کرتا تھا جب مہنگائی بڑھی تو آپ ہر روز بہت سی روٹیاں اور سالن پکاتے پھر انکو صدقہ کر دیتے۔ حضرت تقریباً ہر سال ایک ہزار محتاجوں کو کپڑے اور کوٹ پہناتے تھے۔ اسی طرح بیوہ عورتوں وغیرہ کو بھی کپڑے پہناتے تھے۔ یتیم لڑکوں اور فقراء کی لڑکیوں کو جہیز بھی دیا کرتے تھے اس کے علاوہ انہوں نے نیشاپوری علاقہ سے بہت سارے ٹیکس ساقط کر دیئے۔ اس کے باوجود آپ نہایت گری ہوئی حالت اور عجیب وغریب کپڑوں میں رہتے تھے شہوات کو تو بالکل چھوڑ چکے تھے۔ اسی حالت میں مسلسل رہتے رہے، یہاں تک کہ اس سال مرور وذ شہر میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ دے۔ ان کے درجات کو بلند کرے اور آپ کو آپ کی کوششوں میں ناکام نہ کرے۔

**امین بن محمد بن حسن بن حمزہ**...... ابوعلی جعفری یہ اپنے زمانے کے شیعہ مذہب کے فقیہ تھے۔

**محمد بن وشاح بن عبداللہ**...... ابوعلی آپ ابوتمام محمد بن علی بن حسن الزینی کے آزاد کردہ تھے حدیثوں کا سماع بھی کیا تھا۔ ادیب وشاعر بھی تھے ان کو مذہب معتزلہ وشیعیت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ان کے اشعار میں سے کچھ یہ ہیں ''میں نے لاٹھی اٹھائی لیکن یہ لاٹھی میں نے کمزوری کی وجہ سے نہیں اٹھائی اور نہ میں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہوا ہوں۔ اور لیکن اپنے آپ کو اس کے اٹھانے کا پابند کیا ہے تا کہ اسے

(۱)(الأنساب (المنيعي)، تذكره الحفاظ :۱۱۳۱/۳، شذرات الذهب:۳۱۳/۳. ۳۱۴، العبر :۲۵۳/۳۰. ۲۵۴، طبقات السبكي: ۲۹۹/۴. ۳۰۲، الكامل في التاريخ: ۶۹/۱۰، اللباب: ۲۶۵/۳. ۲۶۶، مراة الجنان :۸۷/۳، معجم البلدان :۲۱۷/۵، المنتظم: ۲۷۰/۸، الوافي: ۳۶۲/۱۱.)

بتاؤں کہ مقیم سفر پر ہے۔

**الشیخ الاجل ابوعمر عبدالبر النمری** ...... یہ دلچسپ و بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں ان میں سے چند التمہید، استذکار اور استیعاب وغیرہ ہیں۔

**ابن زیدون**[1] ...... شاعر احمد بن عبداللہ بن احمد بن غالب بن زیدون۔ ماہر شاعر اندلسی وقرطبی تھے یہ امیر معتمد بن عباد، جو کہ اشبیلہ کے مصنف ہیں ان کے ساتھ رہتے رہے۔ ان کے پاس ایک رتبہ پایا کہ وزیر کی جگہ یہ شیر بن گئے۔ پھر یہ ابن زیدون اُسکا اور اُسکے بیٹے کا وزیر بن گیا۔ وہ قصیدہ فراقیہ کے مصنف ہیں جس میں وہ یہ کہتے ہیں کہ "تم ہم سے دور ہو گئے ہو حالانکہ ہمارے پہلو تمھارے عشق سے اب تک سیراب نہیں ہوئے۔ نہ ہی ہماری آنکھیں خشک ہوئی ہیں۔ قریب ہے کہ جب تم سے سرگوشی کریں ہمارے دل، تو غم ان کا کام تمام کردے کہ تم نے ہم سے ہمدردی کیوں نہ کی تمھاری جدائی کی وجہ سے ہمارا زمانہ تبدیل ہو کر سیاہ ہو گیا ہاں البتہ تمھارے ساتھ تو ہماری راتیں بھی سفید تھیں۔ ہم گذشتہ کل تک جدائی کے بارے میں کوئی خوف نہیں رکھتے تھے البتہ آج ملاقات کی کوئی امید نہیں رکھتے" یہ ایک طویل قصیدہ ہے اس میں ایسی مہارت سے کام لیا گیا ہے کہ جو اسے سنتا ہے یا پڑھتا ہے تو وہ رونے پر مجبور ہو جاتا ہے اس لئے کہ تمام لوگ دوست، معشوق اور رشتہ داروں وغیرہ سے جدا ہوتے ہی ہیں۔

**کریمہ بنت محمد**[2] ...... ابن محمد بن ابوحاتم المروزیہ۔ نیک عالمہ تھیں۔ صحیح بخاری انہوں نے علامہ **کشمیہنی** سے پڑھی تھی، انہوں نے خطیب اور ابومظفر سمعانی رحمہ اللہ جیسے بزرگوں سے تعلیم حاصل کی۔

## سن ۴۶۴ھ کے واقعات وحادثات

اس سال شیخ ابواسحاق الشیرازی حنابلہ کی معیت میں فساد پھیلانے والوں، شراب کا کاروبار کرنے والوں، سودی کاروبار کرنے والوں اور زنا کار عورتوں کی کمائی کے خلاف نکل کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ان سب کے بارے میں بادشاہ کو پیغام بھیجا تو ملامت کے بارے میں بادشاہ نے بھی خطوط بھیجے۔ اس سال بغداد میں ایسا عظیم زلزلہ آیا کہ اس سے زمین چھ مرتبہ الٹ پلٹ ہوئی۔ اس سال مہنگائی بہت زیادہ ہوگئی جبکہ جانوروں کو بہت دو جلد پھیلنے والی بیماریوں لگ گئیں۔ اس طرح کہ ایک خراسانی چرواہا ایک دن اپنی بکریاں چرانے کے لئے صبح اٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سب مر چکی ہیں۔ اس سال ایک بڑا سیلاب بھی آیا، بڑے بڑے اولے بھی گرے، جنہوں نے کھیتیوں اور پھلوں کو بالکل تباہ کر دیا، اس سال امیر عدۃ الدین خلیفہ کے صاحبزادے، انہوں نے سلطان الپ ارسلان کی بیٹی، سفری خاتون" سے نکاح کر لیا دعوت نکاح نیشاپوری میں انجام پائی۔ سلطان کا وکیل نظام الملک تھا جبکہ دولہا کا وکیل عمید الدولہ ابن جہیر تھا۔ جب نکاح ہوا تو لوگوں پر قیمتی چیزیں لٹائی گئیں۔

(۱) (ایضاح المکنون: ۱/۴۸۵، اعتاب الکتاب: ۲۰۷، بغیة الملتمس: ۱۸۶. ۱۸۷، تتمة المختصر: ۱/۵۶۳. ۵۶۴، جذوة المقتبس: ۱۳۰. ۱۳۱، الخریدة: ۲/۴۸. ۷۱، دائرة المعارف الاسلامیة: ۱/۱۸۶، الذخیرة: ۱/۱/۳۳۶. ۴۲۸، شذرات الذهب: ۳/۳۱۲. ۳۱۳، العبر: ۳/۲۵۳، قلائد العقبان: ۷۹، کشف الظنون: ۲۷۸. ۸۴۱، کنوز الأجداد: ۲۵۱. ۲۶۰، ابن زیدون: لعلي عبد العظیم، المختصر في الجنان: ۳/۱۴. ۱۵، نفح الطیب: ۱/۲۲۷ وغیرها وانظر الفهرس، النجوم الزاهرة: ۵/۸۸، وفیات الأعیان: ۱/۱۳۹. ۱۴۱، الوافي: ۷/۸۷. ۹۴.)

(۲) (الاکمال: ۷/۱۷۱، تاج العروس: ۹/۴۳ مادة (کشمهنة)، تتمة المختصر: ۱/۵۶۵، الدر المنثور: ۴۵۸، دول الاسلام: ۱/۲۷۴، شذرات الذهب: ۳/۳۱۴، العبر: ۳/۲۵۴، العقد الثمین: ۸/۳۱۰، القاموس المحیط مادة (کشمیهنة)، الکامل: ۱۰/۶۹، المختصر في أخبار البشر: ۲/۱۸۸، المنتظم: ۸/۲۷۰.)

## اس سال وفات پانے والے افراد

**ابو منصور نیشا پوری**......وہ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ حضرت عثمان بن عفان کی اولاد میں سے تھے، یہ ابو بکر بن المذھب سے حدیثیں روایت کرتے تھے یہ قابل بھروسہ راوی تھے۔اس سال محرم میں ان کا انتقال ہوا۔عمر تقریباً ۸۰ سال تھی۔

**محمد بن احمد** (۱)......ابن محمد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن المھتدی باللہ، ابوالحسن ہاشمی۔ جامع منصور کے خطیب تھے، یہ لمبی ٹوپیاں پہننے کے عادی تھے۔ابن زرقویہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، جبکہ خطیب ان سے روایت کرتے ہیں۔قابل بھروسہ راوی، عادل آدمی تھے۔آپ نے ابن دامغانی اور ابن ماکولا کے سامنے گواہی دی تو انہوں نے قبول کرلی۔۸۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ بشر حافی کی قبر کے قریب ان کو دفن کیا گیا۔

**محمد بن احمد بن شارہ**......ابن جعفر ابو عبداللہ الاصفہانی۔ دجیل کی قضاء آپ کے سپرد کی گئی شافعی المذھب تھے۔ابو عمر بن مھدی سے روایت کیا کرتے تھے بغداد میں ان کا انتقال ہوا، پھر لاش کو دجیل منتقل کیا گیا جو کہ واسط کا ایک صوبہ ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

## سن ۴۶۵ھ کے واقعات وحادثات

۱۱محرم بروز جمعرات ابو وفا علی بن محمد بن عقیل العقیلی الحنبلی دیوان تشریف لائے۔انہوں نے اپنے بارے میں ایک خط لکھا کہ جس میں یہ جتایا کہ وہ عقائد معتزلہ سے توبہ کرچکے ہیں مزید بات یہ بھی تھی کہ وہ حلاج کے اہل حق وخیر ہونے سے رجوع کرتے ہیں اور یہ بھی کہ انہوں نے اس کتاب سے بھی رجوع کرلیا ہے جو انہوں نے اس کے لئے تیار کی تھی۔حلاج اپنی زندیقیت کی وجہ سے علماء اہل زمانہ کے اجماع سے قتل کردیا گیا۔ وہ علماء اس کو قتل کرنے میں اور اس پر الزام لگانے میں حق بجانب تھے۔البتہ وہ گناہ گار تھا۔کاتبوں کی ایک جماعت نے بھی اس کے خلاف گواہی دی وہ دیوان سے شریف ابو جعفر کے گھر واپس آئے تو اس کو سلام کیا، اس سے صلح کی معذرت بھی کی اس لئے اس نے ان کی تعظیم کی۔

## بادشاہ الپ ارسلان کی وفات اور اس کے بیٹے ملک شاہ کی حکومت

بادشاہ اس سال ماوراء النہر کے علاقوں سے جنگ کے ارادہ سے نکل کھڑا ہوا، کسی مقام پر اچانک وہ یوسف خوازمی نامی شخص پر غصہ ہوگیا تو اس کو اپنے سامنے بلا کر اس کی غلطیوں پر ڈانٹنا شروع کردیا پھر اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے لئے چار میخیں لگا کر اس کے درمیان اس کو سولی پر لٹکایا جائے۔اس شخص نے بادشاہ سے کہا کہ اے ہجڑے مجھ جیسے شخص کو ایسے قتل کیا جاتا ہے بادشاہ اس بات سے بہت غضبناک ہوگیا، اس کو چھوڑنے کا حکم دیا لیکن خود کمان اٹھا کر اس پر تیر مارا، جو نشانے پر نہیں لگا۔ایک شخص یوسف کھڑا تھا وہ بادشاہ کے سامنے آگیا تو سلطان نے اس کے خوف سے کھڑے ہوکر اترنے کا ارادہ کیا، لیکن ٹکرا کر گر گیا، پس یوسف نے اسے پکڑ کر ایک ایسا خنجر اس کو دے مارا، جس سے وہ قتل ہوگیا، جبکہ وہاں جو فوج کے جوان تھے انہوں نے پکڑ کر یوسف کو قتل کردیا سلطان بری طرح زخمی ہوگیا تھا اس وجہ سے وہ ہفتہ کے دن ۱۱ ربیع الاول کو اسی سال انتقال

(۱) (تاریخ بغداد: ۳۵۶/۱، الکامل: ۷۲/۱۰، المنتظم: ۲۷۵،۲۷۴/۸، النجوم الزاھرۃ: ۹۰/۵۰.)

کر گیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب بخارا کے لوگ ان کے پاس سے گذرے تو اس کی فوج نے ان کی بہت سی اشیاء کو لوٹ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو بد دعا دی اور وہ مر گیا۔

جب ارسلان مر گیا تو اس کے بیٹے ملک شاہ نے حکومت سنبھال لی۔ امراء اس کے آس پاس کھڑے ہو گئے۔ وزیر نظام ملک نے اس سے کہا، اے سلطان بات کیجئے اس نے کہا کہ تم میں سے جو بڑا ہے وہ میرا باپ ہے جو درمیانہ ہے وہ بھائی ہے اور جو چھوٹا ہے وہ میرا بیٹا ہے، میں تمھارے ساتھ وہ کرونگا جو پہلے کبھی نہیں کیا۔ وہ لوگ سوچ میں پڑ گئے تو اس نے بات کو دہرایا تو انہوں نے اس کی فرمانبرداری کو قبولکر لیا۔ اس کی بادشاہت کے بوجھ کو نظام الملک نے برداشت کیا اور فوج کے فنڈ میں سات لاکھ دینار کا اضافہ کیا، اس کے بعد مرو چلا گیا وہاں ارسلان کو دفن کیا۔

جب اس کی موت کی اطلاع بغداد پہنچی تو لوگوں نے تعزیتی پروگرام قائم کیے، بازار بند کر دیئے گئے۔ خلیفہ نے کچھ گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ سلطان کی بیٹی جو کہ خلیفہ کی بیوی تھی اس نے کپڑے اتار دیئے اور مٹی پر بیٹھ گئی۔ ملک شاہ کے خطوط خلیفہ کے پاس آئے جس میں اس نے اپنے باپ کے بارے میں افسوس کیا، ساتھ میں یہ سوال بھی کیا کہ عراق وغیرہ میں اس کے لئے بیعت لے لی جائے خلیفہ نے یہ کام کر لیا۔ ملک شاہ نے وزیر نظام الملک کو خلعت دی اس کے علاوہ بہت سے تحفے بھی دیئے جن میں سے ۲۰۰۰۰ دینار بھی تھے۔ اس کو اتا بک الجیوش کا لقب دیا، جسکا مطلب امیر کبیر والا ہے اس طرح اس نے اچھا رویہ اختیار کیا۔ جب قاروت کے پاس اپنے بھائی ارسلان کی موت کی اطلاع پہنچی تو وہ ایک بڑا لشکر لے کر اپنے بھیجتے سے لڑنے کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ پس ان دونوں کے درمیان جنگ ہوئی تو قاروت کے ساتھی شکست کھا گئے جبکہ قاروت قید ہو گیا تو اس کے بھیجے نے اس کو ڈانٹا پھر قید میں ڈالدیا، اس کے بعد آدمی بھیج کر اسے قتل کروادیا۔

اس سال اہل کرخ، باب البصرہ اور قلابین کے درمیان خوب جنگیں ہوئیں۔ ان میں اچھے خاصے لوگ مارے گئے، کرخ کا ایک بہت بڑا حصہ جل گیا اہل کرخ کے متولی نے باب بصرہ والوں سے انتقام لیا، اس طور پر کہ ان کا مال کثیر لوٹ لیا اس وجہ سے کہ جو کچھ انہوں نے ان کے ساتھ کیا تھا۔

اس سال بیت المقدس میں دعوت عباسیہ قائم کر دی گئی، اس سال حاکم سمرقند محمد تکیں نے شہر ترمذ پر اپنی حکومت قائم کر لی۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**سلطان الپ ارسلان** ...... سلطان عالم ان کا لقب تھا ابن داؤد جعفری بیگ بن میا کئیل بن سلجوق الترکی یہ انکا پورا نسب نامہ ہے کثیر ممالک کا بادشاہ۔ اس نے اپنے چچا طغرل بیگ کے بعد 7 سال 6 ماہ اور کچھ دن حکومت کی یہ انصاف پسند تھا اور لوگوں کے ساتھ نیک معاملہ کرتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ کریم، رحیم دل اور اپنی رعایا شفیق تھا محتاجوں سے اچھا سلوک کرنے والا، اپنے اہل، دوستوں اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا تھا، اپنی نعمتوں کی ہمیشگی کے لئے بہت دعائیں کرنے والا، بہت صدقات دینے والا ہر رمضان میں فقراء کو تلاش کر کے ۱۵۰۰۰ دینار دینے والا تھا اس کے زمانہ میں کوئی ظلم وزیادتی نہیں پائی جاتی تھی۔ بلکہ وہ رعیت پر شفقت کی خاطر دو قسطوں میں ایک دفعہ ٹیکس لینے پر قناعت کرنے والا تھا۔ ایک شکایت لگانے والے نے اس کو خط لکھا وزیر نظام الملک کے بارے میں، اور اس کے ممالک میں جو اس کا مال تھا اس کے بارے میں تذکرہ کیا تو بادشاہ نے اسے بلا کر کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ تم لے لو۔ اپنے اخلاق واحوال کی اصلاح کرو۔ اگر وہ جھوٹے ہوئے تو میں ان کی غلطی کو معاف کر دونگا۔ وہ رعایا کے مال کی حفاظت کے سلسلے میں بہت حریص تھے۔ ایک دفعہ اسے خبر ملی کہ کسی غلام نے دوسرے کے کپڑے چرا لئے ہیں تو اس نے اس کو سولی دیدی، اس لئے دیگر سارے غلام اس کی سطوت کے خوف سے باز آ گئے۔ اس نے اپنی اولاد میں ملکشاہ، ایاز، تکشر، بوری برس، ارسلان ارغو، سارہ، عائشہ اس کے علاوہ ایک اور بیٹی کو سوگوار چھوڑا۔ اس نے اسی سال ۴۱ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ ''رے'' میں دفن کیئے گئے۔ رحمہ اللہ۔

**ابو قاسم قشیری** [۱] ......صاحب رسالہ، عبدالکریم بن ھوازن بن عبدالمطلب بن طلحہ ابو قاسم القشیری ان کی والدہ قبیلہ بنوسلیم کی تھیں۔ بچہ ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے۔ ادب وعربی میں تعلیم حاصل کی، ابوعلی الدقاق کے ساتھ رہے، علم فقہ ابوبکر بن محمد طوسی سے حاصل کیا۔ علم کلام ابوبکر بن فورک سے حاصل کیا، بہت سی کتابیں بھی تصنیف کیں، ان کی ایک تفسیر ہے اور ایک رسالہ ہے۔ جس میں بہت سے نیک لوگوں کے حالات بیان کئے ہیں۔ امام حرمین اور ابوبکر بیہقی کے صحبت میں انہوں نے حج کیا، لوگوں کو وعظ بھی کیا کرتے تھے۔ اس سال نیشا پور میں ۷۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا، اپنے شیخ ابودقاق کی جانب دفن کئے گئے۔ آپ کے بعد احترام کی وجہ سے گھر والے ایک طویل مدت بعد آپ کے کتب خانہ میں داخل ہوئے۔ ان کا ایک گھوڑا تھا جس پر وہ سواری کیا کرتے تھے جو کہ انہیں ھدیہ دیا گیا تھا جب ان کا انتقال ہو گیا تو گھوڑے نے بھی چارہ کھانا چھوڑ دیا یہاں تک چند دنوں بعد ہی مر گیا، یہ بات ابن جوزی نے ذکر کی ہے۔ ابن خلکان رحمہ اللہ آپ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے، آپ کے کچھ شعر بھی انہوں نے نقل کیے ہیں ''اللہ تعالیٰ اس وقت کو سیراب کرے جب میں تم سے اکیلے میں ملاقات کرتا تھا، جبکہ محبت کی وجہ سے دانت دوستی کے باغوں میں کھلتے تھے ہم نے ایک زمانہ تک قیام کیا اسوقت آنکھیں ٹھنڈی تھیں، اب ایسے دن آ گئے ہیں کہ آنکھیں پرنم ہیں'' مزید کہتے ہیں کہ ''کاش کہ جو کچھ ہمارے مابین تھا تو اس میں ایک ساعت ہمارے ساتھ ہوتا اور ہمارے آخری فراق کو دیکھتا تو تجھے یقین ہو جاتا کہ آنسو بھی باتیں کرتے ہیں جبکہ بعض باتیں بھی آنسو ہیں'' مزید کہتے ہیں کہ ''جسکا عشق لمبا ہو جائے وہ سکون پالیتا ہے جبکہ میں رات میں سکون پانے والا نہیں میں نے اس کی ملاقات میں زیادہ سے زیادہ جو پایا ہے وہ تمنائیں ہیں جو تلوار کے اچکنے کی طرح پوری نہیں ہوتیں۔

**ابن صربعر** [۲] ......شاعر تھے، ان کا نام علی بن حسین بن علی بن فضل ابو منصور الکاتب ہے جبکہ ابن صربعر سے مشہور ہیں۔ نظام الملک آپ سے کہا کرتے تھے آپ صردر ہیں صربعر نہیں ایک شخص ان کی ھجو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے ''اگرچہ لوگوں نے پہلے تیرے باپ کو لقب دیا ہے کہ اس کے بخل کی وجہ سے اسے صربعر کا نام دیا ہے بیشک جو اس نے تھیلی میں بند رکھا تھا تو اسے پھیلاتا ہے، اس کا نام ہی شعر رکھتا ہے'' ''ابن جوزی'' نے فرمایا کہ یہ ان پر بڑا ظلم ہے کیونکہ ان کے شعر تو حسن کی انتہاء کو پہنچے ہوئے ہیں پھر انہوں نے اس کے اچھے اشعار ذکر کئے ان میں سے چند یہ ہیں ''نعمان اور اس کی رہائش کے بارے میں گفتگو کرو بیشک دوستوں کی باتیں قصے ہوتے ہیں، جب کبھی تمھاری زمین کی طرف سے ہوا چلتی ہے تو میں اس کی تلاش کرتا ہوں وہ کستوری اور عطر ہوتی ہے''۔

---

(۱) (انباہ الرواۃ: ۱۹۳/۲، الأنساب: ۱۵۶/۱۰، تاریخ بغداد: ۸۳/۱۱، تاریخ أبي الفداء: ۱۹۰/۲، تاریخ الخمیس: ۳۵۹.۳۵۸/۲، تبیین کذب المفتري: ۲۷۶.۲۸۱، تلخیص ابن مکتوم: ۱۱۴، تتمة المختصر: ۱۱۴، دمیة القصر: ۹۹۸.۹۹۳/۲، دول الاسلام: ۲۷۴/۱، درر الأبکار: (۱۱۱)، الرسالة المستطرفة: ۱۶۶، روضات الجنات: ۴۴۴، شذرات الذهب: ۳۲۲.۳۱۰/۳، طبقات الأسنوي: ۳۱۵.۳۱۳/۲، طبقات الأولیاء: ۲۶۱.۲۵۷، طبقات السبکي: ۱۶۲.۱۵۳/۵، طبقات ابن الصلاح: الورقة ۶۱، طبقات المفسرین للداوودي: ۳۴۶/۳۳۸/۱، طبقات الشافعیة لا بن قاضي شهبة: ۲۶أ، طبقات المفسرین للسیوطي: الورقة ۲۱.۲۲، العبر: ۲۵۹/۳، الکامل: ۱۰.۸۸، کشف الظنون: ۵۲۰.۱۲۶۰.۱۵۵۱، اللباب: ۳۸/۳، مرآة الجنان: ۹۲.۹۱/۳، مسالک الأبصار: ۹۱.۸۹/۱/۵، مفتاح السعادة: ۱۰۷/۲.۱۰۹، معجم السفر: ۱۷/۱، المنتظم: ۲۸۰/۸، النجوم الزاهرة: ۹۲.۹۱/۵، نفحات الأنس: ۳۵۴، هدیة العارفین: ۶۰۷.۶۰۸، وفیات الأعیان: ۲۰۸.۲۰۵/۳، مقدمة الرسالة القشیریة، طبع الدکتور عبد الحلیم محمود ومحمود بن الشریف، والقشیري بضم القاف وفتح الشین وسکون الیاء وفي آخرهاراء هذه النسبة الی قشیر بن کعب بن ربیعة بن عامر بن صعصعة قبیلة کبیرة.)

(۲) (تتمة المختصر: ۵۶۸.۵۶۷/۱، دمیة القصر: ۳۰۶/۱، شذرات الذهب: ۳۲۲/۳، العبر: ۲۵۹/۳، الکامل: ۸۹.۸۸/۱۰، المختصر في أخبار البشر: ۱۹۰/۲، المنتظم: ۲۸۲.۲۸۰/۸، النجوم الزاهرة: ۹۴/۵، هدیة العارفین: ۶۹۲.۶۹۱/۱م وفیات الأعیان: ۳۸۶.۳۸۵/۳.)

راوی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کے حافظ تھے جبکہ ابن شیران وغیرہ سے حدیثیں بھی پڑھی ہیں، بہت سی احادیث بیان بھی ہیں ایک روزہ وہ اوران کی والدہ ایک سواری پر سوار ہوئے، دونوں مقام شونیز یہ میں اس سے گر پڑے اور دونوں ہی انتقال کر گئے، بدر میں دفن ہوئے۔ یہ اس سال صفر کے مہینہ کا واقعہ تھا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عقیل صربعر کی ایک تحریر پڑھی ہے، اس میں لکھا تھا کہ ہمارا ایک ساتھی رصافہ میں تھا جس پر الحاد کی تہمت تھی۔ ابن خلکان نے اس کے کچھ شعر ذکر کئے ہیں اوران کی اس فن میں تعریف کی ہے۔ واللہ اعلم بحالہ۔

**محمد بن علی** (۲)......ابن محمد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن المہتدی باللہ ابوالحسین، جو کہ ابن عریف کے نام سے مشہور تھے۔ ۳۷۰ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ دار قطنی سے علم حدیث پڑھا تھا یہ آخری شخص ہیں دنیا میں جنہوں نے دار قطنی اور ابن شاہین سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ اس میں متفرد ہیں۔ دوسرے لوگوں سے بھی انہوں نے علم حدیث پڑھا ہے قابل بھروسہ، دیندار، نماز، روزہ میں بہت کثرت کرنے والے تھے، بنو ہاشم کے راہب کہلائے جاتے تھے وہ زبردست علم وعقل رکھنے والے، کثرت سے تلاوت کرنے والے نرم دل اور بہت زیادہ رونے والے تھے ان کے پاس دنیا بھر سے طلبہ آتے تھے۔ آپ کی سننے کی طاقت کمزور پڑ گئی تھی تو لوگوں کو حدیث سنانے لگے تھے۔ ایک آنکھ بھی ان کی خراب ہو چکی تھی۔ سولہ سال کی عمر میں پہلا خطبہ دیا۔ ۴۵۶ھ میں حکام کے سامنے گواہی دی۔ ۴۵۹ھ میں فیصلوں کا کام سنبھالا جامع منصور و جامع رصافہ میں ۶۷ سال کی عمر تک خطیب رہے جبکہ ۶۵ سال تک ثالث رہے۔ اس ماہ ذی قعدہ کے آخر میں ان کی وفات ہوئی، عمر ۹۰ سال سے کچھ زیادہ تھی ان کے جنازہ کا دن ایک عظیم دن تھا، آپ کے بارے میں لوگوں نے اچھے خواب دیکھے، اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر رحم کرے ان کی اور ہماری غلطیوں کو معاف فرمائے۔ وہ قریب دعاؤں کو قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

## ۴۶۶ھ کے واقعات وحادثات

اس سال ماہ صفر میں خلیفہ نے ایک جلسہ عام کیا، اس کے سرہانے پر اس کا پوتا امیر عدۃ الدین ابوالقاسم عبداللہ ابن المہتدی باللہ کھڑا تھا اس وقت اس کی عمر ۱۸ سال تھی۔ وہ بہت حسین تھا، امراء و کبراء حاضر ہو گئے خلیفہ نے سلطان ملک شاہ کا جھنڈا اپنے ہاتھوں گاڑھا، اس دن بڑی بھیڑ ہو گئی، لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو مبارک باد تھی۔

**بغداد کا غرق ہونا**......ماہ جمادی الاخر میں خوب بارش ہوئی، زبردست سیلاب آیا، دریائے دجلہ بہہ پڑا، اس میں اضافہ بھی ہو گیا، یہاں تک کہ بغداد کا ایک بڑا حصہ غرق ہو گیا لوگ بچاؤ کے لئے دارالخلافہ آ گئے، نوجوان عورتیں برہنہ چہرہ لئے عزبی جانب چلی گئیں خلیفہ اپنی جلسہ گاہ سے بھاگ کھڑا ہوا، اسے چلنے کا کوئی راستہ نہیں ملا تو ایک خادم اسے اٹھا کر تاج کی طرف لے گیا۔ وہ ایک بڑا دن وحشت ناک معاملہ تھا لوگوں کے بہت قیمتی مال تباہ و برباد ہو گئے۔ بغداد کے اکثر لوگ اور مسافر ملبے کے نیچے آ کر مر گئے پانی کی سطح پر بہت سی لکڑیاں، جنگلی جانور اور سانپ آ گئے۔ دونوں جانبوں میں بہت سے مکانات گر گئے، بہت سی قبریں ڈوب گئیں ان میں سے ایک قیز ران کی قبر تھی، دوسرا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ تھا۔ العضدی ہسپتال کی کھڑکیوں سے پانی داخل ہو گیا جب کہ سیلاب نے موصل میں بھی بہت سی چیزوں کو تباہ و برباد کر دیا، سنجار کی دیوار سے جا ٹکرایا اور اسے گرا دیا، اس کے دروازہ کو چار فرسخ کے فاصلہ پر پہنچا دیا۔ اس سال ماہ ذی الحجہ میں بصرہ کی زمین پر بہت سخت آندھی آئی جس کی وجہ سے ۱۰۰۰۰ کھجور کے درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔

(۱) (تاریخ بغداد: ۱۰۸/۳۔ ۱۰۹، تاج العروس (مادة غرق) ۳۴/۷، دول الاسلام: ۲۷۴/۱، الرسالة المستطرفة: ۷۱، شذرات الذهب: ۳۲۴/۳، العبر: ۲۶۰/۳، الکامل: ۸۸/۱۰، المنتظم: ۲۸۳/۸، الوافی بالوفیات: ۱۳۷/۴.)

## اس سال وفات پانے والے افراد

**احمد بن محمد بن الحسن السمنانی**[۱] ...... حنفی واشعری تھے۔ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ بات عجیب ہے کہ قاضی القضاۃ ابن دامغانی نے ان کی بیٹی سے شادی کی۔تو اس نے ان کو نائب قاضی بنادیا۔قابل اعتماد،شریف اور سب سے بہتر چال ڈھال والے تھے۔۸۰ سال سے زائد عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

**عبدالعزیز بن احمد بن علی**[۲] ...... ابن سلیمان ابومحمد الکنانی الحافظ،دمشق سے تعلق رکھنے والے تھے،بہت سی حدیثیں سماع کیں تھیں،اپنی یاداشت کی بنیاد پر احادیث املا کروایا کرتے تھے۔خطیب نے ان سے ایک حدیث لکھی ہے اپنے شہر میں معزز،قابل بھروسہ،شریف اور مرتبہ والے آدمی تھے۔

**الماوردیۃ** ...... علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ بصرہ کی ایک نیک خاتون تھیں،عورتوں میں وعظ بھی کیا کرتی تھیں۔پڑھی لکھی تھیں۔یہ پچاس سال تک دن میں روزے رکھتی ہیں جبکہ رات بھر سوتی بھی نہیں تھیں لوبیے کی روٹی سے غذا حاصل کرتی تھیں۔خشک انجیر پر گذارہ کرتی تھیں،تر نہیں کھاتی تھیں تھوڑا بہت تیل اور انگور بھی کھالیا کرتی تھیں۔کبھی کبھار تھوڑا سا گوشت بھی کھالیا کرتی تھیں،جب ان کا انتقال ہوا تو اہل محلہ ان کے جنازہ میں شریک ہوئے نیک لوگوں کے قبرستان میں انہیں دفن کیا گیا۔

## ۴۶۷ھ کے واقعات

اس سال ماہ صفر میں خلیفہ قائم بامر اللہ بہت سخت بیمار ہوگیا،اس کا حلق پھول گیا،اس نے گلہ کے آپریشن سے انکار کیا لیکن وزیر فخر الدولہ مسلسل اس کو آمادہ کرتا رہا یہاں تک کہ راضی ہوگیا اور اس کی حالت بہتر ہوگئی،لوگ اس کی بیماری سے گھبرا گئے تھے اس کو صحت مل جانے سے خوش ہوئے۔اس مہینہ خطرناک سیلاب آیا جس کی وجہ سے لوگوں نے بڑی تنگی کا سامنا کیا جبکہ ابتک پہلے زلزلہ کی وجہ سے منہدم شدہ تعمیرات بھی نہیں ہوئی تھیں،لوگ ریگستانوں میں چلے گئے اور بارش میں ٹیلوں کی چوٹیوں پر بیٹھ گئے رحبہ کے اندر ایک زبردست وبا پھوٹ پڑی جس سے وہاں کے تقریباً ۱۰۰۰۰ افراد مر گئے اسی طرح واسط،بصرہ،خوزستان اور خراسان وغیرہ میں ہوا۔

**خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات** ...... جب خلیفہ نے بروز جمعرات ۲۸ جب کو بواسیر کا آپریشن کرایا جو کہ اسے عام طور پر غرقابی کے سال میں ہو جایا کرتی تھی۔اس کے بعد وہ سو گیا تو اس کی رگ پھٹ گئی جب وہ جاگا تو اسے اپنی قوت نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی وہ اب تقریباً زندگی سے مایوس ہو

---

(۱)(تاریخ بغداد: ۳۸۲/۴، تاریخ الخمیس: ۳۵۹/۲، تاریخ الاسلام: ۲/۹۱/۱، ۱/۹۲، الجواهر المضیة: ۲۵۴/۱، الکامل: ۹۳/۱۰، المنتظم: ۲۸۷/۸، طبقات السنیة رقم(۳۰۰) والسمناني بكسر السين وسكون الميم كمافي الاصل وعند ياقوت وابن الأثير وعند السمعاني بفتح الميم هذه النسبة الى سمنان قرية بالعراق وهناك مواضع أخرى أيضا اسمها سمنان. انظر (معجم البلدان): ۲۵۱/۳.)

(۲) (الاكمال: ۱۸۷/۷، الأنساب: ۳۵۳/۱۰، تاريخ ابن عساكر: ۱/۱۷۴/۱۰، ۱/۱۷۵، تبصير المنتبه: ۱۲۰۶/۳، تذكرة الحفاظ: ۱۱۸۰/۳، دول الاسلام: ۲۷۵/۱، شذرات الذهب: ۳۲۵/۳، طبقات الحفاظ: ۴۳۹، العبر: ۲۶۱/۳، الكامل في التاريخ: ۹۳/۱۰، كشف الظنون: ۲۰۱۹، اللباب: ۸۳/۳. ۸۴، الحفاظ: ۴۳۹، العبر: ۲۶۱/۳، الكامل في التاريخ: ۹۳/۱۰، كشف الظنون: ۲۰۱۹، اللباب: ۸۳/۳. ۸۴، المنتظم: ۲۸۸/۸، النجوم الزاهرة: ۹۶/۵.)

گیا تھا۔ اس نے اپنے پوتے ولی عہد عدۃ الدین ابوقاسم عبداللہ بن محمد بن القائم کو بلایا۔ قضاۃ وفقہاء کو اس کے پاس حاضر کیا اور اس کے بارے میں دوبارہ اپنے بعد ولایت کا عہد لیا، انہوں نے اس پر عہد کیا اس کے بعد جمعرات شعبان کی ۱۳ تاریخ کو خلیفہ نے ۹۴ سال، ۸ ماہ ۸ آٹھ دن کی عمر میں وفات پائی۔ اس کی مدت خلافت ۴۴ سال ۸ ماہ اور ۲۵ دن تھی۔ اس سے پہلے کسی عباسی خلیفہ نے اتنی مدت خلافت نہیں کی تھی جبکہ اس کے باپ کی خلافت اس سے پہلے ۴۰ سال کی تھی، ان دونوں کا کل مجموعہ ۸۵ سال چند ماہ بنتا ہے یہ بات سارے بنوامیہ کے لئے بڑی تقویت والی ہے۔ خلیفہ قائم بامر اللہ خوبصورت حسین سفید وسرخ، چمکدار پیشانی والا، فصیح، متقی، پرہیز گار، ادیب، کاتب بلیغ اور شاعر تھا جیسا کہ پہلے اس کے کچھ اشعار ذکر کئے جا چکے ہیں اسوقت وہ ۴۵۰ھ میں حدیث عانہ میں تھا۔ وہ انصاف پسند اور لوگوں کے ساتھ بہت احسان کرنے والا تھا۔ خلیفہ کو اس کی وصیت کے مطابق شریف ابوجعفر بن ابی موسی حنبلی نے غسل دیا تھا۔ جب وہ غسل دے چکا تو اس کے آگے مال واثاثے وغیرہ پیش کئے گئے لیکن اس نے کچھ بھی قبول نہ لیا، اسی مذکورہ جمعرات کے دن صبح کے وقت خلیفہ کا جنازہ پڑھا گیا جبکہ اس کو آباؤاجداد کے پاس دفن کیا گیا، پھر اسے رصافہ لے جایا گیا اب تک اس کی قبر پر زیارت کرنے لوگ جاتے ہیں، اس کی موت کی وجہ سے بازار بند رکھے گئے اس کے علاوہ ٹاٹ لٹکائے گئے اس کی موت پر ہاشمی اور دیگر قبیلوں کی عورتوں نے نوحہ کیا وزیر ابن جیر اور اس کا بیٹا تعزیت کرنے آئے تو زمین پر بیٹھ گئے، لوگوں نے اپنے کپڑے پھاڑے، وہ ایک سخت دن تھا۔ یہ صورت حال تین دن تک چلتی رہی۔ یہ خلیفہ دین عقائد اور حکومت کے لحاظ سے بنی عباس کے بہترین لوگوں میں تھا۔ فتنہ بساسیری کے وقت اس کی آزمائش ہوئی جبکہ اس کو گھر سے نکالا گیا، بیوی بچوں اور وطن سے جدا کیا گیا۔ اس نے مکمل ایک سال حدیث عانہ میں رہائش اختیار کی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے دوبارہ نعمت وخلافت کی دولت عطا فرمائی۔ ایک شاعر فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے ان کی نعمتوں کو دوبارہ لوٹا دیا، جبکہ قریش نے ارادہ کیا۔ وہ بھی انہیں جیسے انسان تھے۔ اس قسم کے واقعات پہلے سلف صالحین کے ساتھ بھی پیش آچکے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (ترجمہ الایۃ) ہم نے آزمایا سلیمان علیہ السلام کو جبکہ ان کے تخت پر ڈال دیا ایک جسم کو، پھر انہوں نے رجوع کیا۔ ہم نے یہ خلاصہ ذکر کیا ہے اس کا جو کہ مفسرین نے سورہ ''ص'' کی تفسیر میں لکھا ہے ہم نے اس پر تفصیلی کلام کیا ہے ۴۵۰-۵۱ھ میں جب فتنہ بساسیری اور قصہ عباسین بیان کیا تھا۔

**مقتدی بامر اللہ کی خلافت** [1]...... وہ ابوقاسم عدۃ الدین عبداللہ ابن امیر ذخیرۃ الدین ابوقاسم محمد بن الخلیفہ القایم بامر اللہ ابن القادر العباسی ہیں، ان کی ماں ارمنی تھی جس کا نام ارجوان تھا اسے قرۃ العین کہا جاتا تھا اس نے اپنے اس بیٹے اور اس کے بعد دو بیٹوں المستظہر والمستر شد کا زمانہ خلافت بھی پایا۔ اس کا والد جب ہی فوت ہو گیا تھا جبکہ یہ حمل میں تھا۔ جب لڑکا پیدا ہوا تو اس سے اس کا دادا بلکہ تمام مسلمان بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے قادری گھرانے کی خلافت کو مسلمانوں پر حفاظت سے باقی رکھا، اس لئے کہ ان کے علاوہ جو لوگ تھے وہ بازاروں میں گھوما کرتے تھے، عوام کے ساتھ گپوں میں مصروف رہتے تھے ان جیسے لوگوں کی خلافت لوگوں پر قائم ہونے کو دل ناپسند کرتے تھے، یہ بچہ اپنے دادا القائم بامر اللہ کی گود میں پلا، اس نے اپنی شان کے مطابق اس کی تربیت کی، اچھے اخلاق کی اس کو تربیت کرائی، جب مقتدی خلافت کا متولی ہوا تو اس کی عمر ۲۰ سال تھی، وہ بہت زیادہ خوب صورت ونیک سیرت تھا۔ اس کی بیعت بروز جمعہ اسی سال ۱۳ شعبان کو لی گئی۔ وہ دارالشجرہ میں سفید قمیض وسفید عمامہ اور چمکدار موتیوں والی چادر میں بیٹھا۔ وزراء امراء، اشراف اور بزرگ لوگ آئے، اس سے بیعت کی سب سے پہلے شریف ابوجعفر بن ابی موسیٰ حنبلی نے اس کی بیعت کی اور ایک شاعر کا شعر پڑھا ''جب ہمارا ایک سردار مرجاتا ہے تو دوسرا فوراً کھڑا ہو جاتا ہے، اس کے بعد اس پر کپکپی طاری ہوگئی اس کے بعد کیا کہنا ہے وہ بھول گیا تو خلیفہ نے وہ شعر مکمل کیا وہ وہی باتیں کہتا ہے جو شریف لوگ کہہ گئے ہیں، وہ کام کرتا ہے جو شریف لوگ کر گئے ہیں۔ اہل علم میں سے شیخ ابواسحاق شیرازی، شیخ ابومنصور الصباغ الشافعیان اور شیخ ابومحمد التیمی الحنبلی نے ان کی بیعت کی۔ وہ آگے آیا نماز عصر پڑھائی اس کے بعد اس کے

(۱) (تاریخ الخلفاء: ۴۲۳، ۴۲۵، ۴۲۶، تتمۃ المختصر: ۱/ ۵۶۸، ۵۶۹، ۲/ ۱۳، تاریخ الخمیس: ۲/ ۳۵۹، خلاصۃ الذہب المسبوک: ۲۶۸، شذرات الذہب: ۳/ ۳۸۰، ۳۸۱، العبر ۳/ ۳۱۴، ۳۱۶، فوات الوفیات: ۲/ ۲۱۹، ۲۲۰، الفخری: ۲۹۶، ۲۹۹، الکامل: ۱۰/ ۹۴، ۹۶، ۹۷، ۲۲۹، ۲۳۱، معجم الأنساب والأسرات الحاکمۃ (۱۴)، المنتظم: ۸/ ۲۹۱، ۲۹۴، ۹/ ۸۴، المختصر: ۲/ ۱۹۱، ۲۰۴، النجوم الزاہرۃ: ۵/ ۱۳۹، ۱۴۰.)

دادا کا تابوت انتہائی سکون آرام سے لایا گیا جس میں کوئی چیخ وپکار نہیں ہوئی نماز جنازہ پڑھی گئی پھر قبرستان لے جایا گیا۔ خلیفہ مقتدی رح ذہین وشجاع تھا، اس کا سارا زمانہ برکت والا تھا، رزق فراوانی سے تھا، اس کی خلافت بڑی باعظمت تھی، دوسرے بادشاہ اس کے سامنے چھوٹے تھے اور عاجزی سے رہتے تھے حرمین شریفین بیت المقدس، مکمل شام میں اس کا خطبہ دیا جاتا تھا۔ اس کی قیادت میں مسلمانوں نے ''الرھاء وانطاکیہ'' دشمنوں سے چھین لئے تھے۔ بغداد واسکے علاوہ دوسرے شہر آباد ہو گئے۔

اس نے ابن جہیر کو وزیر بنایا پھر شجاع کو بنایا لیکن پھر ابن جہیر ہی کو وزیر بنادیا، حرامغانی اس کا قاضی اس کے بعد ابوبکر الشاشی اس کا قاضی بنا یہ سب بہترین قاضی اور امراء تھے۔ اس سال ماہ شعبان میں بغداد سے خطا کار فساد کرنے والی عورتوں کو نکالا گیا اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے آپ پر حیائی ورسوائی کا اعتراف کریں، شرابوں، گانوں اور زماء کے اڈے تباہ برباد کر دیئے۔ جبکہ انہیں ذلت وحقارت سے غربی جانب ٹھہرایا۔ حمام کے گنبدوں کو گرادیا، غلط کھیلنے سے روک دیا لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حماموں میں اپنی عورات سے اجتناب کریں حمام والوں کو منع کیا کہ وہ فضلات دجلہ میں نہ پھینکیں، اس نے انہیں پانی کی گندگی کی وجہ سے کنوئیں کھودنے کو ان پر لازم کیا تاکہ پینے کے پانی کی حفاظت ہو سکے۔ اس سال ماہ شوال میں بغداد کے بہت سے علاقوں میں آگ لگ گئی یہاں تک کہ وہ دارالخلافہ میں بھی پہنچ گئی اس کی وجہ سے بہت سے مکان اور دکانیں جل گئیں شہر واسط میں نو جگہ آگ لگی۔ اسی وجہ سے وہاں ۴۸۰ گھر، ۶ سرائے جل گئے اس کے علاوہ اور دوسری بہت سی اشیاء بھی جل گئیں۔

اس سال بادشاہ ملک شاہ کے لئے رصد گاہ بنائی گئی جس پر منجمین کی ایک جماعت نے اتفاق کیا، اسپر بہت زیادہ مال ودولت بھی خرچ کیا وہ رصد گاہ استعمال ہوتی رہی یہاں تک کہ بادشاہ مر گیا تو وہ بند ہو گئی۔ اس سال ماہ ذی الحجہ میں دوبارہ مصریوں کا خطبہ دیا گیا، خطبہ عباسیین بند ہو گیا یہ اس وجہ سے ہوا کہ حاکم مصر کی حکومت مضبوط ہو گئی حالانکہ وہ پہلے مہنگائی وغیرہ کی وجہ سے کمزور ہو گئی تھی۔ جب قیمتیں سستی ہو گئیں تو لوگ واپس مصر آ گئے وہاں زندگی خوشگوار ہو گئی جبکہ بنو عباس کا خطبہ مکہ مکرمہ میں ۴۰ سال ۵ ماہ سے جاری تھا عنقریب وہ پہلے جیسے ہو جائینگے جیسا کہ اس کی تفصیل آگے آئیگی۔ اس سال وباء کی وجہ سے اور دجلہ کے پانی کی کمی کی وجہ سے لوگ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس سال لوگوں نے شریف ابوطالب حسینی بن محمد زینی کی اقتداء میں حج کیا اور حرمین شریفین میں خلیفہ المقتدی کی بیعت لی

## اس سال وفات پانے والے افراد

**خلیفہ قائم بامر اللہ**...... عبداللہ، ہم نے کچھ احوال اس کے، اس کی وفات کے موقع پر بیان کر دیئے ہیں۔

**الداؤدی**[1]...... صحیح بخاری کے راوی ہیں، پورا نسب نامہ اس طرح ہے عبدالرحمٰن بن محمد بن مظفر بن محمد بن داؤد ابوالحسن بن ابوطلحہ الداؤدی۔ ۳۷۴ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت سی حدیثیں سنی ہوئی تھیں۔ شیخ ابوحامد اسفرائینی وابوبکر القفال سے علم فقہ حاصل کیا۔ ابوعلی الدقاق وابوعبدالرحمٰن السلمی کی صحبت اختیار کی، بہت سی چیزیں لکھیں۔ پڑھایا بھی فتویٰ نویسی کا کام بھی کیا، کتابیں تصنیف کیں، لوگوں کو وعظ ونصیحت بھی کی، نظم ونثر میں ان کو زبردست مہارت حاصل تھی، ان سب کے باوجود ذکر بہت کرتے تھے، ان کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے رکتی نہیں تھی۔ ایک دن ان کے پاس وزیر نظام الملک آ کر روبرو بیٹھ گئے تو شیخ نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے بندوں مسلط کیا ہے تو اس کا خیال رکھنا کہ تم ان کی حاجات کو کس طرح پورا کرتے ہو۔ ان کی وفات اسی سال بوشنج میں ہوئی ۹۰ سال سے کچھ زیادہ عمر پائی۔ ان کے اچھے اشعار میں سے ایک یہ ہے ''لوگوں کے اکٹھا ہونے میں ایک نور تھا نور ختم ہو گیا تو تاریکی پھیل گئی۔ لوگ اور زمانہ دونوں بگڑ گئے ہیں۔ لوگوں اور زمانہ کو سلام ہو۔

(۱) (الأنساب: ۲۶۳/۵. ۲۶۴. ۲۶۴، السباق: الورقة ۴۲/ب، شذرات الذهب: ۳۲۷/۳، طبقات الأسنوي: ۱/ ۵۲۵. ۵۲۶، طبقات ابن الصلاح الورقة: ۵۷أ، طبقات النووي الورقة: ۸۹. ب. ۹۱. أ، طبقات السبكي: ۱۱۷/۵. ۱۲۰، العبر: ۲۶/۳. ۲۶۵، فوات الوفيات: ۲۹۵/۲. ۲۹۶. ۲۹۶، اللباب: ۴۸۷/۱، المنتخب الورقة: ۱۹۰، المنتظم: ۲۹۶/۸، المجتبه: ۱۰۰، النجوم الزاهرة: ۹۹/۵.)

**ابوالحسن علی بن الحسن** [1]۔۔۔۔۔۔ابن علی بن ابوطیب الباخرزی مشہور شاعر تھے۔ابتداء میں شیخ ابومحمد الجوینی سے اشتغال رکھا پھر چھوڑ دیا۔اس کے بعد کتابت وشعروشاعری کی طرف متوجہ ہوگئے تو اپنے اہل زمانہ پر اس میں سبقت لے گئے ان کا ایک مشہور دیوان ہے۔اس میں سے ایک یہ ہے ''میں تیری کنپٹیوں کے ڈنگ کی شکایت کرتا ہوں جنکے بچھو تیرے رخساروں میں ستارے ہیں جبکہ میں تیرے موتیوں جیسے دانتوں کے لئے روتا ہوں میرا باپ بھی ہے وہ یتیم ہوکر ہنسی کا ندیم کیسے ہوسکتا ہے۔

## ۴۶۸ھ کے واقعات وحادثات

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ شعبان میں ریت اور کنکریوں کی تعداد میں ٹڈیاں آ کر غلات وغیرہ کھا گئیں،لوگوں کی بڑی مشقت میں ڈالدیا وہ بھوکے رہنے لگے۔اس حالت میں باجرہ کے آٹے سے خروب بنا کر کھایا گیا، پہلے یہ وباء پھیل پڑی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ٹڈی کو نقصان پہنچانے سے روک دیا۔وہ آتی تھی لیکن کوئی بھی نقصان نہیں کرتی تھی۔ پس قیمتیں گر گئیں۔راوی کہتے ہیں کہ دمشق میں زبردست مہنگائی ہوگئی جو کہ تین سال تک جاری رہے اس سال نصر بن محمود بن صالح بن مرداس شہر منبج کا حاکم بنا، رومیوں کو اس نے وہاں سے نکالدیا واقعہ ماہ ذی قعدہ میں ہوا۔اسی سال اقسیس شہر دمشق کا حاکم بنا۔وہاں سے معلیٰ بن حیدر نائب مستقر عبیدی کو شہرانیاس تک بھاگنا پڑا،اس میں مقتدی کا خطبہ دیا گیا، جب سے ابتک مصریوں کا خطبہ منقطع ہے۔اللہ ہی کے لئے تمام تعریفات واحسان ہیں مستنصر نے اپنے نائب کو بلایا،اس کو اپنے پاس قید کرلیا یہاں تک کہ وہ جیل ہی میں مرگیا۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اقسیس وہی ہے جسکا نام آتسز بن اوف بن الخوارزمی ہے اس کا خطاب ملک معظم ہے وہ پہلا شخص تھا جس نے ممالک شام کو فاطمیوں کی غلامی سے چھڑایا تھا۔وہاں سے حی علی خیر العمل والی اذان بند کرائی حالانکہ وہ اذان پورے شام اور دمشق کے سارے منبروں سے دی جاتی تھی۔

یہ سلسلہ گزشتہ چھ سو سال سے جاری تھا۔مساجد اور دروازوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر لعنت کے کلمات لکھے ہوئے تھے (نعوذ باللہ) سلطان نے ان کو حکم دیا کہ وہ تمام صحابہ سے راضی ہوجائیں۔اس نے انصاف کو عام کیا سنت کو ظاہر کیا،وہ پہلا شخص تھا جس نے قلعہ دمشق کی بنیاد رکھی حالانکہ اس سے قبل مسلمانوں کے لئے وہاں کوئی قلعہ نہیں تھا جس کے ذریعے مسلمان دشمنوں سے بچاؤ کرتے، مذکورہ قلعہ اس نے اسی محلّہ میں بنایا تھا، جس میں آج تک موجود ہے قلعہ کی جگہ باب البلد ہے جسے باب الحدید بھی کہا جاتا ہے یہ جگہ دار رضوان کے سامنے ہے۔جس کی ابتداء اس سے اگلے سال ہوئی۔جس کو اس کے بعد ملک مظفر تتش بن الپ ارسلان سلجوقی نے مکمل کیا جس کی تفصیل آنے والی ہے۔اس سال لوگوں نے مقطع الکوفہ کی اقتداء میں حج کیا وہ امیر سکینی جبقل الترکی ہیں، جو کہ طویل کے نام سے معروف تھے۔اس نے خفاجہ کو شہر میں بھگا دیا اور ان کے لئے عذاب بن گیا، یہاں تک کہ اس کے ساتھ صرف سولہ، ترک رہ گئے۔اس کے بعد یہ صحیح سالم مکہ پہنچ گیا۔ جب وہ وہاں ایک بستی میں آیا تو چند غلاموں نے اس کو پکڑ لیا۔اس نے ان کے ساتھ زبردست قتال کیا اور بری طرح شکست دی۔اس کے بعد وہ الزاہر میں رہتا تھا۔ابن ساعی نے اپنی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس سال ماہ ذوالحجہ سے عباسیوں کا خطبہ شروع کردیا گیا جبکہ مصریوں کا خطبہ ختم کردیا گیا۔

---

(۱)(الأنساب: ۲/ ۲۱، تاریخ العربي لبرو کلمان: ۵/۲٦، ۲۷، من النسخة رسالة الطيف: ٦۸، شذرات الذهب: ۳/ ۳۲۷، الشعر العربي في العراق وبلاد العجم: ۱/ ۱۵۲، طبقات الأسنوي: ۱/ ۲۳۳، ۲۳٦، طبقات السبكي: ۵/ ۲۵٦، ۲۵۷، العبر: ۳/ ۲٦۵، كشف الظنون: ۲٦۱، ۷۷۸، اللباب: ۱/ ۱۰۴، مراة الجنان: ۳/ ۹۵، المستفاد من ذيل تاريخ بغداد: ۱۸۵، ۱۸٦، معجم الأدباء: ۱۳/ ۳۳، ۴۸، مفتاح السعادة: ۱/ ۲٦۳، منتخب السياق: ۴۷، معجم البلدان: ۱/ ۳۱٦، النجوم الزاهرة: ۵۰/ ۹۹، هدية العارفين: ۱/ ٦۹۲، الوافي: ج ۱۲/ ۲٦، وفيات الأعيان: ۳/ ۳۸۷، ۳۸۹.)

## اس سال وفات پانے والے افراد

**محمد بن علی** ......ابن احمد بن عیسیٰ بن موسیٰ، ابوتمام بن ابی قاسم ابن قاضی ابی علی ہاشمی وہ ہاشمی خاندان کے سردار تھے وہ شریف ابوجعفر بن ابی موسیٰ الفقیہ الحنبلی کے چچازاد بھائی تھے وہ حدیث کے راوی بھی تھے، ابوبکر بن عبدالباقی سے انہوں نے علم حدیث حاصل کیا اور باب حرب میں دفن کئے گئے۔

**محمد بن القاسم** ......ابن حبیب بن عبدوس، ابوبکر الصفار۔ یہ نیشاپور کے تھے، انہوں نے حاکم، عبدالرحمٰن سلمی اور دیگر لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ علم فقہ ابومحمد الجونی سے پڑھا، اور یہ ان کے حلقہ میں جانشین ہوا کرتے تھے۔

**محمد بن محمد بن عبداللہ** ......ابوحسن البیضاوی شافعی مسلک کے تھے۔ ابوطیب کے دادا تھے علم حدیث پڑھے ہوئے تھے آپ قابل اعتماد راوی اور اچھے آدمی تھے۔ اسی سال کے مہینے میں ان کا انتقال ہوا ابونصر بن الصباغ نے ان کا جنازہ پڑھایا جبکہ نماز جنازہ میں ابوعبداللہ الدامغانی مقتدی بن کر شریک ہوئے اور اپنے آبائی گاؤں قطیعۃ الکرخ میں دفن کئے گئے۔

**محمد بن نصر بن صالح** ......امیر حلب کے بیٹے تھے۔ وہ ۴۴۹ھ میں وہاں کے مالک ہوئے تھے۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت و باکردار تھے۔

**مسعود بن المحسن** (۱) ......ابن حسن بن عبدالرزاق بن جعفر البیاضی۔ یہ شاعر تھے ان کے چند اشعار یہ ہیں ”میرا کوئی ساتھی اور مددگار سوائے رات کے نہیں۔ جب کہ بے رخی میری طرف سے بڑھ جائے۔ میں محبوب کے بعد اس سے شکایت کرتا ہوں اور وہ صبح کے بعد ہم سے شکایت کرتا ہے۔ اے وہ شخص جس کی جدائی میں میں نے لمبی کمزوری کو پہن لیا ہے یہاں تک میں عیادت کرنے والوں سے بھی پوشیدہ ہو گیا ہوں۔ میں طویل بے خوابی سے مانوس ہو گیا ہوں اور تو نے میری آنکھوں کی پلکوں کو بھلا دیا تو نیند کیسے آسکتی ہے اگر یوسف علیہ السلام اپنی خوبصورتی کی وجہ سے عورتوں کے ہاتھ کاٹنے کا سبب بنے تھے تو تو میرے جگر کے ٹکڑے کرنے والا بن گیا۔

**الواحد المفسر** (۲) ......علی بن حسن بن احمد بن علی بن بویہ الواحدی۔ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ نسبت کس طرف

---

(۱) (تتمة المختصر : ۱/ ۵۶۹. ۵۸۰، دمية القصر : ۱/ ۳۷۸، شذرات الذهب: ۳/ ۳۳۱. ۳۳۲، الكامل لا بن الأثير: ۱۰/ ۱۰۱. ۱۰۲، المختصر : ۲/ ۱۹۲، مراةالجنان: ۳/ ۹۷، المنتظم : ۸/ ۳۰۰. ۳۰۱، النجوم الزاهرة: ۵/ ۱۰۳، وفيات الأعيان: ۵/ ۱۹۷. ۲۹۹، والبياضي، قال ابن خلكان : انما قيل له ذلک لأبن أحد أجداده كان في مجلس بعض الخلفاء مع جماعة من العباسيين و كانوا قد بسوا سواداً ما عداه فانه كان قد بس بياضا ، فقال الخليفة : من ذلک البياض فثبت الاسم عليه و اشتهربه .

(۲) (انباه الرواة: ۲/ ۲۲۳. ۲۲۵، ايضاح المكنون: ۲/ ۶۷۳، اشارة التعيين : الورقة ۳۱، بغية الوعاة: ۲/ ۱۴۵، البلغة للفيروز أبادي: ۱۴۵ ، تتمة المختصر : ۱/ ۵۶۹، تاريخ الخميس : ۲/ ۳۵۹، تلخيص ابن مكتوم : ۱۲۵، دمية القصر : ۲/ ۱۰۱۷. ۱۰۲۰، دول الاسلام : ۲/ ۴، روضات الجنات : ۴۸۴، شذرات الذهب: ۳/ ۳۳۰، طبقات الأسنوي : ۲/ ۵۳۸. ۵۳۹، طبقات النحلة لا بن قاضي شهبة: ۲/ ۱۳۵. ۱۳۸، طبقات المفسرين للداوودي : ۱/ ۳۸۷. ۳۹۰، طبقات الشافعية لا بن قاضي شهبة: ۲۶ ب ، طبقات السبكي : ۵/ ۲۴۰، طبقات المفسرين للسيوطي : ۲۳، طبقات ابن هداية: ۱۶۸ ، العبر: ۳/ ۲۶۷، غاية النهاية: ۱/ ۵۲۳، الفلاكة والمفلوكين : ۱۱۷، كشف الظنون : ۱/ ۷۶. ۲۴۵. ۳۵۵. ۸۰۹ و ۲/ ۲۰۰۲، الكامل لا بن الأثير: ۱۰/ ۱۰۱، المختصر في أخبار البشر: ۲/ ۱۹۲، مراة الجنان: ۲/ ۹۶. ۹۷، مسالک الأبصار: ۴/ ۲/ ۳۰۷. ۳۰۹، مفتاح السعادة: ۲/ ۶۶. ۶۸، معجم الأدباء : ۱۲/ ۲۵۷. ۲۸۰، النجوم الزاهرة : ۵/ ۱۰۴، هدية العارفين: ۱/ ۶۹۲، وفيات الأعيان: ۳/ ۳۰۳. ۳۰۴، وانظر مقدمة شرح ديوان المتنبي له والواحدي قال ابن خلكان لماعرف هذه النسبة الى أي شئي هي ولا ذكرها السمعاني ثم وجدت هذه النسبة الى الواحد بن الدين بن مهرة ، ذكره أبو أحمد العسكري وفي ( المختصر ) والواحدي نسبة الى الواحد بن ميسرة . )

ہے الواحد تین تفاسیر کے مصنف ہیں البسیط، والوسیط، والوجیز، انہیں سے امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں کے نام رکھے ہیں نیز اسباب النزول اور التجیر فی شرح الاسماء الحسنٰی بھی آپ کی کتابیں ہیں حضرت نے دیوان متنبی کی بھی شرح لکھی اور شروح کی کثرت کے باوجود ان کی شرح کے مثل کوئی دوسری شرح نہیں، راوی نے کہا کہ آپ کی تصانیف میں قدرتی طور پر سعادت مندی رکھی گئی ہے ان کی تصانیف کے بہترین ہونے پر لوگوں کا اجماع ہے اور اساتذہ اپنے اسباق کے دوران ان کا ذکر کرتے ہیں۔ انہوں نے علم تفسیر الثعلبی سے پڑھا پھر بعد میں یہ ایک مدت تک بیمار رہے۔

**ناصر بن محمد** ......ابن علی ابو منصور لترکی الصافری۔ وہ حافظ محمد بن ناصر کے والد تھے انہوں نے قرآن پڑھا اور احادیث کا سماع بھی کیا انہوں نے جامعہ منصور میں الخطیب سے علم تاریخ حاصل کیا۔ وہ بڑے خوش مزاج اور نیک صالح آدمی تھے۔ یہ حضرت اسی سال ذی قعدہ کے مہینے میں عین جوانی میں تیس سال سے پہلے وفات پا گئے۔ بعض لوگوں نے ان کی شان میں ایک طویل مرثیہ پڑھا علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے المنتظم میں مکمل تحریر کیا ہے۔

**یوسف بن محمد بن الحسن** [1] ......ابو القاسم الھمدانی، انہوں نے سماع کیا اور کتابوں کی تصنیف وتالیف کا کام کیا۔ ان کا بھی اسی سال انتقال ہوا، یہ انتقال کے وقت تقریباً ۹۰ سال کے تھے۔

## ۴۶۹ھ کے واقعات

اس سن میں قلعہ دمشق کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جب ملک معظم اتسز بن اوف خوازمی نے گذشتہ سال جب دمشق عبید یین سے چھینا تھا، تو اس نے اس سال دمشق میں اس عظیم قلعہ کا تعمیراتی کام شروع کرا دیا تھا۔ جبکہ آجکل اس قلعہ کی جگہ پر ایک شہر کا دروازہ قائم ہے، جو کہ باب الحدید کے نام سے معروف ومشہور ہے وہ دروازہ آجکل کے دار رضوان کے سامنے تھا جو کہ البرانیہ تالاب سے لگتا تھا۔ قلعہ کی تعمیر ابھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ بادشاہ مظفر تاج الملوک تتش بن الپ ارسلان السجلوقی نے اس سے یہ ملک چھین لیا، پھر اس نے اس کی عمارت کو بہت خوبصورت انداز میں مکمل کروایا۔ اور اس قلعہ میں دار رضوان بادشاہ کے لئے تعمیر کروایا۔ یہ عمارت نورالدین محمود بن زنگی کے زمانہ تک اسی حالت پر قائم رہی۔ اس کے بعد ملک صلاح الدین بن یوسف بن ایوب نے اس میں کچھ جدید تعمیر کا کام کروایا۔ پھر اس کے نائب ابن مقدم نے امور الملک کے لئے بڑا گھر بنوایا۔ بعد میں صلاح الدین کے بھائی ملک عال نے اور اس کی اولاد نے اس کے برجوں کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ ان میں سے ہر بادشاہ نے اس میں نیا برج بنوایا۔ ہر ایک نے بہت اعلیٰ، بلند ومضبوط بنوایا۔ بادشاہ ظاہر بیبرس نے اس کے مغربی جانب والے قلعے کو از سر نو تعمیر کروایا۔ اس کے بعد بادشاہ اشرف بن خلیل کے دور حکومت میں اس کے نائب الشجاعی نے اس کا شمالی حصہ، نیلا گنبد اور اس کے آس پاس کا حصہ تعمیر کروایا۔ اس سال ماہ محرم میں خلیفہ بہت سخت بیمار پڑ گیا، لوگوں نے اس کے معاملے میں الٹی سیدھی باتیں پھیلا دیں۔ اس صورت حال میں بادشاہ باہر نکل آیا، لوگوں نے جب اس کو سامنے دیکھا تو مطمئن ہو گئے اس سال دریائے دجلہ میں پانی ساڑھے اکیس ہاتھ اوپر چڑھ گیا، تو لوگوں نے اپنے مال وغیرہ منتقل کرنے شروع کر دیئے۔ دار الخلافہ کے بارے میں لوگ ڈرنے لگے کہ یہ ڈوب نہ جائے، اس لئے رات کو خلیفہ قائم بامر اللہ کا تابوت شہر رصافہ کے قبرستان منتقل کر دیا گیا۔

اس سال حنابلہ اور اشعریہ کے درمیان فتنے شروع ہو گئے۔ ہوا یوں کہ ابن قشیری بغداد آیا اور بیٹھ کر نظامیہ پر اعتراض کرنے لگا، اور بیٹھ کر حنابلہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اور انہیں فرقہ تجسمہ کی طرف منسوب کرنے لگا۔ ابو سعید صوفی نے اس کی مدد کی۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی بھی کچھ اس طرف مائل ہو گئے۔ اور نظام ملک کو خط بھیج کر حنابلہ کی شکایت کی جس میں ان کے خلاف اس سے مدد مانگی۔ ایک جماعت شریف ابو جعفر بن ابو موسیٰ شیخ حنبلی کے پاس گئی جبکہ وہ اپنی مسجد میں تھے، دوسرے لوگوں نے آپکا دفاع کیا اس کی وجہ سے لوگ آپس میں لڑنے لگے اور بازار بٹن کا

---

(١) ...... ٣٣١/٣٠، العبر: ٢٦٨/٣، المنتظم: ٣٠٤/٨، وقد تصحف فيه الى الهمداني بالدال المهملة.

ایک درزی قتل ہو گیا۔ دیگر لوگ بھی زخمی ہو گئے۔ فتنہ پھوٹ پڑے شیخ ابو اسحاق اور ابو بکر شاشی نے اپنے ایک خط میں جو فخر الدولہ کی طرف سے تھا نظام الملک کو اس واقعہ پر مذمت کی اور وہ اپنے بنائے ہوئے مدرسہ کی طرف اس بات کو منسوب کرنا نہیں چاہتا تھا، شیخ ابو اسحاق نے ان فتنوں کی وجہ سے غصہ میں آ کر بغداد سے جانے کا ارادہ کیا۔ تو خلیفہ نے اس کو پیغام بھیجا جس میں اس کو تسلی دی۔ پھر خلیفہ نے اسکو، شریف ابوجعفر کو، ابو سعد صوفی کو اور ابو نصر القشیری کو وزیر کے پاس جمع کیا۔ وزیر علی ابوجعفر کی تعظیم کرتے ہوئے اس کے افعال اقوال کی طرف زیادہ متوجہ ہوا۔ یہ دیکھ کر شیخ ابو اسحاق کھڑے ہوئے اور بولے کہ میں وہ شخص ہوں جسے آپ جانتے ہو جبکہ میں جوان تھا، یہ میری اصول میں کتابیں ہیں جس میں میں نے اشعریہ کے خلاف باتیں لکھیں ہیں۔ پھر انہوں نے ابوجعفر کے سر چوما۔ ابوجعفر نے اس سے کہا آپ نے سچ کہا لیکن جب آپ فقیر تھے تو آپ نے اپنی دل کی بات ظاہر نہیں کی تھی اب چونکہ سلطان اور نظام الملک کی طرف سے آپ کی مدد و نصرت ہو گئی ہے۔ اور آپ سیر ہو گئے ہیں اس لئے آپ نے اپنے دل کی بات کو ظاہر کر دیا۔ اس کے بعد ابو سعد صوفی نے بھی کھڑے ہو کر شریف ابوجعفر کے سر کو چوما اور نرمی سے مخاطب ہوا، لیکن وہ ان کی طرف غصہ سے متوجہ ہوا اور کہا کہ اے شیخ جب فقہاء مسائل اصول میں بات کرتے ہیں تو انہیں ایک ملکہ حاصل ہوتا ہے لیکن آپ تو صرف سماع والے اور ڈھیلے ڈھالے قسم کے آدمی ہو، تو ہم میں سے کون تیرے باطل سے مقابلہ کرے گا۔ پھر اس نے وزیر سے کہا کہ آپ ہمارے درمیان کب صلح کراؤ گے اور ہمارے درمیان صلح کیسے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہم ان چیزوں کو واجب سمجھتے ہیں اور ان کا اعتقاد رکھتے ہیں، یہ لوگ ان کو حرام قرار دیتے ہیں اور ان اعمال کے مرتکب کی تکفیر کرتے ہیں اور خلیفہ کے دادا القائم اور القادر نے لوگوں کے سامنے کھلم کھلا اپنے مذہب کا اقرار کیا جو کہ اہل سنت والجماعت اور سلف صالحین کے مطابق تھا، ہم بھی اسی مذہب پر قائم ہیں جیسا کہ اہل عراق واہل خراسان اس مذہب پر متفق ہیں۔ اسی مذہب کو تمام کچہریوں میں لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔ پس وزیر نے یہاں کا سارا معاملہ بتانے کے لئے بادشاہ کو خط بھیجا۔ بادشاہ کا جوابی خط آیا جس میں ساری جماعت کا اور خصوصاً شریف ابوجعفر کا شکریہ ادا کیا گیا تھا۔ پھر خلیفہ نے ابوجعفر کو سلام پیش کرنے کے لئے اور اس کی دعا سے تبرک حاصل کرنے کے لئے دار الخلافہ طلب کر لیا۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس سال ماہ ذی قعدہ میں، بغداد، واسط اور سواد میں امراض کثرت سے پھیل گئے جبکہ ملک شام سے بھی ایسے ہی خبر آئی۔ اس سال بغداد سے بری باتیں اور بے حیا عورتیں نکال دی گئیں۔ فاسق وفاجر لوگ بھی وہاں سے بھاگ گئے۔ اسی سال نصر بن محمود بن مرداس نے اپنے والد کی وفات کے بعد حلب پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ اسی سال امیر علی بن ابو منصور بن قرامز بن علاؤ الدین بن کالویہ نے الست خاتون سے نکاح کیا جو کہ بادشاہ الپ ارسلان کی کے چچا داؤد کی بیٹی تھی اور خلیفہ القائم بامر اللہ کی بیوی تھی۔ اس سال بادشاہ دمشق اقسیس نے مصر کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے حاکم المستنصر باللہ کو پریشان کیا لیکن پھر دمشق واپس آ گیا اور اس سال امیر جفل ترکی مقطع کوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**اسفہد وست بن محمد بن الحسن ابو منصور الدیلمی** ...... شاعر تھے انہوں نے عبداللہ بن حجاج اور عبدالعزیز نباتہ وغیرہ سے ملاقات کی جو کہ شاعر تھے۔ یہ شیعہ تھے، بعد میں انہوں نے توبہ کر لی اور اپنے ایک قصیدہ میں انہوں نے اپنے اعتقاد کے بارے میں بتایا ''جب مجھ سے میرے اعتقاد کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میرا مذہب وہ ہی ہے' 'جو نیک لوگوں کا مذہب ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ محمد ﷺ کے بعد سب سے بہتر انسان حضور کا صدیق اور ان کا غار کا ساتھی ہے پھر ان کے بعد تین شخص (عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضی رضی اللہ عنہ) سب سے زیادہ مخلوق میں بہترین ہیں وہ پاکیزہ لوگوں کے سردار اور معزز ہیں۔ یہ ہی میرا عقیدہ ہے اور اسی میں اپنی کامیابی اور جہنم کی آگ سے آزادی کی امید رکھتا ہوں۔

**طاہر بن احمد بن بابشاز** [۲] ......ابوحسن بصری ونحوی، یہ مصر میں جامع عمرو بن العاص کی چھت سے گر گئے تھے، اور اسی سال رجب میں فوراً ہی انتقال کر گئے۔ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ یہ مصر میں اپنے اہل زمانہ کے درمیان امام نحو تھے۔ آپ کی نحو پر بہت سی مفید کتابیں ہیں جن میں ان کا مقدمہ اور اس کی شرح اور زجاجی کی شرح الجمل بھی شامل ہے راوی کہتے ہیں کہ آپ کا مصر میں یہ کام ہوتا تھا کہ جو بھی خط دیوان انشاء میں لکھے جاتے تھے وہ پہلے آپ کے سامنے پیش کئے جاتے تھے۔ تو ان خطوط میں جو کمی وغیرہ رہ جاتی تھی اس کی اصلاح فرمادیتے تھے۔ ان کے بعد ان خطوط کو متعین کیے گئے پتے پر روانہ کیا جاتا تھا، اس کام پر اچھی خاصی تنخواہ تھی اور ایک عمدہ مرتبہ تھا۔ ایک دفعہ کی بات ہے کہ آپ اپنے دوستوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک ایک بلی آ گئی تو انہوں نے اس کے واسطے کوئی چیز پھینکی بلی نے اسے اٹھایا اور تیزی سے بھاگ گئی، پھر دوبارہ آ گئی، انہوں نے دوبارہ اس کے واسطے کوئی چیز پھینک دی بلی اس کو بھی جلدی سے لے گئی۔ تیسری مرتبہ پھر آ گئی۔ اس بار بھی انہوں نے اس کے لئے کچھ پھینک دیا۔ اور بالاخر ان کی وفات اسی سال جمادی الاخری کے مہینے میں نیشاپور ہی میں ہوئی۔

لیکن ساتھ میں وہ یہ بات بھی جان گئے کہ یہ خود سارا نہیں کھا رہی، اس لئے انہوں نے اس کا تعاقب کیا، تو کیا دیکھتے ہیں جہاں بلی جا رہی تھی وہاں ایک اور اندھی بلی تھی۔ اس بات انہیں بہت زیادہ تعجب ہوا۔ شیخ نے کہا یا سبحان اللہ یہ ایک چوپایہ جانور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق دوسرے کے ذریعہ اس تک پہنچایا تو کیا وہ مجھے رزق نہیں دیگا۔ حالانکہ میں اس کا بندہ ہوا اور اس کی عبادت کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے تمام مراتب چھوڑ دیئے اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا اور جامع عمرو بن العاص کے ایک کمرہ میں عبادت اور اشتغال وغیرہ میں لگ گئے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ علم نحو میں آپ کی تعلیقات کو جمع کیا گیا ہے جو کہ تقریباً 15 جلدوں پر مشتمل ہیں۔ آپ کے شاگرد جیسے ابن بری وغیرہ ان کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں تعلیق الغرفہ کے نام سے پکارتے ہیں۔

**عبداللہ بن محمد بن عبداللہ** [۲] ......ابن عمر بن احمد بن مجمع بن محمد بن یحییٰ بن معبد بن ہزارمرد ابومحمد الصریفینی جو کہ ابن معلم کے نام سے بھی مشہور ہیں مستند و مشہور مشائخ احادیث میں سے ایک ہیں یہ اپنی درازعمری کی وجہ سے مشائخ کی جماعت سے متفرد ہیں وہ آخری شخص ہیں جنہوں نے الجعدیات کو عن ابن حبابہ عن ابی قاسم البغوی عن علی بن الجعد کے طریق سے بیان کیا ہے، وہ ہمارا سماع ہے، اس کی وجہ سے بہت لوگوں نے ان کی طرف سفر کیا، حفاظ کی ایک جماعت نے ان سے اس کا سماع کیا جن میں خطیب بھی داخل ہیں۔ وہ قابل بھروسہ راوی اور اچھے طریقہ پر چلنے والے تھے۔ صاف دل کے تھے ان کی وفات صریفین کے مقام پر ۸۵ سال کی عمر میں ہوئی۔

**حیان بن خلف** [۳] ......ابن حسین بن حیان بن محمد بن حیان بن وھب بن حیان ابومروان القرطبی بنی امیہ کے غلام تھے تاریخ المغرب

---

(۱) (انباہ الرواۃ: ۹۵/۲، ۹۷، اشارۃ التعیین: الورقۃ ۲۲، ۲۳، بغیۃ الوعاۃ ۱۷/۲، تتمۃ المختصر ۵۷۱/۱، تلخیص ابن مکتوم ۸۷، ۸۸، حسن المحاضرۃ: ۵۳۲/۱، روضات الجنات: ۳۳۸، شذرات الذھب: ۳۳۳/۳، طبقات ابن قاضی شھبۃ ۸۷/۲، العبر ۲۷۱/۳، الفلاکۃ والمفلوکین ۱۱۲، کشف الظنون ۱/ق ۱۱، ۲۲۳، ۲۰۳، ۲۰۴، ۱۲۱۲/۲، ۱۷۹۴، ۱۸۰۴، الکامل لابن الأثیر ۱۰۲/۱۰، مرآۃ الجنان ۹۸/۳، معجم الأدباء ۱۷/۱۲، ۱۹، المنتظم ۳۰۹/۸، المختصر ۱۹۳/۲، مسالک الأبصار ۴۵۹/۳/۴، ۴۶۱، النجوم الزاھرۃ: ۱۰۵/۵، نزھۃ الألباب ۳۶۱، وفیات الأعیان: ۵۱۵/۲، ۵۱۷، الوافی بالوفیات ۳۹۰/۱۲، قال ابن خلکان وبابشاذ بباء بن موحدتین بینھما ثم شین معجمۃ وبعد الألف الثانیۃ ذال معجمۃ وھی کلمۃ عجمیۃ تتضمن الفرح والسرور)

(۲) (الأنساب المتفقۃ ۸۷، الأنساب ۵۹/۸، تاریخ بغداد ۱۴۶/۱۰، ۱۴۷، شذرات الذھب ۳۳۳/۳، العبر ۲۷۱/۳، الکامل ۱۰۲/۱۰، اللباب ۲۴۰/۲، معجم البلدان ۴۰۳/۳، ۴۰۴، المنتظم ۳۰۹/۸، ۳۱۰)

(۳) (بغیۃ الملتمس: ۲۷۵، جذوۃ المقتبس ۲۰۰، الذخیرۃ: ۵۷۳/۲/۱، ۶۰۲، شذرات الذھب ۳۳۳/۳، الصلۃ: ۱۵۳/۱، ۱۵۴، العبر ۲۷۰/۳، کشف الظنون ۱۴۵۶/۲، ۱۷۹۲، نفح الطیب، انظر الفھرس تراجم أندلسیۃ لعبد اللہ عنان: ۲۷۱، ۲۸۱، وفیات الأعیان ۲۱۸/۲، ۲۱۹، الوافی ج ۱۵۸/۱۱)

جو کہ ۶۰ جلدوں پر مشتمل ہے اس کے مصنف تھے حافظ ابوعلی الغسانی ان کی فصاحت و بلاغت اور سچائی کی تعریف کیا کرتے تھے۔ فرمایا کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ تین دن کے بعد مبارک بادپیش کرنا محبت کی تحقیر ہے۔ اسی طرح تین بعد تعزیت کرنا مصیبت کو بھڑکانا ہے ابن خلکان نے فرمایا کہ یہ اس سال ماہ ربیع الاول میں فوت ہوئے، کچھ لوگوں نے انہیں خواب میں دیکھا تو ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میری مغفرت ہوگئی ہے۔ تاریخ پر تو میں پریشان و نادم ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے مجھے معاف فرمایا اور میرے گناہوں سے درگزر کیا۔

**ابونصر السحری الوابلی** ...... ان کی نسبت بجستان کے ایک گاؤں کی طرف ہے اس کو اہل کہا جاتا ہے انہوں نے بہت سی حدیثیں سنیں بہت سی کتابیں تصنیف کیں، پھر باہر چلے گئے اور حرم میں مقیم ہو گئے ان کی ایک تصنیف "کتاب الابانہ ہے جو کہ اصول میں ہے، ان کی فروع میں بھی تصنیفات ہیں بعض لوگ حفظ میں الصوری پر ان کو ترجیح دیتے ہیں۔

**محمد بن علی بن الحسین** (۱) ...... ابوعبداللہ الانماطی، جو کہ ابن سکینہ کے نام سے زیادہ مشہور تھے یہ ۳۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ بہت زیادہ احادیث سننے والے تھے ۷۹ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

## سن ۴۷۰ھ کے واقعات وحادثات

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سال ماہ ربیع الاول میں ایک مسجد محلہ نوبہ کی غربی جانب دو کھجور کے درختوں پر بجلی گر گئی جس سے ان کے اوپر والے حصے جل گئے لوگوں نے اوپر چڑھ کر آگ کو بجھایا، اس کی شاخوں کو اتارا تو وہ بجلی سے بھڑک رہی تھیں راوی نے فرمایا کہ نظام الملک کی جانب سے ایک خط شیخ ابواسحاق الشیرازی کے پاس آیا جو ان کے اس خط کے بارے میں تھا، جو انہوں نے حنابلہ کے بارے میں لکھا۔ پھر ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مضمون کے بارے میں بتایا کہ کسی کے مذہب کو بدلنا اور اسے دوسرے مذہب پر لانا ممکن ہوتا ہے، اس علاقہ کے اکثر لوگ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں۔ ان کی عظمت شان و رفعت ائمہ اور عوام کسی سے پوشیدہ نہیں، اتباع سنت کے معاملہ میں بھی آپ کی شان بالکل واضح ہے یہ بات انہوں نے ایک طویل کلام میں بتائی ہے مزید کہا کہ اس سال ماہ شوال میں حنابلہ اور نظامی فقہاء کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ دونوں میں سے ہر ایک فریق کو عوام کی حمایت حاصل تھی ان کے مابین اس جنگ میں تقریباً ۲۰ آدمی مارے گئے جبکہ مزید زخمی بھی ہوئے اس کے بعد جنگ رک گئی۔ راوی نے کہا کہ ۱۹ شوال کو خلیفہ المقتدی کے ہاں ان کا بیٹا المستظہر ابوعباس احمد پیدا ہوا۔ اس خوشی میں شہر کو مزین کیا گیا وزیر مبارک باد وصول کرنے کے لئے بیٹھا۔ پھر اتوار کے دن ۲۶ شوال کو اس کے ہاں ایک دوسرے بچہ کی پیدائش ہوئی، اس کا نام ابومحمد ہارون رکھا گیا۔ روای نے کہا ہے کہ اس سال تاج الدولہ ارسلان شام کا ولی بنا۔ اس نے حلب کا محاصرہ کیا جفل مقطع الکوفی نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ ابن جوزی ذکر فرماتے ہیں کہ وزیر ابن جہیر نے ایک بڑا منبر بنایا تا کہ اس پر بیٹھ کر مکہ میں خطبہ دیا جا سکے جب وہ مکہ پہنچا تو مصریوں کا خطبہ دوبارہ شروع ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے وہ منبر توڑ کر جلا دیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**احمد بن محمد بن احمد بن یعقوب** ...... ابن احمد ابوبکر اسیر بوعی المقری یہ آخری آدمی ہیں جنہوں نے ابوالحسن بن سمعون سے روایت کی ہے۔ یہ قابل بھروسہ، عبادت گذار اور اچھے طور طریقہ والے آدمی تھے خطیب نے آپ کے بارے میں لکھتے ہوئے کہا کہ آپ بہت سچے آدمی تھے۔

(۱) (تاج العروس: ۲۴۰/۹، مادة (سکن)، المنتظم: ۳۱۱/۸)

ان کا اس سال ۸۷ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

**احمد بن محمد** [۱]...... ابن احمد بن عبداللہ ابوالحسن بن النقور البزار، عمر رسیدہ مسندین میں سے ہیں۔ بہت سے نسخوں میں ابن حبان کے طریق سے عن البغوی عن اشیاء متفرد ہیں جیسے نسخہ ھدبہ کامل ابن طلحہ، عمرو بن زرارہ اور ابی السکن البکری' آپ بہت گہرا علم رکھتے تھے۔ یہ حدیث طالوت بن عبادہ پڑھانے کا ایک دینار لیتے تھے۔ اس لئے کہ شیخ ابواسحاق شیرازی نے حدیث پڑھانے پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ ان کو دیا تھا کیونکہ یہ اس کی وجہ سے کمائی وغیرہ کرنے سے قاصر رہتے تھے۔ ان کی وفات ۸۹ سال کی عمر میں ہوئی۔

**احمد بن عبدالملک** [۲]...... ابن علی بن احمد ابوصالح مؤذن نیشاپوری، حافظ، انہوں نے بہت کچھ لکھا، تصنیف و تالیف بھی کی۔ انہوں نے تقریباً ہزار شیوخ سے لکھا، یہ وعظ کیا کرتے تھے اور اذان دیتے تھے ۸۰ سال سے کچھ زیادہ عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

**عبداللہ حسن بن علی**...... ابو قاسم بن ابی محمد الحلالی آخری شخص ہیں جنہوں نے ابوحفص الکنانی سے احادیث روایت کی ہیں۔ انہوں نے بہت حدیثیں سنیں خطیب نے ان سے روایت کی ہے اور انہیں قابل اعتماد قرار دیا ہے ۸۵ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، باب حرب میں دفن کیے گئے۔

**عبدالرحمٰن بن مندہ**...... ابن محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن ابراہیم ابوقاسم بن ابی عبداللہ الامام انہوں نے اپنے والد صاحب، ابن مردویہ اور مختلف جگہ کے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا، ان کی طرف سفر کر کے بہت سی باتوں کو جمع کیا۔ یہ باوقار، اچھا راستہ اختیار کرنے والے، سنت کے پیروکار، اچھے سمجھدار اور امر بالمعروف ونھی عن المنکر کثرت سے کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے اور عبداللہ انصاری ھروی کے ذریعے اسلام کی حفاظت فرمائی ہے۔ یہ ابن مندہ اصبہان کے مقام پر ۸۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ان کے جنازہ میں لوگوں کی اسقدر بڑی تعداد تھی کہ اس کی گنتی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کبھی کوئی نہیں جانتا۔

**عبدالملک بن محمد**...... ابن عبدالعزیز بن محمد بن المظفر بن علی ابوقاسم ھمدانی۔ یہ حفاظ فقہاء اور اولیاءُ اللہ میں سے ایک تھے۔ ان کا لقب بجیرہ تھا، انہوں نے بہت حدیثیں سماع کیں آپ اکثر طلبہ کے واسطے حدیثیں پڑھا کرتے تھے (پڑھاتے تھے) حضرت اسی سال محرم میں دے کے مقام پر فوت ہوئے، ابراہیم الخواص کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

**شریف ابوجعفر حنبلی** [۳]...... عبدالخالق بن عیسیٰ بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی بن ابی موسیٰ الحنبلی العباسی یہ ان فقہاء علماء عبادت گزار متقیوں میں سے تھے جو دیانت، فضل، عبادت اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مشہور تھے۔ آپ اللہ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرتے تھے یہ ۴۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے قاضی ابویعلی بن فراء سے علمی اشتغال رکھا۔ آپ کے استاد نے ابن دامغانی کے پاس ان کی تعریف کی تو انہوں قبول کیا، اس کے بعد انہوں نے شہادت چھوڑ دی وہ

(۱) (تاریخ بغداد: ۳۸۱/۴، ۳۸۲، تذکرۃ الحفاظ: ۱۱۶۴/۳، دول الاسلام: ۴/۲، شذرات الذھب: ۳۳۵/۳، ۳۳۶، العبر: ۲۷۲/۳، ۲۷۳، الکامل: ۱۰۷/۱۰، ۱۰۸، المنتظم: ۳۱۴/۸، النجوم الزاھرۃ: ۱۰۶/۵)

(۲) (ایضاح المکنون: ۱۱۹/۱، تاریخ بغداد: ۲۶۷/۴، تذکرہ الحفاظ: ۱۱۶۲/۳، ۱۱۶۵، التقیید: الورقۃ ۲۳أ، ۲۳ ب، دول الاسلام: ۴/۲، شذرات الذھب: ۳۳۵/۳، طبقات الاسنوي: ۴۰۸/۲، ۴۰۹، طبقات الحفاظ: ۴۳۸، العبر: ۲۷۲/۳، الکامل لابن الأثیر ۱۰۸/۱۰، مراۃ الجنان: ۹۹/۳، معجم الأدباء: ۲۲۴/۳، ۲۲۶، المنتظم: ۳۱۴/۸، النجوم الزاھرۃ: ۱۰۶/۵)

(۳) (دول الاسلام: ۵/۲، ذیل طبقات الحنابلۃ: ۱۵/۱، ۲۶، شذرات الذھب: ۳۳۶/۳، ۳۳۷، العبر: ۲۷۳/۳، ۲۷۴، المنتظم: ۳۱۵/۸، ۳۱۷، النجوم الزاھرۃ: ۱۰۶/۵)

دینداری اور امانت میں مشہور تھے جب خلیفہ قائم بامر اللہ کے انتقال کا وقت آیا تو انہوں نے یہ وصیت کی کہ ان کو شریف ابو جعفر غسل دیں، ان کے واسطے خلیفہ نے بہت سی چیزوں اور عظیم مال کی وصیت کی لیکن انہوں نے کچھ بھی قبول نہ کیا۔ جب حنابلہ اور اشعریہ کے درمیان جنگ ہوئی ابن قشیری کی وجہ سے تو انہیں دار الخلافہ میں اعزاز و اکرام سے قید کر کے رکھا گیا ان کے پاس فقہاء وغیرہ آ کر ان کے ہاتھ و سر کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ مسلسل یہیں رہے یہاں تک کہ بیمار ہو گئے تو آپ کو اپنے گھر والوں کے پاس جانے کی اجازت مل گئی۔ حضرت اپنے گھر میں ۱۵ صفر بروز جمعرات اس سال انتقال کر گئے۔ ان کو امام احمد رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ لوگ آپ کی قبر کے پاس ہر بدھ کی رات کو آ کر بازار گرم کرتے، قبر کے پاس ختم پڑھا کرتے تھے یہاں تک سردی کا موسم آ گیا تو جو کچھ اس وقت تک آپ کی قبر پر پڑھا گیا اور آپ کے لئے بخشا گیا وہ دس ہزار ختم تھے۔ واللہ اعلم۔

**محمد بن محمد بن عبداللہ**...... ابوحسن بیضاوی یہ ربع الکرخ میں فقہائے شافعیہ میں سے ایک تھے۔ ان کے والد کے پاس ان کو دفن کیا گیا۔

## سن ۴۷۱ھ کے واقعات

اس سال سلطان ملک المظفر تاج الملوک تتش بن الپ ارسلان السلجوق دمشق کے بادشاہ بنے اور وہاں کے بادشاہ اقسیس کو قتل کر دیا۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ اقسیس نے اس کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ وہ مصریوں کے خلاف اس کی مدد کرے جب وہ پہنچا تو اقسیس اس کے استقبال کے لئے باہر نہ نکلا۔ تو ارسلان نے اس کے قتل کا حکم دیدیا پس اقسیس اسی وقت قتل کر دیا گیا، اس کے خزانے میں ایک سرخ یاقوت کا پتھر ملا جس کا وزن ۱۷ مثقال تھا۔ جبکہ ساٹھ موتیوں کے دانے بھی نکلے ان میں سے ہر ایک ایک مثقال سے زیادہ تھا۔ اس کے علاوہ ۱۰۰۰۰ دینار اور ۲۰۰ سونے کی زینیں وغیرہ بھی نکلیں۔ وہ یہ اقسیس ہے جو اتسر بن اوف الخوارزمی ہے ان کا لقب معظم تھا وہ نیک بادشاہ تھے نیک سیرت اور اچھی عادات کے مالک تھے۔ انہوں نے رافضیت کو شام کے علاقوں سے ختم کیا، حی علی خیر العمل والی اذان انہوں نے ہی شام میں بند کرائی۔ تمام صحابہ سے راضی ہونے کا حکم دیا۔ انہوں نے دمشق میں وہ قلعہ بھی تعمیر کیا جو شام محروسہ میں اسلام کا قلعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے، ان کی قبر کو رحمت سے تر کرے، ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس میں بنائے۔ اس سال وزیر ابن جہیر نظام الملک کے حکم سے معزول کر دیا گیا اس وجہ سے کہ اس نے شافعیہ کو کے خلاف مدد کی تھی، پھر جب مقتدی نے نظام الملک سے اس کے لوٹانے کے بارے میں درخواست کی تو اس کے لڑکے لوٹایا گیا جبکہ اسے چھوڑ دیا گیا۔ اس سال سعد الدولہ جو ہر امیر بغداد آیا۔ اس کی خوشی میں اوقات نماز میں اس کے گھر کے سامنے ڈھول بجائے گئے۔ اس نے خلیفہ کی بے ادبی کی اور گھوڑوں کی رسیاں باب الفردوس پر باندھیں۔ خلیفہ کو اس کا معاملہ کے بارے میں لکھا گیا تو خلیفہ کی جانب سے ایک خط آیا جس میں اس پر ڈانٹ تھی، اس سال مقطع الکوفہ جنفل الترکی کی قیادت میں لوگوں نے حج کیا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا فرمائے۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**سعد بن علی** (۱)...... ابن محمد بن علی بن حسین بن ابوقاسم الزنجانی۔ انہوں نے آفاق کا سفر کیا اور بہت حدیثیں حاصل کیں۔ وہ امام، حافظ،

(۱) (الاکمال: ۴/۲۲۹، الأنساب: ۶/۳۰۷، تبصير المنتبه: ۲/۶۶۱، تذكرة الحفاظ: ۳/۱۱۷۴، ۱۱۷۸، دول الاسلام: ۲/۵، شذرات الذهب: ۳/۳۳۹، ۳۴۰، العقد الثمين: ۴/۵۳۵، ۵۳۶، العبر: ۳/۲۷۶، المشتبه: ۱/۳۲۴، المنتظم: ۸/۳۲۰، النجوم الزاهرة: ۵/۱۰۸، والزنجاني بفتح الزاي وسكون النون وفتح الجيم وفي آخر هانون هذه النسبة الى زنجان وهي بلدة على حدود أذربيجان من بلاد الجبل.)

عبادت گذار تھے۔ پھر آخری عمر میں مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے لوگ ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ حجر اسود کو چومنے کی بجائے ان کے ہاتھ زیادہ چومتے تھے۔

**سلیم بن الجوزی**...... یہ نسبت دجیل کے کسی گاؤں کی طرف ہے۔ وہ عبادت گذار پرہیز گار تھے۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ ایک مدت تک کشمش کے ایک دانے پر ہر روز گذارہ کرتے تھے انہوں نے حدیث کا سماع کیا اور ان سے بھی سماع کیا گیا۔

**عبداللہ بن شمعون**...... ابواحمد الفقیہ المالکی القیر وانی۔ بغداد میں فوت ہوئے جبکہ باب حرب میں دفن کئے گئے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

## ۴۷۲ھ کے واقعات وحادثات

اس سال بادشاہ غزنہ ملک محمود بن مسعود بن محمود بن سبکتگین نے بلاد ھند کے کئی قلعوں پر قبضہ کرلیا پھر اپنے ملک صحیح سالم اور مال غنیمت لے کر پہنچا اس سال ابوجعفر بن المقتدی باللہ کی پیدائش ہوئی۔

اس کی پیدائش پر سے بغداد کو مزین کیا گیا۔ اس سال صاحب موصل امیر شرف الدولہ مسلم بن قریش بن بدران العقیلی اپنے باپ کی وفات کے بعد بادشاہ بنا۔ اس سال منصور بن مروان بلاد بکر کا اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنا۔ اس سال سلطان نے ابن علان یہودی ضامن بصرہ کو غرق کرنے کا حکم دیا۔ اس کے ذخائر میں سے چار لاکھ دینار ہتھیا لیے بصرہ کے خمار تکین کے لئے ایک لاکھ دینار، سوگھوڑوں کا ہر سال ضامن ہوا۔ اس سال عبید اللہ بن نظام الملک نے تکریت پر قبضہ کرلیا۔ اس سال لوگوں نے جنفل الترکی اقتداء میں حج کیا اور مکہ سے مصریوں کا خطبہ ختم کردیا۔ اب مکہ مکرمہ میں مقتدی اور سلطان ملک شاہ سلجوقی کا خطبہ شروع ہوا۔

## اس سال فوت ہونے والے افراد

**عبدالملک بن الحسن بن احمد بن حیرون**...... ابونصرہ بہت سی حدیثوں کا سماع کیا تھا۔ وہ متقی وعبادت گذار تھے۔ مسلسل روزے رکھتے تھے اور ہر دن ایک قران شریف کا ختم کیا کرتے تھے رحمہ اللہ۔

**محمد بن محمد بن احمد** [1]...... بن حسین بن عبدالعزیز بن مہران بن العکبری۔ انہوں نے ھلال حفار، ابن زرقویہ اور الحمامی وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا، فاضل وبہترین شاعر بھی تھے ان کے چند اشعار یہ ہیں۔ ''جولوگ پہلے گذر چکے ہیں اور جنھوں نے ہمیں اپنا جانشین بنایا ہے میں ان کے بارے میں طویل غور وفکر کرتا ہوں وہ لوگ موت کے بعد ذکر ہونے کی وجہ سے زندہ ہیں ہم چونکہ گمنام ہیں اس لئے زندہ رہ کر بھی مردہ ہیں'' اس سال رمضان میں ان کا انتقال ہوا، ان کی عمر ستر سال تھی۔

**ھاج بن عبداللہ** [2]...... شام کے خطیب تھے حدیثیں سنی ہوئی تھیں۔ وہ اپنے زمانہ کے پرہیز گاروں فقیہوں اور عبادت گذاروں

(۱) الأنساب: ۹/ ۲۸، تاریخ بغداد: ۳/ ۲۳۹، شذرات الذهب: ۳/ ۳۴۲، العبر: ۳/ ۲۷۸، الكامل في التاريخ: ۱۰/ ۱۱۷، المنتظم ۸/ ۳۲۵. وقد تقدم الكلام على هذه النسبة في الترجمة رقم (۶۴) ت (۲).

(۲) الأنساب المتفقة: ۴۳، ۴۴، الأنساب: ۴/ ۱۷۰، دول الاسلام: ۲/ ۵، شذرات الذهب: ۳/ ۳۴۲، ۳۴۳ العبر: ۳/ ۲۷۸، ۲۷۹، العقد الثمين: ۷/ ۳۸۰، ۳۸۱، طبقات الأسنوي: ۱/ ۴۲۷، ۴۲۸، طبقات السبكي: ۵/ ۳۵۵، اللباب: ۱/ ۳۷۴، معجم البلدان: ۲/ ۲۷۳، ۲۷۴، المنتظم: ۸/ ۳۲۶، النجوم الزاهرة: ۵/ ۱۰۹، وقد ورد اسمه في (الأنساب) و (اللباب) و (معجم البلدان) هياج بن محمد بن عبيد وفي (البداية) هياج بن عبدالله.

میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ کافی عرصہ تک مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے وہاں فتوے دیتے رہے۔ روزانہ تین بار پیدل عمرہ کیا کرتے تھے جب سے وہ مکہ آئے انہوں نے جوتے وغیرہ نہیں پہنے۔ وہ شہریوں کے ساتھ پیدل جا کر حضور ﷺ کی قبر کی زیارت کرتے تھے اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر طائف جا کر زیارت کیا کرتے تھے۔ کوئی چیز ذخیرہ نہیں کرتے تھے صرف ایک ہی قمیض پر اکتفاد کیا کرتے تھے۔ اہل روافض کے کسی فتنہ میں مکہ کے ایک امیر نے آپ کو مارا جس سے آپ کافی دن تک بیمار رہے اور پھر انتقال کر گئے ۸۰ سال سے کچھ زیادہ عمر پائی۔ رحمہ اللہ

## سن ۴۷۳ھ کے واقعات وحادثات

اس سال سلطان ملک شاہ کا بھائی خراسان کے بعض علاقوں کا حکمران بنا۔ اس سال واعظین کو وعظ کی مجلس کرنے کی اجازت مل گئی جنہیں فتنہ ابن قشیری میں مجلیس وغیرہ کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ اس سال نوجوانوں کی ایک جماعت کو گرفتار کرلیا گیا جنہوں نے ایک شخص عبدالقادر ہاشمی کو اپنا امیر بنایا ہوا تھا۔ جنہوں نے دور دراز علاقوں سے اس کے ساتھ خط وکتابت کی جو شخص اس کے لئے محنت وکوشش وغیرہ کرتا اسے ابن رسول کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ جامع براثا کے پاس جمع ہوا کرتے تھے ان کے بارے میں یہ خوف ہوا کہ وہ کہیں مصریوں کے حمایتی نہ ہوں اس لئے ان کی گرفتاری کا حکم جاری کیا گیا۔ لوگوں نے جفل کی زیر قیادت حج کیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**احمد بن محمد بن عمر** ...... ابن محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ بن الاخضر المحدث، علی بن شاذان سے انہوں نے احادیث سن رکھی تھیں۔ وہ ظاہریہ کے مذہب پر چلتے تھے۔ تلاوت خوب کرتے تھے، نیک سیرت آدمی تھے دنیا سے کم تعلق والے اور قناعت پسند تھے۔ رحمہ اللہ۔

**الصلیحی** ...... یمن پر غالب ہونے والے۔ ابوالحسن علی بن محمد بن جنکا لقب صلیحی تھا ان کے والد یمن کے قاضی تھے سنی تھے پیدائش کے بعد انہوں نے علم سیکھا، بہت سے علوم میں مہارت حاصل کی جبکہ یہ قرامطی شیعہ کے مذہب پر تھا۔ اس کے بعد یہ پندرہ سال حاجیوں کی رہنمائی کے کام میں لگا رہا۔ لوگوں میں اس کے بارے میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی وہ جلد ہی یمن پر قبضہ کرلیگا۔ اس کے قتل کے بعد بلادیمن میں حاکم تہامہ نجاح آ گیا قلیل ہی مدت میں تمام بلادیمن میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ ۵۵۵ھ میں اس کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ بادشاہ مصر نے مستنصر عبیدی کا خطبہ دیا۔ اس سال وہ ۲۰۰۰ شہسواروں کے جھنڈ میں حج کرنے نکلا تو سعید بن نجاح کی مختصر جماعت نے حج کے موسم میں ان سے چھیڑ چھاڑ کی تو وہ جنگ کے لئے تیار ہوگیا۔ اس میں یہ اور اس کا بھائی مارے گئے۔ سعید بن نجاح نے اس کے بعد اس کے ملک اور ذخائر پر قبضہ کرلیا۔ صلیحی کے کچھ اشعار یہ ہیں "میں نے سفید ہندی تلواروں کا ان کے گندمی نیزوں سے نکاح کردیا ہے، ان کے سر چوڑائی میں کٹے، اور بکھرے پڑے ہیں۔ اسی طرح بلندیوں کا نکاح جائز نہیں ہوتا مگر جبکہ عمروں کو طلاق ہو"۔

**محمد بن الحسین** (۱) ...... ابن عبداللہ بن احمد بن یوسف بن الشبلی ابوعلی، جو کہ بغدادی شاعر تھے۔ انہوں نے اسناد حدیث کا کام کیا،

(۱) (الأنساب: ۲۸۴/۷، الأنساب المتفقة: ۸۲، ۸۳، البدر السافر: (۹۱)، دمية القصر: ۹۰۷/۲، ۹۰۸، طبقات الأطباء: ۳۳۳، ۳۴۰، فوات الوفيات: ۳۴۰/۳، ۳۴۴، كشف الظنون: ۷۶۲، ۸۱۳، اللباب: ۱۸۳/۲، المحمدون من الشعراء: ۲۷۰، معجم الأدباء: ۱۰، ۲۳، ۲۵، المستفاد من ذيل تاريخ بغداد: ۸، ۹، النجوم الزاهرة: ۱۱۱/۵، وفيات الأعيان: ۳۹۳/۴، الوافي بالوفيات: ۱۱/۳، ۱۲)

ان کے بڑے عمدہ اشعار ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں ”کسی ملامت گر اور عذر کرنے والے سے اپنے دونوں حال یعنی غمی اور خوشی بیان نہ کر سختی کا اظہار کرنے والوں پر رحم کرنے کے لئے دل میں دشمنوں کی دشمنی کی طرح تلخی ہوتی ہے بخیل مال جمع کرنے کی لالچ میں اپنی زندگی ختم کردیتا ہے جبکہ جو وہ چھوڑتا ہے وہ حوادث اور ورثاء کے لئے ۔ ۔ ۔ ہے جیسے ریشم کا کیڑا جو بناتا ہے اسے خراب کردیتا ہے، وہ جو بناتا ہے دوسرے اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں“۔

**یوسف بن الحسن**......ابن محمد بن الحسن، ابوقاسم عسکری، یہ اہل خراسان میں سے شہرنجان کے فرد تھے ۳۹۵ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔علم فقہ ابواسحاق شیرازی سے حاصل کیا، ان کے بڑے شاگرد تھے عبادت گذار تھے اللہ سے ڈرنے والے، ذکر کرتے ہوئے بہت زیادہ رونے والے اور عبادت میں پیش پیش رہنے والے تھے تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

## سن ۴۷۴ھ کے واقعات وحادثات

اس سال ابوکامل منصور ابن نورالدولہ دبیس اپنے باپ کے متعلقہ علاقوں کا متولی بن گیا۔سلطان اور خلیفہ نے اس کو خلعت دی۔اس سال ملک شرف الدولہ مسلم بن قریش نے حران میں اپنی حکومت قائم کرلی حاکم رہاء سے صلح کرلی، اس سال تتش بن الپ ارسلان حاکم دمشق نے انطرطوس شہر کو فتح کرلیا۔اس سال خلیفہ نے ابن جہیر کو بادشاہ کے پاس پیغام دیکر بھیجا کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کردے۔اس کی ماں نے رشتہ قبول تو کرلیا لیکن ساتھ میں یہ شرط لگائی کہ وہ دوسری بیوی اور لونڈی نہیں رکھے گا اور وہ سات دن ماں کے پاس رہیگی پس یہ شرط طے ہوگئی۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**داؤد بن سلطان بن ملکشاہ**......اس کے باپ نے اس کی موت پر بہت غم کیا بلکہ وہ تو اس پر شاید اپنے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کرچکا تھا، امراء وغیرہ نے اس کو اس بات سے روکا۔وہ اس شہر سے منتقل ہوگیا، عورتوں کو حکم دیا کہ میرے بیٹے پر نوحہ کریں، جب یہ خبر بغداد پہنچی تو وہاں وزیر تعزیت کے لئے بیٹھ گیا۔

**القاضی ابوولید الباجی**[1] ......سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب تجیبی، اندلسی، الباجی، مسلک مالکی کے فقیہ تھے۔احادیث وفقہ میں حافظوں میں سے ایک تھے۔بہت سی حدیثیں سنی ہوئی تھیں۔حدیث کی وجہ سے ۴۲۶ھ میں بلاد مشرق کا سفر کیا وہاں بہت حدیثیں سنیں۔اس وقت کے ائمہ جیسے قاضی ابوطیب طبری اور ابواسحاق شیرازی سے صحبت اختیار کی۔شیخ ابوذر الھروی کے ساتھ تین سال مکہ کے پڑوس میں رہے تین سال بغداد میں رہے۔ایک سال موصل میں وہاں کے قاضی ابوجعفر السمنانی کے ساتھ رہے۔ان سے فقہ اور اصول حاصل کیا۔خطیب بغدادی سے احادیث سنیں۔انہوں نے بھی ان سے احادیث سنیں۔ان سے یہ دو خوبصورت شعر مروی ہیں ”جب میں یہ علم یقینی طور پر حاصل کرلوں کہ ساری زندگی ایک سیکنڈ کی مانند ہے۔تو میں اس کا مہمان کیوں نہیں بن جاتا کہ اس کو نیکی وفرنبرداری والا بناؤں“ ۱۳ سال بعد وہ اپنے ملک واپس آ گیا۔وہاں کے قاضی بنے۔یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ حلب کے بھی قاضی بن گئے تھے۔ابن خلکان نے ان کے بارے میں بتایا کہ ان کی کچھ تصنیفات بھی ہیں المنتقی فی شرح الموطا ر نے احکام الفصول فی احکام الوصول الجرح والتعدیل وغیرہ وغیرہ۔ان کا سن پیدائش ۴۰۳ھ ہے۔یہ شب جمعرات مغرب وعشاء کے درمیان

(۱) (الاکمال: ۱/۴۶۸، ایضاح المکنون: ۱/۴۸، ۷۴، الأنساب: ۲/۱۹، ۲۰، بغیۃ الملتمس: ۳۰۲، ۳۰۳، تبصیر المنتبہ: ۱/۵۷۲، ۵۷۳، ترتیب المدارک: ۴/۸۰۲، ۸۰۸، الخریدۃ: ۱۲/الورقۃ ۱۵۷، الدیباج المذھب: ۱/۳۷۷، ۳۸۵)

اسی سال ۲۷؍ رجب کو انتقال کر گئے۔

**ابوالاغر دبیس بن علی بن مزید** ...... انکا لقب نورالدولہ تھا۔ اس سال ۸۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، ان میں سے ساٹھ سال کچھ اوپر امیر رہے۔ ان کے بعد ان کا بیٹا امیر مقرر ہوا۔ جسکا لقب بہاء الدولہ تھا۔

**عبداللہ بن احمد بن رضوان** ...... ابوقاسم بغداد۔ یہ امراء میں سے تھے تین سال شقیقہ کی بیماری میں مبتلا رہے۔ بیماری کے دنوں میں ایک تاریک جگہ میں رہتے تھے، نہ یہ روشنی کو دیکھ پاتے تھے، نہ ہی آواز سن پائے تھے۔

## ۴۷۵ھ کے واقعات وحادثات

اس سال مؤید الملک آکر اپنے باپ کے مدرسہ میں رہا۔ تین نمازوں کے اوقات میں اس کی آمد کی خوشی میں دروازہ پر ڈھول بجائے جاتے تھے۔ اس سال شیخ ابواسحاق شیرازی کو قاصد بنا کر سلطان ملکشاہ اور وزیر نظام الملک کے پاس روانہ کیا گیا۔ شیخ ابواسحاق جب بھی کسی شہر سے گذرتے تو شہر والے اپنے بچوں اور عورتوں کو لے کر باہر آتے، ان سے ملاقات کرتے، تبرک حاصل کرتے، ان کی سواری کو چھوڑ کر کبھی کبھار وہ آپ کی سواری کے پاؤں کے نیچے سے مٹی بھی لے لیتے۔ اسی طرح جب شیخ وہ پہنچے تو وہاں کے لوگ ان کے استقبال کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ وہ وہاں جس بازار سے بھی گذرتے تو لوگ ان کو اپنی عمدہ اشیاء ہدیہ میں پیش کرتے یہاں تک کہ موچیوں کے پاس سے گذرتے تو انہوں نے اپنے چھوٹے سلیپر دیدیئے تو شیخ ان پر تعجب کرتے۔ اسی سال خلیفہ کی طرف سے سلطان ملک شاہ کی بیٹی کے لئے دوبارہ خطبہ دیا گیا۔ اس کی ماں نے ۴ لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔ اس کے بعد ۵۰۰۰۰ ہزار دینار دینے پر اتفاق رائے ہو گیا۔ اس سال بادشاہ نے اپنے بھائی تتش سے جنگ کی، اسے قید کر لیا لیکن پھر چھوڑ دیا جبکہ دمشق اور اس کے مضافات میں قبضہ کر لیا۔ اس سال لوگوں نے جنفل کی زیر قیادت حج کیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**عبدالوھاب بن محمد** [1] ...... ابن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ ابوعمر، حدیث کے گھرانے کے حافظ تھے انہوں نے دور دراز کا سفر کیا، بہت سی حدیثیں سنیں، اصبہان میں ان کی وفات ہوئی۔

**ابن ماکولا** [2] ...... الامیر ابونصر علی ابن ابوزیر ابوقاسم ھبۃ اللہ بن علی بن جعفر بن غلکان بن محمد بن دلف بن ابودلف التمیمی، امیر سعد الملک، ابونصر بن ماکولا، یہ ائمہ حدیث اور سادات امراء میں سے تھے انہوں نے چکر لگائے، سفر کیے، اور احادیث بہت سنیں۔ الاکمال فی المشتبہ من اسماء

(۱) (دول الاسلام: ۶/۲، شذرات الذھب: ۳۴۸/۳. العطر: ۲۸۲/۳، الکامل: ۱۲۸/۱۰، المنتظم: ۵/۹.)

(۲)(تاریخ ابن عساکر: ۲۸۰/۱۲/۱. ۲۸۱/۱، تتمة المختصر: ۵۷۳/۱، تاريخ بروكلمان من النسخة العربية، دول الاسلام: ۷/۲ ۱، الرسالة المستطرفة: ۱۱۶، شذرات الذهب: ۳۸۱/۳. ۳۸۲، طبقات ابن قاضي شهبة في وفيات: ۴۷۵، طبقات الحفاظ: ۴۴۴، فوات الوفيات: ۱۱۰/۳. ۱۱۲، كشف الظنون: ۱۴۳۷. ۱۷۵۸، الكامل: ۱۲۸/۱۰، مقدمُ الاكمال: ۷/۱. ۸. ۱۸. ۲۱، مرآة الجنان: ۱۴۳/۳. ۱۴۴، المستفاد من ذيل تاريخ بغداد: ۲۰۱. ۲۰۳، المنتظم: ۵/۹. ۲۹، معجم الأدباء: ۱۰۲/۱۵. ۱۱۱، المختصر في أخبار البشر: ۱۹۴/۲، النجوم الزاهرة: ۱۱۵/۵. ۱۱۶، هدية العارفين: ۶۹۳/۱، وفيات الأعيان: ۳۰۵/۳. ۳۰۶.)

الرجال کتاب لکھی۔ یہ ایک بڑی عمدہ کتاب ہے اتنی عمدہ کتاب کسی نے نہیں لکھی تھی کسی نے اس میں غلطیاں نہیں نکالیں مگر ابن نقطہ نے اپنی کتاب جسکا نام استدراک ہے اس میں غلطیاں نکالی ہیں۔ اس سال ان کے غلاموں نے ان کو کرمان میں قتل کر دیا ان کی پیدائش ۴۲۰ھ میں ہوئی ۵۵ سال زندہ رہے، ابن خلکان نے کہا کہ ان کو ۴۷۹ھ میں قتل کیا گیا بعض نے کہا کہ ان کا قتل ۴۸۷ھ میں ہوا۔ ابن خلکان نے بتایا کہ ان کا باپ قائم بامراللہ کا وزیر تھا۔ جبکہ ان کا چچا عبداللہ بن حسین بغداد کا قاضی تھا۔ مزید کہا کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان کو امیر کا نام کیوں دیا گیا ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ یہ اپنے دادا امیر ابی دلف کی طرف منسوب ہوں۔

یہ اصل میں جرباذقان کے تھے ماہ شعبان میں عکبر اشہر ۴۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے فرمایا کہ خطیب بغدادی نے جو کتاب المؤتنف تصنیف کی اس میں انہوں نے دارقطنی اور عبدالغنی کی دو کتابوں المؤتلف والمختلف کے درمیان تطبیق دی ہے اس کے بعد ابن ماکولا آئے انہوں نے خطیب پر اضافہ کیا جسکا نام کتاب الاکمال رکھا۔ وہ انتہائی مفید، شکوک کو دور کرنے والی اور منضبط کتاب ہے۔ اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ یہ امیر اس فضیلت کے بعد کسی دوسری فضیلت کا محتاج نہیں۔ اس کتاب میں ان کی کثرت اطلاع وضبط وتحریر واتقان کے بارے میں ان کی مہارت کا پتہ چلتا ہے کچھ اشعار بھی ان کی طرف منسوب ہیں جن میں سے چند یہ ہیں ''اس زمین سے اپنے خیمے نکال لے جس میں تیری توہین ہوتی ہو۔ ذلت سے کنارہ کشی کر کیونکہ اس سے دور ہی رہنا چاہے۔ جب ملک میں نقصان ہو جائے تو وہاں سے نکل جا، خوشبودار لکڑی اپنے ملک میں ایندھن بن جاتی ہے۔

## ۴۷۶ھ کے واقعات وحادثات

اس سال عمید الدولہ ابن جہیر وزارت خلیفہ کی طرف سے معزول کر دیا گیا تو وہ اپنے بیوی بچوں کو لے کر سلطان کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں نے بادشاہ کے وزیر نظام الملک کے پاس جانے کا ارادہ کیا، تو وزیر نے اس کے بیٹے فخر الدولہ کو بلاد بکر کا امیر بنا دیا۔ وہ خلعتوں، ڈھولوں اور فوجوں کے ساتھ وہاں گیا اور حکم دیا کہ اسے ابن مروان سے لے اور اس میں اپنا خطبہ دے۔ سکہ پر اپنا نام لکھے پس اس نے مسلسل کوششوں کے بعد ان سے چھین لیا اس کا ملک ان کے ہاتھوں برباد ہو گیا جیسا کہ اس کا بیان آگے آئیگا اور وزارت خلیفہ پر ابو فتح مظفر ابن رئیس الرؤساء بیٹھے۔ پھر شعبان میں ان کو معزول کر دیا گیا۔ ان کے بعد ابوشجاع محمد حسین کو وزیر بنایا گیا اس کو اظہر الدین کا لقب دیا، جمادی الاخری میں مؤید الملک۔ ابوسعید عبدالرحمن بن المامون امیر بنایا، جو کہ نظامیہ کی تدریس میں شیخ ابواسحاق شیرازیہ کے بعد متولی تھا۔ اس سال حران والوں نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کی نافرمانی کی تو وہ آیا، اس نے محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا، اس کی دیوار گرا دی، قاضی ابن حلبہ اور اس کے دونوں بیٹوں کو دیوار شہر پر سولی دیدی۔ اس سال شوال میں ابی محاسن بن ابی رضا کو قتل کر دیا گیا یہ اس لئے ہوا کہ اس بادشاہ سے نظام الملک کی چغلی کی تھی۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ نظام کو میرے سپرد کر دو تا کہ میں اس سے تیرے واسطے ایک کروڑ دینار ےلوں۔ نظام ملک کو یہ پتہ چلا تو اس نے ایک بڑی دعوت کی، اپنے ہزاروں ترک غلاموں کو اس میں بلایا۔

پھر سلطان سے عرض کیا کہ یہ سب تیرا مال ہے جو تو نے مدارس وخانقاہیں وغیرہ وقف کی ہیں یہ سب دنیا میں تیرے شکر کا باعث اور آخرت میں تیرے اجر کا باعث ہوگا، میرے سارے اموال وغلام تیرے ہیں میں تو ایک پیوند والی چادر اور زاویہ پر بھی گذارہ کر سکتا ہوں۔ سلطان نے جب یہ باتیں سنیں تو ابو محاسن کے قتل کا حکم دیدیا حالانکہ وہ اس کے ہاں صاحب مرتبہ بھی تھا۔ اس کا خاص وشان شوکت رکھنے والا آدمی تھا بادشاہ نے اس کے باپ کو طغراء کی عدالت سے معزول کر دیا، اس کی جگہ مؤید الملک کو مقرر کیا، اس سال لوگوں نے امیر جنفل الترکی مقطع الکوفہ کی زیر نیادت حج کیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**شیخ ابواسحاق الشیر ازی**[1]......ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی، یہ فارس کے ایک گاؤں کا نام ہے کچھ لوگ اسے جوارزم شہر کہتے ہیں۔شافعی مذہب کے شیخ تھے شہر بغداد میں نظامیہ کے مدرس تھے۔شیخ ۳۹۳ھ میں جبکہ کچھ لوگوں کے مطابق ۳۹۶ھ میں پیدا ہوئے۔ایران میں ابو عبداللہ بیضاوی سے علم فقہ حاصل کیا،اس کے بعد ۴۱۵ھ میں بغداد آئے وہاں قاضی ابوطیب طبری سے علم فقہ حاصل کیا۔ابن شاذان، برقانی سے علم حدیث حاصل کیا وہ نیک،عبادت گذار، پرہیز گار،اونچی شان والے، باعزت وقابل احترام شخص تھے۔فقہ اصول، حدیث اور بہت سے فنون میں امام تھے،ان کی بہت سی نفع بخش تصنیفات بھی ہیں جیسے **المهذب في المذهب، التنبيه، النكت في الخلاف اللمع في اصول الفقه، التبصرة** اور طبقات شافعیہ وغیرہ وغیرہ میں کہتا ہوں کہ میں نے ان کے مکمل تفصیلی حالات شرح تنبیہ کے ابتداء میں لکھ دیئے ہیں،ان کی وفات ۲۱ جمادی الاخرۃ،اتوار کی رات ابومظفر ابن رئیس الرؤساء کے گھر میں ہوئی،انہیں ابووفا ابن عقیل حنبلی نے غسل دیا،ان کی نماز جنازہ دارالخلافہ کے باب الفردوس میں آ گئی،نماز جنازہ میں مقتدی بامر اللہ بھی آئے۔نماز جنازہ پڑھانے کے لئے ابوالفتح مظفر ابن رئیس الرؤساء کو آگے بڑھایا گیا۔انہوں نے اس دن وزیرانہ لباس پہنا ہوا تھا۔اس کے بعد جامع قصر میں ان کی نماز جنازہ دوبارہ پڑھی گئی۔باب ابرز میں ناحیہ کے قریبی قبرستان میں دفن کئے گئے۔رحمہ اللہ۔شعراء نے آپ کی زندگی میں اور وفات کے بعد بھی تعریف کی ہے۔ان کے اپنے بھی بہت اچھے اشعار تھے۔ابن خلکان نے جوان کے شعر بیان کئے ہیں اُنمیں سے چند یہ ہیں"میں نے لوگوں سے باوفاء دوست کے بارے میں پوچھا، انہوں نے جواب دیا کہ ایسا دوست نہیں پاسکتے اگر تو کامیاب ہوتو کسی شریف کا دامن تھام لے کیونکہ شریف انسان اب دنیا میں کم ہی ہیں۔

ابن خلکان فرماتے ہیں کہ جب یہ فوت ہوئے تو فقہاء نے نظامیہ میں ان کی تعزیت کی،مؤید الملک نے ابوسعید کو ان کے قائم مقام مقرر فرمایا، جب یہ خبر نظام الملک کو پہنچی تو اس نے یہ کہتے ہوئے لکھا کہ،ان کے غم میں ایک سال مکمل بند رکھا جائے اس نے حکم جاری کیا کہ اب ان کی جگہ شیخ ابو نصر بن الصباغ پڑھائیں گے۔

**طاھر بن حسین**......ابن احمد بن عبداللہ القواس،قرآن پڑھے ہوئے تھے،حدیثیں بھی سنیں،قاضی ابوطیب طبری سے علم فقہ حاصل کیا اس کے بعد فتوی نویسی وتدریسی کا کام کیا،ان کا جامع منصور میں مناظرہ اور فتوی کا حلقہ ہوا کرتا تھا،حضرت پرہیز گارو نیک آدمی تھے۔۵۰ سال تک مسجد ہی میں مقیم رہے ۸۶ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔امام احمد رحمہ اللہ کے قریب ان کو دفن کیا گیا اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

**محمد بن احمد بن اسمعیل**[2]......ابوطاہر،انباری،خطیب،جوابوصفر کے نام سے مشہور ہیں۔بہت سے شہروں کے چکر لگائے بہت سی

---

(۱) (الأنساب: ۹/ ۳۶۱، ۳۶۲، تاريخ الخميس: ۲/۳۵۹، ۳۶۰، تبيين كذب المفتري: ۲۷۶، ۲۷۸، **تهذيب الأسماء واللغات**: ۲/۱۷۲، ۱۷۴، تتمة المختصر: ۱/۵۷۳، ۵۷۴، دول الاسلام: ۲/۷، ذيل بروكلمان: ۱/ ۶۶۹، **شذرات الذهب**: ۳/۳۴۹، ۳۵۱، **صفة الصفوة**: ۴/۶۶، ۶۷، طبقات الأسنوي: ۲/۸۳، ۸۵، طبقات السبكي: ۴/۲۱۵، ۲۵۶، طبقات ابن هداية الله: ۱۸۰، ۱۷۱، **طبقات ابن الصلاح**، الورقة: ۲۹، ۳۰، طبقات النووي، الورقة: ۴۶، ۴۸، العبر: ۳/۲۷۳، ۲۸۴، كشف الظنون: ۱/ ۳۳۹، ۳۹۱، ۴۸۹، ۱۵۶۲/۲، ۱۷۷۳، ۱۸۱۸، ۱۹۱۲، الكامل لابن الأثير: ۱۰/ ۱۳۲، ۱۳۳، اللباب: ۲/۵۱۴، المجموع للنووي: ۱/ ۲۵، ۲۸، **معجم البلدان**: ۳/ ۳۸۱، المنتظم: ۹/ ۷، ۸، المختصر في أخبار البشر: ۲/۱۹۴، ۱۹۵، المستفاد من ذيل تاريخ بغداد: ۴۲، ۴۶، **مرآة الجنان**: ۳/۱۱۰، ۱۱۹، مفتاح السعادة: ۲/ ۳۱۸، ۳۲۱، النجوم الزاهرة: ۵/ ۱۱۷، ۱۱۸، هدية العارفين: ۱/ ۸، الوافي ۶/ ۶۲، ۶۶، وفيات الأعيان: ۱/ ۲۹، ۳۱، وفيات ابن قنفذ: ۲۵۶، الفتح المبين في طبقات الأصوليين: ۱/ ۲۵۵، ۲۵۷، وانظر **الامام الشيرازي حياته وارائه** الأصولية: للدكتور محمد حسن حيتو ومقدمة كتابه (طبقات الفقهاء) (بيروت ۱۹۷۰) الاحسان عباس.

(۲) (شذرات الذهب: ۳/۳۵۴، العبر: ۳/۲۸۵، المنتظم: ۹/۹، وفيه: ابن أبي السفر. النجوم الزاهرة: ۵/۱۱۸، **الوافي بالوفيات**: ۲/۸۶)

حدیثیں سنیں، وہ قابل بھروسہ، نیک، فاضل، عبادت گذار تھے۔ خطیب بغدادی نے ان سے حدیثیں سنیں، ان کی بہت سی تصنیفیں بھی روایت کیں۔ ماہ جمادی الاخرانبار میں انتقال کر گئے۔ عمر تقریباً ۱۰۰ سال تھی۔

**محمد بن احمد بن حسین بن جرادہ**...... بغداد کے ایک رئیس تھے، وہ مالدار اور مروت والے آدمی تھے، ان کا مال تقریباً تین لاکھ دینار تھا۔ یہ اصل میں عکبرا کے تھے، بعد میں بغداد میں رہائش اختیار کی۔ وہاں آپکا ایک بہت ہی بڑا گھر تھا جو تیس چھوٹے مستقل گھروں پر مشتمل تھا، اس میں ایک حمام ایک باغ، دو دروازے تھے، ہر دروازہ پر مسجد تھی جب ایک مسجد کا مؤذن اذان دیتا تھا تو وسعت کی وجہ سے دوسری مسجد میں آواز نہیں آتی تھی۔ ۴۵۰ھ میں فتنہ بساسیری کے وقت خلیفہ القائم کی بیوی اس کی گرفت میں آگئی تھی، تو اس نے امیر قریش بن بدران کو ۱۰۰۰۰ دینار بھیجے۔ یہ بدران امیر عرب بھی تھا۔ تا کہ اس کے گھر کی حفاظت کرے انہوں نے ایک مسجد بغداد میں بنوائی جو کہ انہی کے نام سے مشہور ہے۔ ہزاروں لوگوں نے اس مسجد میں قرآن ختم کیا ہے، یہ تاجروں کا لباس نہیں چھوڑتے تھے۔ وفات اسی سال ماہ ذوالقعدہ کی ۱۰ تاریخ کو ہوئی جبکہ قزوینی کی قبر کے قریب دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر رحم فرمائے۔

## ۴۷۷ھ کے قعات وحادثات

اس سال خلیفہ کے وزیر فخر الدولہ بن جہیر اور ابن مروان صاحب دیار بکر کے درمیان جنگ ہوئی۔ ابن جہیر بادشاہ عرب پر غالب آ گیا۔ ان کی عورتوں کو قیدی بنالیا، شہروں پر بھی قابض ہو گئے سیف الدولہ صدقہ بن منصور بن دبیس بن علی بن مزید الاسدی اس کے تھا، اس نے عرب کے بہت سے لوگوں کا فدیہ دے دیا، شعراء نے اس کی اس بات پر تعریف کی۔

اس سال بادشاہ عمید الدولہ نے ابن جہیر کو ایک بڑی فوج کے ہمراہ روانہ کیا، قسیم الدولہ اقسنقر بھی اس کے ساتھ تھا جو کہ ملوک شام وموصل بنی اتا بک کا دادا تھا۔ تو وہ دونوں موصل گئے جاتے ہی وہاں پر قابض ہو گئے۔ اس سال ماہ شعبان میں سلیمان بن قتلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا۔ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے یہ چاہا کہ انطاکیہ کو اس کے قبضہ سے آزاد کرائے، لیکن سلیمان نے اسے شکست دیدی اور قتل کر دیا۔ یہ مسلم ایک نیک سیرت، بہترین بادشاہ تھا۔

ہر گاؤں میں اس کے نمائندے، قاضی و مخبر موجود تھے۔ ان کی حکومت سندیہ سے منبج تک تھی، ان کے بعدان کا بھائی ابراہیم بن قریش متولی بنا، وہ بہت عرصہ سے قیدی تھا لیکن آزاد ہوتے ہی بادشاہ بن گیا۔ اس سال سلطان سنجر بن ملکشاہ ۲۰ رجب کو سنجار میں پیدا ہوئے۔ اس سال بادشاہ کے بھائی تکش نے سرکشی کی تو سلطان نے اسے پکڑلیا، اس کی آنکھیں سی دیں پھر جیل میں ڈالدیا۔ اس سال لوگوں نے امیر خمارتکین الحسنانی کی اقتداء میں حج کیا۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ لوگوں نے جنفل کے بارے میں شکایت کی کہ وہ سفر کے دوران ان پر سختی کرتا ہے، ان سے ٹیکس لیتا ہے ایک دفعہ اس نے کوفہ سے مکہ تک کا ۱۷ دن میں سفر طے کیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**احمد بن محمد بن دوبست**...... ابوسعید نیشاپوری، صوفیت میں شیخ تھے، نیشاپوری شہر میں ان کی ایک خانقاہ، جس کے دروازہ سے اونٹ اپنے سوار سمیت داخل ہوجایا کرتا تھا۔ انہوں نے کئی دفعہ بحرین کے راستہ سے حج کیا جب کہ مکہ مکرمہ کا راستہ بند کر دیا گیا تھا وہ فقراء کی ایک جماعت لیتے اور قبائل عرب سے ملتے ملتے مکہ مکرمہ پہنچ جاتے۔ اسی سال ان کا انتقال ہوا، عمر ۹۰ سال سے کچھ زائد تھی اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم رحم فرمائے۔ انہوں نے وصیت کی کہ ان کے بیٹے اسماعیل کو خلیفہ بنایا جائے۔ اس لئے اسے خانقاہ کی مشیخت میں بٹھایا گیا۔

**ابن الصباغ** [۱] ...... شامل کتاب کے مصنف تھے، عبداسیہ بن محمد بن عبدالواحد بن احمد بن جعفر الامام ابونصر بن ابوالصباغ یہ پورا نسب نامہ ہے۔ ۴۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں ابوطیب طبری سے فقہ حاصل کیا یہاں تک کہ عراق میں شافعیہ پر سبقت لے گئے۔ بہت سی مفید کتابیں لکھیں ان میں سے ایک ''الشامل فی المذھب'' ہے وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس کو نظامیہ میں پڑھایا۔ اسی سال ان کا انتقال ہوا۔ کرخ میں ہی اپنے گھر کے اندر دفن کیے گئے۔ پھر باب حرب منتقل کر دیئے گئے۔ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ عراقی لوگوں کے فقیہ تھے۔ ابواسحاق کے مشابہ تھے بلکہ ابن صباغ مذاہب کے بارے میں ان سے زیادہ علم رکھتے تھے اس معاملہ میں یہ ہی لوگوں کا مرجع تھے۔ فقہ میں الشامل فی الفقہ جبکہ اصول فقہ میں عمدہ کتاب کے مصنف تھے۔ نظامیہ کی تدریس کے پہلی بار یہی نگران بنے تھے لیکن بیس دن بعد معزول کر کے ان کی جگہ شیخ ابواسحاق کو نگران بنا دیا گیا۔ جب اسحاق کا انتقال ہوا تو ابوسعد المتولی نگران بنے۔ اس کے بعد ابن متولی کی وجہ سے ابن صباغ کو معزول کر دیا گیا۔ شیخ ابن الصباغ قابل بھروسہ، مدلل و نیک آدمی تھے، ۴۵۵ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ آخری عمر میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے۔

**مسعود بن ناصر** [۲] ...... ابن عبداللہ بن احمد بن اسماعیل ابوسعد السجر ی۔ حافظ حدیث تھے۔ حصول حدیث میں سفر بھی کئے، جس میں بہت سی احادیث سنیں، کئی عمدہ کتابیں جمع کیں، ان کی لکھائی بہت اچھی تھی۔ نقل روایت بھی بہترین تھی، حافظ وضابط بھی تھے۔

## ۴۷۸ھ کے واقعات وحادثات

اس سال ماہ محرم میں ارجان میں زلزلہ آیا جس کی وجہ سے بہت سے رومی اور ان کے مویشی ہلاک ہو گئے اسی سال عراق، شام، وحجاز وغیرہ میں امراض جیسے بخار اور طاعون وغیرہ بہت زیادہ پھیلا جبکہ ان امراض کے بعد اچانک موت واقع ہو جاتی تھی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ جنگلات میں وحشی جانور بھی مرنے لگے اس کے بعد چوپائے بھی مرنا شروع ہو گئے یہاں تک کہ گوشت و دودھ وغیرہ کم پڑنے لگے۔ اس صورت حال کے باوجود اہل سنت اور روافض کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس میں کافی لوگ موت کے منہ میں چلے گئے۔ ماہ ربیع الاول میں ایک سخت سیاہ ہوا چلی جس کی وجہ سے ریت بہت اڑی، کھجوروں وغیرہ کے بہت سے درخت بھی اس نے گرا دیئے۔ بعض شہروں میں ایسی گرج دار آوازیں اٹھیں کہ کچھ لوگ سمجھے شاید قیامت آ گئی ہے پھر یہ کیفیت ختم ہو گئی۔ (تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے) اس سال خلیفہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جسکا نام عبداللہ حسین رکھا گیا۔ اس کی خوشی میں بغداد کو سجایا گیا۔ طبلہ اور ڈھول وغیرہ بجائے گئے، صدقات خوب کثرت سے دیئے گئے۔ اس سال فخر الدولہ ابن جہیر بہت سے ملکوں کا مالک بنا۔ جن میں آمد میافارقین وجزیرہ ابن عمر میں۔ بنومروان کا اسی سال ابن جہیر کے ہاتھوں خاتمہ ہو گیا اس سال ماہ رمضان میں ابوبکر محمد بن مظفر شامی بغداد کے قاضی القضاۃ بنے جبکہ سابق قاضی القضاۃ عبداللہ دامغانی کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس کو دیوان میں خلعت دی گئی۔ اس سال لوگوں نے جنفل کی زیر قیادت حج کیا۔ اس نے آتے ہوئے بھی اور جاتے ہوئے بھی حضور ﷺ کی زیارت کی، یہ خیال ظاہر کیا کہ یہ میرا آخری حج ہے اور ایسا ہی ہوا۔

اس سال خلیفہ مقتدی بامر اللہ کا ہر محلّہ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر نئے سرے سے شروع کرنے کے بارے میں شاہی حکم آیا۔ اس نے

(۱) (تتمہ المختصر ۱/۵۷۵، تہذیب الاسماء واللغات ۲/۲۹۹، دول الاسلام ۲/۸ شذرات الذھب ۳/۳۵۵ طبقات الاسنوی ۲/۱۳، ۱۳۱، طبقات ابن ھدایۃ اللہ ۱۷۳، طبقات السبکی ۵/۱۲۲، ۱۳۴، العبر ۳/۲۸۷، ۲۸۸، الکامل: ۱۰/۱۲۱، کشف الظنون: ۱۰۴، ۳۸۹، ۱۰۲۵، ۱۱۲۹، ۱۲۸۱، ۱۰۵۰، ۱۹۳، النجوم الزاھرۃ: ۵/۱۹۹، ھدیۃ العارفین ۱/۵۸۳، وفیات الاعیان ۳/۲۱۷، ۲۱۸)

(۲) (الاسقدراک ۲۱ لورقہ ۲۵۲ ب الانساب: ۷/۴۷ المحستافی، تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۲۱۶، ۱۲۱۸، التقید: ۲۵۵ ب، شذارت الذھب ۳/۳۵۷ طبقات الفاظ ۴۴۸، العبر ۳/۲۸۹ مراۃ الجنان ۳/۱۲۲، المنتظم ۹/۱۳، التسحت الورقۃ: ۱۲۸ا، ۱۲۸ب)

ذمیوں پر غیار پہننے کو لازم کر دیا۔ کھیل کود کے آلات توڑ دیے شرابیں بہادیں اور فساد کرنے والے لوگوں کو شہر سے نکال دیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**احمد بن محمد بن الحسن** ...... ابن محمد بن ابراہیم بن ابی ایوب، ابوبکر الفورکی۔ استاد ابوبکر بن فورک کے نواسہ تھے، بغداد میں مقیم رہے۔ یہ متکلم ہونے کی وجہ سے لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے پر ان کی وجہ سے مختلف مذاہب والوں کے درمیان جنگ پھوٹ پڑی، ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ دنیا کو زیادہ پیش نظر رکھتے تھے ریشم پہننے سے اجتناب نہیں کرتے تھے کوئلہ پر ٹیکس لیا کرتے تھے۔ حنابلہ واشاعرہ کے درمیان دشمنی کرانے والے تھے۔ ساٹھ سال سے کچھ زائد عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ اشعری کی قبر کی جانب زوایا کے گھاٹ میں مدفون ہوئے۔

**الحسن بن علی** ...... ابوعبداللہ مردوسی اپنے زمانہ کے سردار کامل مروت والے تھے بنی بویہ کے زمانہ میں خدمت کیا کرتے تھے اور جب تک زندہ رہے بادشاہ ان کی تعظیم کیا کرتے تھے اپنے غلاموں وخادموں کے ذریعے ان سے خطوکتابت کرتے تھے یہ بہت زیادہ صدقہ کرنے والے نمازیں پڑھنے والے اور نیک تھے۔ ۵۵ سال عمر پائی۔ انہوں نے اپنی وفات سے پانچ سال پہلے اپنی قبر و کفن تیار کروا لیے تھے۔

**ابوسعد المتولی**[1] ...... عبدالرحمٰن بن المامون بن علی ابوسعد المتولی۔ تتمہ کے مصنف تھے ابواسحاق شیرازی کے بعد نظامیہ میں استاد لگے فصیح و بلیغ اور بہت سے علوم میں ماہر تھے۔ اس سال ماہ شوال میں ان کی وفات ہوئی، پچیس سال عمر پائی۔ قاضی ابوبکر الشافعی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

**امام الحرمین**[2] ...... عبدالملک بن شیخ ابومحمد عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ بن یوسف بن محمد بن حیوۃ ابومعالی الجوینی۔ جوین نیشاپور کا ایک گاؤں ہے امام الحرمین لقب اس لئے تھا کہ یہ چار سال مکہ کے پڑوس میں رہے ۴۱۹ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ بہت سی حدیثیں سنیں، علم فقہ اپنے شیخ ابومحمد الجوینی سے حاصل کیا اور بعد میں ان کی جگہ درس دیتے تھے۔ قاضی حسین سے فقہ حاصل کیا۔ بغداد آئے وہاں بھی فقہ پڑھا۔ مکہ گئے وہاں جا کر

---

(۱) (ایضاع المکنون ۲/ ۱۵۰ شذرات الذھب: ۳/ ۳۵۸ طبقات الاسنوی ۱/ ۳۰۵ طبقات ابن ھدایۃ اللہ ۱۷۶، ۱۷۷ طبقات السبکی ۵/ ۱۰۶ العبر ۳/ ۲۹۰، الکامل: ۲/ ۱۳۶، کشف الظنون: ۱/ ۲۰۱، ۲۵۱ المنتظم ۹/ ۱۸، مراۃ الجنان ۳/ ۱۲۲، ۱۲۳ ھدیۃ العارفین ۱/ ۵۱۸، الوافی خ۱۲/ ۶۱، ۶۲ وفیات الاعیان ۳/ ۱۳۳، ۱۳۴ وقدتحرف فیہ الی ابی سعید، قال ابن خلکان: فی نسبتہ المتولی ولم، علم لای معنی رف بذلک ولم یذکرا لسعانی ھذہ النسبۃ)

(۲) (ایضاح المکنون ۱/ ۲۸۸، الانساب ۳/ ۳۸۶، ۳۸۷، تاریخ الخمیس: ۲/ ۳۶، تبین کذب المفتری: ۲۸۱، ۲۸۵ تتمۃ المختصر: ۱/ ۵۷۷، دمیۃ القصر: ۲/ ۱۰۰۰، ۱۰۰۲، دول الاسلام: ۲/ ۸ ذیل تاریخ بغداد لا بن البخار ۸۵، ۹۵ روضات الجنات ۴۶۳، ۴۶۴، السیاق، الورقۃ: ۱۴۹، ۱۵۱ شذرات الذھب: ۳/ ۳۵۸، ۳۶۲ طبقات الاسنوی ۱/ ۴۵۹، ۴۱۲ طبقات السبکی ۱/ ۲۴۵، ۲۲۲، طبقات ابن ھدایۃ اللہ ۱۷۴، ۱۷۶، طبقات العبادی: ۱۱۲، العبر: ۳/ ۲۹۱ العقدالثمین ۵/ ۵۰۷، ۵۰۸ الفوائد البھیۃ ۲۴۹ کشف الظنون ۶۸، ۷۰، ۵۵، ۲۴۲، ۹۶/ ۲/ ۱۰۱۳، ۱۰۲۴، ۱۲۱۲، ۱۶۲۱، ۱۱۵۴، ۱۹۹۰، ۱۵۶۱ الکامل ۱۰/ ۱۴۵، اللباب ۱/ ۳۱۵ مراۃ الجنان ۳/ ۱۲۳، ۱۳۱، مفتاح السعادۃ ۲/ ۱۱۰، ۱۱۱ معجم البلدان: ۲/ ۱۹۳، المنتظم: ۹/ ۱۸، ۲۰ المختصر فی اخبار البشر ۲/ ۱۹۶، ۱۹۷، المستفادین ذیل تاریخ بغداد ۱۷۴، ۱۷۵، النجوم الزاھرۃ: ۵/ ۱۲۱، ھدیۃ العارفین ۱/ ۶۲۶، وفیات، ابن قنفذ ۲۵۷، ۲۵۸، وفیات العبان ۳/ ۱۶۸، ۱۷۰، وانظر الجوینی امام احمد مین بلذ کتورہ فوقیۃ حسن محمود بن سلسلۃ علام العرب (رقم ۴۰) ۱۹۶۵.)

چار سال رہے پھر دوبارہ نیشاپور آ گئے تو تدریس، خطابت وعظ ان کی سپرد کر دی گئیں۔ انہوں نے ''نہایت المطلب فی درایۃ المذھب، البرھان فی اصول الفقہ، اس کے علاوہ دوسرے علوم میں بھی کتابیں لکھیں۔ طلبہ ان سے علمی اشتغال رکھنے کے ساتھ ساتھ دور دراز سے سفر کر کے ان کے پاس آتے تھے۔ ان کی مجلس درس میں ۳۰۰ طلبہ آتے تھے طبقات میں میں نے ان کے حالات مکمل بیان کر دیئے ہیں۔ انکی وفات اسی سال ۲۵ ربیع الاول کو ۵۷ سال کی عمر میں ہوئی۔ اپنے گھر میں ہی دفن کئے گئے۔ پھر اپنے والد کے پہلو میں منتقل کر دیئے گئے ابن خلکان نے کہا ہے کہ ان کی والدہ باندی تھیں ان کے والد نے انہیں اپنی کمائی کے ذریعے نسخ سے خریدا تھا۔ ان کی ماں کو حکم دیا تھا کہ اس بچہ کو تمھارے سوا کوئی دودھ نہ پلائے اتفاق سے ایک عورت ان کے گھر آئی اس نے ان کو ایک دفعہ دودھ پلا دیا۔ شیخ ابومحمد نے آ کر اس بچہ کو اٹھایا۔ اسے الٹا کیا، اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ رکھا، اس کے حلق میں اپنی انگلی ڈالی۔ وہ مسلسل لگے رہے یہاں تک کہ بچہ نے اُس عورت کا دودھ قے کر دیا۔ امام الحرمین کبھی کبھی اپنے مجلس مناظرہ میں کمزوری و تھکاوٹ پاتے تو کہتے ہیں کہ یہ اسی عورت کے دودھ پلانے کے آثار ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب وہ حجاز سے اپنے شہر نیشاپور آ گئے تو محراب ان کے حوالے کر دیا گیا۔ خطابت، تدریس جمعہ کی مجلس مذاکرہ بھی ان کی سپرد کر دی گئی۔ تیس سال تک بغیر کسی مخالفت کے وہاں رہے۔ ہر فن میں کوئی نہ کوئی کتاب لکھی۔ ان کی ایک کتاب نہایہ ہے کہ اس جیسی مذہب اسلام میں اب تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ حافظ ابوجعفر نے کہا کہ میں نے شیخ ابواسحاق شیرازی سے سنا کہ وہ امام حرمین سے کہتے تھے'' اے مشرق مغرب کو فائدہ پہنچانے والے تو آج اماموں کا بھی امام ہے ان کی تصانیف یہ ہیں الشامل فی اصول الدین، البرھان فی اصول الفقہ، تلخیص التقریب، الارشاد، عقیدۃ النظامیۃ اور غیاث الامم اور ان کے علاوہ بھی کچھ کتابیں ہیں، جن کو آپ نہ مکمل کر سکے نہ ہی ان کا نام رکھا۔

ان کے بیٹے ابوقاسم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، ان کے سوگ میں بازار بند کر دیئے گئے، ان کے شاگردوں نے اپنے قلم توڑ دیے دواتیں بھی توڑ دیں۔ وہ طلبہ کل ۴۵۵ تھے جوان کی وفات کے غم میں ایک سال تک علمی اشتغال سے رکے رہے۔ ان پر بہت مرثیہ پڑھے گئے انمیں سے ایک کا قول یہ ہے کہ'' مخلوقات کے دل آگ پر ہیں اور مخلوق کی زندگی راتوں کی طرح ہے کیا اہل علم کی شاخ پھل دیگی جبکہ امام ابو السعالی آج انتقال کر گئے ہیں۔

**محمد بن احمد بن عبداللہ بن احمد** [1] ......ابوعلی بن الولید، مذہب معتزلہ کے شیخ، ان کے مذہب کے مدرس تھے اہل سنت نے ان پر نکیر کی اس کے بعد وہ ۵۰ سال گھر میں چھپ کر گزارے یہاں تک کہ ان کا اس سال ذوالحجہ میں انتقال ہو گیا۔ الشونیزی کے مقبرہ میں دفن ہوئے یہ وہی شخص تھے جنھوں نے اور شیخ ابو یوسف قزوینی معتزلی مفسر نے جنت میں لڑکوں کی حلت کے بارے میں مناظرہ کیا اس لئے کہ وہ اہل جنت کے لئے لڑکوں کے ساتھ ان کے کولہوں میں وطی کرنے کو حلال سمجھتے تھے جیسا کہ ابن عقیل نے ان دونوں سے روایت کیا ہے یہ ان دونوں کے پاس حاضر تھا تو وہ اس کے حلال ہونے کی طرح مائل ہو گیا، اس لئے کہ یہ فعل وہاں فساد سے محفوظ ہے۔ امام ابو یوسف اللہ نے فرمایا کہ یہ نہ دنیا میں حلال ہے نہ آخرت میں حلال ہو سکتا ہے جبکہ ان کے کولہے آخرت میں کہاں ہونگے۔ یہ عضو یعنی کولہے دنیا میں بندوں کی ضرورت کی وجہ سے بنائے گئے ہیں اس لئے کہ یہ انسان کے لئے گندگی نکالنے کی جگہ ہے جنت میں کسی بھی قسم کی کوئی گندگی نہ ہوگی ہاں البتہ ان کے کھانے کے جو فاضل مادے ہونگے وہ ان کی کھالوں سے پسینہ بن کر بہہ جائینگے۔ وہ وہاں دبلے ہونگے کولہوں کی انہیں وہاں کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ اس مسئلہ کی مکمل صورت نہیں ہو سکتی۔ اس شخص نے ایک حدیث اپنے شیخ ابوحسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی سند سے شعبہ کے طریق سے روایت کی اس طرح کہ شعبہ نے روایت کی منصور سے انہوں نے ربعی سے انہوں نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ' جب تم حیا نہ کرو تو جو جی چاہے کرو۔ اس کو قعبنی نے شعبہ سے روایت کیا ہے ان سے قعبنی کے سوا اس حدیث کو کسی نے روایت نہیں کیا۔ جب وہ سوار ہو کر ان کے پاس آیا تو وہ گڑھے میں پیشاب کر رہے تھے۔ اس نے ان سے کہا کہ حدیث سنائے۔ انہوں نے ان کار

(۱) (شذرات الذھب: ۳/ ۳۶۲، العبر ۳/ ۲۹۱، ۲۹۲، الکامل: ۱۰/ ۱۴۵، ۱۴۶، لسان المیزان ۵/ ۵۶، ۵۷، المنتظم: ۹/ ۲۲۲ المغنی فی الضعفاء: ۲/ ۵۴۸، میزان الاعتدال: ۳/ ۴۶۳ النجوم الزاھرۃ: ۵/ ۱۲، الوافی: ۲/ ۸۴، ۸۶)

کیا پھر وعظ کرتے ہوئے اس کو حدیث سنائی یہ التزام بھی کیا کہ وہ ان سے کسی کو حدیث نہیں سنائیگا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ قعنبی کے علم حدیث پڑھنے سے پہلے اس کے پاس سے گذرے قعنبی اس وقت شراب کے عادی تھے تو انہوں سے شعبہ سے حدیث سنانے کو کہا تو انہوں نے انکار کردیا۔ قعنبی نے چھری نکال لی یا تو سناؤ یا میں تمھیں قتل کردونگا۔ شعبہ نے انہیں یہ حدیث سنادی جس کو سنکر انہوں نے توبہ کرلی اس کے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہنے لگے اس لئے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے سماع چھوٹ گیا۔ اس حدیث کے علاوہ ان سے مزید احادیث سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

**ابوعبداللہ دامغانی القاضی** [1] ...... محمد بن علی بن حسین بن عبدالملک بن عبدالوھاب بن حمویہ دامغانی۔ بغداد کے قاضی قضاۃ تھے سن ۴۱۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم فقہ علی ابوعبداللہ ضمیری اور ابوحسن قدوری سے حاصل کیا۔ انہی دونوں سے اور ابن ناتور وخطیب وغیرہ سے احادیث سنیں فقہ میں بہت ماہر تھے۔ زبردست عقل کے مالک تھے تواضع پسند تھے فقہاء کی مہارت ان کے سامنے [illegible] تھی۔ فصیح زبان والے، عبادت میں کثرت کرنے والے تھے۔ اپنے ابتدائی طالب علمی کے زمانہ میں فقیر تھے پھر سن ۴۴۹ میں ابن ماکولا [illegible] امارت قضاء سپرد کردی گئی۔

خلیفہ قائم بامراللہ ان کا اکرام کرتا تھا۔ بادشاہ طغرل بیگ ان کی عزت کرتا تھا وہ عہدہ پر نہایت [illegible] وخوبی، انتہائی امانت ودیانت کے ساتھ تیس سال تک لگے رہے تھوڑے دن بیمار رہے پھر اسی سال ۲۴ رجب کو انتقال کر گئے۔ عمر ۸۰ سال کے قریب تھی اپنے گھر میں بدرب العلابین کے پاس مدفون ہوئے پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف منتقل کردیئے گئے۔

**محمد بن علی المطلب** ...... ابوسعد الادیب علم نحو ادب، لغت سیر اور اخبار الناس پڑھے ہوئے تھے پھر انہوں نے ان سب کو چھوڑ دیا اور کثرت نماز، روزہ وصدقہ کرنے لگے یہاں تک کہ اسی سال چھیاسی سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

**محمد بن طاہر العباسی** ...... ابن رجیجی کے نام سے مشہور ہیں۔ ابن صباغ سے علم فقہ حاصل کیا قضاء میں الٰہی کے نائب تھے اچھے قابل تعریف تھے ابن دامغانی کے سامنے گواہی دی تو انہوں نے قبول کرلی۔

**منصور بن دبیس** ...... ابن علی بن مزید، ابوکامل، جو کہ سیف الدولہ کے بعد امیر بنے۔ کثرت سے نماز پڑھنے والے وصدقہ دینے والے تھے۔ اس سال رجب میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کو شعر وادب میں بڑی فضیلت حاصل تھی۔ ان کے اشعار میں سے کچھ یہ ہیں "اگر میں بڑی چیزیں نہ اٹھاؤں، بڑے لشکر کی قیادت نہ کروں، ہر بڑی مصیبت پر صبر نہ کروں جنایت کرنے والے کو نہ روکوں، ظلم کرنے والے کو اس کے ظلم سے بار نہ رکھوں۔ وہ صبح جس دن میں فخر کو پکاروں اور اس کی طرف نسبت کروں، تو میرے واسطے نہ ہو کوئی زبردست ہمت جو مجھے بزرگی کی چوٹی تک پہنچادے۔

**ھبۃ اللہ بن احمد السیبی** ...... قاضی الحریم نھر معلیٰ۔ خلیفہ کے مؤدب تھے بہت سی احادیث سنی ہوئی تھیں۔ اس سال محرم میں وفات پائی۔ ۸۰ سال سے کچھ زائد عمر پائی۔ ان کے بڑے عمدہ اشعار تھے ان میں سے کچھ یہ ہیں "میں نے اپنے رب سے ۸۰ سال کی امید کی تھی کیونکہ اس بارے میں حضور ﷺ سے روایت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عمر تک پہنچایا اس واسطے اس کا شکر ہے بلکہ اس کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ تین سال مزید عطا کیے۔ میں اس کے وعدہ کا منتظر ہوں تاکہ وہ باوفا کی طرح اپنا وعدہ مجھ سے پورا کرے۔

---

(۱) (الأنساب: ۲۵۹/۵، تاریخ بغداد: ۱۰۹/۳، تاریخ الخمیس: ۳۶۰/۲، الجواھر المضیة: ۹۶/۲ و ۹۷، الطبعة الهندیة دول الاسلام ۸/۲، شذرات الذهب: ۳۶۲/۳، العبر: ۲۹۲/۳، الفوائد البهیة: ۱۸۲، ۱۸۳، الكامل: ۱۰/۱۰۲، للباب: ۴۸۲/۱، معجم البلدان: ۴۳۳/۲، المنتظم: ۲۲/۹، ۲۴، النجوم الزاهرة: ۱۲۱/۵، ۱۲۲، الوافي: ۱۳۹/۴، والدامغاني: بفتح الدال وسكون الالف وفتح الميم والغين المعجمة وسكون الألف وبعدها نون، هذه النسبة الى دامغان وهي بلدة كبير بين الري ونيسابور وهي قصبة قومس)

# سن ۴۷۹ھ کے واقعات وحادثات

اس سال تتش صاحب دمشق اور سلیمان بن قتلمس حلب، انطا کیہ اور اس کی دوسری طرف کے علاقوں کے بادشاہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ سلیمان کی فوج شکست کھا گئی۔ وہ خود اس خنجر سے جو اس کے پاس تھا قتل ہو گیا تو اب سلطان ملکشاہ اصبہان سے حلب تک بادشاہ بن گیا تھا۔ ان مما لک کا بھی بادشاہ بن گیا جو راستہ میں پڑتے تھے جیسے حران، رھا اور قلعہ جعبر وغیرہ۔ جعبر ایک بوڑھا آدمی تھا جو کہ اندھا ہو چکا تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ وہ ڈاکو تھا جو اس میں چھپتا تھا۔ اس میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے سابق ابن جعبر کے بارے میں گرفتاری کا حکم نامہ جاری کیا۔ اس نے انکار کیا۔ بادشاہ نے اس پر منجنیقیں وغیرہ نصب کر دیں، جس سے اس نے قلعہ فتح کر لیا۔ سابق کے قتل کا حکم دیا لیکن اس کی بیوی نے کہا کہ اگر اس کو قتل کرنا ہے تو مجھے بھی ساتھ ہی قتل کر دیں لوگوں نے اس کو اٹھا کر سر کے بل پٹخ دیا تو وہ ٹوٹ گیا پھر اس کے بعد اس نے اُن لوگوں میں جدائی کا حکم دیا لیکن عورت نے بھی اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا کچھ لوگوں نے اس کو ملامت کی تو اس نے کہا کہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ کوئی ترکی مجھ تک پہنچے۔ یہ بات میرے لئے بعد میں قابل شرم ہو، اس لئے اس نے اس کو پسند کیا۔ بادشاہ نے قسم الدولہ اقسنقر ترکی کو حلب کا نائب مقرر کیا۔ وہ نور الدین شہید کا دادا تھا۔ اور محمد بن شرف الدولہ مسلم کو رحبہ، حران، رقہ سروج اور خانور کا نائب بنایا۔ اپنی بہن زلیخا خاتون کا اس سے نکاح کر دیا۔ فخر الدولہ بن جہیر کو دیار بکر سے معزول کیا، عمید ابو علی البغلی کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ سیف الدولہ صدقہ بن دبیس الاسدی کو خلعت دی۔ اس کو اپنے باپ کی جگہ برقرار رکھا۔ اس سال ذی قعدہ میں وہ بغداد پہنچا وہ پہلی بار کسی دوسرے شہر میں آیا تھا اجتماعات وقبور وغیرہ کی زیارت کی۔ خلیفہ کے پاس گیا اس کے ہاتھ کو چوما اور اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا۔ خلیفہ نے اس کو قیمتی خلعت دی، لوگوں کے بہت سے معاملات اس کے سپرد کئے خلیفہ نے اپنے وزراء کو اس کے سامنے پیش کیا جبکہ نظام الملک اس کے سامنے ہی کھڑا تھا خلیفہ ایک ایک کر کے اپنے امراء کا ان کے ناموں کے ساتھ تعارف کرواتا گیا یہ بھی بتایا کہ اس کے پاس کتنی فوج ولشکر وغیرہ ہیں پھر خلیفہ اس کو ایک قیمتی خلعت دیکر وہاں سے چلا گیا۔ مدرسہ نظامیہ پہنچا اگر چہ اس نے اس مدرسہ کو پہلے نہیں دیکھا تھا خلیفہ نے اس کو پسند تو کیا لیکن اسے چھوٹا قرار دیا۔ وہاں کے لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور دعا کی اللہ تعالیٰ اس کو خالص اپنی ذات کے لئے بنائے۔ اپنی کتابوں کی الماری کے پاس آیا، اپنی سنی ہوئی احادیث میں سے کچھ املاء کروائیں ابو القاسم علی بن حسین الحسنی الدلوسی بڑی شان وشوکت کے ساتھ بغداد آئے۔ ابو سعد متولی کے بعد مدرسہ نظامیہ میں مدرس لگ گئے۔

ماہ ربیع الاخر میں جامع قصر کا منارہ کھولا گیا۔ اس میں اذان دی گئی، اس سال عراق شام اور جزیرہ میں سخت زلزلے آئے۔ بہت سی آبادیاں گر گئیں۔ زیادہ تر لوگ ریگستان چلے گئے تھے لیکن دوبارہ واپس آ گئے۔ امیر خمار تکس الحسنانی کی قیادت میں لوگوں نے حج کیا مصریوں کا خطبہ مکہ اور مدینہ سے ختم کر دیا گیا۔ وہ لوہے کی چادریں جو کعبہ کی دیوار میں تھیں اکھاڑ لی گئیں اور دوسری نئی لگائی گئیں۔ ان میں مقتدی کا نام لکھا گیا۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک سند یہ واسط کے درمیان ڈاکہ ڈالتے ہوئے دیکھا گیا حالانکہ اس کا الٹا ہاتھ کٹا ہوا تھا بہت تیزی سے تالا کھولتا تھا۔ دجلہ میں دو غوطے لگاتا تھا، ۲۵ گز لمبی چھلانگ لگاتا۔ وہ نرم اور چکنی دیوار پر آرام سے چڑھ جاتا تھا کوئی اس کو پکڑنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا وہ عراق سے صحیح سالم نکل گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس سال جامع منصور میں ایک فقیر مر گیا۔ اس کی تھیلی میں ۶۰۰ مغربی دینار لگے یعنی صحیح بڑے بڑے تھے۔ اچھے ہونے والے تھے اس سال سیف الدولہ نے سلطان جلال الدولہ ابو فتح ملکشاہ کے واسطے ایک عظیم دعوت کی جو کہ ہزار بکریوں اور سو اونٹوں پر اور بیس ہزار چینی کی بوریوں پر مشتمل تھی پرندوں، وحشی جانوروں کی کئی اقسام بھی دعوت میں رکھی گئیں۔ چینی کے بعد بھی بہت ساری چیزیں پیش کیں۔ سلطان نے انہیں سے کچھ چیزیں کھائیں پھر اس نے اشارہ کیا اور لوگوں نے سب کچھ اچک لیا۔ اس کے بعد وہاں سے اٹھ کر ایسی جگہ گیا جہاں ریشم کے بڑے شاندار خیمے تھے ایسے کہ بادشاہ نے ان سے پہلے کبھی ایسے خیمے نہیں دیکھے تھے۔ اس میں ۵ چاندی کے ٹکڑے تھے، ایسے رنگ تھے جو خوشبودار لکڑی ومشک وعنبر کی مثل تھے۔ اس کے علاوہ اور بھی چیزیں تھیں، اس میں ایک خاصی دعوت کی گئی۔ اس دعوت میں سلطان نے خوب کھایا۔ اس کو ۲۰۰۰۰ دینار دیئے گئے۔ خیمے ان کے مکمل سامان کے ساتھ اس کو پیش کر دیئے گئے اور وہ چلا گیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**امیر جعبر بن سابق القشیری**......سابق الدین ان کا لقب تھا طویل مدت تک قلعہ جعبر کے مالک رہے ان کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے اس کو اس سے پہلے دوشریہ کہا جاتا تھا، اس وقت نسبت نعمان بن منذر کی طرف تھی یہ امیر بوڑھا واندھا ہو گیا اس کے دوڈاکو بیٹے تھے اس کے بعد سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان نے اس کو حلب جاتے ہوئے شکست دی تھی اور قلعہ چھین لیا تھا۔ اس کو قتل بھی کر دیا گیا تھا جیسا کہ تفصیل گذر چکی ہے۔

**امیر جنفل قتلغ**......حاجیوں کے امیر تھے کوفہ کی فتح میں سبقت کرنے والے تھے ان کی عربوں کے ساتھ کئی جنگیں ہوئیں جو کہ ان کی شجاعت کو ظاہر کرتی ہے ان کے دلوں میں رعب پڑ گیا اور وہ اپنے شہروں میں متفرق کر دیئے گئے۔ وہ نیک سیرت، نمازوں کے پابند اور تلاوت قرآن کریم کثرت سے کرتے تھے۔ مکہ کے راستہ میں ان کی اچھی یادگاریں ہیں چیزوں کی مرمت کروانے کے لئے اور ایسی جگہیں ہیں جنکی حاجیوں کو راستہ میں ضرورت پیش آتی ہے۔

ان کا مذہب احناف پر ایک مدرسہ ہے جو کہ کوفہ میں یونس کے مزار کے پاس واقع ہے۔ بغداد سے مغربی جانب دریائے دجلہ کے قریب ایک مسجد بنوائی، جو کہ کرخ کے گھاٹ سے قریب ہے۔ اس سال جمادی الاول میں ان کا انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ جب نظام الملک کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو کہا کہ گویا کہ ایک ہزار آدمی انتقال کر گئے۔

**علی بن فضال المشاجعی**[1]......ابوعلی النحوی المغربی، ان کی ایسی کتابیں ہیں جو ان کی پختگی علم اور ذہانت و سمجھداری پر دلالت کرتی ہیں حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ اس سال ربیع الاول میں ان کا انتقال ہوا، باب ابرز میں دفن کئے گئے۔

**علی بن احمد التستری**[2]......یہ اھل بصرہ میں مال ووعدہ کے اعتبار سے سب سے بڑھے ہوئے تھے ان کی کشتیاں وغیرہ سمندر میں چلا کرتی تھیں۔ قرآن شریف پڑھے ہوئے تھے حدیثیں بھی سن رکھی تھیں، سنن ابوداؤد سے روایت کرنے والے آپ واحد تھے۔ اس سال رجب میں ان کا انتقال ہوا۔

**یحییٰ بن اسماعیل الحسینی**......زید بن علی بن حسین کے مذہب کے فقیہ تھے ان کو اصول وحدیث میں بھی معرفت تھی۔

---

(۱) (نباہ الرواۃ ۲ /۲۹۹ ۔ ۳۰۱، ایضاح المکنون ۱ /۸۵، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۷۸، اشارۃ التعیین :الورقہ ۳۴، ۳۵: بغیۃ الوعاۃ: ۲ /۱۸۳ تلخیص ابن مکتوم ۱۴۰، ۱۴۸ ۔ روضات الجنان ۴۸۵، شذرات الذھب ۳ /۳۶۳، طبقات المفسرین للسیوطی: ۱۴، ۲۵، طبقات المفسرین للداؤدی ۱ /۴۲۱، ۴۲۲، طبقات ابن قاضی شہبۃ ۲ /۱۷۷، ۱۷۸ العبر ۳ /۲۹۵، کشف الظنون :۱۰۲۸، ۱۱۷۱، الکامل ۱۰ /۱۵۹ ۔ لسان المیزان ۴ /۲۴۹، معجم الادباء ۱۴ /۹۰، ۹۸، مقدشہ ۱ ۱۸ ۴المنتظم ۹ /۳۳، مراۃ الجنان ۳ /۱۳۲، النجوم الزھرۃ ۵ /۱۲۴ ۔ ھدیۃ العارفین ۱ /۶۹۳ الوافی خ ۱۲ /۱۳۵، ۱۳۶ ۔ المجاشعی بضم السیم وفتح الحیم وسکون الالف و کسر التین المعجمہ دالعین الھلۃ عذہ النبۃ الی مجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلۃ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم وقد تحرفت فی (البدایۃ) الی المثاجعی )

(۲) (شذرات الذھب ۳ /۳۶۳ العبر ۳ /۲۹۵، الکامل :۱۰ /۱۵۹ ۔ المنتظم ۳۳۹، واتستری، بضم التاء وسکون السین وفتح التاء وکسر الراء ، عذہ النسبۃ الی تستربلدۃ کورالوھواز من بلاد خورستان یقل لھا الناس شوستر انتھی )

# سن ۴۸۰ھ کے واقعات وحادثات

اس سال محرم میں بادشاہ ملکشاہ کی بیٹی کا سامان دارالخلافہ منتقل کیا گیا جو کہ ۱۱۳۰ ایسے اونٹوں پر مشتمل تھا جن میں رومی ریشم کے جھول تھے ان میں بہت سارے سونے اور چاندی کے برتن بھی تھے 74 خچر بھی تھے جن میں شاہی ریشم کے کئی اقسام کے جھول تھے۔ ان کی گھنٹیاں وقلادے سونے وچاندی کے تھے ان میں سے چھ پر ۱۲ چاندی کے صندوق تھے ان میں کئی قسم کے جواہر وزیورات تھے خچروں کے سامنے ۳۳ گھوڑے تھے جن میں سونے کی رکابیں جواہر سے مزین تھیں بڑے بڑے شاہی بچھونے تھے جن پر سونے کی مزین چادریں تھیں۔

بادشاہ نے ان سے ملاقات کرنے ابوشجاع کو بھیجا اس سے مطالبہ کیا کہ تو اس شریف امانت کو دارالخلافہ پہنچا دے اس نے کام قبول کر لیا۔ نظام الملک وزیر اور دیگر امراء حاضر ہوئے۔ ان کے سامنے شمعیں ومشاعل اتنے زیادہ تھے کہ شمار سے سے باہر تھے امیرزادیاں آئیں، ان میں سے ہر ایک اپنی جماعت میں اور اپنی باندیوں کے ساتھ تھی، ان کے سامنے بھی شمعیں ومشعلیں تھیں۔ پھر سب سے آخر میں خاتون سلطان کی بیٹی خلیفہ کی بیوی آئی وہ قیمتی جھول والے ہودج میں تھی۔ اس پر نہایت قیمتی سونا وجواہر تھے اس ہودج کو ۲۰۰ ترکی باندیاں گھیرے ہوئے تھیں، جو عجیب وغریب مزین سواریوں میں تھیں جو کہ آنکھوں کو بہت دلکش نظر آتی تھیں۔ وہ دارالخلافہ اسی شان کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ حریم ظاہر کو بھی خوب مزین کیا گیا شمعیں روشن کی گئیں۔ یہ خلیفہ کے لئے نہایت عظیم جشن والی رات تھی۔ دوسرے دن خلیفہ نے سلطان کے امیروں کے بلایا اور ایسی بڑی دعوت کا انتظام کیا کہ شاید ہی پہلے بھی کسی نے کیا ہو۔ حاضرین ونائبین سب اس میں شامل ہوئے۔ بادشاہ کی بیوی ام عروس نے خاتون کو خلعت دی یہ بھی ایک جشن کا دن تھا۔

بادشاہ شکار پر گیا ہوا تھا چند دن اور آیا، پہلے سال اس کا یہاں آنا ہوا۔ ماہ ذی القعدہ میں خلیفہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، جس کے لئے بغداد کو سجایا گیا اسی سال سلطان ملک شاہ کے ہاں بھی ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام محمود رکھا گیا یہ وہ ہی ہے جو ملکشاہ کے بعد بادشاہ بنا۔ اس سال سلطان نے اپنے بیٹے ابو شجاع احمد کو اپنے بعد ولی عہد مقرر کیا۔ اس کو ملک الملوک، عضد الدولہ، تاج الملہ اور عدۃ امیر المؤمنین کے القاب دیئے۔ منبروں پر اس کے خطبے دیئے گئے۔ اس کے نام کے ذکر سے خطباء پر سونا بکھیرا گیا۔ اس سال تاجیہ کی عمارت باب ابرز میں شروع کی گئی۔ ایک باغ لگایا گیا، کھجور اور دیگر پھلوں کے باغ لگائے گئے، سلطان کے حکم سے فصیل تعمیر کی گئی۔ واللہ اعلم۔



## اس سال وفات پانے والے افراد

**اسماعیل بن ابراہیم** ...... ابن موسیٰ بن سعید ابو قاسم نیشاپوری، علم حدیث کے لئے جہان بھر کا سفر کیا یہاں تک کہ ماوراء النہر کے علاقوں سے بھی آگے گئے۔ ادب عربی زبان میں ان کو بڑی مہارت تھی اس سال جمادی الاولی میں نیشاپور میں ان کا انتقال ہوا۔

**طاہر بن حسین البدنجی** ...... ابو وفا شاعر تھے ان کے نظام الملک کی تعریف میں دو قصیدے تھے ایک نقطہ والا تھا دوسرا نقطوں کے بغیر تھا۔ ان میں سے پہلا یہ ہے "انہوں نے ملامت کی لیکن اگر وہ جاننے کہ ملامت کیا ہوتی ہے تو ملامت نہیں کرتے۔ غم وآلام نے ان کی ملامت کو لوٹا دیا۔ ماہ رمضان میں آپ نے اپنے شہر میں ۷۰ سال سے کچھ زائد عمر میں وفات پائی۔

**محمد بن امیر المؤمنین المقتدی** ...... ان کو چیچک کا مرض لاحق ہو گیا۔ اسی مرض میں (نو) سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ ان کے والد اور لوگ سب ہی موت پر بڑے غمگین تھے وہ تعزیت کے لئے بیٹھے۔ بادشاہ نے ان کی طرف پیغام بھیج کر کہا کہ ہمارے لئے حضور پاک ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ اس وقت کو یاد رکھنا چاہئے۔ جب آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم فوت ہوئے تو آپ کا کیا طرز عمل تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے" ایسے

لوگ ہیں جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں" (سورۃ البقرہ۔ الآیۃ ۱۵۶) اس نے لوگوں کے سامنے پکا عزم کیا۔ چنانچہ لوگ چلے گئے۔

**محمد بن محمد بن زید**[1] ...... ابن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابوحسن الحسینی۔ مرتضیٰ ذوالشرفین ان کا لقب تھا سن ۴۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ احادیث کا بہت زیادہ سماع کیا۔ خود اپنے اساتذہ کو پڑھ کر سنائیں۔ حافظ ابوبکر الخطیب کی صحبت اختیار کی جس کی وجہ سے علم حدیث میں ان کو زبردست معرفت ہوگئی۔ ان کی مرویات میں سے کچھ حدیثیں خطیب نے سنیں پھر وہ سمرقند منتقل ہو گئے۔ اصبہان اور دیگر شہروں میں احادیث املاء کرائیں آپ عقل کامل، احسان وانسانیت کے مالک تھے۔ زبردست اموال، وسیع املاک اور کثیر نعمتوں میں رہتے تھے تقریباً ۴۰ گاؤں ان کی زیر ملکیت تھے کثرت سے صدقہ، نیکیاں اور علماء وفقراء کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے۔ ان کے مال صامت کی زکوۃ عُشر کے علاوہ ۹۰۰۰ دینار بنتی تھی۔ ان کی ملکیت میں ایک ایسا باغ تھا کہ اس جیسا کسی کے پاس نہیں تھا۔ ماوراء النہر کے بادشاہ نے ان سے وہ باغ طلب کیا۔ جس کا نام خضر بن ابراہیم تھا۔ عاریۃً صرف سیر کرنے کے لئے مانگا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس کو دونگا تو وہ شراب نوشی کا دور چلائیگا حالانکہ یہ جگہ پہلے علم حدیث وعلم دین والوں کا ٹھکانہ تھا۔ تو سلطان نے اس سے اعراض کیا، کینہ سے کام لیا پھر اس کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی تاکہ اس سے بعض امور پر تبادلہ خیال کرے، جب وہ اس کے پاس آگیا تو اسے پکڑ لیا قلعہ میں قید کر دیا۔ اس کی ساری ملکیت آمدنی اور مال وغیرہ پر قبضہ کر لیا وہ کہتا تھا کہ میرے نسب کی حقیقت اسی مقابلہ میں ظاہر ہوئی، بیشک میں نعمتوں میں پلا، ہم جیسے آدمیوں پر آزمائش ضرور آتی ہے اس کے بعد اس کا کھانا پانی بند کر دیا گیا یہاں تک کہ وہ انتقال کر گیا۔ رحمہ اللہ۔

**محمد بن ہلال بن الحسن** ...... ابوحسن صابی، غرس النعمۃ ان کا لقب تھا۔ اپنے والد اور ابن شاذان سے احادیث کا سماع کیا۔ بہت کثرت سے صدقہ کرنے میں مشہور تھے۔ اس کا انتقال اپنے باپ کی تاریخ پر ہوا۔ جسکا انتقال ثابت بن سنان کی تاریخ پر ہوا تھا جسکا انتقال ابن جریر طبری کی تاریخ پر ہوا تھا اس نے بغداد میں ایک گھر بنوایا جس میں مختلف علوم وفنون کی ۴۰۰۰ کتابیں رکھیں، جب ان کا انتقال ہوتو ۷۰۰۰ ہزار درہم ورثہ میں چھوڑے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس مدفون ہوئے۔

**ھبۃ اللہ بن علی** ...... ابن محمد بن احمد بن السجلی ابونصر، خطبات وعظ جمع کیے بہت سے مشائخ سے احادیث سنیں۔ جوانی ہی میں روایت کی نوبت آنے سے قبل ہی انتقال کر گئے تھے۔

**ابوبکر بن عمر امیر الملثمین** ...... فرغانہ کی سرزمین پر تھے ان کے تابع ایک ایسا جن ہوگیا تھا جو کسی اور بادشاہ کے قابو نہیں ہوا تھا جب وہ دشمن ۵۰۰۰۰ دشمن کی فوج سے قتال کرنے جاتے تو وہ بھی ساتھ جاتا تھا' وہ اس کی طاعت کا اعتقاد رکھتا تھا۔ اس کے باوجود وہ حدود قائم کرتے تھے، محارم اسلام کی حفاظت کرتے تھے دین میں پکے تھے، ان کے اعتقاد اور دین کے صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی سیرت لوگوں میں شرعی سیرت تھی۔ دولت عباسیہ کے ساتھ موالات تھی۔ ان کے حلق میں ایک غزوہ میں تیر لگا۔ جس نے ان کو اس سال موت کے گھاٹ اتار دیا۔

**فاطمہ بنت علی**[2] ...... مؤدبہ کاتبہ تھیں۔ بنت اقرع کے نام سے مشہور تھیں۔ ابوعمر بن مھدی وغیرہ سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔ وہ ابن نواب کے طرز پر منسوب کر کے لکھی جاتی تھیں لوگ اس کو اسی طرح یعنی بنت اقرع لکھتے تھے۔ اس کے خط کے ذریعے کچہری سے لے کر ملک روم تک مصالحت ہوجایا کرتی تھی۔

---

(۱) (ایضاح المکنون: ۲/ ۱۸۶، تذکرۃ الحفاظ: ۴/ ۱۲۰۹، ۱۲۱۲، دول الاسلام: ۲/ ۱۰، شذرات الذھب: ۳/ ۳۶۵، العبر ۳/ ۲۹۷، طبقات الحفاظ: ۴۴۵، المنتخب، الورقۃ: ۱۴ ب، المنتظم: ۹/ ۴۰، ۴۲، ھدیۃ العارفین: ۲/ ۷۵، الوافی: ۱/ ۱۴۳)

(۲) (شذرات الذھب: ۳/ ۳۶۵، العبر: ۳/ ۲۹۶، الکامل: ۱۰/ ۱۶۲، المنتظم: ۹/ ۴۰)

ایک دفعہ انہوں نے عبید الملک الکندری کو ایک خط لکھا، انہوں نے ان کو ۱۰۰۰ اکیا دیئے۔ اس سال بغداد شہر میں ماہ محرم میں انتقال ہوا، باب ارز میں دفن کی گئیں۔

## سن ۴۸۱ھ کے واقعات وحادثات

اس سال اہل سنت وروافض کے مابین بڑے فتنے رونما ہوئے عظیم جنگیں ہوئیں۔ ماہ ربیع الاول میں ترک حریم سے نکال دیئے گئے۔ وہ خلافت کے لئے قوی تھے۔ اس سال مسعود ابن ملک المؤید بن ابراہیم بن مسعود بن محمود بن سبکتگین اپنے باپ کے بعد بلاد غزنہ کا بادشاہ تھا۔ اس سال سلطان ملک شاہ نے شہر سمرقند فتح کیا۔ امیر خمار تکین کی زیر قیادت لوگوں نے حج کیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**احمد ابن السلطان ملکشاہ**...... یہ اپنے باپ کا ولی عہد تھا۔ اس کی وفات گیارہ سال کی عمر میں ہوئی لوگوں نے سات دن اس کی تعزیت کی کوئی گھوڑے پر سوار نہیں ہوا لوگ بازاروں میں اس پر نوحہ کرتے تھے۔

**عبداللہ بن محمد**...... ابن علی بن محمد ابو اسماعیل الانصاری الھروی، انہوں نے احادیث روایت کیں اور تصنیف بھی کیں۔ رات کو زیادہ تر جاگا کرتے تھے۔ ان کی وفات ماہ ذوالحجہ میں ہرات میں میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۸۶ سال تھی اس سال وزیر ابواحمد کی زیر قیادت لوگوں نے حج کیا۔

## ۴۸۲ھ کے واقعات وحادثات

ماہ محرم میں ابوبکر شاشی نے مدرسہ تاجیہ باب ابرز میں درس دیا جس کو صاحب تاج الدین ابوغنائم نے بنایا تھا۔ مدرسہ شافعی مذہب پر تھا۔ اس سال روافض واہل سنت کے درمیان بڑے فتنے ہوئے لوگوں نے قرآن شریف اٹھا لیے، لمبی لمبی جنگیں شروع ہوگئیں ان میں بے شمار لوگ قتل ہوئے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے منتظم میں خط ابن عقیل سے روایت کی ہے کہ اس سال تقریباً دوسو آدمی مارے گئے۔ کرخ والوں نے صحابہ کرام اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالیاں دیں لعنت ہوان کرخ والوں پر جنہوں نے ایسا کیا۔ یہ بات اس لئے بتائی گئی تاکہ روافض کی سرکشی ان کی خباثت، اسلام اور مسلمانوں سے ان کی دشمنی کا پتہ لگے۔ جبکہ ایسی حرکتوں سے ان کی پوشیدہ دلی دشمنی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جو کہ وہ اللہ اس کے رسول اور اس کی شریعت سے رکھتے ہیں۔

اس سال سلطان ملک شاہ ماوراء النھر اور اپنی طرف کی ایک بڑی جماعت کا مالک بن گیا لیکن اس کے لئے بڑی خطرناک جنگیں لڑنا پڑیں۔ اس سال مصریوں کے لشکر نے شام کے کئی شہروں پر قبضہ کرلیا۔ اسی سال جامع قرب کا مینار تعمیر کیا گیا۔ اس سال خاتون بادشاہ کی بیٹی خلیفہ کی بیوی نے اپنے باپ کو پیغام بھیجا جس میں اس نے خلیفہ کے اعراض کرنے کے بارے میں لکھا تھا، تو اس کے باپ (بادشاہ) نے طواشی صواب اور امیر مران کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ خاتون کو بادشاہ کے پاس لے آئیں۔ خلیفہ نے اس کو قبول کرلیا۔ خلیفہ نے اس کے ساتھ ایک سردار اور ایک امراء کی ایک

جماعت روانہ کی۔خلیفہ کا بیٹا ابوفضل اور وزیر نکلے۔ان دونوں نے اس کونہروان تک رخصت کیا۔یہ ماہ ربیع الاول کی بات ہے جب خاتون اپنے باپ کے پاس پہنچی تو ماہ شوال میں اصبہان کے مقام پر انتقال کرگئی۔اس کی وجہ سے سات دن بغداد میں سوگ رہا۔خلیفہ نے دوامیروں کو بادشاہ کے پاس اس بیٹی کی تعزیت کرنے کے لئے بھیجا۔اس سال لوگوں نے خمارتکین کی زیر قیادت حج کیا۔

**عبدالصمد بن احمد بن علی** (۱) ۔۔۔۔۔۔طاہر کے نام سے مشہور تھے نیشاپور کے رہنے والے تھے حافظ تھے حدیثیں سننے کے لئے سفر کیے۔ احادیث کی تخریج بھی کی۔موت نے اس کو ہمدان کے مقام پر اس سال عین جوانی میں اچک لیا۔

**علی بن ابی یعلی** (۲) ۔۔۔۔۔۔ابوقاسم الدبوسی،متولی کے بعد نظامیہ کے استاد بنے۔کچھ احادیث سماع کیں۔وہ ماہر فقیہ وزبردست مناظر تھے۔

**عاصم بن الحسن** (۳) ۔۔۔۔۔۔ابن محمد بن علی بن عاصم بن مھران،ابوالحسین العاصمی۔کرخ کے رہنے والے تھے باب شعیر میں رہائش پذیر ہوئے۔۳۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔فضیلت وادب والے تھے۔خطیب وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا،اعتماد وحافظ تھے ان کے اشعار میں سے کچھ یہ ہیں"ہائے مجھے افسوس ہے قوم پر ایک عورت پر غصہ پی جانے کی وجہ سے،حالانکہ وہ انہیں اسوقت پلاتی ہے جب قافلہ جا چکے ہوتے ہیں،جب سے جدا ہوئے ہیں میری آنکھوں سے آنسو بند نہیں ہورہے کبھی آنکھیں بالکل چڑھ جاتی ہیں کبھی بند ہونے لگتی ہیں۔وہ چلے گئے جبکہ میرے آنسو مسلسل بارش کی طرف جاری تھے،میرا دل اس کے مرض میں گرفتار تھا۔انہوں نے مجھ سے بدلہ لیا اللہ نہ کرنے کہ میں ان کی جدائی برداشت کروں حالانکہ میرا بدلہ ان کے پاس کچھ نہیں۔میں نے ان پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا دل قرضہ میں دیدیا۔لیکن انہوں نے جو قرضہ لیا تھا وہ واپس نہیں کیا۔

**محمد بن احمد بن حامد** (۴) ۔۔۔۔۔۔ابن عبید،ابوجعفر البخاری،المتکلم،المعتزلی،بغداد میں اقامت پذیر تھے۔قاضی حلب کے نام سے مشہور تھے۔ وہ جزوی مسائل میں حنفی تھے لیکن اصلاً معتزلی تھے۔اس سال بغداد میں ان کا انتقال ہوا اور باب حرب میں دفن کیے گئے۔

**محمد بن احمد بن عبداللہ** ۔۔۔۔۔۔ابن محمد بن اسماعیل الاصبہانی۔مسلر فہ نام سے مشہور تھے گھومنے پھرنے اور سفر کرنے والے حافظ ہیں کثرت سے احادیث سنیں،کتابیں جمع کیں،ہرات میں رہائش اختیار کی وہ نیک اور کثرت سے عبادت کرنے والے تھے۔اس سال ماہ ذی الحجہ میں نیشاپور میں وفات پائی۔واللہ اعلم۔

## ۴۸۳ھ کے واقعات وحادثات

اس سال ماہ محرم میں فقیہ ابوعبداللہ طبری کے پاس وزیر نظام الملک کا پیغام نظامیہ کی تدریس کے بارے میں آیا۔تو انہوں نے وہاں پڑھایا۔بعد

(۱) (تذکرة الحفاظ : ۱۲۲۳/۴ ، طبقات الحفاظ ۴۴۸، المنتظم: ۵۰/۹)

(۲) (الأنساب :۲۷۵/۵ ،۲۷۶، طبقات الأسنوي : ۵۲۶/۱، ۵۲۷، طبقات السبكي :۲۹۶/۵، ۲۹۸، الكامل لا بن الأثير :۱۰/ ۸، اللباب : ۴۹۰/۱، معجم البلدان :۴۳۸/۲، المنتظم :۹ ۵۰ ، النجوم الزاهرة :۱۲۹/۵ )

(۳) (ايضاح المكنون : ۵۱۶/۱، الأنساب :۳۱۴/۸، ۳۱۵،تتمة المختصر :۱۰/۲ ، دول الاسلام :۱۲/۲ ، شذرات الذهب :۳۶۸/۳، العبر :۳۰۲/۳، اللباب :۳۰۴/۲، المختصر :۱۹۹/۱ ، المنتظم :۵۱/۹، ۵۲، المستفاد من ذيل تاريخ بغداد :۱۳۳ ،۱۳۴، مرآة الجنان :۱۳۴/۳ ، النجوم الزاهرة :۱۲۸/۵ ، ۱۳۱ ، هدية العارفين :۴۳۵/۱.)

(۴)(الجواهر المضية :۸/۲. ۱۰، الطبعة الهندية، كشف الظنون :۳۷۸، لسان الميزان :۵۲/۵ ،۲۱، ميزان الاعتدال :۴۶۲/۳، المنتظم :۵۲/۹، هدية العارفين :۷۵/۲، والبيكندي : نسبة الى بيكند وقد ضبطها ياقوت بكسر الباء وفتح الكاف وسكون النون وتابعه على ذلک السيوفي في (لب اللباب) ولم يضبطها كل من السمعاني وابن الأثير وهي بلدة بين بخراى وجيحون على مرحلة من بخارى

میں فقیہ ابو محمد شیرازی ربیع الاخر میں اپنی تدریس کے بارے میں شاہی حکم لے کر آئے اس بات پر اتفاق ہوا کہ دونوں ایک ایک دن پڑھائینگے۔ ماہ جمادی الاولیٰ میں اھل بصرہ میں ایک شخص اچانک آدھمکا جس کا نام بلیا تھا، وہ نجوم میں ماہر تھا۔ اس نے وہاں کے بہت سے لوگوں کو گمراہ بنادیا لوگ یہ سمجھ بیٹھے تھے وہ مہدی ہے۔ اس نے بصرہ کی بہت سی اشیاء جلادیں، ان میں سے ایک وہ کتب خانہ تھا جو کہ مسلمانوں کے لئے وقف تھا، اس کتب خانہ کی طرح پورے عالم اسلام میں کوئی کتب خانہ نہیں تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں تباہ کردیں جسمیں رہٹ اور حوض وغیرہ تھے۔ اس سال ابو قاسم طراد زینبی کو اس کے باپ کی وفات کے بعد عباسیوں کی نقابت میں خلعت دی گئی۔ اس سال بچوں کے استاد پر یہ فتویٰ لیا گیا کہ انہیں مسجد میں اس کی حفاظت کے لئے روک لیا جائے، انہوں نے ان کے روکنے کا فتویٰ دیدیا، ان میں سوائے ایک شخص کے جو کہ شافعی مذہب کے فقیہ تھے ان کو معلوم تھا کہ مسجد کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے، تو ان کے علاوہ کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ مفتی نے فتوی دینے میں آپ ﷺ کے اس قول سے استدلال فرمایا جو آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دروازہ کے علاوہ سب دروازے بند کردیئے جائیں۔ حسب عادت اس سال لوگوں نے خمارتکین کی زیر قیادت حج کیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**وزیر ابونصر بن جہیر**[1] ......ابن محمد بن جہیر عبید الدولہ، مشہور وزیر تھے، خلیفہ القائم کے وزیر بنائے گئے تھے پھر اسکے بیٹے مقتدی کے بھی وزیر رہے، اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ان کو معزول کردیا، ان کے بیٹے فخر الدولہ کو دیار بکر وغیرہ کا امیر مقرر کیا، موصل میں ان کا انتقال ہوا جبکہ ان کی پیدائش بھی یہیں ہوئی تھی۔ اسی شہر میں بادشاہ یمن الصلیحی کا قتل بھی ہوا تھا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

## ۴۸۴ھ کے واقعات وحادثات

اس سال منجم نے واسط شہر والوں کو اپنی اطاعت کے لئے دعوت دی یہ وہی شخص ہے جس نے بصرہ کو جلادیا تھا، اس نے اپنی کتاب میں لکھا کہ وہ زمانہ کا مہدی ہے جو کہ نیکی کی طرف بلاتا ہے، برائی سے روکتا ہے، مخلوق کو حق کی ہدایت دیتا تھا۔ اگر تم اطاعت کروگے تو امان پاؤگے۔ اگر ان کا کروگے تو تمھیں گاڑھ دیا جائیگا۔ اس لئے اللہ پر ایمان لاؤ اور مہدی پر ایمان لاؤ۔ اس سال ذمیوں کو غیار پہننے اور زنار باندھنے کا پابند کیا گیا۔ اسی طرح حمام وغیرہ میں ان کی عورتوں پر بھی پابندی لگائی گئی۔ ماہ جمادی الاولی میں شیخ ابو حامد محمد بن محمد غزالی طوسی اصبہان سے نظامیہ کی تدریس کے لئے بغداد تشریف لائے۔ نظام الملک نے ان کو زین الدین شرف الائمہ کا لقب دیا۔ ابن جوزی نے کہا کہ ان کا کلام مقبول تھا۔ ان کی ذکاوت بہت زیادہ تھی۔ اس سال رمضان شریف میں وزیر ابوشجاع کو وزارت خلیفہ سے معزول کردیا گیا۔ اس نے معزول ہوتے وقت یہ شعر پڑھا۔ اس نے جب اس شہر کا چارج سنبھالا تھا تو اس کا کوئی دشمن نہ تھا، اب اس نے چارج چھوڑا ہے تو کوئی دوست نہیں ہے پھر وزیر کا خط اس کے پاس آیا اس نے کہا تھا کہ وہ بغداد سے فوراً نکل جائے اس لئے وہ وہاں سے نکل کر کئی جگہوں پر گیا مگر کوئی بھی جگہ اسے پسند نہ آئی تو اس نے حج کا ارادہ کیا۔ اس کے بعد نظام کا دل اس سے خوش ہوگیا تو اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ آجائے اور وہ آنے کے بعد وزارت میں نظام کا مثل ہوگا۔ ابن الموصلایا اس کا

---

(۱) (الأنساب: ۳/۳۹۶، تاريخ ابن خلدون: ۴/۳۲۰، ۳۲۱، تتمة المختصر: ۲/۱۰، شذرات الذهب: ۳/۳۶۹، ۳۷۰، العبر: ۳/۳۰۴، الفخري: ۲۹۳، ۲۹۵، الكامل: ۱۰/۲۳، ۵۷، ۵۹، ۱۰۹، ۱۱۱، ۱۲۹، ۱۳۴، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۵۸، ۱۸۲، اللباب: ۱/۳۱۸، المختصر: ۲/۱۹۹، ۲۰۰، المنتظم: ۹/۵۴، النجوم الزاهرة: ۵/۱۳۰، الوافي بالوفيات: ۱/۱۲۲، ۱۲۴، وفيات الأعيان: ۵/۱۲۷، ۱۳۴).

وزارت میں نائب تھا جبکہ وہ اس عہدہ سے قبل سال کے شروع میں مسلمان ہوگیا تھا۔ اس سال رمضان میں سلطان ملکشاہ وزیر نظام الملک کے ساتھ بغداد آیا۔ اس کا انتقال کرنے کے لئے قاضی القضاہ ابوبکر شاشی وابن الموصلایا مسلمان باہر نکلے۔ آس پاس کے (بادشاہ) اسکو سلام کرنے آئے ان میں سے ایک اس کا بھائی تاج الدولہ تتش حاکم دمشق تھا۔ اس کے علاوہ حاکم حلب اتابک قسیم الدولہ اقسنقر بھی تھا۔ ماہ ذی قعدہ میں سلطان ملکشاہ اس کا بیٹا اور پوتا جو خلیفہ سے تھا ایک بڑے مجمع کے ساتھ کوفہ سے نکلا۔ اس سال ابومنصور بن جہیر کو وزیر بنایا گیا۔ اس بار اس کو دوسری مرتبہ مقتدی کا وزیر بنایا۔ خلعت دی گئی، نظام الملک اس کے ہاں آیا، اس کے گھر میں باب عامہ میں مبارک باد دی۔ ماہ ذوالحجہ میں بادشاہ نے دجلہ میں میلاد کیا۔ بڑی بڑی آگیں اور بہت سی شمعیں جلائیں۔ رات کی محفلوں میں بہت سی گانے والی عورتیں جمع کیں۔ یہ رات بڑی عجیب وغریب پر رونق تھی جس میں بہت سے شاعروں کو دعوت دی گئی تھی جنہوں نے نظمیں پڑھیں رات کے بعد جب صبح ہوئی تو اسی خبیث منجم کو لایا گیا جس نے بصرہ کو جلا دیا تھا۔ یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ وہ مہدی ہے اسے اونٹ پر لادیا کرلایا گیا وہ لوگوں کا گالیاں بک رہا تھا لوگ اسے برا بھلا کہہ رہے تھے۔ اس کے سر پر کوزیوں کی بڑی ٹوپی تھی، لوگوں نے اس کو بہت گھمایا پھیرایا، اس کے بعد سولی دیدی۔ اس سال سلطان ملک شاہ نے جلال الدولہ کو اپنے مدرسہ کی تعمیر کا حکم دیا جو کہ باہر کی دیوار سے بادشاہ کی طرف منسوب تھا۔ اس سال امیر المؤمنین یوسف بن تاشفین نے حاکم بلاد مغرب کے بعد بہت سے اندلسی شہروں پر قبضہ کرلیا۔ وہاں کے بادشاہ معتمد بن عباد کو قید کردیا، اسے اور اس کے اہل خانہ کو جیل میں ڈال دیا۔ بادشاہ معتمد بہت زیادہ صفات کا حامل تھا جن میں کرم، ادب، بردباری، اچھے اخلاق نرمی اور رعیت کے ساتھ احسان کرنا وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ لوگوں نے اس کے بارے میں غم کا اظہار کیا اس مصیبت پر شعراء نے بھی کلام کیا۔

اس سال فرنگ کے لوگوں نے مغربی ممالک کے ایک شہر صقلیہ پر قبضہ کرلیا۔ وہاں کا بادشاہ انتقال کرگیا اس کے بعد اس کا بیٹا قائم مقام بنا۔ وہ لوگوں میں مسلمان بادشاہوں کی طرح رہنے لگا گویا کہ وہ انہیں میں سے ہے، اس لئے کہ اس نے مسلمانوں سے اچھا برتاؤ کیا تھا۔ اس سال شام وغیرہ میں کافی زلزلے آئے۔ بہت سی عمارتیں گرگئیں جن میں انطاکیہ کی دیوار کے ۹۰ برج بھی شامل تھے، ان کے گرنے کے نتیجے میں بہت سی مخلوق نیچے دب کر مرگئی۔ اس سال لوگوں نے خمارتکین کی زیر قیادت حج کیا۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**عبدالرحمٰن بن احمد** ...... کنیت ابوطاہر تھی۔ اصبہان میں پیدا ہوئے۔ سمرقند میں علم فقہ حاصل کیا یہ ہی سلطان ملکشاہ کے ہاتھوں اس کی فتح کے سبب بنے۔ رؤساء شافعیہ میں سے تھے، بہت سی حدیثیں سنی ہوئی تھیں۔ عبدالوہاب میں مندہ نے کہا کہ ہم نے اپنے زمانہ ان سے بڑا انصاف پسند فقیہ وعالم نہیں دیکھا۔ لہجہ بڑا فصیح تھا بہت زیادہ مروت ومال والے تھے۔ بغداد میں فوت ہوئے وزراء کبراء ان کے جنازہ میں پیدل شریک ہوئے، سوائے نظام الملک کے وہ بڑھاپے کہ عذر کی وجہ سے سوار ہوکر گئے۔ شیخ ابواسحاق شیرازی کی جانب دفن کئے گئے۔ بادشاہ بھی قبر پر آیا ابن عقیل نے کہا کہ میں نے نظام الملک کی جانب بیٹھ کر تعزیت کی جبکہ بادشاہ اس کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے اس بات پر علم کی وجہ سے جرأت کی۔

**محمد بن احمد بن علی** ...... ابونصر المروزی قرأت میں امام تھے ان کی اس فن میں کئی کتابیں تھیں انہوں نے اس کے لئے بہت سفر کیے اتفاق سے ایک سفر میں وہ سمندر میں غرق ہونے لگے، اسی دوران کہ موجیں انہیں گرا رہی تھیں اور اٹھا رہی تھیں کہ اچانک ان کی نظر سورج پر پڑی جو کہ ڈھل چکا تھا، تو انہوں نے وضو کی نیت سے پانی میں ڈبکی لگادی جب اوپر اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لکڑی ہے، وہ اس پر چڑھ گئے نماز ادا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی اطاعت کی وجہ سے سلامتی عطا فرمائی، اس لئے بھی کہ انہوں نے نماز پڑھنے میں مشقت اٹھائی اس کے بعد کافی مدت تک زندہ رہے آخر کار اسی سال ۹۰ سال سے کچھ زائد عمر میں انتقال ہوا۔

محمد بن عبداللہ بن الحسن [1] ...... ابوبکر الناصح۔ فقیہ، حنفی، مناظر، متکلم معتزلی تھے نیشاپور میں قضاء کے عہدہ پر فائز رہے لیکن اپنے جنون، بدکلامی اور رشوت خوری کی وجہ سے معزول کردیئے گئے۔ اس کے بعد رے کے قاضی بنے، بہت سی احادیث سنی ہوئی تھیں اکابر علماء میں سے تھے۔ جبکہ اس سال رجب میں انتقال فرمایا۔

ارتق بن البب الترکمانی ...... ارتقیہ کے ان بادشاہوں کا اداد جو اصل میں ماردین کے داد تھے یہ عقلمند بہادر و بلند ہمت والے تھے۔ بہت سے ملکوں پر غلبہ حاصل کیا۔ ابن خلکان نے آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔

## ۴۸۵ھ واقعات وحادثات

اس سال بادشاہ ملکشاہ نے طغرلبیگ نامی مشہور بازار کی دیوار دارالملک کی جانب کر کے تعمیر کا حکم دیا۔ اس کی دکانیں، بازار و گھر نئے سرے سے بنوائے۔ اس جامع کی بھی نئے سرے سے تعمیر کا حکم دیا جو ہارون خادم کے ہاتھوں ۵۲۴ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی تھی۔

نظام الملک نے اپنے لئے ایک عظیم عمارت کی تعمیر کا کام شروع کروایا اسی طرح تاج الملوک ابوغنائم نے بھی ایک عظیم عمارت کی تعمیر شروع کرائی وہ بغداد میں مقیم رہے۔ ماہ جمادی الاولی میں بغداد کے مختلف علاقوں میں زبردست آگ لگ گئی۔ اس کے بجھنے تک لوگوں کی بہت ساری چیزیں جل گئیں جتنے مکانات وغیرہ جل گئے تھے اس کے مطابق نہ ہی انہوں نے تعمیر کرائی اور نہ ہی تاوان دیا ربیع الاول کے مہینے میں بادشاہ اصبہان گیا۔ اس کے ساتھ خلیفہ کا بیٹا ابوالفضل جعفر بھی تھا۔ پھر رمضان میں دوبارہ بغداد آ گیا۔ عاشورا کے دن وہ راستہ ہی میں تھا کہ افطاری کے بعد ایک دیلمی لڑکے نے وزیر نظام الملک پر حملہ کر دیا اور اس پر چھری سے وار کیا تو تھوڑی ہی دیر بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ بچہ کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ وہ بڑے وزراء ونیک امراء میں سے تھا۔ اس کے حالات لکھتے ہوئے ہم اس کے بارے میں ذکر کریں گے۔ بادشاہ رمضان میں خراب نیت سے بغداد آیا لیکن وہ جو دشمنوں کے لئے تمنا کر کے آیا تھا وہ اللہ تعالیٰ نے اسے دیدی یہ اس طرح ہوا کہ جب اس کی سواری بغداد ٹھہری تو لوگ اسے سلام کرنے اور اس کی آمد پر مبارک باد دینے آئے خلیفہ نے بھی اسے مبارک باد کا پیغام بھیجا، لیکن بادشاہ نے اس کی طرف پیغام بھیجکر کہا کہ تم فوری طور پر بغداد سے نکل جاؤ اور جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ خلیفہ نے اسے پیغام بھیج کر اس سے ایک مہینہ کی مہلت مانگی، تو بادشاہ نے اس کو ایک گھنٹہ کی مہلت دینے سے بھی انکار کر دیا۔ خلیفہ نے پھر کسی کے ذریعے پیغام بھیج کر دس دن کی مہلت مانگی۔ انکار کرتے کرتے اس نے اجازت دیدی۔ ابھی یہ مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ بادشاہ عید کے دن شکار کھیلنے نکلا۔ وہاں اس کو سخت بخار ہو گیا تو اس نے فصد کروایا لیکن وہ اسی مرض میں دس دن سے پہلے پہلے مر گیا۔ اس کی موت کے بعد بیوہ زبیدہ خاتون نے فوج کا کنٹرول سنبھال لیا۔ سارے اموال وحالات کو اچھی طرح قابو میں رکھا۔ خلیفہ کے پاس زبیدہ نے پیغام بھیجا کہ اس کا بیٹا محمود اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنے گا اور اس کے لئے منبروں پر خطاب کر دیا جائے خلیفہ نے اس بات کو قبول کر لیا۔

بادشاہ محمود کی عمر اسوقت صرف پانچ سال تھی۔ پھر اس کی ماں اس کو لے کر فوج کے ساتھ اصبہان تک گئی تاکہ بچہ کی حکومت پختہ ہو جائے وہ اس میں شامل ہو گئے اور ان کی مراد پوری ہو گئی۔ تمام شہروں میں یہاں تک کہ حرمیں بھی اس لڑکے کا خطبہ دیا گیا۔ تاج الملک نے ابوغنائم المرزبان بن خسرو کو اس لڑکے کا وزیر بنایا۔ اس کی ماں نے خلیفہ کو پیغام بھیجا کہ تمام امور کی نگرانی اس لڑکے کو دی جائے۔ خلیفہ نے اس بات سے انکار کیا۔ غزالی نے اس بات کی حمایت کی علماء نے اس بات کے جواز کا فتویٰ دیا فتویٰ دینے والوں میں ایک عالم متطبب بن محمد الحنفی بھی تھے لیکن غزالی کے قول پر ہی عمل کیا گیا۔ بادشاہ کے اکثر فوجی اس سے جدا اس کے دوسرے بیٹے برکیارق کی طرف ہو گئے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ رای میں اس کا خطبہ دیا۔ خاتون، اس کا بیٹا اور ان کے ساتھ فوج کی ایک مختصر جماعت اکیلی رہ گئی۔ اس مختصر جماعت پر خاتون نے ۳۰۰۰۰۰۰ دینار برکیارق بن ملکشاہ سے

(۱) (الجواهر المضية ۲ / ۶۴، ۶۵، شذرات الذهب ۳ / ۳۷۲، العبر ۳ / ۳۰۶، الفوائد البهية ۱۷۹، ۱۸۰ الكامل في التاريخ ۱۰ / ۱۳۰، المنتظم ۹ / ۶۰)

قتال کرنے کے لئے خرچ کئے۔ ذی الحجہ میں ان کی مڈبھیڑ ہوئی، تو وہاں خاتون اور اس کے بیٹے نے شکست کھائی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ ''وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتی جس کی امارت عورت کے ہاتھ میں ہو ماہ ذی القعدہ میں بنوخفاجہ نے حاجیوں کے راستہ میں رکاوٹ ڈالی۔ حاجیوں کی جماعت نے امیر خمارتکین کے ساتھ مل کر اس سے قتال کیا اور انہیں شکست دیدی۔ دیہاتیوں کے اموال لوٹ لیے گئے (اللہ ہی کے لئے تمام تعریفات ہیں اسی کے احسانات ہیں) اس سال بصرہ میں سخت برف باری ہوئی۔ ایک ٹکڑے کا وزن پانچ رطل سے لے کر تیرہ رطل تک ہوتا تھا۔ کھجوریں اور دوسرے دیگر پھل اس کی وجہ سے تباہ ہوگئے۔ اس سال بہت سخت ہلا دینے والی آندھی آئی جس نے دس ہزار کھجور کے درخت اکھاڑ پھینکے۔ ہم سب اللہ کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جائینگے'' جو کوئی مصیبت تمھارے اوپر آتی ہے وہ تمھارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے اور بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمادیتا ہے'' اس سال ملک تاج الدولہ تتش حاکم دمشق شہر حمص، قلعہ عرقہ، قلعہ فامیہ کا مالک بن گیا اس کے ساتھ قسیم الدولہ اقسنقر بھی تھا۔ بادشاہ نے ایک لشکر تیار کروا کر سعد کوھرائین الدولہ اور ترکمان کے دوسرے امیر کے ساتھ یمن بھیجا۔ وہ وہاں پہنچ گئے لیکن وہاں ان کا کردار اچھا نہیں رہا۔ سعد کوھرائین جس دن شہر عدن پہنچا تھا اس دن مر گیا (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں وہ ہی احسان کرنے والا ہے۔

## اس سال وفات پانے والے افراد

**جعفر بن یحییٰ بن عبداللہ**(۱) ......ابوفضل المتمی، جو کہ حکاک مکی کے نام سے مشہور تھے طلب حدیث کے سلسلہ میں شام، عراق اصبہان اور دیگر ممالک کے سفر کیے۔ بہت سی احادیث سماع کیں اور اجزاء تخریج کیے۔ آپ حافظ ذہین، ادیب، قابل بھروسہ اور سچے آدمی تھے۔ حاکم مکہ سے خط و کتابت کیا کرتے تھے یہ شریف اور مروت والے انسان تھے۔ تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

**نظام الملک الوزیر**(۲) ......الحسن بن علی بن اسحاق، ابوعلی۔ بادشاہ الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملکشاہ کے ۲۹ سال تک وزیر رہے۔ بااختیار وزیر تھے سن ۴۰۸ھ میں بطوس کے مقام پر پیدا ہوئے۔ ان کے والد صاحب محمود بن سبکتگین کے ساتھی دیہاتی تھے۔ انہوں نے اپنے اس بیٹے کو علم میں مشغول رکھا۔ ۱۱ سال کی عمر میں انہوں نے قرآن شریف ختم کرلیا تھا۔ اس کے بعد علم قرأت و علم فقہ شافعی مذہب کے مطابق سیکھا۔ علم حدیث لغت و نحو بھی حاصل کیا بلند ہمت آدمی تھے پہلے کسی چھوٹے عہدہ پر فائز رہے پھر مراتب میں ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ سلطان الپ ارسلان بن داؤد بن میکائل بن سلجوق کے وزیر بنے ان کے بعد ان کے بیٹے ملکشاہ کے ۲۹ سال وزیر رہے اتنے عرصہ میں بھی ان پر کوئی مصیبت نہیں آئی۔ بغداد، نیشاپور اور دیگر علاقوں میں مدارس نظامیہ بنائے۔ ان کی بیٹھک علماء وفقہاء سے اس طرح پر رہتی تھی کہ وہ دن کا زیادہ تر حصہ ان ہی کے ساتھ گذارتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ ان کی مجلس آپ کو بہت سے اچھے کاموں سے روکے رکھتی ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگ دنیا آخرت کا حسن ہیں اگر میں ان کو اپنے سر پر بھی بٹھاؤں تو یہ بھی بڑی بات نہ ہوگی۔

جب ان کے پاس ابوقاسم قشیری وابومعالی جوینی آتے تو وہ ان کے احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے، اپنے ساتھ ان کو بیٹھک میں بٹھاتے

(۱) (ومیة القصر ۱ /۷۷، شذرات الذهب: ۳ /۳۷۳، العبر ۳ /۳۰۷، العقد القسين ۳ /۴۳۳، مراة الجنان ۳ /۱۳۸، المنتظم ۹ /۶۴، الوافى الوفيات ۱۱ /۱۶۷ ۔ ۱۶۸)

(۲) ابن العبرى ۱۹۲ ۱۹۵، اعيان الشيعة ۲۲ /۲۲۵، الانساب ۶ /۳۷، ذكره فى الرار كانى، تاريخ ابن خلدون ۵ /۱۱ ۱۳ تاريخ دولة ال سلجوق ۱ /۱۱۵، التدين، الورتة ۱۸۹ء ۔ ۱۸۹ب، دول الاسلام ۲ /۱۳، الردفتين ۱۱ /۲۵ /۲۶، روضات الجنات ۱ ۲۲، شذرات الذهب ۳ /۳۷۳ ۔ ۳۷۵، طبقات السبكى ۴ /۳۰۹ ۔ ۳۲۹، طبقات النووى، الورقه ۷۳ ۔ ۷۴ العبر ۳ /۳۰۷ ۳۰۹، الكامل فى التاريخ ۱۰ /۲۰۴ ۔ ۲۰۶، معجم البلدان ۳ /۱۳ و ۴ /۵۰ المنتظم ۹ /۶۴ ۶۸، المنتخب الورقه ۷۴ب، النجوم الزاهرة ۵ /۱۳۶، الوافى بالوفيات ۱۲ /۱۲۳ ۔ ۱۲۷، وفيات الاعيان ۲ /۱۲۸۰ ۔ ۱۳۱)

تھے۔ جب ابوعلی فارندی آتے تو بھی کھڑے ہو جاتے، ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے خود ان کے سامنے بیٹھ جاتے، اس بارے میں ان سے پوچھ گچھ کی گئی، اس نے کہا کہ جب وہ میرے پاس آتے ہیں تو میری خوب تعریف کرتے ہیں تعظیم کرتے ہیں میری شان میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو مجھ میں نہیں ہوتیں تو میں ان کی تعریف سے بشری تقاضے کی بناء پر بھول جاتا ہوں۔ جب میرے پاس ابوعلی فارندی آتے ہیں تو وہ مجھ میرے عیب اور ظلم ذکر کرتے ہیں۔

تو میں اس سے ولی طور پر ٹوٹ جاتا ہوں او اپنی بہت سی پرانی باتوں سے باز آجاتا ہوں، وہ نماوزں کے ان کے اوقات کی حفاظت کے ساتھ پڑھنے کے پابند تھے۔ اذان کے بعد سوائے نماز کے کسی اور کام میں مصروف نہیں ہوتے تھے پیر اور جمعرات کے روزے پابندی سے رکھتے تھے۔ ان کے ایسے اوقاف تھے جنکی آمدنی تھی اور عمدہ صدقات کرتے تھے۔

صوفیاء کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اس بارے میں ان سے پوچھ گچھ کی گئی تو انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ کی بات ہے کہ میں کسی بادشاہ کی خدمت کرر ہا تھا تو ایک دن میرے پاس ایک انسان آیا اس نے کہا کہ تم کب تک ایسے لوگوں کی خدمت کرتے رہو گے جنکو کل کتے کھائیں گے۔ ایسے لوگوں کی خدمت بھی کرو جنکی خدمت کرنے سے تمہیں فائدہ ہو صرف انہی کی خدمت نہ کرو جنکو کل کتے کھائینگے۔ اس کی میں بات نہیں سمجھ سکا۔ اتفاق سے وہ امیر اس رات میں نشہ میں ہو گیا وہ درمیان رات بدہوش ہو کر نکلا، اس کے کچھ کتے تھے جن سے وہ رات میں مسافروں کا شکار کرتا تھا لیکن آج انہوں نے اس کو نہیں پہنچایا اور اس کو چیر ڈالا صبح جب ہوئی تو کتے اس کو کھا چکے تھے۔

انہوں نے کہا کہ میں ایسا ہی شیخ چاہتا ہوں۔ وزیر بغداد وغیرہ کی مختلف جگہوں سے احادیث کا سماع کیا۔ لیکن وہ کہتے تھے کہ میں یہ بات جانتا ہوں کہ میں حدیث روایت کرنے کا اہل نہیں ہوں البتہ اس کی خواہش ہے کہ آپ ﷺ سے نقل کرنے والے سلسلہ میں شامل ہو جاؤں۔ یہ بات بھی کہا کرتے تھے کہ میں نے ایک دن خواب میں شیطان کو دیکھا تو اس سے کہا کہ تیرا بیڑا غرق ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کر کے اپنے سامنے آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حکم دیا لیکن تو نے ان کا کر دیا، حالانکہ مجھے سامنے اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا اس کے باوجود بھی میں اسے روزانہ کئی مرتبہ سجدے کرتا ہوں۔ پھر یہ شعر پڑھا جو ملنے کے قابل نہیں ہوتا اس کے ساتھ احسان کرنا بھی گویا گناہ کرنا ہے۔

ایک دفعہ مقتدی بامر اللہ نے ان کو اپنے پاس بٹھایا کر کہا کہ اللہ تم سے راضی ہو، امیر المؤمنین کی رضا کے صدقہ سے۔ وہ ہزاروں ترکیوں کے مالک بنے، ان کے کئی بیٹے تھے پانچ وزیر تھے۔ ان کا بیٹا احمد سلطان محمد بن ملکشاہ کا وزیر تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ امیر المؤمنین مسترشد باللہ کا بھی وزیر تھا۔ وزیر نظام الملک بادشاہ کے ساتھ رمضان کی پہلی رات میں اسی سال اصبہان سے بغداد کا ارادہ کر کے نکلا۔ جب دسواں دن آیا تو یہ نہاوند کے قریب ایک گاؤں سے گذر رہے تھے۔ وزیر نے بادشاہ کے ساتھ ساتھ سواری پر چلتے ہوئے کہا کہ یہاں صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قتل ہوئی تھی۔ پس خوشخبری ہے ان کے لئے جو ان میں تھے اتفاق سے ایک دن وزیر افطاری کرر ہا تھا کہ ایک بچہ اس کے پاس مانگنے والوں کی ہیئت میں آیا، اس کے پاس بالوں کا گچھا تھا جب وہ بچہ اس کے قریب پہنچا تو اس کے دل پر ایک چھری کا وار کیا اور بھاگا لیکن خیمہ کی رسی سے ٹکرا کر گر گیا۔ اسے تو پکڑ کر قتل کر دیا گیا لیکن اس کے بعد وزیر بھی کچھ دیر ہی رہا، بادشاہ وزیر کے پاس عیادت کرنے آیا تو اس نے بادشاہ کے سامنے ہی دم توڑ دیا۔ بادشاہ اس کے معاملہ میں مشکوک ہو گیا، لوگ کہتے تھے! اسی نے وزیر کے خلاف سازش کی ہے لیکن بعد میں بادشاہ کی مدت بھی طویل نہ ہوئی وہ بھی صرف پینتیس دنوں بعد چل بسا۔ اس واقعہ میں عقلمند لوگوں کے لئے عبرت ہے بادشاہ نے خلیفہ کو بغداد سے بھی نکالنے کا عزم کر لیا تھا البتہ وہ اپنے اس عزم کو (موت کی وجہ سے) پورا نہ کر سکا۔ جب اہل بغداد کو نظام کی موت کی اطلاع ملی تو وہ بہت غمگین ہو گئے۔ وزیر و رؤساء وغیرہ نے تین دن اس کا سوگ منایا۔ شعراء نے اپنے قصائد میں اس کے مرثیے پڑھے۔ ان شعراء میں ایک مقاتل ابن عطیہ بھی ہے وہ کہتا ہے کہ "وزیر نظام الملک بے مثال موتی تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت سے ڈھالا تھا۔ زمانہ عاجز ہو گیا اور اس کی قیمت کو نہ پہنچان سکا اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے اس قیمتی موتی کو دوبارہ سیپی میں لوٹا دیا"۔

بے شمار لوگوں نے اس کی تعریفیں کیں یہاں تک کہ ابن عقیل اور علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تعریفیں کیں (اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے)۔

بے شمار لوگوں نے اس کی تعریفیں کیں یہاں تک کہ ابن عقیل اور علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تعریفیں کیں (اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے)۔

**عبدالباقی بن محمد بن الحسن** ...... ابن داؤد بن باتیا، ابوالقاسم، شاعر تھے، حریم ظاہری والے تھے ۴۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت ماہر تھے کچھ لوگوں نے ان پر الزام لگایا کہ وہ پہلے برے لوگوں کے عقائد رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرتے تھے کہ۔

آسمان میں کوئی پانی کی یا دودھ کی، یا شراب کی یا شہد کی کوئی نہر ہو۔ آسمان سے وہ جنت مراد لیتے تھے کیونکہ اس سے جو بھی قطرہ گرتا ہے وہ گھروں کو خراب ہی کرتا ہے، دیواروں اور چھتوں کو گرا دیتا ہے ان کی اس بات کو کفر کہا جا سکتا ہے۔ ابن جوزی نے ان سے منتظم میں یہ بات نقل کی ہے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب اس کا انتقال ہوا تو کفن سے دو شعر لکھے ہوئے ملے "میں ایسے پڑوس کے پاس اترا ہوں کہ اس کا پڑوس نامراد نہیں ہوتا میں عذاب جہنم سے نجات کی امید رکھتا ہوں، میں اللہ تعالیٰ سے خوف کے باوجود اس کے انعام سے زیادہ پر امید ہوں اس لئے کہ وہ سب سے بڑا انعام دینے والا ہے۔

**مالک بن احمد بن علی** (۱) ...... ابن ابراہیم، ابوعبداللہ البانیاسی، الشامہ ان کا دوسرا نام ابوالحسن تھا جو کہ ان کی والدہ نے رکھا تھا لیکن جو نام وکنیت والد صاحب نے رکھے تھے وہ ہی غالب رہے بہت سے مشائخ سے احادیث کا سماع کیا۔ یہ آخر شخص تھے جنہوں نے ابوالصلت سے روایت کی تھی بازار ریحانین میں آگ لگنے سے ان کی موت واقع ہوئی۔ ۸۰ سال عمر پائی۔ محدثین کے نزدیک قابل اعتماد تھے۔

**السلطان ملکشاہ** (۲) ...... جلال الدین والدولہ، ابوالفتح ملکشاہ۔ ابوشجاع الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق تقاق الترکی کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنا۔ ان کی حکومت بلاد ترک سے بلاد یمن تک پھیلی ہوئی تھی سارے جہاں کے بادشاہ اس سے مراسلت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ روم، خزر، اللان کے بادشاہ بھی اس سے مراسلت کرتے تھے۔ ان کی حکومت باوقار تھی، راستے وغیرہ ان کے زمانہ میں پرامن تھے وہ اپنی عظمت کے باوجود مسکین، ضعیف اور عورتوں کی حوائج پوری کرنے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

انہوں نے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر کرائیں پل بنوائے۔ عام ٹیکس اور بلڈنگ ٹیکس ختم کردے بڑی بڑی نہریں کھدوائیں۔ مدرسہ ابوحنیفہ و بازار بنوایا۔ بغداد میں وہ جامع بنوایا جس کو جامع سلطان کہا جاتا ہے اپنے شکاروں کے سینگوں سے کوفہ میں مینار تعمیر کروایا۔ اسی جیسا ماوراء النہر میں بھی بنایا گیا۔ اس نے خود شکار کئے ان کو جمع کیا گیا تو پتہ چلا کہ کل ۱۰۰۰۰ شکار اس نے خود کیے تھے ۱۰۰۰۰ درہم اس نے صدقہ کردیئے۔ کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کہ کسی جاندار حیوان کو کھانے کے علاوہ کسی اور مقصد سے ماروں اس کے افعال و کردار لوگوں میں بہت اچھے تھے۔ اسی وجہ سے ایک کسان نے اس سے یہ شکایت کی کہ کچھ لڑکوں نے اس کی تربوزوں کی بوری چوری کرلی ہے۔ اس بارے میں تفتیش کی گئی، تو کیا دیکھا کہ وہ تربوز ایک نگہبان کے خیمہ میں ہیں، وہ کسان تک پہنچا دیئے گئے۔ پھر دربا کو بلایا گیا، اس سے پوچھا کہ تیرے پاس یہ تربوز کہاں سے آئے تھے۔ اس نے کہا کہ کچھ لڑکے لے کر آئے تھے بادشاہ نے کہا کہ ان کو لے کر آؤ۔ اس نے جاکر لڑکوں کو بھاگنے کا حکم دیدیا۔ بادشاہ نے پھر حاجب کو حاضر کیا اور کسان کے سپرد کردیا۔ کسان سے کہا کہ اس کو پکڑ لو کیونکہ یہ میرا اور میرے باپ کا غلام ہے۔ فلاح سے کہا کہ اس کو مت چھوڑنا۔ پھر کسان کو تربوز کی بوری واپس کردی گئی۔

---

(۱) الانساب ۶۳/۲، شذرات الذهب ۳/۶/۳، العبر ۳۰۸/۳، ۳۰۹، اللباب ۱۵/۱، المنتظم ۶۹/۹ النجوم الزاهرة ۱۳۷/۵.)

(۲) (اخبار الدولة السجوقية: ۵۵ تاریخ ابن خلدون ۱۳/۵، تتمة المختصر ۱۲/۲، ۱۳ دول الاسلام ۱۳/۲، ۱۴ شذرات الذهب ۳۷۶/۳، العبر ۳۰۹/۳، الکامل فی التاریخ: ۸۶/۱۰، ۷۸، ۹۰، ۲۱۰، ۲۱۴، المختصر ۲۰۲/۲، ۲۰۳، معجم الانساب والاسرات الحاکمة ۵۲، ۷۳، المنتظم ۶۹/۹، ۷۴، النجوم الزاهرة ۱۳۴/۵، ۲۵/۳۵، وفیات الأعیان ۲۸۳/۵، ۲۸۹)

کسان اس کو اٹھا کر نکلا اور اس کے ہاتھ میں دربان بھی تھا، دربان نے اپنے آپ کو دربان سے ۳۰۰ دینار دے کر آزاد کرا لیا۔ جب بادشاہ نے اپنے بھائی سے قتال کا ارادہ کیا تو طوس مقام سے گذرا، وہاں علی بن موسیٰ رضا کی قبر کی زیارت کرنے آئے ان کے ساتھ نظام الملک بھی تھا۔

بادشاہ نے نظام سے کہا ''تو نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی؟ نظام نے کہا ''آپ کی کامیابی کی دعا مانگی ہے'' بادشاہ نے کہا ''لیکن میں نے یہ دعا مانگی ہے کہ اگر میرا بھائی مسلمانوں کے لئے زیادہ بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے کامیابی دیں اور اگر میں مسلمانوں کے حق میں زیادہ بہتر ہوں تو مجھے کامیابی سے نوازیں'' اپنے لشکر کو لے کر اصبہان سے انطاکیہ کی طرف پیش قدمی کی، لاکھوں کی تعداد میں لشکر تھا لیکن کسی ایک لشکری کے بارے میں بھی یہ پتہ نہیں چلا کہ اُس نے رعایا میں سے کسی پر ظلم کیا ہو۔ ایک دفعہ ایک ترکمانی نے آپ سے مدد طلب کرتے ہوئے کہا ''فلاں شخص نے میری بیٹی کے ساتھ زنا کیا ہے ترکمانی یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ اُسے اُس کے قتل کرنے پر قدرت دیں، بادشاہ نے کہا ''اگر تیری بیٹی چاہتی تو اُسے روک سکتی تھی اگر تو قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو اپنی بیٹی کو بھی اُسکے ساتھ قتل کر'' ترکمانی خاموش ہو گیا، بادشاہ نے پھر کہا ''کیا تم اس سے بہتر کام کرو گے'' کہنے لگا ''وہ کیا؟'' بادشاہ نے کہا ''زنا تو ہو چکا اب تو اپنی بیٹی کی اس کے ساتھ شادی کروا دے میں ان دونوں کو بیت المال سے ان کی ضرورت کے بقدر مہر دوں گا چنانچہ ترکمانی نے ایسا ہی کیا۔

کسی واعظ نے آپ کے سامنے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسریٰ سفر کے دوران جبکہ وہ اپنے لشکر سے علیحدہ ہو گیا تھا ایک بستی کے پاس سے گذرا، ایک گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اُس نے پانی مانگا ایک لڑکی نے گنے کا ٹھنڈا رس اُسے دیا۔ کسریٰ نے رس پیا تو اسے بہت پسند آیا لڑکی سے پوچھا ''تم یہ کیسے بناتے ہو'' لڑکی نے کہا ''ہم آسانی سے ہاتھوں سے نچوڑ دیتے ہیں کسریٰ نے دوبارہ منگوایا جب لڑکی چلی گئی اُس نے سوچا کہ ان سے یہ جگہ لے کر انہیں کوئی دوسری جگہ دے دینی چاہیئے، لڑکی کو کچھ دیر ہو گئی جب واپس آئی تو اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا، کسریٰ نے کہا کیا ہوا؟ کہنے لگی لگتا ہے ہمارے بادشاہ کی نیت خراب ہو گئی ہے اس لئے گنے کا رس نکالنا میرے لئے مشکل ہو گیا ہے لڑکی کو پتہ نہ تھا کہ یہی بادشاہ ہے کسریٰ نے کہا دوبارہ جاؤ اس بار تم لے آؤ گی، اس کے جانے کے بعد بادشاہ نے اپنی نیت تبدیل کر دی، چنانچہ وہ گئی اور فوراً دوسرا گلاس لے آئی۔ کسریٰ اُسے پی کر واپس لوٹ گیا۔

قصہ سننے کے بعد بادشاہ نے واعظ سے کہا یہ قصہ تو میرے لئے مناسب ہے لیکن رعایا کو یہ قصہ بھی سناؤ کہ ایک دفعہ کسریٰ ایک باغ کے پاس سے گذرا پیاسا تھا، سر میں زردی آ گئی تھی باغ والے نے کہا ''ابھی تک بادشاہ نے باغ میں سے اپنا حق وصول نہیں کیا اس لئے میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا؟ یہ قصہ سن کر لوگوں کو بادشاہ کی ذہانت پر بہت تعجب ہوا، ایک دفعہ دو کسانوں نے امیر خمارتگین کے خلاف اُس سے مدد چاہی کہ اُس نے اُن کا بہت سا مال چھین لیا ہے اور ان کے دانت توڑ دیئے ہیں کہنے لگے ہم نے دنیا میں آپ کے انصاف کی شہرت سنی ہے اگر آپ اللہ کے حکم کے مطابق ہمیں انصاف دلوا دیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے آپ کے خلاف مدد چاہیں گے دونوں آپ کے گھوڑے کی رکاب پکڑ کے کھڑے ہو گئے، آپ نے گھوڑے سے اتر کر کہا، میری آستین پکڑو اور کھینچتے ہوئے مجھے نظام الملک کے گھر لے چلو کسان ڈر گئے لیکن آپ نے اصرار کیا کہ ایسا ہی کرو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، نظام کو جب آپ کے آنے کی خبر ملی تو جلدی سے باہر نکلا، آپ نے اُس سے کہا میں نے تجھے اس لئے وزیر بنایا ہے کہ تو مظلوم کو ظالم سے انصاف دلوائے، نظام نے اُسی وقت خمارتگین کو معزول کر دیا اور اُسے لکھا کہ ان کسانوں کا مال لوٹا دے، کسانوں کو کہا کہ اگر گواہی ثابت ہو جائے تو تم بھی اُس کے دانت توڑ دو، خود آپ نے انہیں ۱۰۰ سو دینار دیئے ایک دفعہ آپ نے کچھ ٹیکس ختم کر دیا تو وصول کنندہ نے کہا ''آپ نے جو ٹیکس ختم کیا ہے اس کی مالیت چھ سو دینار سے بھی زیادہ ہے آپ نے کہا تیرا ناس ہو مال سارا اللہ کا ہے، بندے بھی اُسی کے بندے ہیں ملک بھی اُسی کے ہیں، میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے لئے یہ اللہ کے ہاں باقی رہ جائے جو مجھ سے اس معاملے میں جھگڑے گا اس کی گردن اُڑا دوں گا، ایک دفعہ ایک خوبصورت عورت نے آپ کو گانا سنایا، سن کر جھوم اُٹھے، دل اُس عورت کا مشتاق ہو گیا کچھ ارادہ کیا تو عورت نے کہا مجھے اس بات سے غیرت آتی ہے کہ اتنا خوبصورت چہرہ جہنم میں جائے، حلال اور حرام میں ایک کلمے ہی کا فرق ہے چنانچہ آپ نے قاضی کو بلوا کر اُس سے شادی کر لی۔

# بغداد میں تاجیہ کا بانی

**مرزبان بن خسرو، تاج الملک**[۱] ...... وزیر ابو غنائم تاجیہ کے بانی تھے اُس کے مدرس ابو بکر شاشی تھے، شیخ ابو اسحاق کا مقبرہ آپ ہی نے بنوایا۔

سلطان ملک شاہ نے نظام الملک کی وفات کے بعد آپ کو وزیر بنانا چاہا۔لیکن بہت جلد ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔ پھر اُس نے آپ کے بیٹے محمود کو وزیر بنالیا، جب اُس کا بھائی برکیاوق اُس پر غالب آ گیا تو نظام کے غلاموں نے آپ کو قتل کر دیا اور آپ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، یہ اس سال ماہ ذی الحج کا واقعہ ہے۔

**ھبۃ اللہ بن عبدالوارث**[۲] ...... ابن علی بن احمد نوری، ابو قاسم شیرازی، آفاق میں پھرنے والوں اور مختلف ممالک کے سفر کرنے والوں میں سے تھے، حافظ ثقہ، دیندار، متقی و پرہیزگار تھے حسن اعتقاد حسن سیرت کے حامل تھے، ان کی ایک اچھی تاریخ کی کتاب ہے، بغداد اور دوسرے شہروں سے طلبہ نے ان کی طرف سفر کئے، واللہ اعلم۔

## آغاز ۴۸۶ھ و ۴۸۷ھ

اسی سال ایک شخص اردشیر بن منصور ابو حسین عبادی حج سے واپسی پر بغداد آئے نظامیہ گئے لوگوں کو وعظ کیا، مدرسے کے مدرس غزالی وعظ کی مجلس میں شریک ہوئے تو لوگوں کا ایک ہجوم ان کی مجلس میں جمع ہو گیا اور بعد کی مجلسوں میں بڑھتے چلے گئے، بہت سے لوگوں نے اپنے کاروبار چھوڑ دیئے، بعض اوقات ان کی مجلس میں تیس ہزار سے زیادہ افراد شریک ہوتے۔

بہت سے لوگ تائب ہوئے، مساجد کی پابندی کی، شراب بہادی گئی، لہو ولعب کے آلات توڑ دیئے گئے، ذاتی طور پر نیک انسان تھے، عبادت گذار تھے۔ بڑے، درجے کے زاھد تھے، نیک سیرت تھے اور لوگ ان کے وضو کے بچے ہوئے پانی پر ٹوٹ پڑتے تھے اور بسا اوقات حسن تالاب سے وہ وضو کرتے لوگ برکت کے لئے اس سے پانی لے لیتے۔ ابن الجوزی نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے کسی ساتھی کو شامی شہتوت اور برف کھانے کا شوق ہوا تو اس نے سارا شہر چھان مارا مگر کہیں سے بھی اس کو مطلوبہ چیز نہ مل سکی، جب وہ لوٹا تو اس نے شیخ کو خلوت میں پایا اور پوچھا کہ کیا کوئی شخص آج شیخ کے پاس آیا ہے؟

تو اسے بتایا گیا "ایک عورت آئی تھی" "اس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے سوت کاتا ہے اور اس کو بیچا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ شیخ کے لئے کوئی عمدہ چیز خریدوں لیکن شیخ نے اسے منع کر دیا تو وہ رونے لگی تو شیخ کو اس پر رحم آ گیا اور کہا "جاؤ اور خرید لاؤ" "اس عورت نے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ شیخ نے کہا "جو آپ کا جی چاہے" تو وہ عورت چلی گئی اور برف اور شامی شہتوت لے آئی شیخ نے لے کر تناول فرمایا۔ شیخ کے متقدمین میں سے کسی کا قول ہے "ایک دن میں شیخ کے پاس آیا تو وہ شوربہ پی رہے تھے، میں نے دل دل میں کہا "اے کاش اپنا

---

(۱) اخبار لدولۃ السلجوقیہ :۶۷، الکامل لابن الأثیر: ۱۰/ ۲۱۶، معجم الانساب والاسوات الحکمۃ :۳۳۸، المنتظم: ۹/ ۴۷ اور ۵۶ فی سنۃ ۴۸۵ھ،۷۵ وفیات الأعیان: ۲/ ۱۳۱، مع ترجم نظام الملک۔

(۲) (تاریخ ابن ساکو تذکرہ الحفاظ: ۴/ ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۲، السباق، الورقہ ۹۴/۰ ب ۹۵أ شذرات الذھب: ۳/ ۳۷۹، طبقات الحفاظ: ۴۴۲، العبر: ۳/ ۱۴۱، الکامل فی التاریخ ۱۰/ ۲۱۸، کشف الظنون ۲۹۶، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد: ۲۴۶، ۲۴۸، المنتظم ۹/ ۷۴، ۷۵)

بچا ہوا شور بہ مجھے دے دیں تا کہ میں اس کو حفظ قرآن کے لئے پی لوں'' تو انہوں نے اپنا بچا ہوا مجھے دے دیا اور کہا ''اُسی نیت پر پیو'' وہ کہتے ہیں کہ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے حفظ قرآن سے نوازا۔ ریاضتیں کرنے والے اور بہت عبادت گزار تھے۔ پھر اتفاقاً انہوں نے سونے کے گرے پڑے ذرات کو صحیح سونے کے بدلے میں بیچنے پر کچھ کلام کیا تو انہیں شہر میں رہنے سے منع کر دیا گیا وہ شہر بدر ہو گئے۔

اسی سال تتش بن الپ ارسلان نے سلطنت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ عراق میں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھوائے۔ لیکن خلیفہ نے اس کے بھتیجے کی وجہ سے اس مطالبہ پر عمل کرنے سے توقف کیا۔ اس کے بعد تتش بن اَلپ ارسلان'' رحبۃ کی طرف چل نکلا اور اس کی صحبت اور ماتحتی میں حلب کا حکمران اَقسنقر اور رہا کا حکمران بوران'' بھی تھا۔ اس نے رحبۃ فتح کیا اور پھر موصل کی طرف روانہ ہوا۔ اور والی موصل ابراہیم بن قریش بن بدران سے چھین لیا۔

اور اس کے بنی عقیل کے لشکر کو شکست اور بہت سے امراء کو سولی پر لٹکا کر قتل کیا۔ اسی طرح دیار بکر پر بھی قبضہ کر لیا۔ اوالکافی ابن فخر الدولۃ ابن جہیر کو وزیر بنایا وراس کے بعد ھمدان اور خلاط پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد آذربائیجان پر بھی قبضہ کر لیا تو اس کا معاملہ حد سے بڑھ گیا۔ اس کے بعد ''آقسنقر'' اور بوران علیحدہ ہو کر'' ملک برکمارق'' سے جا ملے اسطرح ''تتش'' اکیلا رہ گیا۔ اس کے بھائی برکیارق'' نے اس میں دلچسپی لی اس پر ''تتش'' واپس لوٹا تو اس کو قسیم الدولۃ آقسنقر اور بوران حلب کے دروازوں پر ملے تتش گے دروازے توڑ دیئے اَقسنقر اور بوران کو قید کر لیا اور اس کے بعد سولی پر لٹکا دیا اور ''بوران'' کا سر اپنے ساتھ لیا اور ''حران'' اور الرھا'' کا دورہ کیا اور دوبارہ اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اسی سال روافض اور اہلسنت کے مابین فتنہ واقع ہوا۔ اور ان کے درمیان بہت زیادہ فتنہ فساد بڑھ گیا۔ شعبان کی دو تاریخ کو خلیفہ کے ہاں المستر شد باللہ اَبومنصور الفضل بن اَبی العباس احمد المتنظہر پیدا ہوئے۔ خلیفہ بہت خوش ہوئے۔ ذی القعدہ میں سلطان برکیارق بغداد میں داخل ہوئے وزیر اَبومنصور بن جہیر نے باہر نکل کر ان کے آنے پر خلیفہ کی طرف سے مبارکباد دی۔ اسی سال سرزمین شام کے شہر ''صور'' پر المستنصر العبیدی'' نے قبضہ کر لیا اور اہل عراق میں سے کوئی بھی حج کو نہ جا سکا۔

جن شخصیات کا اس سال انتقال ہوا ان میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

## جعفر ابن المقتدی باللہ

سلطان مالک شاہ کی بیٹی ''الخاتون کے بطن سے تھے جمادی الاولی میں انتقال فرمایا وزیر اور ارکان مملکت تین دن تک ان کے سوگ میں بیٹھے رہے۔

## سلیمان بن ابراہیم

ابن محمد بن سلیمان، اَبومسعود اصفہانی [1] ...... بہت سے محدثین سے سماعت کی، تصنیف کا مشغلہ بھی رہا۔
صحیحین کی تخریج بھی کی۔ علم حدیث سے گہری واقفیت رکھتے تھے۔ ابن مردویہ اَبونعیم اور البرقانی سے بھی سماعت کی اور خطیب وغیرہ سے کتابت کی۔ ذی القعدہ میں نواسی سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

(۱) الأنساب : ۵۴۲/اأ، الرسالۃ المستطرفۃ: ۳۰، شذرات الذھب : ۳/۳۷۷، ۳۷۸، طبقات الحفاظ : ۴۴۳، العبر: ۳/۳۱۱، لسان المیزان: ۳/۷۶، ۷۷، مراۃ الجنان : ۳/۱۴۲، المغنی فی الضعفاء: ۱/۲۷۷، المنتظم : ۹/۷۸، میزان الاعتدال : ۲/۱۹۵، تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۱۹۷، ۱۲۰۰)

# عبدالواحد بن أحمد بن الحسن

دشکری، أبوسعد شافعی فقیہ تھے أبواسحاق شیرازی کی صحبت اختیار کی اور حدیث روایت کی۔ موصوف اہل علم کے لئے تصنیف کرنے والے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میرے یہ دوقدم کبھی بھی لذت کے لئے نہیں چلے۔ جب میں انتقال ہوا اور باب ''حرب'' کے قریب دفن کیے گئے۔

**علی بن أحمد بن یوسف** ...... کنیت أابوالحسن الہکاری تھی بغداد آئے اور میں قیام رہا حدیث کی سماعت کی متعدد حفاظ حدیث نے ان سے روایت حدیث کی۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں روضۂ اقدس میں دیکھا تو پوچھا کہ یارسول اللہ مجھے کوئی وصیت کر دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ أحمد حنبل اور مذھب سے اعتقاد رکھو اور اہل بدعت سے اپنے آپ کو بچا کے رکھو محرم میں اسی سال انتقال ہوا۔

**علی بن محمد بن محمد** (۱) ...... أبوالحسن الخطیب الأنباری، ابن الأخضر کے نام سے مشہور تھے ابومحمد الرضی سے سماعت کی سب سے آخر میں ان سے حدیث سننے والے یہی ہیں۔ اسی سال شوال میں بچانوے سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

**ابونصر علی بن ھبۃ اللہ، ابن ماکولا** ...... ۴۰۲ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت سے محدثین سے سماعت کی اور حفاظ حدیث میں شمار کیے جاتے تھے ''المؤتلف'' میں ان کی کتاب ''اکمال'' ہے۔

**اقسنقر اتابک** ...... لقب قسیم الدولۃ سلجوقی تھا، حاجب کے نام سے معروف تھے، حلب دیار بکر اور جزیرے کے حکمران تھے ملک، نورالدین بن زنگی بن اقسنقر کے دادا تھے، ابتداً سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی کے انتہائی قریبی أصحاب سے میں تھا، پھر ان کا مرتبہ سلطان ہے ہاں اور بڑھ گیا یہاں تک کہ اُسے وزیر نظام الملک کے ایماء پر حلب اور اس کے مضافات کا والی بنادیا، انتہائی نیک سیرت اور پاک طینت تھے، رعایا ان کی حکمرانی میں امن کی زندگی گزار رہے تھے انہیں عدل وانصاف حاصل تھا۔ ان کی موت دمشق کے حکمرانی سلطانی تاج الدولۃ کے ہاتھوں ہوئی، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سلطان نے اپنے بھتیجے برکیارق بن ملکشاہ کے ساتھ جنگ کے لئے آپ سے اور حزان اور رھا کے حکمران سے مدد طلب کی لیکن ان دونوں نے اُس کا ساتھ نہ دیا اور چھوڑ کر بھاگ گئے، سلطان واپس دمشق بھاگا، پھر جب سلطان کو قدرت حاصل ہوئی اور یہ دونوں لوٹے تو اُس نے باب حلب'' میں ان سے جنگ کی اور انہیں قتل کر کے سوائے حلب کے باقی شہروں پر قبضہ کرلیا، بعد میں وہ اقسنقر زنگی کے بیٹے کو حاصل ہوئے یہ پانچسو ئیس ہجری کا واقعہ ہے ابن خلکان نے لکھا وہ اور ''رھا'' کے حکمران بوران دونوں سلطان ملکشاہ کے غلام تھے، جب تتش حلب کا بادشاہ ہوا تو اس نے ان کو حلب میں اپنا نائب بنانا چاہا لیکن آپ نے انکار کردیا اس پر تتش نے جو دمشق کا بھی حکمران ہو چکا تھا آپ کی طرف کوچ کیا اور اس سال جمادی الاولی میں جنگ میں قتل کردیا۔ جب آپ قتل کر دیے گئے تو آپ کے بیٹے عماد الدین زنگی نے آپ کو دفن کیا، جس کی کنیت ابونورالدین تھی آپ کے بیٹے نے فصیل کے اوپر سے آپ کو شہر میں داخل کیا پھر وہیں دفن کیا۔

**افواج کے سردار بدرجمالی** ...... مصری افواج کے سردار تھے فاطمی ممالک کے چلانے والے تھے۔ عقل مند اور کریم شخص تھے۔ مستنصر کے زمانے میں بڑا رتبہ ملا حتیٰ کہ تمام امور انہی کی زیر نگرانی آ گئے۔ اس سال ذیقعدہ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد ان کا بیٹا افضل قائم مقام بنا۔

**خلیفہ مقتدی** ...... ان کے حالات گزر گئے۔

---

(۱) (تذکرۃ الحفاظ: ۱۱۹۹/۳، الجواھر المضیۃ: ۲۰۲/۲، ۲۰۳، السیاق، الورقۃ: ۱۲۶أ، شذرات الذھب: ۳۷۹/۳، الطبقات السنیۃ رقم (۱۵۵۴) العبر: ۳۱۳/۳، المنتظم: ۷۹/۹.)

## ۴۸۸ھ کے واقعات

اسی سال یوسف بن ابق ترکمانی دمشق کے حکمران تتش کی طرف بغداد روانہ ہوا تا کہ بغداد میں اس کی حکومت قائم کر دے۔

تتش مقام ''ری'' میں اپنے بھتیجے سے جنگ کے لئے جا چکا تھا چنانچہ اس کا نائب جب بغداد پہنچا تو لوگ اس سے مرعوب ہو گئے۔اس نے آتے ہی خلیفہ کے سامنے زمین بوسی کی۔لیکن عوام اس سے ڈر کر جنگ کے لئے تیار ہو گئے اس سے پہلے کہ بات بڑھتی تتش کے بھتیجے نے آ کر خبر دی کہ جنگ میں سب سے پہلے تتش ہی ہلاک ہوا ہے۔لہذا اس کے نائب سے اب ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔

تتش کی وفات ۷ اصفر المظفر ۴۸۸ھ کو ہوئی۔

اسی سال ۱۹ ربیع الاول کو ولی عہد ابو منصور فضل بن مستظہر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔اس کو ذخیرۃ الدین کا لقب بھی دیا گیا۔

ربیع الثانی میں وزیر ابو جہیر نے حریم کے گرد طویل فصیل بنوائی۔پھر لوگوں کو ہر قسم کے کام کاج اور تفریح کرنے کی اجازت دے دی۔

اس سال امام غزالی ذیقعدہ میں بغداد سے نظامیہ کی تدریس سے الگ ہو کر دنیا سے کنارہ کش ہو کر اچھے لباس کے بجائے سادہ لباس پہن کر بیت المقدس کی طرف چلے گئے آپ کی جگہ آپ کے بھائی نے تدریسی فرائض انجام دیئے اس کے بعد امام غزالی آئندہ سال حج کر کے وطن واپس آ گئے اسی عرصہ میں آپ نے کتاب الاحیاء تصنیف فرمائی لوگوں کا ایک بڑا مجمع روزانہ آپ کے پاس آ کر آپ سے سماع کرتا۔

اسی زمانہ میں عرفہ کے دن قاضی ابی الفرج عبدالرحمٰن بن ھبۃ اللہ بن بستی پر خلعت کی گئی اور شرف القضاۃ کا لقب دیا گیا اور الحریم وغیرہ کا دوبارہ آپ کو قاضی بنایا گیا۔

سال رواں ہی میں کرخ کے رافضیوں اور سنیوں نے صلح کر کے ایک دوسرے سے ملاقات کی اور اکٹھے کھانا کھایا یہ واقعہ بڑا عجیب واقعہ ہے۔

اسی برس سمرقند کے حاکم احمد بن خاقان کو گلا گھونٹ کر قتل کیا گیا کیوں کہ گواہی سے اس کا زندیق ہونا ثابت ہو گیا تھا اس کی جگہ اس کے چچازاد بھائی مسعود کو حاکم بنایا گیا۔

اسی سال ترکی افریقہ میں داخل ہوئے انہوں نے یحییٰ تمیم بن معز بن بادیس سے عہد شکنی کی جس کی وجہ سے دونوں کے درمیان لڑائیاں ہوئیں بالآخر ترکیوں نے اس پر قبضہ کر لیا وہی اس کے بادشاہ بن گئے ان کا لیڈر مشرق کے کسی سردار کالڑ کا شاہ ملک تھا اس نے مصر میں خدمت گذاری کی پھر ایک جماعت کے ہمراہ مغرب کی طرف چلا گیا وہاں پر اس نے جو کچھ کیا اس کا بیان ہو چکا۔

اس سال عراق کے باشندوں میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

## خواص کی وفات

**الحسن بن احمد بن خیرون کے حالات**[1] ...... یہ حسن بن احمد بن خیرون ابو الفضل جو ابن الباقلانی سے مشہور ہیں بے شمار احادیث کا سماع کیا ان کی طرف سے خطیب نے لکھا، حدیث میں معرفت تامہ حاصل تھی ثقہ تھے دامغانی کے نزدیک معتبر تھے، پھر ان کے سکیٹری بن گئے پھر غلہ جات کے وزیر بنے اسی سال رجب میں بیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

**تتش ابوالمظفر** ...... یہ تتش ابوالمظفر تاج الدولہ ابن الپ ارسلان دمشق وغیرہ کے حاکم رہے ہیں ایک عورت سے شادی کی اتفاقاً شادی کے فوراً بعد اس عورت کا انتقال ہو گیا اس موقع پر متنبی نے ایک شعر کہا:

(۱) (تذکرۃ الحفاظ: ۴/۷. ۱۲ . ۱۲۰۹ . شذرات الذھب: ۳/۳۸۳)

ترجمہ...... تمہاری ترقیوں میں اللہ کے راز ہیں دشمنوں کا کلام بیہودگی کے علاوہ کچھ نہیں اس لئے ان کی طرف توجہ مت کرو۔

ابن خلکان کا قول ہے یہ مشرقی علاقوں کے حکمران تھے اتسنر نے مصر کے حاکم کی جانب سے اس سے سالار لشکر کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد طلب کی جب یہ اس کی مدد کے لئے دمشق آیا تو اتسنر کے مقابلہ میں نکل پڑا اتسنر نے اس کی گرفتاری اور قتل کا حکم دیا وہ نواسین ۴۷۱ میں دمشق اور اس کے مضافات کا حاکم بن گیا پھر اتسنر نے جنگ کر کے اُسے قتل کر دیا۔ پھر اس نے اور اس کے بھائی نے بلادری میں آپس میں جنگ کی اس نے اپنے بھائی کو شکست دی لیکن خود بھی میدان جنگ میں قتل کر دیا گیا اس کا لڑکا رضوان حلب کا بادشاہ بن گیا اسی طرف بنو رضوان منسوب ہوئے حلب پر رضوان نے سن ۵۰۷ تک بادشاہت کی اس کے بعد اس کی والدہ نے انگور میں زہر دیکر اس کو ہلاک کر دیا اس کے بعد اس کا لڑکا تاج الملوک بوری چار سال تک حاکم رہا پھر اس کے بعد دوسرے لڑکے شمس الملک اسماعیل نے تین سال تک اس پر بادشاہت کی اس کے بعد اس کی والدہ نے اسے بھی قتل کر دیا اس کی والدہ کا نام زمرد خاتون تھا جو جاولی کی لڑکی تھی اب اس نے اپنے بھائی شہاب الدین محمود بن بوری کو حاکم بنا دیا اس نے چار سال تک حکومت کی پھر اس کا بھائی محمد بن بوری طغرکین ایک سال تک حلب پر بادشاہ رہا اس کے بعد سن ۴۳۴ کی ابتدا میں مجیب الدین ابق اس پر بادشاہ بنا مسلسل کئی سال اسی کی حکومت رہی حتیٰ کہ نورالدین محمود زنگی نے اس سے حکومت چھین لی جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آئیگا اور وہ اتق معین الدین کے زمانہ میں فوج کا جرنیل تھا دمشق میں مدرسہ معینیہ اور غور میں المعینیہ اسی معین الدین کی طرف منسوب ہے۔

**زرق اللہ بن عبدالوھاب کے حالات** [۱] ...... ابن عبدالعزیز ابو محمد التمیمی ائمہ قراء اور ائمہ حدیث میں سے ہیں مذہب حنبلی کے فقیہ ہیں اولاً جامع منصور پھر جامع قصر میں ان کے دو حلقے وعظ اور فتویٰ کے لگتے تھے خوبصورت اور لوگوں کی محبوب شخصیت ہیں۔ ان کے عمدہ اشعار ہیں بہت بڑے عابد تھے۔ عربی زبان پر عبور حاصل تھا گفتگو کا اچھا سلیقہ تھا اپنے آباء سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مسلسل روایت کی (ترجمہ) علم عمل کو آواز دیتا ہے اگر انسان عمل سے اس کا جواب دیتا ہے تو علم باقی رہتا ہے وگرنہ علم رخصت ہو جاتا ہے خلیفہ کے مقربین میں سے تھے اہم پیغامات لے کر خلیفہ کے پاس جاتے تھے اسی سال وسط جمادی الاولیٰ اٹھاسی سال کی عمر پا کر منگل کے روز وفات پائی خلیفہ کی اجازت سے اپنے گھر میں باب مراتب کے سامنے دفن کئے گئے ابن عبدالعزیز کے لڑکے ابوالفضل نے والد کی نماز جنازہ پڑھائی۔

**ابو یوسف القزوینی کے حالات** [۲] ...... یہ عبدالسلام بن محمد بن یوسف بن بندار الشیخ معتزلہ کے شیخ ہیں عبدالجبار بن احمد الھمدانی کے شاگرد ہیں مصر کا سفر کر کے چالیس سال تک وہاں پر متعدد علوم حاصل کئے سات سو جلدوں پر مشتمل ایک تفسیر لکھی ابن الجوزی کا قول ہے ابو یوسف قزوینی نے اس تفسیر میں بڑی کام کی باتیں جمع کی ہیں اور قرآن پاک کی آیت (واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علیٰ ملک سلیمان) پر پوری ایک جلد میں کلام کیا۔
(شذرات الذھب: ۳/۳۸۵۔ لسان المیزان: ۴/۱۱۔۱۲)

ابن عقیل کا قول ہے ابو یوسف قزوینی کو علم اور شعر دونوں پر مکمل عبور حاصل تھا، ابو عمر بن مہدی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا چھیانوے سال کی عمر میں بغداد میں وفات پائی۔

**ابوشجاع الوزیر کے حالات** [۳] ...... محمد بن حسن بن عبداللہ بن ابراھیم ابوشجاع لقب ظہیر الدین مقام ولادت اھواز اصلاً الروذراوری تھے اچھے وزراء میں سے تھے علماء فقہاء پر خوب دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے شیخ ابواسحاق شیرازی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا متعدد کتب تصنیف فرمائیں ان ہی میں سے ایک کتاب وہ ہے جسے آپ نے تجارب الامم کے آخر میں لکھا خلیفہ مقتدی کے وزیر بھی رہے ہیں ان کی کل جائیداد چھ لاکھ دینار تھی کچھ امور خیر میں خرچ کر دی کچھ وقف کر دی کچھ سے مزار بنوادیئے یتامیٰ اور مساکین پر بہت زیادہ خرچ کرتے تھے۔ ایک شخص نے ابوشجاع

---

(۱) (تذکرۃ الحفاظ: ۴/۱۲۰۸۔ العبر: ۳/۳۰۲، ۳۲۱)

(۲) (شذرات الذھب: ۳/۳۸۵ لسان المیزان: ۴/۱۱، ۱۲)

(۳) (کشف الظنون: ۳۴۴۔ الوافی بالوفیات: ۳/۴۳، ۴۴)

سے کہا ہمارے نزدیک ایک بیوہ رہتی ہے اس کے چار بچے ننگے بھوکے ہیں ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے فوراً اپنے خاص آدمی کے ذریعہ ان کے پاس کھانے کے لئے کھانا اور لباس بھیجا سخت سردی کے باوجود کپڑے اتار کر کہنے لگے قسم بخدا جب تک مجھے ان کی خیریت معلوم نہیں ہوگی اس وقت تک کپڑے نہیں پہنوں گا حتیٰ کہ اس شخص نے آ کر بتایا کہ وہ خیر خیریت سے ہیں انہوں نے آپ کو خوب دعائیں دی ہیں اس کے بعد خوش ہو کر کپڑے پہنے۔

ایک بار ابوشجاع کے پاس کہیں سے میٹھی پوری آئیں جس سے فقراء کا دل خراب ہوا ابوشجاع نے ساری پوریاں اٹھا کر مسجد میں بھیج دیں وہاں پر فقراء اندھوں نے ان کو کھایا۔

ان کی کچہری میں فقہاء ضرور ہوتے جب کوئی مشکل امر پیش آ جاتا تو ان سے پوچھ کر فیصلہ کرتے سب سے عاجزی اور انکساری سے پیش آتے وزارت سے معزولی کے بعد حج پر گئے تو واپسی میں مدینہ ہی میں ٹھہر گئے کچھ عرصہ بعد بیمار ہو گئے جب مرض زیادہ ہو گیا تو روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر قول خداوندی تلاوت کر کے:

ترجمہ ۔۔۔۔ اگر وہ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا آپ کے پاس آتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتا تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔ (سورۃ البقرہ آیت ۱۰۲)

عرض کیا یا رسول اللہ میں گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے آپ کے سامنے حاضر ہو گیا ہوں قیامت کے روز آپ کی سفارش کی امید رکھتا ہوں اسی روز انتقال فرمایا جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

**القاضی ابوبکر الشاشی** ۔۔۔۔ محمد بن مظفر بن بکران الحموی ابوبکر الشاشی ہیں سن ولادت ۴۰۰ ہے اپنے شہر میں فقہ کی تعلیم حاصل کی سن ۴۱۷ میں حج پر تشریف لے گئے اس کے بعد بغداد پہنچ کر ابوالطیب طبری سے مزید فقہ کی تعلیم حاصل کی اور احادیث کا سماع کیا ابن الدامغانی کے پاس گواہی دی تو انہوں نے قبول کر لی پچپن سال تک مسجد میں لوگوں کو فقہ پڑھاتے رہے دامغانی کی وفات کے بعد ابوشجاع وزیر نے خلیفۂ مقتدی کو انہیں قاضی بنانے کا مشورہ دیا چنانچہ خلیفہ نے ان کو قاضی بنا دیا تمام لوگوں سے زیادہ پاکدامن تھے بادشاہ غیر بادشاہ کسی کا ھدیہ قبول نہیں کرتے تھے اپنا سادہ کھانا اپنا سادہ لباس استعمال کرتے قضاء کی تنخواہ نہیں لیتے تھے تن تنہا تمام امور از خود نمٹاتے کوئی ان کا نائب نہیں تھا کسی سے لڑتے جھگڑتے نہیں تھے۔

گواہوں کے بغیر منکرین پر قرائن سے تہمت ثابت ہونے پر انہیں سزا دیتے جب تک وہ انکار سے باز نہ آ جاتے مذہب شافعیہ سے اس پر دلیل پیش کرتے اس پر انہوں نے ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی اس بارے میں ابن عقیل نے ابوبکر شاشی کی حمایت کرتے ہوئے ارشاد خداوندی اِن کَانَ قَمِیْصُہٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ (سورۃ یوسف آیت ۲۶) سے دلیل پیش کی ایک بارونق کے بڑے فقیہ، مناظر مشطب بن احمد بن اسامہ فرغانی نے قاضی ابوبکر شاشی کے سامنے کسی معاملہ میں گواہی دی قاضی ابوبکر نے ان کی گواہی قبول نہیں کی قاضی ابوبکر نے وجہ بیان کی کہ تم نے ریشم کے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی ہے مدعی نے کہا بادشاہ اور اس کا وزیر نظام الملک بھی تو انگوٹھی اور ریشم پہنتے ہیں قاضی ابوبکر نے کہا قسم بخدا اگر وہ دونوں سبزی کے ایک مٹھے پر بھی گواہی دیں تو میں ان کی گواہی قبول نہیں کروں گا۔

ایک بار ایک بہت بڑے فقیہ کی گواہی قاضی ابوبکر نے رد کر دی انہوں نے کہا کسی حاکم نے میری گواہی رد نہیں کی تم نے ایسا کیوں کیا قاضی ابوبکر نے کہا میں نے تمہیں برہنہ غسل خانہ میں غسل کرتے دیکھا اس وجہ سے تمہاری گواہی قبول نہیں کی۔

قاضی ابوبکر نے اسی سال دس شعبان منگل کے روز اٹھاسی سال کی عمر میں وفات پائی ابن شریح کے نزدیک مدفون ہوئے۔

**ابوعبداللہ الحمیدی کے حالات** [1] ۔۔۔۔ یہ محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ بن حمید اندلسی اندلس کے قریب جزیرہ رقہ کے رہنے والے تھے بغداد پہنچ کر احادیث کا سماع کیا بہت بڑے حافظ الحدیث ادیب ماہر پاکدامن تھے (الجمع بین الصحیحین) (مصنفات ابن حزم والخطیب) وغیرہ متعدد کتب کے مصنف تھے اسی سال نوے سال سے زائد عمر پا کر سترہ ذی الحجہ منگل کی شب داعی اجل کو لبیک کہا بغداد میں بشر حافی کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔

(۱) شذرات الذہب: ۳/ ۳۲۹ العبر ۳/ ۳۲۳

**ھبۃ اللہ ابن الشیخ ابی الوفا بن عقیل** ...... حافظ قرآن اور فقیہ تھے بیمار ہو گئے والد نے علاج معالجہ پر بڑی رقم خرچ کی لیکن شفا نہیں ہوئی ایک روز ابی الوفاء نے والد سے عرض کیا اے ابا جان آپ نے میرے لئے خوب دعائیں کی اور علاج بھی بہت کرایا اللہ کو میرے بارے میں اختیار ہے اس لئے آپ مجھے اور میرے اللہ کو اپنے حال پر چھوڑ دیں والد نے کہا آپ کی بات سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ کے ہاں آپ کو مرتبہ کا اختیار دیا گیا واللہ اعلم۔

**واقعات ۴۸۹ھ** ......ابن الجوزی نے منتظم میں لکھا ہے کہ جاہل نجومیوں نے فیصلہ سنایا کہ اس سال طوفان نوح کی مانند طوفان آئے گا تمام لوگوں میں یہ خبر مشہور ہوگئی خلیفہ مستظہر نے ابن عشبون نجومی کو بلا کر اس خبر کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا طوفان نوح اس وقت آیا تھا جب دریائے حوت میں سات طالع جمع ہوئے تھے اب اُن میں سے چھ جمع ہوئے ہیں زحل جمع نہیں ہوا اس لئے ایک شہر میں طوفان ضرور آئیگا اور سب سے قریب بغداد ہی ہے اس لئے بغداد میں آنے کا خطرہ ہے اس کے بعد خلیفہ نے وزیر کو جن جن مقامات سے سیلاب اور پانی آنیکا خطرہ تھا ان مقامات کی اصلاح کا حکم دیا لوگ طوفان کے منتظر تھے اسی دوران خبر آئی وادی مناقب کے قریب حجاج کا قافلہ سیلاب کی زد میں آ گیا پہاڑوں پر چڑھنے والوں کے علاوہ آدمی سوار یا اونٹ سب ہلاک ہو گئے خلیفہ نے عشبون نجومی پر خلعت کی اور اس کے لئے سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔

اسی زمانہ میں الامیر قوام الدولہ ابوسعید کربوقا موصول شہر کا بادشاہ بن گیا شرف الدولہ محمد بن مسلم بن قریش کو قتل کر دیا اور نو ماہ کا محاصرہ کرنے کے بعد اسے غرق کر دیا۔

سال رواں ہی میں تمیم بن معز مغربی قابس شہر سے اپنے بھائی عمر کو نکال کر اس کا بادشاہ بن گیا سوسہ خطیب نے اس موقع پر چند اشعار کہے۔

ترجمہ......(۱)......تیرے تلوار کی دھار سے قابس شہر فتح کرنے پر زمانہ ناراض ہونے کے باوجود مسکرایا۔

(۲)......تو باکرہ کے پاس آیا اور مہر میں تو نے اسے صرف نیزے تلواریں اور سواریاں دیں۔

(۳)......اللہ جانتا ہے کہ تو نے صرف اپنے والد کے لگائے ہوئے پودوں سے پھل چنا ہے۔

(۴)......نیلگوں نیزوں میں منگنی کرنے والے شخص کے لئے شہروں کی چوٹیاں دلھن ہوتی ہیں۔

اسی سال ماہ صفر میں شیخ ابوعبداللہ طبری نے برکیارق کے وزیر فخر الملک بن نظام کے حکم سے نظامیہ میں درس دیا۔

اسی زمانہ میں خفاجہ نے سیف الدولہ صدقہ بن مزید بن منصور بن دبیس کے شہروں پر حملہ کیا حائر میں حضرت حسین کے مزار کا قصد کیا وہاں پر منکرات اور فساد کا ارتکاب کیا سیف الدولہ صدقہ بن مزید نے ان پر حملہ کر کے قبر کے پاس کافیوں کو قتل کر دیا اسی موقع پر ایک عجیب بات پیش آئی خفاجہ میں سے ایک شخص نے گھوڑے سمیت فصیل سے چھلانگ لگا دی لیکن نہ اس کا اور نہ گھوڑے کا کوئی نقصان ہوا۔ اس سال الامیر خمار تکین حسانی نے لوگوں کو حج کرایا۔

**عبداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ کے حالات** (۱) ...... یہ ابوحکیم خیری کے بھائی ہیں خیر ایران کا ایک شہر ہے حدیث کا سماع کیا فقہ ابواسحاق شیرازی سے پڑھی فرائض لغت ادب کے ماہر تھے متعدد کتب کے مصنف تھے صاحب مذہب تھے اجرت پر قرآن کریم لکھتے تھے ایک روز لکھتے لکھتے قلم رکھ کر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے فرمانے لگے قسم بخدا اگر اسی حالت میں میری موت آ جائے تو میں راضی ہوں چنانچہ اسی وقت ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

**عبدالمحسن بن احمد الشیحی کے حالات** (۲) ...... یہ عبدالمحسن بن احمد الشیحی التاجر جو ابن شہداء مکہ سے مشہور بغدادی ہیں بے شمار احادیث کا سماع کیا صور میں رہ کر اکثر روائتیں خطیب سے لی ہیں انہوں نے ہی خطیب کو عراق بھیجا تھا اسی بنا پر خطیب نے ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تاریخ بغداد

(۱)(شذرات الذہب : ۳/۳۵۳ النجوم الزاہرۃ : ۵/۱۵۹)

(۲)(شذرات الذہب : ۳/۳۹۲ العبر : ۳/۳۲۴)

ان کو ھد یہ کی اور اپنی مصنفات میں ان سے روائتیں لیں ان کا نام خطیب نے عبداللہ رکھا، یہ ثقہ تھے۔

**عبدالملک بن ابراہیم کے حالات** [1] ...... عبدالملک بن ابراہیم ابن احمد ابوالفضل ہیں جو ھمدانی سے مشہور فقہ کی تعلیم ماوردی سے حاصل کی علوم شرعیہ حساب وغیرہ میں خوب ماہر تھے ابی عبید کی (غریب الحدیث) ابن فارس کی (مجمل) کے حافظ تھے پاکدامن دنیا سے کنارہ کش تھے خلیفہ مقتدی نے قاضی القضاۃ کے عہدہ کی پیشکش کی لیکن عبدالملک نے کمزوری اور زیادتی عمر کی معذرت کر کے انکار کر دیا طبعًا بہت مزاقیہ تھے ان کا قول ہے میرے والد ادب سکھانے کے لئے مجھے مارنے کے لئے ڈنڈا ہاتھ میں لیتے پھر اس کی نیت کرتے نیت سے فارغ ہونے سے پہلے ہی میں بھاگ جاتا ہوں اسی سال رجب میں وفات پائی ابن شریح کے نزدیک دفن ہوئے۔

**محمد بن احمد بن عبدالباقی بن منصور کے حالات** [2] ...... یہ محمد بن احمد بن عبدالباقی بن منصور ابوبکر الدقاق ہیں ابن الحصانہ سے مشہور اچھی قرأت کرتے تھے خط عمدہ تھا نقل کرنے میں بڑی مہارت تھی علوم قرأت وحدیث کے جامع تھے خطیب اور اصحاب مخلص سے اکثر روایتیں لی۔

انہی کا قول ہے بغداد کے غرق ہونے کے ساتھ میرا گھر اور میری کتابیں بھی غرق ہوگئیں جس کی وجہ سے مجھے لکھنے کی ضرورت پیش آئی چنانچہ میں نے صحیح مسلم سات بار لکھی ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے ایک شخص پکار پکار کر کہہ رہا ہے ابن حضانہ کہاں ہے چنانچہ میں حاضر ہوا تو مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا اس کے بعد میں جنت میں گدی کے بل لیٹ گیا اور میں نے سوچا کہ اب لکھنے کے کام سے میں نے راحت حاصل کر لی اتنے میں میری آنکھ کھل گئی قلم میرے ہاتھ میں تھا تحریر میرے سامنے تھی۔

**ابوالمظفر السمعانی کے حالات** [3] ...... یہ منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد بن محمد ابوالمظفر السمعانی الحافظ مرو کے باشندے ہیں اپنے والد سے فقہ حنفی کی تعلیم حاصل کی کچھ عرصہ بعد شافعی المسلک بن گئے ابی اسحاق اور ابن الصباغ سے تعلیم حاصل کی متعدد فنون کے ماہر تھے انہوں نے ایک قرآن کی تفسیر لکھی حدیث میں (کتاب الانصار) اصول فقہ میں (البرھان والقواطع) لکھی الاصطلام بھی ان ہی کی تصنیف ہے نیشاپور شہر میں ان کا وعظ ہوتا تھا۔

ان کا قول ہے ہر یاد کی ہوئی چیز میں بھول جاتا ہوں اخبار صفات کے بارے میں ان سے سوال کیا گیا جواب میں فرمایا تم بوڑھیوں کے دین اور لکھنے کے شوق کو لازم پکڑو ان سے استواء کے بارے میں سوال کیا گیا جواب میں دو شعر کہے۔

(۱) ...... تم سعدیٰ کے راز کے بارے میں معلومات کرنے کے لئے میرے پاس آئے ہو اس بارے میں تم مجھے بخیل پاؤ گے۔

(۲) ...... سعدیٰ تمنا کرنے والے کی موت ہے جو پاکدامنی اور روشن چہرہ کی جامع ہے ابوالمظفر نے اسی سال ربیع الاول میں وفات پائی مقبرہ مرو میں دفن کئے گئے اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر رحم کرے۔

## واقعات ۴۹۰ھ

اسی سال خوارزمیہ کی بادشاہت کی ابتدا ہوئی اسطرح کہ برکیارق اپنے چچا ارسلان ارغون الب ارسلان کے قتل کے بعد بلاد خراسان کا بادشاہ بنا پھر اس نے حکومت اپنے بھائی ملک سنجر کے سپرد کر دی امیر قماج کو اتالق مقرر کیا ابوالفتح علی بن حسین طغرائی کو وزیر بنایا امیر حبشی بن البدشاق کو خراسان کا عامل بنایا اور خوارزم شہر کا والی شاب کو بنایا جو محمد بن انوشکین سے مشہور تھا اور اس کا والد سلاجقہ کے سرداروں میں سے تھا محمد بن انوشکین ادب

(۱) (تاریخ بغداد: ۱/۸، ۱۴، ۱۴. لسان المیزان ۴/۹۵۷)

(۲) (الانساب: ۷/۱۳۹. اللباب: ۲/۱۳۸، ۱۳۹)

(۳) (شذرات الذھب: ۳/۳۹۳ النجوم الزاھرہ: ۵/۱۶۰)

فضیلت حسن سیرت کا مالک تھا خوارزم کی ولایت کے بعد اس کا لقب خوارزم شاہ رکھا گیا یہ اس خاندان کا سب سے پہلا بادشاہ تھا اس نے اچھی سیرت اپنائی لوگوں سے حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا اس کے بعد اس کا لڑکا اتسز بھی اسی کے نقش قدم پر چلا اس نے لوگوں کے درمیان عدل قائم کیا سنجر مذکورہ خوبیوں کی وجہ سے بادشاہ اور لوگوں کا محبوب بن گیا اور بہت اونچا مقام حاصل کر لیا اسی سال الملک رضوان ابن تاج الملک تقش نے خلیفہ فاطمی مستعلی کے لئے خطبہ دیا۔

اسی سال شوال میں باب نوبی کے نزدیک ایک باطنی شخص قتل کیا گیا کیوں کہ اس کے بارے میں اپنے مذہب کے پرچار کرنے پر دو عادل شخصوں (ان میں سے ایک ابن عقیل تھے) نے گواہی دی تھی قتل کے وقت یہ شخص کہنے لگا کلمہ پڑھنے کے باوجود تم مجھے قتل کرتے ہو اس پر ابن عقیل نے قرآن کی یہ آیت پڑھی:

ترجمہ...... جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے۔ (سورۃ غافر آیت ۸۴)

اسی زمانے میں رمضان میں بڑے سرداروں میں سے برسق قتل کیا گیا یہ بغداد کا پہلا کوتوال تھا۔ اسی سال خمار تکین حسانی نے لوگوں کو حج کرایا۔

سال رواں ہی میں دس محرم کو بہاء الدولہ ابولفرا ابن جلال الدولہ ابی طاہر ابن بویہ کے خلاف چند الزامات ثابت ہونے کی وجہ سے اس کا گھر لوٹ لیا گیا اس کا خون بہایا گیا اس کا گھر منہدم کر کے اس کی جگہ حنفیہ اور شافعیہ کے لئے دو مسجدیں بنا دیں گئیں بادشاہ ملک شاہ نے اسے مدائن اور دیر عاقول وغیرہ جاگیر کے طور پر دیئے تھے۔

**احمد بن محمد بن حسن کے حالات** [1] ...... احمد بن محمد بن حسن ابن علی بن زکریا بن دینار ابو یعلی العبدی البصری ابن الصواف سے مشہور سن ولادت ۴۰۰ ہے حدیث کا سماع کیا زاہد، صوفی فقیہ مدرس صاحب وقار و طمانیت و دین تھے خاص طور پر دس علوم کے علامہ تھے اسی سال نوے سال کی عمر میں رمضان میں وفات ہوئی۔

**العمر بن محمد** ...... یہ العمر بن محمد ابن المعمر بن احمد بن محمد ابوالغنائم الحسینی حدیث کا سماع کیا حسن سیرت وصورت کے مالک بہت بڑے عابد تھے ایذارسانی، گالی گلوچ ان کا شیوہ نہیں تھا ساٹھ سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی ۳۲ سال نقیب رہے سادات قریش میں سے تھے، ان کے بعد ان کے لڑکے ابوالفتوح حیدرۃ والی بنے الرضی ذی الفخرین ان کا لقب رکھا گیا شعراء نے اشعار میں ان کا مرثیہ کہا ہے جسے ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے۔

**یحییٰ بن احمد بن محمد البستی کے حالات** ...... حدیث کا سماع کیا طلب حدیث کے لئے دور دراز کا سفر کیا ثقہ صالح، صدوق ادیب تھے ایک سو بارہ سال تین ماہ عمر پائی اس کے باوجود ہوش وحواس صحیح تھے قرآن وحدیث کا درس دیتے تھے۔ (شذرات الذہب: ۳۹۶/۳۔ النجوم الزاهرة: ۱۶۱/۵)

## واقعات ۴۹۱ ھ

اسی سال جمادی الاولیٰ میں بعض فرنگیوں نے شدید محاصرہ کے بعد برجوں کے محافظوں کی مدد سے انطاکیہ شہر پر قبضہ کر لیا اس کا حاکم باغیسیان اپنی جائیداد اہل وعیال چھوڑ کر کچھ لوگوں کے ساتھ بھاگ گیا لیکن راستہ میں اپنی بزدلی پر بہت شرمندہ ہوا حتیٰ کہ بیہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا اس کے ساتھی اسی حالت میں اس کو چھوڑ کر چلے گئے ایک چرواہے نے اس کا سرتن سے جدا کر کے فرنگی بادشاہ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

جب موصل کے حاکم الامیر کربوقا کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے فرنگیوں کے مقابلہ میں بڑا لشکر تیار کیا حمص اور دمشق کے حاکم دقاق اور جناح الدولہ بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے چنانچہ یہ لشکر تیار ہو کر فرنگیوں کے مقابلہ میں روانہ ہوا ارض انطاکیہ میں دونوں کا مقابلہ ہوا بالآخر فرنگی غالب آئے انہوں نے متعدد افراد کو قتل کر دیا دشمن کے بہت سے مال پر قبضہ کر لیا انا للہ وانا الیہ راجعون اس کے بعد فرنگیوں نے معرۃ النعمان کا محاصرہ کر کے اس پر

(۱) (شذرات الذہب: ۳۹۴/۳۔ العبر: ۳۲۸/۳)

بھی قبضہ کرلیا۔ جب اس دلخراش خبر کا بادشاہ برکیارق کو علم ہوا تو اسے اس پر بے حد افسوس ہوا اس نے وزیر ابن جہیر اور امراء بغداد کو فرنگیوں سے مقابلہ کی تیاری کا حکم دیا چنانچہ مغربی بغداد میں بعض لشکر مکمل تیاری کئے ہوئے دیکھے بھی گئے لیکن وہ حوصلہ توڑ کر گھروں کو واپس لوٹ گئے کیوں کہ ان کو خبر پہنچی تھی کہ ایک کروڑ فرنگی ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اس سال خمار تگین نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**طراد بن محمد بن علی کے حالات** [1] ...... یہ طراد بن محمد بن علی ابن الحسن بن محمد بن عبدالوھاب بن سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن ابراہیم الامام ابن احمد بن علی بن عباس ابوالفوارس بن ابی الحسن بن ابی اقاسم بن ابی تمام ہیں زید ابن بنت سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد سے ہیں اور وہ عبداللہ بن محمد بن ابراہیم الامام ابن محمد بن عبداللہ بن عباس کی والدہ ہیں بے شمار احادیث کا سماع کیا بڑی بڑی کتابیں لکھیں ایک جماعت سے روایت میں تفرد اختیار کیا دور دور سے لوگ ان کے پاس استفادہ کے لئے آتے مختلف شہروں میں حدیث کا املاء کرایا ان کی مجلس میں سادات اور بڑے بڑے علماء شریک ہوتے حتیٰ کہ ابوعبداللہ دامغانی جیسے حضرات بھی عرصہ دراز تک طالبین کے نقیب رہے نوے سال سے زائد عمر میں وفات پائی مقابر الشھداء میں دفن ہوئے۔

**المظفر ابوالفتح ابن رئیس الروٴساء ابوالقاسم** ...... ابن المسلمہ ان کے گھر علماء دیندار ادباء کی آمد و رفت رہتی تھی اسی سال شیخ ابواسحاق شیرازی نے داعی اجل کو لبیک کہا ابن المسلمہ شیخ ابواسحاق کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

## واقعات ۴۹۲ھ

**اسی سال فرنگیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا** ...... سن ۴۹۲ تیئس شعبان بوقت چاشت ایک کروڑ فرنگیوں نے (اللہ ان پر لعنت کرے) بیت المقدس پر قبضہ کرلیا اس کے وسط میں ساٹھ ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کردیا (اور گھروں کے اندر گھس گئے اور بڑی تباہی کی)

ابن الجوزی کا قول ہے فرنگیوں نے اس دوران صخرہ کے اردگرد سے بیالیس قندیلیں اٹھائیں ایک قندیل چھ ہزار چھ سو درہم وزن کی تھی اسی طرح انہوں نے چالیس رطل شامی وزن کا ایک تنور بھی لیا اور تیئس چاندی کی قندیل لے گئے لوگ فرنگیوں کے خلاف بادشاہ اور خلیفہ سے مدد طلب کرتے ہوئے شام سے عراق کی طرف بھاگے ان میں قاضی ابوسعید ھروی بھی تھے بغداد کے عوام یہ خوفناک خبر سنکر ڈر گئے اور رونے لگے اس موقع پر ابوسعید ھروی نے ایک نظم بنائی جو دیوان اور منبروں پر پڑھی گئی جسے سنکر لوگ بلند آواز سے رو پڑے خلیفہ نے فقہاء کو دوسرے شہروں کے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لئے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابن عقیل جیسے بڑے بڑے فقہاء نے مختلف مقامات کا دورہ کیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون اس موقع پر ابوالمظفر ابیوردی نے چند اشعار کہے:

(ترجمہ) ......(۱) ہم نے بہنے والے آنسوؤں میں خون ملادیا ہم سے تلخ گفتگو کا کوئی نشانہ نہ رہا۔

(۲) ......انسان کا سب سے بڑا ہتھیار آنسو ہے جو تلواروں کے ذریعہ بھڑکائی جانے والی جنگ کے وقت انسان کے چہرہ سے گرتا ہے۔

---

(۱) شذرات الذھب : ۳/۳۹۶ ، العبر : ۳/۳۳۱

(۳)..... اے جماعت المسلمین تمہارے پیچھے کوہانوں کو تلواروں سے ملا دینے والی جنگیں ہیں۔

(۴)..... وہ آنکھ لغزشوں پر کیسے سو سکتی ہے، جس نے ہر سونے والے کو بیدار کر دیا۔

(۵)..... شام میں تمہارے بھائی گھوڑوں کی پشتوں اور گدھوں کے پیٹوں پر قیلولہ کرتے ہیں۔

(۶)..... رومیوں نے انہیں رسوائی سے دوچار کر کے بڑی تکلیف دی ہے اور تم صلح کرنے والے کی طرح تواضع کا دامن کھینچتے ہو۔

(۷)..... نیزے اور تلوار کی ضرب کے اچکنے کے درمیان وقفہ تھا اتنا وقفہ کہ جس سے بچے بوڑھے ہو جاتے تھے۔

(۸)..... ان جنگوں سے جو شخص جان بچانے کی نیت سے غائب رہا وہ بعد میں شرمندہ ہونے والے شخص کی طرح دانت پیسے گا۔

(۹)..... مشرکین کے ہاتھوں میں سونتی ہوئی تلواریں ہیں جن میں سے کچھ عنقریب مشرکین کے گردنوں اور کھوپڑیوں کے نیام میں پہنچ جائیں گی۔

(۱۰)..... طیبہ میں امان لینے والا ان کے لئے تدبیر کر رہا ہے باآواز بلند اے آل ہاشم پکار رہا ہے۔

(۱۱)..... میرے سامنے میری قوم دشمنوں کی طرف نیزے بلند نہیں کر رہی حالانکہ دین بالکل کمزور ہو چکا ہے۔

(۱۲)..... وہ آگ سے جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ عار بھی تو ایک لازمی ضرب ہے۔

(۱۳)..... کیا عرب کے سردار مصیبت پر خوش ہیں اور عجم کے بہادر ذلت کو پسند کرتے ہیں۔

(۱۴)..... جب غیور لشکر دین کا دفاع نہ کریں اور محارم سے بخل کریں تو ان پر تہمت لگائی جائے۔

(۱۵)..... جب جنگ کا تنور گرم ہونے کے وقت انہوں نے اجر میں بے رغبتی کی تو پھر وہ غنیمت کی رغبت میں آپ کے پاس کیوں نہیں آئے۔

اسی سال سلطان سنجر کے سگے بھائی بادشاہ محمد بن ملک شاہ کی حکومت کا آغاز ہوا اس کا اثر ورسوخ اتنا چھا گیا کہ اس سال ذی الحجہ میں اس کے نام پر خطبہ پڑھا گیا۔

اسی زمانہ میں محمد بن ملک شاہ نے ری کا رخ کیا وہاں پر اس کا اپنے بھائی برکیارق کی والدہ زبیدہ خاتون سے آمنا سامنا ہوا تو ملک شاہ نے زبیدہ کے گلا گھونٹنے کا حکم دیا اس وقت زبیدہ کی عمر بیالیس سال تھی اسی سال ذی الحجہ میں محمد بن ملک شاہ کے برکیارق کے ساتھ پانچ بڑے معرکے ہوئے۔

اسی زمانہ میں بغداد میں غلہ کی گرانی اتنی زیادہ ہوئی کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد بھوک کی وجہ سے ہلاک ہوگئی۔ سال رواں ہی میں لوگوں میں ایک شدید وبا پھیلی حتیٰ کہ لوگوں کے لئے مردوں کو دفن کرنا مشکل ہوگیا۔

## خواص کی وفات

**السلطان ابراھیم بن السلطان محمود** (۱)..... یہ ابن مسعود ابن السلطان محمود بن سبکتگین غزنہ کے حاکم اطراف ہند امداس کے اردگرد علاقوں پر ان کا بڑا دبدبہ، عزت بڑی شان وشوکت تھی۔ ایک بار بادشاہ برکیارق نے اپنے دور حکومت میں الکیا الھر اسی کو محمود بن سبکتگین کے پاس بھیجا الکیا الھر اسی نے محمود بن سبکتگین کے امور سلطنت کا مشاہدہ کیا ان کا رہن سہن لباس دیگر امور دنیاویہ کو دیکھا الکیا الھر اسی کہتے ہیں میں نے ان

(۱) النجوم الزاھرہ: ۱۶۴/۵ العبر: ۲۲۵/۳

سب چیزوں کے باوجود ایک عجیب بات دیکھی کہ محمود سبکتگین نے ان کے سامنے ایک حدیث بیان کی چنانچہ فرمایا جنت میں حضرت سعد بن معاذ کا رومال ان سب چیزوں سے اچھا ہوگا اس کے بعد محمود بن سبکتگین رو پڑے۔

انہی کا قول ہے محمود بن سبکتگین جس علاقہ میں جاتے اولاً اس میں مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ بنواتے پھر اپنا گھر بناتے۔

محمود نے اسی سال نوے سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی بیالیس سال تک انہوں نے حکومت کی۔

**عبدالباقی بن یوسف کے حالات** [1] ...... یہ عبدالباقی بن یوسف ابن علی بن صالح ابوتراب البراغی سن ولادت ۴۰۱ ہے ابوالطیب طبری سے فقہ کی تعلیم حاصل کی ان سے اور دوسروں سے حدیث کا سماع کیا اس کے بعد نیشاپور کو مسکن بنالیا انہیں واقعات اور لطائف بہت یاد تھے، سلف کی طرح گزارے لائق دنیا پر کفایت کرنے والے تھے۔

ایک بار عبدالباقی کے پاس ہمدان کی قضاء کا پیغام آیا جواب دیا۔ میں ملک الموت کے ہاتھ پر اللہ کے فرمان کا منتظر ہوں، قسم بخدا اس ستون کے پاس راحت قلب کے ساتھ ایک گھڑی بیٹھنا میرے نزدیک عراق کی حکومت سے بہتر ہے، کسی طالب العلم کو ایک دینی مسئلہ کی تعلیم دینا میرے نزدیک روئے زمین کی ساری چیزوں سے بہتر ہے قسم بخدا دنیا میں مشغول قلب کبھی فلاح نہیں پائے گا، علم تو صرف دلیل ہے، جس عالم نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار نہیں کی اسے علم سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اگر چہ وہ عالم ہے کیوں کہ اس کا علم صرف ظاہری علم ہے حقیقی علم تو اس کے علاوہ ہے قسم بخدا نافرمان حکومت سے ہاتھ پاؤں کا کٹ جانا آنکھوں کا نکل جانا میرے نزدیک بہتر ہے۔

**ابوالقاسم امام الحرمین** ...... ایک باطنی شخص نے نیشاپور میں انہیں قتل کر دیا تھا اللہ ان پر ان کے والدین پر رحم فرمائے۔

## واقعات ۴۹۳ھ

اسی سال سلطان برکیارق بغداد میں داخل ہو کر دار الملک میں ٹھہرا خطبہ میں اس کے بھائی محمد کے بجائے اسی کا نام لیا گیا خلیفہ نے اس کے پاس بڑے بڑے تحفے تحائف بھیجے اس موقع پر عوام اور خواتین کو بڑی حسرت ہوئی لیکن برکیارق خود اپنے بھائی محمد کی وجہ سے پریشان تھا کیوں کہ حکومت اس کی طرف متوجہ تھی اور لوگوں کی اس کے پاس آمد و رفت رہتی تھی دوسرا یہ کہ برکیارق مالی طور پر کمزور تھا فوجی تنخواہ کا مطالبہ کر رہے تھے برکیارق نے وزیر ابن جہیر پر جرمانہ عائد کرنے کا عزم کر لیا لیکن اس نے خلیفہ کا سہارا لے کر اس سے جان چھڑالی بالآخر برکیارق اور وزیر ابن جہیر میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار پر صلح ہوگئی۔

اس کے بعد ہمدان کے قریب ایک جگہ پر برکیارق اور اس کے بھائی محمد کے درمیان مقابلہ ہو گیا محمد نے اسے شکست دیدی برکیارق بمشکل پچاس نوجوانوں کے ساتھ جان بچانے میں کامیاب ہوا اسی معرکہ میں سعد الدولہ جو ہر آئین الخادم قتل ہوا جو حکومت میں قدیم الہجرۃ بغداد کا کوتوال، بردبار، حسن سیرت کا مالک تھا ظالم نہیں تھا تہجد کا پابند تھا ہمیشہ باوضو رہتا تھا کبھی بیمار نہیں ہوا کبھی اس کے سر میں درد نہیں ہوا۔

اس کی شکست کی وجہ سے برکیارق کی قوت کمزور ہو گئی کچھ عرصہ بعد اس کا لشکر دوبارہ اس کے پاس آ گیا امیر داؤد نے بیس ہزار فوج کے ہمراہ اس کی حمایت کا اعلان کر دیا برکیارق نے اپنے بھائی محمد کے ساتھ سنجر سے مقابلہ کیا سنجر نے انہیں شکست دیدی برکیارق ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بھاگ گیا، امیر داؤد گرفتار کر لیا گیا سنجر کے سرداروں میں سے ایک سردار برغش نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد برکیارق کی قوت کمزور ہو گئی اس کی جماعت منتشر ہو گئی چودہ رجب کو بغداد میں اس کا نام خطبہ سے ختم کر دیا گیا دوبارہ محمد کا نام خطبہ میں شروع ہو گیا۔

اسی زمانہ میں رمضان میں وزیر عمید الدولہ ابن جہیر اپنے دو بھائیوں زعیم الرؤساء ابوالقاسم اور ابی البرکات الکافی کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا ان

(۱) اللباب: ۱۹۰/۳ المنتظم: ۱۱۰/۹

سے بہت مال وصول کیا گیا دارالخلافہ میں قید کر کے ڈال دیا گیا حتیٰ کہ شوال میں اس کا انتقال ہو گیا۔

اسی سال ستائیس رمضان کو پولیس سپریڈنٹ الامیہ بلکا بک سرمند کو ایک باطنی شخص نے کوٹھے میں چھرا مار کر قتل کر دیا اس نے ان سے جان بچانے کی بیحد کوشش کی اسی وجہ سے اس رات کے علاوہ وہ کپڑوں کے نیچے زرہ پہنتا تھا اسی رات اس کے خاندان میں سے ایک جماعت بھی قتل ہوئی صبح اس کے گھر سے اکٹھے پانچ جنازہ نکلے۔

اسی سال ذوالقعدہ میں فرنگی بادشاہ تین لاکھ جنگجوؤں کے ساتھ آیا سکین ابن انشمند طایلو اتالق دمشق امین الدولہ جس نے دمشق اور بصریٰ میں امینیہ وقف کیا نہ کہ بعلبک میں نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دیدی ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا صرف تین ہزار ہی بچ سکے ان میں سے بھی اکثر زخمی ہو گئے ملیطہ پہنچ کر سکین نے فرنگی بادشاہ کو گرفتار کر لیا خود بادشاہ بن گیا۔ وللہ الحمد۔

اس زمانہ میں امیر التونتاش ترکی شافعی المسلک نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**عبدالرزاق الغزنوی الصوفی** ...... یہ خانقاہ عتاب کے شیخ تھے متعدد بار حج کیا ایک سو سال کی عمر میں وفات پائی میراث میں کچھ نہیں چھوڑا حتیٰ کہ کفن بھی نہیں تھا انتقال کے وقت بیوی نے کہا آج ہم رسوا ہو جائیں گے شیخ نے وجہ پوچھی بیوی نے جواب دیا کفن نہ ہونے کی وجہ سے شیخ نے کہا اگر کفن ہوتا تو پھر ہم رسوا ہوتے۔

ابن الحلبان کے شیخ ابوالحسن البسطامی کا معاملہ ان کے الٹ تھا گرمی سردی صرف اون کا لباس استعمال کرتے زہد کا اظہار کرتے وفات کے بعد ان کے چار سو دینار دفن کئے ہوئے نکلے لوگوں نے دونوں شیخوں کے حال پر تعجب کیا پہلے پر اللہ رحم کرے دوسرے سے درگزر کا معاملہ کرے۔

**ابو وزیر عمید الدولہ ابن جہیر** ...... یہ محمد بن ابی نصر بن محمد بن جہیر الوزیر ابو منصور ہیں سرکردہ وزراء میں سے تھے تین خلیفوں کے خادم رہے ان میں سے دو کے وزیر رہے بردبار متحمل مزاج تھے عمر کی زیادتی کی وجہ سے ان پر اعتراض تھا چند بار وزیر بنے آخری بار دارالخلافہ کے قید خانہ میں ڈالدیئے گئے مر کر وہاں سے نکلے۔

**ابن جزلہ الطبیب کے حالات** [1] ...... یہ طب پر المنہاج۔ کتاب کے مصنف یحییٰ بن عیسیٰ بن جزلہ ہیں مذہباً نصرانی تھے شیخ ابوعلی بن الولید المغربی کے پاس علم منطق پڑھنے کے لئے آتے تھے ابوعلی اسلام کی حقانیت کی دلیل دے کر انہیں اسلام لانے کی دعوت دیتے چنانچہ انھی کی کوشش کے نتیجے میں اسلام لائے اور عملاً اس کا اظہار کیا دامغانی نے رجسٹروں کی تحریروں میں ان کو اپنا نائب بنایا اس کے بعد یہ مفت لوگوں کا علاج کرتے تھے بعض مرتبہ اپنی طرف سے لوگوں کو دوا بھی دیتے انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے لئے اپنی کتابیں وقف کرنے کی وصیت کی تھی۔

## واقعات ۴۹۴ھ

اس سال اصبہان اور اس کے اردگرد علاقوں میں باطنیہ کی تکلیف بہت بڑھ گئی بادشاہ نے ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا لوگوں کو ان کے گھروں اور اموال کے لوٹنے کی اجازت دیدی اور بادشاہ نے لوگوں میں یہ اعلان کیا کہ اگر کوئی باطنی کسی کے ہاتھ لگ جائے تو اسی وقت اسے قتل کر

(۱) (النجوم الزاهرة: ۵/ ۱۶۶. وفيات الاعيان: ۶/ ۲۶۷، ۲۶۱)

کے اس کا مال چھین لے۔ باطنیوں نے متعدد قلعوں پر قبضہ کر رکھا تھا سب سے پہلے انہوں نے سن ۴۸۳ھ میں ایک قلعہ پر قبضہ کیا تھا باطنیہ کے ایک داعی حسن بن صباح نے اس پر قبضہ کیا پہلے اس نے مصر جا کر زنادقہ سے تعلیم حاصل کی پھر بلاد اصبھان کے مضافات میں آ گیا وہاں وہ کسی بے وقوف جاہل نا سمجھ شخص کو دعوت دیتا اس طرح پر کہ اولاً اخروٹ اور کلونجی میں ملا کر اسے شہد دیتا رہتا حتیٰ کہ اس کے مزاج کو جلا دیتا اور اس کا دماغ خراب کر دیتا پھر اس کے سامنے اہل بیت کا تذکرہ کرتا اور رافضی گمراہوں کی جھوٹی باتیں اس کو سناتا کہ اہل بیت مظلوم ہیں کیوں کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو حق ان کے لئے مقرر کیا تھا وہ انہیں نہیں ملا جب خوارج حضرت علی کے لئے لڑ سکتے ہیں تو تو اپنے امام حضرت علی کے لئے لڑنے کا زیادہ حقدار ہے اور وہ مسلسل اسے شہد پلاتا رہتا اور اس پر منتر پڑھتا رہتا حتیٰ کہ وہ اپنے والدین سے زیادہ اس کا تابعدار بن جاتا اور اس کے سامنے کچھ خلاف عادت چیزیں اور حیلے بہانے ظاہر کرتا رفتہ رفتہ اس طرح دعوت چلانے سے اس نے ایک بڑی جماعت تیار کر لی۔

سلطان ملک شاہ حسن بن صباح کو دھمکی دیتا رہا اور لوگوں کو گمراہ کرنے سے منع کرتا رہا اور علماء کرام کے فتاویٰ جات اس کے پاس بھیجتا رہا ایک بار جب سلطان ملک شاہ کا قاصد اس کے پاس خط لے کر گیا اور وہ خط اس کے سامنے پڑھا گیا تو اس نے اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے نوجوانوں سے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کسی کو اس کے آقا کے پاس بھیجوں اس کے بعد ان میں سے ایک سے کہا تم اپنے آپ کو قتل کر و اس نے چھرا نکال کر اپنے گلے میں گھونپ دیا اس کی جان نکل گئی پھر دوسرے کو ایک جگہ سے چھلانگ لگانے کا حکم دیا اس نے قلعہ کے اوپر سے چھلانگ لگائی اس کی بھی دم نکل گیا پھر بادشاہ کے ایلچی کو کہا تمہارے خط کا یہ جواب ہے اس کے بعد بادشاہ نے اس سے خط و کتابت کرنا چھوڑ دی ابن الجوزی نے اسی طرح بیان کیا ہے عنقریب فاتح مصر سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کا بیان آئیگا اسی طرح فاتح مصر کو سنان صاحب الایوان کے ساتھ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا تھا اس کا بیان بھی آئیگا۔

سال رواں ہی میں ماہ رمضان میں خلیفہ مستظہر نے جامع قصر کو کھولنے اسپر سفیدی نہ کرنے اس میں نماز تراویح پڑھنے کا اعلان کیا خواتین کو رات کے وقت تفریح کے لئے گھروں سے نکلنے سے منع کر دیا۔

اس سال کے شروع میں سلطان برکیارق بغداد میں داخل ہو گیا اس کے لئے خطبہ دیا گیا اس کے بھائی محمد اور سنجر بھی اس کے پاس پہنچ گئے اس وقت وہ بیمار تھا وہ دونوں مغربی بغداد چلے گئے اس کے بعد خطبہ میں برکیارق کے بجائے محمد اور سنجر کا نام لیا گیا برکیارق واسط کی طرف فرار ہو گیا جن جن مقامات اور شہروں سے اس کا لشکر گزرا وہاں کے لوگوں نے ان پر لوٹ مار کی بعض علماء نے لوگوں کو لوٹ مار سے منع بھی کیا لیکن وہ باز نہیں آئے۔

اسی زمانہ میں فرنگی بادشاہ بہت سے قلعوں قیساریہ، سروج وغیرہ کا مالک ہوا اس کے بعد بیت المقدس پر قبضہ کرنے والا فرنگی بادشاہ کندر نے عکا کا رخ کیا اس کا محاصرہ کر لیا اسی دوران اس کی گردن میں تیر آ کر لگا اسی وقت اس کا دم نکل گیا اللہ اس پر لعنت کرے۔

## مشہور لوگوں کی وفات

**احمد بن محمد** ...... یہ احمد بن محمد ابن عبدالواحد بن الصباح ابو منصور، حدیث کا سماع کیا، قاضی ابی الطیب طبری سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، پھر اپنے چچا ابی نصر بن الصباح سے تعلیم حاصل کی فقیہ، فاضل پابند صلاۃ ہمیشہ روزہ رکھنے والے تھے، ربع کرخ کے قاضی، مغربی بغداد کے محتسب رہے ہیں۔

**عبداللہ بن حسن** ...... یہ عبداللہ بن حسن ابن ابی منصور ابو محمد الطبسی ہیں دور دراز مقامات کا سفر کر کے احادیث جمع کیں پھر ان کو تصنیفی شکل دی، بہت بڑے حافظ الحدیث، ثقہ، صدوق، حدیث کے عالم متقی حسن اخلاق کے مالک تھے۔

**عبدالرحمٰن بن احمد کے حالات** (۱) ...... یہ عبدالرحمٰن بن احمد ابن محمد ابو محمد الرزاز السرخسی مرو پہنچ کر حدیث کا سماع کیا لوگوں کو حدیث کا

(۱) (شذرات الذھب: ۴۰۰/۳۔ ھدیۃ العارفین: ۱۵۸/۱۔)

املاء کرایا دور دور سے علماء حدیث کے سلسلہ میں ان کے پاس آتے تھے مذہب شافعیہ کے حافظ دیندار متقی تھے اللہ ان پر رحم کرے۔

**عزیز بن عبدالملک** ...... یہ عزیز بن عبدالملک منصور ابوالمعالی الجیلی القاضی لقب سیدلہ ہے فروع میں شافعی اصول میں اشعری ہیں باب ازج کے پاس فیصلے کیا کرتے، باب ازج کے پاس رہنے والے حنابلہ سے ان کی بڑی دشمنی تھی، ایک روز انہوں نے اپنے گدھے پر سوار ضائع شخص کو یہ کہتے سنا کہ وہ بابِ ازج میں داخل ہو کر جسکا چاہے گا ہاتھ پکڑ لیگا، ایک بار عزیز نے نقیب طراد الزینبیؒ سے کہا اگر کوئی شخص انسانوں کو نہ دیکھنے کی قسم اٹھانے کے بعد باب ازج کے لوگوں کو دیکھ لے تو وہ حانث نہیں ہوگا، الشریف نے عزیز سے کہا چالیس روز تک کسی قوم کے ساتھ رہنے والا شخص ان ہی میں سے شمار ہوتا ہے، اسی بنا پر لوگ ان کی وفات پر بڑے خوش ہوئے۔

**محمد بن احمد** ...... یہ محمد بن احمد ابن عبدالباقی بن حسن بن محمد بن طوق ابوالفھائل الربعی الموصلی، شیخ، ابی اسحاق الشیرازی سے فقہ حاصل کیا قاضی ابی الطیب طبری سے احادیث کا سماع کیا، ثقہ، صالح، متعدد کتب کے مصنف تھے۔

**محمد بن حسن** ...... یہ محمد بن حسن ابوعبداللہ الحرادی ہیں اوان آئے عمدہ قاری فقیہ، صالح تھے ان کی کرامات اور کشف مشہور ہیں، قاضی ابی یعلیٰ بن الفراء سے حدیث وغیرہ کا علم حاصل کیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے ایک بار ابوعبداللہ کے چھوٹے لڑکے نے ان سے ہرن کا شدید اصرار کے ساتھ مطالبہ کیا والد نے کہا کل تک انتظار کرو چنانچہ دوسرے روز ہرن ابوعبداللہ کے گھر آ کر دروازہ پر سینگ مارنے لگا حتیٰ کہ دروازہ کھل گیا والد نے چھوٹے لڑکے سے کہا ہرن آ گیا ہے۔

**محمد بن علی بن عبیداللہ کے حالات** [1] ...... یہ محمد بن علی بن عبیداللہ ابن احمد بن صالح بن سلیمان بن ودعان ابولقر الموصلی القاضی سن ۴۹۳ میں بغداد آئے اپنے چچا سے الاربعین الودعانیہ کی روایت کی ان کے چچا ابوالفتح بن ودعان نے زید بن رفاعہ ہاشمی سے کچھ روایات چوری کر کے ان کی وفات کے بعد ان کی اسناد بیان کرنا شروع کر دی جو سب موضوع تھیں اگرچہ ان میں سے معناً کچھ صحیح تھیں۔

**محمد بن منصور کے حالات** ...... یہ محمد بن منصور ابوسعد المستوفی شرف الملک الخوارزمی، جلیل القدر، کٹر حنفی تھے احناف کے نام پر مرو میں مدرسہ وقف کیا اس کے لئے بے شمار کتابیں وقف کیں، اسی طرح بغداد میں باب الطاق کے نزدیک ایک مدرسہ بنوایا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر قبہ بنوایا، جنگلوں میں سرائے بنوائے دیگر متعدد فلاحی کام کئے، کھانا، پینا، لباس عمدہ تھا، بہت بڑے مالدار تھے، پھر یہ سب کام چھوڑ کر ہمہ تن اصلاح نفس عبادت وغیرہ میں وفات تک مشغول رہے۔ النجوم الزاھرۃ: ۵/۱۶۷۔

**محمد بن منصور القسری** ...... یہ محمد بن منصور القسری عمید خراسان سے مشہور طغرل بیگ کے زمانہ میں بغداد آئے اور ابی حفص عمر بن احمد بن مسرور سے احادیث بیان کی فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے مرو میں ابوبکر بن ابی المظفر السمعانی اور ان کے وارثین کے نام مدرسہ وقف کیا، ابن الجوزی کا قول ہے ابوبکر کی اولاد آج تک اس مدرسہ کی وارث چلی آ رہی ہے نیشاپور میں بھی ایک مدرسہ بنوایا اسی میں ان کی قبر ہے اسی سال شوال میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔

**نصر بن احمد کے حالات** [2] ...... یہ نصر بن احمد ابن عبداللہ بن بطران الخطابی البزار القاری سن ولادت ۳۹۸ ہے، بے شمار احادیث کا سماع کا ابن ابی زرقویہ سے متفرد ہیں بڑی لمبی عمر پائی ان کے پاس دور دور سے حدیث کے سلسلہ میں لوگ آتے تھے ان کا سماع بالکل صحیح تھا۔

(شذرات الذھب: ۳/۴۰۲۔ ۳/۳۴۰)

---

(۱) (اللباب: ۳/۳۵۶. میزان الاعتدال: ۳/۶۵۷. ۶۵۹.)

(۲) (شذرات الذھب: ۳/۴۰۲. ۳ العبر: ۳/۳۴۱)

## واقعات ۴۹۵ ھ

اسی سال تین محرم کو ابوالحسن علی بن محمد (جو الکیا الھر اسی سے مشہور تھے) کو نظامیہ کی تدریس سے فارغ کر کے گرفتار کرلیا گیا کیوں کہ خلیفہ کے پاس کسی نے ان پر باطنی ہونے کا الزام لگایا تھا لیکن علماء کی ایک جماعت نے (جس میں ابن عقیل بھی تھے) ان کے باطنی نہ ہونے کی گواہی دی جس کی وجہ سے خلیفہ کی طرف سے منگل کے روز ان کی رہائی کا پیغام آیا۔

اسی زمانہ میں گیارہ محرم منگل کے روز خلیفہ المستظہر کندھوں پر چادر رکھکر ہاتھ میں چھڑی لے کر دارالخلافہ میں مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا، ملک شاہ کے دولڑکے محمد اور سنجر نے اس کے سامنے آ کر زمین کو بوسہ دیا، خلیفہ نے ان دونوں پر خلعت کی محمد کو تلوار کنگن موتیوں کا ہار ایک گھوڑا دیا، سنجر کو اس سے کچھ کم دیا، محمد کو حکومت سپرد کی جس پر خلیفہ نے دروازہ بند کردیا اس کے علاوہ تمام امور کا نائب بنایا، اس کے بعد محمد اسی ماہ کی ۱۹ تاریخ کو باہر آیا لوگ خوف زدہ ہوگئے اسی کے ساتھ برکیارق بھی نکل آیا، محمد اور برکیارق میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر محمد شکست کھا گیا، اس کے ساتھ برا سلوک برتا گیا جیسا کہ آئے گا۔

سال رواں ہی میں قاضی ابوالحسن بن الدامغانی نے قاضی ابویعلیٰ کے لڑکوں ابوالحسن اور ابو حازم کی گواہی قبول کی۔ اس برس عیسیٰ بن عبداللہ القونوی کا ظہور ہوا جو فروع میں شافعی اصول میں اشعری تھا اس نے لوگوں میں وعظ کیا جس کی وجہ سے بغداد میں اشعریہ اور حنابلہ کے درمیان جنگ ہوئی۔

اس سال سیف الدولہ صدقہ بن منصور بن دبیس کے دوست اور حلہ کے حاکم حمید عمری نے لوگوں کو حج کرایا۔

**ابوالقاسم صاحب مصر کے حالات** [1] ...... یہ ابوالقاسم مصر کے حاکم اور خلیفہ تھے لقب المستعلی تھا اسی سال ذی الحجہ میں وفات ہوئی ان کے بعد ان کا نو سالہ لڑکا علی حاکم بنا الآمر باحکام اللہ اس نے اپنا لقب رکھا۔

**محمد بن ھبۃ اللہ کے حالات** ...... یہ محمد بن ھبۃ اللہ ابونصر القاضی البندنجی الغریر الفقیہ الشافعی شیخ ابی اسحاق سے انہوں نے روائتیں لی ہیں پھر چالیس سال تک مکہ میں درس وتدریس اور فتویٰ کا کام کرتے رہے احادیث بھی روایت کی اور حج بھی کئے ان کے اشعار میں سے چند شعر ترجمہ کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

اے میرے نفس تیرا برا ہو تو میرے بیکاری سے تنگ نہیں آیا میں اپنے رب سے عہد کر کے توڑ دیتا ہوں میں شہوت کے مقابلہ میں عاجز آجاتا ہوں میں میری ضروریات کے مقابلہ میں میرا توشہ نا کافی ہے توشہ کی کمی پر روؤں یا بعد مسافت پر۔

## واقعات ۴۹۶ ھ

اسی سال سلطان برکیارق نے اپنے بھائی محمد کا اصبھان میں محاصرہ کرلیا اس کے باشندوں پر رزق تنگ ہوگیا، غلہ کی گرانی بھی بہت ہوگئی، سلطان محمد نے اصبھان کے لوگوں سے مال کا مطالبہ کردیا دوسری طرف وہ محاصرہ میں تھے، گویا ان پر بیک وقت خوف بھوک اور مال، عوام، پھلوں کی کمی آگئی، پھر سلطان محمد اصبھان سے بھاگ گیا، اس کے بھائی برکیارق نے اپنے غلام ایاز کو اس کے تعاقب میں بھیجا لیکن وہ جان بچانے میں کامیاب ہوگیا۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی زمانہ میں صفر میں قاضی القضاۃ ابی الحسن بن الدامغانی کے القاب میں تاج الاسلام کا اضافہ کیا گیا۔

سال رواں ہی میں ربیع الاول میں سلاطین کا نام خطبہ سے ختم کر کے صرف خلیفہ کا نام اور اس کے لئے دعا پر اکتفا کیا گیا پھر دونوں بھائی

(۱) (اللباب: ۱/ ۱۸۰، الوافی بالوفیات: ۵/ ۱۵۶)

برکیارق اور محمد میں جنگ ہوئی محمد شکست کھا گیا پھر دونوں میں صلح ہوگئی۔
اسی سال دمشق کے حاکم دقاق بن تتش نے رحبہ شہر پر قبضہ کرلیا۔
اسی زمانہ ابوالمظفر الخجندی الواعظ کوری میں علوی نے قتل کردیا یہ فقیہ شافعی، مدرس، عالم، فاضل تھے نظام الملک ان کی زیارت کے لئے آتا، ان کی تعظیم کرتا۔ اس سال خمارتکین نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**احمد بن علی کے حالات** [1] ...... یہ احمد بن علی بن عبداللہ بن سوار ابوطاہر المقری علوم القرآن وغیرہ کے مصنف ثقہ، ثبت، امین، بہت بڑے عالم تھے عمر اسی سال سے زائد تھی۔

**ابوالمعالی** ...... یہ نیک صالح زاہد صاحب کرامات ومکاشفات تھے۔ بڑے عابد، بقدر ضرورت دنیا پر کفایت کرنے والے تھے گرمی سردی صرف ایک کرتا پہنتے تھے سخت سردی میں کندھے پر چادر ڈال لیتے۔
ایک بار رمضان میں فاقہ کی نوبت آگئی مجبوراً کسی ساتھی کے پاس قرض کے سلسلہ میں جانے کا ارادہ کیا اسی وقت کندھے پر ایک پرندہ آکر گرا اس نے کہا اے ابوالمعالی میں فلاں بادشاہ ہوں آپ اس کے پاس نہ جائیں صبح ہم خود اس کو آپ کے پاس لے آئینگے چنانچہ صبح وہ شخص ان کے پاس آگیا، ابن الجوزی نے یہ واقعہ متعدد طرق سے منتظم میں ذکر کیا، ان کی وفات اسی سال ہوئی امام احمد کی قبر کے نزدیک دفن کئے گئے۔

**السیدۃ بنت قائم بامر اللہ** ...... امیر المؤمنین طغرل بیگ نے ان سے شادی کی رصاصہ میں دفن کی گئی صدقہ کرنے کا بہت زیادہ معمول تھا خلیفہ ان کی تعزیت کے لئے بیت النوبۃ الوزیر میں بیٹھا۔ واللہ اعلم۔

## واقعات ۴۹۷ھ

اسی سال فرنگیوں نے شام پر حملہ کا ارادہ کیا (اللہ ان پر لعنت کرے) مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کرکے بارہ ہزار فرنگیوں کو قتل کردیا:
ترجمہ ...... اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کوئی بھلائی حاصل نہیں کی واپس کردیا) اسی واقعہ میں رھا کا حاکم بردویل گرفتار کیا گیا۔
اسی زمانہ میں واسط کا خوبصورت منارہ گر گیا لوگ اس پر اور قبۃ الحجاج پر فخر کیا کرتے اس کے گرنے کے وقت لوگوں کے رونے کی آوازیں اور چیخ وپکار سنی گئی لیکن اس کے باوجود جانی نقصان نہیں ہوا مقتدر کے زمانہ سن ۳۰۴ میں یہ منارہ بنایا گیا تھا۔
اسی برس دو بادشاہ برکیارق اور محمد کے درمیان صلح ہوئی امیر ایاز اور اس پر خلعت کی گئی۔ اسی زمانہ میں عکا وغیرہ کے سواحل پر قبضہ کیا گیا۔ سال رواں ہی میں حلہ کے حاکم سیف الدولہ صدقہ بن منصور نے واسط شہر پر قبضہ کیا۔
اسی زمانہ میں دمشق کے حاکم دقاق بن تتش کی وفات ہوئی اس کے غلام طغتکین نے اس کے چھوٹے لڑکے کو اس کی جگہ پر حاکم بنایا اس کے لئے بیعت لی طغتکین دمشق میں ایک عرصہ تک اس کا اتالیق رہا۔
اسی سال سنجر نے اپنے وزیر ابوالفتح الطغرائی کو معزول کرکے غزنہ کی طرف جلاوطن کردیا۔ اسی زمانہ میں ابونصر نظام الحضرتین نے دیوان انشا سنبھالا سال رواں ہی میں الطبیب الماہر الحاذق ابونعیم کو قتل کیا گیا اس کی بیماریاں بڑی عجیب تھیں۔ اس سال الامیر خمارتکین نے لوگوں کو حج کرایا۔

---

(۱) (شذرات الذھب: ۴۰۳/۳ النجوم الزاھرۃ: ۱۸۷/۵)

**از شیر بن منصور**...... ابوالحسن العبادی الواعظ پہلے گذر چکا کہ انہوں نے بغداد آ کر لوگوں کو وعظ کیا سن ۴۸۶ میں لوگوں نے ان کو پسند کیا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے احوال اچھے تھے۔

**اسماعیل بن محمد**...... ابن احمد بن عثمان ابوالفرج القومسانی ھمدان کے باشندے ہیں اپنے والد، دادا سے احادیث کا سماع کیا حافظ، اسماء الرجال اور مختلف فنون کے ماہر، امین تھے۔

**العلا بن حسن بن وھب**...... ابن الموصلایا سعد الدولہ بغداد کے کاتب الانشاء تھے اولاً نصرانی تھے پھر سن ۴۸۴ میں اسلام لے آئے ایک عرصہ تقریباً ۶۵ سال تک ریاست میں رہے فصیح اللسان صدقہ کا بہت معمول تھا لمبی عمر پا کر وفات پائی۔

**محمد بن احمد بن عمر**...... ابوعمر النھاوندی ایک طویل عرصہ تک بصرہ کے قاضی رہے ہیں فقیہ تھے ابی الحسن ماوردی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا سن ولادت ۴۰۹ یا ۴۰۷ ہے۔

## واقعات ۴۹۸ھ

اسی سال برکیارق کی وفات ہوئی اسنے اپنے چھوٹے لڑکے کو اپنا ولی عہد بنایا جس کی عمر اسوقت چار سال چند ماہ تھی بغداد میں اس کے نام پر خطبہ دیا گیا خطبہ میں اس کے نام پر دراھم و دنانیر نچھاور کئے گئے امیر ایاز کو اس کا اتالق بنایا گیا جلال الدولہ اس کا لقب رکھا گیا۔

پھر سلطان محمد بغداد آیا ارکان دولت اس کے استقبال اور اس سے صلح کرنے کے لئے بغداد سے باہر آئے الکیا الھر اسی سے صلح کے ذریعے بیعت لی مغربی بغداد میں اس کے نام کا مشرقی بغداد میں اس کے بھیجتے کے نام کا خطبہ دیا گیا، پھر امیر ایاز قتل کر دیا گیا، خلعت، حکومت، تکیہ اس کے پاس لیجایا گیا، وزیر سعد الدولہ الکیا الھر اسی کے پاس مدرسہ نظامیہ میں لوگوں کو علم کی طرف رغبت دلانے کے لئے حاضر ہوئے۔

اسی سال آٹھ رجب کو سن ۴۸۴ میں ذمیوں پر لگائی جانے والی پابندی اٹھالی گئی لیکن اس کا سبب معلوم نہیں ہوسکا۔ سال رواں ہی میں فرنگیوں اور مصریوں میں بے شمار لڑائیاں ہوئیں اولاً مصریوں نے فرنگیوں کے بے شمار آدمی قتل کئے پھر فرنگیوں نے ان پر غلبہ پا کر ان کے متعدد افراد کو قتل کر دیا۔

## خواص کی وفات

**السلطان برکیارق بن ملک شاہ کے حالات**[1]...... برکیارق رکن الدولہ السلجوقی ان کو اپنے دور حکومت میں بڑے سخت حالات کا سامنا کرنا پڑا بار ہا بغداد میں ان کے نام کا خطبہ دیا گیا پھر ختم کر دیا گیا وفات کے وقت ان کی عمر چوبیس سال چند ماہ تھی وفات کے بعد ان کا لڑکا ملک شاہ خلیفہ بنا لیکن چچا کی وجہ سے اس کی حکومت چل نہیں سکی۔

**عیسیٰ بن عبداللہ**...... القاسم ابوالولید الغزنوی الاشعری کٹر اشعری تھے بغداد سے اپنے شہر کے لئے روانہ ہوئے لیکن راستہ میں ہی اسفرائین مقام پر وفات ہوگئی۔

**محمد بن احمد بن ابراہیم**...... یہ محمد بن احمد بن ابراہیم ابن سلفۃ الاصھانی ابواحمد ہیں۔ شیخ پاکدامن، ثقہ تھے بے شمار محدثین عظام سے

(۱) (العبر: ۳/ ۳۴۹ النجوم الذاهرة: ۵/ ۱۹۱)

حدیث کا سماع کیا، یہ حافظ ابی طاہر السلفی الحافظ کے والد ہیں۔

**ابوعلی الخیالی الحسین بن محمد**...... یہ ابن احمد الغسانی الاندلسی ہیں (تقیید المهمل علی الالفاظ) کے مصنف ہیں یہ بہت مفید کتاب ہے خوشخط تھے، لغت، شعر، ادب کے ماہر تھے، جامع قرطبہ میں حدیث کا سماع کرتے بارہ شعبانہ جمعہ کی شب اکہتر (۷۱) سال کی عمر میں وفات پائی۔

**محمد بن علی بن حسن بن ابی الصقر کے حالات** (۱)...... یہ ابوالحسن الواسطی حدیث کا سماع کا ے، فقہ شیخ ابواسحاق الشیر ازی سے حاصل کی ادب بھی پڑھا ان کے دو شعر ہیں۔

(۱)......اپنے مرتبہ حشم و خدم اللہ کے پاس اپنی قبولیت پر اعتماد کرنے والے نے دوست کو کوئی نفع نہیں پہنچایا ایسا شخص تو کچھ بھی نہیں۔

## واقعات ۴۹۹ھ

اسی سال نہاوند کے مضافات میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اپنے چار ساتھیوں کے نام خلفاء اربعہ کے نام پر رکھے جاہلوں بیوقوفوں کی ایک جماعت نے اس کی اتباع کی اپنی جائیداد فروخت کر کے اس کی رقم اس شخص کو دیدی یہ جھوٹا مدعی نبوت بہت سخی تھا ہر آنے والے کو نوازتا پھر وہ اسی علاقہ میں قتل کر دیا گیا۔

اسی سال ایک دوسرے شخص نے الپ ارسلان کی اولاد سے ظاہر ہو کر بادشاہت کا دعویٰ کیا لیکن دو ماہ گزرنے سے پہلے ہی اسے گرفتار کر لیا گیا لوگ کہتے تھے کہ ایک شخص نے نبوت کا دوسرے نے بادشاہت کا دعویٰ کا لیکن دونوں کا جلد ہی خاتمہ ہو گیا۔

اسی زمانہ میں دجلہ کا پانی بہت اوپر آ گیا بہت سے غلات اور گھر ختم ہو گئے۔ اسی برس طغتکین اتابک نے فرنگی دمشقی لشکروں کو شکست دی اور وہ کامرانی کے ساتھ واپس لوٹا اس موقع پر شہر کو بہت زیادہ سجایا گیا۔

اسی زمانہ میں رمضان میں حلب کے حاکم تتش نے نصیبین شہر کا محاصرہ کیا۔ سال رواں ہی میں بغداد میں ایک بادشاہ واپس آیا اس کے ساتھ ایک دوسرا شخص تھا جسے فقیہ کہتے تھے اس نے جامع قصر میں لوگوں کو وعظ کیا۔

اسی سال امیر سیف الدولہ صدقہ کے رشتہ داروں میں سے کسی رشتہ دار نے لوگوں کو حج کرایا۔

**ابوالفتح الحاکم**...... بیہقی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا قاضی حسین سے ان کا طریق لکھ کر ان کا شکریہ ادا کیا اولاً فقہ کی تعلیم شیخ ابی علی السنجی سے حاصل کی پھر امام الحرمین سے حاصل کی اور ان ہی کی موجودگی میں اصول پر حاشیہ لکھا امام الحرمین نے اس کو پسند فرمایا طویل عرصہ تک اپنے شہر کے حاکم رہے، مناظرہ بھی کیا، پھر سب کاموں سے یکسو ہو کر آخر میں عبادت اور تلاوت قرآن کریم میں مشغول ہو گئے، ابن خلکان کا قول ہے ابوالفتح نے اپنے مال سے صوفیاء کے لئے ایک رباط بنوایا، مسلسل عبادت کرتے رہے حتیٰ کہ اسی سال یکم محرم کو وفات پائی۔

**محمد بن احمد کے حالات** (۲)...... یہ محمد بن احمد ابن محمد علی بن عبدالرزاق ابومنصور الحناط ہیں، قراء اور صلحاء میں سے ہیں، بے شمار احادیث کا سماع کیا، جنازہ میں سب سے زیادہ لوگ شریک ہوئے اپنے وقت میں بے مثال عالم تھے۔ وفات کے وقت ان کی عمر پچانوے سال تھی، وفات پر شعراء نے اپنے اپنے انداز میں مرثیے کہے، وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو محمد بن احمد سے پوچھا آپ کی

(۱) (النجوم الزاهره ۱۹۱/۵ الوافی بالوفیات : ۱۴۲/۴ . ۱۴۳)

(۲) (شذرات الذهب : ۴۰۶/۳ . ۴۰۷ . العبر : ۳۵۳/۳)

بخشش کیسے ہوئی فرمایا بچوں کو سورۃ فاتحہ کی تعلیم دینے کی وجہ سے اللہ نے میری مغفرت فرمادی۔

محمد بن عبیداللہ بن حسن ...... یہ محمد بن عبیداللہ بن حسن ابن الحسین ابوالفرج البصری، بصرہ کے قاضی تھے، ابوالطیب طبری ماوردی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، طلب حدیث کے لئے سفر بھی کیا، عابد تھے، ذکر بڑے خشوع سے کرتے تھے۔

مہارش بن بجلی ...... حدیث عانہ میں امیر العرب تھے، ان ہی کے پاس فتنہ کے زمانہ میں قائم بامراللہ نے امانت رکھوائی، بعد میں یہ خلیفہ کے پاس آئے تو اس نے ان کا بہت اکرام کیا، ان کو ان کے احسان کا پورا پورا بدلہ دیا، مہارش کا کثرت سے نمازیں پڑھنے اور تلاوت کرنے کا معمول تھا اسی سال اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

## واقعات ۵۰۰ھ

امام ابوداؤد نے سنن ابی داود میں ابی ثعلبہ الخشنی کے واسطہ سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے میری امت کو اللہ تعالیٰ نصف یوم سے عاجز نہیں کریگا۔ دوسری حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص کے حوالہ سے بیان کی آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میری امت اپنے رب کے پاس عاجز نہیں آئیگی کہ اللہ ان سے نصف یوم مؤخر کردے، حضرت سعد سے نصف یوم کی تحدید کے بارے میں سوال کیا گیا جواب دیا نصف یوم پانچ سو سال کا ہوگا، یہ حدیث دلائل نبوت سے ہے۔ ذکر کردہ مدت سے زیادتی کی نفی مقصود نہیں ہے۔ جیسا کہ واقعۃً ہوا ہے۔ کیوں کہ آپ علیہ السلام نے قیامت کی کچھ علامات بیان کی ہیں جنکا ہو بہو ہونا ضروری ہے، ہمارے زمانہ کے بعد عنقریب ان کا ذکر آئیگا، اللہ ہی سے مدد کے طلب گار رہیں۔

اسی زمانہ میں سلطان ملک شاہ نے باطنیہ کے متعدد قلعوں کا محاصرہ کیا ان میں سے بہت سے مقامات فتح کئے، باطنیہ کے بہت سے افراد کو قتل کیا، ان قلعوں میں سے ایک بہت مضبوط قلعہ تھا جسے اس کے والد نے اصبہان کے قریب منیع پہاڑ کی دشوار گذار گھاٹی کی چوٹی پر بنایا تھا، کیوں کہ ایک بار شکار کے دوران اس کے والد کا کتا بھاگ گیا وہ تلاش کرتے کرتے اسی پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا وہاں پر کتا اور اس کے ساتھ ایک رومی ایلچی تھا وہ رومی کہنے لگا کہ اگر یہ پہاڑ ہمارے ملک میں ہوتا تو ہم اس پر قلعہ بناتے، اسی وقت بادشاہ نے اسپر قلعہ بنانے کا ارادہ کرلیا حتیٰ کہ ایک کروڑ دو لاکھ دینار خرچ کرکے وہ قلعہ تیار کروایا، اس کے بعد ایک باطنی شخص احمد بن عبداللہ بن عطاء نے اسپر قبضہ کرلیا جس کی وجہ سے مسلمان درماندہ ہوگئے، اس کے بعد بادشاہ کے لڑکے سلطان محمد نے ایک سال تک اس کا محاصرہ کرکے بالآخر اسے فتح کرلیا اس باطنی کی کھال ادھیڑ کر اس میں بھوسہ بھر دیا گیا پھر اسے شہر کا گشت کرایا گیا، اس کے بعد اس قلعہ کو بالکل توڑ دیا گیا اس باطنی کی بیوی نے قلعہ کے اوپر سے کود مار کر اپنے کو جواہر سمیت ہلاک کردیا لوگ اس قلعہ سے بدشگونی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کا رہبر کتا اس کا مشیر کافر اس میں رہنے والا زندیق تھا۔

سال رواں ہی میں بنی خفاجہ اور بنی عبادہ میں لڑائیاں ہوئیں عبادہ نے خفاجہ پر غلبہ پا کر ان سے اپنا گذشتہ بدلہ لے لیا۔ اسی سال بڑے قتال کے بعد سیف الدولہ صدقہ نے تکریت شہر پر قبضہ کرلیا۔

اسی زمانہ میں سلطان محمد نے موصل امیر جاولی سقاد و کو جاگیر میں دیکر اس کی طرف اسے بھیجا چنانچہ اسے وہاں پہنچ کر امیر جرمکش سے قتال کرکے اسے شکست دی موصل اس سے چھین لیا اس کے بعد اس کو قتل کردیا، امیر جرمش، سیرت عدل حسن اخلاق کے اعتبار سے گذشتہ امراء سے بہتر تھا اس کے بعد قلیج ارسلان بن قتلمش نے موصل کا محاصرہ کرکے اسپر قبضہ کرلیا، جاولی نے موصل سے فرار ہو کر رحبہ پر قبضہ کرلیا، پھر جاولی قلج سے کی طرف قتال کرنے کے لئے آیا، جاولی نے اسے شکست دیدی، قلج نے نہر خاپور میں کود کر اپنے کو ہلاک کردیا۔

اسی برس رومی اور فرنگیوں میں بے شمار بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں فریقین کے متعدد افراد ہلاک ہوئے بالآخر رومی فرنگیوں پر غالب آئے۔ وللہ الحمد۔

**فخر الملک ابوالمظفر کا قتل** (۱)......اسی سال دس محرم کو فخر الملک ابوالمظفر ابن نظام الملک کو قتل کیا گیا جو اپنے والد کا سب سے بڑا لڑکا اور سلطان سنجر نیشاپور کا وزیر تھا، روزہ کی حالت میں ایک باطنی شخص نے اس کو قتل کیا، گذشتہ رات فخر الملک نے خواب میں حضرت حسین بن علی کی زیارت کی وہ ان سے کہہ رہے تھے ہمارے پاس جلدی آجاؤ آج رات افطاری ہمارے پاس کرنا، صبح ہونے کے بعد حیران تھے بہرحال اسی وقت روزہ کی نیت کرلی، ان کے بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آج آپ گھر سے نہ نکلیں، شام کے وقت کسی کام سے گھر سے نکلے ایک شخص کو ہاتھ میں رقعہ اٹھا کر فریاد کرتے ہوئے دیکھا فخر الملک نے اس پوچھا کیا کام ہے اس نے رقعہ ہاتھ میں دے دیا فخر الملک اس رقعہ کو پڑھ رہے تھے کہ اس نوجوان نے خنجر سے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کردیا، اس نوجوان کو پکڑ کر فیصلہ کے لئے بادشاہ کے پاس لے گئے اس نے بادشاہ کے سامنے قتل کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اس قتل پر فخر الملک کے بعض ساتھیوں نے تیار کیا تھا، حالانکہ وہ جھوٹا تھا، بادشاہ نے اس نوجوان کو اور جن لوگوں کے بارے میں اس نے نشان دہی کی تھی سب کو قتل کردیا۔

اسی زمانہ میں چودہ صفر کو خلیفہ نے وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر کو وزارت سے معزول کر کے اس کا گھر لوٹنے کا اعلان کیا۔ یہ گھر وزیر کے والد نے بہت سے لوگوں کے گھروں کو منہدم کر کے بنایا تھا اس واقعہ میں عقلمندوں کے لئے بڑی عبرت اور نصیحت ہے خلیفہ نے اس کی جگہ قاضی ابوالحسن الدامغانی اور ان کے ساتھ ایک دوسرے شخص کو مقرر کیا۔ اس سال محمد بن ملک شاہ کی طرف سے ترکمان کے امیر یرن نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**احمد بن محمد بن مظفر**...... یہ احمد بن محمد بن مظفر ابوالمظفر الخوافی الفقیہ الشافعی ہیں۔ ابن خلکان کا قول ہے احمد اپنے زمانہ کے صاحب بصیرت لوگوں میں سے تھے، امام الحرمین سے فقہ کی تعلیم حاصل کی ان کے مایہ ناز شاگردوں میں سے تھے، طوس اور اس کے مضافات کے قاضی رہے ہیں، اچھا مناظرہ کرنے اور مدِ مقابل کو لاجواب کرنے میں مشہور تھے۔ (الخوافی) خا اور واو کے زبر کے ساتھ نیشاپور کی بستیوں میں سے ایک بستی خواف کی طرف منسوب ہے۔

**جعفر بن محمد کے حالات** (۲)......ابن الحسین بن احمد بن جعفر السراج ابومحمد القاری البغدادی ہیں، سن ولادت ۴۱۶ ہے، قرآن پاک روایات میں پڑھا، مشائخ اور مشائخات سے مختلف شہروں میں بے شمار احادیث کا سماع کیا، حافظ ابوبکر خطیب نے ان کے مسموعات کے اجزاء کی تخریج کی یہ اچھا لکھنے والے۔ جید ذھن۔ ادیب۔ شاعر، اچھی نظم کہنے والے تھے، آپ نے القراءات کے بارے میں نظم کی صورت میں ایک کتاب لکھی، اسی طرح التنبیہ۔ الخرقی وغیرہ بھی آپ کی تصانیف میں سے ہیں، اسی طرح مصارع العشاق وغیرہ بھی آپ نے لکھی، آپ کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

(۱)......ان لوگوں نے اپنی جہالت سے قتل کیا، اور دوانوں پر عیب لگانے لگے۔
(۲)......اور گنگنوں سمیت ہاتھوں سے اٹھانے والوں کو بھی تہمت لگانے لگے۔
(۳)......اگر قلم۔ دوات، کاغذ اور شریعت محمد یہ کے محافظ اور ناقلین حدیث نہ ہوتے۔
(۴)......تو تم گمراہی کی بدمزگی کو فوج در فوج دیکھتے۔
(۵)......ہر شخص جہالت کی وجہ سے کہہ رہا ہے کہ اللہ مظلوم کا مددگار ہے۔
(۶)......میں نے ان کا نام اہل حدیث عقلمند رکھا۔

---

(۱) (تاریخ الاسلام: ۱۲۶/۳. دول الاسلام: ۳۰/۲)

(۲) (شذرات الذهب: ۴۱۱/۳. ۴۱۲. العبر: ۳۵۵/۳)

(۷) وہی لوگ تختوں اور منبروں پر آسودہ جنت کے مصالحہ ہیں۔
(۸)...... یہ سب احمد کے رفقاء ہیں آپ کے حوض کوثر سے سیراب ہو کر واپس لوٹیں گے۔
ابن خلکان نے جعفر بن محمد کے عمدہ اشعار میں سے دو شعر نقل کئے ہیں۔
(۱)...... نو جوانی کے دعویدار شخص کے بالوں پر سفیدی نمایاں ہے وہ اپنی ڈاڑھی کو خضاب لگاتا ہے۔
(۲)...... اس کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنی ڈاڑھی کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے۔

**عبدالوھاب بن محمد** ...... یہ عبدالوھاب بن محمد ابن عبدالوھاب بن عبدالواحد بن محمد الشیر ازی الفارسی سے حدیث کا سماع کیا، فقہ کی تعلیم حاصل کی سن ۴۸۳ میں نظام الملک نے مدرسہ نظامیہ کی تدریس ان کے سپرد کی، طویل عرصہ تک تدریسی فرائض انجام دیئے احادیث لکھتے تھے لیکن اس میں بہت غلطی کرتے تھے ایک بار حدیث صلاۃ فی اثر صلاۃ کتاب فی علیین لکھی پھر کہا کتاب غلط ہے پھر اس کی تفسیر کی کہ وہ اس سے زیادہ روشن ہے۔

**محمد بن ابراہیم** ...... ابن عبیدالاسدی الشاعر، حیبسی تہامی شاعر سے ان کی ملاقات ہوئی ہے حیبسی اپنے اشعار کا معارضہ کرنے والے کو بہت پسند کرتا تھا، محمد بن ابراہیم نے یمن، عراق، حجاز، خراسان میں اقامت اختیار کی۔ ان کے دو شعر ہیں۔
(۱)...... میں نے کہا میں بار بار کی آمد سے گرانبار ہو گیا، اس نے کہا میرا کندھا احسانات سے گراں بار ہو گیا۔
(۲)...... میں نے کہا تو نے لمبا کر دیا اس نے کہا میں نے احسان کیا میں نے کہا تو نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس نے کہا میری محبت کی رسی کو۔

**یوسف بن علی** ...... ابوالقاسم الزنجانی الفقیہ، دیانتدار تھے شیخ ابی اسحاق شیرازی نے قاضی ابی الطیب سے نقل کیا ہے کہ ہم ایک دن جامع منصور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان آیا اس نے بارش کے بارے میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث بیان کر کے کہا یہ حدیث غیر مقبول ہے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی چھت سے ایک سانپ آ گرا لوگ خوف کی وجہ سے بھاگنے لگے سانپ نے اسی نوجوان کا رخ کیا لوگوں نے نوجوان سے کہا توبہ کرو توبہ کرو اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں تب جا کر وہ سانپ گیا لیکن کوئی پتہ نہیں چلا کہ وہ سانپ کہاں گیا، ابن الجوزی نے شیخ ابی المعمر الانصاری سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

## واقعات ۵۰۱ھ

اسی سال خلیفہ نے وزیر ابوالمعالی ھبۃ اللہ بن محمد بن مطلب پر ازسر نو خلعت کی اس کی تعظیم و تکریم۔ اسی زمانہ میں سلطان محمد بغداد آیا، وزیر اور سر کردہ لوگوں نے اس کا استقبال کیا، اس کے اہل سے حسن اخلاق کا معاملہ کیا، اس کے لشکر میں سے کسی نے تعرض نہیں کیا، بادشاہ تکریت اور حلہ کے حاکم صدقہ بن منصور اسدی سے اس وجہ سے ناراض ہوا کہ اس نے بادشاہ کے ایک دشمن ساوۃ کے حاکم ابودلف سرجان الدیلمی کو پناہ دی تھی، بادشاہ نے حلہ کے حاکم سے اپنے دشمن کے حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا لیکن اس نے حوالے نہیں کیا۔
اس کے بعد بادشاہ نے صدقہ کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیجا جس نے صدقہ کو شکست دیدی حالانکہ اس کا لشکر بیس ہزار شہسوار اور تیس ہزار پیادہ لوگوں پر مشتمل تھا، صدقہ خود اس معرکہ میں قتل کیا گیا، اس کے بڑے بڑے سرداروں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی، اس کی بیوی سے پانچ لاکھ دینار اور جواہرات وصول کئے۔
ابن الجوزی کا قول ہے اسی سال ایک اندھی بچی کا ظہور ہوا جو لوگوں کو ان کے راز اور دل کی باتیں بتادیتی تھی لوگوں نے مختلف طریقوں سے اس کا

امتحان لیا لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی اس کے بعد علماء اور خواص نے انگوٹھی کے نقوش اور نگینوں، بنادق میں موم، خرقہ وغیرہ کے ذریعہ اس کو آزمایا لیکن اس نے سب کچھ بتا دیا حتیٰ کہ ایک شخص نے ذکر پر ہاتھ رکھکر اس سے پوچھا اس نے کہا یہ اس کو اپنے اہل وعیال کے پاس لے جائے گا۔

اسی سال طرابلس کا امیر فخر الملک ابوعبید علی فرنگیوں کے خلاف مسلمانوں سے مدد طلب کرنے کے بعد بغداد آیا، بادشاہ غیاث الدین محمد نے اس کا بہت اکرم کا، اس پر خلعت کی، فرنگیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے زبردست طریقہ سے اس کی فوجی مدد کی۔

## خواص کی وفات

**تمیم بن معز بن بادیس**...... یہ افریقہ کے حاکم، حلم، کرم، احسان کے اعتبار سے اچھے بادشاہوں میں سے تھے، چھیالیس سال بادشاہ رہے ننانوے سال عمر پائی، ایک سو سے زائد لڑکے اور ساٹھ لڑکیاں چھوڑی، وفات کے بعد ان کا لڑکا یحییٰ حاکم بنا، ایک شاعر نے دو شعروں میں تمیم کی خوب تعریف کی۔

(۱)...... تمیم کی سخاوت کے بارے میں قدیم روایات سے جو کچھ ہم نے سنا وہ اس سے بہت بلند واعلیٰ ہے۔

(۲)...... سیلاب بارش، دریا اور تمیم کی ہتھیلی سے ان باتوں کو روایت کرتے ہیں۔

**صدقہ بن منصور کے حالات**[1]...... یہ صدقہ بن منصور ابن دبیس بن علی بن مزید الاسدی الامیر سیف الدولہ حلہ تکریت واسط وغیرہ کے حاکم رہے، کریم، عفیف وقت کا خیال رکھنے والے تھے، خوف زدہ کے لئے ٹھکانہ تھے، ان کی حکومت میں غیر مامون شخص امن والا ہو جاتا تھا، مشکل کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے، خط صاف نہیں تھا، بہت عمدہ کتابیں انہوں نے جمع کی تھی، دلجوئی کے لئے نکاح میں صرف ایک عورت اور ملک یمین کے طور پر صرف ایک باندی رکھتے، ان کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہے، ایک جنگ کے موقع پر ان کے غلام برغش نے ان کو قتل کیا، وفات کے وقت انسٹھ سال عمر تھی۔

## واقعات ۵۰۲ھ

اسی سال ۲۲ شعبان بروز جمعہ خلیفہ مستظہر نے سلطان محمد کی بہن ملک شاہ کی لڑکی سے شادی کی ایک لاکھ دینار مہر مقرر ہوا سونا بھی نچھاور کیا گیا، اصبہان میں عقد لکھا گیا۔

اسی زمانہ میں دمشق کے حاکم طغتکین اور فرنگیوں کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ سال رواں ہی میں سعید بن حمید العمری نے الحلہ السیفیہ پر قبضہ کیا۔ اسی برس دجلہ کا پانی چڑھ آیا جس کی وجہ سے غلے تباہ ہو گئے اور مہنگائی بہت ہوگئی۔ اس سال امیر قیماز نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**الحسن العلوی**...... حسن علوی ابوھاشم ھمدان کے ابن رئیس تھے بہت بڑے مالدار، ایک بار بادشاہ نے ان پر نو لاکھ دینار جرمانہ عائد کیا تھا، انہوں نے وہ ساری رقم زمین وغیرہ کے فروخت کئے بغیر ادا کر دی۔

(۱) شذرات الذھب: ۳/۲/۴

**الحسن بن علی** ...... یہ حسن بن علی ابوالفوارس بن خازن، خط منسوب کے مشہور کاتب، اسی سال ذی الحجہ میں وفات پائی۔
ابن خلکان کا قول ہے حسن بن علی نے اپنے ہاتھ سے پانچ سو خط لکھے اچانک وفات پائی۔

**الرویانی صاحب البحر** ...... یہ عبدالواحد بن اسماعیل ابوالمحاسن الدوبانی، طبرستان کے باشندے، ائمہ شافعیہ میں سے تھے، سن ولادت ۴۱۵ ہے، مختلف علاقوں کا سفر کیا حتیٰ کہ ماوراء النھر تک پہنچے جمیع علوم حاصل کئے، بے شمار احادیث کا سماع کیا، مذہب پر کتابیں لکھیں، ان ہی میں سے۔البحرنی الفروع۔ ہے، یہ کتاب غرائب وغیرہ کو شامل ہے، اسی کتاب کے بارے میں مشہور ہے بحر سے حدیث بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں انھی کا قول ہے اگر تمام کتب شافعیہ جل جائیں تو میں تمام کتب کو حافظہ سے لکھ سکتا ہوں، دس محرم جمعہ کے روز جامع طبرستان میں عبدالواحد کے کسی رشتہ دار نے ظلماً انہیں قتل کر دیا۔

ابن خلکان کا قول ہے فقہ میں ان کے استاد ناصر مروزی ہیں انہی کی موجودگی میں حاشیہ بھی لکھا الدوبانی بڑی شان وشوکت والے عالی مقام کے مالک تھے، اصول اور فروع میں کتابیں تصنیف کی ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں۔ (۱) بحر المذھب۔ (۲) کتاب مناصیص الام الشافعی۔ (۳) کتاب الکافی۔ (۴) حلیۃ المؤمن۔
خلافیات پر بھی انہوں نے کتابیں لکھیں۔

**یحییٰ بن علی کے حالات** [1] ...... یہ یحییٰ بن علی ابن محمد بن حسن بن بسطام الشیبانی التبریزی ابوزکریا نحو لغت کے امام ہیں، ابی العلاء وغیرہ ان کے استاد ہیں۔ ایک جماعت (جن میں منصور بن جوالقی بھی ہیں) نے آپ سے تربیت پائی ابن ناصر کا قول ہے نقل میں ثقہ تھے، ان کی متعدد تصانیف ہیں۔
ابن خیرون کا قول ہے ان کا مذہب اچھا نہیں تھا، اسی سال جمادی الثانی میں وفات پائی، باب ابرز کے پاس شیخ ابی اسحاق شیرازی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

## واقعات ۵۰۳

اسی زمانہ میں فرنگیوں نے طرابلس شہر پر قبضہ کر کے اس کے مردوں کو قتل کر دیا بچوں اور عورتوں کو قیدی بنالیا، سامان اور اموال پر قبضہ کر لیا، اس کے دس روز بعد فرنگیوں نے جبلہ شہر پر قبضہ کر لیا، فخر الملک ابن عماران سے بھاگ کر دمشق کے حاکم طغتکین کے پاس چلا گیا، اس نے اس کا خوب اکرام کیا، اس کے نام پر زمینیں الاٹ کیں۔
سال رواں ہی میں ایک باطنی شخص نے وزیر ابی نصر ابن نظام الملک پر حملہ کر کے اس کو زخمی کر دیا، اس باطنی کو گرفتار کر کے اسے شراب پلائی گئی اس نے باطنیہ کی ایک جماعت کے بارے میں اس حملہ میں شریک ہونے کا اقرار کیا، سب کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔
اس برس امیر قیماز نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**احمد بن علی** ...... احمد بن علی ابن احمد ابوبکر العلوی ہیں۔ دیوار پر چونا کرنیکا کام کیا کرتے، لیکن تصویر نہیں بناتے، مفت میں کام کرتے تھے،

(۲) (شذرات الذھب ۴/۵۔ اللباب : ۱/۲۰۶، ۲۰۷).

ان کی کچھ املاک تھی جن سے اپنی ضروریات پوری کرتے، قاضی ابویعلیٰ سے حدیث کا سماع کیا، ان ہی سے کچھ فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی، حج کے موقع پر قبروں کی زیارت کرتے ہوئے جب فضیل بن عیاض کی قبر کے پاس سے گذرتے تو اس کی ایک جانب میں اپنی چھڑی سے لکیر کھینچ کر کہتے اسی جگہ اسی جگہ۔

بعض کا قول ہے احمد بن علی نے اسی سال حج کے موقع پر احرام کی حالت میں وقوف عرفہ کیا اسی روز شام کو وفات ہوگئی اس کے بعد غسل، کفن دے کر خانہ کعبہ کا طواف کرایا گیا پھر اسی خط کشیدہ جگہ پر فضیل بن عیاض کے پہلو میں انہیں دفن کر دیا گیا، بغداد میں ان کی وفات کی اطلاع پہنچنے پر لوگوں کی ایک وافر تعداد نے ان کا غائبانہ نماز جنازہ ادا کیا، اگر بغداد میں ان کی وفات ہوتی تو شاید لوگوں کی اتنی بڑی تعداد ان کے نماز جنازہ میں شرکت نہ کرتی۔

**عمر بن عبدالکریم** ۔۔۔۔۔ عمر بن عبدالکریم ابن سعدویہ الفتیان الدھقانی طلب حدیث کے سلسلہ میں دنیا کے کونہ کونہ میں گئے، احادیث کی تخریج کی، ان کا انتخاب کیا، اللہ تعالیٰ نے علوم میں فقاہت عطاء فرمائی تھی، ثقہ تھے، ان سے ابوحامد غزالی نے یہ کتاب الصحیحین۔ کی تصحیح کی، اسی سال سرخسی میں ان کی وفات ہوئی۔

**محمد ویعرف باخی حماد** ۔۔۔۔۔ یہ محمد جواخی حماد سے مشہور ہیں، اکابر صلحاء میں سے تھے، انہیں مزمن کا مرض تھا، ایک بار خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو شفایاب ہوگئے۔

اس کے بعد چالیس سال تک اپنی مسجد میں رہے صرف جمعہ کے لئے مسجد سے نکلتے، لوگوں سے اختلاط بالکل ترک کر دیا، اسی سال ان کی وفات ہوئی ایک کونہ میں امام ابوحنیفہ کی قبر کے نزدیک دفن ہوئے۔

## واقعات ۵۰۴ھ

اس سال کے شروع میں بغداد کے فقہاء کی ایک جماعت جس میں ابن الذغوانی بھی تھے، نے جہاد اور فرنگیوں سے قتال کرنے کے لئے شام جانے کا ارادہ کیا، کیوں کہ ان کو اطلاع ملی تھی کہ فرنگیوں نے بہت سے شہروں پر قبضہ کرلیا ان ہی میں سے صیداء شہر بھی تھا جس پر انہوں نے ربیع الاول میں قبضہ کیا تھا، لیکن پھر ان میں سے اکثر فرنگیوں کی تعداد کی زیادتی کی خبر سن کر واپس آگئے۔

اسی زمانہ میں خلیفہ کی اہلیہ خواہر ملک شاہ بغداد آئی، وہ اپنے بھائی سلطان محمد کے گھر میں ٹھہری اس کا سامان باسٹھ اونٹ ستائیس خچروں پر لاد کر لایا گیا، اس موقع پر بغداد خوب سجایا گیا دس رمضان کی شب وہ بغداد آئی، وہ رات ایک تاریخی رات تھی۔

سال رواں ہی میں ابوبکر الشاشی نے تاجیہ کے ساتھ نظامیہ میں درس دیا، درس میں وزیر اور بڑے بڑے سردار شریک ہوتے۔ اس سال قیماز نے حج کرایا، لیکن خراسانی پیاس اور پانی کی کمی کی وجہ سے حج نہیں کر سکے۔

## خواص کی وفات

**ادریس بن حمزہ** ۔۔۔۔۔ یہ ادریس بن حمزہ ابوالحسن الشاشی الرملی العثمانی، مذہب شافعیہ کے بڑے مناظر تھے، فقہ کی تعلیم اولاً نصر بن ابراہیم سے پھر ابواسحاق الشیر ازی سے حاصل کی، تعلیم کے سلسلہ میں خراسان گئے حتیٰ کہ ماوراء النھر تک پہنچ گئے، سمرقند میں اقامت اختیار کی اسی کے مدرسہ میں اس سال وفات تک درس دیتے رہے۔

**علی بن محمد** ...... یہ علی بن محمد ابن علی بن عمادالدین ابوالحسن الطبری جو الکیا الھراسی سے مشہور ہوئے شافعیہ کے فقہاء کبار میں سے ہیں، سن ولادت ۴۵۰ ہے، امام الحرمین کے شاگرد ہیں، علی بن محمد اور امام غزالی امام کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں، دونوں بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں درس دیتے رہے، ابوالحسن فصیح خوبصورت، بلند آواز تھے۔ نیشاپور میں مدرسہ نظامیہ کی ستر سیڑھیاں تھی ہر سیڑھی پر چڑھتے وقت شیطان پر سات بار لعنت کرتے۔ مناظر مفتی، مدرس تھے، اکابر فضلاء سادات فقہاء میں سے تھے، انہوں نے ایک کتاب لکھی جس کی صرف ایک جلد میں امام احمد کے تفردات پر رد کیا، اس کے علاوہ بھی ان کی تصانیف ہیں۔

ایک مرتبہ باطنیہ کی مدد کرنے کے سلسلہ میں ان پر تہمت لگی جس کی وجہ سے ان کو تدریس سے معزول کر دیا گیا، پھر علماء کی ایک جماعت نے (جس میں ابن عقیل بھی تھے) ان کی برأت پر گواہی دی جس کی وجہ سے ان کی تدریس بحال کر دی گئی، اسی سال محرم کے شروع میں جمعرات کے روز چون سال کی عمر میں وفات پائی شیخ ابی اسحاق شیرازی کے پہلو میں دفن کیے گئے۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابوالحسن کو احادیث یاد تھیں احادیث کے ذریعہ لوگوں سے مناظرہ کرتے تھے ابوالحسن کا ابن خلکان کا قول ہے جب حدیث کے شہسوار مقابلہ کے میدان میں جولانی کرتے ہیں تو ہواؤں کے اڑنے کی جگہ پر قیاس کرنے والوں کے سراڑ جاتے ہیں۔

سلفی سے منقول ہے ابوالحسن سے فتوی طلب کیا گیا کہ کیا کاتبان حدیث فقہاء کی وصیت میں داخل ہوں گے انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں اس لئے کہ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے چالیس احادیث یاد کرنے والے انسان کو اللہ رب العزت عالم کی شکل میں اٹھائیں گے۔

یزید بن معاویہ کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے ان کے بارے میں تلاعب اور فسق ظاہر کیا، اس کو گالی دینے کو جائز رکھا، لیکن امام غزالی نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے مذکورہ چیزوں سے منع کیا، کیوں کہ یزید مسلمان ہے، حضرت حسین کے قتل پر اس کا راضی ہونا ثابت نہیں، اگر ثابت ہو بھی جائے تو پھر بھی لعنت کرنا جائز نہیں، کیوں کہ قاتل پر لعنت نہیں کی جاتی خصوصاً جب کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہو، اللہ غفور الرحیم ہے۔

امام غزالی کا قول ہے یزید پر رحمت بھیجنا جائز بلکہ مستحب ہے اور ہم اس پر جملہ مسلمین، مسلمات کے ضمن میں رحمت کرتے ہیں خصوصاً نماز میں، ابن خلکان نے الکیا کے حالات میں یہ بات اسی طرح تفصیل سے ذکر کی ہے۔ الکیا بلند شان بڑی عزت والا شخص تھا۔

## واقعات ۵۰۵ھ

اسی سال بادشاہ غیاث الدین نے موصل کے حاکم امیر مودود کے ساتھ ایک بہت بڑا لشکر (جس میں مختلف علاقوں کے حاکم امراء، وزراء بھی تھے) شام کی طرف فرنگیوں کے مقابلہ میں روانہ کیا سب کا امیر موصل کے حاکم مودود کو بنایا، چنانچہ انہوں نے فرنگیوں کے قبضہ سے بہت سے قلعے چھین لئے، ان کے متعدد افراد قتل کر دیئے، وللہ الحمد۔

دمشق میں داخل ہونے کے وقت امیر مودود جامع دمشق میں نماز پڑھنے کے لئے گیا، ایک باطنی شخص سائل کے بھیس میں اس کے پاس آیا، اس سے سوال کیا تو اس نے کچھ دیا لینے کے لئے قریب ہوتے وقت اس نے مودود کے دل میں تیر مارا، اسی وقت امیر مودود کا انتقال ہو گیا، اسی روز جامع کی چھت سے ایک نابینا شخص پکڑا گیا جس کے ہاتھ میں زہر آلودہ چاقو تھا، کہا گیا ہے کہ وہ خلیفہ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

اسی سال خلیفہ کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی خوشی میں ڈھول باجے بجائے گئے لیکن اس کا انتقال ہو گیا کیوں کہ دنیا اسی طرح فانی ہے وزیر پہلے مبارکبادی کے لئے پھر اس کی تعزیت کے لئے بیٹھا۔ اسی سال وزیر احمد بن نظام کو رمضان میں چار سال گیارہ ماہ وزیر رہنے کے بعد معزول کر دیا۔

اسی سال فرنگیوں نے صور شہر کا محاصرہ کیا جو مصریوں کے قبضہ میں تھا اور ان کی طرف سے عز الملک الاعز اس پر حاکم تھا، اس نے فرنگیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حتیٰ کہ اس کے پاس تیر اور دیگر سامان جنگ ختم ہو گیا، اس موقع پر دمشق کے حاکم طغتکین نے سامان اور آلات جنگ کے ذریعہ اس کی مدد کی جس کی وجہ سے عز الملک الاعز کا دل مضبوط ہو گیا، بالآخر شوال میں فرنگی اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

اس سال سالار لشکر قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا، یہ سال فراوانی اور مہنگائی والا سال تھا۔

## خواص کی وفات

**محمد بن محمد بن محمد کے حالات** [1] ...... یہ محمد بن محمد بن ابو حامد الغزالی ہیں، سن ولادت ۴۰۵ ہے، امام الحرمین سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، متعدد علوم میں مہارت حاصل کی، بہت سے فنون پر ان کی تصانیف پھیلی ہوئی ہیں، ہر لحاظ سے دنیا کے ذھین وفطین لوگوں میں سے تھے، جوانی ہی میں آپ سردار بن گئے حتیٰ کہ چونتیس سال کی عمر میں سن ۴۸۴ میں مدرسہ نظامیہ میں درس دیا، بڑے بڑے ابو الخطاب اور ابن عقیل جیسے علماء آپ کے درس میں شریک ہوتے یہ دونوں حنابلہ کے سرداروں میں سے ہیں، یہ آپ کی فصاحت وبلاغت پر حیران ہو جاتے تھے۔ ابن الجوزی کا قول ہے ان دونوں حضرات نے امام غزالی کے کلام کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

اس کے بعد امام غزالی دنیا سے یکسو ہو کر عبادت اور اعمال آخرت کی طرف مشغول ہو گئے، کتابت کے ذریعہ روزی کماتے تھے پھر شام چلے گئے وہاں پر دمشق اور بیت المقدس میں ایک عرصہ تک رہے، اسی دوران آپ نے۔ کتاب احیاء علوم الدین لکھی یہ ایک عجیب کتاب ہے جو شرعیات کے علوم کثیرہ تصوف اور اعمال قلوب کی لطیف باتوں پر مشتمل ہے، لیکن اس دیگر کتب فروع کی طرح میں غریب۔ منکر اور موضوع احادیث ہیں جن سے حلال وحرام پر استدلال کیا جاتا ہے، البتہ موضوع کتاب شیریں، ترغیب وترتیب کے اعتبار سے دیگر کتب کے مقابلہ میں آسان ہوتی ہے۔

ابو الفرا ابن الجوزی پھر ابن الصلاح نے کتاب احیاء علوم الدین کی بہت مذمت کی، المازری اور مغاربہ نے تو اس کے جلانے کا ارادہ کر لیا تھا کیوں کہ ان کا کہنا تھا کہ یہ کتاب صرف عام غزالی کے علوم کے احیاء کا ذریعہ ہے ہمارے علوم کے احیاء کا ذریعہ تو کتاب اللہ اور سنت رسول ہے جیسا کہ میں نے طبقات میں ان کے حالات میں بیان کر دیا ہے۔

ابن شکر نے کتاب احیاء علوم الدین کے کئی مقامات کا کھوٹ بیان کیا ہے اور ایک مفید کتاب میں اس کھوٹ کو واضح کیا ہے خود امام غزالی کا قول ہے میں حدیث میں کم پونجی رکھتا ہوں بعض کا قول ہے امام غزالی نے آخری عمر میں حدیث کا سماع اور صحیحین کو یاد کرنا شروع کر دیا تھا۔

ابن الجوزی نے احیاء علوم کے خلاف ایک کتاب لکھی اس کا نام علوم الاحیاء باغالیط الاحیاء رکھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے ایک وزیر نے امام غزالی کو نیشاپور جانے کا حکم دیا چنانچہ آپ نے نیشاپور آ کر مدرسہ نظامیہ میں درس دیا، کچھ عرصہ بعد آپ اپنے شہر طرطوس واپس چلے گئے وہاں آپ نے خانقاہ بنوائی، خوبصورت مکان بنوایا، اس میں پارک بنوایا ہمہ تن تلاوت قرآن کریم اور صحیح احادیث کے یاد کرنے میں مشغول ہو گئے۔ امام غزالی کی وفات اسی سال چودہ جمادی الثانی پیر کے روز ہوئی غور میں دفن کئے گئے (اللہ ان پر رحم فرمائے) نزع کی حالت میں کسی نے امام غزالی سے وصیت کی درخواست کی آپ نے فرمایا اخلاص کو لازم پکڑو مسلسل یہ یہی بات کہتے کہتے آپ کی وفات ہو گئی۔

## واقعات ۵۰۶

اسی سال جمادی الثانی میں ابن الطبر ی مدرسہ نظامیہ کے استاد بنے اور الشاشی کو تدریس سے معزول کر دیا گیا۔ اسی زمانہ میں ایک عابد شیخ یوسف بن داوند بغداد تشریف لائے انہوں نے لوگوں کو وعظ کیا جس کی وجہ سے عوام میں انہیں بہت مقبولیت حاصل ہوئی، یہ مسلکاً شافعی تھے، شیخ ابی اسحاق شیرازی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، پھر عبادت اور زہد میں مشغول ہو گئے۔

ایک مرتبہ ایک شخص ابن السقا نے ان سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کیا، شیخ یوسف نے اس کو کہا خاموش ہو جا مجھے تیری باتوں سے کفر کی بو

(۱) (النجوم الذاهرة : ۵/۲۰۳ . وفيات الاعيان : ۴/۲۱۶ . ۲۱۹)

محسوس ہورہی ہے تیرا خاتمہ ایمان پر نہ ہونے کے بارے میں مجھے خطرہ ہے، اس کے بعد اتفاق سے ابن السقا روم گیا وہاں پر نصرانی ہو گیا اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ایک مرتبہ شیخ داؤد کے وعظ کے دوران ابوبکر شاشی کے دولڑکوں نے کھڑے ہو کر کہا اگر مذہب اشعری پر آپ نے بات کرنی ہے تو کیجئے ورنہ خاموش ہو جاؤ شیخ ابوداؤد نے کہا تم اپنی جوانی سے فائدہ نہیں اٹھا سکو گے چنانچہ جوانی ہی میں دونوں کا انتقال ہو گیا۔

اس سال بھی سالار لشکر بطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا لوگوں نے پیاس کی تکلیف برداشت کی۔

## مشہورین کی وفات

**صاعد بن منصور**...... یہ ابن اسماعیل بن صاعد ابوالعلاء الخطیب النیشاپوری بے شمار احادیث کا سماع کیا، والد کی وفات کے بعد خطابت، تدریس وعظ ونصیحت کا کام سنبھالا، ابوالمعالی الجونی نے ان کی تعریف کی خوارزم کے قاضی رہے ہیں۔

**محمد بن موسیٰ بن عبداللہ**...... یہ محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابوعبداللہ البلاساعونی الترکی الحنفی جولامشی سے مشہور ہیں، ابن عسا کرنے ان سے ایک حدیث روایت کی اور بیان کیا کہ ابوعبداللہ کو بیت المقدس کا قاضی بنایا گیا لوگوں کو ان سے تکلیف پہنچی تو ان کو معزول کر کے دمشق کا قاضی بنادیا گیا، یہ کٹر حنفی تھے مثنیٰ میں اقامت اختیار کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ملک صلاح الدین کی حکومت کے ذریعہ اس کو زائل کرے گا، راوی کا قول ہے ابوعبداللہ نے جامع دمشق میں حنفی امام رکھنے کا ارادہ کیا لیکن دمشق کی عوام نہیں مانی انہوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کے بجائے دار الخیل میں نماز پڑھی، دارالخیل جامع دمشق سے پہلے مدرسہ امینیہ کی جگہ پر تھا، اس کو چار راستے لگتے تھے۔

ابوعبداللہ کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے حکومت مل گئی تو میں اصحاب شوافع سے جزیہ لوں گا، اصحاب مالک سے بھی ان کے تعلقات اچھے نہیں تھے، راوی کا بیان ہے قضاۃ کے معاملہ میں ان کا سلوک اچھا نہیں تھا، ان کی وفات اسی سال تیرہ جمادی الثانی بروز جمعہ ہوئی، راوی کا بیان ہے کہ میں جامع میں ان کے جنازہ میں شریک ہوا اس وقت میری عمر کم تھی۔

**المعمر بن معمر**...... یہ ابوسعد بن ابی عمار الواعظ ہیں، فصیح، بلیغ، ظریف، ادیب، ذھین تھے، ان کا وعظ اچھا تھا، رسائل مسموعہ بھی اچھے تھے، اسی سال ربیع الاول میں وفات پائی، باب حرب کے نزدیک دفن کیے گئے۔

**ابوعلی المصری**...... عابد زاہد کم پر کفایت کرنے والے تھے، بعد میں علم کیمیا کی جستجو میں لگ گئے ان کو پکڑ کر دار الخلافہ لایا گیا اس کے بعد ان کا کوئی پتہ نہیں چلا۔

**نزھہ**...... خلیفہ مستظہر باللہ کی ام ولد تھی، سیاہ فام اور سخی دل تھی شریف النفس اسی سال بارہ شوال جمعہ کے روز وفات پائی۔

**ابوسعد السمعانی**...... یہ تاج الاسلام عبدالکریم بن محمد بن ابی المظفر المنصو رعبدالجبار السمعانی المروزی الفقیہ الشافعی الحافظ المحدث قوام الدین ائمہ مصنفین میں سے تھے، طلب حدیث کے لئے اسفار کر کے بے شمار۔ دیث کا سماع کیا حتیٰ کہ چار ہزار شیوخ سے احادیث لکھیں، تفسیر تاریخ، انساب وغیرہ پر کتابیں لکھی، خطیب بغدادی کی تاریخ پر مقدمہ لکھا، ابن خلکان نے ان کی چند بیحد مفید تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، ان میں ایک وہ کتاب بھی ہے جس میں ابوسعد نے ایک سو شیوخ سے ایک ہزار احادیث جمع کیں، ان پر سند اور متن کے اعتبار سے کلام بھی کیا، یہ کتاب بیحد مفید ہے۔

(النجوم الزاھرۃ: ۳۷۵/۵ - العبر - ۱۷۸/۴)

## واقعات ۵۰۷ھ

اسی سال مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان ارض طبریہ میں بڑا معرکہ ہوا جس میں فرنگیوں کے مقابلے میں دمشق کے بادشاہ طغتگین کے ساتھ حاکم سنجار حاکم موصل، حاکم ماردین بھی تھے، انہوں نے فرنگیوں کو عبرت ناک شکست فاش دی، ان کے متعدد افراد قتل کر دیئے، مال غنیمت میں ان کا بہت سا مال لوٹ لیا، ان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا، وللہ الحمد والمنۃ۔ اس کے بعد یہ دمشق واپس آ گئے۔

ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ اسی سال موصل کے حاکم مودود کو قتل کیا گیا، راوی کا بیان ہے موصل کے حاکم مودود اور طغتگین جامع میں جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر ہاتھ میں ہاتھ ڈالکر باہر نکل رہے تھے کہ ایک باطنی نے حاکم موصل کو قتل کر دیا، بعض کا قول ہے طغتگین نے باطنی کی مدد کی واللہ اعلم۔

فرنگیوں کی طرف سے خط آیا جس میں لکھا تھا کہ اپنے سردار کو عید کے روز اللہ کے گھر میں قتل کرنے والی قوم کو اللہ ضرور ہلاک کرتا ہے۔

اسی زمانہ میں الپ ارسلان بن رضوان بن تتش اپنے والد کے بعد حلب کا بادشاہ بنا، لؤلؤ الخادم نے امور مملکت سنبھالے جس کی وجہ سے الپ ارسلان کی بادشاہت کا صرف نام رہ گیا۔

اسی سال بغداد میں کمشتکین خادم کے بنائے ہوئے ہسپتال کا افتتاح کیا گیا۔ سال رواں میں زنگی بن برشق نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**اسماعیل بن الحافظ ابی بکر بن الحسین البیہقی** ...... بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا اس سلسلہ میں شہروں کا سفر کیا، خوارزم شہر میں درس دیا، فاضلین اہل حدیث میں سے تھے پسندیدہ مذہب رکھتے تھے اسی سال اپنے شہر بیہق میں وفات پائی۔

**شجاع بن ابی شجاع کے حالات** [1] ...... یہ شجاع ابن ابی شجاع فارس بن حسین بن فارس ابو غالب الذہلی الحافظ بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا، فن حدیث کے فاضل تھے، پھر تاریخ خطیب کے پورا کرنے میں لگ گئے، پھر اس کو صاف کیا کثرت سے استغفار اور توبہ کرتے تھے کیوں کہ انہوں نے ابن حجاج کا شعر سات مرتبہ لکھا تھا، اسی سال ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

**محمد بن احمد کے حالات** ...... یہ محمد بن احمد ابن محمد بن احمد بن اسحاق بن حسین بن منصور بن معاویہ بن محمد بن عثمان بن عتبہ بن عبسہ بن معاویہ ابی سفیان بن صخر بن حرب الاموی ابو المظفر بن ابی العباس الابیوردی الشاعر، لغت، النساب کے عالم بہت سی احادیث کا سماع کیا، تاریخ ابی ورد۔ انساب العرب۔ کتابیں تصنیف کی المؤتلف والمختلف کے بارے میں بھی ان کی تصانیف ہیں ان سے کبر اور بڑائی کا ظہور ہوتا تھا، حتیٰ کہ دعا میں اللہ پاک سے مشرق اور مغرب کی بادشاہت کا سوال کرتے، ایک بار انہوں نے خلیفہ الخادم المعاوی کی طرف کچھ لکھا تو خلیفہ نے المعاوی کے شروع سے میم ختم کر دیا تو عاوی رہ گیا، ان کے اشعار میں سے دو شعر درج ذیل ہیں۔

(۱)......ایک زمانہ میرا مخالف ہو گیا وہ میرے مقام سے لاعلم ہے زمانہ کے حوادثات حقیر ہیں۔

(۲)......زمانہ نے دن میں مجھے اپنے حملے دکھا دیئے میں نے رات گذار کر اسے صبر دکھا دیا کہ کیسا ہوتا ہے۔

**محمد بن طاہر کے حالات** [2] ...... یہ محمد بن طاہر ابن علی بن احمد ابو الفضل المقدسی الحافظ، سن ولادت ۴۴۲ ہے، سب سے پہلے سن ۴۶۰

(۱) (الانساب : ۱۹۸/۷ . تاریخ اسلام : ۴/لوحہ ۱۸۰)

(۲) (تاریخ اسلام : ۱۸۲/۴ و ۱۸۳/۱ . تذکرۃ الحفاظ : ۱۴۲/۴ . ۱۴۵)

میں حدیث کا سماع کیا، طلب حدیث کے سلسلہ میں دنیا کے کونہ کونہ میں گئے، بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا فن حدیث کے شہسوار تھے، بہت عمدہ عمدہ کتابیں تصنیف کی، اس کے علاوہ سماع کی اباحت اور تصوف پر بھی کتاب لکھی، ان دونوں کتابوں میں منکر احادیث ذکر کی ہیں، ان کے علاوہ دوسری کتب میں صحیح احادیث ذکر کی ہیں، ائمہ حضرات نے ان کے حافظہ پر تعریفی کلمات کہے ہیں۔

ابن الجوزی نے اپنی کتاب میں ان کی صفۃ التصوف۔ نامی کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا کہ ابوطاہر کو دیکھنے والا آدمی ان کو دیکھ کر ہنس پڑتا تھا، ابوطاہر کا مذہب داؤدی تھا، لوگوں نے ان کی تعریف صرف حافظہ کی وجہ سے کی ہے وگرنہ ان کی جرح کرنا اولیٰ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابوسعد سمعانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے، بلا دلیل کے ان کا بدلہ لیا ہے، اس سے پہلے ان کا قول ہے کہ میں نے اپنے شیخ اسماعیل بن احمد الطلحی سے ابوطاہر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے ان کی بہت تعریف کی حالاں کہ وہ اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے، راوی کا بیان ہے کہ ہم نے ابوالفضل بن ناصر کو یہ کہتے سنا کہ ابوطاہر اس سے دلیل نہیں پکڑتے، ابوطاہر نے امردوں کے دیکھنے کو جائز کہا ہے اس بارے میں ان کا مذہب اباحت کا تھا، اس کے بعد ابن طاہر کے چند اشعار نقل کئے۔

(۱)...... خوارج کے شغل زہد تصوف وغیرہ کو چھوڑ دے۔

(۲)...... داریا کے دیر کا قصد کر جہاں پر پادری، راہب، شماس رہتے ہیں۔

(۳)...... کافر کے ہاتھ سے کہنہ شراب نوش کر وہ تجھے نظر اور گلاس سے دو شراب پلائے گا۔

(۴)...... پھر پتلی کمر والی ہرن کی سارنگی کی آواز سن اس لئے کہ اس کی آواز الماس سے بھی زیادہ تیز ہے۔

(۵)...... لوگوں کو امرء القیس کے اشعار سناؤ کیوں کہ وہ لوگوں میں مشہور ہے اور اس کے اشعار کاغذوں میں ان کے پاس لکھے ہوئے ہیں۔

(۶)...... اگر مجھے آرام دینے والی باد صبا نہ ہوتی تو میں سانس کی گرمی سے جل چکا ہوتا۔ سمعانی کا قول ہے امید ہے کہ ابوطاہر نے تمام باتوں سے توبہ کر لی ہوگی ابن الجوزی کا قول ہے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ ابوطاہر کے بارے میں ائمہ کی جرح ذکر کر کے توبہ کی امید پر اس کی طرف سے معذرت کی جائے۔

ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ ابوطاہر وفات کے وقت بار بار یہ اشعار پڑھتے تھے تم بدسلوک نہیں تھے تم نے یہ کہاں سے سیکھی ہے۔ اسی سال ربیع الاول میں مغربی بغداد میں ابوطاہر نے وفات پائی۔

**ابوبکر الشاشی کے حالات** ...... یہ المستظہری کے مصنف محمد بن احمد بن حسین الشاشی، اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے، سن ولادت محرم ۴۲۷ ہے، ابویعلیٰ بن فراء ابی الخطیب، ابی اسحاق الشیرازی سے حدیث کا سماع کیا، ان ہی سے فقہ بھی حاصل کی، شامل کو اس کے مصنف ابن الصباغ کے سامنے پڑھا، اس کو اپنی کتاب میں مختصر کیا وہ کتاب انہوں نے خلیفہ مستظہر کے لئے لکھی تھی، اس کا نام۔ حلیۃ العلماء لمعرفۃ مذاہب الفقہاء رکھا جو المستظہری سے مشہور ہے ابوبکر نظامیہ میں تدریس کرتے رہے پھر معزول کر دیئے گئے ان کے دو شعر ہیں۔ (النجوم الزاھرۃ: ۲۰۶/۵)

(۱)...... اے نوجوان ٹھنڈی سرسبز خاک ندم طبعیت قابل ہونے کے زمانہ میں علم حاصل کر۔

(۲)...... لوگوں کا خاموش ہونا اور تیرا بولنا تیرے فخر اور شرف کے لئے یہ ہی کافی ہے۔

ابوبکر نے اسی سال سترہ شوال ہفتہ کی صبح وفات پائی اور باب ابرز کے قریب ابواسحاق شیرازی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

**الموتمن بن احمد** ...... یہ الموتمن بن احمد ابن علی بن حسین بن عبیداللہ ابونصر الساجی المقدسی، بے شمار احادیث کا سماع کیا، احادیث کی تخریج کی، ان کی نقل صحیح تھی، خط عمدہ تھا، سیرت اچھی تھی فقہ کی تعلیم شیخ ابی اسحاق شیرازی سے حاصل کی، اصبہان وغیرہ کا سفر کیا، چند گنے چنے حفاظ میں سے تھے خصوصاً متن کے سلسلہ میں ابن طاہر نے ان پر اعتراض کیا ہے ابن الجوزی کا قول ہے ثریا کو ثریٰ سے کیا نسبت۔

اسی سال بارہ صفر ہفتہ کے روز موتمن کی وفات ہوئی، باب حرب کے نزدیک دفن کئے گئے۔ واللہ اعلم۔

## واقعات ۵۰۸ھ

اس سال بغداد میں زبردست آگ لگ گئی۔ اسی زمانہ میں ارض جزیرہ میں زبردست زلزلہ آیا جس کی وجہ سے تیرہ برج رہا کے بہت سے گھر، خراسان کے کچھ مکان، مختلف جگہوں کے بہت سے مکانات منہدم ہوگئے خراسان کا نصف قلعہ سمیاط شہر مکمل ہلاک ہوگیا ملبے کے نیچے بے شمار افراد ہلاک ہوگئے۔

سال رواں ہی میں حلب کے حاکم تاج الدولہ الپ ارسلان بن رضوان بن تتش کو اس کے ایک غلام نے قتل کردیا اس کے بعد اس کا بھائی سلطان شاہ بن رضوان حاکم بنا۔

اسی زمانہ میں سلطان سنجر بن ملک شاہ بلاد غزنہ کا بادشاہ بنا شدید قتال کے بعد اس کے نام کا خطبہ دیا گیا، اس نے وہاں کے باشندوں سے بہت مال وصول کیا، پانچ تاج تھے ہر تاج ایک کروڑ کا تھا، سترہ سونا چاندی کے تخت تھے، تیرہ سو ڈھلے ہوئے ٹکڑے تھے، چالیس روز وہ وہاں رہا، پھر اس نے سبتگین خاندان کے ایک شخص بہرام شاہ کو وہاں کا حاکم بنا دیا، سنجر کے علاوہ سلجوقیہ میں سے کسی کے نام کا خطبہ نہیں دیا گیا، وہ اہل جہاد واہل سنت کے بادشاہ تھے، کسی بادشاہ کو ان کے خلاف مقابلہ کی جرات نہیں ہوتی تھی اور وہ بنو سبکتگین تھے۔

سال رواں ہی میں سلطان محمد نے الامیر آقسنقر البدشقی کو موصل وغیرہ کا حاکم بنایا، فرنگیوں سے اس کو قتال کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اس سال کے آخر میں اس نے فرنگیوں سے مقابلہ کرکے رھا۔ بروج، سمیاط پر قبضہ کرلیا، ماردین لوٹ لیا، وہاں کے حاکم کے لڑکے ایاز کو گرفتار کرلیا، سلطان محمد نے اس کو دھمکانے کے لئے آدمی بھیجا تو وہ بھاگ کر دمشق کے حاکم کے پاس چلا گیا، دونوں نے سلطان محمد کی نافرمانی پر اتفاق کرلیا، ان دونوں اور حمص کے نائب حاکم کے درمیان لڑائیاں ہوئیں، پھر ان میں صلح ہوگئی۔ اسی زمانہ میں فرنگی بادشاہ مرعش کی وفات کے بعد اس کی بیوی بادشاہ بن گئی۔

اس سال سالار لشکر امیر الجیوش ابوالخیر یمحصن الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

## واقعات ۵۰۹ھ

اس سال سلطان غیاث الدین محمد بن ملک شاہ نے ماردین کے حاکم برشق بن ایلغازی کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ دمشق کے حاکم طغتگین اور آقسنقر البدشقی سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا کیوں کہ ان دونوں نے بادشاہ کی نافرمانی کی تھی اس کو یہ بھی حکم دیا کہ ان سے فارغ ہوکر فرنگیوں سے قتال کرے، جب شام کے قریب قافلہ پہنچا تو وہ دونوں بھاگ کر فرنگیوں کے ساتھ مل گئے، امیر برشق نے کفر طاب پہنچ کر بزور قوت اسے فتح کرلیا، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کرلیا، انطاکیہ کا حاکم روجیل پانچ سو شہسوار اور دو ہزار پیادہ کے ساتھ آیا، اس نے مسلمانوں پر حملہ کردیا کافیوں کو قتل کردیا، بہت سا مال چھین لیا امیر برشق چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بھاگ گیا، اس کا لشکر تتر بتر ہوگیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسی برس ذیقعدہ میں سلطان محمد بغداد آیا، دمشق کے حاکم طغتگین اس کے پاس عذر خواہی کے لئے آیا، بادشاہ نے اس پر خلعت کی اس سے خوش ہوگیا اس کی ذمہ داری بحال رکھی۔

## خواص کی وفات

**اسماعیل بن محمد**......ابن احمد بن علی ابوعثمان الاصبہانی، طلب حدیث کے لئے سفر کیا، جامع منصور میں ۳۳ مجلسوں میں وعظ کیا، محمد بن ناصر

نے ان سے املاء حدیث کی درخواست کی، اصبہان میں وفات پائی۔

**منجب بن عبداللہ المستظہری**...... ابوالحسن الخادم ہیں، بڑے عابد تھے محمد بن ناصر نے ان کی تعریف کی ہے، راوی کا بیان ہے ابوالحسن نے اصحاب حدیث کے لئے کچھ چیزیں وقف کیں۔

**عبداللہ بن المبارک کے حالات** [۱]...... ابن موسیٰ ابوالبرکات السقطی بے شمار محدثین سے احادیث کا سماع کیا، اس سلسلہ میں سفر بھی کیا، لغت کے ماہر تھے، باب حرب کے نزدیک دفن کئے گئے۔

**یحییٰ بن تمیم بن معز بن بادیس**...... افریقہ کے حاکم، اچھے بادشاہوں میں سے تھے، فقراء علماء سے بہت محبت کرتے تھے، ان کا وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا، باون سال کی عمر میں تیس نرینہ اولاد چھوڑ کر وفات پائی، ان کے بعد ان کا لڑکا علی حاکم بنا۔

## واقعات ۵۱۰ھ

اس سال بغداد میں آگ لگی جس میں متعدد مکانات منہدم ہو گئے ان میں نورالھدیٰ الزینبی کا مکان نہروز کی خانقاہ نظامیہ کی لائبریری بھی تھی، کتابیں محفوظ رہیں، کیوں کہ فقہاء نے ان کو اٹھا لیا تھا۔

اسی زمانہ میں سلطان بن محمد کی مجلس میں مراغہ کے حاکم کو ایک باطنی شخص نے قتل کر دیا۔

سال رواں میں دس محرم کو طوس شہر میں علی بن موسیٰ کے مزار پر اہل سنت اور رافضیوں میں بڑی زبردست لڑائی ہوئی جس میں بہت سے لوگ مارے گئے۔ اسی سال فارس کے نائب حاکم کی وفات کے بعد کرمان کے حاکم کی طرف سے فارس پر قبضہ کے خوف سے سلطان محمد فارس گیا۔

اسی سال نظر الخادم نے لوگوں کو حج کرایا، یہ سال سرسبز وشاداب اور پرامن سال تھا۔ وللہ الحمد۔

## خواص کی وفات

**عقیل بن الامام ابی الوفا**...... علی بن عقیل الحنبلی ہیں، ماہر نوجوان تھے، قرآن کے حافظ تھے، معانی قرآن سے خوب واقف تھے، وفات کے بعد آپ کے والد نے صبر شکر سے کام لیا، قاری نے تعزیت میں یہ آیت پڑھی: **قالوا یاایّھا العَزِیزُ اِنَّ لہ اَبًا شَیخاً کَبِیرًا** اس پر ابن عقیل خوب روئے۔

**علی بن احمد بن محمد**...... یہ علی بن احمد بن محمد ابن الذاز ہیں، ابن مخلہ سے سب سے آخر میں حسن بن عرفہ کے جذ کو انہوں نے ہی روایت کیا، کچھ چیزوں میں منفرد بھی ہیں، اسی سال ستانویں سال کی عمر میں وفات پائی۔

**محمد بن منصور**...... یہ محمد بن منصور ابن محمد بن عبدالجبار ابوبکر السمعانی ہیں، متعدد محدثین عظام سے حدیث کا سماع کیا، احادیث بیان کیں، نظامیہ میں لوگوں کو وعظ کیا مرو میں ایک سو چالیس مجلسوں میں املاء کرایا، حدیث میں معرفت تامہ حاصل تھی، ادیب شاعر، فاضل تھے، لوگوں کی محبوب شخصیت تھی، مرو میں تر الیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

---

(۱) (میزان الاعتدال: ۲۹۲/۴ . لسان المیزان: ۱۸۹/۶)

**محمد بن احمد بن طاہر** ..... یہ محمد بن احمد بن طاہر ابن احمد بن منصور الخازن ہیں، امامیہ کے فقیہ اور کرخ میں ان کے مفتی ہیں، تنوفی، ابن غیلان سے حدیث کا سماع کیا، اسی سال رمضان میں وفات پائی۔

**محمد بن علی بن محمد** ..... ابوبکر النسوی الفقیہ الشافعی ہیں حدیث کا سماع کیا، بغداد میں گواہوں کا تزکیہ کرتے تھے، فاضل ادیب متقی تھے۔

**محفوظ بن احمد کے حالات** ..... یہ محفوظ بن احمد ابن الحسن ابو الخطاب الکلوذانی ہیں، حنابلہ کے امام اور ان کے مصنف ہیں، متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کیا، قاضی ابویعلیٰ سے فقہ حاصل کی، الونی کو فرائض سنائے، مفتی، مدرس، مناظر تھے، اصول وفروع پر کتابیں لکھیں ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں، ایک قصیدہ میں انہوں نے اپنا اعتقاد اور مذہب بیان کیا ہے، اسی قصیدہ کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

(الانساب: ۱۰/۱۶۱/۴ ۔ شذرات الذهب: ۴/۲۷ ۔ ۲۷)

(۱)..... دوست اور انس کرنے والے کی معشوقہ کی یاد چھوڑ دے۔

(۲)..... سعدیٰ کی یاد کرتے ہوئے رونا یہ بدبخت شخص کا مشغلہ ہے، اگر تو قیامت کے دن کی سختی سے دور رہنا چاہتا ہے تو معافی کو سن اور میری بات پر عمل کر انشاءاللہ کامیاب ہو جائے گا۔

یہ پورا قصیدہ ذکر کیا گیا ہے جو بہت طویل ہے، اسی سال جمادی الثانی میں اٹھتر سال کی عمر میں وفات پائی، جامع منصور میں نماز جنازہ ادا کی گئی، امام احمد کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

## واقعات ۵۱۱ھ

اسی سال چار صفر کو چاند مکمل طور پر گرھن ہوا، اندھیری رات میں فرنگی حماہ کے باڑے پر حملہ کر کے متعدد افراد کو قتل کر کے اپنے شہر واپس لوٹ گئے۔

سال رواں ہی میں بغداد میں سخت زلزلہ آیا مغربی بغداد میں بہت سی عمارتیں منہدم ہوگئی، غلہ کی گرانی بھی بہت ہوگئیں اسی زمانہ میں استاد رضوان بن تتش کی وفات کے بعد حلب پر قبضہ کرنے والے لؤلؤ الخادم کو ترکیوں کی ایک جماعت نے قتل کر دیا، وہ ایک لشکر کے ساتھ حلب سے جعبر جارہا تھا کہ اس کے کچھ غلاموں نے ارنب ارنب (خرگوش خرگوش) پکار کر اس کو تیروں سے قتل کر دیا ظاہر یہ کیا کہ وہ خرگوش کو تیر مار رہے ہیں۔

اسی برس بلاد عراق، خراسان اقالیم واسع کے حاکم غیاث الدین السلطان محمد بن ملک شاہ بن الپ ارسلان بن داود بن میکائیل بن سلجوق کی وفات ہوئی، یہ پسندیدہ بادشاہوں میں سے تھا، سیرت، عدل، رحم حسن اخلاق، معاشرت کے اعتبار سے اچھا تھا، وفات کے وقت اپنے لڑکے محمود کو بلا کر گلے سے لگایا دونوں روپڑے پھر حکومت کے تخت پر بیٹھنے کا اسے حکم دیا، اسوقت اس کی عمر چودہ سال تھی وہ تخت پر بیٹھ گیا، اس کے سر پر تاج رکھا دو کنگن پہنائے اور حاکم بنا دیا، والد کی وفات کے بعد اس نے خزانہ گیارہ کروڑ دینار فوج کے حوالہ کر دیا، اس کی حکومت مضبوط ہوگئی، بغداد وغیرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، سلطان محمد نے کل عمر ۳۹ سال چار ماہ کچھ یوم پائی۔

اسی زمانہ میں ملک العادل نور الدین، بن زنگی بن آقسنقر کا دمشق میں لڑکا پیدا ہوا۔

## مشہورین کی وفات

**القاضی المرتضی** ..... یہ ابومحمد عبداللہ بن قاسم بن مظفر بن علی بن قاسم الشہرزوری قاضی جمال الدین الشہرزوری کے والد ہیں، نور الدین

زنگی کے زمانہ میں دمشق کے قاضی رہے ہیں، بغداد میں فقہ کی تعلیم حاصل کی مسلکاً شافعی تھے، ماہر دیندار اچھی نظم کہنے والے تھے، علم تصوف پر انہوں نے ایک قصیدہ کہا ہے، قلوب پر گفتگو کیا کرتے تھے، ابن خلکان نے فصیح اور عمدہ ہونے کی وجہ سے پورا قصیدہ ذکر کیا ہے اس کے ابتدائی چند اشعار درج ذیل ہیں:

(۱)......آگ روشن رات تاریک ہوگئی، حدی خواں اکتا گیا دھبر حیران ہوگیا۔

(۲)......میں نے اسے دیکھا جدائی کی وجہ سے میری فکر علیل میری نگاہ بیمار تھی۔

(۳)......میرا دل زخمی اور میرا عشق بیمار تھا۔

(۴)......اے رات میں تمہاری زیارت کو آیا تو زمین میرے لئے سمیٹ دی گئی۔

(۵)......میں نے اپنے غلام کو دامن سے الجھ کر گرنے کے بعد موڑا۔

(۶)......اے دل کب تک نصیحت فائدہ نہیں دیگی مذاق چھوڑ دو اس نے تمہیں کتنا نقصان پہنچایا۔

(۷)......کسی دندے نے زخم سے تجھ کو غذا نہیں دی اور تو شراب کی وجہ سے سر کا درد محسوس نہیں کرتا حتیٰ کہ تو ہوش میں آئے یہ قاضی مرتضٰی نے اسی سال وفات پائی۔ ابن خلکان کا قول ہے خریدہ میں عماد الدین نے بیان کیا ہے کہ قاضی مرتضٰی کی وفات سن ۵۲۰ھ کے بعد ہوئی۔

**محمد بن سعد**...... یہ محمد بن سعد ابن نبھان ابوعلی الکاتب ہیں، احادیث کا سماع کیا اور انہیں روایت بھی کیا، سو سال عمر پائی، موت سے پہلے ہی حالت تبدیل ہوگئی تھی، ان کے عمدہ اشعار ہیں، ان کے ایک قصیدہ کے چند اشعار یہ ہیں:

(۱)......اللہ نے میرا رزق مقدر کر دیا ہاں میں رزق سے بچتا ہوں۔

(۲)......حتیٰ کہ اپنے مقدر رزق کو تجاوز کیے بغیر اس سے لے لیتا ہوں۔

(۳)......اچھے لوگوں نے کہا میں مجلس میں ان کے پاس جاتا تھا جن میں میں جاتا تھا۔

(۴)......ابن نبھان اپنے معبود کے پاس چلا گیا اللہ اس پر اور ہم پر رحم کرے۔

**امیر الحاج**...... یہ یمن بن عبداللہ ابوالخیر المستظھری ہے، فیاض کریم قابل تعریف صاحب رائے روشن ذہن تھا، ابی نصر اصبھانی کی مدد سے ابی عبداللہ حسین بن طلحہ النعالی سے حدیث کا سماع کیا، وہ ان کو نماز پڑھاتے تھے۔ امیر الحاج جب ایلچی بن کر اصبھان گئے تو وہاں پر احادیث بیان کیں اسی سال ربیع الثانی میں وفات پائی، اصبھان میں دفن کئے گئے۔

## واقعات ۵۱۲ھ

اسی سال خلیفہ مستظہر کے حکم سے سلطان محمد بن ملک شاہ کے نام پر خطبہ دیا گیا اسی زمانہ میں دبیس بن صدقہ اسدی نے حلہ وغیرہ میں سلطان محمود سے اپنے والد کی ذمہ داریاں دینے کا مطالبہ کیا چنانچہ اس نے وہ ذمہ داریاں اس کو سونپ دی جس کی وجہ سے اس کا مرتبہ بڑھ گیا۔

**خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات**...... یہ ابوالعباس احمد بن مقتدی ہیں فاضل، ذہین ماہر خوبیوں کے مالک تھے، انہوں نے ہی خط منسوب لکھا، ان کا دور حکومت عیدوں کے مانند تھا، امور خیر میں دوسروں سے سبقت کا مادہ تھا، سائل کو واپس نہیں کرتے تھے، حسن اخلاق کے مالک تھے، چغلخوروں کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے تھے، کام کرنے والوں پر اعتماد نہیں کرتے تھے، امور خلافت کو کنٹرول کر کے احسن طریقہ سے نبھایا، ان کے پاس بہت علم تھا، ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں، ان کی خلافت کے بیان میں ہم نے ان کے اشعار نقل کئے ہیں ابن عقیل، ابن سنی جیسے لوگوں نے انہیں غسل دیا، ان کے لڑکے منصور الفضل نے نماز جنازہ پڑھائی، نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں، ان کے حجرہ میں ان کو دفن کیا گیا۔

سلطان الپ ارسلان کی وفات کے بعد خلیفہ قائم کی وفات، سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد خلیفہ مقتدی کی وفات، سلطان محمد کی وفات کے بعد سولہ ربیع الثانی کو مستظہر کی وفات عجائبات میں سے ہے۔ خلیفہ مستظہر کی کل عمر اکتالیس سال تین ماہ گیارہ یوم تھی۔

**امیر المؤمنین کی خلیفہ مسترشد کی خلافت** ...... یہ مستظہر کے لڑکے ابومنصور الفضل ہیں، جیسا کہ ہم نے بیان کیا والد کی وفات کے بعد ان کے لئے بیعت لی گئی، منابر پر ان کے نام کا خطبہ دیا گیا والد کی وفات کے بعد تیس سال خلیفہ رہے، قاضی القضاۃ ابوالحسن الدامغانی نے ان کے لئے بیعت خلافت لی، خلافت مضبوط ہونے کے بعد ان کا بھائی ابوالحسن تین نفر کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر فرار ہوگیا، دبیس بن صدقہ بن منصور بن دبیس بن علی بن مزید الاسدی کے پاس حلہ چلا گیا، اس نے اس کے بھائی کا خوب اکرم کیا، خلیفہ مسترشد کو اس سے بڑی پریشانی ہوئی، اس نے نقیب النقباء کے ذریعہ دبیس سے اپنے بھائی کے سلسلہ میں بات چیت کی، لیکن خلیفہ کا بھائی وہاں سے بھی فرار ہوگیا۔ اس کے بعد خلیفہ مسترشد نے اپنے بھائی کے تعاقب میں ایک لشکر روانہ کیا، لشکر نے خلیفہ کے بھائی کو جنگل کی طرف جانے پر مجبور کیا جنگل میں اسے شدید پیاس لگی، دو بدوؤں کی اس سے ملاقات ہوئی انہوں نے خلیفہ کے بھائی کو پانی پلایا پھر اسے خلیفہ کے پاس بغداد لے آئے دونوں بھائی معانقہ کر کے رو پڑے، خلیفہ نے اس گھر میں اس کے قیام کا انتظام کیا جس میں خلافت سے پہلے رہتے تھے، اس سے حسن اخلاق کا معاملہ کیا، اس کو خوش کر دیا خلیفہ کا بھائی گیارہ ماہ بغداد سے باہر رہا، اس کے بعد بلا اختلاف خلیفہ مسترشد کی خلافت چلی اور مضبوط ہوگئی۔

سال رواں میں بغداد میں غلہ کی گرانی خوب ہوئی، بارش بھی نہیں ہوئی، اشیاء نایاب ہوگئی، مفسدین نے بغداد میں زور پکڑا دن دہاڑے گھروں کو لوٹ لیا، حتیٰ کہ مفسدین پولیس کے قابو سے باہر ہوگئے۔ اس سال الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**خلیفہ المستظہر** ...... ان کی وفات اسی سال ہوئی جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

**ارجوان الارمنیہ** ...... یہ مستظہر کی دادی اس کے والد مقتدی کی والدہ ہیں قرۃ العین سے مشہور تھی، بہت نیکی کرنے والی تھی، تین حج کئے اپنے لڑکے مقتدی، پوتے مستظہر۔ پڑپوتے مسترشد کا دور خلافت دیکھا، مسترشد کا لڑکا بھی دیکھا۔

**بکر بن محمد بن علی** ...... یہ بکر بن محمد بن علی ابن الفضل ابوالفضل انصاری حدیث روایت کی، امام ابوحنیفہ کے مذہب میں ان کی مثال دی جاتی تھی، عبدالعزیز بن محمد الحلوانی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، مطالعہ اور مراجعت کے بغیر جہاں سے سوال کیا جاتا اسباق کہلوا دیتے تھے بعض مرتبہ مسئلہ کی ابتدائی تلاش میں چار سو بار مسئلہ دیکھتے تھے اسی سال شعبان میں وفات پائی۔

**الحسین بن محمد بن عبدالوھاب** ...... الزینبی ہیں، حافظ قرآن تھے، احادیث کا سماع کیا، ابوعبداللہ الدامغانی سے فقہ حاصل کر کے اس میں کمال پیدا کیا اور فتوے دیئے، امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس درس دیتے رہے، ان کے اوقات میں غور کیا، اپنے زمانہ میں خلیفہ کے امام تھے، نور الھدیٰ لقب رکھا ایلچی بن کر بادشاہوں کے پاس گئے، طالبین اور عباسین کے نقیب بنے، چند ماہ بعد نقابت سے استعفیٰ دے دیا، پھر ان کے بعد ان کے بھائی طراد نقیب بنے، اسی سال گیارہ صفر بروز سوموار بیانوے سال کی عمر پا کر وفات پائی، ان کے لڑکے ابوالقاسم نے نماز جنازہ پڑھائی جنازہ میں علماء امراء نے شرکت کی، گنبد کے اندر امام ابوحنیفہ کی قبر کے نزدیک دفن کئے گئے۔

**یوسف بن احمد ابوطاہر** ...... یہ یوسف بن احمد ابوطاہر جو ابن الجزری سے مشہور ہیں، خلیفہ مستظہر کے وزیر خزانہ تھے، لیکن مسترشد کے ولی عہد ہونے کے باوجود اس کی خاطر خواہ عزت نہیں کرتے تھے جب مسترشد خلیفہ بنا تو اس نے ابن الجزری پر ایک لاکھ جرمانہ عائد کیا، کچھ دیر کے بعد

ابن الجزری کے غلام نے کھڑے ہو کر ایک گھر کی طرف اشارہ کیا، اس گھر سے چار لاکھ دینار برآمد ہوئے، خلیفہ نے ان پر قبضہ کر لیا پھر اسی سال کچھ دنوں کے بعد ابن الجزری کی وفات ہو گئی۔

**ابوالفضل بن خازن کے حالات** [1] ...... یہ ادیب لطیف شاعر فاضل تھے، ان کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

(۱) ...... میں اس کے گھر گیا ہر شخص خندہ پیشانی سے مجھ سے ملا۔

(۲) ...... غلام کے چہرہ پر خوشی آقا کے چہرہ کی خوشیوں کے مقدمات کا نتیجہ ہے۔

(۳) ...... میں نے اس کی جنت اور دوزخ دونوں کی زیارت کی ہے میں نے اس کی رضامندی اور مالک کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔

## واقعات ۵۱۳ھ

اسی سال سلطان محمود بن محمد اور اس کے چچا سلطان سنجر کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں، بالآخر فتح سنجر کو ہوئی، اس سال سولہ جمادی الاولیٰ کو بغداد میں اس کے چچا کے نام کے بجائے اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی زمانہ میں فرنگیوں نے حلب پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا، اس کے باشندوں کو قتل کر دیا، اس کے بعد ماردین کا حاکم ایلغازی بن ارتق نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ فرنگیوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دیدی جس قلعہ میں جا کر انہوں نے پناہ لی وہیں پر ماردین کے حاکم نے انہیں پکڑ لیا، ان میں سے اکثروں کو قتل کر دیا، ستر سے اوپر اس کے سرداروں کو گرفتار کر لیا، مقتولین میں انطاکیہ کا حاکم سیر جال بھی تھا، اس کا سر بغداد لایا گیا، بعض شعراء نے اس موقع پر بہت فصیح اشعار کہے۔

(۱) ...... تو جو کہنا چاہتا ہے کہہ تیری بات مقبول ہے خالق کے بعد تجھ پر چیخ و پکار کر کے رونا لازم ہے۔

(۲) ...... جس وقت تو نے اس کی مدد کی قرآن خوش ہو گیا اس کے افراد کے گم ہونے کی وجہ سے انجیل رو پڑی۔

اسی سال بغداد کے کوتوال الامیر منکوبرس قتل کیا گیا جو بہت بڑا ظالم، بدخو، بداخلاق تھا، سلطان محمود بن محمد نے اسے باندھ کر چند وجوہ سے اپنے سامنے قتل کیا، ان میں سے ایک وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے والد کی باندی سے عدت پوری ہونے سے پہلے شادی کر لی، سلطان محمود نے بہت اچھا کیا کہ اس کو قتل کر کے ایک ظالم کے ظلم سے مسلمانوں کو راحت پہنچائی۔

سال رواں ہی میں الاکمل ابوالقاسم بن علی بن ابی طالب بن محمد الزینبی کو بغداد کا قاضی القضاۃ بنایا گیا، ابوالحسن دامغانی کی وفات کے بعد اس پر خلعت کی گئی۔ اسی زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے دولڑکے حضرت اسحاق حضرت یعقوب کی قبریں ظاہر ہوئیں، لوگوں نے ان کا مشاہدہ کیا، ان کے اجسام اب تک بوسیدہ نہیں ہوئے تھے۔ ان کے پاس سونے چاندی کی قندیلیں تھی۔ یہ واقعہ ابن الخازن نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور منتظم سے تفصیلاً اس کو نقل کیا ہے۔

## مشہور لوگوں کی وفات

**ابن عقیل** ...... یہ ابن عقیل علی بن عقیل بن محمد ابوالوفا ہیں بغداد میں حنابلہ کے شیخ تھے، الفنون دیگر کتب کے مصنف تھے، سن ولادت ۴۳۱ ہے، ابن سبطا سے قرآن پڑھا، بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا، قاضی ابویعلیٰ بن فراء سے فقہ کی تعلیم حاصل کی ابن ہارون سے ادب عبدالملک ہمدانی سے فرائض پڑھا ابوطاہر بن العلاف سے وعظ سیکھا، ابن سمعون کی صحبت اختیار کی ابوالولید معتزلی سے اصول پڑھا، ہر مذہب کے علماء سے آپ

(۱) (تاریخ الاسلام: ۲۳۳/۴ :شذرات الذہب: ۵۷/۴: ۵۸)

کے تعلقات تھے، اس بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی آپ فکر نہیں کرتے تھے، اسی وجہ سے اپنے ساتھیوں سے فائق ہوئے، فنون کثیرہ میں اپنے زمانہ کے امام تھے اس کے باوجود پاکدامن، دیندار، حسین وجمیل حسن اخلاق کے مالک تھے۔

ایک بار ابن عقیل نے لوگوں کو وعظ کرنا شروع کیا تو فتنہ کھڑا ہوگیا جس کی وجہ سے آپ نے وعظ بند کردیا، وفات تک اللہ نے آپ کو جمیع حواس کے ساتھ فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشی، اسی سال جمادی الاولیٰ کے دوسرے جمعہ کی صبح آپ نے وفات پائی، آپ کی عمر اسی سے متجاوز تھی، آپ کا جنازہ عالمی جنازہ تھا، امام احمد کی قبر کے نزدیک الخادم مخلص کے پہلو میں دفن ہوئے، اللہ ان پر رحم فرمائے۔

**ابوالحسن علی بن محمد الدامغانی**...... قاضی القضاۃ ابن قاضی القضاۃ تھے، سن ولادت ۴۴۰ ہے، بغداد کے باب طلق کے قاضی بنائے گئے اس وقت ان کی عمر ۲۶ سال تھی، ان کے علاوہ کوئی بھی چار خلفاء کے دور حکومت میں مسلسل قاضی نہیں بنا، لوگوں کے امام، دیندار پاکدامن، نرم دل، فائق تھے، چوبیس سال چھ ماہ قاضی رہے امام ابوحنیفہ کی قبر کے نزدیک ان کی قبر ہے۔

**المبارک بن علی کے حالات** (۱)...... یہ ابن الحسین ابوسعید المخرمی ہیں حدیث کا سماع کیا، حنبلی فقیہ، مناظر، مفتی، مدرس تھے، اتنی بے شمار کتابیں جمع کیں کہ اتنی کسی نے نہیں کی، نائب قاضی بنے حسن سیرت کے مالک تھے، پسندیدہ مذہب تھا، اچھے فیصلے کرتے تھے باب ازج کے قریب شیخ عبدالقادر الجیلی الحنبلی کے نام پر مدرسہ بنوایا بعد میں قضا سے معزول کردیئے گئے، کافی مالی رقم کا ان سے مطالبہ کیا گیا، یہ سن ۵۱۱ھ کا واقعہ ہے، اسی سال محرم میں وفات پائی، امام احمد کی قبر کے پاس ابوبکر خلال کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

## واقعات ۵۱۴ھ

اسی سال وسط ربیع الاول میں اسدآباد کی گھاٹی کے پاس دو بھائی محمد بن ملک شاہ کے لڑکے سلطان محمود اور مسعود کے درمیان زبردست معرکہ ہوا، بالآخر مسعود کا لشکر شکست کھا گیا، اس کا وزیر استاد ابواسماعیل اور امراء کی ایک جماعت گرفتار کرلی گئی، سلطان محمود نے وزیر اسماعیل کے قتل کا حکم دیا، چنانچہ ساٹھ سال سے زائد عمر میں اسے قتل کردیا گیا، علم کیمیا پر اسماعیل نے کتابیں لکھی ہیں۔

اس کے بعد سلطان محمود نے اپنے بھائی مسعود کے پاس امن کا پروانہ بھیجا اور اسے اپنے پاس بلایا جب وہ آیا تو دونوں رو پڑے اور دونوں میں صلح ہوگئی۔

سال رواں میں حلّہ کے حاکم، دبیس نے شہروں میں لوٹ مار کی پھر سوار ہوکر بغداد آ گیا، اس کا خیمہ دارالخلافہ کے سامنے لگایا گیا، اپنے دل کے کینوں کو اس نے ظاہر کیا، اور ذکر کیا کہ اس کے والد کو شہروں کا کیسے چکر لگوایا گیا، مسترشد کو اس نے دھمکی دی خلیفہ نے اس کی تسلی کے لئے پیغام بھیجا کہ عنقریب تمہارے اور سلطان محمود کے درمیان صلح کرادوں گا، جب سلطان محمود بغداد آیا تو دبیس نے اس سے امان طلب کی، اس نے امان دیدی اس کے بعد دبیس نے سلطان کا پل لوٹ لیا جس کی وجہ سے سلطان خود اس کے مقابلے میں نکلا، دریا عبور کرنے کے لئے اپنے ساتھ ایک ہزار کشتیاں لیں، لیکن دبیس بھاگ کر ایلغازی کے پاس چلا گیا ایک سال اس کے پاس رہا، اس کے بعد حلّہ آ گیا، خلیفہ اور سلطان کے پاس معذرت نامہ بھیجا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا، سلطان نے لشکر بھیجا، اس نے اس کا محاصرہ کرلیا، ایک سال تک اس پر تنگی کی، لیکن وہ ہاتھ نہیں آیا۔

اسی سال تلفیس کے قریب کرج اور مسلمانوں کے درمیان شدید جنگ ہوئی کرج کے ساتھ قفچاق کے کفار بھی تھے، انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کردیا، ان کا بہت مال لوٹ لیا، چار ہزار کے قریب مسلمان گرفتار کرلئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، کرج نے ان علاقوں کو لوٹ لیا، منکرات کئے، ایک زمانہ تک تلفیس کا محاصرہ کرکے رکھا، وہاں کے قاضی اور خطیب نے امان طلب کی تو ان کو قتل کرکے زبردستی اس کو فتح کرلیا، اس

(۱) (شذرات الذھب: ۴/ ۴۰، ۴۱۔ العبر ۴/ ۳۱۔)

کے عام باشندوں کو قتل کر دیا بچوں کو قیدی بنالیا، اموال پر قبضہ کر لیا، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اسی برس جوسکین فرنگی عرب اور ترکمان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا ان کا مال لوٹ لیا، یہی رہا کا حاکم تھا۔ اسی زمانہ میں آوارہ گردوں نے بغداد میں دن رات اعلانیہ طور پر گھروں کو لوٹ لیا، **حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔**

اسی سال بلاد مغرب میں محمد بن تومرت کی حکومت کی ابتدا ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن تومرت نوعمری میں بلادِ مغرب سے بغداد آ کر مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گیا، علم پڑھنا شروع کر دیا امام غزالی وغیرہ سے اصول اور فروع کی تعلیم شروع کی عبادت، زہد، تقویٰ کا اظہار کرنے لگا، اور امام غزالی پر حسن لباس کی وجہ سے اعتراضات کرنے لگا، خصوصاً نظامیہ کی تدریس کی خلعت پر بہت اعتراض کئے، اس کے بعد حج کر کے اپنے شہر واپس چلا گیا، وہاں پر امر بالمعروف ونہی المنکر کا کام کیا قرآن کی تعلیم دی لوگوں کو فقہ پڑھایا، لوگوں میں اس کی شہرت ہوگئی، افریقہ کے حاکم نے اس سے ملاقات کی اس کا اکرام کیا اس سے دعاؤں کی درخواست کی اس کی وجہ سے بھی اس کی شہرت ہوگئی۔

محمد بن تومرت اپنے ساتھ صرف عصا اور چھاگل رکھتا، صرف مساجد میں قیام کرتا، ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا حتیٰ کہ وہ اپنے شاگرد عبدالمؤمن بن علی کے ساتھ مراکش پہنچ گیا، وہاں پر اس نے دوسرے شہروں کے مقابلہ میں برائیاں زیادہ دیکھیں، ان میں سے ایک یہ کہ مرد چہرہ پر کپڑا ڈال کر اور عورتیں بلا پردہ گھومتی تھیں اس نے اس پر تنقید کی حتیٰ کہ ایک بار اس کے پاس سے مراکش کے حاکم کی لڑکی دوسری عورتوں کے ساتھ سواریوں پر بے پردہ گذری اس نے سواریوں کو مارنا شروع کیا حتیٰ کہ بادشاہ کی لڑکی سواری پر سے گر گئی بادشاہ نے اسی وقت اس کو اور فقہاء کو بلایا، ان کی موجودگی میں اس مسئلہ میں اس سے بات کی اس نے فقہاء کو لاجواب کر دیا، پھر بادشاہ کو وعظ کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ بادشاہ رو پڑا اس کے باوجود بادشاہ نے اس کو جلاوطن کر دیا، اس نے بادشاہ کی مخالفت شروع کر دی، لوگوں کو اس سے لڑنے کے لئے تیار کیا اس کے ساتھ بہت سے لوگ تیار ہو گئے۔

بادشاہ نے اس کے مقابلے میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا لیکن محمد بن تومرت نے اسے شکست دیدی، اس کے بعد اس کا مرتبہ بڑھ گیا، لوگوں میں مشہور ہو گیا، اس نے اپنا نام مہدی جماعت کا نام جیش الموحدین رکھا توحید پر کتاب لکھی عقیدہ کا نام مرشدہ رکھا، پھر اس کی بادشاہ کے لشکر کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں، بعض معرکوں میں اس نے ستر ہزار تک آدمی قتل کئے۔

محمد بن تومرت کا کہنا تھا فرشتہ اس کے پاس آ کر اسے قرآن اور مؤطا پڑھاتا ہے ایک کنویں میں فرشتے اس کی اس بات کی گواہی دیتے ہیں جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو لوگ اس نے پہلے سے وہاں کھڑے کئے ہوئے تھے جب ان سے سوال کیا تو انہوں نے اس کے بارے میں گواہی دی پھر، جب اس نے ان کو کنویں کے پاٹ بند کرنیکا اشارہ کیا جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب ہلاک ہو گئے، اسی وجہ سے کہا گیا ہے ظالم کی اعانت کرنے والے پر اللہ اسی ظالم کو مسلط کرتا ہے۔

اس کے بعد ابن ترتوت نے مراکش کا محاصرہ کرنے کے لئے ابوعبداللہ تومرتی اور عبدالمؤمن کی سربراہی میں ایک لشکر تیار کیا چنانچہ انہوں نے مراکش کا محاصرہ کر لیا مراکش کے عوام ان کے مقابلہ میں نکل آئے دونوں طرف سے شدید جنگ ہوئی ابن ترتوت کے متعدد افراد ہلاک کر دیئے گئے جن میں عبداللہ التومرتی بھی تھا بعد میں مقتولین میں وہ نہیں ملا، اس کے ساتھیوں نے کہا فرشتے اس کو اٹھا کر لے گئے، حالانکہ عبدالمؤمن نے اس کو دفن کر دیا تھا، جس وقت لشکر تیار کیا تھا، اس وقت وہ قریب المرگ تھا عبداللہ تومرتی کے قتل پر اس کو بڑا رنج ہوا، اس کے بعد عبدالمؤمن کو حاکم بنا دیا، امیر المؤمنین اس کا لقب رکھا، یہ نوجوان، حسین، عقلمند تھا، اس کے بعد ابن ترتوت کا انتقال ہو گیا، اس کی عمر اکاون سال تھی، دس سال وہ حاکم رہا۔

عبدالمؤمن نے حاکم بننے کے بعد لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا، حسن اخلاق کا معاملہ کیا جس کی وجہ سے اس کی حکومت کا دائرہ وسیع ہو گیا اس نے مراکش کے حاکم سے عداوت بدستور قائم رکھی سن ۳۵ تک دونوں میں لڑائیاں ہوئیں، اس کے بعد تاشفین کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کا لڑکا یوسف بن تاشفین حاکم بنا، عبدالمؤمن نے اس کی طرف لشکر کشی کی، بالآخر مراکش شہر فتح کر لیا، اس جنگ میں بے شمار افراد ہلاک ہوئے، ان کا بادشاہ اسحاق بھی قتل ہوا جو مرابطین کا سب سے آخری بادشاہ تھا، ستر سال وہ حاکم رہا، مرابطین کے چار شخصوں نے اس پر حکومت کی علی اس کا لڑکا یوسف، اس کے دولڑکے ابوسفیان، اسحاق، عبدالمؤمن نے مراکش کو وطن بنایا، یہاں پر اس کی حکومت مضبوط ہوگئی ہیں ۴۳ میں اس نے دکالہ قبیلہ کے ذریعہ کامیابی

حاصل کرلی، یہ ایک بہت بڑا قبیلہ تھا جو دو ہزار پیدل اور بیس ہزار شہسواروں پر مشتمل تھا، یہ بڑا بہادر قبیلہ تھا، عبدالمؤمن نے ان کو قتل کر کے بچوں کو قیدی بنالیا، ان کا مال لوٹ لیا حتیٰ کہ خوبصورت لڑکی چند دراہم میں فروخت ہونے لگی۔

میں نے سیرت کے ابن تومرت کے نام سے ایک کتاب دیکھی جس میں تومرت کے حالات تھے بلاد مغرب پر قبضہ کی تفصیل تھی دیگر اس کے ایسے احوال تھے جن سے اس کا نیک ہونا معلوم ہوتا تھا حالانکہ جو اس کے احوال بیان ہوئے ان کی روشنی میں اس کا مرد صالح ہونا محال ہے۔

## مشہورین کی وفات

**احمد بن عبدالوھاب بن السنی** ...... یہ ابوالبرکات، حدیث کی اسناد بیان کی، خلیفہ مستظہر کی اولاد کے استاد تھے، مسترشد نے اپنے دور حکومت میں ان کو وزیر خزانہ بنایا، بہت مالدار تھے صدقہ کرنے کا معمول تھا، اہل علم کی خبر گیری رکھتے تھے، دولاکھ دینار میراث میں چھوڑے، ان میں سے تیس ہزار دینار مکہ مدینہ کے لئے وقف کئے اسی سال چھپن سال تین ماہ کی عمر میں وفات پائی وزیر ابوعلی بن صدقہ نے نماز جنازہ پڑھائی باب حرب کے نزدیک دفن کئے گئے۔

**عبدالرحیم بن عبدالکبیر** ...... عبدالرحیم بن عبدالکریم بن ہوازن ابونصر القشیر ی۔ اپنے والد اور امام الحرمین سے تعلیم حاصل کی، ایک جماعت سے احادیث روایت کیں، ذہین وفطین تھے، حاضر جواب ماہراللسان تھے بغداد آکر لوگوں کو وعظ کیا جس کی وجہ سے حنابلہ اور شوافع میں فتنہ کھڑا ہوگیا اسی کے نتیجے میں الشریف ابوجعفر بن ابی موسیٰ کو گرفتار کیا گیا فتنہ کو دبانے کے لئے ابن القشیر ی کو جلاوطن کیا گیا جلاوطنی کے بعد وہ اپنے شہر واپس آگئے۔ اسی سال وفات پائی۔

**عبدالعزیز بن علی** ...... یہ عبدالعزیز بن علی ابن حامد ابو حامد الدینوری مالدار ہونے کے ساتھ فیاض بھی بہت تھے، بارعب تھے، خلیفہ کے مقربین میں سے تھے، روایت حدیث وعظ وارشاد کا کام کرتے رہے، شیریں گفتار تھے، ری میں وفات پائی۔

## واقعات ۵۱۵ھ

اسی سال سلطان محمود نے امیر ایلغازی کو شہر میافارقین جاگیر میں دیا، صلاح الدین یوسف بن ایوب کے قبضہ کرنے تک یہ شہر اسی کی اولاد کے پاس رہا۔ اسی زمانہ میں اقطع آقسنقر نے موصل شہر فرنگیوں سے لڑنے کے لئے جاگیر میں دیا۔ سال رواں میں ایلغازی کے بھتیجے ملک بن بہرام نے رہا شہر کا محاصرہ کر کے اس کے حاکم جوسکین فرنگی کو امراء کی ایک جماعت سمیت گرفتار کرلیا، پھر ان کو قلعہ خرتبرت میں بند کردیا۔

اسی برس مسلسل تین روز تک تیز سرخ ہوا چلی جس نے بہت سے افراد اور جانور ہلاک کردیئے۔ اسی سال حجاز میں سخت زلزلہ آیا جس کی وجہ سے رکن یمانی اپنی جگہ سے ہل گیا حتیٰ کہ اس کا بعض حصہ گر گیا اور اسی میں آپ علیہ السلام کی مسجد کا بھی کچھ حصہ شہید ہوگیا۔

اسی زمانہ میں مکہ میں ایک علوی شخص کا ظہور ہوا، اس نے فقہ وغیرہ کی تعلیم مدرسہ نظامیہ میں حاصل کی تھی، امر بالمعروف نھی المنکر کرتا رہا، بہت سے افراد نے اس کی اتباع کی، پھر مکہ کے حاکم ابن ابی ہاشم نے بحرین کی طرف اسے جلاوطن کردیا۔

اسی سال اصبھان میں بادشاہ کا گھر جل گیا، سرخ یاقوت کے علاوہ نایاب چیزیں، جواہر سونا، چاندی سب جل گیا اس سے ایک ہفتہ قبل اصبھان کا جامع جل گیا، یہ جامع بہت بڑا تھا اس میں دو ہزار دینار کی لکڑی لگی ہوئی تھی، اس میں جلنے والی جملہ اشیاء میں سے پانچ سو قرآن کریم کے نسخے بھی تھے ان میں ایک نسخہ وہ بھی تھا جو حضرت ابی بن کعب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسی برس شعبان میں خلیفۂ مسترشد بڑی شان وشوکت کے ساتھ خلافت کی مسند پر جلوہ افروز ہوا، دو بھائی سلطان محمود اور مسعود نے آ کر زمین کو بوسہ دیا، دونوں اس کے سامنے کھڑے ہوگئے خلیفہ نے محمود پر سات خلعتیں کی ایک ہار ڈالا، دو کنگن پہنائے، ایک تاج عطا کیا، اسے کرسی پر بٹھایا، اس کو نصیحت کرتے ہوئے یہ آیت (فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرًا یرہ) پڑھ کر سنائی، رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا، اپنے ہاتھ سے اس کو دو جھنڈے دیئے، اس کو بادشاہت کا قلادہ ڈالا، دونوں بھائی ملاقات سے فارغ ہو کر آداب شاہی بجالاتے ہوئے اعزاز واکرام کے ساتھ دارالخلافہ سے باہر آئے اس حال میں کہ بڑی شان وشوکت سے لشکران کے آگے آگے چل رہا تھا۔

اس سال قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

**ابن القطاع المغوی ابوالقاسم علی بن جعفر بن محمد** ...... یہ ابن الحسین بن احمد بن محمد بن زیادۃ اللہ بن محمد بن اغلب السعدی الصقلی ثم المصری اللغوی ہیں کتاب الافعال کے مصنف، وہ کتاب الافعال جس کے ذریعہ ابن الحسین نے ابن القوطیہ پر سبقت حاصل کی ان کی متعدد تصانیف ہیں، سن ۵۰۰ کے اوائل میں مصر آئے مصری باشندوں نے ان کا خوب اکرم کیا، دینی احکام میں ست تھے ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں، اسّی سال سے متجاوز عمر میں وفات پائی۔

**ابوالقاسم شہنشاہ** ...... یہ ابوالقاسم شہنشاہ الافضل ہیں جو امیر الجیوش کے لڑکے ہیں، فاطمین کی حکومت کے منتظم تھے ان ہی کی طرف قیسر یہ امیر الجیوش (جو مصر میں ہے) منسوب ہے عام لوگ اس کو مرجوش کہتے ہیں، ان کے والد اس جامع کے بانی تھے جو اسکندریہ کی سرحد پر سوق العطار میں واقع ہے، اسی طرح عسقلان میں ان کے والد مشہد الرأس کے بھی بانی تھے، ابوالقاسم کے والد صور، شہر پر مستنصر کے نائب تھے بعض کا قول ہے عکا کے نائب تھے، پھر مستنصر نے موسم سرداں میں ابوالقاسم کے والد کو اپنے پاس بلایا، اس کے بعد مستنصران کے والد کو دیار مصر کا نائب بنا کر خود سمندری سفر پر چلا گیا، ابوالقاسم کے والد نے محنت کر کے حکومت کی خرابیوں کو درست کیا، پھر سن ۴۸۴ھ میں ان کے والد کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد ان کے یہی لڑکے ابوالقاسم وزیر بنائے گئے جو شجاعت وخودداری میں اپنے والد کی مانند تھے، ابوالقاسم نے ہی مستنصر کی وفات کے بعد مستعلی کو حاکم بنایا، اس نے امور سلطنت احسن طریقہ سے نبھائے جس کی وجہ سے حکومت مضبوط ہوگئی، مستعلی عادل حسن سیرت کا مالک اور فیاض تھا۔ واللہ اعلم۔

ایک موقع پر کسی نے ابوالقاسم پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا، اس نے اس کا علاج کرایا پھر سن ۵۱۵ھ میں کسی نے اس کو قتل کر دیا، اپنے والد کی وفات کے بعد ابوالقاسم اٹھائیس سال وزیر رہا، اس کا گھر آج بھی مصر میں دارالوکالہ کے نام سے مشہور ہے، ابوالقاسم نے ورثہ میں بے حساب مال چھوڑا، سونا، چاندی کے ڈھیر، نشان زدہ گھوڑے چوپائے کھیتیاں، نفیس جواہرات، یہ ساری چیزیں خلیفۂ فاطمین کے خزانہ میں جمع کر دی گئیں، جمع کرنے والے کو کچھ بھی نہ ملا، خلیفہ نے ابوالقاسم کی جگہ پر ابوعبداللہ بطائحی کو وزیر بنایا، مامون اس کا لقب رکھا۔

ابن خلکان کا بیان ہے ابوالقاسم نے بے حساب مال چھوڑا اس میں سے کچھ چیزیں یہ تھی، چھ کروڑ دینار، دو سو پچاس دراہم کے اردب، ستر خالص ریشم کے کپڑے، تیس اونٹنیاں، عراقی سونے کے ٹکڑے، سونے کی دواۃ جس میں بارہ ہزار دینار کے جواہرات لگے ہوئے تھے۔ سونے کی سو میخیں ایک میخ کا وزن سو مثقال تھا یہ دس نشستوں میں لگی ہوئی تھی جن پر خلیفہ بیٹھتا تھا، ہر میخ پر سونے کا رومال بندھا ہوا تھا، ہر رومال کا رنگ بادشاہ کے لباس جیسا تھا پانچ سو اس کے جوڑوں کے صندوق تھے، غلام، گھوڑے، خچر کشتیاں، عطر دیگر زیورات تو بے حساب تھا، اسی طرح گائے بھینس، بکریاں بھی بے شمار تھیں، وفات کے روز اس کے صرف دودھ کا حساب تین لاکھ دینار بنا تھا سونے کی سویوں کے دو بڑے بڑے صندوق بھرے ہوئے تھے جن کے ذریعہ عورتوں پر نشان لگایا جاتا ہے۔

**عبدالرزاق بن عبداللہ** ...... یہ عبدالرزاق بن عبداللہ ابن علی بن اسحاق الطّوسی ہیں جو نظام الملک کے بھتیجے تھے، امام الحرمین سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، مفتی مدرس اور مناظرہ تھے، ملک سنجر کے وزیر رہے ہیں۔

**خاتون اسفریہ** ...... سلطان ملک شاہ کی چھٹی باندی جو دو بادشاہوں محمد اور سنجر کی والدہ تھی، لوگوں پر مال خرچ کرنے والی ان پر احسان کرنے والی تھی، حجاج کے ساتھ ہر سال حج پر جاتی تھی، اس میں دینداری، بھلائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اس کے اور اس کی والدہ کے درمیان ایک عرصہ سے رابطہ منقطع تھا، اس لئے یہ اپنی والدہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتی رہی حتیٰ کہ اس کو کسی ذریعہ سے اس کا پتہ معلوم ہو گیا، پھر ایک بھاری رقم خرچ کر کے اسے اپنے پاس بلایا، جب اس کی والدہ اس کے گھر پہنچی تو خاتون اسفریہ اس کا امتحان لینے کے لئے باندیوں کے درمیان بیٹھ گئی، والدہ نے آواز سن کر اسے پہچان لیا، جلدی سے اٹھکر اپنی والدہ کے پاس آئی دونوں نے معانقہ کیا، دونوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اس کے بعد اس کی والدہ نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا، جزاھا اللہ خیراً۔

ترکیوں اور عجمیوں کی حکومت میں اس کی والدہ دو بادشاہوں کے جننے میں منفرد تھی، اس کی نظیر بہت کم پائی جاتی ہے، جسے دختر عباس نے عبدالملک کے لئے ولید اور سلیمان کو جنم دیا، شاھوند نے ولید کے لئے یزید اور ابراہیم کو جنم دیا یہ دونوں خلیفہ بھی بنے خیزران نے مہدی کے لئے ہادی اور رشید کو جنم دیا۔

**الطغرائی** ...... قصیدہ لامیۃ العجم کے مصنف، حسین بن علی بن عبدالصمد مؤید الدین الاصبہانی العمید فخر الکتاب اللیثی الشاعر جو طغرائی سے مشہور ہیں، ایک عرصہ تک اربن کے وزیر رہے ہیں، ابن خلکان نے ان کا قصیدہ لامیہ جو طغرائی نے سن ۵۰۵ھ میں تالیف کیا تھا ذکر کیا ہے جس میں طغرائی نے اپنے احوال وحالات بیان کئے، اس کے ابتدائی تین شعر درج ذیل ہیں:

(۱) ...... رائے کی اصالت نے غلطی سے میری حفاظت کی فضل کے زیورات نے بے زیور ہونے کے وقت مجھے رونق بخشی۔

(۲) ...... شروع میں اور آخر میں میری بزرگی نمایاں ہے اور سورج دوپہر کے سورج کی طرح روشنی پھیلاتا ہے۔

(۳) ...... میں الزوراء میں کس لئے اقامت کروں جہاں میری رہائش اونٹ اونٹنی کچھ بھی نہیں ہے۔

## واقعات ۵۱۶ھ

اسی سال سلطان طغرل بیگ نے اپنے بھائی سے بغاوت کرنے کے بعد دوبارہ اس کی اطاعت قبول کر لی اور آذربیجان کے شہر پر قبضہ کر لیا، اسی زمانہ میں سلطان محمود نے آقسنقر کو موصل کے ساتھ واسط شہر بھی جاگیر میں دیدیا، عماد الدین زنگی کو اس کا معاون مقرر کیا اسنے وہاں کے لوگوں سے حسن اخلاق کا معاملہ کیا، کفایت شعاری سے کام لیا۔ اسی سال صفر میں سلطان محمود ابو طالب السمیر ی کے وزیر کو ایک باطنی شخص نے قتل کر دیا وہ وزیر ھمذان جا رہا تھا، اس کی اہلیہ سو باندیوں کے ساتھ سونے کی کشتی پر سوار تھی جب اسے شوہر کے قتل کی خبر ملی تو برہنہ منہ عزت مند ہونے کے بعد ذلیل ہو کر واپس لوٹی۔ بادشاہ نے اس کی جگہ شمس الدین الملک عثمان بن نظام الملک کو وزیر بنایا۔

سال رواں میں آقسنقر اور دبیس بن صدقہ کے درمیان لڑائی ہوئی۔ دبیس نے اس کو شکست دیدی، اس کے لشکر میں سے ایک جماعت قتل کر دی، بادشاہ منصور بن صدقہ نے دبیس کے بھائی اور اس کے لڑکے کو گرفتار کر لیا، دونوں کو قلعہ میں بند کر دیا۔ دبیس نے وہاں کے لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کیا، شہروں کو لوٹ لیا، اپنے بال کاٹ لئے، سیاہ لباس پہن لیا، خلیفہ کے بھی اموال لوٹ لئے، اس صورت حال کے پیش نظر بغداد میں جہاد کے لئے نکلنے کا اعلان کر دیا گیا، خلیفہ سیاہ جبہ پہن کر کندھے پر چادر ڈال کر ہاتھ میں چھڑی لئے ہوئے کمر پر چینی پٹی باندھ کر ایک بڑے لشکر کے ساتھ نکلا، اس موقع پر خلیفہ کے ساتھ اس کا وزیر نظام الدین احمد بن نظام الدین احمد بن نظام الملک، نقیب النقباء علی بن طراد الزینبی، شیخ الشیوخ صدر الدین بن اسماعیل بھی تھے، اس کے علاوہ آقسنقر البرشقی بھی لشکر کے ساتھ خلیفہ کے ساتھ ہو گیا، اسی نے لشکر ترتیب دیا، قراء کو خلیفہ کے سامنے کھڑا کیا۔

مدمقابل دبیس بھی پہنچ گیا اس حال میں کہ لونڈیاں اس کے سامنے ڈھول بجا رہی تھیں۔ ہیجڑے ہاتھوں میں لہو ولعب کے آلات لئے ہوئے تھے، فریقین میں جنگ شروع ہو گئی، خلیفہ نے تلوار سونت کر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور آگے بڑھا، عنتر بن ابی العسکر نے خلیفہ کے میمنہ پر حملہ کر کے اسے

شکست دیدی اس کے امیر کو قتل کر دیا، پھر دوبارہ حملہ کر کے دوبارہ شکست دیدی، اس کے بعد خلیفہ کی طرف سے عماد الدین زنگی نے حملہ کر کے عنتر، بدیل بن زائدہ کو گرفتار کر لیا، دبیس کا لشکر شکست کھا گیا، انہوں نے خود کو پانی میں ڈالدیا، اکثر ان میں سے پانی میں غرق ہو گئے، خلیفہ نے اپنے سامنے گرفتار شدگان کی گردن اڑانے کا حکم دیا، دبیس کی بیویاں اور باندیاں بھی گرفتار کر لی گئیں۔

اس کے بعد خلیفہ واپس ہوا آیندہ سال دس محرم کو بغداد پہنچا، خلیفہ سولہ یوم بغداد سے باہر رہا، دبیس خود بچ گیا، اس نے پہلے غزیہ کا قصد کیا پھر منتفق کے ساتھ مل گیا، ان ہی کے ساتھ بصرہ پہنچ گیا، وہاں اس نے امیر کو قتل کر کے لوٹ مار کا بازار گرم کیا لیکن برشقی سے خوف زدہ ہو کر بصرہ چھوڑ کر جنگل کی طرف چلا گیا، پھر فرنگیوں سے مل گیا، حلب کے حصار میں ان کے ساتھ شریک رہا، پھر انہیں بھی چھوڑ کر سلطان محمود کے بھائی طغر بیگ کے پاس جا کر ٹھہرا۔

اسی زمانہ میں ملک سلطان حسام الدین تمراش بن ایلغازی ابن ارتق نے اپنے والد کی وفات کے بعد قلعہ ماردین پر قبضہ کیا اور اس کے بھائی سلیمان نے میافارقین پر قبضہ کیا۔ اسی برس قلعہ ذی القرنین کے قریب دیار بکر میں تانبے کی کان ظاہر ہوئی۔ سال رواں ہی میں واعظین کی ایک جماعت بغداد آئی، بغداد میں انہیں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس سال قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**عبداللہ بن احمد کے حالات**[1] ۔۔۔۔۔ یہ عبداللہ بن احمد ابن عمر بن ابی الاشعث ابومحمد السمرقندی ابوالقاسم کے بھائی ہیں، حفاظ حدیث میں سے تھے، اپنے کو ابوزرعہ رازی سے بھی اونچا خیال کرتے تھے، ایک مدت تک خطیب کی صحبت میں رہے احادیث جمع کر کے تصنیف و تالیف کا کام کیا، اسی سال بارہ ربیع الاول پیر کے روز اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

**علی بن احمد السمیرمی** ۔۔۔۔۔ السمیرمی اصبہان کی ایک بستی کی طرف منسوب ہے، یہ سلطان محمود کے وزیر تھے، اعلانیہ ظلم و فسق کرنے والے تھے، انہوں نے لوگوں پر بڑے بڑے ٹیکس عائد کئے، مدت سے منسوخ شدہ ٹیکس دوبارہ بحال کر دیئے، ان کا قول تھا کہ بے مددگار پر زیادتی اور بہت زیادہ نئے نئے ٹیکس لگانے سے مجھے حیا آتی ہے۔

ھمذان روانگی کے وقت علی بن احمد نے نجومیوں کو بلوا کر حساب لگوایا نجومیوں نے آپ کی جلدی واپسی کے لئے آپ کے جانے کے وقت ریت کا تخت لگوایا چنانچہ علی بن احمد سفر پر روانہ ہوئے اس حال میں کہ آپ کے آگے آگے تلواریں لہرائی جارہی تھیں ساز و سامان کے ساتھ غلام آگے آگے چل رہے تھے، لیکن اسے ان چیزوں میں سے کسی چیز نے اسے فائدہ نہیں دیا بلکہ ایک باطنی شخص نے اسے قتل کر دیا، بعد میں اس باطنی کا بھی انتقال ہو گیا، علی بن احمد کی بیویاں ننگے سر برہنہ چہرہ کے ساتھ سونے کی کشتیوں پر واپس ہوئیں۔ اللہ نے ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کی عزت کو ذلت میں امن کو خوف میں خوشی کو غم میں تبدیل فرمادیا، یہ ماہ صفر سوموار کے روز کا واقعہ ہے، ان کی حالت ابوالعتاھیہ کے قول کے زیادہ مشابہ ہے، جو اس نے مہدی کی وفات پر خیزران اور ان کی باندیوں کے بارے میں کہا تھا۔

(۱) ۔۔۔۔۔ وہ منقش لباس کے ساتھ روانہ ہوئیں واپسی میں ان پر وہ ٹاٹ تھے اور ہر منہ کے بل گرے ہوئے شخص کے لئے ہلاکت کا دن ہے۔

(۲) ۔۔۔۔۔ اگر چہ تجھے عمر نوح مل جائے پھر بھی تو نے اس دنیا کو چھوڑنا ہے اگر تو نے نوحہ کرنا ہے تو اپنے نفس کا نوحہ کر۔

**صاحب مقامات کے حالات**[2] ۔۔۔۔۔ یہ القاسم بن علی بن محمد بن محمد بن عثمان فخر الدولہ ابومحمد الحریری، شہرۂ آفاق کتاب مقامات کے

(۱) (تذکرۃ الحفاظ : ۴/ ۱۲۶۳، شذرات الذھب : ۴/ ۴۹)

(۲) (انباہ الدواۃ : ۳/ ۲۳، ۲۷، تذکرۃ الحفاظ : ۴/ ۱۲۵۷)

مصنف ہیں قریب ہے کہ فصاحت میں سحبان سے بھی بڑھ جائیں، قاسم بن علی کی ہمسری یا مقابلہ ناممکن ہے، سن ولادت ۴۴۶ ہے۔ حدیث کا سماع کیا، لغت ونحو کی تعلیم حاصل کی اسپر کتاب لکھی جس کی وجہ سے اپنے تمام ساتھیوں پر فوقیت لے گئے۔

اس کے بعد بغداد میں خلیفہ کے دروازہ میں کاتبوں کے ساتھ انشاء پردازی کا کام کرتے رہے، آپ ان لوگوں میں سے تھے جنکی بدیہہ گوئی کا انکار نہیں کیا جاسکتا، نہ آپ کی طبیعت اور فکر کو مکدر کیا جاسکتا۔

ابن الجوزی کا قول ہے قاسم بن علی نے کتاب لکھی، ادب ولغت کی تعلیم حاصل کی، ذکاوۃ، فطانت فصاحت حسن بیان میں اپنے ساتھیوں پر فوقیت حاصل کی، مقامات کتاب لکھی اس کا مطالعہ کرنے والا شخص آپ کی فصاحت، تبحر علمی، ذہانت کا صحیح طور پر اندازہ کرسکتا ہے، قاسم بن علی نے اسی سال بصرہ میں وفات پائی۔

بعض کا قول ہے ابوزید اور حارث بن ہمام ان دونوں کا کوئی وجود نہیں یہ کتاب مقامات تمثیل باب سے ہے۔

بعض کا قول ہے ابوزید بن سلام السروجی کا وجود تھا جو فاضل اور لغت کا ماہر تھا۔ واللہ اعلم۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ ابوزید کا نام مطہر بن سلام تھا جو بصری باشندہ اور نحو ولغت کا ماہر تھا، حریری کا بصرہ میں اس کے پاس آنا جانا تھا، حارث بن حمام نے اپنی تعریف کی ہے کیوں کہ حدیث میں آیا ہے تم میں سے ہر شخص حارث اور ہمام ہے، ابن خلکان نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ لفظ محفوظ میں ہے، ناموں میں سب سے صحیح نام حارث اور ھمام ہیں، کیوں کہ ہر شخص فاعل ہونے کی وجہ سے حارث ہے، اور ھمام ہمت سے ماخوذ ہے جس کے معنی عزم وارادہ کے ہیں۔

بعض کا قول ہے قاسم بن علی نے سب سے پہلے اڑتالیسواں مقامہ لکھا جسکا نام حرامیہ ہے، اس مقامہ کے لکھنے کا سبب یہ تھا کہ بصرہ کی مسجد میں دو چادروں والا فصیح اللسان شخص آیا قاسم نے اس سے نام پوچھا اس نے ابوزید سروجی نام بتایا، تو قاسم نے اسی کے بارے میں مقامہ حرامیہ لکھا، اس کے بعد خلیفہ کے وزیر جلال الدین عمید الدولہ ابوعلی الحسن بن ابی المعز بن صدقہ نے پچاس مقاموں کی تکمیل کا مشورہ دیا۔

ابن خلکان کا قول ہے یہی بات اس کے حاشیہ پر مصنف کے خط میں لکھی ہوئی دیکھی، بعض کا قول ہے مشورہ دینے والے وزیر کا نام شرف الدین ابونصر انوشروان بن محمد بن خالد بن محمد القاشانی ہے جو مسترشد کا وزیر تھا لیکن اول قول صحیح ہے۔ بعض کا قول ہے اولا حریری نے چالیس مقامے تحریر کئے بغداد آنے کے بعد لوگوں نے ان کی تصدیق نہیں کی، ایک وزیر نے ان کو فی البدیہہ مقامہ تیار کرنے کا حکم دیا، چنانچہ حریدی قلم دوات لے کر ایک کونہ میں بیٹھ گیا لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا، پھر حریری نے اپنے شہر آنے کے بعد دس مقامے اور تیار کئے چنانچہ پورے پچاس ہوگئے، مقامات کی تکذیب کرنے والے شاعروں میں سے ایک شاعر ابوالقاسم علی بن افلح نے حریری کے بارے میں چند اشعار کہے۔

(۱)...... ربیعۃ الفرس سے ہمارے ایک شیخ ہیں جو ہوس کی وجہ سے اپنی ڈاڑھی نوچتا ہے۔

(۲)...... اللہ نے المشان میں اسے ایسے بلایا ہے جیسے کچہری کے درمیان اس پر گونگے ہونے کی تہمت لگائی ہے۔

مشان بصرہ میں ایک جگہ کا نام ہے حریری اس کا دیوان کا صدر تھا بعض کا قول ہے حریری بداخلاق شخص تھا، اتفاق سے ایک شخص اس کے پاس آیا اس نے حریری کو حقیر خیال کیا حریری اس کی بات کو سمجھ گیا جس پر حریری نے دوشعر کہے۔

(۱)...... تو پہلا شخص نہیں ہے جسے جس کو چاند نے دھوکہ دیا اور پہلا گھاس تلاش کرنیوالا شخص نہیں ہے کوڑی کی سبزی نے حیران کردیا۔

(۲)...... میرے علاوہ دوسرے شخص کو منتخب کرے میں معیدی کی طرح نیک شخص ہوں میرے متعلق سن اور مجھے دیکھ نہیں۔ بعض کا قول ہے معیدی عرب میں ایک بدصورت گھوڑے کا نام ہے واللہ اعلم۔

**البغوی المفسر** ...... یہ حسین بن مسعود بن محمد البغوی ہیں، التفسیر شرح السنہ، التھذیب فی الفقہ، الجمع بین الصحیحین المصابیح فی الصحاح وغیرہ کے مصنف ہیں، قاضی حسین سے علوم حاصل کر کے ان میں مہارت حاصل کی، وقت کے علامہ بنے، دیندار متقی، زاہد، عابد، صالح تھے، اسی سال شوال سن ۵۱۰ ھ میں وفات پائی، طالقان میں قاضی حسین کے ساتھ دفن کئے گئے۔

# واقعات ۵۱۷ھ

اسی سال دس محرم کو خلیفہ دبیس سے جنگ جیت کر بڑی شان وشوکت کے ساتھ بغداد واپس آیا۔اسی زمانہ میں خلیفہ نے اپنے بارہ بھتیجوں کی ختنہ کرانے کا ارادہ کیا،اسی کی خوشی میں سات روز محنت کر کے بغداد شہر خوب آراستہ کیا گیا۔

سال رواں ہی میں اسعد مھینی مدرسہ نظامیہ میں مدرس اور مناظر بن کر آیا،الباقرجی کو مدرسہ نظامیہ کی تدریس سے فارغ کر دیا گیا،اسعد نے مدرسہ نظامیہ میں دوسو طلباء کے علاوہ باقی سب کو مدرسہ سے نکال دیا اس کی وجہ سے اساتذہ کے درمیان کشیدگی پیدا ہوگئی،لوگوں نے اس کو بہت برا خیال کیا۔

اسی سال سلطان محمود بلاد کرج کی طرف گیا اس کا قفجاق سے اختلاف ہوگیا،سلطان محمود نے اس سے قتال کر کے اس کو شکست دیدی،اس کے بعد وہ ہمدان واپس آ گیا۔اسی زمانہ میں دمشق کا حاکم طغتکین نے حماہ شہر کے حاکم قراج کی وفات کے بعد اس پر قبضہ کرلیا،حماہ شہر کا حاکم ظالم اور غاصب تھا۔

سال رواں ہی میں علویین کے نقیب علی بن افلح کو دبیس کا جاسوس ہونے کی وجہ سے نقابت سے معزول کر دیا گیا،اس کا گھر بھی منہدم کر دیا گیا، عباسیین کے نقیب علی بن طراد کو ہی علویین کا بھی نقیب بنا دیا گیا۔

## خواص کی وفات

**احمد بن محمد کے حالات** ...... یہ احمد بن محمد ابن علی بن صدقہ التغلبی جو ابن الخیاط الشاعر الدمشقی الکاتب سے مشہور ہیں ان کے اشعار کا دیوان مشہور ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے دمشق میں احمد بن علی کے اشعار پر شعراء کے شعر ختم تھے،ان کے عمدہ اشعار تھے،ان کو متقدمین کے اشعار اور ان کے حالات بہت یاد تھے،ابن خلکان نے ان کے ایک قصیدہ کے بڑے عمدہ اشعار نقل کئے ہیں اگر احمد بن علی کا اس کے علاوہ دوسرا قصیدہ نہ ہوتا تو یہی ایک قصیدہ ان کی کامیابی کے لئے کافی تھا۔وہ اشعار درج ذیل ہیں:

(۱)..... نجد کی باد صبا سے اس کے دل کے لئے امان طلب کرو،قریب ہے کہ اس کی ذہانت اس کی عقل کے ساتھ پرواز کر جائے۔

(۲)..... اس نسیم سے بچنا کیوں کہ جب وہ چلتی ہے تو غم اس کی سب سے آسان مصیبت ہوتی ہے۔

(۳)..... اے میرے دوستو اگر تم محبت کرتے تو تمہیں عشق کا مقام دل کی شیفتگی سے معلوم ہو جاتا ہے۔

(۴)..... کیا یاد کرتا ہے اور یاد شوق دلاتی ہے اور عاشق مشتاق ہوتا ہے اور محبت جس سے تعلق پیدا کرتی ہے وہ اسے عاشق بنا دیتی ہے۔

(۵)..... محبت کی امید اور ناامیدی پر دکھ ہے اور زیارت گاہ کے قریب وبعد کے باوجود شوق ہے۔

(۶)..... قافلہ میں ایک شخص پسلیوں میں سوز عشق لئے ہوئے ہے اور جب اسے عشق کا داعی آواز دیتا ہے وہ اسے لبیک کہتا ہے۔

(۷)..... رمل کی جانب سے آنے والی خوشبو مصاحبت کے بغیر اس کے لئے علاج کو لئے ہوئے ہوتی ہے۔

(۸)..... نیزوں کے درمیان ایک حجاب پوش رخ پھیرے ہوئے ہے اور دل میں اس کے اغراض سے اس کے چھیننے کی مانند کیفیت ہے۔

(۹)..... جب میں نے قبیلہ میں اس کی محبت کی وجہ سے خوف کی آواز محسوس کی اس نے غیرت دلائی احمد بن محمد نے اسی سال رمضان میں ستانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔

## واقعات ۵۱۸ھ

اسی سال آمد میں باطنیہ کا ظہور ہوا آمد کی عوام نے باطنیہ سے قتال کر کے ان کے سات سو افراد قتل کر دیئے۔ اسی زمانہ میں بغداد کی شحنکیہ سعد الدولہ کو واپس کی گئی دبیس کے بھائی منصور بن صدقہ نے اسے دارالخلافہ میں پہنچانے کے لئے اسے سپرد کیا، یہ خبر بھی آئی کہ دبیس نے طغرل بیگ سے پناہ طلب کی ہے دونوں نے بغداد پر قبضہ کا پروگرام بنایا ہے لوگوں نے ان دونوں سے لڑنے کے لئے تیاری کی، اس نے آقسنقر کو موصل آنے کا حکم دیا، بصرہ پر عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو نائب بنایا۔

اسی زمانہ میں ربیع الاول میں حلب کا حاکم ملک حسام تمرتاش بن ایلغازی بن ارتق آیا ملک بن بہرام کے بعد یہ حلب کا حاکم بنا تھا۔ بلک بن بہرام نے قلعہ منبج کا محاصرہ کا تھا، اس کے حلق میں ایک تیر آ کر لگا جس کی وجہ سے اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد تمرتاش کو حلب کا حاکم بنایا گیا، اس کے بعد اس نے ماردین کا رخ کیا، جس کی وجہ سے حلب اس کے ہاتھ سے نکل گیا، آقسنقر نے موصل کے ساتھ اسے لے لیا۔

سال رواں ہی میں خلیفہ نے قاضی ابوسعید هروی کو سلطان سنجر کی لڑکی کا پیغام نکاح دینے کے لئے بھیجا، خلیفہ نے شب زفاف کے لئے دجلہ کے کنارے ایک گھر کی تعمیر شروع کی۔ اس سال جمال الدولہ اقبال مسترشدی نے لوگوں کو حج کرایا۔

**احمد بن علی بن ہارون** ...... ابوالفتح جو ابن الحامی سے مشہور ہیں، ابی الوفا ابن عقیل سے فقہ حاصل کی، مذہب احمد پر خوب مہارت حاصل کی پھر ان کے ساتھیوں نے ان پر کچھ اعتراضات کئے جس کی وجہ سے انہوں نے مذہب شافعیہ کی طرف رخ پھیر لیا، امام غزالی شاشی وغیرہ سے تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے، علوم میں خوب مہارت حاصل کی سردار بن گئے، زینبی کے پاس گواہی دی انہوں نے قبول کر لی، نظامیہ میں ایک ماہ تدریس کی، اسی سال جمادی الاولیٰ میں وفات پائی باب ابرز کے پاس دفن کئے گئے۔

**عبداللہ بن محمد بن جعفر** ...... یہ عبداللہ بن محمد بن جعفر ابوعلی الدامغانی حدیث کا سماع کیا، اپنے والد کے پاس گواہی دی، کرخ میں اپنے بھائی کے نائب بنے پھر سب کچھ چھوڑ کر باب النوی کے دربان بنے پھر معزول کئے گئے پھر دربان بنائے گئے اسی سال جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔ احمد بن محمد ابن ابراهیم ابوالفضل المیدانی کتاب الامثال کے مصنف اس بارے میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا ان کے عمدہ اشعار ہیں اسی سال پچیس رمضان بدھ کے روز وفات پائی۔

## واقعات ۵۱۹ھ

اسی سال دبیس اور طغرل بیگ نے بغداد پر قبضہ کا ارادہ کیا جب بغداد کے قریب پہنچے تو خلیفہ خود ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا اس حال میں کہ لوگ پیدل اس کے آگے آگے چل رہے تھے کچھ دور تک پیدل چلنے کے بعد لوگ بھی سوار ہو گئے، جس صبح بغداد پر لوٹ مار کا پروگرام بنایا تھا اسی رات اللہ نے بارش برسادی، اسی رات سلطان طغرل بیگ بیمار ہو گیا، اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور وہ انتہائی ذلت کے ساتھ واپس ہو گئے، دبیس اور طغرل نے سنجر سے امان طلب کی، سنجر نے ان کے لئے امان کے سلسلہ میں خلیفہ اور بادشاہ سے بات کی دبیس کو ایک قلعہ میں بند کر دیا، اس کے بعد خبر پھیل گئی کہ خلیفہ ملک کو خاص کرنا چاہتا ہے، اور وہ دشمنوں سے مقابلہ کرنے کے لئے لان کی طرف گیا ہے، اس خبر سے سنجر کے دل میں برائی پیدا ہو گئی لیکن اس کے باوجود اس نے اپنی لڑکی کی شادی خلیفہ سے کی

اسی زمانہ میں قاضی ابوسعید بن نصر بن منصور الھروی کو همدان میں باطنیوں نے قتل کر دیا یہ وہی ہیں جو خلیفہ کی جانب سے ملک سنجر کی لڑکی کا

پیغام نکاح لے کر گئے تھے۔

**آقسنقر البرشقی** ...... حلب کے حاکم فدائی باطنیوں نے جمعہ کے روز ان کے اپنے جامع میں قتل کیا، یہ ترکی تھا۔ اچھی سیرت کا مالک تھا پابند صلاۃ تھا فلاحی کاموں، فقراء پر خوب دل کھول کر خرچ کرنے والا تھا، رعایا کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا تھا، اس کے بعد اس کا لڑکا عزالدین مسعود حاکم بنا، سلطان محمود نے اس کو اس کے والد کی جگہ پر برقرار رکھا۔

**بلال بن عبدالرحمان** ...... ابن شریح بن عمر بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن سلیمان بن بلال بن ریاح آپ علیہ السلام کے مؤذن دنیا کے کونہ کونہ میں گئے یہ بلند آواز والے شیریں گفتار سریلی آواز والے تھے اسی سال سمرقند میں وفات پائی۔

**القاضی ابوسعید ھروی** ...... احمد بن نصر مشہور فقہاء بڑے سرداروں میں سے ہیں ہمدان میں باطنیہ نے انہیں قتل کیا۔

## واقعات ۵۲۰ھ

اسی سال سلطان محمود اور خلیفہ نے سنجر کے خلاف مراسلت کی اور یہ کہ وہ دونوں سنجر کے خلاف متحد ہو جائیں، سنجر کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے بھتیجے کو اس سے منع کیا خلیفہ سے محتاط رہنے کا حکم دیا اور یہ کہ وہ مجھ سے فارغ ہو کر تیرا رخ کریگا، سلطان محمود کو چچا کی بات سمجھ میں آ گئی جس کی وجہ سے اس نے اپنا ارادہ ترک کیا تو خلیفہ پھر اسی سال سلطان محمود نے بغداد میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو خلیفہ نے خط کے ذریعہ قلت خوراک کا عذر کر کے اسے بغداد میں داخل ہونے سے منع کر دیا، لیکن سلطان محمود نے اس کی بات نہیں مانی بلکہ بغداد کی طرف اس نے سفر شروع کر دیا جب وہ بغداد کے قریب پہنچا تو خلیفہ گھر سے نکل کر مغربی جانب چلا گیا، سلطان محمود اور عوام نے خلیفہ کی اس بات کو پسند نہیں کیا، عیدالاضحیٰ کے روز خلیفہ نے خود ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا، جامع کے خطباء نے اس کے پیچھے تکبیریں کہیں یہ ایک تاریخی دن تھا، ابن الجوزی نے عادلین کی ایک جماعت اور اس خطبہ کے حاضرین سے بالتفصیل اس خطبہ کو بیان کیا، خطبہ سے فارغ ہو کر خلیفہ نے اونٹ ذبح کیا اور خیمہ میں چلا گیا، لوگوں پر گریہ طاری ہو گیا انہوں نے خلیفہ کے لئے توفیق اور نصرت کی دعائیں کیں۔

سلطان محمود اٹھارہ ذی الحجہ منگل کے روز بغداد میں داخل ہو گیا وہ اپنے لشکر کے ہمراہ لوگوں کے گھروں میں داخل ہو گیا، ان کی خواتین کی بے حرمتی کی، پھر سلطان محمود نے خلیفہ سے صلح کے بارے میں مراسلت کی لیکن اس نے انکار کر دیا، خلیفہ لشکر کے ہمراہ اس کے مقابلہ میں اتر آیا، ترکیوں سے اس نے قتال کیا، ساری عوام خلیفہ کے ساتھ تھی، خلیفہ نے ترکیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا، اسی موقع پر عمادالدین زنگی واسط سے کشتیوں میں ایک بہت بڑا لشکر لے کر سلطان محمود کی مدد کے لئے آیا خلیفہ کو جب اس کی خبر پہنچی تو اس نے صلح کا پیغام پہنچایا چنانچہ سلطان اور خلیفہ کے درمیان صلح ہو گئی، اس سے عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، سلطان محمود نے خلیفہ سے معذرت کی پھر آیندہ سال سلطان محمود بیماری کے باعث ھمذان چلا گیا، وہاں پر سلطان محمود نے پہلی بار تیرہ سال کی عمر میں خطبہ دیا لوگوں نے اس پر اعتراضات کئے، شیخ ابوالقاسم علی بن یعلی علوی بلخی نے سلطان محمود کو کچھ باتیں سکھا کر دوبارہ منبر پر بٹھایا پھر اس نے خطبہ دیا یہ ایک تاریخی دن تھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے اس روز پچاس ہزار کا مجمع تھا۔ اسی سال دمشق کے حاکم طغتگین اور فرنگیوں کے درمیان جنگ ہوئی طغتگین نے فرنگیوں کے بہت سے افراد کو قتل کر دیا ان کا بہت سا مال لوٹ لیا۔ وللہ الحمد۔

**احمد بن محمد بن محمد** ...... الفتح الطوسی الغزالی، ابو حامد، غزالی کے بھائی، بہت بڑے واعظ، زاہد تھے، ان کی متعدد کرامتیں مشہور ہیں ایک بار بادشاہ محمود کے گھر میں وعظ کیا، اس نے آپ کو ایک ہزار دینار ھدیہ میں دیئے گھر سے باہر نکلے تو وزیر کا گھوڑا سونے کی زین ہتھیار اور زیورات کے

ساتھ تیار کھڑا ہوا تھا، ابوالفتح اس پر سوار ہو گیا وزیر کو خبر ملی تو اس نے کہا اسے بلاؤ اور اسے کہو کہ گھوڑا واپس مت کر چنانچہ وہ گھوڑا اس نے لے لیا۔
ایک بار ابوالفتح رھٹ کی آواز سنی تو اسپر اپنی چادر ڈالی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ابن الجوزی کا قول ہے ابوالفتح کی کرامات سے انکار نہیں لیکن ان کا کلام زیادہ تر تخلیط، احادیث موضوعہ، حکایات فارغہ پر مشتمل ہوتا تھا، اور ابن الجوزی نے ان کی کچھ غلط باتیں بھی بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں۔
جب ان کو کوئی مشکل امر پیش آتا تو بیداری میں آپ علیہ السلام کی زیارت کرتے اس بارے میں آپ ﷺ سے مشورہ کرتے تو آپ ﷺ ابوالفتح کو صحیح بات بتا دیتے اور یہ ابلیس کی مدد اور اس کو معذور سمجھتا تھا ابن الجوزی نے اس پر اعتراضات کئے ہیں اور اس کے بارے میں مفصل گفتگو کی ہے۔

راوی کا بیان ہے احمد بن محمد کی طرف امردوں سے محبت اور مشاہدہ کی نسبت کی گئی ہے، ابن خلکان کا بیان ہے احمد بن علی خوش منظر اور خوش الحان واعظ تھے، نیز صاحب کرامات اور مکاشافات تھے فقیہ بھی تھے لیکن وعظ کا ان پر غلبہ تھا، اپنے بھائی کے زاہد بننے کے بعد نظامیہ میں ان کی جگہ پر تدریس کی، اسی دوران احیاء علوم الدین کو مختصر کر کے ایک جلد میں مرتب کیا، اس کا نام۔ لباب الاحیاء۔ رکھا، الذخیرہ فی علم البصیرۃ بھی ان ہی کی تصنیف ہے، دوسرے شہروں کا سفر کر کے صوفیاء کی خدمت بھی کی، بہر حال یہ انقطاع اور گوشہ نشینی کو پسند کرتے تھے۔

**احمد بن علی** ...... یہ احمد بن علی ابن محمد الوکیل (جو ابن برہان سے مشہور ہیں) ابوالفتح الفقیہ الشافعی ہیں، فقہ میں ان کے استاد غزالی تھے الکیا الھر اسی، شاشی تھے، اصول میں بڑی مہارت تھی، کتاب الذخیرۃ فی اصول الفقہ ان ہی کی تصنیف ہے، وزن سے اچھی طرح واقف تھے، ایک ماہ سے کم نظامیہ میں بھی پڑھایا ہے۔

**بہرام بن بہرام** ...... ابوشجاع البیع ہیں، حدیث کا سماع کیا، امام احمد کے اصحاب کے لئے کلوذائی میں مدرسہ بنوایا، اپنی زمین کا کچھ حصہ فقہاء کے لئے وقف کیا۔

**ساعد بن سیار** ...... ابن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم ابوالاعلی الاسحاقی الھروی الحافظ، حدیث کا سماع کیا، باب ھراۃ کے نزدیک عتورج بستی میں وفات پائی۔

## واقعات ۵۲۱ھ

اس سال کے شروع میں سلطان محمود اور خلیفہ برسر پیکار تھے خلیفہ مغربی جانب والے خیمہ میں تھا، منگل کے روز چار محرم کو سلطان کے ایک لشکر نے دار الخلافہ میں داخل ہونے کی کوشش کی جن میں ایک ہزار جنگجو ہتھیار سے لیس نوجوان تھے، انہوں نے خوب لوٹ مار کی، باندیاں برہنہ چہرہ مدد طلب کرتی ہوئی باہر نکلیں حتیٰ کہ وہ دار التاتون میں داخل ہو گئیں۔
ابن الجوزی کا قول ہے میں نے یہ سارا منظر خود دیکھا حتیٰ کہ خلیفہ لشکر کے ساتھ نکلا، کشتی لائی گئی، بغداد میں چیخ و پکار شروع ہو گئی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا ہل گئی، عام لوگوں نے بھی بادشاہ کے لشکر کے ساتھ حملہ کیا، بالآخر سلطان کا لشکر شکست کھا گیا، اس کے امراء کی ایک جماعت قتل کر دی گئی، کچھ گرفتار بھی ہوئے، سلطان، اس کے وزیر اس کے طبیب ابوالبرکات کا گھر لوٹ لیا گیا، حتیٰ کہ امانتیں بھی اٹھا لی گئیں حالات بیت کشیدہ ہو گئے۔
سلطان کی فوج نے نھر جور کی خانقاہ لوٹ لی، اسی طرح صورت حال چلتی رہی، لوگوں نے سلطان کو گالیاں دیتے ہوئے کہا کہ اے باطنی فرنگی اور رومیوں کی بجائے تم خلیفہ سے لڑتے ہو، اس کے بعد سات محرم کو خلیفہ اپنے گھر پہنچ گیا، دس محرم تک حالات معمول پر آ گئے۔
اس کے بعد سلطان نے خلیفہ سے امان اور صلح طلب کی، خلیفہ کے دل میں بھی صلح کا خیال پیدا ہوا، عوام نے ایک دوسرے کو صلح کی خوشخبری دی، چنانچہ خلیفہ نے نقیب النقباء قاضی القضاۃ، شیخ الشیوخ اور تیس سے زائد گواہوں کو صلح کے لئے بھیجا، سلطان نے اس وفد کو چھ دن تک قید کر کے

رکھا، اس کی وجہ سے لوگوں کو پہلے جیسے حالات کا خطرہ ہو گیا بغداد کا کوتوال برنقش سلطان کو بغداد کی عوام کے بارے میں ان کے گھروں کو لوٹنے کے لئے ورغلاتا رہا، لیکن اس سلطان نے اس کی بات کا اثر قبول نہیں کیا، سلطان نے اس وفد کو بلایا، چنانچہ خلیفہ کا وفد مغرب کے وقت اس کے پاس پہنچا، قاضی نے نماز مغرب کی امامت کی، اس کے بعد سلطان کو خلیفہ کا خط پڑھ کر سنایا، دونوں طرف سے معاہدہ طے پا گیا قسموں کے ساتھ صلح نامہ لکھا گیا۔

اس کے بعد سلطان کا لشکر انتہائی خراب حالت میں بغداد میں داخل ہوا انہوں نے کہا اگر صلح نہ ہوتی تو ہم بھوک کی وجہ سے مر جاتے۔ سلطان نے عوام سے بردباری کا مظاہرہ کیا، خلیفہ نے لشکر کا لوٹا ہوا مال واپس کرنے کا حکم دیا، اور یہ کہ جس نے کسی چیز کو چھپا لیا تو اس کا خون معاف ہے، خلیفہ نے علی بن طراد کو دبیس کو اپنے دروازہ سے دور کرنے کے لئے تحفے تحائف دے کر سلطان کے پاس بھیجا۔ سلطان نے خلیفہ کے قاصد کا اکرام کیا، اس کے دروازہ پر تین وقت ڈھول بجانے کا حکم دیا اور بڑی فرمانبرداری کا مظاہرہ کیا۔

اس کے بعد سلطان محمود بغداد میں بیمار ہو گیا، طبیب نے اس کو همدان منتقل ہونے کا مشورہ دیا، چنانچہ ربیع الاول میں سلطان بغداد سے ھمدان منتقل ہو گیا۔ بغداد کی شحنیکہ اور حلہ مجاھد الدین بہروز کے حوالہ کر گیا، عماد الدین زنگی کو موصل کا حاکم بنا دیا۔

اسی سال حسن بن سلیمان نے نظامیہ میں درس دیا۔

اسی زمانہ میں ابوالفتوح الاسفرایینی واعظ بن کر بغداد آیا اس نے وعظ میں منکر احادیث بیان کیں، اس سے توبہ کرا وا کر بغداد سے دوسرے شہر منتقل ہونے کا حکم دیا، اکابر کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ دوسرے شہر گئی، کچھ عرصہ بعد وہ جماعت واعظ کی حیثیت سے اسے لے کر آئی جس کی وجہ سے بغداد میں فتنہ کھڑا ہو گیا، حتیٰ کہ بازار میں لوگوں نے اسے پتھر مارے، یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوا کہ تقریر میں اس واعظ نے نامناسب باتیں کہیں جن کو لوگوں نے پسند نہیں کیا، اسی دوران شیخ عبدالقادر جیلی نے بغداد میں وعظ کیا تو ان کا وعظ لوگوں کو بہت پسند آیا پھر لوگوں نے ان کو وعظ کے لئے مقرر کر دیا۔

سال رواں ہی میں سلطان سنجر نے بارہ ہزار باطنیوں کو قتل کیا۔ اس سال قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**محمد بن عبدالملک** ...... ابن ابراہیم ابن احمد ابوالحسن بن ابی الفضل الھمذ انی الفرض، حدیث کے گھرانہ سے تاریخ کے مصنف ہیں ابن الجوزی نے اپنے شیخ عبدالوھاب سے نقل کیا ہے کہ محمد بن عبدالملک پر اعتراض کیا گیا ہے، اسی سال شوال میں اچانک وفات پائی، ابن شریح کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

**فاطمہ بنت الحسین ابن الحسن ابن فضلویہ** ...... انہوں نے خطیب، ابن مسلمہ وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، ان کی خانقاہ تھی جس میں زاہدہ خواتین کا اجتماع ہوتا تھا، ابن الجوزی نے ان سے مسند شافعی کا سماع کیا۔

**ابومحمد عبداللہ بن محمد** ...... یہ ابن السید البطلیوسی ثم التینیسی، المصنفات فی الملغت وغیرہ کے مصنف ہیں، انہوں نے مثلث کو دو جلدوں میں جمع کیا قطرب پر اس میں بہت زیادتی کی، ابی العلاء کی سقط الزند کی بھی انہوں نے شرح لکھی ہے جو مصنف کی شرح سے بھی عمدہ ہے، اسی طرح ابن قتیبہ کی ادب الکاتب کی بھی ابومحمد نے شرح لکھی ہے، ابن خلکان نے ان کے دو شعر نقل کئے ہیں:

(۱)......صاحب علم کا موت کے بعد اور اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہونے کے بعد اور بھی اس کا نام زندہ رہتا ہے۔

(۲)......جاہل آدمی زمین پر چلنے کے باوجود اور زندہ ہونے کے باوجود مردہ شمار کیا جاتا ہے۔

## واقعات ۵۲۲ھ

اس سال کے شروع میں سنجر کا قاصد خلیفہ کے پاس آیا کہ بغداد میں سنجر کے نام کا خطبہ دینے کی اجازت دی جائے اور جامع منصور میں ہر جمعہ اس کے نام کا خطبہ دیا جاتا ہے۔اسی زمانہ میں خلیفہ کے وزیر ابن صدقہ کی وفات ہوئی، اس کی جگہ نقیب النقباء کو وزیر بنایا گیا۔

سال رواں ہی میں سلطان نے اپنے چچا سے ملاقات کی جس میں دونوں نے آپس کی کشیدگی ختم کر کے صلح کرلی، سنجر نے دبیس کو سلطان محمود کی اس شرط پر حوالے کرنے کا وعدہ کیا کہ سلطان محمود سنجر اور خلیفہ کے درمیان صلح کرائے گا، اور زنگی کو موصل کی حکومت سے معزول کرنے کی بھی شرط لگائی، نیز یہ کہ زنگی کو دبیس کے حوالے کرے گا، اس کے ساتھ ساتھ یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ دبیس ایک بڑے لشکر کے ہمراہ بغداد آرہا ہے۔خلیفہ نے سلطان محمود کو خط لکھا اگر تم نے دبیس کو بغداد آنے سے منع نہ کیا تو ہم بڑے لشکر کے ساتھ اس کے مقابلہ میں نکلیں گے دوسرا یہ کہ ہمارے تمہارے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے وہ بھی ٹوٹ جائے گا۔

اسی سال ملک الاتابک زنگی بن آقسنقر نے حلب اور اس کے اردگرد شہروں پر قبضہ کیا۔اسی زمانہ میں ملک تاج الملوک بوری بن طغتگین نے اپنے والد کی وفات کے بعد دمشق شہر پر قبضہ کیا، اس کا والد الپ ارسلان کے بادشاہوں میں سے تھا جو عاقل، ہوشیار، عادل، نیکی کرنے والا فرنگیوں کے خلاف بہت زیادہ جہاد کرنے والا تھا۔اسی برس باب حلبہ کے باہر عیدگاہ کی تعمیر کا کام شروع ہوا، قبلہ رخ کے حساب سے اس کی چار دیواری بنائی گئی۔

اس سال بھی گذشتہ سال کی طرح قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔



## خواص کی وفات

**حسن بن علی بن صدقہ کے حالات** (۱)...... یہ حسن بن علی بن صدقہ ابوعلی خلیفہ مسترشد کے وزیر تھے، اسی سال رجب میں وفات پائی، ابن الجوزی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں اس نے خلیفہ کی تعریف میں بہت زیادہ مبالغہ کیا ہے اور اس نے اس سلسلہ میں غلطی کی ہے۔

(۱)......مخلوق کو میں نے ذائقہ اور باریکی میں پانی کی طرح پایا، امیر المؤمنین اس کا میٹھا پانی ہیں۔

(۲)......عقل کے مفہوم کا میں نے مصور ڈھانچہ بنایا، امیر المؤمنین اس کی مثال ہیں اگر شرع دین، تقویٰ نہ ہوتو میں عظمت کی وجہ سے اس کو جل جلالہ کہتا۔

**حسین بن علی**...... یہ حسین بن علی ابن ابی القاسم اللامتی، سمرقند کے باشندے ہیں، حدیث روایت کی، فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی، مناظرہ میں ان کی مثالیں دی جاتی تھیں، حسین بن علی ایک مرد صالح سلف کے طریقہ پر دیندار، تکلفات سے دور، بہت زیادہ امر بالمعرف کرنے والے تھے۔ ماوراء النھر کے بادشاہ خاقان کی طرف سے کسی پیغام کے سلسلہ میں دارالخلافہ گئے، اس موقع پر ان سے پوچھا گیا کہ آپ کا حج کا ارادہ ہے جواب دیا کہ میں حج کو پیغام کے پیچھے نہیں کروں گا، چنانچہ وہ اپنے شہر واپس چلے گئے، اسی سال رمضان میں اکاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

**طغتگین الاتابک کے حالات** (۲)...... یہ دمشق کے حاکم، ترکی النسل تتش کے غلاموں میں سے تھے، نیک سیرت، عادل، فرنگیوں سے جہاد کرنے والے تھے، ان کے بعد ان کا صاحبزادہ تاج الملوک بوری حاکم بنا۔

---

(۱) (شذرات الذھب : ۴/۶۶ . العبر : ۴/۵۱)

(۲) (شذرات الذھب : ۴/۶۵ . الغبر ۴/۵۱)

## واقعات ۵۲۳ھ

اسی سال محرم میں سلطان محمود بغداد آیا، خلیفہ کو دبیس سے راضی کر کے بلاد موصل کا حاکم بنانے کی کوشش کی، خلیفہ راضی نہیں ہوا اور اس نے صاف جواب دیدیا، اسی وجہ سے دبیس بغداد نہیں آیا اس کے بعد دبیس بغداد آ گیا، لوگوں نے اسے لعن طعن کی اور اس کے سامنے اس کو گالیاں دی۔

عماد الدین زنگی بھی بغداد پہنچ گیا، اس نے سلطان اور خلیفہ کو سالانہ ایک لاکھ دینار اور تحفے تحائف دیئے، اور موصل کی حکومت کا ان سے مطالبہ کیا خلیفہ نے اس کا مطالبہ مان لیا اور اس پر خلعت کی، اس کے بعد وہ واپس آ گیا، حلب اور حماہ کا حاکم بن گیا، حلب کے سابق حاکم سونج بن تاج الملوک گرفتار کر لیا گیا پچاس ہزار دینار دے کر اس نے رہائی حاصل کی۔

اسی زمانہ میں ربیع الآخر کے آخر میں سلطان نے نقیب النقباء پر مستقل طور پر خلعت کی، اس کے علاوہ عباسین میں سے کوئی بھی وزیر نہیں بنا۔ اسی زمانہ میں رمضان میں دبیس لشکر کے ہمراہ حلہ کی طرف آیا، اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور تین سو شہسواروں کے ساتھ حلہ میں داخل ہو گیا، اس کے بعد اس نے اموال جمع کرنے اور بستیوں سے غلات سمیٹنا شروع کئے، چنانچہ پانچ لاکھ دینار جمع ہو گئے اور دس لاکھ شہسواروں سے اس نے خدمت لی، اس علاقہ پر اس کا اثر ورسوخ بڑھ گیا، اس کے بعد دبیس نے خلیفہ کو راضی کرنے اور اس کے پاس مال بھیجنے کی کوشش کی، لیکن خلیفہ راضی نہیں ہوا اور اس نے مال قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اس کے بعد سلطان نے اس کی طرف لشکر روانہ کیا، دبیس شکست کھا کر جنگل کی طرف فرار ہو گیا، لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے میصرہ میں لوٹ مار کی جس میں اس نے سلطان اور خلیفہ کا مال لوٹ لیا اس کے بعد وہ جنگل کی طرف چلا گیا پھر اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ اسی زمانہ میں دمشق کے حاکم نے چھ ہزار باطنی قتل کر دیئے، اور ان کے سرداروں کو باب القلعہ پر لٹکا دیا، اللہ نے اہل شام کو ان کے شر سے نجات دی۔

اسی برس فرنگیوں نے دمشق شہر کا محاصرہ کر لیا دمشق کے باشندوں نے نکل کر ان کا مقابلہ کیا، شدید جنگ ہوئی دمشق والوں نے خلیفہ سے مدد طلب کرنے کے لئے عبداللہ الواعظ کو تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا، خلیفہ نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ عنقریب سلطان کے پاس تمہاری فوجی مدد کے سلسلہ میں خط لکھ دے گا لیکن اس نے خط نہیں لکھا۔ حتیٰ کہ اللہ نے غیب سے مسلمانوں کی مدد فرمائی، چنانچہ مسلمانوں نے خود ان کو شکست دی، ان کے دس ہزار افراد قتل کر دیئے صرف چالیس آدمی جان بچانے میں کامیاب ہوئے، وللہ الحمد انطاکیہ کا حاکم بیمند قتل کیا گیا۔

اس سال دبیس کے فتنے کی وجہ سے حج کا وقت تنگ ہونے کی وجہ سے مسلمان بہت پریشان ہوئے، حتیٰ کہ برنقش الذکوی بغاجق نامی شخص نے مسلمانوں کو حج کرایا۔

**اسعد بن ابی نصر** ...... یہ اسعد بن ابی نصر المھینی ابوالفتح ہیں، اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے، ابی المظفر السمعانی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی سردار بنے، علوم میں مہارت حاصل کی، تمام ساتھیوں سے سبقت لے گئے بغداد میں نظامیہ کی تدریس سنبھالی، عام وخاص میں مقبولیت حاصل کی، خلافیات پر حاشیہ لکھا، ایک عرصہ بعد نظامیہ کی تدریس سے معزول کر دیئے گئے، اس کے بعد ھمدان چلے گئے وہیں اس سال انتقال فرمایا۔

## واقعات ۵۲۴ھ

اس سال بغداد میں اتنا سخت زلزلہ آیا کہ بہت سی عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ اسی زمانہ میں موصل میں زوردار بارش ہوئی بعض مقامات پر بجلی بھی گری، جس کی وجہ سے بہت سے مکانات جل گئے اور اس بارش سے متعدد افراد ہلاک ہو گئے اور لوگ وہاں سے بھاگ گئے۔ سال رواں ہی میں بغداد میں کثرت سے دوڈنگ والے بچھو نمودار ہوئے، جن سے لوگ بہت خوف زدہ ہو گئے۔ اسی زمانہ میں سلطان سنجر نے سمرقند شہر پر قبضہ کر لیا، اس

کے ساتھ محمد بن خاقان بھی تھا۔ اسی برس عماد الدین زنگی نے جزیرہ کے متعدد شہروں کو فتح کر لیا جو فرنگیوں کے قبضہ میں تھے، عماد الدین زنگی نے ان سے متعدد جنگیں لڑیں، ان تمام میں اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی، جس وقت رومی شام آئے تو عماد الدین زنگی نے ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا شعراء نے شعروں میں عماد الدین زنگی کی تعریف کی۔

**مصر کے حاکم کا قتل** ......۲ ذوالقعدہ کو خلیفہ فاطمی الآمر باحکام اللہ ابن المستعلی حاکم مصر کو چوں تیس سال کی عمر میں باطنیوں نے قتل کر دیا، ان کی مدت خلافت ۲۹ سال ساڑھے پانچ ماہ تھی عبید اللہ مہدی کا دسواں لڑکا تھا اس کے قتل کے بعد دیار مصر پر اس کے غلاموں میں سے ایک ارمنی غلام غالب آ گیا، تین یوم تک اس نے تمام امور پر قبضہ کر کے رکھا حتیٰ کہ ابوعلی احمد بن افضل بن بدر الجمالی نے آ کر حافظ ابوالمیمون عبد المجید ابن الامیر ابی القاسم بن المستنصر کو خلیفہ بنایا، اس وقت اس کی عمر اٹھاون سال تھی، لیکن خلیفہ بنانے کے بعد بدر جمالی نے خود تمام امور پر قبضہ کر لیا، اس کو اس کی نشست گاہ تک محدود کر دیا، حتیٰ کہ بدر جمالی ہی نے دار الخلافہ سے تمام اموال اپنے گھر منتقل کیے، حافظ میمون صرف نام کا خلیفہ رہ گیا۔

## خواص کی وفات

**ابراہیم بن یحییٰ بن عثمان بن محمد** ......ابواسحاق کلبی، آپ غزہ کے رہنے والے تھے، عمر اسی سال سے متجاوز تھی، آپ نے ترکوں کے بارے میں بڑے عمدہ اشعار کہے ہیں۔

(۱،۲)......ترکی فوج کے جوانوں کے حملوں نے رعد کے لئے آواز اور شہرت نہیں چھوڑی وہ ایسے لوگ ہیں اگر ان سے ملاقات کی جائے تو وہ خوبصورت فرشتے ظاہر ہوتے ہیں، اگر ان سے مقابلہ کیا جائے تو وہ عفریت ظاہر ہوتے ہیں۔

(۳)......جس نے تیرے بجائے مجھے عشق کے لئے چنا اے مجھ پر ظلم کرنے والے کاش اس نے محبت کو ہمارے درمیان تقسیم کیا ہوتا۔

(۴)......میں نے شیر دیکھا ہے میں اس کے حملہ سے نہیں ڈرتا جب وہ قریب آتا ہے تو مجھے ہرن کی نگاہ ڈراتی ہے۔

(۵)......یہ زندگی تو صرف متاع ہے اسے اچھا جاننے والا پاگل ہے۔

(۶)......گزشتہ کھوئے ہوئے کی مانند ہے، جس کی امید ہے وہ غائب ہے، جس میں تو موجود ہے تیری قیامت وہی ہے۔

(۷)......لوگوں نے کہا آپ شعر کیوں نہیں پڑھتے، میں نے کہا ضرورت کی وجہ سے اسباب کا دروازہ بند ہے۔

(۸)......گھر ویران ہو گئے، کریموں نے بھی سخاوت چھوڑ دی نہ کوئی خوبصورت عشق کرتا ہے۔

(۹)......عجیب بات ہے کہ اسے خریدا نہیں جاتا کساد بازاری کے باوجود اس میں خیانت اور چوری کی جاتی ہے۔ ابواسحاق کی وفات اسی سال بلاد بلخ میں ہوئی اور وہیں دفن کئے گئے۔

ابن خلکان نے آپ کے بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں۔

(۱)......تیرا اشارہ ہی ہمارے لئے کافی ہے اور سب سے عمدہ سلام کا جواب وہ تھا جو جدائی کی صبح رنگے ہوئے پودوں سے دیا گیا۔

(۲)......حتیٰ کہ حیرانی سے اس کی چادر گر پڑی اور ملنے سے ہار کا دھاگہ اندھیروں میں کھل گیا۔

(۳)......اس کی مسکراہٹ سے رات روشن ہو گئی اس نے روشنی میں بکھرے ہوئے دانے چن لئے۔

**حسین بن محمد** ......یہ حسین بن محمد ابن عبد الوھاب بن احمد بن محمد بن حسین بن عبید اللہ بن قاسم بن عبد اللہ بن سلیمان بن وھب الدباس ابو عبد اللہ الشاعر جو البارع سے مشہور ہیں، قرآت پڑھیں اور احادیث کا سماع کیا، نحو لغت، ادب میں معرفت تامہ حاصل کی، البارع کے عمدہ اشعار بھی ہیں اسی سال اسی سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی۔

**محمد بن سعدون بن مرجی کے حالات** [1]...... یہ محمد بن سعدون بن مرجی ابو عامر العبدری القرشی الحافظ، اصلاً بلاد مغرب اور بغداد کے شہر بیروقہ کے باشندے تھے، وہیں پر علی طراد الزینبی اور حمیدی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، حدیث میں خوب مہارت تھی، فروع میں ظاہریہ کا مذہب اختیار کیا، اسی سال ربیع الثانی میں بغداد میں وفات پائی۔

## واقعات ۵۲۵ھ

اسی سال دبیس جنگل میں راستہ بھول گیا، ایک دیہاتی سردار نے ارض شام میں اسے پکڑ کر دمشق کے حاکم بوری بن طغتکین کے حوالہ کر دیا، اس نے موصل کے حاکم زنگی بن آقسنقر کو پچاس ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ اس کے پاس پہنچ کر دبیس کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا، کیوں کہ ان دونوں کی آپس میں دشمنی تھی، لیکن خلاف عادت موصل کے حاکم زنگی نے اس کا اعزاز و اکرام کیا، کافی مالی رقم اسے دی، اس کے بعد خلیفہ کا قاصد دبیس کی تلاش کرتے ہوئے موصل کے حاکم کے پاس پہنچ گیا اس نے دبیس کو اس ایلچی کے ساتھ بھیج دیا اس کے بعد اس کو قلعہ میں بند کر دیا گیا۔

سال رواں ہی میں دو بھائی محمود اور مسعود میں کشیدگی ہو گئی دونوں نے جنگ کی تیاری کر لی لیکن پھر بعد میں دونوں میں صلح ہو گئی۔ اسی زمانہ میں ملک محمود بن ملک شاہ کی وفات ہوئی، اسی کی جگہ اس کا لڑکا داؤد حاکم بنا، اس کے والد کے وزیر کو اس کا اتالیق مقرر کیا، متعدد شہروں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

## مشہورین کی وفات

**احمد بن محمد بن عبدالقاہر الصوفی**...... حدیث کا سماع کیا شیخ ابواسحاق شیرازی سے فقہ حاصل کی، نرم و نازک شیخ تھے، چہرہ عبادت اور علم کے نور سے روشن تھا، ابن الجوزی کا قول ہے مجھے احمد بن محمد نے چند اشعار سنائے۔

(۱)...... ہر حال میں دانائی سے کام لو، حتیٰ کہ مصائب اور تکالیف میں بھی۔

(۲)...... اگر تو نے بھلائی حاصل کر لی تو صرف عزیمت کی وجہ سے حاصل کی، اگر تو امور سے عاجز رہا تو عذر کی وجہ سے عاجز رہے گا۔

(۳)...... لوگوں کے سونے کے وقت میں نے امید کا لباس زیب تن کیا، میں اپنے مولیٰ کے پاس اپنے غم کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوا۔

(۴)...... میں نے عرض کیا اے میرے مولیٰ آپ ہر مصیبت کے وقت میرا سامان ہیں، مشکلات کے دور کرنے کے لئے آپ پر ہی اعتماد کیا جاتا ہے۔

(۵)...... مصائب میں مبتلا ہونے کے وقت میں نے آپ کی طرف ہاتھ پھیلایا اے بہتر ذات آپ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں۔

(۶)...... اے میرے مولیٰ مجھے خالی ہاتھ واپس نہ کرنا، آپ کی فیاضی کا دریا ہر ایک کو سیراب کرتا ہے۔

**الحسن بن سلیمان**...... یہ حسن بن سلیمان ابن عبداللہ بن عبدالغنی ابوعلی الفقیہ نظامیہ کے مدرس تھے، جامع قصر میں ان کا وعظ ہوتا تھا، فرمایا کرتے تھے فقہ کی انتہا کوئی نہیں وعظ کی ابتدا کوئی نہیں، اسی سال داعی اجل کو لبیک کہا، قاضی ابوالعباس بن الرطبی نے غسل دیا، ابواسحاق کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

**حماد بن مسلم کے حالات** [2]...... یہ حماد بن مسلم الرحبی الدباس، ان کے احوال، مکاشفات، غیب کی باتوں پر مطلع ہونے کا تذکرہ کیا

(۱) (تذکرۃ الحفاظ: ۱۲۷۲، ۱۲۷۵، العبر: ۵۷/۴)
(۲) (العبر: ۶۴/۴، النجوم الزاھرۃ: ۲۴۶/۵)

جاتا ہے، ابن الجوزی ان پر اعتراضات کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حماد الدباس علوم شرعیہ سے عاری ہیں، صرف نامناسب کاموں میں خرچ کرنے والے ہیں، یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ابن عقیل حماد سے نفرت کا اظہار کرتے تھے، حماد الدباس کہا کرتا تھا ابن عقیل میرا دشمن ہے۔

ابن الجوزی کا قول ہے لوگ حماد کو نذرانے پیش کرتے تھے جنہیں وہ قبول کرلیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے نذرانے لینے بند کردیئے اور سونے کی جگہوں سے پیسے لے کر اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا تھا، اسی سال رمضان میں وفات پائی اور شونیزیہ میں دفن ہوا۔

**علی بن المستظہر باللہ** ...... یہ خلیفہ مسترشد باللہ کے بھائی ہیں، اسی سال رجب میں اکیس سال کی عمر میں وفات پائی، وفات پر ڈھول باجے بند کردیئے گئے کچھ روز تک لوگ ان کی تعزیت کے لئے بیٹھے۔

**محمد بن احمد** ...... یہ محمد بن احمد ابن ابی الفضل الماھانی ہیں، ائمہ شافعیہ میں سے ہیں، امام الحرمین وغیرہ سے فقہ حاصل کی، طلب حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے، مدرس، مفتی، مناظر تھے۔ اسی سال نوے سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی، مرو کی پستی ماھان میں دفن کئے گئے۔

**محمود السلطان ابن السلطان ملک شاہ کے حالات** [1] ...... یہ نیک بادشاہوں میں سے تھا، اس میں حلم، بردباری اور صلابت تھی، تین روز تک لوگ اس کی تعزیت کے لئے بیٹھے، اللہ ان سے درگذر کا معاملہ فرمائے۔

**ھبۃ اللہ بن محمد** ...... یہ ھبۃ اللہ بن محمد ابن عبدالواحد بن عباس بن حصین ابوالقاسم الشیبانی، علی بن مذھب سے ابی بکر بن مالک عن عبداللہ بن احمد عن ابیہ سے مسند کے راوی ہیں، انہوں نے بہت پہلے سماع کیا کیوں کہ ان کا سن ولادت ۴۳۲ ہے، علی الصبح ان کے والدین نے ان کے بھائی کے ساتھ مشائخ کی ایک سرکردہ جماعت کے پاس لیجا کر حدیث کا سماع کرایا، ابن الجوزی وغیرہ نے ان سے احادیث روایت کیں، ثقہ معتبر صحیح السماع تھے، اسی سال تیرانوے سال کی عمر میں بدھ کے روز ظہر، عصر کے درمیان سفر آخرت شروع فرمایا۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

## واقعات ۵۲۶ھ

اسی سال مسعود بن محمد بن ملک شاہ بغداد آیا، نیز قراجا الساقی اور سلجوق شاہ بن محمد بھی حکومت حاصل کرنے کی نیت سے بغداد آئے عماد الدین زنگی بھی ان دونوں سے ملنے کی نیت سے بغداد آیا، لیکن ساقی نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دیدی بالآخر زنگی خوف زدہ ہو کر تکریت کی طرف فرار ہوگیا، وہاں پر قلعہ کے نائب اور فاتح بیت المقدس صلاح الدین یوسف کے والد نجم الدین ایوب نے اس کی خدمت کی، حتیٰ کہ زنگی پھر اپنے شہر واپس چلا گیا، نجم الدین ایوب کے یہاں آنے میں یہی حکمت تھی، وہ حلب میں تھا، اس نے اس کی خدمت کی، پھر کچھ دیگر امور بھی پیش آئے جنکا بیان عنقریب آئے گا۔ اس کے بعد مسعود اور سلجوق شاہ نے آپس میں صلح کرلی اور دونوں نے ملک سنجر کا رخ کیا، ملک سنجر کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی، ان دونوں لشکر کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی چنانچہ دونوں فریق میں جنگ ہوئی، دونوں طرف سے چالیس ہزار آدمی قتل ہوئے، سنجر کے لشکر نے ساقی کو گرفتار کر کے سنجر کے سامنے قتل کردیا، اس کے بعد طغرل بن محمد شاھی تخت پر جلوہ افروز ہوا، منابر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، سنجر اپنے شہر واپس چلا گیا، طغرل نے دبیس اور زنگی کو خط کے ذریعہ بغداد پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ وہ دونوں ایک لشکر کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ ہوئے، خلیفہ خود ان کے مقابلہ میں نکلا بالآخر ان کو شکست ہوئی، خلیفہ نے ان کے لشکر کی ایک جماعت قتل کردی، اللہ نے مسلمانوں کی ان کے شر سے حفاظت فرمائی وللہ الحمد۔

اسی سال حافظ فاطمی کا وزیر ابوعلی بن افضل بن بدر الجمالی قتل کیا گیا اس نے جو اموال اپنے گھر منتقل کئے تھے حافظ نے ان پر قبضہ کرلیا، اس

(۱) (شذرات الذھب : ۴/۷۶، ۷۷۔ العبر : ۴/۶۶)

کے بعد اس نے ابوالفتح یانس الحافظی کو وزیر بنا کر امیرالجیوش اس کا لقب رکھدیا، پھر سازش کے ذریعہ اسے بھی قتل کرادیا، اس کے لڑکے حسن کو وزیر بنایا، اس کے لئے ولی عہد کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی زمانہ میں مسترشد نے اپنے وزیر علی بن طراد الزینبی کو معزول کر کے بڑی رکاوٹ کے بعد انوشیروان بن خالد کو وزیر بنایا۔

اسی برس شمس الملوک اسماعیل بن بوری بن طغتکین اپنے والد کی وفات کے بعد دمشق کا بادشاہ بنا، اس نے یوسف بن فیروز کو وزیر بنایا، یہ نیک بادشاہ تھا، بہت سے شہروں کو اس نے فتح کیا، اس کے بھائیوں نے اس کا بہت ساتھ دیا۔

## خواص کی وفات

**احمد بن عبیداللہ کے حالات** [1] ...... یہ احمد بن عبیداللہ ابن محمد بن عبیداللہ بن محمد بن احمد بن حمدان بن عمر بن عیسیٰ بن ابراہیم بن غنثہ بن یزید سلمی جو ابن کادش العکبر ابوالعز البغدادی سے مشہور ہوئے، بے شمار احادیث کا سماع کیا، احادیث کو خوب اچھی طرح سمجھ کر روایت کرتے تھے الماردی سے سب سے آخر میں روایت کرنے والے یہی ابن کادش ہیں بہت سے لوگوں نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں جن میں محمد بن خشاب بھی ہیں، محمد بن ناصر نے ان پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے خود موضوع حدیث روایت کرنیکا اقرار کیا ہے۔ عبدالوھاب انماطی کا قول ہے یہ احادیث کو خلط ملط کرتے تھے، اسی سال جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔

**محمد بن محمد بن حسین** ...... یہ محمد بن محمد بن حسین ابن القاضی ابویعلی ابن الفراء الحنبلی ہیں، ماہ شعبان میں سن ۴۵۱ میں پیدا ہوئے، والد وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، فقیہ، مدرس، مناظر مفتی بنے، ان کے پاس ایک گھر تھا جس میں مال تھا، ایک رات کسی نے ان کو قتل کر کے ان کے مال پر قبضہ کرلیا، لیکن اللہ نے ان کے قاتل کو ظاہر کردیا، لوگوں نے اسے قتل کردیا۔

## واقعات ۵۲۷ھ

اسی سال صفر میں سلطان محمود بغداد آیا، اس کے نام کا خطبہ دیا گیا، خلیفہ نے اس پر خلعت کی، سلطنت اس کے سپرد کردی، لوگوں پر دراھم ودنانیر نچھاور کئے گئے، سلطان داؤد بن محمود پر بھی خلعت کی گئی۔ اسی زمانہ میں دبیس نے واسط میں ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا خلیفہ نے اس کے مقابلہ میں لشکر روانہ کیا جس نے اس کے لشکر کو شکست دیدی، اس کا لشکر منتشر ہوگیا، اس کے بعد خلیفہ نے زنگی سے موصل چھیننے کا ارادہ کیا، زنگی نے اس کو تحفے تحائف اور اموال پیش کئے لیکن اس نے قبول نہیں کئے، پھر اس کو اطلاع ملی کہ سلطان مسعود نے دبیس سے صلح کرلی اور اس پر خلعت کی، خلیفہ فوراً سلامتی کے ساتھ بغداد واپس آگیا۔

اسی سال حنابلہ کے امام ابن التراغوانی غوانی کا انتقال ہوا، ابن الجوزی نے اس کے حلقہ کو طلب کیا، ان میں ایک نوجوان بھی تھا لیکن ابن الجوزی نے اس کے علاوہ کسی دوسرے کو امام بنادیا، لیکن وزیر انوشروان نے اسی نوجوان کو مقرر کردیا، چنانچہ اس سال اس نوجوان نے مختلف مقامات پر وعظ کیا، لوگوں نے اس کا وعظ بہت پسند کیا جس کی وجہ سے اس کا حلقہ وسیع ہوگیا۔

اسی زمانہ میں شمس الملوک اسماعیل حاکم دمشق نے زنگی کے قبضہ سے حماہ شہر چھین لیا۔ سال رواں کے ذی الحجہ میں ترکمان نے طرابلس شہر لوٹ لیا تو مص فرنگی ان کے مقابلہ میں نکلا انہوں نے اسے شکست دیدی اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت قتل کردی، طویل مدت تک اس کا محاصرہ کر کے

(۱) (شذرات الذهب : ۴/۷۸ . العبر : ۴/۶۸)

رکھا، حتیٰ کہ وہ واپس لوٹ گئے۔ اسی برس قاسم بن ابی فلیتہ اپنے والد کے بعد مکہ کا حاکم بنا۔ اسی سال شمس الملوک نے اپنے بھائی سونج کو قتل کر دیا، اسی زمانہ میں باطنیہ نے سکونت کے لئے شام میں قدموس قلعہ خریدا، انہوں نے اپنے اردگرد مسلمان اور فرنگی پڑوسیوں سے لڑائی کی۔ سال رواں میں فرنگیوں میں آپس میں شدید لڑائی ہوئی، عمادالدین زنگی نے ان سے قتال کر کے ایک ہزار فرنگیوں کو قتل کر دیا، ان کا بہت سا مال غنیمت کے طور پر حاصل کیا، اس غزوہ کا نام غزوہ اسوار ہے۔ اس سال بھی آیندہ سال بھی گذشتہ سالوں کی طرح قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خاص خاص لوگوں کی وفات

**احمد بن سلامہ کے حالات** [1]...... یہ احمد بن سلامہ ابن عبداللہ بن مخلد بن ابراہیم ابوالعباس بن الرطبی ہیں، بغداد میں علی ابی اسحاق اور ابن الصباغ سے اور اصبھان میں محمد بن ثابت خجندی سے فقہ حاصل کی، اس کے بعد آپ حریم کے فیصل اور بغداد کے محتسب بنے، آپ خلیفہ کی اولاد کی تربیت فرماتے تھے، اسی سال رجب میں دار فانی سے رخصت ہوئے، ابی اسحاق کے پہلو میں دفن ہوئے۔

**اسعد بن ابی نصر بن ابی فضل**...... یہ اسعد بن ابی نصر بن ابی الفضل ابوالفضل المیھنی مجدالدین ائمہ شافعیہ میں سے ہیں۔ الخلاف والمطر وقہ کتاب کے مصنف ہیں، سن ۵۱۷ سے سن ۵۲۳ تک بغداد کے نظامیہ میں تدریس کی، پھر معزول کر دیئے گئے لیکن آپ کے ساتھی وہیں رہے، یہ بات پہلے گذر چکی ہے سن ۵۱۷ میں آپ نظامیہ کے مدرس بنے اور سن ۵۲۳ میں آپ نے وفات پائی۔ ابن خلکان کا قول ہے سن ۵۲۷ میں آپ نے وفات پائی۔

**ابن الزاغوانی الحنبلی**...... یہ ابن الذغوانی حنبلی علی بن عبداللہ بن نصر بن السری الذاغوانی الامام المشہور ہیں، آپ قاری تھے، حدیث کا سماع کیا، فقہ، نحو، لغت کی تعلیم حاصل کی، ابن الذغوانی نے اصول وفروع پر متعدد کتب تصنیف فرمائیں، بہترین واعظ تھے، نماز جنازہ میں لوگوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

**حسن بن محمد**...... یہ حسن بن محمد ابن ابراہیم البورباری، اصبھان کے قراء میں سے تھے، حدیث کا سماع کیا، حدیث کے سلسلہ میں سفر بھی کیا احادیث کی تخریج بھی کی، حسن نے تاریخ پر بھی کتاب لکھی، خط بھی ان کا اچھا تھا، قرآت بھی عمدہ تھی، اسی سال اصبھان میں وفات پائی۔

**علی بن یعلیٰ**...... علی بن یعلیٰ ابن عوض ابوالقاسم العلوی الھروی، ابی حصین سے مسند احمد، ابی عامر ازدی سے ترمذی کا سماع کیا، نیشاپور میں لوگوں کو وعظ کرتے تھے، بعد میں بغداد واعظ بن کر آئے، بغداد میں علی بن یعلیٰ کو بڑی پذیرائی حاصل ہوئی، وہاں پر انہوں نے بہت سا مال اور کتابیں بھی جمع کر لیں۔

ابن الجوزی کا قول ہے مجھے وعظ میں لے جانے والے یہ پہلے شخص ہیں اور میں نے چھوٹا ہونے کے باوجود ان کے سامنے تقریر کی۔

**محمد بن احمد**...... یہ محمد بن احمد ابن یحییٰ ابوعبداللہ العثمانی الدیباجی بغداد میں مقدسی سے مشہور ہوئے، اعتقاداً اشعری تھے، بغداد میں لوگوں کو وعظ کرتے تھے، ابن الجوزی کا قول ہے ایک مجلس میں میں نے ان سے یہ اشعار سنے:

(۱)...... مجھے روتے ہوئے چھوڑ دو مجھے نوحہ کرنے کا حق ہے، گناہوں نے میرا دل زخمی کر دیا۔
(۲)...... میری جان نے گناہوں کی ہتھیلی بوسیدہ کر دی اور مجھے بوڑھاپے نے موت کی صحیح خبر دی۔

---

(۱) (تذکرۃ الحفاظ: ۱۲۸۸. الوافی بالوفیات: ۳۹۶/۲، ۳۹۷)

(۳)...... جب بھی میں نے کہا کہ میرا زخمی دل صحیح ہو گیا تو گناہوں نے میرا دل دوبارہ زخمی کر دیا۔
(۴)...... کامیابی اور آسودگی حشر میں امن اور سکون کے ساتھ آنے والے شخص کے لئے ہے۔

**محمد بن محمد** ...... یہ محمد بن محمد ابن الحسین بن محمد بن احمد بن خلف بن حازم بن ابی یعلیٰ بن الغراء الفقیہ ابن الفقیہ ہیں، سن ولادت ۵۰۷ ہے۔ حدیث کا سماع کیا، محمد بن محمد درویش زاہد فقیہ تھے۔

**ابومحمد عبدالجبار** ...... ابن ابی بکر محمد بن حمدیس الصقلی ازدی الشاعر المشہور، ابن خلکان نے آپ کے عمدہ اشعار سنائے ہیں۔
(۱)...... کھڑا ہو تلوار والے ہاتھ سے اسے پکڑ لے، رات نے صبح کی خوشخبری دینے والے کو موت کی خبر دی ہے۔
(۲)...... صبح جلد ہی لذتوں کی طرف جا اور ان کے لئے لہو ولعب کے تیز رو اور ناز سے چلنے والے گھوڑوں پر سوار ہو جا۔
(۳)...... قبل اس کے کہ چاشت کے وقت کا سورج بادلوں کے لعاب کو گل بابونہ کے دانتوں سے چوسے، نادر معانی میں سے ایک شعر یہ ہے۔
وہ سرمہ لگانے میں سرگین آنکھوں سے بڑھ گئی اور اس نے تیر کے پھل کو زہر آلوہ کیا اور وہ بہت قتل کرنے والی ہے۔

## واقعات ۵۳۸ھ

اسی سال خلیفہ اور زنگی کے درمیان صلح ہو گئی۔ اسی زمانہ میں زنگی نے بہت سے قلعوں کو فتح کیا اور فرنگیوں کی ایک جماعت قتل کر دی۔ سال رواں ہی میں شمس الملوک نے تیروت فتح کیا، فرنگیوں کے بہت سے شہروں کو لوٹ لیا۔

اسی برس سلجوق شاہ بغداد آیا شاہی محل میں اس نے قیام کیا، خلیفہ نے اس کا اکرام کیا، دس ہزار دینار اسے ھدیہ کیے، اس کے بعد سلطان مسعود بھی بغداد آ گیا، اس کے اکثر ساتھی خچروں کے کم ہونے کی وجہ سے اونٹوں پر سوار تھے، اسی سال بنی عقیل کی حکومت سلیمان بن مہارش العقیلی کی اولاد کو مل گئی کیوں کہ اصل محنت ان کے دادا نے کی تھی۔ اسی زمانہ میں ابن طراد کو دوبارہ وزیر بنایا گیا۔

سال رواں ہی میں اقبال مسترشدی پر بادشاہوں کی خلعت کی گئی، ملک العرب سیف الدولہ کا اس کو لقب دیا گیا، پھر وہ خلعت پر سوار ہو کر دیوان گیا۔ اس سال ملک طغرل کی حکومت مضبوط اور ملک مسعود کی حکومت کمزور ہو گئی۔

## خواص کی وفات

**احمد بن علی بن ابراہیم** ...... یہ احمد بن علی بن ابراہیم ابوالوفا الفیر ون آبادی، مشائخ صوفیاء میں سے ہیں، الذوزنی کی خانقاہ میں سکونت اختیار کر رکھی تھی، ان کا کلام شیریں تھا، صوفیہ کے حالات، سیرت، اشعار سے اچھی طرح واقف تھے۔

**ابوعلی الفاروقی** ...... یہ ابوعلی الفاروقی الحسن بن ابراہیم بن مرھون ہیں، سن ولادت ۴۳۳ ہے، اولاً محاملی کے مصنف ابی عبداللہ محمد بن بیان الکازونی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، پھر شیخ ابی اسحاق اور ابن الصباغ سے حاصل کی، ابوعلی فاروقی المذھب اور الشامل کا تکرار کرتے تھے، بعد میں واسط کے قاضی بنا دیئے گئے، حسن سیرت کے مالک تھے، وفات تک اپنے حواس اور عقل سے بھرپور فائدہ اٹھایا حتیٰ کہ اسی سال محرم میں چھہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔

**عبداللہ بن محمد** ...... یہ عبداللہ بن محمد ابن احمد بن حسن ابومحمد بن ابی بکر الشاشی حدیث کا سماع کیا، اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، مناظر

مفتی، مدرس، فاضل، واعظ، فصیح، سمجھدار تھے، ابن الجوزی نے ان کے وعظ، نظم، نثر الفاظ کے حسن کی تعریف کی ہے، پچاس سال کی عمر کے قریب اسی سال محرم میں وفات پائی، اپنے والد کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

**محمد بن احمد** ...... یہ محمد بن احمد ابن علی بن ابی بکر العطان جو ابن الحلاج البغدادی سے مشہور ہیں، حدیث کا سماع کیا، قاری بھی تھے، نیک سیرت زاہد، عابد تھے تبرکاً ان سے دعا کرائی جاتی تھی اور لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے تھے۔

**محمد بن عبدالواحد الشافعی** ...... یہ محمد بن عبدالواحد الشافعی ابورشید ہیں، اول طبرستان کے باشندے تھے، سن ولادت ۴۳۴ ہے۔ حج کیا کچھ عرصہ مکہ میں اقامت اختیار کی، کچھ احادیث کا سماع کیا، ابورشید زاہد، لوگوں سے کنارہ کش، گوشہ نشین تھے، ایک بار کچھ تاجروں کے ساتھ دریائی سفر پر گئے، راستہ میں ایک جزیرہ پر ٹھہر گئے، ابورشید نے کہا مجھے یہیں چھوڑ دو میں اللہ کی عبادت کروں گا، تاجروں نے اپنے ساتھ جانے پر بہت اصرار کیا لیکن ابورشید نہیں مانے بالآخر انہوں نے ان کو وہیں چھوڑ دیا اور وہ سفر پر روانہ ہوگئے، لیکن ہوا نے تاجروں کو ابورشید کے پاس لاکر چھوڑ دیا، تاجروں نے ابورشید سے کہا اگر تم نے یہاں ٹھہرنا ہی ہے تو اسوقت تو تم ہمارے ساتھ چلو بعد میں دوبارہ آجانا، چنانچہ ابورشید ان کے ساتھ چلے گئے ان کو چھوڑ کر دوبارہ اسی جزیرہ کے پاس آکر مقیم ہوگئے، ایک مدت تک ٹھہرنے کے بعد دوبارہ اپنے شہر چلے گئے۔

بعض کا قول ہے ابورشید اس جزیرہ میں موجود اشیاء سے خوراک حاصل کرتے تھے، وہاں پر ایک اژدھا بھی تھا جو انسانوں کو نگلتا تھا، اسی طرح وہاں پر ایک پانی کا چشمہ تھا جس سے ابورشید پانی پیتے اور وضو کرتے تھے، ان کی قبر آمل میں مشہور ہے۔ لوگ اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

**ام خلیفہ** ...... یہ مسترشد کی والدہ ہیں، اسی سال انیس شوال پیر کی شب بعد عشاء وفات پائی۔

## واقعات ۵۲۹ھ

اسی سال مسترشد کی وفات ہوئی، اس کا لڑکا راشد خلیفہ بنا کیوں کہ سلطان مسعود اور خلیفہ کے درمیان کشیدگی تھی جس کی وجہ سے خلیفہ نے بغداد سے اس کا خطبہ ختم کرنے کا ارادہ کیا، اتفاقاً سلطان مسعود کے بھائی طغرل بن محمد بن ملک شاہ کا انتقال ہوگیا، جس کی وجہ سے سلطان مسعود دوسرے شہروں کی طرف چلا گیا اور ان کا مالک بن گیا، اب اس کا حوصلہ بڑھ گیا اور اس نے خلیفہ سے بغداد چھیننے کے لئے لشکر جمع کرنا شروع کر دیا جب خلیفہ کو اس کا علم ہوا تو وہ خوف زدہ ہوگیا، اس نے اس کی تیاری شروع کر دی، امراء کی ایک جماعت ملک محمود سے خوف زدہ ہو کر خلیفہ کے پاس آگئی۔

خلیفہ پوری تیاری کر کے ایک عظیم لشکر کے ہمراہ بغداد سے نکلا، خلیفہ کا لشکر قضاۃ اور امراء پر مشتمل تھا وہ اس کے آگے آگے چلتے رہے حتیٰ کہ خلیفہ خیمہ میں داخل ہوگیا، خلیفہ نے ایک جماعت آگے بھیجی ملک مسعود نے بھی دبیس بن صدقہ بن منصور کی ماتحتی میں ایک جماعت مقابلہ کے لئے آگے کی، حاصل کلام یہ ہے کہ دس رمضان پیر کے روز جنگ شروع ہوگئی بڑی شدید لڑائی ہوئی لیکن دونوں جانبوں سے صرف پانچ آدمی قتل ہوئے۔

اس کے بعد خلیفہ نے مسعود کے لشکر پر حملہ کر کے اسے شکست دیدی اس کا لشکر واپس چلا گیا، پھر مسعود کے لشکر نے خلیفہ کے لشکر پر حملہ کر کے اسے شکست دیدی، خلیفہ گرفتار ہوگیا، مسعود کے لشکر نے اموال اور جائیداد پر قبضہ کر لیا، جس میں چار کروڑ دینار، دیگر سامان، فرنیچر اور برتن تھے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ چاروں طرف یہ خبر مشہور ہوگئی، بغداد خبر پہنچنے پر لوگ خوف زدہ ہوگئے، اور وہ بے حال ہوگئے عوام نے منبروں کے پاس آکر انہیں توڑ دیا، جماعت میں حاضر ہونے سے روک دیا، خواتین برہنہ سر خلیفہ اور اس کی گرفتاری پر نوحہ کرنے لگیں، ایک بہت بڑا فتنہ کھڑا ہوگیا۔ ماہ ذیقعدہ میں یہی صورت حال رہی۔

بالآخر ملک سنجر نے اپنے بھتیجے کو خط کے ذریعے اس امر عظیم کے انجام۔ سے متنبہ کیا اور خلیفہ کو دارالخلافہ واپس لوٹانے کا حکم دیا تب جا کر ملک

مسعود نے خلیفہ کے لئے خیمہ لگایا اس میں ایک تخت رکھا، خلیفہ کو سیاہ لباس پہنایا، اسے سواری پر سوار کیا، گھوڑے کی لگام اس کے ہاتھ میں دی، لشکر اس کے آگے آگے پیدل چل رہا تھا، حتیٰ کہ خلیفہ تخت پر بیٹھ گیا، ملک مسعود نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر زمین کو بوسہ دیا، خلیفہ نے اس پر خلعت کی۔ دبیس کو باندھ کر لایا گیا اس کے دائیں اور بائیں جانب دو دو امیر تھے، تلوار سونتی ہوئی تھی، ایک تسمہ تھا خلیفہ کو خوش کرنے کے لئے اس کے سامنے ڈالدیا گیا، سلطان نے آگے بڑھ کر دبیس کی سفارش کی، اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے اے امیر المومنین معافی چاہتا ہوں میں یقیناً مجرم ہوں قدرت ہوتے ہوئے معاف کرنا اصل ہے، خلیفہ نے معافی کا اعلان کر دیا اور وہ کہہ رہا تھا آج تم پر کوئی سرزنش نہیں اللہ تمہیں معاف کرے گا، اس کے بعد دبیس نے کھڑے ہو کر خلیفہ کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی درخواست کی خلیفہ نے اجازت دے دی۔ دبیس نے خلیفہ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر اپنے چہرہ اور سینہ پر پھیرا، گذشتہ غلطیوں سے درگذر کا سوال کیا معاملہ صاف ہو گیا یہ خبر چاروں طرف پھیل گئی، اس سے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ذی الحجہ کے شروع میں ملک سنجر نے ایلچی کے ذریعہ اپنے بھتیجا کو خلیفہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اسے جلد واپس کرنے کے بارے میں پیغام بھیجا، اور بغداد تک خلیفہ کی خدمت کے لئے کچھ خادم بھی بھیجے ان کے ساتھ دس باطنی بھی ہو گئے۔ جب یہ خدام خلیفہ کے پاس پہنچے تو باطنیوں نے اس پر حملہ کر دیا، خیمہ میں ہی اسے قتل کر دیا، اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، لوگوں کو صرف اس کے نشانات ہی ملے، خلیفہ کے ساتھیوں میں سے عبید اللہ بن سکینہ کو بھی قتل کر دیا، پھر ان باطنیوں کو پکڑ کر جلا دیا گیا۔ بعض کا قول ہے انہیں خلیفہ کے قتل کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

خلیفہ کی موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، لوگوں کا غم خلیفہ مسترشد پر بڑھ گیا، عورتیں برہنہ چہرہ بغداد میں نوحہ کرتی رہیں، خلیفہ باب مراغہ کے پاس سترہ ذی الحجہ جمعرات کے روز قتل کیا گیا، اس کے اعضاء بغداد لائے گئے اس کے لڑکے خلیفہ راشد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد تین دن تک لوگ اس کی تعزیت کے لئے بیٹھے رہے، خلیفہ مسترشد بہادر، بلند ہمت، فصیح و بلیغ، شیریں گفتار، بہت بڑا عابد عام و خاص سے محبت کرنے والا تھا، خلیفہ ہونے کے ساتھ خطیب بھی آخری خلیفہ تھا، اس کی عمر ۴۵ سال ۳ ماہ تھی۔ مدت خلافت سترہ سال چھ ماہ بیس یوم تھی، اس کی والدہ ترکی ام ولد تھی۔

**راشد باللہ کی خلافت**......ابی جعفر منصور بن مسترشد ہیں، ان کے والد نے ولی عہد ان کو بنایا تھا، خلعت دینے کا بھی ارادہ کیا تھا لیکن ان کو اس کا موقع نہیں مل سکا، کیوں کہ اس نے دھوکہ نہیں کیا، ان کے والد کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی، بغداد میں منابر پر ان کے نام کا خطبہ دیا گیا، اس وقت راشد کی عمر کافی تھی اور وہ صاحب اولاد تھا راشد سفید رنگ، طاقتور، خوبصورت نوجوان تھا، اس سال عرفہ کے روز راشد کا جنازہ لایا گیا، بیت التوبہ میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے ان کی نماز جنازہ ادا کی، دوسرے روز عوام غم سے نڈھال حالت میں عید کے لئے نکلے، راشد کی حکومت کے شروع میں رافضیوں نے کچھ زور پکڑا۔

**احمد بن محمد بن حسین**...... یہ احمد بن محمد بن حسین ابن عمر ابوالمظفر بن ابی بکر الشاشی، اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، ان کے بھائی کی وفات نے ان کی ہمت توڑ کے رکھ دی، اس لئے ابن احمد روایت حدیث کی عمر کو نہیں پہنچ سکے۔

**اسماعیل بن عبداللہ**...... یہ اسماعیل بن عبداللہ ابن علی ابوالقاسم الحاکم امام الحرمین سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، اسماعیل امام غزالی کے شاگرد تھے، امام غزالی ان سے احترام و اکرام کا معاملہ کرتے تھے، اسماعیل فقیہ، ماہر، عابد، متقی تھے، طوس میں وفات پائی امام غزالی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

**دبیس بن صدقہ**...... یہ دبیس بن صدقہ ابن منصور بن دبیس علی بن مزید ابوابوالاعز الاسدی الامیہ ہیں، بدوں کے گھرانہ سے تھے بہادر، نڈر تھے، دبیس نے بہت سے کارنامے انجام دیئے، خلیفہ کے خوف سے جنگلات کی طرف نکل گئے، خلیفہ کی وفات کے بعد دبیس صرف چوں تیس یوم زندہ رہے، ایک وقت سلطان نے ان پر الزام لگایا تھا کہ دبیس نے زنگی کو خط کے ذریعہ سلطان کے پاس آنے سے منع کیا ہے، اس کو سلطان سے خوف زدہ بھی کیا، اسے جان بچانے کا حکم دیا سلطان نے ایک ارمنی غلام کو اس کے پاس بھیجا، غلام نے دبیس کو خیمہ میں سر جھکائے ہوئے تفکرات میں مبتلا پایا، غلام نے بات کرنے سے پہلے ہی تلوار دبیس پر سونت لی، فوراً سرتن سے جدا کر دیا، بعض کا قول ہے کہ سلطان نے دبیس کو اپنے پاس بلوا کر باندھ کر اپنے

سامنے قتل کرایا، واللہ اعلم۔

**طغرل السلطان ابن السلطان محمد بن ملک شاہ**...... اس سال تین محرم بدھ کے روز ھمدان میں وفات پائی۔

**علی بن محمد الندوجانی**...... یہ عابد، زاہد تھے، ابن الجوزی نے نقل کیا ہے کہ علی بن محمد کا قول ہے قدرت کا تعلق محال چیزوں سے ہے بعد میں اس سے رجوع کرلیا، علی بن محمد اس بات سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے ان کو معذور سمجھا گیا۔

**الفضل ابو منصور**...... امیر المؤمنین المسترشد باللہ ان کے حالات گزر چکے۔

## واقعات ۵۳۰ھ

اسی سال خلیفہ راشد اور سلطان مسعود کے درمیان جنگ ہوئی کیوں کہ مسعود نے خلیفہ کے پاس خط لکھا کہ جسوقت میں نے تمہارے والد کو گرفتار کیا تھا اس وقت اس نے میرے نام چار چار لاکھ دینار کی تحریر لکھی تھی اب میں تم سے اپنے اس حق کا مطالبہ کرتا ہوں خلیفہ راشد نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا اب ہمارے تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

سلطان کو جب خلیفہ کا جواب موصول ہوا تو اس نے لشکر تیار کرنا شروع کردیا، خلیفہ نے بھی امراء کو مسعود کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کا حکم دیا، عمادالدین زنگی کو بلوایا، عوام خلیفہ کے اردگرد جمع ہوگئی، اسی دوران سلطان داؤد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ بھی خلیفہ کے پاس پہنچ گیا، خلیفہ نے بغداد میں اس کے نام پر خطبہ دیا، اس پر خلعت کی، اس کی بادشاہت پر بیعت لی اس سے خلیفہ اور مسعود کے درمیان کشیدگی میں اضافہ ہوگیا خلیفہ بغداد سے نکلا، اس کے والد کی طرح لشکر اس کے آگے چل رہا تھا یہ واقعہ ماہ شعبان کے ختم پر بدھ کے روز ہوا سلطان داود دوسری جانب سے نکلا۔

جب خلیفہ کو سلطان محمود کے لشکر کی زیادتی کی اطلاع ملی تو عمادالدین زنگی نے خلیفہ کو بڑے خوبصورت انداز میں اپنے ساتھ موصل جانے کا مشورہ دیا، اتفاقاً ان کی غیر موجودگی میں مسعود چار شوال پیر کے روز بغداد میں داخل ہوگیا، اس نے سب کچھ سمیت بغداد پر قبضہ کرلیا۔ پھر خلیفہ کی بیویوں اور باندیوں سے زیورات اور زیب وزینت کے کپڑے بھی نکلوا لئے مسعود نے قاضیوں اور فقہاء کو جمع کرکے انہیں خلیفہ راشد کا خط دکھایا کہ جب میں مسعود سے جنگ کرنے کے لئے بغداد سے جاؤں گا تو خلافت سے استعفیٰ دے کر جاؤں گا، اس خط کو پڑھکر فقہاء نے خلیفہ راشد کا خلافت سے دستبردار ہونے کا فتویٰ دیدیا چنانچہ سترہ ذی الحجہ سوموار کے روز حاکم کے حکم اور فقہاء کے فتووں کی روشنی میں راشد کو خلافت سے معزول کردیا گیا اس کی خلافت گیارہ ماہ گیارہ یوم رہی، سلطان نے اپنے چچا المقتفی بن المستظہر کو بلایا اپنے بھتیجے راشد باللہ کی جگہ چچا کے ہاتھ پر بیعت خلافت لی۔

**مقتفی لامراللہ کی خلافت**...... یہ ابی عبداللہ بن المستظہر ہیں، ان کی والدہ صفرا تھی جسکا نام نسیما تھا، ست السادۃ بھی اسے کہا جاتا تھا، خلافت کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی، راشد کے خلافت سے دستبردار ہونے کے دو دن بعد ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت لی گئی، بیس ذیقعدہ جمعہ کے روز ان کے نام پر منابر پر خطبہ دیا گیا، مقتفی ان کا لقب رکھا گیا، کیوں کہ ان کا قول تھا کہ میں نے خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کی ہے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ عنقریب تمہیں خلافت ملیگی اسوقت تم میری اقتداء کرنا، اس خواب کے چھ روز بعد ان کو خلافت مل گئی، اس وجہ سے انہوں نے اپنا لقب مقتفی رکھا۔

**ایک اچھے فائدہ کے متعلق انتباہ**...... دو بھائیوں کے خلیفہ بننے کی بہت سی مثالیں ہیں، جیسے مسترشد اور مقتفی، سفاح اور منصور ھادی اور رشید، معتصم کے دولڑکے واثق اور متوکل، اسی طرح تین بھائیوں کے خلیفہ بننے کی بھی مثالیں موجود ہیں، جیسے رشید کے تین لڑکے امین، مامون معتصم، متوکل کے تین لڑکے مختصر معتز، معتمد، معتضد کے تین لڑکے، مکتفی مقتدر قاہر، مقتدر کے تین لڑکے، راضی، مقتفی، مطیع، البتہ چار بھائیوں کے خلیفہ

بننے کی صرف ایک مثال ہے، عبدالملک بن مروان کے لڑکے، ولید سلیمان، یزید، ھشام۔
مقتضی کی خلافت مضبوط ہونے کے بعد راشد مسلسل زنگی کے ساتھ رہا حتیٰ کہ اسی سال ذی الحجہ میں موصل میں داخل ہوا۔

## خواص کی وفات

**محمد بن حمویہ** ...... یہ محمد بن حمویہ ابوعبداللہ الجوینی ہیں۔ حدیث کے راوی ہیں، صدوق، علم وزہد میں مشہور تھے، صاحب کرامات ہیں، بغداد آئے، واپسی پر اہل بغداد کے لئے دوشعر کہے۔

(۱) ...... میرے جانے کے بعد اگر تمہاری طرف میرا کوئی حصہ ہے تو میرے دل کی مسافتیں تمہاری طرف ہوں گی۔

(۲) ...... اگر نہیں تو پھر میری طرف سے تمہیں سلام قبول ہو۔

**محمد بن عبداللہ** ...... یہ محمد بن عبداللہ ابن احمد بن حبیب ابوبکر العامری ہیں ابن الخباز سے مشہور ہوئے، حدیث کا سماع کیا صوفیہ کے طرز پر وعظ کرتے تھے، ابن الجوزی جیسے حضرات ان کی تربیت میں رہے ہیں، ابن الجوزی نے ان کی تعریف کی ہے، ان کے دوشعر ہیں۔

(۱) ...... عشق میں میری ایسی حالت ہونے کی صورت میں میں کیسے حلیہ کروں ملامت گروں کی ملامت سے زیادہ شوق مجھ پر حاوی ہے۔

(۲) ...... میں اس کی محبت میں مشغول ہوکر کیسے شکایت کروں، میرے اہم امور اور میری مصروفیات میں وہ حائل ہوجاتا ہے، فقہ اور حدیث میں معرفت تھی۔

محمد بن عبداللہ نے کتاب الشھاب کی شرح لکھی، انہوں نے ایک خانقاہ بنوائی تھی جس میں زاہدین عابدین کی ایک جماعت ہوتی تھی بوقت وفات تقویٰ اور اخلاص کی اپنے مدین کو وصیت کی پھران پر حالت نزع شروع ہوگئی، پیشانی غرق آلود ہوگئی، اپنا ہاتھ اٹھا کر کسی شاعر کا یہ شعر پڑھا، اب میں نے تیرے سامنے ہاتھ پھیلا دیئے فضل کا معاملہ فرمانا ہاتھ کو خالی واپس کرکے دشمنوں کو خوش نہ کرنا۔

اس کے بعد فرمانے لگے میں مشائخ کی ایک جماعت دیکھ رہا ہوں ان کے سامنے پلیٹیں پڑی ہیں وہ میرے انتظار میں ہیں اس کے بعد وفات ہوگئی، اسوقت وسط رمضان بدھ کا دن تھا اپنی خانقاہ میں دفن کئے گئے، پھر ۵۴۰ھ میں خانقاہ قبر سمیت غرق ہوگئی۔

**محمد بن فضل** ...... ابن احمد بن محمد بن ابی العباس ابوعبداللہ الصاعدی الفراوی ہیں، والد کا تعلق فراو کی سرحد سے تھا بعد میں نیشاپور میں رہائش پذیر ہوئے تو یہ لڑکا محمد پیدا ہوا محمد نے حدیث کا سماع کیا، فقیہ، مفتی، مناظر، واعظ، ظریف خوبصورت خوب سیرت، ہنس مکھ تھے، ایک ہزار سے زائد مجالس کو حدیث کا املا کرایا، دور دور سے ان کے پاس طلبہ آتے تھے حتیٰ کہ ان کے بارے میں مشہور ہوگیا کہ فراوی ایک ہزار راوی ہیں، بعض کا قول ہے کہ ان کی انگوٹھی میں یہ لکھا ہوا تھا، صحیح مسلم کا بیس سے زائد بار سماع کیا، اسی سال نوے سال کی عمر میں شوال میں وفات پائی۔

## واقعات ۵۳۱ھ

اس سال اصبھان میں اچانک اموات بہت ہوئیں جس کی وجہ سے متعدد مکان بند ہوگئے۔ اسی زمانہ میں خلیفہ نے خاتون فاطمہ بنت محمد بن ملک شاہ سے ایک لاکھ دینار پر نکاح کیا تقریب میں اس کا بھائی سلطان مسعود ارکان دولت وزراء امراء شامل تھے، لوگوں پر مختلف قسم کی چیزیں نچھاور کی گئیں۔

اسی برس اہل بغداد نے رمضان کے تیس روزے رکھے اس رات آسمان صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا ابن الجوزی کا قول ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔

اسی سال حاکم مصر کا وزیر تاج الدولہ بہرام نصرانی بھاگ گیا، کچھ شہروں پر اس نے قبضہ کر کے وہاں کے باشندوں سے اچھا سلوک نہیں کیا خلیفہ حافظ نے اسے تلاش کرایا حتیٰ کہ اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر اسے چھوڑ دیا تو اس نے رہبانیت اختیار کی اور کام چھوڑ دیا، خلیفہ نے اس کی جگہ رضوان بن ریحسینی کو وزیر بنایا ملک الافضل اس کا لقب رکھا، اس سے پہلے کسی وزیر کا یہ لقب نہیں رکھا گیا، کچھ عرصہ بعد خلیفہ اور اس وزیر کے درمیان بھی کشیدگی پیدا ہوگئی جو چلتی رہی حتیٰ کہ خلیفہ نے اسے بھی قتل کر دیا، تمام امور کا خود مختار بن گیا۔

اسی سال عماد الدین زنگی چند شہروں کا مالک بنا۔ سال رواں ہی میں شام میں ایک سیاہ بادل ظاہر ہوا جس نے پوری دنیا کو تاریک کر دیا، پھر اس کے بعد سرخ بادل ظاہر ہوا جس نے پوری دنیا کو روشن کر دیا، اس کے بعد سخت آندھی چلی جس نے بہت سے درختوں کو اکھاڑ کے رکھ دیا، اس کے بعد زوردار بارش ہوئی جس میں بڑے بڑے اولے پڑے۔ اسی برس روم کے بادشاہ نے شام پر حملہ کر کے فرنگیوں کے قبضہ سے متعدد شہروں کو فتح کرلیا اس موقع پر ارمن کے بادشاہ ابن الیون نے رومی بادشاہ کا ساتھ دیا۔

## خواص کی وفات

**احمد بن محمد بن ثابت** ...... یہ احمد بن محمد بن ثابت ابن الحسن ابوسعد الخجندی ہیں، فقہ کی تعلیم اپنے والد امام ابی بکر الخجندی الاصبہانی سے حاصل کی، بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے کئی بار مدرس بنے اور معزول ہوئے، حدیث کا سماع کیا، واعظ بھی تھے۔ اسی سال شعبان میں نوے سال کے قریب عمر پا کر وفات پائی۔

**ھبۃ اللہ بن احمد** ...... یہ ھبۃ اللہ بن احمد بن عمر الحریری جو ابن الطیر سے مشہور تھے، بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا، ابی حسن ابن زوج الحرۃ سے روایت کرنے والے سب سے آخری راوی یہی ہیں، خطیب نے ان سے احادیث بیان کی ہیں، یہ ثبت کثرت سے سماع اور ذکر و تلاوت کرنے والے، وفات تک اپنے حواس اور قویٰ سے فائدہ حاصل کرنے والے تھے، اسی سال جمادی الاولیٰ میں چھیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

## واقعات ۵۳۳ھ

اسی سال معزول خلیفہ راشد قتل کیا گیا، تفصیل اس کی یہ ہے کہ ملک داؤد اور امراء کی ایک جماعت اس کے پاس آ کر کہنے لگی کہ مسعود سے قتال کرنا ضروری ہے چنانچہ ارض مراغر میں دونوں میں جنگ ہوئی، مسعود نے راشد کو شکست دے کر اس کے لشکر کو منتشر کر دیا، ایک جماعت کو قتل کر دیا جس میں صدقہ بن دبیس بھی تھا، اس کے بھائی محمد کو حلہ کا حاکم بنا دیا، خلیفہ راشد بھاگ کر اصبہان میں داخل ہوگیا، اس کے خادموں میں سے ایک خراسانی خادم نے اس پر حملہ کر کے زخمی کر دیا بعد میں اس کا زخم صحیح بھی ہوگیا، لیکن ۲۵ رمضان کو کسی نے اس کو قتل کر دیا، اصبہان کے باہر شہرستان میں اس کو دفن کر دیا، راشد خوبصورت، ذی وجاہت جری، بارعب چہرہ والا تھا، اس کی والدہ ترکی ام ولد تھی۔

اسی سال تاجر راست الفارسی نے اٹھارہ ہزار دینار کا بیت اللہ پر غلاف چڑھایا، کیوں کہ اس سال بادشاہوں کے اختلاف کی وجہ سے کعبۃ اللہ پر غلاف نہیں چڑھا تھا۔ اسی زمانہ میں شام، جزیرہ، عراق میں سخت زلزلہ آیا جس سے بہت سے مکانات گر گئے، ملبے کے نیچے دب کر بے شمار لوگ

مر گئے۔اسی برس محرم میں عماد الدین زنگی نے حمص شہر پر قبضہ کرلیا اور رمضان میں دمشق کے حاکم کی والدہ ست زمرد خاتون سے شادی کی، اس کی طرف الخاتونیہ البرانیہ منسوب ہے۔

سال رواں ہی میں رومی بادشاہ نے حلب سے چھ میل کے فاصلہ پر بزاعہ شہر پر قبضہ کرلیا، قتل اور گرفتاری سے بچنے والے افراد نے بغداد آ کر مسلمانوں سے مدد طلب کی، بغداد میں خطبہ روک دیا گیا اور فتنے رونما ہوئے۔

اسی سال سلطان مسعود نے سفری بنت دبیس بن صدقہ سے شادی کی، اس کی خوشی میں سات روز تک بغداد آراستہ کیا گیا، ابن الجوزی کا قول ہے اس کی وجہ سے بغداد میں خوب فساد پھیلا، کچھ عرصہ بعد اس نے چچا کی لڑکی سے شادی کی اس موقع پر بھی تین روز تک بغداد آراستہ کیا گیا۔اسی زمانہ میں قلعہ تکریت میں سلطان ناصر الدین صلاح یوسف بن ایوب بن شاری کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور لوگ

**احمد بن محمد** ...... یہ احمد بن محمد ابوبکر بن ابی الفتح الدینوری الحنبلی حدیث کا سماع کیا، ابوالخطاب کلوذانی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی فتوے کا کام بھی کیا، پڑھایا بھی، مناظرے بھی کئے، اسعد میھنی ان کے بارے میں کہا کرتے تھے ابوبکر دینوری نے ہر ایک کی دلیل توڑ دی، ابن الجوزی بھی ان کی تربیت میں رہے ہیں انہوں نے ان کے اشعار سنائے۔

(۱)...... بلا کوشش کے تو فقیہ، مناظر بننا چاہتا ہے جنون کی مختلف قسمیں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔

(۲)...... مال بلا مشقت حاصل نہیں ہوسکتا تو علم کیسے حاصل ہوگا۔

**عبدالمنعم عبدالکریم کے حالات**[1] ...... یہ عبدالمنعم بن عبدالکریم ابن ھوازن ابوالمظفر القشیری ہیں، ان میں سے باقی رہنے والے سب سے آخری شخص ہیں، اپنے والد ابوبکر بیہقی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، ان سے عبدالوھاب انماطی نے سماع کیا، ابن الجوزی کو اجازت دی، نوے سال کے قریب عمر پائی۔

**محمد بن عبدالملک** ...... یہ محمد بن عبدالملک ابن محمد بن عمر ابوالحسن الکرخی مختلف شہروں میں بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا، فقیہ مفتی تھے، ابی اسحاق شافعی وغیرہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی شاعر، فصیح تھے، ان کی متعدد تصانیف ہیں، الفصول فی اعتقاد الائمۃ الفحول، اس میں اعتقاد کے باب میں سلف کے مذاہب بیان کئے ہیں نیز عجیب عجیب چیزیں اس میں ذکر کی ہیں، انہوں نے تفسیر اور فقہ پر بھی کتاب لکھی، نماز فجر میں قنوت کے قائل نہیں تھے، کہتے تھے کہ یہ حدیث سے ثابت نہیں ہے، ویسے بھی ہمارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جب حدیث صحیح ہو تو وہ میرا مذہب ہے، میری بات کو دیوار پر مارو، محمد حسین وجمیل اخلاق کے مالک تھے، ان کے دو شعر درج ذیل ہیں۔

(۱)... اس کا گھر مجھ سے دور ہونے کے باوجود اس کے حسن کا خیال میرے دل میں جاگزین ہے۔

(۲)...... دل بھرنے کے بعد اس سے جگہ کا خالی ہونا نقصان دہ نہیں ہوتا، نوے سال کے قریب عمر میں وفات پائی۔

**خلیفہ راشد کے حالات**[1] ...... یہ خلیفہ راشد منصور بن مسترشد بیمار ہو کر اصبھان میں قتل کئے گئے۔سبب قتل میں مختلف اقوال ہیں:

(۱)...... راشد کو زہر دیا گیا۔

---

(۱) الانساب : ۱۰/ ۱۵۶ . التقیید : الورقه : ۱۲۲ . شذرات الذهب : ۴/ ۹۹ . طبقات الاسنوی : ۲/ ۳۱۸، ۳۱۹ . طبقات السبکی : ۷/ ۱۹۲، ۱۹۳ . العبر : ۴/ ۸۸ . المنتظم : ۱۵۷)

(۲)...... باطنیوں نے قتل کیا۔

(۳)...... آپ کی حکومت کے ارکان نے قتل کیا۔ ابن الجوزی نے ابی بکر الصولی کے حوالہ سے نقل کیا ہے لوگوں میں مشہور ہے کہ ہر چھٹا خلیفہ معزول کیا جاتا ہے اور قتل ہوتا ہے، ابن الجوزی کا قول ہے کہ میں نے ابوبکر کے قول میں غور کیا تو کسی حد تک ان کی بات صحیح پائی مثلاً آپ علیہ السلام کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے ان کے بعد عمر عثمان علی معاویہ حسن تو جن کو معزول کر کے قتل کیا گیا اس کے بعد یزید معاویہ بن یزید مروان عبدالملک عبداللہ بن زبیر میں سے عبداللہ بن زبیر معزول کئے گئے اور قتل کئے گئے، اس کے بعد ولید سلیمان عمر بن عبدالعزیز یزید ہشام ولید بن یزید میں سے ولید بن یزید معزول اور قتل کئے گئے، اس کے بعد عباسی منصور مہدی ھادی رشید امین میں سے امین معزول اور قتل کئے گئے، اس کے بعد معتز مھتدی معتمد متھد مکلفی مقتدر میں سے مقتدر معزول اور قتل کئے گئے، اس کے بعد قاہر راضی متقی مکلفی وطیع طائع میں سے طائع معزول کئے گئے، اس کے بعد قادر قائم مقتدی مستظہر مسترشد راشد میں سے راشد معزول اور قتل کئے گئے۔

**انوشروان بن خالد کے حالات** (۲)...... یہ انوشروان بن خالد ابن محمد القاشانی القینی ابو وزیر ابونصر ہیں۔ قین قاشان کی ایک بستی کا نام ہے، سلطان محمود اور خلیفہ مسترشد کے وزیر تھے عاقل، بارعب، عظیم الجثہ۔ انوشروان نے ہی محمد حریری کو مقامات کی تکمیل کا حکم دیا تھا کیوں کہ ایک بار ابو محمد بصرہ کے ایک محلّہ کی مسجد بنی حرام میں بیٹھا ہوا تھا کہ دو چادروں والا ایک شخص اس کے پاس آیا اس نے پوچھا تم کون ہو اس نے جواب دیا میں سروج کا ایک فرد ہوں مجھے ابوزید کہا جاتا ہے اس پر حریری نے مقامے مرحرامیہ تیار کیا جو لوگوں میں مشہور ہو گیا، وزیر انوشروان نے بھی اس کا مطالعہ کیا وہ اس کو اچھا لگا جس کی وجہ سے اس نے حریری کو مزید مقامے تیار کرنے کا حکم دے دیا، چنانچہ ہری نے زیادتی کرتے کرتے پچاس مقامے پورے کر دیئے آج لوگوں میں یہی مشہور ہیں، وزیر انوشروان نخی تھاہری نے اس کی مدح میں مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

(۱)...... کاش میرا احساس اور آرزو ہوتی کہ کاش وہ ہوتا اگر چہ اس میں تکلیف اور رنج والے کے لئے راحت ہو۔

(۲)...... تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے گھر دور ہونے کے بعد سے میرا قرب تمہارے وسیع صحن سے دور ہو گیا۔

(۳)...... میں عشق کی تکلیف برداشت کرنے والا اسے چکر دینے والا ہوں اور وہ مجھے رات کو بار بار الٹتا پلٹتا ہے۔

(۴)...... ملاقات کا زمانہ مجھے یاد آتا ہے، اس کی وجہ سے میں غم کو ظاہر کرنے والا عقل کو برباد کرنے والا ہوں۔

(۵)...... مجھے ہر وقت تمہارا خیال رہتا ہے پیاسے شخص کو ٹھنڈے شیریں پانی کا شوق نہیں ہوتا۔

(۶)...... قسم بخدا اگر میں تمہارے عشق کو چھپاتا تو وہ شرق وغرب میں چھپا ہوا رہتا۔

(۷)...... میرے خطوط کے نہ لکھنے پر راضی ہونے نے میرے دل کو غمگین اور کمزور کر دیا۔

(۸)...... اس میں سنگدلی سے گناہ سے خائف نہیں تھا اب میں گناہ کے نہ ہونے کے باوجود ان سے ڈرتا ہوں۔

(۹)...... عراقی وفد کے تمہاری طرف چلنے کے وقت مجھے قافلے کے ساتھ تمہاری طرف روانگی نے عاجز کر دیا۔

(۱۰)...... میں نے اپنے خط کو اپنی حاجات کا نائب بنایا پانی نہ پانے والا شخص مٹی سے تیمم کرتا ہے۔

(۱۱)...... اسی طرح میرے کچھ جوارح بھی مدد کرتے ہوئے میری صورت حال سے تم کو آگاہ کرتے ہیں۔

(۱۲)...... میں کوئی کریمانہ فصل نہیں دیکھتا جب اسے تمہارے بہترین آدمی کے بعد پگڑی باندھی تمہارا عذر میرے لئے کافی ہے۔

---

(۱)(تاریخ الخلف : ۴۳۶ ، ۴۳۷ . تاریخ النجیس : ۳۶۲/۲ . تاریخ دولته آل سلجوق ۱۷۸ . ۱۸۱ . الخریدة : ۳۲/۱ . دول الاسلام : ۵۲ . ۵۳ . شذرات الذهب : ۱۰۰/۴ ، ۱۰۱ . العبر : ۸۹/۴ . ۹۰ . الفخری : ۳۰۱ . فوات الوفیات : ۱۶۸/۴ . ۱۶۹ اعنتظم . ۱۰ /۷۶)

(۲) شذرات الذهب : ۱۰۱/۴ . العبر : ۹۰/۴ . الفخری . ۳۰۶ . الکامل : ۷۰/۱۱ . ۷۱ . کشف الظنون : ۱۲۴۰/۲ . ۱۲۴۱ المشتبه : ۴۹۵ النجوم الزراهرة : ۲۶۱/۵ . ہیرالعارفین : ۲۲۸/۱ . وفیات الاعیان . ۶۷/۴)

## واقعات ۵۳۳ھ

اس سال جبدت شہر میں سخت زلزلہ آیا جس کے سبب دو لاکھ تیس ہزار افراد ہلاک ہوئے اور اس جگہ پر دس میل سیاہ پانی بن گیا۔ حلب کے باشندوں نے ایک رات میں ۸۰ بار زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے اسی زمانہ میں سلطان محمود نے بہت سے ٹیکس معاف کئے۔ لوگوں نے اسے بڑی دعائیں دی۔

اسی برس سلطان سنجر اور خوارزم شاہ میں سخت معرکہ ہوا سنجر نے خوارزم کو شکست دیکر اس کے لڑکے کو قتل کر دیا جس پر والد کو سخت صدمہ ہوا۔ سال رواں ہی میں دمشق کے حاکم شہاب الدین محمود ابن تاج الملوک بوری بن طغتکین کو اس کے خواص میں سے تین آدمیوں نے قتل کر دیا دو پکڑے گئے انہیں سولی دی گئی ایک بھاگ گیا۔ اسی سال یہود و نصاریٰ کو ملازمتوں سے معزول کیا گیا ایک ماہ سے پہلے ہی دوبارہ بحال کر دیا گیا۔ اس سال قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**زاہد بن طاہر کے حالات** (۱) ...... یہ زاہد بن طاہر ابن محمد ابو القاسم بن ابی عبدالرحمٰن بن ابی بکر السحامی المحدث المکثر ہیں شہروں کا سفر کرنے والے متعدد مشائخ سے حدیث کا سماع کیا نیشاپور میں ایک ہزار مجالس کو املاء کرایا ابو سعید سمعانی نے ان پر نماز غلط پڑھنے پر اعتراض کیا ابن الجوزی نے جواب دیا کہ یہ بیمار تھے، بعض کا قول ہے بیماری کی وجہ سے نمازوں کو جمع کر لیتے تھے، اسی سال ربیع الثانی میں ۸۵ سال کی عمر میں نیشاپور میں وفات پائی۔

**یحیٰی بن یحیٰی بن علی** ...... یہ یحیٰی بن یحیٰی ابن افلح ابو القاسم الکاتب ہیں، مسترشد نے ان پر خلعت کر کے جمال الملک کا لقب دیا اسے چار گھر دیئے، اس کا گھر ان کے پہلو میں تھا، اس کو گرا کر ایک مکان ساٹھ گز لمبا چالیس گز چوڑا بنایا، خلیفہ نے اینٹیں، لکڑی، نقش و نگار کا سامان دیا، اپنی اور دوسروں کی نظم سے اس پر عمدہ عمدہ اشعار لکھے، اس کے دروازہ پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہوئے تھے۔

(۱)......اگر میرے ظاہر کو دیکھنے والے تعجب کریں تو میرا باطن اس سے عجیب تر ہے۔

(۲)......وہ دوڑا گویا میں اس کے ہاتھ میں بدلی ہوں جس سے برسنے والا بادل شرما جاتا ہے۔

(۳)......اور اس کے اخلاق کا باغ جھوما اور ان کے دیار نور میں راستہ تھا۔

(۴)......اس کے سینے نے میرے سینے کو اپنے نور سے آفتاب پہنایا جو زمانہ میں غروب نہیں ہوتا۔

نقش پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

(۱)......یہ بھی نوجوان کی مروت سے ہے کہ موت کے اچھے گھر میں رہے۔

(۲)......دنیا میں یہی تیرے لئے کافی ہے آخرت کے لئے کچھ ذخیرہ کر لے۔

(۳)......جو وعدے تو نے پورے کئے ہیں وہ لا اور تیز تلوار بھی لا۔

ایک دوسری جگہ یہ اشعار تھے:

---

(۱)(تاریخ برو کلمان : ۲۴۶/۶ . دول الاسلام . ۱۳۵/۲ . الدسالتدالمسظرفه ۴۷. شدرات الذهب : ۱۰۲/۴ . العبر : ۹۱/۴ . ۹۲. کشف الظنون : ۳۷/۱ الکامل : ۱۱/۱۷ لسان المیزان : ۴۷۰/۲. المنتظم : ۷۹/۱۰. ۸۰ میزان : ۶۴/۲ )

(۱)...... خلد کے باغات کی طرح ایک مجلس ہے انہوں نے اپنے حسن سے عاریۃً اسے خوبصورتی دی ہے۔

(۲)...... اس نے اس کے پاس ہدایت کا راستہ روکنے کے لئے اسے حوادثات زمانہ دیئے۔

(۳)...... اسے مشرق اور مغرب میں بنایا ہوا بتانے لگا۔

(۴)...... وہاں دن کو وفود چکر لگاتے رات کو مہمان آتے۔

(۵)...... اے زینت شاہاں صاحب فضل تو جب تک زندہ رہنا چاہے زندہ رہ۔

(۶)...... گردش زمانہ نے تیرے بارے میں اس سے مصالحت کر لی تو غلط چیزوں سے محفوظ رہے۔

قسم بخدا اس کی یہ تمنائیں پوری نہیں ہوئیں، کچھ دنوں بعد ہی خلیفہ نے دبیس سے مراست کی اس پر تہمت لگائی خلیفہ نے اس کا گھر ویران کرنے کا حکم دیا ایک دیوار بھی باقی نہیں رہی بلکہ وہ حسن منظر آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے بعد ویران ہو گیا یہ گردش لیل ونہار کی حکمت خداوندی ہے جس کی مشیت سے قضا وقدر چلتی ہے، شدید بنیاد والے گھر کی یہی حکمت ہوتی ہے اسی طرح فاخرانہ لباس کی بھی ابن الجوزی نے اس کی نظم کے کچھ اشعار اور نثر کے چند کلمات ذکر کئے ہیں، چند اشعار یہ ہیں:

(۱)...... عشق کو عشق کے عادیوں کے لئے چھوڑ دے انہوں نے اس کی مشق کر کے اسے مشکل بنا دیا ہے۔

(۲)...... ناتجربے والی چیزوں میں اپنے نفس کو ڈالتا ہے، ناتجربہ کار پر بات مشکل ہو جاتی ہے۔

(۳)...... اگر تو ہمیشہ رہنے کی طاقت نہیں رکھتا تو صبر سے رہ بہت سے کام کو پانے والے ایسے ہیں جن کا حصول مشکل ہوتا ہے۔

(۴)...... پسلیوں کو مجھے اختیار دینے والے دل پر قربان کر اس کا الٹ پلٹ ہونا ہر روز مجھے رسوا کرتا ہے۔

(۵)...... نجد سے مہکنے والی خوشبو کو بھڑکاتا ہے اور بجلی کا روشن کرنے والا نغموں سے اسے خوش کرتا ہے۔

(۶)...... یہ کشادہ تھنوں والی اونٹیاں میرے پاس لا کر ہمارے حدی خواں نرمی اختیار کر۔

(۷)...... ایک ساعت قافلہ ہمارے پاس روک کہ ہم گھر پر نوحہ کریں اور مٹکے روئیں۔

(۸)...... اسی جگہ کو میں نے رونے کے لئے تیار کیا ہے اسی دن کے لئے میں نے آنسو جمع کئے ہیں۔

(۹)...... ہمارا زمانہ بہت اچھا تھا اللہ اس زمانہ کو واپس لائے۔

(۱۰)...... ہمارے درمیان جمع ہونے کا ایک ہی دن ہے جس میں ہماری ملاقات ہوگی وہ دن ہماری رضامندی کے بغیر ہوگا۔

## واقعات ۵۳۴ھ

اس سال زنگی نے دمشق کا محاصرہ کیا اتابک معین الدین بن ملوک طغتکین نے اسے مضبوط کیا، اتفاق سے دمشق کے بادشاہ جمال الدین محمود ابن بدری بن طغتکین کا انتقال ہو گیا، معین الدین نے اپنے بھائی مجیر الدین اتق کے پاس بعلبک میں پیغام بھیجا، اس نے دمشق پر قبضہ کر لیا، اس کے بعد زنگی بعلبک چلا گیا، اس نے بعلبک پر قبضہ کر کے نجم الدین ایوب صلاح الدین کو اس کا نائب مقرر کر دیا سال رواں ہی میں خلیفہ خاتون فاطمہ بنت سلطان مسعود کے پاس آیا کچھ روز تک بغداد بند رہا۔

اسی زمانہ میں ایک مرد صالح کی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا، لوگ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے شیخ عبدالقادر کے مدرسہ میں جمع ہو گئے اتفاق سے ایک شخص کو چھینک آئی تو وہ شخص صحیح ہو گیا، پھر ایک دوسرے شخص کا جنازہ لایا گیا، لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

اسی سال پوری دنیا میں پانی کی قلت ہو گئی۔ سال رواں ہی میں حماہ کے حاکم تقی الدین عمر شاہنشاہ بن ایوب بن شاری کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی۔

## خواص کی وفات

**احمد بن جعفر** ...... یہ احمد بن جعفر ابن الفرج ابوالعباس الحربی، عابدین زاہدین میں سے ہیں، صاحب کرامت تھے، ایک سال حج پر نہ جانے کے باوجود لوگوں نے عرفات میں ان کو دیکھا۔

**عبدالسلام بن فضل** ...... یہ عبدالسلام بن فضل ابوالقاسم الجیلی حدیث کا سماع کیا، الکیا الھر اسی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، اصول وفروع میں مہارت حاصل کی، بصرہ کے قاضی بنے، اچھے قاضیوں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

## واقعات ۵۳۵ھ

اسی سال چادر اور چھڑی بغداد پہنچ گئی، مسترشد سن ۵۲۹ میں، سلطان سنجر نے ان دونوں کو اپنے پاس حفاظت سے رکھا ہوا تھا، اس سال اسنے یہ چیزیں بغداد بھیج دی۔

اسی زمانہ میں المخزن کتاب کے مؤلف کمال الدین ابی الفتوح حمزہ بن طلحہ کی طرف منسوب مدرسہ کمالیہ کی تعمیر مکمل ہوئی شیخ ابوالحسن الحلی نے اس میں تدریس شروع کی، سردار قسم کے لوگ ان کے پاس پڑھنے کے لئے آتے تھے۔

## خواص کی وفات

اسماعیل بن محمد یہ اسماعیل بن محمد ابن علی ابوالقاسم الطلحی الاصبھانی بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا اس سلسلہ میں دوسرے شہروں میں بھی گئے، کتابیں بھی تصنیف فرمائیں، اصبھان میں تین ہزار کے قریب مجالس کو حدیث کا املا کرایا حدیث، فقہ تفسیر، لغت کے امام تھے، حافظ اتقان کی صفت کے ساتھ متصف تھے، عیدالاضحیٰ کی شب وفات پائی غسل دینے والے نے آپ کی شرمگاہ سے کپڑا اٹھایا تو آپ نے ہاتھ سے اس کو روک دیا بعض کا قول ہے آپ نے اپنا ہاتھ شرمگاہ پر رکھ لیا۔

**محمد بن عبدالباقی** ...... یہ محمد بن عبدالباقی ابن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن الربیع بن ثابت بن وھب مسجع بن حارث بن عبداللہ بن کعب بن مالک الانصاری حدیث کا سماع کیا، مشائخ کی ایک جماعت سے سماع میں منفرد ہیں جامع قصر میں حدیث کا املاء کرایا، متعدد علوم کے عالم تھے بچپن میں رومیوں نے ان کو گرفتار کرلیا تھا انہوں نے ان سے کلمۂ کفر کہلوانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوئے، البتہ اسیری کے دوران محمد بن عبدالباقی نے رومی خط سیکھ لیا آپ کہا کرتے تھے دوات کی خدمت کرنے والے شخص کی منابر خدمت کرتے ہیں، ابن الجوزی نے ان سے کچھ اشعار سن کر انہیں نقل کا ہے۔

(۱)...... اپنی زبان کی حفاظت کر مال عمر، مذہب کے بدلے اسے مباح نہ کر۔

(۲)...... ان تین باتوں پر تین شخصوں سے آزمایا جائیگا مکفر حاسد مکذب سے۔

(۳)...... موت کا ایک دن مقرر ہے جو ایک لحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکتا، اگر پھاڑنے والا شیر مجھ سے دشمنی کرے تو وقت مقررہ سے پہلے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

ابن الجوزی کا قول ہے محمد بن عبدالباقی کی عمر تیرانوے سال تھی اسوقت تک ان کی عقل ہوش ہواس صحیح تھے، اسی سال ۲ رجب کو وفات پائی، عام وخاص نے نماز جنازہ میں شرکت کی بشر کی قبر کے قریب دفن ہوئے۔

**یوسف بن ایوب کے حالات** (۱)...... یہ یوسف بن ایوب ابن الحسن بن زھرۃ ابو یعقوب الھمذانی۔ شیخ ابی اسحاق سے فقہ حاصل کی۔ فقہ اور مناظرہ میں ماہر تھے پھر سب کچھ ترک کر کے عبادت، صالحین کی صحبت، اختیار کرلی پہاڑوں میں چلے گئے، کچھ عرصہ بعد دوبارہ بغداد آ گئے، وہاں وعظ دیا، لوگوں میں پذیرائی حاصل ہوئی، اس سال ربیع الاول میں ھراۃ کی ایک بستی میں وفات پائی۔

## واقعات ۵۳۶ھ

اسی سال سلطان سنجر اور خوارزم شاہ میں سخت معرکہ ہوا، خوارزم نے سنجر کو شکست دیکر مرو پر قبضہ کرلیا، پھر سنجر کو قتل کردیا، خوارزم نے فقہاء حنفیہ کے ساتھ براسلوک کیا خوارزم کا لشکر تین ہزار جانبازوں پر مشتمل تھا۔ اسی زمانہ میں دمشق کی علمداری نہروز نے بغداد کے کوتوال علی صاحب صباغ الحریری الدومی پر خلعت کی، پھر نہروز اور سلطان مسعود نے کشتی میں سوار ہوکر اس نہر کی سیر کی، سلطان بہت خوش ہوا کیوں کہ اس نے اس نہر پر ستر ہزار دینار خرچ کئے تھے۔ اسی برس الحزن کے مولف کمال الدین طلحہ حج سے واپسی پر کام چھوڑ کر زہد اختیار کر کے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے۔

سال رواں ہی میں خلیفہ کی اجازت سے عباسین کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔ اس سال قطز نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**اسماعیل بن احمد بن عمر کے حالات** (۲)...... یہ اسماعیل بن احمد بن عمر ابن الاشعث ابوالقاسم بن ابی بکر السمرقندی الدمشقی ثم البغدادی ہے۔ بے شمار مشائخ سے حدیث کا سماع کیا، کچھ مشائخ سے سماع میں منفرد ہیں، ان کا سماع صحیح تھا، جامع منصور میں تین ہزار کے قریب مجالس کو حدیث کا املاء کرایا اسی سال سے زائد عمر میں وفات پائی۔

**یحییٰ بن علی کے حالات** (۳)...... یہ یحییٰ بن علی ابن محمد بن علی ابواحمد بن الطراح المدبر ہیں، سن ولادت ۴۲۹ ہے، متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کر کے دوسروں کو سماع کرایا یہ شیخ حسین وجمیل بارعب بہت بڑے عابد تھے، اسی سال رمضان میں وفات پائی۔

(۱) (الانساب : ۲/ ۳۳۰. جامع کرامات الاولیاء : ۲/ ۲۸۹ . ۲۹۱ . دول الاسلام ۵۲/ ۵۵ . شندرات الذهب : ۴/ ۱۱۰ . طبقات الاسفری : ۲/ ۵۳۱ . طبقات اشعرافی : ۱/ ۱۵۹ . العبر: ۴/ ۹۷ . الکامل : ۱۱/ ۸۰ . اللباب : ۱/ ۱۸۶ . المنتظم : ۹/ ۱۷/ ۱۰ . ۹۴ . ۹۵ . النجوم الذاهرة : ۵/ ۲۶۸ . وفیات الاعیان : ۷/ ۷۸ . ۸۱)

(۲) (تهذیب تاریخ دشق ۳/ ۱۳ . ۱۴ . دول اسلام : ۲/ ۵۵ . ذیل تذکرة الحفاظ لابن فهد مکی : ۷۲ . شندرات الذهب : ۴/ ۱۱۲ . طبقات السبکی : ۷/ ۴۶ . الکامل لابن اشیر ۱۱/ ۲۰ . المنتظم : ۱۰/ ۹۸ . ۹۹ . مدآة الزمان : ۴/ ۹۹ . ۸/ ۹ . ۱۹/ ۴ . النجو زهرة ۵/ ۲۶۹ . المستفاد من ذیل تاریخ بغداد . ۸۵ . ۸۶ . الوافی بالوفیات . ۹/ ۸۸)

(۳) (شندرات الذهب : ۴/ ۱۱۴ . العبر : ۴/ ۱۰۱ . المنتظم : ۱۰ . ۱۰۲ النجوم الذاهرة : ۵/ ۲۷۰)

## واقعات ۵۳۷ھ

اسی سال عمادالدین زنگی نے حدیثہ پر قبضہ کیا، آل مھارش کو وہاں سے موصل لے گیا وہاں پر اپنی طرف سے نائب مقرر کئے۔

## واقعات ۵۳۸ھ

اسی سال سلطان مسعود زنگی نے موصل اور شام لینے کی کوشش کی اسی سلسلہ میں سلطان مسعود نے اس سے ایک لاکھ دینار پر صلح کر لی، زنگی نے بیس ہزار دینار لے لئے باقی چھوڑ دیئے، کیوں کہ اس کا لڑکا سیف الدین غازی سلطان مسعود کی خدمت کرتا تھا، اسی زمانہ میں زنگی نے بلاد بکر میں سے ایک شہر پر قبضہ کیا سال رواں ہی میں ملک سنجر نے حوارزم کا محاصرہ کیا پھر اس سے مال لے کر محاصرہ ختم کر دیا۔

اسی زمانہ میں ایک شخص نے ایک بچہ کے ساتھ بدفعلی کی اس شخص کو منارہ کی چوٹی سے گرادیا گیا۔ اسی برس ۲۴ ذیقعد سوموار کے روز سخت زلزلہ آیا، اس سال قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**عبدالوھاب بن مبارک کے حالات** (۱) ...... یہ عبدالوھاب بن مبارک ابن احمد ابوالبرکات الانماطی الحافظ الکبیر: یہ ثقہ دیندار، متقی، ہنس مکھ، حسن اخلاق کے مالک تھے، چھیاسی سال کی عمر میں اسی سال محرم میں وفات پائی۔

**علی بن طراد کے حالات** (۲) ...... یہ علی بن طراد ابن محمد الزینبی الوزیر العباسی ابوالقاسم ہیں، مستظہر کے دور میں دو جماعتوں کے نقیب النقباء تھے مسترشد کے وزیر رہے ہیں اس سال رمضان میں ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

**الزمخشری محمود کے حالات** (۳) ...... یہ الزمخشری محمود ابن عمر بن محمد بن عمر ابوالقاسم الزمخشری۔ الکشاف فی التفسیر۔ اور المفصل فی النحو وغیرہ کے مصنف ہیں ان کے علاوہ بھی ان کی متعدد تصانیف ہیں، دور دراز کا سفر کر کے حدیث کا سماع کیا، مکہ میں اقامت اختیار کی، مسلکاً

---

(۱) (تذکرۃ الحفاظ: ۱۲۸۲/۴، ۱۲۱۸۴۔ دول الاسلام: ۵۶/۲۔ ذیل تاریخ بغداد ۳۸۰/۱، ۳۸۴۔ ذیل طبقات حنابلہ ۲۰۱/۱، ۲۰۳۔ شذرات الذھب ۱۱۶/۴، ۱۱۷۔ صفتہ الصفوہ: ۴۹۸/۲۔ المنتظم ۱۰۸/۱۰، ۱۰۹۔ مناقب احمد: ۲۲۹)

(۲) (الانساب: ۳۴۶۶/۲۔ دول الاسلام: ۵۶/۲۔ شذرات الذھب: ۱۱۷/۴۔ العبر: ۱۰۴/۴۔ الفخری ۳۰۵، ۳۰۶۔ الکامل فی التاریخ ۹۷/۱۱۔ المنتظم ۱۹۰/۱۰۔ النجوم الذاھرۃ: ۲۷۳/۵، ۲۷۴)

(۳) (ایضاح المکنون: ۲۷/۱ و ۸۶/۲۔ ابناہ الدواۃ: ۲۶۵/۳، ۲۷۲۔ اشارۃ التعین: الورقہ: ۵۳، ۵۴۔ الانساب: ۲۹۷/۶، ۲۹۸۔ ازھا الدریاضی ۲۸۲/۳، ۳۲۵۔ بغیتہ الوعاۃ: ۲۷۹/۲، ۲۸۰۔ البدر السافر: ورقہ ۱۹۳۔ تذکرۃ الحفاظ: ۱۲۸۳/۴۔ تلخیص ابن مکتوم ۲۴۳، ۲۴۴۔ تتمتہ المختصر ۷۰/۲۔ ۷۱۔ تاج التراجم ۷۱۔ تاریخ برکلمان: ۲۱۵/۵، ۲۳۸۔ الجواھر الحضیتہ ۱۶۰/۲، ۱۶۱۔ روضات الجنان: ۶۸۱، ۶۸۴۔ شذرات الذھب ۱۱۸/۴، ۱۲۱۔ طبقات المعتزلہ: ۲۰۰/طبقات ابن قاضی شھبہ ۲۴۱/۲، ۲۴۴۔ طبقات المفسرین للسیوطی: ۴۱۔ طبقات المفسرین للدواولی: ۳۱۴/۲، ۳۱۶)

معتزلی تھے، اپنے اس مذہب کی زمخشری نے تفسیر میں صراحت کی اور اس پر مناظرے بھی کئے، اسی سال عرفہ کی شب خوارزم میں وفات پائی کل عمران کی ۷۶ سال تھی۔

## واقعات ۵۳۹ھ

اسی سال عماد زنگی نے فرنگیوں کے قبضہ سے جزیرہ کے قلعوں رھا وغیرہ پر قبضہ کیا، بہت سے فرنگیوں کو قتل کر دیا، متعدد خواتین کو گرفتار کر لیا، بہت سا مال غنیمت حاصل کیا، اس سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس سال قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا، امیر مکہ اور قطز الخادم نے مقابلہ کیا آخر امیر مکہ نے طواف کرتے ہوئے لوگوں کو لوٹ لیا۔

**ابراہیم بن محمد بن منصور کے حالات** [1] ...... یہ ابراہیم بن محمد بن منصور ابن عمر ابوالولید الکرخی، ابوسعد متولی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی حتیٰ کہ فقہ اور نیکی میں یکتائے زمانہ بن گئے۔ اسی سال وفات پائی۔

**سعد بن محمد کے حالات** [2] ...... یہ سعد بن محمد ابن عمر ابومنصور البزار ہیں، حدیث کا سماع کیا، غزالی، شاشی، متولی، الکیا سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، نظامیہ کے مدرس بھی رہے ہیں یہ اچھے ارادہ والے صاحب وقار صاحب سکون تھے، ان کا جنازہ ایک تاریخی جنازہ تھا، ابواسحاق کے پاس دفن کئے گئے۔

**عمر بن ابراہیم** ...... یہ عمر بن ابراہیم ابن محمد بن احمد بن علی بن حسین بن علی بن حمزہ بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب القرشی العلوی ابوالبرکات الکوفی ثم البغدادی متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کیا، بہت سی کتب کے مصنف تھے دمشق میں ایک عرصہ تک رہے۔

فقہ، حدیث، تفسیر، لغت کے ماہر تھے، نحو پر بھی ان کی تصانیف ہیں، مالی اعتبار سے تنگدست صابر محتسب تھے، اسی سال ستانوے سال کی عمر میں شعبان میں وفات پائی۔

## واقعات ۵۴۰ھ

اسی سال علی بن دبیس نے اپنے بھائی محمد کا محاصرہ کیا اور مسلسل اس کا محاصرہ کر کے رکھا حتیٰ کہ حلّہ پر قبضہ کر کے اس کا بادشاہ بن گیا۔ اسی زمانہ میں سلطان مسعود رے کے حاکم عباس اور محمد شاہ بن محمود کی ملاقات کے خوف سے بغداد آ گیا، پھر رمضان میں وہاں سے چلا گیا۔

اس سال امیر الجیوش کے غلام ارجوان نے گذشتہ سال قطز اور امیر مکہ میں جنگ کی وجہ سے لوگوں کو حج کرایا۔

---

(۱) (الانساب : ۱۰/ ۳۹۴ . شذرات الذهب : ۴/ ۱۲۱ . العبر : ۴/ ۱۰۶ . المنتظم ۱۰/ ۱۱۳ . النجوم الذاهرة : ۵/ ۲۷۶ )

(۲) ( دول الاسلام : ۲/ ۵۷ . شذرات الذهب : ۴/ ۱۲۲ طبقات السبكي : ۷/ ۹۳ . العبر : ۴/ ۱۰۷ . الكامل في التاريخ : ۹/ ۱۰۳ )

# خواص کی وفات

**احمد بن محمد کے حالات** [۱] ...... یہ احمد بن محمد ابن الحسن بن علی بن احمد بن سلیمان ابوسعد الاصبھانی ثم البغدادی، حدیث کا سماع کیا، سلف کے طریقہ پر شیریں عادت، تکلفات سے دور، بعض مرتبہ ٹوپی قمیض پہن کر بازار چلے جاتے، گیارہ حج کئے، حدیث کا املاء کراتے تھے کثرت سے روزہ رکھتے، اسی سال اسی سال کی عمر میں نہاوند میں ربیع الاول کے مہینے میں وفات پائی۔

**علی بن احمد** ...... یہ علی بن احمد ابن الحسین بن احمد ابوالحسن الیزدی ابوبکر شاشی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، حدیث کا سماع کر کے دوسروں کو سماع کرایا، ان کے اور ان کے بھائی کے پاس صرف ایک قمیض تھی، اپنی اپنی ضرورت کے مطابق دونوں باری باری اسی قمیض کو پہنتے تھے۔

**موھوب بن احمد کے حالات** [۲] ...... یہ موھوب بن احمد ابن محمد بن خضر ابومنصور الجوالیقی، اپنے زمانہ کے شیخ اللغہ تھے شیخ ابی زکریا تبریزی کی وفات کے بعد نظامیہ کے شیخ اللغت بنے مقتفی کو امامت کراتے تھے، خلیفہ ان کو خط پڑھ کر سناتے تھے، یہ عاقل، متواضع، خاموش، متفکر شخص تھے، حج کے ایام میں جامع قصر میں ان کا حلقہ لگتا تھا، زبان میں لکنت تھی، ان کے پہلو میں المغربی خوابوں کی تعبیر بتانے والا بیٹھتا تھا یہ فاضل تھے لیکن مجلس میں نیند کا ان پر غلبہ رہتا تھا، کسی ادیب نے ان دونوں کے بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

(۱)...... بغداد کا گناہ ہرگز معاف نہیں ہوگا اس کے عیوب چھپ نہیں سکتے۔

(۲)...... جوالیقی اس میں لغت کا املا کرتا ہے مغربی خوابوں کی تعبیر بیان کرتا ہے۔

(۳)...... ایک لکنت کا اسیر ہو کر فصاحت سے بات کرتا ہے، ایک بیداری کے وقت اونگھ میں تعبیر کرتا ہے۔

## واقعات ۵۴۱ھ

اس سال ربیع الاول کے شروع میں مسترشد کا بنایا ہوا محل جل گیا جو بہت خوبصورت تھا، خلیفہ مقتفی نے اپنی خاص لونڈیوں کے ساتھ اس میں تین روز قیام کیا، اسی دوران ایک باندی کے ہاتھ میں شمع تھی جو کسی لکڑی سے لگ گئی جس کی وجہ سے آگ لگی جس میں محل جل گیا، اللہ کے فضل و کرم سے خلیفہ بمع اہل و عیال صحیح سلامت رہا، صبح ہوتے ہی خلیفہ نے بہت کچھ صدقہ خیرات کیا، بہت سے قیدیوں کو آزاد کیا۔

اسی زمانہ میں رجب میں خلیفہ اور سلطان مسعود کے درمیان جنگ ہوگئی، خلیفہ نے جوامعات، مساجد کی طرف پیغام بھیجا، تین روز تک وہ بند رہی، اس کے بعد دونوں نے صلح کر لی سال رواں ہی کے وسط ذیقعدہ میں جمعہ کے روز سلطان مسعود کی موجودگی میں واعظ نے تقریر کی، سلطان مسعود نے لوگوں پر بہت زیادہ ٹیکس عائد کیا تھا، اس نے تقریر کے دوران بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا اے عالم کے بادشاہ آپ بعض مرتبہ خوش ہو کر گلوکار کو اتنا مال دیتے ہیں جتنا آپ نے مسلمانوں پر ٹیکس لگایا ہے، آپ مجھے گلوکار سمجھ لیں اور اس وقت آپ خوش بھی ہیں تو آپ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے مجھ سے ٹیکس معاف کر دیں، بادشاہ نے کہا معاف کر دیا، لوگوں نے خوب اسے دعائیں دیں اس پر ایک تحریر نامہ لکھا

(۱)( تذکرة الحفاظ : ۱۲۸۴/۴ . ۱۲۸۶ . دول الاسلام : ۵۷/۲ . شذرات الذهب ۱۲۵/۴ . العبر : ۱۱۰/۴ . الكامل ۱۰۷/۱۱۰ . المنتظم . ۱۱۶/۱۰ . ۱۱۷ . النجوم الزاهرة ۲۷۸/۵ . الوافی بالوفيات : ۳۲۵/۷ )

(۲)( انباه الرواة : ۳۳۵/۳ . ۳۳۷ . الانساب : ۳۳۷/۳ . بغيته الوعاة ۳۰۸/۲ . تذكرة الحفاظ : ۱۲۸۶/۴ . تلخيص ابن مكتوم : ۲۵۷ . ۲۵۹ تتمته المغتيصر : ۷۲/۲ . تاريخ برو كلمان : ۱۶۳/۵ . ۱۶۴ . ذيل طبقات الحنابله : ۲۰۴/۱ . ۲۰۷ . شذرات الذهب ۱۲۷/۴ . طبقات ابن قاضی شهبه ورقه ۲۶۰ . العبر : ۱۱۰/۴ )

گیا اور ٹیکس کی معافی کا عام اعلان کیا گیا، لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

اس سال بارش کی کمی کی وجہ سے نہروں کا پانی بہت کم ہو گیا، کثرت سے ٹڈیاں نکل آئیں، لوگوں کے گلے خراب ہو گئے، اس کی وجہ سے جانی نقصان بہت ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی زمانہ میں حاکم موصل وحلب وغیرہ ملک عماد الدین زنگی ابن قیم الدولہ الترکی قتل کیا گیا اس نے جعبر قلعہ کا محاصرہ کر رکھا تھا شہاب الدین سالم بن مالک عقیلی نے زنگی کے چند غلاموں کو رشوت دیکر پانچ ربیع الاول کو اسے قتل کرا دیا، عماد کاتب کا قول ہے زنگی اس وقت نشہ کی حالت میں تھا، واللہ اعلم۔ زنگی بہترین بادشاہوں میں سے تھا، حسن صورت وحسن سیرت کا مالک تھا، بہادر، عقلمند تھا، اطراف کے بادشاہ اس کے ماتحت تھے، عوام کی خواتین کے بارے میں بہت زیادہ غیرت مند تھا، معاملہ کے اعتبار سے اچھا تھا، عوام کے معاملہ میں نرم تھا، اس کے بعد اس کا لڑکا سیف الدولہ موصل کا حاکم بنا حلب کا حاکم نور الدین محمود بنا، نور الدین نے رہا شہر پر دوبارہ قبضہ کر لیا اس کے والد نے اس کو فتح کیا تھا، اس کے انتقال کے بعد عوام نے بغاوت کر دی نور الدین نے ان کو مغلوب کر دیا۔

اسی سال مغرب کے حاکم ملک عبد المؤمن اور خادم ابن ترتوت نے طویل جنگوں کے بعد جزیرۂ اندلس پر قبضہ کر لیا۔ سال رواں ہی میں فرنگیوں نے طرابلس الغرب شہر پر قبضہ کر لیا۔

اس سال دمشق کے حاکم نے بعلبک پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں نجم الدین ایوب دمشق کے حاکم کے پاس آیا اس نے قلعہ اس کے سپرد کر کے اسے امن دے دیا۔ اسی برس سلطان مسعود نے اپنے دربان عبد الرحمٰن بن طغرل بیگ کو اور رے کے حاکم عباس کو قتل کر دیا اور عباس کا سر اس کے ساتھیوں کے سامنے ڈال دیا، وہ گھبرا گئے انہوں نے عباس کے خیموں کو لوٹ لیا، عباس بہت بہادر تھا، اس نے اپنے مخدوم جوہر کے ساتھ باطنیوں کو بہت زیادہ قتل کیا حتیٰ کہ رے شہر میں ان کے سروں کی آذان گاہ بنا دی۔ اسی زمانہ میں خلیفہ کی لڑکی پر دیوار گری جس کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا، امراء اس کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ اس سال قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

## خواص کی وفات

**زنگی بن اقسنقر** ...... ان کے حالات آ چکے ہیں یہ نور الدین محمود کے والد تھے، شیخ ابو شامہ نے روضتین میں تفصیل سے ان کے حالات بیان کئے ہیں۔

**سعد الخیر کے حالات** [1] ...... یہ سعد الخیر محمد بن سہل بن سعد ابو الحسن المغربی الاندلسی الانصاری مختلف شہروں کا سفر کر کے نفیس کتب حاصل کیں ابن الجوزی وغیرہ نے ان سے روایات لیں، بوقت وفات غزنوی کے بارے میں نماز جنازہ کی وصیت کی نیز عبد اللہ ابن الامام احمد کی قبر کے پاس تدفین کی وصیت کی، نماز جنازہ میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔

**شافع بن عبد الرشید کے حالات** [2] ...... یہ شافع بن عبد الرشید ابن القاسم ابو عبد اللہ الجیلی الشافعی، الکیا، غزالی وغیرہ سے فقہ حاصل کی، کرخ میں رہتے تھے، جامع منصور کے برآمدہ میں ان کا حلقہ لگتا تھا، ابن الجوزی کا قول ہے میں ان کے حلقہ میں حاضر ہوتا تھا۔

---

(۱) (الانساب : ۲/ ۲۹۷، ۲۹۸ شذرات الذہب : ۴/ ۱۲۸، طبقات السبکی ۷/ ۹۰، العبر : ۴/ ۱۱۲، ۱۱۳، اللباب : ۱/ ۲۶۰ : المنتظم ۱۰/ ۱۲۱ ! معجم البلدان ۱/ ۴۹۱، مرآۃ الزمان : ۸/ ۱۱۶، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد : ۱۲۰ ! ۱۲۱، الوافی بالوفیات ۵ : ۱۶، ۹۰ )

(۲) ( طبقات السبکی ۷/ ۱۰۱ طبقات الاسنوی ۱/ ۳۲۹، المنتظم ۱۰/ ۱۲۱، ۱۲۲ )

**عبداللہ بن علی** ...... یہ عبداللہ بن علی ابن احمد بن عبداللہ ابومحمد سبط ابی منصور الزاہد سے قراءت پڑھیں اور اس کے بارہ میں کتابیں لکھیں، بے شمار احادیث کا سماع کیا، عمدہ عمدہ کتابیں جمع کیں، اپنی مسجد میں پچاس سال سے زائد امامت کی، لوگوں کو قرآن کی تعلیم دی، ابن الجوزی کا قول ہے میں نے عبداللہ بن علی کی قرآت سے اچھی کسی کی قرآت نہیں سنی، ان کے جنازہ میں بہت سے لوگ شریک ہوئے۔

**عباس شحنۃ الری** ...... موصل تک پہنچ کر اس پر قبضہ کرلیا، پھر مسعود نے انہیں قتل کردیا، رعایا پر خوب خرچ کرنے والے ان کا بہت زیادہ خیال رکھنے والے تھے، انہوں نے باطنیوں کو قتل کر کے ری میں ان کے سروں کا منارہ بنادیا، لوگوں نے ان کے قتل پر بڑے دکھ کا اظہار کیا۔

**محمد بن طراد** ...... یہ محمد بن طراد ابن محمد الزینبی ابوالحسن نقیب النقباء ہیں اور علی بن طراد وزیر کے بھائی ہیں، اپنے والد اپنے چچا ابی نصر وغیرہ سے متعدد احادیث کا سماع کیا، نوے سال کے قریب عمر پائی۔

**وجیہ بن طاہر کے حالات** ...... یہ وجیہ بن طاہر بن طاہر بن محمد بن محمد ابوبکر الشحامی زاہد کے بھائی ہیں، بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا، حدیث کی معرفت حاصل تھی یہ شیخ خوبصورت، اللہ کے خوف سے رونے والے، بہت بڑے ذاکر عمل وقول کے جامع تھے، اسی سال بغداد میں وفات پائی۔



## واقعات ۵۴۲ھ

اسی سال فرنگیوں نے جزیرہ اندلس کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کیا اسی زمانہ میں نورالدین زنگی نے سواحل پر بہت سے قلعے فرنگیوں سے چھینے۔ اسی برس مستنجد باللہ کے والد کی وفات کے بعد اس کے لئے ولی عہد کا خطبہ دیا گیا۔ سال رواں ہی میں عون بن یحییٰ بن ھبیرہ نے دیوان الذمام کی کتابت کا کام سنبھالا، اور زعیم الدین یحییٰ بن جعفر المخزن المعمورہ کا صدر بنا۔

اس سال افریقہ میں غلہ کی گرانی بہت ہوئی اس کے سبب متعدد افراد ہلاک ہوگئے، گھر خالی ہوگئے، قلعے مقفل ہوگئے۔ اسی سال سیف الدین غازی نے فاردین کا محاصرہ کرنے کے بعد اس کے حاکم حسام الدین تمرتاش بن ارتق کی لڑکی سے شادی کرلی، اس پر اس سے صلح کرلی دو سال بعد اسے موصل لایا گیا، اس وقت وہ بہت بیمار تھا اس سے دخول کرنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہوگیا، اس کے بعد اس کا بھائی قطب بن مودود موصل کا حاکم بنا، اس نے بھی اس سے نکاح کیا۔ ابن الجوزی کا قول ہے اس سال صفر میں خواب میں کسی شخص کو کوئی کہہ رہا ہے احمد بن حنبل کی زیارت کرنے والے کی بخشش ہوگئی راوی کہتا ہے کہ ہر عام وخاص نے ان کی زیارت کی ابن الجوزی کا قول ہے اس دن وہاں پر میں نے بھی مجلس منعقد کی تھی اس میں ہزاروں لوگ جمع ہوئے۔

## خواص کی وفات

**اسعد بن عبداللہ** ...... یہ اسعد بن عبداللہ ابن احمد بن محمد بن عبداللہ بن عبدالصمد ابن المھتدی باللہ ابومنصور، بے شمار احادیث کا سماع کیا، یہ نیک صالح انسان تھے، وفات تک اپنے حواس اور قویٰ سے بھرپور فائدہ اٹھایا، ایک سو سات سال کے قریب عمر پائی۔

**ابو محمد عبداللہ بن محمد کے حالات** [1] ...... یہ ابو محمد عبداللہ بن محمد ابن خلف بن احمد بن عمر اللخمی الاندلسی الدباطی الحافظ۔ اقتباس الانوار والتماس الازھار فی انساب الصحابۃ ورواۃ الآثار۔ کتاب کے مصنف ہیں یہ بڑی بڑی تصانیف میں سے عمدہ تصنیف ہے، بیس جمادی الاولی بروز جمعہ بریہ میں شہید کردیئے گئے۔

**نصر اللہ بن محمد کے حالات** [2] ...... یہ نصر اللہ بن محمد ابن عبدالقوی ابوالفتح اللاذقی المصیصی الشافعی، شیخ نصر بن ابراہیم المقدسی سے صور میں فقہ حاصل کی، ان سے اور ابوبکر خطیب سے حدیث کا سماع کیا بغداد اور انبار میں بھی حدیث کا سماع کیا، شام کے مشائخ میں سے تھے، اصول و فروع میں فقیہ تھے ۹۴ سال کی عمر پا کر اسی سال وفات پائی۔

**ھبۃ اللہ بن علی کے حالات** [3] ...... یہ ھبۃ اللہ بن علی ابن محمد بن حمزہ ابوالسعادات ابن الشجری النحوی ہیں، سن ولادت ۴۵۰ ہے، حدیث کا سماع کیا، نحاۃ کی ریاست انہی پر منتھی ہوتی ہے، انہی کا قول ہے کہ میں نے ایک شعر سنا جو مذمت میں مکوبہ کے قول سے بھی زیادہ بلیغ تھا۔

ترجمہ ...... میں مشک ہوں جو تمہارے پاس ضائع ہوگئی ہے حالانکہ اکثروں کے پاس وہ مہکتی ہے۔

## واقعات ۵۴۳ھ

اسی سال مجیرالدین بن اتابک دمشق نے حلب کے حاکم نورالدین سے فرنگیوں کے خلاف مدد مانگی چنانچہ وہ فوراً ان کے مقابلہ میں نکلا، ارض بصریٰ میں ان سے لڑائی کر کے انہیں شکست دیدی اور واپس آ گیا، کسوۃ مقام پر قیام کیا، دمشق کے بادشاہ مجیرالدین ارتق نے نکل کر اس کی خدمت کی، دماشقہ نے نورالدین کی عزت کا مشاہدہ کیا حتیٰ کہ وہ اپنے لئے اس کی تمنا کرنے لگے۔ اسی زمانہ میں فرنگیوں نے مہدیہ پر قبضہ کیا، اس کا حاکم حسن بن علی بن یحییٰ بن تمیم بن معز بن بادیس بن منصور بن یوسف بن بلکین اپنے اہل وعیال کے ساتھ وہاں سے فرار ہوگیا، وہ اپنے مال کے ساتھ شہروں میں ہلاک ہوگیا، علاقوں نے انہیں کھالیا، یہ بنی بادیس کا آخری بادشاہ تھا، ان کی حکومت کی ابتدا سن ۳۳۵ میں ہوئی تھی، فرنگی مہدیہ کہ مال اور خزانوں سے بھرے ہوئے شہر میں داخل ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سال رواں ہی میں فرنگیوں نے ستر ہزار جانبازوں کے ساتھ دمشق کا محاصرہ کرلیا، جرمن کا بادشاہ بھی اتنے ہی لوگوں کے ساتھ ان کے ساتھ تھا۔ اس وقت دمشق کا بادشاہ مجیرالدین تھا اور اس کا اتالیق معین الدین تھا یہ اسی سال سات ربیع الاول ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے، دمشق کا بادشاہ ایک لاکھ تیس ہزار جانبازوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا، دونوں گروہوں میں شدید لڑائی ہوئی، پہلے روز دوسو ۲۰۰ مسلمان قتل ہوئے اور فرنگی بے شمار قتل ہوئے، ایک مدت تک جنگ جاری رہی۔ مصحف عثمان جامع کے صحن میں لایا گیا، اس کے اردگرد لوگوں نے جمع ہو کر خوب دعائیں کیں، خواتین اور بچے برہنہ

---

(۱) ( بغیتہ الملتمس : ۳۴۹ . تذکرۃ الحفاظ : ۱۳۰۷/۴ . ۱۳۰۸ . تاج العروس ۱۴۳/۵ کشف الظنون : ۱۳۴ . معجم البلدان : ۴۵/۳ . معجم ابن الآبار : ۲۳۷ . ۲۳۳ . نفح الطیب : ۴۶۲/۴ . ھدیتہ العارفین : ۴۵۶/۱ . وفیات الاعیان : ۱۰۶/۳ . ۱۰۷ )

(۲) ( انباہ الدواۃ : ۳۵۶/۳ . ۳۵۷ . اشارۃ التعین : ۵۷ . البدر المسافر : ق ۲۱۹ بغیتہ الوعاۃ : ۳۲۴/۲ . تلخیص ابن مکتوم : ۴۰۷ . ۴۰۸ . تاریخ برکلمان : ۱۶۵/۵ روضات الجنات : ۲۳۱ . شندرات الذھب : ۱۳۲/۴ . ۱۳۴ . طبقات ابن قاضی شھبہ ۲۸۰/۲ . ۲۸۲ . العبر : ۱۱۶/۴ . کشف الظنون : ۱۶۲ . ۱۷۴ . المنتظم : ۱۰ . ۱۳۰ . معجم الادباء : ۲۸۲/۱۹ . ۲۸۴ . مرآۃ الجنان : ۲۷۵/۳ ۲۷۷ . ھدیتہ الوارفین : ۵۰۵/۲ )

(۳) ( الاسنوی : ۴۳۱/۲ . ۴۳۲ . تذکرۃ الحفاظ : ۱۲۹۴/۴ . دول الاسلام ۵۸/۲ . الدراس ۱۰۲/۱ . شندرات الذھب : ۱۳۱/۴ . طبقات السبکی ۳۲۰/۷ . ۳۲۱ . )

سرورو کر دعائیں کرتے رہے، شہروں میں ریت اڑتی رہی، دمشق کے اتالق نے حلب کے حاکم نورالدین محمود اور اس کے بھائی موصل کے حاکم سیف الدین غازی سے مدد طلب کی، وہ دونوں فوراً ستر ہزار جانبازوں کے ساتھ ان کی مدد کو نکلے، جب فرنگیوں کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ شہر چھوڑ کر فرار ہو گئے، لیکن انہوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کے بے شمار افراد قتل کر دیئے، الیاس نامی ان کے پادری کو بھی قتل کر دیا، اسی نے فرنگیوں کو دمشق کا محاصرہ کرنے پر برانگیختہ کیا تھا، اور دلیل یہ پیش کی تھی کہ مجھ سے خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دمشق کی فتح کا وعدہ کیا ہے، یہ بھی اس موقع پر قتل کیا گیا (اللہ اس پر لعنت کرے) محاصرہ سے فرنگیوں کا مقصود دمشق شہر پر قبضہ کرنا تھا، لیکن اللہ نے اپنی قدرت اور طاقت سے اس کی حفاظت فرمائی، اسی کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ......اگر یہ بات نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک دوسرے سے زور نہ گھٹوا تا رہتا تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے۔ دمشق شہر پر کفار قبضہ نہیں کر سکتے کیوں کہ اس کے بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جگہ فتنوں اور فساد کے وقت اسلام کا قلعہ ثابت ہوگی، اسی مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

فرنگیوں نے بھی اس موقع پر دمشق کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا، مقتولین میں فقیہ کبیر ملقب بہ حجۃ الدین شیخ المالکیہ بھی تھے، اسی طرح ابوالحی، یوسف بن درناس الفند راوی بھی ارض نیرب میں قتل ہوئے، اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

دمشق کے حاکم مجیرالدین نے فرنگیوں سے دمشق کے بدلہ بانیاس علاقہ پر صلح کر لی، انہوں نے دمشق چھوڑ کر بانیاس علاقہ لے لیا۔ اسی سال سلطان مسعود اور اس کے وزراء کے درمیان اختلاف ہو گیا، جس کی وجہ سے وہ اس سے جدا ہو گئے، انہوں نے بغداد میں عوام سے قتال کر کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا، اس کے بعد التاج کی طرف پہنچ کر انہوں نے بادشاہ سے معذرت کرتے ہوئے اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا، پھر وہ نہروان کی طرف چلے گئے، شہروں میں پھیل گئے، وہاں پر انہوں نے لوٹ مار کی جس کی وجہ سے عراق میں غلہ کی گرانی ہو گئی۔ سال رواں ہی میں ابوالحسن علی بن احمد بن علی بن الدامغانی کو بغداد کو قاضی القضاۃ بنادیا گیا یہ تقرری الزینبی کی وفات کے بعد ہوئی۔

اسی سال غور کے حاکم سولی بن حسین نے غزنہ شہر پر قبضہ کیا اس کا حاکم بہرام شاہ بن مسعود نے فرغانہ کے حاکم سے مدد طلب کی، فرغانہ کا حاکم لشکر لے کر آیا، اس نے سولی سے غزنہ چھین کر اسے گرفتار کر کے سولی پر لٹکا دیا، سولی سخی، فراخ دل، راہ خدا میں خوب دل کھول کر خرچ کرنے والا تھا۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور افراد

**ابراہیم بن محمد کے حالات**[۱] ...... یہ ابراہیم بن محمد ابن نہار بن محرز الغنوی الرقی، حدیث کا سماع کیا، شاشی، غزالی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، امام غزالی کی تصانیف کو لکھا پھر ان کو آپ کے سامنے پڑھا، ابراہیم بارعب، خاموش انسان تھے، اسی سال ذی الحجہ میں اسی سال کے قریب عمر پا کر وفات پائی۔

**شاھان شاہ بن ایوب** ...... یہ شاھان شاہ بن ایوب ابن شادی نورالدین کے ساتھ شہید کئے گئے، الست عذار کے والد ہیں جو عذاریہ کی وقف کرنے والے ہیں، اور التقویہ کے وقف کرنے والے تقی الدین بن عمر ہیں۔

**علی بن حسین کے حالات**[۲] ...... یہ علی بن حسین ابن محمد بن علی الزینبی ابوالقاسم الاکمل بن ابی طالب نورالھدیٰ بن ابی الحسن نظام الحضر

(۱) (تذکرۃ الحفاظ: ۱۲۹۷/۴۔ شذرات الذھب: ۱۳۵/۴۔ طبقات السبکی ۳۶/۷۔ العبر: ۱۱۹/۴۔ الکامل فی التاریخ: ۱۳۷/۱۱۔ المنتظم: ۱۳۴/۱۰۔ الوافی بالوفیات: ۱۱۸/۶)

(۲) (تذکرۃ الحفاظ: ۱۲۷۲/۴۔ الجواھر المضیۃ: ۵۶۸/۲۔ دول الاسلام: ۵۹/۲۔ شذرات الذھب ۱۳۵/۴۔ اطبقات السنیہ رقم ۱۴۸۴۔ الکامل: ۱۴۲/۱۱۔ المنتظم: ۱۳۵/۱۰۔ ۱۳۶ النجوم الزاھرۃ: ۲۸۲/۵)

تین ابن نقیب النقباء ابی القاسم بن قاضی ابی تمام العباسی بغداد کے قاضی القضاۃ تھے حدیث کا سماع کیا، فقیہ، رئیس، باوقار خوبصورت، صاحب پسندیدہ مذہب، کم گو انسان تھے، خلیفہ کے ساتھ ان کا موصل کا سفر ہوا تھا، وہاں پر بہت فیصلے کئے، پھر بغداد آ گئے وہیں ساٹھ سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی، جنازہ میں لوگوں کے ایک جمِ غفیر نے شرکت کی۔

**ابوالحجاج یوسف بن درباس کے حالات** [1] ...... یہ ابوالحجاج یوسف بن درباس الفندلاوی، دمشق میں مالکیہ کے شیخ تھے، اس سال ارض نیرب کے نیلہ کے قریب چھ ربیع الاول بروز ہفتہ قتل کئے گئے یہ اور شیخ عبدالرحمٰن الحلجولی زاہدین میں سے تھے۔

## واقعات ۵۴۴ھ

اسی سال قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمر بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی السبتی قاضی کی وفات ہوئی علماء مالکیہ کے شیخ تھے، متعدد کتب کے مصنف تھے، جیسے شرح مسلم مشارق الانوار۔ وغیرہ، ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں، بہت سے علوم کے امام تھے مثلاً فقہ، لغت، حدیث، ادب، تاریخ سن ولادت ۴۴۶ ہے، اسی جمادی الاخری یا رمضان میں جمعہ کے روز وفات پائی۔

اسی زمانہ میں حلب کے بادشاہ نورالدین محمود بن زنگی نے فرنگیوں کے شہروں پر حملہ کر کے بہت سے فرنگیوں کو قتل کر دیا مقتولین میں انطاکیہ کا حاکم البرنس بھی تھا، ان کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا فرنگی نے دمشق کے حاکم معین الدین سے مدد طلب کی، اس نے امیر مجاہد الدین بن مروان بن ماس کی ماتحتی میں لشکر بھیجا، اس لشکر نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا، شعراء نے اس غزوہ کے بارے میں خوب اشعار کہے، ابن القیسرانی شاعر نے بھی اشعار کہے ابوشامہ نے روضتین میں وہ اشعار نقل کئے ہیں۔ اسی زمانہ میں بدھ کے روز تین ربیع الثانی کو ابومظفر یحییٰ بن ھبیرہ خلیفہ کا وزیر بنا، عون الدین اس کا لقب رکھا گیا، اس پر خلعت کی گئی۔

سال رواں ہی میں بادشاہ شاہ بن محمود نے امراء اور ترکمان کی ایک جماعت (جس میں علی بن دبیس تھا) کے ساتھ بغداد کا رخ کیا، خلیفہ سے خطبہ کا مطالبہ کیا، خلیفہ نے انکار کر دیا، خلیفہ کے پاس خطوط آتے رہے، خلیفہ نے سلطان مسعود کے پاس خط لکھا کہ اسے آنے پر آمادہ کرے، لیکن اس نے تاخیر کی، وقت تنگ ہو گیا، حالات بہت کشیدہ ہو گئے، ملک سنجر نے اپنے بھتیجے کو خلیفہ کے پاس آنے سے سختی سے منع کر دیا، وہ سال کے آخر میں آیا، اسی وقت حالات درست ہو گئے، کشیدگی خوشی میں تبدیل ہو گئی۔

اس برس سخت زلزلہ آیا، دس بار زمین ہلی، حلوان کا پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، نہر جوری کی خانقاہ گر گئی، لوگ ذات الجنب کی بیماری میں مبتلا ہو گئے، مریض بات کرنے سے پہلے ہی مر جاتا۔

اسی سال موصل کے حاکم سیف الدین غازی بن زنگی کا انتقال ہوا، ان کا بھائی قطب الدین مودود بن زنگی حاکم بنا، اس نے اپنے بھائی کی بیوی خاتون بنت تمرتاش بن ایلغازی بن ارتق سے شادی کی، اس کے بھائی نے اس عورت سے دخول نہیں کیا تھا، قطب الدین کی اس بیوی سے ہونے والی ساری اولاد موصل کی حاکم بنی، اس عورت نے پندرہ بادشاہوں کے سامنے دوپٹہ اتارا تھا۔

اسی برس نورالدین نے سنجار فتح کیا اس کے بھائی قطب الدین مودود نے اس سے واپس لینے کے لئے لشکر تیار کیا پھر دونوں میں آپس میں صلح ہو گئی، قطب الدین نے اپنے بھائی کو سنجار کے بدلہ میں رحبہ پور حمص دیدیا، سنجار قطب الدین کے پاس رہا، نورالدین اپنے شہر واپس آ گیا، پھر اس نے فرنگیوں سے لڑائی کر کے ان کے بہت سے افراد قتل کر دیے، انطاکیہ کا حاکم برنس گرفتار کر لیا گیا شعراء نے اس پر اس کی تعریف کی، فتح قیسرانی نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ کہا جس کے ابتدائی اشعار درج ذیل ہیں۔

(۱) (تاریخ ابن القلانسی : ۴۴۶ . شذرات الذهب : ۱۳۲/۴ . العبر : ۱۲۰/۴ . اللباب : ۴۴۲/۲ . معجم البلدان : ۲۷۷/۴ . ۲۷۸ . مرآة الزمان : ۱۲۱/۸)

(۱)...... یہ عزائم ہیں نہ کہ شور کرنے والی تلواریں یہ باتوں کے بجائے حقیقی کارنامے ہیں۔
(۲)...... یہ وہ ارادے ہیں جب یہ خطاب کریں تو ان کے سامنے اشعار اور خطیب بے وقعت ہو جاتے ہیں۔
(۳)...... اے ابن عماد الدین تو نے اس کی چوٹی سے ہتھیلی سے مصافحہ کیا ہے اور کوشش اس کے ورے تھک جاتے ہیں۔
(۴)...... اور ہمیشہ ہی تیرا نصیبہ ہر بلند چوٹی پر تعمیر کرتا ہے، حتیٰ کہ اس کی سفید رسیوں نے ایک گنبد بنا دیا۔

اسی سال نور الدین نے حماہ کے قریب قلعہ فامیہ فتح کیا۔ اسی زمانہ میں مصر کے حاکم حافظ لدین اللہ عبدالمجید بن ابی القاسم ابن المستنصر کی وفات ہوئی، اس کے بعد اس کا لڑکا الظافر اسماعیل حاکم بنا، احمد بن الافضل ابن امیر الجیوش نے حاکم مصر حافظ پر غلبہ پالیا تھا، تین دن تک اس کے نام پر خطبہ دیا گیا، آخر کار اس نے آذان میں حی علی خیر العمل کہا، حافظ ہی نے طبل قولنج بنایا تھا جب اس پر چوٹ لگائی جاتی تھی تو اس سے قولنج اور اس میں موجود ہوا اس سے نکلتی۔

اسی زمانہ میں امیر قطز الخادم حجاج کے قافلہ کو لے کر نکلا وہ کوفہ پہنچ کر بیمار ہو گیا، جس کی وجہ سے حجاج کا امیر اپنے غلام قیماز کو بنا کر خود واپس آ گیا، بغداد پہنچنے کے چند دن بعد اس کا انتقال ہو گیا، بدوؤں کو حجاج پر طمع ہوئی، حجاج کی واپسی پر انہوں نے راستہ میں رکاوٹ پیدا کی، قیماز نے ان کے مقابلہ میں سست روی کا مظاہرہ کیا، وہ اپنے لئے امان لے کر حجاج کو ان کے سپرد کر گیا بدوؤں نے اکثروں کو قتل کر دیا، ان کے اموال لوٹ لئے بہت کم ہی صحیح سلامت واپس لوٹے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسی برس معین الدین بن اتابک العساکر کا دمشق میں انتقال ہو گیا، یہ طغتکین کے غلاموں میں سے تھا اور الست خاتون زوجہ نور الدین کا والد تھا، اسی نے باب الفرج میں مدرسہ معینیہ وقف کیا تھا، اس کی قبر الشامیہ البرانیہ کے مقتولوں کے منارہ میں محلّہ عونیہ میں دار البطیخ کے پاس ہے، معین الدین کی وفات کے بعد وزیر رئیس مؤید الدولہ علی ابن الصوفی اور اس کے بھائی زین الدولہ حیدرہ کی قوت میں اضافہ ہو گیا ان دونوں اور ملک مجیر الدین ارتق میں نفرت پیدا ہو گئی، دونوں نے عام اور ذلیل لوگوں پر مشتمل لشکر تیار کیا، جنگ ہوئی بہت افراد ہلاک ہوئے، پھر دونوں میں صلح ہو گئی۔

## خواص کی وفات

**احمد بن نظام الملک کے حالات** [1] ...... یہ احمد بن نظام الملک ابوالحسن علی بن نصر ہیں، مسترشد اور سلطان محمود کے وزیر تھے، حدیث کا سماع کیا، اچھے وزراء میں سے تھے۔

**احمد بن محمد کے حالات** [2] ...... یہ احمد بن محمد ابن الحسین الارجانی تستر کے قاضی تھے، حدیث روایت کی، ان کے عمدہ اشعار ہیں جو اپنے اندر اچھے معانی لئے ہوئے ہیں۔

(۱)...... مصائب کے وقت میں نے لوگوں کو قابل اعتماد شخص کی جستجو میں آزمایا۔
(۲)...... میں اچھی بری دونوں حالتوں سے گذرا ہوں، میں نے قبیلہ میں آواز دی ہے کوئی مددگار۔
(۳)...... میں نے تکلیف کے وقت لوگوں کو خوش ہونے والا پایا اور خوشی میں حسد کرنے والا پایا۔

(۱) الفخری: ۳۰۶ = الکامل فی التاریخ: ۱۱/۱۴۷ = المنتظم: ۱۰/۱۳۸، ۱۳۹، الوافی بالوفیات: ۶/۳۲۱۔

(۲) (الانساب: ۱/۱۷۴۔ تذکرۃ الحفاظ: ۴/۱۳۰۶۔ تتمۃ المختصر: ۲/۷۷۔ ۷۸۔ تاریخ برکامان ۵/۳۳۔ ۳۴۔ دول الاسلام، ۲/۶۰۔ شذرات الذھب: ۴/۱۳۷۔ طبقات السبکی: ۶/۵۲۔ ۵۷۔ طبقات الاسنوی: ۱/۱۱۰۔ ۱۱۲۔ العبر: ۴/۱۲۱۔ الکامل ۱۱/۱۴۷۔)

(۴)........میں نے دنیا کی محبت چھوڑ دی کسی کی طرف متوجہ ہوئے بغیر میں چل دیا۔
(۵)........اے میری دونوں آنکھو تم ایک نظر سے خوش ہو، تم نے میرے دل کو تلخ تر گھاٹ پر وار کیا ہے۔
(۶)........اے میری دونوں آنکھو میرے دل سے رک جاؤ، کیوں کہ دو کا ایک کے قتل میں کوشش کرنا بغاوت ہے۔
قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی کی وفات بھی اسی سال ہوئی، متعدد کتب کے مصنف ہیں، ان کے چند اشعار ہیں:
(۱)........اللہ ہی جانتا ہے کہ جب سے میں نے تم کو نہیں دیکھا میں کتنا بے چین ہوں۔
(۲)........اگر میں قادر ہوتا تو ہوا کے ذریعہ اڑ کر تمہارے پاس پہنچ جاتا، کیوں کہ تمہاری جدائی میرے لئے ناقابل برداشت ہے ان کے حالات ابن خلکان نے بڑے اچھے انداز میں بیان کئے ہیں۔

**عیسیٰ بن ھبتہ اللہ**........ یہ عیسیٰ بن ھبتہ اللہ ابن عیسیٰ ابوعبداللہ النقاش حدیث کا سماع کیا، سن ولادت ۴۵۰ ہے، ابن الجوزی کا قول ہے عیسیٰ خوش مزاج، نرم خو انسان تھے، ان کی نادر عمدہ عمدہ باتیں ہیں، عقلمندوں کی صحبت میں رہے، میرے پاس بھی ان کی آمد و رفت تھی، مجھ سے خط و کتابت بھی رہتی تھی، ایک بار میں نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کے پاس خط لکھا، عیسیٰ نے اس کے جواب میں لکھا کہ اسقدر آپ نے تعظیمی کلمات کہے کہ مجھے استہزاء کا اندیشہ ہو گیا، اس خط میں مندرجہ ذیل اشعار بھی تھے۔
(۱)........جب شیخ نے خوشی محسوس کی تو یہی میری موت کا سبب بنی۔
(۲)........آپ نے نہیں دیکھا کہ چراغ کے بجھنے سے پہلے اس سے شعلہ نکلتا ہے۔

**غازی بن آقسنقر**........موصل کا حاکم ملک سیف الدین جو کہ حلب و دمشق کے حکمران نورالدین محمود کا بھائی تھا۔ سیف الدین بہترین بادشاہ اور سیرت صورت اور نیت کے اعتبار سے عام بادشاہوں سے بہت بہتر تھا۔ نہایت بہادر اور سخی تھا۔ اپنی فوج کے لئے روزانہ ایک سو بکریاں اور غلاموں کے لئے تین بکریاں ذبح کرواتا تھا۔ عید کے دن ایک ہزار بکریاں ذبح کرواتا۔ گائے اور مرغیوں کی تعداد ان کے علاوہ تھی اطراف کے بادشاہوں میں یہ پہلا بادشاہ تھا جس نے اپنے سر پر جھنڈا اٹھایا اور ہر سپاہی کے لئے گرز اور تلوار کے ساتھ سوار ہونا لازم کیا۔
سیف الدین نے موصل میں ایک مدرسہ اور ایک خانقاہ تعمیر کرائی حیص بیص (یہ سعد بن محمد بن سعد صیفی تمیمی ہے جو کہ اھل بغداد کا مشہور شاعر تھا لقب ابوالفوارس تھا شروع میں فقہ سے شغف تھا شاعر اور ایک؟ بن گیا حیص بیص کا معنی تکلیف اور پریشانی ہے۔ اس نے لوگوں کے لئے کہا تھا یہ لوگ کتنے حیص بیص میں ہیں۔ چنانچہ اس کا نام نے یہی پڑ گیا) نے جب اس کی مدح کی تو اسے ایک ہزار دینار اور خلعت انعام میں دیئے۔ جمادی الاخر کے مہینے میں بخار میں مبتلا ہو کر اس کا انتقال ہو گیا اور اسی مدرسہ میں مدفون ہوا۔ اس وقت اس کی عمر چالیس سال تھی اور اپنے باپ کے بعد اس نے تین سال پچاس دن حکومت کی۔ اللہ اس پر رحم کرتے۔

**قطز الخادم**........ یہ بیس سال سے زائد عرصے تک حجاج کرام کے امیر رہے۔ حدیث سنی اور ابن الزاغونی کو حدیث بیان کی علم وصدقہ سے محبت کرنے والے شخص تھے حاجی ان کے ساتھ بہت آرام راحت اور امن میں ہوتے تھے یہ سب اس لئے تھا کہ خلفاء اور بادشاہوں کے ہاں ان کا بڑا مقام اور وجاہت تھی۔ گیارہ ذوالقعدہ منگل کی رات انتقال ہوا اور رقافہ میں انہیں دفن کیا گیا۔

## ۵۴۵ھ کے واقعات

اس سال فامیہ کا مضبوط قلعہ نورالدین محمود کے ہاتھوں فتح ہوا۔ بعض مؤرخین کے مطابق ایک سال پہلے فتح ہوا تھا۔ اس سال نورالدین نے دمشق پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا بلکہ اس نے وہاں کے حاکم مجیرالدین ارتق اور اس کے وزیر ابن الصوفی کو خلعت دی اور اپنا خطبہ وہاں

پڑھوایا اور اپنا سکہ بھی جاری کروایا۔

اسی سال قلعہ اعزاز بھی فتح کیا اور بادشاہ جوسلین کے بیٹے کو گرفتار کرلیا مسلمان بہت خوش ہوئے۔

اس کے بعد اس نے جوسلین کو بھی گرفتار کرلیا جس کی بھی مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی۔ اس نے جوسلین کے زیر قبضہ بہت سے شہر فتح کئے۔ اس سال محرم میں یوسف دمشقی مدرسہ نظامیہ میں تدریس کے لئے آئے اور انہیں خلعت عطا ہوئی۔ مگر چونکہ اس میں خلیفہ یا سلطان کا حکم نہ تھا اس لئے انہیں روک دیا گیا اور وہ گوشہ نشین ہوئے اور کبھی مدرسہ کی طرف نہیں گئے۔ ادھر خلیفہ کے اجازت اور سلطان کے حکم پر مدرسہ شیخ ابوالنجیب نے سنبھال لیا۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس سال یمن میں خون کی بارش ہوئی جس نے لوگوں کے کپڑے رنگ دیئے۔

## ۵۴۵ھ میں وفات پانے والے بڑے لوگ

**حسن بن ذوالنون** ..... یہ ابن ابی القاسم بن ابوالحسن۔ ابوالمناخر نیشاپوری ہیں یہ بغداد آئے اور وعظ میں اشاعرہ کو برا بھلا کہا تو حنابلہ نے آپ کو پسند کرلیا مگر چھان بین سے پتہ چلا کہ یہ معتزلی ہیں لہٰذا شہرت کم ہوگئی ان کی ہی وجہ سے بغداد میں خانہ جنگی ہوئی۔ ابن جوزی نے ان سے کچھ اشعار سنے:

مات الکرام ومروا وانقصوا ومضوا
ومات من بعدهم تلک الکرامات
وخلفوني في قوم ذوي سفه
لو ابصروا طيف ضيف في الكرى ماتوا

ترجمہ ..... اچھے لوگ مرگئے گذر گئے ختم ہوگئے اور چلے گئے ان کے بہت اچھے کام بھی ختم ہوگئے اور وہ مجھے ان بے وقوف لوگوں میں چھوڑ گئے جو نیند میں بھی اگر مہمان کو دیکھیں تو مرجائیں۔

**عبدالملک بن عبدالوہاب** ..... یہ قاضی بہاؤالدین حنبلی ہیں فقہ حنفی اور فقہ حنبلی دونوں کے ماہر تھے اور دونوں کی جانب سے مناظرے کیا کرتے تھے۔ ان کو شھداء کے قبرستان میں اپنے باپ اور دادا کے ہمراہ دفن کیا گیا۔

**عبدالملک بن ابی نصر بن عمر** ..... یہ ابوالمعالی الجیلی ہیں جو کہ فقیہ، عابد غریب اور نیک شخص تھے رہنے کو گھر بھی نہ تھا متروک قسم کی مساجد میں رات گذار دیا کرتے تھے مکہ میں مقیم ہوئے۔ عبادت کرتے اور علم دوسروں تک پہنچاتے۔ اھل مکہ ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

**فقیہ ابوبکر ابن العربی** ..... ابوبکر ابن العربی المالکی۔ ترمذی کے شارح اور فقیہ عالم زاہد اور عبادت گذار شخص تھے آپ نے فقہ میں مصروفیت کے بعد حدیث کا سماع کیا۔ امام غزالی کے شاگرد بنے۔ مگر امام غزالی کو فلاسفہ کی رائے سے متہم کرتے اور کہتے کہ یہ ان کے درمیان داخل ہوگیا اور وہاں سے نہیں نکل سکا۔

## ۵۴۶ھ کے واقعات

۵۴۶ھ میں سلطان نورالدین کی فوج نے اسماعیلی علاقوں پر حملہ کیا دشمن کے بہت سے لوگ مارے گئے اور یہ واپس آگیا۔ اسی سال اس نے کئی مہینوں تک دمشق کا محاصرہ کئے رکھا۔ مگر پھر محاصرہ چھوڑ کر حلب چلا گیا اور برہان بلخی کے ہاتھوں صلح ہوگئی اسی سال انگریزوں اور مسلمانوں کی جنگ

ہوئی جس میں مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور بے شمار لوگ شہید ہو گئے یہ واقعہ نور الدین پر بہت شاق گذرا اس نے لذت و آسائش کو انتقام تک ترک کرنے کی قسم کھائی ادھر ترکمانی امراء اور ان کے مددگاروں کا ایک گروپ جوسلیق فرنگی کی گھات میں رہا اور مسلسل گھات میں رہ کر بالآخر اس کو پکڑ لیا پھر نور الدین نے حملہ کر کے ترکمانوں سے جوسلیق کو چھین لیا۔ اور اپنے سامنے اسے ذلیل حالت میں کھڑا کیا اور بعد میں جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد نور الدین اس کے علاقے کی طرف گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اور اس کے مال پر بھی قبضہ کر لیا۔

اس سال ذوالحجہ میں ابن العبادی نے جامع منصور میں تقریر کی قریب تھا کہ حنابلہ اس دن فتنہ کی آگ بھڑکا دیتے مگر اللہ کے لطف و مہربانی سے بچ گئے اس سال قیماز ارجوانی لوگوں کے حج کا امیر تھا۔

## ۵۴۶ھ میں وفات پانے والے

**شیخ برھان الدین ابوالحسن بلخی**...... اس سال دمشق کے شیخ الاحناف برھان الدین ابوالحسن بلخی وفات پا گئے پہلے یہ بلخیہ میں مدرس تھے پھر خاتونیہ بزائیہ میں مدرس ہوئے بڑے عالم، باعمل انسان اور متقی پرہیزگار شخص تھے باب الصغیر کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

## ۵۴۷ھ کے واقعات

اس سال سلطان مسعود کا انتقال ہو گیا۔ پھر اس کے بعد سلطان ملکشاہ بن محمود (اس کے بھائی) نے حکومت سنبھالی پھر سلطان محمد نے حکومت لے لی اور اس کا ہی قبضہ ہو گیا اس نے امیر خاص بیگ کو قتل کر دیا اس کا مال و دولت چھین کر اسے کتوں کے سامنے پھنکوا دیا۔

خلیفہ کو واسط میں لوٹ مار اور فتنہ وفساد کی اطلاع ملی تو وہ فوج کے ساتھ بڑی شان سے واسط روانہ ہوا وہاں کے حالات درست کئے اور پھر کوفہ اور حلہ پر حملے کئے پھر دوبارہ بغداد آ گیا اس کی آمد پر بغداد کو سجایا گیا۔ اسی سال مغرب کے حکمران عبدالمؤمن نے بجایہ پر قبضہ کر لیا جو کہ بنی حماد کا علاقہ تھا اس کا آخری حکمران یحییٰ بن عبدالعزیز بن حماد تھا، اس کے بعد عبدالمؤمن تیاری اور فوج کے ذریعے صنہاجہ کا محاصرہ کر کے یحییٰ کے مال و دولت پر قابض ہو گیا۔

اسی سال سلطان نور الدین اور انگریزوں کا خونی معرکہ ہوا جس میں اس نے انگریزوں کو شکست دی اور بے شمار مردار کئے۔ اس سال سلطان سنجر اور غور کے پہلے بادشاہ علاؤالدین الحسین بن الحسین کے درمیان جنگ ہوئی۔ سلطان سنجر نے شکست دے کر اسے گرفتار کر لیا۔ جب اسے سلطان سنجر کے سامنے لایا گیا سلطان نے کہا کہ اگر تو مجھے پکڑ لیتا تو کیا سلوک کرتا؟ تو اس نے چاندی کی ایک ہتھکڑی نکال کر کہا کہ تجھے یہ پہناتا اسپر سلطان سنجر نے اسے چھوڑ دیا۔ چنانچہ پھر غزنی گیا اور اس کے حکمران بہرام شاہ سبکتگینی سے غزنی چھین کر اپنے بھائی سیف الدین کے حوالے کر دیا۔ اس کے جانے کے بعد، اھل شہر نے بغاوت کر کے۔ سیف الدین کو بہرام شاہ کے حوالے کر دیا بہرام نے اس کو سولی دے دی اور پھر کچھ دن بعد خود بھی مر گیا۔ یہ حالات سن کر علاؤالدین واپس غزنی آیا تو خسرو بن بہرام شاہ غزنی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ چنانچہ علاؤالدین نے شہر میں داخل ہو کر تین دن تک لوٹ مار کی اور بہت سے لوگ قتل کر دیئے اور شہریوں کو خوب ذلیل وخوار کیا چنانچہ شہریوں نے شہر سے دور ایک محلے میں بوریوں میں لالا کر مٹی جمع کی اور ایک قلعہ تعمیر کر لیا جو کہ آج تک معروف ہے یوں غزنی سے بنی سبکتگین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کی حکومت ۳۶۶ھ لے کر ۵۴۷ھ تک رہی۔

یہ لوگ بہترین بادشاہ تھے کفار سے خوب جہاد کرتے تھے اموال عورتوں، تعداد اور سامان ان کے پاس کفار سے زیادہ تھے، بت شکنی کی اور کفار کو خوب برباد کیا اور اتنا تباہ کر دیا جتنا دوسرے بادشاہوں نے نہیں کیا ہوگا حالانکہ وہ لوگ بہترین ملکوں والے تھے اور پانی وسبزہ خوب تھا چنانچہ ان کا سب

کچھ فنا ہوگیا اوران کے پاس نہ رہا۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہہ دیجئے اے اللہ! بادشاہت کے مالک! تو جس کو چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ذلت دیتا ہے بے شک تو ھر چیز پر قادر ہے (سورۃ آل عمران آیت ۲۶)۔
پھر علاؤ الدین نے غور، ہندوستان اور خراسان پر قبضہ کرلیا اور اس کی حکومت وسیع ہوگئی سلطان کی گرفتاری کے بعد سے اس کی عظمت میں اضافہ ہوا تھا۔ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ اس سال مرغ نے ایک انڈا دیا، باز نے دو انڈے دیئے اور مادہ شتر مرغ نے نر شتر مرغ کے بغیر انڈہ دیا جو کہ ایک عجیب بات ہے۔

## اس سال وفات پانے والے بڑے لوگ

**المظفر بن اردشیر**...... واعظ ابومنصور العبادی، حدیث کا سماع کر کے بغداد آئے وہاں حدیث املاء کرائی۔ اور وعظ کہا لوگ لکھا کرتے تھے چنانچہ اس کی کئی جلدیں بن گئیں۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ان میں سے ایک جلد میں پانچ باتیں بھی اچھی نہیں ملیں گی۔ ابن جوزی نے اس پر اعتراض کیا ہے اور تنقیص کی ہے مگر ان کی اس بات کی تحسین بھی کی ہے کہ "ایک مرتبہ وعظ کے دوران بارش ہوگئی تو لوگ بارش سے بچنے کے لئے دیواروں کی طرف چلے گئے تو انہوں نے کہا کہ" تم لوگ رحمت کے پانی کی پھوار سے مت بھاگو البتہ آگ کی پھوار سے بھاگو جو غضب کے چقماق سے نکلی ہے۔ ان کی عمر پچاس سے کچھ زائد ہوئی تھی کہ انتقال ہوگیا۔

**سلطان مسعود**...... (تاریخ ابن خلدون (۴۵ ھ) شذرات الذھب (۱۴۵ھ) (الکامل ۱۶۰) وغیرہ) اس سال جمادی الآخر کے اخیر میں بدھ کے دن سلطان مسعود کا انتقال ہوگیا جو کہ عراق وغیرہ کا حکمران تھا اسے اتنی طاقت اور خوش قسمتی حاصل ہوئی جو پہلے اور کسی حکمران کے حصے میں نہیں آئی اور پھر طویل مصیبتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا (جیسا کہ گذرا) اس نے ایک جنگ میں خلیفہ المسترشد کو بھی گرفتار کرلیا تھا جیسا کہ گذرا۔

**یعقوب خطاط کاتب**...... اس سال یعقوب خطاط کا نظامیہ میں انتقال ہوگیا اور اس کی میراث حاصل کرنے کے لئے محکمہ حشر کے لوگ آئے اور فقہا نے انہیں روک دیا چنانچہ ایک بڑی جنگ ہوئی اور انجام کار شیخ ابونجیب کو معزول کردیا گیا اور عدالت میں لے جاکر تعزیر پٹائی لگائی گئی۔

## ۵۴۸ھ کے واقعات

اس سال سلطان سنجر کی ترکوں سے جنگ ہوئی جس میں ترکوں نے اس کی فوج کے اتنے سپاہی مار دیئے کہ ان کی لاشوں کے ٹیلے سے بن گئے اور اس کے امراء کو انہوں نے باندھ کر قتل کردیا۔ اس کے بعد جب اسے لائے تو اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اس کی خاطر زمین کو چوم لیا اور کہا کہ ہم آپ کے غلام ہیں اور بعض بڑے امراء ان کے غلاموں میں سے تھے چنانچہ سلطان نے دو ماہ ان کے پاس قیام کیا۔ پھر یہ لوگ اس کو لے کر چلے اور مرو میں داخل ہوئے یہ مرو خراسان کا دارالحکومت تھا وہاں ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ کیا مرو اسے جاگیر میں دے گا؟ تو اس نے کہا نہیں یہ دارالحکومت ہے اس کا دینا ممکن نہیں۔ اس بات پر لوگ ہنس پڑے اور منہ سے پاد کی سی آواز نکالنے لگے اس پر سلطان سنجر حکومت چھوڑ کر خانقاہ میں چلا گیا اور فقیر بن گیا۔ چنانچہ ان ترکوں نے شہر پر قبضہ کر کے اسے لوٹ لیا اور ویران کر کے چھوڑ بڑا فساد مچایا۔ پھر سلیمان شاہ کو اپنا بادشاہ بنالیا مگر کچھ ہی

عرصے بعد اسے معزول کر دیا پھر سلطان سنجر کے بھانجے خاقان محمود بن کوخان کو حکمران مقرر کر دیا۔ پھر حالات بگڑ گئے ان ممالک کے ہر کونے پر کسی نے کسی شخص کا قبضہ ہو گیا ہے بے شمار حکومتیں قائم ہو گئیں۔

اس سال عبدالمؤمن اور بلاد مغرب کے عربوں کی آپس میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ اسی سال انگریزوں نے غزہ کے ساحل کی طرف سے عسقلان پر قبضہ کرلیا۔ اس سال خلیفہ لشکر لے کر واسط گیا اور وہاں کے حالات درست کئے پھر بغداد لوٹ آیا۔ اور لوگوں کے ساتھ حج پر گیا حج کے قافلے میں قیماز ارجوانی بھی تھا۔

**اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات**...... اس سال دو ہم عصر مشہور شعراء کی وفات ہوئی جو اپنے زمانے کے فرزدن اور جریر مشہور تھے۔

**شعراء**...... ان دونوں میں سے ایک تو ابوالحسن احمد بن منیر الجونی تھا جو کہ حلب میں رہتا تھا۔ دوسرا ابوعبداللہ محمد بن نصر بن صغیر قیسرانی حلبی تھا جو دمشق میں رہتا تھا۔

**علی بن سلاد**...... علی بن سلاد، حاکم مصر ظافر کا وزیر تھا، اس کا لقب عادل تھا۔ ظافر ابوطاہر سلفی کے مدرسہ شافعیہ کا بانی تھا۔ یہ عادل اپنے نام کی ضد تھا بڑا ظالم اور غاصب شخص تھا ابن خلکان نے اس کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔

## ۵۴۹ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ المقتفی بڑا لشکر لے کر تکریت پہنچا اور اس کے قلعے کا محاصرہ کرلیا، اور وہاں اس کی ترکوں اور ترکمانوں سے جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فتح عطا فرمائی پھر وہ واپس بغداد آ گیا۔

**سلطان نورالدین دمشق میں**...... اطلاع ملی کہ مصر میں ان کے خلیفہ ظافر کو مصریوں نے قتل کر دیا اور اس کے باقی بچ جانے والے پانچ ماہ کے بچے کو خلیفہ قرار دے کر الفائز کا لقب دیا ہے چنانچہ خلیفہ مقتفی نے سلطان نورالدین زنگی کو مصر اور شام کے علاقوں کی امارت کا پروانہ عطا کر کے مصر روانہ کر دیا۔

**آگ بھری ہوا**...... اس سال ایک رات عشاء کے بعد زبردست ہوا آئی جس میں آگ تھی اور زمین ہل گئی لوگ خوفزدہ ہو گئے کہ کہیں یہ قیامت نہ ہو، دجلہ کا پانی بھی سرخ ہو گیا تھا اور واسط میں زمین سے خون نکلا جس کا سبب پتہ نہ لگ سکا۔ ملک سنجر کے بارے میں خبر ملی کہ وہ ترکوں کی قید میں بڑی ذلت اور توھین کی حالت میں ہے ہر وقت اپنی حالت پر روتا رہتا ہے۔

اسی سال نورالدین محمود نے دمشق، حاکم الدین ارتق سے چھین لیا، اسے یہ فتح اس کی بدکرداری، حکومت کی کمزوری اور قلعہ میں عوام کا محاصرہ لینے کی وجہ سے حاصل ہوئی محاصرہ نورالدین اور اس کے وزیر مؤید الدولہ نے کیا تھا اور خادم عطاء اپنے ظلم وستم کی بدولت دمشق پر حاوی ہو گیا تھا لوگ دن رات دعائیں کرتے تھے اللہ انہیں نورالدین زنگی کے حوالے کر دے۔ چنانچہ اتفاق یہ ہوا کہ انگریزوں نے عسقلان پر قبضہ کرلیا، جب نورالدین کو اس کا علم ہوا تو اسے رنج ہوا مگر وہ وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا کیونکہ درمیان میں دمشق حائل تھا۔ نورالدین دمشق کا محاصرہ کرنے سے ڈرتا تھا کہ عوام کو اس سے رنج وتکلیف ہو گی۔ اور وہ مجیرالدین کو انگریزوں کی طرف بھیجنے سے بھی ڈرتا تھا کہ وہ اسے تنہا چھوڑ دیں گے کیونکہ کئی بار ایسا ہو چکا تھا۔

یہ بات اس طرح تھی کہ انگریز چاہتے تھے کہ نورالدین زنگی دمشق پر قبضہ نہ کرے کیونکہ اس سے نورالدین کو طاقت ہو جاتی اور انگریز، نور

الدین پر حاوی نہ ہو سکتے تھے بہر حال نورالدین نے امیر اسدالدین شیرکوہ کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ صلح کی گفتگو کے لئے بھیجا مگر مجیرالدین نے اس پر توجہ نہیں دی، نہ اہمیت دی اور نہ ہی شہر کے بڑے لوگوں میں سے کوئی اس کے استقبال کے لئے نکلا۔ چنانچہ شیرکوہ نے اس حرکت کی اطلاع نورالدین کو دے دی چنانچہ نورالدین فوج لے کر آیا اور دمشق کے علاقے عیون الناصریہ (یا عیون الفاسریہ) پر اترا۔ اور مشرقی دروازے سے داخل ہو گیا۔

نورالدین دمشق میں اصفر بروز اتوار ۵۴۹ھ کو داخل ہوا۔ ادھر مجیرالدین قلعہ میں محصور ہو گیا، مگر نورالدین نے اسے وہاں سے اتار اور حمص شہر کی امارت دے کر اسے وہاں بھیج دیا۔ اور قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا یوں اس کا قبضہ دمشق پر مضبوط ہو گیا۔ اس نے شہر میں امان اور نیکی کا اعلان کر دیا، ان کے ٹیکس معاف کر دے اور منبروں پر حکم نامے سنوائے جس سے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انھوں نے نورالدین کو خوب دعائیں دیں۔ ادھر انگریز حاکموں نے بھی اس کو مبارکباد دی اور اس کے قرب کی خواہش کی اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔

## اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات

**رئیس مؤید الدولہ** ...... مجیرالدین ارتق کا دمشق میں وزیر تھا نام علی بن صوفی تھا۔ اس نے بادشاہ پر کئی مرتبہ حملہ کیا جس سے بات بہت بڑھ گئی تھی اور پھر دونوں کے درمیان صلح ہو گئی۔ جیسا کہ گذرا۔

**عطاء خادم** ...... یہ دمشق کا ایک امیر تھا مجیرالدین کے حکم سے یہ کئی معاملات کا نگران تھا اور اسی کا حکم چلتا تھا۔ بعد میں یہ بعلبک پر نائب کے فرائض انجام دیتا تھا بڑا ظالم و غاصب شخص تھا۔ مشرقی دروازے کے باہر مسجد عطاء اسی کے نام سے منسوب ہے۔

## ۵۵۰ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ خوب تیار ہو کر دموقا روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ دموقا کے باشندے اس کے پاس آئے کہ وہ محاصرہ چھوڑ کر چلا جائے کیونکہ یہاں کے باشندے دو فوجوں کے ہاتھوں پہلے ہی بڑی تعداد میں مارے جا چکے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ نے ان کی بات مان لی اور وہاں سے چلا گیا۔ ڈھائی ماہ بعد بغداد واپس آ گیا پھر وہاں سے حلہ اور کوفہ گیا فوج اس کے آگے آگے تھی سلیمان شاہ نے کہا کہ میں سنجر کا ولی عہد ہوں اگر آپ مجھے برقرار رکھیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں محض ایک امیر ہوں۔ اس طرح سلیمان شاہ نے اس سے نیکی کرنے وعدہ کیا۔
یہ خلیفہ کے آگے رہتا گندھے پر دہ لے کر چلتا۔ چنانچہ خلیفہ نے اس کے معاملات کو سیدھا اور مضبوط کیا اور مشہد (روضہ حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو انگلی سے سلام کا اشارہ کیا۔ یا تو وہ اپنے لئے روافض کی مصیبت سے ڈر گیا تھا یا پھر قبروں کی کوئی اہمیت اس کے دل میں نہ تھی وغیرہ۔

**نورالدین کا بعلبک پر قبضہ** ...... اس سال کے شروع میں نورالدین زنگی نے بعلبک کو فتح کر لیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ نجم الدین ایوب وہاں شہر اور قلعہ کا نائب تھا اس نے ضحاک بقاعی نامی شخص کو قلعہ سپرد کر دیا تھا تو اس نے قبضہ کر لیا۔ نجم الدین، نورالدین سے خط و کتابت کرتا رہا نورالدین نے پہلے ٹالا مگر پھر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور نجم الدین کو اپنے پاس بلا کر بڑی جاگیر دی اور اس کے بھائی اسدالدین کی وجہ سے اس کا بڑا اکرام کیا۔ بلاشبہ دمشق کی فتح میں اسدالدین بن شیرکوہ کا بڑا ہاتھ تھا۔ اس نے شمس الدولہ بوران شاہ بن نجم الدین کو دمشق کا کوتوال بھی بنا دیا اور اس کے بعد اس کے بھائی صلاح الدین یوسف ایوبی کو دمشق کا کوتوال بنایا اور اسے اپنے خواص میں بنا لیا۔ سفر ہو یا اقامت اس سے الگ نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ بہت خوبصورت تھا پولو کا زبردست کھلاڑی تھا۔ نورالدین گھوڑوں کی تربیت کے لئے پولو کھیلنا

پسند کرتا تھا کیونکہ اس میں تیزی سے آگے بڑھنے اور اچانک پلٹنے کی تربیت ہوتی ہے۔ صلاح الدین کے زمانہ کوتوالی میں ایک شاعر نے اس کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

شاعر عرقلہ یعنی حسان بن نمیر کلبی ہے:

رویــــــد لـــــحـــــم یـــــا لـــــضـــــوص الشـــــام
فـــــانـــــی لـــــکـــــم نـــــاصـــــح فـــــی مـــــقـــــالـــــی
فـــــایـــــا کـــــم وســـــمـــــی الـــــنـــــبـــــی یـــــوسف
رب الـــــحـــــجـــــاوالـــــکـــــمـــــال
فـــــذاک مـــــقـــــطـــــع ایـــــدی الـــــنـــــســـــاء
وهـــــذا مـــــقـــــطـــــع ایـــــدی الـــــرجـــــال

ترجمہ...... اے شام کے چورو! نرمی اختیار کرو میں اپنی بات میں تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمنام سے بچنا جو کہ عقلمند اور صاحب کمال شخص ہے۔ حضرت یوسف تو عورتوں کی انگلیاں کاٹنے والے تھے اور یہ (یوسف) مردوں کے ہاتھ کاٹ دیتا ہے۔

پھر نورالدین نے اس کے بھائی بوران شاہ کو یمن کے علاقوں کا بادشاہ بنایا اس نے شمس الدولہ کا لقب اختیار کیا تھا۔

## اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات

**محمد بن ناصر**...... ابن محمد بن علی الحافظ، ابوالفضل بغدادی، یہ ۱۵ شعبان ۴۶۷ھ کو پیدا ہوا۔ حدیث کا فی سماع کی اور بہت سے مشائخ سے ملے۔ یہ حافظ بہترین یادداشت کے مالک، سنت کے پابند کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والے، جلد آنسو بہانے والے انسان تھے جن لوگوں نے ان سے تربیت حاصل کی ان میں علامہ ابن جوزی شامل ہیں۔ انہوں نے مسند احمد وغیرہ جیسی بڑی کتب انہی سے سنیں۔ ابن جوزی ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ اور ابوسعد سمعانی کے قول کا بھی جواب دیا ہے کہ محمد بن ناصر لوگوں کی غیبت پسند کرتے تھے، ابن جوزی نے جواب دیا کہ لوگوں پر جرح وتعدیل کرنا اس زمرے میں نہیں آتا ابن سمعانی، امام احمد کے اصحاب سے مقابلہ کو پسند کرتے ہیں ہم برے ارادے اور تعصب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ محمد بن ناصر ۱۸ شعبان منگل کی رات ۸۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے کئی بار جنازے کے بعد باب حرب میں مدفون ہوئے۔

**مجلی بن جمیع ابوالمعالی**...... المخزومی الارسوفی ثم المصری، مصر کے قاضی اور شافعی فقیہ تھے الذخائر نامی کتاب کے مصنف تھے جس میں بہت سی نادر باتیں ہیں اور بہت مفید کتاب ہے۔

## ۵۵۱ھ کے واقعات

محرم کے مہینے میں سلطان سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ بغداد آیا (دھوپ سے بچنے کے لئے) اپنے سر پر سائبان سے سایہ کئے ہوئے تھا، بغداد میں وزیر ابن ہبیرہ نے سلطان کا استقبال کیا اور سلطان کو خلیفہ تک پہنچایا خلیفہ کے دربار میں پہنچ کر سلطان نے زمین کو بوسہ دیا اور ہمیشہ خلیفہ کی فرمانبرداری خلوص نیت، خیر خواہی اور آپس میں محبت کا حلف اٹھایا۔ اس کے علاوہ اُس کو شاہی خلعت سے نوازا اور دونوں میں یہ طے پایا کہ عراق میں

خلیفہ کی حکومت ہوگی اور خراسان کے جتنے علاقے سلطان فتح کرتا جائے گا وہاں سلطان کی حکومت ہوگی۔

**سلطان سلیمان شاہ کی گرفتاری** ...... اس کے بعد سلطان سلیمان شاہ کے لئے بغداد میں خطبہ پڑھا گیا، سنجر کے بعد سلیمان شاہ پہلا بادشاہ ہے جس کے لئے بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔ ماہ ربیع الاول میں سلیمان شاہ بغداد سے روانہ ہوگیا۔

بغداد سے روانگی کے بعد سلطان سلیمان شاہ اور محمد بن محمود بن ملک شاہ کی آپس میں جنگ ہوئی۔ محمد نے سلیمان کو شکست فاش دی، سلیمان شکست کھا کر بھاگا، اسی دوران اس کی ملاقات موصل کے حکمران قطب الدین مودود بن زنگی کے نائب سے ہوئی جس نے اس کو گرفتار کرلیا اور موصل کے قلعے میں قید کردیا، دوران قید اس کی خوب خدمت اور خاطر مدارات کی۔ خود ہی قید کرنا اور پھر خدمت کرنا عجیب وغریب اتفاقات میں سے ہے۔

**المہدیہ پر قبضہ** ...... اسی سال مغربی علاقوں میں زبردست حسار کے بعد انگریزوں نے مہدیہ نامی شہر پر قبضہ کرلیا، جبکہ دوسری طرف نورالدین محمود بن زنگی نے ''تل حارم نامی قلعے کو فتح کرلیا اور انگریزوں (فرنگیوں) کو وہاں سے مار بھگایا، حالانکہ یہ قلعہ نہایت مضبوط اور محفوظ ترین قلعوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس قلعے کی فتح ایک نمایاں کامیابی تھی اس کے دوران زبردست جنگ اور قتل وخونریزی ہوئی۔ چنانچہ اس نمایاں کامیابی پر شعراء نے نورالدین کی خوب مدح سرائی کی۔

**سنجر کا فرار** ...... اسی سال سنجر کو دشمنوں کی قید سے فرار ہونے کا موقع ملا جو پانچ سال سے یہاں قید تھا، فرار ہوکر سنجر اپنے ملک مرو آگیا۔

جبکہ دوسری طرف مغربی علاقوں کے حکمران عبدالمومن نے اپنی اولاد کو اپنے مختلف علاقوں کا حکمران بنایا لہٰذا اُن میں سے ہر ایک بڑے بڑے وسیع علاقوں میں اپنے باپ کے نائب کے طور پر کاروبار حکومت انجام دینے لگے۔

**بغداد کا محاصرہ** ...... ادھر محمد بن محمود بن ملک شاہ نے بغداد میں المقتفی کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور مطالبہ کیا کہ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے، المقتفی نے اس کی بات نہ مانی چنانچہ محمد ہمدان سے اپنا لشکر لے کر بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ لشکر کی آمد کا سن کر لوگ بھاگنے لگے جبکہ خلیفہ نے بغداد کی حفاظت کا انتظام کرنا شروع کردیا، اتنے میں محمد بھی اپنا لشکر لئے بغداد آپہنچا اور محاصرہ کرلیا اور دارالخلافہ کے تاج کے سامنے جنگ کی صفیں باندھ کر جنگ شروع کی اور قلعے کی طرف تیر برسانے شروع کردیئے۔ اہل بغداد نے خلیفہ کے شانہ بشانہ جنگ کی اور محمد کا خم ٹھونک کر مقابلہ کیا اور نفد اور رال کے تیر برسائے۔

ادھر یہ جنگ ابھی جاری ہی تھی کہ محمد کو اطلاع ملی کہ اس کے بھائی نے اس کو ہمدان میں اپنا نائب مقرر کیا ہے چنانچہ ربیع الاول ۵۵۲ھ میں یہ اپنا لاؤلشکر سمیٹ کر بغداد سے واپس روانہ ہوا، ادھر اُدھر کے مختلف علاقوں سے جمع شدہ افواج اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلی گئی۔

**بغداد کی بدحالی** ...... محمد کی واپس روانگی کے بعد بغداد میں وبا پھوٹ پڑی اور لوگ تیزی سے مرنے لگے، بہت سے علاقوں میں آگ لگ گئی اور خوب تباہی پھیلی، بغداد کی تباہی کا یہ سلسلہ دو ماہ تک جاری رہا۔

دوسری طرف اسی سال وزیر ابن ھبیرہ کے بیٹے ابوالولید البدر کو تین تکریت سے رہا کیا گیا جہاں وہ تین سال سے قید تھا، راستے میں اُس کی ملاقات لوگوں سے ہوئی، شعراء نے اس کی مدح سرائی کی، ان شاعروں میں ابلہ نامی شاعر بھی تھا جس نے ابوالولید کو اپنے اشعار سنائے، پہلا شعر یہ تھا:

ترجمہ ...... میں چغل خوروں کو کس منہ سے برا بھلا کیوں جبکہ وہ جانتے ہیں کہ ''وہ سور ہے تھے اور میں جاگ رہا تھا۔

اور ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ:

وہ میری ایک رات کی ملاقات کو وہ بہت زیادہ (طویل) سمجھتے ہیں حالانکہ بے رخی کی حالت میں سالہا سال گزر چکے ہیں۔

ابلہ کے یہ اشعار سن کر وزیر بے خود ہوگیا اور اپنا لباس اُسے عطا کردیا اور پچاس دینار بھی دیئے۔ قیماز نے لوگوں کے ساتھ حج بھی کیا۔

## مشہور و معروف لوگ جن کی اس سال وفات ہوئی

**علی بن الحسین** (۱) ...... ابوالحسن علی بن الحسین الغزنوی الواعظ، عوام الناس میں قبول عام حاصل تھا مستظہر باللہ کی بیوی نے ان کے لئے باب ازج کے قریب خانقاہ تعمیر کروائی تھی اور اس پر خوب مال خرچ کیا تھا، ان کی شہرت دور دور پھیلی یہاں تک کہ سلطان بھی ان سے ملنے آتا تھا۔

آپ وعظ بہت اچھا کہتے تھے، ہر طرح کے لوگ آپ کا وعظ سننے آتے تھے۔ ان کے وعظ کی بعض باتیں ابن جوزی نے بھی نقل کی ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ "غم کا ڈھیر اعمال کے بڑے بڑے ڈھیروں اور پیمانوں سے بہتر ہے، اس کے بعد انہوں نے چند اشعار پڑھے:

ترجمہ: ...... بچہ جب پیدا ہو جائے تو اس کے لئے میرے دل میں کیسی کیسی خواہشات جنم لیتی ہیں میں تو اس کی اچھی تربیت چاہتا ہوں لیکن وہ چاہتا ہے کہ جیسے وہ بڑا ہو رہا ہے ہوتا جائے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میری قوم میرے ہنر کی وجہ سے مجھ سے حسد کرتی ہے کیونکہ میں اپنے ہنر میں زبردست شہسوار کی طرح ہوں، میں تو رات بھر جاگتا رہا اور وہ اونگھتے رہے۔ بھلا جاگنے والا اور اونگھنے والا برابر ہو سکتے ہیں؟

فرمایا کہ آپ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ یہود و نصاریٰ سے میل جول کرتے ہو، حالانکہ جب تمھاری عید کا دن ہوتا ہے تو وہ تمھارے نبی کو گالیاں دیتے ہیں اور پھر اگلی ہی صبح تمھارے برابر میں آ بیٹھتے ہیں۔ پھر کہنے لگے، سنو! کیا میں نے (سچائی کا پیغام) پہنچا دیا؟

فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو شیعہ بھی کہا کرتے تھے، پھر ان کے وعظ کو روکنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن پھر اجازت دے دی گئی، لیکن لوگوں پر معاملہ ظاہر ہو گیا، حالانکہ ان کی طرف بہت سے لوگ مائل تھے حتیٰ کہ سلطان بھی ان کی تعظیم کرتا اور ان کو اپنی مجلس میں بلاتا تھا۔

سلطان مسعود کی وفات کے بعد غزنوی بادشاہ بنا، اس کے زمانے میں، ان کی بہت زیادہ توہین کی گئی، اور اس سال ان کی وفات ہو گئی۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نزع کی حالت میں آپ مہینے میں شرابور ہو جاتے تھے لیکن حالت پھر جلد ہی سنبھل جاتی تھی، اس وقت آپ کہتے تسلیم و رضا (کے بغیر چارہ نہیں) وفات کے بعد اسی خانقاہ میں تدفین عمل میں آئی۔

**محمود بن اسماعیل بن قادوس** ...... ابوالفتح دمیاطی، مصر کے کاتب (سیکریٹری) اور میر منشی، شیخ قاضی اور فاضل انہیں ذوالبلاغتین بھی کہا جاتا تھا۔ عماد کاتب نے اپنے جریدے میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

وہ لوگ جنہیں نماز کی نیت میں وسوسہ ہو جاتا ہے یا بار بار تکبیر کہتے ہیں ان کے بارے میں آپ نے اشعار کہے ہیں جو یہ ہیں کپکپی اور وسوسوں کی کثرت کی وجہ سے نماز کی نیت کو خراب کرنے والا، ایک مرتبہ نوے مرتبہ تکبیر کہتا ہے جیسے وہ جمرہ کے خلاف دعا کر رہا ہو۔

**شیخ ابوالبیان** (۲) ...... ابوالبیان نبا بن محمد، ابن الحورانی کے نام سے جائے پہچانے جاتے ہیں، فقیہ، زاہد عبادت گذار، فاضل، اللہ سے ڈرنے والے تھے، قرآن کریم کی تعلیم کے بعد شافعی مذہب کی کتاب "کتاب التنبیہ کی تعلیم حاصل کی، علم لغت سے بہت اچھی واقفیت رکھتے تھے۔

---

(۱) (دیکھیں شذرات الذهب ۴/۲۰ ص ۱۵۹، ابن الله کی الکامل ج ۱۱ ص ۲۱۶، ۲۱۷، المنتظم ج ۱۰ ص ۱۲۶، ۱۲۸، اور النجوم الزاهرة ۵/۲۰ ص ۳۲۳، ۳۲۴)

(۲) (دیکھیں بغیة الوعاة ۳۱۲/۲، تبصیر المنتبه ۲۲۱/۱، تاج العروس ۱۵۲/۹ (ب ی ن) اور ۳۵۵/۱ (ن ب و) اور تاریخ ابن کلامی ۲۰۵ اور شذرات الذهب ۱۲۰/۴ اور طبقات سبکی ۳۱۸/۷، ۳۲۰ اور طبقات الاسنوی ۲۳۴/۱، العبر ۱۴۴/۴، ۱۴۵ معجم الادباء ۲۱۳/۱۹، ۲۱۴ اور مرآة الزمان ۱۳۹/۸ اور المشتبه ۲۲ اور مختصر تنبیہ الطالب ۱۲۰، ۱۲۱ اور منتخبات التواریخ ۳۸۱ اور هدیة العارفین ۴۸۹/۲)

مطالعہ سب سے زیادہ کرتے تھے لوگ آپ کے کلام کو آپ کے حوالے سے نقل کیا کرتے تھے، میں نے اُن کی خود اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب بھی دیکھی ہے جسے ان کے شاگرد اور ساتھی عجیب وغریب انداز سے پڑھا کرتے تھے، پیدائش سے وفات تک آپ نے نہایت نیک سیرت زندگی گذاری، درب حجر کے اندر واقع ان کی خانقاہ میں سلطان نورالدین محمود آپ کو ملنے آیا تھا، ساتھ کچھ مال واسباب بھی وقف کیا۔

ان کی وفات اسی سال ۳ ربیع الاول بروز منگل اسی سال یعنی ۵۵۱ھ میں ہوئی باب صغیر کے قریب واقع قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی وفات سے لوگ ایسے غمگین ہوگئے تھے گویا کہ آج ہی قیامت کا دن ہو۔ میں نے ان کا تذکرہ طبقات شافعیہ میں بھی کیا ہے۔

**عبدالغافر بن اسماعیل** [1] ......عبدالغافر بن عبدالقادر بن محمد بن عبدالغافر بن احمد بن سعید الفارسی الحافظ، علم فقہ امام الحرمین سے حاصل کیا اپنے نانا شیخ ابوالقاسم القشیری سے بھی بہت اکتساب فیض کرتے رہے، دور دراز شہروں کا سفر بھی کیا اور لوگوں کو علم کی روشنی سے منور بھی کیا "**المفهم في غريب المسلم**" کے نام سے ایک کتاب بھی تصنیف کی، نیشاپور کے خطیب بھی رہے، بڑے فضلاء میں سے تھے، متدین اور حافظ بھی تھے۔

## ۵۵۲ھ کے واقعات

اس سال کا آغاز ہوا تو جنگ وجدل جاری تھا، جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ محمد شاہ بن محمود بغداد کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جبکہ دوسری طرف خلیفہ اور بغداد کی طرف سے زبردست مزاحمت کا سامنا تھا جنگ وقتال اتنا زبردست ہو رہا تھا کہ نماز جمعہ پڑھنے کی نوبت بھی نہیں آتی تھی، پھر فتنہ منتشر ہوگیا، سلطان واپس چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے سلطان کو واپس بھیج کر لوگوں پر آسانی اور سہولت کے دروازے کھول دیئے ابن جوزی نے اس سال کے حالات بہت بسط وتفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

**شام کی تباہی**......اسی سال شام میں زبردست زلزلہ آیا جس سے لاتعداد لوگ ہلاک ہوگئے جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے نہ صرف حلب کا بلکہ، حماۃ، شیزر حمص کفر طاب حصن الاکراد، لاذقیہ، معرۃ وفامیہ انطاکیہ اور طرابلس کا اکثر حصہ منہدم ہوگیا تھا۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ رہا شیزر تو اس شہر میں صرف ایک خاتون اور اس کا خادم زندہ بچے باقی تمام افراد لقمہ اجل بن گئے اور فامیہ تو اپنے قلعوں سمیت پورا میدان ہی بن گیا، جبکہ حران کا ٹیلہ دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اور اس کے اندر سے بہت سے تابوت اور گھر برآمد ہوئے۔

اور فرماتے ہیں کہ "اسی طرح فرنگی علاقوں میں سے بھی اکثر تباہ ہوگئے، شام کے اکثر علاقوں کی فصیلیں اور دیوار منہدم ہوگئیں، یہاں تک کہ حماۃ میں چھوٹے بچوں کا ایک مدرسہ بھی تباہ ہوگیا، اور کوئی زندہ نہ بچا، لیکن (اموات کی کثرت کی وجہ سے) کوئی اس مدرسے کے بارے میں پوچھنے تک نہیں آیا۔"

شیخ ابوشامہ نے اپنے کتاب الروضتین میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس واقعہ کے بارے میں شعراء نے جو قصیدے لکھے ہیں اُن کا بھی ذکر کیا ہے۔

**بعلبک اور شیرز پر قبضہ**......اسی سال سنجر کے تمام علاقوں پر اس کے بھانجے محمود بن محمد کا قبضہ ہوا اور سلطان محمود بن زنگی نے محاصرہ کے بعد شیزر کے قلعہ پر قبضہ کیا اور البقاعی کے زیر کنٹرول شہر بعلبک پر بھی قبضہ کرلیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ۵۵۰ھ کا ہے جیسا کہ پہلے گذرا۔ واللہ اعلم۔

اسی سال نورالدین بیمار ہوا۔ (اس کی بیماری کے غم میں) پورا شام بھی بیمار ہوگیا لیکن پھر اسی سال اللہ تعالیٰ نے نورالدین کو شفا عطا فرمائی تو

---

(۱) (دیکھیں التجیر ۱/۵۰۷۔۵۰۹ اور تاریخ الاسلام ۲/۲۸۲/۴ اور تذکرہ الحفاظ ۴/۱۲۷۵ اور تاریخ بروکلمان ۲/۲۴۵، ۲۴۶ (عربی سنمر) او ر شذرات الذهب ۴/۹۴ اور طبقات سبکی ۷/۱۷۱، ۱۷۳ اور طبقات اسنوی ۲/۲۷۵ تا ۲۷۶ اور ابن قاصی شہبہ کی طبقات محاۃ ق ۱۸۸ اور العبر ۴/۷۹ اور کشف الظنون ۳۰۸، ۱۲۰۲ اور مجمع الاداب ج ۴ ق ۲/۱۳۳۳، ۱۳۴۱ اور مراۃ الجنان ۳/۲۵۹ اور ھدیة العارفین ۱/۵۸۷ اور وفیات الاعیان ۳/۲۲۵)

مسلمانوں کے غم دور ہو گئے اور لوگ خوش ہو گئے، نورالدین نے اپنے بھائی موصل کے گورنر قطب الدین مودود کو جزیرہ ابن عمر کا گورنر بنادیا اسی سال خلیفہ نے خانہ کعبہ کے لئے سونا جڑا ہوا دروازہ بنوایا اور پرانے دروازے سے اپنے لئے تابوت بنوایا۔

اسی سال اسماعیلیوں نے خراسان کے حاجیوں کے قافلے پر حملے لوٹ مار اور قتل غارت گری کی یہاں تک کہ کسی ایک کو بھی زندہ چھوڑ نہ ہی کوئی عبادت گذار اور نہ ہی کوئی عالم۔

**خراسان میں قحط** ......اسی سال خراسان میں زبردست قحط پڑا یہاں تک کہ حشرات الارض اور کیڑے مکوڑے کھانے کی نوبت آ گئی، ایک آدمی نے کسی علوی کو پکڑ کر ذبح کیا اور پھر اُسے پکا کر بازار میں بیچا، لیکن جب اس کا معاملہ کھلا تو اس کو قتل کر دیا گیا۔

**بانیاس کی فتح** ......ابوشامہ نے ذکر کیا ہے کہ بانیاس کی فتح اسی سال خود نورالدین کے ہاتھوں ہوئی، دمشق کے محاصرہ کے دوران معین الدین نے بانیاس کو دمشق بچانے کے لئے فرنگیوں کے حوالے کردیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زبردستی بانیاس کو چھینا تھا اور خوب مال غنیمت حاصل کیا تھا۔

اسی سال شیخ ابوالوقت عبدالاول بن عیسیٰ بن شعیب السنجری بغداد تشریف لائے، لوگوں نے وزیر کے گھر بیٹھ کر ان سے بخاری کا درس لیا اور لوگوں نے قیماز کے ساتھ حج کیا۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ

**احمد بن محمد** ......احمد بن محمد بن عمر بن محمد بن احمد بن اسمٰعیل ابواللیث النسفی، سمرقند سے تعلق تھا، حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا، وعظ کہا کرتے تھے، بہت نیک سیرت تھے، بغداد تشریف لائے اور لوگوں کو وعظ سنایا اور اپنے شہر کی طرف واپس چلے گئے، راستے میں راہزنوں نے قتل کردیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

**احمد بن بختیار** ......احمد بن بختیار بن علی بن محمد ابوالعباس الماردانی ابوالسطی، واسط ہی کے قاضی تھے، حدیث کا علم حاصل کیا، علم ادب اور لغت میں مکمل مہارت رکھتے تھے۔ اس کے علاوہ علم تاریخ وغیرہ میں کتابیں بھی تصنیف کیں، ثقہ اور صدوق تھے، بغداد میں انتقال ہوا، نظامیہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

**سلطان سنجر** [1] ......ابوالحارث احمد سنجر بن ملک شاہ بن الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق یعنی نام احمد تھا اور لقب سنجر ۴۷۹ھ رجب کے مہینے میں ولادت ہوئی، ساٹھ سال سے زیادہ حکومت کی، ۴۱ سال تک بااختیار حکمران رہے، پھر پانچ سال غزنی کی قید میں رہے اور پھر فرار ہوئے اور واپس اپنے ملک مرو پہنچے اور اسی سال یعنی ۵۵۲ھ میں ماہ ربیع الاول میں وفات پائی ان کی تدفین ایک گنبد میں ہوئی جو انہوں نے بنوایا تھا اور اس کا نام دارالآخرۃ رکھا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

---

(۱)(مزید معلومات کے لئے دیکھیں الانساب ۱۱۰۹۷ .(السنجاری) تتمة المختصر ۹۲/۲. اور تاریخ تھن خلدون ۵۶/۵. ۶۴. ۷۰. ۷۴ اور ۷۴ اور تبصیر المنتبه ۲/۷۹۷ اور تاج العروس ۲۸۰/۳ (سنجار) اور دول الاسلام ۲/ ۶۹ اور شذرات الذهب ۱۶۱/۴. ۱۶۱. ۱۶۲ اور العبر ۱۴۷/۴. ۱۴۸ اور الکامل ۲۲۲/۱۱. ۲۲۳ اور المنتظم ۱۰/ ۱۷۸ اور مختصر تاریخ دولت آل سلجوق ۲۳۶. ۲۵۹ اور معجم الانساب والسرات الحاکمه ۳۳۳ اور النجوم الزاهرة ۳۲۶/۵. ۳۲۷ اور وفیات الدویان ۲/ ۴۲۷. ۴۲۸ اور الوافی بالوفیات ۳۷۱/۱۵. ۳۷۳

**محمد بن عبداللطیف**[1] ......محمد بن عبداللطیف بن محمد بن ثابت ابوبکر الخجندی الشافعی، بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی تدریس سپرد کی گئی، بہت اچھے مناظر تھے، ننگی تلواروں کے گھیرے میں وعظ کہا کرتے تھے۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ وعظ کہنے میں ماہر نہ تھے، ان کا حال ان علماء سے زیادہ مشابہ تھا جو وزیر ہوا کرتے ہیں، بادشاہوں کے پاس رہے یہاں تک کہ ان کی رائے اور مشورے سے احکامات کا صدور ہوتا تھا اصفہان میں اچانک وفات پائی۔

**محمد بن المبارک** ......محمد بن المبارک بن محمد بن الخل ابوالحسن بن ابی البقاء، حدیث کی تعلیم حاصل کی اور شاشی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، عرصہ دراز تک درس تدریس اور افتاء سے تعلق رہا، اسی سال محرم میں وفات پائی اور اسی سال ان کے بھائی شیخ ابوالحسین بن الخل الشاعر ماہ ذی قعدہ میں فوت ہوئے۔

**یحییٰ بن عیسیٰ** ......یحییٰ بن عیسیٰ بن ادریس ابوبرکات الدناری الواعظ، قرآن حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی، اور صالحین کے طریقے پر لوگوں کو وعظ کہا، وعظ کہنے کے لئے منبر پر چڑھتے ہوئے رونا شروع کردیتے اور جب تک وعظ سے فارغ ہوکر نیچے نہ اتر آتے روتے رہتے، زاہد تھے، عبادت گذار تھے، پرہیزگار تھے، نیکی کا حکم دیتے برائی سے روکتے، اللہ تعالیٰ نے ان کو نیک اولاد سے نوازا تھا جن کے نام انہوں نے خلفاء راشدین کے ناموں پر رکھے تھے، چار بیٹے تھے (۱) ابوبکر (۲) عمر (۳) عثمان (۴) علی چاروں کو خود قرآن کریم حفظ کروایا اور بہت سے لوگوں نے ان سے قرآن کریم ختم کیا، یہ اور ان کی بیوی صوم الدھر (ہمیشہ روزہ رکھتے تھے، رات بھر عبادت کیا کرتے تھے اور عشاء کے بعد افطار کیا کرتے تھے۔ صاحب الہام وکرامت بزرگ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی اہلیہ نے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے بھی اب زندہ نہ رکھئے گا چنانچہ شوہر کی وفات سے پندرہ دن بعد ان کا بھی انتقال ہوگیا۔ یہ خود بھی نہایت نیک خاتون تھیں۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

## ۵۵۳ھ کے واقعات

اس سال ابن برجم الایوانی کے ترکمان ساتھیوں کا فساد بہت بڑھ گا، خلیفہ منکورس المسترشدی نے ان کے خلاف ایک زبردست لشکر تیار کیا ان پر حملہ آور ہوا اُن کو زبردست شکست سے دوچار کیا اور بہت سے قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے اُن میں بڑے بڑے سرکردہ لوگ بھی شامل تھے۔

**محمود اور غز کی جنگ** ......اسی سال سلطان محمود اور غز کی زبردست جنگ ہوئی، زبردست توڑ پھوڑ شہروں میں لوٹ مار ہوئی، پھر وہ لوگ مرو میں جاکر ٹھہرے اور سلطان کو اپنے پاس بلایا، سلطان خوف زدہ ہوگیا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے کو ان کے پاس بھیجا، انہوں نے سلطان کے بیٹے کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، یہ دیکھ کر سلطان بھی اُن کے پاس جا پہنچا، چنانچہ وہ سب لوگ سلطان کے پاس جمع ہوگئے اور اس کی تعظیم کی۔

**مؤید اور ابوالقاسم کی جنگ** ......اسی سال مرو میں ایک شافعی فقیہ مؤید بن الحسین اور علویوں کے نقیب ابوالقاسم زید بن الحسن کے درمیان جنگ ہوئی جس میں بہت سے لوگ قتل ہوئے، بہت سے مدرسوں، مسجدوں اور بازاروں کو جلادیا گیا، مؤید شافعی شکست کھا کر قلعوں کی طرف پسپا ہوگیا۔

---

(۱) (دیکھیں تتمۃ المختصر ۹۲/۲، شذرات الذھب ۱۶۳/۴، طبقات سبکی ۱۳۱/۱۶/۲ . ۱۳۴، طبقات اسنوی ۴۹۰/۱، العبر ۱۴۹/۴، الکامل فی التاریخ ۲۲۸/۲، المنتظم ۱۷۹/۱۰، المختصر ۳۳/۳، اموافی بالوفیات ۲۸۴/۳. خجندی خجند خاص شہر کی طرف نسبت ہے جو مشرقی علاقوں میں دریائے سیحون کے راستوں پر واقع تھا. اس کوۃ کے اضافے کے ساتھ خجنۃ بھی کہا جاتا تھا. (دیکھیں الانساب ۵۲/۵)

**مستضیٔ کی پیدائش** ...... اسی سال ناصرلدین اللہ ابوالعباس احمد بن المستضیٔ بامر اللہ کی ولادت ہوئی اسی سال مقتفی شکار کھیلتے ہوئے انباء کی طرف روانہ ہوا، دریائے فرات کو پار کیا اور حسین سے ملاقات کی اور واسط اور پھر وہاں سے بغداد کی طرف واپس آ گیا۔
وزیر اس کے ساتھ نہ تھا۔ اس سال بھی قیماز ارجوانی نے لوگوں کو حج کروایا۔

**فرنگیوں کی شکست** ...... اسی سال مصری لشکر نے عسقلان میں فرنگیوں کو شکست دی، یہ شکست ناقابل فراموش تھی اس حملے میں سلطان صالح ابوالغارات فارس الدین طلائع بن رزیک بھی شامل تھا شعرا نے اس زبردست کامیابی پر قصیدے لکھے۔

**سلطان کی دمشق واپسی** ...... اسی سال سلطان نورالدین حلب سے دمشق آیا، اس وقت سلطان صحت یاب ہو چکا تھا، سلطان کی صحتیابی کی خبر سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے بعد سلطان فرنگیوں سے جنگ کرنے نکلا لیکن اس کے لشکر کو شکست ہوگئی، چند ساتھیوں کے ساتھ سلطان دشمنوں کے نرغے میں رہا، انہوں نے اس مختصر جماعت پر تیراندازی شروع کر دی، پھر اچانک فرنگی خوفزدہ ہو گئے کہ کہیں یہ سلطان کی جنگی چال نہ ہو اور وہ سلطان کی طرف بڑھیں اور پیچھے سے کمین گاہ میں چھپا ہوا سلطان کا تازہ دم لشکر حملہ آور ہو جائے چنانچہ وہ سلطان کو اسی حال میں چھوڑ کر دم دبا کر بھاگ نکلے۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ

**عبدالاول بن عیسیٰ** [1] ...... عبدالاول بن عیسیٰ بن شعیب بن ابراہیم بن اسحاق، ابوالوقت السنجری الصوفی الھروی، بخاری اور مسند دارمی کے راوی ہیں اس کے علاوہ مسند عبد بن حمید کے منتخب حصوں کی بھی روایت کی، بغداد تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے مذکورہ کتابیں سنیں۔ اچھے مشائخ میں سے تھے، بہترین اخلاق اور سیرت والے تھے، حدیث کی تعلیم پر صبر کرنے والے تھے۔
ابن جوزی فرماتے ہیں کہ مجھے ابوعبداللہ محمد بن الحسین التکریتی الصوفی نے بتایا کہ انہوں نے اس کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ پھر اُن کا انتقال ہوگیا۔ وفات کے وقت اُن کے آخری کلمات یہ تھے "اے کاش میری قوم جان لیتی کہ رب نے میری مغفرت فرما دی اور مجھے عزت والوں سے بنایا۔
(سورۃ یٰسں آیت ۲۶۔ ۲۷)

**نصر بن منصور** ...... نصر بن منصور بن حسن بن احمد بن عبدالخالق العطار ابوالقاسم الحرانی، بہت مالدار تھے، اپنے مال سے نکلنے والے صدقات اور زکوۃ وغیرہ سے بہت سے اچھے اچھے کام کیا کرتے تھے۔ اکثر اوقات قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہا کرتے تھے، نماز باجماعت کی بہت پابندی کیا کرتے تھے تقریباً اسی سال عمر پائی، ان کے بارے میں بہت سے اچھے اچھے خواب بھی دیکھے گئے۔

**یحییٰ بن سلامہ** ...... یحییٰ بن سلامۃ بن حسین ابوالفضل الشافعی الحصکفی (حصن کیفا) نامی قلعے کی طرف نسبت ہے، فقہ آداب وغیرہ بہت سے علوم میں امامت کے درجے پر فائز تھے، نظم ونثر میں قادرالکلام تھے البتہ ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غالی شیعہ تھے۔ ابن جوزی نے ان کی نظم کا ایک ٹکڑا نقل کیا ہے جس کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے رخصتی کے دن انہوں نے میرے جگر کے ٹکڑے کر کے تقسیم کر دیا۔ چنانچہ اُن کے جانے کے بعد میرے پاس جگر رہا ہی نہیں۔ پلکوں پر سفر کرتے ہوئے دل میں آ ٹھہرے اور پیاس بجھانے میرے آنسوؤں کے پاس آئے۔ اور میرے آنسو بہتے

---

(۱) (دیکھیں الانساب ۷/۷۷، الاستدراک لابن نقطۃ باب السنجری واسجری، تذکرۃ الحفاظ ۱۴/۱۳۱۵، دول الاسلام ۲/۷۰ شذرات الذھب ۴/۱۶۶، البصر ۱۵۱۷ ۱۵۲، الکامل فی التاریخ ۱۱/۲۳۹، اللباب ۲/۱۱۵ المنتظم ۱۰/۱۸۳ المستفاد بن دیل تاریخ بغداد ۱۵۰ ۱۵۲، مراۃ الجنان ۳/۳۰۴، النجوم الزاھرۃ ۵/۳۲۸)

جا رہے ہیں اور میرا جگر زخمی ہے اور میری بیماری کو انہوں نے شروع کیا۔ اور میرا عشق نہ ختم ہونے والا ہے اور میری آنکھ خون سے تر ہے اور اس کی نیند اڑی ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک نازک ہرن نے مجھے چاہا۔ اس نازک ہرن کو شاباش، اس کی تلوار سونتی ہوئی ہے اور اس کا مقام صاف ہے اور اس کی گالیں لال ہیں۔ اس کے گال کی سرخی سے اوپر اس کی کنپٹی بھیگی ہوئی ہے اور اس پر بالوں کی گھنگریالی لٹ لٹکی ہوئی ہے گویا کہ اس سے مہکنے والی خوشبو اور اس کا لعاب مشک اور شراب ہیں اور اُس کے دانت (صفائی اور چمک دمک میں) اولوں کی مانند ہیں۔

کھڑے ہوتے ہوئے اُس کی سرین اس کو دوبارہ بٹھا دیتی ہے اور دل میں اس کے اٹھنے بیٹھنے سے بے قرار ہے اُس کا قد وقامت بید کی طرح سیدھا جو مست ہو کر جھومتا ہے اور اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔

یہ نظم بہت طویل ہے بہر حال پھر اس انداز تغزل کو بدلتے ہوئے اھل بیت اور بارہ اماموں کی مدح میں مشغول ہو جاتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں۔

اے اہل بیت کی محبت کے بارے میں مجھ سے پوچھنے والے، مجھے بتاؤ تو سہی میں علی الاعلان ان کی محبت کا اقرار کروں یا انکار کروں۔

تو (سن) لو ان کی محبت تو جسم (گوشت) و جان (خون) میں رچ بس چکی ہے اور یہی ہدایت اور بھلائی کا راستہ ہے، پہلے حیدرة (یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) ہیں پھر حسنین (یعنی اُن کے دونوں صاحبزادے) اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاجزادے محمد ہیں۔

پھر جعفر صادق اور ابن جعفر موسیٰ ہیں اور ان کے بعد ان کے صاجزادے اسید علی ہیں میری مراد ان سے رضا اور ان کے بیٹے محمد ہیں اور پھر علی اور ان کے بیٹے المسدد ہیں پھر حسن ثانی اور ان کے پیچھے پیچھے محمد بن الحسن ہے جو پوشیدہ ہیں۔ سو یہی میرے امام اور سردار ہیں اور اگر کوئی جماعت مجھے ملامت کرے تو ان کا قول باطل ہے۔

یہ وہ امام نہیں جن کی وجہ سے میں دوسرے اماموں کی عزت کرتا ہوں ان کے نام خوبصورت موتیوں کی لڑی کی مانند ترتیب سے پروئے ہوئے ہیں۔

وہ اللہ کے بندوں پر اس کی حجت ہیں۔ اور اللہ کی طرف جانے کا راستہ اور ساز وسامان ہیں وہ ایسی قوم ہیں جن کی فضیلت اور سر بلند لوگوں پر ایسی عیاں ہے کہ مشرک موحد سب اُسے یکساں سمجھتے ہیں۔

وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا مزار ہر سرزمین میں ہے نہیں بلکہ اُن کا مزار تو ہر دل میں موجود ہے

وہ میری قوم ہیں، دونوں مشعر اور مروہ اور مسجد بھی انہی کی ہے

**مکة، ابطح مسجد خيف جمع اور بقيع الغرقد بھی اُن ہی کا ہے**

اسی کے بعد نہایت لطیف طریقے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا شہادت کا واقعہ بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ۔

اے مصطفیٰ (ﷺ) کے گھر والو! دے میری متاع عزیز جس کی محبت پر مجھے اعتماد ہے۔

کل اللہ کی جناب میں آپ ہی لوگ میرا وسیلہ ہوں گے، پھر میں کیوں خوفزدہ ہوں جبکہ میں آپ سے قوت حاصل کرتے ہوں۔

آپ سے تعلق رکھنے والا آخرت میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور آپ کا مخالف دہکتی آگ میں ہمیشہ جلتا رہے گا میری آپ سے محبت کسی اور سے نفرت کی وجہ سے نہیں ہے، (کیونکہ) اگر ایسا ہوا تو پھر تو میں بد بخت ہوں گا خوش قسمت نہیں۔

چنانچہ کوئی رافضی یہ نہ سمجھے کہ میں نے اس کی تائید کی ہے اور نہ ہی کوئی خارجی مفسد ایسا گمان کرے کیونکہ جناب نبی کریم ﷺ کے بعد خلفا راشدین میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی سب سے افضل ترین مخلوق ہیں۔

انہوں نے ہمارے لئے دین کے قواعد کی بنیاد رکھی، اور انہوں نے ہی اس دین کے ارکان بنائے اور اُن کو مضبوط کیا۔ اور اگر کوئی احمد (ﷺ) کے ساتھیوں کے بارے میں خیانت سے کام لے گا تو آخرت میں احمد ﷺ ہی اس کے مخالف ہوں گے۔ یہی میرا عقیدہ ہے اس پر ڈٹ جاؤ، کامیاب ہو جاؤ گے اور یہی میرا طریقہ ہے اس پر چلو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

مذہب شافعی ہی میرا مذھب ہے کیونکہ آپ کے اقوال تائید شدہ ہیں۔

میں نہ صرف اصول میں بلکہ فروعات میں بھی اُن کا مقلد ہوں، سو طالب علم اور مرشد دونوں کو میری اتباع کرنی چاہئے۔ جب کوئی ظالم اور

فسادی سستی کرتا ہے تو میں اللہ کا حکم سے نجات پانے والا اور آگے بڑھنے والا ہوتا ہوں پھر کہتے ہیں۔ جب میرا مال کم ہوجائے تو آپ مجھے پریشان، بہت زیادہ غم زدہ اور ہاتھوں کو کھجاتے ہوئے نہ دیکھیں گے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نئے سرے سے مال ودولت عطا فرمائیں تو آپ مجھے غرور تکبر کرتے ہوئے بھی نہ دیکھیں گے خواہ ساری انسانیت کا مال مجھے ہی کیوں نہ دے دیا جائے۔

## ۵۵۴ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ مقتفی شدید بیمار ہونے کے بعد صحتیاب ہوا، اسی خوشی میں چند دن بغداد کو سجایا بھی گیا، اور خوب صدقہ، وخیرات بھی کئے گئے۔

**بغداد کی تباہی**...... اسی سال عبدالمؤمن نے مہدیہ نامی شہر فرنگیوں کے ہاتھ سے واپس چھین لیا، انہوں نے اس شہر پر ۵۴۳ھ میں قبضہ کیا تھا۔ علاوہ ازیں عبدالمومن نے مغرب میں خوب قتل عام کیا یہاں تک کہ مقتولوں کی ہڈیوں سے ایک بہت بڑا ٹیلہ بن گیا۔ اسی سال بغداد میں بڑے بڑے اولے پڑے، اولے اتنے بڑے بڑے تھے کہ ایک اولے کا وزن پانچ رطل تھا، اور ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو بغداد کے نو رطل کے برابر تھے چنانچہ اس اولہ باری کی وجہ سے بہت سی قیمتی چیزیں تباہ ہوگئیں، خلیفہ واسط کی طرف چلا گیا وہاں بازار کا معائنہ بھی کیا اور جامع مسجد کا بھی، اس دوران اپنے گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے اس کو پیشانی پر چوٹ آئی لیکن جلد ہی صحتیاب ہوگیا۔

**بغداد میں سیلاب سے تباہی**...... ربیع الثانی میں دریائے دجلہ میں سیلاب آیا چنانچہ بغداد کی بہت سی جگہیں اس سیلاب میں ڈوب گئیں حتیٰ کہ اکثر گھر ٹیلوں کی صورت اختیار کر گئے۔ اس میں امام احمد رحمہ اللہ علیہ کی قبر بھی ڈوب گئی اور دیگر بہت سی قبریں بالکل لاپتہ ہوگئیں اور اُن میں موجود لاشیں پانی کی سطح پر تیرنے لگیں جیسا کہ ابن الجوزی نے کہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس سال بیماریاں اور اموات کثرت سے ہوئیں۔

اس سال روم کا بادشاہ زبردست لشکر لے کر شام کی طرف روانہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلیل کر کے واپس بھیجا اور یہ سب کچھ قلت خوراک کی وجہ سے ہوا تھا، اس میں مسلمانوں نے شاہ روم کے بھانجے کو بھی گرفتار کرلیا تھا اور تمام تعریفیں تو اللہ کے لئے ہیں بدستور اس سال بھی قیماز الارجوانی نے لوگوں کو حج کروایا۔

## اس سال وفات پانے والے بڑے بڑے سرکردہ لوگ

**احمد بن معالی**...... احمد بن معالی بن برکہ الحربی، ابوالخطاب الکلوذانی سے علم فقہ حاصل کیا اور خوب ماہر ہوگئے، بہترین مناظر تھے، درس وتدریس اور افتاء وغیرہ میں مشغول رہے پھر شافعی مسلک اختیار کرلیا لیکن پھر دوبارہ حنبلی ہوگئے، بغداد میں وعظ کہا کرتے تھے، اسی سال بغداد میں وفات پائی۔ ان کی وفات کا واقعہ اس طرح ہوا کہ یہ اپنی سواری پر ایک تنگ جگہ سے گذر رہے تھے کہ اچانک زین کی لکڑی ان کے سینے میں لگی جس سے ان کی موت واقع ہوگئی۔

**سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملکشاہ**...... سلطان جب بغداد کے محاصرے سے ہمذان کی طرف واپس آیا تو سل کے مرض میں مبتلا ہوگیا، اور جانبر نہ ہوسکا بلکہ اسی سال ذی الحجہ میں اس کا انتقال ہوگیا۔ وفات سے چند دن پہلے اس نے حکم دیا کہ وہ تمام چیزیں اس کے سامنے حاضر کی

جائیں جن کا وہ مالک تھا، اوران کا حساب بھی کیا جائے۔ خود ایک جگہ بیٹھ گیا، چنانچہ اس کا لشکر پورے کروفر کے ساتھ تیار ہوا اور تمام مال ودولت کو حاضر کیا گیا، تمام لونڈیاں اور غلام اوران کی چیزیں بھی موجود تھیں۔

سلطان یہ سب دیکھ کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ یہ تمام مال وزرا اور لشکر وغیرہ سب مل کر بھی مجھے میرے رب کے حکم سے نہیں بچا سکتے نہ ہی یہ چیزیں اس قابل ہیں کہ میری عمر میں لحہ بھر کا بھی اضافہ کر سکیں، پھر بہت شرمندہ ہوا، اور خلیفہ کے ساتھ ہونے والے معاملات پر افسوس کا اظہار کرنے لگا۔ بغداد کا محاصرہ اور اھل بغداد کی تکالیف سے اس کو اور بھی افسوس ہوا۔

پھر کہنے لگا کہ اگر موت کا فرشتہ یہ مال ودولت زروجواہر اور خزانے بطور فدیے کا میری جان کے بدلے قبول کرلے تو میں سب کا سب اُس کو دے دوں اور یہ خوبصورت لونڈیاں اور غلام بھی میرے بدلے قبول کرلے تو اس سارے مال کی سخاوت کردوں، پھران آیات کی تلاوت کی:

''مجھے میرے مال نے کچھ فائدہ نہ دیا اور میری بادشاہت بھی مجھ سے چھن گئی''۔ (سورۃ الحاقۃ آیت ۲۸۔۲۹)

پھراس مال واسباب میں سے بہت سا مال تقسیم کردیا اور پھراس کا انتقال ہوگیا۔ اس کا ایک بچہ بھی تھا۔ چنانچہ فوجوں اور امراء نے اس کے چچا سلیمان شاہ بن محمد بن ملکشاہ کو بادشاہ بنانے کا فیصلہ کیا جو موصل میں قید تھا، لہٰذا اُس کو قید سے نکالا گیا اور بادشاہ بنایا گیا۔ اور بغداد اور عراق کے علاوہ اُن علاقوں میں اس کے نام کی خطبہ پڑھا گیا۔ اللہ ہی سب سے بہتر جاننے والے ہیں۔

## ۵۵۵ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ مقتفی بامراللہ کی وفات ہوئی۔

**ابوعبداللہ محمد بن المستظہر باللہ**...... حلق کی کسی بیماری میں مبتلا ہوگیا تھا، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے حلق میں کوئی دانہ نکل آیا تھا۔ چنانچہ ۲ ربیع الاول اتوار کی رات اس کا انتقال ہوا، اس وقت اس کی عمر ۲۸ دن کم چھیاسٹھ سال تھی، دارالخلافہ میں تدفین عمل میں آئی لیکن پھر عام قبرستان میں منتقل کردیا گیا۔

اس کی حکومت ۲۴ سال تین ماہ اور ۲۶ دن رہی، وہ نہایت ذہین بہادر، اور دلیر آدمی تھا، سارے معاملات خود ہی حل کرتا تھا، جنگوں میں شرکت کرتا، علم تاریخ کے ماہرین پر بہت مال خرچ تھا۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے سلطان سے بے نیاز ہوکر ازخود عراق پر حکومت کی۔ اس کی یہ حکومت دیلمیوں کے زمانے سے لے کر اس کی موت تک وہی، مسند خلافت پر متمکن ہوا، اور فوجوں اور امراء پر دبدبے کے ساتھ حکم چلایا۔

**قدر مشترک**...... اس کے اوراس کے باپ میں بہت سی چیزیں قدر مشترک تھیں۔ مثلاً دونوں کو ایک بیماری ہوئی دونوں کی وفات ربیع الاول میں ہوئی، جس طرح اس کے باپ المستظہر سے تین ماہ پہلے سلطان محمود کی وفات ہوئی تھی اس طرح اس سے ٹھیک تین ماہ پہلے سلطان محمد شاہ کی وفات ہوئی۔ اس کے باپ کی وفات بغداد کی غرقابی ہے ایک سال بعد ہوئی تھی اوراس کی بھی۔

عفیف الناسخ کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں کسی کو کہتے سنا کہ جب تین خ اکٹھے ہوجائیں گے تو مستقفی مرجائے گا، یعنی خمسا (پانچ) اور خمسہ (پچاس) اور خمسائۃ (پانچ سو) اور یہی اس کا سن وفات ہے یعنی ۵۵۵ھ۔

**ابوالمظفر یوسف بن المقتفی المستنجد باللہ کی خلافت**...... جب اس کے باپ المقتفی کی وفات ہوگئی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو اتوار کے دن صبح ۲ ربیع الاول ۵۵۵ھ اس کے ہاتھ پر بیعت کی گئی، بنوعباس کے بڑے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی پھر وزراء قاضی، علماء اور امراء نے بیعت کی، اس وقت اس کی عمر ۴۵ سال تھی۔ یہ ایک نیک انسان تھا اور ایک طویل مدت سے اپنے باپ کا ولی عہد تھا۔ خلیفہ بننے کے بعد اس نے اپنے باپ کی تعزیت کی۔ اس کے علاوہ جب جمعہ کے خطبے میں اس کا نام آیا تو لوگوں پر دراہم ودنانیر نچھاور کئے گئے اس کے باپ کے بعد اس سے

بھی مسلمان خوش ہے۔

اس نے وزیر ابن ھبیرۃ کو نہ صرف یہ کہ اس کے عہدے پر برقرار رکھا بلکہ وعدہ بھی کیا کہ وہ تا حیات اس عہدے پر برقرار رکھا جائے گا، البتہ قاضی القضاۃ ابن دامغانی کو معزول کر کے اس کی جگہ ابوجعفر بن عبدالواحد کو قاضی بنایا، یہ بہت بڑا بزرگ تھا، حدیث کا سماع بھی کر چکا تھا اس کے علاوہ اس کو کوفہ کی حکومت کا بھی تجربہ تھا، بہر حال اسی سال ذی الحجہ میں کوفہ میں اس کی وفات ہوئی۔

اس سال ماہ شوال میں باب ھمذان نامی مقام پر ترکوں کا سلیمان شاہ کے بارے میں اتفاق ہوا، اور ارسلان شاہ بن طغرل کے لئے خطبہ کہا گیا، اور اسی سال اس کی وفات ہوئی۔

**مصر کا فاطمی خلیفہ الفائز**...... نام ابوالقاسم عیسیٰ بن اسماعیل الظافر؛ اس سال ماہ صفر میں اس کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت اس کی عمر ۱۱ سال تھی، اس کا دور حکومت ۶ سال اور ۲ ماہ پر مشتمل تھا، اس کی حکومت کا ناظم ابوالغارات تھا اس کی وفات کے بعد العاضد خلیفہ بنا جو فاطمیوں کا آخری خلیفہ تھا اس کا نام ابومحمد عبداللہ بن یوسف ابن الحافظ تھا، اس کا باپ خلیفہ نہ تھا اور یہ ابھی حال ہی میں بالغ ہوا تھا چنانچہ اس کی حکومت کا انتظام الملک الصالح طلائع بن رزیک الوزیر نے سنبھالا، اس کے لئے بیعت لی اور اپنی بیٹی کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا، اور اتنا جہیز دیا جس کی تعریف بیان کرنا ہی ممکن نہیں، یہ لڑکی اپنے شوہر العاضد کی وفات کے بعد زندہ رہی اور سلطان صلاح بن یوسف کے ہاتھوں اپنی فاطمی حکومت کے زوال کا دور بھی دیکھا یہ واقعہ ۵۶۴ ھ میں ہوا جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔ اسی سال غزنی کے بادشاہ کا انتقال ہوا۔

**خسر وشاہ بن ملکشاہ**...... اس سال خسر وشاہ بن مسعود بن ابراہیم بن محمود بن سبکتگین کی وفات ہوئی، اس کا تعلق شاہی خاندان سے تھا اور اس کے آباؤ اجداد سب کے سب حکمران تھے خود یہ بھی بڑے حکمرانوں میں سے سمجھا جاتا تھا، بہت نیک سیرت تھا، علم اور اھل علم سے محبت رکھتا تھا، اس سال ماہ رجب میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ملکشاہ بادشاہ بنا۔ چنانچہ علاء الدین الحسین بن غوری نے اس پر چڑھائی کی اور غزنی کا محاصرہ کر لیا لیکن کامیابی نہ ہوئی اور ناکام ہی واپس لوٹ گیا۔

**ملکشاہ بن سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ**...... اس سال ملکشاہ بن سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ السلجوقی کی وفات ہوئی۔ اس کی وفات اصبہان میں زہر کے اثر سے ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ وزیر عون الدین بن ھبیرہ نے اس کو زہر پلایا تھا۔ تمام احوال سے باخبر تو اللہ ہی ہے۔ اسی سال امیر الحجاج کی وفات بھی ہوئی۔

**قیماز بن عبداللہ الارجوانی**...... اسی سال امیر الحاج قیماز بن عبداللہ الارجوانی کی وفات بھی ہوئی، یہ خلیفہ کے میدان میں ''پولو'' کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گرا اس کا دماغ اس کے کانوں کے راستے بہہ گیا۔ چنانچہ اس وقت اس کی وفات ہوگئی، یہ بہت نیک آدمی تھا، لوگ اس کی وفات پر بہت غم زدہ ہوئے، اس کے جنازے میں بے شمار لوگوں نے شرکت کی، اس کی وفات کا واقعہ اس سال شعبان میں ہوا۔ لہٰذا اس کی جگہ کوفہ کے امیر برغش نے اس سال لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال الامیر الکبیر شہر کوہ بن شازی نے حج کیا، یہ سلطان نور الدین زنگی کی فوجوں کا سالار اعظم تھا، دوران حج اُس نے خوب صدقہ وخیرات کیا۔

اس کے علاوہ اس سال دمشق کے قاضی زکی الدین ابوالحسن علی بن محمد بن یحییٰ ابوالحسن القرشی نے عہدہ قضاء سے استعفیٰ دیا جسے نورالدین نے قبول کر لیا اور اس کی جگہ قاضی کمال الدین محمد بن عبداللہ الشہر وری کو دمشق کا قاضی بنایا، یہ بہترین قاضیوں میں سے تھا، بہت صدقہ خیرات کیا کرتا تھا حتیٰ کہ اس کا صدقہ جاریہ اس کی وفات کے بعد بھی جاری ہے دمشق میں مشہد عربی کی سمت واقع جامع اموی موجود الشباک الکحالی نامی جگہ جہاں جمعہ کی نماز کے بعد امراء کا اجتماع ہوا کرتا تھا اسی کی طرف منسوب ہے اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

# اس سال وفات پانے والے بڑے بڑے لوگ

**الامیر مجاہد الدین** ...... امیر مجاہد الدین مزار بن مامین الکردی، شامی لشکر کے سالاروں میں سے ایک تھے نورالدین کی حکمرانی سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اس کا عہدہ برقرار رہا، صرخد میں بطور نائب رہا، بہت دیر اور بہادر تھا، نیکی اور صدقہ وخیرات کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔

غوریہ کے قریب خیمیین کے برابر میں واقعہ المدرسہ المجاہدیہ اسی نے بنایا تھا۔ اس کے علاوہ اسی نام سے ایک مدرسہ باب الفرادیس البرانی کے اندر بھی ہے اور اسی میں اس کی قبر بھی ہے۔ اس کے علاوہ باب زیادہ کے اندر جامع مقصورہ کے پاس بھی اس کا نام سے ایک جگہ **السبع المجاهدی** واقع ہے، اس سال ماہ صفر میں اپنے گھر پر وفات ہوئی، اس کا جنازہ جامع مسجد کی طرف لے جایا گیا اور وہیں نماز جنازہ ادا کی گئی پھر میت کو مدرسہ واپس لایا گیا اور باب الفرادیس کے اندر تدفین عمل میں آئی۔ لوگ اس کی موت پر بہت غمزدہ تھے۔

**الشیخ عدی بن المسافر** (۱) ...... شیخ عدی بن المسافر بنی اسماعیل بن موسیٰ بن مروان بن الحسن بن مروان الھکاری، عدویہ گروں کے سربراہ، دمشق کے مغربی حصے البقاع سے ان کا تعلق تھا جہاں بیت نار نامی قریہ بھی ہے لیکن پھر بغداد آ گئے، یہاں ان کے پاس شیخ عبدالقادر اور شیخ حماد الدباس بھی آئے۔

ان کے علاوہ شیخ عقیل المنبجی، شیخ ابوالوفا الحلوانی اور شیخ ابوالنجیب السہروردی وغیرہ بھی ان کے پاس آ پہنچے لیکن پھر یہ لوگوں سے الگ ہو گئے اور جبل ھکار پر خلوت اختیار کی وہاں ان کی ایک خانقاہ بنا دی گئی، اس علاقے کے رہنے والے آپ کے زبردست معتقد ہو گئے بلکہ بعض تو اس حد تک آگے بڑھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بلکہ خود خدا بنا دیا، حالانکہ یہ بہت گندہ عقیدہ ہے اس کی وجہ انسان دین سے مکمل طور پر خارج ہو جاتا ہے۔

بہرحال اسی سال ۹۰ سال کی عمر میں اپنی خانقاہ میں ان کی وفات ہوئی۔

**عبدالوحد بن احمد** ...... عبدالواحد بن احمد بن حمزہ ابوجعفر الثقفی، بغداد کے قاضی القضاۃ، اس سال کے شروع میں ابوالحسن الدامغانی کی جگہ ان کا تقرر ہوا تھا جبکہ اس سے پہلے کوفہ کے قاضی تھے، ماہ ذی الحجہ میں ان کا انتقال ہوا، اس وقت قریب قریب ان کی عمر ۸۱ سال تھی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر کو قاضی بنایا گیا ان دونوں مصر میں فائز کی حکومت تھی قیماز کا تذکرہ تو پہلے ہو ہی چکا تھا۔

**محمد بن یحییٰ** (۲) ...... محمد بن یحییٰ بن علی بن مسلم ابوعبداللہ الزبیدی، یمن کے زبید نامی شہر میں ۴۸۰ھ میں ان کی پیدائش ہوئی، ۵۰۹ھ میں بغداد آ گئے اور وعظ کہنے لگے، علم نحو اور ادب میں زبردست مہارت رکھتے تھے، فقر وفاقہ پر صبر کرتے تھے کسی کو اپنی حالت سے آگاہ نہ کیا کرتے تھے، ان کے حالات بہت اچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ اور سب سے زیادہ جاننے والے تو اللہ ہی ہیں۔

(۱) (دیکھیں بھجة الدسرار ۱۰۔ ۱۵۰، تاریخ اربل ۱/۱۱۴۔ ۱۱۵ا تتمة المختصر ۲/ ۱۰۰۔ ۱۰۳، تاریخ العراق ۳/۳۶۔ ۳۸، الحوارث الجامعه ۲۷۱۔ ۲۷۴، جامع کرامات اولیا، ۲/ ۱۴۷، دول الاسلام ۲/۷۲، روضة المناظر ۱۲/ ۶۸، شذرات الذهب ۴/ ۱۷۹ طبقات شعرانی ۱/ ۸۱، العبر ۴/۱۶۳، الکامل فی التاریخ ۱۱/ ۱۹۰۔ ۲۸۹، الکواتب الدریه ۳/۹۳، المختصر ۳/ ۴۰ مزاة الجنان ۳/ ۳۹، النجوم الزاهرة ۵/ ۲۶۱ )

(۲) (الانساب ۶/ ۲۴۷۔ ۲۴۸، بغیة الوعاة ۱/ ۲۶۳۔ ۲۶۴، بروکلمان الذیل ۱/ ۲۴، قبصیر المنتبه ۳/ ۶۵۴، الجواهر المضیة ۲/ ۱۴۲ الکامل فی التاریخ ۱۱/ ۲۶۴ المنتظم ۱۰/ ۱۹۷۔ ۱۹۸ معجم الادباء ۱۹/ ۱۰۶۔ ۱۰۸ مراة الزمان ۸/ ۱۴۴۔ ۱۴۵ حدیة العارفین ۲/ ۹۳، الوافی بالوفیات ۵/ ۱۹۸ )

# ۵۵۶ھ کے واقعات

اس سال سلطان سلیمان شاہ بن محمد بن ملکشاہ کو قتل کر دیا گیا، یہ شخص دین کا مذاق اڑایا کرتا تھا حتیٰ کہ رمضان المبارک میں بھی شراب پیتا تھا۔ چنانچہ اس کی حکومت کے ناظم یز دیار الخادم نے اس پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کے بعد سلطان ارسلان شاہ بن طغرل بن محمد بن ملکشاہ کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کر لی۔

**ملک الصالح کا قتل**...... اس سال ملک الصالح فارس الدین ابو الغارت طلائع بن رزیک الارمنی کو بھی قتل کیا گیا یہ مصری خلیفہ عاضد کا وزیر اور اس کا سسر تھا، عاضد کی کمسنی کی وجہ سے اس کی حکومت کے تمام امور پر قابض ہو گیا تھا، اس کے بعد اس کا بیٹا رزیک وزیر بنا اور اپنے لئے عادل لقب اختیار کیا، اس کا باپ نہایت نیک صالح اور شریف انسان تھا، خود بھی ادیب تھا۔

اہل علم سے محبت کرتا اور ان سے عمدہ سلوک کرتا تھا۔ اچھے حکمرانوں اور وزراء میں سے شمار ہوتا تھا حتیٰ کہ شعراء نے بھی اس کی تعریف میں قصیدے لکھے ہیں۔

ابن الخلکان کا بیان ہے کہ یہ پہلے بنوخصیب کی منیۃ سکا متولی اور نگران تھا لیکن بعد میں عاضد کا وزیر بن گیا، اس سے پہلے یہ فائز کا وزیر بھی رہ چکا تھا۔ اس کے قتل کے بعد اس کا بیٹا رزیک بن طلائع وزیر بنا اور اس کی وزارت اس وقت تک جاری رہی جب تک شاور نے چھین نہ لی جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

کہتے ہیں کہ یہ صالح وہی ہے جس نے قاہرہ کے باہر باب زدیلۃ کے پاس جامع مسجد بنوائی تھی۔ مزید لکھتے ہیں کہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کو مہینہ کی انیسویں تاریخ کو وزیر بنایا گیا، وار وزارۃ سے دار قرافہ کی طرف بھی مہینے کی انیسویں تاریخ کو منتقل ہوا، اسی طرح اس کی حکومت کا خاتمہ آخری مہینے کی انیسویں تاریخ کو ہوا۔ اس کے بعض اشعار بھی زین الدین علی بن نجا الحنبلی نے روایت کئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں تیرے بڑھاپے نے جوانی کے کارناموں کو مٹا دیا ہے (جیسے) باز کوے کو لے کر گھونسلے میں آ بیٹھا ہو۔ تو خود تو سو رہا ہے لیکن گذرتے وقت کے حوادث جاگ رہے، کہ انہوں نے تیرا کوئی نائب (تجھ جیسا کوئی دوسرا) نہیں چھوڑا۔

تیری عمر کیسے ختم ہوئی حالانکہ یہ تو وہ خزانہ ہے جس میں سے میں بلا حساب خرچ کر چکا ہوں، ایک جگہ فرمایا، کتنے ہی ایسے واقعات ہیں جو زمانے نے عبرت کے طور پر ہمیں دکھائے ہیں لیکن ہم ان سے پہلو ہی کرتے ہیں۔

ہم موت کو بھلا چکے ہیں اس کا ذکر بھی نہیں کرتے، لیکن جب بیمار ہوتے ہیں تو ہمیں موت یاد آ جاتی ہے یہ بھی انہی کے اشعار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زمانے کو ہمارے ماتحت اور عزت و نفرت کو حکومت میں ہمارا مددگار بنانا قبول فرمایا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ مال ختم ہو جائے گا خواہ ہزاروں کی تعداد میں ہو اور ہمارے بعد ہمارے نیک کاموں کا اجر اور ذکر ہی باقی رہ جائے گا۔

ہم نے سخاوت نرمی اور جنگ و سختی کو اس طرح آپس میں ملا دیا گویا کہ ہم بادل ہوں اور بجلی کڑک اور پانی کے قطرے ہمارے آس پاس ہوئی۔

مندرجہ ذیل اشعار اپنی موت سے تین روز قبل انہوں نے موزوں کیے تھے۔ تو غفلت اور نیند کی حالت میں مشغول ہیں جبکہ موت کے پاس ایسی آنکھیں ہیں جو کبھی نہیں سوتیں۔

ہم نے موت کی طرف سفر شروع کر دیا ہے ایک طویل عرصے سے، اے کاش مجھے علم ہوتا کہ موت کب آئے گا۔

**عادل کی وزارت**...... بہرحال اس کو ۶۱ سال کی عمر میں عاضد کے غلاموں نے اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا یہ واقعہ دن کے وقت ظہور پذیر ہوا، اس کے بعد اس کے بیٹے عادل کو اپنا وزیر بنایا عمارۃ تمیمی نے بہت عمدہ قصیدے کی صورت میں اس کا مرثیہ کہا ہے، جب اس کے تابوت کو قرافہ کی طرف منتقل کیا جا رہا تھا تو عاضد بھی ساتھ تھا اور تدفین میں بھی شریک ہوا ابن خلکان کا بیان ہے کہ فقیہ عمارۃ نے اس کے تابوت کے بارے میں ایک

قصیدہ کہا ہے لیکن اس شعر میں اس نے زیادتی کی ہے۔

**خفاجہ اور اھل کوفہ میں جنگ** ...... گویا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تابوت ہے جس کے دونوں جانب سکون اور وقار رکھا گیا ہے اسی سال رہا کوفہ اور خفاجہ کے درمیان زبردست جنگ ہوئی، جس میں بے شمار اھل کوفہ قتل ہوئے، مقتولین میں امیر قیصر بھی شامل تھا، امیر الحاج برغش شدید زخمی ہوا، چنانچہ خلیفہ کا وزیر عون الدین بن ہبیرہ اھل کوفہ کے انتقام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، ان کا تعاقب کیا اور ٹڈی دل لشکر کے ساتھ ان کے پیچھے جنگل میں داخل ہوگیا، چنانچہ اھل خفاجہ نے معافی مانگی۔

اس کے علاوہ اس سال مکہ کا امیر الاشریف عیسیٰ بن قاسم بن ابی ہاشم کو بنایا گیا، جبکہ بعض حضرات کے مطابق امیر مکہ قاسم بن ابی خلیفہ ابن قاسم بن ابی ھاشم کو بنایا گیا۔ اسی سال خلیفہ نے ان دکانوں کے خاتمے کے احکامات جاری کئے جن سے راستے تنگ ہوجاتے ہیں، اس کے علاوہ یہ کہ کوئی تاجر راستے کی چوڑائی میں بیٹھ کر چیزیں نہیں بیچے گا تا کہ راہ گیروں کو تکلیف نہ ہو۔

**ابوحکیم کی ولادت** ...... اس کے علاوہ بغداد میں مہنگائی بالکل ختم ہوگئی، اس سال اُس مدرسہ کا افتتاح ہوا جسے ابن الشمل نے مامونیہ میں بنایا تھا، ابوحکیم ابراہیم بن دینار النہروانی الحنبلی اس میں مدرس مقرر ہوئے، اس سال کے آخر میں ان کی وفات ہوگئی، ان کے بعد ابوالفرج ابن الجوزی اس مدرسے کے مدرس مقرر ہوئے حالانکہ یہ ابوحکیم کے دروس کا تکرار کرواتے تھے، اپنی موت سے پہلے باب الازج پڑھا کر آپ نے تدریس کو خیرباد کہہ دیا تھا۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور معروف لوگ

**حمزۃ بن علی بن طلحہ** ...... ابوالفتوح حمزہ بن علی بن طلحہ الحاجب۔ آپ المسترشد اور المقتفی کے خاص آدمیوں میں سے تھے، انہوں نے اپنے گھر کے اندر ہی ایک طرف مدرسہ بنوایا، حج بھی کیا اور حج کے بعد دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور تقریباً بیس سال تک اپنے گھر میں دنیا سے کنارہ کشی اختیار کئے پڑے رہے، شعراء نے آپ کی تعریف میں قصیدے بھی لکھے ہیں مثلاً:

اے اسلام کی قوت بازو، اے وہ شخص جس کی ہمت فاخر بلندیوں تک جا پہنچی ہے دنیا تیرے لئے تھی لیکن تو اس سے راضی نہ ہوا، اس کو اپنی ملکیت میں نہ لیا اور آخرت کو اپنے لئے اختیار کرلیا۔

## ۵۵۷ھ کے واقعات

اس سال کرجوں نے اسلامی ملکوں پر حملہ کیا اور لاتعداد لوگوں کو قتل کرڈالا بچوں کو قیدی بنالیا، چنانچہ اس علاقے کے حکمران یعنی آذربائی جان سے ایلاکز، خلاط سے ابن سلمان مراغۃ سے ابن اقسنقر جمع ہوئے، اور اگلے کرجوں کے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے، وہاں خوب لوٹ مار کی اور بچوں کو قیدی بنالیا، زبردست جنگ ہوئی جس میں کرجوں کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا، یہ الماد ی فوج تین دن کرجوں کے علاقوں میں رہی اور قتل وغارت اور پکڑ دھکڑ میں مصروف رہی۔

**نظام الملک کی معزولی** ...... اسی سال رجب کے مہینے میں یوسف الدمشقی نظام الملک کو معزول کر کے نظامیہ کی تدریس پر مقرر کیا گیا، کیونکہ ایک عورت نے دعویٰ کیا تھا کہ اُس (نظام الملک) نے اس سے نکاح کیا ہے، پہلے تو نظام الملک نے انکار کیا لیکن پھر اعتراف کرلیا چنانچہ ان کو

تدریس سے معزول کر دیا گیا۔

اسی سال وہ مدرسہ پایہ تکمیل کو پہنچا جسے ابن ھبیرۃ باب بصرہ کے قریب بنوار ہا تھا، یہاں مدرسوں اور فقہاء کا تقرر ہوا۔ اور امیر کوفہ برغش نے لوگوں کو حج کرایا۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ

**شجاع شیخ الحنفیہ** ...... حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ان کی تدفین ہوئی، ان اطراف میں حنفیہ کے شیخ سمجھے جاتے تھے، مناظرے میں عمدہ کلام کیا کرتے تھے، بہت سے حنفیہ نے ان سے علم حاصل کیا۔

**صدقہ بن وزیر الواعظ** ...... بغداد آئے اور وعظ کہنا شروع کیا، بدحالی کا اظہار کیا، یہ شیعت اور علم کلام کی طرف مائل تھے، لیکن اس کے باوجود عوام میں شہرت حاصل کی حتیٰ کہ ان کی شہرت بعض امراء تک بھی جا پہنچی، بغداد میں آپ کو خوب مال و دولت بھی ملا جس سے آپ نے اپنی خانقاہ بنوائی، یہیں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

**زبرد خاتون** ...... جاولی کی بیٹی اور سلطان دقماق کی ماں شریک بہن، اس نے دمشق سے باہر صنعاء کے قریب ایک جگہ (جیسے "تل الثعالب" لومڑیوں کا ٹیلہ کہتے تھے) خاتونیہ کے نام سے مدرسہ بنوایا، دمشق کے مغرب میں شام کے صغاء سے شرق کی طرف، یہ علاقہ بہت پہلے سے مشہور معروف ہے۔ اس مدرسے کو اس خاتون نے شیخ برہان الدین علی بن محمد البلخی الحنفی (جن کا ذکر پہلے گذرا ہے) ایک شمس الملوک کے لئے وقف کر دیا تھا یہ سلطان بوری بن طغتکین کی بیوی تھی اس سے اس کے دو بیٹے ہوئے ایک شمس الملوک اسماعیل جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، جو اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنا اور اسی کے نقش قدم پر چلا، یہ مسلمانوں کی بجائے فرنگیوں کی طرف مائل تھا اور شہر اور سارا مال و اسباب اُن کو دینا چاہتا تھا لیکن مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کا بھائی اس کی جگہ بادشاہ بن گیا، یہ معاملات زمرد خاتون کی رضامندی اور مدد سے ہوئے، اس خاتون نے نہ صرف قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی تھی بلکہ حدیث کا سماع بھی کیا تھا، مذہب میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق پر تھی، علماء اور نیک لوگوں سے محبت رکھتی تھی، حلب کے حکمران اتابکی زنگی نے اس سے اس لالچ میں نکاح کرلیا تھا کہ اس کی وجہ سے دمشق پر قبضہ کرلے گا، لیکن اس کو کامیابی نہ ہوئی، کیونکہ وہ اس کے ساتھ حلب چلی گئی تھی اور جب اس کی وفات ہوگئی تو دمشق واپس آگئی، بغداد بھی آئی اور پھر وہاں سے حجاز کی طرف روانہ ہوگئی، سال بھر مکہ کی مجاورت اختیار کی، پھر مدینہ منورہ آگئی اور یہیں رہ پڑی، یہیں اس کی وفات ہوئی، اور جنت البقیع میں اس کی تدفین ہوئی۔

کثرت سے نیک کام اور صدقہ وخیرات کیا کرتی تھی، نماز روزے کی پابندی تھی۔ سبط کا بیان ہے کہ اس کی وفات اس وقت ہوئی جب اس کی جمع پونجی ختم ہوگئی، یہ گندم اور جو چھان کر بسر اوقات کرتی تھی اور بھلا اس سے زیادہ خوش قسمتی حسن خاتمہ کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، تمام حالات کا جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔

## ۵۵۸ھ کے واقعات

**عبدالمؤمن کی وفات** ...... اس سال مغرب کے حکمران عبدالمؤمن بن علی التوبرتی کا انتقال ہوا، اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف بادشاہ بنا، اور اپنے باپ کی میت کو یہ کہہ کر سرا کش منتقل کر دیا کہ یہ مریض ہے، وہاں پہنچ کر اس کی موت کا اظہار کیا، لوگوں نے اس کے باپ کی تعزیت کی اور اس

کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اس کو امیر المؤمنین کا خطاب دیا۔

یہ عبدالمؤمن زبردست بہادر، سخی اور شریعت کا احترام کرنے والا تھا، اس کے زمانے میں جو شخص نمازوں کی پابندی نہ کرتا قتل کردیا جاتا، چنانچہ مؤذن کی اذان سے پہلے ہی مسجد میں لوگوں کا ہجوم ہوجاتا، خود یہ بہت اچھی نماز ادا کرتا تھا، اطمینان سکون اور خشوع وخضوع کا پیکر تھا، لیکن خون بہانے میں بہت آگے تھا حتیٰ کہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر بھی قتل کروادیا کرتا تھا۔ بہرحال اس کا معاملہ بھی اللہ کے ہاتھ میں جیسا چاہے فیصلہ فرمائے۔

**سیف الدین کا قتل**...... اس کے علاوہ اس سال سیف الدین محمد بن الدین الغزی کو اھل غز نے قتل کردیا تھا، حالانکہ یہ عادل اور انصاف پسند تھا۔

اس سال فرنگیوں نے نورالدین اور اس کے لشکر پر حملہ کیا جس میں مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، بھاگتے ہوئے کسی کو دوسرے کی خبر نہ تھی، نورالدین گھوڑے پر سوار ہوا لیکن گھوڑے کے پیروں میں رسی بند ھی ہوئی تھی کہ اچانک ایک کردی آگے بڑھا اور رسی کاٹ دی چنانچہ نورالدین از نگی جان بچانے میں کامیاب ہوگیا۔ بعد میں یہ کردی فرنگیوں کے ہاتھ لگ گیا، انہوں نے اسے قتل کردیا، اللہ اس پر رحم فرمائے، نورالدین نے کردی کے اس احسان کو ہمیشہ نہ صرف یاد رکھا بلکہ اس کی آل اولاد کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا۔

**بنواسد کی جلاوطنی**...... اس سال خلیفہ نے بنواسد کے حلہ سے جلاوطنی کے احکامات جاری کئے، اور جس نے بھی حکم ماننے سے انکار کیا اس کو قتل کردیا گیا، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنواسد کے تعلقات سلطان محمد شاہ کے ساتھ تھے انہوں نے ہی سلطان کو خط لکھ کر بغداد کے محاصرے پر ابھارا تھا، چنانچہ بنواسد کے چار ہزار افراد قتل کردیئے گئے، باقی جان بچا کر وہاں سے چلے گئے، اور خلیفہ کے نائبوں نے حلہ پر قبضہ کرلیا۔ اس کے علاوہ اس سال بھی امیر برغش نے لوگوں کو حج کروایا۔

## وہ مشاہیر جن کی اس سال وفات ہوئی

**ابومحمد عبدالمؤمن بن علی**...... ابومحمد عبدالمؤمن بن علی القیسی الکوی یا الکوفی، ابن التومرت کی شاگرد تھا، اس کا باپ مٹی کا کام کرتا تھا، جب ابن تومرت کی نظر اس پر پڑی تو اس کو بھا گیا ابن تومرت نے اپنی فہم وفراست سے اندازہ لگایا کہ یہ نوجوان بہادر، دلیر اور نیک بخت ہے چنانچہ اس کو اپنے ساتھ لے گیا، وہاں اس نے خوب ترقی کی، ابن تومرت نے جو فوجیں مصارہ وغیرہ سے جمع کی تھیں وہ سب اس کی طرف متوجہ ہوگئیں، چنانچہ اس نے ان فوجوں کو لے کر ملثمین کے بادشاہ علی بن یوسف بن تاشفین پر حملہ کیا اور مراکش کی طرف روانہ ہوا اور وھران تلمسان، فاس، سلا اور بستہ پر قبضہ کرلیا پھر گیارہ ماہ تک مراکش کا محاصرہ کیے رکھا آخر کار ۵۴۲ھ میں اس نے مراکش کو فتح کرلیا اور اپنی حکومت کا سکہ جمالیا وقت نے بھی یاوری کی۔

یہ نہایت عقلمند، باوقار، خوبصورت اور بھلائی کو پسند کرنے والا تھا، اس سال یعنی ۵۵۸ھ میں اس کی وفات ہوئی، اس نے ۳۳ سال حکومت کی، یہ خود کو امیر المؤمنین کہلواتا تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

**طلحہ بن علی**...... ابن طراد، ابواحمد الزینبی، نقیب النقباء، اس کی وفات اچانک ہوئی، اس کے بعد اس کے بیٹے نے نقابت کا عہدہ سنبھالا اس کا نام ابوالحسن علی تھا، طلحہ امرد تھا کوئی داڑھی مونچھ نہ تھی اسے معزول کیا گیا اور عہدہ چھوڑنے کا مطالبہ بھی اس سال ہوا تھا۔

**محمد بن عبدالکریم**...... ابن ابراھیم ابوعبداللہ جو ابن الانباری کے نام سے مشہور ومعروف ہے، بغداد میں میرمنشی کے عہدے پر فائز تھا، اچھے اخلاق، خوش مزاج آدمی تھا، انشاء میں اپنی نوع کا الگ ہی ماہر تھا۔ سلطان سنجر وغیرہ کی طرف اس نے اپنے نمائندے بھی بھیجے، بادشاہوں اور خلفاء کی خدمت کی اس کی عمر تیس سال کے لگ بھگ تھی اس نے شاعری بھی کی، دنیا اور خوبصورت چہروں سے محبت کرنے والوں کے بارے

میں اس کے اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔اے وہ شخص جس نے لاپروائی سے دوری کو اختیار کرلیا۔( بھلا یہ تو بتا کہ ) وصال کی دولت دوبارہ بھی کبھی ملتی ہے؟

اے میری دل کی تکلیف کیا میں یہ امید رکھوں کہ تیری محبت میں میرے دل پر انعام کیا جائے گا تیرا کیا جاتا ہے کہ تو مجھے وصال کے ناممکن وعدوں پر ٹالتی رہتی ہے کیا تو اور تیری محبت میرے علاوہ کسی اور کے حصے میں ہو،اے میری قاتل میں کیا تدبیر کروں۔

اس سے پہلے میری تکلیفوں کے دن نہ صرف سیاہ تھے بلکہ ایسے سیاہ تھے کہ گویا کہ وہ راتیں نہ ہوں ملامت کرنے والے مجھے تجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے برا بھلا کہتے ہیں، بھلا انہیں اس سے کیا اور مجھے اس سے کیا۔اے وہ شخص جو مجھ پر اُس کے بھولنے کی پابندی لگاتا ہے،( جان لے ) کہ میں عاشق ہوں اور تو ( ہی ) بھولنے والا ہے۔

اپنی اُس کو چھوڑ دینے کی بات درست ہے، کیا ہی خوب ہے یہ بات اگر میرے لیئے بھی مناسب ہوتی میں نے اپنے صبر اور قوت برداشت کو اس کے بعد تین طلاقیں دے دی ہیں جبکہ جوانی کا جوش وجذبہ میرے خیال میں ہے۔

## ۵۵۹ھ کے واقعات

**شاور کے بیٹوں کا قتل**......اس سال شاور بن مجیر الدین ابوشجاع السعدی ( جس کا لقب امیر الجیوش تھا ) آیا ان دنوں وہ آل رزیک کے بعد مصری علاقوں میں وزیر کے عہدے پر فائز تھا کیونکہ رزیک بن طلائع کو الناصر نے قتل کردیا تھا اور اس کے بعد وزارت کے عہدے پر فائز ہوگیا اور خوب ترقی کی، وہاں موجود ایک امیر جس کا نام ضرغام بن سوار تھا نے اس پر حملہ کردیا اور اپنے ساتھ بہت سے لوگوں کو جمع کرلیا اور اس پر غالب آگیا اُس کے دونوں بیٹوں طیب اور سلیمان کو قتل کردیا اور تیسرے یعنی کامل بن شاور کو گرفتار کرلیا، اور اسے قتل کرنے کے بجائے قید کردیا۔اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے باپ کا اس پر احسان تھا اس لیئے اس نے اُس کو قید کرنے پر اکتفا کیا، اور ضرغام کو وزیر بنایا اور اُس کا لقب منصور رکھا، چنانچہ شاور مصری علاقوں سے عاضد اور ضرغام کے ہاتھوں سے بچ کر بھاگا تا کہ نورالدین محمود کے پاس پناہ حاصل کرسکے، جو ان دنوں جوسق کے المید ان الاخضر ( سبز میدان ) میں ٹھہرا ہوا تھا، نورالدین نے شاور کی خوب مہمان نوازی کی اور اُس کو جوسق میں ٹھہرایا شاور نے نورالدین سے لشکر کا مطالبہ کیا تا کہ اپنے ساتھ لے جا کر مصری علاقوں کو فتح کرسکے۔

**ضرغام کا قتل**......اور یہ بھی کہ مصری زراعت سے حاصل ہونے والی پیداوار کا ایک تہائی حصہ بھی نورالدین کو دیا کرے گا۔ چنانچہ نورالدین نے ایک لشکر اس کے ساتھ کردیا، اس لشکر کا کمانڈر اسدالدین شیرکوہ بن شادی تھا، چنانچہ یہ لشکر جب مصری علاقوں میں پہنچا تو وہاں موجود لشکر مقابلے پر آیا، زبردست جنگ شروع ہوگئی، شیرکوہ نے اُنہیں شکست سے دوچار کیا اُن کی ایک بہت بڑی تعداد کو قتل کردیا، ضرغام بن سوار کو بھی قتل کردیا گیا اور اس کے سر کو شہروں میں گھمایا گیا، اس طرح شاور کا معاملہ سیدھا ہوگیا، اس کی حالت بھی درست ہوگئی۔

**فرنگیوں کو حملہ**......اس کے بعد عاضد اور شاور نے اسدالدین شیرکوہ کے خلاف اتحاد کرلیا اور نورالدین سے جو معاہدہ کیا تھا اس کی بھی مخالفت شروع کردی اور اسدالدین کو واپس جانے کا حکم دے دیا لیکن وہ نہ مانا اور شہروں میں لوٹ مار اور قتل وغارت گری کرتا رہا، بہت سا مال حاصل کیا، مشرقی مغربی بہت سے علاقے فتح کرلیئے، یہ دیکھ کر شاور نے فرنگیوں کے بادشاہ سے مدد مانگی جو عسقلان میں تھا اس کا نام مری تھا، وہ بہت بڑا لشکر لے کر شاور اور عاضد کی مدد کے لئے آیا، اسدالدین بلبیس جا پہنچا اور قلعہ بند ہوگیا، حفاظت کا خوب انتظام کرلیا اور آلات جنگ وغیرہ کرلیئے، انہوں نے آٹھ ماہ تک اسدالدین شیرکوہ کا محاصرہ کیئے رکھا اسدالدین اور اس کے ساتھیوں نے زبردست مزاحمت کی۔

**سلطان نورالدین کا حملہ**......اسی دوران یہ اطلاع ملی کہ سلطان نورالدین فرنگیوں کی عدم موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے علاقوں کی طرف روانہ ہو چکا ہے اور وہاں زبردست قتل وغارت گری شروع کر چکا ہے، حارم کو فتح کر لیا ہے اور بڑی تعداد میں فرنگیوں کو قتل کرتے ہوئے بانیاس کی طرف روانہ ہو گیا ہے، یہ اطلاع ملتے ہی عسقلان کا فرنگیوں کا بادشاہ گھبرا گیا اور اسدالدین سے صلح کا مطالبہ کیا، اسدالدین نے اس کا مطالبہ مان لیا اور شاور سے ساٹھ ہزار دینار لے لئے اس کے بعد اسدالدین اور اس کا لشکر نکلے اور ذی الحجہ میں شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

**حارم کی فتح**......اس سال رمضان المبارک حارم فتح ہوا، جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا، اس کا قصہ یہ ہوا کہ نورالدین نے اسلامی لشکروں کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا، اسلامی فوجیں ہر طرف سے دوڑتی ہوئی جمع ہونے لگیں تا کہ فرنگیوں سے انتقام لے سکیں، نورالدین ان فوجوں کو لے کر حارم پہنچا وہاں فرنگیوں سے مڈبھیڑ ہوئی، فرنگیوں کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا، انطاکیہ کا حکمران پرنس بیمند، طرابلس کا حکمران قومص، روم کا حکمران ڈوک اور ابن جوسلیق گرفتار کر لیئے گئے۔ فرنگیوں کے دس ہزار افراد قتل کر دیئے گئے، بعض مورخین کے مطابق بیس ہزار افراد قتل ہوئے۔

**بانیاس کی فتح**......اس سال ذی الحجہ میں نورالدین نے بانیاس کو فتح کیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نورالدین نے بانیاس کو ۵۶۰ھ میں فتح کیا، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

نورالدین کے ساتھ اس کا بھائی نصرالدین بن امیر امیران بھی تھا، دوران جنگ تیر لگنے سے اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی، سلان نورالدین نے اس سے کہا، کہ اگر تو اس اجر وثواب کو دیکھتا جو اس جہاد وآنکھ کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے آخرت میں تیار کیا ہے تو تو یہ چاہتا کہ تیری دوسری آنکھ بھی اللہ کے راستے مین قربان ہو جائے۔

ابن معین الدین سے سلطان نے کہا کہ آج تیرے باپ کی جہنم سے خلاصی ہو گئی ہے کیونکہ اس نے یہ شہر فرنگیوں کے حوالے کیا تھا اور دمشق کے بارے میں صلح کی تھی۔

**جیرون کی تباہی**......اس سال ذی الحجہ کے مہینے میں جیرون نامی محل میں زبردست آگ بھڑک اٹھی اور سب کچھ جل گیا، اسی رات باقی امراء اسدالدین زیرکوہ وغیرہ بھی نورالدین سے آملے اور اس آگ کو بھڑکانے کی کوششوں میں مشغول ہو گئے اور جامع کی چاردیواری کو اس آگ سے بچایا۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**جمال الدین**......موصل کے وزیر، قطب الدین مودود بن زنگی، نیک کام بہت کثرت سے کیا کرتے تھے نام محمد بن علی بن ابی منصور ابوجعفر الاصفہانی، لقب جمال، صدقہ وخیرات اور نیکیوں میں ہمیشہ آگے رہتے تھے، مکہ اور مدینہ میں بہت سے اچھے آثار چھوڑے مثلاً میدان عرفات میں چشمہ جاری کروایا اور اس کی دیوار وغیرہ بنوائی، مسجد حنیف اور اس کی سیڑھیاں بنوائیں اور ان پر سنگ مرمر لگوایا، مدینہ منورہ کی چاردیواری کروائی، جزیرہ ابن عمر کے پاس دجلہ کے اوپر تراشے ہوئے پتھر، لوہے اور تانبے کا پل بنوایا بہت سی خانقاہیں بنوائیں۔ اپنے دروازے سے ہر روز سو دینار صدقہ کر دیا کرتا تھا، ہر سال قیدیوں کی طرف سے دس ہزار دینار فدیے میں دے دیتا، اس کے علاوہ فقہاء وفقراء پر اس کے صدقات جاری رہا کرتے تھے اور صرف بغداد میں نہیں بلکہ دیگر شہروں میں بھی اسی طرح جاری رہتے۔ ۵۵۸ھ میں اس کو گرفتار کر لیا گیا۔

**کرامت**......ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ان کے ساتھ ایک شخص قیدخانے میں تھا اس نے بتایا کہ قیدخانے میں ان کی موت سے پہلے ان کے پاس ایک سفید پرندہ آیا تھا، پھر یہ پرندہ ان کے پاس ہی رہا اور یہ ذکر اللہ میں مشغول رہے یہاں تک کہ اس سال شعبان میں ان کی وفات ہو گئی، اور وہ پرندہ وہاں سے اڑ گیا، موصل میں اپنے لئے انہوں نے خانقاہ بنوائی تھی اسی میں تدفین ہوئی۔

**شیر کوہ کے ساتھ تعلق** ...... اسد الدین شیر کوہ کے ساتھ انہوں نے بھائی چارہ قائم کر رکھا تھا اور یہ طے کیا ہوا تھا کہ ان دونوں میں سے جو پہلے مرے گا دوسرا اُس کو لے کر مدینہ منورہ جائے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، موصل سے اُن کی میت کو کندھوں پر اٹھا کر مدینہ کی طرف لے جایا گیا، جس شہر سے گزرتے وہاں ان کی نماز جنازہ ادا کی جاتی اور دعا مغفرت بھی ہوتی اور خوب تعریف وتوصیف بھی کی جاتی لہٰذا نہ صرف موصل بلکہ تکریت، بغداد، حلۃ کوفہ، فید، مکہ میں بھی ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، ان کی میت کو خانہ کعبہ کا طواف بھی کروایا گیا اور پھر مدینہ منورہ لے جایا گیا، اور وہاں مسجد نبوی کے مشرقی سمت واقع خانقاہ میں ان کی تدفین ہوئی جوانہوں نے ہی بنوائی تھی۔ (یہاں یہ تحریر ہے کہ ان کی تدفین مدینہ منورہ میں خانقاہ میں ہوئی، جبکہ سطور یہ پر تجربہ ہے کہ ان کی تدفین موصل میں خانقاہ میں ہوئی، تو اس کو ترجمہ کی غلطی نہ سمجھی جائے بلکہ اصل کتاب میں عبارت اسی طرح ہے جس کا ترجمہ کر دیا گیا ہے دیکھیں (البدایہ والنہایہ ۵۵۹ھ کے واقعات ۲۶۴،ج ۷)

**سعادت** ...... ابن جوزی اور ابن ساعی کا بیان ہے کہ ان کی قبر اور جناب نبی کریم ﷺ کے حرم پاک کے درمیان ۱۵ ذراع سے زیادہ فاصلہ نہ ہوگا۔ ابن الساعی کہتے ہیں کہ جب حلۃ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی تو ایک کڑیل نوجوان کھڑا ہوا اور اس نے اشعار کہے۔

ان کی میت گردنوں پر اٹھا کر لے جائی گئی، اور جب تک لے جائی جاتی رہی تو اس کی جود وسخا اور عطایا بھی ساتھ ساتھ چلتی رہیں۔

ان کی میت وادی سے گزری تو نہ صرف وادی کومٹی نے ان کی تعریف کی بلکہ بیوہ عورتوں نے بھی اپنی مجلسوں میں ان کی تعریفیں کیں۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**ابن الخازن الکاتب** ...... احمد بن محمد بن الفضل بن عبدالخالق ابوالفضل جو ابن الخازن الکاتب البغدادی الشاعر کے کام سے مشہور تھے، بہت عمدہ لکھا کرتے تھے، اپنے ہمعصروں سے فائق تھے، ختمات کی کتابت میں مشغول رہے، ان کے بیٹے نصر اللہ نے مقامات کی کتابت کر کے خوب کمائی کی، انہوں نے اپنے بیٹے کے اشعار کا دیوان بھی جمع کیا، ابن خلکان نے ان میں سے چند اشعار کا تذکرہ کیا۔

## ۵۶۰ھ کے واقعات

اس سال اصفہان میں فقہاء میں فقہی اختلافات کی وجہ سے زبردست جنگ شروع ہوگئی جو کئی دن جاری رہی، اس لڑائی میں بہت سے لوگ قتل ہوگئے۔ اسی سال بغداد میں آگ بھی لگی جس میں بہت سی جگہیں جل گئیں۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال بغداد میں ایک عورت کے ایک ہی پیٹ سے چار بچیاں پیدا ہوئیں۔ اور حسب معمولی امیر برغش الکبیر نے لوگوں کو حج کروایا۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**محمد بن بہیلقا** ...... الطحان (چکی پیسنے والا) جس نے بغداد میں جامع عقیمہ کی ازسرنو تعمیر کروائی اور اس میں جمعہ کی نماز کی خلیفہ سے اجازت مانگی خلیفہ نے اجازت دے دی۔ اس نے اس جامع مسجد کے اردگرد واقع قبروں وغیرہ کو خرید کر اس کی توسیع کی اور قبروں سے مردوں کو اکھاڑ پھینکا

چنانچہ اس کا بھی اللہ تعالیٰ نے یہی حشر کیا، کہ مرنے کے بعد اس کی قبر بھی اکھاڑ پھینکی گئی تھی پورا پورا بدلہ ہے۔

**محمد بن عبداللہ بن العباس بن عبدالحمید** [1] ...... ابوعبداللہ الحرانی، یہ ان لوگوں میں سے آخری شخص تھا جسے ابوالحسن الدامغانی کے پاس آنے جانے کی اجازت تھی، اس نے حدیث کا سماع بھی کیا تھا، بہت خوش مزاج اور ہلکی پھلکی طبیعت کا مالک تھا، اس نے ایک کتاب مرتب کی تھی جس کا نام روضۃ الا بآء رکھا ہے اور اس میں بہت عمدہ بیان کیا ہے۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ان کی زیارت کی، تو میں کافی دیر بیٹھا رہا پھر میں نے اٹھنا چاہا تو مجھ سے اٹھانہ گیا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے اگر میں ملامت اور بوجھ سے تھک گیا ہوں، تو ملاقاتوں سے میری عظمت بلند ہوئی تو نے صرف میری محبت کو ہی مظبوط کیا ہے اور میرا شک ہی بھاری ہوا ہے۔

**مرجان الخادم** ...... مختلف قرأت پڑھنے میں مہارت رکھتے تھے، فقہ شافعی کی تعلیم حاصل کی، متعصب تھے حنابلہ کو ناپسند کرتے تھے، چنانچہ اس وجہ سے وزیر ابن ھبیرۃ اور ابن جوزی سے شدید دشمنی رکھتے تھے یہاں تک کہ ابن جوزی سے کہتے تمہارے مذہب کو ختم کرنا میرا مقصد اور تمہارے ذکر کو مٹا دینا میرا منشا ہے چنانچہ جب اس سال وزیر ابن ھبیرۃ کی وفات ہوگئی تو ابن جوزی کے خلاف ان کی طاقت بڑھ گئی لہٰذا ابن جوزی خوفزدہ ہو گئے، لیکن اس سال ذی قعدہ میں ان کی وفات ہوئی تو ابن جوزی بہت خوش ہوئے۔

**ابن تلمیذ** ...... بہت ماہر طبیب تھا نام ھبۃ اللہ بن صاعد ہے ۹۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا بہت خوشحال تھا لوگوں میں اس کا بہت عزت واحترام تھا، لیکن اس سال اس کی وفات ہوگئی اللہ تعالیٰ اس کے دین کا بیڑہ غرق کرے پرانے گرجے میں تدفین ہوئی، اللہ اس پر رحم نہ کرے اگر یہ عیسائی ہو کر مرا ہے، کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ مسلمان ہے، پھر بھی بہرحال اپنے دین (عیسائیت) پر ہی اس کی موت واقع ہوئی۔

**وزیر ابن ھبیرۃ** ...... ابوالمظفر یحییٰ بن محمد بن ھبیرۃ خلیفہ عون الدین کی خلافت کا وزیر، کتاب الافصاح کا مصنف، قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی، حدیث کا سماع کیا، علم نحو لغت اور عروض میں عمدہ مہارت رکھتے تھے، فقہ حنبلی کی تعلیم حاصل کی بہت سی عمدہ اور مفید کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے ایک "**الافصاح**" ہے جو کئی جلدوں میں ہے، اس کتاب میں انہوں نے حدیث کی شرح کی ہے اور فقہاء کے مذہب پر کلام کیا ہے، عقیدۃ سلف (فقہ حنبلی) کے مقلد تھے، مال و دولت کچھ نہ تھا، پھر خدمت کے لئے خلیفہ کے پاس حاضر ہو گئے یہاں تک کہ مقتفی کے وزیر بن گئے اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنجد نے بھی عہدۂ وزارت پر برقرار رکھا، وزراء میں سب سے اچھے تھے، سیرت میں سب سے عمدہ، ظلم سے کوسوں دور، کبھی ریشم کا کپڑا نہ پہنتے تھے، خود مقتفی اس بات کا اعتراف کرتا تھا کہ خلفاء بنو عباس کو آج تک ایسا وزیر نہیں ملا۔ اسی طرح مقتفی کا بیٹا مستنجد بھی نہ صرف اس کا معترف تھا بلکہ حیران بھی ہوتا تھا۔

مرجان خادم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن ھبیرۃ مستنجد کے سامنے تھے تو میں نے امیر المؤمنین کو ابن ہبیرۃ کی مدح میں اشعار کہتے سنا۔

تیرے پاس دو نعمتیں ہیں، خاص اور عام ان کو یاد رکھ تاکہ تجھے قیامت تک یاد کیا جائے

تیری سخاوت، دنیا تو خود تیری اور تیری سخاوت کی محتاج ہے جبکہ نیکی لوگوں میں اجنبی ہو چکی ہے۔

اے یحییٰ! اگر جعفر اور یحییٰ تجھ تک پہنچنے کا ارادہ کریں تو یحییٰ اور جعفران کو روک دیں گے۔

اے ابوالمظفر میں نے آج تک ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے تیرے بارے میں کوئی غلط ارادہ کیا ہو اور تو اس کے خلاف کامیاب نہ ہوا ہو۔

**بغداد میں خلافت کا استحکام** ...... ابن ھبیرۃ خلافت عباسیہ کے استحکام اور سلاطین سلجوقیہ سے انہیں بچانے کی ہر ممکن کوشش کیا کرتا تھا،

---

(۱) (شذرات الذهب ۱۸۹/۴، العبر ۱۸۱/۴، كشف الظنون ۹۱۶، المنتظم ۲۱۲/۱ ۲۱۳، النجوم الزاهرة ۳۶۸/۵ ۳۶۹ هدية العارفين ۹۴/۲، الوافي بالوفيات ۳۳۰/۳ اور ۳۴۰، ۳۴۱)

اسی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ پورے عراق میں مکمل طور پر خلیفہ کی حکومت مستحکم ہوگئی تھی، عراقی حکومت میں سلاطین کا کوئی حصہ بالکل نہ تھا، اور ہر قسم کی تعریفیں تو اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ اپنے گھر پر علماء کی مجالس منعقد کرتے، جہاں علماء بحث و گفتگو اور مناظرے کرتے، چنانچہ اس طرح وہ ابن ھبیرۃ سے اور ابن ھبیرۃ علماء سے مستفید ہوتے۔

ایک روز اتفاق سے وہاں موجود فقہاء میں سے کسی سے کسی دوسرے کے لئے نامناسب کلمہ زبان سے نکل گیا۔ یا حمار (اے گدھے) وغیرہ، لیکن بولنے والا فوراً شرمندہ ہوگیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں جس طرح میں نے تجھے نامناسب کہا اسی طرح تو بھی مجھے نامناسب کلمات کہہ دے، لیکن وہ نہ مانا، بالآخر دوسو دینار پر صلح ہوگئی۔ لیکن پھر وہ اچانک ہی مر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کو طبیب نے زہر دیا تھا لہٰذا چھ ماہ بعد اس طبیب کو بھی زہر دے دیا گیا، طبیب خود بھی اعتراف کرتا تھا کہ ہاں میں نے اسے زہر دیا تھا چنانچہ طبیب کو بھی زہر دیا گیا۔

**ابن ھبیرۃ کی وفات**...... ۱۲ جمادی الاولیٰ اتوار کے روز اسی سال یعنی ۵۶۰ھ میں ۶۱ سال کی عمر میں انتقال ہوا، ابن جوزی نے غسل دیا، ان کے جنازے میں خلق کثیر و جم غفیر شریک ہوا تھا، بازار بند کردیئے گئے تھے، ہر شخص ان کی وفات پر رو رہا تھا، باب بصرۃ کے نزدیک جو مدرسہ انہوں نے بنوایا تھا اس میں تدفین ہوئی اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے بہت سے شعراء نے ان کے مرثیے بھی کہے۔

## ۵۶۱ھ کے واقعات

اس سال نورالدین محمود نے شام کے قلعہ المنیطرہ کو فتح کیا، اس قلعے کے پاس بےشمار فرنگی قتل ہوئے، بےانتہاء مال غنیمت حاصل ہوا۔

**عزالدین کا فرار**...... اسی سال عزالدین ابن الوزیر ابن ھبیرہ قید خانے سے فرار ہوا، اس کے ساتھ ایک ترکی غلام بھی تھا، لیکن بروقت اطلاع ہوگئی، چنانچہ شہر میں اعلان کروادیا گیا کہ جو اسے واپس لائے گا اس کو سو دینار دیئے جائیں گے، اور اگر کسی نے اس کو پناہ دی تو نہ صرف یہ کہ اس کا گھر منہدم کردیا جائے گا بلکہ اُس کو اس کے دروازے پر ہی پھانسی دے دی جائے گی اور اس کی اولاد اس کے سامنے ذبح کردی جائے گی۔ چنانچہ یہ اعلان سن کر ایک شخص نے اس کا پتہ بتادیا، لہٰذا یہ ایک باغ میں سے گرفتار ہوا، اس کی زبردست پٹائی ہوئی اور دوبارہ قید خانے لے جایا گیا، اس مرتبہ اس کی نگرانی پہلے سے بھی زیادہ سخت کردی گئی۔

اس سال رافضیوں نے کھلم کھلا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینی شروع کیں، اور بہت سی ایسی عجیب و غریب نے نامعلوم باتوں کا اظہار کیا جن کو ان سے پہلے زمانوں میں کوئی نہ جانتا تھا، کیونکہ اس سے پہلے وہ (رافضی) ابن ھبیرۃ کے خوف سے پوشیدہ رہتے تھے۔

اسی سال عوام الناس میں خلق قرآن کے مسئلے سے متعلق باتیں شروع ہوئیں۔ اور امیر برغش نے لوگوں کو حج کروایا۔

## اس سال وفات پانے والے بعض مشاہیر

**الحسن بن عباس**[1]...... ابن ابی الطیب بن رستم، ابوعبداللہ الاصبہانی، اُن چند گنے چنے نیک لوگوں میں سے تھے جو کثرت سے روتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن "مـــاشـــاده" کی مجلس میں حاضر ہوا وہ لوگوں کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کررہا تھا، چنانچہ میں نے اس رات

(۱) (الانساب ۲ /۱۱۵، ۱۱۷، دول الاسلام ۲/۷۵، شذرات الذهب ۴ /۱۹۸، طبقات السبکی ۷ /۶۵،۹۴ طبقات الاسنوي ۱/ ۵۸۷، ۵۸۸، العبر ۴ /۱۷۴، الكامل ۱۱ /۳۲۳، اللباب ۲ /۵۲، المنتظم ۱۰ /۲۱۹، مرآة الزمان ۸ /۱۶۴، النجوم الزاهرة ۵ /۳۷۲، الوافي بالوفيات ۱۲ /۲۱)

خواب میں اللہ رب العزت کو دیکھا جو مجھ سے فرما رہے تھے کہ تو ایک بدعتی کی مجلس میں حاضر ہوا اور اس کا کلام سنا؟ میں تیرے لئے دنیا میں دیکھنا حرام کردوں گا۔ چنانچہ وہ اگلی صبح دیکھنے کی صلاحیت سے محروم تھے باوجود اس کے کہ ان کی آنکھیں کھلی تھیں اور یوں لگتا تھا جیسے وہ دیکھ رہے ہوں۔

**عبدالعزیز بن الحسن**...... ابن الحباب الاغلبی السعدی القاضی، ابوالمعالی البصری، ابن جلیس کے نام سے جانے جاتے تھے کیونکہ مصر کے حکمران کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے، عماد نے اپنے جریدے میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ صاحب فضیلت بزرگی والے تھے، عمدہ اشعار کہتے تھے مثلاً:

عجیب بات ہے کہ اُن کے پاس تلواریں بھی حیض کی طرح خون پھینکنے لگی ہیں حالانکہ تلوار تو (عربی میں) مذکر ہوتا ہے۔

اور عجیب ہیں وہ ہتھیلیاں جن میں آگ روہ آگ بھڑکا رہی ہیں، حالانکہ ہتھیلیاں تو سمندر ہوتی ہیں۔

**شیخ عبدالقادر الجیلی (الجیلانی)**[1]...... ابن ابی صالح ابومحمد الجیلی، ۴۷۰ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی، بغداد آئے، حدیث کا سماع کیا ابو سعید المخرمی الحنبلی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، انہوں نے ایک مدرسہ بنایا تھا وہ شیخ عبدالقادر کے حوالے کردیا وہاں وہ لوگوں کے لئے وعظ بیان کرتے، اور اُن کو بلند مقامات تک پہنچاتے، لوگوں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا، بہت اچھے اخلاق کے مالک تھے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے علاوہ کچھ نہ بولتے بلکہ خاموش ہی رہتے، بہت ہی بڑے زاھد تھے، اُن کے حالات بہت اچھے تھے، اُن کو مکاشفات اور کرامات بھی بہت ہوتے تھے، ان کے ساتھی اور پیروکاران کے بارے میں مختلف باتیں بتاتے ہیں اور اُن سے بہت سے اقوال وافعال اور مکاشفات نقل کرتے ہیں جن میں سے زیادہ تر غلط فہمیاں ہیں، حالانکہ شیخ بہت نیک متقی پرہیزگار تھے، انہوں نے غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب کے نام سے کتابیں لکھیں اور ان میں بہت اچھی باتیں بیان کیں۔ احادیث کا تذکرہ بھی کیا جن میں ضعیف اور موضوع بھی ہیں، بہرحال وہ بڑے شیوخ میں سے تھے، نوے (۹۰) سال کی عمر میں وفات پائی اور اسی مدرسے میں تدفین ہوئی جہاں رہا کرتے تھے۔



## ۵۶۲ھ کے واقعات

**مصر پر حملہ**...... اس سال فرنگی ٹڈی دل لشکر لے کر مصری علاقوں کی طرف حملہ آور ہوئے، خود مصریوں نے بھی اُن کا ہاتھ بٹایا چنانچہ بعض علاقوں پر فرنگیوں کا قبضہ ہوگیا۔ یہ اطلاع اسدالدین شیرکوہ تک پہنچی لہٰذا اس نے نورالدین سے دوبارہ مصر جانے کی اجازت مانگی، کیونکہ یہ وزیر شاور کے خلاف اس کی دھوکہ بازی کی وجہ سے پہلے ہی خار کھائے ہوئے تھا، بہرحال نورالدین نے اس کو اجازت دے دی، اجازت ملتے ہی اسدالدین ماہ ربیع الثانی میں مصر روانہ ہوا، اس کے ساتھ اس کا بھتیجا صلاح الدین یوسف بن ایوب بھی تھا، لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ یہ عنقریب مصری علاقوں کا بادشاہ بن جائے گا، چنانچہ اس سلسلے میں عرقلہ (جو حسان الشاعر کے نام سے معروف تھا) نے چند اشعار کہے ہیں:

ترکوں نے مصر کا ارادہ کرلیا ہے تاکہ عربوں سے جنگ کرسکیں۔

یارب جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے مالک بنے تھے۔

اسی طرح ہمارے زمانے میں بھی ایک سچا یوسف مصر کا مالک بننے جارہا ہے جو ایوب کا بیٹا ہے جو مسلسل دشمنوں کی کھوپڑیوں پر ضربیں لگاتا جارہا ہے حتیٰ کہ گردن کے پچھے بھی کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔

---

(۱) (الانساب ۴۱۵/۳، اعلام الزنکی ۴۷/۴، بهجة الاسرار فی مناقب سیدی عبدالقادر، للشطنونی، تتمة المختصر ۱۰۷/۲، ۱۱۱، ذیل طبقات الحنابلہ ۲۹۰/۱، ۳۱۰، شذرات الذهب ۱۹۸/۴، ۲۰۲، طبقات الشعرانی ۱۰۸/۱، فوات الوفیات ۴۰۳/۲، ۳۷۴، العبر ۱۷۵/۴، ۱۷۶، الکامل ۳۲۳/۱۱، المنتظم ۲۱۹/۱۰، مراۃ الزمان ۱۶۴/۸، ۱۶۶، المختصر ۴۳/۳، النجوم الزاهرة ۳۷۱/۵)

**اسدالدین کی مصر آمد**...... مصر میں جب شاور کو اسدالدین کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرنگیوں سے مدد مانگی، فرنگی دوڑتے ہوئے مدد کے لئے پہنچے، اور پھر اسدالدین کو بھی فرنگیوں کی آمد کی اطلاع ہوگئی اُس وقت اس کے ساتھ صرف ایک ہزار سوار تھے، چنانچہ اس نے تمام امراء کو جمع کیا اور اُن سے مشورہ کیا، فرنگیوں کی تعداد کے پیش نظر تمام امراء نے یہی مشورہ دیا کہ نورالدین کے واپس جایا جائے البتہ شرف الدین برغش نے کہا کہ "جو شخص قتل وغارت یا قید وبند سے ڈرتا ہے اُسے اپنے گھر پر بیوی کے پاس بیٹھنا چاہئے، اور جو لوگوں کا مال کھاتا ہو تو وہ اُن کے شہر دشمنوں کے حوالے نہیں کرتا، اور یہی مشورہ اسدالدین کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن ایوب نے بھی دیا، چنانچہ سب نے پختہ عزم کرلیا اور فرنگیوں کی طرف روانہ ہوئے، زبردست جنگ ہوئی، بے شمار فرنگی قتل ہوئے اور اُن کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا، اس لشکر نے اتنے فرنگی قتل کئے کہ اُن کی صحیح تعداد اللہ ہی کو معلوم ہوگی۔ اور تمام تعریفیں تو اللہ ہی کے لئے ہیں۔

## اسدالدین کے ہاتھوں اسکندریہ کی فتح (۱)

پھر اسدالدین نے اسکندریہ کی طرف چلنے کا مشورہ دیا اور وہاں کے اموال کا مالک ہوگیا، پھر وہاں اپنی جگہ اپنے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن ایوب کو نائب بنایا اور خود بالائی مصر الصعید کی طرف روانہ ہوگیا، اور اس پر قبضہ کرلیا یہاں سے بھی بہت سامال واسباب ہاتھ آیا، اس کے بعد فرنگیوں اور مصریوں نے جمع ہوکر تین ماہ تک اسکندریہ کا محاصرہ کئے رکھا تا کہ صلاح الدین یوسف بن ایوب کے ہاتھ سے اسے چھین لیں، کیونکہ اسدالدین صعید میں بھی موجود نہ تھا، صلاح الدین نے زبردست مزاحمت کی، لیکن اسکندریہ میں مال واسباب اور خوراک وغیرہ ختم ہوچکی تھی، لہٰذا اسدالدین صلاح الدین کی مدد کے لئے روانہ ہوا چنانچہ وزیر شاور نے اسکندریہ کے بدلے پچاس ہزار دینار پر صلح کرنا چاہی، اسدالدین نے اس کا مطالبہ تسلیم کرلیا یوں صلاح الدین بخیر وعافیت اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں سے نکلا اور اسکندریہ کو مصریوں کے حوالے کردیا اور ۱۵ شوال کو شام واپس آگیا، شاور نے سالانہ ایک لاکھ دینار فرنگیوں کو دینا طے کئے، اور یہ بھی کہ اُن کا ایک نمائندہ قاہرہ میں مستقل اقامت اختیار کرے گا، اس کے بعد وہ اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گئے جبکہ دوسری طرف نورالدین اُن کے علاقوں پر حملہ بول چکا تھا اور بہت سے قلعے فتح کرچکا تھا، اُن میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کردیا، اور بے شمار بچوں اور عورتوں کو گرفتار کرلیا اور بے شمار مال غنیمت حاصل کیا، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اس کے ساتھ اس کا بھائی قطب الدین مودود بھی تھا، نورالدین نے اپنے بھائی کو رقہ کا حکمران بنادیا اور اُس کے حوالے کردیا۔

**عماد الکاتب کی دمشق آمد**...... اسی سال ماہ شعبان میں عماد کاتب کا بغداد سے دمشق آنا ہوا، اس کا نام ابوحامد محمد بن الاصبہانی مصنف فتح قدسی، برق شامی وجریدہ، اس کے علاوہ اس کی اور بھی تصنیفات ہیں۔

قاضی قضاۃ کمال الدین اشہرزوری نے باب فرح کے اندر واقع المدرسۃ النوریہ الشافعیہ میں اس کو ٹھہرایا چنانچہ اس کے یہاں رہنے کی وجہ سے مدرسہ اسی کے نام سے موسوم ہوکر مدرسہ العادیہ کہلایا۔ پھر شیخ فقیہہ ابن عبد کے بعد اس کو اس مدرسہ کی تدریس بھی سونپی گئی، اس منصب پر سب سے پہلے جس شخص نے آکر اس کو سلام کیا وہ نجم الدین ایوب تھا، تکریت میں رہنے کے زمانے سے دونوں ایک دوسرے سے جان پہچان رکھتے تھے۔ لہٰذا عماد نے اس کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا جسے ابوشامہ نے ذکر کیا ہے، اس وقت اسدالدین اور صلاح الدین مصر میں تھے، چنانچہ اس نے صلاح الدین کی مصر پر حکومت کی خوشخبری سناتے ہوئے کہا۔

مصر میں یوسف کا ٹھکانہ پکا ہوجائے گا، اسی سے جدائی کے بعد یعقوب کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی وہیں یوسف کی ملاقات اپنے بھائیوں سے

(۱) الانساب ۲۱۵/۳، اعلام الزنکی ۴۷/۴، بہجۃ الاسرار فی مناقب سیدی عبدالقادر، للشطنونی، تتمۃ المختصر ۱۰۷/۲، ۱۱۱، ذیل طبقات الحنابلہ ۲۹۰/۱-۳۱۰، شذرات الذہب ۱۹۸/۴، ۲۰۲، طبقات الشعرانی ۱۰۸/۱، فوات الوفیات ۲۷۳/۲-۳۷۴، العبر ۱۷۵/۴-۱۷۶، الکامل ۳۲۳/۱۱، المنتظم ۲۱۹/۱۰، مرآۃ الزمان ۲۶۴/۸-۲۶۶، المختصر ۴۳/۳، النجوم الزاہرۃ ۳۷۱/۵)

ہو گی اور اللہ تعالیٰ اُن کو بلا کسی ملامت کے جمع کر دیں گے اس کے بعد عماد الدین کو سلطان نور الدین کا سیکریٹری بنا دیا گیا۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**برغش امیر الحاج** ۔۔۔۔۔ فوجوں کے آگے رہا کرتا تھا، شملہ ترکمانی سے جنگ کرنے کے لئے بغداد سے روانہ ہوا، لیکن اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور اس کا انتقال ہو گیا۔

**ابو المعالی الکاتب** ۔۔۔۔۔ محمد بن الحسن بن محمد بن علی بن حمدون، مصنف کتاب التذکرۃ الحمدونیہ طویل عرصہ تک دیوان کے معاملات اس کے ہاتھ میں رہے، ذی قعدہ میں اُن کا انتقال ہوا اور قریش کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

**الرشید الصدفی** ۔۔۔۔۔ لوگوں کے سامنے کرسی پر بیٹھا کرتا تھا، نہایت، بردبار باوقار اور بارعب شخص تھا، سماع کی محفلوں میں شرکت کرتا اور ۔۔۔ میں آ کر رقص بھی کرتا، اتفاق سے جب اس کی موت آئی تو اس وقت بھی سماع کی کسی محفل میں رقص میں مشغول تھا۔

## ۵۶۳ھ کے واقعات

اس سال شرف الدین ابو جعفر بن البلدی واسط سے بغداد پہنچا، شکر، قاضی اور دونوں نقیب اس کے استقبال کے لئے نکلے، لوگ اس کے آگے آگے چلتے ہوئے دفتر تک پہنچے، اس کو کرسی وزارت پر بٹھایا گیا اس کو اس کے عہدے کے بارے میں معلومات فراہم کی گئیں اور اس کا لقب شرف الدین جلال الاسلام معز الدولہ سید الوزراء صدر الشرق والغرب رکھا گیا۔

**بغداد میں لوٹ مار** ۔۔۔۔۔ اس کے علاوہ اس سال خفاجہ نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا اور بہت سے علاقوں کو لوٹ لیا۔ بغداد سے ایک لشکر ان کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا تو یہ لوگ جنگلوں میں جا گھسے لہٰذا فوج پیاس کے ڈر سے واپس آ گئی تو انہوں نے پشت سے فوج پر حملہ کر دیا بہت سوں کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا، فوج نے بھی ان کے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور وہیں فصیل پر ہی پھانسی پر لٹکا دیا۔

**ملکہ کا حج** ۔۔۔۔۔ اس سال ماہ شوال میں سلطان نور الدین محمود بن زنگی کی اھلیہ حج کے ارادے سے بغداد پہنچی، اس کا نام الست عصمت الدین خاتون بنت معین الدین تھا۔ اس کے ساتھ بہت سے خدمت گزار تھے انہی میں سے ایک صندل خادم بھی تھا، یہ اس خادم کی بہت عزت وتوقیر کرتی تھی۔

اس سال بغداد کے قاضی القضاۃ جعفر کا انتقال ہوا چنانچہ ۲۳ دن تک شہر بغیر قاضی کے رہا آخر ۱۴ رجب کو روم بن الحدثی کو قاضی القضاۃ چن لیا گیا۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**جعفر بن عبد الواحد** ۔۔۔۔۔ ابو البرکات الثقفی اپنے والد کے بعد بغداد کے قاضی القضاۃ بنے، ۵۲۹ھ میں ولادت ہوئی، ان کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ ان سے مال طلب کیا گیا اور اس سلسلے میں وزیر ابن البلای نے بہت تلخ باتیں کیں، یہ خوفزدہ ہو گئے اور ان کے جسم سے خون بہنے لگا جس سے

ان کی موت واقع ہوگئی۔

**ابوسعد السمعانی**......عبدالکریم بن محمد بن منصور ابوسعد السمعانی، بغداد کا سفر کیا وہاں سماعت کی خطیب بغدادی کی تاریخ پر ذیل لکھی، ابن الجوزی نے المنتظم میں ان کے ساتھ مناقشہ کیا ہے اور ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اپنے مذہب میں بہت متعصب تھے اور ایک جماعت کو طعن کرتے تھے، بہت عامیانہ گفتگو کرتے تھے مثلاً بعض بزرگ خواتین کے بارے میں صرف کہا کہ وہ پاکدامن تھیں، یا مشہور شاعر حیص بیص کے بارے میں کہا کہ اس کی ایک بہن تھی جسے ''دخل خرج'' کہا جاتا تھا۔وغیرہ وغیرہ۔

**عبدالقاھر بن محمد**......ابن عبداللہ ابوالنجیب السہر وردی، کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے، حدیث فقہ کی تعلیم حاصل کی، دارالافتاء کو رونق بخشی، مدرسہ نظامیہ میں بھی پڑھایا اور اپنے لئے ایک مدرسہ اور خانقاہ تعمیر کروائی، اس کے ساتھ ساتھ آپ صوفی بھی تھے اور لوگوں کو وعظ بھی کہا کرتے تھے، اسی مدرسے میں تدفین ہوئی۔

**محمد بن عبدالحمید**......ابن ابی الحسن ابوالفتح الرازی، علاء العالم کے نام سے معروف تھے سمرقند سے تعلق تھا، مناظرۃ میں بہت مہارت رکھتے تھے، جدل واختلاف میں امتیازی حیثیت کے مالک اپنے خصوصی طریقے کو التعلیقہ العالمیۃ کہا کرتے تھے۔
ابن الجوزی کا بیان ہے کہ وہ بغداد آئے اور میری مجلس میں بھی حاضر ہوئے۔ابوسعد السمعانی کہتے ہیں کہ شراب نوشی بہت کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ دنیا میں مناظرہ کی کتاب اور شراب کے جام سے زیادہ اچھی اور کوئی چیز نہیں جس میں سے میں شراب پیتا ہوں۔
ابن الجوزی کہتے ہیں کہ پھر مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے مناظر اور شراب پینا چھوڑ دیا اور اور نیکی اور بھلائی کے کاموں میں مشغول ہوگئے ہیں۔

**یوسف بن عبداللہ**[1]......ابن البذاء الدمشقی، بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے مدرس، اسعد المہینی سے علم فقہ حاصل کیا اور مناظرے میں خوب مہارت پیدا کی، متعصب اشاعرہ میں سے تھے، اس سال شملہ ترکمانی کی طرف نمائندے بنا کر بھیجے گئے تھے اور وہیں وفات پائی۔

## ۵۶۴ھ کے واقعات

**مصر کی فتح**......اس سال امیر اسدالدین شیرکوہ کے ہاتھوں مصر فتح ہوا اور اسی سال فرنگی دوبارہ مصر پر حملہ آور ہوئے اور اس کا سبب یہ ہوا تھا کہ فرنگیوں نے شاور کو مصر میں اپنا نمائندہ مقرر کیا تھا اور اس بہانے بتدریج اُن کے اموال ومساکن پر قابض ہوتے جارہے تھے یہاں تک کہ ان کے لئے کوئی شے ایسی نہ رہی جس پر وہ قابض سمجھے جاتے اور وہاں سے مسلمانوں کو نکال سکتے، اُن کے اکثر بہادر وہاں رہائش اختیار کرچکے تھے، چنانچہ جب فرنگیوں کو اس کی اطلاع ملی تو ہر کونے کھدرے سے دوڑتے ہوئے عسقلان کے فرنگی حکمران کی زیرنگرانی زبردست لشکر لے کر حملہ آور ہوئے لہٰذا سب سے پہلے انہوں نے بلبیس پر قبضہ کیا اور بہت سے اھل بلبیس کو قتل کردیا اور بعض دوسروں کو قتل کردیا، اور وہاں اپنا ٹھکانہ بنالیا اور اپنے بوجھ وہاں اتار دیئے اور باقاعدہ چھاؤنی بناڈالی، پھر وہاں سے چلے اور باب برقیۃ سے قاھرہ وارد ہوئے۔وزیر شاور نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ مصر کو آگ لگادی جائے اور سب لوگ قاھرہ منتقل ہوجائیں انہوں نے شہر کو لوٹنا شروع کردیا، لوگ اپنا بہت سامال واسباب چھوڑ کر نکل چکے تھے، مصر میں ۵۴ دن مسلسل آگ جلتی رہی، یہ صورتحال دیکھ کر مصری حکمران عاضد نے نورالدین سے مدد کی درخواست کی اور اپنی خواتین کے بال اس کے پاس بھیجے اور کہا کہ جلا مدد کو پہنچو اور ہماری خواتین کو فرنگیوں کے ہاتھوں سے بچاؤ، اس کے ساتھ ہی اس نے یہ شرط بھی لگائی تھی کہ اگر اسدالدین اس کے پاس مصر میں رہنے لگے تو مصر کا تہائی خراج نورالدین کو دیا کرے گا، اس کے علاوہ بہت سے قطع اور جاگیروں کا وعدہ بھی کیا۔

(۱) (دیکھیں طبقات الاسنوي ۱/۵۰۰، ۵۰۱، الکامل ۱۱/۳۳۳، المنتظم ۱۰/۲۲۶، مراۃ الزمان ۸/۲۷۱، النجوم الزاھرۃ ۵/۳۸۰)

**نورالدین کی مصرروانگی**...... چنانچہ نورالدین نے مصر کی طرف جانے کے لئے لشکر تیار کرنا شروع کر دیا، جیسے ہی وزیر مشاور کو مسلمانوں کی آمد کی احساس ہوا اُس نے اپنا نمائندہ فرنگیوں کی طرف بھیجا اور پیغام دیا کہ، جو محبت میں تم سے کرتا ہوں اُس سے تم لوگ واقف ہو لیکن عاضد اور مسلمان ملک تمہاری مدد کرنے پر میرے ساتھ اظہار رضامندی نہیں کرتے، ساتھ ہی اُن سے دس لاکھ دینار کی ادائیگی پر صلح کر لی اور آٹھ لاکھ دینار کا فوراً بندوبست کر دیا، چنانچہ فرنگی دوسری مرتبہ واپس آنے کے لالچ اور نورالدین کے لشکر کے خوف سے واپس چلے گئے۔ وہ انہوں نے مکاری کی، اور اللہ تعالیٰ اُن کے خلاف تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والوں میں سے ہیں۔ (سورۃ آل عمران، آیت ۵۴)

**شاور کا انجام**...... اس کے بعد وزیر شاور نے فرنگیوں کو جو سونا دینا طے کیا تھا اُس کے جمع کرنے کے لئے لوگوں سے مطالبہ کرنے لگا، اور لوگوں کے ساتھ نہایت سختی کے ساتھ پیش آنے لگا حالانکہ لوگ پہلے ہی جلے ہوئے شہر اور قتل و غارت گری کی وجہ سے خوف و ہراس میں مبتلا تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے غموں کا مداوا اس طرح کیا کہ اسلامی لشکر وہاں آ پہنچا اور وزیر اُن کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔

**اسدالدین کی کرامت**...... یہ اس طرح ہوا تھا کہ نورالدین نے حمص سے اسدالدین کو حلب کی طرف بلا بھیجا اسدالدین فوراً روانہ ہوا اور ایک ہی دن میں سارا راستہ طے کر ڈالا، کیونکہ وہ فجر کی نماز پڑھتے ہی اپنے گھر گیا، ساز و سامان لیا اور سورج طلوع ہوتے ہوتے روانہ ہو گیا، اور دن ختم ہوتے ہوتے حلب میں سلطان نورالدین کے پاس جا پہنچا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کرامت صحابہ کے علاوہ اور کسی سے ظاہر نہ ہوئی تھی بہر حال نورالدین بہت خوش ہوا، دو لاکھ دینار بہت سے مشاہیر و امراء اس کے ساتھ کیے اور اس کو لشکر کا کمانڈر انچیف بنا کر روانہ کیا، تمام لوگ اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر جہاد میں جا رہے تھے۔ انہی امراء میں اسدالدین کا بھتیجا صلاح الدین یوسف بن ایوب بھی شامل تھا لیکن وہ اس مہم پر جانے کو پسند نہ کر رہا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "آپ کہہ دیجئے اے میرے رب! اللہ ہی ملک کا اصل مالک ہے۔" (سورۃ آل عمران آیت ۲۶)
اس لشکر میں چھ ہزار ترکمان سپاہیوں کا اضافہ بھی ہوا اور اسدالدین کو سپہ سالار مقرر کیا جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، چنانچہ یہ لشکر حلب سے دمشق کی طرف روانہ ہوا، نورالدین ان کے ساتھ تھا، دمشق سے اس لشکر کو تیار کر کے مصری علاقوں کی طرف روانہ کر دیا خود نورالدین دمشق میں ٹھہرا رہا۔

**شیرکوہ کا استقبال**...... جب نورالدین کے لشکر مصری علاقوں میں پہنچے تو فرنگی ناکام و نامراد ہو کر قاھرہ سے واپس جا چکے تھے جبکہ نورالدین کی فوجیں ۷ ربیع الثانی کو مصر پہنچیں تھیں، چنانچہ اسی دن اسدالدین امیر عاضد کے پاس پہنچا عاضد نے اس کو خلعت عطا کی، اسدالدین خلعت پہن کر شہر کے باہر واپس اپنے خیموں کی طرف آ گیا۔ مسلمانوں میں نورالدین کے لشکر کے آتے ہی خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی اور نہ یہ کہ وہ اسدالدین کو تحفے تحائف دے رہے تھے بلکہ اکثر لوگ شہر سے باہر اسدالدین کے پاس اس کی خدمت کے لئے پہنچنا شروع ہو گئے تھے، چنانچہ جو لوگ اسدالدین تک پہنچے اُن میں خود خلیفہ عاضد بھی تھا جو بھیس بدل کر آیا تھا اور اپنے وزیر شاور کے قتل جیسی اہم مہم بھی اس کے سپرد کر گیا تھا، اس کے ساتھ ساتھ اُن نے امیر اسدالدین کو بہت زیادہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیا تھا، لیکن نورالدین کے ساتھ اس نے جو وعدے کئے تھے اُن میں ٹال مٹول شروع کر دی تھی جبکہ وہ اس کے باوجود اسدالدین کے پاس آتا جاتا رہتا تھا، اس کے ساتھ سوار بھی ہوتا۔ عاضد نے امیر اسدالدین کی مہمان نوازی کا ارادہ بھی کیا تھا لیکن امیر اسدالدین کو اس کے ساتھیوں نے عاضد کی سرکشی اور چالاکی کے خوف سے منع کر دیا، اور شاور کے قتل کا مشورہ کرنے لگے لیکن امیر اسدالدین نے ابھی کسی کو باقاعدہ اس کام پر نہیں لگایا تھا۔

**شاور کا قتل**...... ایک دن شاور خود ہی اسدالدین سے ملنے اس کی قیام گاہ کی طرف آیا تو اسے معلوم ہوا کہ اسدالدین تو امام شافعی کی قبر کی زیارت کے لئے گیا ہوا ہے لیکن اس کا بھتیجا صلاح الدین یوسف بن ایوب وہاں موجود تھا، صلاح الدین نے وزیر شاور کی گرفتاری کا حکم دے دیا، شاور کے ساتھی اس کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے، صلاح الدین کے لئے اپنے چچا اسدالدین سے مشورے کے بغیر شاور کو قتل کرنا ممکن نہ تھا، لہٰذا انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور عاضد کو اطلاع دی کہ شاید وہ کوئی مفید مطلب بات بتا سکے لیکن عاضد نے شاور کا سر منگوا لیا چنانچہ ۷ ربیع الثانی کو شاور کو قتل کر کے اس کا سر عاضد کے پاس بھیج دیا گیا۔

**مسلمانوں کی خوشی** ...... مسلمانوں کو شاور کے قتل سے بہت خوشی ہوئی، اسد الدین نے شاور کا گھر لوٹنے کا حکم دے دیا جس پر فوراً ہی عمل کیا گیا، اس کے بعد اسد الدین عاضد کے پاس چلا گیا، عاضد نے امیر اسد الدین کو اپنا وزیر بنالیا اور زبردست خلعت سے نوازا اور اس کو الملک المنصور کا لقب دیا، اسد الدین نے شاور کے گھر میں قیام، یہاں اسد الدین کا مرتبہ پہلے سے بہت بلند ہو گیا۔

ادھر جب نورالدین کو مصر کی خبر ملی تو وہ بہت خوش ہوا، شعراء نے خوشخبری پر مشتمل قصیدے لکھے، البتہ نورالدین کو یہ بات پسند نہ آئی تھی کہ اسد الدین عاضد کا وزیر بن گیا تھا، اسی طرح جب وزارت اسد الدین سے اس کے بھتیجے صلاح الدین تک پہنچی تو یہ بات بھی نورالدین کو پسند نہ آئی، چنانچہ نورالدین نے اسد الدین اور صلاح الدین کی حکومت زائل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن ان میں اس کو کامیابی نہ ہوئی خصوصاً اس وقت تو نورالدین کی ناگواری انتہاء تک جا پہنچی جب اس کو علم ہوا کہ صلاح الدین یوسف بن ایوب عاضد کے خزانوں مالک بھی بن بیٹھا ہے تو اس کی ناگواری دوچند ہوگئی، جیسے کہ اس کا بیان آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

**اسد الدین کی وفات** ...... اسد الدین نے محل سے ایک نمائندہ بطور سیکریٹری طلب کیا، چنانچہ انہوں نے ایک فاضل قاضی کو اس امید پر اسد الدین کے پاس بھیج دیا کہ وہ اس کی باتیں مانے گا اور اس کی مرضی پر چلے گا، اسد الدین نے مصر کے مختلف علاقوں میں گورنروں اور عاملوں کا تقرر شروع کر دیا اور جاگیریں دینی شروع کر دیں، چند دن خوشی خوشی گذرے لیکن اس کی موت کا وقت آ گیا، چنانچہ ۲۳ جمادی الثانی بروز ہفتہ ۵۶۴ھ میں امیر اسد الدین شیرکوہ بن شادی کا انتقال ہو گیا۔

مصر میں اسد الدین نے دو ماہ اور پانچ دن حکومت کی۔ اسد الدین کی وفات کے بعد شافی امراء نے عاضد کو مشورہ دیا کہ صلاح الدین کو اسد الدین کی جگہ وزیر مقرر کیا جائے چنانچہ عاضد نے صلاح الدین کو وزیر مقرر کر دیا۔ خلعت دی اور لقب الملک الناصر رکھا۔

## صلاح الدین کو پہنائی جانے والی خلعت کی خصوصیات

ابو شامہ روضتین میں جو خاصیات نقل کی ہیں وہ یہ ہیں، تیونس کا سفید عمامہ جس کے کناروں پر سونے کا کام تھا، دبیقی کپڑا جس پر سونے کا کام تھا، اسی طرح کا ایک قیمتی جبہ جس پر سونے کا کام کیا ہوا تھا، سونے سے کام سے جڑاؤ ایک سبز چادر، دس ہزار دینار قیمت کے جواہرات پر مشتمل ہار، پانچ ہزار دینار کی قیمتی جڑاؤ تلوار، آٹھ ہزار دینار کا جڑاؤ پٹکا جس پر سونے کا کام اور جواہرات لگے ہوئے تھے اور اس کے اوپر بھی قیمتی پتھروں کے سو عدد دانے لگے ہوئے تھے، اور نیچے کی چار قیمتی جواہرات سے مرصع ہار تھے، سر کی طرف ایک سونے کا بند تھا جس میں ایک سفید رنگ کی تاج نما اٹھان تھی جس میں سفید نشانات تھے۔ اس کے علاوہ خلعت کے ساتھ، گھوڑے، چند گھڑیاں اور دیگر اشیاء تھیں۔ اس کے علاوہ عہدہ وزارت کا آئین سفید اطلس کے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ یہ ساری کاروائی بروز پیر ۲۵ جمادی الثانیہ کو عمل میں آئی، یہ بہت بڑا دن تھا، پورا کا پورا لشکر صلاح الدین کی حکومت میں موجود تھا، عین الدولہ یاروقی کے علاوہ کسی نے اس کی مخالفت نہ کی، عین الدولہ نے کہا کہ میں نورالدین کے بعد صلاح الدین یوسف بن ایوب کی خدمت نہ کروں گا اور اپنے ہم خیال لشکر کو لے کر شام کی طرف روانہ ہو گیا جب نورالدین کے پاس پہنچا تو نورالدین نے اسے برا بھلا کہا، اُدھر صلاح الدین مصر میں نورالدین کے نائب کی حیثیت سے جلوہ گر ہو گیا، مصر میں اس کے نام کا خطبہ بھی دیا جانے لگا، امیر اسفہلار نے بھی صلاح الدین سے خط وکتابت شروع کر دی، صلاح الدین نے اس سے خط وکتابت میں نہایت عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کیا، لیکن لوگوں کے دل صلاح الدین کی طرف مائل ہو چکے تھے اور لوگ اس کے فرمانبردار بن چکے تھے، عاضد نے اس کی حکومت کے دنوں میں اس پر بہت دباؤ ڈالا لیکن اُن علاقوں میں لوگوں کے درمیان صلاح الدین کی قدر ومنزلت بڑھتی ہی گئی صلاح الدین نے انعام واکرام میں بھی اضافہ کر دیا چنانچہ لوگوں کے دلوں میں اس کے لئے نہ صرف محبت پیدا ہوگئی بلکہ وہ اس کا احترام اور خدمت بھی کرنے لگے۔ نورالدین نے صلاح الدین کو بذریعہ خط غیر مشروط وزارت دینے کی پیش کش بھی کی اور یہ بھی کہ مصری علاقوں کا

حساب برابر رکھے لیکن صلاح الدین نے نورالدین کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی چنانچہ نورالدین نے اس کے بارے میں کہنا شروع کر دیا کہ ابن ایوب بادشاہ بن گیا ہے۔

ادھر صلاح الدین نے نورالدین کو بذریعہ خط یہ درخواست دی کہ میرے اھل خانہ بھائی بند اور رشتے دار میرے پاس بھیج دیئے جائیں، چنانچہ نورالدین نے اپنی اطاعت فرمانبرداری کی شرط پر تمام افراد کو صلاح الدین کے پاس بھیج دیا۔

اس کے بعد مصر میں صلاح الدین کا ٹھکانہ پکا ہو گیا، پورا ملک اس کے زیرنگیں آ گیا، اس کی سلطنت وشوکت مکمل ہو گئی اور ارکان مضبوط ہو گئے۔

بعض شعرا نے صلاح الدین (ایوبی) کے ہاتھوں شاور کے قتل کے بارے میں اشعار کہے ہیں۔

جلدی جلدی مصر چلوحوروں کا سا شخص حکمران بنا ہے، اللہ کی طرف سے ایسے حکم کے ساتھ جس کا ہونا طے شدہ تھا اور یہاں صلام الدین کے ہاتھوں شاور کا مارا جانا ایسے ہی ہے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں جالوت کا مارا جانا ابوشامہ کا بیان ہے کہ اسی سال عاضد نے شاور کی اولاد کو بھی قتل کروا دیا، اُس کے ایک بیٹے کا نام شجاع تھا جس کا لقب کامل تھا اور ایک بیٹے کا نام طاری تھا جس کا لقب معظم تھا، اس کا ایک اور بیٹا تھا جس کا لقب فارس المسلمین تھا، ان کے قتل کے بعد ان کے سروں کو مصری علاقوں میں گھمایا گیا۔

**طواشی کا قتل** ...... یہ شخص صلاح الدین کے پاس خلیفہ اور اس کے ساتھیوں کا امین تھا، اس کے قتل کا سبب یہ تھا کہ اس نے دارالخلافہ سے فرنگیوں کو خط لکھا اور کہا کہ مصری علاقوں سے شامی افواج کو نکال باہر کرو۔ خط لکھنے والا اور بھیجنے والا یہی طواشی ہی تھا جو محل خلافت میں حفاظتی دستوں کا کمانڈر تھا، یہ حبشی تھا اس نے ایک با اعتماد آدمی کے ہاتھوں خط روانہ کیا۔

لیکن راستے میں اُس کو ایک اجنبی ملا جو اس کو صلاح الدین کے پاس لے گیا، تفتیش پر وہ خط برآمد ہو گیا، صلاح الدین کو حالات کا علم ہو گیا لیکن اُس نے اس کا اظہار نہ کیا، ادھر امین الدولہ طواشی کو بھی اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ صلاح الدین کو حالات کی اطلاع مل چکی ہے لہٰذا وہ اس کے خوف سے کئی دن تک محل سے باہر نہ نکلا، لیکن ایک مرتبہ شکار کے لئے نکلا تو صلاح الدین نے اس کے پیچھے اپنے کارندے بھیج دیئے جو اس کے قتل یا گرفتاری پر مامور تھے چنانچہ انہوں نے طواشی کو قتل کر کے اُس کا سر صلاح الدین کے پاس پہنچا دیا، اس کے بعد صلاح الدین نے محل کے تمام خدمت گزاروں کو معزول کر دیا اور اُن کے بدلے محل میں بہاؤالدین قراقوش کو نائب بنا دیا اور اس کو حکم دے دیا کہ تمام امور خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، سب کو اپنی نظر میں رکھے۔

**سوڈان کا واقعہ** ...... اس کا سبب یہ تھا کہ جب طواشی حبشی قتل ہو گیا اور محل کے تمام خدمت گزار معزول کر دیئے گئے تو یہ بات سوڈانیوں کو گراں گزری چنانچہ وہ طواشی کے انتقام کے لئے پچاس ہزار کے قریب جمع ہو گئے، چنانچہ دونوں محلات کے درمیان سوڈانیوں اور صلاح الدین کے لشکر کے درمیان جنگ ہونے لگی، عاضد اپنے محل سے یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ اگر ایک طرف سے پتھر آتے تو دوسری طرف سے تیر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ عاضد کے کہنے پر ہوا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ عاضد کے کہنے پر نہیں ہوا تھا۔

**نورشاہ کی تدبیر** ...... پھر الناصر نورشاہ شمس الدولہ (جسے اس جنگ میں نورالدین نے اپنے بھائی کی مدد کے لئے بھیجا تھا) نے حکم دیا کہ اُس جگہ کو آگ لگا دی جائے جہاں سے عاضد یہ منظر دیکھ رہا ہے، چنانچہ فوراً ہی وہ دروازہ کھول دیا گیا اور یہ اعلان کیا گیا کہ امیرالمؤمنین تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ان سوڈانیوں (کالوں) کو اپنے گھروں اور علاقوں سے نکال باہر کرو، اس سے شامی فوج اور زیادہ مضبوط ہو گئی اور سوڈانی لشکر کمزور ہو گیا، ادھر سلطان نے سوڈانیوں کے محلے کو جلانے کا حکم بھی دے دیا تھا جو باب زویلہ کے پاس منصورہ کے نام سے آباد تھا چنانچہ وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے اور ان میں سے بہت سے لوگ قتل کر دیئے گئے پھر اُن لوگوں نے امان طلب کی ان کو امان دے کر جیزہ کی طرف بھگا دیا گیا، لیکن پھر نورشاہ الدولہ الناصر (صلاح الدین کا بھائی) ان کے پیچھے روانہ ہوا اور ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا اُن میں سے بہت تھوڑے لوگ باقی بچے۔ چنانچہ اب ان کے گھر اُن کے ظلم کے بدلے خالی اور ویران پڑے ہیں۔

جعبر کی فتح ...... اسی سال نورالدین نے قلعہ جعبر کو فتح کیا اور اس کے حکمران شہاب الدین مالک بن علی العقیلی کے ہاتھوں سے چھین لیا، یہ سلطان ملکشاہ کے زمانے سے یہاں حکمران تھا اسی سال حلب کی جامع مسجد جل گئی چنانچہ نورالدین نے نئے سرے سے بنوایا۔ اس کے علاوہ ''روق'' کی وفات بھی ہوئی جس کی طرف حلب کے باہر واقع ایک محلّہ منسوب کیا جاتا ہے۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

سعد اللہ بن نصر بن سعید الدجاجی ...... ابوالحسن الواعظ الحنبلی ۴۸۰ھ میں ان کی ولادت ہوئی، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور وعظ کہنا شروع کیا، وعظ بہت اچھا اور پراثر کہتے تھے، ابن الجوزی نے ان کی تعریف کی ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ اُن سے اُن احادیث کے بارے میں سوال کیا گیا جن میں صفات کا تذکرہ ہے تو انہوں نے جواب دینے سے انکار کیا اور یہ اشعار پڑھے۔

اے نفس! غائب نے تجھے راضی کرنے سے انکار کر دیا ہے اور تو ہے کہ اس کی اطاعت کو فرض قرار دے رہا ہے۔

چنانچہ جسے تو نہیں چھوڑ سکتا، مت چھوڑ، خواہ زمین اور تیرے دونوں گال چھوڑنا چاہیں۔

اس کے علاوہ ابن الجوزی نے ان سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ مجھے خلیفہ سے خوف ہوا تو خواب میں مجھے کسی کہنے والے نے کہا کہ لکھ۔

اپنے صبر سے پیش آنے والے حالات کو دور کر، اور اسی کے لطف و کرم کا امیدوار وہ جو اکیلا ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ تو ہرگز ناامید نہ ہوا گرچہ تکلیفیں کتنی ہی تنگ کیوں نہ ہو جائیں اور تجھے حادثات کا آنا جانا تیر کی طرح دور نہ پھینک دے۔ اللہ تعالیٰ تو ایسے حالات میں بھی کشادگی اور سہولت پیدا فرما دیتے ہیں جو عقل وفہم میں آنا مشکل ہوتی ہیں کتنے ہی ایسے شہسوار ہیں جو نیزوں کے سامنے آکر بھی محفوظ رہے اور کتنے ہی ایسے ہیں جنہیں شیر نے بھی کچھ نہیں کہا۔ اس سال ماہ شعبان میں ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی، پہلے زوری خانقاہ میں تدفین ہوئی پھر امام احمد کے مقبرے کی طرف منتقل کر دیئے گئے۔

شاور بن مجیر الدین [1] ...... ابوشجاع السعدی، اس کا لقب امیر الجیوش تھا، عاضد کے ایام حکومت میں مصری علاقوں کا وزیر تھا۔ یہ ہی وہ شخص ہے جس نے رزیک کے ہاتھوں سے وزارت چھینی تھی، اور یہی وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے قاضی الفاضل کو میرمنشی (سیکریٹری) بنایا تھا اور اسے اس مقصد کے لئے مصر کے شہر اسکندریہ کے باب السدرہ سے بلوایا تھا، چنانچہ وہ اس کے پاس کام کرنے لگا اور جب لوگ اس کی قدر ومنزلت سے آگاہ ہوئے تو محل کی تمام خط وکتابت اسی کے ہاتھ آ گئی۔ بعض شعراء مثلاً عمارۃ الیمنی وغیرہ نے اس کی تعریف میں اشعار بھی کہے ہیں، مثلاً: لوہا تو لوہے سے اکتاتا ہے اور اس نے اُس سے دین کی مدد کا مشورہ کیا ہے جو نہیں اکتایا۔

زمانے نے قسم کھائی کہ میں اس جیسا اور لے آؤں گا مگر زمانے کی قسم ٹوٹ گئی چنانچہ اے زمانے تو اب کفارہ دے شاور کا طوطی مصر میں بولتا رہا حتیٰ کہ امیر ضرغام بن سوار نے اس کے خلاف کاروائی شروع کی، شاور نے نورالدین سے مدد مانگی، نورالدین نے اسدالدین کو اس کے ساتھ کر دیا چنانچہ اسدالدین نے دشمن کے خلاف اس کی مدد کی، لیکن بعد میں شاور نے وعدہ خلافی کی چنانچہ اسدالدین بھی اس کے خلاف ہو گیا لہٰذا اسی سن میں اس کے بھتیجے صلاح الدین کے ہاتھوں شاور قتل ہو گیا، صلاح الدین نے امیر جردنک کے سامنے اس کی گردن اڑا دی تھی۔ یہ واقعہ ۱۷ ربیع الثانی کا ہے۔ اس کے بعد اسدالدین کو وزیر بنایا گیا، لیکن وہ دو ماہ اور پانچ دن سے زیادہ وزارت نہ کرسکا اُس کا انتقال ہو گیا۔

---

(۱) (العاظ الحنفا ۲۸۸، تاریخ ابن خلدون ۵ /۲۴۶، تتمۃ المختصر ۲ /۱۱۵، ۱۱۶ احسن المحاضرۃ ۲ /۲۱۵، ۲۱۶، دول الاسلام ۲ /۷۷ الدوفتین ۱ /۱۵۶، ۱۵۹، شذرات الذهب ۴ /۲۱۲، العبر ۴ /۱۸۶، الکامل ۱۱ /۲۲۵، ۳۴۱ مزاۃ الزمان ۸ /۱۷۱، ۱۷۳، مفرج الکروب ۱ /۱۵۸، المختصر ۳ /۴۵، ۴۶، النجوم الزاهرۃ ۶ /۳۸۲، اور وفیات الاعیان ۲ /۴۳۹، ۴۴۸)

**شاور کا نسب** ......ابن خلکان شاور کے بارے میں لکھتا ہے کہ:
''اس کا نام ابوشجاع شاور بن مجیر الدین بن نزار بن عشائر بن شاس بن مغیث بن حبیب بن الحارث بن ربیعۃ بن مخیس بن ابی ذویب عبداللہ ہے اور یہ عبداللہ وہی ہیں جو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں، اسی طرح کہا''۔
ابن خلکان کے بیان میں کچھ اشکال ہے کیونکہ شاور اور اُس کے مذکور جداعلیٰ میں فاصلہ بہت ہے جبکہ اس طویل مدت کے مقابلے میں نسب مختصر ہے بہرحال اصل بات تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

**شیر کوہ بن شادی** ......اسد الدین الکردی الزرزاری، یہ کردوں کا سب سے زیادہ باعزت قبیلہ ہے، جو آذربائیجان کے کسی صوبہ میں واقع دوین نامی علاقے میں رہا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی نجم الدین ایوب بھی تھا۔ ان دونوں نے مل کر امیر مجاہد الدین نہروز الخادم کی خوب خدمت کی جو عراق کا افسر تھا۔
چنانچہ اس نے تکریت کے قلعہ میں نجم الدین کو اپنا نائب بنادیا، اتفاق سے انہی دنوں عماد الدین زنگی قراب الساقی سے بھاگ کر یہاں آیا، ان دونوں بھائیوں نے اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور اس کی خدمت کی، لیکن اتفاق سے عوام میں سے کوئی شخص قتل ہوگیا چنانچہ نہروز نے ان دونوں کو قلعہ سے نکال دیا، چنانچہ حلب میں زنگی کے پاس چلے گئے، اُس نے بھی ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، لہٰذا اس کے بعد یہ دونوں عماد الدین زنگی کے بیٹے نورالدین محمود زنگی کے پاس ہی رہ پڑے۔

**اسد الدین کی ترقی** ......عماد الدین نے نجم الدین ایوب کو بعلبک میں اپنا نائب مقرر کیا تھا، نورالدین نے اس کو برقرار رکھا، جبکہ اسد الدین نورالدین کے بڑے امراء میں سے ہوگیا۔ اور خاص ترین آدمی گنا جانے لگا، چنانچہ رحبہ اور حمص کے ساتھ دیگر بہت سے علاقوں کی حکومت بھی اس کو مل گئی۔
ان میں سے بعض وہ علاقے بھی تھے جن پر وہ پہلے ہی حکومت کررہا تھا، اور یہ مقام صرف اس کی شجاعت وبسالت، وقار ودبدبے اور فرنگیوں سے جہاد کی بدولت اس کو چند ہی دنوں میں مل گیا تھا خصوصاً دمشق کی فتح نے ایک اہم کردار ادا کیا تھا اور اس سے بڑھ کر وہ کارنامے تھے جو اس نے مصر میں انجام دیئے تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی اس کا مقام بلند کیا تھا اور جنت میں اُس کا ٹھکانہ بنایا تھا، اس کی وفات اچانک ہی بروز ہفتہ دم گھٹنے سے ہوئی یہ ۲۲ جمادی الثانیہ کا واقعہ ہے، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔
ابوشامہ کے بیان کے مطابق مصر میں شرق قبلی کی طرف موجود خانقاہ اسدیہ اسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اس کے بعد معاملہ اس کے بھتیجے صلاح الدین یوسف تک جا پہنچا اور پھر حکومت کرنا اس کے لئے ممکن ہوگیا اور یہیں سے اس کی سلطنت کا آغاز ہوا۔

**محمد بن عبداللہ بن عبدالواحد** ......ابن سلیمان جو ابن بطی کے نام سے معروف تھے، بہت سی احادیث سنیں اور سنائیں لوگ دور دراز سے سفر کرکے ان کے پاس آئے، نوے سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

**محمد الفارقی** ......ابوعبداللہ الواعظ، ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ نہج البلاغۃ کو یاد کرتے تھے اور اس کے الفاظ کی تعبیر کرتے تھے، بہت فصیح وبلیغ تھے ان کا کلام لکھا جاتا تھا، ان سے ایک کتاب روایت کی جاتی ہے جو ''حکم فارقیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔

**المطعم بن عبدالواحد** [1] ......ابن رجاء ابواحمد الاصبہانی، حفاظ میں سے ایک تھے، واعظ بھی تھے، ابونعیم کے اصحاب سے روایت کرتے تھے، حدیث میں خوب مہارت رکھتے تھے، جنگل کے راستے حج کو جاتے ہوئے انتقال ہوا۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

---

(۱) دول الاسلام ۷۸/۲، شذرات الذهب ۲۱۳/۴، ۲۱۴، العبر ۱۸۸/۴، المنتظم ۲۲۹/۱۰، المنتظم من ذیل تاریخ بغداد ۱۹۰، النجوم الزاهرة ۳۸۲/۵، شذرات بھی اسی طرح ھے اور تاریخ بغداد کے ذیل میں محمد بن عبدالباقی بن احمد بن سلیمان لکھا ھے۔

# ۵۶۵ھ کے واقعات

اس سال ماہ صفر میں فرنگیوں نے مصر کے علاقے دمیاط کا پچاس دن تک محاصرہ کیے رکھا، دوران محاصرا نہوں نے بہت سختی سے کام لیا اور بہت سے افراد کو قتل کر دیا، ان میں سے زیادہ تر لوگ وہ تھے جو ہر طرف سے یہاں اس امید پر آئے تھے کہ مصر کے مالک بن جائیں، ساتھ یہ خوف بھی دامنگر تھا کہ کہیں مسلمان قدس پر قابض نہ ہو جائیں۔

**زنگی لشکروں کی مصر روانگی**...... یہ صورتحال دیکھ کر صلاح الدین نے نورالدین سے مدد مانگی اور کہا کہ کچھ لشکر بھیجیے کیونکہ اگر صلاح الدین وہاں سے نکلا تو اھل مصر سے بھلائی کی امید نہیں کی جاسکتی، اور اگر فرنگیوں کو جواب نہ دیا تو وہ دمیاط پر قبضہ کرلیں گے اور اس کو اھم جنگی مورچے کے طور پر استعمال کرتے ہوئے مصر میں مزید پیش قدمی کر سکتے ہیں، چنانچہ یہ پیغام ملتے ہی نورالدین نے یکے بعد دیگرے بہت سے لشکر مصر کی طرف روانہ کیئے، ساتھ ہی نورالدین نے فرنگیوں کی اُن کے علاقوں سے عدم موجودگی کو غنیمت سمجھا اور ٹڈی دل فوج لے کر اُن کے علاقوں کی طرف روانہ ہوا، اور وہاں پہنچتے ہی قتل وغارت اور مال غنیمت سمیٹنے کا کام شروع کر دیا، بے شمار قتل ہوئے، بہت سوں کو گرفتار کر لیا۔

**لشکر کا استقبال**...... دوسری طرف مصر بھیجے جانے والے لشکروں میں صلاح الدین کا باپ نجم الدین ایوب بھی تھا اور اس کی باقی اولاد بھی، چنانچہ یہ لشکر مصر میں صلاح الدین سے ملا، چونکہ لشکر میں صلاح الدین کے والد بھی تھے لہٰذا عاضد بھی اُن کے احترام میں استقبال کے لئے آیا اور سکندریہ اور دمیاط اس کے حوالے کر دیئے، اسی طرح کا معاملہ باقی لوگوں کے ساتھ کیا، اس بار عاضد نے صلاح الدین کو ایک لاکھ دینار دیئے تھے یہاں تک کہ فرنگی دمیاط سے محاصرہ اٹھا کر واپس چلے گئے کیونکہ دوسری طرف سے نورالدین نے بھی فرنگی علاقوں پر حملہ کر دیا تھا، اور بہت سوں کو قتل کر دیا تھا جبکہ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا تھا اور مال واسباب کو مال غنیمت کے طور پر سمیٹ لیا تھا اللہ تعالیٰ اس کو مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

**کرخ روانگی**...... پھر جمادی الثانیہ میں نورالدین کرخ کی طرف روانہ ہوا اور محاصرہ کرلیا، کرخ سب سے زیادہ دشوار گزار شہر تھا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور قریب تھا کہ کرخ فتح ہو جاتا لیکن اُسے اطلاع ملی کہ فرنگیوں نے دمشق کا رخ کیا ہے چنانچہ دمشق کو بچانے کے لئے محاصرے کو اٹھا دیا اور خود بھی دمشق کی طرف روانہ ہو گیا، اور قلعہ بندی کر لی، ادھر جب نورالدین کو دمیاط میں فرنگیوں کی ناکامی کی اطلاع ملی تو بہت خوش ہوا، اس خوشی میں بہت سے شعراء نے قصیدے بھی لکھے اور خود نورالدین بھی اس کا اہتمام کرتا تھا، یہاں تک کہ علم حدیث کے بعض طلباء نے اس کے سامنے ایسی حدیث پڑھی جو مسلسل بالتبسم تھی تو انہوں نے نورالدین سے درخواست کی کہ وہ مسکرائے تاکہ حدیث کا تسلسل برقرار رہے، تو نورالدین نے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتا ہے کہ دمیاط میں مسلمان فرنگیوں کے محاصرے میں ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے مسکراتے ہوئے دیکھیں۔

**امام مسجد کا خواب**...... شیخ ابوشامہ نے بیان کیا ہے کہ قلعہ منصورہ میں مسجد ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کے امام نے اُس رات جب فرنگی دمیاط کا محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے تھے خواب دیکھا کہ جناب نبی کریم ﷺ موجود ہیں اور فرما رہے ہیں کے نورالدین کو میرا اسلام کہو اور اس کو یہ خوشخبری سناؤ کہ فرنگی دمیاط سے محاصرہ اٹھا کر واپس چلے گئے ہیں۔ میں عرض کیا یا رسول اللہ! اس کی کیا علامت ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علامت وہ سجدہ ہے جو اُس نے تل حازم میں کیا تھا اور اس میں کہا تھا:

**''اللھم انصر دینک ومن ھو محمود الکلب؟''**

ترجمہ...... ''اے اللہ، اپنے دین کی مدد فرمادیجئے اور اُس محمود کی جو کتا ہے''۔

اگلی صبح جب نورالدین فجر کی نماز میں آیا تو امام مسجد نے نورالدین کو یہ خوشخبری سنائی اور علامت بھی بتائی اور جب یہ جملہ ''**ومن ھو محمود الکلب**'' کہنے کی باری آئی تو امام صاحب کو یہ جملہ کہنا کچھ ناگوار گزرا تو تو نورالدین نے کہا، وہ سب کچھ کہہ گزرو جس کا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا

ہے، تو امام مسجد نے یہ جملہ بھی کہہ دیا، نور الدین نے کہا کہ تو نے سچ کہا، اور اس بات کی تصدیق کی اور خوشی میں رونے لگا پھر انہیں علم ہوا کہ جس چیز کی خوشخبری دی گئی تھی وہ بالکل سچ تھی۔

**کرک کا مختصر محاصرہ**...... عماد الکاتب کا بیان ہے کہ اس سال نور الدین نے جامع مسجد داریا کو آباد کیا، اس کے علاوہ یہاں موجود ابو سلیمان دارنی کے مزار کو بھی آباد کیا اور اسی طرح دمشق میں بھی اسی سال نور الدین نے چاردن کے لئے کرک کا محاصرہ بھی کیا، یہیں پر نور الدین سے نجم الدین ایوب جدا ہو کر اپنے بیٹے صلاح الدین کی طرف روانہ ہوا، نور الدین نے اسے سمجھا دیا تھا کہ اپنے بیٹے صلاح الدین کو کہے کہ مصر میں عباسی خلیفہ المستنجد باللہ کے نام کا خطبہ پڑھا کرے کیونکہ خلیفہ نے نور الدین کے پاس اپنا نمائندہ بھیج کر اس سے سلسلے میں باز پرس کی تھی۔

اس سال فرنگی کرک کو بچانے کے لئے شبیب بن الرقیق اور ابن القنفری کے ساتھ سواحل کی طرف سے آئے، یہ دونوں فرنگیوں کے سب سے زیادہ بہادر جوان تھے لہٰذا نور الدین اُن سے مقابلہ کرنے کے لئے اُن دونوں کی طرف لپکا لیکن یہ دونوں نور الدین کے راستے سے ہٹ گئے۔

**زلزلہ**...... اس سال شام اور جزیرہ اور اکثر ممالک میں زبردست زلزلہ آیا شام کی کئی فصلیں تباہ ہوگئیں، بہت سے گھر گر گئے اور لوگ دب کر مر گئے، خصوصاً دمشق، حمص، حماۃ، حلب بعلبک وغیرہ، اکثر فصلیں اور قلعے تباہ ہو گئے، چنانچہ اکثر جگہیں جو تباہ ہوگئیں تھیں نور الدین نے دوبارہ بنوائیں۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر (۱)

**الملک قطب الدین مودود بن زنگی**...... موصل کے حکمران نور الدین محمود زنگی کا بھائی، چالیس سال کی عمر میں وفات پائی، ۱۲ سال حکومت کی، بہت نیک حکمران تھا رعایا سے محبت کرتا، عمدہ سلوک کرتا اور احسان کرنے والا تھا، اور چہرے کے اعتبار سے بھی خوبصورت آدمی تھا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا سیف الدین غازی بادشاہ بنا جو ست خاتون بنت تمرتاش بن ایلغازی بن ارتق کے بطن سے تھا جو ماردین کے حکمران تھے، اس کی حکومت کا ناظم اور نگران فخر الدین عبد المسیح تھا، جو نہایت ظالم و جابر انسان تھا۔ اس سال جزیرہ اندلس اور مغربی علاقوں کے درمیان بہت سی جنگیں ہوئیں، اسی طرح مشرقی علاقوں کے حکمرانوں سے بھی متعدد جنگیں ہوئیں۔ علاوہ ازیں اس سال اور اس سے پہلے حسب دستور امیر برغش نے لوگوں کو حج کروایا قطب الدین کے علاوہ مشاہیر میں سے کسی کا انتقال ہوا ہو تو میرے علم میں نہیں ہے۔

## ۵۶۶ھ کے واقعات

اس سال مستنجد کی وفات ہوئی اور اس کا بیٹا المستضئی خلیفہ بنا۔ وفات کا سبب یہ تھا کہ اس سال کے شروع میں مستنجد شدید بیمار ہو گیا لیکن کچھ عرصہ بعد تندرست ہو گیا چنانچہ اس خوشی میں ایک زبردست دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں بہت سے لوگ شریک ہوئے پھر اطباء مستنجد کو حمام میں لے کر گئے حالانکہ ابھی بیماری کے بعد کمزوری بہت باقی تھی، چنانچہ حمام ہی میں مستنجد کا انتقال ہو گیا۔

(۱) (الباصر ۹۴، تتمة المختصر ۲۰/۲، دول الاسلام ۷۸/۳، الروضتين ۱/ ۱۸۶، ۱۸۷، الكامل ۱۱/ ۳۵۵، ۳۵۶، شذرات الذهب ۲۱۶/۴، العبر ۱۹۱/۴، مرآة الزمان ۱۷۵/۸، مفرج الكروب ۱/ ۱۷۷، ۱۸۸، النجوم الزاهرة ۵/ ۳۸۳ور وفيات الاعيان ۵/ ۳۰۲، ۳۰۳)

**مستنجد باللہ** ...... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ارکان خلافت میں سے کسی کے کہنے پر کسی طبیب کے ہاتھوں ہوا تھا تا کہ جلدی مرے، مستنجد کا انتقال بروز ہفتہ ۲ ربیع الثانی ۸۴ چوراسی سال کی عمر میں ہوا۔ مستنجد نہ صرف بہت نیک تھا بلکہ بہت زیادہ انصاف پسند اور نرم رو شخص تھا، ہر قسم کے ٹیکس اور چونگیاں وغیرہ عوام کو معاف کر دیئے تھے اور عراق میں کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہ تھا۔ ایک مرتبہ اس کے بعض ساتھیوں نے کسی شریر آدمی کی سفارش کی اور دس ہزار دینار اس سلسلے میں خرچ کر دیئے تو خلیفہ نے کہا کہ میں تمہیں دس ہزار دینار دوں گا، تم اس جیسا شریف آدمی ایک اور لے آؤ۔

**حلیہ** ...... مستنجد کا رنگ گندمی تھا اور داڑھی طویل تھی، بتیسواں (۳۲) عباسی خلیفہ تھا، اور یہ حروف ابجد کے حساب سے لام اور ب سے اعداد ہیں، چنانچہ بعض شعراء نے کہا ہے کہ:

بنوعباس کی عقل مکمل ہوگئی، جب تو بنوعباس کے خلفاء کو ابجد کے حساب سے گنے گا۔

اس کے علاوہ مستنجد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرتا تھا اس نے جناب نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرمارہے ہیں:

**اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت۔** (دعائے قنوت مکمل)

**تدفین** ...... ظہر سے پہلے اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور دار الخلافہ میں اس کی تدفین ہوئی، بعد میں اضافہ کے قبرستان میں اس کی میت کو منتقل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائیں۔

**مستضئی کی خلافت** ...... نام ابو محمد الحسن بن یوسف المستنجد بن المقتفی، اس کی ماں ارمینیہ کی تھی جسے عصمت کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ماہ شعبان ۵۳۶ھ میں ولادت ہوئی، جس دن اس کے باپ خلیفہ مستنجد کا انتقال ہوا ہے اسی دن سویرے اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت ہوئی، یہ بروز ہفتہ ۹ ربیع الثانی تھا علی کے بعد اس کے علاوہ کسی ایسے شخص کو خلافت نہیں ملی جس کا نام حسن ہو، بلکہ کنیت بھی ایک جیسی ہو، اس دن اس نے ایک ہزار سے زائد لوگوں کو خلعتیں دیں، یہ بہت اہم دن تھا۔

بغداد کے قاضی القضاۃ کا عہدہ بروز جمعہ ۲۱ ربیع الثانی کو روح بن الحدثی کے حوالے کیا گیا۔ وزیر الاستاذ عضد الدولہ کو خلعت بھی خلعت دی۔ اس کے دروازے پر دن میں تین مرتبہ فجر مغرب اور عشاء کے وقت نوبت بجائی جاتی، مختلف علاقوں کے ۱۷ امیرون پر حکم چلایا، وعظ کہنے والوں کو ایک طویل مدت بعد وعظ کہنے کی اجازت ملی کیونکہ اس سے بڑے فساد پھیلتے تھے۔ پھر اس کا کنارہ کش رہنا زیادہ ہوگیا۔ جب مستضئی کی خلافت کی خبر موصل پہنچی تو عماد الکاتب نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

زمانہ مستضئی کی وجہ سے روشن ہوگیا اور نبی کریم ﷺ کا چچازاد۔

حق شریعت اور عدل لے کر آیا، سو خوش آمدید ایسے آنے والے کے لئے۔

خوش خبری ہو اہل بغداد کے لئے کہ وہ کامیاب ہو گئے، پسندیدہ عیش کے ساتھ کہ اس سے پہلے وہ تنگی میں تھے

وہ روشن زمانے میں واپسی کے لئے گیا تھا اگر چہ اس سے پہلے وہ تاریک دور میں تھے۔

**رقہ پر قبضہ** ...... علاوہ ازیں اس سال سلطان نور الدین رقہ گیا اور اس پر قابض ہوگیا، اسی طرح نصیبین، خابور اور سنجار پر بھی قبضہ کر لیا اور یہ علاقے اپنے بھتیجے اور داماد مودود بن عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کر دیئے، پھر موصل پہنچا اور وہاں چوبیس دن رہا، پھر جزیرہ اور موصل میں اپنے بھتیجے سیف الدین غازی بن قطب الدین مودود کو حکمران بنایا اور اپنی چھوٹی بیٹی کے ساتھ اس کا نکاح کروادیا۔

**مساجد کی تعمیر** ...... اس کے علاوہ جامع مسجد کی نئے سرے سے تعمیر و توسیع کے احکامات جاری کئے اور خود اس پر اٹھنے والے خرچ پر مال خرچ کیا، یہاں خطیب اور فقہ کا مدرس مقرر کیا، چنانچہ فقہ کی تدریس امام غزالی کے شاگرد کے شاگرد فقیہ ابوبکر البرقانی کے حوالے کی اور ایک لائحہ عمل لکھ کر اس کے حوالے کر دیا۔

علاوہ ازیں موصل کے ایک علاقے کی جامع مسجد کے لئے بھی مال خرچ کیا۔ یہ تمام کام نورالدین الشیخ الصالح العابد عمر الملا کے کہنے پر کے، ان کی ایک خانقاہ تھی جہاں نورالدین جایا کرتا تھا، یہ ہر سال ربیع الاول کے مہینے میں دعوت کا اھتمام بھی کیا کرتے تھے، اس جلسے میں بادشاہ، امراء، علماء اور وزراء بھی شریک ہوا کرتے تھے۔

نورالدین ان کا شاگرد تھا، مختلف معاملات میں ان سے مشورے بھی کرتا اور اھم معاملات میں ان کے مشوروں پر اعتماد بھی کرتا انہی نے نورالدین کو قیام موصل کے دوران اُن تمام خیرات وصدقات کا مشورہ دیا تھا جو نورالدین نے کیے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ نورالدین کے آتے ہی اھل موصل خوش ہو گئے اور اُن سے تمام نقصان اور مسائل دور ہو گئے چنانچہ نورالدین نے آتے ہی موصل سے فخر الدین عبدالمسیح جیسے ظالم وجابر کو نکال باہر کیا اور اُس کا نام عبداللہ رکھا اور اپنے ساتھ دمشق لے گیا اور اُس کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ عبدالمسیح پہلے عیسائی تھا پھر اس نے اسلام کا اظہار کیا۔

**نورالدین کا استقبال**...... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے گھر میں گرجا بنا رکھا تھا اور خود بھی نہایت بداخلاق تھا خصوصاً علماء اور مسلمانوں کے حق میں بہت ہی بداخلاق اور بے لحاظ تھا۔ نورالدین جب موصل آیا تھا تو شیخ عمر الملا نے اس کے لئے نورالدین سے امان طلب کی تھی، لہٰذا جب نورالدین موصل آیا تھا اس کا بھتیجا اس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلا اور اس کے سامنے آموجود ہوا، اس کا اکرام کیا، اور بہت اچھا سلوک کیا اور خلیفہ سے ملی ہوئی خلعت اس کو پہنائی، چنانچہ نورالدین ایک بڑے ہجوم کے ساتھ موصل میں داخل ہوا تھا، نورالدین سخت سردیوں میں موصل آیا تھا اور یہاں ٹھہرا تھا جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

**خواب میں زیارت**...... جب موصل میں نورالدین کے قیام کی آخری رات تھی تو نورالدین نے خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی آپ ﷺ ارشاد فرمار ہے تھے کہ تیرے شہر کی فضا تیرے لئے ساز گار ہو گئی، تو نے جہاد اور اللہ کے دشمنوں کو قتل کرنا چھوڑ دیا؟ یہ سنتے ہی نورالدین فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا اور سفر پر روانہ ہو گیا، اور سفر ہی کی حالت میں صبح ہوئی، شیخ ابن ابی عصرون کو قاضی بنایا، اس سے پہلے یہ سنجار، نصیبین اور خابور کے عامل تھے چنانچہ وہاں ابن ابی عصرون نے اپنے ساتھیوں اور نائبوں کو چھوڑا۔

**شیعہ قاضیوں کی معزولی**...... اس سال صلاح الدین نے مصر کے قاضیوں کو معزول کر دیا کیونکہ وہ شیعہ تھے، اور قاضی القضاۃ کا عہدہ صدر الدین عبدالملک بن درباس المارانی ردانی الشافعی کے حوالے کیا، چنانچہ انہوں نے تمام معاملات میں شافعی قاضیوں کو اپنا نائب مقرر کیا اور ایک مدرسہ شافعیوں کا تعمیر کروایا، اس کے علاوہ ایک مدرسہ مالکیوں کا بھی تعمیر کروایا۔ اس کے علاوہ اس کے بھتیجے تقی الدین عمر نے ایک گھر خریدا جو "منازل العز" کے نام سے مشہور تھا، اس گھر میں بھی اس نے شوافع کا ایک مدرسہ قائم کیا اور اس پر باغات وغیرہ وقف کیے۔

**مصر میں اہم امور**...... صلاح الدین نے شہر کی فصیلیں تعمیر کروائیں اسی طرح اسکندریہ کی بھی فصیلیں تعمیر کروائی گئیں، رعایا کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، اور پھر دوبارہ جہاد کے لئے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور عسقلان اور غزہ میں فرنگیوں سے جہاد کرنے لگا، ایلۃ میں اُن کا ایک قلعہ تھا اس کو تباہ کر دیا اور بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا، اسی دوران اپنے اھل وعیال سے اس کی ملاقات ہوئی جو شام سے آرہے تھے، چنانچہ ایک طویل جدائی کے بعد اپنے گھر والوں سے مل کر اس کو ایک گونہ سکون حاصل ہوا۔ اسی سال صلاح الدین سے مصر میں ہونے والی آذانوں سے "حی علی خیر العمل" کے کلمے کو ختم کیا اور منبروں پر بنو عباس کے لئے خطبہ کہنا شروع کیا۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**طاھر بن محمد بن طاھر** (۱)...... ابوزرعۃ، اصل میں بیت المقدس کے رہنے والے تھے، رے میں ولادت ہوئی، ہمدان میں رہا کرتے تھے

(۱) (دول الاسلام ۲/۷۹، شذرات الذھب ۴/۲۱۷، العبر ۴/۱۹۲، ۱۹۳)

۴۸۱ھ میں ولادت ہوئی، اپنے والد حافظ محمد بن طاہر الکشیر اور اُن حضرات سے سماع حدیث کیا جو مسند شافعی کی روایت کرتے تھے، ہمدان میں بروز بدھ ۷ ربیع الثانی کو وفات ہوئی نوے سال کے قریب عمر پائی۔

**یوسف القاضی صاحب دیوان الانشاء**[1] ...... ابوالحجاج بن الخلال، مصر میں چیف سیکریٹری تھے اور اس فن میں شیخ قاضی اور فاضل تھے، اس فن میں مشغول ہوئے اور ایسی مہارت حاصل کی کہ جب بڑھاپے کی وجہ سے کما حقہ، اس علم کی خدمت نہ کر سکتے تھے تو لوگوں نے اُن کے لئے ان کے گھر میں آنا شروع کر دیا، ان کی وفات تک قاضی الفضل نے ان کی اور ان کے گھر والوں کی اعانت کی اور اُن کی وفات کے بعد بھی ان کے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور ان کی کفالت کرتے رہے۔

**یوسف بن الخلیفہ** ...... المستنجد باللہ ابن المقتفی بن المستظہر، ان کے حالات اور تذکرہ وفات پہلے گزر چکا ہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے چچا ابونصر ابن المستظہر کی وفات ہوئی، یہ واقعہ مستنجد کی وفات کے چند ہی ماہ بعد پیش آیا، اس کے بعد مستظہر کی اولاد میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ اس کی وفات منگل ۲۸ ذیقعدہ کو ہوئی۔

## ۵۶۷ھ کے واقعات

**مصری خلیفہ عاضد کی وفات** ...... اس سال کے پہلے جمعے میں مصر کے فاطمی خلیفہ عاضد کا انتقال ہوا، چنانچہ صلاح الدین آس پاس مصر اور نے کے علاقوں میں بنوعباس کے لئے خطبہ دینا شروع کیا، یہ اس سال کا دوسرا جمعہ تھا اور مصری تاریخ میں اہم دن تھا۔ جب نورالدین کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے فوراً خلیفہ کے دربار میں نمائندہ بھیج کر اس بات کی اطلاع دی، نمائندے کے طور پر ابن ابی عصرون کو بھیجا گیا تھا، اس سے بغداد میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی، بغداد کو سجایا گیا، بازار بند ہو گئے ہر طرح کی تزئین و آرائش کا انتظام کیا گیا اور مسلمانوں نے بے انتہاء خوشیاں منائیں

اس سے پہلے مصر میں بنوعباس کا خطبہ ۳۵۹ھ میں پڑھا گیا تھا جب مطیع العباسی خلیفہ تھا، لیکن پھر معز فاطمی کے دور سے مصر پر فاطمیوں کا غلبہ ہو گیا، معز فاطمی کو قاہرہ کا بانی کہا جاتا ہے اور اب ۲۰۸ سال بعد دوبارہ صلاح الدین نے مصر میں خلفاء بنوعباس کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں ایک کتاب بھی لکھی ہے اور اس کا نام ''**النصر علی مصر**'' رکھا ہے۔

**عبیدیوں کے آخری خلیفہ ''عاضد'' کی موت**[2] ...... لفظ ''عاضد'' کے لغوی معنی ہیں کاٹنے والا، کہا جاتا ہے ''**لا یعضد شجرها**'' اسی لا یقطع یعنی وہ اس کا درخت نہیں کاٹا یا کاٹے گا۔ اور اس کی وفات کے ساتھ ہی ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔
اس کا نام عبداللہ اور کنیت ابو محمد تھی پورا نام ابو محمد عبداللہ بن یوسف الحافظ ابن المستنصر بن الحاکم بن العزیز بن المعز بن المنصور القاھری ابی الغنائم بن المہدی ہے، ابوالغنائم بن المہدی جوان کا پہلا حکمران تھا۔

**ولادت** ...... عاضد کی پیدائش ۵۴۶ھ میں ہوئی، ۲۱ سال زندہ رہا، بد اخلاق تھا، خبیث اور متعصب شیعہ تھا، اگر اس کا بس چلتا تو اہل سنت میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ جب مصر میں سلطان صلاح الدین کی حکومت پختہ ہو گئی تو انہی دنوں عباسی خلیفہ نے سلطان

---

(۱) (تتمة المختصر ۲/ ۱۲۱، حسن المحاضرة ۲/ ۲۳۳، شذرات الذهب ۴/ ۲۱۹، العبر ۴/ ۱۹۴، الكامل من التاريخ ۱۱/ ۳۶۶، المختصر ۳/ ۵۰)

(۲) (تاریخ ابن خلدون ۴/ ۷۶، ۸۲، تاریخ ابن ایاس ۱/ ۶۷، ۶۸، خطط المقریزی ۱/ ۳۵۷، ۳۵۹، شذرات الذهب ۴/ ۲۱۸، ۲۲۲، ۲۲۳، الكامل ۱۱/ ۲۵۵، اور اس کے بعد، النجوم الزاهرة ۵/ ۳۳۴، ۳۵۷ اور وفیات الاعیان ۳/ ۱۰۹، ۱۱۲)

نورالدین کو مصر میں اپنے نام کا خطبہ نہ کہلوانے پر سرزنش کی نورالدین نے یہ پیغام مصر میں سلطان صلاح الدین تک پہنچا دیا، چنانچہ سلطان صلاح الدین نے مصر میں خلیفہ کے نام خطبہ پڑھنا شروع کر دیا، مستنجد اس وقت شدید بیمار تھا لہٰذا کچھ ہی دنوں بعد وفات پا گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا مستضئی خلیفہ بنا چنانچہ مصر میں صلاح الدین نے جو خطبہ پڑھنا شروع کیا تو وہ مستضئی ہی کے لئے تھا۔

**عاضد کی وفات** ......ادھر مصر میں عاضد ان دنوں بیمار ہو چکا تھا، اس کی وفات یوم عاشوراء کے دن ہوئی، سلطان صلاح الدین اس کے جنازے میں حاضر ہوا، اس کے اھل خانہ سے اس کی تعزیت کی اور نہ صرف شدید حزن وملال کا اظہار کیا بلکہ رویا بھی کیونکہ صلاح الدین عاضد کا مطیع وفرمانبردار تھا، عاضد خود نہایت سخی انسان تھا، اللہ تعالیٰ اس سے صرف نظر فرمائیں۔

عاضد کی وفات کے بعد صلاح الدین اس کے محل پر اور تمام ساز وسامان پر قابض ہو گیا، اور عاضد کے اھل خانہ کو محل سے نکال کر ایک دوسرے گھر میں منتقل کر دیا، وہ چونکہ ایک خلیفہ کے گھر والے تھے لہٰذا صلاح الدین نے ان کو سکون اور با آسائش زندگی فراہم کی۔

چونکہ صلاح الدین نے عاضد کی وفات سے پہلے ہی عباسی خلیفہ کے نام خطبہ پڑھنا شروع کر دیا تھا، اس لئے وہ یہ سوچ کر نادم ہوا کہ اگر وہ چند دن ٹھہر جاتا تو کیا تھا؟ عاضد کی وفات کے بعد ہی عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ شروع کرتا لیکن بہرحال تقدیر میں جو لکھا ہوتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے اس بارے میں عماد الکاتب نے جو اشعار کہے ہیں وہ یہ ہیں۔

عاضد لے پالک کی وفات ہو گئی اب مصر میں کوئی بدعت کا دروازہ نہیں کھولے گا، کبھی بھی نہیں۔
مصر کے فرعون کا زمانہ گزر گیا اور اب مصر میں یوسف کی حکومت پختہ ہو چکی ہے۔
گمراہی کی چنگاری بجھ گئی اور شرک سے بھڑکنے والی چیز زمین میں دھنس گئی۔
صلاح الدین کی جماعت یہاں جمع ہو گئی اور موتیوں کا ہار پرو دیا گیا ہے۔
جب اُس نے عباسی خلفاء کی علامات کو ظاہر کیا تو باطل روپوش ہو گیا۔
توحید کی دعوت دینے والے نے انتظار میں رات گذاری کہ کب وہ مشرکوں سے انتقام لے، گمراہوں نے ناسمجھی کی اندھیریوں اور اندھے پن میں دن گذارا۔

جب علماء کے ستارے چمکنے لگے تو جاہل اندھیروں میں جا گھسے۔
مستضئی کے ہاتھوں حق کی گری ہوئی عمارت دوبارہ اٹھ کھڑی ہوئی۔
وہ حکومت دوبارہ قائم ہو گئی جو دوسروں سے مغلوب ہو گئی تھی۔
دین کا کندھا خوشی سے جھومنے لگا، اور چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔
ھدایت کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے اب کفر کو چاہئے کہ شرمندگی سے اپنے دانت کٹکٹائے۔
دشمنوں کے حرموں کی عزت ختم ہوئی، اور آخر سرکشوں میں تقسیم ہو گئی۔
محل کے محل خراب کر ڈالے، اور بلند ہو گیا کمال کے گھر کو آباد کرنے والا۔
خاموشی کے بعد اھل محل کو پریشان کر دیا، اور ذلیل ہو کر مر گیا اور اس کی ناک کٹ گئی۔

اور مصر میں عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی مبارکباد دیتے ہوئے بغداد میں عباسی خلیفہ مستضئی کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

میرے آقا آپ کو ایسی فتح وکامیابی مبارک ہو جس میں آپ کی طرف تیزی سے سواریاں آتی ہیں۔
تو نے مصر پر قابو پالیا ہے اُس فتح کے ساتھ جس کے پیچھے شرک کی مایوسی تھی۔
ہمارے امام کا نام اس میں اللہ کے فضل سے لوٹ آیا ہے اور وہ سب شہروں پر فخر کرتا ہے۔
اگر مصر یوسف کا فرمانبردار ہو گیا ہے تو کوئی عجیب بات نہیں وہ پہلے اس کی بلندیوں کو دیکھتا تھا۔

لہٰذا یہ عادت تخلیق اور عفت میں اسی کی طرح ہے اور زمین پر سب اللہ کے نائب ہیں۔

تو نے وہاں ہاشم کی اولاد سے عار کو دور کر دیا ہے جس نے تیری تلوار کے علاوہ، دور ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ ان اشعار کو ابو شامہ نے بھی روضتین میں نقل کیا ہے اور اس سے زیادہ طوالت کے ساتھ نقل کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ابوالفضائل حسین بن محمد بن برکات الوزیر نے یہ اشعار خلیفہ کے پاس اُس کی موت کے وقت ایک خواب دیکھنے کے بعد کہے تھے اور ان اشعار میں یوسف ثانی سے اُس کی مراد خلیفہ مستنجد ہے۔ اسی طرح ابن الجوزی نے بھی بیان کیا ہے کہ یہ اشعار مستنجد کی زندگی ہی میں کہے گئے تھے البتہ خطبہ اس کے بیٹے مستضی کے لئے ہی ہوا ہے۔ اس کے بعد سے صلاح الدین کا زبان زد عام ہو گیا، خلیفہ نے نورالدین اور صلاح الدین کے پاس مبارکبادی اور شاباشی کے پیغام اور بندھے ہوئے سیاہ جھنڈے بھیجے جو شام اور مصر کی جامع مساجد پر لہرا دیئے گئے۔

**محلات سے حاصل شدہ سامان کی تفصیل**...... ابن ابی طے نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ''جب صلاح الدین مصری رحمۃ اللہ علیہ حکومت کو اپنے ماتحت لینے، عباس کے لئے خطبہ پڑھنے اور عاضد کی تعزیت جیسے امور سے فارغ ہو گیا تو اس تمام سامان کی تفصیلات طلب کیں جو دونوں محلات سے حاصل ہوا تھا، ان میں بہت سی چیزیں تھیں، ساز و سامان آلات ملبوسات، بیش قیمت قالین اور غالیچے وغیرہ تھے، اس کے علاوہ سات سو نہایت قیمتی نادر نایاب جواہرات ایک بالشت سے لمبا زمرد کا بلور اور زمرد ہی کی بنی ہوئی انگوٹھے کے برابر مچھلی، یاقوتی سے ایک بہت بڑا جگ جو نہایت قیمتی پتھر سے بنا ہوا تھا، ایک خاص قسم کا طبلہ جو قولنج کے درد کے علاج کے لئے تھا، یعنی اگر کوئی درد قولنج کا مریض جس کے پیٹ سے غلیظ ہوا۔ نہ نکلتی ہو وہ اس کو بجاتا تو اس کی غلیظ ہوا فوراً دبر سے نکل جاتی اور ساری تکلیف دور ہو جاتی۔ اتفاق سے کرد امیروں میں سے کسی نے اس طبلے کو ہاتھ میں لیا، چونکہ وہ اس کی حقیقت سے واقف نہ تھا لہٰذا اُس نے اس کو بجایا، بجاتے ہی بہت زور سے اس کی ہوا خارج ہوئی اور اسی گھبراہٹ میں یہ طبلہ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا طبلہ گرتے ہی شرمندگی اور جھلاہٹ کی وجہ سے اس امیر نے اس طبلے کو توڑ دیا، اُس طرح اس کا معاملہ ختم ہوا۔ رہا زمرد کا بلور (کرسٹل) تو صلاح الدین نے اس کو توڑ کر تین ٹکڑے کر دیئے اور اپنی بیویوں میں تقسیم کر دیا، اس کے علاوہ بھی بہت سے امراء میں بہت سی چیزیں تقسیم کیں۔ قیمتی پتھر بلخش کے ٹکڑے جو ترکی کے شہر بلخشان سے نکلتا ہے، اس کے علاوہ یاقوت سونا۔ چاندی، ساز و سامان وغیرہ وغیرہ۔ جو سامان اور چیزیں تقسیم کے بعد بچ رہیں وہ بیچنے کے لئے بازار میں رکھ چھوڑیں اور ان کی خریداری کے لئے بڑے بڑے تاجر سب جمع ہو گئے، یہ چیزیں اور ساز و سامان اتنی کثیر تعداد میں تھیں کہ دس سال تک فروخت ہوتی رہیں۔ اس کے علاوہ صلاح الدین نے ان چیزوں میں سے نہایت قیمتی تحائف بغداد کے عباسی خلیفہ اور سلطان نورالدین زنگی کے لئے بھی بھیجے لیکن اپنے لئے اس میں سے کچھ نہ رکھا بلکہ اپنے آس پاس، اردگرد امراء اور سرداروں کو دیتا رہا۔

**نورالدین کی خدمت میں ھدیہ**...... نورالدین زنگی کو صلاح الدین نے جو چیزیں بھیجی تھیں اُن میں بلخش نامی قیمتی پتھر کے تین ٹکڑے بھی تھے جن میں سے ایک کا وزن ۳۱ مثقال (مثقال ایک وزن ہے جو ہمارے آج کل کل کے حساب سے تقریباً پونے دوسو کا ہوتا ہے) دوسرے کا ۱۸ مثقال اور تیسرے کا ۱۳ مثقال تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بہت سے قیمتی پتھر لعل وغیرہ تھے، ساٹھ ہزار دینار اس کے علاوہ اور ایسی خوشبوئیں اور عطریات تھے کہ جن کے بارے میں پہلے کسی نے سنا بھی نہ ہو، علاوہ ازیں ایک گدھی اور ایک بہت بڑا ہاتھی بھی۔ چنانچہ گدھی تو خلیفہ کے ساتھ بھیجے جانے والے تحائف کے ساتھ بھیج دی گئی۔

ابن ابی طے نے لکھا ہے کہ اس کے علاوہ کتابوں کا ایک ذخیرہ بھی تھا جس کی مثال تمام اسلامی ممالک میں کہیں نہ تھی، یہ ذخیرہ ۲۰ لاکھ جلدوں پر مشتمل تھا۔ آگے لکھا ہے کہ ''عجیب بات یہ ہے کہ اس ذخیرے میں ۱۲۲۰ (ایک ہزار سوبیس) نسخے صرف تاریخ طبری کے تھے'' عماد الکاتب لکھتا ہے کہ ''ذخیرے میں کتابوں کی تعداد ۱۲۰ ہزار جلدیں تھیں'' جبکہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ''اس ذخیرے میں ایک لاکھ مخلوطے تھے، یہ ذخیرہ قاضی الفاضل کے حوالے کر دیا گیا، قاضی الفاضل نے اس ذخیرے میں سے اپنی پسند کی بہت سی کتب لیں۔

آگے لکھا ہے کہ صلاح الدین نے محل کے شمالی حصے کو امراء کے درمیان تقسیم کر دیا تھا چنانچہ وہ وہیں رہنے لگے، صلاح الدین نے اپنے والد

نجم الدین ایوب کو رہائش کے لئے خلیج ہر ایک بہت بڑا محل دیا، اس محل کو "لولو" کہا جاتا تھا، اس میں ایک باغ تھا جسے "بستان الکافوری" کہتے تھے۔ اکثر امراء اور سرداروں کو وہ گھر دیئے جن میں پہلے فاطمی رہتے تھے۔ لیکن صلاح الدین نے ترک سرداروں کو ان میں سے کوئی چیز نہ دی، چنانچہ یہ وہاں موجود لوگوں کے کپڑے اتار لیتے اور گھروں کو لوٹ لیتے یہاں تک کہ ان میں سے بہت سے لوگ اِدھر اُدھر بکھر گئے اور مختلف شہروں کی طرف چلے گئے۔

**خلیفہ مہدی الفاطمی**...... فاطمیوں نے کم و بیش دوسو اسی سال تک حکومت کی، اس کے بعد وہ گذرا ہوا کل ہو گئے جیسے کہ سورۃ ھود آیت ۹۵ میں ہے گویا کہ وہ کبھی اس میں رہے ہی نہیں" فاطمیوں کا پہلا خلیفہ مہدی تھا اس کا تعلق سلمیۃ سے تھا اور یہ لوہار تھا، اس کا نام عبید تھا، اور مذھبا یہ یہودی تھا، مغربی علاقوں میں داخل ہوا اور اپنا نام عبیداللہ رکھا اور یہ دعوی کیا کہ وہ نہایت اعلیٰ نسب فاطمی علوی ہے اور اپنے آپ کو مہدی کہلوانا شروع کیا، جیسے کہ کئی ایک علماء اور ائمہ نے چوتھی صدی ہجری کے بعد بیان کیا ہے اور ہم بھی اس کو وضاحت سے بیان کر چکے ہیں۔
مقصد یہ ہے کہ اس جھوٹے نے جو جھوٹ بولا تھا۔ وہ چل نکلا اور مختلف علاقوں میں پھیل گیا جاہلوں کی ایک جماعت نے اس کو وزیر بنالیا اور پھر اس کو حکومت سطوت حاصل ہوگئی یہاں تک کہ انہوں نے ایک شہر آباد کیا اور اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس شہر کا نام "مہدیۃ" رکھا، پورا ملک اس کا فرمانبردار ہو گیا، تو اس نے رافضیت کا اظہار کیا اور کفریہ عقائد پھیلانے شروع کر دیئے۔

**فاطمی خلفاء**......اس کے بعد اس کا بیٹا القائم محمد اس کا خلیفہ بنا، پھر اس کا بیٹا المنصور اسماعیل پھر اس کا بیٹا المعز معد، عبیدیوں فاطمیوں کا یہی وہ پہلا خلیفہ ہے جو مصری علاقوں میں داخل ہوا اور اس کے لئے قاہرۃ معزیہ اور دو محل تعمیر کئے گئے، پھر اس کا بیٹا العزیز نزار، پھر اس کا بیٹا الحاکم منصور پھر اس کا چچازاد الطاہر علی، پھر اس کا بیٹا المستنصر معد پھر اس کا بیٹا المستعلی احمد پھر اس کا بیٹا الآمر منصور، پھر اس کا چچازاد الحافظ عبدالمجید، پھر اس کا بیٹا الظافر اسماعیل پھر الفائز عیسی، اور پھر سب سے آخر میں اس کا چچازاد العاضد عبداللہ، یہ کل ۱۴ خلفاء ہوئے اور ان کی مدت حکومت دوسو اسی سے چند سال زیادہ ہے، اسی طرح بنوامیہ کے خلفاء کی تعداد بھی ۱۴ ہی ہے لیکن ان کی مدت خلافت ۸۰ سال سے کچھ ہی زائد ہے۔
خلفا بنوامیہ اور ملوک فاطمیہ کے نام اسی ترتیب اور طریقے سے نظم کئے گئے ہیں جس طرح خلفاء بنوعباس کی خلافت ختم ہونے پر ان کے ناموں کو نظم کیا گیا تھا، یہ کام ۶۵۶ھ میں ہوا جیسا کہ آگے آئے گا۔

**فتنوں کا عمومی پھیلاؤ**......تمام خلفاء میں فاطمیہ سب سے زیادہ مالدار اور دوسروں سے بے نیاز تھے یہ لوگ ظالم بھی بہت ہوا کرتے تھے بلکہ نہ صرف ظالم و جابر بلکہ نہایت بداخلاق اور گندی عادات واطوار کے مالک ہوا کرتے تھے، ان کی حکومت میں بہت سی بدعات اور منکرات پھلیں فتنہ باز اور فسادی لوگ بہت ہو گئے، ان حکمرانوں کے پاس علماء اور نیک لوگوں کی بہت قلت تھی، ان کے زمانے میں شام میں عیسائیوں، درزیوں اور حشیشیوں (اسماعیلیوں) کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی تھی اور فرنگی بھی شام کے ساحلوں پر مکمل طور پر قابض ہو چکے تھے یہاں تک کہ قدس نابلس، عجلون، غزہ کے علاقے، عسقلان کرک الشوبک، طبریہ بانیاس، صور، عکا، صیدا، بیروت، صفد، طرابلس انطاکیہ اور اردگرد کے جتنے علاقے تھے ایاس اور سیس تک سب پر فرنگی قابض ہو گئے تھے، اس کے علاوہ آمد، الرھا، رأس العین اور دیگر مختلف علاقوں پر بھی قابض ہو گئے تھے اور مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کو قتل کر دیا تھا کہ جس کی صحیح گنتی اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہ ہوگی، اسی طرح وہ عورتیں اور بچے بھی لاتعداد ہیں جنہیں گرفتار کیا گیا، یہ تمام وہ علاقے تھے جنہیں صحابہ کرامؓ نے فتح کیا تھا اور اب یہ علاقے دارالاسلام بن چکے تھے، اس کے علاوہ اُن کو مسلمانوں سے بے شمار مال غنیمت بھی ملا، قریب تھا کہ یہ لوگ دمشق پر بھی قابض ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے دمشق کو ان کے فتنوں سے محفوظ رکھا، اور جب ان کے دن گزر گئے اور ان کی حکومت ختم ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ تمام علاقے دوبارہ مسلمانوں کے حوالے کر دیئے۔ چنانچہ اس بارے میں مشہور زمانہ شاعر حسان بن نمیر بن عجل الکلبی عرقلہ نے کچھ اشعار کہے ہیں، یہ شاعر دمشق کا رہنے والا تھا، اس نے سلطان صلاح الدین کی تعریف میں قصیدہ لکھا تھا اس پر شرمندہ ہوا تھا۔

ان حالات کے بارے میں اس نے جو اشعار کہے ہیں وہ یہ ہیں۔

مشرقی علاقے ممالک حضرت علی کی اولاد کے بعد اسد الدین شیر کوہ بن شادی کی اولاد کے زیر نگیں آ گئے ہیں

تو اب مشرق مغرب سے حد کرے گا ایسی قوم کی وجہ سے جس نے مصر کو بغداد سے زیادہ بارونق بنا دیا ہے۔

انہوں نے عزم وہمت اور حزم واحتیاط سے ان پر قبضہ کیا ہے اور کیونکہ فولاد کی جھنکار ان کے جگر میں رچی بسی ہے

وہ لوگ فرعون اور عزیز مصر کی طرح نہیں اور نہ ہی استاد خطیب جیسے ہیں،

ابوشامہ کا بیان ہے کہ یہاں استاد سے مراد نور الاخشیدی ہے۔

اور آل علی کہنے سے ان کی مراد اپنے گمان کے مطابق یہی فاطمی خلفاء ھیں حالانکہ یہ فاطمی نہیں بلکہ ان کی نسبت تو عبید کی طرف ہے اس کا نام سعید تھا اور وہ سلمیہ سے تعلق رکھنے والا یہودی لوہار تھا۔ اس کے بعد اس نے بھی وہی لکھا ہے جو ابھی ہم نے کچھ ہی دیر پہلے لکھا ہے اور اسی طرح اس (ابوشامہ) نے بھی ان کے نسب میں طعن کیا ہے

اس کے بعد اپنی کتاب روضتین میں اس جگہ بہت سی باتیں نقل کی ہیں، یعنی وہ بری عادات جو ان میں تھیں، اور وہ کفریات جو یہ کبھی کبھی بکا کرتے تھے، اور ان کے تذکرے میں بہت سی باتیں گزر چکی ہیں۔

آگے لکھا ہے کہ ''میں نے اس موضوع پر ایک الگ کتاب لکھی ہے، جس کا نام میں نے کشف ما کان علیہ بنوعبید **''من الکفر والکذب والمکر والکید''** یعنی اُن، کفریات، جھوٹوں، چالاکیوں اور مکاریوں کی اطلاع جو بنوعبید کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح دیگر بہت سے علماء نے ان کے رد میں کتابیں لکھی ہیں ان میں سے ایک کتاب قاضی ابوبکر الباقلانی نے انہوں نے اپنی کتاب کا نام الاسرار وھتک الاستار بعض شعرا نے صلاح الدین یوسف بن ایوب اور اس کے گھرانے کی کیا ہی خوب تعریف کی ہے۔

تم نے مصر سے عبیدیوں کی کافر حکومت کا خاتمہ کر دیا اور یہ تمھاری خوبی کی علامت اور فضیلت کی بات ہے

وہ زندیق باطنی، مجوسی اور شیعہ تھے، ان کے حسب نسب کا نیکوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

وہ کفر چھپا کر شیعت کا اظہار کرتے تھے تاکہ جہالت ونفرت کو چھپا لیں اور جہالت ان میں عام تھی۔

**صلاح الدین اور نور الدین کی ناراضگی** ...... اس سال صلاح الدین نے اھل مصر کے تمام ٹیکس اور چنگیاں معاف کر دیں اور ۳ صفر بروز جمعہ نماز جمعہ کے بعد مصری حکومت کا آئین تمام لوگوں کو پڑھ کر سنایا گیا۔ اسی سال صلاح الدین اور سلطان نور الدین کے درمیان شکر رنجی پیدا ہوئی اور یہ اس وجہ سے تھی کہ نور الدین نے اس سال شام کے ساحلی علاقوں کی طرف سے فرنگیوں کے خلاف جہاد کیا تھا جس کی وجہ سے فرنگیوں کو جان کے لالے پڑ گئے تھے، اس کے بعد سلطان نور الدین نے کرک کے محاصرے کا ارادہ کیا اور صلاح الدین کو خط لکھا کہ اپنی مصری فوجیں لے کر کرک میں مجھ سے ملو تاکہ متحد ہو کر فرنگیوں کے خلاف جنگ کی جا سکے اور اس سے حاصل ہونے والے فائدوں سے مسلمانوں کو مزید فائدہ پہنچایا جا سکے۔ لیکن صلاح الدین اس وھم کا شکار ہو گیا کہ کہیں یہ کوئی چال نہ ہو جس کا مقصد مصر میں صلاح الدین کے تسلط کو ختم کرنا ہو، لیکن چونکہ مصری لشکر کا ایک بڑا حصہ روانہ ہونے کی تیاری کر چکا تھا لہٰذا بادل ناخواستہ صلاح الدین اُن کے ساتھ روانہ ہوا لیکن افرادی قوت کی کمی کا بہانہ بنا کر راستے سے ہی واپس آ گیا۔ ساتھ یہ خدشہ بھی تھا کہ کہیں مصر سے اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے معاملات ہاتھ سے نہ نکل جائیں، چنانچہ صلاح الدین نے نور الدین کے پاس نمائندہ بھیج کر معذرت کری۔

**نور الدین کی مصر روانگی** ...... اس معذرت کی وجہ سے سلطان نور الدین کے دل میں صلاح الدین کی طرف سے ناگواری کے تاثرات پیدا ہوئے اور وہ غضبناک ہو گیا، چنانچہ اس نے ارادہ کر لیا کہ اب مصر کی طرف روانہ ہو گا وہاں سے صلاح الدین کی حکومت ختم کر کے اس کی جگہ کسی اور کو وہاں کا حکمران مقرر کرے گا۔

**صلاح الدین کی پریشانی** ...... جب صلاح الدین کو نورالدین کے اس عزم وارادے کا علم ہوا تو صلاح الدین پریشان ہو گیا اور اس معاملے میں امراء اور سرداروں سے مشورہ کیا، صلاح الدین کا بھتیجا تقی الدین عمر آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ "خدا کی قسم اگر نورالدین نے ہم سے جنگ کا ارادہ کیا تو ہم بھی اس کے ساتھ جنگ کریں گے" یہ بات سنتے ہیں صلاح الدین کے باپ امیر نجم الدین ایوب نے اس کو ڈانٹا اور برا بھلا کہہ کر خاموش کر دیا اور اپنے بیٹے سلطان صلاح الدین سے کہا کہ "میری بات غور سے سنو جو میں تم سے کہہ رہا ہوں، یہاں تم پر مجھ سے اور تیرے اس ماموں شہاب الدین الحارمی سے زیادہ اور کوئی مہربان نہ ہوگا، اگر ہم نے نورالدین کو دیکھا کہ وہ ہماری طرف بڑھ رہا ہے تو ہم آگے بڑھ کر اس کے سامنے زمین کو چوم لیں گے، اور صرف ہم نہیں بلکہ باقی تمام، امراء اور لشکر بھی، اور اگر اُس نے بذریعہ خط مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں اونٹ بانوں کے ساتھ بھیج دوں تو میں یہ بھی کرگزروں گا" پھر اُس نے سب لوگوں کو وہاں سے چلے جانے کا مشورہ دیا۔

**صلاح الدین کو باپ کی نصیحت** ...... جب صلاح الدین اور اس کا باپ اکیلے رہ گئے تو اُس نے صلاح الدین سے کہا کیا تیرے پاس عقل نام کی بھی کوئی چیز ہے؟ بھلا اس طرح کی باتیں کوئی امراء اور سرداروں کے سامنے بھی کرتا ہے؟ اور پھر تقی الدین عمر (صلاح الدین کا بھتیجا) اس پر ایسی نازیبا باتیں کرے اور تو اُسے کچھ نہ کہے یاد رکھ اس وقت نورالدین کا اہم ترین مقصد تو اور تیرا قتل اور ہمارے علاقوں اور حکومت کا تباہ کرنا ہے۔ کیونکہ اگر لشکر نے دوسری طرف سے نورالدین کو آتے دیکھ لیا تو کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دے گا، سب تجھے چھوڑ کر سلطان نورالدین کے پاس چلے جائیں گے، بچنے کا صرف یہی ایک راستہ ہے کہ تو نرمی اختیار کر، اس کے سامنے تواضع اور انکساری سے کام لے، اُس کے پاس یہ پیغام دے کر نمائندہ بھیج کہ سلطان کو بھلا خود آنے کی کیا ضرورت ہے؟ سلطان اپنے کسی نمائندے کو بھیج دے میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔

**نورالدین کی رضامندی** ...... چنانچہ صلاح الدین نے ایسا ہی کیا، جب نورالدین کو صلاح الدین کی ندامت اور تواضع کا علم ہوا تو اس کا دل نرم ہو گیا اور اس نے مصر اور صلاح الدین کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس چلا گیا۔ اور ہوتا تو وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔

**ڈاک کا نیا نظام** ...... اس سال نورالدین نے پیغام رساں کبوتروں کا نظام بنوایا، کیونکہ اس کی مملکت اور حکومت خوب وسعت اختیار کر چکی تھی، نورالدین کی حکومت نوبہ سے لے کر ہمدان تک پھیل چکی تھی، بیچ میں فرنگیوں کے علاوہ اور کوئی نہ تھا، اور وہ سب کے سب اس کے رعب و دبدبے اور جنگ بندی سے ڈرے ہوئے تھے، چنانچہ اسی لئے اس نے ہر قلعے میں پیغام رساں کبوتر رکھے تاکہ ضروری پیغامات جلد از جلد دور دراز تک پہنچائے جا سکیں، قاضی الفاضل نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ، کبوتر بادشاہوں کے فرشتے ہوتے ہیں، عماد الکاتب نے اس کو تفصیل کے ساتھ خوب مزے لے لے کر نہایت عجیب وغریب انداز میں بیان کیا ہے۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**عبداللہ بن احمد** [1] ...... ابن احمد بن احمد ابو محمد بن الخشاب، قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کی اور نحو میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ ان علوم

(۱) (انباہ الرواۃ ۲/ ۹۹۔ ۱۰۳، بغۃ الوعاۃ ۲/ ۲۹۔ ۳۱، تلخیص ابن مکتوم ۸۸۔ ۸۹، تاریخ بروکلمان ۵/ ۱۶۷۔ ۱۶۹، تتمۃ المختصر ۱۲۴/۲، خریدۃ القصر ۸۲/۱، ذیل طبقات الحنفیہ ۱/ ۳۱۶۔ ۳۲۳، شذرات الذهب ۲۲۰/۴۔ ۲۲۲، طبقات ابن قاضی شہبۃ ۲/ ۱۷۔ ۲۰، العبر ۴/ ۱۹۶۔ ۱۹۷، الفلاکۃ والمفلوکون ۷۸، ۷۹، الکامل ۱۱/ ۳۷۵۔ ۳۷۶، کشف الظنون ۱۰۸۔ ۲۰۲ وغیرھا، المنتظم ۲۳۸/۱۰۔ ۲۳۹، معجم الادباء ۱۲/ ۴۷۔ ۵۳، مراۃ الزمان ۸/ ۱۸۰، المختصر بن اخبار البشر ۵۲/۳، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد ۱۳۴۔ ۱۳۶ م سمالک الابعار ج ۴ م ۲/ ۲۱۱۔ ۲۱۶، معجم المطبوعات ۹۳، مراۃ الجنان ۳۸۱/۳۔ ۳۸۲، النجوم الزہراۃ ۶۵/۶، ہدیۃ العارفین ۴۵۶/۱ وفیات الرعیان ۱۰/۳۔ ۱۰۴۔)

میں اپنے زمانے کے سردار کہلائے جانے لگے، انہوں نے عبدالقاہر جرجانی کی الجمل کی شرح بھی لکھی تھی، یہ بہت نیک اور صالح انسان تھے حالانکہ نحویوں میں یہ بات کم ہی پائی جاتی ہے، اس سال شعبان میں وفات پائی، امام احمد کے قریب تدفین ہوئی۔ کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا اور جنت میں داخل کر دیا البتہ یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اور علماء کی ایک جماعت سے صرف نظر کیا، باوجود یہ کہ وہ عمل کو چھوڑ کر باتیں ہی کیا کرتے تھے۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ آپ کھانے پینے میں تکلف نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کسی آنے جانے والے کی پروا کیا کرتے تھے۔

**محمد بن محمد بن محمد** [1] الہروی، اس کو ابن خلکان نے اس طرح بیان کیا ہے کہ پہلے با پھر راء اور پھر واؤ اور کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ نسبت کس طرف ہے، سمعانی نے بھی اس کا تذکرۃ نہیں کیا، میرا غالب گمان یہ ہے کہ طوس کا کوئی نواحی علاقہ ہے، ابن العماد نے اس کو باء کے زبر راء کی تشدید اور اس پر پیش کے ساتھ نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ نسبت بروبہ اجد کی طرف ہے اور اگر یہ حد کی طرف نسبت ہے تو سمعانی نے انساب ۲/۷۷ امیں بروجی کے تحت ذکر کیا ہے لیکن صاحب ترجمہ کا ذکر نہیں کیا اور میں نے یہ نسبت تاریخ الکامل سے بوری اور البدایہ سے دوری نقل کی ہے

ابوالمظفر الدوئی نے امام غزالی شاگرد محمد بن یحییٰ سے علم فقہ کی تعلیم حاصل کی مناظرے کئے اور بغداد میں وعظ کہے عقیدے کے لحاظ سے اشعری تھے اور فروع کے لحاظ سے حنبلی، اس سال رمضان میں آپ کا انتقال ہوا۔

**ناصر بن الجونی الصوفی**...... علم حدیث حاصل کرنے کے لئے ننگے پیر سفر کیا کرتے تھے، بغداد میں وفات ہوئی۔
ابوشامہ کا بیان بھی یہی ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔

**نصر اللہ بن عبداللہ ابوالفتوح**...... الاسکندری المعروف بابن قلاقس الشاعر بعیذاب ۴۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور شیخ ابوبکر یحییٰ بن سعدون القرطبی المقری النحوی، مصر آ کر رہے، فرمایا، اور اس سال صلاح الدین کے بیٹے العزیز اور الظاہر ہوئے اور المنصور محمد بن تقی الدین عمر بھی۔

## ۵۶۸ھ کے واقعات

اس سال نورالدین نے الموفق خالد بن القسیرانی کو نمائندہ بنا کر صلاح الدین کے پاس بھیجا۔ تاکہ مصری علاقوں کا حساب لے سکے کیونکہ سلطان نورالدین کو وہ تحائف بہت پسند آئے تھے جو مصر سے سلطان الدین نے عاضد کے خزانے سے بھیجے تھے اور اب وہ چاہتا تھا کہ مصری علاقوں پر کچھ خراج (ٹیکس) مقرر کیا جائے۔

**کرک کا محاصرہ**...... اسی سال صلاح الدین نے کرک اور شوبک کا محاصرہ کر لیا اور ان علاقوں کے رہنے والوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا اور ان علاقوں کے آس پاس سے بہت سے مکانات تباہ کر دیئے لیکن اس ان کو فتح نہ کر سکا۔

**فرنگیوں کا فرار اور قتل**...... اس سال فرنگیوں نے زراعت تباہ کرنے کے لئے شام میں جمع ہوئے اور سمسکین تا جا پہنچے لیکن اتنے میں سلطان نورالدین آ پہنچا، اس کے آتے ہی فرنگی بھاگ کھڑے ہوئے اور غور پہنچے پھر وہاں سے بھاگ گئے ہوئے سواد اور وہاں سے شلالۃ پہنچے، سلطان

(۱) (تاریخ ابن الفرات م ۴ ج ۱ /۲۰۶، شذرات الذهب ۲۲۴/۴، طبقات السبکی ۳۸۹/۶، ۳۹۱ طبقات الاسنوی ۲۶۰/۱، ۲۶۳، العبر ۲۰۰/۴، الکامل ۳۷۶/۱۱، المنتظم ۲۳۹/۱۰، مراۃ الزمان ۱۸۲/۸، ۱۸۳، المختصر المحتاج الیہ، ۱۱۶ مراۃ الجنان ۳۸۲/۳، ۳۸۳، وفیات الاعیان ۲۲۵/۴، ۲۲۶ الوافی بالوفیات ۲۷۹/۱، ۲۸۰)

نورالدین نے فرنگیوں کو سبق سکھانے کے لئے ایک بریگیڈ طبریہ کی طرف روانہ کی، چنانچہ اس بریگیڈ نے فرنگیوں کو جا پکڑا، بہت سوں کو قتل کیا، بہت سوں کو گرفتار کیا، بہت سا مال غنیمت لے کر کامیابی سے واپس آئے، جبکہ فرنگیوں کو ناکام و نامراد ہو کر واپس جانا پڑا۔

**نوبہ کی فتح**...... اس سال سلطان صلاح الدین نے اپنے بھائی شمس الدولۃ نورشاہ کو نوبہ کے علاقوں کی طرف بھیجا، چنانچہ اس نے نوبہ فتح کرلیا اور اس کے قلعے پر قابض ہو گیا اس قلعے کا نام ابریم تھا، جب اس نے دیکھا کہ اس شہر میں خوشحالی نہیں ہے تو اس پر کوئی ٹیکس وغیرہ نہ لگایا اور کردوں میں سے ابراہیم نامی ایک شخص کو یہاں کا گورنر بنایا اور کردوں کا ایک گروپ اس کے ساتھ کر دیا، چنانچہ وہاں اُن کا مال زیادہ ہو گیا اور حالات بہتر ہو گئے، اردگرد کے علاقوں پے حملے کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کرلیا۔

**نجم الدین کی وفات**...... اس سال سلطان صلاح الدین کے والد امیر نجم الدین ایوب بن شادی کا انتقال ہوا، ان کا انتقال گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے ہوا، ان کے حالات ہم عنقریب بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسی سال سلطان نورالدین، عزالدین قلج ارسلان بن مسعود بن قلج ارسلان بن سلیمان بن السلجوقی کے علاقوں کی طرف روانہ ہوا اور اس کی حکومت میں جو بگاڑ پیدا ہو رہا تھا اس کو دور کر دیا، پھر آگے بڑھا اور مرعش اور ھسبنا کو فتح کیا اور ان کے رہنے والوں کے ساتھ عمدہ سلوک کیا۔

**قطب الدین نیشاپوری سے ملاقات**...... عماد الکاتب کا بیان ہے کہ اسی سال سلطان نورالدین کی ملاقات اپنے وقت کے سب سے بڑے فقیہ اور عالم الامام الکبیر قطب الدین النیشاپوری سے ہوئی، ان کو حلب میں باب العراق نامی مدرسہ میں ٹھہرایا اور پھر ان کو لے کر دمشق آ گیا، چنانچہ دمشق آ کر جامعہ عربیہ جو جامعہ شیخ نصر المقدسی کے نام سے معروف تھی) میں درس دینے لگے اس کے بعد مدرسہ حاروق میں درس دینا شروع کیا، پھر نورالدین نے شوافع کے لئے ایک بڑا مدرسہ تعمیر کروانا شروع کیا لیکن اس سے پہلے ہی اس کا آخری وقت آ پہنچا۔

ابوشامہ کا بیان ہے کہ یہ مدرسہ عادلیہ تھا جسے نورالدین کے بعد سلطان ابوبکر بن ایوب العادل نے تعمیر کروایا۔

**شہاب الدین کی بغداد سے واپسی**...... اسی سال شہاب الدین بن ابی عصرون بغداد سے واپس آیا، یہ مصری علاقوں میں عباسی خلفاء کے نام کا خطبہ پڑھ کر حق نمائندگی ادا کر چکا تھا، اس کے بعد درب ھارون اور صریفین کے علاقے نورالدین کے حوالے کئے جانے کی سند بھی تھی، کیونکہ یہ علاقے اس سے پہلے نورالدین کے والد عمادالدین زنگی کے ماتحت تھے، چنانچہ نورالدین نے ارادہ کیا کہ دجلہ کے کنارے ایک مدرسہ بنوایا جائے اور یہ دونوں جگہیں یعنی درب ھارون اور صریفین اس مدرسے پر وقف کر دیئے جائیں لیکن تقدیر نے نورالدین کو اس پر عمل نہ کرنے دیا۔

**متفرق واقعات**...... اسی سال خوارزم کے ایک حصے میں سلطان شاہ اور اس کے دشمنوں کے درمیان بہت سی جنگیں ہوئیں، ابن الاثیر اور ابن الساعی نے ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اسی سال ارمن بادشاہ ملیح بن لیون نے رومی لشکر کو شکست دی اور اُن سے بے شمار مال غنیمت حاصل کیا اور نورالدین کے پاس بھی بہت سامال بھیجا اور تیس بڑے بڑے سردار بھی نورالدین کے پاس بھیج دیئے، جنہیں نورالدین نے خلیفہ مستضی کی خدمت میں بغداد بھجوا دیا۔

اسی سال سلطان صلاح الدین نے ایک گروپ کو تقی الدین عمر بن شاھنشاہ کے غلام قراقوش کی زیرنگرانی ایک گروپ افریقی علاقوں کی طرف بھیجا، چنانچہ انہوں نے بہت بڑے علاقے پر قبضہ کرلیا، ان میں سے مغربی طرابلس اور بعض دوسرے علاقے بھی تھے۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**ایلدکز الترکی الاتابکی**...... آذربائیجان وغیرہ کا حکمران یہ کمال السمیرمی کا غلام تھا جو سلطان محمود کا وزیر تھا لیکن پھر اس کی شان و شوکت برھتی

گئی اور آذربائی جان اور الجبل وغیرہ علاقوں پر اس کی حکومت قائم ہوگئی، یہ شخص نیک، عادل، انصاف پسند، بہادر اور رعایہ کے ساتھ احسان کرنے والا تھا، ہمدان میں اس کی وفات ہوئی۔

**امیر نجم الدین ابوشکر ایوب بن شادی**...... ابن سروان، بعض لوگوں نے مروان کے بعد ابن یعقوب کا اضافہ بھی کیا ہے۔ البتہ جمہور کے نزدیک شادی سے پہلے ان کا نسب معلوم نہیں، بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اوران کا گمان ہے کہ ان کا نسب سلالۃ مروان بن محمد سے ملتا ہے جو بنوامیہ کا آخری خلیفہ تھا حالانکہ یہ صحیح نہیں، اور جس کے بارے میں دعویٰ کیا گیا ہے وہ ابوالغدا اء اسماعیل بن طغتکین بن ایوب بن شادی ہے اور ابن سیف الاسلام کے نام سے مشہور تھا، اپنے باپ کے بعد یمن کا بھی حکمران بن گیا، چنانچہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگا اور خلافت کا دعویٰ کر دیا اور امام الھادی بنوراللہ کا لقب اختیار کرلیا۔ اور اسی نام سے پکارا جانے لگا، جیسے کسی نے کہا ہے کہ:

میں عباسی خلیفہ ھادی ہوں جسنے آگے بڑھنے والوں کی گردنوں کو پتلی کمر والے گھوڑوں سے روند دیا ہے۔
میرا بغداد کے گھروں کو لپیٹ دینا ضروری ہے تا کہ ان کو چادر پر چھتری کی طرح پھیلا دوں۔
اپنے جھنڈے بغداد کی چوٹیوں پر گاڑ دوں اور اپنے دادا کی میراث کو زندہ کروں۔
تمام منبروں پر میرا ہی خطبہ ہو اور ہر اونچی نیچی جگہ پر اللہ کا حکم نافذ کردوں۔

حالانکہ اس نے جو دعویٰ کیا تھا وہ صحیح نہ تھا، اور نہ ہی اس کی کوئی ایسی اصل ہے جس پر اعتماد کیا جاسکے اور نہ ہی کوئی اور قابل اعتماد بات ہے، مقصد یہ ہے کہ نجم الدین ایوب اپنے بھائی اسدالدین شیر کوہ سے عمر میں بڑا تھا، موصل میں اس کی ولادت ہوئی، امیر نجم الدین بہت بہادر تھا، محمد بن ملکشاہ کی خدمت کی، جب محمد بن ملکشاہ نے اس میں نیکی اور امانت دیکھی تو اس کو تکریت کا گورنر بنادیا چنانچہ نجم الدین نے یہاں نہایت عادلانہ حکومت کی۔ اور خود نہایت شریف انسان تھا۔

**مجاہدالدین کے پاس**...... پھر سلطان مسعود نے مجاہدالدین نہروز کمشنر عراق کے حوالے کردیا، تو یہ بھی وہیں رہنے لگا، انہی دنوں سلطان عمادالدین زنگی قراجا ساوی سے شکست کھا کر بھاگا تو نجم الدین ایوب نے اُس کو پناہ دی اور بے انتہاء خدمت کی اور مرہم پڑی بھی کی، سلطان عماد الدین اس کے پاس ۱۵ دن تک رہا پھر اپنے علاقے موصل کی طرف چلا گیا۔ اتفاق سے نجم الدین ایوب نے ایک عیسائی کا تعاقب کر کے اس کو قتل کردیا، یہ بھی کہا جاتا ہے اس کو نجم الدین کے بھائی اسدالدین شیر کوہ نے قتل کیا تھا، حالانکہ یہ ابن خلکان کی تحقیق کے خلاف ہے ابن خلکان لکھتا ہے کہ خدمت گزاروں میں سے ایک لڑکی اس کے پاس آئی اور اس کو بتایا کہ قلعہ کے دروازے پر موجود اسفہسلار اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا ہے، چنانچہ اسد الدین شیر کوہ روانہ ہوا اور ایک چھوٹے نیزے سے اُس کو قتل کردیا۔

**اسدالدین کی گرفتاری**...... قتل کے بعد اس کو اس کے بھائی نجم الدین ایوب نے گرفتار کرلیا اور مجاہدالدین نہروز کو صورت حال سے آگاہ کردیا۔ اُس نے جواباً لکھا کہ تمہارے باپ نے میری بہت خدمت کی تھی اور میں نے اُس کو اُس کے بیٹے نجم الدین سے پہلے اس کو اپنا نائب بنایا تھا، چنانچہ میں تمہارے ساتھ بُرا سلوک کرنا پسند نہیں کرتا، لیکن یہ کہ اس قلعے سے تم دونوں نکل جاؤ لہٰذا مجاہدالدین نہروز نے ان دونوں بھائیوں کو اس قلعے سے نکال دیا۔

**صلاح الدین کی ولادت**...... جس رات یہ دونوں بھائی قلعے سے نکلے اسی رات سلطان صلاح الدین ایوبی کی ولادت ہوئی، اس کی ولادت پر کہا کہ میں اس کو اپنا شہر اور وطن چھوٹ جانے پر بدشگونی سمجھتا ہوں، تو بعض لوگوں نے اُس سے کہا کہ اس بچے کی وجہ سے تم پر جو نحوست کے اثرات آئے ہیں وہ ہم دیکھ رہے ہیں، لہٰذا اس بات سے غافل نہ رہنا کیونکہ یہی بچہ ایک دن بہت بڑا سلطان اور بادشاہ بنے گا اور اس کا بہت شہرہ ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بہر حال یہ دونوں بھائی سلطان عماد الدین زنگی کی خدمت میں جا پہنچے جو سلطان نور الدین زنگی کا باپ تھا، عماد الدین کے بعد یہ دونوں نور الدین کے منظور نظر بن گئے چنانچہ نور الدین نے نجم الدین کو بعلبک میں اپنا نائب بنایا اور اسد الدین اس کے بڑے امراء میں سے ہو گیا۔

**نجم الدین کی وفات**...... نجم الدین کافی عرصہ بعلبک میں رہا اور اس کی زیادہ تر اولاد وہیں پیدا ہوئی، اس کے بعد سے لے کر مصر آنے تک کے تمام حالات وہی ہیں جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

بہر حال مصر میں ماہ ذی الحجہ ۵۶۸ھ میں نجم الدین ایوب اپنے گھوڑے سے گرا اور آٹھ دن بعد ۲۷ ذی الحجہ ۵۶۸ھ میں وفات پائی۔ اس وقت سلطان صلاح الدین کرک کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور باپ کے پاس موجود نہ تھا، لہٰذا جب اس کو باپ کی موت کی اطلاع ملی تو نہایت غمزدہ ہو گیا اور یہ شعر پڑھا۔

میری عدم موجودگی میں موت کے پنجے نے اس (میرے باپ) کو اچک لیا، مجھے اتنا موقع تو دیا ہوتا کہ میں بھی پہنچ جاتا سو اگر میں وہاں ہوتا بھی تو کیا کر لیتا۔

**کردار وحالات**...... نجم الدین کثرت سے نمازیں پڑھتا تھا، صدقے دیتا، روزے رکھتا، بہت شریف النفس، سخی اور قابل تعریف شخصیت کا مالک تھا، ابن خلکان کے مطابق مصر میں اس کی ایک خانقاہ بھی تھی اور اس کے علاوہ قاہرہ کے باب النصر کے باہر ایک مسجد اور بہت سے غلام بھی تھے جنہیں اس نے مسجد کی خدمت کے لئے ۵۶۶ھ میں وقف کر دیا تھا۔

میں (علامہ ابن کثیر کہتا ہوں کہ ان کی دمشق میں بھی ایک خانقاہ تھی جس کا نام نجمیہ تھا، سلطان صلاح الدین جب کرک کی طرف روانہ ہوا تھا تو رہنے والا نجم الدین کو اپنا نائب بنا گیا تھا اس کے علاوہ خزانے کا نگران بھی نجم الدین ایوب ہی تھا کیونکہ بہت امانت دار اور نیک اور شریف تھا، عماد الکاتب اور دیگر بہت سے شعراء نے اس کی مدح کی ہے۔ اس کی میراث میں بہت سی چیزیں پائی گئیں، شیخ ابو شامہ نے روضتین میں تمام میں چیزوں کی تفصیل بیان کی ہے۔

**تدفین**...... وفات کے بعد نجم الدین کی تدفین اپنے بھائی اسد الدین کے برابر میں دار الامارۃ میں ہوئی، پھر دونوں کو ۵۸۰ھ میں مدینہ منورہ کی طرف منتقل کر دیا گیا اور وہاں ان کی تدفین جمال الدین الموصل کے مقبرے میں ہوئی، ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ جمال الدین نے اسد الدین شیر کوہ کے ساتھ بھائی چارے کا رشتہ قائم رکھا تھا، یہ جمال الدین وہی ہیں کہ ان کی قبر جناب رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مبارک سے ۱۷ ذراع کے فاصلے پر ہے۔ ابو شامہ کا بیان ہے کہ اسی سال رافضیوں اور نحویوں کا بادشاہ بھی فوت ہوا۔

**الحسن بن صافی بن یزدن الترکی**...... بغداد کے اُن بڑے سرداروں میں سے تھا جن کا زور حکومت پر بھی چلتا تھا، لیکن یہ رافضی خبیث تھا، رافضیوں کے لئے بہت متعصب تھا اور وہ لوگ اس کے اثر و رسوخ کی وجہ سے بہت فائدہ اٹھاتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سال ماہ ذی الحجہ میں مسلمانوں کو اس سے آرام پہنچایا یعنی یہ مر گیا، پہلے اس تدفین اس کے گھر پر ہوئی پھر قریش کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا، بہر حال تمام تعریفیں اور احسان اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس کی موت پر اھل السنّت والجماعت بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا، کوئی ایک بھی ایسا نہیں ملتا تھا جو اللہ کا شکر ادا نہ کرتا ہو الہٰذا شیعہ غضبناک ہو گئے اور اسی وجہ سے شیعوں اور سنیوں میں فتنہ اٹھ کھڑا ہو۔

ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ یہ شخص کم عمری میں بہت خوبصورت نوجوان تھا جس سے سب لوگ محبت کرتے تھے اور بڑوں کا منظور نظر تھا۔ آگے لکھا کہ جب ہمارے شیخ ابوالیمن الکندی کی آنکھ خراب ہوئی تھی تو انہوں نے اس کی تعریف میں یہ اشعار کہے تھے۔

ہر صبح، ہر روز میں ابو بکر کے دروازے پر کھڑے ہوتا ہوں اور اس کو سلام کہتا ہوں۔

مجھے بتایا گیا کہ وہ اپنی آنکھوں میں بیماری کی شکایت کرتا ہے تو ہم اس کی شکایت کی شکایت کرتے ہیں۔

## ۵۶۹ھ واقعات

**بغداد میں اولہ باری**......ابن الجوزی نے المنتظم میں لکھا ہے کہ ''اس سال بغداد میں نارنگیوں اور مالٹوں کے سائز کے برابر اولے پڑے اُن میں سے بعض ایسے بھی تھے جن کا وزن سات رطل تک تھا جب اولے پڑنے بند ہوئے تو زبردست سیلاب آیا، دجلہ میں حد سے زیادہ پانی آ گیا اتنا پانی کبھی بھی نہیں آیا، بہت سی چیزیں تباہ ہو گئیں، آبادی، گاؤں کھیت یہاں تک کہ قبریں تک بہہ گئیں، لوگ صحراؤں میں نکل آئے، رونا دھونا بہت زیادہ ہو گیا لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گئے اور مغفرت اور اس آفت سے نجات کی دعائیں مانگنے لگے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رحم کا معاملہ فرمایا اور پانی کم ہونا شروع ہوا، یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا احسان تھا۔

**موصل میں سیلاب سے تباہی**......آگے لکھا ہے کہ'' رہا موصل تو موصل کا بھی یہی حال تھا، موصل میں پانی سے دو ہزار گھر تباہ ہو گئے، بہت سی اور عمارتیں تباہ ہو گئیں، اس جھٹکے میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور دجلہ کی طرح دریائے فرات میں بھی طغیانی آئی ہوئی تھی چنانچہ اس وجہ سے بہت سے گاؤں دیہات تباہ ہو گئے، پھل اور زراعت کی قیمتیں عراق میں آسمان سے باتیں کرنے لگیں، بہت سی بکریاں وغیرہ بھی مر گئیں، بہت سے لوگ جنہوں نے ان کو کھایا تھا وہ شدید بیمار ہو گئے۔

ابن الساعی نے لکھا ہے ''اس سال ماہ شوال میں دیار بکر اور موصل میں کثرت سے بارشیں ہونی شروع ہوئیں اور یہ سلسلہ چالیس دن تک مسلسل جاری رہا، ان چالیس دنوں میں صرف دو مرتبہ بہت تھوڑی دیر کے لئے سورج دکھائی دیا۔ اور پھر بادلوں نے سورج کو ڈھانپ لیا۔ ان بارشوں سے بہت سے گھر تباہ ہو گئے، بہت سے لوگ اپنے مکانوں اور گھروں میں دب گئے، ان بارشوں کی وجہ سے دجلہ میں زبردست طغیانی آئی بغداد اور موصل کے بہت سے گھر بہہ گئے، پھر اللہ کے حکم سے پانی کم ہونا شروع ہوا۔

**نورالدین اور شہرزوری کی ملاقات**......ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ ''اس سال ماہ رجب میں ابن الشہرزوری نورالدین کے پاس پہنچا، اس کے پاس مصری کپڑے اور ایک گدھی تھی جس کی جلد کو عتابی کپڑے کی طرح رنگا ہوا تھا۔

**ابن الشامی کی معزولی**......اسی سال ابن الشامی کو مدرسہ نظامیہ کی تدریس سے معزول کیا گیا اور مدرسہ نظامیہ کی تدریس کی ذمہ داری ابو الخیر القزوینی کے حوالے کی گئی۔ آگے لکھا ہے کہ ''اس سال ماہ جمادی الثانیہ میں فقیہ المجیر کو قید کر دیا گیا، ان پر زندیق ہونے، حلال وحرام میں تبدیلی اور نماز وروزے کو چھوڑنے کا الزام تھا، لیکن لوگ بھڑک اٹھے اور اس کی تعریفیں کرنے لگے چنانچہ ان کو رہا کر دیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے حدنیہ نامی مقام پر وعظ کہا تو ان کا وعظ سننے کے لئے تیس ہزار کے قریب لوگ جمع ہو گئے''۔

**غلام کی وفاداری**......ابن الساعی نے لکھا ہے کہ ''اس سال امیر المومنین المستضی کا بیٹا احمد ایک اونچے گنبد سے نیچے گر اپچ گیا لیکن اس کا دایاں ہاتھ نکل گیا اور بائیں کلائی بھی اور ناک بھی ٹوٹ گئی، اس لڑکے کے ساتھ اس وقت اس کا سیاہ خادم بھی تھا جس کا نام نجاح تھا، اُس نے جب اپنے آقا کو نیچے گرتے دیکھا تو سوچا کہ اس کے بعد میں زندہ رہ کر کیا کروں گا، چنانچہ اس نے بھی اس کے پیچھے چھلانگ لگا دی لیکن یہ بھی محفوظ رہا۔ اور جب یہی لڑکا جو گرا تھا ابو العباس الناصر خلیفہ بنا تو نجاح کو نہ بھولا اور اس کو اپنا مقرب بنا لیا اور اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا، جب یہ دونوں گرے تھے تو چھوٹے تھے۔

اسی سال سلطان نورالدین رومی علاقوں کی طرف بڑھا، اس کے لشکر میں ارمنوں کے بادشاہ کے علاوہ ملطیۃ کا بادشاہ بھی، اس کے علاوہ اور بھی بہت بڑی تعداد تھی، انہوں نے چند قلعے فتح کئے اور روم کے قلعے کا محاصرہ کر لیا اس قلعے کے گورنر نے پچاس ہزار دینار کے بدلے صلح کر لی، پھر نورالدین دوبارہ حلب آ گیا، نورالدین نے جہاں رخ کیا کامیابی نے اس کے قدم چومے چنانچہ خوش وخرم دمشق واپس آ گیا۔

**یمن کی فتح** ......اس سال صلاح الدین نے یمنی علاقوں کو فتح کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ صلاح الدین کو اطلاع ملی تھی کہ یمن میں کوئی شخص ہے جو خود کو عبدالنبی بن مہدی کہلواتا ہے اور یمن میں اس کا غلبہ ہوگیا ہے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے اور خود کو امام کہتا ہے اور اس کا یہ خیال ہے کہ عنقریب ساری دنیا کا بادشاہ بن جائے گا۔ اس سے پہلے اس کا بھائی علی بن مہدی یمن پر قابض ہو چکا تھا اور اھل زبیر کے ہاتھوں سے اس نے یہ علاقہ چھینا تھا اور ۵۶۰ھ میں اس کا انتقال ہوا تھا، اور اس کے بعد اس کا بھائی، یہ یمن پر قابض ہوا تھا، دونوں بھائی یکساں طور پر بدکردار اور بداخلاق تھے چنانچہ صلاح الدین نے اپنی قوت اور فوجوں کی کثرت کی بناء پر ان کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک دستہ ان کی طرف روانہ کرنے کا ارادہ کیا۔

**عبدالنبی کے ساتھ جنگ** ......صلاح الدین کا بھائی شمس الدولۃ بہادر، بارعب اور دلیر انسان تھا، مشہور شاعر عمارۃ الیمنی اس کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا اور اس کے سامنے یمن کے حسن و جمال اور خوشحالی کی تعریف کرتا رہتا تھا، چنانچہ ان باتوں نے اس کو اور بھی ابھارا کہ وہ بھی اس دستہ میں شرکت کرے، چنانچہ وہ مکہ مکرمہ پہنچا، عمرہ کیا اور پھر زبید کی طرف روانہ ہوا۔

اس کی آمد کا سن کر عبدالنبی بھی نکلا اور جنگ شروع ہوئی، توران شاہ نے اس کو نہ یہ کہ شکست دی بلکہ اُس کو بیوی سمیت گرفتار بھی کرلیا، اُس کی بیوی کا نام حرۃ تھا اور وہ نہایت مالدار عورت تھی، لیکن اُس نے اُس عورت سے کچھ بھی نہ چھینا البتہ لشکر نے زبید سے مال غنیمت سمیٹنا شروع کردیا۔

**عدن روانگی** ......اس کے بعد یہ لشکر عدن کی طرف متوجہ ہوا، عدن کا حکمران یاسر مقابلہ کے لئے نکلا، لیکن توران شاہ نے اس کو بھی شکست دی اور گرفتار کرلیا، اور مختصر سے حصار کے بعد شہر پر قبضہ کرلیا اور لشکر کو لوٹ مار سے منع کردیا اور کہا کہ ہم شہر کو خراب کرنے نہیں آئے بلکہ ہم تو اسے آباد کرنے آئے ہیں، پھر یہ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ لوگ اس سے محبت کرنے لگے اور باقی قلعے بھی اس کے حوالے کردیئے، اس کے علاوہ تمام قیدی اور مخالفین بھی توران شاہ کے سپرد کردیئے لہٰذا یمن پر توران شاہ کی حکومت پختہ ہوگئی اور یمن نے اپنے تمام جگہ گوشے اس کے قدموں پر ڈال دیئے۔ توران شاہ نے یمن میں بھی عباس خلیفہ المستضی کا خطبہ پڑھا اور وہاں کے گرگھنٹال عبدالنبی کو قتل کردیا، یمن تمام گندگیوں سے صاف ہوگیا اور پہلے جیسا علاقہ بن گیا۔

توران شاہ نے ساری صورت حال اپنے بھائی صلاح الدین کو لکھ بھیجی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ملک فتح کرنے کی توفیق دی اور اس پر احسان کیا، صلاح الدین نے یہ صورتحال نورالدین کو لکھ بھیجی نورالدین نے یمن کی فتح اور وہاں خلیفہ کے خطبے کی خوشخبری کی اطلاع دربار خلافت میں پہنچادی۔

**مصر میں بغاوت** ......اس سال خالد بن القسیر انی الموفق نے مصر میں بغاوت کی حالانکہ سلطان صلاح الدین نے پورے مصر کی آمد وصرف کا حساب کتاب اس کے سپرد اسی طرح کر رکھا تھا جیسے نورالدین نے کیا تھا۔ قریب تھا کہ سلطان صلاح الدین یہ اطلاع سن کر مخالفت ہر کمر باندھتا اور اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوتا لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھالا اور دوبارہ صلاح الدین کی اطاعت قبول کرلی اور صلاح الدین نے دوبارہ اس کو اپنے منصب پر مقرر کردیا، اور حساب کتاب کا حکم دیا چنانچہ فوراً ہی اس محکمے کے لوگوں نے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ صلاح الدین نے ابن القسیر انی کے ساتھ بہت سے قیمتی تحائف بھی بھیجے جو مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل تھے۔

قرآن کریم کے پانچ نسخے جو بالکل برابر خطوط سے ڈھکے ہوئے تھے، نہایت قیمتی موتیوں کے سو عود ہار، اس کے علاوہ نہایت قیمتی بلخش نامی پتھر یاقوت اور نگینے، قیمتی کپڑے اور برتن جگ، سونے اور چاندی کے تھال، پنج کلے گھوڑے، غلام باندیاں، نہایت خوبصورت، سونے کے بھرے ہوئے دس سیل بند صندوق جن کے بارے میں کچھ علم نہ تھا کہ ان میں کتنا مال ہے، سونے کے مصری سکے ابن القسیر انی ان تمام تحائف کو لے کر مصر سے روانہ ہوا، ابھی شام تک نہیں پہنچا تھا کہ سلطان نورالدین زندگی کا انتقال ہوگیا۔ زمینوں اور آسمانوں کا رب اُن پر رحمت فرمائے، چنانچہ صلاح الدین نے تمام تحائف وغیرہ واپس منگوالئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان تحائف میں وہ مال بھی تھا جو ظلماً حاصل کیا گیا تھا، اس بات کا علم صلاح الدین کو اُس وقت ہوا جب تمام سامان واپس لا کر اس کے سامنے رکھا گیا۔

**عمارۃ بن ابی الحسن** ...... ابن زیدان الحکمی قبیلہ قحطان سے تعلق تھا، ابومحمد، لقب نجم الدین الیمنی الفقیہ الشاعر۔ اس کے قتل کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے فاطمی حکومت کے بڑے بڑے رئیسوں کو جمع کیا اور سب نے مل کر یہ طے کیا کہ فاطمی حکومت دوبارہ قائم کی جائے چنانچہ انہوں نے مدد کے لئے فرنگیوں سے خط وکتابت شروع کی اور فاطمیوں میں سے ایک خلیفہ مقرر کیا اور صرف یہی نہیں بلکہ امراء اور سردار بھی مقرر کردیئے تھے حالانکہ سلطان صلاح الدین اس وقت کرک کا محاصرہ کئے ہوئے تھا، اتفاق سے وہ واپس آ گیا تو یمن کے حکمران سلطان صلاح الدین کے بھائی توران شاہ نے اس کو یمن کی طرف روانگی پر ابھارا تا کہ وہاں موجود مصری لشکر میں فرنگیوں کے مقابلے میں جو کمزوری آئی ہے اس کو دور کیا جا سکے، کیونکہ فرنگی فاطمیوں کی حمایت پر کمر باندھ چکے تھے، چنانچہ توران شاہ تو روانہ ہوا لیکن عمارۃ یمنی اس کے ساتھ نہ نکلا، بلکہ قاہرہ ہی مقیم رہا اور اس قسم کی گفتگو میں لگا رہا، سابقہ فاطمی حکومت کے خواہشمند لوگ اس کے پاس آتے جاتے رہتے، یہ اُن لوگوں میں سب سے بڑا تھا جو خلافت فاطمیہ کے دوبارہ قائم کرنے کی دعوت دے رہے تھے اور لوگوں کو اس پر ابھار رہا تھا، لہٰذا اس کے پاس بعض ایسے لوگ بھی پہنچے جن کی نسبت صلاح الدین کی طرف کی جاتی ہے کیونکہ وہ کم عقل اور چلا باز لوگ تھے، حالانکہ ان کے بڑے کو اس کی ضرورت زیادہ تھی اور وہ تھے شیخ زین الدین علی بن نجا الواعظ، چنانچہ انہوں نے سلطان صلاح الدین کو ان کی خفیہ سرگرمیوں کی اطلاع دے دی، لہٰذا سلطان صلاح الدین نے اس کو خوب مال واسباب اور قیمتی ملبوسات سے نوازا، پھر سلطان نے باری باری ان سب لوگوں کو بلوایا اور ان سے اس سلسلے میں پوچھ کچھ کی، انہوں نے اقرار کیا، لہٰذا سلطان نے انہیں گرفتار کروا دیا اور پھر فقہاء کرام سے اس بارے میں فتویٰ پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہئے؟ چنانچہ فقہاء نے ان کے قتل کا فتویٰ دے دیا چنانچہ اس گردہ کے بڑے بڑے سرداراور رکن رکین لوگوں کو قتل کیا گیا اور ان کے پیروکاروں اور غلاموں کو چھوڑ دیا گیا، اس کے بعد عبیدیوں (فاطمیوں میں سے جو ہاتھ لگا اس کو دور دراز علاقوں کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ عاضد اور اس کی اولاد کو ایک الگ گھر میں نظر بند کر دیا گیا تا کہ ان سے کوئی ملاقات نہ کر سکے خواہ وہ ان کا خیر خواہ ہو یا بدخواہ لیکن ان کے وظائف رزق کپڑے وغیرہ باقاعدہ جاری رہے۔

**عمارۃ کی حماقت** ...... عمارۃ قاضی الفاضل سے دشمنی رکھتا تھا چنانچہ جب عمارۃ کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو قاضی الفاضل عمارۃ کی سفارش کے لئے کھڑا ہوا، لیکن عمارۃ سمجھا کہ شاید یہ میری مخالفت کرے اور فوراً بول اٹھا، اے میرے آقا سلطان اس کی بات مت سنئے گا، یہ بات سن کر قاضی الفاضل کو غصہ آ گیا اور وہ محل سے باہر چلا گیا، عمارۃ کو سلطان نے بتایا کہ وہ تو تمہاری سفارش کرنا چاہتا تھا یہ سن کر عمارۃ بہت شرمندہ ہوا۔ جب عمارۃ کو پھانسی گھاٹ کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو وہ قاضی الفاضل کے گھر کے سامنے سے گذرا عمارۃ نے درخواست کی کہ قاضی الفاضل کو بلوایا جائے، لیکن وہ گھر پر موجود نہ تھا لہٰذا عمارۃ نے یہ شعر پڑھے۔

عبدالرحیم تو چھپ گیا ہے اور اب نجات حاصل کرنا تو حیرت ہے۔

ابن ابی طے نے لکھا ہے کہ ''جن لوگوں کو پھانسی دی گئی ان میں سے ایک فضل بن الکامل القاضی تھے یعنی هبة اللہ بن عبداللہ بن کامل جو فاطمیوں کے زمانے میں مصر کے قاضی القضاۃ تھے اور ان کا لقب فخر الامنا (امانت داروں کا فخر) تھا یہ وہ پہلے شخص تھے جن کو پھانسی دی گئی جیسے کہ عماد نے کہا ہے، حالانکہ ان کی نسبت، بہت صاحب فضیلت وادب کہا جاتا تھا اور وہ عمدہ شعر کہتے تھے، چنانچہ رفاء غلام کے بارے میں اُن کے اشعار یہ ہیں۔

اے ہر پھٹے کپڑے کو رفو کر دینے والے، اُس کی محبت نے میرے اعتقاد کو رفو نہیں کیا۔
جدائی نے دل کے جتنے حصے کو پھاڑ ڈالا ہے، شاید کہ وہ ملاقات کی ہتھیلی سے سی دے۔

پھانسی دیئے جانے والوں میں سے ایک ابن عبدالقوی داعی الدعاۃ بھی تھے۔ محل میں جہاں جہاں خزانے وغیرہ دفن تھے ان کو اُن تمام مقامات کا علم تھا، چنانچہ ان مقامات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ان پر تشدد کیا گیا لیکن انہوں نے نہ بتایا اور اسی حالت میں اُن کی موت واقع ہوگئی اور خزانے اندر ہی رہ گئے۔

ان کے علاوہ پھانسی دیئے جانے والوں میں ایک شخص عویرس تھا جو دفتر کا نگران تھا اس کے علاوہ عہدہ قضاء بھی اس کے حوالے کیا گیا تھا۔ ایک

شخص شبریا تھا۔ جو گویا کہ پرسنل سیکریڑی تھا۔ ایک عبدالصمد الکاتب تھا جو مصری سرداروں میں سے ایک تھا۔ ایک شخص نجاح الحمامی تھا اور ایک عیسائی نجومی تھا جس نے ان کو بشارت دی تھی کہ یہ معاملہ علم نجوم کی مدد سے ختم ہوگا۔

**عمارۃ الیمنی الشاعر** [1]...... عمارۃ الیمنی بہت فصیح و بلیغ اور قادر الکلام شاعر تھا اس میدان میں کوئی اس کا ہمسر نہ تھا، اس کا ایک دیوان بھی مشہور ہے، میں نے اس کا ذکر طبقات شافعیہ میں کیا ہے کیونکہ وہ اسی مذہب پر عمل پیرا تھا۔ اس نے بعض کتابیں بھی تصنیف کیں۔ مثلاً:

(۱)...... فقہ شافعی میں کتاب الفرائض۔

(۲)...... کتاب الوزراء الفاطمین (فاطمی وزراء)۔

(۳)...... اور ایک کتاب سیرت کے موضوع پر مصری عوام اس کتاب کو بہت پسند کرتے تھے کیونکہ وہ صرف ادیب بلکہ نہ صرف ادیب فقیہ بھی تھا البتہ یہ ہے کہ اس کی نسبت فاطمی غلاموں کی طرف کی جاتی تھی اور اس نے فاطمی خلفاء ان کے وزیروں اور ان کے امیروں کے متعدد قصیدے لکھے، اور کبھی اس کی نسبت رافضیت کی طرف بھی کی جاتی ہے، اس کے علاوہ اس پر زندیق اور پکے کافر ہونے کی تہمت بھی لگی۔ کاتب العماد نے لکھا ہے کہ اس نے اپنے ایک قصیدے میں کہا ہے کہ:

علم جب تک علم کا محتاج تھا، تو تلوار کی دھار بھی قلم سے بے نیاز تھی۔ یہ بہت طویل قصیدہ ہے اور اس میں بہت سی کفر و زندیقی کی باتیں ہیں۔ مثلاً
تحقیق اس دین کی ابتداء ایک ایسے شخص سے ہوئی، جس نے یہ کوشش کی کہ وہ تمام امتوں کا سردار کہلائے۔ (معاذ اللہ)

عماد الکاتب نے لکھا ہے کہ ”مصر کے اہل علم نے اس کے قتل کا فتویٰ دے دیا اور اس کے اور اس جیسوں کے مثلہ پر ابھارنے لگے“ آگے لکھا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شعر اس کے خلاف دعویٰ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

ابن الساعی نے اس کے بعض ناپسندیدہ اشعار نقل کئے جن میں یہ کسی بادشاہ کی مدح کر رہا ہے۔

جب میں اس کی پیشانی کے سامنے جاتا ہوں تو اس سے الگ ہو جاتا ہوں اور خوشی میری پیشانی پر ہوتی ہے

اور جب میں اس کے ہاتھ کو بوسہ دے کر اس کے گھر سے نکلتا ہوں تو بادشاہ میرے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہیں اور ایک قصیدے میں ہے کہ:

کنواری ہرنی کے عشق میں میرا عذر قبول کرو۔ کیونکہ میرے پاس ان کا کی کوئی سبیل نہیں۔

میری ضرورت ہے کہ میں قد کو اور گالوں کو سینے سے سینہ لگا کہ بوسہ دوں۔

یہی میری پسند ہے اگر تو راضی ہے تو ٹھیک تو مجھے میری پسند کے لئے چھوڑ دے، اور جب عمارۃ الیمنی کو صولی دی جانے لگی تو کندی نے یہ اشعار کہے:

عمارۃ نے مسلمان ہو کر گناہ کا اظہار کیا اور صلیب اور گرجے کی بیعت کی۔

وہ احمد کے مذہب میں شریک کا شریک ہو گیا اور صلیب کی محبت میں خود گویا کہ صلیب ہو گیا۔

جس کی اُس نے کوشش کی اُس کو کل پالے گا، اور آگ میں پیپ اور ہڈیاں اس کی خوراک ہوں گی۔

شیخ ابو شامہ نے لکھا ہے کہ ”صلیب کا پہلا مطلب تو وہ ہے جو عیسائیوں کی صلیب ہوتی ہے، دوسرا یمنی مصلوب یعنی جس کو پھانسی دی جاری ہی ہو اور تیسرے معنی قوی اور طاقت اور چوتھے معنی ہڈیوں کی چکناہٹ کے ہیں۔

---

(۱) (تاریخ بروکلمان ۶/ ۸۰، ۸۲، تتمۃ المختصر ۲/ ۱۲۶، ۱۲۷، حسن المحاضرۃ ۱/ ۴۰۶، الخریدۃ (قسم الشام ۳/ ۱۰۱) دول السلام ۲/ ۸۴، الروضتین ۱/ ۲۱۹، ۲۲۷، السلوک ۱/ ۵۳، شذرات الذہب ۴/ ۲۳۴، ۲۳۵، صبح الاعشی ۳/ ۵۲۱ طبقات الاسنوی ۲/ ۵۶۵، ۵۶۸، العبر ۴/ ۲۰۸، کشف الظنون ۱۷۷۷، الکامل ۱۱/ ۳۹۶، ۳۹۷، ۴۰۰، ۴۰۱، مرآۃ الزمان ۸/ ۱۸۹، ۱۹۱، مفرج الکروب ۱/ ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۴۶ و ۲۵۱، ۲۵۲، المختصر ۳/ ۵۴، ۵۵ معجم المطبوعات ۱۳۷۷، ۱۳۷۹، النجوم الزاہرۃ ۶/ ۷۰/ ۷۱، ۷۳، وفیات الاعیان ۳/ ۴۳۱، ۴۳۶)

سلطان صلاح الدین نے ان سب لوگوں کو بروز ہفتہ ۲ رمضان المبارک ۵۶۹ھ کو پھانسی دی اور اس بات کی اطلاع سلطان نورالدین کو بھی دی۔

عماد الکاتب نے لکھا ہے کہ ''صلاح الدین کی طرف سے بھیجی ہوئی، اطلاع جب نورالدین کے پاس پہنچی تو اس وقت نورالدین کا انتقال ہو چکا تھا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اس کے علاوہ صلاح الدین نے اسکندریہ کے ایک شخص جس کو قدید القناجی کہا جاتا تھا کو بھی قتل کروایا، لوگ اس شخص کی وجہ سے فتنے میں پڑے ہوئے تھے، اس نے لوگوں کو ایسا پھنسا رکھا تھا کہ لوگ اپنے اموال میں اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور رکھتے تھے یہاں تک کہ عورتیں بھی، چنانچہ اس کو گھیرے میں لے لیا گیا لیکن اب بھاگنے کا کوئی راستہ نہ تھا، چنانچہ اس کو بھی پہلے لوگوں کی طرح قتل کر دیا گیا۔

عمارۃ الیمنی نے عاضد اور اس کی حکومت کے بارے میں جو مرثیے کہے ہیں ان میں سے بعض اشعار یہ ہیں۔

افسوس ہے امام عاضد کے زمانے کے ختم ہونے پر جیسے وہ عورت افسوس کرتی ہے جس کی اکلوتی اولاد مر جائے اور وہ اس کے بعد بانجھ ہو چکی ہو۔

افسوس ہے تیرے محل کے پتھروں پر جب وہ خالی ہو گئے، اے بنی کے بیٹے وفد کے ہجوم سے۔

افسوس ہے تیری اُن لشکروں سے جدائی پر جو بہت بڑے ٹھہرے ہوئے سمندر کی موجوں کی مانند تھے۔

تو نے موتمن کو امیر بنایا تو وہ ناکام ہوا برائی کی اصلاح سے

شاید کہ راتیں لوٹا دیں تمہاری طرف جو اچھی عادات تم سے لوٹ کر جا چکی ہیں۔

اس کے علاوہ چند اشعار یہ ہیں۔

اے مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے محبت کرنے پر ملامت کرنے والے، اگر تو اپنی ملامت میں کمی کرے تو مجھ پر ملامت ہو۔

خدا کی قسم دونوں محلات کی زیارت کرا اور میرے ساتھ رہ جنگ صفین اور جمل پر مت رو۔

تو کیا دیکھتا ہے کہ فرنگی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسل سے کیا کرنے والے تھے۔

اس نے فاطمیوں کی جتنی بھی مدح وغیرہ کی ہے، اُن میں سے اکثر اشعار شیخ ابوشامہ نے روضتین میں نقل کئے ہیں، ان کے علاوہ ابن خلکان نے بھی متعدد اشعار نقل کیے ہیں۔

**ابن قرقول ابراہیم بن یوسف** [1] ...... قاضی عیاض کی کتاب شارق الانوار کی شرح مطالع الانوار کے مصنف تھے، اپنے شہر کے مشہور علماء فضلاء میں سے تھے، ۶۴ سال کی عمر میں ۶ شوال ۵۶۹ھ میں جمعہ کی نماز کے بعد اچانک انتقال ہو گیا۔ جیسا کہ ابن خلکان نے کہا ہے۔ اور سب سے زیادہ جاننے والے تو اللہ ہی ہیں۔

# فصل

**سلطان نورالدین زنگی کی وفات اور سیرت** [2] ...... سلطان العادل نورالدین ابوالقاسم محمود بن سلطان الاتابک قسیم الدولۃ عماد

---

(۱) (ان کے نام قسر ول میں کچھ تبدیلی ہوئی ہے، مکملہ الصلۃ ۱۵۱، تاریخ بروکلما ۶/ ۲۷۷، ۲۷۸، شذرات الذہب ۴/ ۲۳۱، العبر ۴/ ۲۰۵، ۲۰۶، کشف الظنون ۱۶۸۷، ۱۷۱۵، مراۃ الجنات ۳/ ۱۷۱، معم المصنفین للتونکی ۴/ ۴۸۶، ۴۸۷، ہدیۃ العارفین ۱/ ۹ وفیات الاعیان ۱/ ۶۲، ۶۳ الوافی بالوفیات ۶/ ۱۷۱.) (۲) (امراء الدمشق فی الاسلام ۱۴۷، تاریخ ابن القلانسی (دیکھنے فہرست)، تاریخ ابن خلدون ۵/ ۱۵۳، الجواہر المضیۃ ۲/ ۱۵۸، الدارس ۱/ ۹۹، ۳۳۱، الروفتین فی الخبار الدولتین النوریہ الصلاحیۃ ۱/ ۴۸، ۲۳۰، شذرات الذہب ۴/ ۲۲۸، ۲۳۱، العبر ۴/ ۲۰۸، ۲۰۹، الکواکب الدریہ فی السیر یہ النوریہ لابن قاضی شہبہ تحقیق الاکتور محمود درایدالکامل ۱۱/ ۴۰۲، ۴۰۵ واخبارہ فیہ من حوادث سنۃ ۵۴۲ سنۃ ۵۶۹، منتعبات من کتاب التاریخ لشاہنشاہ ۲۶۸، المنتظم ۱۰/ ۲۴۸، ۲۴۹ مراۃ الزمان ۸/ ۱۸۷، ۱۹۱، ۲۰۵، مفرح الکروب ۱/ ۱۰۹ وما بعدہا النجوم الزاہرۃ ۶/ ۷۱ وفیات الاعیان ۵/ ۱۸۴، ۱۸۹۔ ڈاکٹر عماد الدین خلیل کی بھی ایک تالیف ہے جس کا نام ''نورالدین محمود ہے'' اور نورالدین کے حالات تاریخ ابن عساکر سے ''نسزۃ العہد الترنسی العلمیۃ نامی ادارے'' (فرانس) سے نکلنے والے رسالے کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئے ہیں۔)

الدین ابی سعید زنگی، جن کا لقب شہید بن سلطان آقسنقر الاتا بک تھا، اور سلطان عماد الدین کا لقب قسیم الدولہ الترکی السلجوق (غلامی کے رشتے کے لحاظ سے) تھا۔

**ولادت اور تعلیم** ...... ۱۷ شوال ۵۱۱ھ بروز اتوار طلوع شمس کے وقت حلب میں ولادت ہوئی، حلب موصل اور دیگر بہت سے علاقوں کے بادشاہ اپنے والد سلطان عماد الدین کی زیر نگرانی پرورش پائی، قرآن کریم، شہسواری اور تیراندازی کی تعلیم حاصل کی بہت زبردست، دلیر بہادر، عالی ہمت۔ نیک، صالح، عزت دار، دیانت دار تھے۔

**دمشق کی تعمیر نو** ...... ۵۴۱ھ میں جب سلطان عماد الدین قتل ہوئے تو سلطان نور الدین اُن دنوں جعبر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حلب کی حکومت نور الدین کے ہاتھ آ گئی، اس کے بھائی سیف الدین غازی نے موصل بھی اس کے حوالے کر دیا، پھر یہ آگے بڑھا اور ۵۴۹ھ میں دمشق بھی فتح کر لیا اور اھل دمشق سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا، وہاں بہت سے مدارس، مساجد اور خانقاہیں بنوائیں، چلنے والوں کے لئے بہت سے راستے بنوائے، راستوں پر سائیاں لگوائے، بازاروں کو وسیع کروایا، بکریوں کے باڑے اور تربوزوں وغیرہ کے گوداموں پر ٹیکس مقرر کیا۔

**کردار و حالات** ......سلطان نور الدین زنگی حنفی تھا، علماء اور فقراء سے نہ صرف محبت کرتا بلکہ اُن کے احترام و اکرام میں بھی کمی نہ کرتا تھا، اُن کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ احکام میں عدل وانصاف سے کام لیتا، شریعت مطہرہ کا پابند تھا، عدل وانصاف کی مجلس قائم کرتا اور خود اس کی نگرانی کرتا، اس مجلس میں اس کے پاس قاضی فقہاء اور تمام مذاھب کے مفتی جمع ہوتے، منگل کے دن کشک میں موجود المسجد المعلق میں بیٹھتا تاکہ مسلمان اور ذمی سب اس تک پہنچ سکیں، سب کے ساتھ برابر سلوک کرتا، یہودیوں کے تباہ شدہ محلے کے اردگرد دیوار بھی بنائی، باب کسان کو بند کر دیا اور باب الفرج کو کھلوا دیا، اس سے پہلے وہاں کوئی دروازہ نہ تھا، احیاء سنت کا اھتمام کرتا اور بدعت کو خوب مٹاتا، اذان میں حی علی الصلوۃ اور حی الفلاح کا حکم دیا، اس کے باپ اور دادا کے زمانے میں اذان میں یہ کلمات نہیں کہے جاتے تھے بلکہ ان کلمات کے بجائے حی علی خیر العمل کہنے کا رواج تھا جو شیعوں کا دستور ہے، حدود کو قائم کیا، کئی قلعوں کو فتح کیا۔ فرنگیوں کو کئی بار عبرت ناک شکست سے دوچار کیا، بہت سے علاقے اور قلعے اُن کے ہاتھ سے چھڑائے جن پر یہ قبضہ کئے بیٹھے تھے، جیسا کہ اس سے پہلے سن وار اس کی تفصیل گزر چکی ہے عربوں کو بہت جاگیریں دیں تاکہ حاجیوں سے راستے میں چھیڑ چھاڑ نہ کریں، دمشق میں ایسا ھسپتال بنوایا کہ پورے شام میں نہ اس سے پہلے تھا اور نہ بھی اس کے بعد، جو شخص یتیموں کو پڑھنا لکھنا سکھاتا ان پر خوب مال خرچ کرتا اور اُن کو خرچہ اور کپڑا دیتا، اسی طرح حرمین کے مجاوروں پر بھی بہت خرچہ کرتا، یعنی اس نے بھلائی کے تمام کاموں پر خرچ کے لئے محکمے بنا رکھے تھے۔

**قاضی کمال الدین کی تقرری** ......ضرورت مند اور محتاج لوگ اس سے وظائف حاصل کرتے رہتے تھے۔ وہاں کی جامع مسجد خالی تھی چنانچہ اس نے وہاں آنے والے ایک بزرگ عالم قاضی کمال الدین محمد بن عبداللہ الشہر زوری الموصل کو وہاں مقرر کر دیا، اور دمشق کا قاضی القضاۃ بھی بنا دیا، اُن کے حالات بہتر کیے اور چاروں مزاروں کو کھولا، جامع سے حاصل ہونے والی آمدنی اس وقت سے موجود تھی جب ۴۶۱ھ میں جامع جل گئی تھی، اور اس کے میں اتنا اضافہ کیا کہ خود وقف کرنے والوں کو بھی علم نہ ہوگا اور نہ ہی وہ اس میں شروط سے واقف ہوں گے، اور اس میں ضرورت مندوں فقراء و مساکین، بیواؤں اور یتیموں وغیرہ کا حصہ بھی مقرر کیا۔

**عادات** ......سلطان نور الدین کی تحریر بہت عمدہ تھی، دینی کتب کا مطالعہ کثرت سے کیا کرتے تھے، سنت نبویہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ کے سختی سے پابند تھے، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی پابندی کرتے تھے، تلاوت بھی بہت کثرت سے کیا کرتے تھے اور بھلائی کے کاموں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے، بالکل بے داغ کردار کے مالک تھے، کھانے پہننے میں اپنے اور اپنے گھر والوں پر خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار

کرتے تھے، یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ ان کے زمانے میں ادنیٰ درجہ کا فقیر بھی بغیر دنیا کو ترجیح دیئے اور مال جمع کئے سلطان نورالدین سے زیادہ خرچہ کرنے والا ہوتا تھا، علاوہ ازیں سلطان نورالدین کی زبان سے کبھی فحش کلمہ نہیں سنا گیا، نہ ہی غصے کی حالت میں اور نہ ہی خوشی کی حالت میں، زیادہ تر خاموش رہتے اور باوقار تھے۔

**ذرائع گذر بسر** ...... ابن اثیر نے لکھا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے بعد سلطان نورالدین جیسا کوئی نہیں گذرا، اور نہ ہی کوئی ایسا ہوگا جو عدل وانصاف کے لئے ان سے زیادہ غور وفکر کرتا ہو، مال غنیمت میں سے ملنے والے حصے سے حمص میں سلطان نے کچھ دکانیں خریدی تھیں اور انہیں کی آمدنی سے گذر بسر کرتے، اپنی اھلیہ کے اصرار پر اُن کو کچھ خرچ زائد دیتے تھے، سلطان نے علماء سے فتویٰ دریافت کیا کہ مجھے بیت المال سے کتنا مال لینا جائز ہے، جتنا انہوں نے بتایا، بس اتنا ہی لیا کرتے تھے اُس سے زیادہ ہرگز نہ لیا کرتے تھے خواہ بھوک سے مرہی کیوں نہ جائیں۔

**پسندیدہ کھیل** ...... سلطان اکثر گیند (پولو) سے کھیلا کرتے تھے، اُس زمانے میں صالحین میں سے ایک بڑے بزرگ نے ان کو تنبیہ کی تو سلطان نے کہا، اعمال کا دارمدار نیتوں پر ہے، اس کھیل سے میرا مقصد گھوڑوں کو جنگی تربیت دیتا ہے کیونکہ ہم جہاد نہیں چھوڑ سکتے۔
سلطان ریشمی کپڑا نہیں پہنتے تھے اور تلوار اور نیزے کے ذریعے اپنے ہاتھ سے کمائی کرتے تھے، ایک مرتبہ بعض ساتھیوں کے ساتھ سوار کہیں جارہے تھے اس وقت سورج ان کے پیچھے تھا اور سایہ ان کے آگے، اس بات کو کسی نے محسوس نہ کیا، واپسی کے دوران سایہ ان کے پیچھے ہوگیا (کیونکہ اب سورج سامنے تھا) تو سلطان نے گھوڑے کو دلکی چال چلانا شروع کردیا لہٰذا ان کا سایہ بھی ان کے پیچھے پیچھے آنے لگا، تو یہ دیکھ کر سلطان نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اس چیز کی مثال کس طرح ہے، اس کی مثال دنیا کی طرح ہے کہ جو اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کے آگے آگے بھاگتی ہے اور جو اس سے بھاگتا ہے تو دنیا اس کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہے، چنانچہ انہی میں سے کسی نے اس معنی میں اشعار کہے ہیں۔
اس رزق کی مثال جسے تو حاصل کرنا چاہتا ہے ایسی ہے جیسے تیرا سایہ جو تیرے ساتھ چلتا ہے کہ اگر تو اس کے پیچھے بھاگے تو نہ پاسکے اور اگر تو اس سے منہ موڑ لے تو وہ تیرے پیچھے پیچھے بھاگتا ہے۔ سلطان نورالدین زنگی حنفی مذھب کے فقہاء میں سے تھے، انہوں نے حدیث کا علم حاصل کیا اور حدیث سنائی بھی رات رات بھر صبح تک نماز پڑھا کرتے یہاں تک کہ گھوڑے پر سوار ہوجاتے۔
اللہ تعالیٰ کا خوف اور دلیری اس میں جمع ہوگئے ہیں، تو کیا ہی خوب بہادر ہے جو محراب میں کھڑا ہے۔

**اھلیہ نورالدین زنگی** ...... اسی طرح سلطان کی بیوی عصمت الدین خاتون بنت الاتابک معین الدین بھی رات بھر عبادت کیا کرتی تھی، ایک مرتبہ اس کی آنکھ لگ گئی اور رات کو عبادت کے لئے نہ اٹھ سکی، لہٰذا اسی وجہ سے اگلے دن نہایت غصے میں تھی، جب نورالدین نے وجہ پوچھی تو اس نے بتادیا کہ رات کو عبادت کے لئے نہ اٹھ سکی، لہٰذا اسی وقت سے نورالدین نے قلعہ میں سحر کے وقت طبل بجوانا شروع کردیا تاکہ جو لوگ رات کو اٹھ کر عبادت کیا کرتے ہیں وہ صحیح وقت پر اٹھ سکیں، اور اس پر طبل بجانے والے کو بہت زیادہ مال ودولت سے نوازا ان ہڈیوں کو اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور رحمت کا لباس پہنایا ہے اگر چہ مٹی کے نیچے یہ پرانی ہوچکی ہیں اس کی قبر کو رحمت سے بھردے اور اس جگہ کو روح اور ریحان سے بھردے۔

**عدالت میں حاضری** ...... ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ ایک دن نورالدین گیند سے کھیل رہا تھا کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا جو کسی دوسرے شخص سے باتیں کررہا تھا اور نورالدین کی طرف اشارہ بھی کررہا تھا تو نورالدین نے دربان کو بھیجا کہ اس سے پوچھے کہ کیا معاملہ ہے؟ دربان نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ ایک شخص ہے جو حاکم کو ساتھ لے کر آیا ہے اور کہتا ہے کہ اس کا کچھ حق نورالدین کے ذمے واجب الاداء ہے اور وہ یہ معاملہ قاضی کے پاس لے جانا چاہتا ہے، یہ علم ہوتے ہی نورالدین نے اپنا کھیل (پولو) ختم کردیا اور پیدل چلتا ہوا قاضی شہزوری کے پاس آیا اور قاضی سے یہ بھی کہہ دیا کہ مجھ سے وہی معاملہ کرنا جو مدعی سے کیا جاتا ہے، بادشاہوں کی طرح مجھ سے پیش مت آنا، چنانچہ جب دونوں عدالت میں پہنچے اور قاضی کے سامنے کھڑے ہوگئے اور معاملہ رفع دفع ہوکر یہ ثابت ہوگیا کہ اس شخص کا کوئی حق نورالدین کے ذمے واجب الاداء نہیں بلکہ نورالدین کا حق اس شخص کے

ذمے واجب الاداء ہے، تو نورالدین نے کہا کہ میں اس کے ساتھ اس لئے آ گیا تا کہ سب کو یہ معلوم ہو جائے کہ جب شریعت چلائے تو کوئی پیچھے نہ رہے، کیونکہ ہم حکمران لوگ میں اور ہم میں خواہ کوئی اکمل ہو یا ادنی، ہم رسول اللہ ﷺ، اور شریعت اسلامیہ کے ادنی خادم اور نوکر ہیں لہٰذا ہم اطاعت گذاروں کی طرح اس کے سامنے کھڑے رہیں، اور جب شریعت ہمیں کوئی حکم دے تو ھم اس پر عمل کریں، اور شریعت ہمیں جس چیز سے منع کرے، ہم اس سے باز آ جائیں، مجھے معلوم ہے کہ اس شخص کا مجھ پر کوئی حق واجب الاداء نہیں لیکن اس کے باوجود میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے مجھ پر جس چیز کا دعوی کیا ہے میں اس کو دیتا ہوں اور ہدیہ کرتا ہوں۔

**دارالعدل کی تعمیر** ...... ابن اثیر نے لکھا ہے کہ'' سلطان نورالدین ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے انصاف کے لئے دارالعدل بنایا، یہ ہفتے میں دو مرتبہ اس میں بیٹھا کرتا تھا، بعض مؤرخین کے مطابق چار مرتبہ اور بعض مؤرخین کے مطابق ہفتے میں پانچ مرتبہ اس میں بیٹھا کرتا تھا، تمام مذاھب کے علماء اور فقہاء بھی اس مجلس میں شریک ہوتے کوئی دربان نہ ہوتا ہر خاص وعام کمزور وقوی کو آنے جانے کی اجازت تھی۔ لوگوں کو خود مخاطب کرتا، ان کے حالات دریافت کرتا، بے انصافی کا قلع قمع کرتا اور مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاتا، کیونکہ سلطان کے ہاں اسدالدین شیر کو وہ مقام ومرتبہ حاصل تھا کہ یہ بھی سلطان ہی معلوم ہوتا، چنانچہ اس نے بہت مال ودولت اور جاگیریں جمع کرلیں، اس سلسلے میں اس کے بعض ملازمین نے پڑوس والے زمینداروں پر ظلم کرنا شروع کر دیا تھا، اور پھر قاضی کمال الدین کے پاس جو شخص بھی انصاف کے لئے آتا، قاضی اس کی مدد کرتا خواہ وہ کسی بھی امیر کے خلاف ہو، علاوہ اسدالدین کے کہ اس کے خلاف قاضی کچھ نہ کرتا تھا، اور نہ ہی اچانک اس کے پاس پہنچتا تھا، چنانچہ جب نورالدین نے دارالعدل بنایا تو اسدالدین نے اپنے کارندوں کو سمجھا دیا کہ اب بھی اگر تم ظلم کرتے رہے تو تم نہ بچ سکو گے اس لئے وہ ظلم سے باز آ گئے، لہٰذا جب طویل عرصے میں کسی نے اسدالدین کے خلاف شکایت نہ کی تو نورالدین نے قاضی کمال الدین سے اس کی وجہ دریافت کی، قاضی نے وجہ بیان کی تو سلطان نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں ایسے ساتھی دیئے جو خود ہی مظلوم کا خیال رکھتے ہیں۔

**سلطان کی بہادری** ...... سلطان نورالدین کی دلیری اور بہادری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ گھوڑے پر اتنا جم کر اور کوئی نہ بیٹھ سکتا تھا اور اس حال میں کوئی اس سے زیادہ بہادر نہ ہوتا تھا، یہ پولو کھیلتے ہوئے گیند کو دور پھینکتا اور پھر پیچھے دوڑتے ہوئے ذرا سا جھک کر گیند کو پکڑ لیتا اور میدان کی دوسری طرف پھینک دیتا، اس کا پھوگان (پولو کی ہاکی) اس کے سر پر سے ہی دکھائی دیتی ہاتھ میں نہیں کیونکہ ہاتھ تو آستین میں پوشیدہ رہتا تھا، پولو کھیلنے میں بہت مہارت تھی۔

**جنگوں میں شرکت** ...... بہت مستقل مزاجی اور دلیری سے جنگوں میں شریک ہوتا، لوگ اس کی بہادری کی مثالیں بیان کیا کرتے تھے، اس کا کہنا تھا کہ میں نے کئی مرتبہ شہادت حاصل نے کی کوشش کی لیکن مجھے اب تک یہ مرتبہ حاصل نہ ہو سکا، اگر میں بھلائی کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں میری کوئی قدر وقیمت ہوئی تو اللہ تعالیٰ مجھے ضرور شہارت سے نوازیں گے کیونکہ اعمال کا دارومدار تو نیتوں پر ہے۔

**قاضی قطب الدین کا جواب** ...... ایک مرتبہ قاضی قطب الدین نیشاپوری نے سلطان سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے سلطان آپ اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالا کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ قتل ہو جائیں اگر آپ شہید ہو گئے تو ہم سب بھی قتل کر دیئے جائیں گے اور ہمارے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا جائے گا اور مسلمان کہیں کے نہ رہیں گے۔ سلطان نے کہا قطب الدین چپ ہو جاؤ، اللہ کے حضور بے ادبی نہ کرو، محمود کی کیا حیثیت ہے؟ مجھ سے پہلے مسلمانوں اور اسلامی ملکیوں کی حفاظت کون کرتا تھا؟ محمود کی کیا حیثیت؟ راوی کہتا ہے کہ اس وقت وہاں موجود تمام لوگ رونے لگے۔

**سلطان کی گرفتاری** ...... ایک مرتبہ سلطان کو ایک فرنگی بادشاہ نے گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے لگا کہ آیا سلطان نورالدین کو قتل کر دیا جائے یا مال ودولت لے کر چھوڑ دیا جائے اس بات پر اُن میں اختلاف ہو گیا، آخر میں یہ طے پایا کہ سلطان کو چھوڑ دیا جائے اور فدیہ لے لیا جائے، چنانچہ سلطان نے ایک آدمی کو اپنے ملک بھیجا تا کہ وہ فدیہ کا مال وغیرہ لے کر آ جائے، یہ شخص جلد ہی لوٹ آیا، سلطان کو رہا کر دیا گیا اور سلطان

واپس آ گیا، اس فدیہ کا مال لے کر فرنگی بادشاہ نے ایک ایسا اسپتال بنایا جس میں امیر غریب کو آنے کی اجازت تھی، اگر کوئی نایاب دوا یہاں موجود ہوتی تو اس کے حصول میں بھی کوئی رکاوٹ نہ تھی، خود سلطان نے بھی ایک بار یہاں سے دوا لی۔

میں (علامہ ابن کثیر) کہتا ہوں کہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ جب سے یہ ہسپتال بنا ہے اُس وقت سے اب تک یہاں مسلسل آگ جل رہی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

**ترقیاتی کام** ۔۔۔۔۔۔ سلطان نور الدین نے راستوں میں سرائے اور ھوٹل تعمیر کروائے، خطرناک اور دشوار گذار علاقوں میں رکھوالے اور چوکیدار رکھے، خط لے جانے والے کبوتر رکھے تاکہ ہر پل کی اطلاع ملتی رہے، اس کے علاوہ خانقاہیں بھی بنوائیں، علماء اور صوفیاء کے ساتھ اکثر مجالس رہتیں، سلطان ان کا بہت احترام و اکرام کرتا اور نیکوں سے محبت بھی۔ ایک مرتبہ قاضی قطب الدین نے سلطان کے پاس بیٹھے ایک فقیہ عالم کو برا بھلا کہا تو سلطان نے کہا کہ، ھلاک ہوتو، اگر تو نے سچ کہا تو اس کی نیکیاں اس کو ختم کر دیں گے جو تیرے پاس نہیں اس کی نیکیاں اس کی برائی کو دھوڈالیں گی، اللہ کی قسم میں تمہاری تائید و تصدیق نہیں کروں گا، اگر دوبارہ تمہارے منہ پر یہ بات آئی یا میرے سامنے کسی نے کسی دوسرے کی برائی کی تو میں تجھے ضرور سزادوں گا، خبردار اس سے باز آجا اور آئندہ ایسی حرکت مت کی جیو۔

**دار الحدیث کی تعمیر** ۔۔۔۔۔۔ سلطان ہی وہ شخص جس نے سب سے پہلے دار الحدیث بنایا، سلطان بہت بارعب اور پروقار شخصیت کا مالک تھا، سب امراء اس سے ڈرتے تھے حتیٰ کہ بغیر اجازت کوئی اس کے سامنے بیٹھ بھی نہ سکتا علاوہ امیر نجم الدین ایوب کے حتیٰ کہ اسد الدین شیر کوہ اور حلب کے نائب مجد الدین بن الدایۃ بھی کھڑے رہتے تھے، لیکن جیسے ہی کوئی فقیہ عالم یا فقیر صوفی آتا تو سلطان کھڑا ہو جاتا، اس کے ساتھ چلتا اور نہایت پروقار انداز میں اس کو اپنے تخت پر بٹھاتا، جب کسی کو کچھ دیتا تو کہتا یہی لوگ تو اللہ کا شکر ہیں انہی کی دعاؤں سے ہم جنگیں جیتتے ہیں، جتنا میں نے ان کو دیا ہے بیت المال میں ان کا حق اس سے کہیں زیادہ ہے، یہ بھی ان کا ہم پر احسان ہے کہ اتنا سا ہی لے کر یہ لوگ ہم سے راضی ہو جائیں۔

**سنت سے لگاؤ** ۔۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ کسی نے حدیث کا ایک ٹکڑا سنایا کہ رسول اللہ ﷺ تلوار کو اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے، تو سلطان حیران ہو کر بولا حسرت ہے لوگ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کیسے تبدیل کر دیتے ہیں، پھر اس نے تمام سپاہیوں اور امراء کو تلوار کمروں سے کھول کر گلوں میں لٹکانے کا حکم دیا۔ اگلے دن جب سلطان نے سپاہیوں کا معائنہ کیا تو سب نے تلوار گلے میں لٹکائی ہوئی تھی اور خود سلطان نے بھی، اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے اتباع کی خاطر تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

**خواب کی تعبیر** ۔۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ وزیر موفق الدین خالد بن محمد بن نصر القیسر انی الشاعر نے سلطان سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میں آپ کے کپڑے دھو رہا ہوں، سلطان نے فوراً کہا کہ عوام کے تمام ٹیکس معاف کر دو اور کہا کہ یہ خواب کی تعبیر ہے، اور پھر لوگوں کو بتایا کہ اب وہ آزاد ہیں ان میں کچھ نہ لیا جائے گا، حالانکہ یہ مال دشمن سے جنگ کرنے، اسلامی ملک خواتین اور بچوں کے دفاع میں خرچ ہوتا ہے، یہ احکامات تمام ماتحت ممالک اور شہروں میں بھجوا دیئے گئے، واعظین حضرات سے کہا کہ لوگوں کو بتاؤ کہ تاجروں سے یہ ٹیکس وغیرہ لینا جائز ہے، اور خود سجدے میں اس طرح دعا کرتا کہ اے اللہ لوگوں سے ٹیکس اور عشر وصول کرنے والے محمود الکلب پر رحم فرما۔

**گناہوں سے نفرت** ۔۔۔۔۔۔ ایک مرتبہ برہان الدین بلخی نے سلطان پر عوام سے وصول کنندہ ٹیکس کو جنگ میں استعمال کرنے پر اعتراض کیا تو سلطان نے کہا، کہ تم لوگ کیسے جنگ جیت سکتے ہو جبکہ تمہارے لشکر میں ڈھول بانسریاں اور شرابیں ہیں۔

**ٹیکسوں کا خاتمہ** ۔۔۔۔۔۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عوام سے ٹیکس وغیرہ ختم کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ایک بڑے نیک آدمی اور واعظ ابو عثمان جسے ابن ابی محمد الواسطی کہا جاتا تھا سلطان کو ایسے اشعار سنائے جن میں سلطان کو امور سلطنت میں مصروف رہنے کی بناء پر شدید تنبیہ کی گئی تھی تو سلطان بہت رویا

اور باقی ماندہ شہروں سے بھی ٹیکس وغیرہ ختم کر دیئے اور تمام گورنروں سرداروں کو حکم دیا کہ موصل میں شیخ عمر الملا کے علم میں لائے بغیر کوئی فیصلہ نہ کریں، کیونکہ وہ نہایت نیک اور صالح انسان تھے، سلطان خود بھی روزہ افطار کرنے کے لئے انہی سے قرض لیا کرتا تھا اور یہ خشک روٹیوں کے ٹکڑے اور پتلی روٹیاں سلطان کے پاس بھیجتا اور سلطان افطاری کرتا۔

یہ شخص واعظ ابو عثمان بہت نیک تھا، نہ کسی سے کچھ لیتا اور نہ لیتا، صرف ایک جبہ تھا جو یہ وعظ کے وقت پہنتا، اس کی مجلس میں ہزاروں لوگ آتے، جو اشعار اس نے سلطان کو سنائے وہ یہ تھے۔

اے قیامت کے دن دھوکہ کھانے والے انسان، تو کیسے کھڑا ہوگا جبکہ آسمان موجیں مار رہا ہوگا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ نور الدین نور لے کر گیا ہے تو تو ڈر کہ تو زندہ ہوا اور تیرے پاس نور نہ ہو۔

تو نے دوسروں کو تو شراب پینے سے منع کر دیا ہے لیکن تو خود ظلم و ناانصافی کے نشے میں ڈوبا ہوا ہے۔ تو نے نیکی کے اظہار کے لئے شراب کے پیالوں کو تو چھوڑ رکھا ہے لیکن حرام مال کے پیالے تیرے پاس آتے جاتے ہیں۔

تیرا کیا خیال ہے کہ جب تجھے تنہا قبر میں ڈال دیا جائے گا اور منکر نکیر تیرے پاس آجائیں گے؟

تیرا کیا خیال ہے جب تو تنہا حساب دینے کھڑا ہو، اور ذلیل و رسوا ہو اور حساب بھی سخت ہو؟

تیرے مخالف تیرے پیچھے پڑے ہوں اور تجھے یوم حساب زنجیروں میں باندھ کر گھسیٹا جا رہا ہو؟

تیرے لشکر تو تجھ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اور تو قبر کی تنگی میں ٹیک لگائے بیٹھا ہو؟

تو پسند کرے گا کہ کاش تجھ کو حکمران نہ بنایا گیا ہوتا ایک دن بھی اور نہ ہی کوئی تجھ کو امیر کہتا۔

اور کیا تو چاہتا ہے کہ عزت کے بعد گڑھے میں پڑا رہے، موت کے عالم میں اور ہو بھی تو حقیر؟

اور تیرا حشر اس حال میں ہو کہ تو ننگا ہو غمزدہ ہو شرمندگی سے رو رہا ہو لیکن لوگوں میں کوئی تجھے چھڑانے والا نہ ہو۔

کیا تو راضی ہے اس بات سے کہ تو زندہ ہو اور تیرا دل بوسیدگی اور ویرانی کو پسند کرے اور جسم آباد ہو؟

کیا تو راضی ہے کہ تیرے علاوہ کوئی اور ہمیشہ اس کے قرب کے مزے لوٹے اور تو عذاب میں پھنسا ہوا ہو

اپنے لئے ایسا عذر تیار کر لے جس سے تو آخرت کے دن نجات حاصل کر سکے وہ دن ایسا ہے جس دن تمام پوشیدہ باتیں ظاہر ہو جائیں گی۔

**شیخ عمر کے ساتھ خط و کتابت......** ایک دن شیخ عمر ملا نے نور الدین کو بذریعہ اطلاع دی کہ مفسدین بڑھتے جا رہے ہیں ان کے لئے کسی اچھے انتظام کی ضرورت ہے، اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کثرت سے مارا پیٹا جائے، قتل کیا جائے اور پھانسی دی جائے، اور اگر کسی کو جنگل میں گرفتار کیا جائے تو بھلا کون گواہی دے گا نور الدین نے اس خط کے پیچھے لکھا کہ بے شک اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کے زندہ رہنے کے لئے دین کا ایک طریقہ مقرر کیا اور وہی زیادہ بہتر جانتا کہ اس وقت مخلوق کو کس چیز کی زیادہ ضرورت ہے، اگر اللہ تعالیٰ مناسب سمجھتے کہ مصلحت میں شریعت کی نسبت اضافہ ہے تو مصلحت کو شریعت کے بجائے قانون بنا دیتے، اللہ نے جو قانون ہمارے لئے مقرر کیا ہے ہمیں اس سے زیادہ کی ضرورت بھی نہیں اور اگر کوئی شریعت میں اضافہ کرتا ہے تو گویا کہ شریعت کو ادھورا سمجھتا ہے اور اپنی اضافہ شدہ چیز سے دین کو مکمل کر رہا ہے، یہ اللہ اور اس کے مقررہ قانون کے خلاف بڑی جرأت کی بات ہے، اندھی عقلوں کو ہدایت کی روشنی نہیں ملتی، اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اور ہمیں بھی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔

شیخ عمر ملا کو جب یہ خط واپس ملا تو اس نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ دیکھو زاہد (عبادت گذار) نے بادشاہ کو کیا لکھا اور بادشاہ نے زاہد کو کیا لکھا؟

ایک مرتبہ شیخ ابوالبیان کا بھائی سلطان کے پاس آیا اور ایک شخص کے خلاف شکایت کرنے لگا کہ اس نے مجھے گالی دی ہے اور برا بھلا کہا ہے اور پھر اس کے بارے میں مبالغہ کرنے لگا سلطان نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا:

''جب جاھل انہیں مخاطب کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں سلامتی ہو'' (سورۃ الفرقان آیت ۶۳) کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ

''جاہلوں سے بے رخی اختیار کر''۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۹۹)

تو شیخ ابوالبیہان کا بھائی خاموش ہوگیا اور کوئی جواب نہ دیا حالانکہ سلطان اس کا اور اس کے بھائی دونوں کا عقیدت مند تھا اور کئی مرتبہ ان کی ملاقات کو آیا کرتا تھا اور ان پر خرچہ بھی کرتا تھا۔

**شیخ ابوالفتح کا بیان** ...... بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے معید (سبق یاد کرانے والے) شیخ ابوالفتح الاشری الفقیہ جنہوں نے نورالدین کے حالات میں ایک کتاب بھی لکھی ہے، لکھا ہے کہ نورالدین تمام شروط ارکان کا لحاظ رکھتے ہوئے جماعت سے نماز پڑھنے کی پابندی کرتا تھا، رات رات بھر نماز پڑھتا اور ہر معاملے میں اللہ سے عاجزی اور انکساری سے دعا کرتا۔

**دشمن کی شہادت** ...... آگے لکھا ہے ''ہمیں بعض قابل اعتماد صوفیاء سے معلوم ہوا کہ جب فرنگی قبضہ کرتے ہوئے قدس آگھسے تو انہوں نے ان کو پکارتے سنا وہ کہہ رہے تھے قسیم بن القسیم کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی معاملہ ہے، وہ فوجوں کے ذریعے ہمارے خلاف کامیابی حاصل نہیں کرتا بلکہ دعاؤں اور صلوۃ اللیل کے ذریعے ہمارے خلاف کامیاب ہوتا ہے، کیونکہ وہ رات کو نماز پڑھتا ہے، اپنے ہاتھوں کو دعا کے کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلاتا ہے اور دعا مانگتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے، جو وہ مانگتا ہے اس کو دیتا ہے لہٰذا وہ ہمارے خلاف کامیاب ہوجاتا ہے آگے لکھا ہے کہ یہ کافروں کی باتیں ہیں سلطان کے بارے میں۔

**مساجد کی تعمیر** ...... شیخ ابوشامہ نے لکھا ہے کہ سلطان نے المید ان کے باغ کو (ساتھ موجود جنگل کے علاوہ) دوحصوں میں تقسیم کیا، آدھا جامع دمشق کی تعمیر وتوسیع کے لئے اور آدھے کے پھر دس حصے کئے، ان دس میں سے بھی مزید دو جامع دمشق کے لئے اور باقی آٹھ دیگر ۹ مساجد کے لئے استعمال ہوئے مساجد کے نام یہ ہیں:

(۱)...... جبل قسیون کی مسجد الصالحین۔

(۲)...... قلعہ کی جامع مسجد۔

(۳)...... مسجد عطیہ۔

(۴)...... عسقار کی مسجد ابن لبید۔

(۵)...... مسجد الرماحین المعلق۔

(۶)...... صالحیہ میں مسجد العباس۔

(۷)...... مسجد دارالبطیخ المعلق۔

(۸)...... یہودیوں کے عبادت خانے کے پڑوس میں واقع مسجد جسے سلطان نے نئے سرے سے تعمیر کروایا۔ ان سب مسجدوں کو آدھے کے گیارہ میں سے ایک حصہ ملا۔ سلطان کے کارنامے اور خصوصیات تو بہت زیادہ ہیں ہم نے چند ایک کے بیان پر اکتفا کیا ہے جن سے باقی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

**وفات** ...... شیخ شہاب الدین نے الروضتین کے شروع میں سلطان کی دیگر بہت سی خصوصیات ذکر کی ہیں اور وہ قصیدے بھی بیان کئے ہیں جو سلطان کی شان میں لکھے گئے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب اسد الدین فتح مصر کے بعد وفات پا گیا اور صلاح الدین مصر کا حکمران بن گیا تو نورالدین نے کئی مرتبہ چاہا کہ صلاح الدین کی جگہ کسی اور کو مصر کا حکمران بنائے، لیکن فرنگیوں سے جنگوں کی وجہ سے ایسا نہ کرسکا اتنے میں اس کی وفات کا وقت قریب آگیا اور ۵۶۹ھ میں اس نے وفات پائی۔

اس نے مصر جانے کا ارادہ کرلیا تھا اور موصل میں موجود اپنی فوجوں کو اطلاع بھجوادی تھی کہ وہ شام ہی میں ٹھہریں تاکہ فرنگی حملوں سے بچا جاسکے اور سلطان خود مصر جاسکے، صلاح الدین اس کی آمد کا سن کر خوف زدہ ہوگیا تھا۔

**مہمانوں کی ضیافت** ......اس سال عید الفطر کے دن بروز اتوار، عہد کی نماز کے لئے میدان الاخضر گیا اور پرانی کمان پھینک دی جو زبان حال سے اسے یہ کہہ رہی تھی کہ اے سلطان یہ تیری آخری عید ہے، اس نے اس دن زبردست دستر خوان بچھایا اور اسے لوٹ لینے کا حکم دیا، پھر اس کے بیٹے صالح اسمٰعیل کو ختنہ کے بعد نہلایا گیا اور عید اور اس کی ختنہ کی خوشی میں پورے شہر کو سجایا گیا، اگلے دن سلطان پولو کھیلتے ہوئے خلاف عادت کسی امیر پر شدید غصہ ہوا، اور پریشانی کی وجہ سے اپنے محل میں چلا گیا، کیونکہ یہ خلاف عادت ہوا تھا، غم اور پریشانی کی شدت سے سلطان بدمزاج ہو گیا تھا، ہفتہ بھر یہ کسی سے نہ ملا، اس کی جان جا رہی تھی اور لوگ اپنی خوشیوں میں مشغول تھے، اس کے ہونے سے لوگ خوش تھے لیکن اس کی عدم موجودگی سب پر کھلنے لگی، اسی پریشانی میں اس کو خناق کی بیماری ہو گئی جس کی وجہ سے یہ کسی سے بات بھی نہ کر سکتا تھا، اس کو آپریشن کا مشورہ دیا گیا لیکن یہ نہ مانا، دیگر علاج کا مشورہ بھی رد کر دیا، کیونکہ اللہ ہی حکم آخر ہوتا ہے، آخر کار ۱۱ شوال بروز بدھ ۵۶۹ھ کو ۵۸ سال کی عمر میں سلطان نور الدین محمود زنگی نے وفات پائی۔

**تدفین** ......اس نے کل ۲۸ سال حکومت کی، قلعے کی جامع مسجد ہی میں اس کی نماز جنازہ ہوئی اور پھر اس قبرستان میں اس تدفین ہوئی جسے اس نے باب الخواصین اور الدرب کے باب الخمیس کے درمیان حنفیہ کے لئے بنوایا تھا، اس کی قبر زیارت گاہ خاص وعام ہے، لوگ اس کی قبر سے اپنا حلق لگاتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ سلطان نور الدین محمود کی قبر ہے جس کی وفات خناق کی بیماری سے ہوئی۔ اس کے بیٹے کو بھی شہید کہا جاتا ہے، فرنگی ان کو القسیم بن القسیم کہتے ہیں، متعدد شعراء نے آپ کی تعریف میں قصیدے لکھے ہیں جو ابوشامہ نے بیان کئے ہیں، عماد الکاتب نے تو کیا ہی خوب کہا ہے:

جب موت سلطان کے پاس شاہانہ انداز میں آئی تو میں حیران رہ گیا۔
کہ گول آسمان زمین کے محور کے وسط میں کیسے ٹھہر گیا ہے؟

اور مشہور شاعر حسان جو عرقلہ کے لقب سے مشہور ہے، نے اس کی تدفین کے موقع پر مدرسہ کے بارے میں کہا کہ

مدرسے سمیت ہر چیز مٹ جائے گی لیکن تو علم اور قربانی میں باقی رہے گا۔
اس مدرسے کا تذکرہ نور الدین کی وجہ سے مشرق ومغرب میں پھیل جائے گا۔
وہ کہتا ہے اور اس کا کہنا بلا شک وشبہ اور اشارے کنایہ کے سچ ہے اور حق ہے۔
تمام شہروں میں میرا دار الخلافہ دمشق ہے اور مدرسوں میں سے یہ مدرسہ میرے ملک کی بیٹی ہے۔

**سلطان کا حلیہ** ......سلطان کا قد لمبا، رنگ گندم گوں، آنکھیں خوبصورت، پیشانی چوڑی اور خوبصورت اور ترکوں جیسی شکل تھی، معمولی سی داڑھی ٹھوڑی کے پیچھے تھی، بارعب ہونے ساتھ ساتھ منکسر المزاج تھا، چہرے پر نور اور عظمت تھی، اسلام اور اس کی ضروریات کی اہمیت کو سمجھتا تھا اور اس کا خیال رکھتا تھا، اور شریعت کا بہت ادب اور تعظیم کرتا۔

**صالح کی حکومت** ......اس سال شوال میں نور الدین کی وفات کے بعد اس کے بیٹے صالح اسماعیل کی حکومت کی بیعت کی گئی یہ چونکہ ابھی چھوٹا ہی تھا لہٰذا امیر شمس الدین بن مقدم کو اس کا نگران مقرر کیا گیا، اس موقع پر امراء اور سرداروں میں اختلافات پیدا ہو گئے، جھگڑے ہونے لگے، شراب نوشی عام ہونے لگی۔ یہ سب چیزیں سلطان کے زمانے میں بھی موجود تھیں لیکن عام نہ ہو سکتی تھیں یہاں تک کہ سلطان کے بھتیجے سیف الدین غازی بن مودود جو حلب کا حکمران تھا اور سلطان کے سامنے دم نہیں مار سکتا تھا، اُس کو جب سلطان کی وفات کا علم ہوا تو اس کے ہرکارے نے شہر میں فضول لہو ولعب، شراب نوشی، نشہ اور گانے وغیرہ پر عام معافی کا اعلان کر دیا، اس اعلان کے دوران اس کے پاس بانسری دف اور شراب کا جام بھی تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سیف الدین غازی بن مودود اور سلطان کے دیگر بہت سے امراء اور سردار چونکہ سلطان کے خوف سے لہو ولعب کا ارتکاب نہیں کر سکتے تھے لہٰذا سلطان کی وفات کے بعد ان کو کھیل کھیلنے کا موقع مل گیا جیسے کسی شاعر نے سچ کہا ہے۔

سن! اور مجھے شراب پلا اور کہہ کہ یہ شراب ہے، اور چھپانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب علی الاعلان پلانا ممکن ہے۔

**دمشق پر حملہ** ...... یہ صورتحال دیکھ کر دشمنوں کو بھی لالچ ہوا، اور فرنگی دمشق پر چڑھ دوڑے، سلطان کے بیٹے صالح اسمٰعیل کا نگران شمس الدین بن مقدم لشکر لے کر ان کے مقابے میں نکلا لیکن فرنگیوں سے مقابلہ نہ کر سکا اور بہت سا مال و دولت دے کر صلح کر لی، کیونکہ فرنگیوں کو صلاح الدین کا خوف بھی تھا۔ ادھر جب سلطان صلاح الدین کو ان حالات کا علم ہوا تو اس نے ابن مقدم وغیرہ کو بہت برا بھلا کہا اور خط لکھا کہ میں فرنگیوں کے مقابلے کے لئے دمشق آنے والا ہوں، انہوں نے سلطان صلاح الدین کو جواب لکھا اور نہایت سخت جواب لکھا، اور پھر سیف الدین غازی کو بھی اطلاع دی اور بتایا کہ وہ سیف الدین کو اپنا بادشاہ بنا لیں گے لیکن وہ اُن کو سلطان صلاح الدین سے محفوظ رکھے، لیکن سیف الدین کسی سازش کے ڈر سے ان کی مدد کی حامی نہیں بھری کیونکہ سلطان نور الدین نے ایک خواجہ سرا سعد الدولہ مسکین کو جاسوس بنا کر سیف الدین کے پاس رکھا ہوا تھا تا کہ وہ فحاشی اور لہو و لعب سے بچا رہے، سلطان کی وفات کی خبر سن کر خواجہ سرا خوف زدہ ہوا کر کہیں سیف الدین اس کو پکڑ نہ لے لہٰذا وہ روپوش ہو گیا، ادھر سیف الدین کو جب اپنے چچا کی وفات کا یقین ہو گیا تو نے خواجہ سرا کو تلاش کیا نہ ملنے پر اس کے ساز و سامان پر قبضہ کر لیا، خواجہ سرا حلب سے ہوتا ہوا دمشق روانہ ہو گیا، اور سرداروں سے مل کر یہ طے کیا کہ دمشق کی نگرانی ابن مقدم کے سپرد قلعہ جمال الدین ایمان کے حوالے اور سلطان کا بیٹا صالح اسمٰعیل خواجہ سرا سعد الدولہ مسکین کے حوالے۔ لہٰذا صالح اسمٰعیل کو حلب پہنچایا گیا، لہٰذا اس سال ۲۳ ذی الحجہ میں صالح اسمٰعیل کو حلب کے تخت پر بیٹھایا گیا اور مجد الدین کے بھائی اور سلطان نور الدین کے دودھ شریک بھائی شمس الدین ابن دایہ کا خیال تھا کہ صالح اسمٰعیل اس کی زیر تربیت ہو جائے کیونکہ یہ اس کا زیادہ مستحق ہے، لیکن وہ نہ مانے اور ان سب کو گہرے کنویں میں قید کر دیا۔

صلاح الدین کو جب اس صورت حال کا علم ہوا تو اس نے ان لوگوں کو برا بھلا کہا باوجود اس کے کہ بنو الدایہ بہت اچھے سردار تھے، صلاح الدین کو یہ بھی قلق تھا کہ انہوں نے بچے کو بن دایہ کے حوالے کیوں نہ کیا حالانکہ ان کو مرحوم سلطان نور الدین کے ہاں ان موجود امراء سے زیادہ قدر و منزلت تھی، لیکن ان لوگوں نے صلاح الدین کو بہت برے طریقے سے جواب دیا، جس سے سلطان صلاح الدین نے تیاریاں شروع کر دیں لیکن مصر میں مصروفیت کی بناء پر فوراً روانہ نہ ہو سکا۔ جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**الحسن بن الحسن** (۱) ...... ابن احمد بن محمد بن، ابو العلاء الہمد انی الحافظ، بہت سی احادیث کا سماع کیا اور بہت سے ملکوں کا سفر کیا، مشائخ سے ملاقات کی، بغداد سے متعدد کتب حاصل کیں، علم قرأت اور لغت میں مصروف ہے، اپنے زمانے میں ضرب المثل بن گئے، متعدد کتب تصنیف کیں، مذہب میں بہت اچھے تھے، نیک، سخی، صحیح عقیدے والے اور خیر خواہ تھے، ان کو قبولیت عامہ حاصل تھی۔ اس سال ۲۵ جمادی الثانیہ جمعرات کی رات میں وفات ہوئی، ۸۰ سال ۴ مہینے سے چند دن اوپر زندہ رہے، ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ مجھے کسی نے بتایا کہ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ جہاں ہیں وہاں کی دیواریں وغیرہ سب کتابوں سے ہی ہیں اور آپ ان کے مطالعے میں مصروف ہیں، جب آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے مرنے کے بعد بھی اسی کام میں مصروف رکھے جو میں دنیا میں کرتا تھا چنانچہ اللہ

(۱) (بہت سے مؤرخین نے ان کے حالات بیان کئے ہیں، ابن الجوزی فی المنتظم ۲۴۸/۱۰، الکامل میں ابن اثیر نے ۱۶۷/۱۱، شذرات میں ابن العماد نے ۱۳۱/۴، وغیرہ، تاریخ اسلام الورق ۲۲، اسی البدایہ میں ۲۸۶/۲، تاریخ اسلام الورقہ ۲۲ احمد الثالث ۲۹۱۷ / ۸۴ الجوزی فی نمایة النهایة ۱ / ۲۰۴ و الذہبی فی العبر ۲۰۶/۴ اور سبط ابن الجوزی ۳۰۰/۸، عقد الجمان میں عینی نے ۱۶، الوراقه ۵۵۲ اور المختصر المحتاج الیه ۱ /۲۷۶، ۲۷۷، اور معرفة القراء ۱۲۹، اور مناقب احمد ۳۲، ارشاد الدایب ۲۶/۳، الوراقه ۳۰)

تعالیٰ نے میری دعا قبول کر لی۔

**الاہوازی**...... امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر موجود کتب خانے کے نگران اس سال ربیع الاول میں اچانک انتقال فرما گئے۔

**محمود بن زنگی بن آقسنقر** ...... سلطان عادل، نورالدین شام اور دیگر متعدد بڑے شہروں کے بادشاہ، فرنگیوں سے جہاد، امر بالمعروف ونہی عن المنکر، علماء اور فقراء، صوفیاء سے محبت اور ظلم سے نفرت کرتے تھے، صحیح عقیدے اور اچھے اعمال کو ترجیح دیتے تھے، آپ نے شریعت کا علم بلند کیا، سلطان کے رعب کی وجہ سے کوئی برائی نہ کر سکتا تھا۔ سلطان کثرت سے روزے رکھتا رات رات بھر نماز پڑھتا، اپنے نفس پر قابو رکھتا۔ مسلمانوں کے لئے آسانیاں اور سہولت پسند کرتے تھے، علماء فقراء، مساکین، یتیموں اور بیواؤں کو عطیات وغیرہ دیتا رہتا، سلطان کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت نہ تھی، اللہ تعالیٰ سلطان پر رحم فرمائے۔

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ سلطان نے فرنگیوں سے پچاس سے زائد شہر واپس لئے میری سلطان سے خط و کتابت رہی۔

آگے لکھا ہے کہ جب سلطان کی موت کا وقت قریب آیا تو سلطان نے امراء اور سرداروں سے اپنے بیٹے صالح اسمٰعیل کے لئے وعدہ لیا، اور طرابلس کے حکمران سے بھی وعدہ لیا کہ جب تک شامی فوجیں وہاں موجود ہیں وہ شام پر حملہ نہیں کرے گا، کیونکہ ایک مرتبہ سلطان نے حاکم طرابلس اور اس کے ساتھیوں کی گرفتار کیا تو اس نے اپنی رہائی کے تین لاکھ دینار، پانچ سو گھوڑے، پانچ سو گلاجی لباس اور عطریات اور پانچ سو مسلمان قیدی بطور فدیہ دیئے اور یہ معاہدہ بھی کیا کہ سات سال سات مہینے اور سات دن تک مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ نہیں کرے گا اور فرنگیوں اور ان کے بڑے بڑے حمر نیلوں کے سو بچے بطور یرغمال اپنے پاس رکھ لئے تھے کہ ان کی جان کے خوف سے وعدہ خلافی نہ کر۔

**مدت حکومت**...... سلطان نے بیت المقدس فتح کرنے کا ارادہ بھی کیا تھا لیکن شوال میں، سلطان کا آخری وقت آ گیا، لیکن چونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اس لئے سلطان کو اپنی نیت کا ثواب ملے گا۔ سلطان نورالدین نے ۲۸ سال اور چند مہینے حکومت کی جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ ابن جوزی کے بیان کا مفہوم ہے۔

**الحضر بن نصر** ...... علی بن نصر الاربلی الشافعی الفقیہہ، یہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اربل میں درس دیا، یہ ۵۳۳ھ کا واقعہ ہے، فاضل اور دین دار تھے، لوگوں کو ان سے بہت فائدہ ہوا، بغداد میں الکیا الھر اسی وغیرہ سے علم حاصل کیا، دمشق آئے۔

ابن عساکر نے اس سال کے بیان میں لکھا ہے اور ابن خلکان نے بھی اپنی کتاب الوفیات میں ان کے حالات بیان کئے ہیں اور لکھا ہے کہ ''آپ کی قبر مرجع خلائق ہے میں نے کئی مرتبہ اس کی زیارت کی، میں نے خود لوگوں کو آپ کی قبر پر آتے جاتے اور برکت حاصل کرتے دیکھا ہے جیسا کہ ابن خلکان نے لکھا ہے۔

بعض اہل علم نے آپ اور آپ جیسے دیگر لوگوں پر اعتراض کیا، ہے جو قبروں سے برکت حاصل کرتے ہیں علاوہ ازیں اسی سال فرنگیوں کا بادشاہ مری (murrey) کا انتقال ہوا، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے، وہ غالب عسقلان، وغیرہ علاقوں کا حکمران تھا، اگر مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی شفقت اور رحمت نہ ہوتی تو ممکن تھا کہ یہ خبیث اسلامی علاقوں پر قبضہ کر لیتا۔

## واقعات ۵۷۰ھ

**مصر پر حملہ**...... اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان ناصر صلاح الدین بن ایوب بلاد شام کو فرنگیوں سے بچانے کے لئے وہاں جانے کا ارادہ کیا تھا کہ اچانک اسے ایک کام آ پڑا پر جس نے اُسکو غافل کر دیا، اور یہ کہ فرنگی ایک بحری بیڑے جس کی مثل نہیں ہے اور بہت سی کشتیوں اور جنگی سامان محاصرہ کرنے کے آلات اور جانبازوں کے ساتھ مصری ساحل آ گئے۔ جن میں ۲ سو شینی تھے اور ہر ایک میں ایک سو پچاس آدمی تھے۔ اور ۴ سو اور بھی

آلات تھے اور صقلیہ سے اسکندریہ کے بیرون ان کی آمد سال کے آغاز سے چار دن پہلے ہوئی پس انہوں نے شہر کے اردگرد مجانیق اور گوپھنس نصب کردیں۔ اور اس کے باشندے ان کے مقابلے کے لئے نکلے، اور انہوں نے اس کی حفاظت کے لئے کئی دن تک مقابلہ کیا دونوں طرف سے کئی جانیں ہلاک ہوئیں۔ پھر اہل شہر نے مجانیق اور ٹینکوں کے جلانے پر اتفاق کیا اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اس بات نے فرنگیوں کے دلوں کو کمزور کردیا پھر مسلمانوں نے ان پر حملہ کردیا۔ ان کی ایک جماعت کو قتل کردیا۔ اور ان سے بہت کچھ حاصل کیا اور ہر طرف سے ان کو شکست دے کر ان کے پاس قتل سمندر اور امید کے علاوہ کوئی راستہ نہ بچا تھا اور مسلمانوں نے ان کے اموال، گھوڑوں اور خیموں پر قبضہ کردیا۔ اور جو باقی بچے وہ اپنے ملک کو چلے گئے۔

سازش ۔۔۔۔۔۔ اور جن باتوں نے ملک ناصر کو شام آنے سے روکا ان میں یہ بات بھی تھی کہ ایک شخص جس کے نام میں اختلاف کہتے بعض کہتے ہیں الکنز اور بعض کہتے ہیں عباس بن شادی۔ اور وہ دیار مصر فاطمی حکومت کے لوگوں میں سے ایک تھا۔ اس نے ایک شہر کا سہارا لیا ہوا تھا جسے اموان کہتے ہیں اور لوگ اس کے پاس جمع ہونے لگے۔ اور قبیلوں کے بہت سے بیوقوف لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے۔ اور وہ انہیں یہ تصور دینے لگا کہ وہ فاطمیین کے تخت کو جلد ہی واپس لائے گا۔ اور کرک کو وہاں سے بھگا دے گا۔ پس بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے۔ پھر انہوں نے قوص اور اس کے مضافات کا ارادہ کیا اور اس کے وزیروں اور نوجوانوں کی ایک جماعت کو قتل کردیا تو صلاح الدین نے فوج کا ایک دستہ اس کی طرف روانہ کردیا۔ اور اپنے بھائی عادل ابوبکر کردی کو اس کا امیر بنایا۔ پس جب دونوں کی لڑائی ہوئی تو ابوبکر نے اسے شکست دی۔ اور اس کے اہل کو قید کرلیا اور اسے قتل کردیا۔

جب شہر ہموار ہوگیا ۔۔۔۔۔۔ اور وہاں عبیدی حکومت کا کوئی سردار نہ رہا تو سلطان ملک ناصر الدین یوسف ترکی فوج کے ساتھ بلاد شام کو گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب بلاد شام کا بادشاہ نورالدین محمود بن زنگی فوت ہوگیا تو ان کے باشندوں کو خوفزدہ کیا گیا۔ ان کے ارکان کمزور ہوگئے۔ اور ان کے حکام نے اختلاف کیا اور ان کا جوڑ توڑ بگڑ گیا۔ ان کا مقصد ان کے باشندے کے ساتھ اخلاق اور حسن سلوک کرنا اور ان کے میدانوں اور پہاڑوں کو امن دینا اور اسلام کی مدد کرنا۔ اور کمینوں کو دور کرنا اور قرآن کو غالب کرنا تھا۔

بلبس روانگی ۔۔۔۔۔۔ پس صفر کے آغاز میں وہ ابر کتر میں اترا اور وہاں قیام کیا حتیٰ کہ فوج اس کے پاس اکٹھی ہوگئی اور اپنے بھائی ابوبکر کو مصر پر نائب مقرر کیا ۱۳ ربیع الاول کو بلبس چلا گیا۔ اور ربیع الاول کے آخر میں پیر کو دمشق میں داخل ہوا اور بغیر تلواریں چلے اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ اس کا نائب شمس الدین مقدم نے اس کو پہلے خط لکھا تھا اور خط میں اس سے سختی کی اور جب اسنے اس کی توجہ کو دیکھا تو وہ اس سے خط و کتابت کرنے لگا اور اس نے اسے دمشق آنے پر آمادہ کیا۔ اور شہر اس کے کرنے کا وعدہ کیا۔ جب اس نے سنجیدگی کو دیکھا تو مخالفت نہ کرسکا۔ تو اس نے مدافعت کے بغیر شہر اس کے سپرد کردیا۔

گھر واپسی ۔۔۔۔۔۔ اور سب سے پہلے سلطان اپنے والد کے گھر دار العقیلی میں اترا جسے ملک الظاہر پیرس نے مدرسہ بنایا تھا اور اعیان شہر اسے سلام کرنے آئے تو انہوں نے اس سے بہت حسن سلوک دیکھا اور اس وقت نائب قلعہ آختہ ریحان تھا پس اس نے اس سے مراسلت کی اور اس کے عطیہ کو زیادہ کردیا حتیٰ کہ اس نے قلعہ کو اس کے سپرد کردیا پھر وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کا اکرام و احترام کیا۔ پھر سلطان نے کہا کہ وہ نورالدین بیٹے کی تربیت کا لوگوں سے زیادہ حق دار ہے۔ نورالدین کے ان پر بہت احسان ہیں۔ اور اس نے بیان کیا کہ اس نے دیار مصر میں نورالدین کا خطبہ دیا پھر سلطان نے لوگوں سے حسن سلوک کا معاملہ کیا۔ اور نورالدین کے بعد جو ٹیکس لگائے گئے تھے ان کے ابطال کا حکم دے دیا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا اور امور کا انجام اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

حلب روانگی ۔۔۔۔۔۔ جب سے دمشق امن میں ہوگیا تو جلدی سے حلب میں گیا کیونکہ وہاں خرابی اور فساد تھا۔ اور اس نے دمشق پر اپنے بھائی

طغتکین بن ایوب ملقب بہ سیف الاسلام کو نائب مقرر کیا اور جب وہ حمص سے گذرا اس کے گردفوج کو قابو کرلیا۔ اور اس کے قلعے پر اشتغال نہ کیا اور پھر وہ حماۃ کی طرف گیا اور اس کے حکمران عزالدین بن جویل سے اسے لے لیا۔ اور اس سے کہا کہ وہ اس کے اور حلبیوں کے درمیان اس کا سفیر بن جائے تو اس نے اس کی بات مان لی لہٰذا وہ اس کے پاس گیا اور انہیں صلاح الدین کی جنگ سے ڈرایا مگر انہوں نے اس کی طرف داری نہ کی بلکہ اسے گرفتار کر کے قید میں ڈالنے کا حکم دیا۔ پس اس نے دیر سے سلطان کو جواب دیا۔ تو اس نے انہیں ایک بلیغ خط لکھا جس میں انہوں نے اختلاف اور عدم اتحاد پر ملامت کی تو انہوں نے اس کو بہت برا جواب دیا۔ تو اس نے اُس کی طرف آدمی روانہ کئے۔ جو انہیں اس کا اور اس کے باپ کا زمانہ یاد دلائے اور اس کے چچا ان قابل تعریف ومواقف میں جن میں اہل الدین واقع ہوئے تھے۔ نورالدین کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا پھر وہ حلب کی طرف گیا اور جیل جوشی پر اترا پھر اہل حلب میں اعلان کیا گیا، کہ وہ باب العراق کے میدان میں حاضر ہوں پس وہ جمع ہوتو ملک نورالدین کا بیٹا کے پاس آیا۔ اور ان سے دوستی کی اور صلاح الدین سے جنگ پر آمادہ کیا۔

**شیعوں کی شرائط**......اور یہ بات خاص وزیروں کے مشورہ سے تھی۔ اور اہل شہر نے اسے جواب دیا کہ اس کی اطاعت واجب ہے اور ان میں سے ایک نے اس پر شرائط عائد کیں کہ:

(۱)......حی علی اخیر العمل کی اذان کی دوبارہ اجازت ہو اور

(۲)......بازاروں میں اس کا ذکر ہو اور

(۳)......جامع میں ان کے لئے شرقی جانب ہو اور

(۴)......جانبازوں کے آگے بارہ آئمہ کے نام آئیں اور

(۵)......یہ کہ وہ جنازوں پر پانچ تکبیریں کہیں۔

(۶)......اور یہ کہ ان کے نکاح کا عقد شریف ابوطاہر بن ابوالمکارم حمزہ بن زاہر الحسینی کے سپرد ہو اور اسنے ان کی باتیں مان لیں پس جامع اور باقی سب شہروں میں حی علی اخیر العمل کی اذان دی گئی اہل شہر ناصر کے آگے عاجز تھے۔

**صلاح الدین پر قاتلانہ حملہ**......اور ہر دل اس کی سازش لگ گیا۔ سب سے پہلے شیبان محتسب کے پاس پیغام بھیجا گیا اس نے ایک جماعت ناصر کے قتل کے لئے روانہ کردی مگر کامیابی نہ ہوئی بعض وزیر قتل ہو گئے۔ اس نے قلعہ پالیا اور قتل کر دیا۔ اس موقع پر انہوں نے حاکم طرابلس القومس فرنگی سے دوستی کی۔ اور وعدہ کیا کہ وہ نام کو ہٹا دے تو وہ اسے بہت مال دیں گے۔ اس القومس کو نورالدین نے قیدی بنا لیا اور دس سال قیدی رہا۔ پھر ایک لاکھ دینار اور ایک ہزار مسلمان قیدی فدیے میں دیئے۔

**طرابلس روانگی**......نورالدین اسے بھولتا نہ تھا اسنے اس پر قبضے کا فیصلہ کرلیا، تو سلطان ناصر اس کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ اور سلطان نے اس کے شہر طرابلس کی طرف ایک دستہ روانہ کیا۔ جس نے لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنائے۔ اور غنیمت حاصل کی اور جب ناصر اس کے قریب ہوتو وہ ایڑیوں کے بل اپنے شہر واپس ہوا۔ جو اُس نے چاہا تھا اسے اُسکا جواب مل گیا۔ ناصر کا حمص میں قلعہ اُسی نے فیس لیتا تھا۔ تو وہ پسنے کے لئے اس پر مجانیق نصب کردیں اور زبردستی لے لیا۔ اور اس پر قبضہ کرلیا۔ واپس حلب آئے۔ جو اُس نے چاہا اللہ نے دے دیا۔ تو قاضی فاضل نے سلطان سے انہیں خطیب شمس الدین کے ہاتھ ایک شاندار کے ہاتھ ایک لمبا جوڑا خط بھیجا جس میں اس نے کہا۔ جب سپرد کی جنگ کا ارادہ کرے تو خوب دعا مانگنا اور دوڑ اور حوادث کی مفتریانہ باتوں کو دہرا اور امور مجھے نصیحت کرنے والے ہیں اگر ان کے بارے میں کہا جائے کہ وہ بہت ہیں۔ تو ان میں سے اکثر جاری ہو چکے ہیں اور ان سے شرح صدر کر شاید ان سے سینہ کھل جائے اور خوش کن احوال کو واضح کر بلا شبہ اللہ کی عبادت پوشیدہ نہیں ہوئی۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ زمین میں عجیب وغریب کام ہوں جن کے متعلق امید کیا ہوا آدمی بھی نہیں جانتا جیسے اونٹ کو پیاس مار دیتی ہے۔ اور پانی اس کی پشت کے اوپر رکھا ہوتا ہے۔

رجز بیانی...... ہم اپنی ہتھیلیوں میں آگ لیتے اور لوگ نور حاصل کرتے ہیں اور ہم اپنے ہاتھوں سے پانی نکالتے ہیں۔اور دوسرے باتیں کرتے ہیں۔اور ہم اپنے سینوں میں شیر کھاتے ہیں اور دوسرے تصاویر پر اعتماد کرتے ہیں۔اور بدن ہماری پونجی کو اس دل کو اس عدل کے موقف میں واپسی کا سوال کرتے ہیں۔جو چھینی ہوئی چیز کو واپس کرتا ہے۔اور ہم اطاعت کا اظہار کرتے ہیں اور دلوں کے حصے کی طرح حصے پیتے ہیں اور ہمارا پہلا حال یہ تھا کہ ہم شام میں تھے ہم خود فتوحات کرتے تھے اور اپنی افواج سے آگے بڑھ کر کفار سے جہاد کرتے تھے۔ہم اور ہمارا والد اور ہمارا چچا پس کون سا شہر فتح ہوا اور دشمن کا کون سا قلعہ یا فوج یا اسلام کا میدان کارزار ہے جس میں اس کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے۔ہمارے کارناموں سے کوئی ناواقف نہیں اور دشمن انکار نہیں کر سکتے حملے پر کنٹرول کرتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔اور فوج کو اکٹھا کرتے ہیں۔اور تیاری کے بارے میں سوچتے ہیں۔شام کو وہ کارنامے ہوئے اور اجر ملا اور ہمارے لئے یہ بات نقصان دہ نہیں کہ ان کا ذکر کریں۔پھر ان کی ان باتوں کا کیا ذکر جو انہوں نے کفر کو شکست منکرات کو دور اور فرنگیوں کو تباہ کرے اور بدعات ختم کرنے کے بارے میں مصر میں کیا اور جو اس کا عدل پھیلا اور احسان کو نشر کیا اور جو بلاد مغرب و یمن اور نوبہ اور افریقہ میں عباسیوں کے خطبے قائم کئے۔

حماۃ روانگی...... جب خط ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے برا جواب دیا انہوں نے حاکم موصل سیف الدین غازی بن مودود سے جو نور الدین محمود بن زنگی کا بھائی تھا خط و کتابت کے ذریعے اپنے بھائی عز الدین کو اپنی فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ ان کے پاس آیا طبی بھی ان کے ساتھ مل گئے۔اور انہوں نے ناصر کی غیر حاضری اور قلعہ حمص میں اس کے اشتغال و تعمیر کے باعث حماۃ کا قصد کیا اور جب اسے ان کے متعلق اطلاع ملی تو وہ تھوڑی سی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آ گیا اور ان تک پہنچ گیا۔

صلح کی دعوت...... اور وہ بڑے لشکروں کے ساتھ تھے بس انہوں نے اس کا سامنا کیا فوج کی قلت دیکھ کر اسکو لالچ دیا اور اس نے رہا اور اس کو جنگ کا ارادہ کیا اور وہ انہیں چکر دیتا رہا۔اور انہیں ہمیں مصالحت کی دعوت دیتا رہا کہ شاید فوج اس سے آ ملے حتی یہ بھی کہا کہ صرف اکیلے دمشق پر قناعت کرتا ہوں اور میں وہاں ملک صالح اسماعیل کا خطبہ قائم کروں گا اور دیگر شام علاقے چھوڑ دوں گا۔مگر خادم سعد الدین کمشتکین نے مصالحت سے انکار کر دیا۔سوائے اس کے کہ وہ اس الرحبہ دے جو اس کے عمزاد ناصر الدین بن اسد الدین کے قبضے میں تھا اسنے کہا یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا اور نہ ہی میں طاقت رکھتا ہوں۔

پس انہوں نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔

صلاح الدین کے ساتھ جنگ...... اس نے اپنی فوج کا ایک دستہ بنالیا اور یہ ۱۹ رمضان المبارک اتوار کے دن قرون حماہ کے قریب کا واقعہ ہے۔اس نے بڑا استقلال دکھایا اور اسی دوران میں اس کا بھتیجا تقی الدین عمر بن شاہنشاہ آ گیا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی خروج شاہ بھی فوج کے ایک دستے میں تھا۔اس کی فوج غالب آ گئی ان پر اپنا رعب ڈالا وہ شکست کھا کر منہ پھر گئے اور اُس نے ان کے کچھ سرداروں کو قیدی بنالیا اور اعلان کیا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے اور زخمیوں کو نہ مارا جائے اور جو لوگ قید میں تھے ان کو رہا کر دیا۔

حلب کی طرف روانگی...... جلدی ہی وہ حلب کی طرف روانہ ہو گیا جہاں حالات بہت خراب تھے۔ان کو اپنے کئے کا انجام مل گیا تھا۔کہ کل وہ صلح کر رہا تھا اور آج وہ صلح کی درخواست چھوڑ کر واپس چلا جائے۔اس کے پاس حماہ حمص کے علاقے کے علاوہ المعرۃ کفر طاب اور ماردین کا علاقہ بھی اسی کے پاس رہے گا۔تو اس نے یہ بات قبول کر لی اور اپنے جنگ کے ارادے کو ترک کر کے قسم کھائی کہ اس کے بعد وہ بادشاہ صالح الدین سے جنگ نہیں کرے گا۔اور اپنے ملک کے تمام منابر ہر اس کے لئے دعا کرے گا اور اس کے بھائی مجد الدین نے بنی الدایہ کے متعلق شفارش کی کہ ان سے پہلے وصول کر لیں اور اس نے ایسا کر دیا اور پھر کامیاب کامران ہو کر واپس آ گیا۔

نئے امراء کی تقرری...... اور جب وہ حماہ میں تھا تو بادشاہوں نے مصر و شام کے مہرے اس کے پاس بھیجے اور اس نے ان کو اہل واقارب

میں خلعت کردے وہ ایک جشن کا دن تھا اور اس نے حماہ پر اپنے ماموں کے بیٹے اور اپنے داماد شہبان الدین کو نائب مقرر کیا پھر حمص کی طرف چلا اور اسے اپنے عمزاد ناصر کو دے دیا جیسا کہ اس سے پہلے وہ اس کے باپ اسد الدین شیرکوہ کے پاس تھا۔ پھر ذوالقعدہ میں بعلبک سے دمشق تک کا علاقہ بھی دے دیا۔

**جھوٹا نبی** ......اور اس دمشق کے صوبے مشفر البستی سب ایک شخص ظاہر ہوا جو مغربی تھا اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اُس نے کچھ غلط عادت، محال باتیں اور شعبدات اور بندنگیات دکھائے جس سے عوام اور جاہل لوگ فتنے میں پڑھ گئے۔ پس سلطان نے اس کی تلاش کی تو حلب کے صوبے کی طرف بھاگ گیا۔ اور ہر جاہل اُس کے پاس جمع ہوگیا۔ اس نے بہت سے کسانوں کو گمراہ کردیا۔ اور اس نے ایک عورت سے شادی کرلی جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ اور وہ کشادہ نالوں کے رہنے والے میں سے تھی اسنے اس کے متعلق معلوم کیا کہ اس نے بنی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان دونوں کا قصہ مسیلمہ اور سجاعر کے مشابہ ہوگیا۔

**کچھ متفرق واقعات** ......اس سال خلیفہ کا وزیر بھاگ گیا۔ اور اس کا گھر لوٹ لیا گیا۔ اور اس سال ابوالفرج ابن جوزی نے اس مدرسہ میں درس دیا۔ جس کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔ اور قاضی القضاۃ ابوالحسن بن الدامغانی اور فقہاء اور کبراء آپ کے پاس جافر ہوئے۔ اور یہ دن ایک جشن کا دن تھا۔ اور آپ کو قیمتی انعام دیا گیا۔

## اس سال میں وفات پانے والے مشاهیر

**روح بن احمد** [1] ......ابو طالب الحدثی جو ایک وقت بغداد کے قاضی القضاۃ رہے آپ کا بیٹا سرزمین حجاز میں تھا۔ جب اسے اپنے باپ کی موت کی اطلاع ملی تو وہ بیمار ہوگیا اور آپ کے چند دن بعد فوت ہوگیا آپ پر رفض کی تہمت تھی۔

**شملہ ترکمانی** [2] ......یہ بلاد فارس پر غالب ہوگیا اور نئے قلعے بنائے اور سلجوقیوں پر غالب ہوگئے تھے اور تقریباً بیس سال تک سب آپ کے ساتھ اچھے رہے پھر بعض ترکمانوں نے اسے جنگ کرکے قتل کردیا۔

**قیماز بن عبداللہ** [3] ......قطب الدین المستنجدی، آپ خلیفہ المستضی کے وزیر بنے اور آپ تمام افواج کے سالار تھے پھر آپ نے خلیفہ کے خلاف بغاوت کی اور دار الخلافت کا ارادہ کیا تو خلیفہ اپنی گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور اسنے عوام کو قیماز کے گھر کے لوٹنے کا حکم دیا اور اسے لوٹ لیا گیا اور یہ فقہاء کے فتوے سے ہوا پس وہ اور اس کے ساتھی جنگلات میں بھاگ گئے۔

---

(۱) (ابن الجوزی نے المنتظم ۱۰/۲۵۵ میں اور ابن الدبیثی نے الورقۃ ۱۵ مطبوطہ پیرس ۵۹۲۲ میں اور ذھبی نے تاریخ اسلام۔ الورقہ ۳۵ میں احمد ثابت ۱۲/۲۹۱۷، میں ان کا ذکر کیا ھے۔ علاوہ ازیں ابن الجوزی نے بدرالدین العینی سے نقل کیا ھے کہ ان پر رفض کی تہمت تھی۔ عینی عقود الجمان ۱۲، ۵۷۴، اور المختصر المحتاج الیہ ۲، ۲۹ اور محی الدین القرشی نے الجواھر المضیہ ۱/۲۴۱ میں ان کا ذکر کیا ھے)

(۲) (دیکھیں ابن الجوزی کی المنتظم ۱۰/۲۵۵ ان کے اپنے زمانے کی اطلاعات۔ اس کے علاوہ ابن اثیر کی تاریخ الکامل کی اکیسویں جلد وغیرہ۔ ذھبی کی تاریخ الاسلام ۳۵ احمد ثالث ۱۲/۲۹۱۷) اور العبر ۴/۲۱۱)

(۳) (دیکھیں ابن الجوزی کی المنتظم ۱۰/۲۵۵ اور ابن الفوطی کی الملقبین بقطب الدین کی تلخیص ۴ ترجمہ ۲۸۶۳ وغیرہ ذھبی کی تاریخ الاسلام ۳۶ احمد ثالث (۱۲/۲۹۱۷) اور العبر ۴/۲۱۱)

# واقعات ۵۷۱ھ

**صلاح الدین اور فرنگیوں کی صلح** ...... اس سال انگریزوں نے بادشاہ صلاح الدین سے جب کہ وہ مرج الصفر میں مقیم تھا۔ مطالبہ کیا کہ وہ ان سے صلح کر لے تو اس نے ان کی بات مان لی کیونکہ شام میں قحط تھا اور اس نے قاضی فاضل کے ساتھ اپنی فوج کو دریا مصر کی طرف روانہ کیا۔ تا کہ غلہ حاصل کر کے واپس آ جائیں۔

اور خود شام میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا اور قاضی کو بجائے اپنے کاتب الحماد پر بھروسہ کیا حالانکہ اسے اس سے زیادہ کوئی عزیز نہ تھا۔ اور سلیمی رضامندی سے عوض نہیں بنی لیکن ضروریات کے لئے احکام ہوتے ہیں۔ اور بادشاہ کا قیام شام میں تھا۔ اور قاضی کے ساتھ فوج کا روانہ کرنا عقلمندی تھی اور وہ خود ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ رہ گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی جیت کے ذمہ دار بن گئے۔

**سیف الدین کا خط** ...... نورالدین کے بھتیجے سیف الدین غازی حاکم موصل نے حلبیوں کی جماعت کو خط لکھا جس میں انہیں اس صلح پر شرمندگی جوان کے اور ناصرالدین کے درمیان ہوئی اس وقت وہ اپنے بھائی کے ساتھ جنگ کرنے اور محاصرہ کرنے میں لگا ہوا تھا اور عمادالدین زنگی سنجار میں تھا اور یہ کوئی اچھا کام نہ تھا اور اس کی اپنے بھائی کے ساتھ جنگ اس بات پر تھی کہ اس نے ملک ناصر کی اطاعت کرنے میں انکار کر دیا تھا، پس اس نے اپنے بھائی کے ساتھ اسوقت صلح کی جب اُسے ناصر اور اُس کے مددگاروں کا پتہ چلا پھر اس نے حلبیوں کو وعدہ توڑنے کی ترغیب دی تو انہوں نے اس سے جو وعدے کئے تھے اس کی طرف روانہ کر دیئے۔ اور اسے ان کی طرح دعوت دی تو اس نے ان کے خلاف اللہ سے مدد مانگی اور مصری افواج کو پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آ جائیں پس حاکم موصل اپنی افواج کے ساتھ آیا۔

**سیف الدین کا صلاح الدین کا ٹکراؤ** ...... اس نے اپنے چچا زاد ملک صالح عمادالدین اسماعیل سے ملاقات کی اور وہ بیس ہزار جانبازوں کے ساتھ باریک کمر کم نو گھوڑوں پر سوار ہو کر گیا اور ناصر بھی اس کی طرف روانہ ہوا اور وہ حملہ کرنے والے شیر کی طرح تھا۔ اس کے ساتھ صرف ایک ہزار حماۃ کے سوار تھے اور کتنی ہی چھوٹی جماعتیں تھیں لیکن حکم الٰہی سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں۔ لیکن مصری افواج ان کی طرح جان کر گئے اور اس کی مددگار لشکر بھی پہاڑوں میں تھے پس دونوں فریق اکٹھے ہوئے اور ایک دوسرے کو دعوت مقابلہ دی اور یہ ۱۰ اشوال جمعرات کا واقعہ ہے۔

**سیف الدین کی شکست** ...... آپس میں شدید جنگ کی یہاں تک کہ ملک ناصرالدین نے خود حملہ کیا اور شکست اللہ کے حکم سے ہوئی بہت سے اہل حلب اور موصل کو قتل کر دیا اور ملک سیف الدین غازی کے خیموں اور ذخائر پر قبضہ کر لیا۔ ان کی ایک جماعت کو قیدی بنا لیا۔ اور ناصر نے ان کے بدنوں اور سروں پر تنہائی ڈال کر انہیں چھوڑ دیا حالانکہ انہوں نے جنگ کے دوران انگریزوں سے مدد طلب کی تھی یہ بہادروں کے کام نہیں ہیں۔ اور بادشاہ نے سلطان غازی کے خیمے میں ان پنجروں کی موجودگی پائی جن میں گانے والے پرندے ہوتے ہیں۔ اور یہ اس کی شراب پینے والی نشست گاہ میں بھی پس جس شخص کا یہ حال اور عقیدہ ہو وہ کامیاب کیسے ہو۔ بادشاہ نے اسے اس کے پاس بھجوانے کا حکم۔ اور خط لے جانے والے سے کہا اس کے پاس پہنچنے اور سلام کرنے کے بعد کہنا ترے ان پرندوں سے مشغولی حاصل کرنا تجھے اس خوفناک حالت سے زیادہ پسند ہے جس میں تو مبتلا ہے۔

**سامان کی تقسیم** ...... اور اس نے ان سے بہت سی چیزیں حاصل کیں۔ اور انہیں اپنی مجلس والوں میں تقسیم کر دیا خواہ وہ غائب تھے یا حاضر تھے اور سیف الدین غازی کا خیمہ اپنے اس کے بھتیجے عزالدین فروخ شاہ بن نجم الدین کو دے دیا۔ اور اس کے خیمے میں جو لونڈیاں اور گانے گانے والی تھیں انہیں واپس کر دیا اور اس کے ساتھ ایک سو سے زیادہ گانے گانے والی ہوتی تھیں اور اس نے کھیل کود کے سامان کو بھی حلب کی طرف واپس کر دیا

اور کہا انہیں کہنا کہ یہ آلات تمہیں رکوع وسجود سے زیادہ محبوب ہیں اور اس نے مواصلہ کی فوج کو شرابوں اور کھیل کود کے سامان کی کثرت کے باعث شراب کی دوکان کی طرح پایا اور یہ ہر گناہ گار اور غافل اور بھول جانے والے کا طریقہ کار ہے۔

**فوج کی شرمندگی** ...... اور جب فوجیں حلب کی طرف واپس آئیں تو وہ بڑے ٹھکانے کی طرف پلٹ آئیں اور عہد توڑنے اور بادشاہ کی مخالفت کرنے پر پشیماں ہوئیں۔ اور انہوں نے شیر کے خوف سے شہر کو مضبوط کیا اور حاکم موصل نے بھی جلدی کی اور وہاں پہنچ گیا اور سچ نہ بولا یہاں تک کہ اس میں داخل ہو گیا۔

اور جب ناصر غنیمت کے مال سے فارغ ہو گیا تو وہ جلدی سے حلب کی طرف گیا۔ اور وہ بڑی طاقت میں تھا اس نے دیکھا کہ انہوں نے حلب کو مضبوط کر لیا ہے۔ اس نے کہا مصلحت کا تقاضہ یہ ہے۔ کہ ہم شہر کے اردگرد کے قلعوں کے فتح کرنے کی طرف سبقت کریں پھر ہم ان کی طرف واپس آئیں گے اور ان میں سے ہمارے لئے کوئی بھی رکاوٹ نہ ہوگی پس وہ ایک ایک قلعہ کو فتح کرنے لگا اور ان کی حکومت کیا کے ارکان کو ایک ایک کر کے گرانے لگا۔ پس اس نے مزاعہ اور منبج کو فتح کیا۔ پھر اعزاز کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور حلبیوں نے سنان کی طرف پیغام بھیجا تو اسنے بادشاہ کے قتل کے لئے ایک جماعت بھیجی اور ان میں سے ایک جماعت ساہیوں کے لباس میں اس کی فوج میں شامل ہو گئی اور انہوں نے شدید جنگ کی حتیٰ وہ ان سے مل گئے اور انہوں نے ایک دن موقعہ پالیا بادشاہ اور لوگوں سے بے خبر تھا ان میں سے ایک شخص نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر پر چاقو مارا مگر اس کو زدہ کے ذریعے سے اللہ نے بچالیا۔ چاقو اس کے گال پر لگا جس سے وہ معمولی زخمی ہوا۔ پھر حملہ کرنے والے نے بادشاہ کا سر پکڑ کر اسے زمین کی طرف ذبح کرنے کے لئے جھکایا جسے لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے پھر ایک دم وہ ہوش میں آئے اور حملہ کرنے والے کو پکڑ کر اس کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر اس نازک وقت میں ایک اور نے اس پر حملہ کر دیا لیکن وہ بھی قتل ہوا، تیسرا بھاگ گیا لیکن اسے بھی قتل کر دیا۔ اسی روز جنگ بند رہی پھر بادشاہ نے شہر کو فتح کرنے کا پکا ارادہ کیا اور آخر میں اس کو فتح کیا اور بھتیجے تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب کو وراثت میں دے دیا اور حلب والوں پر اس کا غصہ بڑھ گیا کیونکہ انہوں نے انہی حملے والوں کو بھیجا تھا اور انہوں نے اس پر دلیری کی تھی پس وہ آیا اور شہر کے سامنے جبل جوشن پر اتارا البادر قیہ کی چوٹی پر خیمہ لگا دیا اور یہ واقعہ ۱۵ ذوالحجہ کا ہے کہ اس نے اموال کو اکٹھا لیا اور بستی والوں سے ٹیکس لیا اور شہر میں کسی بھی چیز کے اندر یا باہر جانے کو روک دیا۔ اور اس کو گھیرے میں لے لیا حتیٰ کہ یہ سال گذر گیا۔

اور اس سال کے ذوالحجہ میں بادشاہ کا بھائی نوالدولہ بلاد سے یمن سے اپنے بھائی سے ملاقات کے شوق میں اس کے پاس لوٹ آیا۔ اور اس نے بہت سے مال حاصل کئے۔ اور سلطان اس سے خوش ہوا اور جب دونوں اکٹھے ہوئے تو نیک اور متقی بادشاہ نے کہا۔ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اور اس نے اپنے رشتہ دار کو شہر یمن پر نائب مقرر کیا اور بعض کہتا ہے کہ اس کی آمد مواصلہ کی جنگ سے پہلے ہوئی تھی وہ اپنی بہادری اور گھوڑ سواری کی وجہ سے فتح اور کامیابی کا سب سے بڑی وجہ تھا۔ اور اس سال ناصر کے بھتیجے تقی الدین عمر کی اپنے غلام بہاؤالدین قراقوش ایک فوج کے ساتھ شہروں مغرب کی طرف روانہ کیا۔ اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا۔ اور اس نے بہت سے مال حاصل کئے اور پھر مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور اس سال ابوالفتوح الواعظ عبدالاسلام بن یوسف بن محمد بن مقلد تنوخی دمشقی الاصل دمشق آیا، العماد نے جزیرہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ میرا دوست تھا اور تقریر کے لئے بیٹھا اور بادشاہ صلاح الدین بھی اس کے پاس آیا اور اس کے ترانے بھی بیان کئے اور اپنے ترانے بھی کہتا ہے۔

میری جان کے مالک اور امید کے بے انتہا اور دل وسوچ میں حاضر وگواہ تو نے مجھے مٹی میں سے پیدا کیا اور تو ہی اس کا خالق ہے، حتیٰ کہ میں ایک تصویر بن گیا تو نے میرے دل میں روشن روح جاری کر دی۔ وہ اس میں اسطرح چلتی ہے جیسے درخت میں پانی چلتا ہے تو نے مجھے چمکدار روح کی صفائی اس طاقت سے جمع کیا جسے تو نے معدن سے بنایا ہے اگر میں تجھ میں کھو جاؤں تو یہ میرے لئے فخر اور عزت ہے۔ اور اگر میں حاضر ہو جاؤں تو میرے سننے اور دیکھنے کا کیا کہنا اور اگر تو چھپ جاتے میری راحت وآرام تجھ ہی میں ہے اور اگر تو حرکت کرے تو میرا دل تجھ سے خطرے میں ہے کوں ظاہر ہوتا ہے تو میرے نشانات کو مٹاتا ہے۔ اور اگر تو مجھ سے غائب ہو جائے تو میں ان نشانات سے زندہ رہوں گا۔

# اس سال میں وفات پانے والے مشہور لوگ

**علی بن الحسن بن ھبتہ اللہ** [۱] ......ابن عساکر ابوالقاسم دمشقی آپ اکابر حفاظ حدیث میں سے تھے اور جو لوگ سننے کے ساتھ مجموع کے ساتھ تصنیف کے ساتھ اور اطلاع کے ساتھ اور اس کی اسانید و متون کے حفظ اور اس کے معلومات اور فنون کے مضبوط کرنے میں معروف ہوئے ہیں آپ ان کے بھی اکابر میں سے ہیں آپ نے ۸۰ جلدوں میں تاریخ شام تصنیف کی ہے۔ اور وہ آپ کے بعد ہمیشہ رہنے والی ہے اور آپ سے پہلے مؤرخین میں آپ جیسا کوئی کم ہی ہوا ہے۔ اور متأخرین میں سے آپ کے بعد آنے والے کو بھی آپ نے درماندہ کردیا ہے اور آپ اس میں بازی لئے گئے ہیں۔ اور جس شخص نے بھی اس میں خود فکر کی جو کچھ آپ نے اس میں بیان کیا ہے۔ اس نے تاریخ میں آپ کے زمانے میں اکیلا ہونے کا فیصلہ دیا ہے اور یہ پہاڑ کی چوٹیوں میں سے بلند چوٹی ہے اس کے ساتھ علوم حدیث میں آپ کی مفید کتب بھی ہیں جو عبارت اور تعریف کرنے والے طریقے پر مشتمل ہیں اور اطراف الکتب الستہ اور الشیوخ النبل اور تبیین کذب المفتری علی ابی الحسن الاشعری اور ان کے علاوہ چھوٹی بڑی تصانیف اور الاجزاء والاسفل بھی آپ کی کتابیں ہیں اور آپ نے حدیث کی تلاش میں بہت سفر کیے ہیں شہروں اور ملکوں کو پار کیا ہے اور آپ نے ایسی کتابیں تالیف کی ہیں آپ دماشقہ کے اکابر سرداروں میں سے تھے اور ان میں آپ کی امیری وسیع وشان والے اور بہت مال والے اور عطیات دینے والے لوگوں میں بہت بلند تھے۔

آپ کی وفات ۱۱ رجب کو ہوئی اور آپ کی عمر ۷۲ سال تھی۔ بادشاہ صلاح الدین آپ کی جنازہ میں شامل ہوا اور باب الصغر کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔ اور شیخ قطب الدین، نیشاپوری نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے اشعار بہت ہیں جن میں سے یہ اشعار ہیں۔

میرے نفس اب تو ٹھیک ہو جاؤ جوانی کا زمانہ اب نہیں ہے اب بڑھاپا آ گیا ہے اور جوانی ایسی چل گئی کہ گویا وہ آئی ہی نہیں تھی اور بڑھاپا ایسا لگتا ہے کہ گویا بڑھاپا ختم نہیں جائے گا۔ مجھے اپنے نفس نے دھوکہ دیا تھا۔ اور اب میری موت قریب آ چکی ہے کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ آخری میں اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کیا معاملہ فرمائیں گے۔

ابن خلکان نے بیان دیا ہے کہ آپ نے اس میں التزام لمالم یلزم کیا ہے اور وہ لام کے ساتھ رہے،'' اور آپ کے بھائی کا نام صائن الدین ھبتہ اللہ بن الحسن تھا جو محدث اور عالم تھے جس نے بغداد میں اسعد السنی کے پاس بہت عرصہ گذارا پھر دمشق آ کر الغزالیہ میں پڑھایا، اور وہیں ۶۳ کی عمر میں وفات پائی۔

---

(۱) (دیکھیں ایضاح المکنون ۱/ ۲۲۴، ابجد العلوم ۲/ ۳۷۵ اور ۳/ ۹۱، ۷۹۰ اور تتمة المختصر ۲/ ۳۳، ۱۳۲، تاریخ الخمیس ۲/ ۳۶۶ تذکرہ الحفاظ ۴/ ۳۴، ۱۳۲۸، بدران کی تہذیب تاریخ دمشق ۱/ ۷، ۱۰ تارخ بروکلمان ۲/ ۶۹، ۷۳، خورزمی کی جامع المسانیہ ۲/ ۵۳۹، خریتیں القصر (قسم الشعراء الشام) ۱/ ۲۷۴، ۲۸۰، الدارس لسنعیمی ۱/ ۱۰۱، ۱۰۰، دول السلام ۲/ ۸۵، الروضتین ۱/ ۱۰ اور ۲/ ۲۱، الزیارات به مشق ۷۳، شذرات الذهب ۴/ ۲۳۹، ۲۳۹ طبقات السبکی ۷/ ۲۱۵، ۲۲۳، طبقات اسنوي ۲/ ۱۷، ۲۱۶، طبقات الحفاظ ۴۷۴، العبر ۴/ ۲۱۲، ۲۱۲، کتب خانه ظاهر یه کے محظوطوں کی فهرست، کشف الظنون ۵۴، ۵۷، ۱۰۳، ۱۲۲، ۲۹۴، ۳۴۰، ۳۴۴، ۵۷۶، ۹۷۴، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۸۳۶، کنوز الدجداد ۳۰۶، ۳۱۳، المنتظم ۱۰/ ۲۱۱، معجم الادباء ۱۳/ ۷۳، ۸۷، مراۃ الزمان ۸/ ۱۴، ۲۱۲، المختصر ۳/ ۵۹، المستفاد بن ذیل تاریخ بغداد ۱۸۶، ۱۸۹، مراۃ الجنان ۳/ ۳۹۳، ۳۹۶، مفتاح السعادۃ ۱/ ۲۶۷، ۲۲۲ اور ۲/ ۳۵۲، منتخبات التواریخ ۴۷۸، ۴۷۹، معجم الطبوعات ۱۸۱، ۱۸۲، المنتخب بن محفوظات الحدیث ۷۹، ۸۴، النجوم الزاهرة ۶/ ۷۷، هدیة العارفین ۱/ ۷۰۲، وفیات الاعیان ۳/ ۳۰۹، ۳۱۱، الوافی بالوفیات خ ۱۹/ ق ۱۴۸، ۱۴۴ ابن عساکر کی کتاب دیکھیں نویں صدی هجری کے واقعات مطبوعه المجلس الاعلی لرعایة الفنون والداب والعلوم الاجتحاعیه فی سوریه، اسی میں ابن عساکر ی معجه بھی هے ان کی مولفات کے تذکرے کے ساتھ قدیم وجدید مراجع کا ذکر بھی هے)

# ۵۷۲ھ کے واقعات

اس سال کے آغاز ہی میں ناصر نے حلب کا محاصرہ کیا، تو انہوں نے اس تک رسائی حاصل کر کے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان سے مصالحت یعنی صلح کرے پس اس نے اس شرط پر ان سے صلح کی کہ حلب اور اس کے آس پاس صرف بادشاہ صالح کے لئے ہوں گے، تو انہوں نے یہ تحریر لکھ دی اور جب شام ہوئی تو بادشاہ صالح نے اسماعیل کو بھیجا کہ وہ اس سے مزیر قلعہ اعزاز مانگے اور اس کی چھوٹی بہن خاتون بنت نورالدین کو بھی بھیجا تا کہ وہ امیروں سے مطالبہ کے قبول کرنے پر زیادہ منوائے اور ان سے بخشش حاصل کرے اور بادشاہ نے اس بچی کو دیکھا تو کھڑا ہو گیا۔ اور اُسنے زمین کو چوما تو بادشاہ نے اس کے مطالبے کو قبول کیا، اور اسے جواہرات اور بہت سے تحفے دیئے۔ پھر حلب سے چلا گیا۔ اور اس نے ان لوگوں کی طرف جانے کا ارادہ کیا جنھوں نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی تھی، پس بادشاہ نے اس کے قلعے کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور لوگوں کو قتل کیا بہت سوں کو قیدی بنایا، اور جانوروں کو پکڑ لیا اور بکریاں چرانے والوں کو بھی قیدی بنالیا تھا۔ اور گھروں کو گرادیا۔ پھر اس کے ماموں شہاب الدین محمود بن تتش حماۃ کے حاکم نے ان کے بارے میں سفارش کی کیونکہ وہ اس کے پڑوسی تھے تو اس نے اس سفارش کو قبول کیا اور بعلبک کے نائب امیر شمس الدین محمد بن الملک مقدم نے جو کہ دمشق کا نائب تھا، فرنگیوں کی ایک جماعت اس کے سامنے پیش کی گئی جنھوں نے اس کی غیر حاضری میں فساد اور تباہی کی تھی، جس کی وجہ سے اس کے دل نے فرنگیوں کے خلاف جنگ کرنے پر اسے مجبور کیا۔ پس اسماعیل مزائیوں نے سنان کے لوگوں کے ساتھ صلح کر لی پھر دمشق واپس آ گیا۔ تو اس کے بھائی شمس الدولہ توران شاہ نے اس کا استقبال کیا تو اس کو معظم کا لقب دیا گیا پھر ناصر نے مصر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور قاضی کمال الدین شہر روزی بھی اسی سال ۶ محرم کو وفات پا گئے آپ بہترین بزرگوں میں سے تھے اور نورالدین کے بہت ہی خاص آدمی تھے۔ اس نے جامع اور دارالقرب کے خیال اور دیواروں کی تعمیر اور عام انتظام کی نگرانی آپ کے ذمے رکھ دی تھی۔ اور جب آپ وفات ہونے لگے۔

تو آپ نے اپنے بھتیجے ضیاء الدین بن تاج الدین شہر روزی کو قاضی بنانے کی وصیت کی حالانکہ وہ آپ سے ناراض تھا، کیونکہ آپ کے اور اس کے درمیان اس وقت سے ناراضگی پائی جاتی تھی جب صلاح الدین نے اسے دمشق میں قید کیا تھا۔ اور آپ کی مخالفت کرتا تھا پھر بھی آپ نے اپنے بھتیجے کے لئے وصیت جاری کی اور وہ اپنے چچا کے طریقے پر ختم ہونے والی حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔

اور سلطان کے دل میں شرف الدین ابو سعید عبداللہ بن ابی عصرون الحلبی کو قاضی بنانے کی ناراضگی رہی۔ اس نے بادشاہ کی طرف دمشق کی طرف ہجرت کی تھی۔ اور اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے دمشق کا قاضی بنائے گا۔ اور اس نے اس کے متعلق قاضی فاضل سے خفیہ طور پر بات کی اور فاضل نے ضیاء کو مشورہ دیا کہ وہ اس عہدے سے استعفیٰ دے دے تو اس نے استعفیٰ دے دیا، جو منظور کر لیا گیا۔ اور اس نے بیت المال کی وکالت بھی اس کے لئے ترک کر دی اور بادشاہ نے ابن ابی عصرون کو اس شرط پر قاضی مقرر کیا کہ وہ قاضی محی الدین ابوالمعالی محمد بن زکی ان کو نائب مقرر کرے تو اس نے اسے ہی کہا۔ اس کے بعد فی الدین ابو حامد بن ابی عصرون اپنے باپ کی عزت کے بدلے میں اس کے دیکھنے کی کمزوری کی وجہ اختیار والا قاضی بن گیا۔

اور اس سال صفر میں بادشاہ ناصر نے حزم پس کو بستی کو خانقاہ غزالیہ پر اور اس میں شرعی علوم سے مشغولیت کرنے والے پر اور دینی علوم کی ضروریات پر وقف کیا۔ اور اس کی استاد قطب الدین نیشاپوری کو نگران مقرر کیا۔ اور اس ماہ میں سلطان ناصر نے الست خاتون عظمت الدین بنت فی الدین انر سے نکاح کیا یہ نورالدین کی بیوی تھی۔ اور قلعہ میں رہتی تھی، اور اس کا بھائی امیر الدین انر نے اس سے اس کے نکاح کی ذمہ داری کی اور قاضی ابن عصرون اور اس کے ساتھی نکاح میں شامل ہوئے اور ناصر نے یہ شب اور اس کے بعد کی رات اس کے ساتھ گزاری اور دو دن بعد مصر کی طرف چلا گیا اور وہ جمعہ کے روز نماز سے پہلے سوار ہوا اور مرج الصفر میں اترا پھر آگے روانہ ہوا اور شام کا کھانا صفین کے قریب کھایا۔ پھر اسی سال ۱۲ ربیع الاول کو ہفتے کے روز مصر میں داخل ہوا اور اس کے بھائی اور مصر کے نائب بادشاہ عادل سیف الدین ابو بکر نے بحر القلزم کے پاس اس کا استقبال کیا۔ اور اس نے قسم قسم کے کھانوں کے بہت تحفے تھے، اور العماد کاتب بھی بادشاہ کے ساتھ تھا۔ اور وہ اس سے پہلے دریائے مصر میں نہیں آیا تھا، پس وہ اس کی محاسن

اور اس کے خاص خاص خوبیوں کو بیان کرنے لگا، اور اس کے احرام کا ذکر کیا، اور اس کی کئی قسم کی مثالیں دیں۔ اور اس میں بہت مبالغہ کیا جیسے کہ الروضتین میں بیان ہے۔

اس سال شعبان میں ناصر اسکندریہ گیا اور اپنے بچے فاضل علی اور عزیز عثمان کو حافظ سلفی سے قرآن سنوایا، اور ان دونوں کے ساتھ تین دن جمعرات جمعہ ہفتہ چار رمضان کو اس کے پاس گیا اور ناصر نے سب روزے وہیں رکھنے کا ارادہ کیا، اور شہر کی دیوار کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی اور اس نے بحری بیڑوں کی بنانے اور ان کی مرمت اور اسے سپاہیوں کے بھرتی ہونے کا حکم دیا جن کو بحری جزائر سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اور انہیں بہت سی بحری بیڑے، مال اور رقم مہیا کی جو ان سب کاموں کے لئے کافی تھی، اور رمضان ہی میں قاہرہ واپس آ گیا اور روزے پورے کئے۔

اور اس سال ناصر نے حضرت امام شافعیؒ کی قبر پر شافعیہ کے لئے ایک مدرسہ تعمیر کرنے کا حکم دیا، اور شیخ نجم الدین الخبو الشانی کو اس کا مدرس اور ناصر مقرر کیا، اور اس سال اس نے قاہرہ میں ہسپتال تعمیر کروانے کا حکم دیا۔ اور اس سال قلعہ کے نائب موصل امیر مجاہد الدین قیماز نے ایک خوبصورت جامع ایک خانقاہ اور ایک مدرسہ اور ہسپتال موصل کے باہر تعمیر کیا اس کی وفات ۵۹۵ھ تک مؤخر ہو گئی اور جن کا ہم نے ذکر کیا ہے ان کے علاوہ بھی اس میں مقصد مدارس خانقاہیں اور جامعیں ہیں اور وہ لوگ دیندار تھے، اور اس سال خلیفہ نے بیماروں کو بغداد کی ایک جانب نکال دینے کا حکم دیا۔ تا کہ وہ صحت مندوں سے الگ رہیں ہم اللہ تعالیٰ سے صحت کی دعا کرتے ہیں۔

اور ابن جوزی نے المنتظم میں ایک عورت کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ کہتی ہے کہ میں راستے میں جا رہی تھی تو جب میں ایک مرد کے پاس سے گذری تو اس نے مجھے روک لیا میں نے اس سے کہا تو اس نے مجھ سے جو کچھ کہا وہ لکھتے اور گواہی کے بغیر نہ ہوگا۔ چنانچہ اس نے حاکم کے پاس جا کر مجھ سے نکاح کر لیا اور میں ایک عرصہ تک اس کے پاس رہی اس کو پیٹ کے پھولنے کی بیماری ہو گئی۔ ہم نے اس کا بہت خیال کیا اور علاج بھی کیا پھر کچھ عرصہ کے بعد اس کا ایک بچہ ہوا جس میں ایک عجیب بات یہ تھی کہ وہ خنثیٰ مشکل تھا۔

## اس سال فوت ہونے والے مشہور و معروف لوگ

**علی بن عساکر**[1] ...... ابن الحرجب بن العلوم ابوالحسن البطائحی المقری اللغوی، آپ نے حدیث کا سماع کیا، اور کرایا، اور آپ کو نحو کی بھی اچھی واقفیت تھی، اور لغت کی بھی، آپ کی کتابیں بغداد میں مسجد ابن صرارہ کے لئے وقف کر دیں آپ کا شعبان میں ۸۰ سال سے زیادہ عمر میں انتقال ہوا۔

**محمد بن عبداللہ**[2] ...... ابن القاسم ابوالفضل، دمشق کے قاضی القضاۃ، کمال الدین شہرزوری موصلی، وہاں آپ نے شافعی مذہب کے لوگوں کے لئے ایک مدرسہ وقف کر دیا تھا اور دوسرا مدرسہ نصیبین میں ہے اور آپ نہایت دینار، امانت دار، عالم اور فاضل تھے، آپ دمشق میں نورالدین

(۱) (غایۃ الرواۃ ۲/۲۹۸، تلخیص ابن مکتوم ۱۴۲، تبصیر المنتبہ ۴/۱۲۷۵، دول الاسلام ۲/۸۲، ذیل طبقات الحنابلہ ۱/۳۳۳، شذرات الذھب ۴/۲۴۲ طبقات ابن قاضی شھبہ ۲/۱۶۹، العبر ۴/۲۱۵، غایۃ النھایہ ۱/۵۵۲، الکامل ۱۱/۵۴۳ (۵۷۲ھ کے واقعات) المنتظم ۱۰/۲۶۷، معجم الادباء ۱۴/۲۲/۲۱، معرفت القراء الکبار ۲/۵۴۴، المشتبہ ۵۹۲، النجوم الزاھرۃ ۶/۸۰ بطائحہ بطائح نامی ایک گاؤں کی طرف نسبت ھے جو واسط اور بصرۃ کے درمیان واقع ھے معجم البلدان میں یاقوت حموی نے لکھا ھے کہ اس کو بطائح الواسط اس لئے کہتے ھیں کیونکہ یہاں سے پانی بہتے ھیں پہلے یہ آبادی میں اور متصل گاؤں تھا)

(۲) (حسب ذیل کتابوں میں ... ابوشامہ الشامی ۲/۳۴۳ ... ابن اثیر کی الکامل ۱۱/۱۸۰، ابن تغری بردی کی النجوم ۶/۸۰، المنتظم میں ابن جوزی نے ۱۰/۲۶۸، وفیات میں ابن خلکان نے ... شذرات میں ابن العماد نے ۴/۲۴۳ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ھے علاوہ ازیں ابن الوردی نے تتمۃ المختصر ۲/۸۷، تاریخ الاسلام ۱۲۲ میں ذھبی نے (احمد ثالث ۷/۲۹۱۷/۱۴) سبط ابن الجوزی نے مراۃ ۸/۳۲۰ السبکی نے طبقات الکبری ۶/۱۱۷ میں)

شہر بن زنگی کے زمانے میں قاضی مقرر ہوئے اور اس نے آپ کو وزیر بھی بنایا جیسا کہ ابن الساعی نے اس کے بارے میں بیان دیا ہے کہ وہ پیغام رسانی کرنے کے لئے آپ کو بھیجتا تھا۔ اور آپ نے ایک دفعہ خلیفہ المقتفی کو ایک واقعہ لکھا اور جس پر لکھا تھا، محمد بن عبداللہ الرسول، تو خلیفہ نے اس کے نیچے لکھا ﷺ میں کہتا ہوں کہ نورالدین نے جامع، دارالغرب اور دیواروں کی نگرانی آپ کے سپرد حوالے کی تھی اور آپ کے لئے ہسپتال اور مدارس تعمیر کئے، آپ کی وفات اس سال محرم میں دمشق میں ہوگی۔

**شمس الدین خطیب**...... ابن الوزیر ابوالضیاء خطیب اور مصر کے وزیر کا بیٹا، آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے صلاح الدین کے حکم سے دیار مصر میں خلیفہ المستضی بامراللہ عباسی کا خطبہ دیا پھر آپ نے اس کے ہاں مرتبہ حاصل کیا، حتیٰ کہ اس نے آپ کو اپنے اور خلیفوں کے بادشاہ کے درمیان سفیر بنادیا، آپ رئیس مطاع اور قابل تعریف سخی تھے شاعروں ادیبوں میں آپ کو اپنا کلام سناتے پھر ناصر نے آپ کی جگہ بادشاہ کے حکم سے شہرزوری کو مقرر کردیا۔ اور اس کا کام مقرر رہا۔

## ۵۷۳ھ کے واقعات

اس سال ملک ناصر نے قلعہ جبل اور قاہرہ اور مصر کے گرد دیوار تعمیر کرنے کا حکم دیا، چنانچہ قلعے کو بادشاہ کے لئے تعمیر کیا گیا اور مصر کے لوگوں کے لئے اس کی مثال اور اس کی شکل کا کوئی قلعہ نہ تھا۔ اور اس کی تعمیر کا کام امیر بہاؤالدین قراقوش کے سپرد کیا گیا۔ اور اس سال مسلمانوں کے خلاف الرملہ کا معرکہ ہوا۔ اور اس سال جمادی الاول میں بادشاہ ناصر مصر سے انگریزوں سے جنگ کرنے گیا۔ اور شہر در ملا تک پہنچ گیا جہاں اس نے قیدی بنائے اور غنیمت حاصل کی، اس کی فوج بستیوں اور محلوں میں پھیل گئی اور وہ فوج کے ایک دستے کے ساتھ اکیلا رہ گیا، تو انگریزوں نے جانبازوں کے ایک لشکر کے ساتھ اس پر حملہ کردیا اور وہ بڑی کوشش کے بعد جان بچا سکا پھر فوج اس کے بعد واپس آئی اور کچھ دنوں بعد اس کے پاس اکٹھی ہوگئی، اور اس کی وجہ سے لوگوں نے جھوٹی خبریں پھیلائیں لیکن مصر والوں نے نہ مانا یہاں تک کہ اسے دیکھ لیا اور معاملہ اس کے کہنے کے مطابق ہوا کہ میں واپسی کے بجائے غنیمت سے راضی ہوگیا۔ اس کے باوجود شہروں میں سلطان کی سلامتی کے خوشیوں میں شادیانے بجانے لگے اور یہ جنگ دس سال بعد ہوئی یہ یوم حطین ہے اور بادشاہ نے اس جنگ میں بڑی مردانگی دکھائی۔ اور اس نے بادشاہ ناصر تقی الدین کے پاس قیام کیا۔

اور اس کا دوسرا بیٹا قتل ہوا۔ اور وہ نوجوان تھا جس کی جوانی ابھی تازہ تھی۔ اس نے قتل ہونے والے پر غم کیا، اور ایوب کی طرح صبر دکھایا اور داؤد کی طرح نوحہ کیا، اور دو عالم بھائی ضیاء الدین عیسیٰ اور ظہیرالدین بھی قید ہوگئے۔ دو سال بعد بادشاہ نے ۹۰ ہزار دینار دیئے کر چھڑوا دے اور اس سال حلب کی حکومت میں گڑبڑ ہوگئی۔ اور سلطان ملک صالح اسماعیل بن نورالدین نے خادم کمشتکین کو گرفتار کرلیا۔ اور اسے قلعہ حرم کے حوالے کرنے کا پاسند کیا۔ اور وہ قلعہ اس کا تھا۔ اس نے اس بات سے انکار کیا۔ تو اسے الٹا کر کے لٹکا دیا گیا اور ناک میں دھواں کردیا گیا جس سے مرگیا۔ اس سال فرنگیوں کے بادشاہوں میں سے ایک بڑے بادشاہ کی غیر حاضری میں اس کے نائبین کے اپنے شہروں میں مشغول ہونے کی وجہ سے شام پر قبضہ کے ارادے سے العماد کاتب کا بیان ہے۔ کہ انگریزوں کی صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جب ان کے بادشاہوں میں سے بڑا بادشاہ آئے تو وہ اسے ہٹانہیں سکتے ہیں۔ اور وہ ان کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے اور اس کی مدد کریں اور جب وہ ان کو چھوڑ کر واپس چلا جائے گا تو صلح پہلے کی طرح قائم ہو جائے گی پس اس بادشاہ نے جملہ انگریزوں کے ساتھ شہر حماۃ کا ارادہ کیا۔ اور اس کے حکمران بادشاہ کا ماموں شہاب الدین محمود بیمار تھا۔ اور نائب بھی دمشق اور جو اس کے ساتھ امیر تھے وہ اپنے اپنے شہروں مشغول تھے قریب تھا کہ وہ شہر پر قبضہ کر لیتے لیکن چار دن کے بعد انہیں شکست دی اور وہ حارم کی طرف پلٹ گئے۔ اور اس پر قبضہ کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ پھر حاکم حلب ملک صالح نے انہیں اس سے دور کیا اور جو مال اور قیدی انہوں نے اس سے طلب کئے انہیں دے گئے اور بادشاہ ناصر کا ماموں شہاب الدین محمود حاکم حماۃ فوت ہوگیا۔ اور اس کے تین دن پہلے اس کا بیٹا تتش فوت ہوا۔ اور جب بادشاہ ناصر

نے انگریزوں کے حارم آنے کی خبر سنی تو وہ مصر سے شام کے شہروں کی طرف جانے کے لئے نکلا اور ۱۴ شوال کو دمشق میں آ گیا۔ اور الحماد کاتب اس کے ساتھ اور قاضی فاضل حج کے باعث مصر میں پیچھے رہ گیا۔

اور اس ماہ ناصر کو قاضی فاضل کا خط آیا کہ اس کے ہاں بیٹا ہوا ہے۔ اور وہ ابو سلیمان داؤد ہیں۔ اور اس کے ذریعے اس کے بارہ بیٹے ہو گئے۔ اور اس کے بعد بھی اس کے یہاں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور وہ (۱۷) لڑکے اور ایک چھوٹی لڑکی جس کا نام مؤنسہ تھا چھوڑ کر مر گیا۔ مؤنسہ سے اس کے عمزاد ملک کامل محمد بن عادل نے نکاح کیا۔

اس سال بغداد میں یہود اور عوام کے درمیان بڑی جنگ ہوئی اس کی وجہ یہ بھی کہ ایک مؤذن نے گرجا کے پاس اذان دے دی۔ اور ایک یہودی نے اسے گالیاں دیں اور اس سے اور سخت کلامی کی مسلمان نے بھی اسے گالیاں دیں اور دونوں لڑ پڑے مؤذن نے آ کر اس کی کچہری میں شکایت کر دی جس سے حالات خراب ہو گئے لوگ جمع ہو گئے اور فساد پیدا ہو گیا۔ اور جب جمعہ کا وقت آیا تو بعض جوامع میں لوگوں نے خطباء کو روک دیا۔ اور جلدی سے باہر جا کر عطاروں کے بازاروں کو جن میں یہودی رہتے تھے اسے لوٹ لیا اور یہودیوں کے گرجے کو بھی لوٹ لیا پولیس انہیں روکنے کی ہمت نہ کر سکی خلیفہ نے عوام کے کچھ آدمیوں کو پھانسی دینے کا حکم دیا پس رات کو ان شریروں کی جماعت کو جو قید خانوں میں تھی باہر نکالا گیا اور ان کا قتل واجب ہو چکا تھا انہیں پھانسی دی گئی اور بہت سے لوگوں نے خیال کیا کہ یہ اس واقعہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ تو لوگ سکون سے خالی ہو گئے اس سال خلیفہ عضد الدولہ کا وزیر ابن رئیس الرؤساء ابن المسلمی روانہ ہوا تو لوگ اسے رخصت کرنے کے لئے نکلے۔ تو تین نقاب پوش اس کی طرف بڑھے اور اس کے پاس بال بھی تھے پس ان میں سے ایک آہستگی کے ساتھ اس کی طرف بڑھا تا کہ اسے بال پکڑائے پس اس نے اسے کسے سے پکڑ لیا اور چاقوں سے کئی ضربیں لگائیں۔ اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے نے اس پر حملہ کیا۔ پس انہوں نے اس کے ٹکڑے کر دیے اور اس کے ارد گرد جو جماعت تھی اسے زخمی کر دیا اور تینوں کو فوری طور پر قتل کر دیا۔ اور وزیر کو اٹھا کر اپنے گھر لایا گیا۔ وہ اسی روز مر گیا اور یہ وہی وزیر ہے جس نے وزیر ابن ہبیرہ کے دو بیٹوں کو قتل کیا اور پھانسی دی تھی پس اللہ نے اسے اس پر مسلط کر دیا۔ جس نے اسے قتل کر دیا۔ اور جیسے تو کرے گا۔ ویسا بھرے گا۔

## اس سال میں وفات پانے والے مشہور معروف لوگ

**صدقہ بن الحسین** [1]......ابو الفرج لوہار، آپ نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور عالم بنے اور فتوے دیئے اور شعر کہے۔ اور کلام کے بارے میں گفتگو اور آپ کی تاریخ بھی ہے۔ آپ نے اپنے پیر ابن الزاغونی پر مضمون لکھا ہے جس میں عجیب وغریب باتیں ہیں۔ اہل الساعی نے بیان کیا ہے کہ آپ عالم، فاضل آدمی تھے اور کتابت کی تنخواہ سے کھانا کھاتے تھے۔ اور بغداد میں البدریہ کے پاس ایک مسجد میں قیام کرتے تھے۔ اس میں آپ امام تھے اور آپ زمانہ اور زمانہ والوں کو شرمندہ کرتے تھے۔ اور میں دیکھتا کہ ابن جوزی المنتظم میں آپ کی خدمت کرتے تھے۔ اور آپ پر بری بری باتوں کی تہمت لگاتے اور آپ نے ان کے اشعار بھی بیان کئے ہیں جن میں ابن الراوندی سے نزدیکی میں پائی جاتی تھی۔ واللہ اعلم۔ آپ اس سال ربیع الاول کے آخر میں ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور آپ کو باب الحرم میں دفن کیا گیا۔ آپ کے متعلق بڑے خواب دیکھے گئے ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت میں خیر وعافیت کی دعا کرتے ہیں۔

---

(۱) ابن الجوزی کی المنتظم ۲۷۶/۱۰، ابن الاثیر کی الکامل ۱۸۳/۱۱، تاریخ ابن الایشی ۴۸ پرس ۵۹۲۲، ذیل میں ابن رجب ۳۳۹/۱، شذرات ۲۵۵/۴ میں ابن العماد نے تاریخ الاسلام ۴۸ (احمد ثالث ۲۹۱۶۷/۱۲) میں ذھبی نے مراۃ ۳۳۲/۸ اور میدانی طر ۲۳۹ میں سبط ابن جوزی نے عقد الجمان ۲۰۸۱۶ میں عیسی نے اور تاریخ ابن الایشی جلد اول کے علامہ ۲۰/۱ پر ان کا ذکر کیا گیا ہے)

**محمد بن اسعد بن محمد**[1] ......ابو منصور العطار، آپ حفدہ کے نام سے مشہور ہیں آپ نے بہت سماع کیا۔ اور فقہ سیکھی اور مناظرے کے لئے اور فتوے دیے۔ اور بہت پڑھایا۔ بغداد آ کر وہیں وفات پائی۔

**محمود بن تنش شہاب الدین الحارمی** ......سلطان صلاح الدین کے ماموں، آپ بہترین امیروں اور بہادروں میں سے تھے۔ آپ کے بھانجے نے حماہ آپ کو جاگیر میں دیا۔ اور انگریزوں نے اس کو گھیرے میں لے لیا۔ آپ اس وقت بہت بیمار تھے۔ بس اسی وجہ سے انگریزوں نے حماہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد کچھ شہریوں کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے شہریوں نے بہادری دکھائی اور ان کوں نامراد واپس کر دیا۔

**فاطمہ بنت نصر العطار** ......آپ سادات عورتوں میں سے تھیں اور مخزن مؤلف کی بہن کی نسل سے تھیں اور پردہ کرنے والی، تقویٰ اختیار کرنے والی اور عبادت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں کہا جاتا ہے کہ آپ صرف اپنے گھر سے تین دفعہ باہر نکلیں اور خلیفہ وغیرہ کے گھر گئیں۔

## ۵۷۴ھ کے واقعات

اس سال قاضی فاضل نے ناصر کو اس کے بارہ بادشاہ بیٹوں کی سلامتی کا خط بھیجا جس میں لکھا تھا۔ کہ وہ اللہ کے فضل سے خوش و خرم زندگی گذار رہے ہیں۔ اور بہر حال یہ ان کے والد کی برداشت اور صبر کا نتیجہ ہے کہ جس نے ان کی جدائی اور دوری پر صبر کیا اور یہ اس کی عقلمندی ہے۔ اور یہ اللہ کی طرف امتحان ہے اور ایک بڑی نعمت ہے کیا مالک یہ چاہتا ہے کہ اسے عزت دی جائے اور وہ اپنے بیٹوں کو دیکھنا چاہتا ہے۔ کیا اس کا دل ان کو دیکھنے کا شوق نہیں رکھتا۔ یہ پرندہ ان کے دل کو نہیں دھڑکائے گا اور آقا کو اللہ سلامت رکھے اسے پناہ چاہئے۔

میرا دل ان کی محبت میں دھڑکتا ہے لیکن برداشت کرنا پڑ رہا ہے

اور اس سال صلاح الدین نے مکہ کے حاجیوں سے ٹیکس ساقط کر دیئے۔ حالانکہ ان سے بہت کچھ وصول ہوتا ہے۔ اور ادائیگی نہ کرنے پر قید کر لیا جاتا ہے اور بعض اوقات اسے عرفہ میں ٹہل نے بھی نہیں دیتے اور اس نے مکے کے امیر کو اس کے بدلے مال دیا۔ یعنی مصر میں اسے جاگیر دی اس کے ساتھ ہر سال آٹھ ہزار ارب مکہ لائے جائیں تاکہ وہ اس کے اور اس کے تابعین یعنی پیروی کرنے والوں کے لئے مددگار ہوں۔ اور اس کے ہاتھ جڑے ہوؤں کو آسانی کا باعث ہے اور اسی طرح اس نے جڑے ہوئے لوگوں کے لئے غلے مقرر کیے جو ان کے پاس آتے تھے۔ (رحمہ اللہ)

**ابن اثیر کا بیان** ......اس سال میں امیر شمس نے بعلبک میں بغاوت کر دی اور سلطان کی خدمت میں حاضر نہ ہوا، وہ حمص میں فروش تھا جس کی وجہ سے سلطان شاہ نے اس سے بعلبک مانگا تو اس نے دے دیا، اور ابن مقدم نے اس سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ سلطان نے خود آ کر بغیر جنگ کے کرہ ڈالا اور ابن مقدم کو اس کے بدلے میں بہت سی اشیاء دیں اور وہ باہر نکل گیا۔ تو اسے توران شاہ کے حوالے کر دیا گیا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ اس سال بارش بہت کم ہوئی۔ جس کی وجہ سے گرانی مہنگائی ہوگئی جس کے اثرات عراق شام رہا اور مصر میں ۵۷۵ھ تک ہے پھر بارش ہوئی اور چند چیزیں سستی ہوگئیں۔ ان کے بعد سخت بیماری آئی۔ اور ایک اور مرض شام کے آخری حصوں پر حاوی ہوگیا جو ۵۷۶ھ میں دور ہوا۔ اس کی وجہ سے بہت سے لوگ مر گئے جن کو صرف اللہ جانتا ہے۔ اور اس سال رمضان میں خلیفہ کے ساتھی صلاح الدین کے پاس آئے اور اس کے اسماء میں اور امیر المومنین کا زمانہ ہوا۔ اور اس کے بھائی توران شاہ کو مصطفیٰ امیر المؤمنین کا لقب لیا۔

---

(۱) (حلب کا حکمران ابو الفتح اسماعیل جیسا کہ اس کا ذکر ۲۱ حصے میں بھی آئے گا۔ اس کے علاوہ التجیر ۲/۹۰، ۸۹، تلخیص مجمع الادب ۸۹، ۹۱ ج ۲۵۴، تذکرہ الحفاظ ۴/۳۴، ۱۳۳۳، دو الاسلام ۲/۸۵، شذرات الذهب ۴/۲۴۰ طبقات السبکی ۶/۹۳، ۹۲، طبقات الاستوی ۱/۴۲، ۴۴۱، العبر ۴/۲۱۳، المنتظم ۱۰/۲۷۹، ۵۷۳ھ کی وفیات المختصر المحتاج الیہ ۱/۲۶، النجوم الزاھرۃ ۶/۷۷، وفیات الدعیان ۴/۳۹، ۲۳۷، الوافی بالوفیات ۲/۲۰۳، ۲۰)

**فروج شاہ**......اس سال ناصر نے اپنے بھتیجے فروج شاہ شہنشاہ کوان فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا جنہوں نے بغداد کے اردگرد علاقوں قتل وغارت شروع کررکھی تھی۔ جاتے وقت ناصر نے کہا کہ وہ نرمی کا سلوک کرے۔اور جبتک وہ فرنگی اس کے پاس نہ آئے تو وہ ان سے جنگ نہ کرے لیکن جب فرنگیوں نے اسے دیکھا تو مستی میں آکر خود ہی جنگ شروع کردی۔ جس کی بنیاد پر انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔اور فرنگیوں کے بادشاہوں میں سے الناصرۃ النفری کا حکمران قتل ہوگیا۔ جوان کے بڑے بہادر بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ وہ جنگ کو روک نہیں سکتا تھا پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ قتل ہوا۔ پھر ناصر اپنے بھتیجے کے پیچھے لگا لیکن وہ ابھی راستہ میں اکوۃ تک نہیں پہنچا تھا کہ اسے دور سے نیزوں پر سر اور غنائم اور قیدی نظر آئے جن کے پیچھے اس کے بھتیجے کا لشکر تھا۔

**قلعہ دادیہ**......اوراس سال فرنگیوں نے دادیہ کے لئے قلعہ بتایا سے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ لڑے اور انکار راستہ روکنے کا ارادہ بنادیا۔اور فرنگیوں کے بادشاہوں نے صلاح الدین کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کو توڑ دیا۔فرنگیوں نے ہر طرف سے شہروں کے اردگرد علاقوں پر حملے کئے تاکہ مسلمان اس وعدہ خلافی سے بے خبر ہیں جس کی وجہ سے مسلمان بکھر گئے۔

پس سلطان نے اپنے بھتیجے عمر کو حماہ پر مقرر تھا۔اور اس کے ساتھ ابن مقدم اور سیف الدین علی بن احمد المسطوب کو البقاع کے اردگرد پر مقرر کیا اور فرنگیوں کے خلاف جنگ لڑنے کے لئے اپنے نائب کو اپنے بھائی ملک ابوبک کے پاس پندرہ سو سوار کی مدد حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ اور فرنگیوں کو حکم بھیجا کہ وہ الداویہ کے لئے بنایا ہوا، قلعہ ڈھادیں لیکن فرنگیوں نے انکار کردیا اور کہا کہ اس قلعے کی تعمیر پر جو خرچ ہو چکا ہے وہ انہیں دے دیں تو اس نے پہلے ساٹھ ہزار دینار دیئے جو انہوں نے قبول نہ کئے تو دوبارہ ایک لاکھ دینار دے تو اس کے بھتیجے تقی الدین نے اس سے کہا انہیں مسلمانوں سپاہیوں پر خرچ کردیں اور قلعے کو گرادیں پس اس کی بات مان لی گئی اور آئندہ سال اسے تباہ کردیا جیسا کہ ابھی بیان ہوگا۔

اور اس سال گزرے ہوئے خلیفہ نے حضرت امام احمد بن حنبل کی قبر کی تختی لکھنے کا حکم دیا جس میں آیت الکرسی اور اس کے بعد لکھا تھا'' تاج السند حبر الامۃ عالی ہمت عالم عابد فقیہ زاہد کی قبر ہے۔اور ساتھ میں تاریخ وفات تھی۔

**قتل رافضی**......اس سال بغداد میں ایک شاعر کی نگرانی کی گئی جو روافض لوگوں کے لئے صحابہ کی بے حرمتی اور ان کے ساتھ محبت کرنے والے لوگوں کی شان میں گستاخی کے شعر پڑھتا تھا پس خلیفہ کے حکم سے اس کے لئے ایک مجلس ہوئی پس اس شاعر سے بات ہوئی تو پتا چلا وہ خود رافضی تھا اور لوگوں کو گمراہ کررہا تھا۔

پس علماء دین نے اس کے دونوں ہاتھ اور زبان کاٹنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ پھر لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے اینٹوں سے مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ تنگ آکر اُس نے دریائے دجلہ میں چھلانگ لگادی۔تو لوگوں نے دجلہ سے نکال کر اسے قتل کردیا۔ جب وہ مرگیا تو لوگوں نے اس کے پاؤں کے ساتھ رسی باندھ کر اسے چہرے کے بل گھسیٹتے رہے اور شہر کے تمام بازاروں میں اسے گھمایا۔ پھر اسے اینٹوں اور چونے کے ساتھ ایک چولہے میں ڈال دیا۔ پولیس بھی اسے لوگوں سے چھڑا نہ سکی۔

## اس سال میں وفات پانے والے مشہور ومعروف لوگ

**اسعد بن بلدرک الجبریلی**(۱)......آپ نے حدیثیں سنائیں،اور آپ اچھی بات کرنے والے اور آپ کا نام بہت نام بہت روشن ہوا اور ۱۰۴ سال کی عمر میں وفات پائے۔

(۱)(شذرات الذھب ۲۶۲/۴، العبر ۲۱۹/۴)

حیص بیص (۲)......ان کا نام سعد بن محمد بن سعد لقب شہاب الدین، ابوالفوارس اور حیص بیص کے نام سے آپ مشہور ہوئے۔ آپ کے شعروں کی کتاب مشہور ہے آپ کی عمر ۸۲ سال تھی۔ اور ۵۷۴ھ ۱۵ شعبان اتوار کے دن آپ نے وفات پائی۔ اور آپ کا جنازہ نظامیہ میں پڑھا گیا۔ اور باب التبن میں دفن ہوئے آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ مراسلات کو کوئی آپ کی طرح بیان کرنے والا نہیں تھا۔ آپ ان کی گہرائی میں جاتے اور انتہائی مشکل سے تشریح اختیار کرتے اور ان کی مطابقت نہ کرتے مگر وہ تکبر میں آ جاتا آپ کا خیال تھا کہ آپ بنی تمیم سے ھیں۔ آپ کے والد سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں میں نے یہ بات صرف اسی سے سنی ہے ایک شاعر نے اس کی تشریح کرتے ہوئے کیا ہے۔

کون کب تک بادشاہ لوگوں کی طرح بننے کی کوشش کرے گا حالانکہ تیرے اندر بنی تمیم خاندان کی کوئی خامیت ہی نہیں ہے۔ اور کون اونچا بننے کی کوشش کر رہا ہے۔ حالانکہ تیری نسبت تو یہ ہے کہ کون ایک کنجوس آدمی ہے۔ اور عزت والا تو اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک کہ تو مہمان نوازی اختیار نہ کرے۔ اور مصیبت زدوں کے کام آئے اور حیص بیص کے اچھے اشعار میں سے یہ بھی ہیں۔

کوئی آدمی اگر ایک وقت لحہ بھر بھی پشیمان رہے تو کہا یہی عجیب بات ہے اپنی موت سے بھاگتا ہے لیکن موت اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ وہ حادثوں سے اپنے آپ بچانا چاہتا ہے یعنی وہ چاہتا ہے میں زندہ رہوں لیکن روز بروز موت کے قریب ہوتا جا رہا ہے۔ اور موت سے وہ کیسے بچ سکتا ہے۔

پھر کہتا ہے:

اے انسان کبھی دھوکے سے بھی اس دنیا کو باقی رہنے والی چیز خیال نہ کرتا۔ یہ دنیا تو مردوں کی جگہ ہے اور جو زندہ ہو وہ دنیا کو اپنی منزل خیال نہیں کرتا۔ اور لمبی عمر کے دھوکے میں نہ پڑ اور نہ ہی اسے جنت خیال کر جنت تو آخرت میں ہے جو کہ عنقریب آنے والی ہے۔ دنیا آخرت کے بالکل قریب ہے اس کے ساتھ ساتھ وہ اشعار ہیں جو العقد کے مؤلف احمد بن محمد بدعبدربہ الاندلسی نے اپنی کتاب العقد میں بیان کئے ہیں۔

اے انسان یہ دنیا تو ایک جنگل کی مثال ہے کہ جس کے ایک جانب سبزہ ہوتا ہے اور دوسری جانب سوکھ جاتی ہے۔ دنیا کے ساتھ امیدیں مت باندھنا یہ صرف دُکھ دینے والی باتیں ہیں اور دنیا کی لذتیں سوائے پریشانی کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تیرا کوئی اپنا مر جائے تو اس کی موت پر مت رونا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایک دن تو بھی اس دنیا سے جائے گا۔

اور ابوالسعد الهانی نے حیص بیص کا ذکر اپنے خیمے میں کہا ہے اور اس کے دیوان اور رسالے بڑھ کر اس کی تعریف کی ہے قاضی ابن خلکان نے بھی اس کے رسالوں کی تعریف کی ہے۔ اور اس کے بارے میں کہا ہے کہ اس میں غرور اور تکبر تھا اور وہ تشریح کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔ اور شافعی مذھب کا تھا پھر وہ مخالفت اور مناظرہ کے علم میں مصروف تھا بعد میں ان سب کو چھوڑ کر شعر کہنے لگا۔ وہ عرب والوں کے اشعار اور زبان کا آپس میں باوجود مختلف ہونے کے سب کچھ جانتا تھا۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ اسے حیص بیص اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس نے لوگوں کو دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے میں جھگڑ رہے ہیں تو کہنے لگا کہ اس مخالفت میں لوگوں کے لئے کہا پڑا ہے سوائے اس کے کہ شر اور فساد ہے۔ اس کی وجہ سے اس کا نام حیص بیص پڑا تھا اور وہ خیال کرتا تھا کہ وہ عرب کا طبیب اکثم ابن صیفی کی اولاد میں سے ہے وہ ایک ایک اولاد میں شامل ہوتا تھا۔ اور الحلۃ میں اس کا قرض تھا جسے وصول کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ اور بغداد میں فوت ہو گیا۔

محمد بن نسیم......ابوعبداللہ الخیاط، عتیق الرئیس ابی الفضل بن عیون، آپ نے حدیثیں سنائیں اور ۸۰ سال کے قریب عمر تھی اور سیڑھی سے گر کر

---

(۱) (بہت سے لوگوں نے اس کا ذکر کیا ھے مثلاً خریدۃ کی عراقی قسم میں عمار اصفھانی ۱/۲۰۲، اور اس کے بعد، لسان المیزان میں ابن مجد نے ۱۹/۳، ابن خکان نے الوفیات ۲/۳۶۲ تاریخ اسلام ۵۱ (احمد ثالث ۲۹۱۷/۱۴) میں ذھبی نے العبر ۲۱۹/۴، لقد الحجان میں عینی نے ۲۱۸/۱۲، مراۃ میں سطب ابن الجوزی ۳۵۲/۸ نے سبکی نے طبقات ۹۱/۷، ارشاد الدریب ۲۳۳/۴ میں یا قوت نے اس کا تدکرہ کیا ھے)

مر گئے راوی نے بیان کیا ہے کہ مجھے حولی الدین ابن علام الحکم بن عیون نے یہ اشعار سنائے۔

پڑھنے والا اگر غم کھائے تو اس کی مثال اس راہب کی طرح ہے کہ جو اپنے گھر میں بیٹھ جاتے اور اپنے آپ کو بچاتے اس طرح خدا کے نیک بندے کو چاہئے کہ وہ خدا کی عبادت کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اور اپنے سامنے معافی مانگے اور دنیا کی رونق کو دیکھ کر آخرت کو نہ ہو جائے۔ اور انسان دنیا کے بارے میں سوچتا رہتا ہے لیکن اسے اپنی موت کی کوئی خبر نہیں ہوئی۔ خبر، آخرت کے سوال و جواب سے بے خبر انسان کو چاہئے کہ اپنے رب سے ڈرے۔

## ۵۷۵ھ کے واقعات

اس سال مرج عیون کی لڑائی ہوئی۔ اس سال کے شروع میں بادشاہ صلاح الدین ناصر نے اپنی فوج کے ساتھ بانیاس میں قاضی کے حدود میں قیام کیا۔ پھر فرنگیوں نے اپنی فوج کے ساتھ اس کا پیچھا کیا تو وہ بھی مقابلہ کے لئے آیا جب آمنا سامنا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے اور فرنگیوں کی فوج کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، تو ان کی ایک بڑی تعداد سپاہیوں کی ماری گئی۔ اور بادشاہوں کی ایک جماعت کو قید بنادیا گیا تو وہ لوگ سننے اور ماننے پر تیار ہو گئے۔ جن میں الداویہ کا سردار، البسا تاریہ کا سردار، اور رملہ طبریہ، قسطلان اور پانا کے بادشاہ اور دوسرے سرداروں کے علاوہ ان کے بہت سے بہادر اور دلیر آدمی بھی شامل تھے اور بڑے بڑے تقریباً تین سو قیدی ان کے ساتھ تھے۔ اور بیڑیوں میں ان کو باندھ دیا گیا۔ العماد نے کہا ہے کہ بادشاہ نے رات کو انہیں پیش کرنے کو کہا تو ان کے ساتھ پوری رات بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اور اس روز اس نے عشاء کے وضو کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ وہ بس آدمیوں کے ساتھ تھا جبکہ فرنگیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی، پھر اس نے ان قیدیوں کو دمشق کی طرف بھیجا تا کہ ان کو اس کے قلعے میں قید کر لیا جائے۔ بادشاہ رملہ ابن البرارزانی نے ایک لاکھ پچاس ہزار اصلی دینار دیکر اپنے ساتھ ایک ہزار قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اور ان میں سے ایک جماعت نے اپنے فدیے میں بہت مال دیا اور کچھ قید خانے میں مر گئے۔

اتفاق سے جس دن مرج عیون میں بادشاہ نے فرنگیوں کو شکست دی۔ اسی دن مسلمانوں کا بحری بیڑہ فرنگیوں کی حملہ آور کشتی پر غالب آ گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک اور کشتی بھی تھی انہوں نے اس کشتی سے ایک ہزار قیدیوں کے ساتھ منزل کی طرف کامیاب و کامران واپس ہوئے اور شعراء نے اس جنگ میں بادشاہ کی بہت تعریف بیان کی ہے، اور اس نے بغداد والوں کو جب یہ خبر دی تو وہاں خوشی کے شادیانے بجنے لگے اور بادشاہ مظفر تقی الدین عمر نے جو کہ اس معرکہ میں موجود نہ تھا۔ اور اس سے بڑے کام میں معروف تھا۔ اور وہ کام یہ تھا کہ روم کے بادشاہ فرارسلان نے قلعہ رعنان کی کو حاصل کرنے کے لئے فوج بھیجی اور اس نے خیال کیا کہ نورالدین نے اسے اس سے قبضہ کر لیا ہے اور اس کے بیٹے نے اس کی بات نہیں مانی اور اس کا بادشاہ کو جواب نہیں دیا۔ پس روم کے بادشاہ نے بیس ہزار سپاہیوں کو اس جنگ کے لئے بھیجا اور سلطان نے تقی الدین عمر کو آٹھ سو سواروں کے ساتھ بھیجا جن میں سے سیف الدین علی بن احمد بھی تھا۔ پس انہوں نے اس کے ساتھ جنگ کی اور اللہ کے حکم سے ان کو شکست دی۔ اور قلعہ رعنان پر صلاح الدین کا ہاتھ مضبوط ہو گیا اور اس نے ابن مقدم کو جو چیزیں بعلبک کے بدلے میں دی تھا ان میں یہ بھی شامل تھا اور تقی الدین کو اس جنگ پر فخر تھا۔ اس کا خیا تھا کہ اس نے بیس ہزار فوج کو شکست دے دی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تیس ہزار کو آٹھ سے شکست دی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اس پر اچانک حملہ کیا اس لئے وہ ٹھہر نہ سکے اور پیچھے بھاگ گئے۔ پس اس نے ان کا قتل عام شروع کیا اور جو کچھ وہ خیموں میں چھوڑ گئے تھے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے انہیں اس روز شکست دی جس دن سلطان نے مرج عیون میں فرنگیوں کو ہرایا تھا۔

**قلعہ احزان کی تباہی کا بیان** ...... یہ قلعہ صفد کے نزدیک ہے اس کے بعد سلطان اس قلعے کی طرف گیا۔ جسے فرنگیوں نے گزشتہ سال بنایا تھا۔ اور اس میں کنواں کھودا تھا۔ جسے انہوں نے اپنے لئے چشمہ بنایا تھا۔ اور اسے الداویہ کے سپرد کر دیا تھا پس سلطان نے جا کر اسے چاروں طرف

سے گھیر دیا اور تمام اطراف سے نشانے لے کر اس میں آگ پھینکی اور اسے تباہ و برباد کر دیا۔ اور جو کچھ اس میں موجود تھا اسے حاصل کر لیا۔ جس میں سے ایک لاکھ ہتھیار اور بہت سے کھانے کا سامان تھا۔ اس نے سات سو قیدی پکڑے اور جن میں بعض کو قتل کر دیا اور باقیوں کو دمشق بھیج دیا پھر وہ کامیاب و کامران ہو کر دمشق واپس آیا۔ ہاں اس کے دس امیر محاصرے کے مدت میں گرمی اور بیماری سے مر گئے چودہ دن محاصرے کے بعد دستور کے مطابق یعقوب کے مزار کی زیارت کی اور شاعروں نے اس کی تعریف کی اور ایک نے کہا ہے۔

تیری ایسی قسمت ہے کہ دمشق کے تلوار تیرے خلاف چل نہ سکے اور وہ خود تیری بزرگی کو دیکھتے رہ گئے تیرا جو ستارہ تھا یعنی قسمت کا ستارہ وہ تلوار ہے اسے اللہ نے دشمنوں پر چلایا۔ اور میں الحاض کے قلعے پر کھڑا اور وہ جنگ کا میدان میرے سامنے ہے۔ جس میں وہ کارنامے ہوئے کہ جو کسی اور میدان میں نہیں ہوئے ہیں۔ اس جنگ کی وجہ سے وہ زمین جاگ گئی ہے۔ جس وقت انہوں نے حملہ کیا تو زمین ہل رہی تھی وہ لمبی پیٹھ والا اور چھوٹے بالوں والا گھوڑا اور ڈبل زرہ، اور سفید ہندی تلوار اور باریک نیزہ اور تیرے سفید جھنڈے جس وقت سامنے آئے تو ان کے کالے دل کانپنے لگے۔ جن کی لمبے گرجوں صلیب اور کنیسوں اور دین حنیف اور کی وجہ سے وہ مشہور ہوئے ہیں صلیب اور اس کو پوجنے والے اور بخشش کی جگہ کو اس نے ہموار میدان بنا دیا۔ گیا تو کنیسوں کے وطن میں اس قوم کو آباد کرنا چاہتا ہے کہ جو ہمیشہ سے جھوٹ بولتی ہے میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ اور خیر خواہی کرنا دین میں ضروری ہے۔ یعقوب کے گھر کو چھوڑ دو یوسف آ گیا ہے۔

اور دوسرے شاعر نے کہا ہے۔

فرنگیوں کی ہلاکت جلد آ گئی اور اب ان طاقتوں کو توڑنے کا وقت آ گیا ہے اور اگر اس کا موت کا وقت قریب نہ آیا ہوتا تو وہ بہت حزن آباد نہ کرتا۔

**قاضی فاضل کا خط**...... قاضی فاضل نے اس قلعہ کی بربادی کے متعلق جو خط بغداد کی طرف لکھا اس کا کچھ حصہ یہاں درج ہے۔

اس قلعہ کی دیوار کی چوڑائی کا اندازہ لگایا گیا تو وہ دس ہاتھ سے بڑھ گئی اور اس کے لئے پتھروں کے ٹکڑے توڑے گئے جن میں سے ہر پتھر کے اوپر بھی اور نیچے بھی سات ہاتھ کا تھا۔ اور ان کی تعداد بیس ہزار پتھروں سے زیادہ تھی۔ اس کی بنیاد میں ایک پتھر چار دنا نیر یا اس سے بھی زیادہ قیمتی تھا اور دونوں دیواروں کے درمیان موٹے اور ٹھوس پتھر بھرے ہوئے تھے۔ جو ان لوگوں نے اونچے پہاڑوں سے لائے تھے۔ اور اس قلعہ کی چونی اس چونے کے پتھر سے بنائی گئی تھی کہ جب پتھروں سے اسے چھپایا گیا۔ اور اس کے جسم سے مثال کا مقابلہ کرتا تو لوہا بھی اسے توڑ نہ سکتا تھا۔ اور اس میں صلاح الدین نے اپنے بھتیجے عز الدین فروخ بادشاہ کو بعلبک میں جاگیری اور اس نے اس سال صفت اور اس کے مقامات پر قتل و غارت شروع کی۔ اور اس کے سپاہیوں کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ اور فروخ شاہ بڑے بہادروں میں سے تھا۔

اور اس سال قاضی فاضل نے دمشق سے جا کر حج کیا اور پھر مصر واپس آ گیا۔ اور راستے میں اسے بڑے خوف برداشت کرنے پڑے اور گزشتہ سال اس نے مصر سے جا کر حج کیا تھا اور واپس شام آ گیا اور یہ سال گزشتہ سال کی نسبت آسان تھا۔ اور اس سال بڑا زلزلہ آیا جس کی وجہ سے قلعے اور بستیاں تباہ ہو گئیں۔ اور بہت سے لوگ مر گئے اور پہاڑوں سے بڑی بڑی چٹانیں گر پڑیں اور صحراؤں اور جنگلوں میں پہاڑوں کے درمیان رکاوٹ بن گئیں۔ حالانکہ پہاڑ، علاقے سے دور تھے اور اس سال لوگوں کو شدید مشکل اور تباہی اور سخت تکلیف سے گزرنا پڑا۔ اور اس سے بہت لوگ مر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**المستضئ (بامر اللہ) کی وفات اور اس کے کچھ حالات** [1]...... آخر شوال میں اس کے مرض کی ابتدا ہوئی۔ اور اس کی بیوی نے اسے چھپانا چاہا مگر اس سے ایسا نہ ہو سکا اور بغداد میں بہت جنگ شروع ہوئی اور عوام نے بہت سے لوگوں اور مالوں کو لوٹ لیا۔ اور جب ۲۲/ شوال کا جمعہ آیا تو بادشاہ کے وارث ابو العباس احمد بن المستضئ کا خطبہ دیا گیا اور وہ خلیفہ ناصر اللہ کے دین کا ہے۔ وہ دن جشن کا تھا اس نے منبر پر اپنے نام سے

(۱) (ان کا تذکرہ بھی متعدد کتب میں موجود ہے خصوصاً ان کے ہم عصر مؤرخین کی کتب میں مثلاً، ابن الجوزی کی المنتظم ہے ابن الاثیر کی الکامل ۔ ابن الابیثی کی تاریخ ، عقد الحجان ۲۶۰/۱۶ اور اس کے بعد میں بدر الدین عینی وغیرہ اور تاریخ اسلام میں ذہبی نے ۔ سبط ابن الجوزی نے مراۃ ۳۵۶/۸، العبر ۲۲۳/۴، الورقۃ ۵۵ (احمد ثالث ۲۹۱۷ ۱۴/) الورقۃ ۲۲ مطوطہ پیرس ۵۹۲۲

نخ طین اور پکارنے والوں اور وہاں کے حاضر لوگ متاثر کئے۔ وہ بخار کا مرض تھا جس کی ابتدا عید الفطر سے ہوئی۔ اس کا مرض بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ ایک مہینہ گزر گیا۔ اور شوال کے آخر میں مر گیا۔ اس کی عمر ۳۹ سال تھی اور اس کی خلافت کا زمانہ ۳ ماہ ۷ ادن تھا۔ اسے غسل دے کر دوسرے دن نماز جنازہ پڑھی گئی اور اپنے تعمیر کردہ دار الصفر میں دفن ہوا۔ اور اس کی وصیت کے مطابق ہوا۔ اس کے دولڑکے تھے۔ ایک اس کا وارث تھا جو دین و دنیا دونوں میں کامیاب تھا۔ اس کا نام ابوالعباس احمد الناصر لدین اللہ تھا اور دوسرا ابومنصور ہاشم تھا۔ جس نے دو سال میں وزارت کی اور بہترین خلیفوں میں سے تھا۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا تھا۔ بدعات اور لوگوں کے مصیبتوں کو دور کرنے والا تھا۔ اور صبر کرنے والا اور سخی تھا۔ اس کے بعد الناصر بادشاہ بنا۔

## اس سال میں وفات پانے والے بزرگ اور معروف لوگ

**ابراہیم بن علی** ...... ابواسحاق شافعی مذھب کے عام تھے۔ آپ ابن الفراء اموی اس کے بعد البغدادی کے نام سے مشہور تھے۔ اور اونچے مناظرہ کرنے والے اور صاف اور مکمل گفتگو کرنے والے شاعر تھے۔ آپ نے ۴۷ سال کی عمر میں وفات پائی، آپ کا جنازہ ابوالحسن قذوینی مدرس نظامیہ میں پڑھا گیا۔

**اسماعیل بن موہوب** ...... ابن محمد بن احمد الخفر ابومحمد الجوالیقی اور اسلام کو بیان کرنے والے تھے آپ نے اپنے زمانے میں زبان کے امام تھے، اور اپنے دوستوں میں اچھے اخلاق والے۔ اور صحیح یقین والے، زبان اور نحو کے علم، اچھی گفتگو، صحیح نیت اور شروع سے آخر تک محبت سے پیش آنے والے تھے۔ آپ نے حدیثیں سنائیں اور اور آثار بزرگوں کے واقعات بیان کئے اور ان کی پیروی کی۔ رحمہ اللہ۔

**المبارک بن علی بن الحسن** ...... ابومحمد بن الطباخ، بغدادی، مکہ میں اترنے والے اور اس کے مجاور تھے، وہاں کے حدیث کو یاد کرنے والے اس کے ساتھ علم رکھنے والے تھے، جس دن آپ کا جنازہ پڑھا گیا وہ دن قیامت کی طرح تھا۔

**ناصر لدین اللہ ابوالعباس احمد بن المستضئ** ...... جب آخر شوال ۵۷۵ھ میں اس کا والد مر گیا۔ اور بڑوں اور وزیروں، امیروں خاص لوگ اور عام لوگوں نے اس کی بیعت کی، اور اس کے والد کی موت کے تھوڑے عرصے بعد منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی موت سے ایک دن پہلے اس کے واسطے وعدہ لیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ہفتہ پہلے لیا تھا لیکن اللہ نے لکھا تھا اور اس کی وفات کے بعد کسی آدمی نے بھی اس کے بیٹے کی مخالفت نہ کی۔ اور اسے ناصر کا لقب دیا گیا۔ اور بنو عباس قبیلے میں کسی نے اتنی لمبی مدت تک خلافت نہیں کی تھی۔ یہ اپنی وفات کے سال کے ساتھ ۶۲۳ھ تک خلیفہ رہا، یہ بڑا عقلمند بہادر اور رعب والا آدمی تھا، جو کہ اس کی وفات کے موقع پر اس کے بارے میں کہا جائے گا۔ اور اس سال ۷ ذوالقعدہ کو خزانچی ظہیر الدین ابوبکر بن العطار کو معزول کر کے اس کی اور اس کے دوستوں کی انتہائی درجہ بے عزتی کی گئی۔ اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا گیا۔ اور شہر میں یہ بات مشہور کی گئی کہ خلیفہ ناصر کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ اور ملک میں اس کے دبدبے اور رعب کی شہرت ہوگئی اور تمام کاموں میں خلافت کا نظام پیدا ہوا اور جب عید الاضحیٰ میں وہ حاضر ہوا تو دستور کے مطابق دربار میں اقامت کہی گئی۔

## ۵۷۶ھ کے واقعات

اس سال سلطان صلاح الدین نے فرنگیوں کے ساتھ صلح کر دی اور بلاد روم کی طرف گیا یعنی روم کے شہر میں گیا۔ اور ان کے بادشاہوں کے

درمیان ارتق میں صلح کرائی اور ارمن کے شہروں پر حملہ کیا۔ اور وہاں قیام کیا۔ اور ان کے بعض قلعوں کو فتح کیا۔ اور ان سے بہت سے مال غنیمت یعنی سونے اور چاندی کے برتن حاصل کئے، کیونکہ ان کے بادشاہ نے ترکمانسان کے لوگوں سے خیانت کی تھی اس لئے اس نے اس بادشاہ کو ترکمانسان کی طرف واپس کر دیا۔ اور پھر اس سے اس مال پر صلح کی کہ جو وہ اپنے ساتھ لائے گا۔ اور قیدیوں کو اپنی قید سے آزاد کرے گا اور دوسروں کو فرنگیوں کے ہاتھوں سے چھڑائے گا اس کے بعد وہ کامیاب و کامران ہو کر واپس آیا، اور جمادی الاخری کے آخر حماۃ میں داخل ہوا، اور شاعروں نے اس پر اس کی تعریف بیان کی ہے حاکم موصل سیف الدین غازی بن مودود فوت ہو گیا۔ یہ خوبصورت، خوش طبعیت برابر قد، اور گول داڑھی والا جوان تھا۔ اس نے دس سال بادشاہت کی اور تیس سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ یہ رعب والا اور عزت والا آدمی تھا۔ جب سوار ہوتا یا بیٹھتا تو لڑائی جھگڑا نہ کرتا۔ یہ بہت غیرت مند تھا کسی بڑے خادم کو عورتوں کے پاس جانے نہیں دیتا تھا۔ خون ریزی کو پسند نہ کرتا تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ بخیل تھا اللہ اسے معاف کرے۔ اس نے ۳ صفر کو وفات پائی اس کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے بعد اپنے بیٹے عزیز الدین سنجر کو بادشاہ بنائے گا۔ مگر چونکہ وہ چھوٹا تھا اس وجہ سے امیروں نے اس کے ساتھ اتفاق نہ کیا۔ اور سب نے اس کے بھائی پر اتفاق کر دیا۔ اور اسے بادشاہ بنا دیا گیا، جن کا نام عزیز الدین مسعود تھا، اس نے مجاہد الدین قیماز کو اپنا نائب اور مملکت میں منتظم بنایا اور خلیفہ کے پیغام پہنچانے والے صلاح الدین کے پاس درخواست کرتے ہوئے آئے کہ وہ سروج، الرہا، رقہ، حران قابور اور نصیبین کو اس کے قبضے میں رہنے دے۔ جیسے کہ وہ اس کے بھائی کے قبضے میں تھے تو سلطان نے اس بات سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یہ شہر مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کے لئے ہے۔ اور میں نے اس کے ہاتھوں میں انہیں اس لئے چھوڑا ہے، کہ وہ فرنگیوں کے خلاف جنگ میں ہماری مدد کرے۔ مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ اور خلیفہ کو خط لکھ کر بتایا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ اسے مسلمانوں کی مدد کے لئے چھوڑا جائے۔

## سلطان توران شاہ کی وفات

اس سال میں سلطان ملک معظم شمس الدولہ توران شاہ بن ایوب برادر ملک صلاح الدین نے وفات پائی۔ اسی نے اپنے بھائی کے حکم سے یمن کے شہروں کو فتح کیا تھا، اور وہاں ایک مدت عرصہ تک قیام کیا تھا۔ اور اس نے وہاں سے بہت سا مال اکٹھا کیا، اور پھر ان میں نائب مقرر کیا، اور بھائی سے ملاقات کے شوق میں شام کی طرف آیا، اور راستے میں اس نے اپنے بھائی کی طرف کچھ اشعار لکھے جو ایک شاعر نے جسے ابن المنجم کہا جاتا ہے، اس کے لئے تیار کئے تھے اور وہ بہت اچھے قسم کے اشعار تھے۔

''کہا میرے بھائی خدا کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ خواہ آمد رفت بھی آنا جانا بہت مدت کے بعد ہو جائے لیکن وہ پھر اس کی طرف آئے گا۔ اور میں اس کی ملاقات سے ایک دن کے فاصلے پر ہوں اور اگر موت جلدی آ جائے تو میں اس کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں، اور وہ ۲۰ راتوں سے بھی کم تھا اور جب ایک دوسرے کی باتیں سنتے ہیں تو ہمیں ملاقات کا مزہ آنے لگتا ہے، میں اس بادشاہ کی طرف جا رہا ہوں، کہ جب وہ ظاہر آتا ہے تو بادشاہ اس کی عظمت دیکھ کر اس کے سامنے جھکتے ہیں۔ میں نے خط میں اپنے ملاقات کے شوق کا کچھ حال لکھا ہے۔ اور میں نے کبوتروں کو دیکھا کہ وہ جب گاتے ہیں تو میں نے ان سے رونا سیکھا ہے۔ اور بادشاہت کی مثال ایک ہتھیلی کی طرح ہے اور تیری مثال پونچے کی طرح ہے کہ باشاہت کو آگے رکھا ہوا ہے اور ہماری مثال انگلیاں ہیں کہ جنہوں نے بادشاہت کو پیچھے رکھا ہوا ہے۔

وہ ۵۷۱ھ میں اپنے بھائی کے پاس آیا اور اس کے ساتھ مشہور جنگوں میں شامل ہوا، اور اس نے عرصے تک اسے دمشق کا نائب مقرر کیا تھا پھر وہ مصر گیا تو اس نے اسے اسکندریہ کا نائب مقرر کیا، مگر اسکندر میں اس کی طبیعت صحیح نہ رہی اور اسے قولنج کی بیماری ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے اسی سال وہ مر گیا، قصر امارت میں دفن ہوا اور پھر اس کی بہن ست الشام بنت ایوب اسے اٹھا کر لے گئی۔ اور قبر میں دفن کیا، جو اس نے الشامیہ الرانیہ میں بنائی تھی۔ یہیں اس کی قبر قبلی ہے، اور قبر کے درمیان اس کا خاوند اور عمر اور ناصر الدین اللہ محمد بن اسد الدین شیر کوہ حاکم حماۃ اور الرحبہ کی ہے اور پیچھے ان کی قبر ہے۔ اور تربت حسامیہ اس کے بیٹے حسام الدین عمر بن لاشین کی طرف منسوب ہے اور یہ قبر مدرسہ کے اختتام میں ہے، توران شاہ بہادر رعب و دبدبے

والا، دلیر اور بہت خرچ کرنے والا تھا ابن سعدان حلبی نے اس کے بارے میں کہا ہے۔

یہ وہ بادشاہ ہے کہ اگر قیصر وکسریٰ سے اس کا مقابلہ کیا جائے تو وہ بھی اس کے سامنے غلام ہیں اور یہ سخاوت میں حاتم طائی سے بھی بڑھ کر تھا، اگر ہم نے کسی سے اُس کے متعلق سنا ہوتا تو شاید یقین نہ آتا لیکن ہم نے اسے خود دیکھا ہے، اس لئے جو اس کی پناہ میں آجاتا تو اس پر کوئی ظلم اور زیادتی نہیں کرسکتا اور جب وہ غریبوں پر پیسے تقسیم کرتا تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے زوردار بارش ہو، اور ایسا سخی تھا کہ اس کے ہاتھ پیسے تقسیم کرتے کرتے تھک جاتے تھے، اور وہ دائیں ہاتھ ضرورت مندوں اور بائیں ہاتھ سے اور لوگوں میں مال تقسیم کرتا تھا''۔

**حج بیت اللہ**...... اور اس سال رجب میں خلیفہ ناصر کے پیغام پہنچانے والے آئے اور ناصر الدین کے پاس تاج اور تحفے لائے، تو اس نے دمشق کا خلیفہ بننے کا تاج پہنا اور شہر کو اس کے لئے سجایا گیا، وہ جشن کا دن تھا، اور رجب ہی میں بادشاہ مصر کے مالوں پر غور وفکر کرنے کے لئے اور وہاں رمضان کے روزے کے لئے گیا اور جیسے کہ اس کا ارادہ اس سال حج کرنے کا تھا تو اس نے بھتیجے عز الدین فروخ شاہ کو سام کا نائب مقرر کیا، جو بہت خوبیوں والا تھا قاضی فاضل نے بادشاہ عادل، ابوبکر کے متعلق سخن بقیع اور مکہ کے باشندوں کو لکھا کہ بادشاہ ناصر کا اس سال حج کا ارادہ ہے، اور بغداد کے شیخ جو بہت بڑے شیخ تھے صدر الدین ابوالقاسم عبدالرحیم بھی ان کے ساتھ ہوں گے جو خلیفہ کی طرف سے پیغام آسانی کا کام کریں گے، وہ تاج لے کر آئے تھے تا کہ مصر کے دریا تک اس کی خدمت میں رہیں اور حجاز بھی اس کے ساتھ جائیں۔ جب بادشاہ مصر آیا تو فوج نے اس کا استقبال کیا، اور شیخ کے ہاں تھوڑا ہی عرصہ قیام کیا، یہاں تک کہ وہ سمندر کے راستے حجاز چلا گیا، اور مسجد الحرام میں روزے رکھے۔

اس سال یہ تقوی دار بادشاہ مغرب کی طرف بھی گیا فارس اور اس کے اردگرد کے بہت سے قلعوں کو گھیرے میں لے لیا۔ اور اکثر قلعوں پر اس نے قبضہ کرلیا، اتفاق سے اس نے ایک قلعے سے ایک کالے رنگ کے غلام کو قیدی بنالیا۔ اور جب اس نے اس قیدی کو قتل کرنا چاہا تو قلعہ والوں نے اس سے کہا کہ اسے قتل نہ کرو اور اس کے رہائی کے عوض دس ہزار دینار لے لو لیکن اس نے انکار کردیا قلعہ والوں نے بڑھاتے ہوئے دس ہزار سے ایک لاکھ دینار تک کردیئے لیکن وہ نہیں مانا اور اسے قتل کردیا، تو قلعہ کا مالک جو ایک بڑا شیخ تھا اترا اور کہا میں بڑا آدمی ہوں اس کے پاس اس قلعے کی چابیاں بھی تھیں اس نے چابیاں بادشاہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ اس کی اور اس کے بچے کی حفاظت کرتا تھا جسے کہ تو نے قتل کردیا، میرے لڑکے اور بھائی بھی ہیں اس لئے میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ میرے بعد اس قلعے کے مالک ہوں، تو اس نے بادشاہ کو قلعے میں ٹھہرایا اور بہت سامال دیا۔

## اس سال میں وفات پانے والے معروف اور بزرگ لوگ

**حافظ ابو طاہر سلفی**[1]...... آپ کا نام احمد بن ابراہیم تھا۔ اور آپ کا لقب الحافظ الکبیر العمر اور کنیت ابو طاہر سلفی اصبہان تھی آپ کے دادا

(۱) بے شمار لوگوں نے انکا تذکرہ کیا ھے مثلاً (الکامل ۱۱ /۱۹۱ امیں ابن اثیر نے ، السان ۱/ ۲۹۹ میں محمر نے وفیات ۱/ ۱۵۰ میں ابن خلکان نے تاریخ ابن الدبیشی الورقة ۱۸۵ (تهیدهی) . الروضتین میں ابو شامه نے ، تاریخ دمشق میں ابن عساکرنے (تهذیب ۱/ ۴۴۹) ، التاریخ المجدد میں ابن النجار نے جیسا که دمیاطی کے ذیل سے معلوم هوتا هے الورقة ۲۱، الثقیل میں ابن نقطه نے الورقة ، ۴۰ ، اهل انماته ۱۳۴ ، التبصیر ۲ /۷۳۸، تذکره ۴ /۱۲۹۸ ، ذهی تاریخ الاسلام الورقة ۲۱ (احمد ثالث :۲۹۱۷ ) ۴ /۱۴ تاریخ بغداد کے ذیل جیسا که ابن منظور کی اختیار الورقه ۹۹ سے معلوم هوتا هے ، مراة میں سطب ابن الجوزی ۴ /۳۶۲، طبقات ۶ /۳۲ السبکی نے انساب میں سمعانی نے "الغی" کے ذیل میں اور الوافی میں صفدی نے ۷ /۳۵۱، المعبر ۴ /۲۲۷ ، لمقد الحجان میں العبر ۱۶ /الورقه ، ۶۳، اللباب ۱ /۵۵۰، المختصر المحتاج الیه بن التاریخ الدبیشی ۱ /۲۰۶ ، میزان ۱ /۱۵۵ ، طبقات شافعیه ۴۲ میں نودی نے ، اور اپنی دونوں کتابوں معجم شیوخ بغداد اور معجم السفر ،میں نودی نے تفصیل سے ان کی حالات زندگی بیان کئے هیں کیونکه یه بھی نودی کے اساتذه میں سے هیں . دیکھیں ڈاکٹر بشار عواد کی تعلیق ذهبی کی اهل المیة ۱۳۴ پر . اور معجم السفر مطبوعه کے نقد میں ان کا مفاکی الموے دم ۸العدد الدول بغداد ۱۹۷۹ء.)

ابراہیم کی وجہ سے آپ کو سلفی کہا جاتا تھا۔ سلفی اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس کا ہونٹ پھٹا ہوا تھا جس سے اس کے ہونٹ تین حصے بن گئے تھے اس لئے عجمیوں نے آپ کا یہ نام رکھ دیا ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کو صدر الدین کا لقب دیا گیا اور آپ شافعی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ بغداد آئے تو وہاں الکیا الہراسی سے جان پہچان ہوئی۔ اور خطیب ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی سے زبان سیکھی اور حدیث کو بہت بیان کیا۔ اور حدیثوں کو جمع کرنے کے لئے دور دور تک گئے۔

پھر ۵۱۱ھ میں اسکندریہ کی سرحد پر اترے اور خلیفہ وقت کے وزیر جو کہ انصاف کرنے والا تھا ابوالحسن علی بن السلار نے آپ کے لئے مدرسہ تعمیر کیا، جو کہ آج تک آپ کے نام سے مشہور ہے ابن خلکان نے کہا ہے کہ آپ ۴۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور حافظ عبدالغنی نے آپ سے روایت کی ہے کہ ''مجھے نظام الملک کا ۴۵۵ھ میں قتل ہونا یاد ہے، میں تقریباً اس وقت دس سال کا تھا''۔

اور ابولقاسم صفراوی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری پیدائش اندازاً نہ کہ یقیناً ۴۷۸ھ میں ہوئی اس اندازے کے مطابق آپ کی عمر ۹۸ سال بنتی ہے، اس لئے آپ نے ۵ ربیع الثانی ۵۷۶ھ کو جمعہ کی رات کو اسکندریہ میں وفات پائی، (واللہ اعلم) اور وعلہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ اس میں نیک لوگوں کی ایک جماعت ہے، اور ابن خلکان نے صفرادی کے کہنے کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ ہمیں ۳۵۵ھ سے قاضی ابوالطیب طبری کے سوا کسی کے متعلق اطلاع نہیں ملی، کہ اس کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی ہو۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں آپ کے بہت اچھے کارنامے بیان کئے ہیں اور حالانکہ وہ آپ سے پانچ سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔

انہوں نے حدیثوں کو حاصل کرنے کے لئے اقالیم میں آپ کے سفر کرنے اور پھرنے کا ذکر کیا ہے کہ پہلے آپ صوفی تھے پھر اسکندریہ کی سرحد پر قیام کیا، اور ایک مالدار عورت سے نکاح ہوا تو پھر آپ کی حالت اچھی ہوگئی۔ اس نے وہاں آپ کا مدرسہ بنایا اور آپ کے کچھ اشعار بھی بیان کئے ہیں ''کہا تو اس بات سے محفوظ ہے کہ موت اچانک آ جائے نہیں بلکہ موت تو نہ جوانی کو دیکھتی ہے نہ بڑھاپے کو موت سے تو نوجوان بھی نہیں بچ سکتا بلکہ وہ تو بوڑھا ہے۔ اور زمانے موت نے کسی کو نہیں چھوڑا۔ موت نہ برے لوگوں کو چھوڑتی ہے نہ خوبصورت بادشاہوں کو اور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حضور اور فاطمہ الزہراء اور تمام صحابہ کرام کہ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تھے وہ ہمیشہ کے لئے زندہ نہ رہے اور فوت ہو گئے۔

پھر کہا ہے:

اے علم کو بڑھانے کی غرض سے حدیثوں کی طلب رکھنے والے تو ہدایت کے راستوں سے بھٹک کر پھر رہا ہے تجھے تو معلوم ہے کہ علوم تو بہت ہیں لیکن سب سے بڑا علم دین کا ہے اور جو شخص اس دین پر عمل کرے تو اللہ کے ہاں اس کا بہت درجہ ہے اگر حدیث اور حدیث پر عمل کرنے والے نہ ہوتے تو حضور ﷺ کا لایا ہوا دین اپنی حالت میں نہ رہتا۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ہم تک نہ پہنچ سکتا، اور جب کوئی ہوشیار آدمی ہمارے دین میں شک کرے تو وہ زمین پر سب سے زیادہ ناسمجھ ہے۔

## ۵۷۷ھ کے واقعات

یہ سال جب شروع ہوا تو سلطان صلاح الدین قاہرہ میں علم حدیث کی تعلیم حاصل کر رہا تھا کہ اسی دوران اس کو اس کے نائب عزالدین فرخ شاہ کا خط ملا کہ پچھلے سال وبا اور کثرت اموات کی بنا پر جو نقصانات ہوئے تھے تو اب اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل فرمایا ہے اور حاملہ عورتوں کے ہاں جڑواں بچے پیدا ہوئے ہیں اور چونکہ شام میں قحط تھا لہٰذا اب وہاں سرسبزی و شادابی ہوئی۔

اسی سال شوال میں سلطان صلاح الدین اسکندریہ گیا تاکہ فصیلوں کی مضبوطی اور محلات کی تعمیر کا معائنہ کرے۔ جو اس کے حکم سے پایہ تکمیل کو پہنچ رہے تھے، وہیں اسکندریہ میں سلطان نے شیخ ابوطاہر بن عوف سے بروایت طرشوشی مؤطا امام مالک کا سماع کیا، اسی مجلس میں عماد الکاتب بھی تھا قاضی الفاضل نے سلطان کو مبارکباد کا خط بھی لکھا ہے۔

**سلطان صالح بن نورالدین الشہید کی وفات**......اس سال ۲۵ رجب، حلب کے قلعہ میں حلب کے حکمران سلطان صالح بن نورالدین کی وفات ہوئی اور تدفین بھی وہیں ہوئی۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اس کی وفات کی وجہ یہ تھی کہ امیر علم الدین سلیمان بن حیدر نے اس کو شکار گاہ میں انگور کے رس میں زہر ملا کر دیا تھا، بعض مؤرخین کا بیان ہے یاقوت اسدی نے کسی مشروب میں زہر ملا دیا تھا اور اس سے سلطان کو درد قولنج ہو گیا تھا لہٰذا اسی مرض میں سلطان کی وفات ہوئی۔

**سلطان کا تقویٰ**......سلطان محمد خوبصورت نوجوان تھا اور اس کی عمر ابھی ۲۰ سال بھی نہ ہوئی تھی، بہت پاک دامن تھا، ظلم نہیں کرتا تھا، بیماری میں معالجوں نے شراب پینے کا مشورہ دیا تو سلطان نے فقہاء سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے اجازت دے دی، سلطان نے پوچھا آیا اس کے پینے سے میری عمر میں اضافہ ہو گا یا نہیں؟ فقہاء نے کہا نہیں تو سلطان نے کہا خدا کی قسم میں شراب نہ پیوں گا (یہ نہیں ہو سکتا کہ) میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ میں وہ چیز استعمال کر دوں جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ نے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔

**وصیت**......جب سلطان کو اندازہ ہوا کہ اب زندگی باقی نہیں رہی تو اپنے امراء اور سرداروں کو بلایا اور قسم دی کہ وہ اس کے چچازاد بھائی عزالدین مسعود حکمران موصل کو صلاح الدین کا سامنا کرنے سے روکیں کیونکہ عزالدین بھی خوب مضبوط حکمران تھا اور اس کو خدشہ تھا کہ کہیں صلاح الدین کے مقابلے میں نہ آ جائے، اُس کو یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں عزالدین مسعود، سنجار کے حکمران سلطان کے ایک اور چچازاد بھائی عمادالدین زنگی کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت نہ کر لے وہ نہ صرف سلطان کا بہنوئی تھا بلکہ سلطان کے والد کا تربیت یافتہ بھی تھا لیکن صلاح الدین سے نہ بچا سکتا تھا۔

**عزالدین کی حلب آمد**......سلطان کی وفات کے بعد اھل حلب نے عزالدین مسعود بن قطب الدین کو حلب آنے کی دعوت دی وہ بڑے طمطراق سے ۲۰ شعبان کو حلب میں داخل ہوا، یہ حلب کی تاریخ میں جشن کا دن تھا، حلب آتے ہی اس نے سلطان کے مقرر کہ تمام خزانوں وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور ہتھیار وغیرہ پر بھی۔ اس کا چچا تقی الدین منج سے حماۃ چلا گیا وہاں بھی لوگوں کو عزالدین مسعود کا نام لیتے ہوئے پایا۔

اہل حلب نے عزالدین کو دمشق پر قبضہ کرنے پر اکسایا کیونکہ سلطان صلاح الدین وہاں موجود نہ تھا اور یہ بھی بتایا کہ صلاح الدین سلطان نورالدین کے گھرانے سے محبت رکھتا ہے لیکن اس نے جواب دیا کہ ہمارے صلاح الدین کے ساتھ بہت سے معاہدے ہیں میں ان معاہدوں کی خلاف ورزی نہ کروں گا۔ بہر حال چند مہینے وہ حلب رہا، شوال میں سلطان صالح کی ماں سے نکاح کر لیا اور پھر رقہ آ گیا، ادھر اس کے بھائی عمادالدین زنگی کے نمائندے موجود تھے جو اس سے حلب کے بدلے سنجار کا مطالبہ کر رہے تھے۔

چونکہ اس کا بھائی قوت وشوکت کے لحاظ سے اس سے زیادہ تھا۔ لہٰذا مجبوراً اس کو بھائی کی بات ماننا پڑی اور حلب بھائی کے حوالے کر دیا، عزالدین نے سنجار، خابور، رقہ، نصیبین اور سروج وغیرہ کو حلب کے بدلے لے لیا۔

**حلب پر قبضہ**......ادھر جب صلاح الدین کو صورتحال کا علم ہوا تو وہ فوجیں لے کر روانہ ہوا اور دریائے فرات کو عبور کر لیا یہاں صلاح الدین سے موصل کے حکمران کا نمائندہ ملا، کیونکہ وہ خود ملاقات سے ہچکچا رہا تھا، صلاح الدین جزیرہ کے تمام علاقوں پر قابض ہو گیا، موصل کے محاصرے کا ارادہ تھا لیکن وہ موصل کے بجائے حلب آیا اور اس پر قبضہ کر لیا کیونکہ عمادالدین میں اتنی طاقت نہ تھی کہ حلب کی حفاظت کر سکتا اور پھر عزالدین نے اس میں ہتھیار بھی کچھ زیادہ نہ چھوڑے تھے جیسے کہ آئندہ سال کے ملاقات میں یہ بات آئے گی۔

**یمن میں طغتگین کی حکومت**......علاوہ ازیں اسی سال الکرک کے حکمران البرنس نے حجاز کے قیماز پر حملے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ وہاں سے مدینہ منورہ جانا چاہتا تھا، صلاح الدین نے دمشق سے ایک دستہ تیار کر کے بھیجا۔ اس کے علاوہ صلاح الدین نے اپنے بھائی سیف الاسلام ظہیر الدین طغتگین بن ایوب کو یمن کا نائب بنا کر بھیجا کیونکہ یمن میں صلاح الدین کے بھائی معظم کی وفات ہو گئی تھی اور وہاں کے امراء بہت پریشان تھے۔ تاجہ طغتگین ۵۷۸ھ میں یمن پہنچا اور نہایت عمدگی سے حکومت شروع کی، وہاں زبیدی حکمران خطان بن منقذ کے مال و دولت کی نگرانی بھی کرنے

لگا جو ایک کروڑ دینار سے بھی زیادہ تھے۔ عدن کا نائب حکمران عثمان زنجیلی اس کے یمن آنے سے پہلے ہی شام پہنچ چکا تھا، اس نے یمن میں بہت اوقاف کیے جو مشہور ہیں، باب توما کے باہر موجود دار المطعم کے سامنے قائم مدرسہ زنجیلیہ کی نسبت اسی کی طرف کی جاتی ہے، اس نے یمن سے بہت مال حاصل کیا۔

**فرنگیوں کی عہد شکنی** ......اس سال فرنگیوں نے اپنے معاہدے توڑ دیے اور مسلمانوں کے تمام بحری بری راستے بند کر دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک بہت بڑی کشتی جو ڈھائی ہزار بہترین کمانڈوز سے بھری ہوئی تھی جزیرہ پر لا پھینکی، وہاں موجود لشکر نے ان کو گھیر لیا، ۱۷۰۰ آدمی گرفتار کر لئے گئے اور باقی ڈوب مرے۔

**قراقوش کی افریقہ روانگی** ......اس سال قراقوش افریقہ گیا، متعدد شہروں کو فتح کیا، حاکم مغرب عبدالمومن سے جنگ کی وہاں اس کی شان وشوکت بڑھ گئی، یہ صلاح الدین کے بھتیجے تقی الدین عمر کا غلام تھا، یہ مصر واپس آیا تو سلطان صلاح الدین نے اس کو فصیلوں کی تعمیر کا حکم دے دیا، یہ اس کے افریقہ روانہ ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے یہ اس کی سلطان سے آخری ملاقات تھی کیونکہ جیسا کہ بیان ہوا اپنی خواہشات کی تکمیل کے بعد اس کی وفات ہوگئی۔ اس نے نہ صرف بیت المقدس بلکہ آس پاس کے علاقوں کو بھی فتح کیا، مصر سے باہر نکل کر جب اس نے خیمہ لگایا تو اس وقت اس کے بیٹے اس کے ساتھ ہی تھے اس نے اُن کو چومنا چاٹنا شروع کر دیا تو کسی دیکھنے والے نے اشعار کہے۔

نجد کے نرگسی پھول کی خوشبو سے لطف اٹھاؤ، کیونکہ شام ہونے کے بعد نرگس نہ رہے گا۔

چنانچہ وہی ہوا جو ہونا تھا، پھر وہ مصر واپس نہ آیا بلکہ شام ہی میں رہنے لگا۔ اس سال سلطان صلاح الدین کے دو بیٹے پیدا ہوئے معظم توران شاہ اور ملک محسن احمد، یہ دونوں سات دن کے وقفے سے پیدا ہوئے تھے، پورے شہر کو سجایا گیا اور چودہ دن تک مسلسل خوشیاں بنائی جاتی ہیں۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**الشیخ کمال الدین ابوالبرکات** ......عبدالرحمٰن بن ابی السعادات عبیداللہ بن محمد بن عبیداللہ الانباری، نحوی، فقیہ، عابد، زاہد تھے، گذر اوقات مشکل سے کرتے تھے، کسی سے کچھ نہ لیتے حتیٰ کہ خلیفہ سے بھی نہیں، دارالخلافہ میں صوفیاء کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے، خلیفہ سے کسی قسم کے انعامات حتیٰ کہ چند پیسے بھی قبول نہ کرتے، اپنے کاموں میں مستقل مزاج تھے، متعدد مفید تصانیف کیں۔

اور ماہ شوال میں وفات پائی۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ نے اسرار العربیہ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو بہت مفید ہے، اس کے علاوہ طبقات النحاۃ بھی نہایت مفید ہے اور نحو میں المیز ان بھی بہترین کتاب ہے۔

## ۵۷۸ھ میں ہونے والے واقعات

اس سال سلطان صلاح الدین جنگ اور رعایا سے حسن سلوک کے لئے مصر سے دمشق روانہ ہوا، دوران سفر اس نے فرنگی علاقوں پر حملہ کیا، یہ سلطان کا مصر میں آخری دور تھا، بہر حال اس نے میمنہ پر اپنے بھائی تاج الملوک بوری ابن ایوب کو افسر مقرر کیا، سات دن بعد ازرق نامی جگہ پر ملے عزالدین فروخ شاہ نے طبریہ پر حملہ کیا متعدد قلعوں کو فتح کیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا، مال غنیمت میں بیس ہزار جانور حاصل کئے۔

**دوبارہ حلب روانگی** ......صفر کی سات تاریخ کو سلطان دمشق آیا اور ربیع الاول کے پہلے عشرے میں وہاں سے روانہ ہو گیا اور جاتے ہوئے

طبریہ اور بیسان کے مضافات میں واقع قلعہ کوکب کے پاس جنگ کی، دونوں طرف کے بہت سے لوگ قتل ہوئے، مسلمانوں کو کامیابی ہوئی، سلطان پھر دمشق آ گیا، پھر حلب اور مشرقی علاقوں پر قبضہ کے لئے روانہ ہوا۔ اور ہوایوں کہ اہل موصل اور حلب نے سلطان سے مقابلے کے لئے فرنگیوں سے ساز باز شروع کی، فرنگیوں نے اس کو مشغول رکھنے کے لئے بعض علاقوں پر حملے کئے، سلطان حلب پہنچا اور تین دن تک محاصرہ کئے رکھا۔ لیکن اس کو بے فائدہ سمجھ کر فرات کی طرف روانہ ہو گیا اور جزیرہ الرھا، رقہ اور نصیبین پر قبضہ کر لیا، یہاں کے حکمران اس کے اطاعت گزار بن گئے، پھر حلب واپس آ کر عماد الدین زنگی سے اس کا قبضہ لے لیا، مشرق و مغرب کے تمام حکمرانوں نے ساتھ دینے اور جنگ نہ کرنے کے معاہدے کئے، اس سے سلطان کو فرنگیوں کے خلاف خوب طاقت حاصل ہوگئی۔

# فصل

الکرک کا بادشاہ البرنس خشکی میں جب مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکا تو بحری راستے سے چھیڑ چھاڑ شروع کی، اس کی شرارتیں مدینہ منورہ اور میزاب تک پہنچ چکی تھیں اور ان شہروں کے رہنے والے خوفزدہ ہو گئے تھے چنانچہ ملک عادل امیر حسام الدین وَوَجوایڈ مرل تھا اپنے بیڑے کو تیار رہنے کا حکم دیا، جنگ ہوئی تو مسلمانوں کو کامیابی ہوئی، بہت سے فرنگی قتل ہوئے، اُن کے بہت سے جہاز جل گئے، بہت سے ڈوب مرے اور بہت سے قیدی بنا لئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے خشکی و تری ہر جگہ امن قائم ہو گیا، سلطان صلاح الدین نے خوش ہو کر شکریہ کے لئے اپنے بھائی کو تہنیت کا پیغام بھیجا اور بغداد میں عباسی خلیفہ کو بھی اطلاع بھجوا دی۔

**عز الدین المنصور کی وفات** ...... عز الدین فروخ شاہ المنصور بن شاھنشاہ بن ایوب، بعلبک کا بادشاہ اپنے چچا سلطان صلاح الدین الناصر بن ایوب کا دمشق میں نائب تھا، امجد بہرام شاہ اس کا بیٹا تھا جو اس کے بعد بعلبک کا حکمران بنا، دمشق کے شمال مشرق میں قائم مدرسہ فروخ شاھیہ کی نسبت اسی کی طرف کی جاتی ہے، اس کے بیٹے امجد کی قبر بھی اس کے ساتھ ہی ہے اور یہ دونوں مدرسے حنفیہ اور شافعیہ کے لئے وقف ہیں۔

**خوبیاں** ...... فروخ شاہ ذہین، عقلمند، قابل تعریف اور سخی تھا، شعراء نے اس کی کے جود وسخا کی وجہ سے اس کے قصیدے بھی لکھے ہیں، تاج الدین ابوالیمن الکندی کے بڑے ساتھیوں میں سے تھا ان کی آپس میں جان پہچان قاضی فاضل کی مجلس سے ہوئی تھی پھر اسی کے ساتھ لگ گیا، وہ بھی اس کے ساتھ بہت اچھی طرح سے پیش آتا تھا۔ اس نے اور عماد الکاتب نے ان کی مدح کی ہے، اس کا بیٹا امجد بھی بہت اچھا شاعر تھا، صلاح الدین نے اس کو باپ کے بعد بعلبک کا حکمران بنا دیا تھا، امجد طویل عرصہ بعلبک میں حکومت کرتا رہا، فروخ شاہ کی خوبیوں میں سے تاج الدین کی صحبت بھی ہے۔ اس کے بعض اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

میں بیماریوں کی قید میں ہوں اور وہ اس جگہ پر موجود ہے۔
ہرنی اپنی نگاہوں کا تیر میرے دل میں مارتی ہے۔
جب بھی میں سخت گرمی کی پیاس میں اس کا منہ چوستا ہوں۔
میں نے ہمیشہ اس سے صاف ستھرا شہد ہی چکھا ہے۔

**سخاوت** ...... ایک مرتبہ یہ حمام میں داخل ہوا تو اس نے اپنی جان پہچان والے مالدار آدمی کو دیکھا جس کی اب غربت کی وجہ سے یہ حالت ہوگئی تھی کہ وہ ایک کپڑے سے اپنی شرمگاہ بھی نہ چھپا پا رہا تھا، چنانچہ اس نے یہ حکم دیا کہ ایک بستر اور کپڑے لے کر اس کو دے دو اس کے علاوہ ایک ہزار دینار اور ایک خچر بھی، اور پھر بیس ہزار دینار ماہوار بھی اس کو دینے کا حکم دیا، گویا کہ وہ کنگلہ حمام میں آیا تھا لیکن دولت مند ہو کر نکلا، ایسے سخیوں پر اللہ کی رحمت ہو۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**الشیخ ابوالعباس** ......احمد بن ابی الحسن علی بن المی العباس احمد جو ابن الرفاعی کے نام سے مشہور تھے۔احمد یہ رفاعیہ البطائحیہ کے شیخ ہیں،ام عبیدۃ نے بطائح کی ایک بستی میں ان کو رہائش دی تھی جو بصرہ اور واسط کے درمیان ہے،اصل کے لحاظ سے آپ عرب میں لیکن اس علاقے میں آپ نے رہائش اختیار کی کہا جاتا ہے کہ آپ مرجع خلائق تھے،اور آپ نے شافعی مذھب کی کتاب التنبیہ کو حفظ کیا تھا۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ کے پیروکاروں کے عجیب وغریب حالات تھے،وہ لوگ زندہ سانپ کھاتے اور تندوروں کی دہکتی ہوئی آگ میں جا گھستے،اپنے علاقوں میں شیر پر سوار ہو کر گھومتے پھرتے ہیں۔

آگے لکھا ہے کہ شیخ کی اپنی کوئی اولاد نہ ہوئی البتہ ان کے بھائی کی نسل چلی جو ان اطراف میں ان کے وارث بنتے ہیں،مندرجہ ذیل اشعار کی نسبت بھی آپ کی طرف کی جاتی ہے۔

جب میری رات گہری ہو جاتی ہے تو میرا دل تمہاری یاد میں پاگل ہوئے لگتا ہے اور میں ایسے روتا ہوں جیسے بندھا ہوا کبوتر۔

میرے اوپر ایسا بادل ہے جو مجھ پر حزن وملال کی بارش برساتا ہے اور میرے نیچے ایسا سمندر ہے جو غم سے موجیں مارتا ہے

ام عمرو سے پوچھو!اس کے قیدی کی رات کیسے گذری ہے،وہ اُس کے علاوہ دوسرے قیدیوں کو تو چھڑواتی ہے اور وہ بندھا ہوا ہے۔

سو وہ مقتول نہیں ہے کہ قتل میں مزا آئے،اور نہ ہی وہ اس کا احسان مند ہے جو اُسے رہا کر دے آگے کہتے ہیں۔

مجھے ہر اُس شخص کو دیکھ کر غیرت آتی ہے جو اُس کے قریب ہوتا ہے اور اُس کو دیکھتا ہے خواہ وہ اس کا باپ بیو یا ماں۔

اسی طرح میں آئینے سے بھی حسد محسوس کرتا ہوں اُس کی ہتھیلی کے بدلے جب آئینہ وہ دیکھتا ہے جو میں دیکھتا ہوں۔

آگے لکھا ہے کہ اسی سال میں ۲۲ جمادی الاولی بروز جمعرات آپ کا انتقال ہوا۔

**خلف بن عبدالملک بن مسعود بن بشکوال** ......ابوالقاسم القرطبی،حافظ تھے،محدث تھے،مؤرخ بھی تھے،متعدد کتب تصنیف کیں، ان میں سے ایک کتاب الصلۃ بھی ہے جسے آپ نے تاریخ ابوالولید الفرضی کے ضمیمے کے طور پر لکھا ہے،اس کے علاوہ کتاب المستغیثین باللہ(اللہ سے مدد مانگنے والے)بھی آپ کی تصنیف ہے،خطیب بغدادی کی طرح ان کی بھی ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے مبہم ناموں کی تصنیف کی ہے،اس کے علاوہ آپ کی ایک معجم ہے جس میں آپ نے مؤطا امام مالک راویوں کے نام جمع کئے ہیں اس کتاب میں ۷۳ افراد کا ذکر ہے رمضان المبارک میں ۸۴ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

**علامہ قطب الدین ابوالمعالی** ......مسعود بن محمد بن مسعود النیشاپوری،امام غزالی کے شاگرد محمد بن یحیٰی سے علم فقہ پڑھا دمشق آئے مدرسہ الغزالیہ اور المجاھدیہ میں درس دیا،حلب میں مدرسہ نورالدین اور مدرسہ اسدالدین کے مدرس ہے پھر ہمدان گئے،پھر دمشق آگئے اور مدرسہ الغزالیہ میں درس تھا،اپنے زمانے میں شافعیہ کے سرخیل تھے،رمضان المبارک کے آخر میں عید کے دن ۵۷۸ھ میں ۹۳ سال کی عمر میں دمشق میں آپ کا انتقال ہوا۔فخر ابن عساکر وغیرہ نے آپ سے تعلیم حاصل کی،اور یہی ہیں وہ جنہوں نے حافظ ابن عساکر کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔اللہ پاک ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

## ۵۷۹ھ کے واقعات

**آمد کی فتح** ......اس سال محرم کی ۱۴ تاریخ کو سلطان صلاح الدین نے ایک کے طویل محاصرے کے بعد آمد کو فتح کرلیا،اس سے پہلے اس کا

حکمران تین دن تک مال و دولت وہاں سمیٹتا رہا، لیکن اس باوجود بھی بہت کچھ مال غنیمت کے طور پر ملا، اسلحہ بھی اس مال میں شامل تھا، ایک بہت بڑا برج جس میں تیروں کی نوکیں بھری ہوئی تھیں، ایک برج میں ایک لاکھ شمعیں مشعلیں الگ تھیں اور باقی چیزیں اس کے علاوہ ہیں۔ ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی تھا جس میں کتابوں کی تعداد ایک کروڑ چالیس لاکھ تھی، سلطان نے یہ ساری قاضی الفاضل کو دے دیں قاضی الفاضل نے ان میں سے اتنی کتابیں منتخب کیں جتنی وہ ستر گدھوں پر لاد کر لے جا سکتا تھا، اس کے علاوہ اس شہر میں جو کچھ بھی تھا وہ سلطان نے نورالدین محمد بن قرا ارسلان کو دے دیا، کیونکہ ان کا اس سلسلے میں پہلے سے وعدہ تھا۔ اس سے کسی نے پوچھا کیا ذکیرے، ھبہ میں شامل ہوتے ہیں؟ تو سلطان نے جواب دیا کہ میں ان کے متعلق اس سے کنجوسوں والا معاملہ نہ کروں گا۔ اس وقت اس کے خزانے میں کل تین کروڑ دینار تھے، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

بادشاہوں سے کہہ دو کہ اپنی حکومتوں سے ایک طرف ہو جاؤ۔ دنیا کی لین دین کرنے والا آ گیا ہے۔

**بوری بن ایوب کا انتقال**...... پھر محرم کے باقی دنوں میں سلطان حلب کا محاصرہ کر لیا، اہل حلب کے ساتھ زبردست جنگ ہوئی، سلطان کا بھائی تاج الملوک بوری بن ایوب شدید زخمی ہو گیا اور کچھ ہی دنوں بعد اس کا انتقال ہو گیا، وہ نجم الدین ایوب کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا، اس کی عمر ابھی بیس سال بھی نہیں ہوئی تھی لیکن بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ وہ بائیس سال کا تھا، ذہین اور عقلمند تھا، اس کے عمدہ اشعار کا دیوان بھی ہے صلاح الدین کو اس کے انتقال کا بہت دکھ ہوا تھا، اسے وہیں حلب میں دفن کیا گیا لیکن پھر سلطان اس کو دمشق لے گیا۔

**آقسنقر کے ساتھ معاہدہ**...... پھر سلطان صلاح الدین کا حلب کے حکمران عماد الدین زنگی بن آقسنقر سے یہ معاہدہ ہو گیا کہ وہ حلب کے بدلے سنجار لے لے اور حلب کو سلطان کے حوالے کر دے۔ چنانچہ اس کے بعد عماد الدین سلطان سے ملا اور اس کے بھائی کی تعزیت کی خیمے میں اس کے پاس آ کر بیٹھا اور اس کے بعد اپنا ساز و سامان سارا سنجار لے گیا، سلطان صلاح الدین نے خابور، رقہ، نصیبین اور سروج بھی اس کے حوالے کر دیئے اور یہ شرط مقرر کی کہ وہ اپنی فوجوں کو فرنگیوں کے مقابلے پر سلطان کے ساتھ بھیج دے، سلطان نے اس کو الوداع کہا اور کچھ دن حلب کی سیر کرنے کے لئے وہیں رہ پڑا، لیکن اس کو اس کا موقع نہ ملا تو ۲۷ صفر بروز پیر قلعہ حلب کی طرف روانہ ہوا۔

**صلاح الدین کی دعوت**...... قلعہ کے امیر طھمان نے سلطان کی زبردست دعوت کی سلطان جب قلعے میں داخل ہو رہا تھا تو یہ آیات تلاوت کیں ”کہہ دیجئے کہ اے میرے رب آپ ہی ملکوں کے اصل بادشاہ ہیں۔“ (سورۃ آل عمران آیت ۲۶) اور جب امیر کے گھر میں داخل ہوا تو یہ آیت پڑھی ”اور تمہیں وارث بنا دیا ان کی زمین کا اور ان کے گھر کا اور اُن کے اموال کا (سورۃ الاحزاب)۔ پھر مقام ابراہیم پر آ کر دو رکعت پڑھ طویل سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا اور آہ و زاری کرتا رہا اور اس کے بعد دعوت کی خوشیوں میں مشغول ہو گیا۔ امراء اور سرداروں کو خلعتیں دیں فقراء کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جنگ بند ہو گئی۔ شاعروں نے اس کی شان میں قصیدے لکھے، چونکہ قلعہ بہت اچھی جگہ تھا لہٰذا سلطان نے کہا کہ مجھے حلب کے بجائے اس قلعہ کی فتح سے زیادہ خوش ہوئی ہے، اس کے بعد اس نے جزیرہ اور باقی علاقوں کے تمام ٹیکس وغیرہ ختم کر دیئے۔

**بیت المقدس کی فتح کی خوشخبری**...... دوسری طرف اس کی غیر موجودگی میں فرنگیوں نے چھیڑ چھاڑ شروع کی، اس نے فوراً افواج کو بلا بھیجا، حلب کی فتح کے بعد اس کو بیت المقدس کی فتح کی خوشخبری دی گئی تھی۔

ہوا یوں کہ فقہ شافعی کے فقیہ مجد الدین بن جہل نے ابوالحکم کی تفسیر میں سورۃ روم کی آیت ۱ اور ۲ میں بیت المقدس کی فتح کی خوشخبری محسوس کی اور اس کو یہ معلوم ہوا کہ ۵۸۴ھ میں بیت المقدس فتح ہو جائے گا، اس نے اس آیت سے اور بھی متعدد تفریعات نکالیں۔ یہ تمام تفصیلات ایک ورق پر لکھ کر وہ ورق اس نے فقیہ عیسیٰ الہکاری کو دے دیا کہ وہ سلطان تک اس خوشخبری کو پہنچائے۔ عیسیٰ الھکاری چونکہ سلطان سے خائف تھا لہٰذا اس نے یہ بشارت قاضی محی الدین ذکی کو بتائی تو اس نے اس کے مفہوم کو اشعار میں بیان کر دیا۔

ماہ صفر میں تیری حلب کی فتح نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تو رجب میں بیت المقدس فتح کرے۔ یہ قصیدہ جب اس نے سلطان کو سنایا تو سلطان کو پسند

آیا چنانچہ بیت المقدس جب فتح ہوا جیسا کہ آگے آئے گا تو سلطان نے ابن الزکی کو حکم اس نے جمعہ کے دن خطبہ دیا، سلطان کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ بات سب سے پہلے ابن جہل نے کی ہے تو اس نے ابن جہل کو حکم دیا تو اس نے صخرہ پر بہترین درس دیا، سلطان نے نہ صرف اس کی تعریف کی بلکہ اس کو انعام اور عطیہ بھی دیا۔

**حلب سے روانگی**...... پھر سلطان ربیع الثانی کے آخر میں حلب سے روانہ ہو گیا اور وہاں اپنے بیٹے ظاہر غازی کو اپنا نائب بنالیا۔ قضاء کا عہدہ ابن الزکی کے حوالے کیا، اس نے حلب میں اپنا ایک نائب مقرر کیا اور خود سلطان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

جمادی الاولی کی ۳ تاریخ کو دمشق پہنچے، یہ ایک اہم دن تھا، اس کے بعد فرنگیوں سے لڑنے کے لئے جمادی الثانیہ میں دمشق سے بیت المقدس کی طرف چل پڑا، راستے میں بیسان کو لوٹا، پھر عین جالوت تک پہنچا، آگے آگے اس نے ایک زبردست لشکر بھیجا، اس لشکر میں بردویل اور طائفہ نوریہ بھی تھا، سلطان کا چچا اسد الدین شیر کوہ بھی آیا۔ جب انہوں نے فرنگی لشکر کو اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو ان پر حملہ آور ہوا، اور بے شمار فرنگیوں کو قتل کر دیا اور سو افراد کو گرفتار کر لیا، مسلمانوں میں سے صرف ایک شخص شہید ہوا دن ختم ہوتے ہی واپس اپنی کمین گاہ میں آپہنچا، اتنے میں سلطان کو پھر اطلاع ملی کہ فرنگی اس سے جنگ کے لئے جمع ہیں تو یہ دوبارہ روانہ ہوا اور ان سے جنگ کی امید پر ان کے پیچھے لگ گیا بے شمار فرنگی قتل ہو گئے، بے شمار زخمی ہوئے، فرنگی بہت خوفزدہ ہو چکے تھے لہٰذا لڑنے کی بجائے بھاگ کھڑے ہوئے، اسلامی فوج قتل و غارت کرتی، ان کے پیچھے لگی رہی حتیٰ کہ فرنگیوں کے علاقوں تک بھی جا پہنچی لیکن پھر وہاں سے واپس آگئی۔

قاضی فاضل نے تمام تفصیل خلیفہ کو لکھ بھیجی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد و نصرت کی ہے، یہ خلیفہ کے ادب واحترام، شان و شوکت کی وجہ سے کوئی کام خلیفہ کو اطلاع دیئے بغیر نہ کرتا تھا۔

**الکرک کا محاصرہ**...... رجب کے مہینے میں سلطان الکرک کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا، اس کے ساتھ اس کا بھتیجا تقی الدین عمر بھی تھا، اس نے اپنے بھائی عادل کو اپنے پاس بلایا تا کہ اس کے مطالبے کے مطابق اس کو حلب اور اس کے مضافاتی علاقوں کی حکومت دے دے، پورے مہینے حلب کا محاصرہ کئے رکھا لیکن کامیابی نہ ہوئی، تو معلوم ہوا کہ فرنگی بھی الکرک کو بچانے کے لئے جمع ہو چکے ہیں چنانچہ سلطان دمشق واپس آگیا، یہ بھی دلیری کی بات تھی، بہرحال سلطان صلاح الدین نے تقی الدین عمر کو اپنا نائب بنا کر مصر بھیج دیا، قاضی الفاضل بھی اس کے ساتھ تھا، اس نے اپنے بھائی کو حلب اور آس پاس کے علاقوں کا حکمران بنا کر بھیجا۔

سلطان کا بیٹا ظاہر بھی اس کے پاس آگیا اس کے بعض نائب اور عزیز بھی اس سے آملے، حلب اس نے اپنے بھائی کو قریب رکھنے کے لئے دیا تھا کیونکہ وہ کوئی فیصلہ اس کے بغیر نہ کرتا تھا۔ سلطان نے اپنے بھائی سے ایک لاکھ دینار ادھار لئے ادھر طاہر بن سلطان صلاح الدین حلب سے جدائی پر غمزدہ تھا کیونکہ اسے وہاں رہتے ہوئے چھ ماہ ہو چکے تھے لیکن اس بات کا اظہار اپنے باپ سلطان صلاح الدین کے سامنے نہ کر سکتا تھا، لیکن پھر بھی یہ بات اس کے چہرے تاثرات اور بعض الفاظ سے ظاہر ہو گئی۔

## ۵۸۰ھ کے واقعات

**لشکروں کی آمد**...... اس سال سلطان صلاح الدین نے فرنگیوں سے جنگ کے لئے مصر حلب جزیرہ اور شام کی افواج کو اپنی مدد کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ مصر سے تقی الدین عمر اور قاضی اس کے پاس آگئے۔

حلب سے عادل، جزیرہ اور سجار کے حکمران بھی اپنے اپنے لشکر لے کر آپہنچے، یہ اتحادی لشکر الکرک کی طرف روانہ ہوا، ۳۰ جمادی الاولیٰ کو الکرک پہنچ کر انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نو منجنیقیں نصب کیں، کیونکہ سلطان نے باقی شہروں کی نسبت اس شہر کی فتح مسلمانوں کے لئے زیادہ

مفید سمجھی تھی، الکرک کے باشندے حاجیوں کے قافلوں کے راستوں میں بھی رکاوٹیں ڈالتے تھے۔اسی دوران اس کو اطلاع ملی کہ فرنگی پیدل اور سوار فوجوں نے الکرک کو بچانے کے لئے اس سے ہٹ کر لڑنے کا منصوبہ بنایا ہے، چنانچہ سلطان ان کی طرف متوجہ ہوا اور حسان اور پھر ماعر کی طرف روانہ ہوگیا۔

**فرنگیوں کا تعاقب**...... یہاں فرنگیوں کو شکست ہوئی۔سلطان نے اپنا دستہ اُن کے تعاقب میں بھیجا جس نے خوب قتل وغارت کی، بے شمار فرنگی قتل وزخمی ہوئے ،اس کے بعد سلطان سواحل کی طرف متوجہ جو فوجوں سے خالی تھا لہٰذا نابلس اور ارد گرد کی ساحلی بستیاں بھی لوٹ لی گئیں،اس کے بعد سلطان دمشق واپس آگیا اور باقی فوجوں کو واپس اپنے اپنے شہروں کو واپس جانے کی اجازت دے دی،خود سلطان ماہ رمضان المبارک کے روزوں کو ادا کرنے گھوڑوں پر جھول ڈالنے اور تلوار کو تیز کرنے کے لئے دمشق ہی میں ٹھہر گیا تھا۔

یہاں سلطان صلاح الدین کو خلیفہ کی خلعت پہنچی جسے سلطان نے قبول کرلیا اور اپنے ساتھ اپنے بھائی عادل اور اپنے چچازاد بھائی محمد بن شیرکوہ، کو بھی پہنایا،اس نے آگے اپنی خلعت ناصر الدین بن قرا ارسلان کو دے دی جو ان دنوں کیفا اور آمد کے قلعوں کا حاکم تھا، آمد بھی اس کو سلطان صلاح الدین نے دیا تھا۔

**اربل کا نمائندہ**...... مغربی علاقوں کے حکمران یوسف بن عبدالمؤمن بن علی کی وفات بھی اس سال ہوئی اس کے بعد اس کا بیٹا یعقوب حکمران بن گیا،اسی سال کے آخر میں سلطان کو اطلاع ملی کہ موصل کے حکمران کا اربل کا ارادہ ہے،اربل کے حکمران نے نمائندہ سلطان کے پاس مدد حاصل کرنے کے لئے بھیجا یہ فوراً اس کے پاس سے ہوتا ہوا بعلبک اور پھر وہاں سے حماۃ کی طرف روانہ ہوگیا، وہاں پہنچ کر عماد الکاتب کا انتظار کرنے لگا کیونکہ یہ مسلسل سفر سے کچھ کمزور بھی ہوگیا تھا، بہر حال یہ وہیں ٹھہر گیا، قاضی الفاضل کو جب اس کی بیماری کا علم ہوا تو وہاں سے طبیب بھیجا طبیب کا نام اسعد ابن لمطران تھا اس نے علاج کیا کیونکہ آدمی اسی کا علاج مسلسل کرتا ہے جس سے اُسے محبت ہو۔

## ۵۸۱ھ کے واقعات

اس سال کے شروع میں سلطان حماۃ کے باہر خیمہ لگائے ہوئے تھا، پھر حلب کی طرف روانہ ہوگیا ماہ صفر میں موصل کے ارادے سے حلب سے نکلا،حران آیا اور اس کے حکمران مظفر الدین کو گرفتار کرلیا، یہ اربل کے حکمران زین الدین کا بھائی تھا،لیکن پھر صلح ہوگئی لہٰذا سلطان نے اس کو رہا کردیا اور اس کا ملک اسی کے حوالے کردیا حتیٰ کہ اس کا خبث باطن ظاہر ہوگیا، پھر سلطان موصل کی طرف روانہ ہوا، وہاں اس کی ملاقات تمام علاقوں کے حکمرانوں سے ہوئی،عماد الدین ابوبکر بن قرا ارسلان اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔

سلطان وہاں سے روانہ ہوا،اور موصل کے قریب اسمعیلیات کے مقام پر پڑاؤ ڈالا یہیں سلطان کی ملاقات اربل کے حکمران نورالدین سے ہوئی ارد گرد کے علاقوں کے سارے حکمران اس کے اطاعت گزار تھے،سلطان صلاح الدین موصل کے محاصرے کا ارادہ کئے ہوئے تھا لہٰذا اس نے اس بات کی خلیفہ کو اطلاع دینے کے لئے ضیاء الدین شہرزوری کو خلیفہ کے پاس بھیجا، کیونکہ اس کا مقصد ان کو دوبارہ خلیفہ کا اطاعت گذار بنانا اور اسلام کی مدد کرنا تھا، چنانچہ کچھ عرصہ اس نے موصل کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس کو فتح کئے بغیر وہاں سے واپس روانہ ہوگیا اور خلاط کی طرف چل پڑا، متعدد علاقوں پر قبضہ کرلیا، ان میں جزیرہ اور دیار بکر کے بہت سے علاقے شامل تھے،اس کی تفصیلات علامہ ابن الاثیر نے اپنی تاریخ الکامل میں اور شیخ ابو شامہ نے روضتین میں لکھی ہیں۔

**اہل موصل کی سلطان کے ساتھ صلح**...... اس کے بعد سلطان صلاح الدین اور اہل موصل کے درمیان اس شرط پر صلح ہوگئی کہ سلطان جب بھی انہیں فرنگیوں کے خلاف مدد کے لئے بلائے گا تو وہ اس کی مدد کو آئیں گے اور یہ کہ وہاں خطبوں میں سلطان کا نام لیا جائے اور سکوں پر بھی اس

کا نام ڈھالا جائے چنانچہ ان تمام علاقوں میں یہ کام شروع ہو گیا، اور اس سے پہلے جو ان علاقوں میں سلجوقیوں اور ازیقیوں کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا وہ ختم ہو گیا۔

**صلاح الدین کی بیماری** ...... پھر سوئے اتفاق سے اس کے بعد سلطان صلاح الدین شدید بیمار ہو گیا، لیکن اس نے صبر سے کام کیا اور درد تکلیف کا بالکل بھی اظہار نہ کیا حتیٰ کہ اس کی حالت بہتر ہو گئی اور وہ دوبارہ صحت مند ہو گیا۔ صحت مند ہونے سے پہلے ہی سلطان حران پہنچ کر تمام تر تکلیف کے باوجود وہاں خیمے لگا چکا تھا، یہ بات لوگوں میں پھیل چکی تھی لہٰذا وہ خوف زدہ ہو گئے، ملحد اور کافر لوگ اس کی آمد سے کانپ اٹھے، سلطان کا بھائی عادل دوائیں اور طبیبوں کو لے کر حلب سے روانہ ہوا، سلطان بہت کمزور ہو چکا تھا، عادل نے سلطان کو وصیت کرنے کا مشورہ دیا، تو سلطان نے وصیت شروع کی، اور کہا مجھے کوئی پروا نہیں کیونکہ میں اپنے بعد ابوبکر، عمر عثمان اور علی کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ناموں سے مراد اس کا اپنا بھائی عادل، حماۃ کا حکمران تقی الدین عمر جو ان دنوں مصر میں اس کا نائب بھی تھا اور وہیں مقیم بھی، اور سلطان کے اپنے دونوں بیٹے عثمان العزیز اور علی الفضل، پھر سلطان نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے اس بیماری سے صحتیاب کر دیا اور وہ اپنی ساری ہمت فرنگیوں کے ساتھ جنگ پر لگا دے گا اور اس کے بعد کبھی بھی کسی مسلمان سے جنگ نہ کرے گا اور بیت المقدس کو فتح کرنے کی انتہائی کوشش کر گزرے گا خواہ اس کے لئے اس کو اپنا سارا مال و دولت اور ذخائر ہی کیوں نہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے پڑیں اور الکرک کے حکمران البرنس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے گا کیونکہ اس نے وعدہ خلافی کی تھی اور جناب رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کی تھی۔

اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک قافلہ مصر سے شام جا رہا تھا کہ اس نے اُن کو پکڑ لیا اُن کا مال و اسباب چھین لیا اور یہ کہتا جاتا تھا تمہارے محمد کہاں ہیں؟ انہیں اپنی مدد کے لئے بلاؤ۔

یہ نذر سلطان نے قاضی الفاضل کے کہنے اور مجبور کرنے پر مانی تھی وہی اس کا محرک تھا حتیٰ کہ سلطان نے گویا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک قسم کا معاہدہ کر لیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کو شفا دی اور اس مرض سے نجات عطا فرمائی تاکہ اس کے گناہ بھی معاف ہوں۔ ہر طرف سے مبارکبادیاں وصول ہونے لگیں، اسی خوشی میں شہروں کو سجا دیا گیا۔

قاضی الفاضل نے دمشق سے مظفر عمر کو لکھا ہے کہ سلطان صلاح الدین الناصر کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی، اس کی اطلاع مستند اور صحیح ہے جو ہر طرف پھیل گئی ہے، اندھیرے کے بعد اس کے انوار طلوع ہو گئے ہیں، پوشیدہ ہونے بعد اس کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں، بیماری چلی گئی اور تمام قسم تعریف و احسان تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، اس بیماری کی آگ بجھ گئی، اس کا گرد و غبار دور ہو گیا، اس کی چنگاریاں بجھ گئیں، یہ ایک اچانک لگنے والی بیماری تھی جس کے شر اور حار سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچا لیا، اللہ تعالیٰ نے اس بڑی بیماری کے نتیجے میں ہونے والے حالات کی عار سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بچا لیا، یہ توبہ ہی تو تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو پرکھا، تو ہمارا صبر کم تھا، لیکن اللہ تعالیٰ دعا کو ضائع نہیں کرتا لہٰذا دل اللہ تعالیٰ کی طرف خلوص سے مائل ہو گئے، اس طرح قبولیت میں دیر نہیں لگتی خواہ گناہ رکاوٹ ہی کیوں نہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ سہولت اور خوشحالی کے وعدے کو پورا کرتے ہیں حالانکہ احباب اور صاحب احباب اس سے مایوس ہو چکے تھے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

زمانے نے لفظ نعی (یمنی موت کی اطلاع) میں میم کا اضافہ کر دیا، سو یہ تنگی کے بعد نعمت بن گئی۔
اور ڈرانے والے نے اس بارے میں سچ نہیں کہا تھا کیونکہ میں نے سورج اور ستاروں کو طلوع دیکھا ہے۔

چنانچہ اس کے بعد سلطان صلاح الدین ایک نئے جوش و جذبے سے توبہ کرتے ہوئے میدان جہاد اور جنت کی طرف متوجہ ہوا جیسے حساب ختم ہو چکا ہو اور ہم پل صراط سے گذر گئے ہوں، بعض اوقات ہم ایسے خوفزدہ بھی ہو گئے کہ اگر اتنا خوفزدہ اونٹ ہو جائے تو سوئی کے ناکے سے نکل جائے، بہرحال صحت کے بعد سلطان حران سے حلب پہنچا اور وہاں سے دمشق آیا، یہ دمشق کی تاریخ میں اہم ترین دن ہے۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**مہذب الدین عبداللہ بن اسعد موصلی**...... حمص کے مدرس تھے، عقلی ونقلی علوم وفنون میں مہارت رکھتے تھے، خاص طور پر شعروادب آپ کا میدان تھا، عماد الکاتب اور شیخ شہاب الدین ابوشامہ نے آپ کی بہت تعریف کی ہے۔

**امیر ناصر الدین محمد بن شیرکوہ**...... حمص اور الرحبہ کے گورنر، صلاح الدین کے چچازاد بھائی تھے سلطان نے اپنی بہن الست الشام بنت ایوب کا نکاح انہی سے کروایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بیوی ان کی میت کو الشامیہ البرانیہ کی قبر پر لے آئی جو اس کے بھائی یمن کے حکمران معظم توران شاہ کے درمیان بنائی گئی۔ اس کا متروکہ مال واسباب ایک کروڑ دینار سے بھی زیادہ ہے، یوم عرفہ میں اچانک اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کی وفات کے بعد حمص کا حکمران سلطان صلاح الدین کے حکم سے اس کا بیٹا اسد الدین شیرکوہ بنا۔

**المحمود بن محمد بن علی بن اسماعیل**...... ابن عبدالرحیم الشیخ جمال الدین ابوالشفاء محمودی بن الصابونی، مشہور ائمہ میں سے تھے چونکہ اپنے دادا سلطان محمود بن زنگی کی صحبت میں کثرت سے رہا کرتے تھے اس لئے المحمود کہلاتے تھے۔

وہ اس کا اکرام کرتے تھے، پھر مصر روانہ ہوگیا اور وہیں رہا، سلطان صلاح الدین بھی اس کا اکرام کیا کرتا تھا، اس پر اور اس کی اولاد پر زمین بھی وقف کی جو آج تک ان کے پاس ہے۔

**الامیر سعد الدین مسعود**...... ابن معین الدین، نور الدین اور صلاح الدین کے زمانے میں بڑے سرداروں میں سے تھے اور الست خاتون کے بھائی بھی ہیں، چنانچہ صلاح الدین نے جب اس کا نکاح کروایا تو اپنی بہن الست ربیعہ خاتون بہت ایوب سے کروایا جس کی طرف قاسیون کی سطح پر واقع حنابلہ کا مدرسہ الصاحبیہ کی نسبت کی جاتی ہے، حالانکہ اس کا وقت گزر چکا تھا، اس کی وفات ۶۴۳ھ میں ہوئی، یہ نجم الدین ایوب کی پشت سے آخری اولاد تھی اور اس کی وفات دمشق میں میافارقین کے محاصرے کے دوران لگنے والے ایک زخم سے جمادی الثانیہ میں ہوئی۔

**الست خاتون عصمت الدین**...... بنت معین الدین جو دمشق کا نائب تھا اور نور الدین سے پہلے دمشق کے لشکروں کا اتابک تھا، یہ نور الدین کی بیوی تھی، پھر بعد میں ۵۷۲ھ میں سلطان صلاح الدین نے اس سے نکاح کرلیا تھا۔ یہ نہایت حسین نیک، پاک دامن اور خوب صدقہ کرنے والی خاتون تھیں۔

یہی وہ خاتون ہیں جنہوں نے حجر الذہب کے محلے میں الخاتونیہ الجوانیہ کو وقف کیا تھا، اس کے علاوہ باب النصر کے باہر پہلی پہاڑی بانیاس پر واقع خانقات خاتون کو بھی اسی نے وقف کیا تھا، اور اس کی تدفین بھی قاسیون کے دامن میں واقع بانیاس کے قبرستان میں باب الرکیہ کے نزدیک دفن کیا تھا، اس کے ایک طرف دار الحدیث اشرفیہ اور اتابکیہ ہیں، اور دیگر بہت سی جگہوں کو اس نے وقف کیا مثلاً صغاء الشام میں الخاتونیہ ابرانیہ القنوات پر وقف ہے یہ جگہ جہاں مدرسہ واقع ہے تل الثعالب (لومڑیوں کا ٹیلہ) کے نام سے مشہور ہے، اس کو زمرد خاتون بنت جارلی نے بنوایا تھا جو سلطان دمقاق کی ماں شریک بہن اور زنگی کی بیوی تھی جو حلب کے بادشاہ نور الدین کا باپ تھا اور یہ پہلے ہی وفات پاچکی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔

**الحافظ الکبیر ابوموسیٰ المدینی**...... محمد بن عمر بن محمد اصبہانی الحافظ موسوی مدینی، آپ ان حفاظ میں سے ہیں جنہوں نے دنیا بھر کا چکر لگایا تھا، متعدد کتب تصنیف کیں اور بہت سی احادیث کی شرح بھی لکھی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

# ابوالقاسم السہیلی

**تعارف:**.... ابوزید عبدالرحمٰن بن الخطیب ابی محمد عبداللہ بن الخطیب ابی عمر احمد بن ابی الحسن اصبغ بن حسن بن سعدون بن رضوان بن فتوح (جو اندلس آئے تھے) الخثعمی السہیلی۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ خود آپ نے اپنا سلسلہ نسب اسی طرح لکھوایا تھا اور ایک بستی کی نسبت کی وجہ سے آپ کو سہیلی کہا جاتا تھا، یہ بستی مالقہ کے قریب ہے اور اس کا نام سہیل، کیونکہ سہیل نامی ستارہ اس علاقے میں صرف اسی جگہ سے دکھائی دیتا ہے جو اس کے پاس ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر ہے، یہ مغربی جانب واقع بستیوں کے نزدیک ہے۔

**ولادت**...... سہیلی ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے، قرأت کا علم حاصل کیا اور شب وروز اس میں مشغول ہو گئے اپنی فطری ذہانت اور ذکاوت اور حسن تصنیف کی وجہ سے اپنے زمانے کے بڑے لوگوں میں سے کہلائے اور سر سر اللہ تعالیٰ فضل ہی ہے کیونکہ آپ نابینا تھے۔ آپ کی ایک کتاب بہت مشہور ہے جس کا نام روض الانف ہے، جس میں آپ نے سیرت طیبہ کے بارے میں نہایت عمدہ نکات بیان کئے ہیں جن میں سے بعض یا اکثر ان سے پہلے کسی اور نے بیان نہیں کئے ہیں "**الاعلام فیما ابھم فی القرآن من الاسماء الاعلام**" نامی کتاب بھی آپ ہی کی تالیف ہے، بہت سی انوکھی اور مفید باتیں بھی ہیں اور عمدہ اشعار بھی۔

آپ نیک پاک دامن اور تنگ دست تھے، عمر کے آخری حصے میں مراکش کے حکمران سے بہت کچھ مال ودولت حاصل ہوا، اس سال شعبان بروز جمعرات آپ کا انتقال ہوا۔ آپ نے ایک نہایت عمدہ قصیدہ بھی لکھا جس میں آپ نے قبولیت کی امید کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔

اے وہ ذرت جو مافی الضمیر کو دیکھتا اور سنتا ہے تو ہی ہر ایک چیز کو تیار کرنے والا ہے۔ جس کے ہونے کی امید ہوتی ہے۔ اے وہ ذات جس سے تمام سختیوں میں امید رکھی جاتی ہے، اے وہ ذرت جس کے دربار میں شکایت کی جاتی ہے اور جائے پناہ ڈھونڈی جاتی ہے۔

اے وہ ذات جس کے ایک کن میں تمام رزق کے خزانے ہیں، مہربانی کر تیرے پاس ہی ساری بھلائی جمع ہے۔

میرے پاس میری محتاجی کے علاوہ تیری طرف کوئی وسیلہ نہیں ہے اور اسی محتاجی کے وسیلے سے میں اپنا فقر دور کروں گا۔

میرے پاس تیرا دروازہ کھٹکھٹانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں اور اگر یہیں سے مجھے رد کر دیا گیا تو میں کہاں جاؤں گا۔

کس سے میں امید رکھوں گا اور کس کا نام لے کر پکاروں گا؟ اگر تیرے فضل کو تیرے فقر سے دور کرایا گیا۔

یہ بات تیری بزرگی کی شان کے لائق نہیں کہ تو کسی گناہ گار کو مایوس کر دے کیونکہ تیرا فضل بہت ہے اور مغفرت بہت وسیع ہے۔

# ۵۸۲ھ کے واقعات

اس سال ربیع الاول کی تاریخ کو سلطان صلاح الدین صحتیاب ہو کر دمشق پہنچا یہاں قاضی الفضل سے ملاقات کی اور مشورہ کیا، کیونکہ وہ اس سے مشورہ لئے بغیر کوئی کام نہ کیا کرتا تھا، پھر اس نے اپنے بیٹے علی الافضل کو اپنا دمشق میں نائب مقرر کیا اور ابوبکر عادل اپنے داماد ملک ظاہر بن غازی کی وجہ سے حلب سے ایک طرف ہو گیا، اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے اپنے بھائی عادل اور اپنے بیٹے عماد الدین کو مصر کا نائب بنا کر بھیجا، ملک عادل اس کا اتالیق تھا اس کی بہت سی جاگیریں بھی تھیں، تقی الدین عمر کو مصر کی قیامت سے معزول کر دیا تو اس نے افریقہ جانے کا پختہ ارادہ کر لیا، سلطان مسلسل اس کے ساتھ نرمی سے پیش آرہا تھا یہاں تک کہ وہ اپنی افواج لے کر سلطان کے پاس آگیا، سلطان نے اس کا اکرام واحترام کیا اور حماۃ اور اس کے علاوہ کئی شہر بطور جاگیر اس کے حوالے کر دیئے، یہ شہر سے پہلے بھی اس کی جاگیر میں رہ چکے تھے لیکن اس مرتبہ سلطان نے ساتھ میافارقین کا

بھی اضافہ کر دیا تھا۔ عماد الکاتب نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کا ذکر الروضتین میں شیخ ابوشامہ نے کیا ہے۔

اس سال طرابلس کے قومس نے سلطان کے ساتھ صلح کر لی حتیٰ کہ اس نے فرنگی بادشاہوں کے ساتھ جنگ بھی کی اور ان کے عورتوں اور بچوں کو گرفتار بھی کر لیا، وہ مسلمان ہونے والا تھا لیکن سلطان نے اسے روکا، مگر اسی کفر کی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ اس سے صلح فرنگیوں کے خلاف کامیابی کی اہم وجہ تھی، ان کے دن میں اگر کوئی دخل اندازی کرتا تو اس کے خلاف یہ سختی سے کام لیتا۔

عماد الکاتب نے لکھا ہے کہ نجومیوں نے متفق اللسان ہو کر یہ خبر سنائی کہ اس شعبان میں چونکہ چھ کے چھ سیارے برج میزان میں جمع ہو جائیں گے لہٰذا دنیا تباہ ہو جائے گی اور ہواؤں کے طوفان اٹھیں گے۔ آگے لکھا ہے کہ بعض جاہل لوگ نجومیوں کی اس بات سے ڈر کر پہاڑوں میں غاریں اور زمین میں تہہ خانے بنانے میں مصروف ہو گئے۔

آگے لکھا ہے کہ جب وہ رات آئی جس کے بارے میں نجومیوں نے پیشین گوئی کی تھی تو کچھ نہ ہوا، میں نے اس سے زیادہ پرسکون رات نہیں دیکھی، شاعروں نے بھی نجومیوں کو برا بھلا کہا، بہت سے لوگوں نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے اور نجومیوں کے جھوٹ پر بہت سے اشعار کہے گئے مثلاً

تقویم اور زیج کو پھاڑ دے کیونکہ خطا واضح ہوگئی کہ تقویم اور ذیج وغیرہ ہوا اور غبار سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ (زیج ایک جدول ہے جو علم الفلکیات میں کام آتا ہے)۔

تو نے ساتوں کے لئے کہا یہ ابرام ہے یہ منع ہے اور یہ عطاء اور جب یہ برج میزان میں آئیں گے تو ہوا ان پر قبضہ کرے گی۔

ریت ادھر اُدھر اڑنے لگے گی یہاں تک کہ کوہ صفا اس سے بھر جائے گی اور زمین پر زلزلے تباہی اور اموات کی کثرت ہو جائے گی۔

میدان اونچی جگہوں اور پہاڑوں کی طرح ہو جائیں گے، تم نے حکم لگایا لیکن حاکم حقیقی نے انکار کر دیا کیونکہ ہوگا وہی جو وہ چاہے گا۔

نہ ہی شریعت میں اس بات کو بیان کیا گیا اور نہ ہی کوئی نبی ایسی تعلیمات لے کر آیا ہے رہے تم تو تم پر ہنسا جاتا ہے علماء بھی تم پر ہنستے ہیں۔

شرمندگی اور ندامت کے لئے تمہارے لئے وہی کافی ہے جو شعراء نے تمہارے بارے میں کہا ہے کیونکہ تمہیں امراء کے علاوہ اس فضول فیصلہ پر اور کسی نے نہیں ابھارا۔

جب ان کمینے لوگوں نے دین میں کوئی اچھا کام نہیں کیا ہے تو اے کاش یہ لوگ اور بطلیموس کا اصطرلاب اور زیج کے وغیرہ تباہ ہو جائیں۔

اور جب تک زمین آسمان باقی ہیں اس پر تباہی ہو۔



## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**ابومحمد عبداللہ بن ابی الوحش** ...... بری بن عبدالجبار بن ہری المقدسی ثم المصری، اپنے زمانے میں لغت اور علم نحو کے اماموں میں سے ایک، ابن بابشاد کے بعد مختلف خط وغیرہ آپ کے سامنے پیش کئے جاتے تھے، بہت معلومات رکھنے والے تھے اور ان معاملات کو جاننے والے تھے، عام گفتگو میں تکلفات سے کام نہ لیا کرتے اور اعراب وغیرہ کی طرف زیادہ دھیان نہ دیا کرتے تھے۔ متعدد مفید کتابیں تصنیف کیں، ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

## ۵۸۳ھ کے واقعات

اس سال حطین کا واقعہ پیش آیا جو بیت المقدس کی فتح کی ایک نشانی اور اشارہ تھا کہ بیت المقدس کافروں کے ہاتھ سے آزادی حاصل کرلیگا۔

ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ ''ہفتے کا دن تھا، نوروز کی تقریب تھی، یہ اہل فارس کے کلینڈر کا پہلا مہینہ ہوا کرتا تھا اور اتفاق سے رومی کلینڈر کا بھی پہلا سال

تھا، یہی وہ دن ہے جس میں شمس وقمر دونوں برج حمل میں داخل ہوتے ہیں، ایسا کبھی کبھی ہی ہوتا ہے۔

یکم محرم بروز ہفتہ سلطان دمشق سے نکلا اور رأس الماء کی طرف روانہ ہوا، اس کا بیٹا الافضل ایک دستہ لے کر وہاں جا پہنچا جبکہ سلطان باقی لشکر لے کر بصرہ کی طرف روانہ ہوا اور قصر ابی سلام کے سامنے خیمہ زن ہو گیا اور حاجیوں کا انتظار کرنے لگا، ان حاجیوں میں اس کی بہن ست الشام اور بھانجا حسام الدین محمد بن عمر بن لاشین بھی تھا، تاکہ یہ سب لوگ الکرک کے حکمران البرنس کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ رہیں، چنانچہ جب حاجیوں کا قافلہ خیرو عافیت سے یہاں سے گزر گیا تو سلطان الکرک کی طرف روانہ ہوا، الکرک کے اردگرد کے درخت کاٹ ڈالے کھیت اپنے جانوروں کے حوالے کر دیئے، پھل لشکر کو کھلا دیئے اتنے میں مصری اور مشرقی لشکر بھی آ پہنچے اور سلطان کے بیٹے کے پاس رأس الماء پر ٹھہرے الافضل نے ایک دستہ فرنگی علاقوں کی طرف بھیجا، یہ دستہ کامیابی سے قتل وغارت کرتا ہوا مال غنیمت لے کر بخیر وعافیت لوٹا، ان ابتدائی فتوحات کی خوشخبری سنائی اتنے میں سلطان بھی اپنے ٹڈی دل لشکر سمیت آ پہنچا اور ساری فوج اس کے پاس جمع ہو گئی، فوج کو منظم کر کے ساحلی علاقوں کی طرف روانہ ہو گیا جانبازوں کے علاوہ اس کے ساتھ بارہ ہزار افراد وہ بھی تھے جو رضا کار نہ تھے، فرنگیوں کو بھی اطلاع ملی تو ان سب نے آپس میں اتحاد کر لیا، طرابلس کے قومس اور الکرک کے البرنس نے بھی صلح کر لی اور اسلحہ وغیرہ لے کر میدان میں آ پہنچے، اپنے ساتھ صلیب بھی لائے تھے جو ان کے شیطان کے پجاریوں نے اٹھا رکھی تھی اور باقی گمراہ لوگ بھی ان کے ساتھ تھے، یہ لوگ اتنے زیادہ تھے کہ ان کی تعداد سے اللہ ہی آگاہ ہے بعض مؤرخین نے ان کی تعداد پچاس ہزار اور بعض نے تریسٹھ ہزار بیان کی ہے۔

جب طرابلس کے حکمران نے انہیں مسلمانوں سے ڈرایا تو البرنس بولا کہ مجھے لگتا ہے کہ تو مسلمانوں سے محبت کرتا ہے اور ان کی تعداد سے ڈرتا ہے سن لے میں کہتا ہوں کہ تو عنقریب ان کا انجام دیکھ لے گا، لہٰذا دونوں طرف سے فوجیں آگے بڑھیں، سلطان نے کامیابی کے ساتھ طبریہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں موجود ساز وسامان سے رسد کمک کا کام لیا، قلعہ اگرچہ اس سے محفوظ تھا لیکن سلطان نے پرواہ نہ کی اور در پر بھی قبضہ کر لیا حتیٰ کہ دشمن ایک قطرہ پانی لینے سے بھی عاجز آ گئے اور پیاس سے بے ہو گئے، اس کے بعد سلطان طبریہ سے حطین نامی بستی کے پاس سے ہوتا ہوا مغربی پہاڑی سطح پر آ گیا، یہ وہی بستی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر ہے، دشمن بھی یہیں آ پہنچا، ان میں ''کفر نکا، ناصرہ اور صور وغیرہ کے بادشاہ بھی تھے'' گھمسان کا دن پڑا، چہرہ ایمانی روشن ہو گیا، اور کفر وسرکشی کا چہرہ سیاہ اور گرد آلود ہو گیا، صلیب کے پجاریوں کو منہ کی کھانی پڑی۔ یہ واقعہ جمعہ کے دن شام کو ہوا، رات انہوں نے جنگ کے میدان ہی میں گذاری، ہفتے کے دن کی صبح تھی جو تلوار منانے والوں کے لئے بہت سخت تھی، یہ ۲۵ ربیع الاول کی تاریخ تھی، فرنگیوں کے چہروں پر سورج طلوع ہوا سخت گرمی ہو گئی، فرنگی سخت پیاسے تھے، گھاس ان کے گھوڑوں کے پیروں تلے چور چور ہو گئی، فرنگیوں کے لئے دن برا ثابت ہو رہا تھا، سلطان کے حکم سے نفط پھینکا گیا تو گھوڑوں کے پیروں تلے آگ بھڑک اٹھی اوپر سے سورج کی تمازت پیاس کی بے چینی، اسلحہ کی جھنجھناہٹ، تیروں کی لپک بھی شامل تھی، ابتداء میں جنگجوؤں نے آپس میں مقابلے کئے پھر سلطان کے نعرہ تکبیر پر زبردست حملہ کیا گیا، اللہ تعالیٰ نے زبردست فتح عطا فرمائی، ان میں سے تیس ہزار ایک دن میں قتل کئے گئے اور ان کے تمام بہادروں اور شہسواروں میں سے تیس ہزار گرفتار کر لئے گئے، طرابلس کے حکمران قومس کے علاوہ باقی سب بادشاہ بھی پکڑے گئے تھے کیونکہ وہ معرکہ کے شروع ہی میں شکست کھا چکا تھا، سلطان نے اس کی سب سے بڑی صلیب چھین لی، جس پر ان کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صولی دی گئی تھی، اس صلیب کو انہوں نے ہیرے جواہرات اور ایسے قیمتی پتھروں سے سجا رکھا تھا جس کے بارے میں پہلے کسی نے سنا بھی نہ تھا، باطل اہل باطل سمیت تباہ حال ہو گیا، یہاں تک کہ ذکر کیا جاتا ہے ایک کسان نے ایک شخص کو تیس سے کچھ اوپر فرنگی لے جاتے دیکھا جنہیں اُس شخص نے خیمے کی رسی سے باندھ رکھا تھا اور بعض نے ایک جوتے کے بدلے قیدی کو بیچا تاکہ جوتا پہن سکے اور ایسے ایسے واقعات سنے گئے کہ جو صحابہ اور تابعین کرامؓ کے زمانے کے علاوہ نہیں سنے گئے تھے، چنانچہ اللہ ہی کے لئے بہت ساری پاک مبارک ہمیشہ کی تعریف ہے۔

اس جنگ کے بعد سلطان نے خیمے لگانے کا حکم دیا اور تخت پر بیٹھا، دائیں بائیں اس کا خاندان تھا، قیدیوں کا پابند سلاسل کر کے لایا گیا، ان میں سے داویہ کے ایک گروپ کی گردنیں اڑانے کا سلطان نے حکم دیا جبکہ باقی قیدی اس کے سامنے کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے کسی ایک بھی برے آدمی کو نہ چھوڑا گیا۔ پھر بادشاہوں کو لایا گیا اور سلطان کے دائیں بائیں ان کے مرتبوں کے مطابق بٹھایا گیا، چنانچہ ان کے سب سے بڑے بادشاہ اور پرنس

ارںاط کودائیں جانب اور باقیوں کو بائیں جانب بٹھایا گیا، اس کے بعد سلطان کے پاس برف والا شربت لایا گیا، سلطان نے پیا پھر ایک بادشاہ کو دے دیا اُس نے پی کر الکرک کے حکمران ارناط کو دے دیا، سلطان کو غصہ آ گیا اور اس سے بولا میں نے تجھے پینے کے لئے دیا تھا لیکن اجازت نہ دی تھی کہ تو آگے کسی کو منتقل کرے، اس کی مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں پھر سلطان وہاں سے خیمہ کی اندرونی سمت چلا گیا، اور الکرک کے حکمران ارناط کو اندر بلایا۔ جب ارناط سلطان کے سامنے کھڑا ہوا تو سلطان نے تلوار اٹھالی اور اس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے انکار کیا، تو سلطان نے کہا کہ ہاں میں رسول اللہ ﷺ کا نائب ہوں اُن کی امت کی مدد کرنے میں پھر اس کو قتل کر دیا اور اس کا سر بادشاہوں کے پاس بھیج دیا وہ ابھی خیمہ کے بیرونی سمت میں بیٹھے تھے اور سلطان نے کہا کہ یہ شخص رسول اللہ ﷺ کو گالی دینا چاہتا تھا، پھر اس کے بعد داویہ استشاریہ وغیرہ گروپوں کے جتنے قیدی وہاں موجود تھے سب کو قتل کروا دیا اور مسلمانوں کو ان دونوں خبیث جنسوں سے آرام وسکون ملا، قیدیوں میں سے سوائے چند ایک کے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی گئی اس نے قبول نہ کی، کہا جاتا ہے کہ اس دن مقتولین کی تعداد تیس ہزار تک جا پہنچی، اسی طرح قیدیوں کی تعداد بھی تیس ہزار تھی، اور فرنگی لشکر کی کل تعداد تریسٹھ ہزار تھی بہت ہی کم لوگوں نے اسلام قبول بھی کیا، زیادہ تر زخمی حالت میں فرار ہوئے۔ لہٰذا وہ اپنے ملکوں میں جا کر مرکھپ گئے، اسی طرح طرابلس کا حکمران تومس بھی مرا، وہ زخمی حالت میں شکست کھا کر بھاگا تھا اور اسی حالت میں مر گیا تھا، اس کے بعد سلطان نے قاضی ابن ابی عصرون کے ساتھ مقتولین کے سر، گرفتار قیدی اور صلیب اعظم کو دمشق بھجوا دیا تا کہ قلعہ میں رکھوا دے چنانچہ صلیب کو جھکائے ہوئے دمشق پہنچے، یہ بھی تاریخ میں ایک اہم ترین دن تھا۔

پھر سلطان طبریہ کے قلعے کی طرف روانہ ہوا وہ اس پر قابض ہو گیا، قلعہ طبریہ، حوران بلقاء اور آس پاس کے علاقوں میں بٹا ہوا تھا اور اس سرزمین کو آدھا آدھا تقسیم کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس تقسیم سے راحت پہنچائی۔

پھر سلطان حطین کی طرف روانہ ہوا اور حضرت شعیب علیہ السلام کے روضہ مبارک کی زیارت کی اور پھر وہاں سے اردن کی طرف روانہ ہوا اور اردن کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا یہ متعدد چھوٹے بڑے علاقوں پر مشتمل تھا، پھر عکا کی طرف گیا اور ربیع الثانی بروز بدھ وہاں پہنچا اور جمعہ کے دن بغیر لڑے صلح سے ہی فتح ہو گیا۔ یہاں موجود بادشاہوں کے ذخیروں پر قبضہ کر لیا اور یہاں موجود مسلمان قیدیوں کو رہائی ملی جو چار ہزار افراد تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو راحت عطا فرمائی اور یہاں جمعہ پڑھنے کا حکم دیا، یہ پہلا جمعہ تھا جو ساحل کو فرنگیوں سے چھڑانے کے بعد یہاں ادا کیا گیا، یہ ستر سال کے بعد ادا ہوا تھا۔

پھر سلطان صیدا اور بیروت کی طرف روانہ ہوا، اور سواحل کے علاقوں کو ایک کے بعد ایک کر کے فتح کرتا جاتا تھا کیونکہ یہاں جنگجو اور بادشاہ نہیں اور پھر وہاں سے غزہ عسقلان، نابلس، بیسان اور نحور کی سرزمین کی طرف واپس ہوا اور تمام علاقوں کو فتح کر لیا، نابلس میں اپنے بھتیجے حسام الدین عمر بن محمد بن لاشین کو نائب بنایا، اسی نے اس کو فتح کیا تھا، اس تھوڑی سی مدت میں سلطان نے پچاس شہر فتح کئے یہ بڑے بڑے شہر تھے جہاں مقابلہ بھی ہوا، قلعے بھی تھے اور لشکر بھی اور یہاں سے مسلمانوں نے بہت ہی زیادہ مال غنیمت سمیٹا اور بڑی تعداد میں قیدی ہاتھ آئے۔

پھر سلطان نے لشکر کو حکم دیا کہ ان علاقوں میں چند ماہ آرام کریں تا کہ بیت المقدس کی فتح کے لئے نئے سرے سے خود بھی تازہ دم ہو جائیں اور اپنے گھوڑوں کو جنگ کے لئے تیار کریں یہ بات لوگوں میں پھیل گئی کہ سلطان بیت المقدس کی فتح کا ارادہ کئے ہوئے ہے چنانچہ علماء وصلحاء خوشی خوشی سلطان کے پاس آ گئے، حطین کے واقعہ کے بعد اب اس کا بھائی العادل بھی سلطان سے آملا اس نے خود بھی بہت سے شہر فتح کئے تھے لہٰذا بہت سے اللہ کے بندے اور لشکر جمع ہو گئے، اس وقت سلطان بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا جیسا کہ ابھی آئے گا۔

حطین کے واقعہ کی وجہ سے شعراء نے اس کی تعریف میں بہت ہی کثرت سے قصیدے لکھے۔ قاضی الفاضل جو کسی بیماری کی وجہ سے ان دنوں (دمشق ہی میں مقیم تھا، اس نے سلطان کو لکھا کہ مبارک ہو میرے سردار کو، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دین قائم کرنے کا ذریعہ بنایا اور غلاموں سے خدمت لینا اس کے حق میں لکھ دیا، سرسجدوں سے نہیں اٹھے، آنسو گالوں سے نہیں بہے اور ہمیشہ غلام یہی ذکر کرتے تھے کہ گرجے سجدوں میں بدل گئے، اور وہ جگہیں جہاں اللہ تعالیٰ کو تین میں کا ایک کہا جاتا تھا۔

وہاں اب یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے، بار بار اللہ کا شکر کرتا ہے جو اس کی زبان سے بہتا ہوا نکلتا ہے اور کبھی یہ شکر اللہ کی توحید کے

ساتھ ان کی نگاہوں سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جو حقیقی بادشاہ ہے، حق ہے واضح کرنے والا ہے، اور یہ کہا جائے کہ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سچے ہیں اور امانت دار ہیں اللہ تعالیٰ یوسف (صلاح الدین ایوبی) کو جزائے خیر دے کر اس نے قید خانوں سے ان غلاموں وغیرہ کو نکالا جو اپنے آقاؤں کے انتظار میں تھے، ہر وہ شخص جو دمشق کے حمام میں داخل ہوتا تھا اس نے طبریہ کے حماموں میں جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

یہ عمدہ اخلاق اور کارنامے ہیں کوئی دودھ کے پیالے نہیں، اور یہ تلوار بھی تلوار ہے، کوئی ذی یزن کی تلوار نہیں۔

پھر لکھا کہ اس فتح کے بعد زبانیں طویل تسبیح اور عمدہ اور خوبصورت تعریفوں سے بھری ہوئی ہیں۔

## اس سال بیت المقدس کی فتح

**''اور''۹۲'' سال بعد عیسائیوں کے ہاتھوں سے اس کی واگزاری''** ...... جب سلطان ان تمام علاقوں کو فتح کر چکا جن کا ذکر اوپر ہو چکا تو لشکروں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور پھر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا اور اس سال ۱۵ رجب کو مغربی بیت المقدس پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے یعنی ۵۸۳ھ۔ شہر تو انتہائی حد تک محفوظ و مضبوط بنایا گیا تھا، وہاں ساٹھ ہزار جنگجو موجود تھے، یا اس سے بھی زیادی اور بیت المقدس میں اس کے علاوہ بیت المقدس کا حکمران ان دونوں بالبان بن بازران نامی ایک شخص تھا۔ اس کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو حطین کے واقعہ میں بچ گئے تھے دادیہ، استشاریہ، یہ شیطان کے بچاریوں کی جماعتیں وغیرہ، بہر حال اس جگہ سلطان پانچ دن ٹھہرا رہا اور لشکر کے ہر ایک گروپ کو قلعے اور دیواریں اور برج تقسیم کر دیئے پھر سلطان شام کی سمت والے میدان میں آ گیا کیونکہ یہ جنگ وجدال کے لئے سب سے وسیع میدان تھا، چنانچہ جب جنگ ہوئی تو زبردست جنگ ہوئی، مسلمانوں نے اپنا سارا جان و مال اسلام کی مدد و نصرت میں جھونک دیا۔ محاصرے میں بعض مسلمان سردار شہید ہوئے، یہ دیکھ کر مسلمان سپاہی جوش میں آ گئے اور انتہائی زبردست طریقے سے جنگ شروع کر دی، بڑی اور چھوٹی منجنیقیں نصب کر دیں، تلواریں اور نیزے چلنے لگے، نگاہیں قلعے کی دیواروں پر گاڑی ہوئی پھانسیوں کو دیکھ رہی تھیں اور چٹانی گنبد کے اوپر ایک بہت بڑی صلیب نصب کی ہوئی تھی، اس سے اہل ایمان کا جوش اور زیادہ بڑھا، کافر تیزی سے سمٹ رہے تھے، یہ دن کافروں کے اوپر بہت سخت تھا، چنانچہ سلطان شمال مشرقی کونے کی دیوار کی طرف بڑھا اور اس میں نقب لگانی شروع کی، اور اس میں گھس کر اس کو بھر دیا اور آگ لگا دی لہٰذا اس سائیڈ کی دیوار گر پڑی اور اس کے ساتھ ساتھ اس جانب کا برج بھی گر پڑا، لہٰذا جب فرنگیوں نے یہ خطرناک حادثہ دیکھا تو ان کے بڑے سلطان کو طرف دوڑے۔

اور امان کے لئے سفارش کرنے لگے لیکن وہ نہ مانا اور کہا کہ میں اس کو لڑ کر ہی فتح کروں گا بالکل اسی طرح جیسے تم نے لڑ کر فتح کیا تھا اور جس طرح تم نے یہاں کسی مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑا تھا اسی طرح میں بھی یہاں کسی عیسائی کو زندہ نہ چھوڑوں گا، یہ صورت حال دیکھ کہ بالبان بن بازان نے امان طلب کی اور کہا کہ وہ سلطان کے پاس حاضر ہونا چاہتا ہے سلطان نے اجازت دی تو بالبان نے انتہائی عاجزی اور انکساری اور ذلت آمیز انداز اختیار کیا اور انتہائی حد تک سفارش کی، لیکن سلطان نے کوئی جواب نہ دیا تو بالبان بن بازان نے کہا کہ اگر آپ ہماری امان قبول نہ کریں گے تو ہم اپنے پاس موجود چار ہزار قیدیوں کو بھی قتل کر دیں گے اور اپنی عورتوں بیٹیوں اور اولادوں کو بھی قتل کر دیں گے اور گھر بار اور اچھی جگہوں کو تباہ کر دیں گے اور جلا ڈالیں گے، تمام مال و اسباب ضائع کر دیں گے، صخرہ کے گنبد کو بھی گرا دیں گے، جس پر ہمارا بس چلا اس کو تباہ و برباد کر دیں گے اور پھر باہر آ کر ہلاکت آمیز جنگ کریں گے، پھر ہماری زندگی میں کوئی خیر نہ ہوگی اور ہم تم میں سے کئی ایک کو مارے بغیر نہ مریں گے پھر تم کیسی بھلائی کی امید کرتے ہو؟

یہ سن کر سلطان نے اس شرط پر صلح قبول کر لی کہ ان میں سے ہر شخص اپنی طرف سے دس دینار بیوی کی طرف سے پانچ دینار اور چھوٹے بچوں کی طرف سے دو دو دینار اپنی جان کا فدیہ ادا کرے، اور جو نہ دے سکے وہ ہمارا قیدی ہو، تمام غلہ، ہتھیار گھر بار مسلمانوں کے ہوں گے اور وہ لوگ اپنی جائے پناہ یعنی صور کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ رقم ادا کرنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہوگی۔ چنانچہ اس طرح سولہ ہزار مرد، عورتیں اور بچے قید کئے گئے۔

سلطان مسلمانوں کے ساتھ نماز جمعہ سے کچھ دیر قبل ہی شہر میں داخل ہوا۔ یہ ۲۷ رجب کا واقعہ ہے عماد الکاتب کا بیان ہے کہ یہ معراج کی رات تھی جس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر فرمایا تھا۔

شیخ ابوشامہ نے لکھا ہے کہ یہ بھی معراج کے بارے میں ایک قول ہے لیکن اس روز مسلمانوں کو وہاں جمعہ کی ادائیگی کا اتفاق نہیں کیونکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہی کریں بیت المقدس میں مسلمانوں کا پہلا جمعہ تھا حالانکہ یہ صحیح نہیں، اور نہ ہی یہ صحیح ہے کہ اس روز سلطان نے مضافاتی علاقوں میں جمعہ پڑھایا تھا بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ چونکہ وقت کم تھا لہٰذا اس روز نماز جمعہ کی ادائیگی نہ ہو سکی بلکہ اگلا جمعہ اور ہوا تھا اور محی الدین بن محمد بن علی القرشی بن الزکی خطیب تھے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا۔

بہر حال مسلمانوں نے مسجد اقصیٰ کی صفائی کی، صلیبیوں، راہبوں، خنزیروں سے پاک کیا اور الداویہ کے ان گھروں کو بھی گرا دیا۔ جو انہوں نے بڑے محراب کی مغربی سمت بنائے تھے، انہوں نے محراب کو سردیاں گزارنے کی جگہ بنالیا تھا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائیں، لہٰذا ان سب چیزوں کو وہاں سے ہٹایا گیا اور اس کو دوبارہ اسی طرح بنادیا گیا جس طرح مسلمانوں کے زمانے میں تھی، عرق گلاب اور بہترین قسم کی کستوری سے اسے غسل دیا گیا چنانچہ اس کے بعد مسجد دیکھنے والوں کے لئے خوب واضح ہوگئی ورنہ اس سے پہلے اس کی شان وشوکت پوشیدہ ہو چکی تھی، اس کے گنبد سے صلیب کو ہٹا دیا گیا لہٰذا مسجد دوبارہ اپنی پہلی شان وشوکت میں بدل گئی البتہ مسجد کے کچھ حصوں سے عیسائیوں نے پتھروں کے ٹکڑے کاٹ کر ان کے وزن کے برابر سونا لے لیا تھا اور ان ٹکڑوں کا لینا بہر حال مشکل تھا۔

اس کے بعد ان لوگوں کو باری آئی جنہوں نے اپنی جانوں کا فدیہ نہیں ادا کیا تھا۔ اکثر کو رہا کر دیا گیا جن میں بادشاہوں کی بیٹیاں، دیگر عورتیں بچے اور مرد تھے، متعدد کو ایسے ہی معاف کر دیا گیا، متعدد کو سفارش پر معاف کیا گیا، جتنا سونا اُن سے حاصل ہوا تھا وہ سارا فوج پر تقسیم کر دیا گیا۔ خود سلطان نے اُس میں سے کچھ نہ لیا کیونکہ وہ بہت حلیم وکریم سخی طبیعت کا مالک تھا۔

**بیت المقدس میں پہلا جمعہ**...... جب بیت المقدس کو صلیبیوں، راہبوں اور ناقوسوں وغیرہ سے پاک کر دیا گیا اور مسلمان اس میں داخل ہو گئے قرآن کریم کی تلاوت کی گئی اور اللہ الرحمٰن کو واحد قرار دیا گیا تو پہلا جمعہ ماہ شعبان میں فتح بیت المقدس کے آٹھ دن بعد پڑھا گیا، محراب کے ایک طرف منبر نصب کیا گیا، چٹائیاں بچھائی گئیں، قندیلیں لٹکائی گئیں قرآن کی تلاوت ہوئی، حق آ گیا، باطل مٹ گیا نماز کی صفیں بچھا دی گئیں، کثرت سے سجدے اور عبادتیں ہونے لگے، دعائیں مانگی جانے لگیں برکات نازل ہونا شروع ہوئیں اور مصیبتیں دور ہونے لگیں، نمازیں اور اذانیں شروع ہو گئیں، پادری خاموش ہو گئے ساری تکلیفیں دور ہو گئیں، خوشیوں کا دورہ ہو گیا نحوست بھاگ کھڑی ہوئی، خدائے واحد نے جس کا کوئی باپ ہے نہ بیٹا، اسی خدا کی عبادت ہونے لگی، عابدوں نے اس کی بڑائی بیان کی، مسجد بھر گئی، دل بزمہ ہو گئے آنسو بہنے لگے، پھر زوال سے پہلے مؤذن نے اذان دی۔ ابھی تک مسجد میں خطیب کا تقرر عمل میں نہ آیا تھا۔ چنانچہ سلطان نے ایک فرمان کے ذریعے قاضی محی الدین ابن ذکی کو خطیب مقرر کیا، انہوں نے سیاہ خلعت پہن کر فصیح وبلیغ ارشاد فرمایا جو بیت المقدس کی عزت عظمت فضیلت اور ترغیبات پر مشتمل تھا اور دیگر علاقوں کا بیان بھی ہوا۔ شیخ ابوشامہ نے اپنی کتاب الروضتین میں پورا خطبہ لکھا ہے جس کی ابتداء اس طرح ہے ”ظلم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا گیا اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہیں۔

(سورۃ الانعام آیت ۴۵)

پھر قرآن کریم کی تمام تحمیدات بیان کیں۔ اور کہا کہ ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے اپنی مدد سے اسلام کو عزت بخشی اور اپنے قہر سے شرک کو ذلیل کیا اور اپنے حکم سے معاملات کو مقرر کرتا ہے، اپنے شکر سے نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے اور اپنی تدبیر سے کافروں کو بتدریج تباہ کرتا ہے جو اپنے عدل وانصاف سے زمانے میں تبدیلی پر قادر ہے، جس نے اپنے فضل سے اچھے انجام کو متقیوں کے لئے رکھا ہے جو اپنے بندوں پر شبنم اور بارش نازل کرتا ہے جس نے اپنا دین دنیا کے ہر دین پر پوری طرح غالب کر دیا۔ وہ اپنے بندوں پر غالب ہے کوئی اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتا۔ وہی غالب ہے اس سے جھگڑا نہیں کیا جا سکتا۔ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، اس سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی اس کے حکم کو ٹالا جا سکتا ہے۔ اپنے بندوں کو کامیابی دینے پر میں اُس کی حمد بیان کرتا ہوں وہی ہے جو بیت المقدس کو شرک کی گندگیوں سے پاک کرنے والا ہے وہی

تو ہے جو احمد کو اپنی طارت بنانے والے کی تعریف کرتا ہے، اُس کے ظاہر و باطن کو پاک کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ اکیلا ہے اور بے نیاز ہے، نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے، گواہی بھی یہ اس شخص کی ہے جس نے بذریعہ توحید اپنے دل کو پاک وصاف کیا اور اپنے رب کو راضی کر لیا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں جو شکر کو بلند کرنے والے، شرک کا خاتمہ کرنے والے اور جھوٹ کو ختم کرنے والے ہیں جو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک رات بھر میں لائے گئے اور پھر یہاں سے اونچے آسمانوں پر لے جائے گئے، حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک جا پہنچے'' جہاں جنت الماوی ہے۔ نہ ہی آپ کی نگاہ نے تھکاوٹ محسوس کی اور نہ حد سے تجاوز کیا'' (سورۃ نجم آیت ١٥۔١٧) اور آپ ﷺ کے خلیفہ سچے اور ایمان کی طرف پہل کرنے والے ہیں اور امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر جو اس گھر سے صلیب وغیرہ کو دور کرنے والے پہلے شخص ہیں اور حضرت عثمان بن عفان پر جو قرآن کریم کو جمع کرنے والے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جو مشرک کو ڈرانے والے بتول کو توڑنے والے ہیں اور آپ ﷺ کے آل واصحاب اور ان لوگوں پر جو عمدہ طریقے سے آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اے اللہ تیری رحمت ہو۔

پھر وعظ کیا جو ایسی باتوں پر مشتمل تھا جس سے وہاں پر موجود لوگ رشک کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق عطا فرمائی کہ یہ بیت المقدس کو فتح کریں جس کی ایسی ایسی شان ہے۔ اس کے بعد اس کی شان وشوکت اور عظمت کا ذکر کیا کہ یہ سب سے پہلا قبلہ ہے اور دوسری مسجد ہے اور پھر حرم ہے یہی وہ تیسری مسجد ہے کہ جس کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے، یہی اعتماد کئے جانے کے قابل جگہ ہے، معراج کی رات مسجد حرام سے یہیں آپ ﷺ کو لایا گیا جہاں آپ ﷺ نے تمام انبیاء کرام ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھائی اور یہیں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ یہیں واپس تشریف لائے اور یہاں کے سے براق پر مسجد حرام تشریف لے گئے، قیامت کے دن یہی میدان حشر ہوگا۔ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ٹھکانہ اور اولیاء کرام کا مقصد ہے اور پہلے ہی دن سے اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے مسجد حرام تعمیر کرنے کے چالیس سال بعد سب سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے سب سے پہلے اس کی بنیاد رکھی، پھر حضرت سلیمان بن داؤد علیہما الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تجدید کی جیسے کہ مسند سنن، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم کی احادیث سے ثابت ہے۔

اس سے فارغ ہونے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں ایک تو یہ کہ آپ علیہ السلام کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق ہو، دوم یہ کہ آپ علیہ السلام کو ایسی حکومت مل جائے جو آپ سے پہلے یا بعد کسی اور کو نہ ملی ہو۔ اور سوم یہ کہ جو شخص یہاں آکر نماز پڑھے تو ایسے ہی گناہوں سے پاک ہو جائے جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔

یہ دونوں خطبے مکمل کرنے کے بعد عباسی خلیفہ اور سلطان صلاح الدین کے لئے دعا کی نماز کے بعد سلطان سے اجازت لے کر شیخ زین الدین ابوالحسن ابن علی المصری منبر پر تشریف لائے اور وعظ کیا، قاضی ابن الذکی مسلسل چار جمعوں تک لوگوں کو جمعہ پڑھاتے رہے اور وعظ کہتے رہے، پھر سلطان نے باقاعدہ المقدس کے خطیب کا تقرر کیا اور حلب سے وہ منبر منگوایا جو سلطان نورالدین نے بیت المقدس کے لئے بنوایا تھا، سلطان کو امید تھی کہ وہ بیت المقدس کو خود فتح کرے لیکن سلطان کی وفات کے بعد اس خواہش کی تکمیل سلطان کے نقش قدم پر چلنے والے ایک اور سلطان صلاح الدین کے ہاتھوں ہوئی۔

**عجیب ونادر نکتہ**..... شیخ ابوشامہ نے اپنی کتاب الروضتین میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ابوالحسن علی بن محمد السخاوی نے اپنی پہلی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابوالحکم الاندلسی ابن برجان کی تفسیر میں سورۃ روم کے شروع میں بیت المقدس کی فتح کے متعلق پیشن گوئیاں بیان کی گئیں ہیں کہ بیت المقدس ٥٨٣ھ میں فتح ہوگا۔

آگے لکھا ہے کہ میرے خیال میں آپ نے یہ نکتہ علم حروف سے نہیں بلکہ سورۃ روم کی آیت ا۔٤ سے نکالا ہے، اور نجومیوں کی طرح تاریخ کو اس کی بنیاد بنایا ہے اور لکھا ہے کہ وہ فلاں فلاں سال میں قبضہ کریں گے اور فلاں فلاں سال میں اُن کو شکست ہو جائے گی۔ جیسا کہ تقدیر میں لکھا ہوگا۔

آگے لکھا ہے کہ یہ اچھی بات ہے جو صحیح کے مطابق ہے بشرطیکہ صحیح ہو یہ بات آپ نے حقیقت میں اس واقعے کے ہونے سے پہلے کہی تھی اور یہ اس واقعے سے پہلے ہی آپ کی کتاب موجود تھی جہاں سے دیکھ کر آپ نے اس کو بیان کر دیا۔ لہٰذا یہ بات علم الحروف سے تعلق رکھتی ہے اور نہ ہی اس کا تعلق کشف کرامت سے ہے اور نہ ہی حساب آگے لکھا ہے کہ آپ نے سورۃ قدر کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ اگر نزول قرآن کے وقت کا علم ہو جائے اُس وقت کا علم بھی ہو جائے تو کا جس میں قرآن کریم اٹھا دیا جائے گا۔

میرا یہ خیال ہے کہ مفسر ابن برجان اس کو بات کو اپنی تفسیر میں ۵۲۲ھ کی حدود میں بیان کیا ہے، کہا جاتا ہے کہ جب نور الدین کو اس بات کی اطلاع دی گئی تو اس نے ۵۸۳ھ تک زندہ رہنے کی خواہش اظہار کیا تھا، سلطان کی پیدائش ۵۱۱ھ میں ہوئی تھی، اور اس نے اس کا کام کی تیاری کی، چنانچہ اس نے بیت المقدس کے لئے ایک عظیم الشان منبر بھی بنوایا تھا کہ اسے فتح کر کے خود وہاں رکھوائے گا۔ واللہ اعلم۔

اس کے علاوہ صخرہ معظمہ کے اردگرد جتنی چیزیں تصویریں صلیبیں وغیرہ تھیں سلطان نے ان کو بھی ہٹوا دیا تھا اور اسے مردار ہونے کے بعد اچھی طرح پاک کروا دیا تھا گویا کہ پوشیدہ تھا جو اب منصۂ شہود پر آ گیا ہو، پھر عیسی الھکاری الفقیہ کو حکم دیا کہ اس کے اردگرد لوہے کی کھڑکیاں بنوائے، پھر اس کے لئے باقاعدہ تنخواہ پر امام کا تقرر کیا اور اچھی تنخواہ کا بندوبست کیا اسی طرح مسجد اقصی کے امام کے لئے بھی۔ اس کے علاوہ شوافع کے لئے ایک مدرسہ بنوایا جسے الصلاحیہ اور الناصریہ بھی کہا جاتا تھا۔

یہاں پہلے ایک گرجا تھا جس میں حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ حنہ کی قبر بھی تھی۔ صوفیاء کے لئے التبرک نام کی ایک خانقاہ وقف کی جو قمامہ کے پہلو میں تھی علاوہ ازیں فقراء کے وظیفے اور فقہاء کی تنخواہیں مقرر کیں، مسجد اقصی اور صخرہ کے آس پاس ختم اور خالی جگہیں وغیرہ فراہم کئے تا کہ رہائش اور آنے والے نے جو پڑھنا ہو یہیں پڑھیں، اس کے علاوہ بھی بنوایوب نے بہت اچھے اچھے کام کیئے، اس خاندان کا ہر فرد نیکیوں کی ایک دوسرے سے بڑھ کر رغبت رکھتا تھا۔

سلطان قمامہ کو گرا کر ہموار کرنا چاہتا تھا تا کہ عیسائیت جڑ سے ختم ہو جائے لیکن اسے بتایا گیا کہ خواہ کچھ ہو جائے لیکن عیسائی زمین کے اس ٹکڑے کی زیارت کرنا نہ چھوڑیں گے، کیونکہ اس سے پہلے بھی حضرت عمرؓ نے جب اس سرزمین کو فتح کیا تھا تو زمین کا یہ حصہ ان کے حوالے کر دیا تھا سو اگر آپ عمل کرنا چاہیں تو یہ آپ کے لئے بھی نمونہ ہے، لہٰذا سلطان اس سے ایک طرف ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس کا پیچھا چھوڑ دیا، لیکن چار عیسائیوں سے زیادہ کو یہاں آنے جانے سے منع کر دیا، وہی چار اس کی خدمت کیا کرتے تھے، سلطان نے عیسائیوں کا وہ قبرستان بھی برابر کروا دیا تھا جو باب الرحمت کے پاس تھا، وہاں موجود گنبد بھی گروا دیئے حتیٰ کہ اس کے آثار ہی ختم ہو گئے۔

اس کے علاوہ قدس میں موجود مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا گیا، ان کو لباس اور عطیات دیئے گئے حسن سلوک کیا گیا، یہ لوگ اپنے اپنے وطن کی طرف روانہ ہو گئے اور گھر بار کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات پر تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔

## فصل

القدس الشریف سے فراغت پر سلطان صلاح الدین ۲۵ شعبان کو ساحل کی طرف سے صور کی طرف روانہ ہوا، اس کی فتح کچھ مؤخر ہو گئی تھی، اور واقعہ حطین کے بعد یہاں فرنگی تاجروں میں سے مرکیس نامی ایک شخص قابض ہو گیا تھا، سلطان کی آمد کی اطلاع پا کر مرکیس نے صور کی قلعہ بندی کر لی، کمزوریاں دور کر لیں اور ایک دریا سے دوسرے دریا تک اس کے اردگرد خندق کھود لی، اتنے میں سلطان بھی آ پہنچا اور ایک عرصہ تک محاصرہ کئے رکھا، پھر مصر سے اپنا بحری بیڑہ منگوالیا اور خشکی و تری ہر طرف سے صور کا محاصرہ کر لیا۔

ایک رات فرنگی خاموشی سے نکلے اور اسلامی بیڑے کی پانچ کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ مسلمان بہت غمزدہ ہو گئے، اسی دوران سردیوں کا موسم بھی

آ گیا، سامان کم اور زخم زیادہ ہو گئے اور امراء اور سردار محاصرہ کئے ہوئے تھک گئے چنانچہ انہوں نے سلطان سے درخواست کی کہ اگر انہیں دمشق جانے کی اجازت مل جائے تو وہ کچھ آرام کر لیتے اور نئے سرے سے تازہ دم ہو کر حملہ آور ہوں گے تھوڑے دور قدح کے بعد سلطان نے ان کی بات مان لی اور دمشق کی طرف روانہ ہو گیا، راستے میں عکا سے گزر رہوا، لشکر اپنے اپنے علاقوں کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔

خود سلطان عکا سے گذرتے ہوئے اس کے قلعے میں ٹھہرا اور اپنے بیٹے الافضل کو دادیۃ کے برج میں ٹھہرایا اور عز الدین حمر دبیل کو اس قلعے کا نائب بنایا، بعض لوگوں نے اس ڈر سے عکا کو تباہ کرنے کا مشورہ دیا کہ فرنگی دوبارہ اس پر حملہ آور نہ ہوں، سلطان نے اس مشورے پر عمل درآمد کا ارادہ کیا لیکن پھر باز رہا اور شاید وہ اس پر عمل کر ہی گذرتا لیکن اس نے تباہی کے بجائے اس کی تعمیر اور خوبصورتی بہاء الدین قراقوش التقوی کے ذمے لگا دی صفین میں موجود دار الاستشاریہ کو فقہاء و فقراء کے لئے وقف کر دیا، دار الاسقف کو اسپتال بنا دیا اور بہت کچھ اس پر وقف کیا اور ان کاموں کی دیکھ بھال اور نگرانی اس کے قاضی جمال الدین ابن الشیخ ابی الخبیب کے حوالے کی۔

ان امور سے فارغ ہو کر سلطان کامیاب و کامران ہو کر دمشق لوٹا، اردگرد کے بادشاہوں اور گورنروں نے تحائف و ہدایا اور مبارکبادی کے پیغامات بھجوائے، البتہ عباسی خلیفہ نے سلطان سے چند معاملات میں باز پرس کی، ایک تو یہ کہ حطین کی فتح کی خوشخبری سلطان نے ایک ایسے نوجوان کے ہاتھ بھیجی تھی جو ان کے ہاں سخت ناپسندیدہ اور کم حیثیت کا مالک تھا جس کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی جبکہ بیت المقدس کی فتح کی خوشخبری شرفاء کے ہاتھ بھیجی دوسرے یہ کہ سلطان نے خلیفہ کے مقابلے میں اپنا لقب ناصر کیوں رکھا؟

سلطان نے خوش دلی سے خلیفہ کے اعتراضات سنے۔ اطاعت کا اظہار کیا اور معذرت بھی کی اور کہا کہ مجھے جنگ نے ان باتوں کی طرف دھیان دینے کا موقع ہی نہ دیا، رہا لقب کا مسئلہ تو میرا لقب ناصر تو خلیفہ مستضئی کے زمانے سے ہے لیکن پھر بھی امیر المومنین مجھے جو لقب دیں گے میں اسی کو اختیار کر لوں گا۔ اور سلطان نے خلیفہ کے سامنے نہایت ادب و احترام کا مظاہرہ کیا باوجود اس کے سلطان کو اس کی ضرورت نہ تھی۔

دوسری طرف اسی سال ہندوستان میں شہاب الدین غوری (غزنی کے بادشاہ) اور ہندوستان کے سب سے بڑے بادشاہ کے درمیان خونریز معرکہ ہوا، ہندو ونڈی لشکر اور ۴۰ ہاتھیوں کو لے کر حملہ آور ہوئے، گھمسان کا رن پڑا، شروع میں مسلمانوں کا میمنہ و میسرہ پسپا ہوئے اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ سلطان شہاب الدین غوری سے کہا گیا کہ آپ اپنی جان بچائیے، لیکن اس سے سلطان کا جوش اور بڑھا اور وہ بڑھ چڑھ کر حملے کرنے لگا، چنانچہ سلطان نے ایک ہاتھی پر حملہ کیا، ہاتھیوں کے زخم اتنی جلدی نہیں بھرتے لہٰذا اسلامی لشکر نے ہاتھیوں پر تیراندازی شروع کر دی لیکن دوسری طرف سے ایک ہاتھی بان نے سلطان پر نیزے سے حملہ کیا، نیزہ سلطان کی کلائی میں لگا اور پار ہو گیا، سلطان زمین پر گر پڑا، سلطان کے گرتے ہی ہندو اس کو گرفتار کرنے کے لئے حملہ آور ہوئے لیکن سلطان کے جانثار ساتھیوں نے سلطان کو گھیر لیا اور اس کے اردگرد شدید جنگ شروع ہو گئی، ایسی کہ اس کے بارے میں پہلے کبھی نہیں سنا گیا، بہرحال مسلمان ہندوؤں پر غالب آئے اور سلطان کو بچا لیا اور کندھوں پر اٹھا کر بیس فرسخ کا فاصلہ پیدل طے کیا، سلطان کا خون بہہ رہا تھا، واپس آ کر سلطان نے اپنے امراء اور سرداروں سے باز پرس کی اور قسم کھائی کہ ہر سردار کو اپنے گھوڑے کا چارا کھانا ہو گا اور غزنی تک ان کو پیدل جانا ہو گا۔

علاوہ ازیں اس سال بغداد کے مضافاتی اور جنگلاتی علاقوں میں ایک عورت نے بچی جنی جس کے دو دانت تھے۔ اسی سال عباسی خلیفہ الناصر نے اپنے استاذ دار ابوالفضل ابن الصاحب کو قتل کیا کیونکہ وہ معاملات پر حاوی ہو گیا تھا اور خلیفہ گویا کہ اس کا اطاعت گزار ہو گیا تھا، لیکن اس کے باوجود ابوالفضل ناجائز مال سے پاک تھا، نیک سیرت تھا، خلیفہ نے اس کے پاس سے بہت سا مال و دولت اور ٹیکس وغیرہ حاصل کئے۔ اسی سال خلیفہ نے ابومظفر جلدل الدین کو اپنا وزیر بنایا اور ارکان حکومت بلکہ قاضی القضاۃ ابن الدامغانی بھی اس کے گھوڑے کے ساتھ پیدل چلے، حالانکہ یہ ابن یونس قاضی کے پاس موجود تھا۔ اور یہ وزیر کے ساتھ چلتے ہوئے کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ طویل عمر پر لعنت کرے چنانچہ اسی سال کے آخر میں قاضی کی وفات ہوئی۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**الشیخ عبدالمغیث بن زہیر الحربی**...... حنابلہ میں سے نہایت نیک شخص تھے لوگ ان کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے، انہوں نے یزید بن معاویہؓ کی فضیلت میں ایک کتاب بھی تصنیف کی اور اس میں عجیب وغریب باتیں لکھی ہیں، لہٰذا ابن الجوزی نے ان کا رد لکھا ہے اور بہت اچھا اور بہت خوب لکھا ہے۔ ایک مرتبہ حسن اتفاق سے عباسی خلیفہ بھیس بدل کر ان کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ آیا یزید ابن معاویہؓ اچھا شخص تھا یا برا؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس کی برائی نہیں کر سکتا کیونکہ اگر یہ دروازہ کھل گیا تو ہمارے خلیفہ کی برائیاں بھی شروع ہو جائیں گی۔ شیخ دراصل خلیفہ کو پہچان چکے تھے لیکن اظہار نہیں کیا تھا۔ خلیفہ نے پوچھا وہ کیسے؟ تو شیخ نے کہا کیونکہ ہمارے خلیفہ میں بھی بہت سی برائیاں ہیں اور وہ بہت سی غیر شرعی حرکات کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور پھر ایک ایک کر کے اس کی برائیاں گنوانی شروع کریں اور اس کو انجان بنا ڈانتا رہا۔ پھر خلیفہ وہاں سے چلا گیا اور سب برائیاں چھوڑ دیں کیونکہ ان کے کلام میں اثر تھا جس سے خلیفہ کو فائدہ ہوا تھا، اس سال محرم میں خلیفہ کا انتقال ہو گیا، اور شیخ کا انتقال بھی اس سال ہوا۔

**علی بن خطاب بن خلف**...... عابد زاہد صالحین میں سے ایک، صاحب کرامات تھے، جزیرہ ابن عمر میں رہا کرتے تھے۔ تاریخ الکامل میں ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ''حسن اخلاق صورت سیرت تقوی عبادت میں میں نے ان جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا''۔

**الامیر شمس الدین محمد بن عبدالملک بن مقدم**...... سلطان صلاح الدین کے نائبین میں سے ایک، جب سلطان نے بیت المقدس فتح کیا تو حج کے زمانے میں وہاں سے ایک جماعت نے احرام باندھا، اس سال ابن مقدم حاجیوں کے امیر تھے لہٰذا وقوف عرفہ کے دوران آپ نے ڈھول بجائے اور جھنڈے کھولے اور سلطان صلاح الدین کی عزت وعظمت کا اظہار کیا، یہ دیکھ کر خلیفہ کی طرف سے مقرر حاجیوں کے امیر طاشتکین کو غصہ آیا اور اس نے اس سے باز پرس کی لیکن ابن مقدم نے کوئی کان نہ دھرا، لہٰذا ان کی آپس میں جنگ ہوگئی جس میں ابن مقدم زخمی ہو گیا اور اگلے دن منیٰ میں اس کا انتقال ہو گیا اور وہیں تدفین ہوئی، اس کے ساتھ ہی متعدد مشکلات اٹھ کھڑی ہوئیں، طاشتکین کو بہت برا بھلا کہا گیا لہٰذا وہ خلیفہ اور صلاح الدین کی طرف سے سزا کے اندیشے سے خوف زدہ ہو گیا اور خلیفہ نے اس کو اس منصب سے معزول کر دیا۔

**محمد بن عبید اللہ**...... ابن عبداللہ سبط ابن التعاویذی الشاعر، آخری عمر میں نابینا ہو گیا تھا، ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی، شوال کے مہینے میں وفات ہوئی۔

**نصر بن ختیان بن مطر**...... فقہ حنبلی کے فقیہہ، ابن المنی کے نام سے مشہور تھے، بہت عبادت گزار متقی پرہیز گار تھے۔ ۵۰۱ھ ولادت ہوئی۔ شیخ موفق الدین ابن قدامہ الحنبلی، حافظ عبدالغنی محمد بن خلف بن راجح، الناصر عبدالرحمٰن بن النجم بن عبدالوہاب اور عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر الجیلانی وغیرہ ان کے مایہ ناز شاگردوں میں سے ہیں، رمضان المبارک کی ۵ تاریخ کو ان کا انتقال ہوا۔ اسی سال قاضی القضاۃ کی بھی وفات ہوئی۔

**ابوالحسن الدامغانی**...... المقتفی اور پھر المستنجد کے ایام حکومت میں منصب پر فائز کئے گئے لیکن پھر معزول کر دیا گیا مستضئی کے ایام حکومت میں منصب پر دوبارہ بحال ہوئے اور خلیفہ الناصر کے زمانے میں بھی بحال رہے یہاں تک کہ ان کی اس سال میں وفات ہوگئی۔

## ۵۸۴ھ کے واقعات

اس سال محرم کے مہینے میں سلطان نے قلعہ کوکب کا محاصرہ کر لیا لیکن یہ قلعہ نہایت مضبوط اور دشوار گزار تھا چنانچہ پانچ سو شہسوار دے کر امیر

قائماز کو اس کی ذمہ داری سونپ دی۔ان سواروں نے ان کے رستے وغیرہ بند کر دیئے،اسی طرح صغد کی ذمہ داری صفت پر ڈالی لہٰذا دادیہ گروپ کے پانچ سو سوار طغرل بیگ جامدار کی زیرنگرانی غلہ وغیرہ کو ان تک پہنچنے سے روکتے تھے۔

**الکرک کی طرف لشکر کی روانگی** ...... اس کے علاوہ الکرک الشوبک کی طرف بھی لشکر بھیجا تاکہ اھل کرک کا جینا دوبھر کریں اور محاصرہ کرلیں، تاکہ ان مقامات پر جنگ کرنے کے لئے اپنے دیگر معاملات سے فارغ ہو جائے۔اس جنگ سے دمشق واپسی پر سلطان نے دیکھا کہ الصنعی بن الغائض وزیر خزانہ نے قلعہ پر اس کے لئے ایک نہایت خوبصورت اور عظیم الشان گھر تعمیر کیا ہے جو الشرف القبلی سے دکھائی دیتا ہے،تو سلطان اس سے ناراض ہو گیا اور اس کو عہدہ سے معزول کر دیا اور کہا کہ ہم دمشق میں اور کسی دوسرے شہر میں ٹھہرنے کے لئے پیدا نہیں ہوئے، ہم صرف اللہ کی عبادت اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں،تمھارا کام ہم لوگوں کے مقصد پیدائش میں رکاوٹ ڈالنا ہے۔

**صلاح ومشورہ** ...... اس کے بعد سلطان دارالعدل میں بیٹھا دیگر قضاۃ اور قاضی الفاضل اور علماء وغیرہ اس سے ملنے آئے،اس نے قاضی الفاضل کے اس باغ میں اس سے ملاقات کی جو ابن الفراش کے محل کے اوپر ہے اور اس کے سامنے اب تک کی تفصیلات بیان کیں،آئندہ درپیش مہمات اور جنگوؤں کے بارے میں اس سے مشورہ لیا اور دمشق پھر وہاں سے ہوتا ہوا بیوس،وہاں سے البقاع کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے حمص اور حماۃ آ گیا۔جزیرہ سے بھی فوجیں آ پہنچیں،یہ اس وقت عاصی نامی مقام پر تھا۔

**سواحل کی فتح** ...... چنانچہ وہاں سے شمالی سواحل کی طرف روانہ ہوا اور انطرطوس اور دیگر متعدد قلعوں جبلہ اور لاذقیہ وغیرہ کو بھی فتح کیا جو باعتبار تعمیر۔سنگ مرمر اور محلات کے لحاظ سے مضبوط ترین شہر تھے،پھر صھیون بکاس اور الشغر نامی عاصی پر دو مضبوط قلعوں کو فتح کیا،پھر بدریہ نامی قلع کو فتح کیا جو بلند پہاڑ پر نہایت مضبوط اور عظیم الشان قلعہ ہے،اس کے نیچے نہایت گہری وادیاں ہیں جن کی مثالیں مسلمانوں اور عیسائیوں کے ہاں بیان کی جاتی ہیں،اس قلعہ کا سلطان نے سخت محاصرہ کیا بڑی بڑی منجنیقیں وہاں لے گیا۔فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا،ایک حصہ جنگ کرتا اور باقی دو حصے آرام کرتے، جنگ مسلسل جاری رہی، جب سلطان والے حصے کی لڑنے کی باری تھی تو پھر قلعہ فتح ہوا، یہاں سے بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا گیا عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا گیا۔

**شاہ النظامیہ کے ساتھ خط وکتابت** ...... اس کے بعد دربساک اور بغراس کے قلعوں کا رخ کیا اور جنگ کر کے فتح کرلیا خوب مال غنیمت حاصل ہوا اور سلطان محفوظ بھی رہا۔اس فتح سے سلطان کا حوصلہ اور بڑھا اور انطاکیہ کی فتح کا اتادہ کیا۔کیونکہ اس کے اردگرد کے سب علاقوں پر سلطان کی افواج قابض ہو چکی تھیں۔انطاکیہ کے بادشاہ نے بذریعہ خط وکتابت سلطان سے صلح کرنا چاہی اور کہا کہ وہ اپنے پاس موجود مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دے گا، چونکہ فوج بھی تھک چکی تھی لہٰذا سلطان نے اس کی بات مان لی اور سات مہینے کے لئے صلح ہو گئی، کیونکہ سلطان خود بھی آرام کرنا چاہتا تھا۔

سلطان نے نمائندہ بھیج کر مسلمان قیدی منگوالئے، واپسی کے دوران اپنے بیٹے الظاہر کے کہنے پر حلب سے گذرتے ہوئے تین دن وہاں گذارے۔اسی طرح اپنے بھتیجے تقی الدین کے کہنے پر ایک رات حماۃ میں گزاری اور جبہ اور لاذقیہ اس کو جاگیر میں دے دئے۔ پھر بعلبک پہنچا اور حمام میں داخل ہوا،شروع رمضان میں دمشق پہنچا یہ ایک اہم دن تھا یہاں سے الکرک کی فتح کی خوشخبری ملی، اللہ تعالیٰ نے اس طرف سے ان کو سکون وراحت دی اور دشوار گزار سرزمین کو تاجروں نمازیوں اور حاجیوں کے لئے آسان کر دیا۔

**صغد اور قلعہ کوکب کی فتح** ...... چند ہی دن بعد صغد کی طرف روانہ ہوا اور رمضان کے دوسرے عشرے میں وہاں پہنچ کر منجنیقیں نصب کر دیں پانی جمنے والی سخت سردی میں بھی محاصرہ جاری رہا، آخر شوال کی تاریخ کو صلح سے فتح کرلیا پھر صور کی طرف روانہ ہوا اور قیادت کسی اور کے

حوالے کردی اور اپنی افواج وغیرہ سے ایک طرف ہوگیا، سغد کی فتح کے بعد اسے یقین ہوگیا کہ اگلے علاقے بھی فتح ہوں گے، چنانچہ وہاں سے قلعہ کو کب کی طرف روانہ ہوا، جس طرح صغد داد یہ گروپ والوں کا قلعہ تھا اسی طرح کوکب استشار یہ گروپ والوں کا قلعہ تھا، اور یہی فرنگی سلطان سے زیادہ نفرت رکھتے تھے، لہٰذا جب سلطان ان میں سے کسی کو پکڑتا تو قتل کر دیتا، زندہ نہ چھوڑتا، لہٰذا اس قلعے پر محاصرے کے بعد قبضہ کرلیا اور اہل قلعہ کو قتل کردیا، یہاں سے گزرنے والوں کو امن حاصل ہوا۔ آسمان برسا، ہوائیں چلیں، سیلاب آئے اور کیچڑ کیچڑ پھیل گیا لیکن سلطان ثابت قدم رہا، اس جنگ میں قاضی الفاضل بھی ہمراہ تھا چنانچہ اس نے سلطان کے بھائی یمن کے حکمران کو اسلامی افواج کی مدد کے لئے بلاتے ہوتے ہوئے لے کہ سلطان نے انطاکیہ کے محاصرے کا عزم کررکھا ہے، یہ سال گزرتے ہی تقی الدین عمر طرابلس کا محاصرہ کرے گا، پھر قاضی الفاضل نے خود مصر جانے کا ارادہ کیا، سلطان نے الوداع کہا، اس نے قدس پہنچ کر جمعہ پڑھایا اور بڑی عید منائی، یہاں سے اس کا بھائی سلطان عادل بھی ساتھ عسقلان گیا، سلطان نے بھائی کو عسقلان کے بجائے الکرک دے دیا اور ساتھ ہی واپسی کا بھی کہا جاتا کہ مصر میں اس کے بیٹے العزیز کا فسادات کے خلاف مددگار ہے، واپسی میں سال کے ختم تک ٹھہرا۔

**فاطمیوں کی ریشہ دوانیاں** ...... علاوہ ازیں اس سال مصر میں رافضیوں کے ایک گروپ نے خلاف فاطمیہ کے لئے بغاوت کی کیونکہ سلطان العادل مصر میں نہ تھا، انہوں نے عثمان العزیز بن صلاح الدین سے معاملہ چھپائے رکھا اور رات کے وقت بارہ افراد اس خیال سے یا آل علی یا آل علی پکارتے ہوئے نکلے کہ شاید لوگ ان کا جواب دیں لیکن کسی نے ان کا جواب نہ دیا بلکہ یہ پکڑے گئے اور ان کو قید کردیا گیا۔

سلطان صلاح الدین کو جب اس بات کا علم ہوا تو اسے بہت دکھ ہوا، قاضی الفاضل جو بھی وہیں تھا اُس نے کہا کہ یہ تو خوشی کی بات ہے کیونکہ عوام میں سے کسی نے اُن کا ساتھ نہیں دیا اگر آپ خود جاسوس بھیجتے تو آنے والی اطلاع سے یقیناً خوش ہوجاتے، یہ سن کر سلطان کا غم دور ہوگیا چنانچہ سلطان نے اسی کو مصر بھیج دیا۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**الامیر والکبیر سلالۃ الملوک والسلاطین** ...... الشیرزی مؤید الدولہ ابوالحارث وابوالمظفر اسامۃ بن مرشد بن علی بن مقلد بن نصر ابن منقد، مشہور شاعروں میں سے ایک ۹۶ سال عمر پائی، اس کی اپنی عمر ہی مستقل تاریخ کی حیثیت رکھتی ہے، گھر دمشق عزیزیہ نامی جگہ پر تھا، اس کا گھر علماء فضلاء کی بیٹھک اور ٹھکانہ تھا، عمدہ معانی پر مشتمل متعدد اشعار کہے، زبردست عالم تھے، سخی اور صاحب فضیلت تھے، شیزر کے باشاہوں کی اولاد میں سے تھے فاطمی حکومت میں مصر میں رہے، پھر شام لوٹ آئے، ۵۷۰ھ میں سلطان صلاح الدین کے پاس آئے اور یہ اشعار پڑھے۔

میں اپنی طویل عمر کی تعریف کرتا ہوں اگرچہ میں نے اس میں گناہ ہی کثرت سے کئے ہیں۔

کیونکہ میں اسی لئے زندہ ہوں کہ دشمن کے بعد ایک سچے حبیب سے ملوں۔

اس کے علاوہ دانتوں کے بارے میں بھی اس کے اشعار ہیں جن کو اکھاڑ پھینکا اور ان کے فائدے سے محروم ہوگیا۔

ایسے ساتھی جن کی صحبت سے میں زمانہ بھر نہیں تھکا، میرے فائدے کے لئے سخت دل ہے اور میرے لئے سخت محنت کرتا رہتا ہے۔

میں نے اُسے الگ نہیں کیا جب سے ہم ملے ہیں، لیکن جب وہ دیکھنے والوں کے لئے ظاہر ہوگیا تو ہم جدا ہوگئے اس کے اشعار کا ایک بڑا دیوان بھی ہے، یہی سلطان کا سب سے زیادہ پسندیدہ دیوان تھا۔ اس کی ولادت ۴۸۸ھ میں ہوئی، جوانی میں دلیر اور باوقار تھا، تن تنہا شیر کو ہلاک کیا تھا، آخر منگل کی رات ۲۳ رمضان ۵۸۴ھ میں اس کی وفات ہوئی، جبل قاسیون کے مشرقی حصے میں تدفین ہوئی، اور کہا کہ میں نے اس کی قبر بھی دیکھی ہے اور اس کے لئے اشعار بھی کہے ہیں۔

اُن کی جدائی پر صبر کو ادھار نہ مانگ کیونکہ تیرے قویٰ مسلسل جدائی سے کمزور ہوتے جارہے ہیں۔

مجھے معلوم ہے کہ اگر تو خوشی خوشی اُن کی طرف لوٹ گیا تو ٹھیک ورنہ نادم ہو کر لوٹے گا۔ ایک اور جگہ کہتا ہے:
ہائے تعجب ہے کہ میرا ہاتھ قلم بھی نہیں اٹھا سکتا بعد اس کے کہ یہ شیر کے سینے میں نیزہ بھی گاڑ چکا ہے۔
اور جو شخص لمبی عمر کا خواہش مند ہے اس کو بتا کہ لمبی عمر کا یہ نتیجہ اور انجام ہے۔

**ابومحمد عبداللہ بن علی**...... ابن عبداللہ بن سوید التکریتی، حدیث کے عالم تھے اچھی کتب تصنیف کیں۔

**الحازمی الحافظ**...... ابوشامہ نے لکھا ہے ''اسی سال حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ بن عثمان بن حازم الحازمی الھمدانی نے بغداد میں وفات پائی، صاحب تصانیف تھے اور وہ بھی بچپن ہی سے، العجالۃ فی المنسب، الناسخ والمنسوخ وغیرہ مایہ ناز کتابیں ہیں ۵۴۸ھ یا ۵۴۹ھ میں ولادت ہوئی، ۲۸ جمادی الاولی ۵۸۴ھ میں وفات ہوئی۔

## ۵۸۵ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ کی طرف سے نمائندہ پیغام لایا کہ ابوالنصر ظاہر بن الخلیفہ الناصر ولی عہد بنایا گیا ہے چنانچہ سلطان نے دمشق کے خطیب ابو القاسم عبدالملک بن زید الدولعی کو خطبوں میں اس کا نام لینے کا حکم دے دیا، پھر نمائندے کے ہاتھ بہت ساز وسامان اور عمدہ تحائف اور فرنگی قیدی جواب تک جنگ کی حالت میں تھے، صلیب اعظم بھیجی جسے خلیفہ کے محل میں باب نوی کی دہلیز کے نیچے دفن کر دیا گیا، تا کہ عیسائیوں کی طرف سے زبردست عزت وتعظیم کے بعد ذلت کے لئے پیروں تلے روندی جاتی رہے، صحیح یہ ہے کہ یہ صلیب ایک چٹان پر نصب تھی اور سونے کا پانی چڑھے ہوئے تانبے سے بنی ہوئی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے دہلیز کی گہرائیوں کے حوالے کر دیا۔

**واقعہ عکا**...... ماہ رجب میں صور میں موجود فرنگی جمع ہوئے اور عکا کی طرف روانہ ہوئے اور محاصرہ کر لیا، مسلمانوں نے قلعہ بندی کر لی اور اندر سامان تیار کر لیا، سلطان کو اطلاع ملی تو تیزی سے دمشق سے روانہ ہوا، وہاں پہنچا تو انہوں نے ایسے شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا جیسے انگوٹھی نے چھوٹی انگلی کو گھیر رکھا ہوتا ہے چنانچہ اس نے محاصرہ توڑنا شروع کیا یہاں تک کہ قلعے کے دروازے تک راستہ بنالیا تا کہ سپاہیوں تاجروں عورتوں بچوں میں سے جس نے اندر جانا ہو چلا جائے، پھر بہت سا ساز وسامان بھی اندر منگوایا اور فصل پر چڑھ کر فرنگیوں کا معائنہ کیا جنہیں ہر لحہ کمک مل رہی تھی اور ان کی قوت بڑھ رہی تھی، پھر اپنے خیمے میں واپس آیا، اس کے پاس بھی ہر طرف سے لشکر پہنچ رہے تھے جن میں پیدل اور شہسوار ہر قسم کے لوگ تھے۔ آخر کار شعبان کے آخری عشرے میں فرنگی اپنے مورچوں سے نکلے تیس ہزار پیدل اور دو ہزار سوار تھے، سلطان بھی اپنے لشکر کے ساتھ نکلا، چنانچہ عکا کی چراگاہ میں گھمسان کا رن پڑا شروع دن میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو شکست ہوئی لیکن پھر فرنگیوں کی شامت آ گئی، چنانچہ ان کے مقتولوں کی تعداد سات ہزار سے بھی بڑھ گئی۔
یہ جھڑپ ختم ہونے کے بعد سلطان ایک دوسری جگہ چلا گیا جو مقتولین کی بدبو سے دور تھی، تا کہ تکلیف اور اذیت سے بھی بچ جائے اور سوار اور گھوڑے بھی آرام کر لیں، لیکن سلطان کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ بات اس کے خلاف چلی جائے گی، چنانچہ فرنگیوں نے غنیمت سمجھا اور اپنے خیموں کے گرد سمندر تک خندق کھودی اور اس کی مٹی سے دیواریں بنا کر بیچ میں دروازے لگا دیئے۔
تا کہ جب چاہیں یہاں سے نکل جائیں اور پھر اسی میں ڈٹ گئے، معاملہ مسلمانوں کے خلاف ہو گیا حالات پیچیدہ ہو گئے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش تھی، سلطان کا خیال تھا کہ وہ جلد ہی حملہ آور ہوں اور اس وقت تک جنگ کریں جب تک سمندر پرسکون نہ ہو جائے اور کمک آ جائے، لیکن لشکر کی تھکاوٹ اور اکتاہٹ کی وجہ سے یہ ناممکن تھا، ہر شخص فرنگیوں کے مقابلے میں کمزور لگ رہا تھا اور تقدیر کے بارے میں نہ جانتا تھا، چنانچہ سلطان نے امداد کمک کے لئے ہر طرف خطوط لکھے اور خلیفہ کو بھی ترغیبی خط لکھا اور چاروں طرف اسی طرح کے خطوط پھیلا دیئے، لہٰذا لوگ اکیلے اور جوق در جوق اس کے پاس آنے لگے، مصر سے بھی سلطان نے اپنے بھائی عادل کو بلوایا اور جلدی بحری بیڑہ بھیجنے کا بھی کہا، چنانچہ وہ بھی آ پہنچا لہٰذا بحری فوج

کے پچ س دستے امیر حسام الدین لولو کے ساتھ آ پہنچے اور مصری لشکر عادل کے ساتھ آ گیا، لہٰذا جب مصری بیڑہ پہنچا تو فرنگیوں کی کشتیاں ڈر کے مارے دائیں بائیں ہوگئیں اور شہر تک کمک پہنچ گئی اور افرادی قوت بھی بڑھ گئی، اس سے سینے کھل گئے اور یہ سال گزر گیا حالات جہاں تھے وہیں رہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور پناہ گاہ نہیں ہے۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**القاضی شرف الدین ابوسعد**......عبداللہ بن محمد بن ھبۃ اللہ بن ابی عصرون شوافع کے ائمہ میں سے ایک، کتاب الانتصاف انہی کی تصنیف ہے، دمشق کے قاضی القضاۃ بھی رہے، اپنی وفات سے بیس سال پہلے نابینا ہو گئے تھے لہٰذا اپنی جگہ اپنے بیٹے نجم الدین کو خوش دلی سے مقرر کیا، ساڑھے ترانوے سال عمر ہو چکی تھی مدرسہ العصرونیہ میں تدفین ہوئی جو باب البرید کے چھوٹے بازار کے پاس آپ کے گھر کے سامنے بنایا گیا ہے، ان دونوں کے درمیان ایک چوڑا راستہ ہے۔

**کردار وخوبیاں**......نہایت نیک اور عالم باعمل تھے۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ''اصل میں آپ موصل کے علاقہ حدیثہ عانہ کے رہنے والے تھے، حصول علم کے لئے مختلف شہروں کا سفر کیا، اسعد المیہنی اور ابوعلی فارقی اور ایک جماعت سے علم حاصل کیا، سنجار اور حران کے قاضی بھی بنے، سلطان نورالدین کے دور میں الغزالیہ میں بھی پڑھاتے رہے، پھر حلب چلے گئے چنانچہ نورالدین نے ان کے لئے ایک مدرسہ حلب میں اور ایک حمص میں بنایا، پھر صلاح الدین کے زمانے میں دمشق آ گئے اور قاضی بن گئے۔ یہ ۵۷۳ھ کا واقعہ ہے، اور اس سال وفات تک اسی عہدے پر رہے۔

**تالیفات**......انہوں نے نابینا قاضی کے جواز پر ایک رسالہ بھی تصنیف کیا حالانکہ یہ خلاف مذھب ہے البیان کے مصنف نے بعض لوگوں کی توجیہ بیان کی ہے کہتے ہیں کہ ''میں اس کے علاوہ اسے اور کسی چیز میں نہیں دیکھا، لیکن کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے''۔

انہوں نے متعدد کتابیں بھی تصنیف کیں، مثلاً صفوۃ المذھب فی نہایۃ المطلب سات جلدوں میں ہے، الانتصاف چار جلدوں، الخلاف چار جلدوں میں ہے۔ اس کے علاوہ الذریعہ فی معرفۃ الشریعہ، المرشد وغیرہ کتابیں ہیں۔ اور علم فرائض میں ایک مختصر کتاب مأخذ النظر کے نام سے ہے، اس کا ذکر ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور عماد الکاتب نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور تعریف بھی کی ہے اسی طرح قاضی الفاضل نے بھی، عماد الکاتب اور ابن خلکان نے ان کے بہت سے اشعار بھی نقل کئے ہیں مثلاً:

میں زندگی کی امید کرتا ہوں اور ہر لحہ میرے پاس سے مردوں کی چار پائیاں حرکت کرتی ہوئی گزرتی ہیں. میں بھی بالکل انہی کی طرح ہوں البتہ میری چند راتیں باقی ہیں جو میں زندہ رہوں گا۔

**احمد بن عبدالرحمٰن بن وھبان**......ابوالعباس جو ابن افضل الزمان کے نام سے مشہور تھے، ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ ''فقہ، اصول حساب، فرائض، نجوم، ھیئہ، منطق وغیرہ میں زبردست عالم تھے، اپنی وفات تک مکہ میں رہے، اخلاق وصحبت کے اعتبار سے سب سے بہترین تھے۔

**الفقیہہ الامیر ضیاء الدین عیسیٰ**......اسدالدین شیرکوہ کے ساتھیوں میں سے تھے، اس کے ساتھ مصر گئے اور اسی کے ساتھ رہے، اور بعد میں اپنی وفات تک سلطان صلاح الدین کے ساتھ رہے، عکا کے قریب منزل خروبہ سے نکلتے ہوئے وفات پائی، قدس منتقل کئے گئے اور وہیں تدفین ہوئی، ابوالقاسم بن البرزی الجزری سے علم فقہ کی تعلیم حاصل کرنے والوں میں سے ایک تھے، بڑے فضلا اور سرداروں میں سے تھے۔

**المبارک بن المبارک الکرخی**......مدرسہ نظامیہ کے مدرس، ابن خل سے فقہ پڑھی اور خلیفہ اور عوام کے ہاں بلند مرتبہ حاصل کیا آپ کی خوشخطی کی مثالیں بیان کی جاتی ہیں میں نے طبقات میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

# واقعات ۵۸۶ھ

اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان قلعہ عکا کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔اور فرنگیوں کی کمک سمندری راستے سے ان کے پاس ہی تھی۔حتیٰ کے فرنگی عورتیں بھی جنگ کی نیت سے نکلی تھیں۔اوران میں سے بعض مسافروں کی راحت کی نیت سے نکلی تھیں۔تا کہ مسافرت میں وہ ان سے نکاح کرلیں اور وہ راحت وخدمت اور حاجت برابری کرتے ہیں۔ان کے پاس ایک کشتی آئی جس میں تین سوخوبصورت ترین عورتیں اس نیت سے ان کے پاس آئیں۔پس جب انہوں نے یہ دیکھا تو وہ مسافرت اور جنگ پرڈٹ گئے۔حتیٰ کہ کچھ فاسق مسلمان ان عورتوں کی وجہ سے ان کے پاس چلے گئے اور یہ خبر مشہور ہوگئی کہ جرمن کا بادشاہ،قسطنطنیہ کی جانب سے تین لاکھ جانبازوں سمیت آرہا ہے اور بیت المقدس کے انتقام کے لئے شام پر قبضہ کرنا اور اس کے باشندوں کو قتل کرنا چاہتا ہے۔اس موقع پر سلطان اور مسلمانوں کو بہت خوف ہوا۔اور زبردست محاصرے سے بھی خوفزدہ ہوئے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی اس کی فوج کی راستوں میں سردی،بھوک اور ہلاکت نے آلیا۔اور ہلاک ہوگئی۔

**پادریوں کی مہم**......فرنگیوں کے جنگ کرنے اور اپنے شہروں سے خروج کا سبب یہ تھا'' جیسا کہ ابن اثیر نے الکامل میں بیان کیا ہے'' بیت المقدس کے راہبوں اور پادریوں کی ایک جماعت صور سے چار کشتیوں میں نکلی اور نصاریٰ کے سمندری شہروں اور دوسری جانب سمندری علاقوں میں گھوم پھر کر فرنگیوں کو برانگیختہ کرنے لگے اور بیت المقدس کا بدلہ لینے کی ترغیب دیتے رہے۔اور جو کچھ بیت المقدس کے سواحل کے ساتھ قتل وقید اور گھروں کی بربادی کے واقعات سناتے تھے۔

علاوہ ازیں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک عربی کی تصویر بنائی کہ گویا عرب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماررہا ہے جب عیسائیوں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ عربوں کا نبی ہے جو ہمارے مسیح کو ماررہا ہے اور تکلیف پہنچارہا ہے اور وہ مرنے کے قریب ہے یہ باتیں سن کر عیسائی بھڑک اٹھتے،روتے پیٹتے اور غصے میں آجاتے،لہٰذا اسی وجہ سے وہ لوگ اپنا مذھب بچانے کے لئے گھر بار چھوڑ کر روانہ ہوئے،حالانکہ ان کے گذرنے کی جگہ دشوار گذار راستوں میں تھی پردہ نشین عورتیں اور پیشہ ور،اچھے مرد اور زانی گویا کہ ہر طرح کے لوگ اچھے برے سب جمع ہونے لگے۔

**قلعہ پر قبضہ**......ربیع الاول کی ۱۰ تاریخ کو سلطان نے اھل شعیف اربون کو پناہ دی اور قلعے پر قابض ہوگیا۔یہاں کا حکمران ذلت اور سوائی میں گھرا ہوا تھا،یہ شخص بہت ذہین اور علم تاریخ کا ماہر تھا اور کبھی اس نے حدیث اور قرآن کریم کی تفسیر کا مطالعہ بھی کیا لیکن اس کے باوجود یہ موٹی کھال سخت دل،اور بدنفس آدمی تھا،سردیاں جاتے اور بہار کا موسم آتے ہی چاروں طرف کے اسلامی ممالک سے مسلمان بادشاہوں کی آمد شروع ہوگئی جو اپنے گھوڑوں،سواروں بہادروں اور دلیروں کے ساتھ پہنچ رہے تھے خلیفہ نے بھی صلاح الدین کے پاس ماہر نیزہ باز اور نفط پھینکنے والے بھیجے ان میں نقب زن بھی تھے،ہر شخص اپنی جگہ مہارت کا ملہ رکھتا تھا،اس کے علاوہ خلیفہ نے بیس ہزار دینار بھی بھیجے،سمندری راستے بھی کھل گئے،فرنگی کشتیاں اور جہاز بھی آنے لگے تا کہ اپنے لوگوں کو مدد اور کمک پہنچا سکیں یہ لوگ فوج اور غلہ بھی لارہے تھے۔

**برجوں کی تباہی**......فرنگیوں نے تین بڑے برج لکڑی اور لوہے سے بنائے،اُن میں سے ایک میں پانچ سو افراد سما سکتے تھے،ان برجوں پر سرکہ پلایا ہوا چمڑا لگایا گیا تھا تا کہ نفط ان پر اثر نہ کر سکے،یہ برج ایک لکڑی کی بڑی گاڑی چھکڑے پر نصب تھے جو ہر طرف حرکت کرسکتی تھی اور ان کے پیچھے منجنیقیں تھیں،یہ دیکھ کر مسلمان غمزدہ ہوگئے کہ شاید اب ان کا بچنا مشکل ہو،لیکن سلطان نے ماہر نفط پھینکنے والوں کو بلایا اور کہا کہ اگر تم ان برجوں کو جلا دو تو تمہیں بہت مال ملے گا۔چنانچہ علی بن عریف النحاسین نامی ایک جوان نے یہ ذمہ داری سنبھالی،اس نے سفید نفط لیا اور اس مزید کچھ دوائیں(کیمیکل)ملائیں اور اس مرکب کو تانبے کی تین دیگوں میں رکھ کر دھونکنا شروع کیا اور بالکل آگ نما کردیا،پھر بذریعہ منجنیق گولہ بنا کر برجوں پر پھینکا تو برجوں کو آگ لگ گئی اور ایسی لگی کہ اپنے اندر موجود سپاھیوں سمیت جل گئے،ہر برج میں ستر کافر جلے،مسلمانوں نے فوراً لا الہ الا اللہ کا نعرہ

لگایا، یہ دن کافروں پر بہت سخت تھا۔ فرنگیوں نے سات سات مہینے لگا کر یہ برج بنائے تھے جو منٹوں میں جل کر راکھ ہو چکے تھے ۲۲ ربیع الاول اور پیر کا دن تھا اور سات ماہ پورے ہو رہے تھے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفرقان آیت ۲۳ میں فرمایا ہے کہ "**وقدمنا الی ماعملوا من عمل فجعلناه هباء منثورا**" چنانچہ سلطان نے اس نوجوان کو انعامات دینا چاہے لیکن اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا یہ کام میں نے صرف اللہ کی رضا کے لئے کیا تھا کسی انعام کے لالچ میں نہیں مجھے جو لینا ہوگا میں اللہ تعالیٰ سے لے لوں گا۔

**مصری بیڑے کی آمد**...... اتنے میں مصری بیڑہ بھی آ پہنچا جس میں اھل شہر کے لئے زبردست مدد اور کمک تھی چنانچہ فرنگیوں نے اپنے بیڑے آگے بڑھائے تا کہ اسلامی بیڑے سے مقابلہ کر سکیں لیکن اس طرف سے سلطان اپنا لشکر لے کر چڑھ دوڑا تا کہ اُن کو بیڑے سے ایک طرف کر سکے، شہری بھی مقابلے پر آئے، سمندر میں بیڑوں کا مقابلہ بھی ہونے لگا یہ سخت دن تھا بحر و بر میں جنگ جاری تھی، فرنگی اسلامی بیڑے کی ایک کشتی کو ڈبوتے میں کامیاب ہوئے لیکن باقی کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور تمام مدد و کمک شہر تک پہنچ گئی جس کی اھل شہر شدت سے ضرورت محسوس کر رہے تھے۔

**جرمن فوج کی تباہی**...... جرمن بادشاہ جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے وہ بھی بڑی تعداد میں جنگجو لے کر آیا، ان کی تعداد تقریباً تین لاکھ تھی، جو تباہی اور قتل کی نیت سے آئے تھے تا کہ بیت المقدس کا انتقام لیا جا سکے اور اپنی فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا جا سکے یہاں تک کہ وہ اس کو مکہ اور مدینہ تک پھیلانا چاہتا تھا، لیکن اللہ کی مدد سے اسے ہر قدم پر ناکامی ہوئی اور ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا، ان کے جوانوں کو یوں اچک لیا جاتا جیسے حیوانات کو اچک لیا جاتا ہے، بلکہ ان کا بادشاہ بھی ایک دریا سے گزرا جو تیزی سے بہہ رہا تھا، اُس کو تیرنے کا شوق ہوا، لیکن جب وہ اس میں اترا تو پانی کا ریلا اسے بہا کر لے گیا اور اس کا سر ایک درخت سے ٹکرا کر پھوڑ دیا یوں اس کا کام تمام ہو گیا، اللہ نے اس کے شر سے اپنی مخلوق کو محفوظ رکھا، اس کے بعد اس کے چھوٹے بیٹے کو بادشاہ بنایا لیکن وہ لوگ بہت پریشان ہو چکے تھے اور ان کی تعداد بھی کم ہو چکی تھی حالانکہ ہر طرف سے قتل عام کرتے ہوئے گذرتے تھے لیکن جب وہ عکا والے ساتھیوں کے پاس پہنچے تو ان کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ نہ تھی چنانچہ ان کے آنے سے عیسائیوں کو کوئی قوت حاصل نہ ہوئی، دوستوں دشمنوں کسی میں ان کی کوئی قدر و منزلت نہ تھی کیونکہ جو کوئی بھی اسلام کی مخالفت اور نور خداوندی کو بجھانے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا یہی حشر کرتے ہیں۔

**جرمنوں کی آمد کے اثرات**...... عماد الکاتب نے لکھا ہے کہ جرمنوں کی تعداد پانچ ہزار تھی اور عیسائیوں کو ان کا آنا ناگوار گزرا تھا کیونکہ وہ جرمن بادشاہ کی شان و شوکت کی وجہ سے اپنی حکومتوں کے زوال سے ڈرتے تھے، ان کے آنے سے صور کا حکمران المرکیس ہی خوش ہوا تھا کیونکہ اُسی نے یہ فساد کھڑا کیا ہوا تھا چنانچہ اس کو ان کے آنے سے بہر حال فائدہ ہوا تھا، اس میں شک نہیں کہ یہ ماہر جنگجو تھا یہ اسلحہ بھی زبردست لے کر آیا اوّل تو یہی برج تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے جلا دیا تھا اور پھر لوہے کے تیر تھے جو فصیل کو لگتے تو سطح اکھڑ جاتی تھی۔

**سلطان کے خیمے پر حملہ**...... بہر حال یہ جرمن بادشاہ بھی ان کے ساتھ مل گیا اور مسلمانوں سے ٹکرایا، مسلمانوں نے بے شمار کافروں کو قتل کیا، ایک مرتبہ عیسائیوں کو موقع ملا تو سلطان کے خیمے پر حملہ آور ہوئے اور لوٹ مار شروع کی اتنے میں ملک عادل نے میمنہ کو سنبھالا اور کچھ دیر رکا تا کہ عیسائی فوج اچھی طرح اسلامی خیموں میں گھس آئے پھر اچانک تلواریں اور نیزے لے کر حملہ آور ہوا، اس اچانک حملے سے عیسائی حواس باختہ ہو گئے اور آگے بھاگنے لگے، اسلامی فوج نے چن چن کر قتل کرنا شروع کیا اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے گویا کہ زمین پر چادریں ڈلی ہوں جو باغوں سے بھی زیادہ خوبصورت دکھائی دیں، دل سے زیادہ نرم اور گالوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ کہتے ہیں کہ یہاں پانچ ہزار افراد کو قتل کیا گیا اور عماد الکاتب نے لکھا ہے کہ ملک عادل نے ظہر اور عصر کے درمیان دس ہزار عیسائیوں کو قتل کیا، اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔

**فرنگی کمک کی آمد**...... دوسری طرف میسرہ والوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ کیا ہو رہا ہے وہ تو دوپہر کے وقت خیموں میں آرام کر رہے تھے ان کا تعاقب کرنے والے ہزار سے کم تھے، مسلمانوں کے آس پاس بھی کم افراد شہید ہوئے، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے، اس سے فرنگی بہت کمزور

ہو گئے لہٰذا وہ صلح کا سوچ رہے تھے لیکن اسی دوران ان کو سمندری راستے سے کمک پہنچ گئی یہ کیدھری نامی بادشاہ نے بھیجی تھی۔ یہ بہت مالدار تھا چنانچہ اس نے خوب مال خرچ کیا، قرض دیا اور لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف نکلنے پر ابھارا، عکا پر دو منجنیق نصب کیں اور پندرہ پندرہ سو دینار ہر ایک پر خرچ کئے، مسلمانوں نے ان دونوں کو بھی شہر میں جلا دیا، قسطنطنیہ کے بادشاہ نے سلطان کو خط لکھ کر وضاحت کی کہ جرمن بادشاہ نے اس سے پوچھے بغیر اس کے ملک کی سرحد پار کی ہے چونکہ اُن کے ساتھ بہت زیادہ فوج تھی لہٰذا ہم نہ روک سکے لیکن میں سلطان کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر جگہ ہر مقام پر ہلاک کر دے گا، اور یوں ہی ہوا، اس نے، سلطان کو بتایا کہ وہ اپنے علاقے میں مسلمانوں کے جمعہ اور خطبے کا انتظام کرے گا، سلطان نے اس کے نمائندوں کے ساتھ خطیب اور منبر بنوا کر بھیج دیا یہ بہت خوشی کا دن تھا، لہٰذا اس طرح قسطنطنیہ میں خطبہ ہونے لگا خلیفہ کے لئے دعا ہوئی اور وہاں موجود مسلمان تاجر اور قیدی اکٹھے ہو گئے اور تعریف تو صرف تمام جہانوں کے رب کے لئے ہی ہے۔

## فصل

**قراقوش کا خط** ...... عکا کے گورنر امیر بہاؤالدین قراقوش نے شعبان کے پہلے عشرے میں سلطان صلاح الدین کی طرف سے قسطنطنیہ کے سلطان کو لکھا کہ ان کے پاس صرف شعبان تک کی خوراک باقی ہے، سلطان تک خط پہنچا تو یوسف نے چھپا لیا اور اشاعت کے خوف سے اس کا اظہار نہ کیا کہ کہیں ایسا نہ ہوا کہ دشمن کو اس بات کا علم ہو جائے اور وہ مسلمانوں پر حملہ ہو جائیں اس طرح ان مسلمانوں کے حوصلے کمزور ہو جائیں گے۔

**خوراک کی آمد** ...... اس نے مصری بیڑے کے امیر کو غلہ لانے کا کہا تھا لیکن اُسے دیر ہو گئی، پھر بھی ۱۵ شعبان تک تین کشتیاں پہنچ گئیں، ان میں اتنا غلہ تھا جو پوری سردیوں کے لئے کافی تھا، یہ کشتیاں حاجب لؤلؤ لے کر آیا تھا، شہر کے قریب پہنچتے ہی فرنگی بیڑے نے مزاحمت شروع کر دی، جنگ ہونے لگی اور خشکی میں مسلمان ان کی کامیابی کی دعائیں کرنے لگے، فرنگی بھی دونوں جگہ شور مچا رہے تھے، اتنے میں اور شور ہوا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا، ہوا بھی موافق ہو گئی، کشتیاں بخیر و عافیت بندرگاہ تک پہنچ گئیں، فرنگی کشتیاں جنہوں نے بندرگاہ کو گھیر رکھا تھا اُن کو جلا دیا گیا، اس سے اہل شہر اور اسلامی فوج کو بہت خوشی ہوئی۔

**بیروت سے کمک** ...... اس کے علاوہ ان تینوں کشتیوں سے پہلے سلطان نے بیروت سے ایک بہت بڑی کشتی بھیجی تھی، جو پنیر، چربی، خشک گوشت کے ٹکڑوں تیر اور نفط سے بھرے چار سو بوروں پر مشتمل تھی، یہ فرنگیوں کی ان کشتیوں میں سے ایک تھی جو مال غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی تھی اس لئے اس میں موجود تاجروں کو فرنگی تاجروں جیسا لباس پہننے کا حکم دیا حتیٰ کہ انہوں نے اپنی ڈاڑھیاں تک منڈ والیں، گلے میں صلیبیں ڈال لیں اور کشتی میں کچھ خنزیر بھی رکھ لئے اور کشتی کو فرنگیوں کی کشتی کے پاس لے آئے تا کہ وہ اس کو اپنی کشتی سمجھیں، فرنگیوں نے ان کو تنبیہ کی کہ بندرگاہ کی طرف سے شہر تباہ ہو جائے گا تو انہوں نے ان سے معذرت کر لی کہ وہ مجبور ہیں اور ہوا کی زبردست طاقت کی وجہ سے اس کشتی کو روکنے میں ناکام نہیں، لہٰذا اسی طرح وہ بندرگاہ تک پہنچ گئے اور اپنے پاس موجود غلے کو بندرگاہ پر الٹ دیا، جنگ ہے ہی دھوکے کا نام بندرگاہ با آسانی پار ہو گئی مال پہنچ گیا۔ مصری کشتیاں آنے تک کے لئے یہ کافی تھا۔

**برجوں پر حملہ** ...... شہر میں دو برج تھے ایک کا نام برج الدیان تھا، لہٰذا فرنگیوں نے ایک بہت بڑی کشتی تیار کی جس میں سونڈ بھی بنائی اور یہ چاروں طرف حرکت کر سکتی تھی، جس برج تک چاہتے پہنچا دیتے، مسلمانوں کے لئے بڑی مشکل پیدا ہو گئی اور انہوں نے تدبیریں شروع کر دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کشتی پر آگ کا ایک شعلہ پھینکا جس سے پوری کشتی جل گئی اور لوگ جل گئے یا ڈوب گئے۔

ہوا یوں کہ فرنگیوں نے اس کشتی میں بہت سا نفط اور ایندھن جمع کر لیا تھا اور باقی کشتیاں اس کے پیچھے تھیں جن میں صرف ایندھن تھا، مسلمانوں نے اپنی حفاظت کے ارادے سے حملہ کیا اور نفط ایندھن والی کشتی پر گرا تو وہ جل گئی اس کی وجہ سے ان کی دوسری کشتی بھی جل گئی، ادھر

عیسائیوں نے جب برج الدیان پر نفط پھینکا تو خود ہی پھنس گئے کیونکہ رات کوشدت کی ہوا چل رہی تھی جس کا رخ فرنگیوں کی طرف تھا لہٰذا نفط اپنی ہی کشتی پر گرا اور وہ جل کر تباہ ہوگئی اس کے پیچھے ان کی جتنی کشتیاں تھیں وہ بھی یکے بعد دیگر تباہ ہوگئیں، ایک کشتی میں مضبوط عمارت بنا کر جانباز بھی بٹھا رکھے تھے وہ بھی جل مرے اور سب کے سب پہلے اہل کتاب کی طرح شکست خوردہ ہو گئے۔

جیسے سورۃ حشر کی آیت ۲ میں ہے کہ وہ اپنے گھروں کو خود اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے تباہ کرتے ہیں۔

**کامیاب کاروائی**......رمضان المبارک کی ۳ تاریخ کو فرنگیوں نے شہر کا نہایت سخت محاصرہ کیا یہاں تک کہ خندق میں بھی اتر گئے، اھل شہر جب مقابلے کے لئے ان کے سامنے آئے تو انہوں نے بہت سوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے تھیلوں اور فصلیوں کی آگ کو اپنے قابو میں رکھا، آگ چھت پر چڑھتی چلی گئی اور ایک زبردست شعلہ آسمان کی طرف بلند ہوا، اس کے بعد مسلمانوں نے لوہے کے آنکڑوں کے ساتھ جو زنجیروں میں لگے ہوئے تھے اسے اپنی طرف کھینچ لیا تو وہ ان کے ہاتھ آ گیا انہوں نے اس پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا، چند دن میں یہ ٹھنڈا ہو گیا تو اس میں سے ایک سو دمشقی قنطار کے برابر لوہا نکلا۔

**شاہ اربل کی وفات**......اسی طرح ۲۸ رمضان المبارک کو سلطان کے ساتھ عکا کے محاصرے میں شریک اربل کے بادشاہ سلطان زین الدین کا انتقال ہوگیا۔ یہ بالکل نوجوان تھا، وطن سے بھی دور تھا اور تھا بھی بہت نیک اور صالح چنانچہ لوگ بہت غمزدہ ہو گئے اور تعزیت کے لئے اس کے بھائی مظفر الدین کے پاس آئے۔ بھائی کے بعد مظفر الدین بادشاہ بنا اور سلطان صلاح الدین سے درخواست کی کہ شہر زور حران، الرہا میساط بھی اس کی حکومت میں شامل کر دے تو وہ پچاس ہزار دینار کا بوجھ برداشت کرنے کو تیار ہے چنانچہ سلطان نے اس کی بات مان لی، حکمنامہ لکھ دیا اور اس کا چھوڑا ہوا جھنڈا باندھ دیا اور اسے سلطان مظفر تقی الدین کے ساتھ شامل کر دیا گیا جو سلطان صلاح الدین کا بھتیجا بھی تھا۔

**قاضی فاضل کا خط**......مصر کا انتظام قاضی فاضل سنبھالے ہوئے تھا اور سلطان کی ضرورت کی چیزوں کو وہاں سے بھیجا کرتا تھا، چنانچہ اس نے بیرہ اور خطوط لکھے محاصرے کی طوالت اور شدت کا سبب ایک خط میں اس نے گناہوں کی کثرت اور حرام کاموں کا ارتکاب بتایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے اطاعت گزاروں کو ہی اپنے خزانوں میں سے دیتا ہے، اپنے احکام پر عمل کرنے اور اپنی ہی طرف رجوع کرنے والوں کے مصائب وتکلیفات دور کرتا ہے، اب چونکہ ہر طرف گناہ پھیلے ہوئے ہیں تو اس وجہ سے محاصرہ لمبا ہو رہا ہے، کچھ تو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ چکے جس سے مغفرت کی امید ہے۔

**ایک اور خط**......قاضی الفاضل کو یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ بیت المقدس میں فحاشی عام ہوتی جارہی ہے اور گناہ بڑھ رہے ہیں جن کی تلافی شدید محنت ومشقت کے بغیر ممکن نہیں۔

چنانچہ ایک خط میں اس نے لکھا ہے کہ ہم صرف اپنے نفوس کی طرف سے آئیں ہیں، اگر ہم سچے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہمارے سچ کا نتیجہ ہمیں جلد دیتے، اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے تو اللہ تعالیٰ ہم پر ہمارے دشمنوں کو مسلط نہ کرتے، اگر ہم اپنی طاقت کے مطابق اس کے حکم پر عمل کرتے تو وہ ہمارے ساتھ ایسا عمدہ معاملہ کرتا جو اس کے علاوہ اور کوئی نہ کرسکتا چنانچہ ہر ایک کو چاہئے کہ اپنے نفس کی اصلاح کرے اور صرف اللہ ہی سے امید رکھے، فوج اور کمک کی کثرت اسے دھوکے میں مبتلا نہ کرے اور نہ کسی حفاظت کرنے والے کی حفاظت سے دھوکہ کھائے کہ یہ محفوظ رہے گا۔ ان باتوں سے انسان اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور کامیابی نہیں ہوتی کیونکہ کامیابی تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اس بات سے خود کو محفوظ نہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے حوالے نہ کریں گے، کامیابی تو اسی کی طرف سے ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں لہٰذا گناہ اگر ہماری دعا کے راستے میں رکاوٹ نہ بنتے تو ہم جواب مل چکا ہوتا۔

اللہ سے ڈرنے والوں کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں میں کمی آتی جارہی ہے لیکن راستے میں رکاوٹ تھی، اللہ تعالیٰ نے ہمارے سلطان کو اگلے پچھلے فیصلوں کا اختیار دیا ہے۔

**تیسرا خط** ...... آخری قسط میں اس نے اس بات پر دکھ کا اظہار کیا ہے کہ مصیبتوں کی کثرت کی وجہ سے سلطان کمزور ہوتا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ دے، غلاموں کے جسموں میں پائی جانے والی کمزوری سلطان ہی کی کمزوری کا باقی ماندہ ہے بیشک وہ ہمارے دل میں رہتا ہے اور ہم دل وجان سے اس پر فدا ہیں، پھر کہا:

تمہارے ساتھ تو خادموں کا گروہ ہے تمہیں بھلا کیا تکلیف، اگر وہ میری بات سے خوفزدہ ہیں تو میں تو اکیلا ہی ہوں۔

اور شیخ الشامہ نے الروضتین میں لکھا ہے کہ قاضی الفاضل نے سلطان کو بہت سے خط لکھے جو فصاحت و بلاغت و نصیحت اور ترغیب جہاد کے مضامین پر مشتمل ہیں اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائیں وہ نہایت فصیح و بلیغ آدمی تھے اور اس وزیر پر بھی جو اس کا خیر خواہ تھا اور اس زبردست عقل پر بھی۔

**شاہ مغرب کو اطلاع** ...... اسی طرح قاضی فاضل نے سلطان کی طرف سے مغرب کے بادشاہ امیر المسلمین والموحدین سلطان یعقوب بن یوسف بن عبدالمومن کو بذریعہ خط حالات کی اطلاع دی اور سمندر میں کشتیوں کے ذریعے مدد مانگنے کی درخواست کی تاکہ فرنگی کشتیوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کی جاسکے یہ خط نہایت طویل مگر نہایت ہی فصیح و بلیغ اور خوبصورت انداز میں لکھا گیا جسے شیخ ابوشامہ نے الروضتین میں نقل کیا ہے اس کے علاوہ سلطان صلاح الدین نے الدسیر الکبیر شمس الدین ابی الحزم عبدالرحمٰن بن منقد کے ہاتھ خط کے ساتھ قیمتی ھدایا و تحائف بھی بھجوائے، وہ ۸ ذیعقد کو بذریعہ سمندر روانہ ہو کر ذوالحجہ کی ۲۰ کو مغرب کے حکمران کے پاس جا پہنچا، اور سن ۵۸۸ھ کے عاشورہ محرم تک وہیں رکا رہا، مگر ان چیزوں کے بھیجنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا، کیونکہ مغرب کا بادشاہ امیر المؤمنین کا لقب نہ دیئے جانے کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا، قاضی فاضل نے یہ مشورہ پہلے ہی دیا تھا کہ ہدایا و تحائف نہ بھیجے جائیں مگر جو ہونا تھا ہو کر رہا۔

**فرنگیوں کا حملہ** ...... سلطان چونکہ مسلسل مختلف قسم کی تکلیفیں برداشت کر رہا تھا لہٰذا اس کے مزاج میں کچھ چڑچڑا پن ہو گیا تھا۔ اسی دوران ذلیل دشمن نے اسلامی علاقوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اور ایک گروپ تیار ہو کر نکلا جبکہ باقی محاصرے ہی میں مصروف رہے۔

عیسائیوں کا یہ گروپ ساز وسامان سے مکمل طور پر لیس ہو کر آئے تھے، سلطان نے بھی ان کے مقابلے کے لئے دائیں بائیں حلب اور ہر طرف فوجوں کو ترتیب سے رکھا، دشمن اسلامی فوج کی بڑی تعداد دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا لیکن پھر بھی اسلامی فوج نے ایک بہت بڑی تعداد کو قتل کر دیا۔

**اہل شہر کی درخواست** ...... سردیوں کا موسم آتے ہی فرنگیوں کا بیڑہ سمندری جوش کے ڈر سے شہر سے دور ہو گئے تو اھل شہر نے سلطان سے درخواست کی کہ وہ انہیں جنگ کے مسلسل دباؤ اور دن رات جنگ لڑنے سے کچھ عرصے کے لئے آرام کرنے کا موقع دے اور شہر سے ان کے بجائے دوسرے لوگ بھیجے سلطان کا دل نرم ہو گیا۔ اس نے پختہ ارادہ کیا اور بیس ہزار افراد کی ایک فوج تیار کی، اگرچہ یہ مناسب نہ تھا لیکن سلطان کی نیت صاف تھی کہ یہ لوگ شہر میں عزم مصمم کے ساتھ داخل ہوں گے حالانکہ وہ ان کی نسبت زیادہ سکون میں نہیں لیکن جو شہری لوگ باہر نکل کر لڑ چکے ہیں۔ انہیں شہر اور جنگ دونوں سے واقفیت تھی وہ صبر و شکر سے گزارا کر سکتے تھے اور انہوں نے سال بھر کی خوراک و سامان وغیرہ بھی جمع کر لیا تھا۔ جو اسی وجہ سے ضائع ہو چکا تھا، اتنے میں مصر سے ایک کشتی کے ذریعے اتنا سامان جو سال بھر کے لئے کافی تھا آ رہا تھا لیکن بدقسمتی سے سمندر سے بندرگاہ کے نزدیک پہنچی تو سخت تند و تیز ہوا چلی جس سے کشتی الٹ گئی، کسی چٹان وغیرہ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی، جو کچھ اس میں تھا لوگ اور سامان وغیرہ سب ڈوب گیا، اس سے مسلمانوں میں کمزوری آ گئی، حالات سخت ہو گئے سلطان بھی بیمار ہو گیا، یعنی مرض پر مرض بڑھتے گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مسلمانوں کی حالت فرنگیوں کی مددگار ثابت ہو سکتی تھی، قوت تو اللہ ہی کے پاس ہے یہ واقعہ اس سال ذوالحجہ میں پیش آیا، عکا آنے والوں کا سردار امیر سیف الدین بن احمد بن المشطوب تھا۔

**فصیل پر جنگ** ...... ذی الحجہ ۷ تاریخ کو فصیل میں ایک بڑا سوراخ ہو گیا، فرنگی تیزی سے اس کی طرف بڑھے لیکن مسلمانوں نے ان سے بھی زیادہ تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے سینوں سے اسے بند کیا اور مسلسل فرنگیوں کے راستے میں رکاوٹ ڈالتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس شگاف کو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور حسین بنا دیا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں اور کافروں میں اس سال زبردست وبا پھوٹ پڑی جس کے بارے

میں سلطان کہا کرتا تھا کہ:

قتل کردو مجھے اور مالک کو اور قتل کردو مالک کو میرے ساتھ۔

چنانچہ ذوالحجہ کی ۲ تاریخ کو جرمن بادشاہ کے بیٹے، الکندھری سرداروں کی ایک جماعت اور فرنگیوں کی ایک جماعت کی موت واقع ہوگئی، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائے، فرنگیوں نے جرمن بادشاہ کے بیٹے کی موت کا غم منایا اور خیموں میں آگ جلائی، روزانہ سو دو سو فرنگی ہلاک ہونے لگے، اور ایک گروپ نے تنگی بھوک اور جنگ کے دباؤ سے تنگ آکر سلطان سے امان طلب کی بلکہ بہت سوں نے تو اسلام بھی قبول کرلیا۔

اس سال قاضی فاضل مصری سلطان کے پاس آئے، دونوں ایک دوسرے سے ملنے کا شوق رکھتے تھے دونوں ایک دوسرے کی باتوں سے خوش ہوتے تھے لیکن انہوں نے مسلمانوں کی مفید مطلب باتوں کو پوشیدہ رکھا۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**جرمن بادشاہ**...... جیسے کہ پہلے لکھا جاچکا کہ وہ تین لاکھ فوجیوں کے ساتھ روانہ ہوا تھا جو اکثر راستے میں ہی مر گئے اور وہ فرنگیوں کے پاس پانچ ہزار افراد ہی لے کر پہنچ سکا، بعض مؤرخین کے مطابق صرف دو ہزار افراد کے ساتھ پہنچ پایا، یہ اسلام کو تباہ کرنا اور تمام علاقوں کو مسلمانوں کے قبضے سے چھڑانا چاہتا تھا، اور یہ اس کاروائی کو بیت المقدس کا انتقام سمجھتا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو فرعون کی طرف ڈبو کر ھلاک کیا، اس کی موت کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا بادشاہ بنا تھا جو بچی کھچی فوج کے ساتھ فرنگیوں کے پاس پہنچا تھا اور عکا کے محاصرے میں شریک تھا، اس کی بھی اسی سال موت واقع ہوئی۔

**محمد بن محمد بن عبداللہ**...... ابو حامد موصل کے قاضی القضاۃ کمال الدین الشہر زوری الشافعی عماد الکاتب نے ان کی تعریف کی ہے اور ان اشعار بھی بیان کئے ہیں۔

صفات ثابت کرنے والے دلائل قائم ہوگئے ہیں اور فرقہ معطلہ کے اماموں کی کمریں ٹوٹ چکی ہیں۔

جب تنزیہہ کے لشکر آگے بڑھے تو انہوں نے تشبیہ اور تمثیل والوں کو شکست دے دی۔

کتاب وسنت کے دلائل کی روشنی میں ہم نے جو نقطۂ نظر اختیار کیا ہے وہی حق ہے۔

جو شخص شریعت کی مان کر نہیں چلتا۔ جہالت کی شدت اُسے گمراہی کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے۔

## ۵۸۷ھ کے واقعات

اس سال فرانسیسیوں، انگریزوں اور اس کے علاوہ کر فرنگ کے بادشاہ اپنے لوگوں کے پاس عکا آئے۔ اور عکا پر قبضہ کرنے کے بارے میں ایک دوسرے کی مدد کی اس سال کے آغاز ہی میں عکا کے اردگرد کے شہروں کے ساتھ بہت جنگ تھی۔ دشمنوں کی فوج سمندر کی جانب پڑاؤ ڈالے ہوئی تھی تاکہ سمندر کے راستے سے ان کی اور ان کی خوراک وغیرہ کی آمد بند ہو سکے۔

**فرنگیوں پر حملہ**...... اس سال ربیع الاول کی پہلی رات کو مسلمانوں نے فرنگیوں پر حملہ کر دیا۔ اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر کے اس

سے مال غنیمت حاصل کی اور بہت سوں کو قیدی بنالیا۔ دس بارہ فرنگی عورتوں کو قیدی بنالیا۔ اس کے علاوہ فرنگیوں کی ایک بڑی کشتی ٹوٹ گئی۔ اس کشتی میں جو آدمی تھے وہ غرق ہو گئے۔ اور جو بچے تھے ان کو قیدی بنالیا گیا۔ حمص کے حکمران اسدالدین بن شیر کوہ نے طرابلس کے علاقے میں فرنگیوں کے مویشیوں پر حملہ کر دیا۔ جس سے بہت سے گھوڑے، گائیں، اور بکریاں لے گیا، ترکوں نے فرنگیوں کو شکست دی اور بہت سے آدمیوں کو قتل کیا، مسلمانوں میں صرف ایک چھوٹا بچہ مارا گیا جو اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا۔

**فرانسیسی بادشاہ کی آمد**...... ۱۲ ربیع الاول کو فرانسی کا بادشاہ صلیب کے باشندوں کے ساتھ تقریباً ساٹھ کشتیوں کے ساتھ فرنگیوں کے پاس آیا۔ اور کئی بادشاہ اس کی یہ شان دیکھ کر اس سے بات چیت کی ہمت نہ کر سکے اس کے پاس ایک بڑا سفید باز بھی تھا جسے اشہر کہا جاتا ہے۔ وہ اس کے ہاتھ سے اڑ کر عکا کی دیوار پر جا بیٹھا تو وہاں کے باشندوں نے اسے پکڑ کر سلطان صلاح الدین کے پاس بھیج دیا۔ فرنگی نے ایک ہزار دینار اسے دینا چاہے مگر وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد کید فرید آیا جو انکے بڑے بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ اس کے ساتھ انگلستان کے بادشاہ کی کشتیاں بھی آئیں مگر ان کے ساتھ ان کا بادشاہ نہیں تھا کیونکہ وہ جزیرہ قبرص کو حاصل کرنے میں لگا ہوا تھا جو اس سے چھین لیا گیا تھا۔ اور اسی طرح موسم بہار کے شروع میں اور بھی بہت سے مسلمان بادشاہ صلاح الدین ناصر کی خدمت میں آتے رہے، العماد نے بیان کیا ہے۔

**وفود کی آمد**...... مسلمان کے چور فرنگیوں کے خیموں سے چوری کرتے تھے یہاں تک کہ مردوں کو بھی چوری کر لیتے تھے، ان میں سے ایک نے ایک عورت کے تین ماہ کے دودھ پیتے بچے کو اٹھا لیا۔ اس کی ماں پریشان ہو کر اپنے بادشاہ کے پاس شکایت لے کر آئی تو اس بادشاہ نے کہا کہ تو مسلمانوں کے بادشاہ کے پاس چلی جا، جا کر اپنی شکایت کو بیان کر کیونکہ وہ بہت رحمدل ہے العماد نے لکھا ہے کہ جب وہ عورت بادشاہ کے پاس آئی اور اپنی شکایت بیان کی تو سلطان کو بہت ترس آیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے اسی وقت حکم دیا کہ بچوں کو حاضر کیا جائے۔ پتا چلا کہ اس بچے کو بازار میں فروخت کر دیا گیا ہے تو بادشاہ نے بچے کو خرید کر اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔ اور جب تک کہ اس عورت کو بچہ نہ ملا وہ وہیں کھڑا رہا، جب بچے کو اس کی ماں کو دیا گیا تو ماں نے بچے کو گود میں اُٹھا کر اسے دودھ پلایا اور بہت ہی زیادہ خوشی اور محبت کی وجہ سے رونے لگی بادشاہ نے اس عورت کو گھوڑے پر سوار کر کے اس کے خیمے تک پہنچانے کا حکم دیا۔

**عکا کے محاصرے میں سختی**...... ماہ جمادی الاولیٰ میں فرنگیوں نے شہر عکا کا گھیراؤ اور سخت کر دیا اور ہر طرح سے اس شہر کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی۔ انگریزوں کا بادشاہ ایک بڑی فوج کے ساتھ جو کہ پچیس کشتیوں پر تھی ان کے پاس آیا جس سے اہل شہر بڑی آزمائش میں پڑ گئے، جس مثال کی نہیں ملتی، اسی وقت شہر میں پیالوں کو حرکت دی گئی، سلطان نے بھی اب ایسا ہی کیا کیونکہ یہی علامت مقرر تھی، اور شہر کے نزدیک منتقل ہو گیا تا کہ انہیں شہر سے غافل کیا جا سکے، لیکن انہوں نے چاروں طرف سے گھر لیا اور سات منجنیقیں نصب کر دیں جو رات دن پتھر برسانے میں مصروف رہتیں، برج عین البقران کا خاص نشانہ تھا آخر وہ متاثر ہونے لگا، مقتولوں اور مردہ جانوروں کی کثرت کی وجہ سے خندقیں پر ہونے لگیں اور فرنگی اسے بند کرنے لگے لیکن جو کچھ وہ ڈالتے مسلمان اُسے سمندر میں پھینک دیتے، فرنگیوں کے بادشاہ نے بیروت سے اسلحہ اور ساز و سامان سے لدی ہوئی ایک بڑی کشتی پر قبضہ کر لیا جو مسلمانوں کی مدد کے لئے آ رہی تھی۔ وہ خود چالیس کشتیوں کا بیڑا لئے سمندر میں کھڑا تھا، شہر میں کچھ نہ جانے دیتا، مقبوضہ کشتی میں چھ سو افراد تھے جو سب کے سب شہید ہو گئے اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ہوا یوں کہ جب اس کشتی کو گھیرا گیا تو اُن کو یقین ہو گیا کہ یا تو قتل ہونا ہے یا ڈوب جانا ہے چنانچہ انہوں نے پوری کشتی میں ہر طرف سوراخ کر دیئے کشتی فوراً ڈوب گئی اور فرنگی ہاتھ ملتے رہ گئے، مسلمانوں کا غم اس سے اور بڑھ گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

**برج کی تباہی**...... لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اس غم کا مداوا بھی کر دیا کہ مسلمانوں نے فرنگیوں کا ایک چار منزلہ برج جلا دیا، اس کی پہلی منزل لکڑی کی، دوسری سیسے کی، تیسری لوہے کی اور چوتھی تانبے کی تھی، وہ اسلامی فصیلوں کی نگرانی کے لئے استعمال ہوتا تھا اور اہل شہر کی تکلیف کا باعث تھا قریب تھا کہ مسلمان اس کی تکلیف کی وجہ سے فرنگیوں سے امان طلب کر لیتے اور شہر کو ان کے حوالے کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی روز جب

کشتی ڈوبی تھی اس کو جلانے کا بندوبست کر دیا۔

**صلاح الدین سے فرنگی بادشاہ کی درخواست**...... ہوا یوں کہ اھل شہر نے سلطان کے پاس درخواست کی کہ جب سے فرنگی بادشاہ کھڑا ہوا ہے۔تو بیماری کے باوجود محاصرے میں شدت آگئی ہے یہی حال فرانسیسی بادشاہ کا ہے حالانکہ وہ زخمی بھی ہے لیکن اس بات کی وجہ سے ان کی شرارت بڑھ گئی اور اکرکیس ان سے الگ ہو گیا ہے،اور حکومت چھین جانے کے ڈر سے واپس صور چلا گیا ہے فرنگی بادشاہ نے سلطان کو پیغام بھیجا کہ اُسکے پاس شکاری جانور ہیں جو وہ سلطان کو دینے کے لئے سمندر کے راستے لایا ہے لیکن وہ کمزور ہو چکے ہے۔اور یہ کہ وہ مرغ اور دیگر پرندہ کی ضرورت محسوس کرتا ہے تاکہ ان سے طاقت حاصل کرے،سلطان نے یہ جاننے کے باوجود کہ یہ چیزیں وہ اپنے لئے منگوار ہا ہے،بطور ہدیہ بھجوادیں،پھر اس نے سلطان سے پھل اور برف مانگی سلطان نے وہ بھی بھجوادی،لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا،صحتمند ہونے کے بعد اس نے پھر محاصرہ سخت کر دیا،اھل شہر نے سلطان سے درخواست کی کہ یا تو کوئی فیصلہ کن قدم اٹھاؤ یا پھر ہم فرنگیوں سے صلح کر لیتے ہیں،سلطان کو یہ بات بہت بری لگی کیونکہ اس نے شام مصر اور سواحل کا اسلحہ اور حطین اور بیت المقدس سے حاصل کردہ مال غنیمت بھی یہیں بھیجا تھا،چنانچہ سلطان نے دشمن پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اگلے دن فوج لے کر نکلا فرنگی بھی سامنے آئے ہوئے تھے اور ان کے پیادہ سواروں کے اردگرد دیوار کی طرح کھڑے تھے،گویا کہ وہ ٹھوس لوہا ہیں جس سے کچھ بھی نہیں گزر سکتا لہٰذا وہ فوج کا ارادہ معلوم کرنے کے لئے کچھ دیر رکا حالانکہ اس کی دلیری اسے رکنے نہ دے رہی تھی۔

**فصیل کی تباہی**......دوسری طرف محاصرہ میں شدت آگئی،فرنگیوں نے آگے بڑھ کر اونٹ یا گائے کی طرح ایک بڑا جانور فصیل سے لٹکا کر اسے جلایا تو فصیل گر گئی،فرنگی شہر میں گھس گئے مسلمانوں نے شدید مزاحمت کی اور چھ فرنگی سرداروں کو مار ڈالا،فرنگی غضبناک ہو گئے لیکن رات ہو گئی تھی اس لئے واپس چلے گئے،اگلی صبح شہر کا امیر احمد بن المشطوب فرانسیسی بادشاہ کے پاس پہنچا اور امان طلب کی،اور شہر پر قبضہ کرنے کا کہا،بادشاہ نے اس کی بات کا جواب نہ دیا اور کہا کہ امان تمہیں فصیل گرنے کے بعد یاد آئی،وہاں تلخ کلامی ہوئی اور ابن المشطوب نہایت بے دلی کے ساتھ واپس آیا جسے اللہ ہی جانتا ہے،جب اس نے صورتحال اہل شہر کو بتائی تو وہ خوفزدہ ہو گئے،انہوں نے سلطان کو اطلاع پہنچائی،سلطان نے انہیں شہر سے باہر سمندر کی طرف آنے کو کہا،رات کی تاخیر نہ کریں اور کوئی وہاں نہ رکے،لیکن کچھ لوگ اسلحہ وغیرہ سمیٹنے کی وجہ سے اندر ہی رہ گئے تھے ادھر دو چھوٹے غلاموں نے سلطان کی بات سنی اور اپنے ہم قوم فرنگیوں کے پاس پہنچ کر ان کو بتادی تو انہوں نے سمندر کے زبردست تحفظ کا انتظام کر لیا،چنانچہ شہر سے نہ کوئی انسان نکل سکا اور نہ کوئی چیز۔چنانچہ سلطان نے اس رات حملہ کرنا چاہا لیکن فوج نے ساتھ نہ دیا چنانچہ اگلی صبح سلطان نے اس شرط پر اھل شہر کے لئے امان طلب کی کہ وہ اُن فرنگی قیدیوں کو رہا کر دے گا جو اس کے پاس ہیں اور صلیب اعظم بھی انہیں واپس کر دے گا،لیکن وہ نہ مانے اور کہنے لگے کہ ہمارے تمام قیدیوں کو رہا کرو اور بیت المقدس سمیت تمام ساحلی علاقے بھی ہمارے حوالے کرو،سلطان بھی نہ مانا،خط وکتابت ہوتی رہی محاصرہ میں سختی آتی رہی،فصیلوں میں شگاف بڑھنے لگے۔متعدد شگاف مسلمان سپاہیوں نے اپنے سینوں سے بند کئے اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا،اور شہادت کے درجے پر پہنچے اور ان لوگوں نے بذریعہ خط سلطان کو اطلاع دی کہ آپ ان کی بات نہ مانیں ہم نے جہاد پر بیعت کی ہے یہاں تک کہ ہم سب قتل ہو جائیں۔اور اللہ ہی مددگار ہے۔

**فصیلوں پر فرنگیوں کا قبضہ**......جمادی الثانیہ کی ۷ تاریخ کو شہر کی فصیلوں پر کافروں کے جھنڈے،صلیبیں اور آگ آ پہنچی اہل شہر کو اس بات کا علم نہ تھا فرنگیوں نے نعرہ لگایا،مسلمانوں کی حالت پتلی ہو گئی اور غم میں اضافہ ہو گیا اور لوگ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے لوگ حیرت زدہ تھے،فوج میں شور مچ گیا،المرکیس آیا جو صور سے واپسی کے دوران ان کے لئے تحفے اور ھدیے لے کر آیا تھا وہ اس نے بادشاہوں کو دیئے،اس دن عکا میں چار بادشاہوں کے جھنڈے داخل ہوئے،ایک جھنڈا جمعہ کے دن اذان خانے پر لگایا گیا،دوسرا قلعہ پر،تیسرا الداریہ کے برج پر اور چوتھا برج قتال پر لگایا گیا۔مسلمان قید کی حالت میں ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے،بچوں عورتوں اور مال ودولت پر قبضہ کیا جا سکتا تھا۔بہادر بیڑیوں میں تھے اور جوان ذلیل ہو رہے تھے،جنگ کا پانسہ بالکل پلٹ گیا لیکن پھر بھی اللہ کا شکر ہے۔

سلطان نے لوگوں کو ایک طرف ہونے کا حکم دیا اور خود بھی دیکھتا رہا کہ فرنگی کیا کرتے ہیں اور کس پر بھروسہ کرتے ہیں، فرنگی شہر میں حیران وسرگرداں تھے، سلطان واپس لشکر میں آ گیا، اس کے حزن وملال کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، امراء اور سردار اپنی اپنی حیثیت کے مطابق سلطان کو تسلیاں دیتے رہے۔

**فرنگیوں کے ساتھ خط وکتابت** ...... اس کے بعد سلطان نے اپنے پاس موجود قیدیوں کے بارے میں خط وکتابت کی تو انہوں نے اپنے قیدی، ایک لاکھ دینار اور صلیب اعظم کا مطالبہ کر دیا، اس نے مال اور صلیب تو بھجوا دیا لیکن قیدیوں میں سے چھ سو ہی موجود تھے، فرنگیوں کے مطالبہ پر سلطان نے دور سے انہیں صلیب دکھائی وہ سب سجدے میں گر گئے، اس کے بعد انہوں نے باقی مال اور قیدی لینے کے لئے نمائندے بھیجے تو سلطان نے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے پاس مسلمان قیدی یا ان کے یرغمال بھیجو لیکن فرنگی بولے کہ ہم دیانت دار ہیں تم مان لو اور ہمارے قیدی ہمارے حوالے کر دو، لیکن سلطان نہ مانا اور ان کے قیدیوں اور صلیب کو واپس دمشق بھجوا دیا، اگلے دن فرنگیوں نے خیمے شہر سے باہر لگا دیئے اور عصر کے بعد تین ہزار مسلمانوں کو شہر سے باہر لا کر اچانک ان پر حملہ کر دیا اور سب کو قتل کر دیا اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائیں، صرف عورتوں بچوں، یا کسی سردار کو یا کام کے آدمی کو انہوں نے چھوڑا، کیونکہ جو ہونا تھا وہ تو چکا تھا۔

جو وہ چاہتے تھے وہ طے ہو گیا سلطان صلاح الدین نے نہایت مستقل مزاجی سے ۳۷ ماہ تک عکا میں قیام کیا، اس دوران فرنگیوں کے پچاس ہزار افراد قتل ہوئے۔

**عکا پر فرنگی قبضہ** ...... اس کے بعد وہ سب عسقلان کی طرف روانہ ہو گئے، سلطان بھی فوج کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور ہر منزل پر ان کا مقابلہ بھی کرتا رہا، مسلمان موقع بموقع ان کو قتل کرتے رہے، اس کے علاوہ ان کا کوئی بھی قیدی سلطان کے پاس لایا جاتا تو سلطان اس کو فوراً قتل کروا دیتا، اسی طرح دونوں فوجوں کئی جھڑپیں ہوئیں۔ آخر کار فرنگی بادشاہ نے سلطان کے بھائی ملک عادل سے ملاقات کی اور اس شرط پر صلح کی کہ ساحلی علاقے سارے دوبارہ فرنگیوں کے حوالے کر دیئے جائیں، عادل نے کہا کہ ٹھیک لیکن اس کے بدلے تمہارا ہر سوار اور پیادہ قتل کیا جائے گا، فرنگی بادشاہ غصے میں آ گیا اور وہاں سے چلا گیا۔

**مسلمانوں کی فتح** ...... اس کے بعد ارسوف کے جنگل کے پاس فرنگیوں کی مسلمانوں کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی، اس جھڑپ میں ہزاروں فرنگی مارے گئے، متعدد مسلمان بھی قتل ہوئے اس جھڑپ کے شروع میں فوج سلطان کو چھوڑ کر بھاگ گئی اور سلطان اپنے سترہ جانبازوں کے ساتھ میدان میں ڈٹا رہا، جھنڈے اسی طرح کھلے ہوئے تھے، پھر اچانک اسلامی فوج پلٹ آئی کیونکہ ضمیر مردہ نہ ہوئے تھے اور جام تازہ تھے، بہر حال فتح کے بعد آگے بڑھ کر سلطان عسقلان کے باہر خیمہ زن ہوا، مشیروں نے فرنگیوں کے خوف سے عسقلان کی تباہی کا مشورہ دیا کہ اس کے ذریعے بیت المقدس پر قبضے کی راہ ہموار ہوگی یا عکا کی طرح قتل وغارت یا کچھ اور۔

**عسقلان کی تباہی** ...... سلطان رات بھر غور وفکر کرتا رہا آخر کار صبح اس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ اسے برباد کرنا ہی بہتر ہے، اس نے حاضرین سے اس بات کا تذکرہ کیا اور انہیں کہا خدا کی قسم! میرے سب بچوں کا مرنا مجھے اس کے ایک پتھر کے برباد کرنے سے زیادہ آسان لگتا ہے لیکن اگر اس کی بربادی میں مسلمانوں کی بھلائی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ پھر اس نے گورنروں کو بلوا کر دشمنوں کے اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کو تباہ کرنے کا حکم کر دیا چنانچہ اس کو تباہ برباد کر دیا گیا کچھ لوگ غمزدہ ہوئے یہاں آگ لگا دی گئی جو جمادی الثانیہ سے شعبان تک لگی رہی۔

**فرنگی بادشاہ سے گفتگو** ...... رمضان المبارک کی ۲ تاریخ کو سلطان روانہ ہو گیا اور جاتے ہوئے رملہ سے گذرا، تو اس کے قلعے کو بھی گرا دیا اور جلد ہی بیت المقدس واپس آ گیا۔ اس کے بعد فرنگی بادشاہ نے سلطان سے کہا کہ دونوں طرف آدمی مر رہے ہیں، ہم صرف صلیب اعظم، ساحلی علاقے اور بیت المقدس کے طلب گار ہیں، ہماری جنگ ختم ہو جائے گی، سلطان نے صاف اور کھرا جواب دیا فرنگی القدس کی طرف بڑھے سلطان بھی روانہ

ہوا، ذوالقعدہ میں قمامہ اور پھر دار القساقس میں رکا شہر کو مضبوط کیا اور خندقوں کو گہرا کروایا، خود سلطان نے اور اس کے بیٹوں نے بھی کام کیا۔
یہ قیامت کا وقت تھا، شہر کے باہر فرنگیوں سے جھڑپیں شروع ہو چکی تھیں، جس میں فرنگی روز افزوں قتل وقید ہور ہے تھے یہ سال تو اسی طرح گذر گیا۔

**خانہ کعبہ پر حملہ**...... عماد الکاتب نے لکھا ہے کہ محی الدین محمد بن الزکی کو دمشق کا قاضی بنایا گیا، اس کے علاوہ اس سال مکہ کے امیر داؤد بن عیسی بن خلیفہ بن ہاشم بن محمد بن ابی ہاشم الحسنی نے حملہ کر کے خانہ کعبہ سے مال واسباب لوٹ لیا حتیٰ کہ حجر اسود کے اردگرد لگا ہوا چاندی کا بار بھی اتار لیا جب سلطان کو حجاج کے ذریعے اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے مکہ کے امیر کو معزول کر دیا اور اس کے بھائی کبیر کو امیر بنا دیا، اس نے جبل ابی قبیس پر موجود قلعے کو منہدم کرا دیا، داؤد نخلہ ہی رہا اور یہیں ۵۸۷ھ میں وفات پائی۔

## اس سال وفات پانے والے مشاہیر

**ملک مظفر**...... تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب، اپنے چچا صلاح الدین کو بہت عزیز تھا، صلاح الدین نے اس کو مصر وغیرہ کا نائب بھی بنایا، پھر حماۃ اور جزیرہ کے اردگرد کے بہت سے علاقے اس کے حوالے کر دیئے، یہ اپنے چچا کے ساتھ عکا میں موجود تھا، پھر سلطان نے اجازت دی کہ جزیرۃ اور آس پاس کے علاقوں کی نگرانی کرے، جب وہاں روانہ ہوا تو وہیں رہ گیا اور پڑوس کے علاقوں پر بھی ہاتھ ڈالنے گیا اور جنگیں کرنے لگا، اسی سال میں اس کی موت واقع ہوئی حالانکہ سلطان اس کی اس حرکت کی وجہ سے اس سے ناراض تھا، حماۃ میں اس کی تدفین ہوئی وہاں اس کا ایک بڑا مدرسہ تھا اور اسی طرح دمشق میں بھی تھا اس نے بہت سی جگہیں اس پر وقف کیں۔
اس کے بعد اس کا بیٹا المنصور ناصر الدین محمد اس کے علاقوں کا بادشاہ بنا، بڑی کوششوں اور وعدوں کے بعد سلطان صلاح الدین بھی اس پر راضی ہو گیا، اگر ملک عادل نے اس کی سفارش نہ کی ہوتی تو سلطان اس کو باپ کی جگہ ہرگز برقرار نہ رکھتا۔ بہر حال ملک مظفر کی وفات اس سال ۱۹ رمضان المبارک میں ہوئی بہت بہادر اور دلیر آدمی تھا۔

**امیر حسام الدین محمد بن عمر بن لاشین**...... اس کی ماں سلطان کی بہن الست الشام بنت ایوب تھی جس نے دمشق میں الشامیتین کو وقف کیا تھا۔ اس کی وفات ۱۹ رمضان بروز جمعہ ہوئی، ایک ہی دن میں بھتیجے اور بھانجے کی موت کا سلطان کو بہت کا غم ہوا۔ اور ان دونوں نے اس کی بڑی مدد کی تھی۔ آپ کو الحسامیہ قبرستان میں دفن کیا۔ اور اسے محلّہ عونیہ یعنی الشامیہ البرانیہ میں تعمیر کیا۔

**امیر علم الدین سلیمان بن حیدری حلبی**...... آپ حکومت صلاحیہ کے بڑوں میں سے تھے اور سلطان جہاں بھی ہوتے وہ ان کی خدمت میں ضرور آتے۔ آپ ہی نے سلطان کو عسقلان گرادینے کا مشورہ دیا تھا۔ آپ جب قرس میں بیمار ہوئے تو آپ نے دمشق میں علاج کی فرمائش کی تو سلطان نے آپ کی بات مان لی، تو آپ جلدی سے وہاں پہنچے اور ذی الحجہ کو آپ کا انتقال ہو گیا۔

**الصفی بن القائض**...... اس سال جب میں امیر ترین نائب دمشق الصفی بن الفائض کا انتقال ہوا۔ اور حکومت سے پہلے آپ سلطان کے بڑے اصحاب میں سے تھے پھر آپ کو دمشق کا نائب مقرر کیا گیا حالانکہ آپ کا انتقال اسی سال ھوا تھا۔

**ماہر طیب اسعد بن الحطر ان**...... اور ربیع الاول میں ماہر طیب اسعد بن المطر ان کی وفات ہوئی۔ آپ اسلام قبول کر چکے تھے۔ اور عوام وخواص نے آپ کے علاج کی تعریف کی۔

شیخ الدین الجیوشانی......آپ سلطان صلاح الدین کے کہنے پر امام شافعیؒ کی قبر مصر میں بنوائی۔اور اس پر قیمتی اوقاف وقف کروائیں۔اور اس کی تزئین ونگہداشت کو آپ کے حوالے کیا۔سلطان آپ کا احترام کرتا تھا، میں نے طبقات الشافعیہ میں آپ کے اور مذھب کے بارے میں آپ کی تصنیف شرح الوسیط کا ذکر کیا اور جب الجیوشانی کا انتقال ہوا۔اور ایک جماعت نے پڑھانے کا مطالبہ کیا تو ملک عادل نے اپنے بھائی کے پاس شیخ الشیوخ ابوالحسن محمد بن حمویہ کی بات کی تو انہیں پڑھانے کی اجازت مل گئی۔پھر سلطان کی وفات کے بعد اسے تدریس سے نکال دیا اور باری باری سلطان کے بیٹوں کا ہاتھ ان پر رہا پھر اس کے بعد فقہاء اور مدرسین ان کی طرف واپس لوٹ آئے۔

## واقعات ۵۸۸ھ

اس سال کی ابتداء ہوئی تو سلطان صلاح الدین جو خیمہ زن تھا۔اس نے فصیل کو اپنے بیٹوں اور امراء میں تقسیم کردیا۔اور خود بھی اس میں کام کیا۔اور وہ زین کے اگلے پچھلے حصوں کے درمیان پتھر اٹھاتا رہا۔اور لوگ اس کی طرح کام کرتے رہے۔فقہاء اور قراء بھی کام کرتے رہے۔اور فرنگی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا۔اور وہ لوگ ان چور محافظوں اور اسیزک کی وجہ سے شہر کی طرف نہیں جاسکتے تھے۔اور انہوں نے قرس کا محاصرہ کرنے کے لئے پورا عزم کیا ہوا تھا اور اسلام کے خلاف بری تدبیریں کرنے پر سب کا اتفاق تھا کبھی یہ غالب آتے تو کبھی مغلوب ہو جاتے کبھی لوٹتے تو کبھی لٹاتے۔ربیع الاول کے آخر میں سیف الدین المشطوب رہا ہو کر آئے سلطان کے پاس جب عکا پر قبضہ ہوا تو یہ ان کے نائب تھے۔انہوں نے پچاس ہزار دینار سلطان کو قرضہ دیا اور اسی میں سے کچھ واپس کر کے اس کو نابلس کا نائب مقرر کیا۔یہیں ماہ شوال میں اس کا انتقال ہوا۔

**المرکیس کا قتل**......ربیع الثانی میں صور کا بادشاہ المرکیس قتل کردیا گیا۔اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے۔فرنگی بادشاہ نے اس پر دو سپاہی بھیج کر فدائی حملہ کروایا تھا۔ان دونوں قاتلوں نے عیسائیت کا اظہار کیا اور گرجے میں رہائش اختیار کی اور جیسے ہی موقع ملا انہوں نے ،المرکیس کو قتل کرڈالا۔
بعد ازاں فرنگی بادشاہ نے اپنے بھتیجے بلام النکد ھر کو اپنا نائب بنایا۔یہ فرانسیسی بادشاہ کا باپ کی طرف سے بھانجا بھی تھا۔اور یہ دونوں اس کے ماموں تھے، چنانچہ صور پہنچتے ہی یہ المرکیس کی بیوی کے پاس گیا جو حاملہ تھی۔یہ کام اس نے شدید دشمنی کی وجہ سے کیا تھا کیونکہ اس کے اور انگریزوں کے درمیان شدید نفرت اور دشمنی تھی جبکہ سلطان صلاح الدین ان دونوں سے شدید نفرت کرتا تھا،لیکن اس کے کچھ اچھے سلوک کی بدولت اس کا قتل آسان نہ تھا۔

**الدارم پر قبضہ**......جمادی الاولیٰ کی ۹ تاریخ کو لعنتی فرنگی قلعہ الدارم پر قابض ہو گئے اور اس کو منہدم کر دیا اہل قلعہ کو قتل کرلیا اور عورتوں بچوں کو گرفتار کرلیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون پھر وہ القدس کی طرف بڑھے۔سلطان ایک لشکر کے ساتھ ان کے سامنے آیا، جنگ شروع ہوئی تو شیطانی گروہ بھاگ نکلا اور سلطان القدس کی طرف واپس آ گیا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے،''اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ سمیت واپس لوٹا دیا کوئی بھلائی ان کے ہاتھ نہ آئی۔قتال کرنے والے مومنوں کی مدد و نصرت کو اللہ تعالیٰ کافی،اللہ تعالیٰ بہت طاقتور اور زبردست ہے''۔(سورۃ الاحزاب آیت ۲۵)

**مسلمانوں کی پریشانی**......پھر انگریزوں کے بادشاہ کو(جو اس وقت فرنگیوں کا سب سے بڑا بادشاہ تھا) ایک اسلامی لشکر کے خلاف کامیابی ہوئی،اس نے راتوں رات حملہ کر کے متعدد کو قتل کردیا اور پانچ سو کو قیدی بنالیا،بہت سے اونٹ،گھوڑے اور خچر مال غنیمت کے طور پر ان کو ملے،اونٹوں کی تعداد تین ہزار تھی جو فرنگی قوت میں اضافے کا باعث بنے،چنانچہ اونٹوں کو انہوں نے اونٹ بانوں کے حوالے کر کے،گھوڑوں کو سائیسوں کے حوالے کر کے کام لینے لگے جبکہ خچروں کو البحر الہندیہ کے مختلف کاموں میں لگا دیا،یہ بہادر شخص تھا اور القدس کے محاصرہ کا ارادہ کئے ہوئے تھا اس نے ادھر اُدھر کے فرنگی بادشاہوں سے مدد منگوائی،سلطان نے بھی برابر کی تیاری کی فصیلوں کو درست کیا،خندقیں بنوائیں منجنیقیں نصب کروائیں اور القدس

کے اردگرد موجود پانیوں کو مزید گہرا کرنے کا حکم دیا۔

**صلح ومشورہ**...... جمادی الثانیہ کی ۱۹ تاریخ بروز جمعرات کے وقت سلطان نے اپنے امراء ابوالہیجا المبسمین اور المشطوب اور الاسدیہ کو طلب کیا، اور اسی سلسلے میں مشورہ کرنے لگا خواجا نک درپیش ہوا تھا۔ عماد الکاتب نے یہ مشورہ دیا کہ صخرہ کے پاس آپس میں دشمن سے لڑتے ہوئے مرجانے کا عہد کریں جیسے صحابہ کرام کیا کرتے تھے، سب نے اس بات کو تسلیم کیا لیکن سلطان سر جھکائے کچھ سوچتا رہا، لوگ بالکل خاموش جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، پھر سلطان بولا۔

**سلطان کا خطاب**...... تمام تعریفیں صرف اللہ ہی کے لئے ہیں اور درود وسلام ہو جناب نبی کریم ﷺ پر، یاد رکھو! آج تم لوگ اسلام کے سپاہی ہو، مسلمانوں کی جان مال، عزت آبرو کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے، اللہ تعالیٰ بروز قیامت ان کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ کریں گے، مسلمانوں میں تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں جو اس شہر اور اھل شہر کی حفاظت کرے اگر تم ہی بھاگ کھڑے ہوئے تو پھر تو اللہ کی پناہ، وہ شہروں پر قبضہ کرے گا، لوگوں کو قتل کردے گا، مال ودولت، ساز وسامان عورتوں اور بچوں پر قبضہ کرلے گا، مسجدوں میں صلیب کی پوجا کی جانے لگے گی، نماز اور قرآن کریم کو دور کردیا جائے گا۔ ان سب چیزوں کی حفاظت تمہی کو کرنا ہے، تم ہی مسلمانوں کے بیت المال سے کھاتے ہو، تم ان کے دشمنوں کو بھگاؤ اور ان کے کمزوروں کی مدد کرو پس سب ملکوں کے مسلمان تمہارے ساتھ ہی ہیں، والسلام۔

**حاضرین کی دعوت**...... سیف الدین المشطوب نے کہا کہ ''اے سلطان: ہم آپ کے غلام ہیں آپ نے ہمیں بڑائی اور عظمت عطا کی، ہم اپنی گردنوں سمیت آپ کے سامنے ہیں خدا کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں آپ کی مدد کرتے رہیں گے'' باقی حاضرین نے بھی یہی جوابات دیئے تو سلطان خوش ہوگیا اور ان کی زبردست مہمان نوازی کی، واپسی کے دوران ایک سردار نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک نہ ہو جو اھل عکا کے ساتھ ہوا ہے وہ لوگ ایک ایک کر تمام شہروں پر قبضہ کرلیں گے، ہمیں چاہئے کہ ہم شہر سے باہر نکل کر جنگ کریں سو اگر ہم ان کو شکست دینے میں کامیاب ہوگئے تو بقیہ شہروں پر بھی قبضہ کرلیں گے ورنہ فوج تو کم از کم محفوظ رہے گی، خواہ وہ بیت المقدس پر بھی قابض ہوجائیں ہم طویل عرصے تک بیت المقدس کے علاوہ باقی اسلامی علاقوں کی حفاظت کریں گے۔

**سلطان سے درخواست**...... اس کے بعد انہوں نے سلطان کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم القدس میں فرنگیوں کے محاصرے میں رہیں تو آپ کے خاندان کے کسی فرد کو بھی ہمارے ساتھ رہنا ہوگا۔ تاکہ فوج ایک جگہ جمع رہے کیونکہ کرد ترکوں کی ماتحتی قبول نہ کریں گے اور ترک کردوں کی ماتحتی قبول نہ کریں گے، سلطان کو اس بات کا علم ہوا تو سلطان کو بہت افسوس ہوا اور سلطان رات بھر سوچتا رہا، پھر معاملہ صاف ہوگیا اور اگلے دن یہ طے پایا کہ بعلبک کا گورنر ملک امجد القدس کے نائب کے طور پر ان کے پاس رہے گا۔

یہ چونکہ جمعہ کا دن تھا اس لئے جب مؤذن نے جمعہ کے لئے اذان دی تو اس نے دونوں اذانوں کے درمیان دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور خوب گڑ گڑایا اور اس بڑی مصیبت سے چھٹکارے کی دعا کی۔

اگلے دن شہر کے اردگرد موجود محافظوں نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ فرنگیوں کے بیچ اختلافات پیدا ہوگئے ہیں، فرانسیسی بادشاہ کہتا ہے کہ ہم دور دراز سے آئے ہیں اور بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے چھڑانے کے لئے بے حد وحساب مال ودولت خرچ کرچکے ہیں اور اب گویا کہ بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلا ہی چاہتا ہے۔

**فرنگیوں کا مشورہ**...... جبکہ انگریز بادشاہ کہتا ہے کہ اس شہر کا محاصرہ بہت مشکل ہوگیا ہے کیونکہ یہاں پانی ختم ہوچکا ہے اور دور دراز سے ہمارے پاس پانی نہیں آسکتا، اسی سے نہ صرف محاصرہ ختم ہوجائے گا بلکہ فوج بھی تباہ ہوجائے گی۔ آخر یہ طے ہوا کہ یہ لوگ آپس میں تین سو افراد کو اپنا منصف بنائیں اور پھر ان میں سے بارہ افراد ان کے منصف بنیں، پھر ان بارہ میں سے تین افراد کا انتخاب ہوا، وہ رات بھر سوچ بچار کرتے رہے آخر

صبح انہوں نے یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا، کوئی ان کی مخالفت نہ کر سکا اور بادل نخواستہ واپس روانہ ہو گئے، چلتے چلتے رملہ پہنچے سفر کی تھکن اور بال بچے ان پر غالب آ چکے تھے۔

فرنگیوں کا تعاقب...... ۲۱ جمادی الثانیہ کی صبح سلطان اپنا لشکر لے کر القدس سے باہر گیا اور فرنگیوں کا تعاقب شروع کر دیا کہ کہیں وہ مصر کی طرف نہ چلے جائیں کیونکہ ان کے پاس افرادی اور مالی قوت بہت زیادہ تھی، انگریز بادشاہ اس پر فدا تھا، بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کو ناکام کیا۔

صلح کی گفتگو...... فرنگی بادشاہ نے سلطان کے پاس امن کے لئے نمائندے بھیجے اور یہ طے کرنا چاہا کہ تین سال تک ان کے درمیان جنگ نہ ہو، عسقلان فرنگیوں کے حوالے کیا جائے اور بیت المقدس کا سب سے بڑا چرچ قمامہ فرنگیوں کے حوالے کر دیا جائے تا کہ عیسائی کسی قسم کے ٹیکس یا ٹکٹ کی ادائیگی کے بغیر اس کی زیارت کے لئے آ سکیں، قمامہ کی بات تو سلطان نے تسلیم کر لی لیکن عسقلان دینے سے انکار کر دیا اور قمامہ کی زیارت کے لئے کچھ ٹیکس بھی لگا دیا۔ لیکن فرنگی بھی نہ مانے اور انہوں نے کہا کہ جب تک عسقلان کی فصیل تعمیر کر کے ہمارے حوالے نہ کیا گیا۔ ہم اس معاہدے کو تسلیم نہ کریں گے، لیکن سلطان ڈٹا رہا اور یافا کی طرف روانہ ہو گیا اور شدید محاصرے کے بعد یافا کو فتح کر لیا، فرنگیوں نے تمام اہل یافا کے لئے امان طلب کی لیکن اتنے میں بحری راستے سے فرنگیوں کو مدد آ پہنچی اور وہ مضبوط ہو گئے چنانچہ انہوں نے نافرمانی پر کمر باندھی اور دوبارہ حملہ کر کے شہر پر قابض ہو گئے، وہاں پیچھے رہ جانے والے مسلمانوں کو باندھ کر قتل کر دیا۔ سلطان فوج کو بچانے کے لئے محاصرے کی جگہ سے پیچھے ہٹ گیا، فرنگی بادشاہ سلطان کے حملے کی سختی اور شدت پر سخت حیران تھا کہ جو شہر سلطان نے صرف دو دن میں فتح کیا تھا وہ کوئی اور دو سال میں بھی فتح نہ کر سکتا تھا، لیکن میں یہ نہیں سمجھتا کہ وہ اپنی خودداری اور ذہانت کے باوجود صرف میرے آنے سے پیچھے ہٹا ہو حالانکہ ہم لوگ سمندر سے خالی ہاتھ ہی باہر نکلے ہیں۔

دوبارہ گفتگو...... فرنگی بادشاہ نے دوبارہ صلح کی گفتگو شروع کرنا چاہی تا کہ عسقلان اسے مل سکے لیکن سلطان انکار کرتا رہا، اسی دوران سلطان نے رات کے وقت ان پر حملہ کر دیا اس وقت وہ صرف ۱۷ آدمی تھے اور اس کے علاوہ کچھ پیادے بھی ان کے اردگرد موجود تھے، چنانچہ وہ اپنی فوج لے کر حملہ آور ہوا اور شدید محاصرہ کرنا چاہا لیکن لشکر نے ساتھ نہ دیا، سلطان ان کو ابھارتا رہا لیکن وہ ایسے انکار کرتے رہے جیسے کوئی مریض دوا پینے سے انکار کر دیتا ہے۔

فرنگیوں کی للکار...... دوسری طرف فرنگی بادشاہ نے اپنی صفیں درست کر کے اسلامی میمنے اور میسرے کو للکارا لیکن نہ ہی کسی مسلمان سپاہی نے حرکت کی نہ ہی اس کی للکار کا جواب دیا، یہ صورتحال دیکھ کر سلطان نہایت غمزدہ حالت میں واپس پلٹا، اسے اس بات کا شدید غم تھا کہ کسی نے اس کی بات نہ مانی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر اس میں طاقت ہوتی تو وہ کسی ایک کو بھی بیت المال سے ایک پیسہ بھی نہ لینے دیتا۔

شاہ فرنگ کی بیماری...... ادھر فرنگی بادشاہ سخت بیمار ہو گیا، اُس نے سلطان سے درخواست کی کہ وہ برف اور پھل بھیجے سلطان نے سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پھل اور برف اسے بھجوا دیے، کچھ ہی عرصے بعد وہ لعنتی صحت یاب ہو گیا۔ صحت مند ہوتے ہی دوبارہ اس کا نمائندے عسقلان کا مطالبہ کرنے سلطان کے پاس آنے لگے، اس بار سلطان نے ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا چنانچہ رمضان المبارک کی ۷ تاریخ کو دونوں بادشاہوں کے درمیان صلحنامہ تحریر کیا گیا، ان کے تمام امراء اور سرداروں نے پکے وعدے کئے، جبکہ مسلمان امراء اور سرداروں نے حلف اٹھائے اور اپنی اپنی تحریر لکھی، سلطان نے سلاطین کے دستور کے مطابق صرف بات کرنے پر اکتفا کیا، دونوں گروپ بہت خوش تھے چنانچہ ساڑھے تین سال تک جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہوا اس کے علاوہ یہ کہ جو ساحلی علاقے ان کے پاس ہیں وہ بدستور ان پر قابض رہیں گے، جبکہ مسلمان ان کے مقابلے میں جبلہ کے علاقوں پر قابض رہیں گے، ان کے درمیان معاملات انصاف پر مبنی ہوں گے۔ اس کے بعد سلطان نے سونقب زن عسقلان کی فصیل کو خراب کرنے او وہاں موجود فرنگیوں کو نکالنے کے لئے بھیجے۔

بادشاہ قدس واپس آ گیا۔ اور اس کے حالات اور معاملات کو ترتیب دی اور مضبوط کیا۔ اور مدرسہ کے وقف میں ایک بازار دوکانوں سمیت اور ایک زمین باغات سمیت مزید دے دی اس سال اس نے حج کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے مجاز یمن مصر اور شام کی طرف لکھا کہ وہ اس بات کو معلوم کریں اور اس کے لئے تیار ہیں۔ اور قاضی فاضل نے اسے اس ڈر سے حج سے رکنے کا خط لکھا۔ کہ انگریز شہروں پر قبضہ کر لیں گے اور وہاں بہت ظلم کریں گے لوگوں اور فوج میں خرابیاں پیدا کریں گے۔ ان کی خیر خواہی کم ہو جائے گی۔ اور اس سال مسلمانوں کے حالات کی حفاظت کرنا آپ کے لئے بہتر ہے۔ اور دشمن ابھی تک شام میں خیمے لگائے ہوئے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ وہ طاقت اور اکثریت حاصل کرنے کے لئے صلح کرتے ہیں اور پھر فریب اور خیانت کرتے ہیں چنانچہ سلطان نے اس کی بات غور سے سنی اور اس کی خیر خواہی کا شکریہ ادا کیا حج کا ارادہ ترک کر کے دوسرے ممالک کو بھی لکھ دیا۔ اور وہ پورے رمضان میں قدس شریف میں رہا اور روزے رکھتا اور نماز پڑھتا اور قرآن پڑھتا رہا۔ اور جب کوئی انگریز سردار اس سے ملاقات کرنے کے لئے آتا وہ اس کا دل جیتنے کے لئے اس کی بہت عزت کرتا۔ ان کا ہر بادشاہ بھیس بدل کر قمامہ کو دیکھنے آتا اور وہ بادشاہ کے پاس اس وقت آتا جب عوام حاضر ہوتی تا کہ وہ اسے دیکھ نہ سکے اور بادشاہ اس کو بالکل نہ جانتا۔ اس لئے وہ ان کا اکرام کرتا اور حسن سلوک کرتا۔ اور اپنے خوبصورت اخلاق دکھاتا۔

۵ شعبان کو بادشاہ فوج کے ساتھ قدس سے دمشق کی طرف روانہ ہوا اور اس نے قدس پر عزالدین جورو بیگ کو نائب اور بہاؤالدین بن یوسف بن رافع بن تمیم الشافعی کو قاضی مقرر کیا وادی الجیب سے گزرا اور الداویہ کے تالاب پر رات گذار کر صبح نابلس چلا گیا اور وہاں کے حالات دیکھنے کے بعد وہاں سے چل پڑا۔ اور دو قلعوں اور شہروں کے پاس سے گذرا اور اس کے حالات پر غور کیا اور ان کے ظلم کو ہٹانے لگا اور راستے میں انطاکیہ کا حکمران بہمند اس کے پاس آیا تو اس نے اس سے بہت حسن سلوک کیا۔ اور بہت انعام و اکرام کیا۔ اس وقت العماد کاتب بھی اُس کے ساتھ تھا۔

اس نے اس کو ایک ایک منزل کی اطلاع دی اور اس کو یہ بھی کہا کہ اس نے پیر کے دن عین الحر کو عبور کیا اور بیوس کی۔ چراگاہ تک گیا تو تنگی دور ہو گئی وہاں دمشق کے مشہور و معروف لوگ اس کے پاس آئے اور منگل کو وہ العرارہ گیا۔ اور وہاں بھی تحائف ملے اور ملنے والے آ گئے۔ اور ۱۶ شوال بدھ کے دن صبح دمشق میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوا بادشاہ چار سال کے بعد جب دمشق واپس آیا تو دمشق نے اپنا سب کچھ باہر نکال دیا۔ اپنی عورتوں بچوں اور مردوں کو بھی نکالا اور یہ خوشی کا دن تھا۔ اور شہر کے رہنے والوں کی بڑی تعداد باہر آئی۔ سلطان کے سب بیٹے اکٹھے ہوئے اور باقی ملکوں کے بادشاہوں کے نمائندے بھی اس کے پاس آئے۔ اور اس نے بقیہ سال شکار کرنے اور عدل کے جگہ میں حاضر ہونے اور حسن سلوک کرتے ہوئے قیام کیا اور جب عیدالاضحیٰ آئی تو ایک شاعر نے آپ کی شان میں ایک قصیدہ کہا وہ کہتا ہے۔

اس کے باپ کی قسم اگر اس کی آنکھ محبت نہ کرتی تو میں محبت کے بارے میں شعر نہ کہتا میں ملک ناصر کی تعریف میں سوچ رہا تھا یہ ایسا بادشاہ ہے جس نے ملکوں کو انصاف سے یوں بھر دیا ہے جس طرح اس نے عوام کے ساتھ بہت کھلی نیکی کی ہو۔ وہ عید کو جو روزے رکھنے اور افطار کرتے ہوئے حلال کرتا ہے اور خشکی اور تری میں ہمارے اللہ سے ملاقات کرتا ہے اور اللہ کی اطاعت کا حکم دیتا ہے خواہ وہ مصر کا بادشاہ بن جائے تو جو دین اور دنیا میں کوشش کر رہا ہے اس سے تو نے بادشاہوں میں فخر حاصل کیا تو اصل اور فرع کی دو بزرگیوں کا جمع کرنے والا ہے اور تو دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔

اس سال ہونے والے واقعات میں ایک عظیم جنگ وہ بھی ہے جو غزنی کے بادشاہ شہاب الدین جو غزنی کا سبکتگین سلسلے کا بادشاہ تھا کے اور ہندوستان کے بادشاہ کے درمیان ہوئی۔ شہاب الدین کو ۵۸۳ھ میں ہندوؤں کے ہاتھوں شکست ہو چکی تھی چنانچہ اس بار اللہ تعالیٰ نے ہندوؤں کو شکست دی اور شہاب الدین کو کامیابی سے ہمکنار کیا اور ان کے بے شمار لوگوں کو قتل کیا اور بہت سے قید کر لئے۔ ان قیدیوں میں ان کا سب سے بڑا حاکم اور اٹھارہ ہاتھی بھی شامل تھے ان میں وہ ہاتھی بھی تھا جس کو اس نے زخمی کیا تھا۔ پھر اس حاکم کو تو اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے اس کی خوب بے عزتی کی اور اس کے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا جو کچھ اس قلعے میں مال تھا اور اسے ہر چھوٹی بڑی چیز کے بارے میں خبر دی۔ اس کے بعد اس حاکم کو قتل کرا دیا پھر کامیابی کے ساتھ خوش و خرم غزنی واپس آ گیا۔

اس نے بغداد کے امیر الحج طاشتکین پر الزام لگایا کہ یہ صلاح الدین ایوبی سے خط و کتابت کر رہا ہے اور اس کے اور بغداد کے مابین کوئی رکاوٹ نہیں رہی اگر چہ یہ الزام جھوٹا تھا مگر طاشتکین کی گوشمالی ہوئی اور تاوان کا مطالبہ ہوا اور گرفتار کرتے جیل میں ڈال دیا گیا۔

## اس سال وفات پانے والے مشہور لوگ

**قاضی شمس الدین محمد بن موسیٰ** ...... یہ ابن الفراش کے نام سے مشہور تھے جس وقت دمشق میں افواج کے قاضی تھے تو بادشاہ انہیں اپنا نمائندہ بنا کر آس پاس کے حکام کے پاس بھیجا کرتا تھا ان کی ملطیہ میں وفات ہوئی۔

**سیف الدین علی بن احمد مشطوب** ...... یہ اسد الدین شیر کوہ کا ساتھی تھا ان کے ساتھ تین جنگوں میں شریک رہا اور پھر صلاح الدین کے بڑے امراء میں سے ہوگیا۔ جس وقت انگریز عکا پر قابض ہوئے تو یہ بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اور پچاس ہزار دینار فدیہ دے کر آزاد ہوگیا۔ صلاح الدین کے پاس قدس پہنچا تو نہ صرف صلاح الدین نے اس نے اس رقم کا بڑا حصہ ادا کیا بلکہ نابلس کا گورنر بھی بنا دیا۔ اس کا ۲۳ شوال بروز اتوار انتقال ہوا اور گھر ہی میں دفن کیا گیا۔

**عز الدین قلج ارسلان بن مسعود** ...... یہ قلج ارسلان کا بیٹا ہے اس نے اس لالچ میں کہ اس کی ساری اولاد تابعدار رہے اپنے سب علاقے اپنے بیٹوں میں بانٹ دیئے مگر انہوں نے اس کی نافرمانی کی اپنی عزت خوب کرائی باپ کی بے عزتی کی۔ یہ اسی حال میں رہا اور اسی سال انتقال کر گیا۔

**شاعر ابوالمرھف نصر بن منصور النمیری** ...... اس کا انتقال اس سال ربیع الآخر میں ہوا، یہ علم حدیث سے وابستہ تھے، چودہ سال کی عمر میں چیچک کی وجہ سے دور کی نظر کمزور ہوگئی علاج کے لئے عراق گئے مگر طبیبوں نے مایوس کر دیا لہٰذا قرآن کے حفظ کرنے اور صالحین کی مجلس کو اختیار کر لیا ور کامیاب ہوئے کسی نے ان کا مسلک پوچھا تو کہنے لگے۔

احـب عـلـيـا والبتـول وولـدهـا
ولا اجـحـد الشـيـخيـن فـضـل التـقـدم
وابـرأ مـمـن نـال عثـمـان بـالاذى
كـمـا ابـرأ مـن ولاء ابـن مـلـجـم
ويـعـجـبـنـي اهـل الـحـديـث لـصـدقهـم
فـلـسـت الـى قـوم سـواهـم بـمـنـتـمـي

ترجمہ: ...... حضرت علی (بقول فاطمہ رضی اللہ عنہا) بتول اور ان کے بیٹوں سے محبت کرتا ہوں شیخینؓ کے تقدم کی فضیلت کا منکر نہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اذیت پہنچانے والوں سے بری ہوں جیسا کہ میں ابن ملجم سے بری ہوں، مجھے حدیث سے اشتغال رکھنے والے اپنی سچائی کی وجہ سے حیرت میں ڈال دیتے ہیں میں ان کے سوا اور کسی کی طرف خود کو منسوب نہیں کرتا۔

ان کا انتقال بغداد میں ہوا اور باب حرب کے مقبرہ شہداء میں انہیں دفن کیا گیا۔

ختم شد

حصہ دوازدہم تاریخ ابن کثیر